سلیس بامحاورہ جدید ترجمہ

تاریخ طبری اردو

اردو ترجمہ

تاریخ الامم والملوک

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبری

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان 2213768

اردو
تاریخ طبری

سلیس بامحاورہ جدید ترجمہ

تاریخ طبری اردو

اردو ترجمہ

تاریخ الامم والملوک

جلد پنجم

حصہ اول و دوم

خلافت عمر بن عبدالعزیز تا مروان بن محمد (مروان ثانی)
۹۹ ہجری تا ۱۳۲ ہجری

خلافت ابوالعباس عبداللہ بن محمد تا اختتام خلافت ہادی
۱۳۲ ہجری تا ۱۷۰ ہجری

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبریؒ

ترجمہ
سید محمد ابراہیم ایم۔اے ندوی

تسہیل، تشریح وعنوانات
مولانا محمد اصغر مغل
فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی
کمپوزنگ : محمد زید مغل
طباعت : ۲۰۰۳ء حسان پرنٹنگ پریس، کراچی۔
ضخامت : ۸۸۰ صفحات

ملنے کے پتے

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
کشمیر بکڈپو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
ادارۂ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی
ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ B-437 دیب روڈ لسبیلہ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

تاریخ طبری

جلد پنجم حصہ اول و دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلافت حضرت عمر بن عبدالعزیز

یوم جمعہ ۱۰، ماہ صفر ۹۹ھ ہجری بمقام وابق عمر عبدالعزیز خلیفہ ہوئے۔

رجا بن حیواۃ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جمعہ کے دن سلیمان نے باریک سبز ریشم کا لباس پہنا آئینہ میں اپنی صورت دیکھ کر کہا کہ میں کیسا بہادر جوان فرمانروا ہوں۔ جمعہ کی نماز پڑھا کر گھر واپس بھی نہ آسکا کہ بخار ہو گیا۔ جب طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو اپنے ایک کم عمر نابالغ لڑکے کے لیے عہد خلافت لکھ دیا۔

سلیمان کا اپنے لڑکے کو عہد خلافت کے لیے انتخاب کرنا

میں نے عرض کیا کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں دوسری اور باتوں کے جو ایک خلیفہ کو عذاب قبر سے محفوظ رکھتی ہیں۔ یہ بھی ہے کہ وہ اپنے بعد اللہ کی مخلوق پر ایک نیک اور قابل شخص کو اپنا جانشین مقرر کر جائے۔ سلیمان کہنے لگا کہ میں اللہ سے استخارہ کر رہا ہوں اور اس معاملہ پر غور کر رہا ہوں اس سے زیادہ میں نے اس وقت کسی بات کیلئے ان پر زور نہ ڈالا۔

سلیمان کا پہلے فرمان کو پھاڑنا اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کو منتخب کرنا

ایک یا دو دن کے بعد سلیمان نے اُس فرمان کو پھاڑ ڈالا اور اور مجھے بلایا۔ اور داؤد بن سلیمان کے متعلق میری رائے دریافت کی۔ میں نے کہا کہ وہ اس وقت قسطنطنیہ میں ہیں اور یہ بھی آپ کو معلوم نہیں کہ اس وقت وہ زندہ بھی ہیں یا نہیں، سلیمان نے پھر مجھ سے کہا کہ تم کسی کا نام پیش کرو، میں نے اس خیال سے کہ دیکھوں کہ کس کا نام خود لیتے ہیں عرض کیا کہ جناب ہی کی رائے زیادہ مناسب ہے آپ خود ہی انتخاب فرمائیں۔ اس پر انھوں نے کہا کہ اچھا عمر عبدالعزیز کے متعلق کیا کہتے ہو؟

میں نے کہا کہ میں انھیں نہایت ہی نیک عالم و فاضل اور اس بوجھ کے اٹھانے کا اہل سمجھتا ہوں، سلیمان کہنے لگا کہ بس تو وہی میرے بعد خلیفہ ہونگے، اس کے بعد ہی پھر سلیمان کہنے لگا کہ اگر میں صرف اُنھیں کو اپنا ولی عہد مقرر کروں اور کسی اور کو نہ کروں تو اس سے فساد پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے کیونکہ میرے خاندان والے اُس وقت تک ان کی ولی عہدی کو تسلیم نہیں کرینگے جب تک اُن کے بعد اُس کا ولی عہد بھی میں ہی مقرر نہ کر جاؤں اور میں یزید بن عبدالملک کو اُن کے بعد اُنکا نائب مقرر کر دیتا ہوں اس طریقہ سے میرے خاندان والے خاموش ہو جائیں گے اور

اسے پسند کر لیں گے (یزید بن عبدالملک اُس وقت جہاد کے لیے باہر گئے ہوئے تھے)۔
میں نے کہا کہ جناب والا کی رائے زیادہ مناسب ہے، ایسا ہی کیجئے۔ پھر انھوں نے حسب ذیل فرمان لکھا،

سلیمان کا حضرت عمر بن عبدالعزیز کو عہد خلافت کے لیے منتخب کرنا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، حمد و ثنا کے بعد، یہ فرمان سلیمان کی جانب سے عمر بن عبدالعزیز کے نام لکھا جاتا ہے کہ آپ کو میں اپنے بعد خلیفۃ المسلمین مقرر کرتا ہوں اور آپ کے بعد یزید بن عبدالملک اس منصب پر فائز ہوں گے ،تمام لوگوں کو چاہیے کہ وہ عمر بن عبدالعزیز کی اطاعت و فرماں برداری کریں۔ اللہ سے ڈرتے رہیں۔ پھوٹ نہ ڈالیں کہ کہیں دشمن کو تمھارے خلاف کاروائی کرنے کی جرأت ہو۔

سلیمان کا اپنے خاندان والوں سے حلف ووفاداری

فرمان پر مہر لگانے کے بعد کعب بن حامد العبسی کو (جوان کے حفاظتی دستے کے بڑے افسر تھے) بلا کر حکم دیا کہ میرے تمام خاندان والوں کو ایک جگہ جمع ہونے کا حکم دو۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو سلیمان نے مجھ سے کہا کہ تم میرے اس خط کو اُن کے سامنے لے جا کر کہہ دو کہ یہ میرا فرمان ہے۔ جس شخص کو میں نے اپنے بعد اپنا نائب مقرر کیا ہے اُن کا نام اس میں لکھ دیا ہے آپ سب حضرات اُس کے لیے حلف وفاداری اُٹھائیں۔

جب میں نے وہ دستخط شدہ فرمان اُن کے سامنے پیش کیا تو سب کہنے لگے کہ ہم امیر المومنین کے پاس جا کر اُنھیں سلام کرنا چاہتے ہیں میں نے کہا کہ بہتر ہے تشریف لے چلئے۔ یہ سب کے سب سلیمان کے پاس آئے ۔سلیمان نے اسی فرمان کی طرف اشارہ کر کے اُس کے متعلق کچھ گفتگو کی اور کہا کہ رجا بن حیواۃ کے ہاتھ میں جو دستخط شدہ فرمان ہے یہ میرا فرمان ہے۔ آپ سب لوگ اس کی تعمیل کریں اور جس شخص کو میں نے اپنا نائب مقرر کیا ہے آپ اُس کے لئے حلف وفاداری کیجئے۔ چنانچہ ہر شخص نے الگ الگ حلف وفاداری کی اور میں نے سلیمان کے حکم سے وہ دستخط شدہ فرمان اُن سب کے سامنے کر دیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی رجا بن حیواۃ سے ملاقات

جب سب لوگ چلے گئے تو عمر بن عبدالعزیز میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ شاید اس بوجھ کو میرے کندھوں پر ڈالا گیا ہے؟ اس لئے میں خدا اور اپنے ذاتی دوستانہ تعلقات کا واسطہ دلا کر آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے اسی وقت بتا دیں تا کہ اگر یہ میرا خیال درست نکلے تو میں اسی وقت اس عہدہ سے اپنے آپ کو بری کر لوں۔ ورنہ شاید پھر مجھے اس بات کا موقع نہ ملے جو اس وقت مجھے حاصل ہے، میں نے کہا کہ بخدا میں ایک حرف بھی نہیں بتا سکتا اس پر عمر بن عبدالعزیز ناراض ہو کر چلے گئے۔

ہشام کی رجا بن حیواۃ سے ملاقات

پھر ہشام بن عبدالملک مجھ سے ملے اور کہنے لگے کہ آپ کے اور میرے پرانے دوستانہ تعلقات ہیں اور میں آپ کا بیحد شکر گزار ہوں گا اگر آپ یہ بات بتا دیں۔ اگر یہ فرمان میرے متعلق ہے تو مجھے معلوم ہو جائے گا

اور اگر کسی اور کے متعلق ہے تو آپ فرما دیجئے۔ مجھ جیسے شخص سے کم از کم یہ بات تو دریغ نہ رکھیں مجھے بتا دیجئے اور میں خدا کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ کسی اور سے اسکا تذکرہ نہ کروں گا، میں نے صاف انکار کر دیا اور کہدیا کہ یہ ایک راز ہے جو میرے حوالے کیا گیا ہے میں ایک حروف نہیں بتا سکتا ہشام مایوس ہو کر چلے گئے بہت افسوس کے ساتھ یہ کہتے جا رہے تھے کہ اگر میں نہ ہوا تو اور کون ہوگا کیا عبدالملک کی اولاد سے خلافت نکل جائے گی۔

سلیمان کی وفات کا بیان

میں پھر سلیمان کے پاس آیا۔ اب ان کا سانس نکل رہا تھا۔ جب اُن پر بیہوشی غالب ہوئی تو میں نے قبلہ کی طرف ان کی کروٹ کر دی۔ جب پھر آنکھ کھولی تو کہا کہ رجا، ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔ میں نے دو مرتبہ یہی کیا مگر تیسری مرتبہ سلیمان نے کہا کہ ہاں اب میری روح نکلنے کا وقت آ گیا ہے اب میں تمھارے سامنے پڑھتا ہوں۔

اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد انّ محمداً عبدہٗ ورسولہ، اس کے بعد ہی میں نے قبلہ کی طرف ان کا رخ کیا اُدھر سلیمان نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ میں نے ان کی آنکھیں بند کر دیں ایک سبز چادر انھیں اڑھا دی اور دروازہ بند کر دیا۔ ان کی بیوی نے مجھ سے ان کی خیریت دریافت کروائی۔ میں نے کہا کہ سو رہے ہیں۔ اس وقت چادر اوپر پڑی ہوئی تھی۔ قاصد نے یہی دیکھ کر بیان کر دیا اور اُس نے اس بیان کو سچ سمجھ لیا، اور یہی خیال کیا کہ وہ سو رہے ہیں۔ میں نے دروازہ پر اپنے ایک خاص با اعتماد شخص کو بٹھا دیا۔ اور حکم دیا کہ جب تک میں نہ آ جاؤں تم یہاں سے نہیں مت جانا اور نہ کسی کو سلیمان کے پاس اندر جانے دینا۔

سلیمان کے خاندان والوں سے ایک مرتبہ پھر بیعت لینا

سلیمان کے پاس سے نکل کر میں نے کعب بن حامد العبسی کو بلایا۔ اُس نے سلیمان کے تمام خاندان والوں کو وابق کی مسجد جمع کیا۔ میں نے سب سے درخواست کی کہ آپ بیعت کیجئے۔ وہ کہنے لگے کہ ایک مرتبہ تو ہم بیعت کر چکے ہیں تو کیا دوبارہ پھر کریں۔ میں نے کہا جی ہاں امیر المومنین کا یہ دستخط شدہ فرمان ہے، جس شخص کو انھوں نے اپنا نائب مقرر کیا ہے اُس کے لیے آپ لوگ بیعت کریں چنانچہ ہر شخص نے فرداً فرداً پھر بیعت کی۔

سلیمان کی وفات کا اعلان۔

جب میں نے دیکھ لیا کہ سلیمان کی موت کے بعد بھی یہ لوگ بیعت کر چکے تو میں نے خیال کیا کہ اب میں نے معاملہ کو پختہ کر دیا ہے۔ اب امیر المومنین کو موت کا اعلان کر دینا چاہیے، چنانچہ میں نے سلیمان کی موت کا اعلان کر دیا سب نے اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ پھر میں نے فرمان چاک کر کے سب کے سامنے پڑھا۔ جب میں عمر بن عبدالعزیز کے نام پر پہنچا تو ہشام نے چیخ کر کہا کے میں ہرگز اُن کے ہاتھ پر بیعت نہیں کروں گا میں نے ڈانٹا اور کہا کہ ابھی تمھاری گردن مار دوں گا۔ کھڑے ہو جاؤ اور بیعت کرو، ہشام لڑکھڑاتے ہوئے اُٹھے اور بیعت کی۔

ہشام کا حضرت عمر بن عبدالعزیز کے ہاتھ پر بیعت کرنا

میں نے عمر بن عبدالعزیز کے دونوں بازو پکڑ کر انہیں منبر پر بٹھایا۔ عمر اس سخت بارگراں کے خیال سے ان

اللہ وانا الیہ راجعون پڑھتے جاتے تھے اور ہشام اپنی ناکامی پر۔ چنانچہ جب ہشام بیعت کرنے کے لئے عمر کے پاس پہنچے تو عمر اس بات پر اظہار افسوس کر رہے تھے کہ اپنی مرضی کے خلاف اس مصیبت میں گرفتار ہوا، اور ہشام اپنی ناکامی پر افسوس کر رہے تھے۔

سلیمان کا غسل وکفن اور نماز جنازہ کا بیان

پھر سلیمان کو غسل وکفن دیا گیا۔ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز نے نماز جنازہ پڑھی۔

عمر بن عبدالعزیز کے تدبیر امور سلطنت کا بیان

سلیمان کی تجہیز وتدفین سے فارغ ہونے کے بعد اُس کی تمام سواری کے جانور رسا تھ ایک ایک نگہبان کے عمر کے سامنے پیش کیے گئے، انہوں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے کہا گیا کہ خلیفۃ المسلمین کی سواری کے جانور ہیں حضرت عمر بن عبدالعزیز فرمانے لگے کہ میرا جانور ہی میرے لئے زیادہ مناسب ہے، اور پھر اپنے ہی گھوڑے پر سوار ہوئے یہ تمام جانور واپس کر دیئے گئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز وہاں سے آگے آئے، لوگوں نے کہا کہ اسی مکان میں چلئے جہاں سابقہ خلیفۃ المسلمین قیام پذیر تھے، فرمانے لگے کہ اس میں ابوایوب کے اہل وعیال ہیں جب تک وہ اس مکان کو خالی کریں میرے لئے میرا خیمہ ہی کافی ہے چنانچہ وہ اپنی ہی قیام گاہ میں محل کے خالی ہونے تک قیام پذیر رہے

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا تمام شہروں میں خطوط روانہ کرنا

شام کے وقت مجھ سے کہا کہ منشی کو بلوا دو، سواری کے جانوروں اور قیام گاہ کے متعلق جو طرز عمل آپ نے اختیار کیا تھا اُس سے مجھے بیحد خوشی ہوئی تھی۔ میں اپنے دل میں کہنے لگا کہ دیکھیں اب کیا کرتے ہیں آیا ایک ہی خط سب کے نام لکھتے ہیں یا مختلف خطوط، جب منشی سامنے آیا تو امیر المومنین نے اپنے منہ سے بول کر ایک ہی خط جو نہایت ہی جامع ومانع اور بلیغ تھا لکھوایا اور فرمایا کہ اس کا ایک ایک نسخہ تمام شہروں کو بھیج دیا جائے۔

عبدالعزیز بن الولید کا خلافت کا اعلان اور پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز کے ہاتھ پر بیعت کرنا۔

عبدالعزیز بن الولید کو جو اُس وقت وابق میں تھے جب سلیمان کے مرنے کی خبر ہوئی تو انہیں یہ بات تو معلوم نہ تھی کہ اس طرح عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے ہیں اور خود سلیمان نے انہیں مقرر کر دیا تھا انہوں نے اپنے خلیفہ ہونے کا اعلان کیا۔ مگر جب انہیں معلوم ہوا کہ تمام لوگ عمر بن عبدالعزیز کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں تو یہ آپ سے ملنے آئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اُن سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اپنے خلیفہ ہونے کا اعلان کیا ہے اور آپ زبردستی دمشق میں داخل ہونا چاہتے تھے؟

عبدالعزیز کہنے لگے کہ بے شک یہ صحیح ہے مگر مجھے یہ معلوم ہوا تھا کہ سلیمان نے کسی کو اپنا نائب مقرر نہیں کیا ہے اس بنا پر میں نے خیال کیا کہ اگر میں اپنے خلیفہ ہونے کا اعلان نہ کروں گا تو ہمارا سارا مال وسامان لوٹ لیا جائے گا، عمر بن عبدالعزیز فرمانے لگے خیر کیا ڈر ہے اگر آپ بیعت لے لیتے اور حکومت کی باگ اپنے ہاتھ میں لے لیتے تو

میں آپ سے اس معاملے میں جھگڑا نہ کرتا بلکہ خود اپنے گھر میں بیٹھ جاتا۔

عبدالعزیز کہنے لگے کہ کاش علاوہ تمھارے کوئی اور خلیفہ مقرر کیا جاتا تو میں دیکھ لیتا پھر انہوں نے بھی حضرت عمر بن عبدالعزیز کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔

رجاء کہتے ہیں کہ پہلے ہی سے اس بات کی اُمید کی جاتی تھی کہ سلیمان حضرت عمر بن عبدالعزیز کو اپنا نائب مقرر کریں گے اور اپنے بیٹوں کو اس حق سے محروم کردیں گے۔

اسی سال عمر بن عبدالعزیز نے مسلمہ بن عبدالملک کے پاس قاصد بھیجا اور حکم دیا کہ تمام مسلمانوں کے ساتھ واپس چلے آؤ۔ عمدہ عمدہ گھوڑے اور بہت سامان وخوراک بھی ان کیلئے بھیجا۔ لوگوں کو انکی امداد کی ترغیب دلائی ۔ بیان کیا گیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے پانچ سو اعلیٰ درجہ کے گھوڑے مسلمہ کو بھیجے تھے۔

ترکوں کی آذربیجان پر غارت گری کا بیان

اسی سال ترکوں نے آذربیجان پر غارت گری کر کے مسلمانوں کی ایک جماعت کو لوٹ لیا اور انھیں قتل کر ڈالا، امیر المومنین نے ابن حاتم بن النعمان الباہلی کو انکی خبر لینے کے لئے روانہ کیا، ابن حاتم نے ان میں سے اکثر کا صفایا کردیا، بہت تھوڑے ان میں سے بچ کر بھاگ سکے اور پچاس قیدی مقام خناصرہ میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس لائے گئے

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی تدبیر امور سلطنت کا بیان

امیر المومنین نے یزید بن المہلب کو عراق کی صوبہ داری سے برطرف کردیا۔ بصرہ اور اس کے ماتحت علاقہ پر عدی بن ارطاۃ الفزاری کو گورنر بنادیا۔ اور کوفہ پر عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب الاعرج القرشی متعلقہ بنی عدی بن کعب کو گورنر مقرر کیا اور ابوزناد کو عبدالحمید کا میر منشی مقرر کر کے اُن کے ساتھ کیا، عدی نے موسیٰ بن وجیہہ الحمیری کو یزید کی تلاش میں بھیجا۔

ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم جو عمر بن عبدالعزیز کی جانب سے مدینہ کے گورنر تھے اس سال امیر حج تھے مکہ کے گورنر اس سال عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید تھے، کوفہ اور اسکے ماتحت علاقہ کے گورنر عبدالحمید بن عبدالرحمٰن تھے اور بصرہ کے عدی بن ارطاۃ جراح بن عبداللہ خراسان کے گورنر تھے، ایاس بن معاویہ بن قرۃ المزنی بصرہ کے قاضی تھے۔ پہلے امیر المومنین نے حسن بن ابی الحسن کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا تھا، جب لوگوں نے اُن کی شکایت کی تو پھر آپ نے معاویہ بن قرۃ کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا، بیان کیا گیا ہے کہ عامر الشعبی اس سال کوفہ کے قاضی تھے۔

واقدی نے کہا ہے کہ شعبی حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہد خلافت میں عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کی طرف سے کوفہ کے قاضی تھے، اور حسن بن ابی الحسن عدی بن ارطاۃ کی جانب سے بصرہ کے قاضی تھے مگر پھر حسن نے اپنے عہدہ سے استعفا دے دیا عدی نے استعفا منظور کر کے اُن کی جگہ ایاس بن معاویہ کو بصرہ کا قاضی مقرر کردیا

۱۰۰ھ کے اہم واقعات کا تذکرہ

خوارج کا علم بغاوت بلند کرنا اور امیر المؤمنین کا ان کو سزا دینے کے لئے لشکر روانہ کرنے کا بیان

اسی سال عراق میں خارجیوں نے پھر سر اُٹھایا جب اُن کی بغاوت کی اطلاع دربار خلافت میں ہوئی تو امیر المومنین نے عبدالحمید کو لکھا کہ تم خارجیوں کو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ پر عمل کرنے کی دعوت دو، عبدالحمید نے اس حکم کی تعمیل کی اور پھر اُنکے مقابلہ کے لیے ایک فوج روانہ کی۔ خارجیوں نے اس فوج کو شکست دی۔

جب امیر المومنین کو اس واقعہ کا علم ہوا آپ نے مسلمہ بن عبدالملک کو شام کی ایک فوج کے ساتھ جو مقام رقہ سے تیار کر کے روانہ کی گئی، خارجیوں کو ختم کرنے کے لیے بھیجا اور عبدالحمید کو لکھ دیا کہ تمھاری کثیر فوج کی شکست کی خبر معلوم ہو چکی ہے اب میں مسلمہ کو خارجیوں کو سزا دینے کے لئے اہل شام کی فوج کے ساتھ بھیج رہا ہوں۔ تم ان کے کسی معاملہ میں دخل مت دینا۔ غرض کہ مسلمہ نے اس شامی فوج کے ساتھ خارجیوں سے جنگ کی اور تھوڑی ہی دیر میں اللہ تعالیٰ نے انھیں خارجیوں کے مقابلے میں فتح دی۔

خارجیوں کی بغاوت کی ابتداء کا بیان

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ جس خارجی نے اس زمانہ میں بغاوت پیدا کی تھی وہ شوذب تھا اور اُس کا نام بسطام تھا سب سے پہلے مقام جوخی میں اسّی شہسواروں کے ساتھ اس نے علم بغاوت بلند کیا، یہ شہسوار زیادہ تر قبیلہ بنی ربیعہ کے تھے۔

امیر المومنین کا عبدالحمید کے نام خط

امیر المومنین نے اس واقعہ کی خبر پاتے ہی عبدالحمید کو لکھ بھیجا کہ جب تک کہ خارجی خود کسی کو قتل نہ کریں یا کوئی اور ہنگامہ نہ کریں تم خود اُن سے چھیڑ مت کرنا، البتہ جب وہ کوئی ایسا فعل کریں تب تم اُن کی مزاحمت کرنا۔ ایک بہادر تجربہ کار آدمی کو منتخب کر کے اُس کے زیر قیادت کچھ فوج بھیج دو، اور اُسے بھی یہ ہی احکام دے دینا جو میں نے تمہیں لکھے ہیں۔

عبدالحمید نے محمد بن جریر بن عبداللہ البجلی کو دو ہزار کوفیوں کے ساتھ اس مہم کا سردار مقرر کیا اور امیر المومنین کی ہدایت انہیں پہنچا دی۔

امیر المومنین کا بسطام کے نام خط اور صلح کی پیشکش

امیر المومنین نے بسطام کو لکھا کہ آپ کی بغاوت کا کیا مقصد ہے اور میں آپ کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں۔

اس خط کے آنے سے پہلے ہی محمد بن جریرہ خارجیوں کے مقابلہ پر آ گئے تھے، مگر اس وقت تک چپ چاپ تھے، امیر المومنین نے اپنے خط میں بسطام کو لکھا تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اللہ اور اُس کے رسولؐ کے خاطر لڑائی کے میدان میں آئے ہو، مگر اس بات کے لیے تم مجھ سے زیادہ کسی طرح مستحق نہیں ہو۔ آؤ ہم تم سے بحث کریں۔ اگر تم حق و صداقت پر نہیں تو پھر تم بھی عام مسلمان کی طرح فرمانبردار ہو جاؤ اگر تم حق پر ہو گے اس وقت ہم اس معاملہ پر غور کر لیں گے۔

بسطام کا امیر المومنین کو جواب

بسطام نے ابھی کوئی کاروائی نہیں کی اور امیر المومنین کو لکھا کہ جو کچھ آپ نے لکھا ہے وہ انصاف پر مبنی ہے میں دو شخصوں کو آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں تاکہ اس معاملہ میں آپ سے گفتگو کریں۔

ان دو شخصوں میں سے ایک تو بنی شیبان کا آزاد کردہ غلام ممزوج تھا اور دوسرا بنی یشکر کا ایک صحیح النسب تھا۔ مگر اس واقعہ کے متعلق یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بسطام نے کئی شخص اس غرض سے بھیجے تھے اور اُن میں یہ دونوں (جن کا اوپر ذکر ہوا) بھی تھے جب امیر المومنین نے ان سے کہا کہ صرف دو شخصوں کو منتخب کر کے بھیج دیا جائے تو انہیں دونوں کا انتخاب اس کام کے لئے کیا گیا۔

امیر المومنین کا بسطام کے لوگوں سے مکالمہ کرنا

بہر حال اب یہ دونوں امیر المومنین کے سامنے آئے اور اُن سے بحث کرنے لگے اور امیر المومنین سے سوال کیا کہ یزید کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے کیوں وہ آپ کے بعد خلیفہ ہو؟ امیر المومنین نے فرمایا کہ میں نے نہیں بلکہ مجھ سے پہلے خلیفہ نے اس کو ولی عہد مقرر کیا ہے، خارجیوں نے کہا اچھا آپ ہی بتائے کیا یہ مناسب ہے کہ آپ کسی دوسرے کے مال کے امین بنائے جائیں پھر اُس مال کو آپ کسی ایسے شخص کے سپرد کر دیں جو غیر معتبر ہو، تو ایسی صورت میں کیا آپ نے اُس امانت کے فرض کو اُس ذات کے سامنے پورا کر دیا جس نے آپ کو امین بنایا تھا۔

امیر المومنین فرمانے لگے اس کے جواب کے لئے مجھے تین دن کی مہلت دو، خارجی اٹھ کر چلے آئے مگر اب مروانیوں کو یہ خوف پیدا ہوا کہ کہیں ہمارے خاندان سے یہ حکومت اور دولت نکل نہ جائے اور کہیں ایسا نہ ہو کہ امیر المومنین یزید کو ولی عہدی سے محروم کر دیں، اس لئے اُن لوگوں نے امیر المومنین کو خفیۃً زہر دلوا دیا۔

اور اس واقعہ کے تین ہی دن بعد آپ نے وفات پائی، نیز اس سال امیر المومنین نے ولید بن ہشام المعیطی اور عمرو بن قیس الکندی، کو حمص کی ایک فوج کے ساتھ موسم گرما میں کفار سے جہاد کے لیے بھیجا۔

اسی سال عمرو بن ہبیرۃ الفزاری جزیرہ کے گورنر مقرر کر کے جزیرہ بھیجے گئے اور یزید بن المہلب عراق سے قید کر کے امیر المومنین کی خدمت میں لایا گیا۔

یزید بن المہلب کی گرفتاری کے اسباب و واقعات

یزید بن المہلب کی گرفتاری کے اسباب و واقعات میں تاریخ دانوں کا اختلاف ہے۔ اس کے متعلق ایک بیان یہ ہے کہ جب یزید بن المہلب خراسان سے واپس آ کر واسطہ آئے اور وہاں سے بصرہ کے ارادہ سے کشتیوں میں سوار ہوئے تو عمر بن عبدالعزیز نے عدی بن ارطاۃ کو بصرہ کا گورنر مقرر کر کے بھیجا۔ اور عدی نے موسیٰ بن وجیہہ الحمیر ی کو اپنے آگے روانہ کیا۔ موسیٰ نے یزید کو نہر معقل میں بصرہ کے پل کے پاس پکڑ لیا اور گرفتار کر کے پاؤں میں زنجیریں ڈالدیں عدی نے یزید کو امیر المومنین کی خدمت میں بھیج دیا۔ موسیٰ بن وجیہہ انھیں لے کر آئے عمر بن عبدالعزیز نے انھیں سامنے بلوایا۔

امیر المومنین خود یزید اور اس کے خاندان والوں کو اچھا نہیں سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ بڑے ظالم اور جابر خیال کے لوگ ہیں میں ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔ اسطرح یزید آپ کو اچھا نہیں سمجھتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ میں انھیں مکار اور ریا کار خیال کرتا ہوں۔ مگر جب آپ خلیفہ ہوئے تو یزید کو بھی معلوم ہو گیا کہ یہ مکر و ظاہر داری سے بہت دور ہیں۔

امیر المومنین کی یزید سے بازپرس

امیر المومنین نے یزید سے بلا کر کہا کہ وہ رقم ادا کرو جو تم نے سلیمان کو لکھی تھی، یزید کہنے لگا کہ آپ کو خود معلوم ہے کہ سلیمان کو میری خوشی کتنی پیاری تھی میں نے اُس رقم کا اظہار صرف لوگوں کو جتانے کے لئے کر دیا تھا اور میں خوب جانتا تھا کہ وہ نہ اس رقم کا مجھ سے کبھی مطالبہ کریں گے نہ اور کوئی ایسا حکم دیں گے جو میری طبیعت کے خلاف ہو۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ مجھے تمھارے معاملہ میں سوائے اس کے اور کوئی طریقہ نظر نہیں آتا کہ تمھیں قید کر دوں۔ اللہ سے ڈرو، اور جو مطالبہ تم پر ہے اسے ادا کر دو، یہ مسلمانوں کا حق ہے اور میں اسے کسی طرح چھوڑ نہیں سکتا۔ غرض کہ یزید کو آپ نے جیل خانہ بھیج دیا۔ اور جراح بن عبداللہ الحکمی کو خراسان کا گورنر مقرر کر کے خراسان روانہ کر دیا۔

مخلد بن یزید بن المہلب کی دربار خلافت میں حاضری

یزید کے صاحبزادے مخلد خراساں سے آئے جس گاؤں سے گزرتے دل کھول کر لوگوں کو سخاوت کرتے ، امیر المومنین کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد عرض کرنے لگے کہ امیر المومنین کی خلافت سے اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں پر احسان عظیم کیا ہے مگر ہمیں آپ کی ذات سے تکلیف و مصیبت اُٹھانی پڑی۔

یہ تو کسی طرح مناسب نہیں ہے کہ ہم ہی آپ کے عہد مبارک میں سب سے زیادہ بدقسمت رہیں، آپ میرے والد کو ناحق قید کئے ہوئے ہیں۔ جس قدر مطالبہ اُن پر واجب الادا ہے وہ میں ان کی جانب سے ادا کر دیتا ہوں۔ آپ جو کچھ ان سے مطالبہ کرتے ہیں اس کے بارے میں مجھ سے سمجھوتہ کر لیجئے امیر المومنین نے فرمایا کہ اس وقت تک میں ان سے کوئی مصالحت نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ ایک ایک پائی ادا نہ کر دیں۔

مخلد نے کہا کہ اگر جناب والا کے پاس کوئی تحریری ثبوت ہے تو خیر اس کے مطابق مطالبہ کیجئے ورنہ یا تو

محض ان کے بیان کو صحیح مان لیجئے یا ان سے حلف لے لیجئے اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو پھر آپ ان سے کوئی سمجھوتہ کر لیجئے ،امیر المؤمنین نے کہا اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہو سکتی کہ وہ کل مطلوبہ رقم ادا کر دیں ، جب مخلد آپ کے سامنے سے اُٹھ آیا تو فرمانے لگے کہ یہ اپنے باپ سے تو زیادہ اچھا معلوم ہوتا ہے ۔ مگر مخلد اس واقعہ کے بعد چند دن ہی روز زندہ رہا۔

امیر المومنین کا یزید کو ہلاک کرنے کا حکم دینا

جب یزید نے انکار کر دیا کہ وہ ایک پیسہ بھی نہیں دے گا تو امیر المومنین نے حکم دیا کہ اُن کو جبہ پہنا دیا جائے اور اُونٹ پر سوار کر کے ہلاک کرنے کی جگہ لے جایا جائے ، جب لوگ قید خانہ سے نکال کر یزید کو تمام لوگوں کے سامنے لے جانے لگے تو یزید کہنے لگا ، کیا میرا خاندان ہی نہیں ہے ، مجھے دہلک کیوں لئے جاتے ہیں دُہلک تو وہ شخص لے جایا جاتا ہے جس نے کوئی جرم کیا ہو یا بغاوت کی ہو یہ کیا عجیب و غریب بات ہے کیا میرا خاندان باقی نہیں رہا۔ یہ سُن کر سلامۃ بن نعیم الخولانی امیر المومنین کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مناسب ہے کہ جناب والا یزید کو قید خانہ ہی واپس بھیج دیجئے کیوں کہ مجھے خوف ہے کہ اگر آپ نے اپنے ارادہ کی تکمیل کی تو اُس کے خاندان والے اُسے چھڑا کے لے جائیں گے کیوں کہ میں نے خود دیکھا ہے کہ اس بات سے اُن لوگوں میں جوش و غضب پیدا ہو گیا ہے۔

یزید کو جیل میں رکھنے کا حکم

امیر المومنین نے یزید کو پھر جیل خانہ بھیج دیا۔ یزید اُس وقت تک جیل خانہ ہی میں رہا جب تک اُسے آپ کی بیماری کی اطلاع نہیں ملی یزید کی گرفتاری کے متعلق ایک اور روایت یہ ہے کہ امیر المومنین نے عدی بن ارطاۃ کو حکم دیا کہ یزید کو بھیج دو اور عین التمر میں جو فوج مقرر ہے یزید کو اُس کے حوالے کر دو۔

وکیع پر یزید کے حمایتوں کے حملہ کرنے کا بیان

عدی نے یزید کو وکیع بن حسان بن ابی سود التمیمی کے ہمراہ بیڑیاں پہنا کر ایک کشتی میں بٹھا کر روانہ کیا ۔ جب یزید نہر ابان پہنچا تو بنی ازد کے کچھ لوگ یزید کو چھڑانے کے لیے وکیع پر حملہ کرنے کے لیے تیار ہوئے ، وکیع تیزی سے دوڑا اور اپنی تلوار نیام سے باہر نکالی اور کشتی کے شامیانے کو کاٹ ڈالا۔ یزید کی تلوار بھی چھین لی اور قسم کھا کر کہا کہ اگر تم لوگ منتشر نہ ہوئے تو میری بیوی پر طلاق ہے اگر میں یزید کو قتل نہ کر ڈالوں۔ یزید نے اُن لوگوں سے چلا کر کہا آپ لوگ چلے جائیں وکیع نے اس قسم کی قسم کھائی ہے ، چنانچہ وہ گ یہ سنتے ہی واپس چلے گئے اور وکیع نے یزید کو لا کر اُس فوج کے حوالے کر دیا جو عین التمر میں مقرر تھی۔

وکیع تو عدی بن ارطاۃ کے پاس واپس چلا گیا اور یہ فوج یزید کو حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس لے آئی ۔آپ نے یزید کو قید کر دیا اسی سال امیر المومنین ؒ نے جراح بن عبداللہ الحکمی کو خراسان کی صوبیداری سے برطرف کر دیا اور ان کی جگہ عبدالرحمٰن بن نعیم القشیری کو مقرر کیا۔ اس طرح جراح ایک سال پانچ ماہ خراسان کا صوبیدار رہا ۹۹ھ ہجری میں خراسان آیا۔ اور ماہ رمضان ۱۰۰ ہجری کے ختم ہونے میں کچھ روز باقی تھے کہ اُس نے خراسان چھوڑا

جراح کی برطرفی کے اسباب

جرجان سے روانہ ہونے کے وقت یزید نے جہم بن زحر کو جرجان کا گورنر مقرر کر دیا تھا، مگر جب یزید گرفتار کر کے دربار خلافت میں بھیج دیا گیا تو عراق کے گورنر نے اپنی جانب سے ایک دوسرے شخص کو جرجان کا عامل مقرر کر کے روانہ کیا۔ یہ صاحب جرجان آئے تو جہم نے انھیں اور ان کے ساتھ جو لوگ آئے ان سب کو پکڑ کر قید کر دیا اور پھر پچاس یمنی سواروں کو لیکر جراح سے ملنے کے ارادے سے خراساں روانہ ہوا۔ اب اہل جرجان نے اپنے اس نئے گورنر کو قید سے رہا کر دیا اس فعل پر جراح نے جہم سے کہا کہ اگر تم میرے چچازاد بھائی نہ ہوتے تو میں کبھی تمہاری اس حرکت کو گوارا نہ کرتا اس پر جہم نے جواب دیا کہ آپ سے اگر میری رشتہ داری نہ ہوتی تو میں بھی کبھی آپ کے پاس نہ آتا۔ جہم اور جراح دونوں ہم زلف بھی تھے کیونکہ ان دونوں کی بیویاں حصین بن الحارث کی بیٹیاں تھیں۔ اور چچا زاد بھائی بھی تھے کیونکہ حکم اور جعفی دونوں سعد کے بیٹے تھے۔ جراح نے جہم سے کہا کہ تم نے اپنے امام کی مخالفت کی ہے اور سرکش ہو گئے ہو اب یہی طریقہ تمہارے لیے باقی ہے کہ تم جہاد کے لئے جاؤ شاید تم فتح حاصل کرو اور اس طرح پھر تمہاری بات خلیفۃ المسلمین کے پاس بن جائے،

جراح کا جہم کو جہاد کے لئے ترغیب دینا

چنانچہ جراح نے جہم کو ختل پر جہاد کے لئے بھیجا، جہم روانہ ہوا جب اس کے قریب پہنچا تو اپنی فوج کو چھوڑ کر تین آدمیوں کے ساتھ لے کر بادشاہ ختل کے پاس چلا گیا، اور کہا کہ میں آپ سے تنہائی میں کچھ کہنا چاہتا ہوں تنہائی ہوئی تو جہم نے اپنی خاندانی شرافت وعزت کا اظہار کیا۔ بادشاہ اپنے تخت سے نیچے اتر آیا اور جو اس نے کہا اسے منظور کر لیا۔ لوگ بیان کرتے ہیں کہ ختل نعمان کے آزاد کردہ غلاموں سے تھے،

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس جہم کا شکایت کے لئے روانہ کرنا

جہم کو بہت سا مال غنیمت ملا، جراح نے اس کے متعلق حضرت عمر بن عبدالعزیز کو لکھا اور ایک وفد ان کی خدمت میں روانہ کیا جس میں دو آدمی تو عرب تھے اور ایک آزاد کردہ غلاموں میں سے تھا جس کا تعلق بنی ضبی سے تھا ابو الصید اکنیت تھی اور صالح بن طریق اس کا نام تھا اور اپنے مذہب کے عالموں میں سے تھا۔

بعض تاریخ دانوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ یہ آزاد غلام خالد کے بھائی سعید تھے۔ یا یزید النحوی تھے غرض کے یہ وفد دربار خلافت میں حاضر ہوا دونوں عربوں نے گفتگو کی اور تیسرا شخص چپ بیٹھا رہا اس پر امیر المؤمنین نے پوچھا کہ کیا تم اس وفد کے رکن میں نہیں ہو؟ اس نے کہا جی ہاں میں بھی ہوں۔

تو امیر المؤمنین فرمانے لگے کہ پھر تم کیوں خاموش ہو، اس نے کہا جناب والا خیال کرنے کی بات ہے کہ بیس ہزار آزاد کردہ غلام بغیر تنخواہ اور وظیفہ کے جہاد کر رہے ہیں اور اسی قدر ذمی مسلمان ہو چکے ہیں مگر پھر بھی اسی سابقہ مقدار کے موافق محصول لیا جا رہا ہے یہ کہاں کا انصاف ہے؟ ہمارے صوبہ دار صاحب سخت تعصب رکھنے والے ہیں اور ظالم ہیں ہمارے ہی ملک میں منبر پر فرماتے ہیں کہ جب میں آیا تھا تب بہت رحم دل تھا مگر اب سخت گیر ہو گیا ہوں۔ اور بخدا میری قوم کا ایک فرد تمھارے سو آدمیوں سے زیادہ میرے نزدیک معزز ہے۔

اُس کے ظلم و تکبر کا یہ حال ہے کہ اُس کے کرتے کے بازو کی آستین ہمیشہ چڑھی رہتی ہے یہ بھی ظلم میں حجاج سے کم نہیں بلکہ اُس کا نائب ہے، امیر المومنین یہ سن کر فرمانے لگے کہ واقعی تم جیسے آدمی کو ضرور وفد میں آنا چاہیے تھا ،اور جراح کو حکم دیا کہ دیکھو جو شخص تمھارے سامنے تمھارے قبلہ کی طرف نماز پڑھے اُس سے جزیہ نہ لو۔

اس حکم کے پہنچتے ہی دھڑا دھڑ لوگ مسلمان ہونے لگے۔ یہ حالت دیکھ کر جراح سے کسی نے کہا کہ یہ لوگ اسلام کی خوبیوں کی وجہ سے مسلمان نہیں ہو رہے ہیں بلکہ جزیہ سے بچنے کے لیے۔ اس لیے بہتر ہے کہ ذرا ختنہ کرنے کا حکم دے کر ان کا امتحان تو کیجیے۔

جراح کا خط امیر المومنین کے نام

جراح نے اس معاملہ کو بارگاہ خلافت میں منظوری کے لئے بھیجا۔ امیر المومنین نے اس کے جواب میں لکھا کہ اللہ نے رسول اللہ کو داعی بنا کر مبعوث کیا تھا، ختنہ کرنے والا مقرر نہیں کیا تھا۔ امیر المومنین نے اپنے درباریوں سے پوچھا کہ کوئی ایسا سچ بولنے والا شخص بتاؤ جس سے میں خراسان کی اصلی حالت دریافت کرلوں، لوگوں نے عرض کیا کہ ابی مجلز سے بڑھ کر اور کون ہوسکتا ہے۔ امیر المؤمنین نے جراح کو لکھا کہ تم یہاں آؤ اور ابی مجلز کو بھی ساتھ لاؤ

جراح کا عبدالرحمٰن بن نعیم کو خراسان کا سپہ سالار مقرر کرنا

جراح نے عبدالرحمٰن بن نعیم اغامدی کو خراسان کا سپہ سالار مقرر کیا، عبیداللہ یا عبداللہ بن حبیب کو محصول کا افسر اعلیٰ مقرر کیا اور اب روانہ ہونے کے لئے خود تیار ہوا۔ روانگی سے پہلے تقریر کی اور کہا کہ اہل خراسان میں اپنے ان ہی کپڑوں میں جو میرے بدن پر ہیں اور اپنے گھوڑے پر یہاں آیا تھا میں نے تمھارے روپیہ سے صرف اپنی تلوار کے قبضہ کو مزین کیا ہے۔ اور واقعی جراح کے پاس سوائے ایک گھوڑے اور اپنے ایک مادہ خچر کے جو دونوں بھوڑھے ہو گئے تھے اور کوئی سواری نہ تھی، غرضیکہ جراح عبدالرحمٰن بن نعیم کو خراسان پر اپنا نائب مقرر کر کے ماہ رمضان المبارک میں خراسان سے روانہ ہوئے۔

خلیفۃ المسلمین عمر بن عبدالعزیز کی جراح بن عبداللہ الحکمی سے باز پرس

جب امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا کہ تم خراسان سے کب روانہ ہوئے تھے ۔جراح نے کہا کہ رمضان میں ۔ یہ جواب سن کر امیر المؤمنین فرمانے لگے تو اس سے ثابت ہوا کہ تمھارے ظلم زیادتی کی روایات بالکل درست ہے تم سے یہ نہ ہوسکا کہ رمضان میں وہیں قیام کرتے اور رمضان المبارک گزر جانے کے بعد آتے ،خود جراح کہا کرتا تھا کہ میں بڑا سخت خود رائے اور سخت سزا دینے والا شخص ہوں۔

جراح کا امیر المومنین کو خراسان کے حالات سے مطلع کرنا

خراسان پہنچ کر جراح نے امیر المؤمنین کو لکھا تھا کہ میں نے خراسان آکر ایسے لوگ دیکھے ہیں جو بغاوت

اور فساد کی وجہ سے ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے ہیں۔ ان میں گروہ بندی ہے، ہر وقت ایسی صورتحال پیدا کرتے رہتے ہیں جس سے ایک عام بے چینی اور غیر آئینی حالت پیدا ہو جائے تا کہ وہ خراج وغیرہ نہ دے سکیں۔ تلوار اور کوڑہ ہی دونوں چیزیں انہیں درست رکھ سکتی ہیں۔ مگر میں نے اس امر کو برا سمجھا کہ بغیر آپ کی اجازت کے اس طریقہ کار پر عمل پیرا ہوں۔

امیر المومنین کا جراح کو خط کا جواب

امیر المومنین نے اس کے جواب میں لکھا کہ تمھارے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ خراسان کے رہنے والوں سے زیادہ تم خود فتنہ وفساد کے چاہنے والے ہو، یاد رکھو کسی مومن یا ذمی شخص کو بلا وجہ ایک کوڑا بھی نہ لگانا اور خون کے قصاص سے ڈرتے رہو کیونکہ تمہیں ایسی ہستی کے سامنے جواب دینا ہوگا جو تمام ظاہر و باطن باتوں کو جانتا ہے اور تم خود اپنا نامہ اعمال پڑھو گے جس میں بڑی اور چھوٹی تمام باتیں درج ہونگی۔

جراح کا سفر کے اخراجات بطور قرض لینا

جب جراح نے خراسان سے روانگی کا ارادہ کیا تو بیس ہزار درہم دوسرے بیان کے مطابق دس ہزار درہم حکومتی خزانے سے اخراجات سفر کے لیے بطور قرض کے لیے اور کہا کہ میں اسے امیر المومنین کو ادا کر دونگا۔

چنانچہ جب جراح دربار خلافت میں حاضر ہوا تو امیر المومنین نے اُس سے دریافت کیا کہ خراسان سے تم کب چلے تھے، جراح نے کہا کہ ماہ رمضان کے آخر میں روانہ ہوا تھا، اور مجھ پر کچھ سرکاری مطالبہ بھی واجب الادا ہے وہ آپ وصول کر لیجیے، امیر المومنین نے فرمایا کہ کیا اچھا ہوتا کہ تم رمضان المبارک کے ختم ہونے کے بعد وہاں سے روانہ ہوتے تو میں اس قرضہ کو بھی معاف کر دیتا بعد میں اس رقم کو اُس کی قوم والوں نے اپنی تنخواہوں میں سے کاٹ کرادا کیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عبدالرحمٰن بن نعیم اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ القشیری کو خراسان کے والی مقرر کرنے کے اسباب کا بیان

جب جراح کی دربار خلافت میں شکایت پیش ہوئی تو امیر المومنین نے اُنھیں اپنے پاس بلایا اور معزول کر دیا اب انھیں ان کے نائب کی ضرورت ہوئی تو آپ نے اپنے خاص لوگوں سے کہا کہ ایک ایسا (سچ بولنے والا) شخص بتاؤ جس سے میں خراسان کے متعلق دریافت کرلوں۔ لوگوں نے کہا کہ ابو مجلز لاحق بن حمید ایسے شخص ہیں۔

امیر المومنین کا ابو مجلز سے مشورہ کرنا

امیر المومنین نے اُنھیں اپنے پاس بلایا۔ یہ ایسے شخص تھے کہ سرسری طور پر دیکھنے سے پہچانے نہیں جاتے تھے، کمزور تھے۔ ابو مجلز بہت سے لوگوں کے ساتھ امیر المومنین کے پاس آئے، مگر آپ نے اُنہیں شناخت نہیں کیا۔ اور وہ بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ دربار سے اُٹھ کر چلے گئے، جب امیر المومنین نے ان کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے کہا کہ وہ آئے تھے اور پھر چلے گئے، امیر المومنین نے اُنہیں پھر بلوایا اور فرمانے لگے کہ میں نے تمھیں نہیں

پہچانا ابومجلز کہنے لگے کہ اگر جناب والا نے مجھے پہچانا نہ تھا تو اب تعارف کے انکار کے کیا معنی؟

امیر المومنین کا عبدالرحمٰن بن عبداللہ کے بارے میں رائے طلب کرنا

امیر المومنین نے پوچھا اچھا کہیے عبدالرحمٰن بن عبداللہ کے متعلق تمھاری کیا رائے ہے؟ ابومجلز نے کہا کہ وہ ایسے سردار ہیں جو اپنے ساتھیوں کے مقابلہ کہ لائق ہیں۔ دشمنوں سے لڑتے ہیں مگر اُسی کے ساتھ کسی کی نہ ماننے والے ہیں اور اگر کوئی ان کی مدد کرے تو اور بھی بہت کچھ کرنے کے لیے تیار ہو جائیں۔

امیر المومنین کا عبدالرحمٰن بن نعیم کے بارے میں رائے طلب کرنا

امیر المومنین نے پوچھا کہ عبدالرحمٰن بن نعیم کیسے ہیں۔ ابومجلز نے کہا کہ وہ کمزور نرم دل آدمی ہیں۔ عیش و آرام کو پسند کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہر شخص اُن کے احکام کی بلا چون و چرا تعمیل کر دے۔

امیر المومنین کا خلافت کے لیے عبدالرحمٰن کو منتخب کرنا اور اہل خراسان کے نام خط

خلیفۃ المسلمینؒ کا عبدالرحمٰن کو خط لکھنا!

امیر المومنین نے عبدالرحمٰن کو لکھا کہ تم اللہ کی مخلوق کے خیر خواہ رہنا اور اللہ کے راستہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے متاثر نہ ہونا کیونکہ انسانوں کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ مستحق ہے اور اُس کا حق بھی زیادہ ہے کہ اُس سے ڈرا جائے۔ ہمیشہ مسلمانوں کو نیک کام کی ہدایت کرتے رہنا۔ اور نیز شفقت کرنا۔ جو امانت تمھارے حوالے کی جائے اُسے پورا کرنا۔ اور یہ سمجھ لو کہ کوئی بات ایسی نہیں جو اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ رہ سکے اور اُس سے بچ کر تم کہیں جا بھی نہیں سکتے کیونکہ آخر کار اُسی کے پاس جانا ہے۔ امیر المومنین نے عبدالرحمٰن کی خراسان و بجستان کی سپہ سالاری کا فرمان عبداللہ بن مخر القریشی کے ہاتھ بھیجا تھا، عبدالرحمٰن امیر المومنین کی وفات کے بعد یزید بن المہلب کے قتل تک خراسان کے گورنر رہے، اور اُن کے بعد مسلمہ نے سعید بن عبدالعزیز بن الحارث بن الحکم کو خراسان بھیجا۔

عبدالرحمٰن بن نعیم کی بحیثیت خراسان کے گورنری کی مدت کا بیان

اس طرح ڈیڑھ سال سے زیادہ عبدالرحمٰن خراسان کے گورنر رہے، رمضان ۱۰۰ھ ہجری میں مقرر ہوئے اور یزید بن المہلب کے قتل کے بعد ۱۰۲ھ ہجری میں برطرف ہوئے۔ ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن سولہ ماہ خراسان کے گورنر رہے۔

خاندان بنی عباس کو برسر اقتدار لانے کی پہلی تحریک

خارجیوں کے فتنہ وفساد کی ابتدا کا بیان

اسی ۱۰۰ھ ہجری میں محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے خارجیوں کے علاقہ سے میسرہ کو عراق بھیجا۔ محمد بن خنیش، ابوعکرمۃ السراج (جس کا نام ابومحمد الصادق تھا) اور حیان العطار ابراہیم بن سلمۃ کے ماموں کو خراسان روانہ کیا، اُس وقت جراح بن عبداللہ الحکمی عمر بن عبدالعزیز کی طرف سے خراسان کا گورنر تھا۔ محمد بن علی نے ان لوگوں کو حکم دیا تھا کہ تم وہاں جا کر میرے اور میرے خاندان کی حمایت اور امانت پر لوگوں کو ابھارو چنانچہ یہ اکثر لوگوں سے مل کر اُن لوگوں کے خطوط لے کر جنھوں نے اپنی امانت کا وعدہ کیا تھا محمد بن علی کے پاس چلے آئے۔ ابومحمد الصادق نے محمد بن علی کے لیے مندرجہ ذیل بارہ بڑے باعزت اور بارسوخ شرفا کی حمایت حاصل کر لی اُن کے نام یہ ہیں سلیمان بن کثیر الخزاعی، لاہز بن قریظ التمیمی، قحطبہ بن شبیب الطائی موسیٰ بن کعب التمیمی، خالد بن ابراہیم، ابوداؤد متعلقہ قبیلہ بنی عمر بن شیبان بن ذھل۔ قاسم بن مجاشع التمیمی، عمران بن اسماعیل، ابوالنجم خاندان ابومعیط کے آزاد غلام، مالک بن الہیثم الخزاعی طلحہ بن زریق الخزاعی، عمر بن اعین ابوحمزہ خزاعۃ کے آزاد غلام شبل بن طھمان ابوعلی الھروی بنی حنیفہ کے آزاد غلام عیسیٰ بن اعین خزاعہ کے آزاد غلام۔ اسی طرح ستر اور آدمی منتخب کیے گئے جنھیں محمد بن علی نے خطوط لکھ کر دیے تاکہ وہ ان کے لیے سند کا کام دیں اور جو ہدایات ان میں لکھی ہوئی تھیں اس پر عمل کریں۔

ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔ اس سال وہی تمام لوگ مختلف صوبہ جات کے ناظم وصوبہ دار تھے جو اس سے پہلے سال میں تھے اور جن کا تذکرہ ہم پہلے کر چکے ہیں البتہ اس سال کے آخر میں خراسان پر عبدالرحمٰن بن نعیم فوجی گورنر اور پیش امام تھے اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ محصول کے افسر اعلیٰ تھے۔

۱۰۱ھ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اسی سال میں یزید بن المہلب حضرت عمر بن عبدالعزیز کی قید سے نکل بھاگا۔

اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ جب آپ نے یزید کو ہلاک کرنے کی جگہ لے جانے کا حکم دیا اور پھر آپ سے کہا گیا کہ ممکن ہے کہ اُس کے خاندان والے اُسے چھڑا کر لے جانے کوشش کریں تو امیر المومنین نے یزید کو پھر جیل خانہ واپس کر دیا۔ یزید امیر المومنین کے بیمار ہونے تک چپ چاپ جیل خانہ میں پڑا رہا۔

یزید بن مہلب کے جیل سے بھاگنے کی وجہ کا بیان

مگر جب اُسے امیر المومنین کی بیماری کا علم ہوا تو اب اُس نے بھاگ نکلنے کی فکر کی اس کی اصلی وجہ یہ تھی کہ چونکہ یزید بن المہلب نے خاندان ابی عقیل کو اپنے زمانہ اقتدار وعروج میں طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی تھیں اور یہ لوگ یزید بن عبدالملک کی بیوی کے رشتے دار تھے کیوں کہ محمد بن یوسف حجاج کے بھائی کی بیٹی اُم الحجاج یزید بن عبدالملک کی بیوی تھیں اس لئے یزید بن عبدالملک نے قسم کھائی تھی کہ میں نے بھی یزید بن المہلب پر قابو پایا تو اُسے قتل کر ڈالوں گا۔ اس وجہ سے یزید بن المہلب، یزید بن عبدالملک سے خوف زدہ تھا اسی خوف کے مارے یزید بن

المہلب نے اپنے نوکروں سے کہلا بھیجا کہ میرے بھاگنے کے لئے سواریوں کا انتظام کر دیں چنانچہ انھوں نے اُونٹ تیار رکھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز دیر سمعان میں بیمار ہوئے جب ان کے مرض میں شدت ہوئی تو یزید بن المہلب نے اُونٹ منگوائے، اور جب اسے معلوم ہوا کہ اُن کے آنے میں دیر ہے جیل خانہ سے نکل کر اُس جگہ آیا جہاں اس کے نوکروں نے اس سے ملنے کا وعدہ کیا تھا، اُس جگہ آ کر دیکھا کہ اب تک کوئی نہیں آیا ہے اس پر اُس کے ساتھی پریشان ہوئے اور گھبرا گئے۔ یزید بن المہلب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ میں پھر جیل خانہ واپس چلا جاؤں تو یہ کبھی نہیں ہو سکتا میں اب قیامت تک واپس نہ جاؤں گا۔

اسی دوران میں اونٹ آ گئے یزید سوار ہو کر روانہ ہوا۔ اُس کے ہمراہ کجاوے کے دوسرے حصے میں اس کی بیوی عاتکہ قرات بن معاویہ العامریہ متعلقہ قبیلہ بنی بکا کی بیٹی بھی تھی۔

یزید کا امیر المؤمنین کو بھاگنے کا سبب بتانا

شہر سے دور گزر جانے کے بعد یزید نے امیر المؤمنین کو لکھا کہ اگر میں جانتا کہ آپ ابھی اور زندہ رہیں گے تو ہرگز جیل خانہ سے نہ بھاگتا۔ مگر کیا کہ مجھے یزید بن عبدالملک سے خوف لگا ہوا تھا، اس پر آپ نے فرمایا کہ اے خداوندا اگر اس حرکت سے یزید کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں میں فتنہ وفساد کی آگ روشن کرے تو اُس کے خیالات کو اسی پر پلٹ دے اور مسلمانوں کو اُن سے محفوظ رکھے۔

چلتے چلتے یزید مقام الرقاق پہنچا۔ ہذیل بن ظفر یہاں موجود تھے اور بنی قیس کے لوگ بھی یہاں تھے، جب یزید کا قافلہ ان کے قریب سے گزرا تو اُن لوگوں نے اس کا پیچھا کیا اور اُس کا کچھ سامان اور شاگرد پیشہ غلام لوٹ لے گئے۔ مگر پھر ہذیل نے ان لوگوں کو پکڑوا کر اپنے سامنے بلوایا اور سفر سامان وغیرہ واپس کر دیا اور پوچھا کہ بتاؤ تم یزید بن المہلب، یا اس کے خاندان والوں میں سے کسی شخص کے پیچھے کیوں پڑے ہو۔ کیا تمھیں اُن سے کوئی قصاص لینا ہے، بنی قیس بولے کہ جی نہیں ہمیں کوئی قصاص وغیرہ نہیں لینا اس پر ہذیل نے کہا تو بس اب پھر کیا چاہتے ہو۔ وہ بے چارہ جیل خانہ میں پڑا ہوا تھا جب اُسے اپنی جان کا خوف ہوا تو بھاگ نکلا اس میں کیا قباحت ہے واقدی کا یہ بیان ہے کہ یزید بن المہلب حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وفات کے بعد ان کی قید سے بھاگ کر گیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی تاریخ وفات کے بارے میں مختلف روایتوں کا بیان

اسی سال ۱۰۱ ہجری کے ماہ رجب کے ختم ہونے سے پانچ راتیں قبل امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز کا انتقال ہوا ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے ماہ رجب ۱۰۱ ہجری کے ختم ہونے میں دس راتیں باقی تھیں کہ آپ کا انتقال ہوا اس کے متعلق ایک بیان یہ کہ آپ کا بروز جمعہ، ابھی ماہ رجب ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ مقام دیر سمعان میں انتالیس سال کچھ ماہ کی عمر اور دو سال پانچ ماہ خلافت کرنے کے بعد انتقال ہوا ہشیم بن واقد کہتے ہیں کہ میں ۹۷ ہجری میں پیدا ہوا تھا اور ۹۹ ہجری کے ماہ صفر کے ختم ہونے میں ابھی دس راتیں باقی تھیں

کہ مقام وابق میں عمر بن عبدالعزیز مسند خلافت پر بیٹھے چنانچہ خلیفہ ہونے کے بعد آپ نے جو روپیہ تقسیم کیا اُس میں سے تین دینار میرے حصہ میں بھی آئے اور مقام خناصرہ میں بروز بدھ ابھی ماہ رجب ۱۰۱ ہجری ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ آپ کا انتقال ہوا، بیس روز بیمار رہے، دو سال پانچ ماہ اور چار روز خلافت کی، انتالیس سال چند ماہ کی عمر ہوئی اور دیر سمعان مین دفن کیے گئے بعض ارباب اسیر نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جس روز آپ کا انتقال ہوا اُس روز آپ کی عمر انتالیس سال اور پانچ ماہ تھی۔ بعض نے چالیس سال کی عمر بتائی ہے، ہشام کی روایت کے مطابق آپ کی عمر چالیس سال ایک ماہ ہوئی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا تعارف

ابو حفص کنیت تھی، اُم عاصم حضرت عمر کی پوتی اور عاصم بن عمر کی بیٹی اُن کی ماں تھی، انھیں بنی اُمیہ کا اشج کہا جاتا تھا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے باپ کو کسی جانور نے ان کی پیشانی پر لات رسید کر دی تھی جس سے زخم ہو گیا تھا، نافع کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ ابن عمرؓ کو اکثر یہ کہتے سنا ہے کہ کاش مجھے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کی اولاد میں وہ کون شخص ہے جس کی پیشانی پر ایک علامت ہوگی جو روئے زمین کو عدل و انصاف سے پر کر دیگا۔ دمشق میں ایک جانور نے آپ کو لات ماری لوگ آپ کو آپ کی ماں کے پاس لائے ماں کی ممتا بڑی ہوتی ہے انہوں نے فوراً اپنے سینے سے لگا لیا اور آپ کے چہرے سے خون صاف کرنے لگیں اتنے میں ان کے باپ بھی وہاں آگئے، اب اُن کی ماں نے اپنے خاوند کو ٹوکنا شروع کیا اور کہا کہ تم نے میرے بچہ کو ہلاک کر ڈالا۔ اور کسی خدمتگار یا محافظ کو اُسکے ساتھ نہیں کیا جو اُس کی نگرانی رکھتا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے باپ کہنے لگے اے اُم عاصم چپ بیٹھو۔ تمھیں مبارک ہو کہ تمھارا لڑکا تمام خاندان بنی اُمیہ میں اشج ہے

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بعض عادات وخصائل

امیر المومنین کا خط یزید بن کے نام اور اپنے گورنروں کو خطوط ارسال کرنا

آپ نے خلیفہ ہوتے ہی حسب ذیل خط یزید بن المہلب کو لکھا،

حمد وثنا کے بعد سلیمان بھی اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے تھے۔ نیز اللہ نے اپنا انعام فرمایا پھر اُسے واپس لے لیا انھوں نے مجھے اور میرے بعد یزید بن عبدالملک کو (اگر وہ اُس وقت تک زندہ رہیں) اپنا نائب مقرر کیا، جس اہم خدمت کا بوجھ اللہ نے میرے کندھوں پر ڈال دیا ہے اُس کا اُٹھانا کچھ آسان کام نہیں ہے، اس منصب پر فائز ہونے سے میرا مقصد مال و دولت کا شوق نہیں اگر یہ ہوتا تو اس سے پہلے مجھے حاصل تھا وہی اس قدر ہے کہ روئے زمین پر اور کسی کو نہیں۔ میں ہر وقت ڈرتا رہتا ہوں کہ جو کام میرے سپرد ہے اُس کا مجھ سے سخت حساب لیا جائے گا، اور باز پرس کی جائے گی، جو باتیں اللہ معاف کر دے تو معاف کر دے، یہاں کے تمام مسلمانوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے اب تم بھی بیعت کرو! جب یہ خط یزید کو ملا اُس نے اُسے ابو عیینہ کو دیا۔ ابو عیینہ نے اُسے پڑھ کر کہا کہ میں اس وقت سے اُس کے حمایتیوں میں نہیں ہوں۔ یزید نے اس کی وجہ دریافت کی ابو عیینہ کہنے لگا کہ یہ تحریر اُس کے خاندان کے پہلے لوگوں جیسی نہیں ہے، یہ شخص اُن کے طرز عمل پر کاربند نہیں ہونا چاہتا: خیر پھر یزید

نے تمام لوگوں کو بیعت کی دعوت دی اور سب نے آکر بیعت کی اس کے بعد امیر المومنین نے یزید کو لکھا کہ خراسان پر کسی شخص کو اپنا نائب مقرر کر کے تم خود میرے پاس آؤ؛ یزید نے اپنے بیٹے مخلد کو اپنا قائم مقام بنایا اور خود دربار خلافت میں حاضری کے لئے روانہ ہوا۔

امیر المومنین کا خط عبدالرحمٰن بن نعیم کے نام

امیر المومنین نے عبدالرحمٰن بن نعیم کو لکھا کہ علم و عمل دونوں ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں، تمھیں چاہیے کہ تم اللہ کو جانو اور اسی کے لیے عمل کرو، کیونکہ اور بہت سی قومیں ایسی گزری ہیں کہ جو علم کی حامل تھیں۔ مگر اُن میں عمل نہ تھا نتیجہ یہ ہوا کہ اُن کا علم اُن کے لیے اور وبال جان ہو گیا۔ ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے عبدالرحمٰن کو لکھا تھا کہ تم اُس شخص کے جیسے اعمال کر و جو یہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مفسدین کی کاروائیوں کو کبھی کامیاب نہیں ہونے دیتا۔

امیر المومنین کا خط سلیمان بن ابی السری کے نام

اہل سمرقند کا دربار خلافت میں حاضر ہونا

جب آپ کا خط سلیمان کے پاس پہنچا تو اہل سمرقند نے اُن سے کہا کہ قیتبہ نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا تھا، اور ہم پر ظلم کیا تھا اور دھوکہ سے ہمارے شہروں پر قبضہ کیا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ نے عدل وانصاف کو ظاہر کر دیا ہے۔ آپ اجازت دیجیے کہ ہمارا ایک وفد امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی شکایتیں پیش کریں اگر ہمارا حق ہو گا تو ہمیں مل ہی جائے گا کیونکہ اُس کی سخت ضرورت ہے۔

امیر المومنین کا سلیمان کو اہل سمرقند کے ساتھ انصاف کرنے کا حکم دینا

سلیمان نے ان کی درخوست منظور کر لی۔ اہل سمرقند کا ایک وفد امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا امیر المومنین نے سلیمان کو لکھا کہ اہل سمرقند نے مجھ سے اُن مظالم کی شکایت کی ہے جو قیتبہ نے اُن پر ڈھائے تھے۔ یہاں تک کہ اُن کے علاقہ سے بھی انہیں نکال دیا تھا، جب تمہیں میرا یہ خط ملے تم فوراً اُن کے فیصلے کے لیے ایک قاضی مقرر کر دو تا کہ وہ اُن کی شکایتیں سنیں، اگر وہ حق پر ہوں تو تم انھیں اُن کے فوجی قیام گاہ میں چلے جانے کی اجازت دے دینا تا کہ وہی حالت پیدا ہو جائے جو اُن کے اور مسلمانوں کے درمیان قیتبہ کے اُن پر فتح پانے سے پہلے تھی۔

سلیمان نے جمیع بن حاضر القاضی الناجی کو اس معاملہ کے لیے قاضی مقرر کیا۔ جمیع نے یہ فیصلہ کیا کہ عرب سمرقند سے نکل کر اپنے فوجی پڑاؤ میں چلے جائیں اور پھر برابر کا مقابلہ ہو، خواہ اُس میں دوبارہ صلح ہو یا لڑائی کے ذریعے فتح حاصل کی جائے۔

مگر اس فیصلہ پر اہل سغد نے کہا کہ ہم اپنی موجودہ حالت سے خوش ہیں دوبارہ لڑائی کی آگ روشن نہیں کرنا چاہتے چنانچہ فریقین نے اسی بات کو تسلیم کر لیا اُن میں سے جو اہل رائے تھے۔ انھوں نے کہا ہے کہ اب ہم

عربوں کے ساتھ رہنے بسنے لگے ہیں ایک دوسرے سے تعلقات پیدا ہو گئے ہیں، انھوں نے ہمیں امان دی ہے اور ہم نے انھیں امان دی ہے اگر ہمارے موافق فیصلہ کیا گیا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ پھر لڑائی ہوگی اور ہمیں معلوم نہیں کہ فتح ہوگی بہر حال اگر فتح نہ ہوئی تو اس طرح ایک نئی دشمنی عربوں سے ہو جائے گی اور یہ بات دانشمندی کے خلاف ہے، چنانچہ ان لوگوں اسی حالت کو برقرار رکھا اور پھر کسی قسم کا جھگڑا نہیں کیا۔

امیر المومنین کا خط عبدالرحمٰن بن نعیم کے نام

امیر المومنین نے عبدالرحمٰن بن نعیم کو لکھا کہ ماوراء النہر کے علاقہ میں جس قدر مسلمان ہیں انھیں اُن کے اہل و عیال کے ساتھ واپس لے آؤ مگر اُن مسلمانوں نے آنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ مرو ایک جگہ کا نام ہماری ضروریات کو پورا نہیں کر سکتا۔ عبدالرحمٰن نے بارگاہ خلافت میں اطلاع دیدی، اُس کے جواب میں امیر المومنین نے عبدالرحمٰن کو لکھا، اے اللہ جو مجھ پر فرض تھا میں وہ بجالایا مگر پھر بھی عبدالرحمٰن تم اب مسلمانوں کو لے کر جہاد کے لیے اور آگے نہ جانا کیونکہ جس قدر علاقہ اللہ نے انھیں دیا ہے یہی اُن کے لیے کافی ہے، امیر المومنین عقبہ بن ذرعۃ الطائی کو جنھیں آپ نے قشیری کے بعد خراسان کے محکمہ محصول کا افسر اعلیٰ مقرر کر دیا تھا لکھا کہ حکومت کے یہ چار رکن ہیں جن کے بغیر سلطنت کی عمارت ٹھہر نہیں سکتی گورنر۔ قاضی۔ افسر خزانہ۔ اور چوتھا میں خود۔ اور یہ بھی سمجھ لو کہ خلافت اسلامیہ کے تمام سرحدی علاقوں میں میرے خیال میں سب سے زیادہ اہم خراسان کا صوبہ ہے آپ خراج کو پوری طرح وصول کیجئے اور کسی شخص کے حق کو غصب کیے بغیر اسے حفاظت سے جمع رکھیے اور وہاں کا خراج فوجی و ملکی اخراجات کے لیے کافی ہوتو اچھا ہے ورنہ مجھے لکھئے تاکہ میں یہاں سے مزید روپیہ ارسال کر دوں اور اس سے مسلمان فوج کی تنخواہوں میں اضافہ کر دیجیے۔ جب عقبہ خراسان آئے تو معلوم ہوا کہ آمدنی خرچ سے زیادہ ہے، بارگاہ خلافت میں اس کی اطلاع دی وہاں سے جواب ملا کہ جس قدر روپیہ زیادہ ہے وہ بھی حاجت مندوں پر تقسیم کر دیا جائے۔ امیر المومنین نے حسب ذیل خط عبدالحمید کوفہ کے گورنر کو لکھا۔

امیر المومنین کا خط کوفہ کے گورنر عبدالحمید کے نام

یہ خط عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے عبدالحمید کو لکھا جاتا ہے، السلام علیکم حمد و ثنا کے بعد تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ اہل کوفہ پر گزشتہ سختی کرنے والے اور ظالم حاکموں نے ضرورت سے زیادہ سختیاں اور ظلم کئے ہیں۔ حالانکہ مذہب کی بنیاد عدل و نرمی پر ہے سب سے زیادہ تم خود اپنے نفس کے روک تھام رکھنا کیونکہ یہ کچھ چھوٹا گناہ نہیں ہے غیر آباد زمین پر وہ ٹیکس مت لگانا جو آباد زمین پر لگایا جاتا ہے۔ اور آباد زمین کے ٹیکس کا موازنہ غیر آباد زمین سے نہ کرنا جو غیر آباد زمین ہو اُسے دیکھ کر اُس کی حیثیت کے مطابق ٹیکس لگانا۔ اور پھر اُس کی آبادی اور اصلاح کی کوشش کرنا ۔ زیر کاشت رقبہ زمین سے صرف زر لگان ہی وصول کرنا اور وہ بھی نرمی اور دلجوئی سے اور اس طرح کہ کاشتکار خوش رہیں اور خراج میں ہمشیہ پیداوار کا ساتواں حصہ وصول کرنا جس کے لیے کوئی ضابطہ حیات نہیں ہے لگان مقرر کرنے والوں اور وصول کرنے والوں کی تنخواہیں رعایا سے وصول نہ کرنا اور نہ سال کا پہلا دن اور مہر جان کا نذرانہ لینا نہ خطوط اور پالکی لے جانے والوں کی اجرت لینا، نہ مکانات کا کرایہ، اور نکاح پڑھانے کے معاوضہ کے درہم وصول کرنا۔

اسی طرح جو شخص مسلمان ہو جائے اُس سے خراج نہ لینا ان تمام امور میں تم میری ان ہدایات پر عمل کرو

، کیونکہ جو کام اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی نگرانی کا میرے متعلق کیا ہے اس میں سے ان امور کا میں تمھیں انتظام کرنے والا مقرر کرتا ہوں میرے مشورہ اور حکم کے بغیر کسی شخص کو قتل نہ کرنا اور نہ سولی پر چڑھانا۔ رعایا میں سے جو شخص حج کرنے جائے اُسے اخراجات حج کے لیے ۱۰۰ سو درہم پیشگی دیدینا والسلام، حضرت عمر بن عبدالعزیز نے منصبداروں کی اولاد کے وظیفہ مقرر کرنے میں یہ طریقہ اختیار کیا تھا قرعہ ڈالا جاتا تھا جس کے نام قرعہ نکل آتا تھا اُسکو سو درہم وظیفہ مقرر ہوتا تھا اور جس کے نام قرعہ نکلتا تھا اس کے چالیس درہم ہوتے تھے بصرہ کے تمام فقرا کے تین تین درہم مقرر کر دئے تھے البتہ جو لوگ اپاہج اور معذور تھے اُن کے پچاس پچاس مقرر کیے، دودھ چھوٹنے کے وقت وظیفہ کی شروعات ہوئی تھی۔

امیر المومنین کا اہل شام کے نام فرمان

خلیفہ ہونے کے بعد آپ نے اہل شام کے نام یہ فرمان شائع کیا، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، حمد وثنا کے بعد آپ لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے جو شخص اکثر موت کو یاد کرتا ہے وہ باتیں کم کرتا ہے، اور جو شخص اس بات کو اچھی طرح جانتا ہے کہ موت ایک دن ضرور آکر رہے گی وہ تھوڑے پر بھی راضی ہو جاتا ہے، والسلام

ایک مرتبہ ابومجلز نے آپ سے کہا کہ آپ نے ہمیں ریگستان کے کنارے رکھا ہے اس لئے آپ ہمارے لئے نقد وجنس منگوائیے امیر المومنین نے فرمایا کہ ابومجلز تم نے تو معاملہ کو اُلٹ کر دیا۔ ابومجلز کہنے لگے، کہ امیر المومنین یہ خراج ہمارے لئے ہے یا آپ کے لئے؟ امیر المومنین نے فرمایا کہ اگر آپ لوگوں کے مقررہ وظائف عہدوں سے خراج کم وصول ہو تب بھی تو اسکا فائدہ آپ ہی لوگوں کو ہوگا؛ ابومجلز کہنے لگے کہ پھر اسکے معنی تو یہ ہوئے کہ نہ ہم خراج ادا کریں اور نہ آپ ہماری تنخواہیں دیں، حالانکہ آپ نے بعض لوگوں کی تنخواہیں دوسروں سے زیادہ مقرر کی ہیں۔ امیر امیر المومنین نے فرمایا کہ انشاء اللہ اب میں زرخراج وصول کر کے آپ لوگوں کو دیا کروں گا، مگر جس دن یہ بات ہوئی اُسی روز آپ بیمار ہو گئے اُسی مرض سے جاں بحق تسلیم ہوئے۔ عبدالرحمن بن نعیم سولہ ماہ خراسان کا والی رہا۔ نیز اسی سال عُمارۃ بن اُکیمۃ اللیثی جن کی کنیت ابوولید تھی اُناسی سال کی عمر میں وفات پائی؛

امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز کا خطبۂ عام

مقام خناصرہ میں امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز نے حسب ذیل خطبہ لوگوں کے سامنے دیا۔ آپ حضرات کو معلوم ہونا چاہئے آپ فضول پیدا نہیں کیے گئے اور نہ ہی یوں چھوڑ دئے جائیں گے، آپ کے لئے ایک حساب کتاب کی جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ آپ کا فیصلہ کرنے کے لئے اپنا ظہور فرمائیں گے جو شخص اللہ تعالیٰ کی اُس رحمت سے جو ہر شے پر حاوی ہے خارج ہو گیا اور اُس جنت الفردوس سے جس کی چوڑائی کو آسمان وزمین میں محروم کر دیا گیا وہ بلاشبہ گھاٹے میں رہا۔

کل قیامت میں صرف اُسی شخص کو امان ملے گی جو اللہ سے ڈرا اور جس نے ختم ہونے والی دنیا کو ہمیشہ باقی رہنے والی آخرت کی خاطر تھوڑی کو بہت سی کے لئے اور اندیشہ کی چیز کو محفوظ شے کے لئے بیچ ڈالا، کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ اُن لوگوں کی اولاد میں ہیں جو ہلاک ہوئے اسی طرح اور لوگ آکر آپ کے جانشیں ہو جائیں گے، یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہے گا یہاں تک کہ پھر سب اُس ذات کی طرف لوٹیں گے جو ہر شے کا بہترین وارث

ہے روزانہ صبح وشام اللہ کی طرف آپ لوگ چلے جار ہے ہیں جو اپنی مقررہ میعادِ زندگی پوری کر لیتا ہے اُسے آپ زمین کے بیچ میں دفن کر دیتے ہیں نہ اس کے سر کے نیچے تکیہ رکھتے ہیں اور نہ اس کے لیے فرش بچھاتے ہیں وہ فوت ہونے والا اپنے دوستوں اور تمام دوسری دنیاوی اشیاء سے قطع تعلق کر کے زمین میں رہائش اختیار کر لیتا ہے اور اپنے اعمال کے حساب وکتاب کا سامنا کرتا ہے، بس صرف اُس کے اعمال اُس کے لیے ذخیرہ ہوتے ہیں، جو کام اُس نے اپنی زندگی میں کر لیے ہیں اُس کا وہ محتاج رہتا ہے اور جو مال و متاع پیچھے چھوڑ جاتا ہے اُس سے بالکل بے پردہ ہوتا ہے، اس لیے موت کے آنے سے پہلے آپ لوگ اللہ سے ڈرتے رہیے۔ خدائے بزرگ برتر کی قسم ہے جب کہ یہ باتیں میں آپ سے کر رہا اس کے ساتھ مجھے یہ بھی احساس ہے کہ مجھ سے زیادہ اور کوئی شخص گناہ گار نہ ہوگا۔

اس لیے میں اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی کا طلب گار ہوں اور توبہ کرتا ہوں، جب کبھی آپ لوگوں کی کسی ضرورت کا مجھے علم ہوتا ہے میں اپنی طاقت کے بقدر اس کے رفع کرنے کی کوشش کرتا ہوں اس طرح اگر کوئی بات مجھے پیش آ جائے تو مجھے آپ سے بھی یہی توقع ہے کہ آپ لوگ میرے ساتھ ہمدردی کریں گے اور میرا ساتھ دیں گے تا کہ ہم اور آپ دونوں عیش و آرام سے زندگی بسر کریں۔

اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میرے اس بیان سے میرا مقصد اس کے سوا کچھ عیش و آرام کرنا مقصود ہوتا تو خود میرا ضمیر چونکہ مجرم ہوتا۔ اس لیے میری زبان اُن باتوں کو ادا کرتا ہوئے لڑکھڑاتی، مگر اب تو کلام ربانی موجود ہے جس میں سچا قانون موجود ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور اُس کی نافرمانی سے روکتا ہے۔ اس تقریر کے بعد آپ نے اپنی چادر کا کونا اُٹھا لیا خود رونے لگے روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں اور دوسرے لوگوں کو بھی رلا دیا اس کے بعد منبر سے اتر آئے اور پھر آپ نے ایسا موثر خطبہ اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیا۔

امیر المومنین کے لڑکے کی وفات پر گورنر کی جانب سے تعزیت کرنا اور اس کا جواب

امیر المومنین کا ایک لڑکا مر گیا تو آپ کے ایک گورنر نے تعزیت کا خط لکھا۔ آپ نے اپنے میر منشی سے فرمایا کہ میری طرف سے جواب لکھ دو میر منشی قلم تراشنے لگا امیر المومنین اُس سے کہنے لگے کہ قلم باریک بناؤ کیونکہ باریک قلم کے حروف کاغذ پر دیر تک رہتے ہیں اور خوب ملے ہوئے لکھے جاتے ہیں۔ اور میری طرف سے یہ لکھو، بسم اللہ الرحمن الرحیم ، موت ایک ایسی شے ہے کہ جس کے لیے ہم نے اپنے نفسوں کو پہلے سے تیار کر رکھا ہے اس لیے جب وہ آتی ہے تو ہم اُس کا تذکرہ نہیں کیا کرتے والسلام،،

امیر المومنین کی عام لوگوں میں نصیحت کرنا

ایک مرتبہ امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز فرمانے لگے کہ جس شخص نے اپنے دوسرے مسلمان بھائی کو ایسا نیک مشورہ دیا جو اس کے دینی و دنیاوی معاملات میں مفید ثابت ہو تو اُس نے اپنے اسلامی اخوت کے حق کو ادا کر دیا۔ اللہ سے ڈرو یہ تمہارے ایمان کی بہتری کے لیے ایک مفید مشورہ ہے اس پر عمل پیرا ہو۔ اور ایک ایسی نصیحت ہے جو انجام میں تمہیں نجات کے ساحل پر پہنچانے والی ہے ہر شخص کے لیے رزق کی ایک خاص مقدار مقدر ہو چکی

ہے جس کا جتنا حصہ ہے وہ ضرور اُسے مل کر رہے گا اس لیے طلب رزق میں کوئی بری بات یا کوشش نہ کرنا چاہیے۔ اور قناعت خود ایک بڑی دولت ہے جسے یہ حاصل ہوا سے کسی اور شے کی ضرورت نہیں۔ تمھیں دنیا سے ایک دن ضرور کوچ کرنا ہے سامنے دوزخ ہے، جو شے سامنے ہے مٹنے والی ہے اور جو فنا ہوگئی اس کا تو گویا کبھی وجود ہی نہ تھا اور ہم سب کے سب بہت ہی جلد مرنے والے ہیں، مرنے والے کی حالت تو تم خود دیکھ ہی چکے ہو کہ حالت نزع کی تکلیف سے جب اُسے نجات مل جاتی ہے اور اس کی روح جسم خاکی سے پرواز کر جاتی ہے تو اور لوگ کہتے ہیں کہ اللہ اُس پر اپنی رحمت کرے مصیبت سے چھٹکارا ہوا پھر فوراً اُسے گھر سے لے جاتے ہیں اور خود بھی دولت پیچھے چھوڑ جاتا ہے اس کی تقسیم شروع ہو جاتی ہے، اب نہ اس کی صورت دکھائی دیتی ہے بلکہ کوئی ذکر تک نہیں کرتا، اب اس کا دروازہ غرض والوں سے بھی خالی نظر آتا ہے گویا کبھی اُس نے اپنے خاص قریبی دوستوں سے دوستانہ تعلقات ہی قائم نہیں کیے تھے، اور کبھی اس نے آبادی میں رہائش ہی اختیار نہیں کی تھی اس لیے اب انہی عمل کے ترازو میں کچھ نہ کچھ وزن رکھتی ہے۔

امیر المومنین کا تقوی و پرہیز گاری

امیر المومنین نے اپنے کسی صاحبزادہ کو حکم دیا تھا کہ میرے لیے قبر کی زمین بھی خرید کر لی جائے چنانچہ ایک راہب سے زمین خریدی گئی۔ امیر المومنین فرمایا کرتے تھے جبکہ جو شخص اچھی طرح معلوم کیے بغیر کوئی کام کرتا ہے اُس کام میں بھلائی سے برائی زیادہ ہوتی ہے اور جو شخص کہا اور پھر عمل سے اپنے کیے کی تائید نہیں کرتا اس کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں دنیا میں خوشی کی مقدار بہت تھوڑی ہے، اور مومن کی حساب کتاب کی جگہ صبر ہے، اور اگر اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کو کوئی نعمت عطا فرمائی اور پھر اُسے واپس لے لیا مگر اس کے معاوضہ میں اسے صبر دے دیا تو یہی صبر اُس شے سے بہتر اس کا معاوضہ ہے پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

انما یوفی الصابرون اجر هم بغیر حساب

(ترجمہ) صبر کرنے والوں کو اُن کے صبر کا معاوضہ بے حساب دیا جاتا ہے۔

امیر المومنین نے عبدالرحمٰن بن نعیم کو لکھا کہ کسی ایسے گرجا یا یہودیوں کی خانقاہ یا آتش خانہ کو منہدم نہ کرنا جس کے قائم رکھے جانے کا عہد نامہ صلح میں وعدہ کیا گیا ہو، مگر اُس کے ساتھ ہی نئے عبادت خانے نہ بنانے دینا اسی طرح بکریاں آگے سے کھینچ کر ذبح کرنے کے لیے نہ لیں جائیں اور اس کی بھی ممانعت کر دو کہ کوئی شخص ذبح ہونے والے جانور کے سر پر چھری تیز نہ کرے اور شرعی عذر کے بغیر دو وقت کی نماز ایک وقت میں ادا نہ کرنا

امیر المومنین کی وفات کے آخری وقت کا بیان

امیر المومنین کی بیوی کا بیان ہے کہ جب مرض کی وجہ سے رات میں آپ کو بے چینی زیادہ ہوئی تو آپ رات بھر جاگتے رہے اور ہم لوگ بھی جاگتے رہے، صبح کے وقت میں نے آپ کے خادم مرثد سے کہا تو امیر المومنین کے پاس رہنا اگر کوئی ضرورت ہو تو ہم قریب ہی ہیں ہمیں فوراً اطلاع کر دینا، یہ حکم دے کر ہم وہاں سے چلے آئے چونکہ رات بھر کے جاگے ہوئے تھے اس لیے سوتے رہے کچھ دیر بعد جب میں بیدار ہوئی تو امیر المومنین کے پاس گئی۔ دیکھا کہ مرثد آپ کے پاس نہیں ہے بلکہ کمرہ سے باہر پڑا سو رہا ہے، میں نے اُسے اُٹھایا اور اُس سے پوچھا کہ کیوں باہر چلا آیا

۔مرثد نے کہا کہ خود امیر المومنین نے مجھ سے کہا کہ تو باہر چلا جا کیوں کہ بخدا میں ایسی شکل دیکھ رہا ہوں جو نہ انسان ہے اور نہ جن ہے، میں باہر چلا آیا اور میں نے آپ کو یہ آیت پڑھتے سنا

تلک الدار الآخرۃ جعلنا للذین لا یریدون عُلوًّا فی الارض ولا فسادا والعاقبۃ للمتقین

(ترجمہ) یہ آخرت ہے ہم نے اسے ان لوگوں کے لیے بنایا ہے جو دنیا میں بلندی چاہتے ہیں اور نہ خرابی ڈالنا چاہتے ہیں اور انجام اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے ہی ہے۔ میں جب آپ کے پاس پہنچی تو دیکھا کہ آپ چت لیٹے ہوئے ہیں۔ آنکھیں بند ہیں اور روح جسم سے پرواز کر چکی ہے رحمۃ اللہ علیہ۔

خلافت یزید بن عبدالملک بن مرواں

اسی سال یزید بن عبدالملک بن مرواں جس کی کنیت ابو خالد تھی انتیس ۲۹۔ سال کی عمر میں تخت خلافت پر بیٹھا۔

خلیفہ یزید کا از سر نو گورنروں کا مقرر کرنا

یزید نے خلیفہ ہوتے ہی ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو مدینہ کی گورنری سے برطرف کر کے اس کی جگہ عبدالرحمٰن بن الضحاک بن قیس الفہری کو مقرر کیا، واقدی کے بیان کے مطابق عبدالرحمٰن بن الضحاک بدھ کے دن ماہ صیام کے ختم ہونے میں چند دن قبل مدینہ آیا۔ اور اُس نے سلمۃ بن عبداللہ بن عبدالاسد المخزومی کو مدینہ کا قاضی مقرر کیا۔

عبدالرحمٰن بن الضحاک کا ابوبکر بن حزم کو پریشان کرنا

ابوبکر بن حزم کہتے ہیں کہ میری برطرفی کے بعد جب عبدالرحمٰن بن الضحاک مدینہ آئے تو میں اُن کے پاس گیا اور سلام کیا، انھوں نے میری طرف کچھ توجہ نہیں کی اس پر میں نے کہا کہ یہ طرز عمل تو کبھی قریش بھی انصار مدینہ کے ساتھ اختیار نہیں کرتے، میں اپنے گھر چلا آیا اور اس کی طرف سے ڈرتا رہا۔ عبدالرحمٰن ایک بہادر نوجوان تھا اسی دوران میں مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ عبدالرحمٰن یہ کہہ رہا تھا کہ ابن حزم غرور کی وجہ سے مجھ سے ملنے نہیں آتا، اور میں جانتا ہوں کہ اس نے سرکاری روپیہ میں خیانت بھی کی ہے۔ ان باتوں کے معلوم ہوتے ہی مجھے اس کی جانب سے جو خطرہ تھا اُس کا یقین ہو گیا۔ جو شخص میرے پاس یہ خبر لایا تھا میں نے اُس سے کہا کہ تم جا کر کہہ دو کہ نہ میں خائن ہوں اور نہ بددیانت لوگوں کو پسند کرتا ہوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے دل کو شاید یہ دھوکہ دیا ہے کہ آپ ہمیشہ حکومت کی اس کرسی پر سرفراز رہیں گے۔ اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ آپ سے پہلے معلوم نہیں کتنے حاکم اور خلیفہ یہاں آئے اور چل بسے جن کا صرف تذکرہ لوگوں کی زبانوں پر باقی رہ گیا ہے اگر وہ اچھے تھے تو لوگ بھی اچھائی سے اُن کا نام لیتے تھے اگر برے تھے تو برائی سے یاد کرتے تھے، اللہ سے ہر وقت ڈرتے رہیے، کسی ظالم یا حاسد کی بات پر کان نہ دھریئے۔ غرض کہ اس طرح اُن دونوں کے تعلقات کشیدہ ہوتے چلے گئے۔ کہ اتنے میں بنی فہر کا ایک شخص اور دوسرا بنی نجار کا شخص اپنا مقدمہ عبدالرحمٰن کے سامنے لائے، اُن دونوں کے درمیان مشترکہ زمین کے متعلق جھگڑا ہوا تھا، اور

ابوبکر نے نجاری کے حق میں فیصلہ دے دیا تھا، فہری نے نجاری اور ابوبکر دونوں کی حاضری کا مطالبہ کیا اور عبدالرحمٰن نے اُن دونوں کو سامنے بلوایا۔

اب فہری نے عبدالرحمٰن سے کہا کہ ابوبکر نے مجھ پر ظلم کیا ہے کہ میری جائداد کو میرے قبضہ سے نکال کر اس نجاری کے حوالے کر دی۔ اس پر ابوبکر نے کہا اے اللہ میں تجھ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں، کیا تم نہیں جانتے کہ میں تمھارے اور تمھارے مدِ مقابل کے معاملہ میں بہت دنوں تک لوگوں سے درست رائے طلب کی اور سب نے اسی بات پر اتفاق کیا کہ جھگڑے والی زمین تمھارے قبضہ سے نکال کر اُن کے حوالے کر دی جائے میں نے تمھیں سعید بن المسیب اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام کے پاس بھی جنھوں نے تمھارے خلاف فتویٰ دیا تھا حقیقت معلوم کرنے کے لیے بھیج دیا تھا۔ اور تم نے خود اُن دونوں صاحبوں سے دریافت کر لیا تھا۔ اور پھر بھی تم اُس زمین کا مطالبہ کرتے ہو چلو یہاں سے تمھارا کوئی حق نہیں ہے تم بڑے ضدی ہو۔ مگر اب بھی ابوبکر برابر ابن الضحاک سے کھٹکتا رہا۔ اتنے میں ابن ریحان نے یزید سے کہا کہ چونکہ ابوبکر نے میرے دو حدیں لگوائیں ہیں۔ آپ اُن کا معاوضہ ابوبکر سے دلوایئے یزید نے کہا میں یہ کام نہیں کر سکتا کیونکہ اُس شخص کے ساتھ ہمارے خاندان والوں نے احسان کیا ہے اب یہ نامناسب ہے کہ اُس کے ساتھ کوئی بے جا حرکت کی جائے۔ البتہ اگر چاہو تو میں تمھیں مدینہ کا والی مقرر کر دوں۔ ابن حیان نے کہا کہ میں یہ تو نہیں چاہتا کیونکہ اگر میں خود برسرِ اقتدار ہو گیا تو پھر بدلہ لینا کیا معنی اس پر یزید نے ابن الضحاک کو لکھا کہ تم اُس معاملہ پر جس کی سزا میں ابوبکر نے ابن حیان کو حد شرعی کی سزا اچھی نظر ثانی کرو۔ اگر جرم بالکل ثابت و عیاں ہو تو مداخلت نہ کرنا، اور اگر کوئی معاملہ مشکوک بھی ہو تب بھی توجہ مت کرنا البتہ اس کے علاوہ اگر کوئی بات ہو تو بیشک ابوبکر سے اس کا عوض دلوانا۔ ابن حیان یہ خط لے کر ابن الضحاک کے پاس آیا۔ خط دیکھ کر الضحاک نے کہا کہ واہ یہ تو کچھ بھی نہیں اس سے تو تمھارا مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ ابن حزم نے بغیر کسی ادنیٰ وجہ کہ تمھارے حد لگوائی ہوگی، عثمان نے کہا کہ جناب والا بات تو کچھ بھی نہیں ہے اگر آپ چاہیں تو مجھ پر احسان فرما کر عوض دلا سکتے ہیں ابن الضحاک نے کہا کہ ہاں یہ بات دوسری ہے، اب تم نے اپنا صحیح مطلب بتایا۔

عبدالرحمٰن کا ابن حزم کو سزا دینا

ابن الضحاک نے ابن حزم کو بلایا اور بغیر کچھ پوچھے ایک ہی جگہ میں اسے دو حدیں لگوا دیں اب عبدالجز ا ابن حیان اپنا عوض لے کر نہایت خوشی اور فخر کے ساتھ اپنی شخصیت جتاتا ہوا واپس پلٹا۔ اور کہنے لگا بخدا جس روز سے ابن خرم نے مجھے حدیں ماری تھیں میں عورت کے پاس نہیں گیا البتہ آج کے دن میرا یہ عہد ٹوٹ گیا اسی سال میں شوذب الخارجی قتل کیا گیا۔

شوذب الخارجی کے قتل کا بیان

ہم اس سے پہلے یہ بیان کر چکے ہیں کہ شوذب نے اپنی مخالفت کے اسباب پر مناظرہ کرنے کے لیے ایک فد امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں بھیجا تھا۔ آپ کے وفد کے بعد عبدالحمید بن عبدالرحمٰن نے یزید کے سامنے اپنی کارگزاری پیش کرنے اور تقرب حاصل کرنے کے لیے خارجیوں کے خلاف کاروائی کرنا چاہی اور اس لیے

محمد بن جریرہ کو خارجیوں سے لڑنے کا حکم دیا۔ مگر اب تک شوذب کے دونوں قاصد واپس نہیں آئے تھے اور نہ اُسے حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وفات کا علم تھا اس لیے جب خارجیوں نے محمد بن جریر کو جنگ کی تیاری کرتے دیکھا تو شوذب نے قاصد کے ذریعے محمد سے معلوم کیا کہ مقررہ وقت کے ختم ہونے سے پہلے تیاری میں جلدی کے کیا معنی؟ کیا ہمارے اور آپ کے درمیان یہ بات طے نہیں ہوئی تھی کہ جب تک ہمارے دونوں قاصد واپس نہیں آجائیں گے دونوں فریق جنگی کاروائی بند رکھیں گے، محمد نے جواب دیا کہ ہم تمھیں اس حالت پر کسی طرح نہیں چھوڑ سکتے۔

شوذب خارجی کا محمد بن جریر سے جنگ کرنا

ابوعبیدہ کے علاوہ اور تاریخ دانوں نے اس موقع پر یہ بات بھی بیان کی ہے کہ اُس وقت خارجیوں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ عہد کا توڑنا انھوں نے ضرور اس لیے کیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کا جو ایک نیک آدمی تھے انتقال ہو چکا ہے بہر حال شوذب بھی مقابلہ کے لیے میدان جنگ میں آیا، دونوں حریفوں میں جنگ ہوئی، کچھ خارجی کام آئے مگر کوفہ والوں کو بہت زیادہ جانی نقصان ہوا۔ اور وہ شکست کھا کر بھاگے خارجی انھیں قتل کرتے ہوئے اُن کے تعاقب میں چلے۔ اور بڑھتے بڑھتے کوفہ کی جھونپڑیوں تک پہنچ گئے۔ اہل کوفہ نے عبدالحمید کے پاس جا کر پناہ لی ،اس جنگ میں محمد بن جریر کے سرین پر زخم لگا۔ شوذب پلٹ کر پھر اپنی قیام گاہ چلا آیا اور اپنے دونوں ساتھیوں کا جو دربار خلافت میں بھیجے گئے تھے انتظار کرنے لگا وہ دونوں آئے حضرت عمر بن عبدالعزیز سے جو گفتگو ہوئی اس کی پوری کیفیت سنائی اور ساتھ ہی اُن کی وفات کی بھی اطلاع دی۔

تمیم کا شوذب سے مقابلہ اور شکست کھانا

یزید نے خلیفہ ہو کر عبدالحمید ہی کو بدستور کوفہ کا گورنر رکھا، اور اپنے پاس سے تمیم بن الحباب کو دو ہزار سواروں کے ساتھ خارجیوں کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ دونوں جانبوں میں قاصدوں کا تبادلہ ہوا۔ تمیم نے خارجیوں سے کہلا بھیجا کہ اب یزید کی خلاف کا دور ہے۔ یہ ایسا شخص نہی جو تمھیں چھوڑ دے گا۔ جیسا کہ عمر بن عبدالعزیز نے چھوڑ دیا تھا خارجیوں نے اُس کے جواب میں اس پر اور یزید دونوں پر لعنت بھیجی۔ تمیم خارجیوں سے لڑا مگر خارجیوں نے اُسے قتل کر ڈالا، اُس کی فوج شکست کھا کر بھاگی، اُس میں کچھ لوگوں نے پناہ لی اور کچھ یزید کے پاس شام واپس چلے گئے

خارجیوں کا نحدہ بن الحکم کو شکست اور قتل کرنا

دوسری مرتبہ یزید نے نحدہ بن الحکم الازدی کو ایک قابل اعتماد فوج کے ساتھ اُن کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ خارجیوں نے نحدہ کو بھی قتل کر ڈالا اور اس کی فوج کو شکست دی۔

شحاج بن وداع کو قتل کرنے کا بیان

پھر یزید نے شحاج بن وداع کو دو ہزار سواروں کے ساتھ اُن کے مقابلہ پر روانہ کیا طرفین میں نامہ پیام کا

تبادلہ ہوا، جنگ ہوئی خارجیوں نے اسے بھی قتل کر ڈالا اور اس نے بھی کچھ خارجیوں کو جن میں ہدبتہ الیشکری بسطام کا چچازاد بھائی جو ایک عابد آدمی تھا۔ اور ابوشبیل مقاتل بن شیبان خارجیوں کا ایک فاضل شخص تھا قتل کیا۔ جب مسلمۃ کوفہ آیا تو اہل کوفہ نے اُس سے درخواست کی کہ شوذب ہمارے بالکل قریب مقیم ہے اور ہمیں اُس سے ہر وقت خطرہ لگا ہوا ہے آپ اس کا مقابلہ کیجئے، مسلمۃ نے نجبہ بن عمر الحرشی کو جو ایک مشہور بہادر آدمی تھا بلایا اور دس ہزار فوج پر اسے سردار مقرر کر کے شوذب کے مقابلہ پر بھیجا۔

شوذب کا اپنی قوم کو جنگ کے لیے تیار کرنا

شوذب اس وقت تک اپنی جگہ پر مقیم تھا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ اس قدر بے شمار فوجی جس کا مقابلہ اس کی طاقت سے باہر ہے اس کے مقابلہ پر آ رہی ہے تو اُس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جو شخص حق کو پہنچنا چاہتا تھا اُس کے لیے تو اب نعمت شہادت موجود ہے اور جو محض دنیا کی لالچ کے ہمارے ساتھ شریک تھا تو اُسے بھی سمجھ لینا چاہیے کہ اب دنیا اُس کے لیے ختم ہو گئی، بقاء دوام تو صرف عاقبت میں ہی نصیب ہو سکتی ہے، اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ تمام خارجیوں نے اپنی تلواروں کے نیام توڑ ڈالے اور اس بے جگری سے حملے کرنے لگے کہ کئی مرتبہ سعید اور اُس کی فوج کو پیچھے ہٹا دیا بلکہ جب سعید کو ذلیل شکست کا خطرہ پیدا ہو گیا تو اُس نے اپنے آدمیوں کو ذرا سنبھالا اور اُن سے کہا کہ تمھیں شرم نہیں آتی کہ اس چھوٹی سی حقیر جماعت کے سامنے سے بھاگتے ہو، اے شامیو اس طرح لڑو جس طرح ہمیشہ گزشتہ معرکوں میں لڑتے آئے ہو، اب کیا تھا سب نے مل کر ایک ہی حملہ میں انھیں آٹے کی طرح پیس کر رکھ دیا کہ کوئی شخص ان میں سے نہ بچ سکا۔ شوذب جس کا نام بسطام تھا اور اس کے تمام بڑے بڑے بہادر قتل کر دیئے گئے جن میں الریان بن عبداللہ الیشکری جو اپنی جماعت کا بارعب شخص تھا موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ اسی سال میں یزید بن المہلب نے بصرہ پر آ کر قبضہ کر لیا اور یزید بن ارطاۃ الفزاری کو جو یزید بن عبدالملک کی جانب سے بصرہ کا عامل تھا گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اور یزید کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔

یزید بن المہلب کی یزید بن عبدالملک سے بغاوت

یزید کا حضرت عمر بن عبدالعزیز کی قید سے بھاگ جانے کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے اب اس ۱۰۱ھ ہجری میں جو کارروائیاں اُس سے سرزد ہوئیں اُن کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

خلیفہ یزید بن عبدالملک کا یزید بن مہلب کو تلاش کرنا

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وفات ہی کے دن یزید بن عبدالملک خلیفہ ہوا اور اُسے معلوم ہوا کہ یزید بن المہلب قید سے بھاگ گیا ہے۔ یزید نے عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کو حکم بھیجا کہ تم اس کی تلاش جاری رکھو اور مقابلہ کرو۔ اسی طرح عدی بن ارطاۃ کو یزید کے فرار ہو جانے کی اطلاع دی اور حکم دیا کہ اس کے مقابلہ کے لیے تیار ہو جاؤ اور اگر بصرہ میں اُس کے خاندان والے ہوں، انھیں قید کر دو۔

عدی بن ارطاۃ کا یزید کے بیٹوں کو گرفتار کرنا

عدی نے اُن سب کو پکڑ کر قید کر دیا۔ ان میں مہلب کے تینوں بیٹے فضل، حبیب اور مروان بھی تھے۔
جب چلتے چلتے یزید کا گزر سعید بن عبدالملک بن مروان کے پاس سے ہوا تو اُس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کیوں نہ ہم اس پر حملہ کر کے اُسے گرفتار کر لیں اور اپنے ساتھ ساتھ لے چلیں۔ مگر اس کے ساتھی اس بات پر آمادہ نہ ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ ہمیں لے چلے چلیئے اور اس کا ارادہ ترک کر دیجئے، یزید چلتے چلتے مقام قطقطانیہ پہنچا تھا۔

عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کا ہشام کو یزید کی گرفتاری کے لیے روانہ کرنا

عبدالحمید بن عبدالرحمٰن نے ہشام بن مساحق بن عبداللہ بن مخرمۃ، بن عبدالعزیز بن ابی قیس بن عبدوُد بن نصر دین نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی القرشی کو کوفہ کی جنگی پولیس اور دوسرے، بہت سے معزز اور بہادر اشخاص کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ یزید کا مقابلہ کرنے کے لیے روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ تم جا کر اُس کا مقابلہ کرو آج وہ مقام عذیب سے گزر رہا ہوگا۔ ہشام تھوڑی دور چل کر واپس آیا اور عبدالحمید سے پوچھنے لگا کہ ہاں یہ تو فرمایئے کہ اُسے زندہ گرفتار کر لاؤں یا اُس کا سر کاٹ لاؤں عبدالحمید نے کہا کہ جیسا تم چاہو، جن لوگوں نے اُس کے اس دعوے کو سنا اس پر تعجب کرتے تھے، ہشام کوفہ سے چل کر عذیب آیا۔ اُس کے تھوڑے ہی فاصلہ سے یزید گزرا مگر اسے اس پر بڑھ کر حملہ کرنے کی جراءت نہ ہوئی اور یزید بغیر کسی مزاحمت کے بصرہ کی طرف چلا گیا۔

یزید ابن المہلب کی بصرہ کی طرف پیش قدمی

جب یزید بصرہ کی طرف چلا گیا۔ تو ہشام شرمندہ ہو کر ہشام کے پاس آیا۔ **مگر بصرہ میں** عدی بن ارطاۃ نے اس کے مقابلے کی تیاری کی تھی۔ شہر کے سامنے خندق کھودی تھی۔ اور اہل بصرہ کی ایک جماعت کو اس کے مقابلے کے لئے آگے روانہ کر دیا تھا۔ بصرہ کے رسالے پر مغیرہ بن عبداللہ بن ابی عقیل الثقفی کو سردار مقرر کیا۔ عدی کا تعلق قبیلہ بنی فزارہ سے تھا۔

عدی بن ارطاۃ کا یزید کو بصرہ آنے سے روکنا

عبدالملک بن المہلب نے عدی سے کہا کہ تم میرے بجائے میرے بیٹے حمید کو قید کر دو اور میں اس بات کا وعدہ کرتا ہوں کہ میں یزید کو بصرہ نہیں آنے دوں گا، وہ فارس چلا جائے گا وہاں سے اپنے لیے امان کا طلب گار ہوگا۔ اور تمھارے قریب بھی نہ آئے گا، مگر عدی نے اس بات کو مسترد کر دیا۔ اب یزید اپنی جماعت کے ساتھ بصرہ کی طرف بڑھا ادھر سے بصرہ والوں نے بصرہ کو اپنی حفاظت میں لے رکھا تھا محمد بن المہلب نے بھی جو قید نہیں ہوا تھا، کچھ دوسرے لوگوں، اور اپنے خاندان کے نوجوانوں اور اپنے غلاموں کا ایک دستہ مرتب کیا تھا، یہ یزید کے استقبال کے لیے بڑھا۔ اسکے ساتھ ایک ایسا دستہ تھا جسے دیکھ کر لوگوں کے دلوں میں خوف اور ہیبت طاری ہو جاتی تھی، عدی نے تمام اہل بصرہ کو بلوایا اور ان کے پانچ دستہ ترتیب دیئے، ہر دستہ پر ایک سردار مقرر کیا، مغیرہ بن زیاد بن عمر العتکی کو بنی ازد کے دستہ کا اور محرز بن حمران العدی متعلقہ بنی منقر کو بنی تمیم کے دستہ کا، اور عمران بن عامر بن مسمع متعلقہ بنی قیس بن

ثعلبہ کو بکر بن وائل کے دستہ کا سردار مقرر کیا۔

مگر ایک شخص ابو منقر متعلقہ بنی قیس ثعلبہ نے عدی سے کہا کہ بکر بن وائل کے دستہ کا سردار عامر بن مسمع کے بیٹوں کے بجائے مالک بن مسمع کا کوئی بیٹا ہونا چاہیے۔ اس پر عدی نے نوح بن شیبان بن مالک بن مسمع کو بلا کر بکر بن وائل کے دستہ کا سردار مقرر کر دیا عدی نے منذر بن الجارود کو عبدالقیس کے دستہ کا سردار مقرر کیا اور وعبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر القرشی کو اہل العالیہ کے دستہ کا سردار مقرر کیا۔ قریش، کنانہ، ازد، بجیلہ، خثعم، تمام قیس عیلان اور بنی مزنیہ اہل العالیہ کہلاتے تھے، کوفہ میں جو اہل العالیہ تھے ان کے دستہ کا نام ربع اہل المدینہ تھا اور بصرہ میں خمس اہل العالیہ تھا پہلے یہ لوگ کوفہ میں بھی اخماس تھے۔ بعد میں زیاد بن عینیہ نے انھیں ارباع کر دیا تھا۔

یزید کا بصرہ پر قبضہ حاصل کرنا

جب یزید نے بصرہ کی طرف بڑھنا شروع کیا تو جو سواروں کا دستہ اس کے سامنے آتا تھا وہ اُس کے گزرنے کے لیے راستہ سے ہٹ جاتا تھا البتہ مغیرہ بن عبداللہ الثقفی نے سواروں کے ساتھ یزید کو روکنا چاہا مگر محمد بن المہلب نے اپنے سواروں کی مدد سے اُس کے ساتھیوں کو راستہ سے ہٹا دیا۔ یزید اپنے گھر میں آ کر اُترا، تمام لوگ اُس سے آ کر ملنے لگے، عدی بن ارطاۃ سے کہلا بھیجا کہ میرے بھائیوں کو میرے حوالے کر دو، میں بصرہ کو تمھارے حوالے کیئے دیتا ہوں، اور یزید بن عبدالملک سے اپنی خواہش کے مطابق مراعات حاصل کر کے بصرہ چھوڑ دوں گا۔ مگر عدی نے اس خواہش کو مسترد کر دیا۔ حمید بن عبدالملک بن المہلب یزید بن عبدالملک کے پاس گیا، یزید نے خالد بن عبداللہ القسری اور عمرو بن یزید الحکمی کو یزید بن المہلب اور اس کے خاندان والوں کو وعدہ امان دے کر حمید کے ساتھ بھیجا۔ اب بصرہ میں یزید بن المہلب کا یہ حال تھا کہ جو شخص اُس سے ملنے آتا تھا اُسے سونے اور چاندی کے ٹکڑے دیتا تھا اس طرح تمام لوگ اسی کی طرف مائل ہو گئے۔

چونکہ عدی بن ارطاۃ نے بکر بن وائل کا جھنڈا عمران بن عامر بن مسمع سے چھین کر اُس کے چچازاد بھائی کے حوالے کر دیا تھا اس فعل سے ناراض ہو کر عمران بھی یزید بن المہلب سے مل گیا۔ اسی طرح بنی ربیعہ، تمیم اور قیس کے بقیہ لوگ اور دوسرے اور بہت سے لوگ جن میں عبدالملک اور مالک مسمع کے دونوں بیٹے بھی تھے یزید بن المہلب سے مل گئے۔ اس کے علاوہ پہلے سے بھی یزید کے ساتھ شام کے بھی کچھ لوگ تھے یزید کی اس سخاوت کے مقابلہ میں عدی کا یہ حال تھا کہ صرف دو دو درہم دیتا اور کہتا کہ یزید بن عبدالملک کے حکم کے بغیر میں بیت المال سے تمھیں ایک درہم بھی نہیں دے سکتا ہوں یہ تو اب لے لو پھر جب بارگاہ خلافت سے حکم آئے گا دیکھا جائے گا۔

عمر بن تمیم کا مقابلہ کرنا یزید بن مہلب کے سپاہوں کے ساتھ

عمر بن تمیم کے خاندن والے جو عدی کے حمایتوں میں سے تھے وہ بصرہ سے نکل کر مرید میں مورچہ زن ہو گئے، یزید بن المہلب نے ان کا مقابلہ کے لیے اپنے آزاد غلام دارس کو بھیجا۔ دارس نے انھیں شکست دے کر بھگا دیا۔ جب یزید کے جھنڈے تلے ایک کثیر جماعت آ گئی تو وہ بنی یشکر کے قبرستان کے پاس آیا۔ (یہ مقام اُس کے اور بصرہ کے قلعہ کے درمیان نصف مسافت پر واقع تھا) یہاں بنی تمیم، قیس اور اہل شام اس کے مقابل ہوئے اور وہیں دونوں حریفوں میں معرکہ جدال وقتال گرم ہوا۔ محمد بن المہلب نے اُن پر حملہ کیا مسور بن عباد الحبطی پر تلوار کا وار کیا تلوار

خود کی ناک کو کاٹتی ہوئی اُس کی ناک تک اتر گئی۔ محمد نے ہریم بن ابی طهمة بن ابی نہشل بن وارم پر حملہ کر کے اُسے اُس کے پٹکے سے پکڑ کر گھوڑے سے زمین پر گرا دیا۔ ہریم محمد اور اپنے گھوڑے کے درمیان زمین پر گرا۔ اُس وقت محمد نے اُس سے کہا کہ تیری حالت پر افسوس ہے تجھ سے تو تیرا چچا وزن میں زیادہ ہے اس کے بعد یہ تمام حملہ آور بھاگے، یزیدان کا تعاقب کرتا ہوا قلعہ کے قریب پہنچ گیا اور یہاں ان سب کا صفایا کر دیا۔

عدی بن ارطاۃ کا یزید کے مقابل آنا اور شکست کھانا

اب عدی خود قلعہ سے مقابل ہوا یہاں اُس کے ساتھیوں میں سے حارث بن مصرف الاودی جو شام کے سرداروں میں سے تھا اور حجاج کا ایک بہادر سردار تھا کام آیا موسیٰ بن وجیہہ الحمیر ی ثم لکلائی اور راشد، المؤزن بھی جنگ میں کام آئے اور عدی کے حمایتی شکست کھا کر بھاگے۔ جب یزید کے بھائیوں نے جو عدی کی قید میں تھے، حریفوں کی آوازیں قریب آتے سنیں اور تیر قلعہ میں آ کر گرنے لگے تو عبدالملک بن المہلب نے اپنے دوسرے بھائیوں سے کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تیر قلعہ میں آ کر گر رہے ہیں۔ اور آوازیں قریب آتی جاتی ہیں۔ جس کے یہ معنیٰ ہیں کہ یزید کو فتح ہوئی اس لیے اب مجھے یہ خوف لاحق ہوا ہے کہ اس سے پہلے کہ یزید ہمیں آ کر اس بری قید سے رہائی دلائے عدی کے ساتھی عرب اور شامی مجھے ضرور ہمیں قتل کر دیں گے اس لیئے فوراً وہ دروازہ بند کر دو اور اس پر کپڑے ڈال دو۔

عدی کی فوج کا قیدیوں پر حملہ کرنے کا بیان

سب نے اس تجویز پر عمل کرنے کیا تھوڑی ہی دیر کے بعد عبداللہ بن دینار ابن عامر کا آزاد غلام اور عدی کے محافظ دستے کا سردار اپنی فوج کے ساتھ قید خانہ کے دروازہ کی طرف بھاگتا ہوا آیا۔ مگر یہاں تو مہلب کے بیٹوں نے پہلے ہی سے انتظام کر رکھا تھا اور دروازہ اندر سے بند کر کے سب نے کپڑے اور دوسرا سامان دروازے سے لگا دیا تھا اور سب سب کے ان پر ٹیک لگائے انھیں روکنے کے لیئے تیار تھے حملہ آوروں نے دروازہ کھولنے کی ہر ممکن کوشش کی مگر کامیابی نہیں ہوئی اتنے میں یزید کے حمایتی وہاں پہنچ گئے اور یہ لوگ قیدیوں کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ مہلب سالب بن زیاد بن ابی سفیان کے مکان میں جو قلعہ کے ایک پہلو میں واقعہ تھا آ کر مقیم ہوا اور اب سیڑھیاں اس کے پاس لائی گئیں، مگر عثمان نے تھوڑی ہی دیر بعد قلعہ کو فتح کر لیا اور عدی بن ارطاۃ کو یزید کے سامنے لایا۔

عدی بن ارطاۃ کا یزید بن المہلب سے بات کرنا

عدی جب یزید کے سامنے آیا تو مسکرا رہا تھا۔ یزید نے اس کی وجہ دریافت کی اور کہا کہ تمھیں تو ان دو باتوں کی وجہ سے ہنسنا نہیں چاہیے، ایک تو یہ کہ تم باعزت سپاہی کی موت سے بھاگے اور اس طرح تم نے اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دیا۔ جس طرح کہ عورت اپنے آپ کو کسی کے سپرد کر دیتی ہے دوسرے یہ کہ تم اس طرح میرے سامنے کھینچ کر لائے گئے ہو جس طرح کہ ایک مغرور غلام اپنے آقا کے سامنے لایا جاتا ہے اس کے علاوہ میں نے تم سے کسی قسم کا عہد یا وعدہ امان بھی نہیں کیا۔ اس لیے تم ہی بتاؤ کہ میں تمھارے قتل سے کیوں باز رہوں۔ عدی نے کہا کہ یہ بالکل صحیح ہے کہ میں جناب کے قبضہ قدرت میں ہوں مگر جان لیجیے کہ میری زندگی سے آپ کی زندگی ہے اور میری

ہلاکت اس شخص کی ہلاکت کا سبب ہوگی جس کا ہاتھ مجھ پر اُٹھے گا شام کے مجاہدین کی قابلیت سے آپ بخوبی واقف ہیں، اور ہر ایک بغاوت یا فتنہ کے موقعہ پر انھوں نے جس شجاعت اور وفاداری کا ہمیشہ ثبوت دیا ہے اُسے بھی آپ خوب جانتے ہیں اس لیے موقع کے ہاتھ سے نکل جانے سے پہلے ہی آپ اس کا انتظام کرلیں۔ اس سے پہلے سمندر اپنی موجوں سے آپ پر حملہ کردے آپ اپنی خطاء کے خطرات سے بچ سکتے ہیں مگر اس کے بعد آپ اگر اپنے جرم کا اعتراف بھی کریں اور معافی بھی مانگنا چاہیں گے تو کوئی فائدہ نہیں۔ آپ کے خلاف اگر فوج نے پیش قدمی شروع کر دی اور پھر آپ نے صلح کی درخواست کی تو یہ درخواست کرنا بیکار ہوگا البتہ اگر اس سے پہلے ہی آپ کارروائی کریں گے تو وہ آپ اور آپ کے خاندان کی جان و مال کو امان دینے میں انکار نہ کریں گے۔

یزید مہلب کا عدی کو جواب

یزید نے کہا کہ تم نے یہ جو دعوہ کیا ہے کہ میری زندگی سے آپ کی زندگی ہے اگر یہ حقیقت پر مبنی ہے تو میں خدا سے دعا کروں گا کہ وہ مجھے ایک لمحہ کے لیے بھی زندہ نہ رہنے دے اور تمھارا یہ کہنا میری موت کا بدلہ ضرور اُس شخص کو دینا پڑے گا جو اُس کا ارتکاب کرے گا تو میں قسمیہ کہتا ہوں کہ اگر میرے قبضہ میں دس ہزار تم سے کہیں زیادہ مرتبہ والے شامی سردار ہوں اور میں ان سب کو ایک ہی مقام پر قتل کرڈالوں تو اہل شام کے دلوں میں اس قتل عام کا اِس قدر خوف نہ ہوگا جتنا کہ میری مخالفت انھیں دہشت ناک معلوم ہوتی ہوگی، اگر میں ان کے خلاف جنگ کرنے سے باز آجاؤں اور پھر اپنے فائدہ کے لیے انھیں کٹوانا چاہوں، اُن کے خزانے پر قبضہ کرلوں اور ان سے کہوں کہ کسی بڑے صوبہ کی حکومت میرے سپرد کر کے مجھے وہاں کا بادشاہ بنادیا جائے تو وہ ضرور اُن امور کے لیے تیار ہو جائیں گے اور ایسا کردیں گے تم اچھی طرح سمجھ لو کہ اگر انھیں ہمارے نیک ارادوں کا علم ہو جائے اور وہ تمھاری مطلقاً پروانہ کریں گے اور جو کچھ وہ کریں گے یا جو تدبیر اختیار کریں گے اُس سے انھی کو فائدہ پہنچے گا اس وقت وہ نہ تمھیں یاد کریں گے اور نہ تمھاری پروا کریں گے۔ تمھارا یہ کہنا کہ اپنے کیے کی اصلاح کرلو اور معافی چاہو ضرور ایسا کرو تو میں نے تم سے اس بارہ میں نہ مشورہ لیا تھا اور نہ تم میرے دوست اور مشیر ہو اُس سے تم نے خود عاجزی اور طلب احسان کا اظہار کیا۔

عدی بن ارطاۃ کو قید کرنے کا حکم

یزید نے حکم دیا کہ عدی کو یہاں سے لے جاؤ۔ جب لوگ اسے تھوڑی دیر تک کے لیے اُس کے سامنے ہٹا کر لے گئے تو یزید نے اسے پھر اپنے سامنے بلوایا۔ اور کہا کہ اگرچہ میں تمھیں قید کر دیتا ہوں مگر میری قید ایسی سخت اور تکلیف دہ ہوگی جیسا کہ تم نے میرے بھائیوں کو قید کیا تھا اور اُن پر سختیاں کی تھیں،

اور باوجود اس کے کہ ہم تم سے اس بات کی درخواست کرتے رہے کہ ان پر جو سختیاں اور مظالم ہو رہے ہیں، انھیں کم کردو مگر تم نے مطلقاً اُس پر کان نہ دھرے بلکہ اُس کے خلاف ہی کرتے رہے۔ اس گفتگو کے سننے کے بعد عدی کو اپنی جگہ یہ خیال ہو گیا کہ میری جان بخشی کر دی گئی اور اس کے بعد جو شخص اس سے ملنے جاتا عدی ہمیشہ یزید کے اس احسان کا نرمی کے لہجہ میں ذکر کرتا۔

سمیرع الکندی کا بصرہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کرنا

اس دوران میں عمان کے ایک باشندے سمیرع الکندی متعلقہ قبیلہ بنی مالک بن ربیعہ نے جو خارجی ہو گیا تھا سر اُٹھایا اور بصرہ پر چڑھائی کی غرض سے روانہ ہوا مگر جب دیکھا کہ عدی اور یزید کی فوجیں ایک دوسرے کے مقابلہ میں صف بنائے ہوئے ہیں تو وہ اپنے ارادہ سے باز رہا اور ایک طرف کو ہو گیا۔ اسے دیکھ کر طرفین کے بعض لوگوں نے یہ تجویز پیش کی کہ سمیرع کو قاضی بنایا جائے جو وہ فیصلہ کرے گا ہم اس پر عمل کریں گے۔

یزید کا سمیرع کو اپنا حمایتی بنانا اور گورنر مقرر کرنا

یزید نے سمیرع کو بلا بھیجا اور اسے اپنا حمایتی بنانے میں کامیاب ہو گیا یزید نے اُسے ابلہ کا گورنر مقرر کر دیا۔ اب اس میں امیروں کی شان پیدا ہو گئی خوشبو لگاتا اور عیش و آرام کی زندگی بسر کرتا لوگوں سے مصنوعی خلق سے پیش آتا۔ یزید بن المہلب کو جب فتح ہو گئی تو بصرہ میں قبائل قیس، اور تمیم کے جو جو سردار لوگ تھے بصرہ سے بھاگ کر عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کے پاس کوفہ چلے گئے اور بعضوں نے شام کا رخ کیا اور مالک بن المنذر حواری بن زیاد بن عمرو العتکی یزید بن المہلب سے بھاگ کر اور یزید بن عبدالملک کے پاس پہنچنے کے ارادہ سے شام روانہ ہوا۔

خلیفۃ المسلمین یزید بن عبدالملک کی جانب سے یزید بن المہلب سے صلح کی کوشش

دوران سفر راستہ میں خالد بن عبداللہ القسری اور عمرو بن یزید الحکمی جن کے ساتھ حمید بن عبدالملک بن المہلب بھی تھا اسے یہ لوگ یزید بن عبدالملک کی جانب سے یزید بن المہلب کے لیے امان اور تمام ان باتوں کی جس کی وہ خواہش کرے منظوری لے کر یزید بن المہلب کے پاس جا رہے تھے

حواری بن زیاد کا خالد بن عبداللہ اور عمر بن یزید کو صلح سے منع کرنا

حواری اُن دونوں کے پاس آیا۔ انھوں نے پوچھا کہ کوئی خبر سناؤ حواری نے جب دیکھا کہ حُمید بن عبدالملک بھی اُن کے ساتھ ہے انھیں ایک طرف لے گیا اور پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو دونوں نے کہا کہ یزید بن المہلب کے پاس جا رہے ہیں اور جو وہ چاہے اس کی منظوری لے کر آئے ہیں۔ حواری نے کہا کہ اب نہ تو اس کے ساتھ احسان کرنے کا کوئی موقع رہا اور نہ اسے تمھارے ساتھ۔ اُس نے اپنے دشمن عدی بن ارطاۃ پر فتح پائی ہے بہت لوگوں کو قتل کر ڈالا ہے اور عدی کو قید کر دیا ہے اس لیے آپ دونوں واپس چلے آئے۔ ایک باہلی جس کا نام مسلم بن عبدالملک تھا راستہ سے گزر رہا تھا مگر وہ ان دونوں کے پاس ٹھرا نہیں، اور گزرتا ہوا چلا گیا ان دونوں نے اسے آواز دی اور ٹھرایا مگر وہ نہ ٹھرا اس پر قسری نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا کہ تم اسے واپس لاؤ اُسے سو کوڑے لگاؤ، مگر اس کے ساتھی نے کہا کہ جانے بھی دو دور کرو، مگر یہ امید کی کہ یہ خود واپس آئے گا حواری بن زیاد تو یزید بن عبدالملک کی طرف چلا گیا۔ اور یہ دونوں حمید بن عبدالملک کو لے کر آئے حمید نے کہا کہ میں تمھیں خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ لوگوں کو یزید نے جو حکم دیا ہے اُس کی خلاف ورزی، نہ کیجیے۔ یزید ابن المہلب ان باتوں کو آپ کی جانب سے

بخوشی قبول کر لے گا اور یہ شخص جس نے آپ سے یہ باتیں کہی ہیں وہ اور اُس کا خاندان ہمیشہ سے ہمارے دشمن رہے ہیں۔ آپ خدا کے لئے اس کی بات پر یقین نہ کیجئے، مگر اُن دونوں نے اُس کی درخواست کو رد کر دیا اور اُسے لا کر عبدالرحمٰن بن سلیمان الکلبی کے حوالے کر دیا؛ اس عبدالرحمٰن بن سلیمان کو یزید بن عبدالمالک نے خراسان کا گورنر مقرر کر کے روانہ کیا تھا، جب اسے یزید بن المہلب کی بغاوت کا علم ہوا تو اس نے یزید بن عبدالملک کو لکھا تھا کہ میں آپ کے مخالفین سے جہاد کرنے کو خراسان کی گورنری پر ترجیح دیتا ہوں، میں اب خراسان نہیں جانا چاہتا آپ مجھے بھی اُن لوگوں کے ساتھ جو یزید بن المہلب کے مقابلہ پر بھیجے گئے ہیں بھیج دیجئے عبدالرحمٰن نے حمید بن عبدالملک کو یزید بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا۔ عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب نے خالد بن یزید بن المہلب کو جو کوفہ میں مقیم تھا اور حمال بن زحر الجعفی کو اچانک جا کر گرفتار کر لیا۔ یہ لوگ ایک لفظ بھی موجودہ حالت کے متعلق اپنی زبان سے نہیں نکالتے تھے البتہ اس دشمنی سے واقف تھے جو عبدالحمید بن عبدالرحمٰن اور مہلب کی اولاد کے درمیان تھی عبدالحمید نے انھیں بیڑیاں پہنا کر یزید بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا۔ یزید نے ان سب کو قید کر دیا مرتے دم تک انھیں رہائی نہ ملی یہ لوگ جیل ہی میں مر گئے۔ اس واقعہ سے بہت پہلے یہ ہوا تھا کہ یزید نے چند لوگوں کو اس غرض سے کوفہ بھیجا تھا کہ وہ وہاں جا کر لوگوں کو تسلی دیں، خلیفہ وقت کی اطاعت کی خوبیاں بیان کریں اور ان کے مناسب وظائف میں زیادتی کر کے انھیں احسان مند بنائیں۔ اُن لوگوں میں ایک شخص قطامی بن الحصین بھی تھا (جو شرقی کا باپ تھا اور اس شرقی کا اصلی نام ولید تھا) جب اسے یزید کی بغاوت کا علم ہوا تو اس نے اُس کی تعریف میں

چند شعر کہے اور ان میں یہ بھی خواہش ظاہر کی کہ کاش میں بھی اس کے ساتھ شامل ہوتا کچھ عرصہ کے بعد یہ شخص مقام عقر چلا گیا تھا اور وہاں مسلمہ بن عبدالملک کے ساتھ یزید بن المہلب کے خلاف جنگ میں شریک ہوا۔ اس پر یزید نے کہا کہ دیکھو قطامی کا فعل اس کے قول سے کس قدر مختلف ہے۔

امیر المومنین کا یزید بن المہلب کی سرکوبی کے لیے لشکر روانہ کرنا

عبدالملک نے عباس بن ولید کو چار ہزار منتخب سواروں کے ساتھ یزید بن المہلب کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ یہ فوجیں ابھی حیرہ نہ پہنچی تھی کہ یزید نے اُن سے پہلے پہنچ کر حیرہ پر اپنا قبضہ جما لیا۔ اس کے بعد جب مسلمۃ بن عبدالملک اور شامیوں کی زبردست فوج بصرہ کی طرف بڑھی، اور انھوں نے فرات کے کنارے کنارے علاقہ ملک جزیرہ سے پیش قدمی شروع کی تو تمام اہل بصرہ پوری طرح سے یزید المہلب کے احاطہ اطاعت میں آگئے یزید المہلب نے اپنے گورنر اہواز، فارس اور کرمان بھیجے۔

یزید بن مہلب کا مدرک کو کرمان کی طرف روانہ کرنا

کرمان پر ایک زمانہ میں جراح بن عبداللہ الحکمی گورنر تھا۔ یہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس واپس چلا آیا تھا، اسی طرح عبدالرحمٰن بن نعیم الازدی بھی کرمان کا گورنر تھا مگر صرف امام تھا، بعد میں یزید بن عبدالملک نے عبدالرحمٰن القشیری کو کرمان کے محکمۂ خراج کا افسر اعلیٰ مقرر کر کے بھیجا۔ جب مدرک بن المہلب صحرا کے کنارے پہنچا تو عبدالرحمٰن بن نعیم نے بنی تمیم کو خفیہ طور پر اطلاع دی کہ مدرک بن المہلب آ رہا ہے یہ تمہارے درمیان میں جنگ کرانا چاہتا ہے حالانکہ تم اس وقت نہایت اطمینان و عافیت اور اتفاق و اتحاد سے زندگی بسر کر رہے ہو۔

بنی تمیم کا مدرک سے مقابلہ کرنے کے لئے روانہ ہونا

بنی تمیم کو جب معلوم ہوا تو وہ ایک رات کو اُس کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو کر نکلے، مگر اُس کے ساتھ ہی اس سازش کی خبر بنی ازد کو بھی ہو چکی تھی۔ اُن کے دو ہزار شہسواروں نے بنی تمیم کو ان کے صحرا کے کنارے پہنچنے سے پہلے ہی پکڑ لیا اور پوچھا کہ تم یہاں کیوں آئے ہو۔

بنی ازد کا بنی تمیم کو مقابلے سے روکنا

بنی تمیم نے ادھر اُدھر کی باتیں بنانا شروع کیں اور اس بات کا اقرار نہیں کیا کہ ہم مدرک بن المہاب کو ہلاک کرنے آئے ہیں مگر پھر دونوں ازدیوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ تمھارے یہاں آنے کی وجہ یہ ہے کہ تم ہمارے سردار کا جو یہاں سے بالکل قریب مقیم ہے مقابلہ کرنا چاہتے ہو۔ اس کے سوا تمھارا اور کیا مقصد ہو سکتا ہے۔ اس گفتگو کے بعد بنی ازد گے بڑھ کر صحرا کے سرے پر مدرک سے ملاقات کرنے گئے اور کہنے لگے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کو محبوب رکھتے ہیں اور معزز سمجھتے ہیں، آپ کے بھائی مقابلہ پر نکل آئے ہیں اور دونوں فریق کھلم کھلا ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔ اگر اللہ نے انھیں غلبہ دیا تو ہم دل سے یہ ہی چاہتے ہیں سب سے پہلے ہم آپ کے جھنڈے کے نیچے آ جائیں گے کیوں کہ آپ ہمارے پیر کے بیٹے ہیں اور ہم پر حکومت کرنے کے زیادہ اہل ہیں البتہ اگر خدانخواستہ اس کے خلاف کوئی اور بات پیش آئی تو اُس صورت میں بخدا اس بات سے بھی آپ کو کوئی راحت نہ ہوگی کہ ہم اس وقت کسی مصیبت یا تکلیف میں مبتلا کر دیئے جائیں اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ مدرک نے مستقل واپسی کا ارادہ کر لیا۔

یزید بن مہلب کا اہل بصرہ سے خطاب کرنا

جب تمام بصرہ نے یزید بن المہلب کی اطاعت قبول کر لی تو یزید اہل بصرہ کے سامنے تقریر کرنے کھڑا ہوا ،حمد ثناء کے بعد لوگوں کو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دینے لگا اور اہل شام سے جہاد کے لیے تیار کرنے لگا اور کہنے لگا کہ اہل شام سے جہاد کرنے میں ترک اور دیلم سے جہاد کرنے کے مقابلہ میں زیادہ ثواب ہے۔

حسن بصریؒ کی راست گوئی

معاذ بن سعد اس واقعہ کے راوی کہتے ہیں کہ میں اور حسن بصریؒ دونوں جامعہ بصرہ میں داخل ہوئے۔ حسن میرے شانے پر ہاتھ رکھے تھے اور مجھ سے کہتے جاتے تھے کہ ذرا دیکھو تو سہی تم کسی ایسے شخص کو بھی یہاں دیکھ رہے ہو جسے تم پہچانتے ہو میں نے کہا کہ یہاں تو میرا کوئی بھی جاننے والا نظر نہیں آتا اس پر آپ نے فرمایا کہ "بخدا یہ حد سے گزرنے والے تفرقہ باز لوگوں کا گروہ ہے۔ ہم دونوں بڑھتے ہوئے منبر کے قریب جا پہنچے، میں نے سنا کہ یزید ہی کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کا تذکرہ کر رہا تھا حسنؒ سے نہ رہا گیا اور انھوں نے بلند آواز سے کہا کہ ہم تجھے حاکم اور محکوم دونوں میں دیکھ چکے ہیں اس لیے تمھارے منہ سے یہ باتیں زیبا نہیں معلوم ہوتیں۔ یہ سنتے ہی ہم نے فوراً اُس کا ہاتھ پکڑا اور منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور بٹھا دیا اور اگرچہ مجھے اس ذرا بھی شک نہیں کہ یزید نے ضرور ان جملوں کو سنا

مگر وہ ٹال کر کے تقریر کرتا رہا۔

نضر بن انس کا یزید کی بیعت کے لیے اعلان کرنا

جب ہم مسجد کے دروازہ پر پہنچے تو ہم نے نضر بن انس بن مالک کو وہاں کھڑا پایا، یہ کہہ رہے تھے کہ اللہ کے بندو تم کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کی دعوت پر لبیک کہنے میں کیوں سوچ و بچار کر رہے ہو۔ بخدا عمر بن عبدالعزیز کی خلافت کے بعد، اپنے وقت پیدائش سے لے کر اب تک سوائے ان دنوں کے نہ تم نے یہ باتیں سنی ہوں گی اور نہ ہم نے سنیں۔ حسن بصری یہ سن کر بولے خدا کی قدرت ہے کہ نضر بن انس بھی یہاں موجود ہیں، تمام لوگ باقاعدہ دو صفوں میں کھڑے، نشانات علم لیے نیزے بلند کیے یزید کے استقبال کے لیے اس کی آمد کے منتظر تھے جب حسن بصری ادھر سے گزرے تو لوگ آپس میں یہ باتیں کر رہے تھے کہ یزید ہمیں حضرت عمرؓ اور عمر بن عبدالعزیز کی سنت کی طرف بلا رہا ہے۔

اس پر حسن بصری کہنے لگے کہ یہ وہی یزید ہے کہ جو کل انھی لوگوں کی جو تمھارے لیے قابل احترام ہیں، گردنیں مارتا تھا اور قیدی بنا کر مروانیوں کے پاس لے جاتا تھا اور اُن کو قتل کر کے خاندان اُمیہ کی خوشنودی کی جستجو میں رہتا تھا۔ آج وہ چونکہ ان سے ناراض ہے تو اس نے بھی ڈیڑھ اینٹ کی اپنی مسجد علیحدہ بنائی اور علم بغاوت بلند کیا۔

اور اب کہتا ہے کہ چونکہ میں ان کا مخالف ہوں اس لیے تم بھی ان کی مخالفت کرو، یہ بے وقوف راضی ہو گئے اور کہتا ہے کہ میں تمھیں حضرت عمر اور عمر بن عبدالعزیز کے طریقہ کار کی طرف دعوت دیتا ہوں حالانکہ ان دونوں حضرات کے آئین کے مطابق تو یہ ہونا چاہیے کہ اسے بیڑیاں پہنا کر پھر عمر بن عبدالعزیز کے اُسی قید خانہ میں ڈال دیا جائے جس میں صاحب موصوف نے اُسے قید کیا تھا۔ یزید کے حمایتوں میں سے جنھوں نے حسن بصری کے یہ الفاظ سنے ایک شخص کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اے ابوسعید تم شامیوں سے خوش ہو۔

حضرت حسن بصری کی شامیوں کے بارے میں رائے

حسن بصری فرمانے لگے میں اور شامیوں سے خوش ہوں؟ اللہ ان کا برا کرے اور تباہ کرے کیا یہ وہی لوگ نہیں ہیں جنھوں نے حرم رسول اللہ کو حلال کر لیا، اور تین رات دن اُ کے اہل بیت کو قتل کرتے رہے اور اپنے نبطی اور قبطی غلاموں کے لیے انھیں مُباح کیا، جو نیک اور باعصمت شریف زادیوں کو لے گئے اور عصمت دری تک سے باز نہ رہے، پھر خود خانہ کعبہ تک جا کر منہدم کر دیا اور غلاف کعبہ اور حجر اسود کو نظر آتش کر دیا، ان پر اللہ کی لعنت ہو، اور جہنم نصیب ہو۔''

یزید کا اپنی فوج سے مشورہ طلب کرنا

یزید نے مروان بن المہلب کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا اور خود تمام اسلحہ اور خزانہ لے کر واسطہ آیا۔ جب واسط کا رخ کیا تو اپنے ساتھیوں سے صلاح و مشورہ لینے لگا اور کہا کہ چونکہ اہل شام تمھارے مقابلہ کے لیے بڑھ رہے ہیں، اس لیے بتاؤ اب کیا کرنا چاہیے اس پر حبیب نے کہا (حبیب کے علاوہ اور کسی شخص نے بھی یہی مشورہ دیا تھا۔) کہ ہم یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ آپ یہاں سے فارس چلیے تاکہ پہاڑوں کی گھاٹیوں اور درّوں میں ہو جائیں۔ اور

خراسان سے قریب ہوتے جائیں اور دشمن کو جنگ میں طول دے کر پریشان کر دیں۔ اس طرح بہت سی پہاڑی قومیں بھی آپ کے ساتھ شامل ہو جائیں گی اور پہاڑ اور قلعہ بھی آپ کے قبضہ میں رہیں گے۔ یزید نے کہا کہ اس مشورہ کو میں پسند نہیں کرتا تم چاہتے ہو کہ میں ایک پرندہ بن کر پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھا رہوں۔

حبیب کا یزید کو دوسرا مشورہ دینا

حبیب نے کہا کہ سب سے بہتر طریقہ عمل جس پر آپ کو کاربند ہونا چاہیے تھا اُس کا تو موقع اب ہاتھ سے جاتا رہا۔ جب آپ نے بصرہ پر فتح پائی تھی میں نے اسی وقت آپ سے اصرار کے ساتھ کہا تھا کہ آپ سواروں کے ایک زبردست دستہ کو اپنے خاندان کے کسی آدمی کی زیرِ پرستی کوفہ روانہ کیجئے تاکہ آپ اس پر بھی قابض ہو جائیں۔ اس مہم میں کامیابی اس لیے یقینی تھی کہ کوفہ کا گورنر عبدالحمید بن عبدالرحمٰن ہے جس کی حالت یہ ہے کہ جب آپ صرف ستر سواروں کے ساتھ اس کے قریب سے گزرے تب بھی وہ آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکا تو اس سواروں کا کیا مقابلہ کرتا اس طرح ہم کوفہ میں شام کی فوجوں کے وہاں پہنچنے سے پہلے پہنچ جاتے۔ اور میں خوب جانتا ہوں کہ کوفہ کے تمام سردار لوگ آپ کے حمایتی ہیں اور وہ شامیوں کی حکومت سے آپ کی حکومت کو زیادہ پسند کرتے ہیں مگر میرے اس مشورہ کو بھی آپ نے نہ مانا۔

اب یہ ایک اور طریقہ کار باقی ہے جو میں آپ کے سامنے پیش کر دیتا ہوں کہ آپ اپنے خاندان کے کسی شخص کی زیرِ قیادت سواروں کا ایک زبردست دستہ ملک جزیرہ بھیج دیجئے تاکہ یہ سوار شامیوں سے پہلے وہاں پہنچ کر کسی قلعہ میں مورچہ زن ہو جائیں۔ اور پھر آپ اس کے پیچھے ہی پیش قدمی کیجیے اس طرح جب شامی آپ کی جانب پیش قدمی کریں گے تو وہ کبھی اس بات کو گوارا نہ کریں گے کہ اپنی پشت پر آپ کی کسی فوج کو ایسے ہی چھوڑ دیں وہ ضرور جب آپ کی طرف بڑھیں گے تو پہلے قلعہ کی فوج کا محاصرہ کریں گے تو گویا یہ جماعت انھیں وہیں روک لے گی پھر آپ اُن پر پیش قدمی کیجیے گا۔

اس اثناء میں موصل میں جو آپ کے ہم قوم ہیں وہ اور دوسرے عراقی اور سرحدی باشندے موجودہ حکومت کو چھوڑ چھوڑ کر آپ کے جھنڈے کے نیچے آ جائیں گے اس طرح آپ کو یہ موقع حاصل ہو جائے گا، کہ آپ شامیوں سے ایک زرخیز اور آباد اور قبہ ملک حاصل کر لیں اور گویا سارا عراق آپ کی پشت پر ہوگا، مگر یزید نے کہا کہ میں اسے اچھا نہیں سمجھتا کہ اپنی طاقت کو تقسیم کر دوں، یزید چند روز واسطہ میں مقیم رہا۔ اس سال عبدالرحمٰن بن الضحاک بن قیس الفہری امیر حج تھا۔ یہ یزید بن عبدالملک کی جانب سے مدینہ کا گورنر تھا اور عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید مکہ کا گورنر تھا، عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کوفہ کا گورنر تھا۔ اور شعبی کوفہ کے قاضی تھے بصرہ پر یزید بن عبدالملک نے قبضہ کر لیا تھا عبدالرحمٰن نعیم خراسان کا گورنر تھا۔

۱۰۲ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اسی سال میں یزید بن عبدالملک نے عباس بن الولید بن عبدالملک اور مسلمۃ بن عبدالملک کو یزید بن المہلب کے مقابلے کے لئے بھیجا۔ اور نیز اسی سال کے ماہ صفر میں یزید بن مہلب قتل ہوا۔

یزید بن المہلب کے قتل کا واقعہ

یزید بن مہلب کا عباس بن الولید اور مسلمۃ بن عبدالملک سے مقابلہ کرنا

جب یزید بن المہلب، عباس بن الولید بن عبدالملک اور مسلمۃ بن عبدالملک سے جنگ کرنے کے لیے واسطہ سے روانہ ہونے لگا۔ تو اُس نے اپنے بیٹے معاویہ کو واسط پر اپنا نائب مقرر کیا اور تمام سرکاری خزانہ اور دوسرا زیادہ قیمتی مال و اسباب اور جنگی قیدی اس کے سپرد کر دیئے، اور اپنے بھائی عبدالملک کو اپنے آگے روانہ کیا ان انتظامات کے بعد خود یزید بن المہلب واسط کے مقام سے آگے بڑھا۔ نیل کوفہ کے دہانہ پر سے گزرتا ہوا مقام عقر پر پہنچا، دوسری جانب سے مسلمۃ دریائے فرات کے کنارے کنارے بڑھتا ہوا انبار آیا یہاں اُس نے دریائے فرات پر پل باندھا اور فارط کے مقام کے پاس سے دریا کو عبور کر کے یزید بن المہلب کے مقابلہ پر آ گیا۔

عبدالملک کا عباس بن الولید سے مقابلہ کرنا اور شکست کھانا

یزید نے اُس سے پہلے ہی اپنے بھائی کو کوفہ کی جانب روانہ کر دیا تھا، مقام سوار پر عباس بن الولید نے اُس کا مقابلہ کیا دشمنوں نے اپنی اپنی فوج کی صف بندی کی، اب لڑائی شروع ہوئی، بصرہ والوں نے شامیوں پر ایک ایسا سخت حملہ کیا کہ انھیں سامنے سے ہٹا دیا، عباس کے ساتھ بنی تمیم اور بنی قیس کی بھی ایک بڑی جماعت تھی جو یزید بن المہلب کے مقابلہ میں شکست کھا کر بصرہ سے بھاگ کر آئے تھے ان میں ہریم بن ابی طہمۃ المجاشعی بھی تھا۔

شامیوں کا پلٹ کر جوابی حملہ کرنا اور فتح پانا

جب شامی اہل بصرہ کے سامنے سے پیچھے ہٹے اور عبدالملک کی فوج نے انھیں ایک ندی کی جانب پسپا ہونے پر مجبور کر دیا تو ہریم بن ابی طہمۃ نے انھیں للکارا اور کہا کہ اے شامیو اللہ سے ڈرو بھلا اس طرح تم ہمیں دشمن کے گھیرے میں چھوڑ کر چلے جا رہے ہو اس پر شامی کہنے لگے کہ آپ خوف نہ کریں آپ کسی خطرے میں نہیں ہیں۔ شامی ہمیشہ ابتداء جنگ میں اسی طرح پلٹ جاتے ہیں آپ کو بھی مدد پہنچتی ہے، چنانچہ پھر شامیو نے فوراً ہی جوابی حملہ کر کے عبدالملک کی فوج کو شکست دے دی۔ اور بصریوں نے راہ فرار اختیار کر کے میدان جنگ صاف کر دیا۔ اسی جنگ میں بنی بکر کا آزاد غلام منتوف کام آیا۔ اور مسمع کے دونوں بیٹے مالک اور عبدالملک بھی کام آئے ان کو معاویہ بن یزید بن المہلب نے قتل کیا تھا۔ اس شکست کے بعد عبدالملک نے اپنے بھائی یزید بن المہلب کے پاس مقام عقر چلا آیا، یزید نے عبداللہ بن حیان العبدی کو حکم دیا کہ تم دریا کو عبور کر کے مقام حراۃ کی انتہائی حد پر پہنچ جاؤ۔

چنانچہ عبداللہ بن حیان نے اس حکم کی تعمیل کی اب اس کے اور یزید کے درمیان پل ہو گیا۔ عبداللہ بن

حیان اپنی فوج اور نیز یزید کی خاص فوج کے ایک دستہ کے ساتھ ایک جگہ ٹھہر گیا، اور اس نے اپنے گرد خندق کھود لی مسلمۃ نے دریا کے پانی کو اُن کی جانب کاٹ دیا اور نیز سعید بن عمرو الحرشی کو اس جماعت کے مقابلہ کے لیے علیحدہ کر دیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وضاح اُن کی طرف دریا عبور کر کے گیا اور اُن کے مقابل خیمہ زن ہو گیا۔ کوفہ اور علاقہ جبال کے بہت سے لوگ یزید کے پاس چلے آئے، اور کچھ لوگ سرحدی علاقوں سے بھی یزید کے پاس آئے یزید نے ان کوفیوں اور اہل مدینہ کے دستہ پر عبداللہ بن سفیان بن یزید بن المغفل الازدی کو سردار مقرر کیا بنی مذحج اور اسد کے دستہ پر نعمان بن ابراہیم بن الاشتر النخعی کو سردار بنایا۔

کندہ اور ربیعہ پر محمد بن اسحٰق بن محمد بن الاشعث کو اور تمیم و عدحمدان پر حنظلہ بن عتاب بن ورقاء التمیمی کو سردار مقرر کیا۔ اور ان تمام سرداروں اور فوج پر مفضل بن المہلب کو سپہ سالار مقرر کیا، علاء بن زہیر کہتے ہیں کہ میں ایک روز یزید کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ یزید نے پوچھا کہ آیا ہماری اس فوج میں ایک ہزار تلواریں ہوں گی۔ حنظلہ نے جواب دیا کہ جی ہاں جناب والا بلکہ چار ہزار تلواریں موجود ہیں اس پر یزید نے کہا کہ یہ عراقی بھی ایک ہزار تلوار کے ساتھ نہیں لڑتے میرے دفتر میں ایک لاکھ بیس ہزار چہرے درج ہیں مگر میں خدا سے چاہتا ہوں کہ کاش ان کے بجائے اس وقت میرے وہ ہم قوم ہوتے جو خراسان میں ہیں۔

یزید کا اپنی فوج سے تقریر کرنے کا بیان

ابومخنف کہتے ہیں کہ ایک روز یزید تقریر کرنے کھڑا ہوا ہمیں جنگ کی ترغیب و تحریص دلاتا رہا اور کہنے لگا کہ جب تک ان دشمنوں کی آنکھوں میں نیزے اور ان کی کھوپڑیوں پر تلواریں نہ پڑیں گی یہ اپنی اس گمراہی سے باز نہ آئیں گے۔ مجھ سے کہا گیا ہے کہ یہ زرد ٹڈی یعنی مسلمۃ بن عبدالملک اور ناقہ ثمود کی کوچیں کاٹنے والا یعنی عباس بن الولید عباس نیلی آنکھوں والا سرخ رنگ کا آدمی تھا اس کی ماں ایک رومن تھی، جس کو سلیمان چاہتا تھا کہ اپنا بیٹا ہی تسلیم نہ کرے مگر میں نے اس کے بارے میں سلیمان سے بہت کچھ کہا سنا تو پھر اُسے سلیمان نے اپنا بیٹا تسلیم کر لیا ، ہاں البتہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ان دونوں کا مقصد صرف یہ ہے کہ میں اُن کے سامنے سے فرار ہو جاؤں اور ادھر اُدھر آوارہ گردی کرتا رہوں۔ حالانکہ بخدا اگر وہ تمام دنیا کے لوگوں کو بھی میرے مقابلہ پر لے آئیں تو بھی میں میدان جنگ سے اس وقت تک نہ ہٹوں گا جب تک پوری طرح میرے یا اُن کے حق میں جنگ کا فیصلہ نہ ہو جائے۔ اس تقریر پر اس کی فوج نے کہا کہ مگر ہمیں آپ سے یہ ڈر ہے کہ کہیں آپ بھی اُسی طرح تکلیف پہنچائیں جیسا کہ عبدالرحمٰن بن محمد نے کیا تھا، اس پر یزید نے کہا کہ عبدالرحمٰن نے تو وقت مقرر کو پس پشت ڈالا اپنی عزت کو رسوا کیا اور یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ اپنی مقررہ زندگی سے زیادہ زندہ رہتا، یہ کہہ کر یزید منبر سے اُتر آیا۔ عامر بن العمیثل الازدی جس نے کچھ فوج جمع کر لی تھی یزید کے پاس آیا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔

یزید بن المہلب کی بیعت کی شرائط کا بیان

یزید کی بیعت کے شرائط یہ ہوتے ہیں۔ کہ ہم سب کلام پاک اور سنت رسول پر عمل کریں گے۔ فوج ہمارے علاقہ اور املاک کو روند کر تباہ نہ کریں نہ ہم پر فاسق حجاج کی طرح حکومت کی جائے گی جو ان شرایط کو قبول لے اور جو ان باتوں کو نہ مانے ہم اس سے لڑیں گے اور اللہ کو اپنے اور اس کے درمیان بنائیں گے ان الفاظ کے بعد یزید

لوگوں سے پوچھتا کہ آیا یہ شرائط آپ کو منظور ہیں جو شخص انھیں مان لیتا اُس سے بیعت لے لیتا۔

عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کی جنگی حکمت عملی تیار کرنا

اس وقت عبدالحمید بن عبدالرحمٰن نے کوفہ سے نکل کر مقام نخیلہ پر قیام کیا۔ اور آس پاس کے جس قدر تالاب اور نہریں تھیں اُن کے کنارے توڑ ڈالے اسی طرح یزید اور کوفہ کا تمام درمیانی علاقہ سیلاب زدہ ہو گیا، تاکہ یزید کوفہ نہ پہنچ سکے اس کے علاوہ عبدالحمید نے کوفہ کے چاروں طرف چوکیاں اور پہرے بٹھا دیئے تاکہ کوئی کو بھی یزید کے پاس نہ جا سکے۔

عبدالحمید کا مسلمہ کی امداد کے لئے فوج روانہ کرنا

نیز عبدالحمید نے کوفہ سے کچھ فوج بھی سیف بن ہانی الہمدانی کی زیر قیادت مسلمۃ کی امداد کے لئے بھیجی ۔مسلمۃ نے اس فوج کی بہت آؤ بھگت کی، اُن کی وفاداری اور اطاعت شعاری کی تعریف وتوصیف کی اور پھر کہنا لگا کہ اہل کوفہ کی یہ بہت تھوڑی جماعت ہماری امداد کے لئے آئی ہے۔ عبدالحمید کو ان الفاظ کی خبر ہوئی اُس نے اس مرتبہ اور زیادہ فوج سبرہ بن عبدالرحمٰن بن مخنف الازدی کی زیر قیادت مسلمۃ کے پاس بھیج دی، جب سبرہ مسلمۃ کے پاس آیا مسلمۃ نے اُس کی تعریف کی اور کہا کہ یہ اُس خاندان کا شخص ہے جس نے خاندان خلافت کی بہت کچھ خدمات انجام دی ہیں اور ہمیشہ اطاعت شعار رہا ہے اس لئے ہماری فوج میں اس وقت جس قدر اہل کوفہ ہوں وہ سب اسی کے ماتحت کر دیئے جائیں۔ مسلمۃ نے عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کو ایک قاصد کے ذریعہ حکم بھیج کر معزول کر دیا اور اس کی جگہ محمد بن عمرو بن الولید بن عقبہ (ذوالشامۃ) کو کوفہ کا گورنر مقرر کر کے بھیجا۔

یزید بن مہلب کا اپنی فوج سے مشورہ کرنا۔

اب یزید بن المہلب نے اپنے تمام دستوں کے سرداروں کو مشورہ کے لئے بلایا اور کہا کہ میری یہ رائے ہے کہ میں بارہ ہزار فوج محمد بن المہلب کی زیر سرکردگی میں مسلمہ پر شب خون مارنے کے لئے علیحدہ کر دوں اور اُن لوگوں حکم دوں کہ وہ اپنے ساتھ ساتھ نمدے، کوڑا کرکٹ، اور زینیں لیتے جائیں، اور دشمن کی فوج کے گرد جو خندق ہے اُسے پر کر دیں اور بقیہ شب میں وہیں اور اُس کے اصل لشکر گاہ میں دشمن سے لڑتے رہیں اس اثنا میں میں کچھ اور فوج بھی اُن کی امداد کے لیئے بھیج دوں گا صبح تک وہ اسی طرح دشمن سے الجھے رہیں اور صبح ہوتے ہی پھر خود اپنی پوری طاقت کے ساتھ اُس سے دو دو ہاتھ کر لوں گا اس طرح مجھے امید ہے کہ خداوند عالم مجھے فتح دے دیگا۔ سمیدع نے کہا کہ ہم نے شامیوں کو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کی دعوت دی تھی اب ان کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم نے اس دعوت کو قبول کر لیا ہے۔ لہذا اب ہمارے لئے تو یہ مناسب نہیں کہ ہم اُن سے کوئی دھوکہ کریں ہم نہ اُن سے بدعہدی کریں گے اور نہ کوئی اور برائی جب تک کہ وہ خود اپنے وعدہ کی تکذیب اپنے کسی فعل سے کریں۔ اس پر ابورؤبہ نے جو مُرجیہ کے ایک گروہ کا سردار تھا اور اس وقت بھی اس کے مرید اس کے ساتھ تھے کہا کہ تم نے بالکل سچ کہا اور ایسا ہی ہونا بھی چاہیے یزید نے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم لوگ اس بات کو سچ سمجھتے ہو کہ بنی امیہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل کرتے ہیں، حالانکہ انھوں نے اپنے ابتدائی زمانہ عروج سے ان چیزوں کو پیچھے کی طرف ڈال دیا ہے۔ جب تم

سے انھوں نے اس بات کا اقرار کیا کہ ہم تمھاری ان باتوں کو منظور کرتے ہیں تو اُن کا دلی منشاء یہ نہ تھا وہ اپنے اقتدار جاہ وجلال کی مدد پر جو کچھ کریں گے وہ وہی ہوگا جس کے متعلق آپ کہیں گے یا جس کی آپ کو دعوت دیں گے بلکہ اس سے اُن کا مقصد یہ تھا کہ آپ کے اپنے خلاف کوئی کاروائی کرنے سے روک دیں اور پھر خود جس طرح مکروفریب سے چاہیں کام کریں اس لیے میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ یہ نہ ہونے دیجئے کہ وہ اپنے ہدف کو آپ سے پہلے پہنچ جائیں۔ اور اپنے ارادوں میں کامیاب ہو جائیں، بلکہ اس سے پہلے ہی آپ ان کے خلاف کاروائی شروع کر دیجئے ،مروانیوں کو میں خوب جانتا ہوں مگر اس زردنڈی یعنی مسلمہ سے زیادہ میں نے کسی کو گہرا اور مکار نہیں پایا۔ خارجیوں نے اس کا یہ جواب دیا کہ کچھ بھی ہو ہم تو اب اُس وقت تک اُن کے خلاف کوئی بات نہ کریں گے جب تک کہ وہ خود اپنے اُس وعدہ سے پھر نہ جائیں جو انھوں نے ہم سے کیا ہے۔

مروان بن مہلب کا لوگوں کو اہل شام کے خلاف جنگ کرنے کے لیے ترغیب دینا

مروان بن المہلب جو اس وقت بصرہ میں تھا وہ لوگوں کو اہل شام کے خلاف جنگ کرنے کے لیے ترغیب دیتا تھا اور اُن کو یزید کی امداد کے لیے بھیجتا تھا اس کے مقابلہ میں حسن بصریؒ لوگوں کو یزید کے پاس جانے سے روکتے تھے۔

حضرت حسن بصری کا لوگوں کو جنگ سے منع کرنا

عبدالحمید بصری کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں حضرت حسن بصریؒ کہا کرتے تھے کہ اے لوگو، اپنے پیروں کو کابو میں رکھو اور اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو اپنے مالک خداوند عالم سے ڈرو جلد فنا ہو جانے والی دنیا اور تھوڑی سی امید کے خاطر ایک دوسرے کو قتل نہ کرو دنیا کسی کے پاس ہمیشہ رہنے والی نہیں، اور جو لوگ ایسا کریں گے اللہ تعالیٰ اس فعل کو کبھی خوشنودی کی نظر سے نہیں دیکھے گا جو فتنہ اُٹھتا ہے اُس میں مقررین شعراء ناتجربہ کار۔ اور مغرور لوگ اکثر شریک ہوتے ہیں۔

اس قسم کے فتنہ سے صرف دو ہی آدمی الگ رہتے ہیں ایک تو جو بالکل کل گمنامی میں ہو، دوسرے وہ جو شہرت بھی رکھتا ہے مگر متقی ہے، اس لیے تم میں سے جو شخص ایسا ہو جسے کوئی نہ جانتا ہو اُسے لازم ہو کہ وہ حق کو اختیار کرے اور ان لوگوں کی شرکت سے اپنے آپ کو بچائے رکھے جو محض دنیا کے خاطر ایک دوسرے سے لڑتے ہیں تو اس فعل سے وہ اللہ کی بھی خوشنودی حاصل کرے گا اور دنیا میں بھی ایک اچھی یادگار اپنے پیچھے چھوڑ جائے گا۔

اور جو شخص کہ مشہور اور شریف آدمی ہو جو تمام امور سے واقف ہو وہ اگر ایسی بات کو محض اللہ کی خاطر ترک کر دے جس کے لیے دنیا کے بندے ایک دوسرے کے مقابل ہو رہے ہیں اس کا تو کیا ہی کہنا وہ ایک نہایت ہی نیک بخت اور صحیح راستہ پر چلنے والی ہستی ہوگی جسے بڑا اجر ملے گا اور کل قیامت میں اس کی آنکھ ٹھنڈی اور اللہ کے نزدیک اس کی واپسی کی جگہ اعلیٰ ہوگی۔

مروان کا حسن بصری کو دھمکی دینا

جب مروان بن المہلب کو حضرت حسن بصریؒ کے اس طرزِ عمل کا علم ہوا تو وہ بھی اپنے حسب معمول لوگوں میں تقریر کرنے کھڑا ہوا اور لوگوں کو کوشش اور اجتمائی کے لیے کہتا رہا۔ اور کہنے لگا کہ مجھے خبر ہوئی ہے کہ یہ گمراہ اور مکار بوڑھا اُن کا نام نہیں لیا لوگوں کو روکتا ہے۔ حالانکہ اُس کی حیثیت ہے کہ اگر اُس کا پڑوسی اس کی جھونپڑی کے چھپر میں سے پھوس کا ایک مٹھا بھی نکال لے تو ناک رگڑنے لگے گا، کیا وہ اس وجہ سے ہمیں اور ہمارے ہم وطنوں کو برا سمجھتا ہے کہ ہم اپنی بھلائی چاہتے ہیں اور جو مظالم ہم پر ہوئے ہیں انھیں دور کرنا چاہتے ہیں؟ بخدا ایا تو وہ ہمارا تذکرہ چھوڑ دے اور ابلہ کے نکموں اور فرات وبصرہ کے کسانوں کو ہمارے پاس نہ آنے دے کیونکہ یہ لوگ نہ ہمارے ہم قوم ہیں اور نہ ہمارے کسی فرد نے اُن پر کوئی احسان کیا ہے۔ ورنہ وہ یاد رکھے کہ میں اس کی بُری طرح خبر لوں گا۔ حضرت حسن بصری کو جب اس دھمکی کا علم ہوا تو فرمانے لگے کہ میں اسے بُرا نہیں سمجھتا کہ اللہ تعالیٰ اس کی توہین کی وجہ سے میری تکریم کرے۔

حضرت حسن بصری کا مروان کی دھمکی کا جواب

حضرت حسن بصریؒ کے ماننے والوں میں سے بعض لوگوں نے کہا بھی کہ اگر وہ آپ کے خلاف کوئی کاروائی کرے اور آپ چاہیں گے تو ہم آپ کی حمایت کریں گے مگر آپ نے فرمایا کہ اگر میں ایسا کروں تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ جس بات سے میں تمھیں منع کرتا ہوں اُسے میں خود کروں۔ میں تو تمھیں منع کرتا ہوں تم کسی اور کے ساتھ ایک دوسرے کی جان کے دشمن نہ بنو اور پھر میں خود یہ چاہوں گا کہ میرے ہی ساتھ تم ایک دوسرے کو قتل کرو، ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا، مروان بن المہلب کو اس واقعہ کا علم ہوا۔ اُس نے حسن بصریؒ کے متبعین پر سختیاں کیں انھیں ڈرایا دھمکایا اور ان کی تلاش جاری رکھی آخر کار وہ لوگ تو پھیل ہوگئے اور حضرت حسن بصریؒ برابر لوگوں کو وہی مشورہ دیتے رہے، مگر مروان بن المہلب نے بھی اُن کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کی، آٹھ روز تک یزید اور مسلمۃ ایک دوسرے کے مقابل ڈیرے ڈالے پڑے رہے آخر کار ۱۴ صفر جمعہ کا دن کو مسلمۃ نے وضاح کو حکم بھیجا کہ تم اپنے سواروں اور کشتیوں کو لے آؤ اور پھر پُل جلا ڈالو، وضاح نے اس حکم کی تعمیل کی۔ اب مسلمۃ میدان جنگ میں آیا پہلے اُس نے اپنی شامی فوج کو ترتیب دیا اور پھر انھیں لے کر یزید بن المہلب کی جانب بڑھا، مسلمۃ نے اپنے میمنہ پر جبلہ بن مخرمۃ الکندی کو وہ میسرہ پر ہذیل بن زفر بن الحارث العامری کو مقرر کیا تھا۔ اسی طرح عباس نے سیف بن ہانی الہمدانی کو اپنے میمنہ پر اور سوید بن قعقاع التمیمی کو اپنے میسرہ کا افسر اعلیٰ بنایا۔ مگر اس تمام فوج کا سپہ سالار اعظم مسلمۃ ہی تھا۔ یزید نے بھی مقابلہ کی تیاریاں کیں، اپنے میمنہ پر حبیب بن المہلب کو اور میسرہ پر مفضل بن المہلب کو سردار مقرر کیا مفضل کے ساتھ اہل کوفہ تھے اور مفضل ہی اُن کا سردار تھا۔ نیز اس کے ساتھ بنی ربیعہ کے سواروں کی بھی ایک اچھی خاصی جماعت تھی اور یہ عباس بن الولید کے متصل مقرر تھی۔ غنوی بیان کرتے ہیں کہ ایک شامی لڑائی کے لیے میدان میں آیا، جب اہل عراق کی طرف سے کوئی شخص اس کے مقابلہ پر نہیں نکلا، تو محمد بن مہلب اس کے مقابلہ کے لیے باہر آیا اور اس پر حملہ آور ہوا اس شخص نے محمد کے وار کو اپنے ہاتھ پر لیا جس پر وہ فولادی دستانے پہنے ہوئے تھا مگر تلوار اُن آہنی دستانوں کو کاٹتی ہوئی ہاتھ کے پونچوں تک جا اُتری اور وہ شخص اپنے گھوڑے سے چمٹ گیا اب محمد

سامنے آ کر اس پر تلوار مارتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ یہ درانتی ہے تجھ پر زیادہ دلیر ہے، اس شخص کے متعلق مجھ سے بیان کیا گیا کہ یہ حیان النبطی تھا۔

یزید بن مہلب کی شکست کا بیان

وضاح نے پل کے پاس پہنچتے ہی اُس میں آگ لگا دی جس سے دھویں کا ایک بادل اُٹھا، فریقین اگر چہ ایک دوسرے سے آمنے سامنے ہو گئے تھے اور باقاعدہ جنگ شروع ہو گئی تھی مگر ابھی اس نے زیادہ شدید صورت اختیار نہیں کی تھی کہ عراقیوں نے دھواں دیکھا اور اُن سے کہا گیا کہ پل جلا دیا گیا ہے یہ سنتے ہی شکست کھا کر بھاگے ۔یزید کو جب اس شکست کی اطلاع دی گئی تو اُس نے پوچھا کہ یہ لوگ کیوں بھاگے، ابھی تو جنگ بھی کوئی ایسی شروع نہیں ہوئی تھی کہ اُس سے بھاگتے مگر جب اس سے کہا گیا کہ چونکہ پل جلا دیا گیا ہے اس لیے کسی کے پاؤں میدان جنگ میں نہ جم سکے، تو کہنے لگا کہ خدا برا کرے اُن کی مثال تو مکھیوں جیسی ہے کہ دھویں کے ساتھ ہی اُڑ جاتی ہیں اب خود یزید اپنے خاص دوستوں رشتہ داروں اور غلاموں کو لے کر میدان جنگ میں آیا اور حکم دیا کہ جو شخص دشمن کے مقابلہ سے بھاگ کر آئے اس کے چہرہ پر ضربیں لگاؤ۔ اس حکم کی تعمیل کی گئی اور اس طرح بہت سے لوگ یزید کے پاس جمع ہو گئے، اور جب ایک پہاڑ کا پہاڑ سامنے آ کر کھڑا ہو گیا تو اُس نے اپنے خاص لوگوں سے کہا کہ انھیں جانے دو کیونکہ مجھے خدا سے امید ہے کہ اب دوبارہ کبھی ایسا موقع نہ آئے گا کہ میں اور یہ ایک مقام میں جمع ہوں اُنھیں جانے دو اللہ ان پر اپنا رحم کرے ان کی مثال اُن بکریوں کے جیسی ہے جس کے ریوڑ کے چاروں طرف بھیڑیے دوڑ رہے ہوں، مگر خود یزید کو بھاگنے تک کا خیال نہ تھا۔ مقام عقر آنے سے پہلے یزید بن الحکم بن ابی العاص اور اس کی ماں زہر کان العدی کی بیٹی یزید بن المہلب کے پاس آئے تھے اور یزید بن الحکم نے یہ شعر پڑھا تھا۔

ان بنی مروان قد باد ملکھم
فان کنت لم تشعر بذالک فاشعر

(ترجمہ) کوئی شک نہیں کہ مروانیوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ اگر اب تک تجھے اس حقیقت کا علم نہ تھا تو اب معلوم ہو جانا چاہیے، یزید نے کہا کہ مجھے تو اب تک اس بات کا علم نہیں ہے اس پر یزید بن الحکم نے دوسرا شعر پڑھا۔

عش ملکا اومت کریماً
وان تمت وسیفک
شھوداً بکفک تعزر

(ترجمہ) بادشاہ بن کر زندہ رہ یا عزت سے جان دے۔ اور اگر تو اس حال میں مرا کہ تیری تلوار کی شہرت تیرے ہاتھ کی قوت کی وجہ سے برقرار رہی تو لوگ تجھ پر کوئی الزام نہیں رکھیں گے بلکہ تجھے معذور سمجھیں گے اس شعر کو سن کر یزید نے کہا کہ ہاں شاید یہ ہو جائے۔، غرض کے جب یزید اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور اُس کی شکست کھائی ہوئی فوج اس کے سامنے آئی تو اس نے سمیدع سے کہا کہ بولو تمھاری رائے صحیح ہوئی یا میرا خیال ٹھیک نکلا میں نے تم سے دشمن کے ارادہ کا اظہار نہیں کر دیا تھا۔ سمیدع نے کہا کہ بیشک آپ ہی کی رائے درست ہے میں اب آخر دم تک آپ کے ساتھ ہوں جو مناسب سمجھئے مجھے حکم دیجئے۔ اس پر یزید نے کہا کہ اب کیوں نہ میں گھوڑے سے اتر جاؤں چناں چہ

یزید اپنے لوگوں میں گھوڑے سے اتر گیا اور اسی وقت کسی آنے والے نے اُسے یہ خبر دی کہ حبیب مارا گیا۔ زہیر بن مسلمۃ الازدی کا آزاد غلام ثابت بیان کرتا ہے جس وقت حبیب کی موت کی خبر یزید کو معلوم ہوئی اسے میں نے یہ کہتے سنا کہ حبیب کے بعد اب جینے کا مزا نہیں رہا شکست کے بعد تو میں زندگی کو پہلے ہی اچھا نہیں سمجھتا تھا اور اب تو اور بھی زیادہ مجھے زندگی مشکل معلوم ہوتی ہے پس اب آگے بڑھو۔ اس جملہ سے ہم نے سمجھ لیا کہ یزید بغیر قتل ہوئے میدان جنگ سے ہٹنے والا نہیں چناں چہ جو لوگ لڑنا نہیں چاہتے تھے وہ میدان جنگ چھوڑ کر واپس جانے لگے اور وہاں سے نکلنے لگے مگر اب بھی یزید کے ساتھ مرنے مارنے کے لیے ایک اچھی خاصی جماعت موجود تھی۔

یزید بن مہلب کا شامیوں سے مقابلہ کرنا

اب یزید نے پیش قدمی شروع کی شامیوں کے سواروں پر حملہ آور ہوا تو انھیں پیچھے دھکیل دیا اور اگر پیدل فوج سے اس کا مقابلہ ہوا تو وہ بھی اس سے اور اس کے ساتھی جانبازوں کے نیزوں کی تاب نہ لا کر کائی کی طرح پھٹ گئے۔ اسی اثنا میں ابورو بتہ المرجئی نے یزید سے آ کر کہا کہ تمھاری فوج میدان چھوڑ کر بھاگی جا رہی ہے ساتھ ہی اس نے ہاتھ کے اشارے سے بھی بتا دیا اور اس لیے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ واسطہ واپس چلیے، واسط ایک قلعہ بند مقام ہے، وہاں ٹھہر کر دشمن کا مقابلہ کیجیے اس اثنا میں بصرہ اور عمان و بحرین سے کشتیوں کے ذریعہ آپ کو کمک بھی پہنچ جائے گی مزید احتیاط کے لیے اپنے گرد خندق بھی کھدوا لیجیے گا۔ یزید نے یہ تقریر سن کر کہا، خدا تیرا بُرا کرے مجھ سے تم یہ بات کہتے ہو؟ میں موت کو اس سے زیادہ آسان سمجھتا ہوں۔، اس پر ابورو بتہ نے کہا مجھے آپ کی جان کا خطرہ ہے۔ کیا آپ یہ نہیں دیکھتے اس کی طرف اشارہ کر کے کہ آپ کے سامنے لوہے کے پہاڑ کھڑے ہیں۔ یزید نے کہا کہ میں ان کی بالکل پرواہ نہیں کرتا چاہے یہ لوہے کے پہاڑ ہوں یا آگ کے۔ اگر تم میرے ساتھ ہو کر لڑنا نہیں چاہتے ہو تو جاؤ ورنہ یہاں سے چلے جاؤ اس کے بعد یزید نے اعشیٰ کے دو شعر پڑھے جن کا مطلب یہ تھا کہ بہادر اور شریف موت سے کبھی نہیں ڈرتے۔ یزید اپنے ایک سرخ رنگ کے گھوڑے پر سوار مسلمۃ کی طرف چلا۔ جب اس کے قریب پہنچا تو مسلمۃ نے اپنا گھوڑا اپنے قریب کر لیا تا کہ اس پر سوار ہو جائے، مگر اسی اثنا میں شامیوں کے سواروں نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو گھیرے میں لے کر حملہ کر دیا۔ یزید اور اس کے ساتھ سمیدع اور محمد بن المہلب اس موقعہ پر مارے گئے۔ قبیلہ کلب کے خاندان بنی جابر بن زہیر بن جناب الکلبی کے ایک شخص قحل بن عیاش نامی نے جب یزید کو دیکھا تو کہا اے شامیو بخدا یہی یزید ہے یا تو میں اسے ہلاک کر دوں گا یا وہ مجھے قتل کر ڈالے گا مگر چونکہ اس کے سامنے اور بھی لوگ ہیں اس لیے آ کر کچھ اور لوگ میرے ساتھ ہو جائیں تو وہ ان سے نپٹ لیں تا کہ میں یزید تک پہنچ جاؤں۔،، اس کے ساتھیوں میں سے بعض لوگوں نے کہا ہم تمھارے ساتھ حملہ کے لیے تیار ہیں، چنانچہ سب نے ایک ساتھ حملہ کیا، تھوڑی دیر تک فریقین میں تلوار چلی۔ مگر غبار کے پردہ میں کچھ معلوم نہ ہوسکا۔ جب دونوں مقابل علیحدہ ہو گئے تو معلوم ہوا کہ یزید مقتول پڑا ہے وہ قحل بن عیاش میں صرف سانس باقی ہے مگر قحل نے اس حالت میں بھی اپنے ساتھیوں کو اشارہ کر کے بتایا کہ دیکھو وہ یزید مقتول پڑا ہے اور میں نے اُسے قتل کیا ہے اسی طرح اُس نے اشارہ سے یہ بھی بتا دیا کہ مجھے یزید نے قتل کر ڈالا جب مسلمۃ قحل بن عیاش کے پاس سے گزرا جو یزید کے پہلو میں پڑا ہوا تھا تو اُس نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ اسی نے مجھے قتل کیا ہے۔ بنی مُرہ کا ایک آزاد غلام یزید کا سر لایا جب اُس

سے پوچھا کہ کیا تو نے اسے قتل کیا ہے تو اس نے کہا نہیں جب یہ سر مسلمۃ کے سامنے لایا گیا تو وہ نہ اُسے شناخت کر سکا اور نہ اُس سے انکار کر سکا اس پر حواری بن زیاد بن عمرو العتکی نے کہا کہ پہلے اسے آپ غسل دلوایئے تا کہ یہ کپڑے میں لپیٹا جائے جب ایسا کیا گیا تو مسلمۃ نے اسے شناخت کر لیا اور خالد بن الولید بن عقبہ بن ابی معیط کے ہاتھ یزید بن عبدالملک کی خدمت میں بھیج دیا۔ ثابت بن زہیر کا آزاد غلام راوی ہے کہ اب جنگ کی یہ حالت تھی کہ اگر چہ یزید قتل اور اس کی فوج شکست کھا چکی تھی۔

مفضل بن المہلب کا شامیوں سے مقابلہ کرنا

مگر مفضل بن المہلب برابر شامیوں سے لڑ رہا تھا۔ اسے یزید کے مارے جانے کی اطلاع نہ تھی اور نہ وہ یہ جانتا تھا کہ ہماری فوج شکست کھا کر بھاگ چکی ہے وہ ایک پستہ قد مضبوط گھوڑے پر سوار تھا اور اس کے ساتھ اس کے آگے ایک گروہ تھا جو زرہیں پہنے ہوئے تھے اسی صورت سے جب وہ شامیوں پر حملہ کرتا تھا تو پیدل گروہ کا دستہ جو سامنے تھا وہ اس کے لیے راستہ صاف کر دیتا تھا۔ شامی اس کے سامنے سے ہٹ جاتے تھے اور کائی کی طرح پھٹ جاتے یہ اپنی جماعت کو لے کر بڑھتا اور دشمن کی صفوں میں جا گھستا اور پھر واپس آ کر اپنی فوج کے پیچھے اپنے مقام پر ٹھہر جاتا جس شخص کو میدان جنگ سے بھاگتے دیکھتا اسے اشارہ سے باز رکھتا تا کہ وہ دشمن کا مقابلہ کرے اور صرف یہ ہی خیال اسے رہے۔ تھوڑی دیر تک ہم اسی طرح لڑتے رہے میں نے عامر بن العمیثل لازوی کو دیکھا کہ رجزیہ شعر پڑھتا جاتا ہے اور تلوار مار رہا ہے تھوڑی دیر تک ہم اُسی طرح شمشیر زنی کرتے رہے کہ اس کے بعد بنی ربیعہ کے سواروں کا گروہ پیچھے ہٹا۔ اور سچ بھی یہ ہے کہ میں نے کوفہ والوں کو اس روز دیکھا کہ وہ نہ زیادہ استقلال سے میدان میں جمے اور نہ لڑے بنی ربیعہ کو واپس جاتے دیکھ کر مفضل تلوار لے کر اُن کے سامنے آیا اور کہنے لگا کہ اے بنی ربیعہ دوبارہ حملہ کرو جوابی حملہ کرو بخدا تم تو کبھی بھاگنے والے نہ تھے نہ تم ذلیل و بزدل ہو اور نہ یہ تمہاری عادت ہے۔ تم عراقیوں کے سامنے آج یہ بری مثال نہ پیش کرو میں تم پر قربان ہو جاؤں تھوڑی دیر استقلال دکھاؤ، غرض کہ اس کے کہنے اور غیرت دلانے کا یہ نتیجہ ہوا کہ بنی ربیعہ اس کے گرد جمع ہو گئے اور پھر پلٹ کر اس کے پاس آئے اور اب ہم سب جوابی حملہ کے لیے ایک جگہ جمع ہو گئے مگر اتنے ہی میں کسی شخص نے آ کر کہا کہ اب آپ کیا کرتے ہیں یزید، حبیب اور محمد سب کے سب مارے گئے اور عرصہ ہوا کہ ہماری فوج کو شکست ہو گئی اس خبر کو لوگوں نے ایک دوسرے سے بیان کیا یہ سنتے ہی سب کے سب متفرق ہو گئے اور مفضل نے بھی واسطہ کا راستہ لیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے مفضل سے زیادہ اپنے نفس کو جنگ کے خطرات میں ڈالنے والا زیادہ تلوار مارنے والا اور فوج کا بہترین انتظام اور اس کی ترتیب دینے والا اور کسی شخص کو نہیں دیکھا۔ میں خندق پر سے گزرا تو دیکھا کہ اُس پر ایک دیوار ہے اور اس دیوار پر کچھ لوگ تیر انداز کھڑے ہیں چونکہ میں اس فوج کا دستہ میں تھا جن کے گھوڑے پر فولادی زرہین پڑی ہوئی تھیں اس لیے انھوں نے مجھ سے کہا کہ اے زرہ والے کہاں جاتے ہو؟ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اُس وقت اس فولادی جھول کا بوجھ سب سے زیادہ مجھ پر مشکل گزر رہا تھا جیسے ہی میں ان سے آگے نکل گیا۔ اپنے گھوڑے سے اتر گیا اور اُس کے بوجھ کو ہلکا کرنے کے لیے اُس جھول کو اتار دیا اب شامیوں نے آ کر یزید کے لشکر گاہ پر حملہ کیا یہاں ابورد یہ صاحب المرجبہ دن کے کچھ عرصہ تک ان کی روک تھام کرتا رہا اُس طرح یزید کی فوج کا اکثر حصہ لشکر گاہ سے صحیح

وسلامت واپس جاسکا۔البتہ تین سوقیدی شامیوں نے گرفتار کیئے۔مسلمہ نے ان کو محمد بن عمرو بن الولید کے پاس بھیج دیا محمد نے انھیں قید کر دیا،عریان بن الہثیم محمد کا کوتوال تھا۔

قیدیوں کے قتل کرنے کا بیان

یزید بن عبدالملک نے محمد بن عمرو کولکھا کہ ان قیدیوں کی گردن ماردو،اس پر محمد نے عریان سے کہا کہ انھیں بیس بیس اور تیس تیس کی تعداد میں جیل خانہ سے نکالو۔اس حکم کے مطابق بنی تمیم کے تیس آدمی باہر نکلے اور کہنے لگے کہ کیونکہ ہم نے میدان جنگ سے اورلوگوں کے ساتھ منہ پھیرا اور بھاگے اس لیے ہم آپ کو خدا کا خوف دلا کر کہتے ہیں کہ سب سے پہلے ہمیں قتل کیجئے۔عریان نے کہا کہ اچھی بات ہے خدا کا نام لے کر انھیں کو سب سے پہلے باہر نکالو چنانچہ حکم کے مطابق یہ لوگ چبوترا پر لائے گئے،عریان نے قاصد کے ذریعہ اُن کے قتل کے لئے نکالے جانے اور جو بات انھوں نے کہی تھی اطلاع محمد بن عمرو کو کی۔محمد نے قتل کا حکم بھیج دیا۔ابوعبداللہ زہیر کا آزاد غلام اپنا آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کرتا ہے کہ قتل کے وقت یہ لوگ کہ رہے تھے،افسوس ہم بھی دوسروں لوگوں کے ساتھ شکست کھا کر بھاگے اور اسی کی یہ سزا ہمیں مل رہی ہے۔عریان اُن کے قتل سے فارغ ہوا ہی تھا کہ محمد بن عمرو کا دوسرا حکم قتل سے منع کرنے کا پہنچا۔

مگر اب کیا ہوسکتا تھا،حاجب بن ذبیان متعلقہ قبیلہ بنی مازن بن مالک بن عمرو بن تمیم نے چند شعر کہہ کر دل کا بخار نکال لیا۔خودعریان اُن کے قتل کے متعلق کہا کرتا تھا کہ میرا ارادہ اُن کے قتل کا نہ تھا مگر جب کہ خود انھوں نے کہا ہم سے ہی ابتدا کی جائے میں مجبور تھا کہ کیا کرتا جب میں نے انھیں باہر نکالا تو اُن کی اطلاع اُس شخص کو دی جوان کے قتل پر مامور تھا ان کی توجیہہ قابل پزیرائی نہیں ہوئی اور اس نے ان کے قتل کا حکم دیا۔مگر بخدا میں بھی نہیں چاہتا تھا کہ ان کی جگہ میری قوم کا ایک شخص بھی مارا جائے اگر ایرانھوں نے مجھے برا بھلا کہا تو مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں اور نہ میں اسے کچھ اہمیت دیتا ہوں۔

مسلمہ کا قیدیوں کو رہا کرنے کا بیان

اب مسلمہ نے حیرہ میں آکر قیام کیا یہاں اس کے پاس پچاس قیدی پیش ہوئے۔یہ قیدی اُن میں نہ تھے جنھیں اُس نے کوفہ بھیج دیا تھا بلکہ انھیں مسلمہ خود اپنے ساتھ لایا تھا۔جب لوگوں نے دیکھا کہ مسلمہ ان سب کو قتل کرنا چاہتا ہے تو حصین بن حماد الکلبی نے اُس سے اُن تینوں شخصوں زیاد بن عبدالرحمٰن القشیری عتبہ بن مسلم اور اسمٰعیل بن عقیل بن مسعود کے آزاد غلام کی جان بخشی چاہی۔مسلمہ نے اس کی درخواست کو منظور کر لیا اور اُن تینوں کو اس کے حوالے کر دیا۔اسی طرح مسلمہ کے اور دوستوں نے بقیہ قیدیوں کو مانگ لیا اور مسلمہ نے اُن سب کو معاف کر دیا۔

معاویہ بن یزید بن مہلب کا قیدیوں کو قتل کرنے کا بیان

جب یزید کی شکست خوردہ فوج واسطہ پہنچی تو معاویہ بن یزید بن المہلب نے ان بتیس ۳۲ آدمیوں کو جو اس کے پاس قید تھے قتل کر دیا۔ان لوگوں میں عدی بن ارطاۃ محمد بن عدی بن ارطاۃ مالک بن مسمع اور عبدالملک بن مسمع

،عبداللہ بن عزرۃ البصری عبداللہ بن وائل اور ابن ابی حاضر التیمی متعلقہ قبیلہ بنی اسید بن عمرو بن تمیم تھے۔ جب معاویہ نے ان قیدیوں کے قتل کا ارادہ کیا تو انھوں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تمھارے باپ مارے گئے، مگر ہمارے قتل کرنے سے دنیا میں تو تمھیں کوئی فائدہ نہ ہوگا بلکہ آخرت میں تو اور نقصان ہوگا مگر معاویہ نے اُن کی ایک نہ سنی سب کو قتل کر دیا۔ البتہ ربیع بن زیاد بن انس بن الرمان کو چھوڑ دیا۔ اس پر لوگوں نے اُس سے کہا کہ شاید آپ انھیں بھول گئے معاویہ نے کہ نہیں میں بھولا نہیں میں نے انھیں جان کر قتل نہیں کیا اس لیے کہ وہ میری قوم کے ایک مغرور مشہور سردار ہیں، نہ اب مجھے ان کی دوستی پر شبہ ہے اور نہ مجھے یہ خطرہ ہے کہ وہ ہمارے مخالف ہو جائیں گے۔

معاویہ بن یزید اور مفضل بن مہلب کی قندابیل روانگی کا بیان

اس کاروائی کے بعد معاویہ تمام مال ونقدی کے ساتھ بصرہ آیا مفضل بن المہلب بھی بصرہ آ گیا۔ یہاں مہلب کے خاندان کے تمام لوگ جمع ہوئے اور چونکہ انھیں یزید بن عبدالملک کی جانب سے خطرہ تھا کہ وہ ان کے ساتھ برا سلوک کرے گا اس لیے انھوں نے سمندر کے سفر کے لیے جہاز حاصل کر لیے اور سفر کے تمام انتظامات پورے کر لیے۔ یزید بن المہلب نے اپنے دور اقتدار میں وداع بن حمید الازدی کو شہر قندابیل کا امیر مقرر کر کے بھیجا تھا اور اس سے یہ کہہ دیا تھا کہ میں اپنے دشمن مسلمۃ کے مقابلہ پر جا رہا ہوں جب میرا اس کا سامنا ہوگا تو میں ہمیشہ کے لئے جنگ کا آخری فیصلہ کر کے ہی میدان سے واپس آؤں گا، اگر مجھے فتح حاصل ہوئی تو تمھیں اور ترقی دوں گا۔ اور اگر کوئی دوسری شکل ہوئی تو تم قندابیل میں رہنا تا کہ میرے اہل وعیال اور خاندان والے تمھارے پاس آ جائیں اور یہاں قلعہ بند ہو کر بیٹھے رہیں تا کہ وہ اپنے لیے امان حاصل کر سکیں۔ میں نے تمھیں اپنی قوم والوں میں سے اپنے خاندان کی حفاظت و جان نثاری کے لیے انتخاب کیا ہے اس لیے تمھیں چاہیے کہ تم میری امیدوں کو پورا کرو۔ اس کے علاوہ یزید نے اس سے اس معاملہ کے لیے سخت قسم بھی لی تھی کہ اگر میرے خاندان والوں کو کبھی اس کے پاس آنے اور پناہ لینے کی ضرورت ہوتی تو وہ اُن کے ساتھ خیر خواہی کرے گا۔ غرض کہ جب تمام بنی المہلب اس شکست کے بعد بصرہ میں جمع ہو گئے تو انھوں نے اپنے تمام مال ومتاع اور بال بچوں کو جہازوں میں سوار کیا اور سمندر میں روانہ ہوئے۔ راستے میں ہرم بن القرار العبدی کے پاس جسے یزید نے بحرین کا حاکم مقرر کیا تھا پہنچے اس نے اُن سب کو یہ مشورہ دیا کہ آپ کی سلامتی اس میں ہے کہ جہازوں سے اتر کر خشکی پر قدم نہ رکھیے گا کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ بنی مروان تقرب حاصل کرنے کے لیے آپ پر ٹوٹ پڑیں گے چنانچہ یہ لوگ بدستور سفر کرتے ہوئے کرمان کے قریب پہنچے، وہاں انھوں نے جہازوں کو چھوڑا، اور اب اپنے مال ومتاع اور اہل وعیال کے خشکی کے سفر کے لیے سواری کے جانوروں پر سوار کیا۔

بنی مہلب کا کرمان مین قیام کرنا اور مفضل کو امیر مقرر کرنا

معاویہ یزید بن المہلب جب بصرہ آیا تو اس کے ساتھ تمام نقد وجنس اور بیت المال ساتھ تھا اس سے گویا اس کا یہ ارادہ تھا کہ وہ بھی اپنی تمام جماعت کا امیر ہو اس بات کو محسوس کر کے مہلب کے تمام خاندان والے ایک جگہ جمع ہوئے اور سب نے مفضل سے کہا کہ آپ ہی ہم میں سب سے بڑے ہیں اور ہمارے سردار ہیں اور معاویہ سے کہا کہ تم اپنے خاندان کے اور نو جوانوں کی طرح ابھی بالکل نو جوان ہو اس خدمت کے اہل نہیں ہو۔ غرض کہ اب مفضل

ان کی ساری جماعت کا سردار تھا۔ اسی کی سرداری میں یہ سب لوگ کرمان پہنچے، کرمان میں ان کی شکست خوردہ فوج کے اور بہت سے لوگ موجود تھے وہ سب کے سب مفضل کے جھنڈے تلے آ گئے۔

مسلمہ کا بنی مہلب کا تعاقب کروانا اور ان سے مقابلہ کرنا

دوسری جانب سے مسلمۃ نے مدرک بن ضب الکلبی کو اُن کی تلاش اور بھاگے ہوئے دشمن کے تعاقب میں روانہ کیا مدرک بھی مفضل کے پاس مقام فارس میں پہنچ گیا۔ مگر اس پہلے جھنڈے کے نیچے بہت سی شکست خوردہ فوج جمع ہو چکی تھی مدرک نے ان کا تعاقب کیا اور ایک گھاٹی میں ان کے پاس پہنچ گیا دشمن مدرک پر پلٹ پڑا لڑائی چھیڑ دی اور نہایت سخت لڑائی اُس سے لڑا۔ مفضل کے ساتھ نعمان بن ابراہیم بن الاشتر النخعی محمد بن اسحٰق بن محمد بن الاشعث میدان میں مارے گئے بادشاہ کوہستان کا بیٹا قید ہوا مفضل کی ایک لونڈی عالیہ بھی گرفتار ہوئی عثمان بن اسحٰق بن محمد بن الاشعث شدید زخمی ہوا مگر فرار ہو کر حلوان پہنچا، وہاں کسی نے اس کی جاسوسی کر دی۔ اور وہ قتل کیا گیا، اور اس کا سر مسلمۃ کے پاس حیرہ میں پیش کیا گیا۔

محمد بن عبداللہ کا سفارش کرنا

یزید کے ساتھیوں میں بعض لوگ واپس بھی چلے آئے، انھوں نے امان مانگی۔ انھیں امان دے دی گئی ان لوگوں میں مالک بن ابراہیم بن الاشتر اور ورد بن عبداللہ بن حبیب السعدی التیمی بھی تھے۔

ورد وہ شخص ہے جو عبدالرحمٰن بن محمد کے ساتھ اس کے تمام واقعات اور جنگوں میں شریک رہا تھا۔ محمد بن عبداللہ بن عبدالملک بن مروان نے اپنے چچا مسلمۃ سے اُس کی سفارش کی اور چونکہ محمد مسلمۃ کا داماد بھی تھا اس لیے اُس نے سفارش مان لی اور ورد کو امان دے دی۔ جب ورد اُس کے سامنے آیا تو مسلمۃ نے اُس سے اپنے سامنے کھڑا کر کے اسے گالیاں دیں اور لعن طعن کیا اور کہا کہ تو ہمیشہ سے فتنہ اور بغاوت میں شریک رہا ہے کبھی تو کندہ کے جلائے کے ساتھ ہوتا کبھی تو ازد کے ملاح کا ساتھ دیتا ہے تو اس بات کا مستحق تو نہ تھا کہ تجھے امان دی جاتی پھر وہ چھوڑ دیا گیا۔ مالک بن ابراہیم بن الاشتر کی حسن بن عبدالرحمٰن بن شراحبیل نے سفارش کی (شراحبیل کو رستم الخضرمی کہتے تھے) جب مالک مسلمۃ کے سامنے آیا اور اس سے دو چار ہوا تو حسن نے کہا کہ یہ ہی مالک بن ابرہیم بن الاشتر ہے مسلمۃ نے اس سے کہا کہ جاؤ تمھیں معاف کر دیا۔ حسن نے مسلمۃ سے پوچھا کہ آپ نے انہیں کیوں اسی طرح بُرا بھلا نہیں کہا۔ جب کہ اس کے دوسرے ساتھی کو آپ کہہ چکے تھے۔ مسلمۃ نے کہا کہ میں نے تم لوگوں کو ان کی باتوں سے مستثنیٰ کر دیا، میں تمھاری دوسرے لوگوں سے زیادہ تعظیم و تکریم کرتا ہوں اور تمھاری اطاعت و وفاداری دوسروں سے بڑھ چڑھ کر رہی ہے۔ حسن نے کہا کہ تو اسی وجہ سے تو ہم چاہتے ہیں کہ آپ انھیں لعن طعن کرتے کیونکہ کہ وہ اپنے باپ دادا کے اعتبار سے اشراف ہے اور شامیوں میں سے اس نے ورد بن عبداللہ سے کہیں زیادہ اعلیٰ خدمات انجام دیں ہیں۔ اس واقعہ کے کئی ماہ بعد حسن کہا کرتا تھا کہ مسلمۃ نے محض حسد کی وجہ سے ہمارے قبیلہ کے ایک سردار کو یوں ہی چھوڑ دیا تاکہ ہمیں بتا دے کہ اس کی عزت اس کی نظروں میں نہ تھی جو اسے اپنا مخاطب بناتا، بنی المہلب اور اس کے دوسرے شکست خوردہ ساتھی قندابیل پہنچے۔

ہلال بن اخوذ کا بنی مہلب سے مقابلہ کرنا اور انھیں شکست دینے کا بیان

مسلمۃ نے مدرک بن ضب الکلبی کو واپس بلا لیا اور ہلال بن احوز التمیمی متعلقہ قبیلہ بنی مازن بن عمرو بن تمیم کو ان کے تعاقب میں روانہ کیا ہلال قندابیل مقام پر ان کے پاس پہنچا مہلب کے خاندان والوں نے قندابیل میں داخل ہونا چاہا مگر وداع بن حمید نے انھیں شہر کے اندر نہ آنے دیا ہلال بن احوز نے وداع سے رابطہ کر کے اسے خفیہ طور پر اپنے ساتھ ملا لیا مگر وداع نے اب تک کوئی بات ایسی نہیں کی جس سے بنی مہلب یہ سمجھ جاتے کہ یہ ہم سے الگ ہو گیا ہے۔ مگر جب دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا تب اُن پر یہ راز ظاہر ہوا کہ وداع دشمن سے مل گیا ہے، اُس کی صورت یہ ہوئی کہ جب حریفون نے میدان جنگ میں صف بندی کی تو وداع تو میمنہ پر رہا اور عبدالملک بن ہلال میسرہ پر، یہ دونوں ازدی تھے میدان میں مقابلہ ہوتے ہی ہلال بن احوز نے نشان امان بلند کر دیا اسے دیکھتے ہی وداع بن حمید اور عبدالملک بن ہلال دونوں کے دونوں دشمن سے جا ملے، یہ دیکھ کر اور لوگ بھی بنی المہلب کا ساتھ چھوڑ کر چلتے بنے۔ مروان بن المہلب پر جب یہ بات ظاہر ہوئی تو اس نے عورتوں کی طرف پلٹنے کا ارادہ کیا مفضل نے اس سے پوچھا کہ تم کہاں جاتے ہو، مروان نے کہا کہ میں اپنے حرم میں جاتا ہوں کہ انھیں قتل کر دوں تا کہ ان فاسقوں کی ان پر پہنچ نہ ہو سکے مفضل نے کہا کہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ تم اپنی ہی بہنوں اور خاندان والیوں کو قتل کرنا چاہتے ہو ایسا ہرگز مت کرو مجھے مطلقاً اس بات کا خوف نہیں ہے کہ وہ لوگ کوئی بات ہماری عورتوں کے خلاف شان کریں گے۔

بنی مہلب کے سرداروں کی ہلاکت کا بیان

غرض کہ مفضل نے مروان کو اس ارادہ سے باز رکھا اب یہ سب کے سب تلواریں لے کر میدان جنگ میں دشمن کی طرف چلے اور لڑتے لڑتے سب کے سب مارے گئے صرف ابو عیینہ بن مہلب اور عثمان بن مفضل نے اپنی جانیں بچائیں فرار ہو کر خاقان اور رتبل کے پاس پناہ لی۔ ہلال نے ان کی عورتوں اور بچوں کو مسلمۃ کے پاس حیرہ میں بھیج دیا نیز اُن کے سر بھی مسلمۃ کے پاس بھیج دیئے، مسلمۃ نے اُن سروں کو یزید بن عبدالملک کے پاس بھیجا اور یزید نے انھیں عباس بن ولید عبدالملک کے پاس بھیج دیا۔ عباس اس وقت حلب کا گورنر تھا۔ جب یہ تمام سر شہر کے بڑے دروازہ پر نصب کر دیئے گئے تو عباس ان کو دیکھنے کے لیے اپنے نوکروں کے ساتھ نکلا، ایک ایک سر کو دیکھتا اور اپنے ساتھیوں سے کہتا کہ یہ عبدالملک کا سر ہے اور یہ مفضل کا سر ہے اسے دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ وہ میرے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا ہے۔

مسلمۃ کا بنی مہلب کی عورتوں سے معاملہ کا بیان

خاندان مہلب کی عورتیں اور بچے سرکاری مقان میں مقیم تھے مسلمۃ نے قسم کھا کر کہا کہ میں انھیں بیچ دوں گا اس پر جراح بن عبداللہ نے کہا کہ لائیے میں آپ کی قسم کو پورا کرنے کے لیے انھیں خرید لیتا ہوں چناں چہ ایک لاکھ پر انھیں خرید لیا مسلمۃ نے رقم کا مطالبہ کیا جراح نے کہا کہ جب چاہے لیجیئے گا مگر مسلمۃ نے اس سے کچھ نہ لیا، اُن سب کو چھوڑ دیا البتہ نو بالکل نوجوان لڑکے تھے انھیں یزید بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا جراح انھیں لے کر یزید کے پاس آیا۔ یزید نے انھیں قتل کرا دیا۔ جب مسلمۃ یزید بن المہلب کے معاملہ سے فارغ ہوا تو یزید نے اسی سال کوفہ

بصرہ اور نیز خراسان کا گورنر جنرل مسلمۃ ہی کو بنادیا۔ اس عہدہ پر فائز ہونے کے بعد مسلمۃ نے ذوالشامہ محمد بن عمرو بن الولید بن عقبہ بن ابی معیط کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا، بصرہ کی کیفیت یہ ہوئی کہ جب مہلب کے خاندان والے بصرہ چھوڑ کر چلے گئے تو شبیب بن حارث التمیمی نے بصرہ کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا مگر جب بصرہ بھی مسلمۃ کے تحت آ گیا تو مسلمۃ نے عبدالرحمٰن بن سلیم الکلبی کو اس کا گورنر مقرر کر کے بھیجا۔ اور عمرو بن یزید التمیمی کو بصرہ کا کوتوال مقرر کیا۔

عبدالرحمٰن بن سلیم نے ارادہ کیا کہ تمام بصرہ والوں کو سامنے بلا کر انھیں ڈانٹے، اور بُرا بھلا کہے اُس نے اپنا یہ خیال عمرو بن یزید سے ظاہر کیا، عمرو نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ مقام کوکوفہ میں ابھی ایک قلعہ فتح ہونا باقی ہے جس کی تمھیں ضرورت ہے اس لیے بخدا اگر تم نے ایسا کیا اور بصرہ والوں نے صرف پتھروں ہی سے تمھیں اور تمھارے ساتھیوں کو مارا تو وہ تم سب کو ہلاک کر ڈالیں گے اگر یہ کرنا ہی ہے تو ذرا دس دن خاموش بیٹھے رہو اس اثنا میں میں ضروری انتظام کر لیتا ہوں۔ مگر اس کے ساتھ عمرو نے ایک قاصد کے ہاتھ اس واقعہ کی مسلمۃ کو خبر کر دی مسلمۃ نے عبدالرحمٰن کی جگہ عبدالملک بن بشر بن مروان کو بصرہ کا والی مقرر کر کے بھیج دیا مگر عمرو کو بدستور اس کی خدمت پر بحال رکھا۔ اسی سال مسلمۃ نے سعید بن عبدالعزیز بن الحارث بن الحکم بن ابی العاص جسے سعید خزینہ کہا جاتا تھا خراسان بھیجا تھا۔ اس لقب کی وجہ یہ تھی کہ یہ ایک نہایت ہی نازک نرم دل ناز و نعم میں پرورش پانے والا شخص تھا۔ ایک بختی اونٹنی پر سوار ہو کر خراسان آیا کمر کے کمر بند میں ایک چھری لگی ہوئی تھی۔ ملک الغبر اس سے ملنے آیا تو اس وقت سعید پر تکلف رنگین لباس پہنے بیٹھا تھا اس کے گرد رنگین گاؤ تکیے رکھے تھے، ملک الغبر جب اس سے ملاقات کر کے واپس نکلا تو لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تم نے امیر کو کیسا پایا تو جواب میں اس نے کہا کہ وہ خذینیہ ہے اور اس کے زلف سکینیہ ہے۔ (خزینیہ اصل میں وہ دیوی ہے جو خاندان کی سر پرست اور مالک ہوتی ہے) سعید کے خراسان کا والی مقرر کرنے کی وجہ یہ تھی کہ سعید مسلمۃ کا داماد تھا مسلمۃ کی ایک بیٹی سعید سے منسوب تھی۔

سعید کی گورنری کے واقعات

جب مسلمۃ نے سعید خزینہ کو خراسان کا والی مقرر کیا تو اس نے اپنی روانگی سے پہلے سورۃ بن الحرالدارمی کو خراسان بھیج دیا۔ تاریخ دانوں کے بیان کے مطابق سورۃ، سعید کے آنے سے ایک ماہ پہلے خراسان پہنچا سورۃ نے شعبہ بن ظہیر النہشلی کو سمرقند کا گورنر مقرر کر کے بھیجا اپنے خاندان کے پچیس آدمیوں کو لے کر شعبہ سمرقند روانہ ہوا، آمل کے راستہ سے بخارا آیا یہاں سے دو سو آدمی اس کے ساتھ ہو گئے، سغد پہنچا۔ سغد کے لوگوں نے عبدالرحمٰن بن نعیم الغامدی کے دور ولایت میں بغاوت کر دی۔

عبدالرحمٰن اٹھارہ ماہ سغد کا والی رہا۔ بعد میں باشندگانِ سغد نے اطاعت قبول کر لی اور فرماں بردار ہو گئے تھے۔

شعبہ نے اہلِ سغد کو مخاطب کر کے ایک تقریر کی جس میں عرب سغد کو خوب لعنت ملامت کی، انہیں بزدل ٹھیرایا اور کہا کہ میں نے تم میں کسی شخص کو زخمی نہیں دیکھا اور نہ کسی کے منہ سے کراہنے کی آواز سنتا ہوں۔ عرب نے اس کے سامنے معذرت کی اور کہا کہ ہمیں ہمارے فوجی گورنر علیاء بن حبیب العبدی نے بزدل بنادیا۔

سعید کا حضرت عمر بن عبدالعزیز کے گورنروں کو گرفتار کرنا

جب سعید خراسان آیا تو اس نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ القشیری کے ان تمام گورنروں کو جو حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہد خلافت میں مقرر کیئے گئے سے گرفتار کر کے قید کر دیا۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ القشیری نے اُن کی سفارش کی سعید نے اُن سے کہا کہ مجھ سے شکایت کی گئی ہے کہ اُن ک پاس خراج کا روپیہ ہے عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں اُس روپیہ کی زمانت کرتا ہوں اور ان کی طرف سے سات لاکھ روپیہ کی ضمانت کر لی مگر سعید نے اس رقم کا پھر کوئی مطالبہ نہیں کیا۔ علی بن محمد کے بیان کے مطابق سعید سے شکایت کی گئی کہ جہم بن زحرا الجعفی عبدالعزیز بن عمرو بن الحاج الزبیدی، منتجع بن عبدالرحمٰن الازدی اور القعقاع الازدی نے جو یزید بن المہلب کے مقرر کیئے ہوئے گورنر تھے ان میں کچھ اور بھی تھے اس طرح یہ کل آٹھ آدمی تھے مسلمانوں کے ٹیکس کے روپیہ سے کچھ روپیہ خورد برد کیا ہے۔ سعید نے ان سب کو بلا بھیجا اور قہندز مرد میں قید کر دیا، سعید سے کہا گیا کہ جب تک اُن لوگوں پر سختی نہ کی جائے گی یہ روپیہ نہ دیں گے سعید نے جہم کو بلوایا۔ لوگ اسے ایک گدھے پر سوار کر کے قہندرز مرد سے لائے جب اسے فیض بن عمران کے پاس لے گئے تو فیض اس کے پاس گیا اور ناک پر ایک مکا رسید کیا اس پر جہم نے کہا اے فاسق تو نے یہ کیوں کیا۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ مرتبہ جب شراب کے نشے کی حالت میں لوگ تجھے میرے پاس لائے تھے تو میں نے تجھ پر حد جاری کی تھی سعید یہ بات سن کر بہت غصہ ہوا اور اس نے دوسو کوڑے جہم کے مارے جس وقت مار کھا رہا تھا تو بازار والوں نے تکبیر کہی۔

سعید کا قیدیوں کو قتل کرنے کا حکم دینا

سعید نے جہم اور اُن آٹھ آدمیوں کے قتل کا حکم دے دیا جو قید تھے یہ سب ورقاء بن نصر الباہلی کے حوالے کر دیئے گئے مگر پھر ورقا نے ان کی سفارش کی اور اُن کو معافی دلوادی۔

(دوسری روایت) مگر عبدالحمید بن وثار یا عبدالملک بن وثار اور زبیر بن نشیط باہلہ کے آزاد غلام نے جو کہ اس سعید خزینہ کی ماں کا شوہر تھا سعید سے کہا کہ آپ لوگوں کو ہمارے کر دیجئے۔ سعید نے یہ درخواست منظور کر لی، ان لوگوں نے جہم عبدالعزیز بن عمرو اور منتجع کو طرح طرح کی تکلیفیں دے کر مار ڈالا اور قعقاع اور دوسرے لوگوں کو بھی اس قدر اذیتیں پہنچائیں کہ وہ بھی حلاکت کے قریب پہنچ گئے۔ یہ لوگ اسی طرح جیل میں پڑے سڑتے رہے البتہ جب ترکوں اور اہل سغد سے جہاد شروع ہوا تو اُن لوگوں میں سے جو باقی بچے تھے سعید نے ان کی رہائی کا حکم دیا۔ سعید کہا کرتا تھا کہ خدا زبیر کا بُرا کرے کہ اُس نے جہم کو مار ڈالا۔ اسی سال میں مسلمانوں نے اہل سغد اور ترکوں سے جہاد کیا اور اسی جنگ کے دوران میں قصر الباہلی کا مشہور واقعہ پیش آیا۔ نیز اسی سال میں سعید نے شعبہ بن ظہیر کے گورنر سمرقند کو برطرف کر دیا۔

شعبہ کی برطرفی کے اسباب و واقعات

جب سعید خراسان آیا تو اس نے وہاں کے چند مقامی سرداروں کو بلایا اور مشورہ کیا کہ کن شخصوں کو صلح پر بھیجا جائے۔ اس جماعت نے چند عربوں کے نام پیش کیے، سعید نے انھیں لوگوں کو مامور کر دیا مگر جب ان نئے مامور

لوگوں سے جو اس کے دربار میں اُس روز آئے تھے کہا کہ جب میں اس شہر میں آیا تھا۔ یہاں کے لوگوں سے ناواقف تھا میں نے لوگوں سے مشورہ لیا، جب انھوں نے میرے سامنے چند نام پیش کیے تو میں نے اُن کی تفصیلی حالات اُن سے دریافت کئے اور ان کی تعریف کی گئی اسی بناء پر میں نے انھیں مختلف مقامات کا گورنر مقرر کر دیا۔

اب میں سختی سے تم سے جواب طلب کرتا ہوں کہ تم نے مجھے کیوں میرے عُمال کی حالت سے آگاہ نہیں کیا تھا اس پر تمام لوگوں نے ان کی تعریف کی اس پر عبدالرحمٰن بن عبداللہ القشیری نے کہا کہ اگر آپ زبردستی کے طریقہ پر ہم سے نہ پوچھتے تو میں خاموش رہتا مگر اب اس صورت میں تو میں یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ نے صرف مشرقین سے مشورہ کیا تھا اور انھوں نے صرف ایسے لوگوں کے نام لیے جو اُن کے مخالف نہ تھے یا جن کی مخالفت کا انھیں اندیشہ نہ تھا بس ہم تو ان کے متعلق اتنا ہی جانتے ہیں سعید نے تکیہ کا سہارا لیا پھر بیٹھ گیا اور کہنے لگا

خذالعفو و أمر بالمعروف واعرض عن الجاهلين

(ترجمہ) عفو اختیار کرو، نیک کام کا حکم دو، اور جاہلوں سے اعراض کرو۔

اچھا جاؤ، دربار برخواست؛

سعید نے شعبہ کو سمرقند کی گورنری سے برطرف کر دیا اس کی جگہ عثمان بن عبداللہ بن مطرف بن الشخیر کو سپہ سالار اور سلیمان بن ابی السرئی بنی حوافہ کے آزاد غلام کو تحصیل دار مقرر کر دیا نیز معقل بن عروۃ القشیری کو ہرات کا گورنر مقرر کیا اور معقل اپنے مقام کو روانہ ہو گیا۔ لوگ سعید کی کچھ زیادہ پرواہ نہ کرتے تھے اسے کمزور سمجھنے لگے تھے اور خزینہ کہا کرتے تھے اسی بنا پر ترکوں کو بھی ہمت ہوئی کہ اس کا مقابلہ کریں خاقان نے ترکوں کی ایک بڑی فوج جمع کر کے بھیج دی کورسول ترکوں کا سپہ سالار تھا ترک بڑھتے ہوئے قصر الباہلی تک پہنچ گئے۔ مگر بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ اُس علاقہ کہ ایک بڑے زمیندار نے بنی باہلہ کی ایک عورت سے جو اس قلعہ میں تھی شادی کرنا چاہی ایک قاصد کے ذریعہ اُس عورت کے پاس شادی کا پیغام بھیجا مگر اُس عورت نے انکار کر دیا اس پر زمیندار بہت ناراض ہوا اور یہ امید لگائی کہ قلعہ کے اندر جس قدر آدمی ہیں سب کو گرفتار کر لے اس طرح وہ عورت بھی اس کے ہاتھ آ جائے گی ۔کورصول نے آ کر قلعہ کا محاصرہ کر لیا قلعہ میں ایک سو خاندان والے ساتھ اپنے اہل وعیال کے مقیم تھے اور عثمان بن عبداللہ اس وقت سمرقند کا گورنر تھا محصورین نے اس ڈر سے کہ ممکن ہے کہ ہمیں مدد دینے والی فوج کے آنے میں تاخیر ہو جائے چالیس ہزار درہم کے وعدہ پر ترکوں سے صلح کر لی اور اپنے ستر آدمی بطور یرغمال ترکوں کے حوالے کر دیئے۔

ترکوں کی سرکوبی کا بیان

دوسری طرف عثمان بن عبداللہ نے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے لوگوں میں اعلان کر دیا مسیب بن بشر الریاحی اور ان کے ساتھ تمام قبائل کے چار ہزار بہادر اس مہم کے لیے تیار ہو گئے اس پر شعبہ بن زہیر نے کہا کہ اگر یہاں خراسان کے سوار ہوتے تو وہ اپنے مقصد کو حاصل نہ کر سکیں گے، بنی تمیم میں سے جو لوگ اس مہم پر جانے کے لیے تیار ہوئے ان میں شعبہ بن زہیر النہشلی ،بلعائن مجاحد العزی، عمیرہ بن ربیعہ (متعلقہ بنی العجیف اور یہی عمیرۃ الثر ید ہے) غالب بن المہاجر الطائی، (یہ ہی ابو العباس الطوسی ہے) ابوسعید معاویہ بن الحجاج الطائی، ثابت قطنہ ،ابوالمہاجرین وارۃ الفطقانی۔ جلیس شیبانی محاج بن عمر و الطائی حسان بن معدان الطائی اشعث ابوحطامۃ الطائی اور عمرو

بن حسان الطائی قابل ذکر ہیں۔

مسیّب بن بشر الریاحی کا اپنی فوج کو جوش دلانا

جب سب لوگ فوجی میدان میں روانگی کے لئے تیار ہو گئے تو مسیب نے فوج کے سامنے ایک تقریر کی جس میں اس نے کہا کہ تم خوب سمجھ لو کہ تم ترکوں اور خاقان وغیرہ کے بہترین سواروں پر پیش قدمی کر رہے ہو اور اگر تم نے مقابلہ میں صبر واستقلال سے کام لیا اس کے بدلے میں جنت ملے گی اور اگر بھاگے تو جہنم، اس لیے جس شخص کا ارادہ جہاد اور جہاد میں میں صبر واستقلال ظاہر کرنے کا ہو صرف وہ ہمارے ساتھ چلے۔

اس تقریر کو سن کر تیرہ سو ۱۳۰۰ آدمی واپس پلٹ گئے اور اب مسیب باقی ماندہ فوج کے ساتھ آگے بڑھا ایک میل سفر طے کرنے کے بعد اُس نے پھر وہی تقریر کی جو پہلے کر چکا تھا، اس مرتبہ اور ایک ہزار آدمی واپس چلے گئے۔

اس مقام سے ایک میل آگے بڑھ کر پھر اُس نے وہی تقریر کی اور اس مرتبہ ایک ہزار اور کم ہو گئے غرض کہ اب یہاں سے بھی آگے بڑھا۔

اشبب بن عبید الحنظلی اس مہم میں رہبر تھا بڑھتے بڑھتے جب مسیب ترکوں سے دو میل کے فاصلہ پر رہ گیا تو قی کار کیس اُس کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اس علاقہ کے تمام سرداروں نے سوائے میرے ترکوں کی اطاعت کا حلف اُٹھا لیا ہے میرے ساتھ یہ تین سو جنگجو ہیں جو آپ کے شانہ بشانہ مرنے مارنے کے لیے تیار ہیں اس کے علاوہ مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ محصورین قلعہ نے ترکوں سے چالیس ہزار درہم کے وعدہ پر صلح کر لی ہے اور ضمانت کے طور پر اپنے سترہ آدمی ان کے حوالے کئے ہیں اس لیے جب ترکوں کو یہ علم ہو گا کہ آپ ان کی امداد ہی کے لیے آئے ہیں وہ فوراً ان سترہ آدمیوں کو قتل کر ڈالیں گے ان سترہ آدمیوں میں جو ترکوں کے ہاتھ میں بطور ضمانت قید تھے نہشل بن یزید الباہلی بھی تھا یہ بچ کر بھاگ آیا اور مارا نہیں گیا اور نیز اشبب بن عبید اللہ الحنظلی بھی تھا اور قرارداد یہ تھی کہ یا تو کل لڑو اور یا قلعہ کا دروازہ کھول دو۔

مسیّب کا دو آدمیوں کو خاموشی کے لیے روانہ کرنا

مسیب نے دو آدمیوں کو جن میں ایک عرب اور ایک عجمی تھا اُس رات گھوڑوں پر سوار کر کے روانہ کیا اور ان سے کہا کہ دشمن کے قریب پہنچ کر اپنے گھوڑوں کو کسی درخت سے باندھ دینا اور ان کی حالت کی خبر لگانا، یہ دونوں شخص تاریک رات میں اپنے کام پر روانہ ہوئے ترکوں نے قلعہ کی اطراف پانی بہا دیا تھا اور اُس لیے کوئی شخص قلعہ کے پاس نہیں پہنچ سکتا تھا۔

بہر حال یہ دونوں قلعہ کے قریب پہنچے پہرہ والے نے انھیں روکا، انھوں نے اسے چلانے سے منع کیا اور کہا کہ عبد الملک بن وثار کو ہمارے پاس بلا لاؤ پہرہ والا عبد الملک کو بلا لایا۔ اُن دونوں نے اُس سے کہا کہ ہمیں مسیب نے بھیجا ہے اور آپ کے لیے مدد آ گئی ہے عبد الملک نے پوچھا کہ مسیب کہاں ہے ان دونوں نے کہا کہ یہاں سے دو میل کے فاصلے پر خیمہ زن ہیں، کیا آپ یہ کر سکتے ہیں کہ آج رات اور کل کا دن کسی طرح دشمن کو روکے رکھیں ۔عبد الملک نے کہا کہ ہم نے تو اس بات کا اب فیصلہ کر لیا ہے کہ اپنے سامنے ہی اپنی عورتوں کو ہلاک کر دیں تا کہ کل ہم سب کے سب ہی دنیائے فانی سے رحلت کر جائیں، وہ دونوں شخص پلٹ آئے، مسیب سے سارا ماجرہ بیان کیا یہ

سن کر میسب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں تو کل دشمن پر حملہ کروں گا جس کا دل چاہے میرے ساتھ چلے مگر کسی شخص نے اس موقعہ پر اس کا ساتھ نہیں چھوڑا اور سب نے آخری دم تک لڑنے کے لیے اُس کے ہاتھ پر بیعت کی۔

میسّب کا حملہ کی تیاری کرنا

اب میسب روانہ ہوا۔ اس اثنا میں شہر کی حفاظت کے لیے اُس کے چاروں طرف جو پانی چھوڑ دیا گیا تھا، وہ اور بھی چڑھ گیا تھا جب میسب دشمن سے نصف میل کے فاصلہ پر رہ گیا گھوڑے سے اتر گیا اور شب وخون مارنے کا تہیہ کرلیا اور رات ہونے کے ساتھ ہی اپنے ساتھیوں کو تیاری کا حکم دیا۔

سب کے سب گھوڑوں پر جم گئے، میسب بھی سوار ہوا، اپنے ساتھیوں کو صبر و استقامت پر تیار کرتا رہا اور کہنے لگا جس طرح اشراف جواں مرد ایسے نازک موقعہ پر صبر و استقلال سے کام لیتے ہیں اُسی طرح تم بھی رہنا اور ایسے ہی لوگوں کو فتح کی صورت میں اخلاقی اور مالی دونوں فائدہ حاصل ہوتے ہیں۔ میسب نے انھیں حکم دیا کہ گھوڑوں کی خوراک کو ان کے سامنے سے ہٹا دو اور آگے سے ان کی لگام پکڑ کر چلو پھر جب دشمن کے بالکل قریب پہنچ جاؤ تو فوراً گھوڑوں پر سوار ہو جانا، اور انتہائی شجاعت اور عزم سے حملہ کرنا تکبیر کہتے جانا ''یا محمدؐ'' ، نعرہ جنگ بلند کرنا، اور کبھی پیٹھ موڑنے والے کی تقلید نہ کرنا دشمن کے جس قدر جانور ملیں سب کو قتل کر ڈالنا۔

کیونکہ جانوروں کا ہلاک ہونے کا تمھارے مقابلہ میں انھیں زیادہ محسوس ہو گا ایک چھوٹی ثابت قدم جماعت اور ایک بڑی بزدل جماعت سے زیادہ اچھی ہے اور تم تو کچھ ایسے تھوڑے بھی نہیں ہو کیونکہ سات سو تلواریں جس لشکر پر پڑیں اسی کا تمام بھرکس نکال دیں اگر چہ اسی لشکر کی تعداد کچھ ہی کیوں نہ ہو اس تقریر کے بعد میسب نے انھیں باقاعدہ طریقہ جنگ پر تقسیم کیا، کثیر الدبوسی کو میمنہ حوالے کیا بنی ربیعہ کے ایک شخص کو جس کا نام ثابت قطنہ تھا، میسرہ کا سردار بنایا۔ اور اب اس ترتیب سے یہ جماعت دشمن کی طرف بڑھی۔

میسّب کا ترکوں کو شکست دینے کا بیان

صبح طلوع ہو چکی تھی یہ جماعت دشمن سے دو گز کے فاصلہ پر پہنچ گئی اور ایک دم تکبیر کی آواز سے ایک ہنگامہ برپا کر دیا، ترک پریشانی کی حالت میں اُٹھے مگر اسی وقت تک مسلمان ان کے پڑاؤ میں جا گھسے تھے مسلمانوں نے ان کے جانوروں کو ذبح کر ڈالا مگر ترکوں نے بھی نہایت ثابت قدمی سے مسلمانوں کا مقابلہ کیا بلکہ مسلمانوں کی ترتیب جاتی رہی اور وہ شکست کھا کر میسب کی طرف پلٹے ترک بھی برابر تعاقب میں بڑھتے چلے آئے اور انھوں نے میسب کی سواری کے جانور کے پچھلے حصہ پر تلوار کا وار کیا۔

اس نازک موقع پر مسلمانوں میں سے بختری ابو عبداللہ المرائی محمد بن قیس الغنوی یا مین محمد بن قیس الغمری، زیاد الاصبہانی معاویہ بن الحجاج اور ثابت قطنہ گھوڑوں سے اتر کر دشمن سے دست و گریبان ہو گئے لڑتے لڑتے بختری کا دایاں ہاتھ کٹ گیا انھوں نے بائیں ہاتھ میں تلوار لے لی اور اسی سے لڑتے رہے وہ بھی کٹ گیا تو وہ اپنے دونوں کٹے ہوئے ہاتھوں میں بچاؤ کرتے ہوئے آخر کار اسی طرح شہید ہوئے۔

محمد بن قیس الغمری یا غنوئی اور شبیب بن الحجاج الطائی بھی شہید ہوئے، مگر یہ مشترک شکست کھا کر پیچھے ہٹے ثابت قطنہ نے ترکوں کے بڑے سردار کو قتل کیا۔

مسیب نے یہ منادی کردی کہ مسلمان مشرکین کا تعاقب نہ کریں کیونکہ کفار کو رعب کی وجہ سے یہ معلوم نہیں کہ آیا ہم اُن کا تعاقب کریں یا نہیں، قلعہ کا رخ کرو، سوائے نقدی کے اپنے ساتھ اور کوئی چیز نہ اٹھاؤ، اور جو شخص پیدل چل سکتا ہے اسے سواری پر سوار مت کرو مسیب نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ جو شخص اللہ کی رضا کے خاطر کسی عورت، بچے یا ضعیف العمر کو سوار کرالے گا اس کا اجر خدا دے گا اور جس کسی نے انکار کیا اُسے چالیس درہم دیئے جائیں گے اگر قلعہ میں کوئی ایسا شخص ہو جس کی حفاظت جان کا مسلمانوں نے ذمہ لیا ہو تو اسے بھی سوار کرلیا جائے غرض کے مسلمان قلعہ میں جا گھسے اور جس قدر آدمی اُس میں تھے سب کو سوار کرلیا۔ بنی فقیم کا ایک شہسوار ایک عورت کے قریب پہنچا۔ اُس عورت نے اُس سے مدد مانگی، شہسوار اک گیا، اور کہا کہ میرے گھوڑے کے پچھلے حصہ پر آ جاؤ یہ تمھارے لیے موجود ہے، وہ عورت ایک ہی چھلانگ میں گھوڑے کی پشت پر آ بیٹھی معلوم ہوا یہ تو اُس مرد سے بھی اچھی شہسوار ہے، شہسوار نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اس عورت کے ایک چھوٹے بچے کو بھی اُٹھا کر اپنے سامنے بٹھالیا۔ دوسری طرف ترک پسپا ہو کر خاقان کے پاس پہنچے، خاقان نے انھیں اپنے قلعہ میں ٹھرایا کھانا کھلایا اور کہا کہ تم سمرقند چلے جاؤ مسلمان تمھارا تعاقب نہ کریں گے چنانچہ ترک سمرقند چلے گئے، اس طرف مسیب نے دریافت کیا کہ قلعہ میں کوئی شخص باقی تو نہ رہا لوگوں نے ہلال الحریری کا نام لیا، مسیب نے کہا کہ میں تو انھیں چھوڑ کر نہ جاؤں گا چنانچہ خود مسیب اُس کے پاس آیا دیکھا تمیں سے زیادہ زخم انھیں آئے ہیں، مسیب نے انھیں سوار کرلیا، ہلال ان زخموں سے ٹھیک ہو گیا البتہ اس کے بعد جنید کے ساتھ جنگ شعب میں مارا گیا۔ دوسرے دن ترکوں نے واپس آکر دیکھا تو قلعہ میں کسی کو بھی نہ پایا اور اپنے مقتولین کو دیکھ کر کہنے لگے کہ جو لوگ آئے تھے وہ انسان نہ تھے۔ اس رات جنگ میں ابوسعید معاویہ بن الحجاج الطائی کی ایک آنکھ ضایع ہوگئی اور ایک ہاتھ شل ہوگیا بعد میں یہ سعید کی جانب سے کسی مقام کے حاکم بھی مقرر کیے گئے تھے۔ مگر ان پر کچھ سرکاری مطالبہ نکلا جس کے مواخذہ میں گرفتار کیے گئے اور سعید نے انھیں شداد بن خلید الباہلی کے سپرد کیا کہ وہ حساب کر کے واجبالادا کرلیں، شداد نے ان پر طرح طرح کی سختیاں شروع کیں انھوں نے بنی قیس کو مخاطب کر کے کہا کہ سنو میں قصر الباہلی کی جنگ میں شریک ہوا۔ میری گرفت شدید اور میری نظر بہت تیز تھی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آنکھ ضایع ہوگئی اور ایک ہاتھ بیکار ہوگیا، دوسرے بہادروں کے ساتھ میں نے بھی بہادری کے ساتھ لڑائی کی اور بنی باہلہ کو ایسے خطرہ سے نکال کیا کہ وہ اس کے قریب پہنچ گئے تھے کہ قتل کیئے جاتے اور لونڈی غلام بنالیے جاتے مگر دیکھو کہ تمھارا یہ ایک بھائی میرے ساتھ اس قسم کی بدسلوکی کر رہا ہے، اُس سے میرا پیچھا چھڑاؤ، چنانچہ شداد نے پھر چھوڑ دیا۔ ایک وہ شخص جو اُس رات خود قلعہ کے اندر تھا بیان کرتا ہے کہ جب فریقین کا مقابلہ ہوا تو لوگوں کی آواز ہتھیاروں کی کھنا کھٹ اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ سے ہم سمجھے کہ قیامت برپا ہوگئی۔ اسی سال میں سعید خزینہ دریائے بلخ کو عبور کر کے سغد پر اس لئے بھی جہاد کیا کہ اہل سغد نے خلاف معاہدہ مسلمانوں کے مقابلہ میں ترکوں کی امداد تھی۔

اس جہاد کے واقعات کا تزکرہ

سعید کا اہل سغد اور ترکوں سے جہاد کرنے کا بیان

اس مہم کی وجہ جیسا کہ بیان کی گئی ہے یہ تھی کہ ترک سغد کی طرف پلٹے لوگوں نے سعید سے کہا کہ تم نے جہاد ترک کر رکھا ہے اور ترکوں نے لوٹ مار مچا رکھی ہے اور اہل سغد بھی باغی ہو گئے ہیں اس بناء پر سعید نے دریا کو عبور کر کے سغد کا ارادہ کیا، ترکوں اور اہل سغد کی ایک جماعت سے سعید کا مقابلہ ہوا، مسلمانوں نے انھیں شکست دے کر بھگا دیا۔ سعید نے حکم دیا کہ تعاقب نہ کیا جائے کیونکہ سغد امیر المومنین کا باغ ہے تم نے انھیں شکست دے کر بھگا دیا ہے کیا اب تم چاہتے ہو کہ انھیں بالکل ہی ختم کر دو، اے عراقیو تم نے اکثر خلفاء سے جنگ کی مگر کیا انھوں نے تمھیں ملیا میٹ کر دیا۔، مسلمان آگے بڑھ کر ایک ندی پر پہنچے جو اہل سغد اور مرج کی درمیان تھی، یہاں عبدالرحمٰن بن صبح نے کہا کہ ڈھالوں والے اور پیدل اسے عبور نہ کریں ان کے علاوہ اور فوج اسے عبور کر لے حکم کے مطابق فوج نے اس ندی کو عبور کیا مگر ترکوں نے بھی انھیں دیکھ لیا تھا اور اسی لیے وہ کمین گاہ میں چھپ کر بیٹھے رہے۔

مسلمانوں کے سواروں کا ان سے آمنا سامنا ہوا اور جنگ ہوئی ترک پیچھے ہٹے مسلمان ان کے تعاقب میں بڑھتے چلے گئے جب کمین گاہ سے آگے نکل گئے تو پیچھے سے اور کفار نکل پڑے اور مسلمانوں کو پسپا ہو کر پھر اسی ندی کے کنارے آنا پڑا۔ اس نازک موقع پر عبدالرحمٰن بن صبح نے مسلمانوں سے کہا کہ آگے بڑھ کر ان کا مقابلہ کرو اور ابھی دریا کو عبور نہ کرو کیونکہ اگر اسی خالت میں تم نے دریا عبور کیا تو وہ تمھیں تباہ کر ڈالیں گے اس حکم کا یہ اثر ہوا کہ مسلمانوں نے ثابت قدمی سے دشمن کا مقابلہ کیا ترک اُن سے ہٹ کر چلے گئے، اور پھر مسلمانون کا پیچھا نہیں کیا۔

شعبہ بن ظہیر کے شہید ہونے کا بیان

بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ اُس روز شعبہ بن ظہیر اور اس کے ساتھی شہید ہوئے، مگر بعض دوسرے تاریخ دانوں نے یہ بیان کیا ہے کہ اُس روز تو ترک جن کے ساتھ اہل سغد کی ایک جماعت تھی شکست کھا کر پیچھے ہٹ گئے۔ دوسرے دن مسلمانوں کی حفاظتی فوج جس میں بنی تمیم تھے نگہبانی کے لیے نکلی ان کی بے خبری کی حالت میں ترکی فوج نے ایک جھاڑی سے نکل کر بنی تمیم کے سامنے آگئی بنی تمیم کے سواروں کا سردار شعبہ بن ظہیر تھا، شعبہ ترکوں سے مقابل ہوا مگر اس سے پہلے کہ وہ گھوڑے پر سوار ہوتے ترکوں نے اسے شہید کر ڈالا۔ اس جھڑپ میں ایک اور عرب شہید ہوا۔ اس کی ایک لونڈی جس نے مہندی لگا رکھی تھی رونا شروع کیا کہ میں کب تک تیرے لیے مہندی لگاؤں حالانکہ اب تو تو خون میں رنگین ہے اسی طرح اُس نے اور بہت سی دردانگیز جملے کہے کہ سارے لشکر سے آنسوؤں کا خراج وصول کیا، پچاس آدمی اس موقعہ پر شہید ہوئے مسلمانوں کے حفاظتی لشکر کو شکست ہوئی اور اصل فوج کو صحیح واقعہ کی اطلاع ہوئی۔

خلیل بن اوس کا ترکوں سے شکست کا بدلا لینا

عبدالرحمٰن بن المہلب العدوی بیان کرتا ہے کہ خبر ملنے کے بعد سب سے پہلے میں ان لوگوں کے پاس پہنچا اس وقت میں ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار تھا مقام جنگ میں پہنچ کر میں نے عبداللہ بن زہیر کو ایک چھوٹے درخت کے پہلو میں پڑا پایا اس کے جسم پر اس قدر تیر لگے تھے کہ وہ سیہ معلوم ہوتے تھے، اور روح پرواز کر چکی تھی خلیل بن اوس العبشمی متعلقہ قبیلہ بنی ظالم جو ایک نوجوان شخص تھا گھوڑے پر سوار میدان کارزار میں پہنچا۔ اور اُس نے بنی تمیم کو للکارا کہ میں خلیل ہوں میری طرف آؤ کچھ لوگ اس کے پاس آ گئے انھیں لے کر وہ دشمن پر حملہ آور ہوا اور ان کو اپنے لوگوں کی طرف بڑھنے سے روک دیا۔ اتنے میں خود امیر اور پوری فوج پہنچ گئی اور دشمن نے شکست کھا کر راہ فرار اختیار کی اسی روز سے خلیل بن تمیم کے سواروں کا سردار ہو گیا اس کے بعد نصر بن سیار سردار ہوا۔ اس کے بعد بنی تمیم کی سرداری پھر خلیل کے بھائی حکم بن اوس کو ملی۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی جنگ کے دوران میں سورہ بن الحر نے حیان سے کہا کہ اے حیان واپس چلو، حیان نے کہا کہ یہ خدا کی راہ کی بازی ہے کیا میں اسے چھوڑ دوں اور واپس چلا جاؤں سورہ نے کہا اے ''نبطی،، حیان نے جواب دیا خدا تیرہ چہرہ کو سفید کر دے۔ حیان النبطی کی کنیت جنگ میں ابوالہیاج تھی۔ سعید نے دو مرتبہ دریا عبور کیا، مگر سمرقند سے آگے نہیں بڑھا۔ پہلی مرتبہ دشمن کے مقابل قیام پزیر ہوا، مصقلہ بن ہبیرہ الشیبانی کے آزاد غلام حیان نے اُس سے کہا کہ جناب والا اہل سغد پر حملہ آور ہوں، سعید نے کہا نہیں یہ امیر المومنین کا خاص علاقہ ہے یہ گفتگو ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ دھواں اُٹھا حقیقت سے معلوم ہوا کہ اہل سغد نے سرکشی اور بغاوت کر دی ہے اور ان کے ساتھ کچھ ترک بھی ہیں۔

یہ سنتے ہی مسلمانوں نے انھیں گھیر لیا اہل سغد شکست کھا کر بھاگے، مسلمان بھی ان کے تعاقب میں برابر بڑھتے گئے مگر پھر سعید نے اعلان کر دیا کہ ان کا تعاقب نہ کیا جائے کیونکہ سغد امیر المومنین کا باغ ہے تم نے انھیں شکست دے کر بھگا دیا اب کیا انھیں بالکل ہی ختم کرنا چاہتے ہو، اے عراقیو تم بھی کئی مرتبہ امیر المومنین سے بغاوت کر چکے ہو مگر انھوں نے تم سے درگزر کیا اور تمھارا استیصال نہیں کیا اس کے بعد سعید واپس چلا گیا۔ دوسرے سال سعید نے بنی تمیم کے کچھ لوگوں کو ورغسہ بھیج دیا، انھوں نے اپنے دل میں آرزو کی کہ کاش دشمن سے ہمارا سامنا ہو جائے تو ہم اسے مزا چکھائیں۔ سعید کی یہ عادت تھی کہ جب وہ کوئی سریہ بھیجتا تھا اور یہ لشکر مال غنیمت اور لونڈی غلام جہاد سے اپنے ساتھ لاتا تو سعید قیدیوں کو چھوڑ دیتا اور لشکر کو اس حرکت پر زجر و توبیخ کرتا، اس پر ہجری نام ایک شاعر نے چند طنزیہ شعر بھی کہے۔

سعید سے حیان النبطی کی شکایت کا ذکر

خدا تیرہ چہرہ کو سفید کرے اس جملہ کے کہنے پر سورہ بن الحر کے دل میں حیان النبطی کی دشمنی پیدا ہو گئی تھی اسی بنا پر سورہ نے ایک دن سعید سے اس کی شکایت کی اور کہا کہ اس غلام نے عام لوگوں کو عربوں اور سرکاری لوگوں کا دشمن بنا دیا اسی نے قتیبہ بن مسلم کی راہ میں خراسان کی حکومت کرنے میں مشکلات پیدا کر دی تھیں اور یہ تمھارے ساتھ بھی ایسا ہی کرے گا اور کسی قلعہ میں جا کر بیٹھا رہے گا۔

سعید کا حیان النبطی کو سزا کے طور پر ہلاک کرنے کا بیان

سعید نے کہا اے سورہ یہ بات کسی اور سے ہرگز ذکر نہ کرنا اس بات کو سن کر سعید چند روز خاموش رہا ایک دن اپنے دربار میں دودھ منگوایا سونا منگوایا اسے باریک کیا گیا اور وہ حیان کے پیالہ میں ڈال دیا گیا، حیان نے اُسے پی لیا اس کے بعد سعید اور دوسرے لوگ گھوڑوں پر سوار ہو کر مقام بارکث تک جو چار میل کے فاصلے پر تھا اس طریقہ پر گئے گویا کہ دشمن کی تلاش میں جا رہے ہیں بارکث تک جا کر سب واپس آ گئے۔ اس دودھ کے پینے کے بعد حیان چار روز اور زندہ رہا اور چوتھے روز اُس نے داعی اجل کو لبیک کہا، اب سعید نے لوگوں پر سختیاں شروع کیں، اور لوگوں نے سعید کی تضعیف کی، بنی اسد کا ایک شخص اسمٰعیل نامی تھا جو مروان بن محمد سے جا ملا تھا ایک دن کسی شخص نے اسمٰعیل اور مروان سے اس کی دوستی کا تذکرہ سعید کے سامنے کیا سعید نے اس پر کہا اس دوغلے کا کیا تذکرہ کرتے ہو۔ اسمٰعیل نے بھی سعید کی برائی میں چند شعر کہ کر اپنے دل کا بخار انکال لیا۔ اسی سال میں مسلمۃ بن عبدالملک عراق وخراسان کی گورنری سے معزول کر دیا گیا اور شام واپس آ گیا۔

مسلمۃ بن عبدالملک کی معزولی کے اسباب وواقعات کا تذکرہ

مسلمۃ جب سے وہ عراق وخراسان کا گورنر بنا تھا خراج کا ایک پیسہ امیر المومنین کو نہیں بھیجا، یزید بن عاتکہ نے (یزید بن ولید) اس کی برطرفی کا ارادہ کیا مگر بعد میں مروت مانع آئی اس لیے یزید نے مسلمۃ کو لکھا کہ تم کسی شخص کو اپنا نائب بنا کر میرے پاس آؤ۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مسلمۃ نے عبدالعزیز بن حاتم بن نعمان الباہلی سے مشورہ کیا میں امیر المومنین کی ملاقات کو جانا چاہتا ہوں۔ عبدالعزیز نے کہا کہ ابھی حال میں تو تم ان سے مل چکے ہو پھر ایسا کون سا تمھیں ان سے ملنے کا شوق پیدا ہوا ہے، جس کی وجہ سے بیتاب ہو، مسلمۃ نے اپنا ارادہ پر اصرار کیا اس پر عبدالعزیز نے کہا اچھا پھر سمجھو کہ ادھر تم اپنے علاقہ سے باہر نکلو گے ادھر دوسرا شخص گورنر ہو کر تمھاری جگہ آتا ہوا تمھیں ملے گا۔ غرض کہ مسلمۃ روانہ ہوا دورین مقام پہنچا تھا کہ عمرو بن ہبیرہ ملا جو ڈاک کے پانچ گھوڑوں پر منزلیں طے کر رہا تھا۔ ابن ہبیرہ مسلمۃ سے ملنے گیا، مسلمۃ نے اس سے پوچھا کہا جاتے ہو، ابن ہبیرہ نے کہا تو امیر المومنین نے مہلب کی اولاد و مال ومتاع پر قبضہ کرنے کے لیے مجھے بھیجا ہے۔ ابن ہبیرہ کے جانے کے بعد مسلمۃ نے عبدالعزیز کو بلا کر کہا لیجئے دیکھئے یہ ابن ہبیرہ ہمیں راستہ میں ملا ہے۔ عبدالعزیز نے کہا کہ ہاں میں نے تو آپ کو پہلے ہی خبر کر دی تھی، مسلمۃ نے کہا مگر اسے تو امیر المومنین نے مہلب کی اولاد کے مال ومتاع کی ضبطی کے لیے بھیجا ہے عبدالعزیز نے کہا آپ کا یہ کہنا پہلے سے بھی زیادہ تعجب انگیز ہے کیا یہ قیاس میں آنے والی بات ہے کہ محض بنی المہلب کے املاک پر قبضہ کرنے کے لیے ایسے شخص کو جزیرہ سے عراق بھیجا گیا اور واقعہ بھی یہی ہوا چند ہی روز کے بعد مسلمۃ کو معلوم ہوا کہ ابن ہبیرہ نے اس کے مقرر کردہ تمام عُمّال کو برطرف کر دیا ہے، ان پر سختیاں شروع کر دی ہیں اس پر فرزدق نے یہ شعر کہے۔

راحت مسلمۃ الرکاب مودعا
فارعی فزارۃ لاھناک المرتع
عزل ابن بشر وابن عمر قبلہ

واخـــوهـــراة لـــمثـلهـــا يتـــوقـــع
ولـــقـــد عـــلـــمـــت لـــئـــن فـــزارة اُمـــرت
ان ســوف يـــطـــمـــع فــى الامـــارة اشـجـع
مـــن خـــلـــق ربـك مـــلـهـــود لــمثـلهـم
فـــى مثـل مـــا نـــالـــت فـــزارة يـطـمـع ؟

(ترجمہ) سواریاں مسلمۃ کو رخصت کر کے لے گئیں پس چرایا فزارہ نے۔تو خوش گوار ہو تجھے چراگاہ ابن بشر موقوف کردیا گیا۔اور ابن عمر اس سے پہلے اور ہراۃ والا بھی ایسی ہی امید رکھتا ہے اور میں تو پہلے ہی جانتا تھا کہ اگر فزارہ امیر ہو گیا تو عنقریب امارۃ کی آرزو وہ شخص کرے گا جو مخلوقات میں سب سے زیادہ بہادر ہو گا۔اور نہ وہ اور ان جیسے اس چیز کی آرزو کرتے ہیں جیسے کہ فزارہ نے پالیا۔ابن بشر سے مراد بشر بن عبدالملک بن بشر بن مروان ہے اور ابن عمرو سے مراد محمد ذوالشامہ بن عمرو بن الولید اور اخی ہراۃ سے سعید خزینہ بن عبدالعزیز مراد ہے جو خراسان کا مسلمۃ کی طرف سے عامل تھا۔

عمرو بن ہبیرہ کے واقعات کا بیان

اسی ثناء میں عمرو بن ہبیرہ نے آرمینیا میں رومیوں سے جہاد کیا انھیں شکست دی، بہت سے قیدی گرفتار کیے، بیان کیا جاتا ہے کہ اُس نے چار سو قیدی گرفتار کیے تھے۔بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال میں میسرہ نے عراق سے اپنے قاصدوں کو خراسان بھیجا، اور خراسان میں بنی عباس کی حمایت کی تحریک شروع ہوئی بنی تمیم کے ایک شخص عمرو بن بحیر بن ورقاء السعدی نے سعید خزینہ سے آ کر کہا کہ یہاں کچھ لوگ ایسے ہیں جنھوں نے ہمارے مفاد کے خلاف باتیں کی ہیں۔

سعید نے اُن لوگوں کو بلوا کر پوچھا کہ تم کون ہو، انھوں نے کہا کہ ہم تاجر ہیں، سعید نے ان سے پوچھا کہ ان باتوں کی کیا حقیقت ہے، جو تمھارے متعلق بیان کی گئی ہے، انھوں نے اپنی لاعلمی ظاہر کی سعید نے کہا کہ تم لوگ تبلیغ کرنے آئے ہو۔انھوں نے جواب دیا کہ خود ہمارے اپنے اور ہماری تجارت کے کاروبار ہی سے ہمیں فرصت نہیں ہم بھلا یہ باتیں کیوں کرنے لگے۔پھر سعید نے پوچھا کہ ان لوگوں کو کون جانتا ہے اس پر خراسان کے بہت سے خراسان کے رہنے والے جن میں زیادہ تر بنی ربیعہ اور اہل یمن تھے۔سعید کے پاس آئے اور کہا کہ ہم انھیں جانتے ہیں اور اس بات کے ضامن ہیں کہ کوئی ایسی بات جو آپ کو ناگوار گزری ہو آپ ان کی جانب سے نہ سنیں گے اس پر سعید نے انھیں چھوڑ دیا۔نیز اسی سال یزید بن ابی مسلم افریقیا (قیروان) کا گورنر افریقیا میں قتل کیا گیا۔

یزید بن ابی مسلم کے قتل کے حالات

یزید کے قتل کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ یزید نے یہاں بھی وہی طریقہ اختیار کرنا چاہا جو حجاج بن یوسف نے عراق میں ان دیہات کے رہنے والے ذمیوں کے ساتھ کیا تھا جو شہروں میں آباد ہو گئے تھے۔اس کے بعد عراق میں وہ لوگ اسلام لے آئے جنھیں حجاج نے اُن کے دیہات اور ان قصبات میں جہاں بازار لگتا تھا واپس بھیج دیا مگر اس پر بھی حجاج نے اُن پر وہی جزیہ عائد کیا جو ان سے کفر کی حالت میں لیا تھا۔

اسی طرز عمل کو یزید نے اپنے علاقہ میں بھی جاری کرنا چاہا یہاں کے لوگوں نے مشورہ کیا کہ اس کے ساتھ کیا کیا جائے، سب کی صلح ہوئی اسے قتل کر ڈالو، چنانچہ اسے قتل کر کے اس کی جگہ محمد بن یزید انصار کے آزاد غلام کو جو یزید بن ابی مسلم سے پہلے افریقا کا گورنر بھی رہ چکا تھا اور اس کی فوج میں بھی تھا خود ہی اپنا صوبہ دار مقرر کر لیا تھا۔

اور امیر المومنین یزید بن عبدالملک کو لکھ بھیجا کہ ہم آپ کی اطاعت اور بیعت سے منحرف نہیں ہوئے مگر چونکہ یزید بن ابی مسلم نے ہم پر ایسی بات عائد کی کہ جسے نہ اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور نہ مسلمان، اس لیے ہم نے اُسے قتل کر ڈالا اور آپ کے سابق گورنر کو پھر اپنا گورنر بنالیا ہے۔

محمد بن یزید کو گورنر بنانے کا بیان

اس پر یزید نے لکھا کہ جو کچھ یزید بن ابی مسلم نے کیا تھا اُس پر میں نے رضامندی ظاہر نہیں کی اور یزید نے بھی محمد بن یزید کو افریقیا کی گورنری پر بحال رکھا۔ اسی سال میں عمر بن ہبیرہ بن معتیہ بن سکین بن خزیج بن مالک بن سعد بن عدی بن فزارہ عراق و خراسان کا ناظم اعلیٰ مقرر ہوا۔ عبدالرحمٰن بن ضحاک اس سال امیر حج تھے، یہ مدینہ کے گورنر تھے عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید مکہ کے گورنر تھے، محمد بن عمرو بن ذوالشامہ کوفہ کا گورنر تھا۔ قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود کوفہ کے قاضی تھے، عبدالملک بن بشر بن مروان بصرہ کا گورنر تھا سعید خزینہ خراسان کا گورنر تھا اور اسامہ بن یزید مصر کے گورنر تھے۔

۱۰۳ھ ہجری کے واقعات کا تذکرہ

سعید خزینہ کی برطرفی کا بیان

اسی سال عمر بن ہبیرہ نے سعید خزینہ کو خراسان کی گورنری سے معزول کر دیا، اس کی وجہ تاریخ دانوں نے یہ بیان کی ہے کہ مجشر بن مزاحم اُسلمی اور عبداللہ بن عمیر اللیثی دونوں عمر کے پاس آئے اور سعید کی شکایت کی۔

عمر نے سعید کو برطرف کر دیا اس کی جگہ سعید بن عمرو الاسعد بن مالک بن کعب بن وقدان بن الحریش بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کو خراساں کا گورنر مقرر کیا۔

سعید حذینہ اپنی برطرفی کے وقت سمرقند کے دروازہ کے سامنے جہاد میں مصروف تھا جب لوگوں کو اس کی برطرفی کا علم ہوا تو سعید واپس پلٹ آیا اور ایک ہزار شہ سوار سمرقند میں چھوڑ دیئے اس پر تہار بن توسعہ نے یہ دو شعر کہے۔

فمن ذامبلغُ فتیان قومی
بان النبل ریشت کل ریش
بان اللہ ابدل من سعید
سعیداً الا المخنث مُن قریش

ترجمہ: کون شخص ہے جو میری قوم کے نوجوانوں کو یہ خبر پہنچادے کہ تیر پوری طرح پیوست ہوگیا ہے اس

لئے کہ اللہ نے سعید کی جگہ ایک ایسے دوسرے سعید کو بھیجدیا ہے جو مخنث نہیں ہے اور قریش سے ہے۔

سعید نے سعید خذینہ کے جس قدر مقرر کردہ گورنر تھے انہیں بدستور بحال رکھا ایک شخص نے اپنے فرمان تقرر کو بہت ہی خوش الحانی سے پڑھنا شروع کیا اس پر سعید نے کہا چپ ہو جا۔ جو کچھ تم نے سنا ہے یہ کاتب کی طرف سے ہے امیر اس سے بے تعلق ہے اس بات کے کہنے پر ایک شاعر نے سعید کی برائی میں یہ شعر کہا:

تبدلنا سعيد نا من سعيد

لجد السوء والقدر الستاح

ترجمہ: ہماری بدبختی اور بدقسمتی کی وجہ سے ایک سعید کے عوض دوسرا سعید آیا۔

اس سال عباس بن الولید نے رومیوں سے جہاد کیا اور شہر رملہ فتح کیا نیز اسی سال میں ترکوں نے ان پر غارت کر دی۔

اسی سال مکہ مکرمہ میں بھی مدینہ کے ساتھ عبدالرحمٰن بن ضحاک الفہری کے ماتحت کر دیا گیا۔ عبدالواحد بن عبداللہ النضری کو طائف کا گورنر مقرر کیا گیا اور عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید کو مکہ کا گورنری سے برطرف کر دیا گیا اور نیز عبدالرحمٰن بن صحاک کو حکم دیا کہ ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم اور عثمان بن حیان المری کے درمیان صلح کرا دے۔ ان کے آپس کے جھگڑے کا قصہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

عبدالرحمٰن بن ضحاک ہی اس سال امیر حج تھا۔ جو یزید بن عاتکہ کی طرف سے مکہ و مدینہ کا گورنر تھا۔ طائف پر عبدالواحد بن عبداللہ النضری گورنر تھا عمرو بن ہبیرہ عراق و خراساں کے ناظم اعلیٰ تھے اور ان کی طرف سے سعید بن عمرو الحرشی خراساں کا گورنر تھا۔ قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبداللہ کو مسعود کوفہ کے کے قاضی تھے اور عبدالملک بن یعلی بصرہ کے قاضی تھے۔

اسی سال عمرو بن ہبیرہ نے سعید بن عمرو الحرشی کو خراساں کا گورنر مقرر کیا۔

حرشی کے خراساں کا گورنر مقرر کئے جانے کے اسباب کا بیان

ابن ہبیرہ جب عراق کا والی ہوا تو اس نے یزید بن عبدالملک کو ان لوگوں کے نام لکھے جنھوں نے جنگ عقر میں شجاعت و جوان مردی کا اظہار کیا خط کو پڑھ کر یزید نے کہا کہ ابن ہبیرہ نے حرشی کا ذکر کیوں نہیں کیا اور پھر اسے لکھا کہ حرشی کو خراساں کا گورنر مقرر کر دو چنانچہ ابن ہبیرہ نے اس حکم کی تعمیل میں حرشی کو خراساں کا گورنر مقرر کیا۔

۱۰۳ھ میں حرشی نے اپنے مقدمتہ الجیش پر مجشر بن مزاحم السلمی کو اپنے آگے روانہ کیا جب حرشی خراساں آیا اس وقت مسلمان دشمن کے مقابلہ پر تھے اور انھیں دشمن کے مقابلہ میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تھا۔ حرشی نے ان کے سامنے تقریر کی اور جہاد پر ابھارا اور کہا کہ تم دشمنانِ اسلام سے محض تعداد اور سامان کی وجہ سے فتحیاب نہیں ہو سکتے، بلکہ اللہ کی تعالیٰ کی مدد اور اسلام کی عزت کی وجہ سے کامیاب ہو سکتے ہو اس لئے لاحول ولاقوۃ الا باللہ صرف اللہ ہی کو قوت و طاقت حاصل ہے۔

اسی سال سعید بن عمرو الحرشی کے خراسان آنے پر اہل سعد اپنے شہروں کو چھوڑ کر فرغانہ چلے گئے اور وہاں کے بادشاہ سے مسلمانوں کے مقابلہ میں امداد کے طالب ہوئے۔

اہل سغد کا بادشاہ فرغانہ سے مدد طلب کرنا

اہل سغد نے سعید خذینہ کی لڑائیوں میں ترکوں کی امداد کی تھی جب حرشی خراسان کا گورنر ہوا تو انھیں اپنی جانوں کا خوف ہوا اور ان کے سرداروں نے اپنے ملک سے چلے جانے کا ارادہ کرلیا۔ بادشاہ نے کہا کہ تم ایسا نہ کرو یہیں رہو۔ گزشتہ سالوں کا خراج حرشی کے پاس لے جاؤ آئندہ سالوں کی ضمانت دیدو اور وعدہ کرلو کہ زمینوں کو آباد کریں گے اور اگر وہ چاہیں تو ہم اس کے ساتھ جہاد میں شریک ہوں گے اپنے گزشتہ طرز عمل کی معزرت کرو اور اپنے یرغمال اس کے حوالے کردو۔ مگر رعایہ نے کہا کہ ہمیں ڈر ہے کہ وہ خوش نہ ہوگا اور نہ ہماری ان باتوں کو قبول کرے گا۔ ہم خجندہ جاتے ہیں اس کے بادشاہ کے پاس پناہ لے لیں گے اور پھر قاصد کے ذریعہ امیر سے اپنی گزشتہ خطاؤں کی معافی کی درخواست کریں گے۔ اور یہ وعدہ کریں گے کہ اب ہماری جانب سے کوئی ایسی بات نہیں دیکھے گا جو اسے ناگوار ہو۔ بادشاہ نے کہا میں بھی تم ہی میں سے ہوں اور جو مشورہ میں نے دیا تھا وہ تمہاری بھلائی کے لئے تھا۔ مگر ان لوگوں نے بادشاہ کا مشورہ نہ مانا اور خجندہ کی طرف چلے گئے۔ کارزنج، کشین، بمیارکث، اور ثابت باشندگان اشتیخن لے کر نکلے۔ فرغانہ کے بادشاہ طاؤ کو لکھا کہ آپ ہماری حفاظت کیجئے اور ہمیں اپنے شہر میں قیام پزیر کیجئے۔ پہلے تو اس کا ارادہ ہوگیا کہ ایسا ہی کرے گا مگر پھر اس کی ماں نے کہا کہ ان شیطانوں کو اپنی دارالسلطنت میں نہ ٹھہرنے دو، اگر ایسا ہی ہے تو کوئی قصبہ خالی کردو تاکہ یہ لوگ اس میں رہیں۔

فرغانہ کا اہل سغد کو ٹھکانہ دینا

بادشاہ نے اس بات کو ناپسند کیا اور ان سے کہلا بھیجا کہ کسی قصبہ کو تم بتاؤ میں اسے تمہارے لیے خالی کرادیتا ہوں اور چالیس دن کی مجھے مہلت دو۔ بعض راویوں نے بیس روز کی مہلت بیان کی ہے۔ اگر تم چاہو تو میں عصام بن عبداللہ الباہلی کا درہ تمہارے لئے خالی کردوں (قتیبہ نے عصام کو ان میں اپنا نائب بنایا تھا۔

ان لوگوں نے اس تجویز کو پسند کیا اور بادشاہ سے کہلا بھیجا کہ آپ اس درہ کو ہمارے لئے خالی کردیجئے۔ بادشاہ نے اسے منظور کرلیا اور ساتھ ہی یہ بھی کہدیا کہ جب تک تم لوگ اس درہ میں داخل نہ ہو جاؤ گے تمہارا مجھ پر حفاظت کا کوئی حق نہیں ہے اور اگر اس درہ میں داخل ہونے سے پہلے عرب لوگ تم تک آگئے تو میں تمہاری حفاظت کے لئے ان کی مدافعت نہ کروں گا۔ ان لوگوں نے اس سے بھی منظور کرلیا اور درہ ان کے لئے خالی کردیا گیا۔

یہ بیان بھی کیا گیا ہے کہ اس سے پہلے یہ لوگ اپنے شہروں کو خیرباد کہیں ابن ہبیرہ نے ان سے کہا تھا کہ تم اپنے شہروں میں رہو جسے تم چاہو تمہارا گورنر بنادیا جائے مگر انھوں نے اسے بھی نہ مانا اور خجندہ چلے گئے۔

درہ اعصام۔ یہ اسفرہ کا جو اس وقت فرغانہ کا ولی عہد تارستاق تھا اور فرغانہ کے بادشاہ کا نام بلاذیا بیلاذ۔ ابوانوجور تھا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کارزنج نے ان سے کہا تھا کہ یہ تین باتیں میں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں انہیں اختیار کرو اگر ان پر عمل نہ کرو گے تو تباہ ہو جاؤ گے پہلے یہ کہ سعید عرب کا مشہور بہادر ہے اور اس نے اپنے مقدمتہ الجیش پر عبدالرحمٰن بن عبداللہ القشیری کو اپنا خاص منتخب شیر سواروں کے ساتھ روانہ کیا ہے اس پر شب خون مارو اور قتل کرڈالو۔ کیونکہ جب حرشی کو اس کے قتل کی اطلاع ملے گی وہ تمہارے خلاف فوج کشی کرنے سے رک جائے گا مگر اس

تجویز کو انھوں نے نہ مانا۔ پھر کارزنج نے کہا اچھا یہ کرو کہ دریائے شاش کو عبور کر کے اہل شاش کے پاس چلو اور جو چاہتے ہو اس کی ان سے درخواست کرو اگر وہ مان لیں تو بہتر ورنہ سویاب چلے چلو، انھوں نے نہ مانا تیسری بات کارزنج نے یہ کہی کہ پھر اپنے آپ کو مسلمانوں کے حوالے کر دو، غرض کہ اب کارزنج اور جلنج اہل قی کو لیکر ابادین ماخنون اور ثابت اہل اشتخین کو لیکر چلے، اہل بیارکث اور اہل سبسکث بُزماجن کے رئیسوں کے ساتھ ایک ہزار آدمی جن پر سونے کے پٹکے تھے لے کر روانہ ہوئے دیواشنی اہل سخیکث کو لیکر قلعہ ابوجعفر کی طرف چلا اور کارزنج اور اہل سغد خجندہ میں آملے۔

۱۰۴ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سال حرشی نے اہل سغد سے جنگ کی اور اس کے اکثر سرداروں کو قتل کر ڈالا اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے

۱۰۴ھ ہجری میں حرشی جہاد کے لیے روانہ ہوا اُس نے دریا کو عبور کر کے فوج کا باقاعدہ معائنہ کیا، یہاں سے روانہ ہو کر قصر الریح پر آیا۔ جو دبوسیہ سے دو میل کے فاصلے پر ہے مگر اب تک اس کی کل فوج اس کے پاس جمع نہ ہوئی تھی۔ مگر حرشی نے فوج کو کوچ کا حکم دے دیا۔ اس پر ہلال بن علیم الحنظلی نے کہا کہ آپ بہ نسبت امیر ہونے کے وزیر زیادہ اچھے ہوتے۔ ابھی یہیں قیام کیجئے جنگ سامنے ہے اور اس کے باوجود کہ ابھی کل فوج جمع نہیں ہوئی ہے آپ نے کوچ کو حکم دے دیا، حرشی نے کہا تو اب میں کیا کروں، ہلال نے کہا کوچ منسوخ کر دیجئے اور قیام کا حکم دے دیجئے، حرشی نے اسی تجویز پر عمل کیا۔

نیلان بادشاہ فرغانہ کا چچازاد بھائی حرشی کے پاس آیا، جب کہ حرشی معنوں کے خلاف لڑ رہا تھا اور کہنے لگا کہ اہل سغد خجندہ میں ہیں قبل اس کے کہ وہ درہ میں داخل ہوں آپ اُن پر حملہ کر دیجئے۔ کیونکہ اس وقت ہم پر اُن کی حفاظت لازم نہیں ہے جب تک کہ معیّن مدت گزر نہ جائے۔ حرشی نے نیلان کے ساتھ عبدالرحمٰن القشیری اور زیاد بن عبدالرحمٰن کو ایک جماعت کے ساتھ روانہ کیا۔ مگر اُن کے جاتے ہی اپنے کیے پر نادم ہوا اور کہنے لگا کہ ایک کافر نے آکر مجھ سے یہ سب کچھ بیان کیا مگر معلوم نہیں اُس نے یہ سب کچھ سچ کہا یا جھوٹ، اور محض اُس کے بیان پر میں نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو خطرہ میں ڈال دیا، اس خیال کے آتے ہی حرشی خود بھی اس جماعت کے پیچھے روانہ ہوا۔ اشروسنہ میں آکر قیام کیا اور لوگوں سے تھوڑے سے زرتاوان پر صلح کر لی۔ حرشی رات کا کھانا کھا رہا تھا کہ کسی نے اطلاع دی کہ عطاء الدبوسی حاضر ہیں یہ صاحب بھی قشیری کے ساتھیوں میں تھے ان کا نام سنتے ہی حرشی گھبرا گیا لقمہ ہاتھ سے گر گیا فوراً عطاء کو اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ کیا کسی سے تمھاری جنگ ہوئی۔ عطاء نے کہا نہیں، اس پر حرشی نے خدا کا شکر ادا کیا اور اطمینان سے کھانے سے فارغ ہوا۔ عطاء نے حرشی سے اپنے آنے کی غرض بیان کی اور پھر حرشی شتاب رومی کے ساتھ اپنی منزل مقصود کو روانہ ہوا اور تیسرے دن قشیری سے جاملا۔ حرشی اس مقام سے روانہ ہو کر خجندہ پہنچا اور فضل بن بسام سے پوچھا کہ اب تمھاری کیا رائے ہے فضل نے کہا کہ میں تو مناسب سمجھتا ہوں کہ فوراً دشمن پر حملہ کر دیا جائے۔ حرشی نے فوراً اس رائے سے اختلاف کر دیا اور کہا کہ اگر کوئی شخص زخمی ہوا تو اسے کہاں لے جائیں گے یا کوئی مقتول ہوا تو کس کے پاس لے جائیں گے میری رائے تو یہ ہے کہ یہاں قیام کرو جنگ میں ڈھیل دو، اور لڑائی کی تیاری کرو۔ حرشی نے قیام کیا۔ عمارتیں بنوائیں اور جنگ کی تیاری کرنے لگا، مگر دشمن کے ایک شخص کی

صورت نظر نہ آئی لوگوں نے حرشی کو بزدل ٹھرایا اور کہنے لگے کہ عراق میں تو اس شخص کے حسن تدبیر اور شجاعت کا چرچا تھا مگر خراسان آ کر بالکل بزدل ہو گیا۔

حرشی کا اہل سغد کو شکست دینے کا بیان

ایک دن ایک عرب نے خجندہ کے پھاٹک کو گرز کی ضربوں سے توڑ کر کھول دیا، اہل خجندہ نے یہ ترکیب کی تھی کہ شہر کے اگلے دروازہ کے نیچے چھتہ میں ایک خندق کھود کر اُسے سرکنڈوں سے ڈھک کر اس پر مٹی بچھا دی تھی، تا کہ اگر اسے شکست ہو تو وہ نئے معلوم راستہ سے پسپا ہو کر شہر کے اندر چلے جائیں گے اور مسلمان لاعلمی میں اس خندق میں گر جائیں گے مگر یہ تدبیر انھیں پر الٹی پڑی کہ جب کفار نے شہر سے نکال کر مسلمانوں کا مقابلہ کیا اور شکست کھا کر پسپا ہوئے تو راستہ بھول گئے اور اُسی خندق میں گر گئے، چالیس آدمی اس خندق سے نکالے گئے جس پر دو دو زرہیں تھیں حرشی نے کفار کا محاصرہ کر لیا۔ منجنقیں نصب کر دیں، محصورین نے بادشاہ فرحانہ کے پاس پیغام بھیجا کہ تم نے ہمارے ساتھ بے وفائی کی اور اب تم ہماری مدد کرو بادشاہ نے جواب دیا کہ نہ میں نے تمھیں دھوکہ دیا اور نہ تمھاری امداد کروں گا تم خود ہی اپنی خبر گیری کرو، کیونکہ معین مدت سے پہلے عربوں نے تم پر حملہ کر دیا ہے اور تم میری پناہ میں نہیں ہو۔

اہل خجندہ کا حرشی سے صلح کرنے کا بیان

کفار جب ان کی امداد سے مایوس ہو گئے تو صلح اور امان کے طلبگار ہوئے اور یہ بھی درخواست کی کہ ہمیں سغد واپس کر دیا جائے، حرشی نے اُن پر یہ شرائط عائد کیں کہ عربوں کی جو عورتیں اور بچے تمھارے پاس ہیں انھیں واپس کر دو، اور وہ تمام زرِ خراج جواب تک تم نے ادا نہیں کیا ہے ادا کرو کسی شخص پر دھوکہ سے حملہ مت کرو اور تم میں سے کوئی شخص خجندہ میں نہ رہے، اگر اس کے بعد کوئی بات تمھاری طرف سے معاہدہ کے خلاف ہو گی تو تمھارے خون ہمارے لیے حلال ہو جائیں گے، کفار اور مسلمانوں کے درمیان صلح کے مراتب طے کرنے کے لیے موسیٰ بن مشکان اٰل بسام کا آزاد غلام سفیر تھا۔ کارزنج نے موسیٰ سے آ کر کہا کہ میں ایک بات آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں تا کہ اس میں آپ میری سفارش فرمائیں موسیٰ نے پوچھا کیا، کارزنج نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اگر ان لوگوں میں سے کوئی شخص صلح کے بعد کسی خطاء کا ارتکاب کرے تو آپ اس کا مجھے زمہ دار نہ ٹھرایئے گا۔ اس پر حرشی نے کہا کہ میری بھی آپ سے ایک خواہش ہے اُسے آپ پورا کریں، کارزنج نے کہا فرمایئے، حرشی نے کہا میری شرائط میں کوئی ایسی بات پیش نہ کریں جسے میں نہ پسند کروں۔

غرض کہ اب صلح ہو گئی اور شہر کے شرق کی جانب سے ان کے سردار اور تجار باہر نکالے گئے البتہ خجندہ کے اصلی باشندوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا گیا، کارزنج نے حرشی سے پوچھا کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں حرشی نے کہا کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ ہماری فوج تم پر حملہ نہ کرے۔

کفار کے تمام بڑے بڑے رئیس مسلمانوں کے لشکر گاہ میں حرشی کے پاس تھے اور اپنے اپنے درجہ اور فوج کے اعتبار سے علیحدہ علیحدہ قیام پزیر تھے، البتہ کارزنج ایوب بن ابی حسان کے پاس مقیم تھا۔

کفار کے سردار ثابت الاشتخنی کا عورت کو قتل کرنا

حرشی کو اطلاع ملی کہ کفار نے اُن عورتوں میں سے جو اُن کے پاس تھیں ایک عورت کو قتل کر ڈالا اُس نے اُن کے سرداروں سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ثابت الاشتخنی نے ایک عورت کو قتل کر کے دیوار میں دفن کر دیا ہے سب نے اس واقعہ سے انکار کر دیا۔

حرشی کا قتل کی تحقیقات کا حکم دینا اور ثابت کو قتل کرنے کا بیان

حرشی نے خجندہ کے قاضی کو تحقیقات کا حکم دیا انھوں نے جب دیکھا تو واقعی عورت کی لاش ملی، حرشی نے ثابت کو اپنے دربار میں حاضری کا حکم دیا، یہ سنتے ہی کارزنج نے اپنے ایک غلام کو حکم دیا کہ خیمہ کے دروازہ پر جا کر کھڑا ہو اور جو واقعہ گزرے اس کی مجھے اطلاع دے، حرشی نے ثابت اور دوسرے لوگوں سے اُس مقتولہ عورت کے متعلق دریافت کیا ثابت نے بالکل انکار کیا مگر حرشی کو یقین ہو گیا کہ اسی نے اسے قتل کیا ہے اس کی سزا میں حرشی نے ثابت کو قتل کر ڈالا۔

کارزنج کے غلام نے ثابت کے قتل کی خبر دی یہ سن کر کارزنج نے اپنی ڈاڑھی پکڑ لی اور دانتوں سے کاٹنے لگا۔ اور دل میں ڈرا کہ حرشی اب سب کو قتل کر دے گا، ایوب سے کہا کہ میں تمھارا مہمان اور دوست ہوں یہ تمھارے لیے مناسب نہیں کہ تمھارا دوست پھٹے پرانے کپڑوں میں قتل کر دیا جائے، ایوب نے کہا یہ میرے کپڑے حاضر ہیں انھیں لے لو، کارزنج نے کہا یہ بھی مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ تمھارے کپڑے پہنے ہوں میں قتل کیا جاؤں، میرے بھتیجے جلنج کے پاس اپنا غلام بھیج دو کہ وہ نئے کپڑے میرے لیے لے آئے۔

واقعہ یہ تھا کہ کارزنج نے اپنے بھتیجے سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ جب میں تم سے کپڑے منگواؤں تم سمجھ لینا کہ بس اب قتل کر دیا جاؤں گا۔

کارزنج کے بھتیجے جلنج کا مسلمانوں پر حملہ کرنا

جلنج نے کپڑے بھیج کر سبز فرندہ کا تھان نکلوایا، اُس کی پٹیاں کاٹیں اور انھیں اپنے خدام کے سروں پر باندھا اور ان سب کو لے کر نکلا، مسلمان سامنے آئے اکثر کو اُس نے شہید کر ڈالا یحییٰ بن حصین کے پاس پہنچا اُس کے پاؤں پر تلوار کا وار کیا جس کی وجہ سے یحییٰ ہمیشہ لنگڑا کر چلنے لگا لشکر والوں میں اس جماعت نے ایک ہلچل ڈال دی اور اُن کا بہت سا نقصان کیا جلنج کا ایک تنگ مقام میں ثابت بن عثمان بن مسعود سے مقابلہ ہوا ثابت نے اسے عثمان بن مسعود کی تلوار سے قتل کر ڈالا اہل سغد کے پاس جو مسلمان قیدی تھے اُن میں سے انھوں نے ایک سو پچاس شہید کر ڈالے (بعض راویوں نے چالیس بیان کیے ہیں) اُن کے ایک غلام نے بھاگ کر حرشی کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص نے اُس سے آ کر سارا ماجرا بیان کیا حرشی نے سغد کے سرداروں سے دریافت کیا اُن سب نے انکار کیا اس پر حرشی نے ایک شخص جو اُن کی حالت سے واقف تھا حالات معلوم کرنے کے لیے بھیجا اُس نے اس واقعہ کی تصدیق کی، اس پر حرشی نے اُن سب کے قتل کا حکم دے دیا، البتہ تاجر اُن سے علیحدہ ہو

گئے تھے چار سو تاجر تھے اور اُن کے پاس کثیر مقدار میں مال و اسباب تھا جو وہ چین سے لائے تھے۔

اہل سغد کے قتل کا بیان

ہتھیار نہ ہونے کی وجہ سے اہل سغد نے ڈنڈوں اور لکڑیوں سے مسلمانوں کی مزاحمت مگر سب کے سب مارے گئے دوسرے دن حرشی نے سو دوسرے کاشت کاروں کو بلوایا، انھیں معلوم نہ تھا کہ ان کے دوسرے ساتھیوں نے کیا حرکت کی ہے ہر شخص کی گردن میں داغ دیا جاتا تھا مسلمان ایک فصیل سے دوسری فصیل تک اسے لے جاتے اور قتل کر دیتے، اُن کی تعداد تین ہزار تھی۔ بعض راویوں نے سات ہزار بیان کی ہے

مال غنیمت کی تقسیم کا بیان

حرشی نے جریر بن ہمیان، حسن بن ابی العرطہ، اور یزید بن ابی زینب کو بھیجا کہ تاجروں کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیں، یہ تاجر دشمنوں سے علیحدہ ہو گئے تھے اور انھوں نے مسلمانوں سے لڑنے سے انکار کر دیا تھا حرشی نے سغد کے تمام مال و متاع، عورتوں اور بچوں پر قبضہ کر لیا ان میں سے جو چیز اُسے پسند آئی پہلے خود لے لی اپھر مسلم بن بدیل المدوی عدی الرباب کو حکم دیا کہ اس مال کی تقسیم تمھارے سپرد کی جاتی ہے، مسلم نے کہا کہ آپ اب مجھے یہ کام سپرد کرتے ہیں جب کہ ایک رات کامل آپ کے خادم اُس میں عمل و دخل کر چکے ہیں، یہ کام کسی عورت کے سپرد کر دیجئے ۔حرشی نے عبید اللہ بن زہیر بن ہیان العدوی کو مقرر کیا انھوں نے خمس نکال کر بقیہ مال غنیمت کو تقسیم کر دیا۔ حرشی نے اس واقعہ کی ساری کیفیت براہ راست یزید بن عبد الملک کو لکھ بھیجی اور عمر بن ہبیرہ کو نہ لکھی یہ واقعہ بھی منجملہ اور باتوں کے ہے جس کی وجہ سے عمر بن ہبیرہ حرشی کا مخالف ہوا۔

ثابت قطنہ نے اپنے ان دو شعروں میں اہل سغد کے اُن بڑے بڑے سرداروں کا ذکر کیا جو اس واقعہ میں قتل ہوئے۔

اقــر الــعيــن مـصـرع كــارزنــج
وكشيـــن ومـــالاقـــىٰ بيـــار
وديــو اشتــى ومــالاقــىٰ اجلـنـج
بــحــصــن خــجـنـده اذ مَـرو ُفبـاروا

(ترجمہ) کارزنج کشین بیار۔ دیواشنی اور جلینج کی موت نے جو قلعہ خجندہ میں ہوئی جب کہ وہ تباہ اور ہلاک ہو گئے میری آنکھ کو ٹھنڈا کر دیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ دیواشنی اصل میں سمرقند کا ایک رئیس تھا اس کا نام دیواشج تھا دیواشنی اس کا معرب بنا لیا گیا ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ خجندہ کے مال غنیمت پر قبضہ کر لینے کے لیے علیاء بن احمر الیشکری مقرر تھا ایک شخص نے اُس سے دو درہموں کی ایک چمڑے کی تھیلی خریدی اس شخص نے اُس میں سونے کی سلاخیں پائیں، وہ واپس آیا، ڈاڑھی پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ اسے آنکھوں کی بیماری ہے، اُس نے تھیلی واپس کر دی اپنے دو درہم واپس لے لئے، جب اس کی تلاش کی گئی تو اسے اُس کا پتہ نہ چلا۔

سلیمان بن ابی السری کا قلعہ پر حملہ کرنے کا بیان

حرشی نے سلیمان بن ابی السری بنی عوافہ کے آزاد غلام کو ایک ایسے قلعہ کی طرف روانہ کیا جس کے صرف ایک سمت سے دریائے سغد بہتا تھا۔ سلیمان کے ساتھ شوکر بن حمیک، خوارزم شاہ، عورم رئیس آخردن اور شومان تھے۔ سلیمان نے اپنے مقدمۃ الجیش پر میتب بن بشر الریاحی کو روانہ کیا، کفار نے قلعہ سے باہر ایک میل کے فاصلے پر کوم نامی ایک جگہ پر مسلمانوں کا مقابلہ کیا، میتب نے انھیں شکست دے کر قلعہ میں واپس جانے پر مجبور کر دیا، سلیمان نے اس قلعہ اور اس کے رئیس کا جس کا نام دیواشنی کہا جاتا ہے محاصرہ کر لیا۔ حرشی نے سلیمان کو لکھا کہ اگر لکھو تو کچھ فوج امداد کے لئے بھیج دی جائے، سلیمان نے لکھا کہ ہم دشمن سے ایک تنگ حلقہ میں لڑ رہے ہیں جہاں زیادہ فوج کی ضرورت نہیں، آپ کس جائیے اور ہم انشاء اللہ خدا کی حفاظت اور نگرانی میں ہیں، دیواشنی نے درخواست کی کہ میں اپنے آپ کو حرشی کے حکم پر حوالے کرتا ہوں مجھے میتب کے ساتھ حرشی کے پاس بھیج دو، سلیمان نے ایسا ہی کیا اور دیواشنی کو سعید الحرشی کے پاس بھیج دیا سعید نے دکھلاوے کے لئے اس کی بہت خاطر مدارت کی اور عنایت و مہربانی سے پیش آیا۔

اس کے جانے کے بعد قلعہ والوں نے اس شرط پر صلح کی کہ درخواست کی کہ ان کے سو خاندان والے آدمیوں کو ان کے ساتھ عورتوں اور بچوں کو چھوڑ دیا جائے تو وہ قلعہ مسلمانوں کے حوالے کر دیں۔ سلیمان نے حرشی کو لکھا کہ بعض با اعتماد دیانت دار لوگوں کو بھیج دیجئے تا کہ وہ قلعہ کے تمام مال و متاع پر قبضہ کر لیں۔

حرشی نے محمد بن عزیز الکندی علیاء بن احمر الیشکری کو اس غرض سے بھیج دیا، ان دونوں نے تمام مال غنیمت کو وصول کیا اور خمس لے کر باقی مال فوج پر تقسیم کر دیا۔

اہل کس کا حرشی سے صلح کرنے کا بیان

حرشی کس آیا، اہل کس نے دس ہزار اس پر صلح کر لی، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کس کے رئیس نے جس کا نام دیک تھا چھ ہزار اس پر صلح کر لی، اور ادائیگی کے لئے چالیس دن کی مہلت لی اس شرط پر کہ حرشی اب اس پر حملہ نہ کریں، کس سے فارغ ہونے کے بعد حرشی نے ریخجن کا رخ کیا، دیواشنی کو قتل کر کے اُسے ایک دخمہ پر سولی لٹکا دیا، اور اعلان کر دیا کہ یہ اپنی جگہ نہ پایا گیا تو تمام لوگوں کے سو سو کوڑے لگائے جائیں گے۔

حرشی نے نصر بن سیار کو کس کے تاوان کو وصول کرنے کے لئے متعین کیا، پھر سورہ بن الحر کو برطرف کر کے اس کی جگہ نصر بن سیار کو حاکم مقرر کیا، اور سلیمان بن ابی السری کو کس اور نسف کا فوجی اور ملکی گورنر مقرر کیا، حرشی نے دیواشنی کے سر کو عراق بھیج دیا اور اس کا بایاں ہاتھ سلیمان بن ابی السری کے پاس طخارستان بھیج دیا۔

مسبقری قلعہ خزار کے بادشاہ کا حرشی سے صلح کرنا

قلعہ خزار بہت ہی بلند اور نا قابل تسخیر سمجھا جاتا تھا، مجشر بن مزاحم نے سعید بن عمرو الحرشی سے کہا کہ میں آپ کو ایسا شخص بتاتا ہوں جو بغیر لڑے بھڑے اس قلعہ کو فتح کر لے۔ سعید نے کہا ہاں ضرور بتائیے مجشر نے مسربل بن الخرت بن راشد الناجی کا نام لیا۔ سعید نے اسے خزار بھیج دیا مسربل بادشاہ خزار کا جس کا نام مسبقری تھا دوست تھا

وہاں کے تمام لوگ مسربل سے محبت کرتے تھے، مسربل نے بادشاہ سے جا کر جو کچھ سعید نے اہل خندہ کے ساتھ کیا تھا بیان کیا اور اسے سعید کی طرف سے ڈرایا، بادشاہ نے کہا کہ پھر تمھاری کیا رائے ہے مسربل نے کہا امان لے کر اپنے آپ کو سعید کے حوالے کر دو، بادشاہ نے کہا مگر میں اپنی رعایا کے ساتھ کیا کروں، مسربل نے کہا انھیں بھی اپنے عہد امان میں شریک کر لو، چنانچہ بادشاہ نے مسلمانوں سے صلح کی درخواست کی مسلمانوں نے اسے اور اُس کے شہروں کو وعدہ امان دے دیا۔

حرشی کا سبقری کو باوجود صلح نامہ کے قتل کرنا

اب حرشی مرو آیا، اس کے ساتھ سبقری بھی تھا جب آسنان آیا تو یہاں سے اُس نے مہاجر بن یزید الحرشی کو اپنے آگے روانہ کیا اس ہدایت کے ساتھ کہ ابن کشانیشا کا گھوڑا لے کر مجھ سے ملے، اور پھر اس مقام پر حرشی نے سبقری کو قتل کر ڈالا اور سولی پر لٹکا دیا، اس کے باوجود کے ساتھ صلح کا عہد نامہ تھا جس میں وعدہ امان کیا گیا تھا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس زمیندار کا نام ابن ماجر تھا، ابن ہبیرہ کے پاس آیا تھا اور اس نے اہل سغد کے لئے وعدہ امان لے لیا تھا، مگر حرشی نے اُسے قہندزمرو میں قید کر دیا اور جب مرو آیا تو اُسے سامنے بلا کر قتل کر دیا اور میدان میں اُسے سولی پر لٹکا دیا۔

اسی سال میں یزید بن عبدالملک نے عبدالرحمٰن بن الضحاک بن قیس الفہری کو مدینہ اور مکہ کی ولایت سے برطرف کر دیا یہ اس سال کے نصف ماہ ربیع الاول کا واقعہ ہے عبدالرحمٰن مدینہ پر تین سال سے گورنر تھا اور نیز اسی سال میں یزید نے عبدالواحد النضری کو مدینہ کا گورنر مقرر کیا۔

یزید کا عبدالرحمٰن کو مدینہ کی گورنری سے برطرف کر کے دوسرے گورنر کو مقرر کرنا اور اس کے اسباب وجود کا بیان

عبدالرحمٰن بن الضحاک بن قیس الفہری نے حضرت امام حسینؓ کی صاحب زادی فاطمہ کو نکاح کا پیغام دیا آپ نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں نکاح ہی نہیں کرنا چاہتی اور میں تو اب اپنے ان بیٹوں پر بیٹھی ہوئی ہوں، اور آپ اُس سے بچتی تھیں اور اس خوف کی وجہ سے جو انھیں اُن کی جانب سے پیدا ہو گیا اس کے سامنے آنے کو برا سمجھتی تھیں مگر عبدالرحمٰن آپ سے برابر اصرار کرتا رہا اور یہ دھمکی بھی دی کہ اگر تم ایسا نہ کرو گی تو میں تمھارے بڑے بیٹے کو شراب پینے کے الزام میں کوڑے لگواؤں گا (بڑے بیٹے سے مراد عبداللہ بن حسینؓ ہیں)۔

حضرت فاطمہ کا ابن الضحاک کی شکایت امیر المومنین سے کرنے کا بیان

یہ سلسلہ جاری تھا کہ اُس زمانہ میں ابن ہرمز ایک شامی مدینہ کے دفتر کا میر منشی تھا، یزید عبدالملک نے لکھا کہ میرے پاس آ کر حساب پیش کرو اور دفتر عبدالرحمٰن کے سپرد کرو، ابن ہرمز فاطمہ سے رخصت ہونے کے لئے گیا اور پوچھا کہ کوئی ضرورت ہو تو فرمائیے، آپ نے کہا ابن الضحاک جس طرح مجھ سے پیش آیا ہے اور جو بات مجھ سے چاہتا ہے اس کی اطلاع امیر المومنین کو کر دینا، اس کے علاوہ آپ نے ایک قاصد بھی یزید کے پاس اپنا ایک خط دے

کر بھیجا جس میں اپنی قرابت اور رشتہ داری کا ذکر کرنے کے بعد آپ نے لکھا تھا کہ ابن الضحاک مجھ سے اس قسم کی خواہش رکھتا ہے اور اس بنا پر اُس نے مجھے یہ دھمکی دی ہے۔

ابن ہرمز اور یہ قاصد دونوں ایک ساتھ یزید کے دربار میں پہنچے، ابن ہرمز یزید کے سامنے گیا یزید نے اُس سے مدینہ کی حالت پوچھی اور کہا کوئی عجیب خبر بھی ہے؟ ابن ہرمز نے حضرت حسینؓ کی صاحب زادی کے واقعہ کا تذکرہ نہیں کیا اتنے میں دربان نے عرض کی کہ فاطمہ بنت الحسینؓ کا قاصد دروازہ پر حاضر ہے۔

اب ابن ہرمز نے امیر المومنین سے عرض کی کہ جناب والا جس روز میں مدینہ سے روانہ ہوا تھا فاطمہ بنت الحسینؓ نے مجھے ایک پیغام آپ کے نام دیا تھا اور وہ یہ ہے، یہ سنتے ہی یزید مسند خلافت سے اُتر آیا اور کہنے لگا کہ خدا تمھارا برا کرے کیا میں نے تم سے سوال نہیں کیا تھا کہ کوئی اور عجیب خبر ہو تو بیان کرو، مگر تم نے بیان نہیں کی؟ ابن ہرمز نے کہا جناب والا معاف فرمائیں میں بھول گیا تھا۔

یزید نے قاصد کو اندر آنے کی اجازت دی قاصد سامنے آیا۔ یزید نے خط لیا اور خود پڑھا۔ اُس وقت اُس کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھا اسے زمین پر مارتا جاتا تھا اور کہتا تھا اللہ اکبر، ابن الضحاک۔ اور یہ جرأت، کیا کوئی ایسا شخص ہے کہ وہ اسے ایسی سخت سزا دے کہ اُس کے چیخنے کی آواز میں اپنے بستر پر لیٹا ہوا سن لوں۔ لوگوں نے عبدالواحد بن عبداللہ بن بشر النصری کا نام لیا۔

یزید عبدالملک کا عبدالواحد کو مدینہ کا گورنر مقرر کرنا

یزید نے کاغذ منگوایا اور اپنے ہاتھ سے عبدالواحد کو لکھا جو اس وقت طائف میں تھا

''سلام علیک، امابعد۔ میں نے تمھیں مدینہ کا گورنر مقرر کر دیا۔ جس وقت تمھیں میرا یہ خط ملے تم اسی وقت ابن الضحاک کو معزول کر دو اور چالیس ہزار دینار اس پر جرمانہ عائد کرو، اور اسے ایسی سخت تکلیف اور سزا دو کہ میں اپنے بستر پر لیٹا ہوا اس کی آواز سن لوں۔''

خط پہنچانے والا خط لے کر مدینہ آیا البتہ ابن الضحاک کے پاس نہیں گیا، مگر ابن الضحاک کے دل میں خطرہ پیدا ہو گیا تھا اُس نے خط پہنچانے والے ڈاکیا کو بلوایا اپنی مسند کا ایک کونہ ہٹا کر بتایا تو وہاں ایک ہزار دینار رکھے ہوئے تھے۔ ابن الضحاک نے اس سے کہا کہ اگر تم وہ بات مجھے بتا دو جس لئے تم بھیجے گئے ہو میں تمھیں یہ ایک ہزار دینار دوں گا اور یہ بھی حتمی وعدہ کرتا ہوں کہ کسی شخص سے اس کا ذکر نہ کروں گا۔

ڈاکیے نے ابن الضحاک کو اپنے آنے کی غرض بتا دی، ابن الضحاک نے ڈاکیے کو تین دن اس لئے ٹھہرایا تا کہ وہ مدینہ سے چلا جائے۔ ڈاکیا ٹھہر گیا پھر ابن الضحاک مدینہ سے روانہ ہوا تیز رفتاری سے منزلیں طے کرتا ہو امسلمۃ بن عبدالملک کے پاس پہنچا، اور کہا کہ میں آپ کی حمایت میں ہوں آپ میری مدد کیجئے۔

مسلمۃ دوسرے دن یزید کے پاس گیا ادھر اُدھر کی میٹھی میٹھی باتیں کرنے کے بعد عرض کیا کہ میں ایک غرض لے کر حاضر خدمت ہوا ہوں، یزید نے کہا ابن الضحاک کے علاوہ تمھاری ہر درخواست مجھے منظور ہے، مسلمۃ نے کہا مجھے ابن الضحاک ہی کے بارے میں عرض کرنا تھا یزید نے کہا اُس نے ایسی غیر اخلاقی بات کی ہے کہ میں اُسے کبھی

معاف نہیں کر سکتا۔

نضری کا ابن الضحاک کو سزا دینا

یزید نے اسے نضری کے پاس مدینہ بھیج دیا۔ عبداللہ بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے اُسے مدینہ میں اس حالت میں دیکھا کہ اونی جُبہ پہنے لوگوں سے بھیک مانگتا پھرتا تھا نضری نے اس پر طرح طرح کی سختیاں کی تھیں اور اس کا بہت ہی برا حال ہو گیا تھا۔

نصف ماہ شوال ۱۰۴ھ بروز شنبہ نضری مدینہ آیا۔

امام زہری فرماتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن الضحاک سے کہا تھا کہ تم اپنی قوم کے مقابلہ میں جرات کرتے ہو حالانکہ وہ ہر ایسی بات کو جوان کے طرز عمل کے خلاف ہو برا سمجھتے ہیں لہذا تم اجماع اُمت کی پیروی کو اپنے اوپر لازم کر لو اور قاسم بن محمدؒ اور سالم بن عبداللہ سے مشورہ لے لیا کرو کیونکہ یہ دونوں بزرگ ایسے ہیں جو تمھیں ٹھیک راستہ سے نہ بھٹکنے دیں گے۔،

''مگر،،۔ امام زہری فرماتے ہیں ''اس شخص نے اس مشورہ سے ذرہ سا بھی فائدہ نہیں اُٹھایا۔ تمام انصار سے دشمنی پیدا کر لی، ایک بالکل جھوٹے الزام کی بنا پر ابوبکر بن حزم کو محض ظلم زیادتی کی وجہ سے پٹوایا۔ چنانچہ انصار کا کوئی شاعر ایسا نہ بچا جس نے اس کی برائی بیان نہ کی ہو۔ اور نہ کوئی نیک شخص بچا جس نے اُسے برا بھلا نہ کہا ہو، ہشام کے دور خلافت میں میں نے اسے نہایت ذلیل وخوار حالت میں دیکھا تھا۔

اُس کی جگہ عبدالواحد بن عبداللہ بن بشر مدینہ کا گورنر مقرر ہوا اس نے مدینہ میں ایسی عمدہ حکومت کی کہ کسی شخص نے اس سے پہلے نہیں کی تھی، اور جس قدر مدینہ والے اُسے محبوب رکھتے تھے اس سے پہلے کسی کو انھوں نے ایسا نہ سمجھا تھا، ہمیشہ نیکی کی راہ پر چلتا تھا اور بغیر قاسم اور سالم سے مشورہ کیے کوئی کام نہ کرتا تھا۔

اس سال جراح بن عبداللہ الحکمی ارمینیا اور آذر بائیجان کے گورنر نے ترکوں کے علاقہ پر جہاد کیا، قلعہ بلنجر اس کے ہاتھوں فتح ہوا اُس نے ترکوں کو شکست دی اور انھیں اور ان کے متعلقین کو پانی میں غرق کر دیا بہت سے لونڈی غلام قید کیے اور وہ قلعہ بھی جو بلنجر کے قریب تھے اُس نے فتح کر لئے اور اُن کے لوگوں کو جلاوطن کر دیا تھا۔

اسی سال میں ابوالعباس عبداللہ بن محمدؒ بن علی ربیع الآخر کے مہینہ میں پیدا ہوا۔ اسی سال میں ابومحمدؒ الصادق اور اُن کے چند خراسان کے دوست محمد بن علی کے پاس آئے ابولعباس اس ملاقات سے پندرہ روز پہلے پیدا ہو چکا تھا۔ محمد بن علی ایک خرقہ میں ابوالعباس کو اُن کے پاس لائے اور کہا بخدا اس کام کو یہ لڑکا پورا کرے گا یہاں تک کہ تم اپنے دشمنوں سے اپنا بدلہ لے لو گے۔ اسی سال عمرو بن ہبیرہ نے سعید بن عمرو الحرشی کو خراسان کی گورنری سے برطرف کر دیا اور اُس کی جگہ مسلم بن سعید بن اسلم بن زرعۃ الکلابی کو مقرر کیا۔،

سعید بن عمرو الحرشی کی برطرفی کے اسباب و واقعات

عمرو بن ہبیرہ نے سعید کو حکم دیا کہ دیواشنی کو چھوڑ دو مگر اُس نے اُسے قتل کر ڈالا، اس بنا پر عمرو سعید سے ناراض ہو گیا اس کے علاوہ سعید ابن ہبیرہ کے حکم کی پروہ نہیں کرتا تھا۔ جب کوئی قاصد یا ڈاکیا عراق سے آتا تو اُس سے پوچھتا کہ ابوالمثنیٰ کیسا ہے اور اپنے قاتب سے جب کوئی خط لکھواتا کہتا لکھو ابوالمثنیٰ کو اور یہ نہ کہتا کہ امیر کو لکھو

۔اور اکثر کہا کرتا ابوالمثنی نے کہا اور ابوالمثنی نے کیا۔ابن ہبیرہ کو ان واقعات کا علم ہوا اُس نے جمیل بن عمران کو بلا کر کہا کہ مجھے حرشی کی کچھ باتیں معلوم ہوئی ہیں تم اُن کی تحقیقات کے لئے خراسان جاؤ اور ظاہر یہ کرنا کہ دفاتر کی تحقیق کے لئے آئے ہو اور پھر آ کر مجھ سے اصل حقیقت بیان کرو۔

جمیل خراسان آیا، حرشی نے اس سے پوچھا کہ ابوالمثنی کو تم نے کس حال میں چھوڑا، جمیل دفاتر کی تحقیق کرنے لگا۔مگر حرشی سے کسی نے کہا کہ جمیل دفاتر کی تحقیق کے لئے نہیں آیا ہے بلکہ اصل میں وہ تمھاری حالت دریافت کرنے آیا ہے۔حرشی نے ایک خربوزہ مسموم کر کے جمیل کو تحفۃً بھیجا۔جمیل نے اُسے کھایا اور بیمار پڑ گیا اس کے سارے بال گر پڑے۔جمیل ابن ہبیرہ کے پاس واپس چلا آیا اُس کا علاج کیا اور وہ اچھا ہو گیا جمیل نے ہبیرہ سے کہا کہ صورت حال اس سے زیادہ نازک ہے جتنا کہ آپ کو معلوم ہوئی ہے سعید تو آپ کو اپنا ایک گورنر سمجھتا ہے یہ سنتے ہی ابن ہبیرہ حرشی پر برہم ہوا، اور اسے برطرف کر دیا اور اسے سخت تکلیفیں دیں، اور اس کے پیٹ میں چیونٹیاں بھر دیں۔

حرشی نے اپنی معزولی کے وقت کہا تھا کہ اگر عمرو نے آنکھ میں لگانے کے لئے بھی ایک درہم مجھ سے طلب کیا تو میں ہرگز نہ دوں گا مگر جب اسے طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں تو جرمانہ ادا کر دیا اس پر ایک شخص نے کہا کہ اُس سے کہا کہ تمھارا تو یہ دعوہ تھا کہ تم اسے ایک درہم بھی نہ دو گے، حرشی نے کہا تم اب اس بات پر مجھے طعنہ نہ دو ۔جب مجھ پر سختیاں کی گئیں تو میں گھبرا گیا۔

ابن ہبیرہ کا حرشی کو برطرف کرنے کے سبب کا بیان

علی بن محمد لکھتے ہیں کہ ابن ہبیرہ حرشی سے اس لئے ناراض ہوا تھا کہ اُس نے معقل بن عروہ کو ہراۃ کا گورنر بنا کر یا کسی اور کام کے لئے بھیجا۔معقل حرشی سے ملے بغیر سیدھا ہراۃ آیا مگر جس کام کے لئے ہراۃ آیا تھا اُس کام کو وہ اس لئے پورا نہ کر سکا کہ کسی نے اس کے حکم کی تعمیل نہ کی۔معقل نے حرشی کو اس کی شکایت لکھی حرشی نے اپنے ہراۃ کے گورنر کو لکھا کہ معقل کو میرے پاس بھیج دو۔معقل حرشی کے پاس آیا حرشی نے اس سے پوچھا کہ ہراۃ جانے سے پہلے تم کیوں میرے پاس نہ آئے، معقل نے کہا کہ میں ابن ہبیرہ کا کارندہ ہوں اُس نے مجھے گورنر مقرر کیا ہے جس طرح کہ اُس نے تمھیں گورنر مقرر کیا تھا حرشی نے اس کے دو سو کوڑے لگوائے اور اس کا سر منڈوا ڈالا۔

اس بنا پر ابن ہبیرہ نے حرشی کو برطرف کر دیا اور اُس کی جگہ مسلم بن سعید بن اسلم بن زرعہ کو خراسان کا گورنر مقرر کیا۔اور حرشی کو ایک خط میں گالیاں دیں کہ تو بدبو والی عورت کا بیٹا ہے۔خط پڑھ کر سعید نے کہا کہ خود وہ بدبو والی عورت کا بیٹا ہے۔

ابن ہبیرہ نے مسلم کو لکھا کہ معقل بن عروہ کے ساتھ حرشی کو میرے پاس بھیج دو، ابن ہبیرہ نے حرشی کو معقل کے حوالے کر دیا، معقل اس کے ساتھ بدسلوکی اور سختی کرنے لگا ایک دن ابن ہبیرہ نے معقل کو حرشی کے متعلق حکم دیا معقل نے اُسے خوب زدوکوب کیا۔ابن ہبیرہ نے کہا کہ اُسے کہا کہ اسی طرح اسے تکلیفیں دیتے دیتے مار ڈالو۔

رات کو ابن ہبیرہ نے قصہ کہانی سننا شروع کی اور درباریوں سے پوچھا کہ قیس کا سردار کون ہے، سب نے کہا کہ آپ، ابن ہبیرہ نے کہا کہ تم غلط کہتے ہو۔اس خیال کو چھوڑ دو قیس کا سردار کوثر بن زفر ہے۔اگر وہ کسی رات

میں بگل بجادے تو بیس ہزار قیس جوان مرد فوراً اس کی دعوت پر لبیک کہیں گے اور یہ بھی نہ پوچھیں گے کہ آپ نے ہمیں کیوں بلایا ہے۔ اور یہ گدھا جو قید میں ہے اور جس کے قتل کا میں نے حکم دیا ہے یہ قیس کا شہسوار اور بہادر ہے۔

البتہ میں شاید خیر سگال کہلانے کا مستحق ہوں گا کیونکہ جب کبھی کوئی بات مجھ سے ایسی کہی گئی ہے جس میں ان کا نفع ہوتا ہو۔ اور اسے میں کر بھی سکتا ہوں تو میں نے اس کے کرنے میں کبھی انکار نہیں کیا اس پر بنی فزارہ کے ایک اعرابی نے کہا کہ آپ ایسے نہیں ہیں جیسا کہ آپ دعوہ کر رہے ہیں اگر ایسے یہ ہوتے تو کبھی قیس کے بہادر کے بہادر ترین آدمی کو قتل کا حکم نہ دیتے، یہ سنتے ہی ابن ہبیرہ نے معقل سے کہلا بھیجا کہ مناسب یہ ہے کہ جو حکم میں نے تمہیں دیا تھا اب اس پر عمل نہ کرو۔

پھر ایک وہ زمانہ آیا جب کہ ابن ہبیرہ نے راہ فرار اختیار کی اور خالد نے سعید بن عمرو الحرشی کو اس کے تعقب میں روانہ کیا ابن ہبیرہ ایک مقام سے کشتی میں بیٹھ کر دریائے فرات کو عبور کر رہا تھا کہ حرشی اس کے پاس پہنچ گیا کشتی کے درمیان میں ابن ہبیرہ کا غلام قبیض بیٹھا ہوا تھا حرشی نے اسے پہچان لیا اور پوچھا کہ تم قبیض ہو، قبیض نے کہا جی ہاں، حرشی نے پوچھا کیا کشتی میں ابوالمثنی ہے غلام نے کہا جی ہاں، ہیں اب خود ابن ہبیرہ حرشی کے پاس آیا

حرشی نے اس سے پوچھا تم میرے متعلق کیا خیال کرتے ہو ابن ہبیرہ نے کہا میں خیال کرتا ہوں کہا آپ اپنے ایک ہم قوم کو قریشی کے حوالے کریں گے حرشی نے کہا ہاں یہی ہے ابن ہبیرہ نے کہا تو بس اب میرے لئے سلامتی ہے

جب ابن ہبیرہ ان نے حرشی کو قید کر دیا تھا تو معقل بن عروۃ القشیری ابن ہبیرہ کے پاس گیا اور عرض کرنے لگا کہ جناب والا نے قیس کے بہادر ترین شخص کو قید کیا، اس کی رسوائی اور تذلیل کی، اگر چہ میں خود بھی اُس سے خوش نہیں ہوں مگر یہ بھی نہیں چاہتا کہ آپ اسے ایسی سخت سزا دیتے جو دے چکے ہیں۔

ابن ہبیرہ نے کہا تم میرے اور اس کے درمیان میں رہتے ہو تمام واقعات سے واقف ہو جب میں عراق آیا میں نے اُسے بصرہ کا گورنر مقرر کیا، پھر خراساں کا گورنر بنا دیا اُس نے میری توہین کے لئے ایک بوڑھا ناکارہ گھوڑا بھیجا۔ میرے حکم کی کبھی پرواہ نہیں کی، خیانت کی میں نے اُسے معزول کر دیا جب میں نے اسے ابن نسعہ کہا تو اُس نے بھی مجھے الٹ کر بسرہ کہا۔

اس پر معقل نے کہا کہ یہ تو اس نے فاحشہ کے بیٹے نے بے شک برا کیا، اس گفتگو کے بعد معقل حرشی کے پاس جیل خانہ میں آیا اور اُس نے کہا کہ اے نسعہ کے بیٹے، تیری ماں فاحشہ تھی، میں نے اُسے اسی کھلی والی بھیڑوں کے عوض میں خریدہ تھا وہ چرواہوں کے ساتھ رہا کرتی تھی جس سے باری باری ہر ایک فائدہ اُٹھاتا اور ہر آنے اور جانے والے کے لئے وہ وقف تھی تو اسے حارث بن عمرو بن حرجۃ کی بیٹی کی طرح پیش کرتا ہے اور تو نے ابن ہبیرہ پر بہتان باندھا ابن ہبیرہ معزول ہوا۔ اور خالد عراق آیا۔

معقل پر حد جاری کرنے کا بیان

خالد نے حرشی کو معقل بن عروہ پر مسلط کر دیا حرشی نے شہادت پیش کی اس نے مجھے حرام زادہ کہا تھا، خالد

نے حرشی کو حکم دیا کہ اسے کوڑے لگاؤ، معقل پر حد جاری کی گئی حرشی نے کہا کہ اگر ابن ہبیرہ نے میرے بازو کو زخمی نہ کر دیا ہوتا تو میں تیرے دل میں سوراخ کر دیتا۔

اس پر بنی کلاب کے ایک شخص نے جب اسے دُرے لگائے جا رہے تھے معقل سے کہا کہ تو نے یہ برا کیا کہ اپنے ایک بھائی سے بدسلوکی کی اور اسے حرام کا ٹھرایا۔ یہ سنتے ہی معقل نے اسے حرام زادہ کہا، خالد نے حکم دیا کہ اس پر دوبارہ حد شرعی جاری کی جائے مگر قاضی نے حکم دینے سے انکار کر دیا عمرو اور ابن ہبیرہ کی ماں بُسرہ بنت حسان قبیلہ عدی الرباب کی ایک دیہاتی عورت تھی۔

اس سال میں عمرو بن ہبیرہ نے مسلم بن سعید بن اسلم بن زرعۃ بن عمرو بن خویلد الصعق کو سعید بن عمرو الحرشی کو برطرف کرنے کے بعد خراسان کا گورنر مقرر کیا

ابن ہبیرہ کو مسلم کے خراسان کا حاکم مقرر کرنے کی وجہ

جب سعید بن اسلم مارا گیا، تو حجاج نے مسلم بن سعید کو اپنے بیٹوں کے ساتھ رکھ لیا۔ مسلم نے حجاج کی صحبت میں اچھی تعلیم حاصل کی سیاست کی باریکیوں اور دستور حکومت سے آگاہ ہوا۔ اور اچھی قابلیت حاصل کی۔ جب عدی بن ارطاۃ عراق آیا تو اُس نے ارادہ کیا اسے کسی جگہ کی نظامت دے، اس بارہ میں اپنے قاتب سے مشورہ لیا اُس نے کہا ایک چھوٹی نظامت پر اسے مامور کر دیجئے، اور پھر ترقی دے دیجئے گا، چنانچہ عدی نے مسلم کو کسی جگہ کا گورنر بنا دیا۔ مسلم نے اپنے علاقہ کا نہایت اچھا انتظام کیا اور پوری فرض شناسی سے کام کیا۔

یزید بن المہلب کی بغاوت کے زمانہ میں مسلم تمام سرکاری خزانہ لے کر شام چلا گیا تھا۔ جب عمرو بن ہبیرہ عراق آیا تو اُس نے مسلم کو کسی جگہ کا حاکم بنانے کا ارادہ کیا اور اُسے اپنے پاس بلایا اب مسلم جوان نہ رہا تھا، جب ابن ہبیرہ نے اسے دیکھا تو اس کی ڈاڑھی میں سفید بال نمایاں تھے، ابن ہبیرہ نے یہ دیکھ کر تکبیر کہی۔

ایک رات ابن ہبیرہ قصے سن رہا تھا اور مسلم بھی اس کی صحبت میں موجود تھا قصے سنانے والے تو چلے گئے مگر مسلم ابن ہبیرہ کے پاس بیٹھا رہا ابن ہبیرہ کے ہاتھ میں ایک امرود تھا اُسے اُس نے مسلم کی طرف پھینکا اور کہا کیا تم اسے پسند کرتے ہو کہ میں تمھیں خراسان کا حاکم بنا دوں۔ مسلم نے کہا جی ہاں ابن ہبیرہ نے کہا کل انشاءاللہ۔ صبح کو دربار منعقد ہوا۔ درباری حاضر ہوئے، ابن ہبیرہ نے مسلم کے خراسان کا گورنر مقرر کیئے جانے کا اعلان کیا اور پروانہ تقرر لکھ دیا۔ اور حکم دیا کہ خراسان روانہ ہو جاؤ ابن ہبیرہ نے اپنے تحصیلداروں کو احکام جاری کر دیئے کہ آئندہ وہ مسلم سے رجوع کریں۔ اسی طرح ابن ہبیرہ نے جبلہ بن عبدالرحمٰن باہلہ کے آزاد غلام کو بلایا اور اسے کرمان کی گورنری عطا کی۔ اس پر جبلہ نے کہا کہ ان تقررات میں میرے ساتھ انصاف نہیں کیا گیا۔ مسلم کو یہ آرزو کرنا زیبا تھا کہ میں کسی بڑے علاقہ کا حاکم بنایا جاؤں۔ اور پھر میں مسلم کو کسی دیہات کا گورنر مقرر کر دوں گا۔ مگر معاملہ بالکل اس کے برعکس ہوا کہ اُسے تو خراسان کی گورنری عطا ہوئی اور مجھے کرمان کی گورنری۔

غرض کہ مسلم آخر ۱۰۴ یا ۱۰۳ ہجری میں خراسان دوپہر کے وقت پہنچا۔ دارالامارہ کے دروازہ پر آیا اُسے بند پایا، پھر اصطبل آیا، اس کا دروازہ بھی بند پایا مسجد میں آیا مسجد کا چھوٹا دروازہ بھی بند تھا، مسلم نے نماز پڑھی مسجد کے چھوٹے دروازہ سے ایک خدمت گار داخل ہوا، اُس سے لوگوں نے کہا کہ امیر آئے ہوئے ہیں، خادم اُن کے آگے

آگے چلا۔ گورنر کی نشست گاہ میں پہنچایا اور حرشی کو جب اُس کے آنے کی اطلاع ہوئی تو اُس نے اُس سے معلوم کروایا کہ آیا گورنر ہو کر آئے ہو یا وزیر کی حیثیت یا محض سیر کے غرض سے مسلم نے جواب میں کہلا بھیجا کہ مجھ جیسا شخص خراسان میں نہ محض سیر کے غرض سے قیام کرتا ہے اور نہ وزیر کی حیثیت سے۔

مسلم کا حرشی کو قید کرنے کا حکم جاری کرنا

حرشی اس کے پاس آیا۔ مسلم نے اسے گالیاں دیں اور اُسے قید کرنے کا حکم دے دیا درباریوں نے کہا کہ اگر آپ اُسے اس حالت میں دن میں باہر نکالیں گے تو وہ قتل کر ڈالا جائے گا، مسلم نے حکم دے دیا کہ میرے ہی پاس قید رہنے دو۔ جب شام ہوئی تو رات کو جیل خانہ میں ڈال دیا۔ اور بیڑیاں پہنا دیں مہتمم مجلس کو حکم دیا کہ اسے مزید بیڑیاں پہنا دو، حرشی مہتمم مجلس کے پاس آیا اور اس کی وجہ پوچھی اس نے کہا مجھے ایسا ہی حکم دیا گیا ہے۔ حرشی نے مہتمم مجلس کے منشی سے کہا کہ مسلم کو لکھو کہ تمھارے مہتمم مجلس نے مجھے یہ کہا کہ تم نے اُسے اس بات کا حکم دیا ہے کہ مجھے زیادہ بیڑیاں لگائی جائیں اگر یہ آپ کے افسر بالا دست کا حکم ہے تو اُس کے سامنے سرِ تسلیم خم ہے اور اگر یہ خود تمھاری تجویز ہے تو یہ تمھاری فطرت اصلیّہ کا مقتضٰی ہے اور اس وقت یہ شعر پڑھا۔

هم ان يثقفوني ليقتلوني

ومن اثقف فليس الى خلود

(ترجمہ) انھوں نے اگر مجھے پکڑ لیا وہ مجھے قتل کر ڈالیں گے مگر جو پکڑے گا وہ بھی تو ہمیشہ رہنے والا نہیں ہے

ابن ہبیرہ کی حرص ولالچ

مسلم نے اپنے ضلع پر ایک شخص کو اپنی جانب سے عامل مقرر کر کے بھیج دیا۔ ابن ہبیرہ بڑا حریص تھا اُس نے یزید بن المہلب کے داروغہ کو جو خراسان اور خراسان کے سربراہان سے بخوبی واقف تھا گرفتار کر کے اپنے پاس رکھا اور ایک بھی شریف آدمی وہاں کا نہ بچا جس پر ابن ہبیرہ نے خیانت و تغلب کا الزام نہ لگایا ہو۔ ابوعبیدہ عنبرہ اور ایک اور شخص خالد کو حرشی کے پاس بھیجا اور اُسے حکم دیا کہ جن جن لوگوں کے نام میں نے لکھے ہیں انھیں ابوعبیدہ کے حوالے کر دو تا کہ یہ اُن سے سرکاری مطالبہ وصول کر لے۔

حرشی نے اُس کے حکم کی تعمیل نہیں کی اور اُس کے قاصد کو واپس کر دیا۔ مگر جب ابن ہبیرہ نے مسلم کو خراسان کا صوبہ دار بنایا تو حکم دیا کہ یہ رقمیں وصول کی جائیں۔ خراسان پہنچنے کے بعد مسلم نے چاہا کہ اُن لوگوں کو جن پر رقمیں واجبلا داہیں گرفتار کر لے۔

مسلم کو ابن ہبیرہ کی تعمیل سے بعض رہنے کا مشورہ

مگر لوگوں نے اُسے مشورہ دیا کہ ایسا ہرگز نہ کرنا ورنہ ایک دن خراسان میں چین سے بیٹھنا نصیب نہ ہوگا، اور اگر آپ نے ہمارا کہنا نہ مانا اور ان سے مطالبہ کرنا نہ چھوڑ دیا تو آپ کے خلاف بغاوت ہو جائے گی انھیں پر خراسان کا دارومدار ہے، اس لئے کہ یہ لوگ کہ جنھیں آپ ان مطالبات کی وجہ سے پکڑنا چاہتے ہیں یہاں کے سردار اور بااثر لوگ ہیں۔ اور جو مطالبہ اُن پر عائد کیا گیا ہے وہ غلط ہے۔

جابر بن مہزم پر تین لاکھ درہم واجب الادا تھے، اُس میں ایک لاکھ کی زیادتی کردی گئی اور اس طرح چار لاکھ ہو گئے جن لوگوں کے نام آپ کے سامنے لئے گئے ہیں اُن میں سے اکثر ایسے ہیں جن سے اُن کی حیثیت کی وجہ سے زیادہ مطالبہ کیا گیا ہے۔

یہ معاملہ مسلم نے ابن ہبیرہ کو لکھا اور ایک وفد بھی اس کے پاس بھیجا جن میں مہزم بن جابر بھی تھا مہزم نے ابن ہبیرہ سے کہا کہ جناب والا کے علم میں جو بات لائی گئی ہے وہ بالکل غلط ہے ہرگز ہمارے ذمہ یہ رقم واجب الادا نہیں جو ہم پر عائد کی گئی ہے اور اگر ہو گی بھی تو بہت تھوڑی جس کی ادائیگی کے مطالبہ کی صورت میں ہم بالکل آمادہ ہیں ابن ہبیرہ نے یہ آیت پڑھی۔

ان الله یأمرکم ان تؤدّوا الامانات الی اھلھا

(ترجمہ) بے شک اللہ تمھیں حکم دیتا ہے کہ تم دیدو امانتیں اُن کو جن کی وہ ہیں۔

مہزم نے کہا کہ اس کے آگے بھی تو پڑھئے۔

واذاحکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل

(ترجمہ) اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو۔

مگر ابن ہبیرہ نے کہا کہ یہ رقوم تو میں ضرور وصول کروں گا، مہزم نے کہا کہ اگر تم ان مطالبات کو وصول کرو گے تو ایسے لوگوں سے لوگے جو بڑے دبدبہ والے ہیں اور تمھارے دشمنوں کے حق میں سخت جنگجو ہیں۔ اور اس طرح تم خراسان کے باشندوں کو نقصان پہنچاؤ گے، ان کا منقولہ اور غیر منقولہ جائداد اور مقاطع سب خطرہ میں پڑ جائیں گے، ہم ایسے سرحدی علاقہ میں ہیں جہاں ہمیشہ دشمن سے برسر معرکہ رہتے ہیں۔ ہم زرہ زیب تن کرتے ہیں اُس کے اُتارنے کی نوبت ہی نہیں آتی۔

بلکہ یہ حالت ہوتی ہے کہ اُس کا زنگ ہماری کھال میں پیوست ہو جاتا ہے اور فولاد کے زنگ کی بو سے ہمارے خادم بھی اپنا منھ ہم سے پھیر لیتے ہیں برخلاف اس کے آپ اپنے علاقہ میں تنہا امن و عافیت کی حالت میں عیش وراحت سے زندگی بسر کر رہے ہیں علاوہ بریں جن لوگوں پر یہ مطالبات عائد کئے گئے ہیں وہ خراسان کے با عزت و باوقار لوگ ہیں بڑے بڑے منصف دار اور مستاجر ہیں۔ اور جہاد کے لئے فوج اور مال کے بڑے بڑے سربراہ کار ہیں یہاں ہمارے سامنے وہ لوگ ہیں جو تنگ و دشوار گزار درہ سے ہمارے پاس سرخ اونٹنیوں پر آئے مختلف مقامات کے حاکم و عامل بنائے گئے۔ اور خوب روپیہ کمایا جو اُن کے پاس کثیر مقدار میں موجود ہے۔

ابن ہبیرہ کا وصولیابی میں تخفیف کرنا

ابن ہبیرہ نے مسلم بن سعید کو اس وفد کی ساری گفتگو لکھی اور حکم دیا کہ اُن سے اُتنا روپیہ وصول کرلو جتنا یہ اپنے ذمہ بیان کرتے ہیں۔ جب مسلم کے پاس ابن ہبیرہ کا خط آیا تو اُس نے مستاجروں سے اُس روپیہ کا مطالبہ کیا اور حاجب ابن عمرو الحارثی کو حکم دیا اُن پر سختیاں کرے، حاجب نے اُن سے سرکاری مطالبات جو اُن پر واجب الادا تھے وصول کر لئے۔

اس سال عبدالواحد بن عبداللہ النضری کی امارت میں حج ہوا جو مکہ مدینہ اور طائف کا اس سن میں صوبہ دار

تھا۔ عمرو بن ہبیرہ عراق و مشرق کا ناظم اعلیٰ تھا، حسین بن الحسن الکندی اس سال کوفہ کے قاضی تھے، اور عبد الملک بن لیلیٰ بصرہ کے قاضی تھے۔

۱۰۵ھ ہجری کے اہم واقعات

اس سنہ میں جراح بن عبداللہ الحکمی نے لان پر جہاد کیا اور اس سے بھی آگے بڑھ کر اُن شہروں اور قلعوں پر حملہ کیا جو ماوراءِ البلنجر واقع تھے اُن میں سے بعض کو اس نے فتح کر لیا اور وہاں کے بعض باشندوں کو جلاوطن کر دیا، اور بہت کچھ مال غنیمت حاصل کیا۔ اسی سنہ میں سعید بن عبد الملک نے رومیوں کا علاقہ میں جہاد کیا ایک ہزار سپاہ کی ایک فوج بھیجی جو سب کے سب دشمن کے ہاتھ سے مارے گئے۔

مسلم بن سعید نے ترکوں سے جہاد کیا مگر کوئی فتح حاصل نہیں کی اور واپس چلا آیا۔ اس کے بعد فشہنہ پر جو سغد کا ایک شہر ہے چڑھائی کی اور اس کے بادشاہ اور باشندوں سے صلح کر لی۔

مسلمۃ بن سعید کی ترکوں کے مقابلہ میں ناکامی

مسلم بن سعید نے بہرام سیس کو مرزبان کے درجہ پر ترقی دی اور اُسے فوج کا کمانڈر مقرر کیا اس سن کے آخری موسم گرما میں مسلم ترکوں سے جہاد کرنے گیا مگر بغیر کسی کامیابی کے واپس لوٹ آیا ترکوں نے اُس کا تعاقب کیا اور جب اُس کی فوج دریائے بلخ کو عبور کر رہی تھی ابن سعید کو آلیا، اُس وقت بنی تمیم ساقہ لشکر پر تھے عبیداللہ بن زبیر بن حیان بنی تمیم کے رسالہ کا سردار تھا بنی تمیم نے دشمن کی یلغار کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ اور مسلمانوں نے حفاظت کے ساتھ دریا عبور کر لیا۔

۱۰۵ھ یزید کا انتقال ہشام کی خلافت مسلم کی فتح

اس اثناء میں یزید نے انتقال کیا اور ہشام خلیفہ ہو گیا۔

مسلم نے افشین پر چڑھائی کی، افشین کے بادشاہ نے چھ ہزار مویشیوں پر صلح کر لی اور قلعہ کو مسلم کے حوالے کر دیا۔ مسلم ۱۰۵ھ ہجری کے اختتام پر اس مہم سے فراغت کر کے اپنے دارالحکومت کو واپس آیا۔

اس سنہ میں یزید بن عبد الملک نے ماہ شعبان کے ختم ہونے سے پانچ راتیں قبل انتقال کیا۔

واقدی کہتے ہیں کہ یزید نے اڑتیس سال کی عمر میں مقام بلقاء نواح دمشق میں انتقال کیا۔ بعض راویوں نے یزید کی عمر چالیس سال کی بیان کی ہے اور بعضوں نے چھتیس سال کہے ہیں۔

یزید کی مدت خلافت

ابی معشر، ہشام بن محمد علی بن محمد کے یزید کی مدت خلافت چار سال ایک ماہ ہے مگر واقدی کے بیان کے مطابق صرف چار سال۔ ابو خالد یزید کی کنیت تھی۔

علی بن محمد کہتے ہیں کہ یزید بن عبد الملک نے ۳۵ یا ۳۴ سال کی عمر میں بروز جمعہ ۱۰۵ ہجری ماہ شعبان کے

ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ انتقال کیا، مقام اربد جو کہ بلقاء میں ہے وہاں اس کی موت وقوع پزیر ہوئی اُس کے پندرہ سالہ لڑکے ولید نے نماز جنازہ پڑھائی، ہشام بن عبدالملک اس روز حمص میں تھا ہشام بن محمد کہتے ہیں کہ یزید نے ۳۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔

علی کہتے ہیں کہ ابو ماویہ یا کسی اور یہودی نے یزید سے کہا تھا کہ تم چالیس سال خلافت کرو گے، اُس پر کسی اور یہودی نے کہا خدا اُس پر لعنت کرے اس نے جھوٹ کہا اصل میں اُس کا خیال تھا کہ یہ چالیس قصبہ خلافت کرے گا، اور قصبہ ایک مہینے کی مدت کو کہتے ہیں اس طرح اُس نے ایک ماہ کو ایک سال قرار دیا۔

یزید کے حالات زندگی

یزید بنی امیہ ایک رنگین مزاج نوجوان تھا ایک روز حالت سرور ونشاط میں حبابہ اور سلامہ سے جو اُس کے پاس اُس وقت تھیں کہنے لگا کہ مجھے چھوڑو میں اڑ دں گا اُس پر حبابہ نے کہا اور امت محمدی کو کس پر چھوڑو گے جب یزید کا انتقال ہو گیا تو سلامۃ القس نے یہ اشعار پڑھے۔

لا تلمنا ان خشعنا
او هممنا بالخشوع
اگر ہم روئے دھوئے یا ایسا کرنے کا ہم نے
ارادہ کیا تو ہمیں اس پر ملامت نہ کرو۔
قد لعمری بت لیلی
کاخی الداء لوجیع
میری عمر کی قسم میں نے اپنی رات اُس مریض کی طرح حالت کرب و بے
چینی میں گزاری جو کسی تکلیف دہ مرض میں مبتلا ہو۔
ثم بات الهم مني
دون من لي من ضجيع
پھر چلا گیا درد میری طرف سے
قریب اُس شخص کے جو میرا ہم بستر تھا۔
للذی حل بنا الیو
م من الامر الفضیع
اُس اندوہناک مصیبت کی وجہ سے جو آج ہم پر پڑی ہے۔
کلما ابصرت ربعا
خالیا أفاضت دموعی
جب بھی میں خالی مکان کو دیکھتی ہیں

میرے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

فقد خلا من سید کان لنا غیر مفیع

ایسا سردار گزر گیا جو ہمارے لئے غیر سود من نہ تھا۔

ان اشعار کو پڑھ کر وہ چلاتی امیر المومنیناہ۔ (یہ شعر کسی انصار کے ہیں)

یزید کی حبابہ لونڈی سے وارفتگی

یزید سلیمان بن عبدالملک کے عہد خلافت میں حج کرنے گیا تھا وہاں اُس نے حبابہ کو جس کا اصل نام عالیہ تھا چار ہزار دینار کے عوض عثمان بن سہیل بن حنیف سے خریدا۔ سلیمان نے ارادہ کیا کہ یزید کو اُس سے تمتع حاصل کرنے سے حکماً منع کر دے۔ یہ دیکھ کر یزید نے حبابہ کو واپس کر دیا اور اُسے ایک مصر کے رہنے والے نے خرید لیا۔

ایک دن سعدہ نے یزید سے کہا کہ کیا اب بھی امیر المومنین کے دل میں دنیا کی کوئی آرزو باقی ہے؟ یزید نے کہا ''ہاں حبابہ''، سعدہ نے ایک شخص کو بھیج کر چار ہزار کے دینار کے عوض حبابہ کو خرید منگوایا اُس نے نہایت آسائش اور راحت پہنچائی جب اُس کے سفر کی تکان جاتی رہی تو یزید کے پاس لے کر آئی مگر پہلے اُسے پس پردہ بٹھایا اور پھر یزید سے پوچھا کہ کیا امیر المومنین کے دل میں دنیا کی کوئی خواہش پوری ہونے کے لئے باقی ہے؟ یزید نے کہا یہی سوال تم پہلے بھی ایک مرتبہ کر چکی ہو اور میں نے تمھیں اپنی خواہش بتا دی تھی۔

اب سعدہ نے پردہ اُٹھایا اور کہا لیجئے یہ حبابہ موجود ہے، یہ کہ کر اُس کے کمرہ سے نکل آئی اور حبابہ کو یزید کے پاس خلوت میں چھوڑ آئی۔ اس بات سے یزید کے دل میں سُعدہ کی بڑی وقعت پیدا ہو گئی اور اُسے بہت کچھ انعام و اکرام دیا۔

سُعدہ یزید کی بیوی تھی، اور حضرت عثمان کی اولاد میں تھی۔

ایک دن حبابہ نے یہ شعر گایا۔

بین التراقی واللهاۃ حرارۃ

ما تطمئن وما توغ فتبرو

(سینہ اور حلق کے درمیان ایک ایسی سوزش ہے کہ جو نہ دبتی ہے
اور نہ برداشت کی جاتی ہے کہ ٹھنڈی پڑ جائے)

یہ سن کر یزید پر ایک حالت طاری ہوئی کہ اُس نے اُڑ جانا چاہا حبابہ نے کہا امیر المومنین ابھی ہمیں آپ کی ضرورت ہے اس واقعہ کے بعد خود حبابہ بیمار پڑی اور اُس کی حالت خراب ہو گئی یزید نے پوچھا حبابہ کیسی ہو؟ اُس نے کچھ جواب نہ دیا تو یزید رو پڑا اور اُس نے یہ شعر پڑھا۔

لئن تَسلُ عنکا النفس او تذهل الهوے

فبالیاس تسلو القلب لا بلتجلد
اگر مجھے تمھارا صبر آجائے یا محبت کم ہو جائے تو اُس کی وجہ یہ ہوگی
کہ ناامیدی سے دل کو تسلی ہو جائیگی نہ یہ کہ میں خود تمھاری یاد کو فراموش
کرنا چاہتا ہوں ۔

حبابہ کی ایک خادمہ لونڈی اس شعر کو پڑھکر اپنے جزبات کا اظہار کر رہی تھی۔

کفی حزناًبالھائم الصب اِن یری منازل من یھویٰ معطلة تُفرا

عاشق فریفتہ کے رنج وغم کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنی پیاری معشوقہ کے مکانات کو خالی دیکھے۔

یزید نے یہ شعر سنا اور پھر یہی اُس کی زبان پر بھی جاری ہو گیا۔

حبابہ کی موت کے بعد یزید کل سات روز زندہ رہا، دربار بھی موقوف کر دیا۔ کسی سے ملتا جلتا بھی نہ تھا ۔مسلمہ نے اس بات کی طرف اسے توجہ بھی دلائی تھی مگر اسے یہ ڈر تھا کہ ممکن ہے کہ فرط غم سے مجھ پر جو بے خودی طاری ہے اُس کی وجہ سے لوگوں کے سامنے مجھ سے کوئی ایسی بات سرزد نہ ہو جائے جو میری خفت عقل پر دلالت کرے۔

خلافت ہشام بن عبدالملک

اسی سال ۱۰۵ھ ماہ شعبان کے ختم ہونے میں دو راتیں باقی تھیں کہ ہشام بن عبدالملک ۳۴ سال کچھ ماہ کی عمر میں خلیفہ ہوا۔

ہشام کی پیدائش

جس سال مصعب بن الزبیر قتل ہوئے یعنی ۷۲ھ ہجری۔ اُسی سال ہشام پیدا ہوا۔ اُس کی ماں کا نام عائشہ بنت ہشام بن اسماعیل بن ہشام بن الولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم تھا، یہ ایک پاگل عورت تھی۔ اُ سکے لوگوں نے اُس سے منع کر دیا تھا کہ تاوقتیکہ تیرے بچہ نہ پیدا ہو جائے عبدالملک سے بات نہ کرنا یہ گاؤ تکیوں کو دوہرا کر دیتی اور اُن پر سوار ہو کر بچوں کی طرح ہنکاتی۔ گویا کوئی سواری ہے، لوبان خرید کر اُسے چباتی اُس سے مورتیں بناتی اور اُس مورتوں کو تکیوں پر رکھتی۔ اور ہر مورت کا نام اپنی لونڈیوں کے نام پر رکھتی اور ان مورتوں کو ان ناموں سے پکارتی۔ عبدالملک نے اُسے پاگل ہونے کی وجہ سے اُسے طلاق دے دی۔

مصعب بن الزبیر کا قتل

اس واقعہ کے بعد عبدالملک مصعب بن الزبیر سے جنگ کرنے گیا اور انھیں قتل کیا، انھیں قتل کرنے کے بعد ہی اُسے ہشام کی ولادت کی خبر ملی، عبدالملک نے اُس کا نام نیک فالی کے طور پر منصور رکھا مگر اُس کی ماں نے اس کا نام اپنے باپ کے نام پر ہشام رکھا۔ عبدالملک نے اُس کی مخالفت بھی نہ کی ہشام نے ابوالولید، اپنی کنیت قرار دی تھی۔

ہشام کی خلافت پر تقرری

ہشام زیتونہ میں اپنے مکان کے ایک کمرے میں تھا کہ اُس سے کہا گیا کہ آپ خلافت کے منصب جلیلہ پر سرفراز ہوئے، جس مکان میں ہشام اُس وقت مقیم تھا وہ بہت ہی چھوٹا سا تھا۔ قاصد نے عصا اور خلافت کی انگوٹھی یعنی مہر ہشام کے حوالے کی اور خلیفہ کہہ کر اُسے سلام کیا، ہشام رصافہ سے سوار ہو کر دمشق آیا۔

اس سال میں بکیر بن ماہان سندھ سے آیا یہ سندھ میں جنید بن عبدالرحمٰن کا ترجمان تھا جب جنید معزول کر دیا گیا تو بکیر کوفہ چلا آیا، اُس کے پاس چار چاندی کی اینٹیں تھیں اور ایک سونے کی اینٹ تھی، یہ ابو عکرمہ صادق میسرہ محمد بن جیس سالم العین اور ابو یحییٰ بنی سلمہ کے آزاد کردہ غلام سے ملا، اُن لوگوں نے اُس سے کہا بنی ہاشم کے لئے جو تحریک کی جا رہی ہے اُس میں تم شریک ہو جاؤ، بکیر نے اُسے قبول کر لیا اور جو کچھ اس کے پاس تھا اسے انھیں لوگوں پر خرچ کر دیا اور محمد بن علی کے پاس آیا۔ اسی اثنا میں میسرہ نے انتقال کیا۔ محمد بن علی نے اسے میسرہ کے بجائے تمام عراق کا داعی مقرر کر دیا۔]

امیر حج ابراہیم کی جہالت

اسی سال میں ابراہیم بن ہشام بن اسمٰعیل امیر حج تھا۔ نضر ی مدینہ کا والی تھا۔ جب ابرہیم حج کرنے گیا تو اُس نے عطاء بن رباح سے پچھوایا کہ میں کس وقت مکہ میں خطبہ پڑھوں عطاء نے کہا بعد ظہر، ماہ ذوالحج کی دسویں تاریخ سے ایک دن پہلے یعنی عرفہ کے روز مگر ابراہیم نے ظہر سے پہلے ہی خطبہ پڑھ دیا، اور کہا کہ میرے قاصد کے ذریعے عطاء نے مجھے ایسا ہی حکم دیا تھا، مگر عطاء نے کہا کہ میں نے بعد ظہر خطبہ کیلئے کہا تھا اُس روز اُس واقعہ سے ابراہیم جھینپ گیا، لوگوں نے اُسکے اس فعل کو ناواقفیت پر محمول کیا۔

عمر بن ہبیرہ کی معزولی

اسی سال میں ہشام نے عمر بن ہبیرہ کو عراق اور تمام مشرقی علاقہ کی صوبہ داری کے عہدے سے برطرف کر دیا اور اس کی جگہ خالد بن عبداللہ القسری کو ماہ شوال میں گورنر مقرر کیا۔

خالد بن عبداللہ القسری کا والی عراق بننا

عمر بن یزید غُمیرۃ الاسیدی کہتا ہے کہ ایک دن میں ہشام سے ملنے گیا خالد بن خالد بن عبداللہ بھی اُس کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور اہل یمن کی اطاعت و فرمانبرداری کا تذکرہ کر رہا تھا مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے زور سے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور کہا بخدا ایسی جھوٹ بات میں نے کبھی نہیں سنی اور نہ ایسا دھوکہ باز دیکھا۔

اسلام میں جس قدر فتنے اُٹھے اُن کے بانی مبانی ہمیشہ اہل یمن ہی تھے انھیں لوگوں نے امیر المومنین حضرت عثمانؓ کو شہید کیا انھیں لوگوں نے عبدالملک سے بغاوت کی اور آل مہلب کی بغاوت کا واقعہ تو ابھی تازہ ہی ہے۔

جب میں دربار میں واپس آنے لگا تو خاندان مروان کا ایک شخص جو دربار میں اُس وقت موجود تھا میرے پیچھے پیچھے آیا اور کہنے لگا اے بھائی تمیمی تم نے میرے دل کی بات کہہ دی۔ میں نے تمھاری بات سنی امیر المومنین خالد کو

عراق کا والی مقرر کر رہے ہیں اب تمھاری خیر نہیں۔ زیاد بن عبداللہ راوی ہے کہ میں شام گیا اور وہاں جا کر مقروض ہو گیا۔ ایک دن میں ہشام کے دروازہ پر کھڑا تھا کہ ایک شخص ہشام کے پاس سے ہو کر میرے سامنے آیا، اور مجھ سے پوچھنے لگا کہ اے نوجوان تم کہاں کے رہنے والے ہو میں نے کہا کہ یمنی ہوں۔ اُس شخص نے میرا نام پوچھا میں نے کہا زیاد بن عبداللہ بن عبدالمدان، یہ سن کو اُس کے لبوں پر مسکراہٹ آئی اور مجھ سے کہا کہ میری جمیعت کے پاس جا کر کہہ دو کہ روانہ ہو جائیں۔ کیونکہ امیر المومنین مجھ سے خوش ہو گئے ہیں اور انھوں نے مجھے روانگی کا حکم دے دیا ہے اور ایک آدمی متعین کر دیا ہے جو مجھے روانہ کر دے۔ میں نے پوچھا کہ جناب والا کون ہیں؟ انھوں نے کہا کہ میں خالد بن عبداللہ القسیری ہوں، اور اے جوان میرے آدمیوں کو یہ حکم پہنچا دو کہ وہ تمھیں میرے کپڑوں کا رومال اور میرا زرد رنگ کا گھوڑا دیدیں میں اُن سے رخصت ہو کر تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ پھر مجھے بلایا اور کہ کہ اے نوجوان اگر کبھی تم میرے متعلق یہ سنو کہ میں عراق کا والی مقرر کیا گیا ہوں تو تم ضرور میرے پاس آ جانا۔

زیاد کا خالد کی ولایت کی خوشخبری پہنچانا

غرض کہ جب میں نے اُس کے لشکر میں جا کر کہا کہ امیر نے مجھے آپ لوگوں کو یہ اطلاع دینے کے لئے بھیجا ہے کہ امیر المومنین اُن سے خوش ہو گئے ہیں اور انھوں نے تمھارے امیر کو روانگی کا حکم دیدیا ہے تو فرط محبت سے کوئی تو مجھے بغل گیر ہوا اور کسی نے میری پیشانی کو بوسہ دیا، جب میں نے اُن کی خوشی کا یہ عالم دیکھا تو کہا کہ امیر نے نیا رومال اور اپنا زرد رنگ کا گھوڑا مجھے دیئے جانے کا حکم دیا ہے۔ سب لوگوں نے کہا ہاں ضرور لیجئے، بڑی خوشی سے، چنانچہ وہ چیزیں مجھے دے دی گئیں اور اُس شام کو اُس سارے لشکر میں مجھ سے زیادہ عمدہ لباس فاخرہ کسی کے بدن پر نہ تھا اور نہ مجھ سے زیادہ عمدہ گھوڑا کسی کے پاس سواری کے لئے تھا۔

زیاد کا تذبذب

تھوڑے ہی عرصہ کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ خالد عراق کے والی مقرر ہوئے اس خبر سے مجھے ایک فکر سی دامن گیر ہوئی۔ میرے ایک دوست نے پوچھا میں آپ کو کچھ فکر مند سا پاتا ہوں۔ میں نے کہا جی ہاں، اس کا سبب ہے۔ خالد عراق کے والی مقرر ہو گئے ہیں یہاں کچھ میری معاش و روزی ہو گئی ہے جو ذریعہ زندگی ہے، میں اس شش و پنج میں ہوں کہ اسے چھوڑ کر عراق جاؤں تو ممکن ہے کہ وہ مجھ سے بدل جائے اور محض امید ہی امید میں یہاں کی روزی بھی ہاتھ سے جائے، اسی ادھیڑ پن میں ہوں، سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں۔

میرے دوست نے کہا اچھا ایک بات ہے کیا آپ اُسے منظور کرتے ہیں؟ میں نے کہا کیا۔ اُس نے کہا یہاں کی آمدنی کا تم مجھے مختار کر جاؤ اور اگر عراق میں کامیابی ہو جائے تو یہ آمدنی میری ہو جائے گی۔ اگر تمھیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تو واپس چلے آنا۔ میں یہ واپس کر دوں گا، میں نے اس بات کو منظور کر لیا اور عراق روانہ ہوا۔

زیاد کا خالد کے دربار میں آنا

کوفہ آیا اچھے کپڑے زیب تن کیئے اور دربار میں گیا لوگ آنا شروع ہوئے، میں نے اُن سے کوئی سروکار نہ رکھا جب سب اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے تو میں محل میں داخل ہوا اور دروازہ پر کھڑے ہو کر میں نے امیر کو سلام

اُسے اپنی طرف متوجہ کیا اور اپنی تعریف کی، خالد نے سر اُٹھا کر مجھے دیکھا اور اپنی خوشنودی کا اظہار کیا میں اپنی جائے قیام پر ابھی واپس نہیں پہنچا تھا کہ مجھے چھ سو دینار نقد و جنس کی شکل میں خالد کی طرف سے وصول ہوئے اس کے بعد میں اُس کے پاس آنے جانے لگا۔

زیاد کا گورنری کے لئے لکھنا پڑھنا سیکھنا

ایک دن خالد نے مجھ سے پوچھا تمھیں لکھنا آتا ہے؟ میں نے کہا پڑھ لیتا ہوں لکھنا نہیں آتا۔ خالد نے اظہار تاسف کے طور پر اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھا اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا کہنے لگا، افسوس میں جو کچھ تمھارے ساتھ معاملہ چاہتا تھا اس میں سے نو حصے جاتا رہا اب تمھارا ایک حصہ باقی ہے خیر یہ بھی اتنا ہے کہ تمھاری مدت العمر کے لئے کفایت کرے گا، میں نے عرض کی کہ کیا اس ایک حصہ میں ایک غلام کی قیمت ہے، خالد نے کہا تو پھر کیا کرو گے، میں نے کہا جناب والا ایک غلام خرید کر میرے پاس بھیج دیں جو مجھے لکھنا سکھا دے۔

خالد نے کہا نہیں یہ بات تمھاری شان کے خلاف ہے، میں نے کہا جی نہیں اس میں کیا مضائقہ ہے۔

غرض کے خالد نے ایک لکھنے والا حساب داں غلام ساٹھ دینار میں خرید کر میرے پاس بھیج دیا، اور اب میں ہمہ تن کتابت سیکھنے میں منہمک ہو گیا، البتہ رات ہی کے وقت اس کے پاس آتا تھا پندرہ راتیں گزریں تھیں کہ مجھے اچھی طرح لکھنا پڑھنا آ گیا۔

زیاد کی رے پر گورنری کا تقرر

ایک رات میں خالد کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اُس نے مجھ سے دریافت کیا، کہو کچھ علم حاصل کیا میں نے کہا جی ہاں جو چاہتا ہوں لکھ لیتا ہوں اور جو چاہتا ہوں پڑھ لیتا ہوں خالد نے کہا تو معلوم ہوتا ہے کہ کچھ شد بد ہونے لگی ہے بس اسی پر اترانے لگے میں نے کہا جی نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ خالد نے گدیلا اُٹھایا، وہاں ایک لپیٹا ہوا کاغذ رکھا تھا۔ خالد نے مجھ سے کہا اسے پڑھو میں نے جو کچھ اس میں تحریر تھا پڑھ دیا۔ یہ اُس کے عامل رے کی تحریری کا خط تھا۔ خالد نے کہا اچھا تم رے جاؤ میں نے تمھیں وہاں کا عامل مقرر کر دیا۔ میں رے آیا افسر مالگزاری سے کہا کہ جائزہ دو اُس نے کہلا بھیجا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم پاگل ہو، امیر نے کبھی ایک اعرابی کو افسر مالگزاری مقرر نہیں کیا اور تم ناظم فوج داری اور کوتوالی مقرر ہو کر آئے ہو گے مجھے میرے عہدہ پر بحال رکھو تین لاکھ تمھارے لئے نذرانہ موجود ہے۔

زیاد کا از خود سبکدوش ہونا

اب میں نے اپنے فرمان تقرر کو پڑھا تو واقعی میں ناظم فوجداری اور کوتوالی مقرر کیا گیا تھا میں نے کہا میں تو اس توہین کو ہرگز گوارہ نہ کروں گا میں نے خالد کو لکھا کہ آپ نے مجھے رے کا عامل مقرر کیا تھا تو میں نے خیال کیا تھا کہ ہر محکمہ میرے ماتحت ہوگا مگر یہاں آ کر وہ خیال غلط ثابت ہوا۔ افسر مالگزاری نے مجھ سے کہلا بھیجا ہے کہ میں اُسے اُس کے عہدہ پر بحال رکھوں تو وہ مجھے تین لاکھ دینے کے لئے تیار ہے اُس کے جواب میں خالد نے مجھے لکھا جو وہ دیتا ہے اُسے قبول کر لو، معلوم ہوتا ہے کہ تم بالکل بیوقوف ہو، میں کچھ روز تو وہاں رہا پھر میں نے خالد سے لکھا کہ میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں آپ مجھے بلا لیجئے تو خالد نے مجھے بلا لیا جب میں اس کے پاس آ گیا تو اب اُس نے مجھے

اپنے فوج کا صہ کا افسر اعلیٰ مقرر کر دیا۔

اس سنہ میں مکہ مدینہ اور طائف کا عامل عبدالواحد بن عبداللہ النضری تھا، حسین بن حسن الکندی کوفہ کے قاضی تھے۔ موسیٰ بن انس بصرہ کے قاضی تھے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ہشام نے خالد بن عبداللہ القسری کو ۱۰۶ھ ہجری میں خراسان وعراق کا والی مقرر کیا اور اس ۱۰۵ھ میں عمر بن ہبیرہ ہی اس تمام علاقہ کا والی تھا۔

۱۰۶ھ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

ہشام کا اپنا ماموں کو والی مقرر کرنا

اسی سنہ میں ہشام نے مکہ مدینہ اور طائف کی حکومت سے عبدالواحد بن عبداللہ النضری کو معزول کر دیا اور اس کی جگہ اس تمام علاقہ پر اپنے ماموں ابراہیم بن ہشام بن اسمٰعیل بن المخزومی کو والی مقرر کیا ابراہیم ۱۷۔ جمادی الآخر ۱۰۶ھ ہجری بروز جمعہ مدینہ میں داخل ہوا۔ اس طرح نضری مدینہ پر ایک سال آٹھ ماہ والی رہا۔

اس سال سعید بن عبدالملک موسم گرما کی مہم لے کر جہاد کے لئے گیا اور حجاج بن عبدالملک نے لان پر فوج کشی کر کے اس کے باشندوں سے صلح کر لی اور انھوں نے جزیہ ادا کر دیا۔ اسی سال کے ماہ رجب میں عبدالصمد بن علی پیدا ہوا۔

امام طاؤس اور حضرت سالم بن عبداللہؒ کا انتقال

امام طاؤس بجیر بن ریسان الحمیری کے آزاد غلام نے مکہ میں اور سالم بن عبداللہ بن عمرؓ نے مدینہ میں انتقال کیا۔ ہشام نے ان دونوں بزرگوں کی نماز جنازہ پڑھائی۔

ایک دوسری روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ سالم بن عبداللہ نے ۱۰۵ھ ہجری کے ماہ ذی الحج کے آخر میں انتقال کیا، ہشام بن عبدالملک نے بقیع میں نماز جنازہ پڑھائی، قاسم بن محمد بن ابی بکر ایک کرتہ پہنے قبر کے پاس بیٹھے تھے۔ ہشام قاسم کے پاس جا کر کھڑا ہوا اور انھیں سلام کیا قاسم اُٹھ کر اس کے پاس آئے ہشام نے اُن کی خیریت مزاج دریافت کی قاسم نے جواب میں کہا خدا کا فضل ہے میں اچھا ہوں ہشام کہنے لگا بخدا میری یہی آرزو ہے کہ اللہ تمھیں خیریت سے رکھے۔

''چار ہزار سال،، نام رکھنے کی وجہ تسمیہ

ہشام نے مدینہ میں جب لوگوں کی کثرت دیکھی تو حکم دیا کہ یہاں سے چار ہزار فوج بھرتی کی جائے اس بنا پر اسی سال کا نام چار ہزاری سال ہو گیا۔ نیز اسی سال میں ابراہیم بن ہشام نے محمد بن صفوان الجمحی کو قاضی بنایا۔ پھر انہیں معزول کر کے صلت الکندی کو قاضی بنایا۔

اسی سال میں مضری، یمنی اور ربیعہ عربوں میں مقام بروقان علاقہ بلخ میں ہنگامہ آرائی ہوئی۔

شمالی اور جنوبی عربوں کا باہمی جھگڑا

مسلم بن سعید کا عمرو بن مسلم سے جنگ چھیڑنا

مسلم بن سعید نے جب جہاد کا ارادہ سے دریا کو عبور کیا تو کچھ لوگوں نے جان بوجھ کر اُس کے ساتھ شامل ہونے میں دیر لگائی۔ ان میں بختری بن درہم بھی تھا جب مسلم بن سعید دریا پر آیا تو اُس نے نصر بن سیار، سلیم بن سلیمان بن عبداللہ بن خازم، بمعا بن مجاہد بن بلعاء العنبری ابوحفص بن وائل الحنظلی عقبہ بن شہاب المازنی اور سالم بن ذواشیہ کو بلخ واپس بھیجا ان سب پر نصر بن سیار کو حاکم مقرر کیا اور حکم دیا کہ اُن لوگوں کو جنھوں نے جہاد میں شرکت سے گریز کیا ہے میرے پاس روانہ کرو نصر نے بختری اور زیاد بن طریف الباہلی کے دروازہ کو جلا ڈالا۔ اُس پر عمرو بن مسلم حاکم بلخ نے ان لوگوں کو شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔

سیاہ کی بھرتی میں رسہ کشی

اب اسی اثنا میں مسلم بن سعید نے دریا کو عبور کر لیا۔ اور نصر مقام بروقان میں ٹھر گیا۔ باشندگان صنعانیان اُس کے پاس آئے مسلمۃ العصقانی التمیمی، اور حسان بن خالد الاسعدی پانچ پانچ سو کی جمعیت کے ساتھ نصر سے آملے اسی طرح سنان الاعرابی، زرعۃ بن علقمہ، سلمۃ بن اوس اور حجاج بن ہارون النمیری اپنے خاندان کے ساتھ نصر سے آملے، بنی بکر اور بنی ازد بھی بروقان میں بختری کی سربراہی میں جمع ہوئے بختری نے نصر سے نصف فرسخ کے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالا، نصر نے اہل بلخ سے کہلا بھیجا کہ آپ لوگوں نے اپنی تنخواہیں وصول کر لی ہیں۔ اب امیر کے ساتھ جا کر شامل ہو جاؤ کیونکہ انھوں نے دریا کو عبور کر لیا ہے مگر مضری نصر کے پاس چلے آئے اور ربیعہ اور ازد عمرو بن مسلم کے پاس جمع ہو گئے بنی ربیعہ کے بعض لوگوں نے یہ بھی کہا کہ چونکہ مسلم بن سعید امیرالمومنین سے بغاوت کرنا چاہتا ہے، اس لئے وہ اپنے ساتھ لے جانے پر مجبور کر رہا ہے بنی تغلب نے سعید بن مسلم سے کہہ دیا کہ تم ہم میں سے ہو اور ایک شعر یاد دلایا جو کسی شخص نے کہا تھا اُس میں باہلہ کو بنی تغلب سے منسوب کیا تھا اور چونکہ بنو قتیبہ باہلی تھے۔ اس لئے انھوں نے کہا کہ ہم تغلبی ہیں۔ مگر بنی بکر نے تغلبی ہونا پسند نہ کیا تا کہ بنی تغلب زیادہ نہ ہو سکے۔

بیان کیا گیا ہے کہ بنی مَعْن جو قبیلہ ازد سے تھے یہ باہلہ کہلاتے تھے، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عمرو بن مسلم بنی مَعْن کے مجلس میں آ کر کہتا تھا کہ اگر تم میں سے نہیں ہوں تو میں عرب ہی نہیں ہوں جب ایک تغلبی نے اُس کی نسبت تغلب کی جانب کی تو عمرو بن مسلم نے کہا کہ میں قرابت کو تو نہیں جانتا البتہ میں تمھاری حفاظت ضرور کر لوں گا

عمرو بن مسلم کی شکست

جب دونوں فریق ایک دوسرے کے سامنے ٹھرے اور خطرہ یقینی ہو گیا۔ تو ضحاک بن مزاحم اور یزید بن المعقل الحدانی سفیر بن کر نصر کے پاس آئے اس سے گفتگو کی اور خدا کا واسطہ دلایا، نصر واپس جانے لگا مگر عمرو بن مسلم اور بختری کی فوج نے اُس پر حملہ کر دیا اور پکارنے لگے "کون ہے جو بنی بکر کو سمجھ لے،، بنی بکر پریشان ہو گئے مگر نصر نے حملہ آوروں پر جوابی حملہ کیا اور سب سے پہلے اس معرکہ میں ایک باہلی مارا گیا۔ عمرو بن مسلم کے ہمراہ بختری اور

زیاد بن طریف الباہلی بھی تھے اور اس معرکہ میں عمر بن مسلم کے اٹھارہ آدمی مارے گئے۔

کردان فرافصہ کا بھائی مسعدہ اور ایک شخص بنی بکر بن وائل کا اسحٰق نامی مارے گئے یہ ان لوگوں کے علاوہ ہیں جو راستوں میں مارے گئے۔

نصر کا عمرو کو امان دینا

عمر بن مسلم نے شکست کھا کر قلعہ کی راہ لی اور نصر سے کہلا بھیجا کہ بلعاء بن مجاہد کو میرے پاس بھیج دیجئے۔ بلعاء عمرو کے پاس آیا عمرو نے اُس سے درخواست کی کہ آپ نصر سے میرے لئے امان حاصل کر لیجئے۔ نصر نے اُسے امان دے دی اور کہنے لگا کہ چونکہ میں تیری جان بخشی کر کے بکیر بن وائل پر اپنا اثر اور احسان کرنا چاہتا ہوں اس لئے تجھے چھوڑ دیتا ہوں ورنہ اگر یہ خیال نہ ہوتا تو ضرور قتل کر دیتا، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ لوگوں نے عمرو بن مسلم کو ایک چکی گھر میں پکڑا اور اس کے گلے میں رسی ڈال کر نصر کے پاس لائے نصر نے اسے امان دیدی اور اس سے زیاد بن طریف اور بختری بن درہم سے کہا کہ اچھا تم لوگ اپنے امیر سے جا ملو۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب نصر اور عمرو کا مقام بروقان میں مقابلہ ہوا تو بکر بن وائل اور یمنیوں کے تیس آدمی مارے گئے اس پر بنی بکر نے کہا کہ ہم اپنے بھائیوں اور اپنے امیر سے کیوں لڑیں، ہم نے اس شخص سے اپنی قرابت جتائی اُس نے اس سے بھی انکار کیا اس لئے انھوں نے ساتھ چھوڑ دیا ازدی لڑے، انھیں شکست ہوئی اور وہ قلعہ میں جا گھسے، نصر نے ان کا محاصرہ کر لیا۔

بنی عباد کے ایک شخص نے عمر بن مسلم، بختری اور زیاد بن ظریف الباہلی کو پکڑ لیا نصر نے ان کو سو سو کوڑے لگوائے، اُن کے سر اور ڈاڑھیاں منڈوا دیں اور کمبل کے کپڑے پہنا دیئے، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ بختری ایک جھاڑی میں جا چھپا تھا، وہاں سے گرفتار کر کے نکالا گیا۔

عمرو کی شکست کی دوسری روایت

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب عمرو بن مسلم اور نصر بن سیار کی جنگ ہوئی تو نصر کو اُس نے شکست دی، اس پر عمرو نے ایک تمیمی سے جو اُس کے پاس تھا۔ پوچھا کہو بھائی تمیمی تمھاری قوم کیسی بری طرح فرار ہوئی یہ بات اُس نے بنی تمیمی کو شکست پر طعن کرنے کے لئے اُس سے پوچھی تھی مگر اس کے بعد ہی بنی تمیم نے جوابی حملہ کیا عمرو کے ساتھیوں کو شکست ہوئی اور جب غبار دور ہوا تو دیکھا کہ بلعاء بن تمیم کی ایک جماعت کے لئے ہوئے عمرو کے ساتھیوں کو میدان جنگ سے جانوروں کی طرح مار مار کر بھگا رہا ہے اب اُس تمیمی شخص نے عمرو سے کہا دیکھو میری قوم کا فرار ایسا ہوتا ہے۔

عمرو شکست کھا کر بھاگا۔ بلعاء نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ قیدیوں کو قتل مت کرو، انھیں ننگا کر دو اور اُن کے پائجامے سرینوں پر سے کاٹ دو۔ اسی سال مسلم بن سعید ترکوں سے جہاد کرنے گیا تھا اور دریا کو عبور بھی کر چکا تھا کہ اُسے خالد بن عبداللہ کی طرف سے خراسان کی صوبہ داری سے اپنی برطرفی اور اسد بن عبداللہ کے تقرر کا حکم ملا۔

مسلم بن سعید کے اس جہاد کے واقعات

مسلم نے اس سال جہاد کا ارادہ کیا میدان یزید میں تمام لوگوں کے سامنے تقریر کرنے کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میں ان لوگوں کی وجہ سے بہت فکرمند ہوں جو ارادتاً پیچھے رہ گئے اور میرے ساتھ شامل نہیں ہوئے۔ یہ لوگ گلے کاٹنے والے ہیں مجاہدین کی عورتوں سے ناجائز فائدہ اُٹھانے کے لئے دیواروں کو پھاندیں گے، اے خداوند تو انھیں سزا دے اور میں بھی انھیں سزا دوں گا میں نے نصر کو حکم دیدیا ہے کہ جس پیچھے رہنے والے کو وہ دیکھے اُسے قتل کر ڈالے اور تجھے عمرو بن مسلم اور اُس کے ساتھیوں پر اُس عذاب کی وجہ سے کوئی ترس نہیں آتا جو اللہ اُن پر نازل کرے گا۔

بخارا میں مسلم کو خالد بن عبداللہ القسری کا خط ملا، جس میں عراق کی صوبہ داری پر اپنے تقرر کا ذکر تھا۔ اور لکھا تھا کہ تم اس جہاد کو پورا کرلو۔ مسلم نے فرغانہ کی راہ لی۔ اس موقعہ پر ابوالضحاک الرواحی بخشی فوج نے جو قبیلہ بنی عبس کے خاندان رواحہ سے تھا اور جن کا شمار ازدیوں میں تھا اعلان کردیا کہ اس سال جو شخص پیچھے رہ جائے گا اُس پر کوئی جرم نہیں، اس موقعہ سے چار ہزار سپاہیوں نے فائدہ اُٹھایا اور مسلم کا ساتھ چھوڑ کر پیچھے رہ گئے۔

مسلم سے خاقان کا ٹکراؤ

جب مسلم بن سعید فرغانہ پہنچا تو اُسے معلوم ہوا کہ خاقان اُس کے مقابلہ کے لئے بڑھ آیا ہے شمیل یا شبیل بن عبدالرحمن المازنی نے مسلم سے کہا کہ میں نے فلاں فلاں مقام میں خاقان کی فوج بچشم خود دیکھا ہے۔ مسلم نے عبداللہ بن ابی عبداللہ الکرمانی بنی سلیم کے آزاد غلام کو بلا کر حکم دیا روانگی کی تیاری کرو صبح ہوتے ہی اپنے لشکر کو لے کر کوچ کیا، ایک دن میں تین منزلیں طے کیں اور دوسرے دن پھر روانہ ہوئے وادی سبوح کو عبور کیا تھا کہ خاقان سامنے آگیا اور اُس مسلم کے پاس آپہنچا۔

ترکوں کی کامیابی اور ان کا مسلمانوں کے تعاقب میں جانا

عبداللہ بن ابی عبداللہ نے مشہور شہسواروں اور غلاموں کو دشمن کا حملہ روکنے کے لئے اُتار دیا، ترکوں نے اس جماعت پر حملہ کیا اور سب کو شہید کر ڈالا۔ اور مسلم کی سواری کے جانوروں کو لوٹ لے گئے۔

مسیب بن بشر الریاحی اور براء، جو مہلب کا مشہور بہادر سرداروں میں سے تھے اس معرکہ میں کام آئے غوزک کا بھائی بھی میدان جنگ میں مارا گیا۔ مگر اب سب لوگ ترکوں پر جھپٹ پڑے اور انھیں مسلمانوں کے فرودگاہ سے نکال باہر کیا۔ مسلم نے اپنا جھنڈا عامر بن مالک الحمانی کے حوالے کیا اور فوج کو لے کر واپس روانہ ہوگیا۔ اٹھ روز برابر چلتے رہے، مگر ترک بھی برابر مسلمانوں کو گھیرے رہے۔

جب نویں شب ہوئی مسلم نے قیام کرنے کا ارادہ کیا، اور لوگوں سے اس بارے میں مشورہ لیا۔ سب نے قیام کا مشورہ دیا۔ اور کہا کہ صبح کے وقت ہم اُس قریب کے پانی پر پڑاؤ ڈالیں گے، اور اگر آپ نے پہاڑ کے درے میں پڑاؤ ڈالا تو آپ کے ساتھی پھل وغیرہ توڑنے چلے جائیں گے اور دشمن آپ کے فرودگاہ، کو لوٹ لیجائے گا، مسلم نے سورہ بن الحر سے پوچھا کہو ابوالعلا تمھاری کیا رائے ہے، سورہ نے کہا جو سب لوگوں کی رائے ہے وہی میں بھی مناسب سمجھتا ہوں۔ چنانچہ اب سارا لشکر قیام کے لئے اتر پڑا۔

ابن خاقان کا مسلمانوں کا تعاقب کرنا

لشکر کے قیام گاہ میں کوئی عمارت وغیرہ نہیں بنائی گئیں۔ بلکہ لوگوں نے برتنوں اور دوسرے سامان کو جن کی وجہ سے بوجھ پڑ گیا تھا جلا ڈالا اس طرح انھوں نے، دس لاکھ کی قیمت کا سامان جلا ڈالا صبح ہوتے ہی اس مقام سے بھی فوج نے کوچ کیا اور پانی کے قریب پہنچے۔ وہاں دیکھا کہ اہل فرغانہ اور شاش دریا کہ آگے مزاحمت کے لئے مستعد کھڑے ہیں۔ اس وقت مسلم بن سعید نے اپنی تمام فوج کو حکم دیا کہ تلواریں نیام سے باہر نکالیں، سب نے اس حکم کی تعمیل کی، جہاں تک نظر جاتی تھی تلواریں نظر آتی تھیں، پانی کو چھوڑ کر آگے بڑھے، اُس روز مسلم نے اپنی فوج کو ٹھرایا اور دوسرے دن دریا کو پار کیا، خاقان کے ایک بیٹے نے مسلمانوں کا تعاقب کیا۔ حمید بن عبداللہ نے مسلمانوں کے ساقہ فوج پر تھا مسلم سے کہلایا کہ آپ تھوڑی دیر ٹھر جایئے میرے پیچھے دو سو ترک ہیں میں زرہ اُن سے نپٹ لوں حمید اُس وقت اگر چہ زخموں سے چور تھا، مگر فوج کے ٹھرتے ہی ترکوں پر جھپٹ پڑا، اہل سغد اور اُن کا سردار اس جھڑپ میں قید کر لئے گئے، سردار کے ساتھ سات آدمی اور تھے، بقیہ ترکوں نے واپسی کی راہ لی اور حمید آگے بڑھا۔ ایک تیر اُس کے گھٹنے پر آ کر لگا، اور اُس نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

پیاس کے بارے میں مسلمانوں کا برا حال

تمام فوج کو پیاس سے سخت تکلیف ہو رہی تھی، عبدالرحمٰن بن نعیم العامری نے اپنے اونٹ پر بیس چھاگلیں پانی سے بھری ہوئی پار کر لیں تھیں لوگوں کی اس تکلیف کو دیکھ کر اُس نے انھیں نکالا اور اور سب نے ایک ایک گھونٹ پانی پیا۔ مسلم بن سعید نے بھی پانی مانگا ایک برتن میں اُس کے لئے پانی لایا گیا جابر یا حارثہ بن کثیر سلیمان بن کثیر کے بھائی نے اُس برتن کو اُس کے منہ سے چھین لیا، مسلم نے کہا اُسے چھوڑ دو معلوم ہوتا ہے کہ اندرونی حدت سے بیتاب ہو کر اُس پانی کو چھینا ہے، بہر حال بھوک اور راستہ کی مشقتوں کو جھیلنے کے بعد مسلمان نجندہ آئے اور اِدھر اُدھر متفرق ہوئے۔

خراسان سے مسلم کی معزولی اور عبدالرحمٰن کی تقرری

اسی اثنا میں دو سوار عبدالرحمٰن بن نعیم کو پوچھتے ہوئے چھاؤنی میں آئے اور اسد بن عبداللہ کی طرف سے عبدالرحمٰن کو خراسان کی ولایت کا فرمان تقرر لا کر دیا۔ عبدالرحمٰن نے اُسے مسلم کو پڑھ کر سنایا مسلم نے بے چون و چرا اس کی تعمیل کے لئے امادگی ظاہر کی۔

عبدالرحمٰن نے ہی سب سے پہلے آمل کے بیابان میں خیمے لگائے، اسحٰق بن محمد الغدانی نے ''پیاس والے دن میں،، سب سے زیادہ صبر و استقلال کا ثبوت دیا۔

عبدالرحمٰن بن نعیم کے بیٹوں میں نعیم شدید، عبدالسلام، ابراہیم اور مقداد تھے ان میں سے نعیم اور شدید بڑے ہی جنگجو تھے۔

مسلم بن سعید کی معزولی کے بعد خزرج التغلبی نے کہا کہ جب ہم ترکوں سے جہاد کرنے گئے تو انھوں نے مسلمانوں کو گھیر لیا اور سب کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا اُن کے چہرے خوف کی وجہ سے زرد ہو گئے تھے، مگر حوثرہ بن

یزید بن الحسر بن الحسیف بن نصر بن یزید بن جعونہ نے چار ہزار فوج کے ساتھ ترکوں پر حملہ کیا اور تھوڑی دیر تک اُن سے لڑنے کے بعد واپس چلا آیا، پھر نصر بن سیار نے تیس شہسوروں کے ساتھ ترکوں پر اس دلیری سے حملہ کیا کہ انھیں ان کی جگہوں سے ہٹا دیا اور اب تمام فوج نے عام حملہ کر دیا اور ترکوں کو شکست ہوئی (یہ حوثرہ رقبہ بن الحر کا بھتیجا ہے)

ابن ہبیرہ کی مسلم کو تقرر کے وقت نصیحتیں

مسلم کو خراسان کا والی مقرر کرنے کے وقت عمرو بن ہبیرہ نے مسلم کو نصیحت کی تھی کہ تمھارے موالیوں میں سے جو بہترین شخص ہو اُسے اپنا پہرے دار مقرر کرنا۔ کیونکہ پہرے دار تمھاری زبان ہے اور وہ جو کہے گا تمھاری ہی جانب سے سمجھا جائے گا، اپنے محافظ دستہ کے افسر کو حکم دینا کہ وہ اپنے فرائض نہایت دیانتداری سے انجام دئے، عُمّال عذر مقرر کرنا، مسلم نے پوچھا عمّال عذر کیا ہے، عمرو بن ہبیرہ نے کہا ہر شہر کے باشندوں کو حکم دینا کہ وہ خود اپنا عامل تجویز کریں اور جس شخص کو وہ اختیار کریں اسی کو اُن کا عامل بنا دینا۔ اگر وہ اچھا ثابت ہوا تو اُس کا فائدہ تم کو پہنچے گا اور اگر وہ برا ثابت ہوا تو اُس کا نقصان باشندوں کو اٹھانا پڑے گا تم اُس کے ضرر سے بھی محفوظ رہو گے اور تم پر کوئی ذمہ داری بھی عائد نہ ہوگی۔

مسلم کا ابن ہبیرہ سے توبہ نامی لائق غلام کو طلب کرنا

مسلم بن سعید نے خراسان سے ابن ہبیرہ کو لکھا کہ آپ توبہ بن ابی اسید بنی العنبر کے آزاد غلام کو میرے پاس بھیج دیجیے، ابن ہبیرہ نے اپنے عامل بصرہ کو حکم لکھا کہ تم توبہ بن ابی اسید کو میرے پاس روانہ کر دو، عامل بصرہ نے حسب الحکم توبہ کو ابن ہبیرہ کے پاس میں بھیج دیا۔

توبہ ایک وجیہہ، بلند آواز اور خوش تحریر شخص تھا جب وہ ابن ہبیرہ سے ملنے گیا تو ابن ہبیرہ کہنے لگا کہ واقعی ایسا ہی شخص اہم خدمت کا اہل ہے۔ ابن ہبیرہ نے اُسے مسلم کے پاس بھیج دیا، مسلم نے اپنی مہر اُس کے حوالے کر دی اور کہا جیسا تم مناسب سمجھو کرو، اسد بن عبداللہ کے خراسان آنے تک توبہ مسلم کے ساتھ رہا، جب مسلم خراسان سے روانہ ہونے لگا تو توبہ نے بھی اُس کے ساتھ چلے آنے کا ارادہ کیا مگر اسد نے اُسے روک لیا اور کہا کہ مسلم کو تمھاری خدمات کی اتنی ضرورت نہ تھی جتنی کہ مجھے ہے، غرض کہ اسد کے کہنے سے توبہ بدستور اپنی خدمت پر کام کرتا رہا تمام لوگوں کے ساتھ نیکی کرتا، نہایت اخلاق و تواضع سے پیش آتا فوج کی تنخواہیں اور وظائف برابر دیتا رہتا۔

جہاد میں عدم شمولیت پر طلاق کی قسم لینا

اسد نے توبہ سے کہا کہ تم فوج سے طلاق کی قسم لے لو تا کہ کوئی شخص جہاد میں جانے سے پیچھے نہ رہے اور نہ اپنی جگہ کسی اور کو بھیج سکے، مگر توبہ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا توبہ کے اور اس خدمت پر جو اور لوگ آئے انھوں نے پھر فوج سے یہ ہی قسم لینا شروع کر دی، جب عاصم بن عبداللہ خراسان آیا تو اُس نے بھی فوج سے طلاق کی قسم لینا چاہی مگر فوج نے اس قسم کے کھانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ توبہ جو قسم ہم سے لیا کرتا تھا اُس کے لئے ہم اب بھی تیار ہیں۔ وہ خاص قسم اُن لوگوں میں اس قدر مشہور تھی کہ وہ ''ایمان توبہ'' کے نام سے مشہور ہو گئی۔

ہشام کی امارت میں حج

اس سال خود ہشام بن عبدالملک کی امارت میں حج ہوا۔

ابوالزناد کے باپ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے ہشام نے مجھے لکھا کہ آپ مجھے حج کے تمام ارکان و مناسک لکھ دیجئے، میں نے انھیں لکھ دیا اور ابوالزناد نے ہشام سے جا کر ملاقات کی۔

سعید کی ہشام سے ہرزہ سرائی

ابوالزناد لکھتے ہیں کہ اُس روز میں ہشام کے پیچھے سواری میں شریک تھا اتنے میں سعید بن عبداللہ بن الولید بن عثمان بن عفان ہشام سے آ کر ملا، چونکہ ہشام پیدل چل رہا تھا اس لئے سعید بھی سواری سے نیچے اتر پڑا اور اس نے ہشام کو سلام کیا۔ اور اس کے پہلو میں چلنے لگا، اتنے میں ہشام نے مجھے آواز دی آگے بڑھ آیا میں اس کے دوسری طرف چلنے لگا، سعید نے ہشام سے کہنا شروع کیا، میں اس گفتگو کو خوب سنتا رہا، امیر المومنین، اللہ تعالی ہمیشہ امیر المومنین کے خاندان پر اپنا انعام و کرام کرتا رہا ہے اور خلیفہ مظلوم کی مدد کرتا رہا ہے، ان مقدس مقامات میں ہمیشہ سے امیر المومنین کے خاندان والے ابوتراب پر لعنت بھیجتے آئے ہیں اس لئے آپ کو بھی چاہیے کہ آپ اس مقدس جگہ میں اُن پر لعنت بھیجیں،، یہ بات ہشام کو نہایت ناگوار گزری اور وہ کہنے لگا کہ ہم یہاں کسی کو گالیاں دینے یا کسی پر لعنت بھیجنے نہیں آئے، بلکہ ہم حج کی غرض سے آئے ہیں،

پھر بات کاٹ کر ہشام میری طرف متوجہ ہوا اور مجھ سے پوچھا کہو عبداللہ بن ذکوان جس معاملہ کے تعلق میں تمھیں لکھا تھا اسے پورا کر دیا میں نے کہا جی ہاں۔ چونکہ میں نے سعید کے اس بات کو سن لیا تھا اس وجہ سے میری موجودگی اس گفتگو کے موقہ پر سعید کو بہت شاق گزری چنانچہ پھر جب کبھی وہ مجھے دیکھتا تو مجھ سے جھینپ جاتا۔

ابراہیم کا ہشام سے سابق خلق کی شکایت کرنا

اسی سال میں ہشام مقام حجر میں نماز پڑھنے کے بعد کھڑا ہوتا تھا کہ ابراہیم بن محمدؒ بن طلحہ نے ہشام سے کہا کہ میں آپ کو اللہ اور اس بیت اللہ اور اس شہر کی جس کی تعظیم کے لئے آپ آئے ہیں حرمت کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ آپ میرے اس حق کو جو ظلماً مجھ سے چھین لیا گیا ہے مجھے واپس دیدیں، ہشام نے پوچھا کیا؟ ابراہیم نے کہا میرا مکان۔ ہشام نے کہا کہ تم نے امیرلمومنین عبدالملک کے زمانہ میں کیوں درخواست نہ کی ابراہیم نے کہا بخدا اُس نے مجھ پر ظلم کیا، ہشام نے کہا ولید بن عبدالملک سے درخواست کرتا تھا ابراہیم نے جواب دیا اُس نے بھی میرے ساتھ ظلم کیا ہشام نے کہا سلیمان سے کہنا تھا ابراہیم نے جواب دیا اُس نے بھی میرے ساتھ ناانصافی کی، ہشام نے کہا عمر بن عبدالعزیز سے کہا ہوتا۔ ابراہیم نے کہا اللہ اُن پر اپنی رحمت نازل فرمائے بے شک انھوں نے میرا مکان مجھے واپس دیدیا تھا ہشام نے کہا یزید بن عبدالملک سے کیوں نا کہا، ابراہیم نے کہا اُس نے مجھ پر ظلم کیا، اور مکان پر میرا قبضہ ہو جانے کے بعد پھر مجھ سے چھین لیا اور اب وہ تمھارے قبضہ میں ہے ہشام نے کہا بخدا اگر تمھیں مارا جاتا تو میں ضرور تمھیں مار دیتا، ابراہیم نے کہا بخدا میرے جسم پر تلوار کے زخم اور کوڑوں کے نشان موجود ہیں۔ ہشام پلٹ گیا، ابرش اُس کے پیچھے تھا ہشام نے اُس سے پوچھا کہو ابومجاشع یہ زبان تمھیں ایسی معلوم ہوئی

،ابو مجاشع نے کہا اس زبان کے کیا کہنے، ہشام نے کہا یہ قریش ہیں اور یہ اُن کی زبان ہے اس کی یاد لوگوں میں ہمیشہ رہے گی، میں نے ایسی عمدہ زبان کبھی نہیں سنی۔

خالد بن عبداللہ القسری کی گورنری کا تقرر

اس سن میں خالد بن عبداللہ القسری عراق کا والی مقرر ہو کر کوفہ آیا۔ اور اُس نے اپنے بھائی اسد بن عبداللہ کو خراسان کا صوبہ دار مقرر کیا اسد جب خراسان آیا تو اُس وقت سعید بن مسلم فرغانہ میں جہاد میں مصروف تھا ،جب عبور کرنے کے لئے دریا پر آیا تو اشہب بن عبید التمیمی الغالبی نے جو آمل میں کشتیوں کی نگرانی پر متعین تھا اُسے روکا اسد نے اُس سے کہا کہ مجھے دریا پار کرادو، اشہب نے انکار کیا اور کہا کہ مجھے ممانعت کر دی گئی ہے اسد نے کہا آدمیوں کو حکم دیا کہ خوشامد لالچ دلا کر کام نکالو مگر پھر بھی انکار ہی کیا اب اسد نے کہا میں امیر ہوں، اشہب نے کہا اب آپ عبور کر سکتے ہیں اسد نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس شخص کو پہچان لو اسے ہم اپنے معتمد علیہ لوگوں میں شریک کرلیں گے۔

اسد دریا کو عبور کر کے سغد آیا اور اُس کی گھاٹی پر آ کر ٹھہر گیا۔

ہانی کا اسد کے استقبال کے لئے جلوس میں پہنچنا

ہانی بن ہانی جو سمرقند کی مالگزاری کا افسر اعلیٰ تھا۔ لوگوں کو لے کر اسد کے استقبال کو آیا۔ اسد ایک پتھر پر بیٹھا ہوا تھا جب یہ جماعت اُس کے سامنے آئی ،لوگوں نے تفاؤل کے طور پر کہا اسد اعلیٰ حجر (شیر پتھر پر بیٹھا ہے)، یہ کچھ بھلا آدمی نہیں معلوم ہوتا۔ ہانی نے اُس سے پوچھا کہ اگر جناب والا امیر ہو کر آئے ہیں تو ہمیں بتا دیجئے تا کہ ہم آپ کا اُسی طرح استقبال کریں جیسا کہ ہم اپنے امیروں کا کیا کرتے ہیں اسد نے کہا ہیں میں امیر ہو کر آیا ہوں پھر اسد نے کھانا منگوایا اور اسی مقام پر کھانا کھایا، اور لوگوں سے کہا کہ جو شخص میرے جلو میں چلنا چاہے اسے چار درہم یا دوسری روایت کے مطابق تیرہ درہم دیئے جائیں گے جو میری آستین میں ہیں، اسد اپنے استقبال کو دیکھ کر رونے لگا اور کہنے لگا کہ میں بھی تم ہی جیسا ایک آدمی ہوں۔ بہر حال اب با قاعدہ جلوس کے ساتھ سوار ہو کر اسد سمرقند میں داخل ہوا دو شخصوں کو عبدالرحمٰن بن نعیم کی سپہ سالاری کے حکم تقرر کو دے کر روانہ کیا یہ دونوں شخص عبدالرحمٰن بن نعیم کے پاس جو اُس وقت وادی آفشین میں مسلمانوں کی فوج کے پہلے حصہ پر تھا آئے فوج کے پچھلے حصہ میں زیادہ تر اہل سمرقند جو موالی تھے اور اہل کوفہ تھے۔ ان دونوں نے لوگوں سے عبدالرحمٰن کو پوچھا انھوں نے کہا کہ وہ ساقہ لشکر میں ہیں یہ دونوں اُس کے پاس پہنچے اور حکم تقرر اُسے سنایا اور ایک خط دیا جس میں حکم تھا کہ واپس چلے آؤ اور تمام فوج کو بھی واپسی کی اجازت ہے عبدالرحمٰن نے خط پڑھا اُس خط کو اور اپنے تقرر کے حکم کو مسلم کو لا کر دیا مسلم نے کہا بغیر کسی چوں چرا کے تعمیل کے لئے تیار ہوں۔

جب اس ردو بدل کی خبر عام ہوئی تو عمر بن ہلال السدوسی یا تیمی نے آ کر مسلم کو دو کوڑے اُس زیادتی کی وجہ سے جو اُس نے مقام بروقان میں بکر بن وائل کے ساتھ کی تھی مارے، اور حسین بن عثمان بن بشر بن المحتضر نے اُسے گالیاں دیں، مگر عبدالرحمٰن بن نعیم اُن کی اس حرکت پر سخت برہم ہوا انھیں ڈانٹا اُن پر سختی کی اور حکم دیا کہ انھیں میرے سامنے نکال دو چنانچہ وہ لوگ سامنے سے ہٹا دیئے گئے اب عبدالرحمٰن تمام فوج کو لیکر واپس ہوا اور مسلم

بھی اُس کے ہمراہ روانہ ہوا۔

یہ تمام لشکر اسد کے پاس سمرقند میں آیا، اسد سمرقند سے مرو آیا، ہانی کو معزول کر کے اُس کی جگہ سمرقند پر حسن بن ابی العمرطۃ الکندی کو جو آکل المرار کی اولاد میں تھا، عامل مقرر کیا حسن کی بیوی جنوب بنت القعقاع بن الاعلم سردار بنی ازد اُس کے پاس آئی، یعقوب بن القعقاع اُس وقت خراسان کے قاضی تھے حسن اپنی بیوی کو لینے کے لئے شہر سے باہر گیا اُسی زمانہ میں ترکوں نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ لوگوں نے حسن سے کہا کہ ترک آ گئے ہیں، ترکوں کی تعداد سات ہزار تھی حسن نے سن کر کہا وہ ہم پر نہیں آئے بلکہ ہم نے اُن پر جارحانہ کاروائی کی اُن کے شہروں پر قبضہ کر لیا انھیں غلام بنایا مگر باوجود اس کے بخدا میں تمھیں اُن سے قریب کروں گا، اور تمھارے گھوڑوں کی پیشانیوں کو اُن کے گھوڑوں کی پیشانیوں سے ملا دوں گا۔

غرض کہ اب حسن ترکوں کی مدافعت کے لئے روانہ ہوا، مگر اُس نے اتنی دیر لگا دی کہ ترک اپنا کام کر کے چلتے بنے لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہوئیں کہ یہ شخص اپنی بیوی کی ملاقات کو تو اس قدر شوق و ذوق سے جلدی جلدی گیا۔ مگر دشمن کے مقابلہ میں جاتے ہوئے اس قدر دیر لگا دی کہ وہ اپنا کام کر کے چلے گئے، حسن کو بھی اس کانا پھوسی کی خبر ہوئی، لوگوں کو مخاطب کر کے تقریر کی اور کہنے لگا کہ تم یہ باتیں کہتے ہو اور مجھ پر عیب لگاتے ہو، اے اللہ تو ان کا نام و نشان مٹا دے اُن کی موتوں کو جلدی مجھ پر بھیج دے، اُن پر مصیبت و تنگی نازل کر دے، اور خوشی اور فارغ البالی کو اُن سے اُٹھا لے یہ تقریر سن کر لوگوں نے دل ہی دل میں اُسے خوب گالیاں دیں۔

جب حسن ترکوں کے مقابلہ پر گیا تھا اُس نے ثابت قطنہ کو سمرقند پر اپنا قائم مقام مقرر کر دیا تھا ثابت لوگوں میں تقریر کرنے کھڑا ہوا تو اُس کی زبان میں لکنت پیدا ہو گئی اور بول نہ سکا کہنے لگا **من یطع اللّٰہ ورسولہ فقد ضل** جس نے اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کی وہ گمرہ ہوا۔ اتنا ہی کہنے پایا تھا کہ زبان بند ہو گئی اور ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکل سکا، جب منبر سے اُتر آیا تو اُس نے یہ شعر پڑھا۔

وان لم اکن فیکم خطیباً فاننی

بسیفی اذ جدا الوغا لخطیب

(ترجمہ) اگر میں تمھارے سامنے زبان سے تقریر نہ کر سکا تو مجھے کیا پروا ہے کیونکہ میں جنگ کی شدت کی حالت میں اپنی تلوار کے ذریعہ بڑا گویا ہوں۔

اس پر سامعین کہنے لگے کاش آپ نے یہ شعر منبر پر پڑھ دیا ہوتا تو واقعی آپ خطیب ہوتے۔

اسی سن میں عبدالصمد بن علی ماہ رجب میں پیدا ہوا۔ اس سال مکہ مدینہ اور طائف کا عامل ابراہیم بن ہشام المخزومی عراق و خراسان کا ناظم واعلیٰ خالد بن عبداللہ القسیری تھا اور بصرہ میں نماز پڑھانے کے لئے خالد کی طرف سے عقبہ بن عبدالاعلیٰ امام مقرر تھے مالک بن المنذر بن الجارود کوتوال تھا۔ ثمامہ بن عبداللہ بن انس بصرہ کے قاضی تھے، اسد بن عبداللہ خراسان کا صوبہ دار تھا۔

۱۰۷ھ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اسی ثناء میں عباد الرعینی خارجی نے یمن کی طرف خروج کیا، یوسف بن عمر نے اُسے اور اُس کے تین ساتھیوں کو قتل کر ڈالا۔

معاویہ بن ہشام موسم گرما کی مہم لے کر جہاد کے لئے روانہ ہوا، میمون بن مہران شام کی فوج کا سپہ سالار تھا، معاویہ سمندر کو طے کر کے قبرص آیا۔ اُس کے ساتھ وہ امدادی فوج بھی تھی جس کی بھرتی کا ہشام نے اپنے ۱۰۶ ہجری کے حج میں حکم دیا تھا یہ جمعیت ۱۰۷ھ ہجری میں باقاعدہ جس کی تنخواہیں مقرر کی گئیں تھیں شام آئی اس میں سے نصف لوگ جہاد کے لئے گئے اور نصف وہیں رہے۔ مسلمہ بن عبدالملک نے خشکی میں کفار سے جہاد کیا۔

اسی سال شام میں شدید مرض طاعون پھیل گیا نیز اسی سال بکیر بن ماہان نے ابوعکرمہ، ابومحمد الصادق۔ محمد بن خنیس اور عمار العبادی کو کچھ اپنے اور طرف داروں کے ساتھ جن کے ہمراہ زیادہ ولید الارزق کا ماموں بھی تھا، اپنے اغراض کی اشاعت و تبلیغ کے لئے خراسان بھیجا، بنی کندہ کے ایک شخص نے اسد سے اُن کی چغلی کھائی، ابو عکرمہ بن، محمد بن خنیس اور ان کے تمام ساتھی گرفتار ہو کر اسد کے پاس لائے گئے البتہ عمار بچ کر نکل گیا، جو لوگ اُس کے قبضہ میں آگئے اسد نے اُن کے دست و پا کو قطع و برید کر کے سولی پر لٹکا دیا، عمار بکیر بن ماہان کے پاس آیا ساری سر گزشت سنائی، بکیر نے تمام ماجرا محمد بن علی کو لکھ بھیجا محمد بن علی نے جواب دیا کہ تمام تعریف اسی ذات کے لئے ہیں جس نے تمھاری خبر اور تمھاری دعوت کو سچ کیا ہے تم میں سے جو بچ گئے ہیں وہ بھی عنقریب مارے جائیں گے۔

اسی سنہ میں مسلم بن سعید خالد بن عبداللہ کے پاس لایا گیا جب تک وہ خراسان میں رہا اسد بن عبداللہ نے اُس کی ہمیشہ تعظیم و تکریم کی کسی قسم کی بدسلوکی نہیں کی اور نہ اُسے قید کیا، مسلم عراق آگیا ابن ہبیرہ نے بھاگ جانے کا ارادہ کیا مگر مسلم نے اُسے ایسا کرنے سے روک دیا۔ اور کہا کہ یہ یمنی ہمارے متعلق اُس سے زیادہ اچھی رائے رکھتے ہیں جیسا کہ ہم اُن کی متعلق رکھتے ہیں۔

اسی سال اسد نے نمرون کے پہاڑوں اور علاقہ غرشستان پر جو طالقان کے پہاڑوں سے متصل تھے جہاد کیا نمرون نے اُس سے صلح کر لی اور اُسی کے ہاتھ پر مشرف با اسلام ہوا یہاں کے باشندے آج تک یمنیوں کے موالی ہیں۔

نیز اسد نے اس سال غور پر جو ہرات کا پہاڑی علاقہ ہے۔، جہاد کیا۔

اس مہم کی تفصیل

جب اسد نے غور پر چڑھائی کی تو وہاں کے باشندوں نے اپنے تمام مال و متاع کو ایک ایسے عمیق غار میں ڈال دیا جہاں تک پہنچنا غیر ممکن تھا اسد نے صندوق بنوائے اور اُن میں آدمیوں کو بٹھا کر رسّوں کے ذریعے نیچے اتروایا۔ یہ لوگ جس قدر مال و متاع نکال سکے نکال لائے۔

اسی سال اسد نے بروقان کی متعینہ فوج کو بلخ میں منتقل کر دیا اور جن جن لوگوں کے بروقان میں مکان تھے انھیں بلخ میں مکانات بنوادئے اور جن کے نہ تھے ان کے بھی بنوادئے اور ارادہ کیا کہ بلوائی فوج کو پانچ حصوں پر تقسیم

کر کے ہر حصہ کو علیحدہ علیحدہ دبسا دے مگر اُس کے ہم نشینوں نے اُسے ایسا کرنے سے منع کیا اور کہا کہ اس طرح اُن میں دھڑے بندی ، وجا نبگی جس سے جھگڑے پیدا ہوں گے اس بنا پر اسد نے ان سب کو اکٹھا کر کے بسا دیا ، شہر کی تعمیر کے لئے اسد نے معمار مزدور مقرر کر دیئے ہر پرگنہ پر اُس کے محاصل کے اعتبار سے اُن کے اخراجات کا بار ڈال دیا ، اور برمک خالد بن برمک کے باپ کو شہر کی تعمیر کا انجینئر مقرر کر دیا۔

بروقان میں زیادہ تر امرا اور روسہ بود و باش رکھتے تھے اس کے اور بلخ کے درمیان دو فرسخ کا فاصلہ تھا ، اور بلخ اور نو بہار کے درمیان دو سو قدم کا فاصلہ تھا۔

اسی سال ابراہیم بن ہشام کی امارت میں حج ہوا مختلف مقامات پر وہی لوگ حاکم تھے جو سال گزشتہ میں تھے جن کا ذکر ایک سو چھ ہجری کے واقعات میں گزر چکا ہے۔

۱۰۸ھ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اسی سال مسلمہ بن عبدالملک نے جہاد کیا رومیوں کے شہر قیساریہ تک جو جزیرہ سے متصل واقع ہے جا پہنچا اللہ تعالیٰ نے اس شہر کو اس کے ہاتھوں مسخر کرا دیا۔

نیز اسی سال ابراہیم بن ہشام نے بھی جہاد کیا اور رومیوں کے ایک قلعہ کو فتح کیا۔ اسی سال بکیر بن ماہان نے چند آدمیوں کو جن میں عمار العبادی بھی تھا خراسان بھیجا۔ ایک شخص نے اسد بن عبداللہ سے ان لوگوں کی چغلی کی ، اسد نے عمار کو پکڑ کر اُن کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے البتہ اُس کے ساتھی بچ کر نکل آئے۔ اور بکیر بن ماہان سے آ کر تمام ماجرا سنایا ، بکیر نے اس واقعہ کی اطلاع محمد بن علی کو لکھ بھیجی۔ محمد بن علی نے جواب میں لکھا تمام تعریف اسی خدا کو ثابت ہے جس نے تمھاری دعوت کو سچا کیا اور تمھارے طرف داروں کو بچایا۔

اسی سال دالق میں آگ لگی جس سے تمام چراگاہ نیز جانور اور آدمی جل گئے۔

نیز اسی سال اسد بن عبداللہ نے ختل پر جہاد کیا۔ علی بن محمد بیان کرتے ہیں کہ خاقان نے اسد کو آلیا۔ مگر اسد قواریان کی طرف واپس پلٹ آیا تھا اور دریا کو بھی پار کر آیا تھا ، اس لئے دونوں میں اس موقع جہاد پر کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ مگر ابوعبیدہ بیان کرتے ہیں کہ ترکوں نے اسد کو شکست دی اور اُنکا سخت نقصان کیا اس پر لونڈوں نے یہ شعر گانا شروع کیا۔

از ختلان آمدی برو تباه آمدی

(ترجمہ) تو ختلان سے تباہ ہو کر آیا۔

اگرچہ سبل اس وقت خاقان سے برسرپیکار تھا مگر خاقان نے اُس سے دوستی پیدا کر لی تھی۔

واپسی میں اسد نے یہ ظاہر کیا کہ وہ مقام سرخ درہ میں موسم سرما بسر کرنا چاہتا ہے مگر پھر اسد نے لوگوں کو کوچ کا حکم دیا اور سب چل پڑے ، اسد نے اپنے جھنڈے سامنے بڑھا دیئے اور ایک تاریک رات میں سرخ درہ کی طرف روانہ ہوا فوج نے تکبیر کہنا شروع کی ، اسد نے پوچھا یہ کیا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ عربوں کا یہ شیوہ ہے کہ جب وہ واپس پلٹتے ہیں تو تکبیر کہتے ہیں اس پر اسد نے فوج کے نقیب عروہ سے کہا کہ اعلان کر دو کہ امیر غورین جانا چاہتے ہیں۔ اسد روانہ ہوا جب مسلمان غورین پہنچ گئے تب خاقان آیا ، اسد نے دریا کو عبور کر لیا مگر نہ مسلمانوں نے ترکوں کا

سامنا کیا اور نہ ترکوں نے اُسے چھیڑا، غرض کہ اسد تو بلخ آ گیا اور دوسرے مسلمان مقام غوریان چلے گئے، ترکوں سے اُن کا مقابلہ ہوا، ایک دن تو وہ اُن سے نہایت ثابت قدمی سے لڑے اثناء جنگ میں ایک مشرک اپنی صفوں میں سے آکر میدان جنگ میں نیزہ گاڑہ کر کھڑا ہو گیا، ایک سبز کپڑا اس کے سر پر لپٹا ہوا تھا اُس کا امتیاز ظاہر تھا، سلم بن احوز نصر بن سیار کے پاس کھڑا ہوا تھا، سلم نے نصر سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ اسد مجھ سے ناراض ہے میں اس کافر پر حملہ کرتا ہوں شاید میں اسے قتل کر دوں اور اسطرح اسد مجھ سے خوش ہو جائے، نصر نے کہا تمھاری مرضی۔ سلم نے اُس پر حملہ کیا اور نیزہ کی ایک ہی حرکت سے اُس پر قابو پا کر نیزہ کا کاری وار کیا، مشرک ایک ہی وار میں گھوڑے کے سامنے آرہا اور گھوڑے نے اسے اپنی ٹاپوں سے روند ڈالا، سلم نصر کے پاس واپس چلا آیا مگر پھر نصر سے کہنے لگا کہ میں دوبارہ حملہ کرتا ہوں چنانچہ جب سلم بڑھتا ہوا دشمن کے قریب پہنچ گیا تو ایک مشرک مقابلہ کے لئے نکلا، دونوں نے ایک دوسرے پر تلوار کے وار کیئے، مسلم نے اُسے قتل کر ڈالا، پھر خود بھی زخمی واپس آیا، اب کے نصر نے مسلم سے کہا کہ تم یہاں ٹھرو اس مرتبہ میں حملہ کرتا ہوں، چنانچہ نصر بڑھا، دشمن میں جا کر گھس گیا اور دو کافروں کو موت کے گھاٹ اتار کر خود بھی زخمی ہو کر واپس آیا، اور اپنی جگہ ٹھر گیا، اور مسلم سے کہنے لگا کیا تم سمجھتے ہو کہ ہمارے اس کارنامے سے وہ خوش ہو جائے گا؟ اللہ تعالیٰ اُسے کبھی خوش نہ کرے سلم نے کہا ہاں میرا بھی یہی گمان ہے، اتنے میں ہی اسد کا قاصد اُن کے پاس آیا وہ کہنے لگا کہ امیر تم سے فرمار ہے ہیں کہ میں صبح سے تمھاری کاروائیوں کو دیکھ رہا ہوں اور اس بات سے واقف ہوں کہ تم نے مسلمانوں کی کوئی خدمت نہیں کی خدا تم دونوں پر لعنت کرے۔ دونوں نے ایک ساتھ جواب دیا ''اگر ہم ایسے ہو جائیں تو خدا ہی ایسا کرے،، اُس روز دشمن پیچھے ہٹ گیا دوسرے دن پھر میدان کارزار گرم ہوا، مگر تھوڑی دیر میں مشرکوں کو شکست ہوئی، مسلمانوں نے ان کے لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا اُن کے شہروں پر تسلط جمالیا۔ لونڈی غلام اور قیدی اور بہت سامال غنیمت اُن کے ہاتھ آیا۔

بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اسد ۱۰۸ھ میں ختل سے شکست کھا کر واپس آیا جس پر اہل خراسان نے یہ شعر کہے۔

از ختلان آمذی برو تبا آمذی

بیدل فراز آمذی

اُس ختل کی مہم میں فوج کو بھوک کی سخت تکلیف برداشت کرنا پڑی۔ اسد نے اپنے ایک غلام کے ہاتھ دو مینڈھے بازار میں بیچنے کے لئے بھیجے اور کہا کہ پانسو سے کم میں نہ بیچنا، جب غلام انھیں لے کر چلا گیا تو اسد نے کہا کہ انھیں صرف ابن الشخیر خریدے گا یہ اُس وقت بیرونی چوکی میں تھا، شام کے وقت ابن الشخیر شہر میں آیا تو بازار میں دو مینڈھے بکتے دیکھ کر انھیں فوراً پانسو درہم میں خرید لیا۔ ایک کو ذبح کر ڈالا اور دوسرا اپنے بعض احباب کو بھیج دیا۔ غلام نے واپس آکر اسد سے سارا قصہ سنایا۔ اسد نے اسے ایک ہزار درہم بھیج دیئے۔

ابن الشخیر اصل میں عثمان بن عبداللہ بن الشخیر ہے جو مطرف بن عبداللہ بن الشخیر الحرشی کا بھائی ہے۔

ابراہیم بن ہشام جو مکہ مدینہ اور طائف کا والی تھا اس سال امیر حج تھا اور نیز اسی سال مختلف مقامات اور مختلف عہدوں پر وہی لوگ فائز تھے جو سال گزشتہ میں تھے اور جنکا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں۔

۱۰۹ھ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

عبداللہ بن عقبہ کا بحری جہاد

اسی سال عبداللہ بن عقبہ بن نافع الفہری نے ایک بحری جہاد کیا اور معاویہ بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ پر حملہ کر کے اُن کے ایک قلعہ طیبہ نام کو تباہ برباد کیا، اس کے ساتھ جو اہل انطاکیہ تھے ان میں سے اکثر لوگ میدان جنگ میں کام آئے۔

عمر بن یزید الاسیدی کا قتل

اسی سال مالک بن المنذر بن الجارود نے عمر بن یزید الاسید کو قتل کر ڈالا، اس کی وجہ یہ ہوئی کہ خالد بن عبداللہ عمر بن یزید کے ساتھ یزید بن المہلب کی باغیانہ جنگ میں شریک تھا، اُس کارگزاری سے یزید بن عبدالملک بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ یہ عراق کا جوان مرد ہے یہ بات خالد کو بہت ناگوار بُری معلوم ہوئی۔ خالد نے مالک بن المنذر کو توال بصرہ کو حکم دیا کہ تم عمر بن یزید کی بہت وقعت کرنا اور ان کے کسی حکم سے سرتابی نہ کرنا تاکہ لوگ تمھارے اس حسن سلوک کو اچھی طرح جان جائیں اور پھر کسی بہانہ سے اُسے قتل کر ڈالنا۔ مالک نے یہی طریقہ اختیار کیا، ایک دن عمر بن یزید نے عبداللہ بن عبیداللہ بن عامر کا تذکرہ کیا مالک نے اُس کے خلاف کوئی بات کہی، عمر نے کہا کیا تم عبدالاعلیٰ ایسے شخص پر الزام قائم کرتے ہو؟ اس کے سنتے ہی مالک نے اُس پر سختیاں کرنا شروع کر دین، کوڑے لگوائے اور قتل کر ڈالا۔

اسد بن عبداللہ کی برطرفی

اسی سنہ میں اسد بن عبداللہ نے غورین پر جہاد کیا، نیز اسی سنہ میں ہشام نے خالد بن عبداللہ کی نگرانی سے خراسان کا صوبہ نکال لیا اور اس کے بھائی اسد کو موقوف کر دیا اس کاروائی کی وجہ یہ ہوئی کہ خالد کے بھائی اسد نے خراسان میں سخت تعصب برتنا شروع کیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام لوگوں میں فریق بندی ہوگئی۔ مثال کے طور پر یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک دن ابوالبرید نے ایک ازدی سے کہا کہ مجھے تم اپنے ہم قبیلہ عبدالرحمٰن بن صبح کے پاس لے چلو، عبدالرحمٰن اسد کی جانب سے بلخ کا عامل تھا، اس ازدی نے عبدالرحمٰن سے جا کر کہا کہ یہ ابوالبرید الیشکری ہمارا بھائی، معاون اور اہل مشرق کا شاعر جس نے یہ اشعار کہے ہیں آپ کی ملاقات کے غرض سے حاضر ہوا۔

ان تنفقص الازد حلفا کان اکده
فی سالف الدھر عیاد و مسعودُ
ومالک وسویدٌ اکداه معا
لما تجرّدُ فیها ایُّ تجریدُ
حتیٰ تنادوا اناک الله ضاحیة
وفی الجلود من الایقاع قصیدُ

(ترجمہ) اگر بنی ازد اس عہد کو توڑ دیں جسے گزشتہ زمانہ میں عباد اور معود نے استوار کیا تھا اور جس کی توثیق بعد میں مالک اور سوید نے بھی کی تھی، تو اُس میں کسی قسم کی خرابی وغیرہ نہ ہوگی، یہاں تک کہ وہ صبح کے وقت چلا اُٹھیں، خدا انھیں رسوا کرے اس حال میں کہ اُن کی کھالیں اسلحہ کی مار سے خوب ٹھیک کر دی گئی ہوں۔

یہ سنتے ہی ابوالبرید نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ اور کہا اللہ تعالیٰ تجھے ایسے جھوٹے سفارش کرنے والے پر لعنت کرے اے امیر خدا آپ کو نیک توفیق دے میں نے تو یہ اشعار کہے ہیں:

الازد اخوتنا وھم حلفاؤھا
ما بیننا نکث ولا تبدیلٌ

(ترجمہ) بنی ازد ہمارے بھائی اور حلیف ہیں، نہ ہمارے درمیان بد عہدی ہوئی ہے اور نہ تعلقات میں کسی قسم کی تبدیلی۔

عبدالرحمٰن نے ہنس کر کہا آپ سچ فرماتے ہیں۔

ابوالبرید خاندان علیا بن شیبان بن ذہل بن تعلبہ سے تھا۔

اسد بن عبداللہ کا مضریوں پر جبر وتشدد

اسد نے نصر بن سیار اور بعض دوسرے مضری لوگوں پر سختیاں شروع کر دیں اُن کے کوڑے بھی لگوائے۔ ایک مرتبہ جمعہ کا دن اُس نے خطبہ میں کہا، خدا ان چہروں کو ذلیل و رسوا کرے، یہ چہرے فتنہ پروروں، منافقوں، اور مفسدوں کے ہیں تو ان میں اور مجھ میں تفریق کر دے اے اللہ تو مجھے مرزبوم اور وطن کو پہنچا دے، اور جو شخص میرے مخالف کسی بات کا قصد کرے یا بڑبڑائے اُسے ذلیل کر دے امیر المومنین میرے ماموں ہیں، خالد بن عبداللہ میرا بھائی ہے، اور میرے ساتھ بارہ ہزار یمینی تلواریں ہیں یہ تقریر کر کے اسد منبر سے اُتر آیا۔

نماز کے بعد لوگ اُس کی ملاقات کے لئے آنے شروع ہوئے، ہر شخص اپنی اپنی جگہ بیٹھ گیا اسد نے فرش کے نیچے سے ایک نوشتہ نکالا اور اُسے پڑھ کر لوگوں کو سنایا۔ جس میں نصر بن سیار، عبدالرحمٰن بن نعیم العامری، سورہ بن الحر الابانی، ابان بن دارم، اور بختری بن ابی درہم از قبیلہ بنی الحارث بن حباد کا ذکر تھا۔ اسد نے انھیں سامنے بلایا اور انھیں خوب تنبیہ کی۔ تمام لوگ اپنی جگہ چپ چاپ بیٹھے رہے، کسی نے زبان سے ایک لفظ نہیں کہا اور عرض کی کہ جناب والا کہ لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ جھوٹے دشمن کے بیان کو قبول فرمائیں، بہتر یہ ہے کہ جس نے ہم پر یہ جھوٹے الزام لگائے ہیں ان کا ہمارا سامنا کرایا جائے، مگر اسد نے ان کی بات نہ مانی اور حکم دیا کہ ان سب کو ننگا کیا جائے چنانچہ اُن کے کپڑے اُتار لئے گئے، اور اُس نے عبدالرحمٰن بن نعیم کو پیٹنا شروع کیا، ان کا پیٹ بہت بڑا تھا مگر سرین بہت دبلے تھے۔ جب اُن پر مار پڑنے لگی تو یہ دوہرے ہو گئے اور اُن کی ازار اپنی جگہ سے کھسکنے لگی، یہ دیکھ کر اُس کا ایک عزیز ایک ہری چادر لے کر اُٹھا اپنے ہاتھ سے اپنے کپڑے کو پھیلاتا ہوا کھڑا ہوا اور اسد کی طرف اس نیت سے دیکھتا جاتا تھا کہ وہ اگر اجازت دیدے تو یہیں ازار پہنا دے، اسد نے اشارہ سے اس بات کی اجازت دیدی، وہ شخص اُس کے قریب پہنچا، اُسے ازار پہنا دی، یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ابو نمیلہ نے اُسے ازار پہنائی اُس سے یہ بھی کہا ابو زہیر ازار پہن لو کیونکہ امیر ہمارے حاکم ہیں اور وہ صرف تادیباً ایسا کر رہے ہیں۔

تمیس بن حمان کی طلبی

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اسد نے ان لوگوں کو اپنے دربار کے کمرہ کے کونوں پر پٹوایا جب اُن کے پٹوانے سے فارغ ہوا تو اسد نے پوچھا تمیس بن حمان کہاں ہے؟ اس پوچھنے سے اس کا مطلب یہ تھا کہ اُسے بھی پٹوائے حالانکہ اس سے پہلے وہ اُسے پٹوا چکا تھا کسی نے کہا کہ یہ تمیس بن حمان موجود ہیں اور جناب والا حال ہی میں اُسے پٹوا چکے ہیں، تمیس بن حمان کا نام۔ عامر بن مالک بن مسلمۃ بن یزید بن حُجر بن خنیق بن حمان بن کعب بن سعد ہے۔

نصر بن سیار اور اس کے ساتھیوں کی عراق روانگی

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ پٹوانے کے بعد اسد نے اُن کے سر منڈوا ڈالے انھیں عبدربہ بن ابی صالح بنی سلیم کے آزاد غلام کے جو محافظ دستہ سے تعلق رکھتا تھا اور عیسیٰ بن ابی بُریق کے حوالے کر دیا اور خالد کے پاس یہ لکھ کر بھیج دیا کہ یہ لوگ میری جان پر حملہ کرنا چاہتے تھے۔

راستہ میں ابن ابی بُریق کی یہ حالت تھی کہ ان لوگوں میں سے جس کسی کے بال اُگ آتے انھیں فوراً منڈوا دیتا۔

بختری بن ابی درہم کہتا تھا کہ میں چاہتا تھا کہ وہ مجھے اور نصر بن سیار کو پٹواتا، بختری کی یہ خواہش اس جھگڑے کی وجہ سے تھی جو مقام بروقان میں ان دونوں کے درمیان ہوا تھا بنو تمیم نے نصر سے کہلا بھیجا کہ اگر تم لوگ چاہو تو ہم تمھیں ان کے ہاتھوں سے چھڑالیں مگر نصر نے اُن کو ایسا کرنے سے روک دیا۔

جب یہ لوگ خالد کے پاس لائے گئے تو خالد نے اسد کو بہت برا بھلا کہا اور کہنا لگا کہ اُس نے اُن کے سروں کو کیوں نہ بھیج دیا۔

اسد بن عبداللہ کا اہل بلخ سے خطاب

اسد نے بلخ میں جو خطبہ دیا تھا اُس میں کہا تھا،

اے بلخ والو تم نے میرا نام زاغ رکھا ہے بخدا میں تمھارے دلوں کو ٹیڑھا کر دوں گا، مگر جب اسد نے سخت تعصب سے کام لینا شروع کیا اور اُس کی وجہ سے لوگوں میں فتنہ وفساد برپا ہو گیا، اور فریق بندی ہو گئی تو ہشام نے خالد کو لکھا کہ اپنے بھائی کو موقوف کر دو، چنانچہ خالد نے اسد کو موقوف کر دیا، اور اسد خالد سے حج کی اجازت لے کر ماہ رمضان ۱۰۹ھ ہجری میں عراق آ گیا، اُس کے ساتھ خراسان کے بعض زمیندار بھی آئے حسن نے حکم بن عوانۃ الکلبی کو خراسان میں اپنا جانشین چھوڑا، حکم نے موسم گرما کی مہم تو تیار کی مگر جہاد کرنے نہیں گیا۔

زیاد ابو محمد داعی بنی عباس

علی بن محمد بیان کرتے ہیں کہ بنی عباس کے داعیوں میں سب سے پہلے زیاد ابو محمد ہمدان کا آزاد غلام اسد بن عبداللہ کی ولایت کے پہلے دور میں خراسان آیا محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس نے اسے خراسان بھیجا اور کہا کہ لوگوں کو ہماری حمایت کی طرف دعوت دو، اہل یمن میں جا کر قیام پزیر ہونا، اور مضری عربوں سے ملاطفت سے پیش

آنا، اور ابرشہر کے ایک شخص غالب نام سے بچتے رہنا کیونکہ اسے بنی فاطمہ کی محبت میں بہت زیادہ غلو ہے۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے حرب بن عثمان البلخی بنی قیس بن ثعلبہ کا آزاد غلام محمد بن علی کا خط لے کر خراسان کے باشندوں کو دعوت دینے آیا تھا۔

زیاد اور غالب میں مباحثہ

بہر حال جب زیاد نے خراسان پہنچ کر بنی عباس کے لئے تحریک دعوت شروع کر دی بنی مروان کے مظالم اور عادات قبیحہ کو بیان کرنے لگا، اور لوگوں کو کھانا کھلانے لگا تو اسی اثنا میں غالب ابرشہر سے زیاد کے پاس آیا۔ ان دونوں میں مباحثہ ہوا، غالب بنی فاطمہ کی فضیلت بیان کرتا تھا اور زیاد بنی العباس کی، نتیجہ یہ ہوا کہ غالب زیاد کو چھوڑ کر چلا گیا زیاد نے سارا موسم سرما مرو میں بسر کیا، اہل مرو میں سے یحییٰ بن عقیل الخزاعی اور ابراہیم بن الخطاب العدوی اُس سے ملنے آیا کرتے تھے، زیاد سوید الکاتب کے برزن میں آل رقاد کے مکانوں میں آ کر قیام پزیر ہوا تھا

زیاد ابو محمد کی طلبی

اسی زمانہ میں مرو کا حاکم خراج حسن بن شیخ تھا، جب اُسے زیاد کی کاروائیوں کی اطلاع ہوئی تو اُس نے اسد بن عبداللہ کو اس کی اطلاع دی، اسد نے زیاد کو بلایا زیاد کے ہمراہ ایک اور شخص بھی تھا جس کی کنیت ابو موسیٰ تھی۔ اسد نے اسے دیکھ کر کہا کہ میں تمھیں پہچانتا ہوں، ابو موسیٰ نے کہا جی ہاں، اسد نے کہا میں نے تمھیں دمشق کے ایک میخانہ میں دیکھا تھا، ابو موسیٰ نے کہا جی ہاں۔

زیاد اور اس کے ساتھیوں کا قتل

اب اسد نے زیاد سے پوچھا کہ میں نے تمھارے متعلق یہ باتیں سنیں ہیں، تم کیا کہتے ہو؟ زیاد نے کہا جو اطلاع آپ کو ملی ہے محض غلط ہے، میں تجارت کے غرض سے خراسان آیا ہوں۔ میں نے لوگوں کو اپنا مال دیا ہے جب مجھے اس کی قیمت وصول ہو جائیگی یہاں سے چلا جاؤں گا۔ اسد نے کہا تم میرے علاقہ سے نکل جاؤ، زیاد اسد کے پاس سے واپس آ گیا اور پھر اپنی تحریک اشاعت کے کام میں مصروف ہو گیا، یہ رنگ دیکھ کر حسن پھر اسد کے پاس آیا اور اُس سے کہا کہ آپ اس تحریک کو معمولی بات نہ سمجھئے، یہ بڑی خطرناک ہے ابھی سے اس کا تدارک کیجئے، اسد نے زیاد کو بلا بھیجا اور اسے دیکھتے ہی کہا، کیا میں نے تمھیں خراسان میں قیام کرنے سے منع نہیں کر دیا تھا؟ زیاد نے کہا جناب والا میری طرف سے کسی بھی خدشہ کو اپنے دل میں ہرگز جگہ نہ دیں، اسد نے اُس کو گرفتار کر لیا اور اُس کے تمام ساتھیوں کو قتل کا حکم دیدیا اُس پر ابو موسیٰ نے کہا فاقض ما انت قاض (پورا کرو جو تم کرنے والے ہو) اس جملہ کو سن کر اسد آگ بگولہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ تو نے مجھے فرعون بنا دیا۔ ابو موسیٰ نے کہا میں نے نہیں بلکہ خدا نے تجھے فرعون بنا دیا ہے غرض کہ یہ سب کے سب جو کوفہ کے رہنے والے دس آدمی تھے اسد کے حکم سے قتل کر دئے گئے اُس روز صرف دولڑکے اپنی کم سنی کی وجہ سے بچ سکے باقی لوگوں کو بھی قتل کا حکم دیدیا تھا وہ مقام کشانشاہ میں قتل کر ڈالے گئے۔

زیاد اور اس کی جماعت کے متعلق دوسری روایت

بعض لوگوں نے یہ بھی بیان کیا کہ اسد نے زیاد کے متعلق حکم دیا کہ اس کی کمر کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں ۔زیاد دو کے درمیان لٹا دیا گیا جب تلوار کا وار اس پر کیا گیا تو تلوار اُچٹ گئی بازار والوں نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا، اسد نے پوچھا یہ کیا ماجرہ ہے کہا گیا کہ تلوار نے زیاد پر کچھ اثر نہیں کیا، اسد نے ابو یعقوب کو ایک تلوار دی ابو یعقوب معمولی لباس پہنے باہر نکلا، تماشائیوں کا اژدحام تھا ابو یعقوب نے تلوار کا ہاتھ مارا، تلوار اچٹ گئی مگر دوسرے وار میں زیاد کے دو ٹکڑے کر دیئے۔

بعض راویوں نے یہ بیان کیا ہے کہ اسد نے ان لوگوں سے کہا کہ تمھاری جو شکایت مجھ تک پہنچی ہے اگر تم اپنے تئیں اس سے براءت دبے تعلقی کا اقرار کرو تو چھوڑ دیئے جاؤ گے، مگر آٹھ آدمیوں نے اس قسم کے اقرار سے انکار کر دیا، البتہ دو شخصوں نے اپنی بے تعلقی کا اقرار کیا، مگر ان دو میں سے ایک شخص دوسرے دن صبح کو جب کہ اسد اپنی اُس بیٹھک میں جو پرانے شہر کے بازار پر تھی تھا آیا، اسد نے اُسے دیکھ کر کہا یہ تو ہمارا کل کا قیدی معلوم ہوتا ہے ؟ اُس شخص نے اسد سے درخواست کی کہ آپ مجھے بھی میرے ساتھیوں کے پاس پہنچا دیجئے، لوگ اُس کی تشہیر کے لئے بازار میں لائے یہ شخص کہتا جاتا تھا ہم اس بات سے خوش ہیں کہ اللہ ہمارا رب اسلام ہمارا مذہب، اور محمد ہمارے نبی ہیں۔ اسد نے بخارا کے بادشاہ کی تلوار منگوائی اور اپنے ہاتھ سے اُس کی گردن مار دی، یہ واقعہ یوم اضحیہ سے چار دن پہلے کا ہے۔

کثیر کوفی اور خداش

اس واقعہ کے بعد ایک اور کوفہ کا رہنے والا کثیر نامی یہاں آیا ابو النجم کے پاس آ کر اترا، زیاد کے ملاقاتی اس کے پاس آتے جاتے تھے یہ اُن سے باتیں کرتا تھا۔ ایک دو سال اسی طرح ہوتا رہا، کثیر لکھنا پڑھنا نہیں جانتا تھا اب خداش جو مرغم نام ایک گاؤں میں تھا اُس کے پاس آیا اور اب یہ کثیر کہ بجائے اس تحریک کا اصل حامل ہو گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا اصل نام عمارہ تھا مگر چونکہ اس نے ملّت محمدیہ میں اختلاف پیدا کر دیا اس کا نام خداش ہو گیا اسد نے اپنی امارت کے عہد اول میں عیسیٰ بن شدّ اد الرجمی کو ثابت قطنہ کے بجائے کسی سمت کا حاکم مقرر کر کے بھیج دیا اس پر ثابت قطنہ بہت جلا کٹا اور اسد کی ہجو کی۔

خراسان کی حکومت کے لئے اشرس بن عبداللہ کا تقرر

اس سال ہشام نے اشرس بن عبداللہ السلمی کو خراسان کا والی کیا اسد بن عبداللہ کو برطرف کر کے ہشام نے اشرس کو خراسان کا والی مقرر کیا اُسے حکم دیا کہ تم خالد بن عبداللہ کو سرکاری معاملات لکھتے رہو، اشرس ایک فاضل اور نیک آدمی تھا لوگ اُس کی فضیلت کی وجہ سے اُسے کامل کہتے تھے، وہ خراسان آیا تو لوگ اُس کی آمد سے بہت خوش ہوئے اُس نے عمیرہ ابو اُمیہ الیشکری کو کوتوال مقرر کیا۔ پھر اسے معزول کر کے سمط کو اُس کی جگہ مقرر کیا ابو المبارک الکندی کو مرو کا قاضی بنایا مگر چونکہ انھیں قضاءت کا کچھ علم نہ تھا اشرس نے مقاتل بن حیان سے اس معاملہ میں مشورہ کیا، مقاتل نے محمد بن زید کا نام اس منصب کے لئے پیش کیا، اشرس نے محمد بن زید کو قاضی مقرر کر دیا، یہ صاحب اشرس کے معزول ہونے تک مرو کے قاضی رہے، سب سے پہلے اشرس ہی نے خراسان میں فوجی چوکیاں مقرر کیں

عبدالملک بن وثار الباہلی کو اُن پر متعین کیا۔ تمام چھوٹے بڑے کام اشرس خود ہی کیا کرتا تھا۔

اشرس اور حیان النبطی کی گفتگو

اشرس جب خراسان آیا لوگوں نے خوشی کے مارے نعرہ تکبیر بلند کیا، جب خراسان آیا تو گدھے پر سوار تھا ، حیان النبطی نے کہا اگر جناب والا خراسان پر حکومت کرنا چاہتے ہیں تو گھوڑے پر سوار ہوں، اپنے گھوڑے کے تنگ کو خوب کس کر باندھیے، چابک سے اس کی پیٹھ ٹھونکیئے یہاں تک کہ آگ نکلنے لگے، اور اگر یہ نہیں کر سکتے تو آپ واپس چلے جائیں، اشرس نے کہا حیان، میں واپس جانے کے لئے تیار ہوں مگر مجھ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ میں آگ کو پیش کردوں۔ پھر وہ ٹھہر گیا، اور گھوڑے پر سوار ہوگیا۔

یحیٰی بن حضین کا بیان

یحیٰی بن حضین کہتے ہیں کہ اشرس کے خراسان آنے سے پہلے میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے "تم لوگوں پر ایک ایسا شخص آرہا ہے جو سخت سینہ والا کمزور جثہ اور نامبارک ہے، میں گھبرا کر اُٹھ بیٹھا دوسری رات پھر میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ تم پر ایک ایسا شخص مسلط ہوکر آیا ہے جو سخت سینہ والا (سخت دل یا کینہ پرور) کمزور جسم نامسعود اپنی قوم سے خیانت کرنے والا شقرا ہے۔

لقد ضاع جيش كان سقرا ميرهم
فهل من تلاف قبل دوس القبائل
فان صرفت عنهم به فلعله
والا يكونوا من احاديث قائل

(ترجمہ) سمجھ لو کہ وہ فوج تباہ ہوگئی جس کا سردار شکرا ہو گیا قبائل کے پائمال ہونے سے پہلے اُس کی تلافی ہوسکتی ہے، اگر یہ اُس کی سرداری سے ہٹادیا جائے تو شاید ایسا ہوسکے، ورنہ یہ سب کے سب اس طرح تباہ ہوجائیں گے بس ان کا تذکرہ لوگوں کی زبانوں پر رہ جائے گا

خراسان میں لوگ اشرس کو شکرا کہا کرتے تھے۔

امیر حج ابراہیم بن ہشام

اس سال ابراہیم بن ہشام کی امارت میں حج ہوا، اس سال ابراہیم نے مقام منا میں یوم النحر کے دوسرے دن ظہر کے بعد خطبہ دیا اور کہا میں ابن الولید ہوں جو چاہو مجھ سے دریافت کرو کیونکہ مجھ سے زیادہ کوئی شخص واقف نہیں ہے، اس پر عراق کے ایک شخص نے اس پر سوال پوچھا فرمایئے قربانی واجب ہے یا نہیں، ابراہیم اس کا کچھ جواب نہ دے سکا اور منبر سے اتر آیا۔

اس سال مدینہ مکہ اور طائف کا والی ابراہیم بن ہشام تھا، بصرہ اور کوفہ پر خالد بن عبداللہ والی تھا ابان بن ضبارہ الیزنی بصرہ میں پیش امام تھے بلال بن ابی بردہ بصرہ کا کوتوال تھا، خالد کی جانب سے ثمامہ بن عبداللہ انصاری

بصرہ کے قاضی تھے۔ اشرس بن عبداللہ خراسان کا والی تھا۔

۱۱۰ھ ہجری کے اہم واقعات

مسلم بن عبدالملک اور خاقان کی جنگ

اس سال مسلمۃ بن عبدالملک نے ترکوں سے جہاد کیا، بڑھتے بڑھتے باب اللان تک جا پہنچا، یہاں خاقان نے ایک کثیر فوج کے ساتھ مسلمہ کا مقابلہ کیا، ایک ماہ تک دونوں حریف ایک دوسرے سے دست وگریباں رہے شدید بارش کی وجہ سے طرفین کو سخت تکالیف اٹھانا پڑی، آخر کار اللہ تعالیٰ نے خاقان کو شکست دی اُس نے واپس کی راہ لی اور مسلمہ بھی واپس پلٹ آیا۔ واپسی میں اس نے مسجد میں ذی القرنین کی راہ اختیار کی، اس سنہ میں معاویہ بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ میں فوج کشی صمالہ فتح کیا۔

اہل سمرقند ماورالنہر کو دعوت اسلام

نیز اسی سنہ میں عبداللہ بن عقبہ الفری امیر البحر نے موسم گرما میں جہاد کیا۔ اور اسی سال اشرس نے ذمّی باشندگان سمرقند اور ماورالنہر کو دعوتِ اسلام دی اس شرط پر کہ اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو جزیہ موقوف کر دیا جائیگا۔ باشندوں نے اس دعوت پر لبیک کی اور اسلام لے آئے مگر پھر بھی اُن پر جزیہ ہی عائد کیا گیا اور جب اس کا مطالبہ کیا گیا تو انھوں نے بغاوت برپا کر دی۔

ابوالصید اصالح بن طریف

اشرس نے اپنے زمانہ حکومت خراسان میں مصاحبین سے کہا کے مجھے ایسا فاضل اور متقی آدمی بتاؤ جسے میں اشاعت اسلام کے لئے ماورالنہر بھیج دوں۔ لوگوں نے ابواصیداء سے کہا کے میں فارسی اچھی طرح نہیں جانتا اس کی کو پورا کرنے کی غرض سے ربیع بن عمران التمیمی اُن کے ساتھ کیے گئے ابوالصیدہ نے کہا کہ میں اس شرط پر تبلیغ دعوت اسلام کرتا ہوں کہ جو شخص مسلمان ہو جائیگا اُس سے جزیہ نہ لیا جائیگا۔ کیونکہ خراسان خراج ہر شخص پر مشخص ہے، اشرس نے یہ بات مان لی، ابوالصیدء نے مزید اختیار کے لئے اپنے دوستوں سے کہا کہ میں کام کے لئے جاتا ہوں۔ اگر اپنے وعدہ کو پورا نہ کریں تو تم میری مدد کرنا۔ سب نے اُس کے ساتھ عہد و پیاں کیا۔ ابولصیدا سمرقند روانہ ہوئے، حسن بن ابی عمرطتہ الکندی سمرقند کا فوجی اور مالی گورنر تھا۔

اہل سمرقند کا قبول اسلام

ابوالصید انے باشندگان سمرقند اور اس کے مضافات کو اسلام کی دعوت دی اس شرط پر کہ جزیہ موقوف کر دیا جائیگا، لوگ جوق در جوق آ کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے، یہ رنگ دیکھ کر غوزک نے اشرس کو لکھا کہ مالگزاری بہت کم ہوگئی ہے، اشرس نے ابن ابی العمرطتہ کو لکھا کے خراج وصول یابی سے مسلمانوں کو تقویت پہنچی ہے۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ

سغد اور اُن جیسے اور لوگ خلوص نیت سے مسلمان نہیں ہوئے ہیں۔ بلکہ جزیہ سے بچنے کی خاطر اسلام لے آئے ہیں تم دیکھو، جس کسی کا ختنہ ہو گیا ہو، فرائض کو بجالاتا ہو، اُس کے اسلام میں خلوص نظر آتا ہو۔ اور قرآن کی ایک سورۃ پڑھ دے تو اُسکا خراج معاف کر دیا جائے، اس کے بعد ہی اشرس نے ابن ابی العمرطۃ کو محکمہ مالگزاری سے علیحدہ کر دیا اور ہانی بن ہانی کو اُسکی جگہ مقرر کیا۔ نیز اشحید کو اس کی مددگاری پر متعین کیا ابن ابی العمرطۃ نے ابوالصیدا سے کہا کہ اب مالگزاری سے مجھے کچھ تعلق نہیں رہا لہذا آپ اب ہانی اور اشحید سے اس معاملہ میں گفت وشنید کریں، ابوالصیداء نے ان لوگوں کو نومسلموں سے جزیہ لینے سے منع کیا۔ ہانی نے لکھا بھیجا کہ باشندے مسلمان ہو گئے ہیں اور انھوں نے مسجدیں بھی بنالی ہیں، ان حالات کو دیکھ کر بخارا کے بڑے بڑے زمیندار اشرس کے پاس آئے اور کہا کہ اب آپ کس سے خراج لیں گے۔ سارے باشندے تو مسلمان ہو گئے۔

نومسلموں سے خراج کا مطالبہ

اشرس نے ہانی اور دوسرے سرکاری عہدیداروں کو لکھا کہ جن لوگوں سے پہلے خراج لیا جاتا تھا اُن سے اب بھی لیا جائے۔ چنانچہ نومسلموں پر پھر جزیہ عاید کیا گیا۔ انھوں نے دینے سے انکار کیا اور سات ہزار سغد کے باشندے حکومت کی اطاعت چھوڑ کر سمرقند سے سات فرسخ کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوئے۔ ابوالصیداء ربیع بن عمران التمیمی، قاسم الشیبانی، ابوفاطمہ الازدی، بشر بن جرموز الضبی، خالد بن عبداللہ النحوی، بشر بن زنبور الازدی، عامر بن قشیر یا بشیر الجندی۔ بیان العنبری اور اسمعیل بن عقبہ ان کی امداد کے لیے اُن کے ساتھ جا شریک ہوئے۔ اشرس نے ابن ابی العمرطۃ کو فوج کی سپہ سالاری سے معزول کر دیا اور اُس کی جگہ مجشر بن مزاحم السلمی کو مقرر کیا۔ نیز عمیرہ بن سعد الشیبانی کو اُس کا مددگار بنایا۔

ابوصیدا کی گرفتاری

مجشر نے ثمر قند پہنچتے ہی ابوالصیداء کو لکھا کہ آپ مجھ سے آ کر ملیں اور اپنے ساتھ دوسرے ساتھیوں کو بھی لائیے، ابوالصیداء اور ثابت قطنہ مجشر کے پاس آئے مجشر نے ان دونوں کو قید کر دیا۔ ابوالصیدا نے کہا کہ تم نے بد عہدی کی اور جو قول کیا اُس سے پھر گئے۔ ہانی کہا نہیں جو طریقہ خون ریزی کو روک سکے وہ بدعہدی نہیں کہا جا سکتا۔ ہانی نے ابوالصید اکو تو اشرس کے پاس بھیج دیا اور ثابت کو اپنے پاس ہی قید رکھا۔ جب ابوالصیداء اس طرح گرفتار کر کے اشرس کے پاس بھیج دیئے گئے تو اُن کے ساتھی ایک جگہ جمع ہوئے اور انھوں نے ہانی سے لڑنے کے لئے ابو فاطمۃ کو اپنا سردار منتخب کر لیا۔ ہانی نے کہا ذرا ابھی ٹھرے رہو، میں اشرس کو لکھتا ہوں، اُن کی رائے معلوم ہو جانے دو جیسا وہ حکم دیں گے ہم اس کی تعمیل کریں گے۔ اِن لوگوں نے سارا ماجرا اشرس کو لکھ بھیجا، جواب دیا کہ باقاعدہ خراج وصول کیا جائے، سنتے ہی ابوالصیدا کے متبعین چلے گئے مگر اس سے اب اُن کی طاقت بہت کمزور ہو گئی، جتنے ان میں سر برآوردہ لوگ تھے وہ تلاش کر کے گرفتار کر لئے گئے۔ اور انھیں مرو بھیج دیا گیا۔ ثابت یہیں قید رہا۔

عجمی سرداروں کی توہین

اشرس نے ہانی کے ساتھ سلیمان بن ابی السری بنی عوافہ کے آزاد غلام کو بھی شریک افسر مالگزاری

مقرر کیا۔ ہانی اور دوسرے مالگزاری کے عہدیداروں نے لگان کی وصولی میں سختیاں کرنا شروع کیں، بڑے بڑے عجمی سرداروں کی توہین کی۔ مجشر نے عمیرہ بن سعد کو زمینداروں پر مسلط کر دیا، یہ لوگ سامنے کھڑے کیے گئے اُن کے کپڑے پھاڑ دیئے گئے اُن کے عمامے اُن کی گردنوں میں ڈالے گئے یہاں تک کہ نومسلم بوڑھوں سے بھی جزیہ لیا گیا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام سغد اور بخارا مرتد ہو گئے اور ترکوں میں اس وجہ سے جوش وخروش پیدا ہو گیا۔

نصر بن سیار کا ثابت سے حسن سلوک

ثابت اسی طرح عرصہ دراز تک قید میں پڑا رہا، جب نصر بن سیار مجشر کی جگہ عامل مقرر ہوا تو اُس نے ثابت کو ابراہیم بن عبداللہ اللیثی کی نگرانی میں اشرس کے بھیج دیا، اشرس نے اُسے اپنے پاس قید کر دیا چونکہ نصر بن سیار ثابت سے اچھی طرح پیش آیا تھا اس کے ساتھ ملاطفت عطوفت برتی تھی اس لئے ثابت نے نصر کی مدح میں ایک قصیدح بھی کہا۔

اشرس کی آمل میں آمد

اشرس جہاد کے لئے روانہ ہوا۔ آمل آیا یہاں تین ماہ تک پڑا رہا۔ قطن بن قتیبہ بن مسلم کو آگے روانہ کیا۔ قطن نے دس ہزار کے ساتھ دریا کو عبور کیا اہل سغد اہل بخارا جن کے ساتھ خاقان اور ترک بھی تھے مقابلہ پر آئے کفار نے قطن کا اُس کی خندق میں ہی محاصرہ کر لیا۔ خاقان روزانہ ایک بہادر سردار کو منتخب کرتا اور یہ سردار کچھ ترکوں کے ساتھ دریا کو عبور کرتا۔ بعض ترکوں نے کہا ہے کہ زینیں کھول کر گھوڑوں کو دریا میں ڈال دو۔ چناں چہ انھوں نے دریا کو عبور کیا اور مسلمانوں کے جو جانوروں کھلے بندوں چر رہے تھے انھیں لوٹ کر لے گئے، اشرس نے عبداللہ بن بسطام بن مسعود بن عمرو کی کفالت میں ثابت قطنہ کو کچھ سواروں کے ساتھ دشمن کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا اس جماعت نے ترکوں کا تعاقب کیا آمل میں اُن سے جالڑے اور جو وہ لوٹ کر لے گئے تھے اُسے چھڑا لائے۔ جب یہ جماعت واپس پلٹی تو پھر ترک دریا کو عبور کر کے اُن پر آئے۔ اب اشرس تمام فوج کے ساتھ دریا کہ اس پار قطن بن قتیبہ سے آملا۔ اشرس نے ایک شخص مسعود نام متعلقہ قبیلہ بنی حیان کو سریہ کے ساتھ دشمن کے مقابلہ کے لئے بھیجا، ترکوں نے اس جماعت کا مقابلہ کیا یہ بھی اُن سے لڑ پڑے بہت سے مسلمان اس معرکہ میں کام آئے۔ مسعود شکست کھا کر اشرس کے پاس واپس پلٹ آیا۔

اشرس اور ترکوں کی جنگ

دشمن اور آگے بڑھا۔ جب مسلمانوں کے قریب پہنچا مسلمانوں نے حملہ کیا ترکوں نے بھی معرکہ جدال و قتال گرم کر دیا، مسلمانوں کو مجبوراً پسپا ہونا پڑا اس پسپائی میں بہت سے مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ مگر انھوں نے پھر جوابی حملہ کیا اور اس قدر ثابت قدمی اور مردانگی سے لڑے کہ دشمن کے قدم میدان جنگ سے اکھڑ گئے اور اُس نے شکست کھائی۔

مجاہدین پر پیاس کی شدت اور ان کی ہلاکت

اشرس مسلمانوں کو لے کر بیکند پہنچا ترکوں نے مسلمانوں پر پانی کا سلسلہ منقطع کر دیا، اُس ایک دن اور رات تو مسلمانوں نے اپنے قیام گاہ میں بسر کی، دوسری صبح کو جب دیکھا کہ پانی کا ذخیرہ ختم ہو گیا ہے کنوئیں کھودے مگر پانی برآمد نہ ہوا پیاس نے بیتاب کر دیا۔ مجبوراً اُس شہر کی طرف بڑھے جہاں سے پانی روکا گیا تھا اس موقع پر قطن بن قتیبہ مسلمانوں کی فوج کے مقدمۃ الجیش پر تھا، دشمن نے اُن کی مزاحمت کی۔ یہ اُن سے نبرد آزما ہو گئے، مگر پیاس کی اس قدر شدت بڑھی کہ اُس کی تاب نہ لا سکے سات سو جاں بحق ہو گئے اور اُن میں لڑنے کی سکت نہ رہی رباب نوازوں کی صف میں صرف سات آدمی باقی بچے تھے، ضرار بن حصین تھک کر اس قدر چور ہو گیا تھا کہ قریب تھا کہ دشمن کے ہاتھ میں گرفتار ہو جائے اس نازک حالت کا احساس کر کے حارث بن سریج نے مسلمانوں کو جوش دلایا اور کہا کہ تلوار سے شہید ہونا پیاسے مرنے کے مقابلہ میں دنیا میں بھی زیادہ موجب عزت ہے اور عقبیٰ بن باعث اجر عظیم ہے۔ یہ کہتے ہی حارث بن سریج قطن بن قتیبہ، اسحٰق بن محمد وکیع کا بھتیجا، بنی تمیم قیس کے سواروں کے دستے کو لیکر دشمن پر ٹوٹ پڑے اور اس بے جگری سے لڑے کہ ترکوں کو پانی پر سے ہٹا دیا، تمام لوگ فوراً پانی کی طرف لپکے سب نے سیر ہو کر خود بھی پیا اور جانوروں کو بھی پلایا۔

ثابت قطنہ کا ترکوں پر شدید حملہ

ثابت قطنہ کا عبدالملک بن دثار الباہلی کے پاس گزر ہوا، ثابت نے اُس سے کہا کہو عبدالملک جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب حاصل کرنا چاہتے ہو؟ عبدالملک نے کہا کہ اتنی دیر ٹھرو کہ میں نہالوں اور حنوط لگالوں۔ ثابت ٹھہر گیا اور جب عبدالملک ان کاموں سے فارغ ہو کر باہر آیا تو اب یہ دونوں دشمن کے مقابلہ کے لئے چلے، ثابت نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ میں تمھارے مقابلہ میں ترکوں سے لڑنے کے اصول و طریق کو زیادہ اچھی طرح جانتا ہوں ، ثابت نے مسلمانون کو مرنے مارنے کے لئے جوش دلایا، سب نے مل کر دشمن پر حملہ کیا، نہایت شدید جنگ ہوئی اور بہت سے مسلمانوں کے ساتھ جن میں صخر بن مسلم بن العنمان العبدی، عبدالملک بن دثار الباہلی، وجیہہ الخر اسانی ، عقار بن عقبۃ العودی بھی تھے اس معرکہ میں کام آیا، مگر قطن بن قتیبہ اور اسحٰق بن محمدؒ بن حسان نے بنی تمیم و قیس کے کچھ سواروں کو ایک جگہ جمع کیا، اُن سب سے آخر دم تک لڑنے کا عہد لیا۔ اور دشمن پر ٹوٹ پڑے، ترکوں نے بھی مقابلہ کیا، مگر مسلمانوں نے انھیں شکست دی اور اُن سے میدان کو صاف کر دیا، اور انھیں قتل کرتے ہوئے اُن پر چڑھ بیٹھے، پردہ شب نے آکر مسلمانوں کو مزید تعاقب کرنے سے باز رکھا، دشمن تتر بتر ہو گیا اور اشرس نے بخارا آکر اُن کے باشندوں کا محاصرہ کر لیا۔

وجیہہ البنانی کا بیان

وجیہہ البنانی نے خانہ کعبہ کے طواف کی حالت میں یہ واقع بیان کیا ہے کہ جب ایک مرتبہ ترکوں سے ہمارا مقابلہ ہوا مسلمانوں میں بہت سے آدمی شہید ہو گئے میں بھی زخمی ہو کر میدان جنگ میں گر پڑا، جب میں پڑا ہوا تھا میں دیکھ رہا تھا کہ ترک بیٹھے ہوئے ہیں اور شراب کا دور چل رہا ہے، ترک میرے پاس بھی پہنچے اُن میں سے ایک

شخص نے کہا کہ اسے ابھی قتل مت کرو، کیونکہ ابھی اُسے ایک نیک کام کو پورا کرنا ہے اور اس کی زندگی کا ایک معینہ وقت ہے جسے وہ پورا کرے گا، اب یہ ایک نیک کام تو میں نے کرلیا ہے اور شہادت کی تمنا دل میں ہے۔

وجیہہ البنانی کی شہادت

حج کے بعد یہ شخص پھر واپس خراسان چلا گیا اور ثابت کے ساتھ شہید ہوا، وازع بن فائق نے بیان کیا ہے کہ اشرس کی لڑائی والے دن وجیہہ دو خچروں کے ساتھ میرے پاس سے گزرا میں نے اُن سے پوچھا ابو اسما آج آپ کی صبح کیسے ہوئی، اُس نے جواب دیا کہ میں نے آج اس حالت میں صبح کی ہے کہ ایک جماعت پریشان و سرگرداں تھی اور دوسری مال غنیمت جمع کر رہی تھی اے اللہ تو ان دونوں صفوں کو ایک دوسرے سے لپیٹ دے، یہ کہہ کر وجیہہ عام فوج میں جاملا۔ اپنی کمان کو نیچے جھکائے ہوئے تھا اور اُن کی تلوار ایک چادر میں لپٹی ہوئی تھی اس حالت میں جا کر شہید ہوا، ہثیم بن المنخل العبدی بھی شہید ہوا۔

ثابت قطنہ کی شہادت

جب اشرس اور ترکوں میں میں باقاعدہ جنگ چھڑ گئی تو ثابت قطنہ نے یہ دعا مانگی ''اے خداوند میں گزشتہ شب ابن بسطام کا مہمان تھا، آج کی شب تو مجھے اپنا مہمان بنالے، بخدا میں نہیں چاہتا کہ بنی امیہ مجھے فولادی بیڑیوں میں قید دیکھیں،، اس کے بعد ثابت نے دشمن پر حملہ کیا اور اُس کے ساتھیوں نے بھی حملہ کیا اُس کے ساتھیوں نے تو بزدلی دکھلائی مگر یہ استقلال سے اپنی جگہ ڈٹا رہا، ایک تیر اُس کے گھوڑے کو لگا، گھوڑا اچھلا الف ہوگیا، ثابت نے اُسے مار کر آگے بڑھایا، اب خود ثابت پر تلوار کا وار پڑا اور وہ زخمی میدان جنگ سے اُٹھایا گیا، جب میدان میں پڑا ہوا تھا تو کہہ رہا تھا اے خداوندا آج صبح میں ابن بسطام کا مہمان تا آج شام کو تیرہ مہمان ہوں تو اپنے انعام میں جنت الفردوس سے میری تواضع کیجئے گا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے اشرس نے دریا کو پار کر کے بیکند پر خیمے نصب کیئے، چونکہ یہاں انھیں پانی دستیاب نہ ہوا اس لئے دوسری صبح وہاں سے کوچ کر دیا جب رئیس بخارا کے قصر کے قریب پہنچے جہاں سے اُس کے سامنے آئے انھوں نے مسلمانوں کی رہائش گاہ کا احاطہ کرلیا، غبار کا ایک طوفان اُٹھا جس سے ایسی اندھیاری چھا گئی کہ کسی کو اپنا پاس والا دکھائی نہ دیتا تھا۔

غوزک کی علیحدگی

مسلمانوں کی اصل فوج سے چھ ہزار فوج جس میں قطن بن قتیبہ اور دیسی روسا میں سے غوزک بھی تھا علیحدہ ہوگئی تھی، اور یہ بخارا کے متعدد قلعوں میں سے ایک قلعہ میں یہ سمجھ کر چلے گئے کہ اشرس ہلاک ہوگیا، حالانکہ اشرس بخارا کے قلعوں میں محفوظ تھا۔ پھر دو دن کے بعد یہ جماعتیں ایک دوسرے سے مل گئیں، اگرچہ غوزک قلعہ میں تو قطن کے ساتھ داخل ہوا تھا مگر اسی واقعہ میں ترکوں سے جاملا۔ قطن نے اُس کے پاس ایک آدمی بھیجا اُس کے دیکھتے ہی ترکوں نے شور برپا کیا کہ قطن کا قاصد آرہا ہے غوزک ترکوں سے جاملا۔

غوزک کی علیحدگی کی وجہ

بیان کیا جاتا ہے کہ غوزک اُس روز سواروں کے درمیان گر پڑا تھا۔ اس لئے اُس کے سوا اور کوئی چارہ کار باقی نہ تھا کہ وہ ترکوں سے جا ملے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اشرس نے غوزک سے طاس منگوایا۔ غوزک نے اشرس کے قاصد سے کہا کہ اس طاس کے سوا اور کوئی برتن میرے پاس ایسا نہیں ہے جس سے میں تدہین کرسکوں اس لئے تم اُس کا مطالبہ نہ کرو، مگر اشرس نے پھر کہلا کر بھیجا کہ تم کٹورے میں پیو اور طاس مجھے بھیج دو، اُس پر غوزک نے اُس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔

اشرس کا بوادرہ میں قیام

اُس زمانہ میں نصر بن سیار سمرقند کا عامل تھا، اور عمیرۃ بن سعد الشیبانی سمرقند کے محکمہ مال گزاری کا افسر تھا، اور یہ سب کے سب شہر میں محصور تھے، عمیرہ اُن لوگوں میں تھا جو اشرس کے ہمراہ خراسان آئے تھے۔

قریش بن ابی کہمس ایک گھوڑے پر سوار قطن کے پاس آیا اور اُس سے کہا کہ امیر اور تمام فوج نے پڑاؤ کر دیا ہے سوائے تمھارے سارا لشکر موجود ہے، اب قطن اپنی پوری جمعیت کے ساتھ امیر کے پاس چلا آیا، اس وقت قطن اشرس سے ایک میل کے فاصلہ پر تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اشرس شہر بخارا سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر اس مقام پر جسے مسجد کہتے ہیں فروکش ہوا پھر اسی مقام سے ہٹ کے اُس گھاٹی کی طرف جسے بوادرہ کہا جاتا ہے چلا گیا سیابہ یا شابہ قیس بن عبداللہ الباہلی کا آزاد غلام بھی مسلمانوں کے ساتھ آ کر مل گیا۔ جب کہ وہ مقام کمرجہ میں فروکش ہو چکے تھے۔

سیابہ کا مسلمانوں کو مشورہ

خراسان کی لڑائیوں میں عموماً اور اشرس کے دور حکومت کی جنگوں میں خصوصاً جنگ کمرجہ ایک ممتاز حیثیت اور خاص شہرت رکھتی ہے، سیابہ نے مسلمانوں سے کہا کہ کل خاقان تمھارے پاس سے گزرے گا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اپنی پوری تیاری سے اُس کے سامنے آیئے، جب وہ آپ کی مستعدی اور ساز و سامان کو دیکھے گا۔ تو اُسے آپ پر فتح حاصل کرنے کی توقع جاتی رہے گی، اس پر کسی مسلمان نے کہا اس کی زمانت لے لیجئے کیونکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تم میں کمزوری پیدا کرنے آیا ہے۔ مگر دوسرے مسلمانوں نے اُس کا کہنا نہ مانا اور کہا یہ ہمارا آزاد غلام ہے ہم اس کی خیر خواہی اور خلوص نیت سے واقف ہیں اور وہ ہی کیا جیسا کرنے کا اس نے مشورہ دیا صبح کو خاقان اُن کی طرف بڑھا جب بالکل مقابلہ پر آیا تو یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ اُس کا قصد بخارا جانے کا ہے بخارا جانے والا راستہ لے لیا، مگر پھر ایک ٹیلے کے نیچے سے جو دونوں حریفوں کے درمیان تھا اپنی ساری فوج کے ساتھ مسلمانوں کی طرف اتر پڑا، اور حملہ کے لئے تیار ہو گیا، مسلمانوں کو اُس کی مطلقاً اب تک خبر نہ تھی۔ عین اس وقت جب کہ ترکوں نے بھی مسلمانوں پر اچانک حملہ نہیں کیا تھا اور حملہ کرنیکا ارادہ کر رہے تھے کہ مسلمان اس ٹیلہ پر چڑھے وہاں جا کر دیکھا کہ فولاد کا پہاڑ سامنے ڈٹا ہوا ہے جس میں اہل فرغانہ طار بند افشینہ، نسف اور بخارا کے روسا شامل ہیں۔

ترکوں کا مجاہدین پر حملہ

اس خطرہ کو محسوس کر کے مسلمانوں کے ہاتھوں میں لرزہ پیدا ہو گیا، قلیب بن قتانی الذہلی نے مسلمانوں سے کہا کہ ترک تم پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ اب ترکیب یہ کرو کہ اپنے گھوڑوں کو فولادی جھولیں پہنائے ہوئے تھوڑی تھوڑی ٹکڑی میں دریا کے راستہ لے جاؤ یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ گویا تم انھیں پانی پلانے لے جا رہے ہو جب وہاں پہنچ کر اُن کی جھولیں اتار دو تو شہر کے راستہ پر پڑ جانا یہ سنتے ہی یکے بعد دیگرے مسلمانوں کی ٹکڑیاں روانہ ہوئیں ترکوں نے یہ دیکھتے ہی کہ مسلمان اس طرح چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں منقسم ہو رہے ہیں مسلمانوں پر تنگ اور دشوار گزار مواقع میں حملہ کر دیا مگر چونکہ مسلمان ان راستوں سے ترکوں کے مقابلہ میں زیادہ واقف تھے اس لئے وہ ترکوں کے پہنچنے سے پہلے دروازہ پر پہنچ گئے۔ دروازہ کے بالکل قریب ترکوں نے مسلمانوں کو جا ملایا اور مہلب نامی ایک شخص کو جو عرب تھا اور مسلمانوں کے ساتھ فوج میں تھا شہید کر ڈالا۔ ترک اُن سے لڑے اور خندق کے باہر والے دروازہ پر قبضہ کر کے اس میں گھس آئے، اب یہاں دونوں فریقوں میں خوب جنگ ہوئی، ایک عرب نے ایک سرکنڈوں کا ایک مٹھا مشتعل کر کے اُن کے منھ پر پھینکا جس سے ترک علیحدہ ہٹ گئے اور مقتولین اور مجروحین سے دور چلے گئے شام کے وقت ترک واپس پلٹ گئے، عربوں نے پل کو جلا ڈالا۔

خسرو بن یزدجرد کی پیش کش

خسرو بن یزدجرد تیس آدمیوں کے ہمراہ مسلمانوں کے پاس آیا اور کہنے لگا عربو! تم کیوں اپنے تئیں ہلاک کرتے ہو، یہ میں ہوں جو خاقان کو اس لئے لایا ہوں کہ تا کہ وہ میری سلطنت مجھے دلا دے اور میں تمھارے لئے اُس سے وعدہ امان حاصل کرلوں۔ مگر عربوں نے اُسے گالیاں دیں اور وہ اپنا سا منھ لے کر چلا گیا۔

بازغری کی سفارت

بازغری دو سو آدمیوں کے ساتھ مسلمانوں کے سامنے آیا، یہ ماوراء النہر کے باشندں میں سب سے زیادہ چالاک اور ہوشیار آدمی تھا خاقان اُس کی کسی بات کی مخالفت نہیں کرتا تھا۔ اس کے ہمراہ خاقان کے اعزا میں سے بھی دو شخص تھے۔ اور اشرس کی فوجی چوکیوں کے بعض شہسوار قیدی بھی تھے۔ بازغری نے مسلمانوں سے کہا کہ مجھے امان دیجئے تا کہ میں قریب آ کر وہ پیام سناؤں جو خاقان نے میرے ذریعے بھیجا ہے، مسلمانوں نے اُسے امان دیدی باز غری شہر کے بالکل قریب آ گیا مسلمان شہر کی فصیل پر آئے دیکھا کہ اُس کے ساتھ عرب قیدی بھی ہیں۔ بازغری نے عربوں سے کہا کہ آپ کسی شخص کو میرے پاس بھیجئے تا کہ میں اُس سے خاقان کے پیام کے متعلق گفتگو کروں۔ مسلمانوں نے مہرہ باشندہ ورثن کے آزاد غلام کو اُس کے پاس بھیجا، ترکوں نے اُس سے گفتگو کی مگر وہ کچھ سمجھ نہ سکا۔ بازغری نے کہا کہ کسی ایسے شخص کو بھیجو جو میرا کہا سمجھ سکے، مسلمانوں نے سعید بن البابلی کو جو کچھ ترکی جانتا تھا گفتگو کے لئے بھیجا۔ بازغری نے کہا کہ یہ دیکھیئے سرحدی چوکیوں کے سوار اور عمائدین عرب اُس کے پاس قید ہیں، مجھے خاقان نے آپ کے پاس بھیجا ہے، اور وہ کہتا ہے کہ آپ لوگوں میں سے جس کی تنخواہ چھ سو ہے میں ایک ہزار کر دوں گا اور جس کے تین سو ہیں اُس کے میں چھ سو کر دوں گا اور اس کے بعد بھی وہ آپ کے ساتھ اور احسانات و مراعات

کرنے کے لئے تیار ہے۔

یزید بن سعید الباہلی کی تجویز

یزید نے کہا کہ اس طرح صلح نہیں ہوسکتی۔ عرب اُسے کیونکہ منظور کریں گے؟ عرب ترکوں کے مقابلہ میں بھیڑیے ہیں اور ترک بکریاں، ہمارے اور آپ کے درمیان کسی طرح صلح نہیں ہوسکتی۔

بازغری کو یہ جواب سن کر بہت طیش آیا، دو ترک جو اُس کے ہمراہ تھے کہنے لگا ہم کیوں نہ اُس کی گردن مار دیں۔ بازغری نے کہا مگر وہ امان لے کر ہمارے پاس آیا ہے یزید اُن کی گفتگو کو سمجھ گیا ڈرا اور کہنے لگا ہاں بسنو بازغری تمھاری بات اس طرح مانی جاسکتی ہے کہ تم ہمیں دو حصوں میں تقسیم کردو، ایک حصہ ہمارے مال و متاع کے پاس رہے اور ایک خاقان کے ساتھ ہو جائے پھر اگر جنگ میں خاقان کو فتح ہوتو ہم اُس کے ساتھ ہو جائیں گے اور کوئی اور صورت پیش آئے تو ہمارا حال وہی ہوگا جو دوسرے اہل سغد کے شہروں کا ہوگا۔

یزید بن سعید کی تجویز کی مخالفت

اس تجویز کو بازغری اور اُن دونوں ترکوں نے جو اُس کے ہمراہ تھے پسند کیا۔ بازغری نے یزید سے کہا کہ تم جا کر اپنی فوج کے سامنے یہ شرائط پیش کرو جس پر ہمارا تمھارا سمجھوتہ ہوا ہے۔

یزید شہر کی طرف آیا، اُس نے رسی کا سرا تھام لیا، اور فصیل پر سے دوسرے لوگوں نے اُسے اوپر کھینچ لیا فصیل شہر پر پہنچ کر یزید نے بلند آواز سے کہا اے کمرجہ کے باشندو متحد ہو جاؤ کیونکہ یہ لوگ تمھیں ایمان کے بعد کفر کی دعوت دینے آئے ہیں۔ اب بتاؤ تمھاری کیا رائے ہے، سب نے ایک زبان ہو کر کہا ہم ہرگز اس بات کو منظور نہیں کریں گے، یزید نے کہا یہ چاہتے ہیں کہ تم کفار کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے لڑو تمام لوگ کہنے لگے ایسا واقعہ پیش آنے سے پہلے ہم سب کے سب اپنی جانیں قربان کردیں گے، یزید نے کہا تو اچھا تم اپنے ارادہ کو ترکوں پر ظاہر کردو۔

مسلمان قیدیوں کے لئے رقم کی پیش کش

تمام باشندے ترکوں کے قاصد کے سامنے شہر کی فصیل پر آئے اور کہنے لگے اے بازغری! اگر تم اُن مسلمان قیدیوں کو جو تمھارے قبضہ میں ہیں بھیجتے ہوتو ہم اُن کا فدیہ ادا کردیتے ہیں البتہ وہ بات جس کی طرف تم ہمیں دعوت دے رہے ہو اُس کے ماننے کے لئے ہم ہرگز تیار نہیں ہیں۔ بازغری نے کہا تم خود اپنے تئیں ہم سے کیوں نہیں خریدتے کیونکہ ہم تمھیں اس طرح اپنے قبضہ میں سمجھتے ہیں جس طرح کے ہمارے پاس کے قیدی ہیں ترکوں کے پاس حجاج بن حمید النضری بھی قید تھا اہل کمرجہ نے اس سے کہا تم کچھ نہیں بولتے حجاج نے کہا میں مجبور ہوں مجھ پر نگران متعین ہیں۔

بازغری کا خاتمہ

خاقان نے حکم دیا کہ درخت کاٹے جائیں ترکوں نے گیلی لکڑیاں خندق میں بھرنا شروع کیں۔ مگر ساتھ ہی اہل کمرجہ خشک لکڑیاں ڈال دیتے یہاں تک کہ خندق پر ہوگئی تا کہ ترک اس پر سے گزر کر شہر پر حملہ کرسکیں مگر اہل

کمرجہ نے اُس لکڑی کے انبار پر آگ لگا دی اور خدا کی طرف سے یہ مزید احسان ہوا کہ ایسے وقت شدید ہوا چلنے لگی لکڑیوں نے فوراً آگ پکڑ لی اور مشتعل ہو گئیں اور جو کام ترکوں نے چھ دن کی محنت میں انجام دیا تھا وہ ایک گھنٹے میں آگ کی نذر ہو گیا، علاوہ بریں شہر والوں نے اس موقع پر خوب تیر برسائے انھیں دق کیا اور بہت سوں کو زخمی کیا ایک تیر بازغری کے ناف میں آ کر لگا جس کا اُس سے پیشاب بند ہو گیا اور وہ اسی رات مر گیا۔ اُس کے ماتحت ترکوں نے اُس کی موت کا اس قدر رنج کیا کہ اپنے کان کاٹ لئے صبح کے وقت ایک عجیب حالت اُن پر طاری ہوئی اپنے سروں کو نیچے کیے اُس کی موت پر رونے لگے، اور واقعی انھیں اس کی موت کا بہت صدمہ ہوا۔

مسلمان قیدیوں کی شہادت کا بیان

جب دن زیادہ چڑھ گیا، ترک اُن سو مسلمان قیدیوں کو لائے جن میں ابو العوجا العتکی اور اُن کے ساتھی تھے اور اُن سب کو شہید کر ڈالا۔ اور حجاج بن حمید النضری کا سر کاٹ کر شہر کے محصور مسلمانوں کی طرف پھینک دیا، مسلمانوں کے پاس بھی مشرکین کی اولادوں میں سے دو سو آدمی تھے اُن کے پاس بطور یرغمال تھے مسلمانوں نے اپنے قیدیوں کے خون کے بدلہ میں اُن سب کو تہ تیغ کر ڈالا، اور اب موت کے لئے تیار ہو گئے، جنگ نے شدید صورت اختیار کر لی مسلمان خندق کے دروازہ پر آ جمے۔

جنگ کمرجہ

شہر پناہ پر پانچ سردار علیحدہ علیحدہ مقامات پر مقابلہ کے لئے متعین ہو گئے، کلیب نے اپنی فوج کو مخاطب کر کے کہا کون شخص ہے جو دشمن پر حملہ آور ہو، ظہیر بن مقاتل الطفاوی نے حالانکہ مجروح تھا کہا میں جاتا ہوں وہ دوڑتا ہوا دشمن کی طرف بڑھا، اپنے نوجوان سے کہا تم میرے پیچھے آؤ، اُس روز ان سرداروں میں سے دو نے شہادت پائی اور تین بچ گئے۔ کسی رئیس نے محمد بن ہشام سے کہا کہ دیکھو کیسی تعجب کی بات ہے کہ سوائے میرے ماوراء کا کوئی رئیس ایسا نہ تھا جو کمرجہ میں نہ لڑا ہو اور مجھے خود اپنی جگہ یہ بات بہت شاق گزری کہ میں کیوں اپنے ہمسروں کے ساتھ اس جنگ میں شریک ہوا۔ باشندگان کمرجہ یہ حالت عرصہ تک قائم رہی پھر عربوں کی اور فوجیں آئیں اور فرغانہ میں آ کر انھوں نے پڑاؤ کیا، خاقان نے اہل سغد فرغانہ شاش اور دوسرے زمینداروں کو خوب لعنت ملامت کی اور کہا کہ تم نے مجھے یہ کہا کہ اس میں صرف پچاس گدھے ہوں گے اور میں اس سے پانچ دن میں فتح کر لوں گا حالانکہ پانچ دن کے بجائے اب دو ماہ گزر چکے ہیں مگر ابھی تک شہر سر نہ ہو سکا اب بہتر یہ ہے کہ یہاں سے کوچ کر چلو مگر سب نے جواب دیا کہ اتنی کوشش کے بعد ہم یوں ہی تو ایسے نہیں چھوڑیں گے۔ آپ کل تشریف لائے پھر تماشہ دیکھئے۔

ملک طار بند کا حملہ

دوسرے دن خاقان آیا اور ایک جگہ آ کر ٹھہر گیا ملک طار بند نے اس کے پاس جا کر جنگ کرنے کی اور شہر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی خاقان نے کہا کہ میں نہیں دیکھتا کہ تم اس موقعہ پر کامیابی سے لڑو گے خاقان اس بادشاہ کی بہت عزت کرتا تھا ملک طار بند نے کہا عرب لونڈیوں میں سے دو لونڈیاں دینے کا آپ مجھ سے وعدہ کیجیے اور میں اس پر حملہ کرتا ہوں۔ خاقان نے درخواست کو منظور کیا ملک طار بند نے عربوں سے لڑنا شروع کیا اس

کے آٹھ آدمی کام آ گئے کے شہر پناہ کے ایک شگاف پر آیا اس شگاف کے پاس ہی ایک گھر تھا جس کا راستہ اسی شگاف کی طرف تھا مکان کے اندر ایک تمیمی عرب مریض پڑا ہوا تھا اس نے ملک طار بند پر چمٹا پھینک کر مارا اور اس کی زرا ہی میں اٹک رہا، پھر اس نے عورتوں اور بچوں جو آواز دی مگر ترکوں نے کمند ڈالکر کھینچ لیا یہ منہ اور گھٹنے کے بل گرا کسی نے ایک پتھر اس کے رسید کیا جو اس کے کان کی جڑ میں آ کر لگا جس سے وہ گر پڑا ایک شخص نے نیزا مار کر اس کا کام تمام کر دیا۔ پھر ایک امرد نوجوان ترک نے آ کر اس کو بالکل ہی ختم کر ڈالا اس کے لباس اور تلوار پر قبضہ کر لیا۔ مگر اس کی لاش مسلمانوں نے ترکوں سے چھین لی۔

ملک طار بند کا قتل

بیان کیا جاتا ہے کہ اس عرب کے اس طرح شہید کئے جانے پر اہل شاش کے ایک شہسوار نے اپنی فوج والوں کو غیرت و حمیت دلائی تا کہ اس کا بدلہ لیا جائے۔ مسلمانوں نے لکڑی کا ایک گھروندا بنایا تھا اور اسے خندق کی دیوار کے بالکل ملحق جما دیا تھا اس میں کئی درازیں بھی تھیں اور اس کے پیچھے قادر انداز بٹھا دیے تھے جن میں غالب بن المہاجر الطائی ابی العباس الطوسی کا چچا اور دو اور شخص تھے جن میں ایک شیبانی اور دوسرا ناجی تھا۔

ملک طار بند شہر کے قریب آ کر اترا ناجی نے اس پر تیر مارا، جو اس کی ناک کی بانسہ پر لگا مگر چونکہ وہ تبتی نکاب دار خود پہنے تھا اس لئے تیر کا کچھ اسر نہ ہوا شیبانی نے بھی اس پر تیر مارا حالانکہ سوائے اس کی دونوں آنکھوں کے اس کے جسم کا اور کوئی حصہ نظر نہیں آتا تھا، پھر غالب بن المہاجر نے تیر مارا جو اس کے سینے میں جا کر پیوست ہو گیا جس کے صدمہ سے وہ الٹ گیا اس سانحہ سے خاقان کو نہایت ہی شدید رنج پہنچا گویا اس کی کمر ٹوٹ گئی۔

جب مسلمانوں نے دیکھا کہ اس واقعہ سے خاقان کی ہمت پست ہو گئی ہے ان کے دل بڑھے اور حجاج اور اس کے ساتھیوں نے اس روز خوب داد مردانگی دی۔

خاقان نے مسلمانوں سے کہلا کر بھیجا کہ جب ہم کسی شہر کا محاصرہ کرتے ہیں تو فتح کئے بغیر چھوڑتے نہیں اس لئے ہم تو

خاقان کی اہل کمرجہ کو پیش کش

خاقان نے مسلمانوں کو کہلا بھیجا کہ جب ہم کسی شہر کا محاصرہ کرتے ہیں تو اسے فتح کیے بغیر نہیں چھوڑتے اس لئے ہم تو یہاں سے جائیں گے نہیں، بہتر یہ ہے کہ تم اس شہر سے چلے جاؤ۔ اس کے جواب میں کلیب بن قنان نے کہا یہ بات ہمارے مذہب کے خلاف ہے کہ ہم خود اپنے تئیں تاوقتیکہ مر نہ جائیں دشمن کے حوالے کر دیں اس لئے تم جو کر سکتے ہو کر لو۔

اب ترکوں نے دیکھا کہ اس طرح ان کا محاصرہ جاری رکھنے سے ہمارا نقصان ہے۔ اس لئے خاقان نے یہ تجویز پیش کی کہ میں بھی اس شہر کو چھوڑ کر چلا جاتا ہوں اور تم بھی اپنے مال و متاع اور اہل عیال کو ساتھ لیکر یہاں سے چلے جاؤ تم سے کسی قسم کی مزاحمت نہ کی جائے گی، تمہیں اختیار ہے چاہے تم سمرقند چلے جاؤ یا دبوسیہ، مگر بہتر یہ ہے کہ تم اسی تجویز کو اختیار کر لو کہ اس شہر کو چھوڑ کر چلے جاؤ۔

غالب بن مہاجر الطائی کی سمرقند روانگی

دوسری طرف اہل کمرجہ نے بھی اپنی ان تکالیف وشدائد کا احساس کیا جو محاصرہ کی وجہ سے وہ برداشت کر رہے تھے۔اس لئے انھوں نے کہا کہ پہلے ہم اہل سمرقند سے مشورہ کرلیں،غالب بھی مہاجر الطائی اس کام کے لئے روانہ کیا گیا یہ دریا کہ ایک مناسب مقام پر اتر کر فرزانہ نامی ایک قلعہ میں پہنچا۔جس کا رئیس اس کا دوست تھا غالب نے اس سے کہا کہ میں سمرقند بھیجا گیا ہوں تم کو کوئی سواری مجھے دو اس رئیس نے کہا کہ اس وقت میرے پاس تو کوئی جانور نہیں ہے البتہ خاقان کے پچاس جانور ایک باغ میں ہیں غالب اور یہ دونوں اس باغ میں آئے،غالب نے ان میں سے ایک اچھا گھوڑا لیا۔اس پر سوار ہوا اور ایک اور کوتل اپنے ساتھ لے لیا لے لیا۔غرض کہ یہ اسی رات کو سمرقند پہنچا سارا ماجرہ انھیں سنایا اہل سمرقند نے اسے دبوسیہ کا مشورہ دیا اور کہا وہ تم سے زیادہ قریب واقع ہے غالب پھر اپنے ساتھیوں کے پاس چلا آیا۔

کورصول کی بطور یرغمال طلبی

مسلمانوں نے ترکوں سے یرغمال لئے تا کہ ان کی کسی قسم کی مزاحمت نہ کی جائے اور یہ بھی درخواست کی کہ ان کے علاوہ مزید اطمینان کے لئے ہمیں ایک ترک سردار بھی بطور یرغمال دیا جائے۔ترکوں نے کہا جسے چاہو تمہارے حوالے کردیں گے،مسلمانوں نے کورصول کو مانگ لیا اور یہ اس وقت تک مسلمانوں کے ہمراہ رہا جب تک کہ مسلمان اپنی محفوظ منزل مقصود کو نہ پہنچ گئے۔

محصورین کی کمرجہ روانگی

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب خاقان نے دیکھا کہ اس کا محصورین پر کسی طرح بس نہیں چل سکتا اس نے اپنے ساتھیوں کو بہت کچھ برا بھلا کہا اور حکم دیا کہ یہاں سے کوچ کر چلو،مگر مختار بن غوزک اور سغد کے رؤساء نے اس سے درخواست کی کہ اے بادشاہ سلامت آپ ایسا نہ کریں بلکہ آپ انھیں امان دیدیجئے تا کہ وہ اس شہر سے نکل جائیں اور وہ یہ سمجھیں گے کہ یہ رعایت آپ نے ان کے ساتھ غوزک کی وجہ سے کی ہے جو عربوں کے ماتحت ہے اور یہ کہ اس کے بیٹے مختار نے اپنے باپ کے خیال سے آپ سے یہ رعایت ان کے لئے حاصل کی ہے۔

خاقان نے اس درخواست کو منظور کرلیا اور کورصول کو محصورین کے پاس بھیجدیا تا کہ وہ ان کے ہمراہ رہے اگر کوئی شخص ان کے خلاف کوئی بات کرے تو یہ اسے روک دے۔

خاقان کی روانگی

غرض کے ترکوں کے یرغمال مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئے،خاقان بھی وہاں سے روانہ ہو گیا اور ظاہر یہ کیا کہ وہ سمرقند جانا چاہتا ہے مسلمانوں کے پاس ترکوں کے جو آدمی یرغمال تھے ان میں بڑے بڑے سردار اور رئیس تھے جب خاقان روانہ ہو گیا تو کورصول نے عربوں سے کہا کہ اب تم بھی یہاں سے کوچ کر چلو۔مگر عربوں نے کہا ہمیں یہ خوف ہے کہ مبادہ ہم تو روانہ ہو جائیں اور ترک یہاں سے نہ جائیں،علاوہ بریں ہمیں یہ بھی ڈر ہے کہ شاید کوئی ترک

ہماری کسی عورت کو چھیڑے اور اس سے عرب بھڑک اٹھیں تو پھر وہی آتش جنگ و جدل مشتعل ہو جائے گی جس کی مصیبت اب تک ہم بھگتتے آئے ہیں۔

اہل دبوسیہ کے حملہ کا کورصول کو خطرہ

یہ تقریر سن کر کورصول خاموش ہو رہا، جب خاقان اور ترک وہاں سے روانہ ہو گئے اور مسلمانوں نے نماز ظہر سے فراغت کر لی تو کورصول نے اب انہیں کوچ کیلئے کہا اور کہنے لگا کہ یہ جو کچھ تکلیف یا دہشت ہے، یہ صرف یہاں سے دو فرسخ تک ہے۔ اس کے بعد تو پھر قریب قریب دیہات آنے لگیں گے۔ غرض کہ اب مسلمان بھی اس مقام سے روانہ ہو گئے۔ ترکوں کے پاس جو عرب یرغمال تھے ان میں شعیب البکری یا نصری، سباع بن النعمان اور سعید بن عطیہ تھے اور عربوں کے پاس ترکوں کے پانچ شخص تھے، روانگی کے وقت ہر ترک کے پیچھے ایک ایک عرب برہنہ خنجر لے کر بیٹھ گیا اور اس وقت ترکوں کے جسم پر سوائے معمولی قبا کے اور کوئی لباس نہ تھا۔ غرض کہ اس طرح عرب ان یرغمال کو لے کر چلے، پھر عجمیوں نے کورصول سے کہا کہ چونکہ دبوسیہ میں دس ہزار جنگجو موجود ہیں اس لئے ہمیں یہ خطرہ ہے کہ وہ ہم پر حملہ کر دیں گے۔ عربوں نے اگر وہ تم سے لڑیں گے تو ہم تمھاری حمایت میں اُن سے لڑیں گے۔ چلتے چلتے جب دبوسیہ ایک فرسخ یا اس سے کچھ کم فاصلہ پر رہ گیا تو شہر والوں نے سواروں اور بیرقوں کو دیکھ کر یہ گمان کیا کہ معلوم ہوتا ہے کمرجہ مسخر ہو گیا ہے اور اب خاقان نے اُن پر چڑھائی کی ہے ۔

محصورین کا دبوسیہ میں استقبال

جب یہ جماعت اور قریب پہنچی دیکھا کہ دبوسیہ کے باشندے مقابلہ کے لئے بالکل تیار صف بستہ ہیں کلیب بن قنان نے بنی ناجیہ کے ایک شخص ضحاک نام کو گھوڑے پر اطلاع کے لئے شہر کی طرف دوڑایا۔ عقیل بن دراد الغدری دبوسیہ کا حاکم تھا جب ضحاک اُن کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ تمام شہر والے حالت جنگ کی ترتیب میں باقاعدہ سواروں اور پیادوں کی صفیں اور پرے جمائے کھڑے ہیں۔ ضحاک نے جا کر ساری کیفیت سنائی، اب کیا تھا اصل حقیقت کے معلوم ہوتے ہی اہل دبوسیہ گھوڑوں کو ایڑ لگاتے ہوئے اپنے مسلمان بھائیوں کے استقبال کیلئے دوڑ پڑے جو شخص پیدل چل نہ سکتا تھا یا زخمی تھا اسے انھوں نے سوار کرا لیا۔ پھر کلیب نے محمد بن کراز اور درہم کو بلایا' تا کہ وہ دونوں سباع بن النعمان اور سعید بن عطیہ کو اطلاع دیں کہ ہم لوگ اپنی محفوظ جگہ میں پہنچ گئے ہیں۔

یرغمالیوں کا تبادلہ

اب عربوں نے یرغمالیوں کو چھوڑنا شروع کیا، صورت یہ کی کہ عرب ایک ترک چھوڑتے تھے اُس کے معاوضہ میں ترک ایک عرب کو چھوڑ دیتے تھے' یہاں تک کہ اب صرف سباع بن النعمان ترکوں کے پاس اور ایک ترک عربوں کے پاس رہ گیا اب فریق اپنے مقابل کی بدعہدی سے خائف تھا۔ مگر سباع نے کہا کہ ترکوں کے یرغمال کو چھوڑ دو چنانچہ مسلمانوں نے اُسے بھی رہا کر دیا اور اب صرف سباع ہی ترکوں کے قبضہ میں رہ گیا۔ کورصول نے سباع سے پوچھا تم نے یہ کیوں کیا، سباع نے کہا مجھے تمھاری ہی بات پر پورا اعتماد تھا اور میں جانتا تھا کہ تم اس سے ارفع ہو کر ایسے موقع پر بدعہدی کرو، کورصول یہ سنکر بہت خوش ہوا۔ اُسے اپنا دوست بنا لیا ہتھیار دیئے اور ایک گھو

ڑے پر سوار ہو کر کے سباع کو اُس کے عرب ساتھیوں کے پاس واپس بھیج دیا۔

کمرجہ اٹھاون دن محصور رہا پینتیس ۳۵ دن تک مسلمانوں اپنے اونٹوں کو پانی نہ پلایا، خاقان نے اپنی فوج میں بھیڑیں تقسیم کر دیں تھیں اور کہہ دیا تھا کہ ان کا گوشت کھالو، اور اُنکی کھالوں میں مٹی بھر کر اِس خندق کو بھر دو، فوج نے حسب الحکم تعمیل کی مگر خدا نے بادل بھیجے اور اس قدر شدید بارش ہوئی کہ جو کچھ ترکوں نے خندق میں ڈالا تھا وہ سب بہہ کر بڑے دریا میں جا پڑا۔ اہل کمرجہ کے ہمراہ کچھ خارجی بھی تھے جنھیں ابوشیخ بن ناجیہ کا آزاد غلام بھی تھا۔

اہل گردر کی بغاوت وسرکوبی

اسی سنہ میں اہل گردر نے بغاوت کر دی، مسلمانوں نے اُن سے جنگ کی اور اُن پر فتح پائی۔ ترکوں نے اہل گردر کی امداد بھی کی تھی۔ اشرس نے اُس فوج کی مدد کے لئے جو اُن کی سرکوبی کے لئے روانہ کی گئی تھی، ایک ہزار کی تعداد میں اُن مسلمانوں کو بھی جو گردر کے قریب تھے روانہ کر دیا تھا۔ یہ جماعت بھی اسی مقام پر جا پہنچی، مگر اس کے آنے سے پہلے ہی مسلمانوں نے ترکوں کو شکست دیکر بھگا دیا تھا اور اب اہل گردر پر بھی فتح حاصل کر لی۔

امیر حج ابراہیم بن ہشام

اس سنہ میں خالد بن عبداللہ نے بلال بن ابی بردہ کو کوتوالی، محافظ دستہ کی افسری اور رقضاۃ کے ساتھ پیش امام بھی مقرر کر دیا تھا۔ گویا اس طرح یہ ساری خدمتیں ایک ہی شخص کے سپرد تھیں۔ اور اسی سنہ میں اُس نے ثمامہ بن عبداللہ بن انس کو منصف قضا سے معزول کر دیا تھا۔ اِس سال ابراہیم بن ہشام بن اسمٰعیل کی امارت میں حج ہوا، اور یہ ہی اس سال مکہ، مدینہ اور طائف کا والی تھا۔ کوفہ بصرہ اور تمام عراق کا ناظم علیٰ خالد بن عبداللہ تھا اور اشرس بن عبداللہ خراسان کا والی تھا

۱۱۱ھ ہجری کے واقعات

عبداللہ بن ابی مریم کی بحری جنگ

اس سنہ میں معاویہ بن ہشام نے موسم گرما میں بائیں سمت سے کفار پر جہاد کیا اور سعید بن ہشام نے داہنی جانب سے جہاد کیا اور قیساریہ پہنچا۔ نیز عبداللہ بن ابی مریم نے بحری جنگ کی، ہشام نے حکم بن قیس بن مخرمہ بن عبدالمطلب بن عبدالمناف کو تمام اہل شام ومصر کا سپہ سالار اعظم مقرر کیا' ترکوں نے آذربائیجان کی سمت پیش قدمی کی، حارث بن عمرو نے اُن کا مقابلہ کیا اور انھیں شکست فاش دی ہشام نے جراح بن عبداللہ الحکمی کو آرمینیا کا والی مقرر کیا، اور اشرس بن عبدالسلمی کو خراسان کی ولایت سے معزول کر کے اُس کی جگہ جنید بن عبداللہ المری کو والی مقرر کیا۔

اشرس کی برطرفی اور جنید کے تقرر کے اسباب واقعات کا بیان

شداد بن خالد الباہلی نے ہشام سے جا کر اشرس کی شکایت کی، ہشام نے اشرس کو موقوف کر دیا اور جنید

بن عبدالرحمن کو اُس کی جگہ خراسان کا والی مقرر کر دیا۔ جنید کے عہدہ پر سرفراز کیے جانے کی وجہ یہ ہوئی کہ اس نے اُم حکیم بنت یحییٰ بن الحکم ہشام کی بیوی کو جواہرات کی ایک مالا تحفۃً نذر کی جو ہشام کو بہت پسند آئی۔ پھر جنید نے ہشام کو ایک دوسرا ہار تحفۃً نذر دیا۔ اس کے صلہ میں ہشام نے اسے خراسان کا والی بنا دیا اور ڈاک کے آٹھ گھوڑے اُس کی سواری کے لیے دیئے۔ اگرچہ جنید نے اُن سے زیادہ کی درخواست کی مگر ہشام نے اسے منظور نہیں کیا۔

جنید کی خراسان میں آمد

جنید پانچ سو ہمراہیوں کے ساتھ خراسان آیا۔ اشرس اہل بخارا اور سغد سے جنگ میں مصروف تھا۔ جنید نے لوگوں سے کہا مجھے کوئی شخص بتاؤں جو میرے ساتھ ماوراء النہر چلے، خطاب بن محرز السلمی اشرس کے خلیفہ کا نام لیا گیا۔ جب جنید آمل پہنچا تو خطاب نے اُسے مشورہ دیا کہ آپ یہاں قیام کریں اور اُس شخص کو جو مقام زم میں ہے اور اُس کے آس پاس کے لوگوں کو حکم دے دیجئے کہ وہ آپ کے پاس آ جائیں مگر جنید نے اُس کی تجویز کو مسترد کر دیا دریا کو عبور کیا اور اشرس کو لکھا کہ آپ کچھ رسالہ میری امداد کے لیے بھیج دیجئے۔ نیز اُسے یہ بھی خوف پیدا ہوا کہ مبادا قبل اس کے رسالہ میری عمداد کو پہنچے دشمن اس کا راستہ روک دے۔

عامر بن مالک الحمانی کی روانگی

اشرس نے عامر بن مالک الحمانی کو روانہ کیا، یہ ابھی راستہ ہی کی کسی منزل میں تھا کہ ترک اور اہل سغد اس کے سامنے آ گئے تا کہ جنید کے پاس پہنچنے سے اُسے روک دیں، عامر ایک مستحکم دیوار میں داخل ہو گیا۔ اور اُس دیوار کے شگاف پر دشمن سے لڑا۔ عامر کے ہمراہ ورد بن زیاد بن ادہم بن کلثوم، اسود بن کلثوم کا بھتیجا بھی تھا، دشمن کا ایک تیر اُس کی آنکھ میں آ کر پیوست ہوا جو دوسری آنکھ تک سرایت کر گیا، عامر بن مالک نے یہ کیفیت دیکھ کر کہا اے ابو الزاہر یہ تم تو کڑک مرغی ہو معلوم ہوتے ہو۔

خاقان پر عامر بن مالک کا حملہ

اس شگاف پر ترکوں کا ایک بڑا سردار قتل ہوا۔ خاقان اُس وقت ایک ٹیلہ پر تھا جس کے نیچے گھنی جھاڑی اور پانی تھا۔ عاصم بن عمیر السمر قندی اور واصل بن عمرو القیسی خدمت گاروں کو لے کر بڑے چکر سے اس پانی کے پیچھے پہنچے، اور وہاں۔ لکڑی بانس اور دوسری چیزوں سے جو انھیں مل سکیں ایک بیڑا بنایا اور اُس پر بیٹھ کر اس جوہڑ کو اس طرح چپکے سے عبور کر آئے کہ خاقان کو صرف تکبیر کی آواز سے اُن کے پیچھے سے حملہ آور ہونے کا علم ہوا۔ واصل اور اس کے خدمتگاروں نے دشمن پر حملہ کر دیا۔ بہت سوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس جھڑپ میں واصل زیر ران جو گھوڑا تھا وہ بھی مارا گیا، خاقان اور اُس کے ہمراہی شکست کھا کر بھاگے، عامر بن مالک اِس دیوار کی پناہ سے نکل کر جنید سے آ ملا جسکے پاس اُس وقت ساتھ ہزار فوج تھی۔ اور اب اس کے ساتھ ہو کر پھر میدان کارزار کی سمت چلا۔ جنید کے مقدمۃ الجیش پر عمارہ بن حریم سردار تھا۔

ترکوں کی شکست

جب یہ فوج بیکند سے دوفرسخ کے فاصلہ پر رہ گئی تو ترکوں کا رسالہ ان کا مزاحم ہوا، اور جنگ شروع ہوگئی اِس موقع پر قریب تھا کہ جنید مع اپنی تمام فوج کے ہلاک ہو جاتا مگر اللہ تعالیٰ نے اُسے غلبہ دیا۔ وہ بڑھ کر دشمن کے پڑاؤ پر آ پہنچا جنید کو فتح ہوئی اُس نے بہت سے ترکوں کو قتل کر ڈالا اب خاقان نے اُس کی طرف پیش قدمی کی اور مقام زرمان واقع علاقہ سمرقند کے سامنے دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ قطن بن قتیبہ جنید کے ساقہ لشکر تھا اور واصل اہل بخارا کی جماعت میں تھا، اور اس مقام میں آ کر قیام کیا کرتا تھا، ملک شاش کو زہر دے دیا گیا، جنید نے ان معرکوں میں خاقان کے بھتیجے کو گرفتار کر کے بارگاہ خلافت میں بھیج دیا۔ نیز اس جہاد میں اُس نے مجشر بن مزاحم کو مرد پر اپنا جانشین مقرر کیا تھا، سورہ بن الحر کو راز قبیلہ بنی ابان بن دارم کو بلخ کا عامل مقرر کیا تھا۔

جنید کے وفد کی دمشق روانگی

جنید نے ان واقعات کی جو اُس کے اِس سمت میں پیش آئے اس کی اطلاع دینے کی غرض سے ایک وفد جس میں عُمارہ بن معاویہ العدوی محمدؐ بن الجراح العبدی اور عبدربہ بن ابی الصالح السلمی تھے ہشام کے پاس بھیجا۔ پھر یہ لوگ واپس آ کر ترمذ میں دو ماہ تک ٹھہرے رہے، اور اب جنید بھی فتح حاصل کر کے مرو آ گیا۔ خاقان نے اِس موقع پر جنید کے متعلق کہا کہ اگرچہ اس سال اِس نازونعم میں پلے ہوئے نازک طبیعت والے نوجوان نے مجھے شکست دیدی۔ مگر آئندہ سال میں اسے ہلاک کر دونگا۔

مضری عربوں کی تقرری

اب جنید نے تمام مقامات پر اپنے عہدہ دار مقرر کر دیئے۔ مگر صرف مضری عربوں کو عہدے دیئے، قطن بن قتیبہ کو بخارا کا عامل مقرر کیا، ولید بن لالقعقاع العبسی کو ہرات کا عامل مقرر کیا جیب بن مرۃ العبسی کو اپنی فوج کا خاص کا سردار بنایا۔ اور مسلم بن عبدالرحمن الباہلی کو بلخ کا عامل مقرر کیا۔ اس کے تقرر کے وقت نصر بن سیار بلخ کا عامل تھا۔ بروقان کے قضیہ کی وجہ سے نصر اور باہلیوں کے تعلقات خوشگوار نہ تھے، مسلم نے نصر کو بلوا بھیجا۔ اُس وقت وہ سو رہا تھا، لوگ اسے محض ایک قمیص ہی میں جو وہ اُس وقت وہ پہنے ہوئے تھا لے آئے، پائجامہ بھی پہنے ہوئے نہ تھا۔ نصر اُسی قمیص ہی کو اپنے بدن پر سمیٹتا جاتا تھا، مسلم یہ حالت دیکھ کر شرمندہ ہوا، اور لوگوں سے کہنے لگا، مصر کے ایک سردار کو تم اس حالت میں لائے، تم نے برا کیا، پھر جنید نے مسلم کو بلخ کی گورنری سے معزول کر کے اُس کی ہی جگہ یحییٰ بن ضبعیہ کو مقرر کیا۔ شراد بن خالد الباہلی کو سمرقند کی مالگذاری کا افسر مقرر کیا، سمہری بن قعنب بھی جنید کے ساتھ تھا۔

اس سال ابراہیم بن ہشام کی عمارت میں حج ہوا، اور یہ اس تمام علاقہ کا اس سال بھی صوبہ دار تھا جسکا کہ گذشتہ سنہ میں تھا، خالد بن عبداللہ عراق کا اور جنید بن عبدالرحمن خراسان کا صوبہ دار تھا۔

۱۱۲ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

فتح خرشنہ

اس سنہ میں معاویہ بن ہشام نے موسم گرما کے جہاد میں شہر خرشنہ فتح کیا اور ملطیہ کے راستہ سے پیش قدمی کر کے خرندیہ کو جلا ڈالا۔

اردبیل پر ترکوں کا قبضہ

نیز اس سال ترک لان سے آگے بڑھے جراح بن عبداللہ الحکمی نے اپنے ہمراہی اہل شام اور اہل آذر بائیجان کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا مگر چونکہ اسکے پاس اس کی پوری فوج نہ پہنچ سکی اس لے جراح معہ اپنے تمام ساتھیوں کے اردبیل کی گھاٹی میں شہید ہوا۔ ترکوں نے اردبیل کو فتح کر لیا۔ جراح نے اپنے بھائی حجاج بن عبداللہ کو آرمینیاء پر اپنا جانشین چھوڑا تھا، ترکوں نے جب مقام بلنجر پر جراح کو شہید کر ڈالا۔ اور ہشام کو اس واقع کی اطلاع ہوئی اُس نے سعید بن عمرو الحرشی کو بلایا' اور سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کے جراح نے مشرکین کے سامنے سے منہ موڑا، حرشی نے عرض کیا، امیر المومنین یہ بات بالکل غلط ہے۔ جراح کے دل میں اللہ کا ڈر اسقدر تھا کہ وہ کبھی دشمن کے سامنے سے منہ موڑنے والا نہ تھا، بلکہ وہ شہید ہوا۔ ہشام نے پوچھا اب کیا کرنا چاہیئے' حرشی نے کہا' جناب والا مجھے ڈاک کے چالیس گھوڑوں پر روانہ فرمادیں اور پھر روزانہ چالیس ڈاک کے گھوڑوں پر چالیس آدمیوں کو میرے پاس روانہ فرماتے رہیں' دوسرے یہ کہ تمام چھاؤنیوں کے افسروں کو حکم بھیج دیں کہ وہ مجھ سے آملیں ہشام نے اسکی درخواست کے مطابق عمل کیا۔

جراح بن عبداللہ کی شہادت کی وجہ

سعید بن عمرو نے بیان کیا کہ ترک اپنے مسلمان اور ذمی قیدیوں کی تین جماعتیں بنا کر خاقان کے پاس لے گئے' مگر حرشی نے ان قیدیوں کو ترکوں کے پنجہ سے نکال لیا' اور بہت سے ترکوں کو قتل کر ڈالا۔

جنید بن عبدالرحمٰن نے دوران جنگ میں کسی رات کو یہ بات کہی کہ اس گھاٹی میں ترکوں کا کسی رات یا کسی دن وہ ہی حال ہوگا جو جراح کا ہوا۔ اس پر اس سے کہا گیا خدا آپ کو نیک ہدایت دے جب جراح کا ترکوں سے مقابلہ ہوا تو جتنے غیور اور جوشیلے جان باز تھے مقابلہ میں شہید ہوگئے۔ رات ہوتے ہی بیشتر لوگ پردۂ شب کی کی وجہ سے اپنے آذر بائیجان کے قصبات میں اس کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے' صبح کے وقت جراح کے ساتھ بہت تھوڑی جماعت رہ گئی تھی اس وجہ سے جراح مارا گیا۔

مسلمہ کا ترکوں کا تعاقب

اس سنہ میں ہشام نے اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک کو ترکوں کے پیچھے تعاقب میں روانہ کیا۔ اثناء پیش قدمی میں شدید سردی' بارش اور برفباری کا مقابلہ کرنا پڑا مگر مسلمہ ان کے تعاقب میں مقام باب سے بھی آگے نکل گیا

اور حارث بن عمرو الطائی کو مقام باب پر چھوڑ دیا۔
اسی سال جنید اور خاقان کی شعب میں مشہور جنگ ہوئی' نیز اسی سال سورہ بن الحر مارا گیا' یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ جنگ ۱۱۳ھ ہجری میں ہوئی۔

جنید اور خاقان کی آپس میں جنگ کے واقعات واسباب

۱۱۲ھ ہجری میں جنید طخارستان پر جہاد کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ اور دریاء بلخ پر آ کر ٹھہر گیا یہاں سے اس نے عمارہ بن حریم کو اٹھارہ ہزار فوج کے ساتھ طخارستان روانہ کیا' اور ابراہیم بن بسام اللیثی کو دس ہزار فوج کے ساتھ دوسری طرف بھیجا۔ ترک بھی لڑنے کے لئے تیار ہو گئے اور سمرقند پر جہاں سورہ بن الحر متعلقہ بنی ابان بن دارم متعین تھا پہنچے' سورہ نے جنید کو لکھا کہ خاقان ترکوں کو لیکر چڑھ آیا ہے' میں نے آگے بڑھ کر اس کا مقابلہ بھی کیا مگر اب مجھ میں یہ طاقت نہیں کہ میں سمرقند کو اس کے حملہ سے بچا سکوں۔ اس لئے آپ میری امداد کو پہنچئے۔

جنید کی پیش قدمی

اس خبر کے پاتے ہی جنید نے فوراً فوج کو دریا عبور کرنے کا حکم دیا۔ مگر مجشر بن مزاہم السلمی' ابن بسطام الازدی' اور ابن صبح الحرقی نے اس سے کہا کہ ترکوں کو آپ اوروں جیسا نہ سمجھیں' یہ آپ سے کوئی باقاعدہ فیصلہ کن لڑائی نہ لڑیں گے' اس پر طرہ یہ کہ آپ نے اپنی فوج کو منتشر کر دیا ہے' مسلم بن عبدالرحمٰن نیروذ میں ہیں۔ بختری ہرات میں اہل طالقان بھی ابھی تک نہیں آئے' عمارہ بن حریم بھی یہاں نہیں۔
مجشر نے یہ بھی کہا کہ خراسان کا والی دریا کو پچاس ہزار سے کم فوج کے ساتھ عبور نہیں کرتا۔ عمارہ کو لکھئے کہ وہ آپ کے پاس آ جائیں۔ ذرا صبر سے کام لیجئے جلد بازی کے کام اچھے نہیں ہوتے۔
جنید نے کہا مگر سورہ اور اسکے ساتھ جو مسلمان ہیں ان کا کیا حال ہوگا' اگر صرف بنی مرہ اور وہ شامی جو میرے ساتھ وہاں سے آئے تھے صرف وہ ہی میرے پاس ہوتے تو میں انہیں لے کر دریا کو عبور کر جاتا۔

جنید کی کس میں آمد

بہرحال جنید نے کسی کی بات نہ سنی اور دریا کو عبور کر کے کس آیا۔ اشہب بن عبید الحنظلی کو دشمن کی خبر لینے کے لئے بھیج دیا گیا۔ اس نے واپس آ کر جنید سے کہا کہ دشمن آ پہنچا ہے اب یہاں سے روانگی کی تیاری کیجئے۔

مجشر بن مزاحم کا مشورہ

دوسری طرف ترکوں کو مسلمانوں کی پیش قدمی کی اطلاع ہوئی انہوں نے کس کے راستہ میں جس قدر کنویں تھے انہیں اندھا کر دیا۔ جنید نے پوچھا کہ سمرقند کا کونسا راستہ زیادہ مناسب اور آرام دہ ہوگا' بعض لوگوں نے کہا جلنے والا راستہ' مگر مجشر بن مزاحم السلمی نے کہا کہ آگ سے جلنے کا مقابلہ میں تلوار سے مارا جانا زیادہ اچھا ہے' جس راستہ کے اختیار کرنے کی تجویز ہو رہی ہے یہ وہ راستہ ہے جہاں گھنا جنگل اور خشک گھاس کثرت سے ہے' کئی سال سے اس میں زراعت بھی نہیں ہوئی' جسکی وجہ سے جھاڑیاں اور گھاس ایک دوسرے سے لپٹ گئی ہیں' اگر خاقان سے آمنا

سامنا ہو گیا وہ اس تمام علاقہ میں آگ لگا دے گا اور ہم سب کے سب آگ اور دھویں سے جل بھن کر تباہ ہو جائیں گے اس سے تو پہاڑی راستہ زیادہ اچھا ہے اسکو اختیار کیجئے کیونکہ اس راستہ میں جو مشقتیں ہمیں پیش آئیں گی وہی ہمارے دشمن کے لئے بھی ہیں۔

بہر حال جنید نے پہاڑ کی گھاٹی والا راستہ اختیار کیا اور پہاڑ پر چڑھا۔ مجشر نے اسکے گھوڑے کی باگ تھام لی اور کہنے لگا کہ یہ بات کہی جاتی رہی ہے کہ قیس کے ایک مالدار شخص کے ہاتھوں مسلمانوں کی ایک فوج تباہ ہو گی اور ہمیں یہ ڈر ہے کہ وہ آپ ہی نہ ہوں جنید نے کہا کہ تم اپنے دل سے اس خوف کو نکال ڈالو مجشر نے کہا کہ جب ہم میں تم جیسا آدمی موجود ہے ایسی صورت میں یہ خوف دور نہیں کیا جا سکتا۔

جنید کی حرب سے گفتگو

جنید نے گھاٹی کے دامن میں رات بسر کی صبح کے وقت یہاں سے بھی کوچ کیا اب اسی طرح ٹھہرتے ہوئے اور سفر کرتے ہوئے جنید نے اپنا سفر جاری رکھا ایک سوار اس کے سامنے آیا۔ جنید نے اس کا نام پوچھا۔ اس نے حرب بتایا۔ جنید نے باپ کا نام پوچھا اس نے محربہ بتایا۔ جنید نے دریافت کیا کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو۔ اس نے کہا بنی حنظلہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ جنید نے یہ سن کر کہا خدا تجھ پر جنگ مصیبت اور مشقت کو مسلط کر دے۔

جنید کی سمرقند کی جانب پیش قدمی

چلتے چلتے جنید اس درہ پر پہنچا جہاں سے سمرقند چار فرسخ پر رہ جاتا ہے صبح ہوتے ہی خاقان کی ٹڈی دل فوج مسلمانوں کے مقابل آئی اور اہل سغد شاش۔ فرغانہ اور کچھ ترک مسلمانوں پر چڑھ آئے خاقان نے مسلمانوں کے مقدمۃ الجیش پر جس کی قیادت عثمان بن عبداللہ الشجر کے سپرد تھی حملہ کیا یہ فوج اصل قیام گاہ کی طرف پسپا ہوئی اور ترک برابر انکا تعاقب کرتے ہوئے بڑھے اور ہر طرف سے آ کر انہیں گھیر لیا۔ اخرید نے اس سے پہلے ہی جنید سے کہا تھا کہ چونکہ کثیر تعداد میں دشمن سر پر آ پہنچا ہے اس لئے آپ اپنی تمام فوج کو مرکزی قیام گاہ میں واپس بلا لیجئے۔ دشمن کے اگلے دستے جب نمودار ہوئے تو لوگ اس وقت صبح کا کھانا کھا رہے تھے۔ عبیداللہ بن زہیر بن حیان کی نظر سب سے پہلے ان پر پڑی مگر اس نے فوج کو دشمن کی آمد سے اس لئے خبردار نہیں کیا کہ تا کہ وہ اطمینان سے اپنے کھانے سے فارغ ہو جائیں مگر ابوالذیال نے پیچھے مڑ کر جو دیکھا تو دشمن اسے نظر آ گیا اس نے فوراً اپنے ساتھیوں کو دشمن کے آنے سے مطلع کر دیا۔ یہ سنتے ہی تمام لوگ سوار ہو کر جنید کے پاس پہنچے۔

مجاہدین کی صف بندی

بنی تمیم اور بنی ازد میمنہ پر ہو گئے اور ربیعہ نے فوج کے میسرہ کو جو پہاڑ سے متصل تھا سنبھال لیا۔ بنی تمیم کے اس رسالہ کے دستہ پر جن کے گھوڑوں پر فولادی جھولیں تھیں عبیداللہ بن زہیر بن حیان سردار تھا اور جن گھوڑوں پر یہ جھولیں نہ تھیں ان کی قیادت عمر یا عمرو بن جرفاش بن عبداللہ بن شقران المنقری کے سپرد تھی۔ اور عامر بن مالک الحمانی بنی تمیم کی ساری جماعت کا سپہ سالار تھا بنی ازد کا سردار عبداللہ بن بسطام بن مسعود بن عمرو المعنی تھا بنی ازد کے رسالہ کے ہر دو قسم کے دستے ایک جن کے گھوڑوں پر فولادی جھولیں تھیں اور دوسرے وہ جن پر یہ جھولیں نہ تھیں۔

فضیل بن ہناد اور عبداللہ بن حوذان کے ماتحت تھے' ان میں سے ایک ایک قسم کے دستہ کا اور دوسرا دوسرے کا سردار تھا' یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بجائے عبداللہ بن حوذان الجہضمی کے اس کا بھائی بشر بن حوذان رسالہ کا سردار تھا۔

یوم الشعب

اب جنگ شروع ہوگئی چونکہ بنی ربیعہ پہاڑ کے قریب ایک تنگ مقام میں کھڑے تھے اس لئے ان پر دشمن کا کوئی شخص حملہ آور نہ ہوا۔ البتہ اب دشمن نے مسلمانوں کے میمنہ پر حملہ کیا۔ جس میں بنی تمیم اور ازدی ایک ایسے وسیع رقبہ میں ٹھہرے تھے جہاں رسالہ کو کام میں لانے کا موقع تھا۔ یہ حالت دیکھ کر حیان بن عبیداللہ بن زہیر اپنے باپ کے سامنے پاپیادہ ہوگیا اور اپنا گھوڑا اپنے بھائی عبدالملک کے حوالے کر دیا۔ اس کے باپ نے اس سے کہا حیان تم اپنے بھائی کے پاس جاؤ کیونکہ وہ ابھی بالکل ناتجربہ کار نوجوان ہے۔ اور مجھے اس کی جان کا خطرہ ہے' حیان نے اپنے باپ کا کہنا نہ مانا اس پر اس نے کہا حیان اگر تم اس وقت مارے گئے تو تم گنہگار مارے جاؤ گے' یہ سنتے ہی حیان پھر اس جگہ واپس پلٹ آیا جہاں اس نے اپنے بھائی اور گھوڑے کو چھوڑا تھا۔ یہاں آ کر دیکھا کہ اسکا بھائی اصل فوج میں جاملا ہے اور گھوڑا باندھ گیا ہے' حیان نے ڈوری کاٹ ڈالی اور گھوڑے پر سوار ہو کر دشمن کی طرف بڑھا۔ اس اثناء میں دشمن نے اس جگہ کو گھیر لیا تھا جہاں اس نے اپنے باپ اور اسکے ساتھیوں کو چھوڑا تھا' انہیں اس خطرہ میں دیکھ کر جنید نے نصر بن سیار کو سات آدمیوں کے ساتھ جن میں جمیل بن غزوان العدوی بھی تھا ان کی مدد کے لئے بھیجا۔

ترکوں کا جوابی حملہ

عبیداللہ بن زہیر بھی اس جماعت میں شریک ہوگیا اور ان سب نے دشمن پر ایسا شدید حملہ کیا کہ دشمن پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوگیا۔ مگر ترکوں نے جوابی حملہ کیا اور جس قدر بہادر اس مقام میں تھے سب کے سب شہید ہو گئے اس وقت عبیداللہ بن زہیر' ابن حوزان۔ ابن جرقاش اور فضل بن ہناد یہاں مارے گئے' اور میمنہ کی ترتیب درہم برہم ہوگئی

بنی ازد کی شجاعت

جنید اس وقت قلب لشکر میں کھڑا تھا' یہ حالت دیکھ کر میمنہ کی طرف آیا اور بنی ازد کے علم کے نیچے آ کر کھڑا ہوگیا' چونکہ اس نے ازدیوں پر ظلم کیا تھا اس لئے بنی ازد کا علم بردار جنید سے کہنے لگا کہ تم ہمارے پاس اس لئے نہیں آئے کہ ہم سے محبت کرو یا ہماری عزت بڑھاؤ' لیکن اس لئے کہ تم اسے خوب جانتے ہو کہ جب تک ہمارا ایک آدمی بھی زندہ ہے دشمن کا کوئی شخص تم تک نہیں پہنچ سکتا' اگر ہمیں فتح ہوئی تو اسکا سہرا تمہارے ہی سر بندھے گا۔ اگر ہم ہلاک ہوں تو کوئی بھی ہمارے لئے دو آنسو نہیں بہائے گا' اور بخدا اگر ہمیں کامیابی ہوئی اور میں زندہ رہا تو میں تو تم سے کبھی ایک بات بھی نہیں کروں گا۔ یہ کہہ کر یہ بہادر آگے بڑھا اور مارا گیا۔ اب ابن صحاعر نے جھنڈا لے لیا اور وہ بھی مارا گیا غرض کہ اسی طرح اٹھارہ آدمیوں نے یکے بعد دیگرے علم لیا اور سب مارے گئے اسی روز بنی ازد کے اسی آدمیوں نے جام شہادت نوش کیا' مسلمان نہایت ثابت قدمی سے برابر لڑتے رہے' آخر کار لڑتے لڑتے تھک کر ایسے چور ہو گئے کہ تلوار مارتے تھے اور اسکا کچھ اثر نہ ہوتا تھا مسلمانوں کے غلاموں نے جنگل سے ڈنڈے کاٹ لئے اور اسی سے لڑنا شروع کیا' آخر کار دونوں حریف لڑائی سے بیزار ہو گئے اور دونوں میں معانقہ ہوا' علیحدہ ہٹ گئے اور

لڑائی موقوف ہوگئی۔

یزید بن مفضل کی شہادت

اسی روز بنی ازد میں سے حمزہ بن حجاعۃ العتکی، محمد بن عبداللہ بن حوزان الجھضمی عبداللہ بن بسطام المعنی اسکا بھائی زنیم ۔حسن بن شیخ، فضل الحارثی رسالہ کا سردار اور یزید بن المفضل الحدانی شہید ہوئے۔ یزید بن المفضل نے حج کیا تھا اپنے حج میں ایک لاکھ اسی ہزار خرچ کئے تھے اور اپنی ماں وشیہ سے درخواست کی تھی کہ آپ میرے لئے دعا کیجئے کہ خدا مجھے جام شہادت پلائے' اس نے اس خلوص سے دعا کی کہ بے ہوش ہو کر اپنے بیٹے پر گر پڑی۔ حج سے آ کر تیرہ ہی دن ہوئے تھے کہ یزید کو درجہ شہادت ملا۔ اس کے ہمراہ اسکے دو غلام بھی دشمن سے لڑے' اگر چہ اس نے انہیں واپس جانے کا حکم دیدیا تھا مگر انہوں نے نہ مانا۔ اور اس بے جگری سے لڑے یہاں تک کہ جام شہادت نوش کیا۔ اس جنگ میں یزید بن المفضل نے سو اونٹ مسلمانوں کے لئے ستو سے لدوائے۔ اور ایک ایک شخص کو پوچھنے لگے جس شخص کو دریافت کیا معلوم ہوا شہید ہو گئے۔ آخرکار خود آگے بڑھے لا الہ الا اللہ کہتے ہوئے دشمنوں پر ٹوٹ پڑیا اور لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

محمد بن عبداللہ کی شجاعت و شہادت

محمد بن عبداللہ بن حوزان اس روز ایک سرخ رنگ کے گھوڑے پر سوار جس پر سنہری جھول پڑی ہوئی تھی لو رہا تھا۔ اس نے سات حملے کئے اور ہر حملے میں ایک دشمن کو قتل کر کے اپنی جگہ واپس آ جاتا تھا۔ جو کفار اس سمت میں تھے وہ اس سے خوف زدہ ہو گئے تھے۔ یہ رنگ دیکھ کر دشمن کے ایک ترجمان نے محمد سے پکار کر کہا کہ بادشاہ تم سے کہتے ہیں کہ تم ہمارا مقابلہ نہ کرو ہمارے پاس چلے آؤ ہم اپنے اس بت کو چھوڑ کر جس کی ہم پرستش کرتے ہیں تمہاری پرستش کریں گے۔ محمد نے جواب دیا کہ میں تم سے اس لئے لڑ رہا ہوں کہ تم بتوں کی پرستش چھوڑ کر خدائے وحدہ کی عبادت کرو یہ کہہ کر محمد نے پھر لڑنا شروع کیا اور جام شہادت نوش کیا اس جنگ میں جشم بن قرطا لہلالیا لحارثی کام آیا۔

نصر بن راشد العبدی کی شہادت

نصر بن راشد العبدی نے بھی اس جنگ میں جام شہادت نوش کیا جبکہ فوج مصروف پیکار تھی۔ یہ اپنی بیوی کے پاس آیا اور پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہوگا اگر میں کسی نمدے میں خون میں لتھڑا تمہارے پاس لایا جاؤں اس کی بوی نے گریبان چاک کر ڈالا اور آہ بکاری کی۔ نصر کہا کہ بس خاموش رہو۔ اگر تمام عورتیں اس طرح آہ بکا کریں تو می حورین کے شوق میں ان کی گریہ وزاری کی پرواہ نہ کروں یہ کہہ کر یہ شخص پھر میدان جنگ میں واپس آیا اور شہید ہو گیا۔ خدا اس پر اپنا رحم کرے جنگ اسی طرح ہو رہی تھی کہ ایک غبار اٹھا اس میں سے کچھ شہسوار نکلے۔ جنید کے نقیب نے آواز دی کہ سب لوگ پا پیادہ ہو جائیں جنید بھی گھوڑے سے اتر پڑا اور تمام فوج بھی اتر پڑی بعد ازاں پھر جنید کے سبب نے اعلان کر دیا ہر سردار جہاں کھڑا ہے وہیں خندق کھودلے حسب الحکم تمام لوگوں نے خندق کھود لی اور اس ، کھڑے ہو گئے۔

جنید نے عبدالرحمٰن بن مکبہ کو دشمن پر حملہ کرتے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ یہ لٹکتی ہوئی سونڈ کیا ہے کہا گیا کہ

یہ ابن مکہ ہے جنید نے کہا کیا گائے کی زبان ہے۔ خدا ہی کے لئے اس کی خوبی ہے یہ کیسا عمدہ شخص ہے۔

اب دونوں فریق مقابلہ سے ہٹ گئے۔ بنی ازد کے ایک سو نوے آدمی اس معرکہ میں کام آئے۔ مسلمانوں کا خاقان سے جمعے کے دن مقابلہ ہوا تھا۔

عبداللہ بن معمر کی شہادت

جنید نے عبداللہ بن معمر بن سمیر الیشکری کو حکم بھیج دیا تھا کہ وہ کس کے ملحقہ رقبہ میں ٹھہرا رہے جو اس راستہ سے گزرے اسے روک لے' سامان اور پیدل سپاہ کو اپنے پاس جمع کر لے۔ موالی جن میں سوائے ایک سوار کے سب پیدل تھے اس کے پاس آئے۔ دشمن ان کا تعاقب کر رہا تھا۔ عبداللہ بن معمر دشمن کے مقابلہ میں ڈٹ گیا اور بنی بکر کے چند بہادروں کے ساتھ شہید ہوا۔

خاقان کی پسپائی

اب سنیچر کی صبح ہوئی۔ نصف النہار کے وقت خاقان پھر مقابلہ کے لئے آگے بڑھا۔ جس مقام پر بکر بن وائل استادہ تھے۔ اس کے نقطۂ نگاہ سے جنگ کے لئے وہ ہی سب سے زیادہ اسے آسان نظر آیا۔ زید بن الحارث بکر بن وائل کا سردار تھا۔ خاقان نے انکا رخ کیا بکر بن وائل نے زیاد سے کہا کہ دشمن کثیر تعداد میں ہم پر بڑھ رہا ہے۔ ہم کو اجازت دو کہ ہم ان پر حملہ کر دیں قبل اس کے کہ وہ ہم پر حملہ کر دیں۔ زیاد نے کہا مجھے ترکوں سے جنگ کرنے کا سترہ سال کا تجربہ ہے' اگر تم نے ان پر حملہ کیا اور تم آگے بڑھے تو تم شکست کھاؤ گے بہتر یہ ہے کہ ابھی کچھ نہ بولو قریب آجانے دو' بنی بکر بن وائل چپ کھڑے رہے' جب ترک ان کے بالکل قریب آگئے تب انہوں نے ان پر ایسا شدید حملہ کیا کہ انہیں پیچھے ہٹ جانے پر مجبور کر دیا۔ جنید نے سجدۂ شکر ادا کیا' اور خاقان نے اس روز اپنی فوج سے کہا کہ جب عربوں پر کسی تنگ مقام میں حملہ کیا جاتا ہے وہ نہایت بہادری سے لڑتے ہیں اس لئے بہتر یہ ہے کہ ان سے کچھ نہ بولا جائے تاوقتیکہ وہ اپنے مقامات متعینہ سے باہر نہ نکل آئیں' کیونکہ تم لوگ ایسے موقعوں پر ان کے حملہ کی تاب نہیں لا سکتے۔

عبیداللہ بن حبیب کا جنید کو مشورہ

جنید کی لونڈیاں واویلا کرتی ہوئی نکلیں' اس پر بعض شامیوں نے کہا' خوب ہے اہل خراسان تم کہاں چلیں' اور جنید نے کہا یہ رات جراح کی رات کی طرح ہے اور یہ دن اس کے دن جیسا ہے' اسی سنہ میں سورہ بن الحر التمیمی مارا گیا۔

سورہ بن الحر کی موت کے واقعات

عبیداللہ بن حبیب نے جنید سے کہا کہ یا آپ اپنی موت کو پسند کیجئے یا سورہ کی۔ جنید نے کہا میں سورہ کی موت کو اپنی موت پر ترجیح دیتا ہوں عبیداللہ نے کہا تو پھر سورہ کو لکھ بھیجئے کہ وہ اہل سمرقند کو لے کر آپ کے پاس چلے آئیں۔ جب ترکوں کو معلوم ہوگا کہ سورہ آپ کے پاس آنے کی نیت سے روانہ ہوئے ہیں تو وہ انکی طرف پلٹ

پڑیں گے اور اس سے لڑیں گے' جنید نے سورہ کو آنے کا حکم لکھ بھیجا۔

سورہ بن الحر کی طلبی

بیان کیا گیا ہے کہ جنید نے سورہ کو لکھا تھا کہ تم میری امداد کو پہنچو' عبادہ بن سلیل الحاربی ابوالحکم بن عبادہ نے سورہ سے کہا' دیکھو سمرقند میں ایک مکان ٹھنڈا کر دو اور اس میں سور ہو کیونکہ اگر تم یہاں سے نکلے تو اس بات کا خیال بھی نہ کرو گے کہ امیر ناراض ہیں یا خوش ہیں (یعنی قتل کر دیئے جاؤ گے) جلیس بن غالب الشیبانی نے سورہ سے کہا کہ تمہارے اور جنید کے درمیان ترک حائل ہیں' اگر تم یہاں سے نکلے وہ تم پر حملہ کر دیں گے اور تمہیں اس کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی جھپٹ لے جائیں گے۔

سورہ بن الحر کا عذر

سورہ نے جنید کو لکھا کہ مجھ میں یہ طاقت نہیں ہے کہ میں یہاں سے نکل سکوں' جنید نے جواب دیا اے حرام زادے نکل آ۔ ورنہ میں شراد بن خالد الباہلی کو تیرے پاس بھیجے دیتا ہوں۔ (شراد سورہ کا جانی دشمن تھا) تم میرے پاس آ اور فلاں شخص کو پانچ سو تیر اندازوں کے ساتھ فرخشاذ میں متعین کر دینا۔ دریا کے کنارے کنارے آنا' پانی کو نہ چھوڑنا۔

سورہ کی روانگی

اب سورہ نے نکلنے کا ارادہ کیا۔ وحف بن خالد العبدی نے کہا تم اگر یہاں سے چلے تو خود بھی مارے جاؤ گے اور عرب بھی مارے جائیں گے اور جس قدر لوگ تمہارے ساتھ ہیں وہ سب تمہاری وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے۔ سورہ نے کہا جب تک میں روانہ نہ ہو جاؤں میرا سامان احاطہ سے نہ نکالا جائے۔ عبادہ اور جلیس نے اس سے کہا کہ جب آپ نے جانے کا ارادہ ہی کر لیا ہے تو دریا کے کنارے کنارے چلئے' سورہ نے کہا کہ اس دریا کے راستہ سے تو میں دو دن میں بھی جنید کے پاس نہیں پہنچوں گا مگر اس دوسرے راستہ سے میرے اور اس کے درمیان صرف ایک رات کی مسافت ہے' صبح کے وقت اس کے قریب پہنچ جاؤں گا اور جب پیدل سپاہ ذرا آرام لے لے گی آگے بڑھ کر دریا کو عبور کر لوں گا۔ دوسری طرف ترکوں کے جاسوسوں نے اس قرارداد کو معلوم کر کے انہیں اطلاع کر دی۔ اب سورہ نے کوچ کرنے کا حکم دے دیا۔

خاقان کی مزاحمت

موسیٰ بن اسود متعلقہ خاندان بنی ربیعہ بن حنظلہ کو سمرقند پر اپنا جانشین چھوڑا۔ اور بارہ ہزار فوج کے ساتھ سمرقند سے روانہ ہوا ایک پہاڑ کی چوٹی پر اسے صبح ہوئی۔ کارتقید نامی ایک اسی علاقہ کے باشندے نے اسے یہ راستہ بتایا تھا' صبح کے وقت خاقان اس کے سامنے آ گیا سورہ تین فرسخ کی مسافت طے کر کے آیا تھا اور اب اس کے اور جنید کے درمیان صرف ایک فرسخ کا فاصلہ باقی رہ گیا تھا' خاقان نے مسلمانوں سے دو پہاڑوں کے درمیان ایک پست رقبہ میں جنگ شروع کر دی' خاقان بھی نہایت ثابت قدمی سے لڑتا رہا اور مسلمان بھی اس کے مقابلہ پر جمے

رہے یہاں تک کہ گرمی شدید ہوگئی۔

غوزک کا خاقان کو مشورہ

بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ غوزک نے خاقان سے کہا تھا کہ چونکہ آج گرمی ہے اس لئے تم مسلمانوں سے اس وقت تک نہ لڑو جب تک کہ آفتاب اپنی گرمی سے انہیں تپا نہ دے' کیونکہ وہ ہتھیاروں سے مسلح ہیں جب گرمی بڑھ جائے گی' ان ہتھیاروں کا بوجھ ان پر دوبھر ہو جائے گا۔ چنانچہ خاقان ابھی ان سے نہیں لڑا بلکہ اس نے غوزک کی رائے پر عمل کیا۔ خشک گھاس میں آگ لگادی اور مسلمانوں اور پانی کے درمیان حائل ہو کر مقابلہ پر جما رہا۔ سورہ نے عبادہ سے پوچھا کہ اے ابوالسلیل اب کیا کیا جائے' عبادہ نے کہا میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان ترکوں میں ایک بھی ایسا نہیں ہے جو مال غنیمت کا دلدادہ نہ ہو۔ اس لئے آپ ان تمام جانوروں کو ذبح کر ڈالئے۔ جس قدر یہ سامان ہے اسے جلا ڈالئے' اور تلوار نیام سے باہر کر لیجئے' ممکن ہے اس صورت میں یہ ہمیں راستہ دیدیں گے۔

عبادہ کی حملہ کرنے کی تجویز

پھر سورہ نے عبادہ سے پوچھا کیا مشورہ دیتے ہو' عبادہ نے کہا میں نے مشورہ دینا چھوڑ دیا سورہ نے کہا بہرحال اب بتاؤ کہ اس وقت کیا تدبیر اختیار کی جائے' عبادہ نے کہا یہ کرنا چاہیئے کہ ہم نیزے علم کر لیں اور ایک ساتھ حملہ کر کے گھس پڑیں۔ ایک فرسخ کا فاصلہ رہ گیا ہے اور اس طرح اپنی اصل فوج سے جا ملیں' سورہ نے کہا نہ میں ایسا کر سکتا ہوں اور نہ فلاں اور فلاں ایسا کریں گے' سورہ نے چند آدمیوں کے نام گنائے' لیکن میرے سمجھ میں یہ بات آتی ہے کہ میں رسالہ کو اور ان لوگوں کو جو مرنے مارنے کے لئے تیار ہوں اکٹھا کروں اور دشمن پر ٹوٹ پڑوں اب چاہے میں زندہ بچوں یا شہید ہو جاؤں۔

سورہ بن الحر کا حملہ

سورہ نے فوج کو جمع کیا اور سب نے مل کر دشمن پر حملہ کیا' ترک پیچھے ہٹے' غبار کا ایسا بادل چھایا کہ کچھ دکھائی نہ دیتا تھا' ترکوں کے پیچھے آگ کا انبار لگا ہوا تھا بلا امتیاز دشمن اور مسلمان اس آگ میں گر پڑے' سورہ گھوڑے سے گر پڑا اس کی ران ٹوٹ گئی۔ تمام فوج منتشر ہوگئی تھی جب اندھیاری چھٹ گئی معلوم ہوا کہ لوگ اِدھر اور اُدھر منتشر ہو چکے تھے۔ ترکوں نے مسلمانوں کو شہید کرنا شروع کیا اور سوائے دو ہزار یا ایک روایت کے مطابق ایک ہزار کے۔ اس جماعت میں سے کوئی نہ بچ سکا سب کے سب ترکوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ جو لوگ اس قتل عام سے بچے تھے ان میں عاصم بن عمیر السمرقندی بھی تھا۔ اسے ایک ترک نے پہچان کر پناہ دیدی تھی۔

جلیس بن غالب الشیبانی

جلیس بن غالب الشیبانی بھی اس معرکہ میں شہید ہوا۔ ایک عرب نے کہا اس خدا کے لئے تمام تعریفیں ثابت ہیں جس نے جلیس کو شہید کیا۔ میں نے اسے حجاج کے دور اقتدار میں خانہ کعبہ پر پتھر مارتے ہوئے دیکھا تھا۔ اور یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ' میں سخت عذاب دینے والا ہوں۔ اینٹوں اور ڈنڈوں سے' ایک عورت کھڑی ہوئی تھی جب

وہ پتھر مارتا یہ عورت کہتی خداوندا یہ پتھر مجھ پر پڑے نہ کہ تیرے بیت محرم پر پھر بھی اسے شہادت نصیب ہوئی' مہلب بن زیاد العجلی جس کے ہمراہ قریش بن عبداللہ العبدی بھی تھا سات سو آدمیوں کے ساتھ مرغاب نام ایک منڈی میں چلا آیا اور ترکوں کے قلعوں میں سے ایک قلعہ والوں سے لڑا' مہلب بن زیاد کام آ گیا اور اب وھف بن خالد کو اس جماعت نے اپنا سردار بنالیا۔ اشکند رئیس نسف رسالہ لیکر جس کے ساتھ غوزک بھی تھا ان پر حملہ آور ہوا۔ غوزک نے کہا وھف تمہیں امان دی جاتی ہے' قریش نے کہا ان پر ہرگز اعتماد نہ کرو جب رات ہوگی ہم ان میں سے ہو کر سمرقند پہنچ جائیں گے کیونکہ اگر یہاں ہمیں صبح ہوئی تو یہ ترک ہم سب کو تہ تیغ کر دیں گے۔

غوزک کی بدعہدی

مگر تمام فوج نے قریش کا کہنا نہ مانا اور ٹھہر گئے' غوزک انہیں خاقان کے پاس لیکر آیا۔ خاقان نے کہا کہ غوزک نے جو وعدۂ امان دیا ہے میں اسے جائز نہیں قرار دیتا۔ غوزک نے وھف سے کہا کہ میں اس معاملہ میں بالکل مجبور ہوں کیونکہ میں خاقان کے خدمت گاروں میں سے ایک غلام ہوں۔ مسلمانوں نے کہا تو پھر تو نے ہمیں دھوکہ کیوں دیا۔ وھف اور اس کے ساتھی ترکوں سے لڑ پڑے اور سوائے ان سات شخصوں کے جنہوں نے ایک دیوار کی پناہ لی تھی باقی سب کے سب شہید ہو گئے۔

سورہ بن الحر کا خاتمہ

جب رات ہوئی کفار نے ایک درخت کاٹ کر دیوار کے شگاف پر رکھ دیا۔ قریش بن عبداللہ العبدی نے آ کر اس درخت کو ہٹا دیا اور تین آدمیوں کے ہمراہ اس مقام سے نکلا یہ سب ایک دخمہ میں آ کر چھپ رہے' دوسروں نے بزدلی کی اور وہاں سے نہ نکلے' چنانچہ صبح کے وقت سب کے سب مارے گئے' سورہ بھی مارا گیا۔

جنید کا حملہ اور خاقان کی پسپائی

جب سورہ مارا گیا تو جنید اس گھاٹی سے سمرقند پہنچنے کے ارادہ سے تیزی سے روانہ ہوا۔ خالد بن عبداللہ بن حبیب نے اس سے کہا کہ ہاں چلئے چلئے۔ مجشر بن مزاحم السلمی نے کہا میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ ٹھہر جائیے۔ مگر جب دیکھا کہ جنید برابر بڑھتا جا رہا ہے' مجشر گھوڑے سے اتر پڑا اور اس نے جنید کے گھوڑے کی باگ تھام لی اور کہا بخدا' اب تم نہ جاؤ' تم کو طوعاً و کرہاً اترنا پڑے گا' ہم تمہیں یوں ہی نہیں چھوڑیں گے کہ تم ہمیں اس ہجری کے کہنے سے ہلاک کر ڈالو۔ ناچار جنید اتر پڑا۔ اس کے اترتے ہی تمام فوج اتر پڑی ابھی ساری فوج اتری نہ تھی کہ ترک سامنے آ گئے۔ مجشر نے کہا کہ اگر اثنائے سفر میں ترک ہمیں مل جاتے تو کیا ہم سب کو تباہ نہ کر ڈالتے۔ صبح کے وقت فریقین میں جنگ شروع ہوئی کچھ فوج اپنی جگہ سے پسپا ہو گئی اس کی بناء پر تمام فوج میں بھگوڑ مچ گئی۔ جنید نے کہا اے لوگو تمہارا یہ فعل تمہیں دوزخ میں لیجانے والا ہے یہ سن کر لوگ پھر واپس پلٹے۔ جنید نے ایک شخص کو حکم دیا کہ منادی کر دو کہ جو غلام آج دشمن سے لڑے گا وہ آزاد ہے اس اعلان کے سنتے ہی تمام غلام اس قدر بے جگری اور شجاعت سے لڑے کہ لوگوں کو دیکھ کر تعجب ہوا' ایک غلام نے یہ کیا کہ نمدے کو لیکر قطع کیا اور تعویذ کی طور پر اسے گلے میں ڈال لیا تھا مسلمانوں کو ان کے اس صبر و استقلال کو دیکھ کر مسرت ہوئی۔ دشمن نے جوابی حملہ کیا' مگر مسلمانوں نے

ثابت قدمی سے اسے روکا۔ آخر کار دشمن شکست کھا کر بھاگا' اور مسلمان اپنے راستے چلے۔

موسیٰ بن النعر نے لوگوں سے کہا۔ کیا غلاموں کے اس طرز عمل کو دیکھ کر آپ لوگ خوش ہوئے' بخدا کسی دن آپ ان کے ہاتھوں اس سے زیادہ تکلیف و مصیبت اٹھائیں گے۔

جنید کی روانگی سمرقند

جنید سمرقند روانہ ہو گیا' دشمن نے بنی عبدالقیس کے ایک شخص کو پکڑ کر اس کی مشکیں باندھیں اور اس کے گلے میں بلعا العنبری بن مجاہد بن بلعا کا سر لٹکا دیا۔ پھر مسلمان اس سے مل گئے۔ بنی تمیم نے اس سر کو لے کر دفن کر دیا۔ جنید سمرقند آ گیا' یہاں سے اس نے سورہ کے ساتھیوں کے اہل و عیال کو سوار کر کے مرو بھیج دیا۔ اس نے سغد میں چار ماہ قیام کیا' خراسان میں جنگی معاملات کا انتظام و انصرام مجشر بن مزاحم السلمی عبدالرحمٰن بن صبح الخرقی' اور عبیداللہ بن حبیب الہجری کے متعلق تھا۔ مجشر فوج کے مختلف دستوں کو ان کے جھنڈوں کے تلے متعین کرتا تھا اور چھاؤنیاں قائم کرتا۔ ان امور انتظام و ترتیب فوج میں اس کی رائے کے مقابلہ میں کسی کی رائے کو وقعت نہ تھی عبدالرحمٰن بن صبح کی یہ حالت تھی کہ جب دوران جنگ میں کوئی اہم معاملہ پیش آ جاتا تو ایسے موقعہ پر ان کی رائے سب سے زیادہ قرین مصلحت ہوتی۔ عبیداللہ بن حبیب کا کام لوگوں کو مسلح اور آراستہ کرنا تھا' ان کی طرح بعض موالی بھی ایسے تھے جن کی رائے اور مشورہ ان امور میں ایسا ہی وقیع نظروں سے دیکھا جاتا تھا جیسا کہ ان لوگوں کا دیکھا جاتا تھا' ان میں فضل بن بسام۔ بنی لیث کے آزاد غلام' عبداللہ بن ابی عبداللہ بن سلیم کے آزاد غلام اور بختری بن مجاہد بنی شیبان کے آزاد غلام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

جنید کا ہشام کے نام خط

جب ترک اپنے شہروں کو واپس چلے گئے تو جنید نے سیف بن وصاف العجلی کو سمرقند سے ہشام کے پاس بھیجا۔ مگر اس نے بزدلی کی وجہ سے جانے سے انکار کر دیا اور راستہ کے خطرات سے ڈر کر اس منصب سے استعفیٰ دیدیا۔ جنید نے اسے قبول کر لیا' اور نہار بن توسعہ' متعلقہ قبیلہ بنی تمیم آلات اور زبیل بن سویدہ المری کو (بنی غطفان کا قبیلہ مرہ) ان کی بجائے روانہ کیا' اور ہشام کو لکھا کہ سورہ نے میرے حکم کی نافرمانی کی۔ میں نے حکم دیا تھا کہ دریا کے کنارے کو نہ چھوڑنا مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ اس کی جماعت متفرق ہو گئی ایک گروہ کس آیا۔ یک نسف آیا اور ایک نے سمرقند کی راہ لی۔ اور اس طرح اپنی بچی کھچی فوج کے ساتھ میدان جنگ میں کام آیا۔ ہشام نے نہار بن توسعہ کو بلا کر اصل حقیقت پوچھی نہار نے جو دیکھا تھا بیان کر دیا اور یہ شعر کہے۔

لعمرک یا حابتینی اذا بعثنی
ولکنما عرضتنی للمتبالف
دعوت لها قوماً فهابو ربو بها
وکنت امرأ رکابه للمخاوت
فایقنت ان لم یدفع اللّٰه اننی
طعام سباع او لطیر عوائف

قـريـن عـراک و هـو اسيـرهـا لک
عـليک و قـد زمـلتـه بصـحـائف
فـانـي و ان الـرت ميتـه قـرايبـه
لا عـظـم حـظـاً فـي صيـاء الخلائف
عـلـي عهـد عثـمـان وفـدنـا وقبلـه
وكـنـا اولـيٰ مـجـد تـليـد وطـارف

ترجمہ: (۱) تیری جان کی قسم جب تو نے مجھے بھیجا تو میرے ساتھ کوئی محبت نہیں کی' بلکہ تو نے مجھے ہلاکت کے مقامات کے سامنے کردیا۔ تو نے بعض لوگوں کو جودعوت دی مگر وہ اس سفر پر جاتے ہوئے ڈر گئے' اور میں ہی ایک ایسا شخص تھا کہ جو خطرات ہی کے مقامات کے لئے سوار ہوتا ہے۔ اس نے یقین کرلیا تھا کہ اگر اللہ نے میری حفاظت نہ کی تو میں درندوں اور مردار خوار پرندوں کا لقمہ بن جاؤں گا۔ عراک کا قرین تھا اور اسکی ہلاکت کا نقصان برداشت کرنا تیرے لئے زیادہ آسان تھا۔ اگرچہ تو نے اسے خطوط حوالے کئے تھے۔ کیونکہ میں گو تو نے اپنی رشتہ داری کی وجہ سے اسے ہم پر ترجیح دی۔ خلفاء کی بخشش سے ہمیشہ زیادہ بڑا حصہ پاتا رہا ہوں۔ ہم حضرت عثمانؓ کے عہد میں وفد کی حیثیت سے گئے تھے اور اس سے پہلے بھی یہ عزت ہمیں حاصل ہو چکی ہے اور ہم قدیم اور جدید عزت و نیک نامی کے ہمیشہ سے مالک چلے آئیں ہیں۔ اس وفد میں عراک بھی ان کے ساتھ تھا اور یہ جنید کا چچا زاد بھائی تھا۔

ہشام کا جبری بھرتی کا اعلان

ہشام نے جنید کو لکھا کہ میں نے بیس ہزار فوج تمہاری امداد کے لئے بھیج دی ہے، دس ہزار اہل بصرہ عمر بن مسلم کے زیر قیادت میں اور دس ہزار اہل کوفہ عبدالرحمٰن بن نعیم کے زیر قیادت میں تیس ہزار نیزے اور اس قدر ڈھالیں بھی بھجوادی ہیں، فوج کی جبری بھرتی کا اعلان کردو کیونکہ تمہارے لئے بغیر اس کے کوئی چارہ نہیں کہ پندرہ ہزار فوج لازمی فوجی خدمت کے قانون کے ماتحت بھرتی کی جائے۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جنید نے خالد بن عبداللہ کے پاس وفد بھیجا تھا اور خالد نے ہشام کو ایک وفد کے ذریعہ اطلاع دی کہ سورہ اپنے ساتھیوں کو لے کر شکار کے لئے نکلا، ترکوں نے اس پر حملہ کیا اور سب لوگ مارے گئے۔

جس وقت ہشام کو سورہ کی شہادت کی خبر معلوم ہوئی اس نے انا لله و انا اليه راجعون پڑھا اور کہنے لگا

خراسان میں سورہ کی شہادت اور باب میں جراح کی شہادت دونوں سانحۂ عظیم ہوئے ہیں۔

نصر بن سیار کی شجاعت

نصر بن سیار نے آج کی جنگ میں نہایت شجاعت و دلیری کا اظہار کیا تھا جب اس کی تلوار ٹوٹ گئی تو اس نے اپنی رکاب کے تسمے کاٹ لیئے اور اسی سے لڑنے لگا ایک شخص کو اس انہیں تسموں سے اس قدر مارا کہ وہ لہولہان ہوگیا۔ سورہ کے ہمراہ اس آگ میں عبدالکریم بن عبدالرحمٰن الحنفی بھی اپنے گیارہ ہمراہیوں کے ساتھ اس آگ میں گرا اور ہلاک ہوا، سورہ کے ساتھیوں میں سے صرف ایک ہزار باقی بچے تھے۔

عبداللہ بن حاتم کا بیان

عبداللہ بن حاتم بن النعمان نے کہا کہ میں نے آسمان و زمین کے درمیان نصب شدہ خیمے دیکھے، میں نے پوچھا یہ کس کے لئے ہیں جواب ملا عبداللہ بن بسطام اور ان کے ساتھیوں کے لیئے، دوسرے دن وہ سب لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوگئے، ایک اور شخص نے بیان کیا کہ اس واقع کے ایک عرصہ کے بعد اس مقام سے گذرا تو میں نے مشک کی خوشبو سے اس مقام کو مہکا ہوا پایا باوجود اس بات کے نصر نے جنگ میں خوب ہی دادمردانگی دی مگر جنید نے اس کا شکریہ ادا نہیں کیا اس پر نصر نے چند شعر کہہ کر اپنے جذبات کا اظہار کیا۔

جنید کی گھاٹی میں قیام گاہ

اس گھاٹی والی جنگ میں جنید نے اپنی قیام گاہ اس خیال سے گھاٹی میں قائم کی کہ پہاڑوں کی سمت سے کوئی اس پر حملہ نہ کر سکے گا، ابن الشخیر کو جنید نے اپنے مقدمہ پر متعین کیا۔ ساقہ فوج بھی بنایا تھا مگر میمنہ ومیسرہ قائم نہیں کیئے تھے جب خاقان نے حملہ کیا تو مقدمہ کو شکست ہوئی اور ان لوگوں میں سے اکثر مارے گئے، خاقان نے جنید پر میسرہ کی سمت سے اور جیفو یہ میمنہ کی سمت سے بوھا۔ ان کے مقابلہ میں بہت سے ازدی اور تمیمی کام آئے، ترکوں نے جنید کے بعض شامیانے اور خیمے بھی لوٹ لئے، شام کے وقت جنید نے اپنے گھر کے ایک آدمی کو حکم دیا کہ تم جا کر فوج کی صفوں میں سنو کہ لوگ کیا چہ میگوئیاں کر رہے ہیں اور انکا کیا حال ہے، اس شخص نے تمام فوج میں ایک چکر لگایا اور آ کر جنید سے بیان کیا کہ تمام ہشاش بشاش ہیں۔ اشعار خوانی اور تلاوت قرآن کر رہے ہیں۔ جنید اس اطلاع کو سنکر بہت خوش ہوا اور اس نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس جنگ میں غلام قیام گاہ لشکر کی جانب سے بڑھے، ترک اور سغد پہاڑوں کی بلندیوں سے اتر کر آ رہے تھے غلاموں نے انکا مقابلہ کیا اور گرزوں سے ان پر حملہ کیا۔ اور نو ترکوں کو واصل جہنم کیا۔ جنید نے مقتول ترکوں کا لباس اور ان کا اسلحہ غلاموں ہی کو دیدیئے۔

خاقان کی بخارا کی جانب پیش قدمی

اس سال جنید سمرقند میں مقیم رہا۔ خاقان یہاں سے پلٹ کر بخارا کا طرف چلا، قطن بن قتیبہ بخارا کا والی تھا، لوگوں کو خوف پیدا ہوا کہ مبادا ترک قطن کو تکلیف پہنچائیں، جنید نے اپنے مشیروں سے مشورہ لیا، بعضوں نے کہا

کہ آپ خود سمرقند ہی میں رہیں۔ امیر المومنین کو لکھئے تاکہ وہ امدادی فوجیں بھیجیں، دوسرے لوگوں نے کہا کہ آپ یہاں سے چل کر زمجن ہوتے ہوئے کس کے راستہ سے نسف پہنچ جایئے وہاں سے آپ علاقہ زم کے متصل پہنچ جائیے، پھر دریا کو عبور کر کے آمل پہنچ کر پڑاؤ کیجئے۔ اس طرح آپ خاقان کا راستہ منقطع کر دیں گے۔

عبداللہ بن ابی عبداللہ کا جنید کو مشورہ

جنید نے عبداللہ بن ابی عبداللہ کو بلوایا۔ پورا ماجرا سنایا۔ اور کہا کہ لوگوں نے یہ مختلف تجاویز پیش کی ہیں اب تم بتاؤ تمہارا کیا مشورہ ہے، عبداللہ نے اس سے یہ عہد لے لیا کہ جو میں مشورہ دونگا چاہے وہ کوچ کا ہو یا قیام کا تم اس کی مخالفت نہ کرنا اور اس پر عمل کرنا۔ جنید نے کہا میں ایسا ہی کرونگا عبداللہ نے کہا کہ سب سے پہلے تو میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں جو تم اپنے اوپر لازم کرلو۔ جنید نے پوچھا وہ کیا، عبداللہ نے کہا کہ جہاں پڑاؤ ڈالو اپنے گرد خندق کھود لینا۔ دوسرے یہ کہ چاہے تم دریا ہی کے کنارے کیوں نہ ہو مگر پانی ہمیشہ اپنے ساتھ بار رکھنا، تیسرے یہ کہ حضر و سفر میں میرے مشورہ پر کار بند رہنا۔ جنید نے یہ تمام باتیں تسلیم کرلیں عبداللہ نے کہا آپ کو یہ مشورہ جو دیا گیا ہے کہ امدادی فوج کے آنے تک آپ سمرقند ہی میں قیام پذیر رہیں تو اس کے متعلق عرض ہے کہ امداد بہت دیر میں آپ کو پہنچے گی۔ اور اگر آپ روانہ ہوئے اور عام راستہ کے سوا آپ نے اور کوئی راستہ اختیار کیا اور اس راستہ سے فوج کو لے کر چلے تو ان کے بازو کمزور ہو جائینگے اور دشمن کے مقابلہ میں ان کی ہمتیں پست ہو جائینگی۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ خاقان کو آپ پر حملہ کرنے کی جرأت ہوگی، اگرچہ آج اس نے بخارا سے حوالگی کا مطالبہ کیا مگر باشندوں نے شہر کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ اگر آپ فوج کو کسی اور راستہ سے لے گئے تو یہ آپ کا ساتھ چھوڑ چھوڑ کر فوراً اپنے گھروں کی راہ لیں گے۔ جب اس حالت کی اطلاع اہل بخارا کو ہوگی تو وہ دشمن کے آگے سر تسلیم خم کر دینگے، البتہ اگر آپ نے عام راستہ منتخب کیا تو دشمن کے دل میں آپ کی ہیبت سما جائے گی۔ اور یہ تجویز بھی میں جناب کی منظوری کے لئے پیش کرتا ہوں کہ آپ سورہ کے ان ساتھیوں کے اہل و عیال کے پاس جو اس جنگ میں شریک ہوئے تھے جائیں، انہیں ان کے خاندان والوں پر خبر گیری کے لئے تقسیم کر دیں اور انہیں اپنے ساتھ لے چلیں اس طرح مجھے توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ دشمن پر آپ کو فتح و کامیابی دے گا، اور ہر اس شخص کو جسے آپ سمرقند میں چھوڑیں ایک ایک ہزار درہم اور ایک گھوڑا عطا فرمائیں۔

عبداللہ بن الشخیر کی سمرقند میں نیابت

جنید نے اسی رائے پر عمل کیا عبداللہ بن الشخیر کو چار سو سواروں اور چار سو پیدل کل آٹھ سو کی جمعیت کے ہمراہ سمرقند میں چھوڑا اور ان سب کو ہتھیار دیئے ان لوگوں نے عبداللہ بن ابی عبداللہ بنی سلیم کے آزاد غلام کو خوب گالیاں دیں کہ اس شخص نے ہمیں خاقان اور ترکوں کے خطرہ کی جگہ ٹھہرا دیا ہے اس سے اس کا مقصد یہ ہے کہ ہم سب ہلاک ہو جائیں۔

عبداللہ بن حبیب نے حرب بن صبح سے پوچھا کہ ساقہ میں آج کتنی فوج متعین کی گئی ہے اس نے کہا سولہ سو۔ عبداللہ بن حبیب نے کہا کہ ہم بھی ہلاکت کے خطرہ میں ڈال دیئے گئے ہیں۔

جنید کی سمرقند سے روانگی

جنید نے حکم دیا کہ تمام اہل و عیال سوار کئے جائیں، اور اب وہ تمام فوج کو لیکر چلا، ولید بن القعقاع العبسی، اور زیاد بن خیران الطائی آگے کی گرداوری کرنے والی جماعتوں پر متعین تھے، جنید نے اشہب بن عبید اللہ الحنظلی کو فوج کے طلیعہ کے دس جوانوں کے ساتھ اپنے آگے روانہ کیا اور حکم دیا کہ جب ایک منزل پہنچ جاؤ تو فوراً خیریت کی خبر دینے کے لئے ایک شخص کو میرے پاس بھیجتے رہنا۔

عطاد بوسی کی جنید سے درخواست

اب جنید روانہ ہوا۔ جب قصر الریح پہنچا تو عطاء الدبوسی نے آکر جنید کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور اسے آگے بڑھنے سے روک دیا ہارون الشاشی بنی حازم کے آزاد غلام نے اس زور سے نیزہ کا بانس اس کے سر پر رسید کیا کہ بانس ٹوٹ گیا، جنید نے ہارون سے کہا دبوسی سے علیحدہ رہو، اور دبوسی سے پوچھا بتاؤ کیا ماجرا ہے، اس نے کہا ملاحظہ فرمائیے کہ آپ کی تمام فوج میں سب سے زیادہ، ضعیف العمر میں ہوں۔ مجھے آپ پورے ہتھیاروں سے مسلح کیجئے، تلوار دیجئے ترکش دیجئے، ڈھال اور نیزہ دیجئے، اور پھر ہماری رفتار کے مطابق آپ ہمیں لیکر چلیں کیونکہ ہم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ دوڑیں بھی اور دشمن سے بھی لڑیں، ہم تیز نہیں چل سکتے کیونکہ ہم پیدل ہیں۔

خاقان کی پیش قدمی کی اطلاع

جنید نے اسکی درخواست منظور کی۔ اثناء راہ فوج کو کوئی واقعہ پیش نہیں آیا یہاں تک کہ ساری فوج خطرات کے مقامات سے نکل آئی۔ اور طواویس کے قریب پہنچ گئی۔ اب ہمارے جاسوسوں نے آکر اطلاع دی کے خاقان بڑھ رہا ہے۔ رمضان کی پہلی تاریخ کو مقام کومینیہ میں مسلمان خاقان کے سامنے ہوگئے۔ جب جنید نے اس مقام سے کوچ کیا، محمد بن الرزیدی کچھ سواروں کے ساتھ آخررات میں آیا، چونکہ یہ کومینیہ کے جنگل کے ایک گوشہ میں تھا اس نے دشمن کی کمزوری کو دیکھ لیا تھا آکر جنید کو اطلاع کی۔

جنید اور خاقان کی جنگ

جنید کے نقیب نے اعلان کر دیا کہ جس قدر لوگ اپنے اپنے بیڑوں میں ہیں سب دشمن کے مقابلہ کے لئے چلیں۔ چنانچہ تمام فوج چلی اور جنگ شروع ہوگئی۔ ایک شخص نے بلند آواز سے تمام فوج کو مخاطب کر کے کہا۔ اے لوگو!! تم خارجی ہوگئے ہو اسی لئے جان پر کھیل کر لڑ رہے ہو۔

عبداللہ بن ابی عبداللہ ہنستا ہوا جنید کے پاس آیا۔ جنید نے کہا کہ یہ دن ہنسی کا تو نہیں ہے، اس نے جواب دیا کہ میں تعجب کی وجہ سے ہنس رہا ہوں، بس تمام تعریف اس خدائے برتر کے لئے زیبا ہے جس نے ان خشک پہاڑوں میں دشمن سے تمہارا مقابلہ کرایا۔ وہ کھلے میدان میں ہیں اور آپ خندقوں کی آڑ میں ہیں اور دن ڈھل چکا ہے، وہ تھکے ماندے ہیں اور آپ کے ساتھ تمام سامان خورد و نوش موجود ہے، تھوڑی دیر تک مسلمانوں سے لڑے اور پھر واپس چلے گئے۔

عبداللہ بن ابی عبداللہ کی جنگ

ابھی جنگ ہو رہی تھی کہ عبداللہ بن ابی عبداللہ نے جنید سے کوچ کر دینے کے لئے کہا، جنید نے پوچھا کہ اس میں بھی کوئی جنگی مصلحت ہے، عبداللہ نے کہاہاں آپ یہاں سے تین سو گز کے فاصلہ پر چلے چلئے۔ کیونکہ خاقان یہ چاہتا ہے کہ آپ ایک جگہ ٹھہرے رہیں اسطرح وہ جس وقت بھی چاہے آپ کا محاصرہ کر لے۔ جنید نے فوج کو کوچ کا حکم دے دیا۔ عبداللہ بن ابی عبداللہ ساقہ فوج پر رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد عبداللہ نے جنید سے کہلا بھیجا کہ اب ٹھہر جائیے، جنید نے کہا کہ یہاں پانی تو نہیں کیسے اتروں۔ عبداللہ نے کہا فوراً قیام کر دو یاد رکھو خراسان تمہارے ہاتھ سے نکل جائیگا۔

عبداللہ بن ابی عبداللہ کا فوج سے خطاب

جنید اتر پڑا اور لوگوں کو سیراب ہونے کا حکم دیا۔ پیدل تیرانداز جنگی دو صفیں تھیں سیراب ہونے کے لئے چلے گئے، یہاں رات بسر کی۔ صبح ہوتے ہی یہاں سے بھی کوچ کیا، عبداللہ بن ابی عبداللہ نے کہا اے گروہ عرب! تمہارے چار کنارے ہیں کسی ایک حصہ کو یہ نہ چاہیے کہ وہ دوسرے کو برا کہے یا اسے کم سمجھے، کیونکہ ہر حصہ اپنی جگہ ایسا ضروری ہے کہ بغیر اسکے چارہ نہیں، مقدمۃ الجیس تو وہی قلب لشکر بھی ہے، میمنہ، میسرہ اور ساقہ، اگر خاقان اپنی ساری طاقت پیدل اور سوار سے کسی ایک حصہ پر حملہ کر دے چاہے وہ تمہارا ساقہ ہی ہو تو تم سب کے سب تباہ ہو جاؤ گے، اور میں سمجھتا ہوں کہ اسے ایسا کرنا چاہئے، اور وہ آج ہی غالباً ایسا کرے گا، اس لئے تم ساقہ فوج کو رسالہ سے مضبوط کر دو۔

ترکوں کی شکست اور پسپائی

جنید نے بھی تمیم کا رسالہ اور فولادی جھولوں والی سواریوں کو عبداللہ کی امداد کے لئے بھیج دیا۔ عبداللہ کا خیال سچ ہوا، ترک آئے اور انہوں نے پوری طاقت سے ساقہ پر حملہ کر دیا۔ مسلمان طواویس کے قریب پہنچ چکے تھے، جنگ نے نہایت شدید صورت اختیار کر لی۔ دونوں حریفوں نے خوب ہی داد مردانگی دی سلم بن احوز نے ترکوں کے ایک بڑے سردار پر حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا۔ اس واقع سے ترکوں نے شگون بدلیا، وہ طواویس سے واپس لوٹ گئے۔ مسلمان چلتے چلتے عید مہر جان کے دن بخارا پہنچے، جنید نے ہر شخص کو دس دس نجاری درہم دئے۔

عبدالمومن بن خالد نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن ابی عبداللہ کو ان کی وفات کے بعد ایک دن خواب میں دیکھا، عبداللہ نے کہا۔ بتاؤ گھاٹی کی جنگ میں میں نے جو مشورہ دیا تھا اسکے متعلق لوگوں کا کیا خیال ہے۔

جنید خالد بن عبداللہ کو یاد کرتا تھا اور کہتا تھا کہ وہ ایک اونی ناپاک چیتھڑا ہے، ایک ذلیل بے یار و مددگار ہے اور ایسے ہی شخص کا بیٹا ہے۔ اور ایک جرع ہے۔

امدادی فوج کی خرسان میں آمد

بصرہ کی فوج عمرو بن مسلم الباہلی کے زیر قیادت۔ اور اہل کوفہ عبدالرحمن بن نعیم العامری کے ماتحت

خراسان آئے، جنید اس وقت صغانیان میں تھا۔ جنید نے حوارثہ بن یزید العنبری کو تاجروں اور دوسرے لوگوں کے ہمراہی میں ان کے ساتھ روانہ کیا اور حکم دیا کہ اہل سمرقند کے اہل وعیال کو بھی سواریوں پر لے آیا جائے، اور صرف سپاہی وہاں چھوڑ دیے جائیں۔ ان احکام کی تعمیل کر دی گئی۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جنید اور خاقان کی یہ جنگ جسے یوم الشعب کہتے ہیں ۱۱۳ھ میں وقوع پذیر ہوئی۔

اسی سنہ میں ابراہیم بن ہشام المخزومی کی امارت میں حج ہوا۔ اکثر ارباب سیر کا یہی بیان ہے مگر یک بیان یہ بھی ہے کہ اس سال سلیمان بن ہشام امیر حج تھا۔

اسی سنہ میں مختلف مقامات پر وہی عہدیدار متعین تھے جو ۱۱۱ ہجری میں تھے اور جن کا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں۔

۱۱۳ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

عبدالوہاب بن بخت کی شجاعت

اس سنہ میں عبدالوہاب بن بخت جو بطال عبداللہ کے ساتھ تھا رومیوں کے علاقہ میں مارا گیا، عبدالوہاب بطال کے ہمراہ ۱۱۳ ہجری میں جہاد کرنے گیا تھا، فوج بطال کو چھوڑ کر فرار ہوگئی۔ عبدالوہاب اپنے گھوڑے کو آگے بڑھاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ میں نے اس سے زیادہ بزدل گھوڑا کوئی نہیں دیکھا، اگر میں تجھے مار نہ ڈالوں اللہ مجھے اللہ ہلاک کر دے، اس نے اپنے سر سے اپنا خود اتار پھینکا۔ اور جو لوگ بھاگ رہے تھے انہیں مخاطب کر چلایا میں عبدالوہاب بن بخت ہوں۔ تم لوگ جنت سے بھاگ رہے ہو، اور خود دشمن کی صفوں میں گھس پڑا ایک شخص کے پاس سے گذرا جو پیاس سے بے تاب تھا اور پانی مانگ رہا تھا، عبدالوہاب نے کہا آگے بڑھ پانی تیرے آگے ہے، یہ کہہ کر دشمن سے گتھم گتھا ہوگیا اور وہ اور اس کا گھوڑا دونوں کام آئے۔

مسلمہ بن عبدالملک کی فتوحات

اسی سال مسلمۃ بن عبدالملک نے خاقان کے علاقہ میں مختلف فوجیں روانہ کیں جنہوں نے بہت سے شہر اور قلعے فتح کیے۔ قیدی اور لونڈی غلام پکڑے ترکوں کی ایک بڑی جماعت نے اپنے آپ کو آگ میں ڈال کر خودکشی کر لی۔ کوہستان بلنجر کے پیچھے جو قومیں آباد تھیں وہ ان کی مطیع ہوگئیں، اور خاقان کا بیٹا بھی مارا گیا معاویہ بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا، اور مرعش کی سمت سے بڑھ کر رومیوں کے مقابلہ پر اپنے سوار جنگ کے لئے مستعد کیے اور پھر واپس پلٹ آیا۔

بنی عباس کے داعیوں کی خراسان آمد

اسی سنہ میں بنی عباس کے داعیوں کی ایک جماعت خراسان پہنچی۔ جنید نے ان میں سے ایک شخص کو پکڑا

اور قتل کر دیا۔ اور اعلان کر دیا کہ جو شخص ان پر قابو پائے اس کے لئے ان کا خون بہانا مباح ہے۔

اکثر ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن ہشام بن عبدالملک کی امارت میں اس سال حج ہوا۔ اور بعضوں نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن ہشام المخزومی امیر حج تھا۔

اسی سال بھی وہی لوگ مختلف مقامات کے والی تھے جو گذشتہ سالوں میں تھے۔

۱۱۴ھ ہجری کے واقعات کا تذکرہ

قسطنطین کی گرفتاری

اس سنہ میں معاویہ بن ہام نے موسم گرما کی مہم لے کر بائیں جانب سے اور سلیمان بن ہشام داہنی جانب سے رومیوں کے علاقہ پر جہاد کرنے گئے۔ معاویہ بن ہام نے ربض اقرن کو مسخر کیا، عبداللہ البطال سے قسطنطین کا مقابلہ ہوا جس کے پاس کافی فوج تھی۔ مسلمانوں نے رومیوں کو شکست دی اور قسطنطین کو قید کر لیا۔ اور سلیمان بن ہشام قیساریہ پہنچا۔

ابراہیم بن ہشام کی معزولی

اس سال ہشام بن عبدالملک نے ابراہیم بن ہشام کو مدینہ کی ولایت سے معزول کر دیا اور خالد بن عبدالملک بن الحارث بن الحکم کو مدینہ کا والی مقرر کیا۔

واقدی کہتے ہیں کہ خالد بن عبدالملک ماہ ربیع الاول کے نصف میں مدینہ آیا اور ابراہیم ہشام آٹھ سال مدینہ کا والی رہا۔ واقدی کہتے ہیں کہ اس سنہ میں محمد بن ہشام المخزومی مکہ کا والی بنایا گیا، مگر دوسرے ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ محمد بن ہشام ۱۳۰ھ ہجری میں مکہ کا والی مقرر ہوا۔ ابراہیم کی معزولی کے بعد محمد بن ہشام بدستور اپنے عہدہ پر برقرار رہا۔

اس سال واسط میں مرض طاعون پھیلا۔

مسلمہ بن عبدالملک خاقان کو شکست دینے کے بعد باب سے واپس آیا۔ مسلمہ نے شہر باب کی تعمیر کی اور اسے مستحکم کیا۔

ہشام نے مروان بن محمد کو ارمیان اور آذربیجان کا والی مقرر کیا۔

اس امر میں اختلاف ہے کہ اس سال کس کی امارت میں حج ہوا۔ ابو معشر کے بیان کے مطابق ۱۱۴ھ ہجری میں خالد بن عبدالملک والی مدینہ امیر حج تھا۔ دوسرے ارباب سیر کا اس سے اختلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ محمد بن ہشام امیر مکہ اس سال امیر حج تھا۔ اور خالد اس سال حج میں شریک ہی نہیں ہوا۔ اس آخری بیان کو واقدی سے عبداللہ بن جعفر نے اور ان سے صالح بن کیسان نے بیان کیا ہے، مگر واقدی کہتے ہیں کہ ابو معشر نے مجھ سے یہ بیان کیا ۱۱۴ھ ہجری میں خالد بن عبدالملک امیر حج تھا، اور محمد بن ہشام مکہ کا امیر تھا، اور یہی بیان واقدی کے نزدیک زیادہ معتبر ہے، اس سال میں مختلف مقامات کے وہی لوگ والی تھے جو سنین ماسبق میں تھے۔ البتہ مدینہ کا عامل اس

سال خالد بن عبدالملک مکہ اور طائف کا محمد بن ہشام اور آرمینا اور آذربیجان کا مروان بن محمد تھا۔

۱۱۵ھ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

۱۱۵ھ کے اہم واقعات

اس سنہ میں معاویہ بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ پر جہاد کیا، نیز اسی سال شام میں مرض طاعون شائع ہوا۔ محمد بن ہشام امیر مکہ وطائف اس سال امیر حج تھا۔ اس سنہ میں وہی لوگ والی تھے جو ۱۱۴ھ ہجری میں تھے البتہ خراسان کے والی کے متعلق ارباب سیر کا اختلاف ہے۔ مدائنی کہتے ہیں کہ اس سنہ میں جنید بن عبدالرحمٰن خراسان کا والی تھا۔ ایک صاحب نے یہ بیان کیا کہ عمارہ بن حریم المری خراسان کا عامل تھا، جو صاحب اس روایت کے حامل ہیں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جنید اس سنہ میں انتقال کر چکا تھا۔ اور اس نے عمارہ بن حریم کو اپنا جانشین بنا دیا تھا۔ مگر مدائنی کہتے ہیں کہ جنید نے ۱۱۶ھ ہجری میں وفات پائی۔

خراسان میں قحط

یہ سال خراسان میں قحط لے کر آیا۔ جس سے لوگوں کو سخت تکلیف برداشت کرنا پڑی، جنید نے تمام مفصلات میں یہ حکم جاری کیا۔

(مرو) كانت آمنة ياتيها رزقها رغدا من كل مكان فكفرت بانعم الله

(ترجمہ) (مرو) ایک امن واطمینان والی بستی تھی جسکے لئے ہر جگہ سے آسانی سے خوراک پہنچتی تھی۔ پھر اس نے اللہ کی نعمتوں کا کفران کیا۔

اس سال سامان خوراک مرو بھیجا جائے۔

اس قحط کے سن میں جنید نے ایک شخص کو ایک درہم دیا اس نے ایک درہم میں ایک روٹی خریدی۔ جنید نے کہا تم قحط کی شکایت کرتے ہو حالانکہ ایک درہم میں ایک روٹی مل جاتی ہے، ہندوستان کا یہ حال ہے کہ وہاں ایک دانہ کئی درہموں میں ملتا ہے، پھر جنید نے مرو کے لئے کلام پاک کی یہ آیت پڑھی۔

"وضرب الله مثلاً قرية كانت آمنة مطمئنة

۱۱۶ھ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

موسم گرما میں معاویہ بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ پر جہاد کیا اس سنہ میں عراق وشام میں شدید طاعون پھیلا اور اس کی سب سے زیادہ شدت واسط میں تھی۔ اسی سنہ میں جنید بن عبدالرحمٰن نے انتقال کیا اور عاصم بن عبداللہ بن یزید الہلالی خراسان کا والی مقرر ہوا۔

جنید کی معزولی کی وجہ

چونکہ جنید نے فاضلہ بنت یزید بن المہلب سے شادی کی تھی اس وجہ سے ہشام جنید پر برہم ہوا اور اس نے عاصم بن عبداللہ کو خراسان کا والی مقرر کر دیا۔ جنید کو استسقا ہو گیا تھا ہشام نے عاصم سے کہا کہ اگر تم جنید کو زندہ پاؤ اور

اس میں تھوڑی سے جان بھی ہو تو قتل کر دینا۔ مگر جب عاصم خراسان آیا تو اس سے پہلے ہی جنید اس دنیائے فانی سے کوچ کر چکا تھا۔

خراسان کی حکومت پر عاصم بن عبداللہ کا تقرر

ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ ایک دن جبلہ بن ابی رواد جنید کے پاس عیادت کے لئے گیا، جنید نے جبلہ سے پوچھا کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ جبلہ نے کہا، آپ کی علالت کا سبب کو صدمہ ہے، جنید نے کہا میں نے یہ سوال تم سے نہیں کیا تھا کہ لوگ کیا کہتے ہیں، پھر جنید نے اپنے ہاتھ سے شام کی طرف اشارہ کیا، جبلہ نے کہا یزید بن شجرۃ الرھاوی خراسان آ رہا ہے، جنید نے کہا ہاں یہ تو اہل شام کا مشہور سردار ہے، پھر جنید نے پوچھا اور کون؟، جبلہ نے کہا عصمہ، یا عصام۔ (جبلہ نے اس سے عاصم کی طرف کنایہ کیا) جنید نے کہا کہ اگر عاصم خراسان آ رہا ہے تو ہو تو ہمارا بڑا سخت دشمن ہے، مجھے اس کی آمد سے خوشی نہیں ہے۔

جنید بن عبدالرحمٰن کا انتقال

جنید نے اسی مرض میں محرم ۱۱۶ ہجری میں انتقال کیا اور عمارہ بن حریم کو اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ عاصم بن عبداللہ نے خراسان پہنچتے ہی عمارہ اور جنید کے دوسرے عمال کو قید کر کے ان پر طرح طرح کی سختیاں کیں، جنید نے مرو میں وفات پائی۔

ابوالجویریہ عیسیٰ بن عصمہ نے جنید کا مرثیہ کہا اور اس کا پہلا مصرع یہ تھا

هلك الجود والجنيد جميعا

(ترجمہ) سخاوت اور جنید ایک ساتھ ہلاک ہو گئے۔

جنید کے عملے پر جبر و تشدد

یہی شاعر خالد بن عبداللہ القسری کے پاس آیا اور انکی مدح میں قصیدہ پڑھا۔ خالد نے کہا کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا **هلك الجود والجنيد جميعاً** میرے پاس تمہارے لئے کچھ نہیں ہے، ابوالجوریہ چلا آیا، اور پھر اس نے عمارہ بن حریم جنید کے چچا زاد بھائی کی مدح میں ایک قصیدہ کہا، یہ عمارہ وہی شخص ہے جو ابوالہیذام کا دادا ہے جو شام میں فرقہ واری تحریک کا سرغنہ تھا، عاصم بن عبداللہ نے خراسان آتے ہی عمارہ بن حریم اور جنید کے تمام دوسرے عمال کو قید کر دیا اور ان پر طرح طرح کی سختیاں کیں۔

اس سنہ میں حارث بن سریج نے خلافت سے علم بغاوت بلند کیا اور اس کے اور عاصم بن عبدالہل کے درمیان جنگ ہوئی۔

حارث بن سریج اور عاصم بن عبداللہ کی جنگ

جب عاصم خراسان کا والی مقرر ہو کر آیا تو حارث بن سریج نخذ سے چل کر فاریاب پہنچا۔ اس نے اپنے

آ گئے بشر بن جرموز کو روانہ کیا، عاصم نے خطاب بن محرز السلمی، منصور بن عمر بن ابی الحرفاء السلمی، ہلال بن علیم التمیمی، اشہب الحنظلی۔ جریر بن ہمیان السدوسی، اور مقاتل بن حیان النبطی مصقلہ کے آزاد غلام کو حارث کے پاس بھیجا۔ خطاب اور مقاتل بن حیان نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جب تک حارث سے وعدہ امان نہ لے لیا جائے ہمیں اس کے پاس نہ جانا چاہیے، مگر اور لوگوں نے اس تجویز کی مخالفت کی، جب یہ سب لوگ اسکے پاس فاریاب پہنچے اس نے سب کو گرفتار کر کے قید کر دیا، اور ایک شخص کو انکی نگرانی پر متعین کر دیا۔ ان سب نے ملکر محافظ کو باندھ دیا اور قید خانہ سے نکل آئے، اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے ڈاک کے گھوڑے بھی اپنے ساتھ لے آئے، طالقان سے گذرے، سہرب رئیس طالقان نے ان پر حملہ کرنا چاہا مگر پھر اپنے ارادہ سے باز رہا۔ اور انہیں جانے دیا۔ جب یہ مرو پہنچے تو عاصم نے انہیں حکم دیا کہ لوگوں کے سامنے حارث کی حالت بیان کریں، انہوں نے تقریر کی، حارث کی بدنظمی، اور غدر کو لوگوں کے سامنے بیان کیا، حارث بلخ آیا۔ نصر بلخ کا عامل تھا، اہل بلخ نے اس کا مقابلہ کیا، انہیں شکست ہوئی اور نصر مرو چلا آیا۔

حارث بن سریج کا بلخ پر قبضہ

بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ جب حارث نے بلخ کی طرف پیش قدمی کی اسوقت تجیبی بن ضبیعہ المری اور نصر بن سیار دونوں بلخ کے والی تھے، جنید نے انہیں بلخ کا والی مقرر کیا تھا۔ جب حارث عطا کے پل کے پاس جو دریائے بلخ پر شہر سے دو فرسخ کے فاصلہ پر تھا پہنچا تو نصر بن سیار دس ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ کو آیا۔ حارث کے پاس چار ہزار فوج تھی، حارث نے اہل بلخ کو کتاب اللہ، اور سنت رسول اور اس بات کی طرف کہ اپنی خوشی سے جس کو چاہیں اس کے ہاتھ پہ بیعت کریں دعوت دی، اس پر قطن بن عبدالرحمٰن بن جزعی الباہلی نے حارث کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر تمہارے داہنی جانب جبرئیل اور بائیں جانب میکائیل بھی ہوں تو بھی ہم تمہاری دعوت پر لبیک نہیں کہیں گے، اس کے بعد ہی جنگ شروع ہوئی۔ قطن کی آنکھ میں ایک تیر آ کر پیوست ہوا اور اس معرکہ میں سب سے پہلے یہی کام آیا اہل بلخ شکست کھا کر شہر کی طرف بھاگے حارث نے ان کا تعاقب کیا اور خود بھی شہر میں گھس آیا۔ نصر ایک دوسرے دروازہ سے بلخ سے جان بچا کر بھاگا۔ حارث نے حکم دیا کہ شکست خوردہ فوج سے کوئی تعارض نہ کیا جائے۔

حارث کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں بلخ کے ایک را[illegible]ے گزر رہا تھا مجھے عورتوں کے رونے کی آواز آئی۔ ان میں سے ایک عورت کہہ رہی تھی۔ کہ اے میرے باپ، کاش مجھے معلوم ہوتا کہ تمہارا قاتل کون ہے؟ ایک اعرابی بھی میرے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ اس نے پوچھا کہ یہ کون رو رہا ہے کہا گیا یہ قطن بن عبدالرحمٰن بن جزی کی بیٹی ہے، اس اعرابی نے کہا تیرے باپ کی قسم میں تیری اس مصیبت کا سبب میں ہی ہوں، میں نے اس سے پوچھا کیا تو نے اسے قتل کیا ہے، اس نے کہا بے شک۔

تجیبی کا قتل

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب نصر بلخ آیا اس وقت تجیبی بلخ کا عامل تھا، نصر نے اسے قید کر دیا، اور وہ اس وقت تک بلخ ہی میں قید رہا جب تک حارث نے نصر کو شکست دیکر بلخ سے نہ نکال دیا۔ جنید کے زمانہ حکومت میں تجیبی نے

حارث کے چالیس کوڑے مارے تھے، حارث نے اسے زم کے قلعہ باذکر میں منتقل کر دیا، بنی حنیفہ کے ایک شخص نے حارث کے سامنے دعویٰ کیا کہ جب تجیبی ہرات پر تھا تو اس نے میرے بھائی کو قتل کر ڈالا تھا، حارث نے اسے اس شخص کے حوالے کر دیا تجیبی نے اس سے کہا کہ میں ایک لاکھ درہم فدیہ دینے کے لئے تیار ہوں، مگر وہ نہ مانا اور اسے قتل کر ڈالا۔

حارث کی جوجان میں آمد

بعض لوگوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ تجیبی حارث کے بلخ آنے سے پہلے ہی نصر کے زمانۂ ولایت میں قتل کیا جا چکا تھا، حارث نے بلخ پر قبضہ کرتے ہی عبداللہ بن حازم کی اولاد میں سے ایک شخص کو بلخ کا امیر مقرر کر دیا اور خود وہاں سے روانہ ہو کر جب جوز جان پہنچا تو وابصہ بن زرارۃ العبدی، وحاجبہ العجمی، وحش العجلی، بشر بن جرموز، اور ابو فاطمہ کو بلایا اور پوچھا آپ لوگوں کی اب کیا رائے ہے۔

ابو فاطمہ نے کہا مرو خراسان کا مرکز ہے، ان کے پاس بہادروں کی کثرت ہے، اگر ہمارے دشمن صرف اپنے غلاموں کی مدد ہی سے تم سے لڑے تو بھی وہ تمہارا کس بل نکال دیں گے، بہتر یہ ہے کہ یہیں ٹھرو، اگر وہ خود تم پر چڑھ آئیں تو مقابلہ کرنا۔ اور اگر وہ وہیں ٹھہرے رہیں تو تم ان کے سامان رسد کی بہم رسانی مسدود کر دینا۔

حارث کی مرو کی جانب پیش قدمی

حارث نے کہا مجھے تمہاری رائے سے بالکل اختلاف ہے میں خود ان پر بڑھ کر جانا چاہتا ہوں۔ غرض کہ اب حارث نے بلخ جوز جان، فاریاب، طالقان اور مرو الروز پر قبضہ کرنے کے بعد خود مرو پر پیش قدمی شروع کی۔ مرد کے اہل الرائے سے اس نے کہا کہ اگر عاصم ہمیں چھوڑ کر ابر شہر (نیشاپور) چلا گیا تو ہماری جماعت منتشر ہو جائیگی اور اگر اس نے ہمارا رخ کیا تو ہم اسے انتہائی بھیانک شکست دیں گے۔

عاصم کا مرو چھوڑنے کا ارادہ

ادھر عاصم کو یہ معلوم ہو گیا کہ مرو والے حارث سے ساز باز رکھتے ہیں، اس نے مرو چھوڑ دینے کا تہیہ کر لیا، اور باشندوں کو مخاطب کر کے کہا اے خراسانیو! تم نے حارث بن سریج کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے، جس شہر کا اس نے رخ کیا تم نے اسے حارث کے لئے بغیر لڑے بھڑے خالی کر دیا۔ میں اب اپنی قوم کے علاقہ ابر شہر جاتا ہوں، اور وہاں سے امیر المومنین کو لکھوں گا کہ وہ میری امداد کے لئے دس ہزار شامی فوج بھیج دیں۔

طلاق کی شرط پر بیعت

جشر بن مزاحم نے کہا کہ اگر یہ لوگ غلاموں کی آزادی، اور اپنی بیبیوں کو طلاق کی شرط پر تمہاری بیعت کر لیں تو یہیں ٹھہرو۔ اور اگر وہ ایسا کرنے سے انکار کریں تو پھر ابر شہر، چلے جانا اور وہاں سے امیر المومنین کو لکھا کہ وہ تمہاری امداد کے لئے اہل شام کو بھیج دیں۔

خالد بن ہریم (از قبیلہ بنی ثعلبہ بن یربوع) اور ابو محارب ہلال بن علیم نے کہا ہم آپ کو ہرگز یہاں سے

نہ جانے دیں گے، چونکہ ہم آپ کے ہمراہ ہیں اس لئے اس کاروائی کی ساری ذمہ داری امیر المومنین کے خیال میں ہم پر عائد ہوگی، اگر آپ روپیہ خرچ کریں تو آخری دم تک ہم آپ کا ساتھ دیں گے، عاصم نے کہا میں ایسا کرنے کے لئے آمادہ ہوں۔

یزید بن قران الریاحی نے کہا کہ جب تک آپ لڑیں گے اگر میں بھی آپ کے ہمراہ نہ لڑوں تو امرو بن قرۃ الریاحی کی بیٹی پر تین طلاق ہوں۔ (یہ اس کی بیوی تھی) عاصم نے کہا کہ میں اسی شرط پر آپ سے گفتگو کرتا ہوں سب نے کہا ہم تیار ہیں سلمہ بن ابی عباداللہ عاصم کے محافظ دستہ کا سرداران سب سے طلاق ہی کی شرط پر قسم کھلاتا تھا۔

حارث بن سریج کی جماعت

حارث بن سریج ایک جماعت عظیم کے ساتھ جس کی تعداد ساٹھ ہزار بیان کی جاتی ہے مرو کی طرف بڑھا۔ اسکے ساتھ ازد اور تمیم کے شہسوار بھی تھے جن میں محمد بن المثنی، حماد بن عامر بن مالک الحمانی۔ داؤد الاعسر بشر بن انیف الریاحی، عطاء الدبوسی۔ اور مقامی روسا میں سے جوز جان، اور نرسل، فاریاب کا زمیندار سہرب طالقان کا بادشاہ قرباقس مرو کا زمیندار اور ان جیسے اور بھی بہت سے زمینداروں کے ساتھ اس فوج میں شریک تھے۔

پلوں کا انہدام

عاصم اہل مرو اور دوسرے لوگوں کو لے کر مقابلہ کے لئے بڑھا گرجے کے پاس مقام جیاسر میں اس نے اپنا فوجی پڑاؤ ڈالا، ہر سپاہی کو ایک ایک دینار دیا۔ اس پر فوج اس سے علیحدہ ہوگئی، اب عاصم نے ہر شخص کو بلا تخصیص تین تین دینار دے۔ جب تمام مختلف جماعتیں ایک دوسرے کے قریب آگئیں اس نے پلوں کے توڑنے کا حکم دیا اور وہ توڑ دیئے گئے۔

محمد بن مثنیٰ اور حماد بن عامر

حارث کے ساتھیوں نے اپنے حریف سے کہا تم ہمیں جنگل بے آب و گیاہ میں محصور کرنا چاہتے ہو، ہمیں اجازت دو تاکہ ہم تمہارے پاس آئیں اور جس غرض سے ہم لڑنے کے لئے آئے ہیں اس کے متعلق تم سے بحث و مباحثہ کریں، مگر اہل مرو نے انکی درخواست رد کردی حارث کے پیدل پلوں کو درست کرنے لگے مگر اہل مرو کی پیدل فوج نے ان پر حملہ کردیا اور انہیں مار کر بھگا دیا۔ محمد بن المثنی القراہیدی اپنے جھنڈے کے ساتھ دو ہزار فوج کو لے کر عاصم سے آملا۔ عاصم نے اسے خوش آمدید کہی اور یہ سردار بنی ازد میں آکر شریک ہوگیا۔ اسی طرح حماد بن عامر بن مالک الحمانی بھی عاصم سے آملا۔ اور بنی تمیم میں آکر شامل ہوگیا، حارث نے چند قاصدوں کو عاصم کے پاس جن میں محمد بن مسلم العنبری بھی تھا اس غرض سے بھیجا تا کہ یہ قاصد عاصم کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیں، حارث بن سریج اس روز سیاہ لباس پہنے ہوئے تھا

حارث بن سریج کا مرو پر حملہ

جب محمد بن المثنی عاصم سے آملا تو اب حارث کی فوج نے اہل مرو پر حملہ شروع کیا۔ اور طرفین نے جنگ

شروع کر دی، سب سے پہلے غیاث بن کلثوم جو خاندان جارود سے تھا اس معرکہ میں کام آیا۔ حارث کی فوج شکست کھا کر بھاگی، حارث کی فوج کے بہت سے لوگ مرو کی ندیوں اور بڑے دریا میں غرق ہوئے۔ مقامی رؤسا اپنے اپنے علاقوں کو واپس چلے گئے، اس معرکہ میں خالد بن علیا بن حبیب بن الجارود کا چہرہ زخمی ہو گیا۔

محمد بن مسلم کی سفارت

عاصم بن عبداللہ نے مومن بن خالد الحنفی، علیاء بن احمر الیشکری، یحییٰ بن عقیل الخزاعی اور مقاتل بن حیان النبطی کو حارث کے پاس بھیجا تاکہ دریافت کریں کہ وہ اس کا کیا ارادہ ہے، حارث نے صرف محمد بن مسلم العنبری کو ان لوگوں سے گفتگو کرنے کے لئے بھیجا۔ محمد نے ان صاحبوں سے کہا کہ حارث اور تمہارے دوسرے بھائی تمہیں سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اور ہمارے جانور پیاس کی شدت سے بیتاب ہیں۔ اجازت دیجئے کہ آج رات ہم ٹھہرے رہیں، اور اس دوران میں ہمارے آپ کے درمیان گفتگوئے صلح جاری رہے، اگر معاملہ اس طرح طے پا جائے تو فبہا ورنہ پھر تمہیں اختیار عمل حاصل ہوگا، عاصم کے قاصدوں نے اس تجویز کو مسترد کر دیا اور بہت سخت و ترش جواب دیا۔ مقاتل بن حیان نے کہا اے خراسانیو ہم اور تم ایک گھر کی طرح تھے۔ ہمارا علاقہ اور سرحد ایک تھی ہماری طاقت دشمن کے مقابلے میں مجتمع تھی، تمہارے سردار نے جو کاروائی کی ہے ہم اسے سخت بری نظر سے دیکھتے ہیں، ہمارے امیر نے اپنے لشکر کے فقہا اور قاریوں کو اس کے پاس بھیجا اسکے جواب میں اس نے صرف ایک شخص کو ہم سے مکالمہ کرنے کے لئے بھیجا ہے۔

محمد نے کہا میں مبلغ کی حیثیت سے آپ صاحبوں کے پاس آیا ہوں تاکہ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ پر عمل پیرا ہونے کے لئے دعوت دوں، اور جو آپ چاہتے ہیں وہ بھی انشاء اللہ کل ہو جائے گا۔

حارث وعاصم کی جنگ

محمد بن مسلم حارث کے پاس واپس چلا گیا، نصف رات گئی حارث اپنی فوج کے ساتھ بڑھا۔ عاصم کو بھی اسکی خبر ہوگئی صبح کے وقت عاصم بھی اس کے مقابلے کے لئے بڑھا۔ حارث کے میمنہ پر رابض بن عبداللہ بن زرارۃ التغلبی سردار تھا نہایت خونریز معرکہ ہوا۔ طرفین کی فوجوں نے خوب ہی داد مردانگی دی۔ یحییٰ بن حصین بکر بن وائل کے مشہور شہسوار نے حارث کی فوج پر حملہ کیا، (بکر بن وائل کی قیادت زیاد بن الحارث بن سریج کر رہا تھا) اور بہت بری طرح اسکی فوج کا قلع قمع کر دیا۔ حارث نے دریاء مرو کو عبور کر کے راہبوں کی خانقاہوں کے پاس اپنا خیمہ نصب کیا۔ عاصم نے اسکا تعاقب نہیں کیا سو آدمی اس معرکہ میں مارے گئے۔ سعید بن سعد بن جز الازدی بھی مارا گیا اور خازم بن موسیٰ بن عبداللہ بن خازم جو حارث کے ہمراہ تھا دریا میں غرق ہو گیا، اب حارث کے پاس تقریباً تین ہزار آدمی جمع ہو گئے۔

حارث بن سریج کی شکست وفرار

جب حارث شکست کھا کر بھاگا اور عاصم نے اس کا تعاقب نہیں کیا تو قاسم بن مسلم کہنے لگا کہ اگر عاصم اس کا سختی سے تعاقب کرتا تو اسے بالکل تباہ کر دیتا۔ حارث نے کہلا بھیجا کہ اگر تم یہاں سے چلے جاؤ تو میں نے تمہارے

اورتمہاری فوج کے لئے جس بات کی ضمانت کی تھی اسے پورا کردوں گا۔ حارث نے ایسا ہی کیا۔

جس رات حارث کو شکست ہوئی ہے خالد بن عبید اللہ بن حبیب اسکے پاس آیا اس وقت حارث کے تمام ساتھی اسکا ساتھ چھوڑنے کے لئے آمادہ ہو چکے اور یہ کہہ چکے تھے کہ تمہاری حمایت میں ایک علم بھی بلند نہ ہوگا۔ مگر خالد نے اگرانہیں سمجھایا۔

عاءالدبوسی ایک بہادر شخص تھا۔ اس نے جنگ رزق میں اپنے غلام سے کہا کہ میرے لئے سواری کے گھوڑے پر زین کس لاؤ، تاکہ میں اس گدھے کو میدانِ جنگ میں کھلاتا کدا تا پھروں۔ یہ سوار ہوکر کے میدان مصاف میں آیا۔ مبارزت طلب کی ایک طالقان کا رہنے والا اس کے مقابلہ کے لئے نکل آیا اور اپنی زبان میں اس سے کہا، اے کیر خر۔

اس سنہ میں ولید بن یزیز بن عبدالملک ولی عہد خلاف کی امارت، میں حج ہوا۔ اس سال وہی لوگ عمال خلافت تھے جو گزشتہ سال تھے البتہ خراسان کا صوبہ دار اس سال عاصم بن عباللہ الہلالی تھا۔

۱۱۷ھ کے اہم واقعات کا تذکرہ

رومی علاقوں پر فوج کشی

اس سنہ میں معاویہ بن ہشام موسم گرما کی مہم لے کر بایں جانب سے اور سلیمان بن ہشام بن عبدالملک داہنے سمت سے علاقہ جزیرہ کی طرف سے بڑھ کر رومیوں کے علاقہ میں جہاد کرنے گئے، سلیمان بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ میں اپنے فوجی دستے مختلف مقامات پر بھیجے۔

اس سنہ میں مروان بن محمد والی آرمینیا نے دو مہمیں روانہ کیں، ایک نے لان کی تین قلعے فتح کئے اور دوسری فوج نے نومالشاہ کا محاصرہ کرلیا۔ بعد میں اس کے باشندوں نے صلح کرکے ہتھیار رکھ دئے۔

عاصم بن عبداللہ کی معزولی

ہشام نے عاصم بن عبداللہ کو خراسان کی ولایت کے عہدے سے معزول کردیا۔ خراسان کو بھی خالد بن عبداللہ ہی کے ماتحت کردیا خالد نے اپنی بھائی اسد بن عبداللہ کو خراسان کا والی مقرر کیا۔

مدائنی کہتے ہیں کہ ہشام نے عاصم کو خراسان کی ولایت سے ۱۱۶ھ ہجری میں برطرف کرکے خراسان کو خالد بن عبداللہ کے ماتحت کیا تھا۔

عاصم کی برطرفی کے اسباب وواقعات

عاصم بن عبداللہ نے ہشام بن عبدالملک کو لکھا۔

'ایک رہبران لوگوں سے جس کی رہنمائی اس کے سپرد ہے جھوٹ نہیں بولتا۔ امیر المومنین نے جو ذمہ

داری میرے سپرد کی تھی اس کا اقتضاء یہ ہے کہ میں اس معاملہ میں دیانت داری اور خلوص سے کام کروں، خراسان کی حالت اس وقت تک درست نہیں ہو سکتی جب تک کہ یہ والی عراق کے ماتحت نہ کر دیا جائے تا کہ فوج وضروریات یا محتاج کی بہم رسانی، اور حادثات وناگہانی مصائب کے پیش آنے کی صورت میں اسکی امداد قریب سے ہو سکے، کیونکہ امیر المومنین خود خراسان سے کافی فاصلہ پر ہیں اور اس بناء پر خراسان کو امداد پہنچنے میں دیر لگ جاتی ہے، جب یہ خط جا چکا تو عاصم اپنے دوستوں یحییٰ بن حضین، بجشر بن مزاحم اور ان کے احباب سے ملنے آیا اور انہیں اس خط کی اطلاع دی۔ بجشر نے سن کر اس بات پر بہت افسوس کیا اور کہا کہ ادھر یہ خط گیا اور ادھر اسد تمہاری جگہ آیا۔ چنانچہ ہوا بھی اس طرح کہ عاصم کے خط کے موصول ہونے کے ایک ماہ بعد ہشام نے اسد کو خراسان بھیج دیا۔

حارث نے جب مرو کی جانب پیش قدمی کی تو اپنے جھنڈوں کو سیاہ کر لیا تھا۔ اور یہ مرحبہ فرقہ کے عقائد کا ماننے والا تھا۔

حارث بن سریج اور عاصم میں مصالحت

حارث عاصم سے پھر لڑنے کے واپس آیا۔ مگر جب عاصم کو یہ معلوم ہوا کہ اسد بن عبداللہ آ رہا ہے اور اس نے اپنے مقدمۃ الجیش پر محمد بن مالک الہمدانی کو روانہ کیا ہے جو دندانقان پہنچ چکا ہے اس نے حارث سے صلح کر لی اور یہ عہد نامہ ان دونوں کے درمیان طے پا گیا کہ حارث خراسان کے جس ضلع میں چاہے قیام کر لے اور وہ دونوں ہشام کو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہونیکی دعوت دیں۔ اگر ہشام انکی دعوت پر لبیک کہدے تو فبہا ورنہ پھر وہ دونوں ملکر کارروائی کریں گے۔ بعض سرداران فوج نے تو اس مکتوب پر اپنی مہریں ثبت کر دیں۔ مگر یحییٰ بن حضین نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ یہ تو امیر المومنین سے بغاوت ہے۔

عاصم بن سلیمان کا یحییٰ کو مشورہ

عاصم بن سلیمان بن عبداللہ بن شراحیل الیشکری نے جو ایک اہل الرائے شخص تھا۔ یحییٰ کو مشورہ دیا تھا کہ وہ بعد میں اس خط کے مضمون سے انحراف کر جائے اور کہا تھا کہ یہ مصائب ہیں جو خود بخود دور ہو جائینگے، اور ایک مشکل مسئلہ ہے تم بھی اس میں چشم پوشی کرو، اور دستخط کر دو۔

عاصم کے نقیب کا اعلان

عاصم بن عبداللہ اعلیٰ مرومین بنی کندہ کے ایک گاؤں میں فروکش تھا اور حارث بنی العنبر کے ایک گاؤں میں مقیم تھا۔ اب یہ دونوں حریف رسالہ اور پیدل سپاہ کو لیکر ایک دوسرے کے مقابل آئے، عاصم کے ہمراہ بنی عبس کا ایک شخص پانسو شامیوں کے ساتھ تھا، اور اسی طرح ابراہیم بن عاصم العقیلی اتنی ہی جماعت کے ہمراہ اسکے ساتھ تھا، عاصم کے نقیب نے اعلان کر دیا کہ جو شخص ایک سر کاٹ کر لائیگا اسے تین سو درہم انعام دیا جائے گا اسکے کارندوں میں سے ایک شخص ایک سر لے کر آیا۔ اور وہ اس مقتول کی ناک کو اپنے دانتوں سے کاٹ رہا تھا، پھر بنی لیث کا ایک اور شخص لیث بن عبداللہ نامی ایک سر لایا۔ اسی طرح ایک اور شخص ایک اور سر لیکر آیا اس پر لوگوں نے عاصم سے کہا کہ لوگ بہت حریص ہو گئے ہیں وہ تمام ملاحوں اور کافروں کے سر کاٹ لائینگے، عاصم نے اب دوسرا اعلان کر دیا کہ

ہمارے پاس کوئی شخص کوئی سر نہ لائے اور جو لائے گا اسے ہم کچھ نہ دینگے۔

حارث کی فوج نے شکست کھائی۔ بہت سے قیدی گرفتار کیئے گئے عاصم کی فوج نے عبداللہ بن عمرو المازنی اہلِ مروالروذ کے سردار کو بھی گرفتار کرلیا کل اسی قیدی تھے جن میں سے اکثر بنی تمیم تھے۔ عاصم بن عبداللہ نے۔ دندانقان کی ندی کے کنارے ان تمام قیدیوں کو قتل کر ڈالا۔

ابوداؤد اور حارث کا مقابلہ

یمنی جماعت نے باہمی کشمکش کے زمانہ میں شام سے ابوداؤد نامی ایک شخص کو جو ایک ہزار آدمیوں کے مساوی سمجھا جاتا تھا پانسو آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ یہ خراسان کے جس گاؤں سے گذرتا لوگوں سے کہتا مجھے یقین کامل ہے کہ میں حارث بن سریج کا سر لیکر تمہارے پاس واپس آؤں گا۔

جب دونوں حریفوں کا مقابلہ شروع ہوا تو اس نے مبارزت پیش کی، حارث بن سریج مقابلہ کے لئے نکلا، اس نے حارث کے بائیں مونڈھے پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ حارث گر پڑا مگر اسکے ساتھیوں نے اسے آکر بچالیا اور پھر گھوڑے پر سوار کردیا اور یہ اپنی فوج میں مل گیا۔ بعد میں یہ شخص کہا کرتا تھا اے بستیوں والو حارث بن سریج کی حالت دیکھو۔ حارث کے گھوڑے کے سینہ پر ایک تیر لگا' حارث نے اس تیر کو باہر کھینچ کر نکال لیا' گھوڑے کو خوب دوڑایا برابر مارتا رہا یہاں تک کہ گھوڑا تھک کر چور ہوگیا پسینے پسینے ہوگیا۔ اور اس طرح اس نے گھوڑے کو زخم کی تکلیف کا احساس نہ ہونے دیا۔

ایک شامی کا حارث پر حملہ

ایک شامی نے حارث پر حملہ کیا' اور جب حارث نے دیکھا کہ نیزہ اسکے لگنے والا ہے وہ اپنے گھوڑے سے کود پڑا اور حملہ آور کے پیچھے دوڑا۔ اس شامی نے کہا کہ میں حرمت اسلام کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو میری جان نہ لے،، حارث نے کہا تو گھوڑے سے اتر' چنانچہ وہ شخص اتر پڑا' اور حارث اس پر سوار ہوگیا' شامی نے کہا کہ زین بھی لے لو کیونکہ بخدا یہ گھوڑے سے بھی اچھی ہے۔

قبیلہ عبدالقیس کے ایک شخص نے یہ دو شعر کہے

تولت قریش للذة العیش واتقت
بنا کل فج من خراسان اغبرا
فلیت قریشاً اصبحو ذات لیلة
یعومون فی لج من البحر اخضرا

ترجمہ: قریش نے لذۃ عیش سے دوستی کررکھی ہے' اور ہماری وجہ سے وہ خراسان کی ہر بھورے رنگ کی گھاٹی کے خطرہ سے محفوظ ہوگئے ہیں پس کاش قریش کوئی رات ایسی گذارتے کہ وہ فوج کے سبز عمیق دریا میں تیرتے۔

یحییٰ بن حصین

چونکہ یحییٰ بن حصین نے عاصم کے اس خط پر جو اس نے خلیفہ کو لکھا تھا دستخط نہیں کیے اس وجہ سے اہل شام کے دلوں میں یحییٰ کی بڑی عزت پیدا ہوگئی' انہوں نے ایک محضر لکھا اور محمد بن مسلم العنبر ی اور ایک اور شامی کے ہاتھ اسے روانہ کیا' یہ لوگ مقام رے یا بیہق میں اسد بن عبداللہ سے ملے' اسد نے اسے کہا آپ لوگ واپس جائیے میں اس معاملہ کو ٹھیک کر دوں گا۔ محمد بن مسلم نے کہا میرا مکان منہدم کرا دیا گیا ہے اسد نے کہا میں اسے بنوا دوں گا اور جو مظالم تم پر ہوئے میں ان کی طلافی کر دوں گا۔

اسد بن عبداللہ کا خط خالد کے نام

اسد نے خالد کو خط لکھا اور اس میں اس بات کا اعادہ کیا کہ میں نے ہی حارث کو شکست دی' اس کے علاوہ اسد نے اس خط میں یحییٰ کا حال بھی لکھ دیا تھا' خالد نے یحییٰ کو دس ہزار دینار مرحمت کیے اور سو حلے خلعت دیا' عاصم ایک سال سے بھی کم خراسان کا والی رہا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس کی ولایت کی مدت سات ماہ تھی۔

عاصم بن عبداللہ کی گرفتاری

اب اسد خراسان پہنچ گیا' اس سے پہلے ہی حارث واپس جا چکا تھا۔ اسد نے عاصم کو قید کر دیا۔ اور سرکاری رقم کا محاسبہ کیا' ایک لاکھ درہم اس کے ذمہ واجب الادا نکلے اور کہا کہ تو جہاد ہی پر نہیں گیا اور نہ تو مرو سے باہر نکلا عمارہ بن حریم اور جنید کے دوسرے عامل جنہیں عاصم نے قید کر رکھا تھا اس سے ملے' اسد نے پوچھا کہو تمہارے ساتھ میں اپنا سا طرز عمل اختیار کروں یا تمہاری قوم جیسا' ان لوگوں نے کہا آپ اپنے اخلاق کریمانہ کے مطابق برتاؤ کیجئے' اسد نے ان سب کو رہا کر دیا۔

جب ہشام بن عبدالملک کو حارث بن سریج کی بغاوت کی اطلاع ملی تو اس نے خالد بن عبداللہ کو لکھا کہ تم اپنے بھائی کو خراسان بھیجو تا کہ وہ اس فساد کی اصلاح کرے اور دیکھے کہ اگر اس میں عاصم کا ہاتھ بھی شریک ہے تو ذرا اس کی خبر لے۔

اسد بن عبداللہ کی آمل پر فوج کشی

خالد نے اپنے بھائی اسد کو خراسان بھیجا' جب اسد خراسان پہنچا تو اس وقت عاصم کے قبضہ میں صرف مرو اور اطراف ابرشہر تھے' حارث بن سریج مروالروذ میں تھا' اور خالد بن عبداللہ الہجر ی آمل میں تھا' اب اسد کو یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر میں حارث کے مقابلہ کے لئے مروالروذ جاتا ہوں تو خالد بن عبیداللہ آمل کی جانب سے مرو میں داخل ہو جائے گا۔ اور اگر خالد کا رخ کرتا ہوں تو حارث مروالروذ کی سمت سے مرو میں داخل ہو جائے گا' اب طے یہ پایا کہ عبدالرحمٰن بن نعیم الغامدی کو کوفیوں اور شامیوں کی معیت میں حارث کے مقابلہ کے لئے مروالروذ روانہ کیا جائے اور خود اسد فوج کو لیکر آمل کی طرف بڑھا۔ اسد نے بنی تمیم کے دستہ پر حوثرہ بن یزید العنبر ی کو سردار مقرر کیا۔ اہل آمل کے رسالہ سے جس کا سردار زیاد القرشی حیان النبطی کا آزاد غلام تھا اس فوج کا عثمان کے کنویں کے قریب مقابلہ

ہوگیا۔ اسد کی فوج نے اس رسالہ کو شکست دیکر بھگا دیا۔ اور یہ دستہ پسپا ہوکر شہر کے دروازہ تک جا پہنچا مگر اس نے پھر جوابی حملہ کیا اسد بن عبداللہ کے ایک غلام جبلہ نام کو جو اس کا علمبردار بھی تھا قتل کر ڈالا۔ اور وہ لوگ جا کر اپنے تین قصبوں میں محصور ہو گئے۔

اہل آمل کی اطاعت

اب اسد نے جا کر ان لوگوں کا محاصرہ کر لیا۔ حارث کا طرفدار خالد بن عبداللہ الہجری اس محصور فوج کا افسر اعلیٰ تھا اسد نے منجنیقیں محصورین کے مقابلہ پر نصب کر دیں۔ محصورین نے امان طلب۔ روید بن طارق القطعی ان کا آزاد غلام ان کے پاس گیا اور پوچھا کہ کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا کتاب اللہ و سنت رسول اللہ روید نے کہا یہ ہم تمہارے لئے منظور کرتے ہیں' محصورین نے کہا مگر اس شرط پر کہ ہماری خطاؤں کی بناء پر ان شہروں کے باشندوں سے کسی قسم کی باز پرس نہ کی جائے۔ روید نے جواب دیا کہ میں اسے بھی تمہارے لئے منظور کئے لیتا ہوں اسد نے ان لوگوں پر یحییٰ بن نعیم الشیبانی از قبیلہ بنی ثعلبہ بن شیبان مصقلہ بن ہبیرہ کے بھتیجے کو عامل مقرر کر دیا۔

اسد بن عبداللہ کی ترمذ روانگی

اسد بلخ کے ارادہ سے زم کے راستے روانہ ہوا۔ راستے میں اسے مسلم بن عبدالرحمٰن کا ایک آزاد غلام ملا ۔جس نے اطلاع دی کہ اہل بلخ نے سلیمان بن عبداللہ بن خازم کے لئے بیعت کر لی' اسد بلخ آیا۔ کشتیاں فراہم کیں اور ترمذ چلا گیا' دیکھا کہ حارث سنان الاعرابی السلمی کا محاصرہ کئے ہوئے ہے جس کے ہمراہ حجاج بن ہارون النمیری اور زرعہ کے بیٹے اور عطیہ الاعور النضری کے خاندان والے اہل ترمذ کے ہمراہ موجود ہیں اس کے مقابلہ میں سبل حارث کی امداد پر ہے۔

حارث کا محاصرہ ترمذ

اسد دریا کے اسی پار اتر پڑا۔ نہ وہ دریا کو عبور کر سکا اور نہ محصورین کی امداد کر سکا۔ اہل ترمذ نے شہر سے نکل کر حارث سے نہایت خونریز جنگ کی حارث پہلے تو ان کے سامنے سے خود پسپا ہو گیا۔ مگر پھر ان پر پلٹ پڑا اہل ترمذ پسپا ہوئے' یزید بن الہیثم بن المتحل ،اور عاصم بن معول البجلی ایک سو پچاس شامیوں اور دوسرے لوگوں کے ساتھ اس معرکہ میں کام آئے' بشر بن جرموز' ابو فاطمۃ الایادی اور دوسرے قرا جو حارث کے ہمراہ تھے شہر ترمذ کے دروازہ پر آتے روتے' مروانیوں کے جور و ستم کی شکایت کرتے اور محصورین سے درخواست کرتے کہ وہ ہتھیار رکھ دیں اس شرط پر کہ یہ لوگ ہی ان کے ہمراہ بنی مروان کے خلاف جنگ کریں گے' مگر محصورین اس دعوت کو رد کر دیتے۔

سبل کی حارث سے علیحدگی

سبل نے جو حارث کے ہمراہ تھا حارث سے کہا کہ ترمذ کی بنا مزامیر اور طبلوں کی آواز کے ساتھ کی گئی ہے یہ اس طرح رونے دھونے سے فتح نہیں ہو سکتا' صرف تلوار اسے فتح کر سکتی ہے' اگر لڑنے کی ہمت ہے تو لڑو' یہ کہہ کہ سبل حارث کا ساتھ چھوڑ کر اپنے علاقہ میں واپس چلا گیا۔

اصغر بن عینا اور داؤد الاعسر کی جنگ

اسد جب زم کے علاقہ سے گذر رہا تھا تو اس نے قاسم الشیبانی سے' جوزم کے ایک قلعہ باذکر نام میں مقیم تھا تعرض کیا' مگر پھر اسے چھوڑ کر یزید کا راستہ لیا' ترمذ پہنچ کر دریا کے اسی کنارے اتر پڑا۔ اور دریا کے کنارے پر اپنا تخت رکھا اب لوگ دریا کو عبور کرنے لگے' شہر کی کشتیوں میں سے جو لوگ اسد کے کشتیوں میں اترتے تھے حارث بھی کشتی ہی میں بیٹھ کر ان سے لڑتا تھا۔ آخر الامر دونوں حریفوں کی کشتی میں مڈبھیڑ ہوگئی ایک میں اسد کے ساتھی جن میں اصغر بن عینا الحمیر ی بھی تھا سوار تھے دوسری میں حارث کے طرفدار جن میں داؤد الاعسر بھی تھا سوار تھے اصغر نے کوئی چیز پھینکی جس کی وجہ سے دشمن کی کشتی کو دھکا لگا اور فخریہ طور پر کہنے لگا کہ میں احمری' نوجوان ہوں اس پر داؤد الاعسر نے کہا جس طرف تو نے اپنے کو منسوب کیا ہے وہ تیرا امر زبوم نہیں ہے' داؤد نے بعد ازاں اپنی کشتی اصغر کی کشتی سے ملا دی اور دونوں میں خوب جنگ ہوئی۔ اس موقع پر اشکند بھی آ پہنچا۔ حارث واپسی کا ارادہ کر چکا تھا' اشکند نے کہا کہ میں آپ کی امداد کے لئے آیا ہوں' اشکند بت خانہ کے پیچھے ایک کمین گاہ میں چھپ رہا۔

اہل ترمذ کی شکست و فرار

حارث اپنی فوج کو لیکر روانہ ہوا۔ اہل ترمذ اسکی طرف بڑھے۔ حارث نے ان کے سامنے سے پسپائی شروع کر دی' اہل ترمذ نے اسکا تعاقب کیا۔ اس وقت نصر اسد کے پاس بیٹھا ہوا اس حالت کا معائنہ کر رہا تھا اس نے ایک دم اپنی پریشانی کا اظہار کیا اور وہ سمجھ گیا کہ اس طرح حارث نے اہل ترمذ سے بری چال چلی۔ مگر اسد نے یہ سمجھا کہ نصر نے اس رائے کا اظہار حارث کی خیر خواہی میں کیا ہے کیونکہ وہ پسپا ہو چکا تھا۔ اور یہ سوچ کر وہ نصر پر اپنی خفگی کا اظہار کرنا ہی چاہتا تھا کہ اتنے میں اشکند نے کمین گاہ سے اچانک نکل کر اہل ترمذ پر حملہ کر دیا۔ اہل ترمذ نے راہ فرار اختیار کی۔ اس معرکہ میں یزید بن الہیثم بن المتحل الجرموزی الازدی مارا گیا۔ اہل شام کے بہادروں میں سے عاصم بن معول مارا گیا۔

اسد نے بلخ کی طرف کوچ کیا' اور اہل ترمذ حارث کے مقابلہ پر نکلے' انہوں نے حارث کو شکست دی ابو فاطمہ' عکرمہ اور بعض دوسرے بہادروں کو قتل کر ڈالا۔

اسد بن عبداللہ کا ہیثم الشیبانی کو پیغام

بعد ازاں اسد زم کے راستے سے سمرقند کی طرف چلا۔ زم پہنچ کر اس نے ہیثم الشیبانی کے پاس جو اس وقت باذکر میں تھا اور حارث کے طرفداروں میں تھا' اپنا قاصد بھیجا۔ جس نے ہیثم سے جا کر یہ پیام پہنچایا۔ تم اپنی قوم کی بری عادتوں کی وجہ سے اسکے مخالف ہو گئے' مگر ان کی اس بدکرداری کا اثر عورتوں یا استحلال فروج تک ممتد نہ ہوا اور نہ کوئی ایسی صورت پیش آئی جیسی کہ سمرقند میں پیش آئی۔ کہ مشرکین نے اس پر اپنا قبضہ جمالیا۔ میں سمرقند پر حملہ کرنا چاہتا ہوں اور میں اللہ کے سامنے اس بات کا عہد و پیمان کرتا ہوں کہ میری جانب سے تمہارے لئے کسی بری بات کی ابتداء نہ ہوگی' علاوہ ازیں میں تمہارے ساتھ دوستی۔ نرمی و ملائمت برتوں گا اور تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو امان دیتا ہوں اگر تم نے اس دعوت کو رد کر دیا تو میں خدا کے سامنے عہد کرتا ہوں اور ان ذمہ داریوں کی بنا پر جو امیر المومنین

اور امیر خالد کی مجھ پر ہیں میں تمہیں آگاہ کیے دیتا ہوں کہ اگر ایک تیر تم نے پھینکا تو اسکے بعد چاہے میں نے تم سے ہزار وعدے امان دینے کے کیے ہوں مگر میں تمہیں ہرگز ہرگز امان نہ دوں گا اور نہ اپنے وعدہ کو پورا کروں گا۔

اسد بن عبداللہ کی ہثیم کو امان

ہثیم اس وعدۂ امان کو حاصل کر کے اسد کے پاس آ گیا۔ اسد نے حسب وعدہ اسے امان دی۔ ہثیم اس کے ہمراہ سمرقند چلا اسد نے اس کی فوج کو دوہری تنخواہیں دیں اور اپنے ساتھ جو سواری کے جانور لایا تھا ان پر انہیں سوار کرا لیا۔ نیز بخارا سے اپنے ہمراہ سامان خوراک بھی لیکر آیا تھا۔ اسی طرح کردوں کی بہت سی بھیڑ بکریاں بھی اس کے ساتھ تھیں جنہیں اس نے اپنی فوج میں تقسیم کر دیا۔

اسد کا بلخ میں قیام

اس انتظام کے بعد اسد درغسر کی جانب بڑھا۔ یہاں سے سمرقند میں پانی جاتا تھا اسد نے اس نالہ پر بند باندھ کر اسکا رخ سمرقند سے پھیر دیا۔ خود اسد اپنے ہاتھ سے پتھر اٹھا اٹھا کر بند میں پھینکتا تھا' اس کے بعد وہ سمرقند سے واپس آ کر بلخ میں قیام پذیر ہوا۔

بعض ارباب سیر لکھتے ہیں کہ اسد اور حارث کا معرکہ ۱۱۸ ہجری میں وقوع پذیر ہوا۔

خالد بن عبدالملک اس سال امیر حج تھا۔ محمد بن ہشام بن اسماعیل اس سال مدینہ مکہ' اور طائف کا والی تھا' خالد بن عبداللہ عراق اور مشرق کا گورنر جنرل تھا' مروان بن محمد آرمینا اور آذربائیجان کا والی تھا۔

نیز اسی سال فاطمہ بنت علیؓ اور سکینہ بنت حسین بن علی نے اس دار فانی سے کوچ کیا۔

بنی عباس کے داعیوں کی گرفتاری

اسد بن عبداللہ نے اس سال بنی عباس کے داعیوں کی ایک جماعت کو خراسان میں گرفتار کیا۔ ان میں سے بعضوں کو قتل کرا دیا بعضوں کے مثلہ (اعضاء قطع) کرا دیے اور بعضوں کو قید کر دیا۔ گرفتار شدہ لوگوں میں سلیمان بن کثیر' مالک بن الہیثم' موسیٰ بن کعب' لاہر بن قریظہ۔ خالد بن ابراہیم اور طلحہ بن زریق بھی تھے' جب یہ لوگ اسد کے سامنے پیش کیے گئے اسد نے کہا اے فاسقو۔ کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا۔

عفا اللّٰہ عما سلف ' و من عاد فینتقم اللّٰہ منه و اللّٰہ عزیز ذو انتقام

ترجمہ: گذشتہ کو اللہ نے معاف کر دیا۔ مگر جس نے پھر عود کیا (اپنی خطا پر) اللہ اس سے ضرور بدلہ لے گا۔ اور بے شک خداوند عالم غالب اور انتقام لینے والا ہے۔

سلیمان بن کثیر کا عذر

اس پر سلیمان بن کثیر نے کہا کہیے تو بولوں اور کہیے تو خاموش رہوں' اسد نے کہا ہاں بولو۔ سلیمان نے کہا۔ ہماری حالت شاعر کے اس شعر کی مصداق ہے۔

لو بغیر الماء حلقی شرق

کـنـت کـالـغـصـان بـالـمـاء اعـتـصـادی

ترجمہ: اگر پانی کے علاوہ کسی اور شے سے میرا حلق اچھو ہو جائے تو میں
اسے حلق سے اسی طرح نیچے اتاروں گا جس
طرح کہ پانی سے اچھو ہو جانے والا کرتا ہے۔

آپ ہمارے قصہ کو بخوبی جانتے ہیں' سنئے خدا کی قسم چغلخوروں نے آپ سے آ کر چغلیاں کھائی ہیں' ہم آپ کے ہم قوم ہیں اس مضری جماعت نے آپ سے ہماری یہ شکایتیں محض اس وجہ سے کی ہیں کہ ہم ہی قتیبہ بن مسلم کے سب سے زبردست دشمن تھے' یہ اسی آڑ میں اپنا انتقام لینا چاہتے ہیں' اس پر ابن شریک بن الصامت الباہلی نے کہا کہ یہ کئی مرتبہ گرفتار کیا جا چکا ہے۔ مالک بن الہیثم نے کہا۔ خدا امیر کو نیک توفیق دے آپ کو چاہیئے کہ اس شخص کی بات کو کسی اور شخص کی تحریک پر مبنی خیال کریں' پھر ان سب لوگوں نے کہا اے باہلی کیا تم ہم سے قتیبہ کا بدلہ لینا چاہتے ہو اس لئے کہ ہم ہی اسکے سب سے سخت دشمن تھے اسد نے ان سب کو جیل بھیج دیا' پھر عبدالرحمٰن بن نعیم کو بلا کر اس معاملہ میں مشورہ کیا' عبدالرحمٰن نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ آپ ان سب کو چھوڑ دیں اس طرح آپ ان کے قبیلوں پر احسان کریں گے' اسد نے پوچھا کہ ان دو تمیمیوں کے ساتھ کیا کیا جائے جو اس جماعت کے ہمراہ ہیں۔ عبدالرحمٰن نے کہا کہ انہیں بھی رہا کر دیجئے' اسد نے کہا ایسی صورت میں عبداللہ بن یزید سے میرے تعلقات منقطع ہو جائیں گے' عبدالرحمٰن نے پوچھا کہ آپ اس ربعی شخص کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں' اسد نے کہا بخدا میں اسے آزادی دینے والا ہوں۔

موسیٰ بن کعب اور الاہزر بن قریظ کا انجام

بعد ازاں اسد نے موسیٰ بن کعب کو سامنے بلایا۔ اور حکم دیا کہ اس کے لگام لگاؤ گدھے کی لگام اسکے لگائی گئی۔ پھر حکم دیا کہ لگام پکڑ کر اسے کھینچا جائے۔ چنانچہ اس طرح کھینچا گیا کہ اس کے دانت ٹوٹ پڑے' پھر حکم دیا کہ اس کے چہرہ کو مارو اس کی ناک پچکی کر دی گئی۔ ڈاڑھی نوچ لی گئی اس کے سامنے کا ایک دانت بھی گر پڑا پھر اسد نے' لاہز بن قریظہ کو سامنے بلایا' لاہز نے کہا خدا کی قسم یہ انصاف کے بالکل خلاف ہے کہ آپ ہمیں تو یہ سزا دیں اور یمنی اور ربعی اشخاص کو یوں ہی چھوڑ دیں۔ اسد نے تین سو کوڑے اسے لگوائے اور حکم دیا کہ سولی پر چڑھا دو مگر حسن بن زید الاسدی نے درخواست کی کہ یہ میرا ہمسایہ ہے اور جو الزام اس پر لگایا گیا ہے اس سے یہ بری ہے اسد نے کہا تو اور دوسرے لوگ، حسن نے کہا میں ان سب کو جانتا ہوں وہ سب بے گناہ ہیں۔ اسد نے ان سب کو رہا کر دیا۔

۱۱۸ھ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سنہ میں عبدالملک کے دو بیٹوں معاویہ اور سلیمان نے روم کے علاقہ میں جہاد کیا۔

عمار خداش کی دعوت بیعت

بکیر بن ماہان نے عمار بن یزید کو بنی عباس کے طرفداروں کا سردار مقرر کر کے خراسان کی جانب روانہ

کیا۔ عمار مرو میں آ کر قیام پذیر ہوا۔ اس نے اپنا نام تبدیل کر دیا اور بجائے عمار کے خداش نام رکھا، محمد بن علی کی بیعت کے لئے لوگوں کو دعوت دی لوگ آناً فاناً اسکے پاس پہنچنے لگے۔ اور جس تحریک کی غرض سے وہ بھیجا گیا تھا اسے قبول کرنے لگے، اسکی ہر بات کو غور سے سنتے اور اسکی اطاعت کرتے، مگر پھر اس نے اپنی اس تحریک کو جس کی اس نے لوگوں کو دعوت دی تھی بدل دیا اور جھٹلا دیا اب اس نے دین خرمیہ کی تلقین شروع کی اور اسکی دعوت دینے لگا۔ اور اپنے معتقدین کو اجازت دیدی کہ ایک دوسرے کی عورتیں ان کے لئے حلال ہیں اور کہا میں یہ سب کچھ محمد بن علی کی ایماء پر کر رہا ہوں۔

عمار خداش کا انجام

اسد بن عبداللہ کو اس کی خبر ہوئی اس نے اپنے مخبر کو اس کی گرفتاری کے لئے لگا دیئے۔ آخر کار وہ گرفتار کر کے اسد کے سامنے لایا گیا، اس وقت اسد بلخ پر جہاد کی تیاری کر چکا تھا، اس نے اس سے واقعہ دریافت کیا خداش نے اسد سے سخت کلامی کی۔ اسد نے اسکے ہاتھ کٹوا دیئے، زبان نکلوا دی اور اسے اندھا کر دیا دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ابتداء میں اسد آمل پہنچا تو یہاں بنی ہاشم کی تحریک کا داعی خداش اسکے سامنے پیش کیا گیا اسد نے اسے قرعہ طبیب کے سپرد کر دیا۔ قرعہ نے اسکی زبان کاٹ ڈالی اندھا کر دیا۔ اور اسد نے کہا خداوند عالم کا شکر ہے کہ اس نے تجھ سے ابوبکرؓ اور عمرؓ کا بدلہ لے لیا۔ پھر اسے یحییٰ بن نعیم الشیبانی حاکم آمل کی حراست میں دیدیا۔ سمرقند سے واپسی کے بعد اسد نے یحییٰ کو اسکے قتل کا حکم بھیج دیا یحییٰ نے اسے قتل کر کے آمل میں سولی پر لٹکا دیا۔

قلعہ تیوشکان کی فتح

مقام ضرور میں اسد کے پاس مہاجر بن دارۃ الضبی کا آزاد غلام آیا۔ اسد نے دریا کے کنارہ اسے قتل کر دیا۔ سمرقند سے واپس ہوتے ہوئے اسد بلخ میں بھی قیام پذیر ہوا اور جدیع الکرمانی کو اس قلعہ کی طرف روانہ کیا جسمیں حارث اور اسکے ساتھیوں کا مال و اسباب تھا۔ اس قلعہ کا نام تبوشکان تھا۔ یہ طخارستان علیا کے علاقہ میں واقع تھا، بنو برزی التغلبی جو حارث کے سسرالی رشتہ دار تھے اس قلعہ میں رہائش پذیر تھے، کرمانی نے اس قلعہ کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا، جنگجو آبادی کو قتل کر ڈالا۔ اور تمام بنی برزہ کے لوگوں کو قتل کر ڈالا۔ اور اسکے تمام باشندوں کو جن میں عرب، موالی اور ان کے اہل و عیال شامل تھے لونڈی غلام بنا کر بلخ کے بازار میں لا کر ہراج کر دیا۔

اسد بن عبداللہ کی انتقامی کاروائی

علی بن یعلیٰ جس نے اس واقعہ کو خود دیکھا تھا بیان کرتا ہے کہ حارث سے انتقام لینے کے لئے اسد نے اسکے چار سو پچاس آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتروا دیا۔ اس جماعت کے سردار جریر بن میمون القاضی تھی، اس میں بشر بن انیف الحنظلی، اور داؤد الاعسر الخوارزمی بھی تھا۔

حارث نے ان لوگوں سے پہلے ہی کہا تھا کہ اگر تم ہمارا ساتھ چھوڑنا چاہتے ہو اور امان مانگنا چاہتے ہو تو اسی وقت میرے سامنے امان کی درخواست کر دو کیونکہ میرا خیال ہے کہ اس وقت اسد تمہاری درخواست کو قبول کر لے گا، اور اگر میرے یہاں سے کوچ کر جانے کے بعد تم نے امان طلب کی تو وہ تمہیں ہرگز امان نہ دیگا، مگر ان لوگوں نے نہ

مانا اور کہا کہ آپ تو یہاں سے چلے ہی جایئے اور ہمیں اپنے حالت پر چھوڑ دیجئے۔

بشر بن انیف کی اہل قلعہ سے غداری

اس کے بعد اس جماعت نے بشر بن انیف اور ایک دوسرے شخص کو اسد کے پاس امان طلب کرنے کے لئے بھیجا۔ اسد نے ان دونوں کو امان دی انکی خاطر مدارات کی۔ ان دونوں شخصوں نے اپنے ساتھی قلعہ والوں سے بیوفائی کی اور اسد سے کہا کہ قلعہ والوں کے پاس نہ کھانا ہے اور پانی۔ اس پر اسد نے کرمانی کو چھ ہزار فوج کے ساتھ جن میں سالم بن منصور البجلی دو ہزار فوج پر از ہر بن جرموز النمیر ی اپنی جمعیت اور بلخ کی فوج پر جس کی مجموعی تعداد ہزار تھی سردار تھے اور پانچ سو شامیوں کے ہمراہ جن پر صالح بن القعقاع الازدی سردار تھا روانہ کیا۔ کرمانی نے سالم بن منصور کو اس کی فوج کے ساتھ دشمن کی سمت روانہ کیا۔ منصور نے دریائے ضرغام کو عبور کر کے رات بسر کی، صبح ہوئی۔ فوج کو اٹھایا دن چڑھے فوج کو لیکر روانہ ہوا۔ اس دن اس نے سترہ فرسخ مسافت طے کی، اس طویل سفر سے گھوڑے تھک گئے، کشتم پہنچا جو بغیونہ کے علاقہ میں واقع تھا، ایک ایسے احاطہ کے پاس پہنچا جس میں زراعت تھی اور اس کے گرد سرکنڈے کی باڑ تھی۔ فوجیوں نے اپنے گھوڑے چرنے کے لئے اس کھیت میں چھوڑ دیئے ، اب ان کے اور قلعہ کے درمیان صرف چار فرسخ کا فاصلہ باقی تھا۔ اس مقام سے کوچ کر کے یہ فوج جب قلعہ کے قریب والی وادی میں پہنچی تو مخبر نے آ کر خبر دی کہ دشمن مقابلہ کے لئے آ گیا ہے اور مہاجرین میمون انکا سردار ہے، جب یہ جماعت کرمانی کے مقابل آئی کرمانی نے اس کا مقابلہ کیا اور نقصان سے دوچار کیا۔ دشمن پسپا ہو گیا اب پھر کرمانی نے پیش قدمی کی اور قلعہ کے پہلو میں آ کر خیمے لگائے۔ سب سے پہلے پانچ سو کی جماعت کے ساتھ اس مسجد میں جسے حارث نے بنایا تھا یہ سردار فروکش ہوا۔ صبح کے وقت رسالہ بھی آ پہنچا اور راز ہر اور اہل بلخ کی جماعت بھی اس فوج میں آ کر شامل ہو گئی۔

کرمانی کا اہل بلخ سے خطاب

جب سب جمع ہو گئے تو کرمانی نے تقریر کی حمد ثنا کے بعد کہا، اے اہل بلخ تمہاری تشبیہ صرف اس زانیہ عورت سے دیجا سکتی ہے کہ جس کی یہ حالت ہے جو اس کے پاس جاتا ہے اس پر قابو پالیتا ہے، حارث ایک ہزار عجمیوں کے ساتھ تم پر حملہ آور ہوا تم نے اپنا شہر اس کے سپرد کر دیا، اس نے تمہارے اشراف کو قتل کر ڈالا۔ اور تمہارے امیر کو نکال باہر کیا، پھر تم اسکے ہمراہ بادل ناخواستہ حراست میں مرو کی طرف روانہ ہوئے مگر تم نے وہاں اس سے غداری کی۔ اس کا ساتھ چھوڑ دیا، جب وہ شکست کھا کر پھر واپس آیا تم نے پھر اپنا شہر اسکے حوالہ کر دیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر مجھے یہ معلوم ہو کہ تم میں سے کسی شخص نے کوئی خط لکھ کر تیر کے ذریعہ دشمن کے پاس بھیجا ہے تو میں اسکے ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالوں گا اور سولی پر لٹکا دونگا، البتہ مرو کے جو لوگ میرے ہمراہ ہیں وہ میرے خاص اعتبار کے لوگ ہیں کہ جنکے غدر کا مجھے کوئی اندیشہ نہیں۔

محصورین کا انجام

اس تقریر کے بعد کرمانی نے قلعہ پر چڑھنا شرع کیا۔ ایک دن رات بغیر لڑائی کے یہ وہاں پڑا رہا۔ دوسر

ے دن نقیب نے قلعہ والوں کو مخاطب کر کے کہا کہ ہم شرائط صلح تمہارے پاس بھیج چکے ہیں۔ قلعہ والے محاصرین سے اڑے مگر چونکہ وہ بھوکے اور پیاسے تھے اس وجہ سے انہوں نے درخواست کی کہ ہم اپنے تئیں تمہارے حوالے کرنے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ تم ہماری عورتوں اور بچوں کو چھوڑ دو اور ہمارے ساتھ جیسا چاہو سلوک کرو' غرض کہ محصورین نے اسد کے حکم پر سرخم کرنے کے لئے ہتھیار ڈال دیئے' چند روز اسی طرح گزرے پھر مہلب بن عبدالعزیز العتکی اسد کا خط لیکر پہنچا جس میں حکم دیا گیا تھا کہ پچاس شخصوں کو جن میں مہاجرین میمون اور اس جیسے دوسرے سردار ہوں میرے پاس بھیج دو' ان سرداروں کو اسد کے پاس بھیج دیا گیا اسد نے انہیں قتل کر ڈالا اور کرمانی کو لکھا کہ جو لوگ تمہارے پاس باقی ہیں انہیں تین حصوں پر تقسیم کر کے ایک حصہ کو سولی پر لٹکا دو' ایک کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالو اور تیسرے کے صرف ہاتھ قطع کر دو۔

کرمانی نے اس کے حکم کو بجالایا۔ قلعہ سے ان کے اہل وعیال کو نکالا اور انہیں ہراج کر دیا۔ جن لوگوں کو اس نے قتل کیا یا سولی پر لٹکایا تھا ان کی تعداد چار سو تھی۔

اسد نے ۱۱۸ھ میں بلخ کو اپنا مستقر بنالیا۔ سرکاری دفاتر یہیں منتقل کر لئے گئے' چھاؤنی بنالی گئی پھر اسد نے طخارستان پر جہاد کیا اور پھر جیغویہ کے علاقہ پر فوج کشی کی' کچھ علاقہ فتح کیا اور لونڈی غلام مال غنیمت میں حاصل کئے اسی سنہ میں ہشام نے خالد بن عبدالملک بن الحارث بن الحکم کو مدینہ کی ولایت سے معزول کر دیا اور انکی جگہ محمد بن ہشام بن اسمٰعیل کو عامل مقرر کیا۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ جس روز خالد معزول کیا گیا۔ اسی دن ابوبکر بن عمرو بن حزم کے پاس مدینہ پر ان کی امارت کا حکم پہنچا۔ ابوبکر منبر پر چڑھے اور چھ دن تک نماز پڑھاتے رہے پھر محمد بن ہشام مکہ سے مدینہ کا عامل مقرر ہو کر آیا۔

علی بن عبداللہ بن عباس کا انتقال

اس سنہ میں علی بن عبداللہ بن عباس نے انتقال کیا۔ ابومحمد ان کی کنیت تھی اٹھتر یا ستتر سال کے سن میں مقام حمیمہ واقعہ علاقہ شام میں ان کی وفات ہوئی۔

کہا جاتا ہے کہ یہ اس رات کو پیدا ہوئے تھے جس شب میں کہ حضرت علی پر قاتلانہ حملہ کیا گیا' وہ ۴۰ھ کی کی سترھویں ماہ رمضان تھی۔ ان کے باپ نے ان کا نام علی رکھا اور کہا کہ میں نے اس کا نام اس شخص کے نام پر رکھا ہے جو تمام مخلوقات میں مجھے سب سے زیادہ محبوب تھا' اور ابوالحسن ان کی کنیت مقرر کی' جب یہ عبدالملک بن مروان سے ملاقات کیلئے گئے تو اس نے انکی بڑی تعظیم وتکریم کی اپنے برابر تخت پر جگہ دی' انکی کنیت پوچھی۔ انہوں نے اپنی کنیت بتائی اس پر عبدالملک نے کہا کہ میرے لشکر گاہ میں ایک ہی شخص کا یہ نام اور کنیت نہیں ہوسکتی۔ پھر پوچھا آپ کے یہاں کوئی لڑکا پیدا ہوا ہے' اتفاق سے اسی دن محمد بن علی پیدا ہوا تھا انہوں نے اسکی اطلاع دی اس پر عبدالملک نے انکی کنیت ابومحمد مقرر کی۔

محمد بن ہشام امیر مکہ' مدینہ اور طائف اسی سال امیر حج تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس سال مدینہ کا عامل خالد بن عبدالملک تھا البتہ مکہ اور طائف محمد بن ہشام کے ماتحت تھے۔ پہلا قول واقدی کا ہے۔

خالد بن عبداللہ عراق اور تمام مشرقی ممالک کا ناظم اعلیٰ تھا۔ خراسان پر اس کا بھائی اسد بن عبداللہ اسکی جانب سے عامل تھا۔ بلال بن ابی بردہ بصرہ کے عامل اور کوتوال ہونے کے ساتھ ساتھ پیش امام بھی وہی تھے۔ مروان بن محمد بن مروان ارمینیا اور آذر بائیجان کا والی تھا۔

۱۱۹ھ کے اہم واقعات کا تذکرہ

ولید بن القعقاع کا جہاد

اس سنہ میں ولید بن القعقاع العبسی نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا' نیز اس سال اسد بن عبداللہ نے ختل پر جہاد کیا زغرزک کے قلعہ کو فتح کرنے کے بعد وہاں سے خداش کی جانب بڑھا۔ بہت سے قیدی اور بھیڑ بکریاں مال غنیمت میں اس کے ہاتھ آئیں اور دشمن کی فوج چین کی طرف فرار ہوگئی۔ اسی سنہ میں اسد اور خاقان ترکوں کے سب سے بڑے شہنشاہ سے مقابلہ ہوا۔ خاقان اور اسکی فوج کے بہت سے آدمی میدان کارزار میں کام آئے۔ اسد اور مسلمان صحیح وسالم بہت سا مال غنیمت اور قیدی گرفتار کر کے واپس آ گئے۔

اسد اور خاقان کا معرکہ عظیم

ابن السائجی نے خاقان ابن مزاحم کو (خاقان چونکہ عربوں سے لڑتا رہتا تھا اس لئے اس نے اپنی کنیت ابن مزاحم مقرر کی تھی حالانکہ یہ اکث کی اولاد میں سے تھا' باخبر کیا کہ اسد ختل کے علاقہ میں آیا ہے اسکی فوج تمام علاقہ میں پھیلی ہوئی ہے اور بری حالت میں ہے۔

خاقان کی جنگ

خاقان نے اس خط کو پڑھتے ہی اپنے سرداروں کو جنگ کے لئے تیاری کا حکم دیا۔ خاقان کی ایک پہاڑی شکارگاہ اور ایک مرغزار مخصوص تھی جس میں کسی شخص کو جانے یا شکار کھیلنے کی اجازت نہ تھی' البتہ جنگ کے لئے مہم جانے والی ہوتی تو اس مرغزار اور شکارگاہ میں تین دن تک گھوڑے چراتے اور شکار کھیل لیتے چنانچہ جب ترکوں نے اس جنگ کی تیاری شروع کی تو اپنے جانوروں کو شکم سیر چرالیا۔ اور جو شکار کیا اسکی کھالیں دباغت دے کر تیار کرلیں۔ انہیں کھالوں سے انہوں نے خرجیاں کمانیں اور تیر بنا لئے۔ خاقان نے اپنی سواری کے لئے ایک گھوڑا منگوایا جس پر زین کسی تھی لگام پڑی تھی پھر ایک بھیڑ کو ذبح کرا کر اس کے گوشت کو توبروں میں رکھ لیا۔ تھوڑا سا نمک ایک تھیلی میں رکھ کر اسے اپنے کمر بند میں رکھ لیا۔ تمام ترکوں کو حکم دیا کہ اسی طرح ہر شخص آذوقہ اپنے ساتھ رکھ لے اور کہا کہ جب تک ختل میں عربوں سے مقابلہ ہو یہی تمہاری خوراک ہے۔

ابن السائجی کی اسد بن عبداللہ سے درخواست

غرض کہ اس تیاری کے بعد خاقان نے کوچ کیا اور نشوراغ کے راستہ بڑھا۔ جب ابن السائجی کو معلوم ہوا

کہ خاقان آ رہا ہے اس نے اسد کو اطلاع دی کہ آپ ختل سے چلے جائیے کیونکہ خاقان سایہ کی طرح تمہارا تعاقب کر رہا ہے اسد نے اسکے پیامبر کو سب و شتم کیا اور اس کے بیان کو تسلیم نہیں کیا۔ مگر رئیس ختل نے پھر کہلا کر بھیجا کہ جو اطلاع میں نے آپ کو دی ہے وہ غلط نہیں ہے بلکہ میں نے ہی اسے تمہارے یہاں آنے اور تمہاری فوج کے منتشر ہو جانے کی اطلاع دی تھی۔ اور اسے بتایا تھا کہ تم پر حملہ آور ہونے کا اس کے لئے یہ بہترین موقع ہے' اور میں نے اس سے امداد طلب کی تھی۔ اگرچہ تم نے ہمارے علاقہ سے سامان رسد خوب حاصل کیا ہے' اور بہت سا مال غنیمت بھی حاصل کیا ہے مگر اسی حالت میں اگر وہ تم پر حملہ آور ہوا تو وہ یقینی تم پر فتح حاصل کر لے گا' اور اس سے میں دو مصیبتوں میں گرفتار ہو جاؤں گا ایک طرف تو جب تک میں زندہ ہوں عرب میرے دشمن رہیں گے' دوسرے اس طرح خاقان زیادہ عرصہ تک میرے علاقہ میں مقیم رہا تو اس کے مطالبات اور فوج کے لئے ضروریات مایحتاج کی بہم رسانی میرے لئے ایک نہایت دشوار بات ہوگی علاوہ بریں وہ یہ احسان بھی میرے اوپر رکھے گا کہ میں نے تمہارے علاقہ سے عربوں کو نکال باہر کیا۔ اور تمہیں تمہارا ملک واپس دلایا۔

مال و متاع میں روانگی

اس پیام سے اسد کو اسکی صداقت کا یقین ہو گیا' اور اس نے حکم دیا کہ تمام مال و متاع ابراہیم بن عاصم العقیلی البختری کی (جو بعد میں بحستان کا والی ہو گیا تھا نگرانی میں آگے روانہ کر دیا جائے انہیں کی نگرانی میں اس نے سن رسیدہ لوگوں کو جن میں کثیر بن امیہ ابوسلیمان بن کثیر الخزاعی فضیل بن حیان المہری اور سنان بن داؤد والقطعی تھے آگے روانہ کر دیا۔

سنان الاعرابی السلمی اہل عالیہ پر سردار تھا' تمام مال غنیمت کی نگرانی عثمان بن شباب الہمدانی (قاضی مرو کے دادا کے سپرد تھی۔ جب یہ سارا مال و متاع روانہ ہوا تو اسد نے داؤد بن شعیب اور اصبغ بن ذوالۃ الکلبی کو جنہیں اس نے کسی سمت پہلے بھیج دیا تھا۔ یہ لکھا کہ خاقان سامنے آ گیا ہے تم دونوں مال و متاع کی حفاظت کے لئے ابراہیم بن عاصم سے جا ملو۔

اسد کی شہادت کی افواہ

داؤد اور اصبغ کے پاس ایک دبوسی شخص نے آ کر یہ خبر مشتہر کر دی کہ خاقان نے مسلمانوں کو شکست دیدی اور اسد کو شہید کر ڈالا۔ اس پر اصبغ نے کہا اگر اسد اور اس کے تمام ہمراہی کام آ گئے ہیں تو کیا ڈر ہے ہشام زندہ ہیں ہم سب کو ان کے پاس چلے جانا چاہیئے' داؤد بن شعیب نے کہا اہل خراسان کے بعد اب زندگی کا مزا نہیں رہا اصبغ نے کہا اہل خراسان کے بعد زندگی بڑی خوشگوار ہے۔ جب جراح اور اس کے ساتھی شہید ہو گئے تو اس سے مسلمانوں کو کوئی بہت زیادہ ضرر نہیں پہنچا۔ اسی طرح اگر اسد اور اہل خراسان ہلاک ہو گئے تو خداوند عالم تو اپنے دین کی حمایت سے باز آنے والا نہیں ہے' کیونکہ وہ تو حیٌ و قیوم ہے' الحمدللہ امیر المومنین با حیات ہیں۔ مسلمانوں کی فوج بہت زیادہ ہے پھر ہمیں کس بات کا ڈر ہے' داؤد نے کہا اچھا چل کر تو دیکھیں کہ اسد کا کیا حال ہے تا کہ اصلی خبر تو لیتے چلیں۔

داؤد اور اصبغ

غرض کہ یہ دونوں سردار آگے بڑھے۔ راستے میں انہیں ابراہیم کی فوج نظر آئی اور آگ کے الاؤ جلتے نظر آئے داؤد نے کہا کہ یہ مسلمانوں کے الاؤ ہیں جو قریب قریب ہیں۔ کیونکہ ترکوں کے الاؤ علیحدہ علیحدہ روشن کیے جاتے ہیں اصبغ نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ وہ تنگی میں ہیں۔ جب اور قریب پہنچے تو گدھوں کی رینک انہیں سنائی پڑی داؤد نے کہا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ترکوں کے پاس گدھے نہیں ہیں۔ اصبغ نے کہا کل انہیں مال غنیمت میں ملے ہوں گے، مگر ایک یا دو دن میں کھا نہ سکے ہوں گے۔ داؤد نے کہا میں دو سواروں کو بھیجتا ہوں کہ وہ جا کر تکبیر کہیں۔

دو سوار بھیجے گئے' انہوں نے فوج کے پڑاؤ کے قریب جا کر تکبیر کہی' ادھر سے بھی جواب میں تکبیر کا نعرہ بلند کیا گیا' جب یہ جماعت فوج کے قریب پہنچی تو معلوم ہوا کہ یہ وہ پڑاؤ ہے جس میں مال غنیمت' اور ابراہیم کے ہمراہ اہل صغانیاں اور اس کا رئیس صغان خداہ بھی ہے خبر ہوتے ہی ابراہیم پیشوائی کے لئے جھپٹا۔

اسد بن عبداللہ کی بلخ روانگی

اسد بلخ سے جبل الملح کی سمت روانہ ہوا۔ اسکا ارادہ یہ تھا کہ دریائے بلخ کو عبور کرے، ابراہیم بن عاصم اس سے پہلے ہی لونڈی غلاموں اور دوسرے مال غنیمت کو لیکر دریا پار پہنچ چکا تھا۔ اسد نہر کے کنارے پہنچ گیا، اس سے پہلے اسے یہ اطلاع ملی تھی کہ خاقان کو سوبات سے روانہ ہوئے سترہ راتیں گذر چکی ہیں، ابوتمام بن زحر اور عبدالرحمٰن بن خنفر جو دونوں ازدی سردار تھے اسد کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ خدا امیر کو نیک توفیق دے۔ اس جہاد میں آپ نے خوب ہی جوانمردی دکھلائی اور اسے بہت اچھی طرح سرانجام کو پہنچایا۔ مال غنیمت حاصل کیا اور کچھ نقصان بھی نہیں اٹھایا بہتر یہ ہے کہ آپ ان حقیر اور کم مایہ چیزوں کو قطع کرا کے اپنے پیچھے چھوڑ دیں۔ اسد نے حکم دیا کہ ان دونوں کو گردن میں ہاتھ دے کر باہر نکال دو، چنانچہ اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ اس دن اسد وہیں مقیم رہا۔ دوسرے دن پھر وہاں سے کوچ کیا۔ دریا میں تیس مقام ایسے تھے جو پایاب تھے اور جہاں سے لوگ دریا کو عبور کرتے تھے، اور ایک جگہ اتنا پانی تھا جو گھوڑے کی زین کے کناروں کو چھوتا تھا، اسی مقام سے لوگ دریا میں گھس پڑے، اسد نے حکم دیا کہ ہر شخص ایک ایک بھیڑ اپنے ساتھ لے لے۔ خود اسد نے بھی ایک بھیڑ اٹھائی۔

عثمان بن عبداللہ کا اسد کو مشورہ

اس پر عثمان بن عبداللہ بن مطرف بن الشخیر نے اس سے کہا جس خطرہ کی بناء پر آپ یہ بھیڑوں اپنے ساتھ لے رہے ہیں وہ بات اتنی خطرناک نہیں ہے جتنا کہ یہ موجودہ خطرہ، اسکے علاوہ آپ نے فوج کو منتشر کر دیا ہے، ان کے دھیان کو بٹا دیا ہے۔ اور دشمن سایہ کی طرح پیچھے لگا ہوا ہے، آپ ان بھیڑوں کو چھوڑئے اور اس پر لعنت بھیجئے۔ عثمان نے لوگوں کو اس بات کے لئے تیار ہو جانیکا بھی حکم دیا۔ مگر اسد نے ایک نہ سنی اور حکم دے دیا کہ کوئی شخص ایک بھیڑ کے لئے بغیر دریا عبور نہیں کر سکتا تا آنکہ سب بھیڑیں ختم ہو جائیں۔ ورنہ جو شخص اس حکم کی خلاف ورزی کریگا میں اسکے ہاتھ کٹوا دونگا، مجبوراً تمام سپاہیوں نے ایک ایک بھیڑ اٹھانا شروع کی۔ سوار اسے اپنے سامنے رکھ لیتا تھا اور پیادہ اسے اپنی گردن پر اٹھا لیتا تھا اب سب فوج دریا میں گھس پڑی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب گھوڑوں کے سم

دریا کی تہ پر لگے تو بعض مقام ایسے بھی آئے جہاں گھوڑے تیرنے لگے۔ جسکی وجہ سے سوار اچھی طرح اپنی نشست قائم نہ رکھ سکے اور دریا میں گر پڑے، یہ حالت دیکھ کر اس نے حکم دیا کہ بھیڑیوں دریا میں پھینک دی جائیں۔

ابھی پوری فوج نے دریا کو پار نہیں کیا تھا کہ دشمن اچانک سر پر آ پہنچا۔ جو لوگ عبور نہ کر سکے تھے انہیں دشمن نے قتل کر ڈالا۔ اور اب لوگ ایک دم دریا میں کود پڑے۔

خاقان کی آمد

بیان کیا جاتا ہے کہ ساقہ فوج میں بنی ازد اور تمیم متعین تھے، اسی طرح کمزور ناتوان اشخاص بھی پیچھے چھوڑے دیئے گئے تھے اسد سوار ہو کر دریا کے کنارے پہنچا۔ اونٹوں کے متعلق حکم دیا کہ انہیں دریا کے پار لایا جائے تاکہ جب یہ دوسرے کنارے پر پہنچ جائیں تو انہیں پر تمام مال غنیمت لادا جائے۔ اسی دوران میں ختل کی سمت سے ایک غبار اٹھا۔ معلوم ہوا کہ خاقان آ پہنچا خاقان کی فوج کا اگلا حصہ مسلمانوں کی فوج کے قریب آ کر بنی تمیم اور ازد پر حملہ آور ہو گیا۔ یہ جماعت پسپا ہو گئی۔ اسد نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دی اور لشکر کے پڑاؤ میں پہنچ گیا۔ اسد نے مال غنیمت کے محافظ سرداروں کو جنہیں اس نے اپنے آگے روانہ کر دیا تھا کہلا بھیجا کہ اتر پڑیں اور دریا کے پیٹے میں جہاں ہیں وہ اپنے گرد خندق کھود لیں۔

اشتیخن کی تجویز

خاقان قریب آ گیا اسکے اور مسلمانوں کے درمیان صرف دریا حائل تھا مسلمانوں نے گمان کیا کہ خاقان دریا کو عبور کر کے ہم پر حملہ نہ کرے گا۔ خاقان نے دریا کی طرف دیکھا اور اشکند کو جو اس زمانہ میں نسا کا اصبہذ تھا حکم دیا کہ فوج کی صف کے آخری کنارے تک جائے اور بہادروں جنگ آزمودہ لوگوں اور پانی کا اندازہ کرنے والوں سے رائے طلب کرے کہ آیا دریا کو عبور کر کے اسد پر حملہ کیا جا سکتا ہے؟ تمام سرداروں نے کہا کہ یہ ممکن نہیں۔ البتہ اشتیخن کے پاس جب یہ پہنچا تو اس نے کہا کہ ہاں ایسا ہو سکتا ہے کیونکہ ہماری فوج پچاس ہزار سواروں پر مشتمل ہے جب ہم ایک دم سب ملکر دریا میں کود پڑینگے تو ایک دوسرے کو پانی کی زد سے بچائے گا اور اسکی روانی کی تیزی دور ہو جائیگی۔

خاقان کی پیش قدمی اور مراجعت

اب ترکوں نے ایک دم اپنے نقاروں پر چوب ماری۔ اسد اور اسکی فوج نے گمان کیا کہ یہ محض دھمکی ہی دھمکی ہے مگر ترکوں نے اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے جس سے پانی میں ایک سخت شور اور ہل چل برپا ہو گئی۔ مسلمان یہ رنگ دیکھ کر اپنے پڑاؤ کی طرف لوٹ آئے۔ ترکوں نے دریا کو عبور کر لیا۔ اب وہ آگے بڑھے، غبار کا ایسا گھٹاٹوپ طوفان محیط فضا ہوا کہ سوار کو اپنا گھوڑا تک نظر نہ آتا تھا اور نہ کوئی کسی کو شناخت کر سکتا تھا، مسلمان اپنے پڑاؤ میں آ گئے۔ فوجی قیام گاہ کے باہر جو کچھ تھا اسے پڑاؤ میں لے آئے۔ غلام چھوٹی زرہیں اور گرز لیکر ترکوں پر حملہ آور ہوئے انکے چہروں پر ضربیں لگائیں۔ حتیٰ کہ ترک پلٹ گئے۔

اسد بن عبداللہ کی مجلس و مشاورت

اسد نے رات گذاری رات ہی سے اس نے اپنی فوج کو ترکوں کے صباحی حملہ کے خوف سے جنگ کے لئے تیار کر دیا تھا۔ مگر جب کسی قسم کی کارروائی کی ابتدا دشمن کی طرف سے نہ دیکھی تو صبح کو اپنے اعیان و سرداران فوج کو مشورہ کے لئے بلوایا اور باہم مشورہ کیا۔ سب نے کہا کہ سلامتی وعافیت کو قبول کیجئے۔

اسد نے کہا یہ تو سلامتی نہیں ہے بلکہ یہ تو مصیبت ہے کل ہمارا خاقان سے مقابلہ ہوا۔ اس نے ہم پر فتح حاصل کی۔ بہت سے قیدی اور ہتھیار مال غنیمت وہ لے اڑا۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آج جو اس نے ہم پر حملہ نہیں کیا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ جو قیدی اسکے ہاتھ آئے ہیں انہوں نے اسے ہمارے مال و متاع کے متعلق جو ہمارے آگے جا رہا ہے اطلاع دی ہوگی، اور اسکے لالچ میں خاقان نے ہمارا مقابلہ چھوڑ دیا ہے۔

اسد بن عبداللہ کو قیام کا مشورہ

اب اسد نے اس مقام سے کوچ کیا اور اپنے آگے دشمن کی نقل و حرکت کو معلوم کرنے کے لئے اردگرد جماعتیں روانہ کیں، ایک شخص نے آ کر یہ خبر دی کہ میں نے ترکوں کی جھنڈیاں اور اشکند کے جھنڈوں میں کا ایک جھنڈا تھوڑی سی جماعت کے ساتھ دیکھا ہے، مگر اسد برابر کوچ کرتا رہا جانوروں پر بار بہت تھا سردارانِ فوج نے پھر اس سے کہا کہ آپ پڑاؤ کر دیجئے اور عافیت و سلامتی کو قبول کیجئے۔ اسد نے کہا سلامتی کہاں ہے جو میں اسے قبول کروں، یہ تو ایک مصیبت اور محض جان و مال کا نقصان ہے۔

نصیر بن سیار کی تجویز

شام کے وقت اسد ایک مکان میں رات بسر کرنے کے لئے قیام پذیر ہوا۔ پھر لوگوں سے مشورہ طلب کیا کہ آیا یہاں قیام کر دیں یا چلے چلیں۔ لوگوں نے کہا وہ کام کیجئے جس میں سب کی عافیت اور سلامتی ہو اور یہ ممکن ہے کہ مال و متاع کے نقصان ہو جانے سے ہم اور تمام خراسان کے باشندے تو بچ جائینگے اس گفتگو کے وقت نصر بن سیار گردن جھکائے چپ بیٹھا رہا۔ اسد نے اس سے پوچھا کہ تم اسطرح گردن جھکائے کیوں خاموش ہو؟ نصر نے کہا دو طریقے ہیں اور وہ دونوں آپ کے اختیار میں ہیں۔ اگر آپ اسی طرح رواں دواں رہے تو ان لوگوں کی امداد کو پہنچ سکیں گے جو مال غنیمت کے ہمراہ ہیں اور انہیں دشمن کے چنگل سے بچا لینگے۔ اگر آپ ایسے وقت بھی ان تک پہنچے جب کہ وہ ہلاک ہو گئے ہونگے تب بھی آپ اس وجہ سے اتنی یہ مسافت طے کر لینگے جو آپ کو بہر حال طے کرنا ہے۔ اسد نے اس رائے کو پسند کیا۔ اسکے چہرہ پر بوسہ دیا اور تمام دن چلتا رہا۔

اسد بن عبداللہ کا ابراہیم کے نام خط

اسکے بعد اسد نے سعید الصغیر باہلہ کے آزاد غلام کو جو ایک مشہور بہادر تھا اور جو ختل کی سرزمین سے اچھی طرح متعارف تھا بلایا اور ایک خط ابراہیم کو لکھا تم جنگ کے لئے ہر وقت تیار اور دشمن سے چوکنے رہو کیونکہ خاقان تمہارے آگے کی جانب بڑھ رہا ہے۔

اسد نے یہ خط سعید کو دیا اور حکم دیا کہ ابراہیم جہاں کہیں بھی ہو رات سے پہلے یہ خط اسے پہنچا دو۔ اور اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو میں اسلام سے خارج ہو جاؤں اگر تمہیں قتل نہ کر ڈالوں۔ اگر تم حارث سے جا ملے تو بھی میں یہی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تیری بیوی اور تمام خاندان والوں کو بلخ کے بازار میں دلالوں کے ذریعہ نیلام کرا دوں گا۔

اسد بن عبداللہ کے قاصد کی روانگی

سعید نے کہا آپ اپنا کیت گھوڑا ذنوب نام مجھے دے دیجئے۔ اسد نے کہا جب تم اپنی جان قربان کرنے پر آمادہ ہو اور میں اپنا گھوڑا تمہیں نہ دوں تو مجھ سے بڑا بخیل کوئی نہیں ہوگا۔ اسد نے گھوڑا اس کے سپرد کر دیا، سعید اپنے ایک کوتل گھوڑے پر سوار ہو کر چلا اسکے ہمراہ اس کا غلام ایک گھوڑے پر سوار ہو کر چلا۔ اور غلام کے پہلو اسد کا گھوڑا کوتل چلا۔

جب یہ دونوں ترکوں کے سامنے آئے جو مسلمانوں کے مال غنیمت کی فکر میں جا رہے تھے تو ترکوں کی گرد آور جماعت نے انکا تعاقب کیا سعید نے فوراً اسد کے گھوڑے پر سوار ہو گیا، گھوڑے کو ایڑی دی۔ ترک اسے نہ پا سکے، یہ ابراہیم کے پاس خط لیکر پہنچ گیا۔ تقریباً بیس ترک اب تک اس کا پیچھا کرتے رہے مگر جب انہوں نے ابراہیم کی فوج کو دیکھا تو فوراً پلٹ گئے اور خاقان کو جا کر سارا ماجرا سنایا۔

خاقان کا ابراہیم پر حملہ

دوسرے دن علی الصباح خاقان نے ابراہیم پر حملہ کر دیا۔ مگر اب ابراہیم جنگ کی تیاری کر چکا تھا۔ اس نے اپنے چاروں طرف خندق کھود لی تھی جب ترکوں نے حملہ کیا تو ابراہیم خود اپنی فوج کو لڑا رہا تھا۔ ابراہیم نے اہل سغد کو جنگ کا حکم دیا۔ جب ترک مسلمانوں کی بیرونی جنگی چوکی کے نزدیک پہنچ گئے تو اہل سغد نے سامنے ہی سے ایسا شدید حملہ کیا کہ ترکوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ ایک ترک مارا گیا، خاقان نے حکم دیا کہ پھر گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ۔ خاقان ایک ٹیلہ پر چڑھ گیا اور دیکھنے لگا کہ مسلمانوں کی کونسی سمت کمزور ہے جہاں سے حملہ کیا جائے۔

خاقان کی حکمت عملی

خاقان کی یہ عادت تھی کہ دو یا تین آدمیوں کو اپنے ساتھ لیکر ٹیلہ پر چڑھ جاتا جب مسلمان کے پڑاؤ کا کمزور مقام دیکھتا تو فوراً اسی طرف سے اپنی فوج کو حملہ کرنیکا حکم دیتا فوج اسکے حکم کی تعمیل کرتی جب وہ ٹیلہ پر چڑھا تو اس نے مسلمانوں کے پڑاؤ کی پشت پر ایک جزیرہ دیکھا جسکے سامنے ایک جوہڑ تھا۔ اپنے بعض ترک سرداروں کو بلا کر حکم دیا کہ اس راستہ سے تم مسلمانوں کے لشکر کے پیچھے چلے جاؤ۔ اور جب جزیرہ کے پاس پہنچو تو اس میں سے ہو کر مسلمانوں کے عقب سے ان پر حملہ آور ہو جاؤ۔ پہلے عجمیوں اور اہل اضعانیاں پر حملہ کرنا علاوہ انکے جو عرب ہیں انہیں مت چھیڑنا۔ (خیموں کی شناخت اور جھنڈوں کی وجہ سے انہیں عربوں کا مقام بتا دیا تھا۔ نیز خاقان نے یہ بھی تاکید کی کہ دشمن جو اپنی خندقوں میں ہے اگر تمہاری طرف بڑھے گا تو اس طرف سے ہم انکی خندقوں میں داخل ہو جائینگے اور اگر وہ اپنی خندقوں ہی میں رہیگا تو تم پیچھے سے انکی خندقوں میں گھس جانا۔

ترکوں کا عقبی حملہ

ترکوں نے اس حکم کی تعمیل کی۔ اور جدھر عجمی فوج تھی اسکی سمت سے وہ مسلمانوں کے عقب سے حملہ آور ہوئے انہوں نے صنعان کے رئیس اور اسکی تمام فوج کو قتل کر ڈالا اور ان کے تمام مال و متاع پر قبضہ کرلیا۔

اسد بن عبداللہ کی آمد

نیز ابراہیم کے پڑاؤ میں بھی گھس گئے اور جو کچھ وہاں تھا سب پر قبضہ کرلیا۔ اب مسلمانوں نے فوجی ترتیب چھوڑ دی اور سب ایک جگہ جمع ہوگئے اور سمجھ گئے کہ ہلاکت قریب ہے اللہ کی شان کہ اچانک غبار کا ایک طوفان اٹھا اور اسد اپنی فوج لیکر آ پہنچا ترک اس فوج کو دیکھ کر مسلمانوں کو چھوڑ چھوڑ کر اس مقام کی طرف ہٹ گئے جہاں خاقان تھا۔ ابراہیم کو انکی علیحدگی سے تعجب ہوا کیونکہ وہ فتح پا چکے تھے، بہت سوں کو قتل کر چکے تھے اور بہت سا مال غنیمت حاصل کر چکے تھے۔ اس تعجب کی وجہ یہ تھی کہ ابراہیم کو اسد کے آنے کی توقع نہ تھی، دوسری جانب اسد نے اپنی رفتار میں بہت تیزی کر دی تھی۔ وہ بڑھتا ہوا اس ٹیلہ پر آ کر ٹھہرا جس پر خاقان کھڑا ہوا تھا۔ خاقان اسد کو آتے دیکھ کر پہاڑ کی سمت چل پڑا۔

رئیس صنعان کی بیوی کا نوحہ

مسلمانوں کے مال و متاع کے ساتھ جو لوگ تھے ان میں سے بقیۃ السیف اسد کے پاس چلے آئے، ان میں سے ایک بڑی تعداد ترکوں کے ہاتھوں کام آ چکی تھی۔ برکۃ بن خوالی الراسبی۔ کثیر ابوامیہ۔ اور بنی خزاعۃ کے کچھ معمر لوگ بھی اس جنگ میں مارے گئے۔

صنعان کے رئیس کی بیوی اپنے شوہر پر نوحہ و بکا کرتی ہوئی اسد کے پاس آئی اسد بھی اسے دیکھ کر اس کے ساتھ اس طرح رونے لگا کہ اس کی آواز دوسروں نے بھی سن لی۔

خاقان اپنے قیدیوں کو ان کے پاؤں میں رسیاں باندھ کر، اونٹوں کو جو لدے ہوئے تھے، اور لونڈیوں کو اپنے ساتھ لیکر چلتا بنا۔

مصعب بن عمرو الخزاعی کا تعاقب کا ارادہ

مصعب بن عمرو الخزاعی اور بعض خراسانیوں نے ارادہ کیا کہ دشمن کو روکیں مگر اسد نے انہیں اس سے منع کیا اور کہا کہ اس وقت دشمن کی ہوا بندھ گئی ہے۔ انکا جوش و خروش شدید ہو رہا ہے اس وقت تم ان کے سامنے مت آؤ۔

حارث بن سریج کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص خاقان کے ساتھ تھا۔ خاقان نے اسے شہ دی کہ اسد پر کچھ طنزیہ فقرے کسے چنانچہ اس نے پکار کر کہا اے اسد کیا دریا پار کا علاقہ تیرے جہاد کی مہموں کے لئے کافی نہیں؟۔ تو بڑا ہی حریص ہے۔ کیا ختل کے علاوہ اور کہیں تیرے لئے گنجائش نہ تھی۔ وہ میرے باپ دادا کا علاقہ ہے، اسد نے کہا جی ہاں آپ بجا فرماتے ہیں! دیکھنا خدا تجھ سے بدلہ لے گا۔

ایک ترک سردار کا بیان

کورمغانون ترکوں کے ایک بڑے سردار نے بیان کیا کہ میں نے اس مالِ غنیمت والی جنگ سے اچھی کوئی لڑائی نہیں دیکھی، لوگوں نے پوچھا وہ کس طرح کہنے لگا کہ مجھے اس جنگ میں بہت مال ومتاع حاصل ہوا۔ عرب قیدیوں کے علاوہ میں نے کسی دشمن کو اس قدر بدہیئت اور بری حالت میں نہیں دیکھا ان میں سے اگر کوئی دوڑتا تھا تو اس سے اپنی جگہ سے ہلا نہیں جاتا تھا۔

اسد بن عبداللہ کی بلخ روانگی

بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب خاقان نے مسلمانوں کے مال ومتاع کی طرف اقدام کیا تو اسد نے پسپائی شروع کر دی، خاقان ایک ٹیلہ پر چڑھا ترکوں نے مسلمانوں کو دیکھا، مسلمان مقابلہ کے لئے رک گئے، ترک مسلمانوں سے لڑے مسلمانوں نے بھی ڈٹ کر انکا مقابلہ کیا، ترک مسلمانوں کو چھوڑ کر ان عجمی فوجوں کی طرف جھکے جو مسلمانوں کے ہمراہ تھیں، ترکوں نے ان پر حملہ کیا اور ان کے تمام اہل وعیال کو قید کر لیا۔ پھر ہر ترک نے کسی ایک خادم یا خادمہ کو اپنے پیچھے سوار کرالیا اور غروب آفتاب کے وقت اسد کے پڑاؤ کے سامنے آپہنچے۔ اسد اپنی فوج لیکر روانہ ہوا اور پر اس نے مع تمام مال ومتاع کے پڑاؤ ڈال دیا۔ دوسرے دن عید الفطر تھی، صبح ہوتے ہی ترکوں نے اسد پر دھاوا کر دیا۔ اور قریب تھا کہ ترک مسلمانوں کو نماز سے بھی روک دیں مگر وہ خود ہی پیچھے ہٹ گئے۔ اسد بلخ آ گیا۔ بلخ کی گھاٹی میں موسم سرما تک پڑاؤ ڈالے پڑا رہا۔ جب سردی کا موسم شروع ہوا تمام لوگ گھروں میں رہنے کے لئے چلے گئے خود اسد بھی شہر میں آ گیا فارسی کے یہ دو شعر اس موقع پر اسد کی ہجو میں کہے گئے۔

از ختلان آمدی　　برو تباہ آمدی
ایار باز آمدی　　خشک نزار آمدی

ترجمہ: تو ختلان سے نہایت بری حالت میں تباہ ہو کر پھر لوٹ آیا۔

اسد بن عبداللہ کا اہل بلخ کو خطاب

اس وقت حارث بن سریج طخارستان کے اطراف میں تھا یہ بھی خاقان سے جاملا۔ عید قربان کی شب میں اسد کو معلوم ہوا کہ خاقان نے جزۃ میں آ کر پڑاؤ ڈالا ہے، اسد نے حکم دیا شہر کی فصیل پر آگ روشن کر دی جائے چنانچہ آگ روشن کی گئی اور اسے دیکھ کر لوگ آس پاس کے قریوں اور منڈیوں سے شہر بلخ کی طرف منتقل ہو گئے۔ صبح کو اسد نے دوگانہ پڑھایا تقریر کی اور کہا کہ دشمن خدا حارث بن سریج کفار کو اپنی مدد کے لئے بلا کر لایا ہے تا کہ اللہ کے دین کی شمع گل ہو جائے اور اسکے دین کو وہ بدل دے، انشاء اللہ خداوند عالم اسے ذلیل ورسوا کرے گا، تمہارا دشمن کتا ہے، تمہارے جو بھائی اس کے پنجوں میں گرفتار ہو چکے وہ ہوئے، اگر اللہ تمہاری مدد کرنا چاہے تو تمہیں تمہاری قلت تعداد یا دشمن کی کثرت کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتی، اللہ سے امداد طلب کرو، مجھے یہ بات سلف سے پہنچی ہے کہ جب بندہ اپنی پیشانی خدا کے سامنے سجدہ میں رکھتا ہے تو اس وقت اس سے زیادہ خدا کے قریب اور کوئی نہیں ہوتا۔ میں اب منبر سے اتر کر سجدہ میں اپنی پیشانی رکھتا ہوں۔ اللہ سے دعا مانگو، اپنے رب کے سامنے سربسجود ہو جاؤ اور خلوص دل سے دعا مانگو،

غرض کہ سب سے اس کے حکم کی تعمیل کی اور جب انہوں نے اپنے سر سجدہ سے اٹھائے تو انہیں اپنی فتح میں کچھ شک نہ تھا۔

اسد بن عبداللہ کا عزم

خطبہ کے بعد اسد منبر سے اتر آیا۔ قربانی کی اور خاقان کے مقابلہ پر جانے کے لئے لوگوں سے مشورہ لینے لگا' بعض لوگوں نے کہا آپ ابھی بالکل جوان ہیں آپ معمولی سی چیز پر غارت گری کرنے سے باز نہیں رہتے۔ اور اس وجہ سے ہم آپ کے جانے کو پُر خطر سمجھتے ہیں۔ اسد نے کہا بخدا میں تو اب ضرور ہی جاؤں گا اب چاہے مجھے فتح حاصل ہو یا شہادت۔

خلم کی گھاٹی پر خاقان کی فوج کا اجتماع

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب خاقان نے اسد کی طرف اقدام کیا تو اس نے دریا پار کا علاقہ' اہل طخارستان' اور جیغویۃ الطخاری سے امداد حاصل کر لی تھی' اہل طخارستان اپنے سرداروں اور ملازمین کے ساتھ تیس ہزار کی تعداد میں خاقان سے مل گئے۔ اب یہ تمام فوجیں خلم کی گھاٹی میں آ کر فروکش ہوئیں۔ اس گھاٹی میں مسلمانوں کی ایک سرحدی جنگی چوکی تھی ابوالعوجا بن سعید العبدی اسکا افسر تھا' ترکوں نے اس سے چھیڑ چھاڑ کی مگر اسکا کچھ نہ بگاڑ سکے اور باقاعدہ فوجی ترتیب کے ساتھ فیروز بخشیں علاقہ طخارستان کی راہ چلنے لگے' ابوالعوجاء نے اسد کو ترکوں کی پیش قدمی سے آگاہ کرا دیا۔

مرو جانے کی تجویز

اسد نے تمام لوگوں کو جمع کیا۔ ابوالعوجاء اور فرافصہ (جو جزہ کی سرحدی چوکی کا افسر تھا اور جس نے خاقان کے اس چوکی سے گزر جانے کے بعد اس کو اسکی اطلاع دیدی تھی) کے خطوط لوگوں کے سامنے پڑھوائے' اور پوچھا کہ اب کیا طرزِ عمل اختیار کیا جائے۔ بعض لوگوں نے یہ رائے دی کہ آپ شہر بلخ کے دروازوں کے سامنے جم کر مقابلہ کیجئے' خالد اور خلیفہ سے امداد طلب کیجئے' دوسروں نے کہا کہ زم کے راستے سے چلئے اور اسی طرح خاقان سے پہلے مرو پہنچ جائیں اور لوگوں نے کہا دشمن کے مقابلہ پر بڑھیے اور اللہ سے دشمن کے خلاف امداد طلب کیجئے۔

چونکہ خود اسد ترکوں سے مقابلہ کے متعلق اپنے دل میں ٹھان چکا تھا اس وجہ سے یہ آخری مشورہ اسد کی رائے کے موافق ہوا۔

خاقان کی پیش قدمی

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خاقان اسد کا پیچھا چھوڑ کر پہاڑوں پر چڑھ گیا' اور طخارستان کے علاقہ میں جیغویہ کے پاس فروکش ہو گیا' موسم سرما کے وسط میں خاقان نے پھر مسلمانوں کی طرف پیش قدمی کی۔ اور جزہ کے پاس سے گذر کر جوزجان کی طرف بڑھا اور اس نے قتل و غارت کرنے والی جماعتیں ادھر اُدھر پھیلا دیں۔ اسکی وجہ یہ ہوئی تھی کہ حارث بن سریج نے اس سے کہہ دیا تھا کہ اسد اس وقت مقابلہ کے لئے سامنے نہیں آئے گا۔

بختری بن مجاہد کا اسد کو مشورہ

اس طرح اب خاقان کے ساتھ کوئی فوج نہیں رہی اس لئے بختری بن مجاہد بنی شیبان کے آزاد غلام نے اسد سے کہا کہ خاقان نے ضرور اپنے سواروں کو اِدھر اُدھر منتشر کر دیا ہے اب آپ جوز جان چل کر قیام کیجئے' چنانچہ جب خاقان نے اپنا رسالہ واقعی پھیلا دیا تو بختری نے اسد سے کہا کہئے میرا مشورہ کیسا عمدہ ثابت ہوا اس پر اسد نے کہا کہ تو نے اللہ کا کام بھی دیکھا کہ خاقان نے بھی تیری ہی رائے کے مطابق عمل کیا۔

اسد نے جبلہ بن ابی رواد سے ایک لاکھ بیس ہزار درہم لئے اور حکم دیا کہ ہر سپاہی کو بیس بیس درہم تقسیم کر دیئے جائیں۔ شام اور خراسان کی کل سات ہزار فوج اسکی معیت میں تھی۔

بلخ پر کرمانی بن علی کی قائمقامی

اسد نے بلخ پر کرمانی بن علی کو اپنا نائب مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ کسی شخص کو شہر سے نکلنے مت دینا چاہے ترک اس قدر قریب ہی کیوں نہ پہنچ جائیں کہ وہ شہر کے دروازہ کو آ کر کھٹ کھٹائیں' اس پر نصر بن سیار اللیثی' قاسم بن نجیت الراغی الازدی' سلیم بن سلیمان السلمی' عمرو بن مسلم بن عمرو' محمد بن عبدالعزیز العتکی عیسی الاعرج الحنظلی بختی بن ابی ورہم البکری۔ سعید الاحمر۔ اور سعید الصغیر بنی باہلہ کے آزاد غلام نے اسد سے التجاء کی کہ خدا امیر کو نیک توفیق دے آپ ہمیں نکلنے کی اجازت دیجئے اور ہماری اطاعت و فرمانبرداری پر ذرہ برابر شبہ نہ کیجئے۔ اسد نے انہیں اجازت دیدی۔

اسد بن عبداللہ کی دعا

اب خود اسد شہر سے باہر نکلا' بلخ کے ایک دروازہ کے سامنے فروکش ہوا۔ اس کے لئے ایک خیمہ اور دو شامیانے جو ایک دوسرے سے ملا دیئے گئے تھے نصب کئے گئے۔ اسد نے دو رکعت نماز پڑھائی پھر بہت طویل طویل نماز پڑھی قبلہ رو ہو کر دعا کے لئے تیار ہوا۔ لوگوں میں بھی اعلان کر دیا گیا کہ سب اللہ سے دعا مانگیں' اسد بہت دیر تک دعا مانگتا رہا دعا میں فتح کی درخواست کی' تمام لوگ اسکی دعا پر آمین کہتے جاتے تھے' اسد نے کہا رب کعبہ کی قسم تمہیں ضرور فتح حاصل ہوگی' پھر قبلہ کی سمت سے رخ پھیر کر اس نے لوگوں سے' تین مرتبہ یہی کہا کہ رب کعبہ کی قسم ہے انشاء اللہ تمہیں ضرور فتح و سر بلندی حاصل ہوگی۔

اس کے بعد اس کے نقیب نے اعلان کر دیا کہ جو سپاہی کسی عورت کو اپنے ساتھ لے گا اس کے تمام حقوق متعلقہ حفاظت جان و مال ساقط ہو جائیں گے۔

اسد بن عبداللہ کی روانگی

ارباب سیر لکھتے ہیں کہ اسد فرار کی صورت میں اس شہر سے نکلا تھا اور اس لئے اس نے ام بکر اپنی ام ولد کو اور اپنے لڑکے کو پیچھے ہی چھوڑ دیا۔ اسد کی نظر ایک اونٹ پر پڑی جس پر ایک لونڈی سوار تھی۔ اسد نے حکم دیا کہ تفتیش کی جائے کہ یہ کس کی لونڈی ہے' ایک سوار پہنچا اور تمام صورت حال معلوم کر کے واپس آیا' اور عرض کیا کہ یہ لونڈی

زیاد بن الحارث البکری کی ہے زیاد بھی بیٹھا ہوا تھا' اس نے غصہ سے گھورا اور کہا کہ تم اس وقت تک باز نہ آؤ گے جب تک کہ میں تم میں سے ایک ایسے شخص پر جسکی میں بہت عزت کرتا ہوں چڑھ نہ جاؤں اور اسے آگے پیچھے سے خوب ماروں' زیاد نے کہا اگر یہ میری لونڈی ہو تو یہ آزاد ہے' جناب والا میرے ساتھ کوئی عورت نہیں ہے' یہ شخص میرا دشمن ہے میرا حاسد ہے' اب اسد وہاں سے روانہ ہوا۔ جب عطاء کے پل پر پہنچا مسعود بن عمرو الکرمانی سے جو اس روز کرمانی کی جگہ بنی ازد کی قیادت کر رہا تھا کہا کہ مجھے پچاس آدمی اور اتنے ہی گھوڑے درکار ہیں' تاکہ میں انہیں اس پل پر متعین کر دوں کہ وہ کسی ایسے شخص کو جو دریار کے اس پر چلا گیا ہو اس پل پر واپس نہ آنے دیں۔

مسعود نے کہا کہ میں کہاں سے پچاس آدمی لاؤں' اسد نے حکم دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ مسعود اپنے گھوڑے سے نیچے گرا دیا گیا اور اس کے قتل کا حکم بھی دیدیا گیا مگر کئی شخصوں نے اسکی سفارش کی چنانچہ اسد نے اسے معاف کر دیا۔

سالم بن منصور کا ترکوں پر حملہ

پل عبور کر کے اسد ایک فرودگاہ میں اترا وہاں اس نے رات گذاری اور خود اسکا یہ ارادہ تھا کہ دوسرے تمام دن بھی وہیں قیام پذیر رہے مگر غدافر بن زید نے جب آ کر اسے مشورہ دیا کہ جناب والا آج کا سارا دن یہیں قیام فرمار ہیں تو مناسب ہے کہ تمام لوگ یہاں آ کر جمع ہو جائیں۔ یہ سنتے ہی اسد نے فوراً کوچ کا حکم دیدیا اور کہنے لگا کہ ایسے لوگوں کی مجھے کچھ پروا نہیں جو پیچھے رہ جائیں۔

اسد نے یہاں سے کوچ کیا اسکے مقدمۃ الجیش میں تین سو سپاہی سالم بن منصور البجلی کی قیادت میں تھے ان کا مقابلہ سو ترکوں سے ہوا جو خاقان کا مقدمۃ الجیش تھے' سالم نے ترکوں کے سردار اور اسکے ساتھ اور سات ترکوں کو گرفتار کر لیا۔ باقی ترک فرار ہو گئے جب یہ ترک سردار اسد کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ رونے لگا اسد نے رونے کی وجہ پوچھی تو وہ کہنے لگا کہ میں اپنے لئے نہیں روتا ملکہ خاقان کی ہلاکت کے ڈر سے روتا ہوں' اسد نے پوچھا یہ کیسے۔ اس نے کہا کہ خاقان نے اپنی تمام فوج اپنے اور مرو کے درمیان پھیلا دی ہے۔

ریحان بن زیاد کی معزولی

اسد اور آگے بڑھ کر بلخ کے ایک سدرہ نامی قریہ پر پہنچا۔ اس وقت تک اہل العالیہ کے رسالہ پر ریحان بن زیاد العامری العبدی (از خاندان بنی عبداللہ بن کعب) سردار تھا' اب اسد نے اسے معزول کر کے اسکی جگہ سالم بن منصور کو مقرر کر دیا۔

اسد بن عبداللہ کی خریستان میں آمد

اسد سدہ سے چل کر خریستان پہنچا۔ ایک گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز اس نے سنی' پوچھا یہ کس کا گھوڑا ہے' کہا گیا عقار بن زغیر کا اس کے اور اس کے باپ کے نام سے اس نے برا شگون لیا۔ اسد نے حکم دیا کہ اسے واپس لوٹا دو۔ اس شخص نے کہا کہ کل جب میں ترکوں پر حملہ آور ہوں گا تو مجھے درجہ شہادت ملے گا' اسد نے کہا اللہ تجھے ہلاک ہی کرے' اس اس مقام سے بھی آگے بڑھا جب ایسی جگہ پہنچا جہاں سے عین الحارہ نظر آتا تھا۔ تو بشر بن زرین یا

زرین بن بشر اسد کے سامنے آیا اسد نے پوچھا "خوشخبری ہے یا بوجھ ہے اسے زرین تمہارے پیچھے کیا ہے؟ زرین نے کہا اگر آپ ہماری امداد نہ کریں گے تو ہمارے شہروں پر دشمن غالب ہو جائیں گے' اسد نے کہا مقدام بن عبدالرحمٰن سے کہو کہ وہ میرے نیزے کو لانبا کریں۔

اسد چلتے چلتے شہر جوز جان سے دو فرسخ کے فاصلہ پر پہنچ کر اتر پڑا۔ صبح کو دونوں حریف کے رسالوں کا آمنا سامنا ہوا۔ خاقان نے حارث سے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ حارث نے کہا یہ محمد بن مثنیٰ اور اسکا نشان ہے۔

خاقان کی حارث سے جواب طلبی

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خاقان کی گرد آوری کرنے والی جماعتوں نے آ کر اسے یہ خبر دی تھی کہ بلخ کی جانب سے ایک غبار بلند ہوتا ہوا بڑھ رہا ہے۔ خاقان نے حارث کو بلا کر اس سے کہا کہ تم نے تو مجھ سے بڑے زور سے یہ بات کہی تھی کہ اسد اس وقت مقابلہ کے لئے نہیں آئے گا جبکہ یہ غبار تو بلخ ہی کی سمت سے اٹھا ہے' حارث نے کہا نہیں یہ بات نہیں بلکہ یہ وہ ڈاکو ہے جس کے متعلق میں نے آپ کو پہلے بتا دیا ہے کہ وہ میرے طرفداروں میں سے ہے خاقان نے حالات کی تفتیش کے لئے طلائع روانہ کئے اور انہیں حکم دیا کہ دیکھ کر آنا کہ آیا اونٹوں پر تخت اور کرسیاں ہیں۔

طلائع نے آ کر اسے تمام صورت حال سے آگاہ کیا کہ ہم نے یہ چیزیں دیکھی ہیں۔ خاقان حارث سے کہنے لگا کہ ڈاکو تخت اور کرسیاں لادے لادے ساتھ نہیں رکھتے یہ اسد ہی ہے جو تیرے مقابلہ پر آیا ہے۔

سالم بن جناح کی مخبری

اسد سو قدم آگے بڑھا ہوگا کہ سالم بن جناح مجرا بجا لایا۔ اور عرض پرداز ہوا کہ امیر کو بشارت ہو میں نے دشمن کو گن لیا ہے ان کی تعداد چار ہزار بھی نہیں ہیں اور مجھے پوری توقع ہے کہ انشاء اللہ یہ سب کے سب موت کے گھاٹ اتارے جائیں گے۔ مجشر بن مزاحم نے جو اسد کے پہلو بہ پہلو سوار چل رہا تھا اسد سے کہا۔ امیر یہاں آپ اپنی پیدل سپاہ کو اتار دیجئے۔ اسد نے اسکے گھوڑے کے منہ پر ایک ضرب ماری اور کہنے لگا مجشر اب اگر تیری رائے پر عمل کیا گیا ہوتا تو ہم یہاں تک نہ پہنچے ہوتے' تھوڑی ہی دور اور آگے بڑھے تھے کہ اسد نے فوج کو حکم دیا کہ اے بہادرو اتر پڑو۔ آناً فاناً سب لوگ اتر پڑے' اور انہوں نے اپنے گھوڑوں اور سواری کے دوسرے جانوروں کو ایک دوسرے کے نزدیک کر لیا اور تیر و کمان سنبھال لئے' خاقان بالکل قریب ہی سامنے گھاٹی میں موجود تھا اور وہیں اس نے وہ رات بسر کی تھی۔

صبح کی نماز کے بعد اسد نے پھر کوچ کیا' جوز جان سے گذرا جسے خاقان پہلے ہی لوٹ چکا تھا' اسکا رسالہ شیورقان تک پہنچ گیا تھا' جوز جان کے تمام قصر اس وقت بری حالت میں تھے۔

اسد بن عبداللہ کی فوج کی ترتیب

مقدام بن عبدالرحمٰن بن نعیم الغامدی عامل جوز جان اپنی سپاہ اور اہل جوز جان کے ہمراہ اسد کے پاس آ اور اپنے تئیں ان کے حوالہ کر دیا۔ اسد نے ان سے کہا کہ آپ سب لوگ اپنے شہر میں جا کر قیام کریں' اسد نے جو

جان بن جوز جان کو حکم دیا کہ تم میرے ساتھ چلو' قاسم بن نجبت المراغی فوج کی ترتیب اور ضروریات بہم پہنچانے پر تھا (کوارٹر ماسٹر) اسد نے بنی ازد' بنی تمیم' جوز جان بن جوز جان اور اسکے خدمت گاروں کو اپنی فوج کے میمنہ پر مقرر کیا نیز اس حصہ فوج میں اہل فلسطین کا دستہ جو مصعب بن عمرو الخزاعی کے ماتحت تھا اور اہل قنسرین کا دستہ جس پر صغراء بن احمر سردار تھا شامل کر دیا' بنی ربیعہ کو اپنے میسرہ پر رکھا جس کا افسر اعلیٰ یحیٰ بن حضین تھا' نیز ان کے ساتھ اس نے اہل حمص کے دستہ کو جسکا سردار جعفر بن حنظلہ البہرانی تھا اور اہل ازد کو جن پر سلیمان بن عمرو المقری الحمیری سردار تھا شامل کر دیا۔ منصور بن مسلم البجلی مقدمۃ الجیش میں شامل تھا اہل دمشق کو جو حملۃ بن نعیم الکلبی کی زیر قیادت تھے اس کے ساتھ کر دیا تھا چوکیدار' پولیس کے جوان اور اسد کے غلام بھی طلیعہ میں شامل تھے دوسری جانب خاقان نے حارث بن سریج اور اسکی جماعت' بادشاہ سغد رئیس شاش' خرالغبرہ (خاقان خرہ کا باپ اور کاوس کا دادا) رئیس ختل' جیغو یہ اور تمام ترکوں کو اپنے میمنہ پر مقرر کر دیا۔

جنگ خریستان

جب دونوں حریفوں کا مقابلہ شروع ہوا تو حارث اور اسکے ہمراہ اہل سغد' یا نابیہ اور دوسری جو فوجیں تھیں سب نے اسد کے میسرہ پر جس میں بنی ربیعہ اور شام کے دو دستے تھے حملہ کیا حارث نے اسد کے میسرہ کو شکست دی وہ بڑھتا ہوا چلا آیا' کوئی چیز اس کے لئے رکاوٹ نہ تھی صرف اسد کے خیموں نے اسے روک کر واپس کیا۔ مگر درآں حال اسد کے میمنہ نے جس میں بنی ازد' تمیم اور جوز جان تھا حملہ کیا اور یہ ابھی اس تک پہنچے بھی نہ تھے کہ خود حارث اور تمام ترک پسپا ہو گئے۔ اور اب تمام فوج نے عام حملہ کر دیا۔ اسد نے اس موقع پر کہا اے خداوندا انہوں نے میری نافرمانی کی مگر تو انکی مدد و نصرت کر۔

خاقان کی شکست

اب ترکوں نے گریز کے لئے میدان سنبھالا' تتر بتر ہو کر جس کا جدھر منہ اٹھا چلتا بنا ایسے سرپٹ دوڑتے چلے گئے کہ مڑ کر دیکھتے بھی نہ تھے۔ مسلمان تین فرسخ تک انکا تعاقب کرتے چلے گئے' جس پر دسترس ہوتا اسے موت کے گھاٹ اتار دیتے' یہاں تک کہ اس مقام پر پہنچے جہاں ترکوں نے اپنی لوٹ کا مال جمع کر رکھا تھا۔ مسلمان ایک لاکھ پچپن ہزار سے زیادہ بکریاں اور دوسرے جانور کثیر تعداد میں ہنکا لائے۔ خاقان نے شاہراہ عام کو چھوڑ کر پہاڑی راستہ اختیار کیا حارث بن سریج اسے بچاتا جاتا تھا' ظہر کے قریب اسد نے ترکوں پر حملہ کیا تھا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جنگ خریستان میں جب اسد خاقان کے سامنے آ کر ٹھہرا تو ان دونوں کے درمیان ایک گہری ندی حائل تھی' اسد نے حکم دیا کہ میرا خیمہ لگا دیا جائے چنانچہ خیمہ بلند کر دیا گیا' اس پر بنی قیس بن ثعلبہ کے ایک شخص نے اہل شام کو مخاطب کر کے کہا کہ کیا جب دشمن کا مقابلہ ہوتا ہے تو تم ایسا ہی کیا کرتے ہو کہ اپنے خیمہ نصب کرا دیتے ہو' اسد کے حکم سے خیمہ اکھاڑ دیا گیا' اب جنگ کی بادتند جسے ہفافہ کہتے ہیں زور و شور سے چلنے لگی۔ اللہ تعالیٰ نے ترکوں کو شکست دی' مسلمان قبلہ رو ہو کر اللہ سے دعا مانگتے تھے اور تکبیر کہتے تھے۔

خاقان کا فرار

خاقان تقریباً چار سو شہ سواروں (جن کے چہرے سرخ ہو رہے تھے) کے ساتھ سامنے آیا۔ اور ایک شخص سوری نام سے اس نے کہا آج سے تم جوز جان کے رئیس ہو اگر عرب صلح کر لیں تو اہل جوز جان میں سے جس نے ان کا ساتھ دیا ہوا سے قتل کر دینا' دوسری جانب جوز جان نے عثمان بن عبداللہ بن الشخیر سے کہا کہ میں اپنے علاقہ اور اس کے تمام راستوں سے اچھی طرح واقف ہوں کہو تمہیں ایک ایسی تدبیر بتاؤں کہ اس سے خاقان ہلاک ہو جائے اور تاحیات تمہاری شہرت باقی رہے' عثمان نے کہا کہ وہ کیا۔ جوز جان نے کہا میرے پیچھے چلے آؤ عثمان نے کہا بہتر ہے' غرض کہ عثمان ورادک نام راستے سے آگے بڑھا اور یہ ایسے مقام تک پہنچ گئے جہاں سے خاقان کے علم نظر آتے تھے' ترک بالکل بے خوف تھے۔ خاقان کے حکم سے نقارہ پر پسپائی کے لئے چوب پڑی مگر اب جنگ اچھی طرح شروع ہو چکی تھی اس وجہ سے ترک پیچھے نہ بھاگ سکے' دوسری چوب پڑی' پھر بھی نہ بھاگ سکے' تیسری پڑی مگر جنگ میں ایسے منہمک تھے کہ اس مرتبہ بھی پسپا نہ ہو سکے' ابن الشخیر اور جوز جان نے خاقان پر حملہ کیا' خاقان نے شکست کھا کر راہ گریز اختیار کی' مسلمانوں نے ان کے لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا۔ ترک ایسے بدحواس ہو کر بھاگے کہ اپنی دیگوں کو پکتا ہوا چھوڑ گئے' کچھ عرب عورتیں' کچھ موالیات اور کچھ ترک عورتیں چھوڑ کر چلتے بنے' خاقان کا گھوڑا دلدل میں پھنس گیا مگر حارث بن سریج نے اسے بچا لیا۔ لوگوں کو معلوم نہ تھا کہ یہ خاقان ہے' ترکوں کے لشکر گاہ میں مسلمانوں کو ہر شئے ملی۔ چاندی کے برتن اور فوجی باجے بھی تھے۔

خصی نے ارادہ کیا کہ خاقان کی بیوی کو گھوڑے پر اٹھا لے مگر ترکوں نے جھپٹ کر اسے روک دیا' مگر اس نے اس عورت کو خنجر گھونپ دیا' مسلمانوں نے اسے آکر دیکھا تو اس میں جان تھی' انہوں نے اسکا جوتہ لے لیا جس پر زری کا کام تھا۔

اسد بن عبداللہ کی بلخ روانگی

اسد نے گرفتار شدہ ترکوں کو خراسان کے دہقانوں کے پاس بھیج دیا اور ان کے عوض جو مسلمان عورتیں ان کے پاس تھیں انہیں واپس طلب کر لیا۔ اسد پانچ دن وہیں ٹھہرا رہا اس اثناء میں ترکوں کے وہ سوار جو ادھر اُدھر منتشر کر دیئے گئے تھے جب اسد کے سامنے آتے اسد انہیں قتل کر ڈالتا' آخر کار اس نے اپنی اس فتح کو غنیمت سمجھا اور بلخ سے روانہ ہونے کے نویں دن پھر بلخ واپس آ گیا۔

خاقان کا تعاقب کرنے والا فوجی دستہ

کوچ کے دوسرے دن اسد جزۃ الجوز جان پہنچا۔ خاقان یہاں تھا' اسد کے آتے ہی اس نے راہ فرار اختیار کی۔ اسد نے اس کے تعاقب کے لئے فوج میں منادی کر دی کہ کون کون جانا چاہتا ہے' اہل شام اور اہل عراق کی ایک بڑی جماعت اپنی مرضی سے اس کام کے لئے تیار ہوئی۔ چلتے چلتے علاقہ جزہ کے وردنام ایک قصبہ میں آ کر ٹھہری اور یہیں انہوں نے رات بسر کی۔ شب میں باد و باراں کے طوفان سے اس جماعت کو سخت تکلیف اٹھانا پڑی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس شب میں برف گری تھی' بہر حال یہ جماعت اسی مقام سے واپس آ گئی۔

مروالروز میں مقیم ترکوں کا قتل

خاقان اپنی راہ چلتا رہا جیغویہ الطخاری کے پاس جا کر مقیم ہوا ہبرانی اسد کے پاس واپس آ گیا اور اسد بلخ آ گیا' واپسی میں مسلمانوں کو ترکوں کا وہ رسالہ ملا جو مروالروذ میں بلخ پر غارت گری کرنے کے لئے ٹھہرا ہوا تھا۔ جس پر بس چلا مسلمانوں نے اسے قتل کر ڈالا ترک مروالروذ گرجا تک پہنچ گئے تھے، اس روز اسد کو چار ہزار زر ہیں مال غنیمت میں ملیں جب اسد بلخ پہنچ گیا تو اس نے فتح کی خوشی میں لوگوں کو شکرانہ کا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

خرابغرہ کا خاقان سے حسن سلوک

اسد کرمانی کی زیر قیادت سرایا بھیجتا رہتا تھا اور یہ فوجیں ہمیشہ ایک دو یا تین اس سے زیادہ ترکوں کو قتل کرتی رہتی ہیں۔ خاقان بالائے طخارستان چلا گیا اور وہاں جیغویہ الخرلخی کی عزت افزائی کے لئے اسکے پاس مہمان رہا، خاقان نے نقاروں کے بنانے کے حکم دیا اور جب وہ خشک ہو گئے اور اچھی طرح بجنے لگے تو خاقان نے اپنے ملک کا رخ کیا جب شروسنہ پہنچا تو خرابغرہ خانا قرہ کا باپ کاؤس افشین کے باپ کا دادا اسکی ملاقات سے سرفراز ہوا۔ اس سردار نے خاقان کے لئے تحائف اسکے اور اسکی فوج کے لئے گھوڑے نذر دیے۔ اگر چہ یہ اظہار عقیدت مندی ان تعلقات کے منافی تھا جو ان دونوں میں چلے آتے تھے۔ مگر جب خرابغرہ نے دیکھا کہ خاقان شکست کی مصیبت اٹھا کر واپس آیا ہے تو مناسب خیال کیا کہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اسے اپنے احسان سے زیر بار کر دے اسی بناء پر جو کچھ وہ کر سکتا تھا اس نے لا کر نذر کر دیا۔

خاقان کا قتل

خاقان اپنے ملک میں چلا آیا اس نے سمرقند کا محاصرہ کرنے کیلئے پھر جنگ کی تیاری شروع کی حارث بن سریج اور اسکی فوج کو خاقان نے پانچ ہزار گھوڑے سواری کے لئے دیئے۔ اور بہت سے گھوڑے ترک سرداروں میں تقسیم کر دیے۔، ایک روز خاقان کورصول کے ساتھ ایک تیتر کی شرط پر نرد کھیلنے لگا۔ کورصول الرقشی کھیل میں ہارا۔ خاقان نے اس سے شرط کا تیتر طلب کیا اور کہا کہ مادہ لوں گا دوسرے نے کہا نر دوں گا اس پر دونوں میں جھگڑا ہوا کورصول نے خاقان کا ہاتھ توڑ دیا۔ خاقان نے قسم کھا کر کہا کہ کورصول کا ہاتھ توڑ دیا جائے گا کورصول کو اس دھمکی اطلاع ہوئی۔ وہ الگ ہو گیا اور اپنے خاص آدمیوں کی ایک جماعت تیار کر کے اس نے خاقان پر شب خون مارا اور اسے قتل کر ڈالا صبح کے وقت جب ترکوں کو اس کا علم ہوا وہ خاقان کو کھلے میدان میں مقتول پڑا ہوا چھوڑ کر چلے گئے۔

ترکوں میں خانہ جنگی

زریق بن طفیل الکشانی اور حمکین کے خاندانی کے سردار جو ترکوں کے بڑے سردار تھے اس جگہ آئے، خاقان کو اٹھا لئے گئے اور اسے اسکے مرتبہ کے رسم ورواج کے مطابق دفن کر دیا۔ اس واقعہ کا اثر یہ ہوا کہ ترکوں میں خانہ جنگی شروع ہو گئی، ترکوں کی بعض جماعتیں شاش چلی گئیں اس موقع کو مناسب خیال کر کے اہل سغد نے شاش واپس چلے جانے کا ارادہ کیا۔

جو ترک کہ غارت گری کرنے کے لئے ادھر ادھر پھیل گئے تھے ان میں سے سوائے زرا بن الکسی کے کوئی نہ بچا یہ البتہ اپنی جان بچا کر طخارستان پہنچ گیا۔

ہشام بن عبدالملک کو فتح کی نوید

اسد نے شہر بلخ سے سیف بن وصاف العجلی کو ایک گھوڑے پر سوار کر کے روانہ کیا یہ شورقان پہنچا۔ وہاں ابراہیم بن ہشام سرحدی چوکی کا افسر تھا اس نے اسے ڈاک کے گھوڑوں پر روانہ کیا یہ خالد بن عبداللہ کے پاس آیا۔ (وہاں سے یہ ہشام کے پاس آیا) اور اسے تمام کیفیت سنائی، ہشام یہ حالت سنکر بہت پریشان ہوا بلکہ اس نے اسکی خبر کو سچ بھی نہ سمجھا۔ اپنے وزیر اعظم ربیع سے کہا ربیع افسوس! اگر یہ بوڑھا سچ کہتا ہے تو یہ تو ایک بڑی پریشانی اور مصیبت کی خبر لیکر آیا ہے، مگر میں اسے سچا نہیں سمجھا۔ اچھا تم جاؤ، اسے لالچ دلاؤ اور پوچھو کہ وہ کیا بیان کرتا ہے اور پھر جو کچھ کہے اس سے مجھے اطلاع دو، ربیع نے احکام کی تعمیل کی، قاصد نے اس سے بھی وہی بیان کیا جو خود ہشام نے بیان کیا تھا اب حقیقت میں ہشام کو بڑی پریشانی لاحق ہوگئی۔ کچھ روز کے بعد ہشام نے پھر بلایا اور پوچھا کہ قاسم بن نجیش، خراسان کی فوج میں کیا ہے قاصد نے کہا وہ تو میر عسکر ہے، ہشام نے کہا اچھا تو وہ آیا ہے، سیف نے کہا اگر وہ آیا ہے تو اللہ نے امیر المومنین کو فتح دی، واقعہ یہ ہے کہ فتح ہوتے ہی اسد نے قاسم کو فتح کی خوشخبری پہنچانے کے لئے ہشام کے پاس بھیج دیا۔ قاسم نے قصر کے باب پر پہنچتے ہی نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا اور پھر اسی طرح تکبیر کہتا ہوں قصر میں داخل ہوا۔ ہشام اسی اثنا میں اسکی تکبیر کے جواب میں تکبیر کہتا جاتا تھا اسی صورت سے وہ ہشام کے پاس پہنچا۔ امیر المومنین کو فتح کی خوش خبری سنائی تمام واقعہ بیان کیا ہشام اس خبر کے سنتے ہی اپنے تخت سے اتر پڑا اور اس نے سجدۂ شکر ادا کیا۔

علماء اسلام کے نزدیک سجدۂ شکر ایک سجدہ ہے۔

مقاتل بن حیان کی طلبی

اس خبر سے قیسی عرب اسد اور خالد سے حسد کرنے لگے انہوں نے ہشام سے کہا کہ آپ خالد بن عبداللہ کو لکھئے کہ وہ اپنے بھائی کو حکم دے کہ مقاتل بن حیان کو بارگاہ خلافت میں بھیج دیا جائے، ہشام نے خالد کو لکھ دیا، خالد نے اسد کو اسد نے مقاتل بن حیان کو تمام لوگوں کے سامنے بلایا اور کہا کہ تم امیر المومنین کے پاس جاؤ اور جو کچھ دیکھا ہے بیان کر دو، جو کچھ کہنا سچ سچ کہنا کیونکہ تم انشاء اللہ تعالیٰ سچ ہی کہو گے، جو ضرورت ہو وہ لے لو اس پر لوگوں نے اسد سے کہا کہ اسطرح اگر آپ ان سے کہیں گے تو وہ کچھ بھی بیت المال سے نہ لینگے، اسد نے پھر خود ہی کہا کہ اتنا روپیہ اور یہ کپڑے لے لو، غرض کہ اسد نے تمام سامان سفر ان کے لئے تیار کر دیا۔ مقاتل ہشام کے پاس پہنچا۔ اسوقت ہشام اور ابرش دونوں ہم جلسہ تھے، ہشام نے پوچھا کہ ساری کیفیت بیان کرو، مقاتل نے کہا ہم نے ختل پر چڑھائی کی ہمیں سخت مصیبت اٹھانی پڑی، اسد ترکوں کے ڈر سے پسپا ہوا۔ ترکوں نے اچانک ہمیں آلیا اور جو مال غنیمت ہم نے حاصل کیا تھا اسے انہوں نے چھین لیا اور ہمارے لشکر گاہ کے بعض حصہ پر انہوں نے کامیابی سے غارت گری کی، پھر ہم نے خلم کے قریب انہیں کچھ پیچھے ہٹا دیا۔ اسکے بعد تمام لوگ موسم سرما بسر کرنے کے لئے مکانات میں چلے آئے۔ پھر ہمیں معلوم ہوا کہ خاقان جوزجان تک بڑھ آیا ہے۔ حالانکہ ہمیں دشمن سے مقابلہ کئے ہوئے ابھی تھوڑا

ہی زمانہ گذر را تھا مگر اسد ہم سب کو لیکر دشمن کے مقابلے کے لئے روانہ ہوا ایک ایسے قریہ میں جو ہمارے اور علاقہ مجوز جان کے درمیان تھا ہمارا ترکوں سے مقابلہ ہوا، ہم نے ان پر حملہ کیا، اس سے پہلے وہ کچھ مسلمان عورتوں پر قبضہ کر چکے تھے، ترکوں نے ہمارے میسرہ پر حملہ کیا اور اسے پیچھے ہٹا دیا اسکے بعد ہمارے میمنہ نے ان پر حملہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں دشمن پر فتح دی چند فرسخ تک ہم نے ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ ہم نے خود خاقان کے فوجی پڑاؤ پر غارت گری کی، اسے لوٹ لیا اور خاقان کو وہاں سے نکال دیا۔

اس بیان کے دوران میں ہشام تکیہ لگائے بیٹھا ہوا تھا جب قاصد نے خود خاقان کے لشکر گاہ پر غارت گری کرنے کا ذکر کیا تو ہشام تکیہ چھوڑ کر سیدھا بیٹھ گیا اور تین مرتبہ پوچھا کیا واقعی تم نے خاقان کے فوجی پڑاؤ کو لوٹ لیا، مقاتل نے کہا جی ہاں، ہشام نے کہا اچھا بیان کرو پھر کیا ہوا۔ مقاتل نے کہا ترک ختل کے علاقہ میں داخل ہوئے تو مسلمان واپس چلے آئے اس پر ہشام نے کہا اسد کمزور آدمی ہے، مقاتل نے کہا امیر المومنین اتنی جلدی رائے قائم نہ کیجئے اسد کمزور نہیں جتنا اس نے کر دکھایا اس سے زیادہ کرنا اسکے امکان سے باہر تھا، اب ہشام نے پوچھا کہو تم کیا چاہتے ہو، مقاتل نے کہا یزید بن المہلب نے میرے باپ حیان سے ایک لاکھ درہم بلا وجہ لے لئے تھے ہشام نے کہا میں اس معاملہ تمہیں گواہ پیش کرنے کی تکلیف نہیں دینا چاہتا تم اپنے بیان کی تصدیق میں صرف قسم کھالو مقاتل نے قسم کھائی، ہشام نے وہ رقم خراسان کے خزانہ سے مقاتل کو دلا دی۔ خالد کو لکھا کہ تم اسد کو اس حکم کی اطلاع دیدو، خالد نے اسد کو لکھ دیا اور اسد نے حسب الحکم تعمیل کر دی۔ جب یہ رقم مقاتل کو مل گئی تو انہوں نے اسے حیان کے تمام ورثا میں کتاب اللہ اور فرائض کے مطابق تقسیم کر دیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ہشام نے اسد کو حکم دیا تھا کہ وہ اس معاملہ کی تحقیق کرے اگر انکا بیان سچ ہو تو پھر ایک لاکھ درہم مقاتل کو دیدے۔

اسد کے وفد کو خلعت وانعام سے سرفرازی

خراسان کی اس فتح عظیم کی خوشخبری مرو میں عبدالسلام بن الاشہب بن عبدالحظلی کے ذریعہ پہنچی، جنگ سناں میں ترکوں کی ہزیمت کی اطلاع دینے کے لئے اسد نے ایک وفد خالد بن عبداللہ کے پاس روانہ کیا اس وفد کے ہمراہ خاقان کی فوج کے نشان اور ترک سرداروں کے سر تھے، خالد نے اس وفد کو ہشام کے پاس بھیج دیا ہشام نے ان سے کہا کہ تم لوگ اپنے بیان کی تصدیق میں قسم کھاؤ، انہوں نے قسم کھالی، ہشام نے اس وفد کے ارکان کو خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا۔

شاہ سبل کیا ابن السائجی کو نصیحت

سبل بادشاہ نے مرتے وقت جب ابن السائجی کو اپنا جانشین مقرر کیا تو اسے تین نصیحتیں کیں پہلی یہ کہ تم اہل ختل کے ساتھ اس طرح تکبر و غرور سے پیش نہ آنا جس طرح کہ میں کرتا رہا ہوں اس لئے کہ میں بادشاہ ہوں اور تم بادشاں نہیں ہو، بلکہ تم بھی انہیں جیسے ایک عام باشندے ہو، اس لئے وہ تمہارے طرز عمل کو اس خاموشی سے برداشت نہیں کرینگے جس طرح کہ وہ بادشاہوں کے ساتھ کرتے آئے ہیں دوسرے یہ کہ تم فوراً جیش کو دعوت دیکر اپنے علاقہ میں لے آنا کیونکہ میرے بعد وہی بادشاہ ہوگا، بادشاہ رعایا کے لئے بمنزلہ اس لڑی کے ہوتے ہیں جسمیں دانے پرودیے جاتے ہیں اور جب تک یہ نہ ہو تو رعایا آوارہ گرد نجروں کی طرح رہتی ہے، عربوں سے کبھی نہ لڑنا۔ جہاں

تک ہو سکے حیلہ اور تدبیر سے اپنے تئیں ان سے بچاتا۔

سبل کی ابن سائجی کو مسلمانوں سے لڑنے کی ممانعت

یہ باتیں نکر ابن السائجی نے کہا آپ نے مجھے نصیحت کی ہے کہ میں اہل ختل سے تکبر و غرور سے پیش نہ آؤں، اسکے فائدہ سے میں خود واقف ہوں۔ جیش کو بلانے کے متعلق جو کچھ آپ نے کہا وہ بھی صحیح، البتہ آپ نے عربوں سے لڑنے کو جو منع کیا ہے میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ حالانکہ خود آپ اس ملک کے اور تمام بادشاہوں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ عربوں سے لڑتے رہے ہیں۔

سبل نے کہا تم نے اچھا کیا کہ ایسی بات پوچھ لی جسے تم نہیں جانتے تھے۔ میں نے تمہاری قوت کا اپنی قوت کے ساتھ مقابلہ کیا ہے میں تم لوگوں کو اپنے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں پاتا اور جب میرا یہ حال رہا ہے کہ جب کبھی میں عربوں سے لڑا مجھے ان کے مقابلہ میں تکلیف اور مصیبت اٹھا کر واپس ہونا پڑا اور اگر تم ان سے لڑے تو پہلے ہی مقابلہ میں تمہاری کامل ہلاکت یقینی ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ یہ جیش (جسکا ذکر اوپر آچکا ہے) چین بھاگ گیا تھا، اور ابن السائجی وہی شخص ہے جس نے اسد بن عبداللہ کو خاقان کی اسکی طرف پیش قدمی کی اطلاع دی تھی، کیونکہ یہ اسد سے لڑنا نہیں چاہتا تھا۔

اس سنہ میں مغیرہ بن سعید اور بیان نے بعض لوگوں کے ساتھ خروج کیا۔ خالد نے انہیں گرفتار کر لیا اور قتل کرا دیا۔

مغیرہ بن سعید اور بیان کے خروج اور قتل کا بیان

مغیرہ بن سعید ساحر تھا۔ اعمش بیان کرتا ہے کہ میں نے مغیرہ بن سعید کو یہ کہتے سنا کہ اگر میں قوم عاد، ثمود، اور بہت سے دوسرے ان کے درمیانی عہد کے باشندوں کو زندہ کرنا چاہوں تو کر سکتا ہوں یہ شخص مقابر میں جا کر اسی قسم کے کلمے کہتا تھا جس سے ٹڈیوں کی طرح کے جانور قبروں پر دکھائی دیتے تھے۔

مغیرہ بن سعید کی ساحری

محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ بصرہ کے ایک صاحب طلب علم کے لئے ہمارے پاس آئے وہ ہمارے ہی پاس مقیم تھے۔ ایک روز میں نے اپنی خادمہ کو حکم دیا کہ یہ دو درہم لیجا اور اسکی مچھلی خرید لا یہ حکم دیکر میں اور بصری طالب العلم مغیرہ بن سعید کے پاس گئے، مغیرہ نے مجھ سے کہا اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں بتا دوں کہ تمہاری خادمہ کس کام کے لئے گئی ہے میں نے کہا نہیں، پھر اس نے کہا اگر چاہو تو میں یہ بھی تمہیں بتا دوں کہ تمہارے والدین نے تمہارا نام محمد کیوں رکھا ہے، میں نے کہا نہیں۔ پھر خود ہی اس نے کہا کہ تم نے اپنی خادمہ کو دو درہموں کی مچھلی خریدنے کے لئے بھیجا ہے یہ سنتے ہی ہم دونوں اس کے پاس سے اٹھ آئے۔

ابو نعیم نے بیان کیا ہے کہ مغیرہ کو سحر میں دستگاہ حاصل تھی، خالد نے اسے گرفتار کر کے قتل کرا دیا اور پھر سولی پر لٹکا دیا۔

مغیرہ اور بیان کا قتل

عمرو بن حریث کا آزاد غلام سعید بن مروانیہ بیان کرتا ہے کہ جب مغیرہ اور بیان اپنے گروہ کے چھ سات آدمیوں کے ساتھ گرفتار کر کے خالد کے پاس لائے گئے تو خالد کے حکم سے اسکا تخت مسجد جامع کے پاس نکال کر رکھا گیا۔ خالد نے سرکنڈوں کے گٹھے اور نفط منگوایا۔ خالد نے مغیرہ کو حکم دیا کہ ایک گٹھے کو تھام لے مغیرہ رکا اور ہچکچایا۔ فوراً ہی اسکے سر پر کوڑے پڑنے لگے اب مغیرہ نے گٹھا اٹھا کر اپنی آغوش میں لے لیا اسے اس گٹھے سے باندھ دیا گیا، اس پر اور گٹھے پر نفط ڈالا گیا اور انہیں آگ لگادی گئی۔ آگ کے اثر سے وہ دونوں پھٹ گئے۔ اسکے بعد خالد نے دوسرے لوگوں کو ایسا کرنے کا حکم دیا سب نے اس حکم کی تعمیل کی سب کے آخر میں بیان کو حکم دیا اس نے فوراً ہی لپک کر گٹھا اپنی بغل میں لے لیا، اس پر خالد نے کہا تم پر افسوس ہے تم ہر کام میں حماقت کرتے ہو، کیا تم نے اس مغیرہ کو نہیں دیکھا، پھر اسے بھی جلا ڈالا۔

مالک بن اعین کو معافی

ابو زید کہتے ہیں کہ خالد نے مغیرہ اور بیان کو قتل کرا دینے کے بعد مالک بن اعین الجھنی کو بلوایا اور راس سے پوچھا، اس نے سچائی سے اپنے جرم کا اعتراف کیا، خالد نے اسے چھوڑ دیا جب یہ شخص ان لوگوں جا ملا جن کی مدد سے وہ اپنے کو لے جاسکتا تھا جن میں ابو مسلم الخراسانی بھی تھا تو اس نے یہ اشعار کہے۔

ضربت لہ بین الطریقین لا حبساً
وطنت علیہ الشمس فمن یطینھا
والقیتہ فی شبھۃ جین سالنی
کما اشتبھا فی الخط سین و شینھا

(ترجمہ) میں ابو مسلم کی طرف دونوں شاہراہوں کے درمیان روانہ وا اور میں نے اپنے نفس پر تمازت آفتا کی تکلیف کو اور لوگوں کے ساتھ برداشت کرلیا۔ میں نے خالد کو جب اس نے مجھ سے سوال کیا شبہہ میں ڈال دیا جس طرح کہ تحریر میں سین اور شین ایک دوسرے سے مشابہ ہوجاتے ہیں۔

جب ابو مسلم کو اقتدار حاصل ہوگیا تو اس نے کہا کہ اگر میں مالک کو پاتا تو اسے ضرور قتل کرڈالتا کیونکہ اس نے خود ہی اپنے جرم کا اعتراف کیا تھا۔

علی بن محمد کا بیان

علی بن محمد بیان کرتے ہیں کہ مغیرہ بن سعید نے سات آدمیوں کے ساتھ خروج کیا، یہ لوگ (خدام) کہلائے جاتے تھے انہوں نے کوفہ کے عقبی حصہ میں خروج کیا تھا، جسوقت ان کے خروج کی خالد کو خبر ہوئی وہ منبر پر خطبہ دے رہا تھا یہ سنتے ہی اس نے پانی مانگا۔ اس پر ابن نوفل نے اس کی ہجو میں چند شعر کہے جن میں اس کی بزدلی کا

بھی اظہار تھا۔ اس سن میں بہلول بن بشر جس کا لقب کثارہ تھا خارجی ہو گیا۔ اس نے بغاوت کی اور مارا گیا۔

بہلول بن بشر خارجی کی بغاوت اور اسکے قتل کا واقعہ

بہلول ایک عابد زاہد کم خوراک شخص تھا، اسکی شجاعت کی شہرت سے ہشام بن عبدالملک بھی واقف تھا یہ حج کے ارادہ سے روانہ ہوا اس نے اپنے غلام سے ایک درہم کا سرکہ خرید کر منگوایا۔ غلام بجائے سرکہ کے شراب لیکر آیا۔ بہلول نے غلام کو حکم دیا کہ اسے جاکر واپس کردے اور درہم لے آئے غلام کو اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہوئی۔ خود بہلول اس موضع کے جو علاقہ سواد میں واقع تھا عامل کے پاس آیا۔ اور اس معاملہ کی اس سے شکایت کی، عامل قریہ نے اس کی درخواست رد کردی اور کہنے لگا کہ شراب تجھ سے اور تیری قوم سے اچھی ہے۔ بہلول حج کرنے چلا گیا، حج سے فراغت کے بعد اس نے حکومت کے خلاف خروج کرنے کا ارادہ کیا، اسکے ہم خیال اور لوگ بھی مکہ میں اس سے ملے۔ ان سب نے موصل کے ایک موضع کو اپنے اجتماع کا مرکز مقرر کرلیا چالیس آدمی اس موضع میں جمع ہو گئے۔ بہلول کو انہوں نے اپنا امیر مقرر کیا، اور سب نے اس بات کا تصفیہ کیا کہ جس شخص سے وہ ملیں اس سے یہی کہیں کہ ہمیں ہشام نے بعض تعلقات پر عامل مقرر کر کے خالد کے پاس بھیجا ہے کہ خالد ہمیں اپنے عہدوں کا جائزہ دلادے۔

خالد بن عبداللہ کو قتل کرنے کا مشورہ

غرض کے جس عامل کے پاس وہ آتے اس سے یہی کہتے، اس ترکیب سے انہوں نے ڈاک کے سرکاری گھوڑے لے لئے، جب یہ لوگ اس گاؤں میں پہنچے، جہاں بہلول کا غلام سرکہ خریدنے گیا اور اس کو سرکہ عوض شراب دی گئی تھی تو بہلول نے کہا کہ ہمیں اس موضع کے عامل سے ابتدا کرنا چاہئے کیونکہ اسی نے یہ بات کہی تھی کہ شراب تجھ سے اور تیری قوم سے بہتر ہے اس پر اسکے دوسرے ساتھیوں نے کہا کہ ہم تو خالد کو قتل کرنا چاہتے ہیں اگر ہم نے اس عامل سے ابتدا کردی تو ہماری شہرت ہو جائیگی خالد وغیرہ حفاظت کی تدابیر اختیار کرلینگے۔ ہم آپکو خدا کا واسطہ دیتے ہیں کہ آپ اس عامل کو قتل نہ کریں ورنہ خالد ہماری گرفت سے نکل جائیگا اور یہ وہ شخص ہے جو مساجد کو منہدم کراتا ہے، گرجاؤں اور آتشکدوں کو تعمیر کراتا ہے، مجوسیوں کو مسلمان پر والی مقرر کرتا ہے' مسلمان عورتوں کا ذمیوں سے بیاہ کراتا ہے' شاید ہم اس کو قتل کر کے اللہ تعالیٰ کو خوش کردیں۔

بہلول بن بشر کی روانگی

مگر بہلول نے ان کا مشورہ نہ مانا اور کہا کہ میں اس بات کو جس کا کرنا مجھے اس وقت ضرورت ہے اس بات کی خاطر جو اس کے بعد ہوگی نہیں چھوڑ سکتا۔ اور مجھے توقع ہے کہ میں اس شخص کو قتل کر کے جس نے مجھ سے اس طرح کی گفتگو کی تھی خالد کو بھی جالوں گا اور اسے بھی قتل کر ڈالوں گا' اور اگر میں نے اسے چھوڑ کر خالد کا قصد کیا تو ہماری شہرت پھیل جائے گی اور یہ شخص ہمارے پنجہ سے نکل جائے گا' حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

قاتلوا الذین یلونکم من الکفار و لیجدوا فیکم غلظة

ترجمہ: ''ان کافروں سے جو تمہارے قریب ہوں لڑو اور چاہیئے کہ کفار تم میں درشتی اور سختی پائیں۔

اس کے ساتھیوں نے کہا تو پھر جیسی آپ کی رائے ہو ویسا ہی کیجئے۔ چنانچہ بہلول نے حملہ کر کے اس قریہ کے عامل کو قتل کر ڈالا۔ اس فعل سے تمام لوگ ہوشیار ہو گئے اور جان گئے کہ یہ خارجی ہیں' سب باشندے بھاگ کر شاہراہ عام کی طرف لپکے' ڈاک لیجانے والے سپاہیوں نے فوراً جا کر خالد کو اسکی اطلاع دی کہ خارجیوں نے خروج کیا ہے' اس وقت تک سلطنت کے عمال کو یہ معلوم نہ تھا کہ ان خارجیوں کا سردار کون ہے' خالد واسطہ سے روانہ ہو کر حیرہ آیا اس وقت اس نے بالکل بوسیدہ لباس پہن رکھا تھا۔

خوارج کے خلاف قینی کی روانگی

اس زمانہ میں بنی القیس کا ایک شامی سردار کچھ فوج کے ساتھ عراق آیا تھا' یہ فوج اس عامل کی امداد کے لئے جو ہندوستان پر خالد کی جانب سے مقرر تھا بھیجی گئی تھی۔ اور چونکہ یہ فوج حیرہ میں مقیم تھی اسی وجہ سے خالد نے حیرہ کا رخ کیا تھا۔ خالد نے اس فوج کے سردار کو بلایا اور اس نے کہا کہ تم ان خارجیوں سے لڑو' تم میں سے جو شخص کسی خارجی کو قتل کرے گا میں اسے علاوہ اس تنخواہ کے جو اسے شام میں مل چکی ہے اور بھی انعام دوں گا اور ہندوستان جانے سے معاف کر دوں گا۔ چونکہ یہ لوگ ہندوستان جانا پسند نہ کرتے تھے۔،، اس وجہ سے انہوں نے فوراً اس تجویز کو منظور کر لیا اور کہا کہ ہم ان نفروں کو قتل کر کے اپنے گھروں کو واپس چلے جائیں گے۔

قینی چھ سو کی جمعیت کے ساتھ خارجیوں کی طرف چلا۔ اس کے علاوہ کوفہ کی جنگی پولیس کے دو سو جوان بھی خالد نے ان کے ساتھ کر دیئے' دریائے فرات پر خارجیوں کا مقابلہ ہوا قینی نے اپنی فوج میں ترتیب جنگ قائم کی اس نے کوفہ کی جنگی پولیس کی جماعت کو بالکل علیحدہ کر دیا اور ان سے کہہ دیا کہ تم ہمارے ساتھ مت رہو' اصل میں وہ یہ چاہتا تھا کہ صرف وہ اور اسی کی فوج دشمن سے نپٹ لیں تاکہ فتح کا سہرا صرف انہیں کے سر رہے' اور خالد کے وعدوں سے یہی متمتع ہوں۔

بہلول خارجی کا قینی پر حملہ

اب بہلول مقابلہ کے لئے اس فوج کی طرف بڑھا اس نے سردار فوج کے مقام کو دریافت کر لیا' تھوڑی دیر اس کے لئے رکا اس کے ساتھ ایک سیاہ علم تھا بہلول قینی پر حملہ آور ہوا۔ اسکی زرہ میں ایک فرجہ تھا بہلول نے اسی جگہ نیزہ کا وار کیا' نیزہ اس کے جسم کے آر پار ہو گیا قینی نے کہا تو نے مجھے قتل کیا ہے اللہ تجھے ہلاک کرے گا۔ بہلول نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے آتش دوزخ میں لیجائے' سردار کے قتل کے بعد ہی اہل شام نے راہ گریز اختیار کی اس کے ساتھ کوفہ کی جنگی پولیس والے بھی بھاگے اسی طرح کوفہ کے دروازہ تک پہنچے' بہلول اور اس کے ساتھی انہیں قتل کرنے لگے' چونکہ شامی عمدہ گھوڑوں پر سوار تھے اس لئے وہ تو خارجیوں کے ہاتھ نہ آسکے البتہ خارجیوں نے کوفہ والوں کو آلیا کوفہ والوں نے بہلول سے کہا کہ آپ ہمارے معاملہ میں اللہ سے ڈریں کیونکہ ہم تو بالکل معذور و مجبور ہیں۔ حکم کے بندے ہیں' بہلول ان کے سروں پر نیزہ کا بانس مارتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ جاؤ جاؤ بھاگ کر جان بچاؤ۔

بہلول خارجی کی انتقامی کاروائی

بہلول نے دیکھا کہ قینی کے پاس نقد رقم کی ایک تھیلی ہے اس نے اسے اٹھا لیا' اسی زمانہ میں خود کوفہ میں

چھ آدمی بہلول کے ہم خیال تھے' یہ بہلول کے ساتھ شریک ہو جانے کے ارادہ سے کوفہ سے نکلے تھے مگر قتل کر دیئے گئے اب بہلول اس تھیلی کو لیکر ان کی لاشوں پر آیا اور کہنے لگا کہ بتاؤ کہ کس کس نے انہیں قتل کیا ہے تاکہ میں اسے یہ رقم انعام میں دوں یہ سنتے ہی ایک نے کہا۔ میں نے' دوسرے نے کہا میں نے' اس ترکیب سے بہلول نے انہیں شناخت کر لیا یہ لوگ اس دھوکہ میں تھے کہ یہ شخص خالد کا فرستادہ ہے ان کے خارجیوں کو قتل کرنے پر انہیں انعام دینے آیا ہے بہلول نے گاؤں والوں کو بلا کر پوچھا کہ کیا یہ سچ کہتے ہیں کہ انہیں لوگوں نے ان اشخاص کو قتل کیا ہے۔ اہل قریہ نے کہا جی ہاں' بہلول نے یہ تصدیق اس لئے کی کہ اسے یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ مبادا ان لوگوں نے محض روپیہ کے لالچ میں ان کے قتل کا ادعا کیا ہو' بہلول نے گاؤں والوں کو واپس چلے جانے کا حکم دیا۔ اور مدعیان قتل کے قتل کا حکم دیا۔ یہ لوگ قتل کر ڈالے گئے اسکے ساتھیوں نے اسکے اس فعل پر اسے برا کہا' بہلول نے اپنے فعل کو دلیل سے حق بجانب ٹھہرایا اور آخر کار وہ بھی اس کے فعل کے جواز کو مان گئے۔

عامل موصل کی ہشام سے امداد طلبی

اس فوج کی شکست اور اہل صریفین سے جو لوگ مارے گئے تھے ان کی اطلاع خالد کو پہنچی خالد نے اس مرتبہ بنی شیبان کے خاندان بنی حوشب بن یزید بن ردیم کے ایک سردار کو بہلول کے مقابلہ پر بھیجا۔ موصل اور کوفہ کے درمیان دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ بہلول نے اس سردار پر حملہ کیا' اس نے رحم کی درخواست کی اور کہا کہ میں خود تمہارے مقابلہ سے ہٹ کر بچ جاتا ہوں۔ بہلول نے اس کے قتل سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اس سردار کی فوج بھاگ کر خالد کے پاس آئی جو حیرہ میں مقیم اس جنگ کے نتیجہ کا منتظر تھا' یہ اس شکست خوردہ فوج کو دیکھ کر جو اس کے پاس امنڈ آئی تھی گھبرا گیا۔ بہلول اسی دن موصل کے ارادہ سے چل کھڑا ہوا۔ عامل موصل کو اسکی جانب سے خوف پیدا ہوا اور اس نے ہشام کو اطلاع دی کہ خارجیوں کی ایک جماعت نے خروج کر کے ادھم مچا رکھا ہے اور مجھے اپنا علاقہ بھی مامون نظر نہیں آتا آپ ان کے مقابلہ کے لئے فوج بھیج دیجئے' ہشام نے اسے لکھا کہ کثارہ بن بشر کو خارجیوں کے مقابلہ کے لئے بھیج دو' ہشام کو بہلول کا صرف لقب معلوم تھا' اس پر عامل نے لکھا کہ یہ کثارہ ہی ہے جس نے خروج کیا ہے۔

کحیل پر ہشام کی افواج کا اجتماع

دوسری جانب بہلول نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بخدا ہم اس نصرانی عورت کے بیٹے (یعنی خالد) کے ساتھ کچھ نہیں کریں گے' ہم نے صرف اللہ کے لئے خروج کیا ہے کیا وجہ ہے کہ ہم اس شخص کا ارادہ نہ کریں جو خالد اور مویدین خالد پر حکومت کرتا ہے' چنانچہ بہلول نے اب ہشام کے ارادہ سے شام کا قصد کیا' اس پر ہشام کے تمام عامل ڈرے کہ اگر ہم نے بلا مزاحمت بہلول کو اپنے علاقوں سے گذر کر شام جانے دیا تو ہشام ہم پر ناراض ہوگا۔ اس لئے خالد نے عراقیوں کا اور عامل جزیرہ نے جزیرہ والوں کا ایک ایک لشکر بہلول کے مقابلہ کیلئے تیار کیا۔ خود ہشام نے بھی شامیوں کا ایک لشکر اس کے مقابلہ کے لئے بھیج دیا' جزیرہ اور موصل کے درمیان ایک عیسائی خانقاہ پر یہ سب فوجیں جمع ہوئیں۔ اب بہلول بھی ان کے مقابلہ پر آ گیا' یہ بھی کہا جاتا ہے کہ موصل کے درے مقام کحیل پر یہ اجتماع ہوا تھا۔

شامی افواج پر بہلول کا حملہ

بہلول اس خانقاہ کا دروازہ روک کر اتر پڑا۔ حریف نے اس سے کہا کہ دروازہ چھوڑ دو تاکہ سامنے آ کر مقابلہ کریں، بہلول ہٹ گیا اور یہ فوجیں باہر نکل آئیں، جب اس نے اس فوج کی کثرت دیکھی تو اپنی جماعت کو جس میں صرف ستر آدمی تھے میمنہ اور میسرہ میں تقسیم کر دیا اور مقابلہ کے لئے سامنے آ گیا، اور اپنی حریف فوج سے کہنے لگا کہ کیا تمہارا ہر شخص یہ امید رکھتا ہے کہ وہ ہمیں قتل کر کے صحیح و سالم اپنے شہر اور اہل و عیال میں جا ملے گا، سب نے کہا ہاں انشاء اللہ ہمیں ایسی ہی امید ہے، اب بہلول نے ایک شخص کو حملہ کر کے قتل کر ڈالا اور کہنے لگا کہ اب یہ تو اپنے گھر والوں کے پاس کبھی واپس نہیں جائے گا اسی طرح ایک ایک کر کے اس نے چھ آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ حکومت کی فوج کے اوسان خطا ہو گئے۔ ان کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ گئے، بھاگ کر اس دیر میں آئے، بہلول نے انکا محاصرہ کر لیا، آخر کار بیس ہزار فوج ان کی امداد کے لئے آئی۔ اس ٹڈی دل فوج کو دیکھ کر بہلول کے ساتھیوں نے کہا کہ ہمیں چاہیئے کہ اپنے گھوڑے ذبح کر ڈالیں اور ایک ہی فیصلہ کن حملہ کر دیں مگر بہلول نے کہا کہ ایسا نہ کرو تاکہ جب تک ہم اپنے گھوڑوں پر جمے رہیں اپنی طرف سے اللہ کا حق ادا کریں۔

خارجی اس روز شام ہونے تک لڑے انہوں نے مقابل فوج کے بہت سے لوگوں کو قتل اور زخمی کیا پھر بہلول اور اس کے ساتھیوں نے اپنے گھوڑوں کو ذبح کر ڈالا، پاپیادہ ہو گئے اور تلواریں سونت کر دشمن میں گھس پڑے، دشمن کو بہت نقصان پہنچایا۔

بہلول خارجی کا خاتمہ

بہلول کے اکثر ساتھی قتل ہو چکے تھے، خود بہلول لڑتا بھی جاتا تھا اور اپنے ساتھیوں کو دشمن سے بچاتا بھی جاتا تھا۔ قبیلہ بنی جدیلہ قیس کے ایک شخص نے جس کی کنیت، ابوالموت تھی بہلول پر حملہ کیا اور نیزہ کے ایک وار سے اسے زمین پر گرا دیا۔ اس کے ساتھیوں میں سے جو زندہ تھے وہ اسکے پاس آئے اور کہا کہ کسی شخص کو مقرر کر جائیے جو آپ کے بعد ہمارا سربراہ کار ہو، بہلول نے کہا اگر میں مرجاؤں تو دعامۃ الشیبانی میری جگہ امیر المومنین ہوں، ابوالموت بہلول کا داماد تھا۔ بہلول اسی رات کو مر گیا، جب صبح ہوئی تو دعامتہ اپنے ساتھی خارجیوں کو چھوڑ کر فرار ہو گیا۔ ان کے ایک شاعر نے اسکی ہجو میں ایک شعر کہا ضحاک بن قیس نے بہلول کا مرثیہ لکھا اور اس میں اس کے ساتھیوں کا بھی ذکر کیا۔

عمرو الیشکری خارجی اور عنزی خارجی کا خروج

بہلول کے قتل کے بعد عمرو الیشکری نے خروج کیا مگر فوراً ہی قتل کر دیا گیا اس کے بعد عنزی صاحب الاشہب نے ساٹھ آدمیوں کے ساتھ خروج کیا خالد صاحب الاشہب ہی کے نام سے اس عنزی کو پہچانتا تھا خالد نے سمط بن مسلم البجلی کو چار ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ فرات کے ایک طرف دونوں کا مقابلہ ہوا عنزی نے سمط پر حملہ کیا اور تلوار اس کی انگلیوں کے درمیان ماری، سمط کی تلوار گر پڑی اور اسکا ہاتھ بیکار ہو گیا۔ سمط نے خارجیوں پر حملہ کیا، خارجیوں کو شکست ہوئی، دوران فرار میں اہل کوفہ کے غلاموں اور سفلے لوگوں نے ان خارجیوں

کو آلیا اور پتھروں سے ان کا کام تمام کر دیا۔

وزیر السختیانی کا خروج

اس کے بعد وزیر السختیانی نے حیرہ میں چند آدمیوں کے ساتھ خالد کے خلاف خروج کیا جس گاؤں میں اس کا گزر ہوتا اسے جلا دیتا اور جو شخص اسے ملتا اسے قتل کر ڈالتا۔ حیرہ کے بیت المال اور تمام مال و متاع پر اس نے قبضہ کر لیا۔ خالد نے اپنے درباریوں میں سے ایک سردار کو اور کوفہ کی جنگی پولیس کی ایک جماعت کو اسکی سرکوبی کے لئے بھیجا' وزیر نے اس جماعت کا مٹھی بھر آدمیوں سے مقابلہ کیا' آخر دم تک لڑتا رہا۔ اس کے تمام ساتھی مارے گئے' یہ زخموں سے چور میدان جنگ سے اٹھایا گیا خالد کے سامنے لایا گیا' جب یہ خالد کے پاس آیا تو وعظ کرنے لگا' اور قرآن کریم کی کچھ آیتیں خالد کو پڑھ کر سنائیں' خالد یہ سن کر بہت خوش اور متاثر ہوا' اس کے قتل کے ارادہ کو ترک کر دیا اور اپنے پاس ہی اسے قید کر دیا۔ اس کے بعد خالد کا یہ دستور ہو گیا کہ وہ راتوں کو اسے اپنے پاس بلا لیتا اور اس سے باتیں کرتا۔ اور مختلف باتیں پوچھتا ہشام کو اس کی اطلاع ہوئی۔ کسی نے اس سے کہہ دیا کہ خالد نے ایک ایسے خارجی کو جس نے لوگوں کو قتل کیا' آگ لگائی' لوٹ مچائی' گرفتار کر کے جان بخشی کی اور پھر اس نے اسے اپنا داستان گو بنا رکھا ہے۔ ہشام کو یہ سن کر غصہ آیا اس نے خالد کو ایک خط لکھا جس میں اسے برا بھلا لکھا اور پھر حکم دیا کہ ایسے فاسق کی جو قتل و غارت کا ارتکاب کر چکا ہو جان بخشی نہ کرو۔

وزیر خارجی کا قتل

وزیر کی فصاحت اور حسن بیان سے خالد ایسا مسحور ہو چکا تھا کہ اس خط کو پڑھ کر اس نے کہا کہ میں اسے موت سے بچاؤں گا' خالد نے اس کے معاملہ میں پھر ہشام کو لکھا اور درخواست کی کہ آپ اپنے حکم میں نرمی کر دیجئے یہاں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خالد نے لکھا نہیں بلکہ وہ ہشام کے حکم کی تعمیل میں ارادۃً تاخیر کر رہا تھا اور وزیر کو بچا رہا تھا کہ ہشام نے دوبارہ اسے فرمان لکھا جس میں خالد کو سرزنش کی اور حکم دیا کہ وزیر کو فوراً قتل کر ڈالو اور جلا ڈالو' اس آخری فرمان کے بعد خالد میں یہ طاقت کہاں تھی کہ وہ اسکی تعمیل میں تاخیر کرتا۔ اس نے وزیر اور اس کے اور چند ساتھیوں کو جو اسی کے ساتھ گرفتار کئے گئے تھے بلایا ان کے قتل کا حکم دیدیا' یہ لوگ مسجد میں لائے گئے سرکنڈے گٹھے بھی لائے گئے' ان سب کو ان گٹھوں میں باندھ کر ان پر نفط چھڑک دیا گیا' پھر انہیں چوک میں لا کر ٹکٹکیوں سے باندھ کر ان میں آگ لگا دی۔ سوائے وزیر کے سب نے آہ و واویلا مچایا البتہ اس نے حرکت تک نہیں کی برابر کلام پاک کی تلاوت کرتا رہا اور اسی حالت میں جان دی۔ اسی سنہ میں اسد بن عبداللہ نے ختل پر جہاد کیا اور بدر طرخان بادشاہ ختل کو قتل کیا۔

اسد کی ختل پر فوج کشی اور بدر طرخان کا قتل

جب اسد بن عبداللہ نے ختل پر جہاد کیا (غزوہ بدر طرخان یہی ہے) تو مصعب بن عمرو الخزاعی کو پہلے روانہ کیا' چلتے چلتے یہ بدر طرخان کے قریب جا پہنچا۔ اس نے مصعب سے اس شرط پر امان طلب کی کہ وہ خود اس کی خدمت میں حاضر ہوگا' مصعب نے اسکی درخواست منظور کری' اب خود اسد جہاد کے لئے روانہ ہوا' اسد نے بدر طرخان سے کچھ مالی مطالبات کئے جس کے دینے سے اس نے انکار کر دیا۔ مگر پھر اس نے اسد سے درخواست کی کہ دس لاکھ درہم قبول فرمالیجئے۔ اس نے اس سے کہا کہ تو بامیان کا رہنے والا ایک اجنبی شخص ہے۔ تجھے ختل سے کیا تعلق تو جس طرح یہاں آیا تھا اسی طرح نکل جا اس پر بدر طرخان نے اسد سے کہا کہ تم بھی تو خراسان میں صرف دس دم بریہ گھوڑوں پر آئے تھے اور اگر آج تم یہاں سے جاؤ تو پانچ سو اونٹ بھی تمہارے لئے کافی نہ ہوں گے۔ اسی طرح کی اور باتیں بھی اس نے اسد سے کیں' اور کہا میں ختل میں کچھ لے کر آیا تھا۔ جو میں لایا تھا وہ مجھے دیدو کہ میں جس طرح یہاں آیا تھا اسی طرح نکل جاؤں گا۔

اسد نے پوچھا کیا لے کر آئے تھے' بدر طرخان نے کہا میں ختل میں جب داخل ہوا تو جوان تھا' میں نے تلوار کے ذریعہ دولت حاصل کی اور اللہ نے مجھے اولاد اور اہل دی' تم مجھے میری جوانی واپس دیدو میں یہاں سے چلا جاتا ہوں کیونکہ آپ خود دیکھیں کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں اپنے اہل وعیال کو یہاں چھوڑ کر چلا جاؤں میں ان کے بعد کس طرح زندگی گذار سکتا ہوں' اسد اس تقریر کو سن کر برہم ہوگیا' مگر بدر طرخان کو وعدہ امان پر بھروسا تھا' اسد نے اس سے کہا کہ تو اپنی گردن پر داغ غلامی لگالے کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ اس گستاخی کی وجہ سے میری فوج تیرے خلاف کوئی فوری کارروائی نہ کر بیٹھے بدر طرخان نے کہا میں یہ نہیں کرنا چاہتا' میں بجائے اپنی گردن کے داغدار بنانے کے تمہاری جانب سے صرف پاؤں چاہتا ہوں جو مجھے مصعب کے پاس پہنچادیں۔ مگر اب اسد نے اسکو اجازت دینے سے انکار کر دیا تاوقتیکہ اسکی گردن میں داغ نہ دیدیا جائے چنانچہ اسکی گردن میں داغ دیکر اسد نے اسے اپنے آزاد غلام ابوالاسد کے حوالہ کر دیا۔ ابوالاسد اسے لیکر روانہ ہوا اور شام کے قریب مصعب کے لشکر میں لے آیا۔

سلمہ اور ابوالاسد کی بدر طرخان کے متعلق گفتگو

سلمہ بن ابی عبداللہ بھی موالیوں میں مصعب کے ہمراہ تھا ابوالاسد سلمہ سے ملا جو اس وقت منجنیق کو اپنی جگہ پر نصب کر رہا تھا سلمہ نے ابوالاسد سے پوچھا کہ سپہ سالار نے بدر طرخان کے معاملہ میں کیا کیا' ابوالاسد نے سارا ماجرا سنادیا کہ اس طرح بدر طرخان نے جانے کی اجازت طلب کی۔ امیر نے اجازت نہ دی اب میرے ساتھ اسے مصعب کے پاس بھیجا ہے تاکہ اسے قلعہ میں پہنچا دیا جائے تمام واقعہ سن کر سلمہ نے کہا کہ امیر نے جو کچھ کیا غلط کیا وہ خود اسکا برا نتیجہ دیکھ لے گا اور اپنے کئے پر نادم ہوگا۔ اسے یہ کرنا چاہئے تھا کہ جس رقم کے دینے پر اس نے آمادگی ظاہر کی تھی اسے لے لیتا یا اسے قید کر دیتا تاکہ وہ اپنے قلعہ میں نہ داخل ہوسکتا۔ ہم نے تو بڑی مشکلوں سے قلعہ میں داخل ہونے کا راستہ بتایا ہے' پل قائم کئے؟ تنگ ناؤں کو درست کیا' اور اس نے ہم سے اس لئے تعارض نہیں کیا کہ اسے صلح ہو جانے کی امید تھی' اب جب کہ اسے صلح سے مایوسی ہوگئی ہے تو وہ کوئی دقیقہ ہمارے خلاف اٹھا نہ رکھے گا' تم آج رات تو اسے میرے خیمہ ہی میں رکھو۔ مصعب کے پاس نہ لیجاؤ' کیونکہ اس وقت مصعب اسکا انتظار کر رہا ہوگا

کہ وہ آئے تو قلعہ میں بھیج دیا جائے۔

اسد بن عبداللہ کی پیش قدمی

چنانچہ ابوالاسد اور بدرطرخان سلمہ کے خیمے میں ٹھر گئے، دوسری جانب سے خود اسد اپنی فوج لیکر آگے بڑھا اس نے پیش قدمی کے لئے ایک تنگ گھاٹی اختیار کی جسکی وجہ سے فوج اس سے علیحدہ ہوگئی، بڑھتے بڑھتے اسد ایک ندی پر پہنچا اسے پیاس معلوم ہو رہی تھی، اس کے خدمت گاروں میں سے کوئی بھی اس وقت ساتھ نہ تھا، اسد نے پانی مانگا، سغدی بن عبدالرحمٰن ابوطمحۃ الطری اپنے ایک خدمتگار کے وہاں موجود تھا، اسکے خدمت گار کے پاس ایک تبتی چھاگل تھی سغدی نے اس چھاگل میں ستو ڈالا، پھر ندی سے پانی لیکر اس میں ڈالکر ہلایا، اسد اور فوج کے بعض دوسرے سرداروں نے اسے نوش کیا۔

اسد بن عبداللہ کی پر مجشر کی تنقید

اسد ایک درخت کے سایہ میں اتر پڑا فوج خاصہ کے ایک سپاہی کو بلایا اور اپنا سر اسکی ران پر رکھ لیا۔ مجشر بن مزاحم السلمی اپنے گھوڑے کی باگ روکتا ہوا آیا۔ اور اسد کے روبرو بیٹھ گیا، اسد نے اس سے پوچھا اے ابو العدلیس کیسے ہو، مجشر نے کہا میں آج سے کل اچھا تھا، اسد نے کہا کیسے، مجشر نے کہا بدرطرخان ہمارے قبضہ میں تھا، اس نے اتنی رقم پیش کی نہ امیر نے اسکے پیشکش کو قبول کیا اور نہ اسکی مشکیں بندھوائیں بلکہ اسے جانے دیا، خود اس کے وعدہ امان کے ایفا کے خیال کے مطابق اسے قلعہ میں جانے کی اجازت دیدی۔

اسد بن عبداللہ کی پشیمانی

اس تقریر کو سنکر اسد اپنے کئے پر نادم ہوا اس نے اہل ختل میں سے ایک راستہ جاننے اور ایک شامی ناقد نام کو جو گھوڑوں کو سدھایا کرتا تھا بلایا۔ اور شامی سے کہا کہ اگر تو بدرطرخان کو قبل اسکے کہ وہ قلعہ میں داخل ہو جائے تو میں تجھے ہزار درہم انعام دونگا۔ اسد نے ان دونوں کو بھیج دیا۔ یہ مصعب کے لشکر میں پہنچے، شامی نے پکار کر پوچھا کہ اس کافر کا کیا ہوا۔ لوگوں نے کہا کہ وہ سلمہ کے پاس ہے، راستہ بتانے والے نے واپس آ کر اسد کو اسکی اطلاع دی اور وہ شامی شخص بدرطرخان کے ساتھ سلمہ کے خیمہ میں فروکش ہوگیا۔

بدرطرخان کا قتل

اسد نے بدرطرخان کو پھر اپنے پاس بلوالیا۔ جب وہ سامنے آیا، اسے گالیاں دیں، اب بدرطرخان تاڑ گیا کہ اسد نے عہد امان کو توڑ دیا۔ اس نے چند کنکریاں اٹھا کر آسمان کی طرف پھینکیں اور کہا یہ اللہ کا عہد ہے، پھر دوسری مرتبہ ایسا ہی کیا اور کہا کہ یہ محمد ﷺ کا عہد ہے، اب اسی طرح وہ کنکریاں آسمان کی طرف پھینکنے لگا اور کہتا جاتا تھا کہ یہ امیر المومنین کا عہد ہے اور یہ مسلمانوں کا عہد ہے، اس پر اسد نے اسکے ہاتھ قطع کرا دینے کا حکم دے دیا اسد نے اپنی فوج میں دریافت کیا کہ کوئی ازدی ابوفدیک کے وارثوں میں سے موجود ہے جسے بدرطرخان نے قتل کیا تھا، ایک ازدی نے کہا میں ہوں۔ اسد نے اسے حکم دیا کہ تم ہی اسکی گردن مار دو، اس نے اسکی تعمیل کر دی، اسد نے بڑے قلعہ

پر تو قبضہ کر لیا البتہ قلعہ کے اندر جو بالا حصار تھا اور جس میں بدر طرخان کے اہل وعیال اور مال ومتاع تھا وہ جوں کا توں بچا رہا۔ مسلمان اہل قلعہ تک نہیں پہنچے، اسد نے اپنے سواروں کو ختل کی وادیوں میں پھیلا دیا۔

اسد مرو آیا۔ ایوب بن ابی حسان التمیمی مرو کا عامل تھا، اسد نے اسے معزول کر کے اسکی جگہ اپنے عمزاد بھائی خالد بن شدید کو عامل مرو مقرر کر دیا۔

فاضلہ بنت یزید بن مہلب کو طلاق

جب اسد بلخ چلا آیا تو اسے معلوم ہوا کہ عمارہ ابن حریم نے فاضلۃ بنت یزید بن مہلب سے شادی کر لی ہے۔ اسد نے خالد ابن شدید کو لکھا کہ تم عمارہ سے کہہ دو کہ وہ یزید کی بیٹی کو طلاق دیدے اگر وہ انکار کرے تو سو کوڑے سزا دی جائے، خالد نے اسے بلایا۔ اس وقت خالد کے پاس عذافر بن زید التمیمی بیٹھا ہوا تھا، خالد نے عمارہ کو طلاق دینے کا حکم دیا۔ عمارہ نے کچھ انکار کے بعد طلاق دیدی، اس پر عذافر نے کہا کہ عمارہ خود بنی قیس کا ایک بہادر نوجوان اور انکا سردار ہے، یزید کی بیٹی میں کوئی ایسی وجہ امتیاز نہیں جس کی بنا پر وہ اس سے اشرف سمجھی جائے، اس کے بعد خالد بن شدید نے انتقال کیا اور اشعث بن جعفر البجلی کو اس نے اپنا جانشین چھوڑا۔

اسی سنہ میں صحاری بن شبیب نے اپنے تئیں خدا کے لئے بیچ ڈالا (یعنی خارجی ہو گیا) اور مقام جبل میں اس نے خارجیوں کا شعار بلند کر دیا۔

صحاری بن شبیب کے خروج کا واقعہ

واقعہ یہ ہے کہ صحاری بن شبیب ایک دن خالد کے پاس آیا اور عرض پرداز ہوا کہ بیت المال میں سے مجھے بھی کچھ دلوائے خالد نے کہا بھلا شبیب کا سپوت بیت المال سے حق لیکر کیا کرے گا، صحاری خالد سے رخصت ہو کر چلا آیا، مگر اسکے جانے کے بعد خالد اپنے کئے پر پشیمان ہوا اور اسے یہ اندیشہ ہوا کہ شاید یہ میرے خلاف کوئی فتنہ برپا کر دے، لوگوں کو بھیجا کہ اسے بلا لاؤ صحاری نے ان سے کہا کہ میں ابھی تو خالد کے پاس ہو کر آیا ہوں مگر ان لوگوں نے اسکی کچھ نہ سنی اور یہی کہتے رہے کہ ہم تمہیں لیکر جائینگے صحاری نے تلوار سے ان پر حملہ کیا، تب انہوں نے اسے چھوڑ دیا، صحاری گھوڑے پر سوار ہو کر چلتا بنا، جب واسط سے نکل گیا تو اپنی نقل وحرکت کو پوشیدہ رکھنے کے لئے اسے نے اپنے گھوڑے کو ذبح کر ڈالا اور ایک کشتی میں سوار ہو گیا پھر وہ بنی تیم اللات بن ثعلبہ کے کچھ لوگوں کی طرف چلا جو جبل میں تھے، تلوار حمائل کئے اسکے پاس پہنچا سارا ماجرا جو اسکے اور خالد کے درمیان گزرا تھا ان سے بیان کیا، ان لوگوں نے صحاری سے کہا کہ، بھلا طلب فریضہ سے تمہاری کیا توقع تھی تمہارے لئے زیادہ مناسب یہ تھا کہ تم ابن نصرانیہ وخالد بن عبداللہ کے پاس جاتے اور اپنی تلوار سے اسے قتل کر ڈالتے۔

صحاری بن شبیب خارجی کا عزم

صحاری نے کہا طلب فریضہ کو میں نے اسے تک پہنچنے کا صرف بہانہ بنایا تھا تاکہ وہ مجھے شناخت کر لے اور پھر میرا ارادہ تھا کہ فلاں شخص کے عوض میں اسے دھوکہ سے قتل کر ڈالونگا (خالد نے اس سے پیشتر قعدۃ الصفریہ کی جماعت کے ایک شخص کو نہایت بے رحمی سے بے بسی کی حالت میں قتل کر دیا تھا،) اسکے بعد صحاری نے انہیں دعوت

دی کے میرے ساتھ چل کر خالد پر اچانک ٹوٹ پڑو، بعض نے اسکی دعوت کو قبول کرلیا، بعضوں نے کہا ہم واقعات کی ترقی کا انتظار کریں گے، بعضوں نے بالکل ہی اس کا ساتھ دینے سے انکار کردیا صحاری نے اس موقع پر چند شعر کہے جن میں اس نے اپنے عزم واستقلال کا اظہار کیا کہ چاہے دوسرے حیل حجت کریں میں خدا کی راہ میں ان ظالم سرکشوں سے جو برسر اقتدار ہیں آخر دم تک لڑوں گا اور اس بازی میں جیت کی خاطر ہر شئے لگادوں گا۔

بہر حال تیس آدمیوں نے اسکے ہاتھ پر بیعت کرلی، جبل ہی میں انہوں نے اپنے تئیں خدا کے ہاتھ بیچ ڈالا یعنی آخری دم تک لڑنے کی ٹھان لی۔ یہ لوگ مبارک آئے۔ خالد کو اسکی اطلاع ہوئی، اس نے سنکر کہا مجھے پہلے ہی صحاری کی جانب سے یہ اندیشہ تھا، پھر اس نے ایک فوج انکے مقابلے پر بھیجی، مناذر کے ایک سمت حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ خارجیوں نے اس فوج کا سختی سے مقابلہ کیا، بے جگری سے لڑے، مگر پھر فوج نے انہیں چاروں طرف سے گھیرلیا اور سب کو قتل کرڈالا۔

اسی سنہ میں ابوشاکر مسلمہ بن ہشام بن عبدالملک کی امارت میں حج ہوا امام ابن شہاب الزہری نے بھی اسکے ساتھ حج کیا۔ محمد بن ہشام مکہ مدینے اور طائف کا عامل تھا، عراق اور مشرقی صوبجات کا خالد بن عبداللہ القسری صوبہ دار تھا، خالد کی جانب سے اسکا بھائی اسد بن عبداللہ خراسان کا عامل تھا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس سنہ میں خالد کا بھائی اسد وفات پاچکا تھا اور اس نے جعفر بن حنظلۃ البہرانی کو اپنا جانشین مقرر کردیا تھا، ایک اور روایت ہے کہ خالد بن عبداللہ کے بھائی اسد نے ۱۲۰ھ ہجری میں انتقال کیا۔

مروان بن محمد آرمینیا اور آذربیجان کا والی تھا۔

۱۲۰ھ کے اہم واقعات

اس سال سلیمان بن ہشام بن عبدالملک نے موسم گرما میں جہاد کیا اور سندرہ فتح کیا، نیز اسحٰق بن مسلم العقیلی نے بھی جہاد کیا۔ تومانشاہ کے کئی قلعے فتح کرلئے، اور اسکے علاقہ کو برباد کردیا۔ مروان بن محمد نے ترکوں کی سرزمین میں جہاد کیا، مدائنی کے بیان کے مطابق اسی سنہ میں اسد بن عبداللہ نے انتقال کیا۔

اسد بن عبداللہ کی موت کا واقعہ

اسد کے شکم میں ایک پھوڑا تھا، جب وہ بلخ میں تھا تو عید مہرجان واقع ہوئی، امراء اور روساء تحائف پیش کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ ان لوگوں میں ابراہیم بن عبدالرحمٰن الحنفی جو اسد کی جانب سے ہراۃ کا عامل تھا اور خراسان وہرات کا رئیس بھی تھا، یہ دونوں جو تحائف لیکر آئے تھے ان کی قیمت دس لاکھ درہم لگائی گئی، ان تحائف میں دو محل تھے ایک چاندی کا اور ایک سونے کا نیز سونے چاندی کے آفتابے اور رکابیاں تھیں۔ جس وقت یہ دونوں حاضر دربار ہوئے اسد اپنے تخت پر متمکن تھا، خراسان کے اشراف اور عمائدین کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے دونوں محلوں کو سامنے رکھا اور ان کے پیچھے، دوسرے ظروف مروی۔ قوہی اور ہروی دیبا کے تھان اور دوسری اشیا رکھ دیں جن سے سارا فرش بھر گیا، ہرات کا رئیس اسد کے لئے چاندی کا ایک کرہ بھی لایا تھا، ان سب چیزوں کے رکھ دینے کے بعد رئیس ہرات تقریر کرنے کھڑا ہوا اور یوں گویا ہوا" اللہ امیر کو نیک ہدایت دے، ہم عجمی ہیں ہم چارسو

سال سے دنیا کے فوائد سے حلم عقل اور روقا کی وجہ سے تمتع حاصل کرتے آئے ہیں۔ نہ ہم میں کوئی کتاب ناطق ہے اور نہ کوئی نبی مرسل۔ تین شخصوں کی ہمارے دل میں بڑی وقعت ہے ایک وہ اقبال مند شخص کہ جدھر اسکا رخ ہوا اللہ نے اسے فتح دی، پھر اسکے بعد وہ شخص ہے جو اپنے تمام خاندان میں سب سے زیادہ بامروت آدمی تھا۔ اور چونکہ وہ ایسا تھا اس وجہ سے اسکا خیر مقدم کیا گیا، اس پر سلامتی بھیجی گئی، اس کی تعظیم کی گئی، اسے سردار بنایا گیا اور آگے رکھا گیا، اسکے بعد وہ شخص ہے جسکا سینہ فراخ اور ہاتھ کشادہ تھا وہ لوگوں کے لئے آمال گاہ بن گیا، اور چونکہ اس میں یہ صفات تھیں لوگوں نے اسے اپنا سردار بنایا اور آگے بڑھایا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے وہ صفات جوان تینوں آدمیوں میں فرداً فرداً تھیں اور جنکی وجہ سے ہم چار سو سال سے عیش و آرام سے زندگی بسر کرتے آئے ہیں وہ تمہاری اکیلی ذات میں جمع کردی ہیں، ہم کسی شخص کو نہیں جانتے جو آپ سے زیادہ عمدہ منتظم ہوا ہو، آپ نے اپنے خاندان والوں ملازمین اور موالیوں کو ایسا قابو میں رکھ چھوڑا ہے کہ ان میں سے کسی شخص کی یہ مجال نہیں کہ وہ کسی چھوٹے بڑے، یا کسی امیر وفقیر پر دست تعدی دراز کرے اور اسی کا نام انتظام کی تکمیل ہے، پھر آپ نے بیابانوں میں سرائیں بنوائیں کہ اگر ایک مسافر مشرق اور دوسرا مغرب سے آئے تو وہ ان میں کوئی عیب نہ پائیگا بلکہ کہے گا سبحان اللہ کیسی عمدہ عمارت تعمیر کی ہے، اور یہ آپکی اقبال مندی ہے کہ خاقان سے آپ کا مقابلہ ہوا حالانکہ اسکے پاس ایک لاکھ فوج تھی اور حارث بن سریج بھی اسکے ہمراہ تھا مگر آپ نے اسے شکست دی، اسے بھگا دیا۔ اسکی فوج کو قتل کر ڈالا اور اسکے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ آپکی اولوالعزمی اور سخاوت کا یہ عالم ہے کہ ہمیں معلوم نہیں کہ کونسا مال آپ کو زیادہ بھلا معلوم ہوتا ہے، آیا وہ جو آپ کے پاس آتا ہے یا وہ جو آپ کے پاس سے جاتا ہے، بلکہ جانے والے مال ہی سے آپ زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ اور یہی آپ کی آنکھوں کو زیادہ بھلا لگتا ہے۔

اس تقریر کو سنکر اسد ہنسا۔ اور کہنے لگا کہ خراسان کے تمام تعلقداروں میں تم بہترین آدمی ہو، اور اپنے تحفہ کے اعتبار سے بھی تم سب سے بڑھے ہوئے ہو۔

عید مہرجان کے تحائف کی تقسیم

اسد کے ہاتھ میں ایک سیب تھا وہ اس نے اس رئیس کو دیا، رئیس نے اسکو سجدہ کیا، اسد نظر نیچے کئے ہوئے ان تحائف کو دیکھتا رہا۔ داہنی جانب دیکھا اور کہا اے عذافر بن یزید کسی شخص کو حکم دو کہ یہ محل اٹھا لیجائے، پھر کہا فلاں! تو یہ آفتابہ لے اور فلاں! تو یہ دوسرا لے اسی طرح اس نے اور ظروف بھی دے ڈالے، صرف دو تشتریاں بچیں، ابو اصیداء کو حکم دیا کہ ایک تم لے لو انہوں نے ایک کو ہاتھ میں اٹھا کر اسکے وزن کا اندازہ کیا، پھر اسے رکھ کر دوسری کو اٹھا کر دیکھا، اسد نے پوچھا کیا ہے۔ ابوالصید انے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ جوان میں زیادہ وزنی ہوا سے لوں، اسد نے کہا تم دونوں لیجاؤ، اسی طرح اس نے اور چیزیں فوج کے سرداروں اور دوسرے ایسے لوگوں کو جنہوں نے جنگ میں قابل قدر خدمات انجام دی تھیں دے ڈالیں ابو یعفور جنکی خدمت یہ تھی کہ وہ مغازی میں خراسان کے صوبہ دار کے آگے آگے چلتے تھے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ مجھے بھی راستہ دو، اسد نے کہا تم نے بہت اچھا کیا کہ اپنے تئیں یاد دلایا یہ دونوں دیبا کے تھان تم لے لو، اسی طرح میمون العذاب نے کہا، مجھے بھی اپنے بائیں جانب راستہ پر جانے دو اسد نے کہا تم نے بھی بہت اچھا کیا کہ اپنے تئیں یاد دلایا۔ یہ دیبا تم لے لو، غرض کہ ایوان دربار کے فرش پر جس قدر

اشیاء رکھی ہوئی تھیں وہ سب اسی طرح لوگوں کو عطا کردیں، اسیر نہار بن توسعہ نے یہ شعر کہا۔

تقلون ان ذادی لــه وع متــوب
وانتم غداة المهرجان كثير

''اگر جہاد کے لئے تمہیں بلایا جائے تو تم
کم ہوتے ہو مگر عید مہرجان کی صبح کو تم بہت تھے،

اسد بن عبداللہ کا انتقال

پھر اسد بیمار پڑ گیا، مرض میں کچھ افاقہ ہوا تو ایک دن باہر نکلا، ناشپاتیاں پیش کی گئیں جو فصل میں پہلی ہی مرتبہ آئی تھیں، اسد نے سب لوگوں کو ایک ایک کھلائی۔ ایک اٹھا کر ہرات کے رئیس خراسان کی طرف پھینکی۔ اس جھٹکے سے اسکا پھوڑا پھٹ گیا اور اسد کا انتقال ہوگیا، جعفر البہرانی کو اس نے اپنا جانشین مقرر کر دیا یہی جعفر بن حنظلہ ہے۔ ۱۲۰ھ میں یہ واقعہ ہوا۔ چار ماہ تک یہ شخص عامل رہا پھر نصر بن سیار کا فرمان تقرر رجب ۱۲۱ھ ہجری میں شرف صدور لایا۔

ابن العرس العبدی اور سلیمان بن قتۃ بن تیم بن مرہ کے آزاد غلام نے جو اسد کا دوست تھا اس کے مرثیے کہے۔

اسی سنہ میں خراسان کے شیعیان بنی العباس نے سلیمان بن کثیر کو اپنا وکیل بنا کر محمد بن علی بن عباس کے پاس بھیجا تاکہ وہ انکی اور انکی تحریک کی حالت سے انہیں پوری طرح باخبر کر دے۔

سلیمان بن کثیر کا محمد بن علی بن عباس کے پاس وکیل بن کر آنا

محمد بن علی اپنے خراسان کے پیروؤں سے اس وجہ سے ناراض تھے کہ انہوں نے خداش کی اطاعت قبول کرلی تھی۔ جس کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں، اور جو غلط باتیں اس نے ان سے بیان کی تھیں اسے انہوں نے تسلیم کرلیا تھا۔ اس وجہ سے محمد بن علی نے خراسانیوں سے مراسلت ترک کردی، جب عرصہ سے ان کا کوئی خط نہیں آیا تو یہ سب اس معاملہ پر غور کرنے کے لئے جمع ہوئے، اور سب نے باتفاق سلیمان بن کثیر کو منتخب کیا کہ وہ محمد علی کے پاس جا کر ہماری پوری حالت ان سے بیان کرے اور جو کچھ وہ اسکے جواب میں اس سے کہیں اس سے ہمیں آ کر اطلاع دیں۔

محمد بن علی کی اظہار ناراضگی

یہ شخص محمد بن علی کے پاس آیا جو اپنے خراسانی شیعوں سے سخت ناراض تھے، سلیمان نے ان سے ساری کیفیت بیان کی، محمد بن علی نے خداش کی اتباع اور جھوٹی دعوت کو قبول کرنیکی وجہ سے خراسانیوں کی بہت زجر وتوبیخ کی، اور کہا اللہ تعالیٰ خداش اور اسکے مسلک پر چلنے والوں پر لعنت کرے، سلیمان خراسان واپس ہوگیا، محمد بن علی نے اسکے ہاتھ اپنے خراسانی شیعوں کو ایک خط لکھ دیا، سلیمان ان لوگوں کے پاس اس سر بمہر خط کو لیکر آیا خط کھولا گیا مگر اسمیں سوائے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے کچھ بھی اور تحریر نہ تھا اس سے ان لوگوں کو سخت صدمہ ہوا اور اب انہیں معلوم ہوا کہ جو باتیں خداش نے ان سے آ کر بیان کی تھیں وہ محمد بن علی کے حکم کے بالکل مخالف تھیں

بکیر بن ماہان کی خراسان روانگی

اسی سنہ میں سلیمان بن کثیر کے واپس جانے کے بعد محمد بن علی نے بکیر بن ماہان کو اپنے خراسانی شیعوں کے پاس ایک خط دیکر بھیجا جس میں انہیں بتایا تھا کہ، خداش نے میرے متبعین کو غلط راستہ پر لگایا، جب بکیر اس خط کو لیکر خراسان پہنچا تو شیعوں نے اسکے بیان کو غلط سمجھا اور اسکی محمد بن علی نے اسکے ساتھ شام لگے ہوئے عصا بھیجے جن میں بعض میں لوہے کی شام تھی اور بعض میں سیسے کی، بکیر انہیں لیکر خراسان آیا، اعیان قوم اور شیعوں کو جمع کیا اور ہر شخص کو اس نے ایک ایک عصا دیا۔ اس سے وہ سمجھے کہ ابتک ان کا جو طرز عمل رہا ہے وہ ان کی سیرت کے مخالف تھا ان لوگوں نے واپس جا کر اپنے افعال سے توبہ کی۔

اسی سنہ میں ہشام بن عبدالملک نے خالد بن عبداللہ کو اسکے عہدہ سے برطرف کر دیا اور تمام وہ علاقے جو اسکے ماتحت تھے اسکی امارت سے نکال لئے۔

خالد بن عبداللہ کی برطرفی کے اسباب وواقعات

خالد کی برطرفی کے اسباب کے متعلق ارباب سیر کے کئی بیان ہیں ان میں سے جو اقوال ہم تک پہنچے ہیں انہیں ہم یہاں بیان کرتے ہیں ایک بیان یہ ہے کہ فروخ ابوالمثنی ہشام بن عبدالملک کی ذاتی جاگیر کا تعہد دار رستاق الرمان یا نہر الرماں نام ایک موضع میں قیام پذیر تھا اسی بنا پر اسے فروخ الرمانی کہتے تھے، خالد کو اسکا اس عہدہ پر رہنا سخت گراں گزر رہا تھا ایک دن اس نے حسان النبطی سے کہا کہ تم امیر المومنین کے پاس جاؤ اور فروخ جس قدر رقم دیتا ہے اس پر اضافہ کر دو، حسان ہشام کے پاس آیا اور دس لاکھ درہم اضافہ کا اقرار کیا۔ ہشام نے اہل شام میں سے دو دیانت دار آدمیوں کو بھیجا انہوں نے تمام جاگیر کا جائزہ فروخ سے لے لیا، مگر اب حسان کا یہ تقرر خالد کے لئے فروخ سے بھی زیادہ گراں ہو گیا، اس نے حسان کو ستانا شروع کیا، حسان اس سے کہتا تھا کہ مجھے اپنا مخالف نہ بناؤ میں تو تمہاری ہی ساختہ پرداختہ آدمی ہوں مگر خالد نے اسکی کچھ نہ سنی اور اسی طرح اسے دق کرتا رہا۔

حسان نبطی کی خالد کے خلاف شکایت

حسان جب خالد سے ملنے آیا تو اس نے آبپاشی کی نہروں کے مہرے توڑ دئے جن سے تمام مقطع برباد ہو گیا، پھر حسان نے ہشام سے آ کر کہا کہ خالد نے نہروں کے مہرے آپ کے مقطع کی طرف توڑ دئے، ہشام نے ایک شخص کو اسکی تصدیق کے لئے بھیجا اس نے آ کر بیان کر دیا حسان نے ہشام کے ایک شاگرد پیشہ سے کہا کہ اگر یہ جملہ جو میں تم سے کہوں تم اسطرح کہدو کہ اسے ہشام سن لے تو ایک ہزار دینار دوں گا۔ اس نے کہا پہلے دلا دیجئے پھر جو آپ نے چاہیں میں کہدوں گا چنانچہ حسان نے وہ رقم اسے دیدی اور اس نے کہا کہ تم ہشام کے کسی بچہ کو رلاؤ اور جب وہ رونے لگے تو اس سے کہو کہ چپ رہو، کیا تم خالد القسری کے بیٹے ہو جس کے پاس ایک کروڑ تیس لاکھ ہیں۔ ہشام نے اسے سنا مگر ان سنی کر گیا۔ جب اسکے بعد حسان اسکے پاس آیا تو اس نے حسان کو اپنے بالکل قریب بلا کر پوچھا کہ خالد کی دولت کتنی ہوگی، حسان نے کہا ایک کروڑ تیس لاکھ، ہشام نے کہا تم نے مجھے اسکی اطلاع کیوں نہیں دی۔ حسان نے کہا کیا آپ نے کبھی مجھ سے دریافت کیا تھا۔ یہ بات ہشام کی پورطور پر دل نشین ہو گئی اور اس نے

خالد کی برطرفی کا فیصلہ کرلیا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ خالد اپنے بیٹے یزید سے کہا کرتا تھا کہ تو کسی طرح مسلمہ بن ہشام سے کم نہیں ہے کیونکہ تو بجا طور پر ان ایسی تین باتوں پر لوگوں کے سامنے فخر کرسکتا ہے کہ جن پر کوئی اور فخر نہیں کرسکتا، میں نے بغیر کسی دوسرے کو تکلیف دیئے دریائے دجلہ کا بندھ بنوایا۔ مکہ کی تمام آبادی کو میری طرف سے پانی پلایا جاتا ہے۔ اور میں عراق کا صوبہ دار ہوں۔

ابن عمرو کی اہانت

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہشام اسی وجہ سے خالد سے ناراض ہوا کہ قریش کے ایک صاحب خالد کے پاس آئے، خالد نے انکی بہت تذلیل کی اور کچھ ناگوار خاطر الفاظ بھی انہیں کہے، انہوں نے ہشام کو اسکی شکایت لکھی اس پر ہشام نے خالد کو یہ خط لکھا۔

حمد و ثنا کے بعد، اگر چہ امیر المومنین نے تیرے ہاتھ اور تیری رائے کو ان لوگوں کے بارے میں جنکی حکومت کی باگ تیرے ہاتھ میں دیدی گئی ہے اور جن کا تجھے محافظ بنایا گیا ہے اس بنا پر آزادی دیدی ہے کہ انہیں توقع تھی کہ تو اپنے فرائض کو بوجہ احسن انجام دیگا اور انہیں تیری انتظامی اور سیاسی قابلیت پر بھروسا تھا، مگر اسکے معنی یہ نہ تھے کے انہوں نے خاندان والوں کی پیشانیاں تیرے قدموں سے روندے جانے کے لئے بچھادی ہیں بلکہ تجھے یہ بھی حق نہیں دیا گیا تھا کہ تو عراق میں ان کی عزت پر حملہ کرے ۔اور کیوں زجر وتوبیخ کے الفاظ انہیں کہے کیا اس سے اس کی تذلیل وتحقیر مقصود تھی، کیا تو اپنے تیئں اس کا ہمسر سمجھتا ہے اور اسی بناء پر دربار عام میں اسے سخت سست الفاظ کہنے کی تجھے جراءت ہوئی اور کیا اسی وجہ سے تو اسے آتا دیکھ کر اپنی صدر مسند سے جو اللہ نے تجھے عطا فرمائی ہے جھپٹ کر استقبال کے لئے نہیں اٹھا، حالانکہ خود تیری قوم میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اپنے حسب ونسب کے اعتبار سے تجھ سے بڑھ کر ہیں اور انہیں تجھ پر تقدیم حاصل ہے، مگر تو اسے مرتبہ پر پہنچا کہ جسکے ذریعہ سے آل عمرو نے تجھ کو تیری خاص کر پست حالت سے ایک بلند مرتبہ پر سرفراز کردیا اور تجھے امیر المومنین سے پہلے ہی معزز اور مشہور قبائل کے نوجوانوں اور بڈھے سرداروں کے برابر کردیا۔ اور اسی وجہ سے تو اپنے اس موجودہ منصب پر فائز ہوا کہ جس کے گھمنڈ پر تو ان پر فخر کرتا ہے اور یہ کہنا تیری انتہائی اور بدترین ناشکری کا ثبوت ہے' پس اے ذلیل عورت کے بیٹے تو اپنی اصل نسل پر غور کر جب وہ تیرے پاس آئے تھے تو تو نے ان کے قدم چومے ہوتے انہیں اپنے پاس بٹھایا ہوتا اپنی صدر مسند سے ان کی تعظیم کے لئے ہٹ جاتا اور پھر بڑھ کر امیر المومنین کے لحاظ سے خندہ روئی سے ان کا استقبال کرتا۔ اور جب تو انہیں اپنی جگہ پر بٹھادیتا تو تجھے چاہیئے تھا کہ ان کی قرابت اور حق کا لحاظ کرکے تو انہیں خوش وخرم زندگی بسر کرنے کی دعا دیتا اس لئے کہ وہ ہمارے دونوں خاندانوں کے معزز ترین شخص ہیں وہ آل ابی العاص اور حرب کے سردار کے بیٹے ہیں اور ہمارے سب کے سردار ہیں۔

امیر المومنین قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر تیری عزت کا پاس نہ ہوتا اور اس بات کو وہ برا نہ سمجھتے کہ تیرے دشمن تیری تذلیل سے خوش ہوں گے تو وہ ضرور تجھے تیرے موجودہ معزز منصب سے ہٹادیتے اور تجھے اس حال میں کردیتے کہ جس کی وجہ سے ضرورت مند تیرے محل کے صحت میں آتے ہیں اور تیرے دروازہ پر سواریوں کا ہجوم رہتا

ہے' اور ابھی میں نے اسے مناسب نہیں خیال کیا ہے کہ میں تجھے ان لوگوں کا دست نگر بنادوں۔ جواب تک تیرے دست نگر رہے ہیں اس لئے جب امیر المومنین کا قاصد اور خط تیرے پاس پہنچے تو چاہے تو کسی حال میں ہو اور چاہے دن ہو یا رات تو اپنے تمام خدم وحشم کے ساتھ پیدل چل کر ابن عمرو کے دروازہ پر جا کر کھڑا ہو' پھر نہایت عاجزی سے ان سے ملنے کی اجازت طلب کر اور چاہے وہ اجازت دیں اور یا نہ دیں تو کسی نہ کسی طرح ان تک پہنچ جا اگر تو نے ان کے جذبات رحم وکرم کو متحرک کر دیا تو وہ تیرے اس بے اجازت آ جانے کو درگزر کر دیں گے اور اگر اس وجہ سے انہیں حمیت وغیرت آ گئی تو پھر تو پورے ایک سال ان کے دروازہ پر بغیر وہاں سے ہٹے کھڑا رہ اور اس کے بعد بھی تیرے عزل ونصب کا پورا اختیار انہیں رہے گا چاہے وہ اپنا بدلہ لے لیں یا معاف کر دیں' اللہ تجھ پر لعنت کرے۔ کون بھلا ایسا ہو سکتا ہے جو اس معاملہ میں ان پر اعتماد کرے۔ اشراف کے ساتھ تیری گستاخانہ گفتگو اور دریدہ دہنی کی اطلاعات امیر المومنین کو برابر پہنچ رہی ہیں تیری یہ اہانت آمیز گفتگو ان لوگوں کے مقابلہ میں ہے جو عراق کے میرے دونوں شہروں کی ولایت کے تجھ سے زیادہ اہل' اور حقدار ہیں امیر المومنین نے اپنے چچازاد بھائی کو اس تحریر کے مضمون سے جو انہوں نے تجھے لکھی ہے اطلاع دیدی ہے' کیونکہ اس معاملہ کی وجہ سے وہ تجھ سے ناراض ہیں' اور انہیں لکھ دیا ہے کہ انہیں پورا اختیار ہے کہ چاہے وہ تیری خطا کو معاف کر دیں یا ناراض ہو کر تجھے سزا دیں جو کچھ تیرے بارے میں وہ کریں گے امیر المومنین نہایت خوشی سے اسی پر کاربند ہوں گے۔ اور اسکی تعمیل کرائیں گے' انشاء اللہ ہشام نے حسب ذیل خط ابن عمرو کو لکھا۔

''حمد وثنا کے بعد۔ امیر المومنین کو آپ کا خط ملا' دربار عام میں خالد نے جو اہانت آمیز گفتگو آپ سے کی' آپ کی بے توقیری کی امیر المومنین سے آپ کی قرابت اور ان کے آپ سے جو مربیانہ تعلقات ہیں ان کا کچھ خیال نہیں کیا مگر اس پر بھی آپ نے محض امیر المومنین اور ان کے دبدبہ سلطنت کو برقرار رکھنے کے خیال سے اور اس خیال سے کہ آپ کو اپنی مخلصانہ اطاعت پر جو صیانت عزت کا بہترین ذریعہ ہے پورا بھروسا تھا آپ نے اس کے خلاف کچھ نہیں کیا حالانکہ اس کی اہانت آمیز گفتگو اور تیز کلامی سے آپ کو سخت رنج پہنچا اور جب آپ اس بات کا شریفانہ طریقہ پر لحاظ کرتے ہوئے کہ خود امیر المومنین نے اس کی زبان کو آزادی دی ہے اس کی باگ ڈھیلی چھوڑی ہے اسے ایک پست حالت سے بلند مرتبہ پر پہنچایا ہے اسکی گمنامی کو شہرت دی ہے اس کے پاس سے چلے آئے تو اس گفتگو نے آپ کو اور بھی رنجیدہ کر دیا۔ یہ تمام باتیں جو آپ نے اپنے خط میں لکھی تھیں وہ سب امیر المومنین کو معلوم ہوئیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اے آل سعید تم حقیقت میں ایسے ہی ہو کہ ہمیشہ ذلیل نفروں کی بیہودگی پر بردباری سے کام لیتے ہو' تم خاموش ہو جاتے ہو مگر یہ خاموشی کسی ضعف یا لکنت کی وجہ سے نہیں ہوتی بلکہ تمہارے حلم کی وجہ سے جو اپنے وزن میں کوہ مثال ہے آپ نے اس معاملہ میں امیر المومنین کی جیسی تعظیم اور ان کے دبدبہ سلطنت کی جیسی توقیر کی اسے امیر المومنین نے بہت پسند کیا اور اس کے وہ شکر گزار ہیں۔ انہوں نے خالد کے معاملہ میں اب آپ کو کامل اختیار دیدیا ہے' چاہے آپ اسے معزول کر دیں یا برقرار رکھیں۔ اگر آپ اسے معزول کر دیں گے تو امیر المومنین فوراً اسکی تعمیل کرائیں گے اور اگر آپ اسے بحال رکھیں گے تو یہ احسان آپ کا اس پر ہوگا۔ امیر المومنین اس بارے میں آپ کے شکر گزار نہ سمجھے جائیں۔ امیر المومنین نے خالد کو ایک ایسا خط لکھا ہے کہ جب وہ خط اسے ملے گا تو اسکا سارا نشہ ہرن ہو جائے گا' امیر المومنین نے اسے حکم دیا ہے کہ شب وروز میں جس حال اور جس وقت امیر المومنین کا خط اور

انکا فرستادہ قاصد خالد کے پاس پہنچیں وہ فوراً پیدل چل کر آپ کے دروازہ پر آ کر کھڑا ہو' اب آپ کو اختیار ہے چاہے آپ اسے اندر آنے کی اجازت دیں یا روک دیں۔ اسے بحال رکھیں یا معزول کر دیں' امیر المومنین نے اپنے قاصد کو یہ بھی حکم دیدیا ہے کہ وہ آپ کے سامنے اسکے سر پر بیس کوڑے مارے البتہ ایسی صورت میں کہ خود آپ اس کے عہدہ کے اعزاز کا لحاظ کر کے اس سزا کو غیر مناسب سمجھیں تو وہ بھی اس سزا کا اجرا نہ کرے' بہر حال جو آپ چاہیں امیر المومنین اسکی ضرور تعمیل کریں گے کیونکہ انہیں آپ کے ساتھ حسن سلوک کا بڑا خیال ہے وہ آپ کی ذاتی عزت' قرابت اور رشتہ داری کا بڑا لحاظ کرتے ہیں اور آپ کو اپنا دوست سمجھتے ہیں کیونکہ ان کی یہ نیت ہے کہ ابی العاص اور سعید کی اولاد کے حقوق کو پوری طرح سرانجام دیں۔

آپ امیر المومنین کو جس وقت کوئی ضرورت ہو بڑی خوشی سے خط لکھئے' چاہے اس میں آپ کی طرف سے ابتداء ہو یا آپ جواب لکھ رہے ہوں۔ یا محض یوں ہی گپ شپ کے لئے ہو' یا کسی ضرورت کے لئے' کیونکہ یہ ممکن ہے کہ خود آپ کو یا آپ کے خاندان والوں کو جو اصل میں امیر المومنین ہی کے خاندان والے ہیں بعض ضروریات پیش آئیں اور وہ اپنی غیرت اور شرم اور بعد مسافت کی وجہ سے امیر المومنین تک اس بات کو پہنچا کر اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکیں۔ یا ان ضروریات کے پیش آنے کی وجہ سے وہ خود امیر المومنین کے پاس نہ آ سکتے ہوں تو ایسی صورتوں میں آپ بلا تکلف امیر المومنین کو ایسے معاملات میں لکھا کیجئے۔ اور مکرر سہ کرر یاد دہانی سے نہ گھبرایئے گا۔ ہر شخص کے متعلق جو کچھ لکھا جائے وہ اسکی قرابت اور حسب نسب کے اعتبار سے لکھا جائے' آپ ان کے لئے روپیہ مانگ سکتے ہیں ان کی ضروریات زندگی کا انتظام کرا سکتے ہیں یا جو لوگ پہلے سے وظیفے پا رہے ہیں ان کی ماہوار میں اضافہ کی درخواست کر سکتے ہیں' ان تمام صورتوں میں آپ دیکھیں گے کہ امیر المومنین بہت جلد اپنی عنایت اور احسان کا ہاتھ آپ کی طرف بڑھائیں گے کیونکہ وہ اپنے رشتہ داروں سے نیکی اور ان کے حقوق کو پورا کرنا چاہتے ہیں اور اس حسن نیت میں وہ اللہ سے طالب اعانت ہیں' اور اسی پر بھروسہ اور اعتماد کرتے ہیں اور اللہ ہی ان کا مالک اور آقا ہے والسلام۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خالد اکثر ہشام کو اہانت آمیز الفاظ والقاب سے یاد کرتا تھا' ابن الحمقا کہا کرتا تھا کیونکہ ہشام کی ماں بالکل پاگل تھی ہم اس سے پہلے اسکا قصہ بیان کر چکے ہیں۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خالد نے ایک خط ہشام کو لکھا تھا جسے دیکھ کر ہشام کو سخت غصہ آیا۔ اور ہشام نے اسے لکھا ''اے اپنی ماں کے بیٹے مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو کہتا ہے کہ عراق کی ولایت میرے لئے باعث عزت وشرف نہیں' حرامزادے۔ بھلا عراق کی حکومت تیرے لئے باعثِ شرف کیوں نہیں' بتا کیا تو بنی بجیلہ سے نہیں ہے جن کی تعداد بہت تھوڑی ہے اور جو بہت ہی ذلیل ہیں میں بتائے دیتا ہوں کہ قریش کا ایک کم سن بھی آ کر تیری مشکیں کس دے گا۔

خالد بن عبداللہ کے خلاف ہشام سے شکایات

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہشام نے خالد کو لکھا کہ تیرا یہ قول مجھ تک پہنچا ہے کہ میں خالد بن عبداللہ بن یزید بن عبداللہ بن یزید بن اسد بن کرز ہوں کیا میں ان پانچ معزز اجداد کی وجہ سے اشرف ترین شخص نہیں ہوں۔ بخدا میں

تجھے ایسا ذلیل کردوں گا کہ تو پھر اپنا خچر اور فیروزی پگڑی سنبھال لے گا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ "جب ہشام کو یہ بات معلوم ہوئی کہ خالد اپنے بیٹے سے کہا کرتا ہے' جب امیر المومنین کے بیٹے تجھ سے اپنی احتیاج ظاہر کرتے ہیں تو تیری عزت کا کیا ٹھکانا،، اسکے چہرہ پر غیظ وغضب کے آثار نمایاں ہوگئے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ شام کے ایک صاحب ہشام کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے خالد کو امیر المومنین کا ایسے الفاظ میں ذکر کرتے سنا ہے کہ میں انہیں بیان نہیں کرسکتا' ہشام نے کہا کیا اس نے لاحول کہا' انہوں نے کہا نہیں بلکہ اس سے بھی سخت لفظ کہا ہے' ہشام نے کہا وہ کیا' انہوں نے کہا میں کبھی اسے اپنی زبان سے دہرا نہیں سکتا'

غرض کہ اسی قسم کی باتیں خالد کی طرف سے ہشام کو برابر پہنچتی رہیں آخر کار ہشام کے خیالات اس کی طرف سے بگڑ گئے۔

خالد بن عبداللہ کی برطرفی کا فیصلہ

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک تعلق دار خالد کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا کہ آپ کے صاحبزادے کی دولت ایک کروڑ سے بڑھ گئی ہے مجھے یہ ڈر ہے کہ امیر المومنین کو اسکی اطلاع ہوگی اور وہ اس رقم کو بہت زیادہ خیال کریں گے' اور لوگ تو آپ کی ظاہری شکل کو محبوب رکھتے ہیں اور میں آپ کے جسد اور روح دونوں کو محبوب رکھتا ہوں خالد نے کہا کہ اسد بن عبداللہ نے بھی مجھ سے یہ کہا تھا معلوم ہوتا ہے کہ تم ہی نے انہیں اس بات کا مشورہ دیا ہوگا' اس تعلق دار نے اس بات کا اقرار کیا' خالد نے کہا میرے بیٹے کے معاملہ کو چھوڑ دو اس کی تو یہ حالت ہے کہ اگر ایک درہم بھی وہ کبھی مانگتا ہے تو وہ اسے نہیں ملتا۔

جب ہشام کو خالد کے متعلق مسلسل ایسی باتوں کی اطلاع پہنچتی رہی جسے وہ اچھا نہیں سمجھتا تھا تو اس نے اس کو برطرف کردینے کا ارادہ کرلیا مگر اس بات کو ابھی بالکل پوشیدہ رکھا۔

خالد کو معزول کرنے میں ہشام کی تدبیر وکارروائی

ہشام نے خالد کے معزول کردینے کے ارادہ کو کسی شخص سے بیان نہیں کیا بلکہ خود اپنے قلم سے یوسف اپنے عامل یمن کو لکھا کہ تم تیس آدمیوں کے ساتھ عراق جاؤ۔ یوسف کوفہ کی طرف روانہ ہوا اور اس کے بالکل قریب پہنچ کر اس نے رات بسر کی' خالد کے افسر' مالگذاری طارق نے اپنے بیٹے کی ختنہ کرائی تھی' اور اس تقریب کے موقع پر اس نے ایک ہزار آزاد غلام۔ ایک ہزار خادم اور ایک ہزار چھوکریاں علاوہ نقد اور کپڑوں وغیرہ کے خالد کو نذر دی تھیں' رات کو پہرہ دینے والے پولیس والے یوسف اور اس کے ساتھیوں کے پاس سے گزرے' یوسف اس وقت نماز پڑھ رہا تھا۔ عطر کی خوشبو اس کے لباس سے مہک رہی تھی۔ گشت والوں نے پوچھا تم کون ہو' انہوں نے کہا راہ گیر ہیں' گشت والوں نے پوچھا کہاں جاتے ہو' انہوں نے کہا بعض مواضعات۔ میں گشت والے طارق اور اسکے مصاحبین کے پاس آئے یہ واقعہ بیان کیا اور کہنے لگے ہم ان لوگوں کو اچھا نہیں سمجھتے ہمارا خیال ہے کہ ہم انہیں قتل کر ڈالیں اگر یہ خارجی ہوئے تو ان کے شر سے ہم کو نجات مل جائے گی اور اگر وہ تمہارے لئے آئے ہوں گے تو آپ کو اسکا علم ہوجائے گا اور آپ جس غرض کے لئے وہ آئے ہوں گے۔ اس کے خلاف تیاری کرلیں گے۔ مگر طارق نے ان کے

قتل سے پولیس کو منع کر دیا۔ پولیس کے جوان پھر اپنی گشت پر چلے گئے۔

یوسف بن عمر اور گشتی پولیس کی گفتگو

جب صبح کو یوسف اور اس کے ہمراہی اس مقام سے اٹھ کر بنی ثقیف کے مکانوں میں چلے آئے تو پہرہ والوں کا پھر ادھر گزر ہوا ان میں سے ایک نے پوچھا کہ تم کون ہو' انہوں نے جواب دیا راہ گیر ہیں سپاہی نے پوچھا کہاں جاؤ گے انہوں نے کہا بعض دیہات میں' یہ گشت والے پھر طارق اور اس کے مصاحبین کے پاس آئے اور کہا کہ وہ لوگ بنی ثقیف کے مکانوں میں چلے آئے ہیں اور ہم یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ انہیں قتل کر دیں' مگر سب لوگوں نے انہیں منع کر دیا۔

خالد بن عبداللہ اور طارق بن ابی زیاد کی گرفتاری

ادھر یوسف نے ایک ثقفی سے کہا کہ یہاں جتنے مضری ہوں سب کو میرے پاس بلا لاؤ' اس شخص نے اس کے حکم کی تعمیل کی فجر کی نماز کے وقت یوسف مسجد میں آیا۔ موذن کو اقامت کا حکم دیا موذن نے کہا کہ امام کو آ جانے دیجئے۔ یوسف نے اسے ڈانٹ پلائی۔ موذن نے اقامت کہی یوسف آگے بڑھا اس نے ایک رکعت میں اذا وقعت الواقعه اور دوسرے میں وسال سائل تلاوت کی' پھر خالد۔ طارق اور ان کے مصاحبین کو اپنے آدمی بھیج کر گرفتار کر لیا۔ اور ادھر دعوت کے لئے دیگیں پک رہی تھیں۔

ربیع بن سابور کا بیان

ربیع بن سابور بنی الحریش کے آزاد غلام جو ہشام کی فوج خاصہ کے افسر تھے اور جن کے پاس ہشام کی مہر بھی رہتی تھی بیان کرتے ہیں کہ ہشام کے پاس خالد کا خط آیا جس سے وہ سخت برہم ہوا۔ اسی زمانہ میں جندب یوسف ابن عمر کا آزاد غلام یوسف کا خط لیکر ہشام کے پاس آیا تھا' ہشام نے اس خط کو پڑھا اور پھر سالم عتبہ بن عبدالملک کے آزاد غلام کو حکم دیا کہ تم اپنے ہی طرف سے اس کا جواب دیدو' مگر خود ہشام نے بھی ایک چھوٹا سا خط خود اپنے قلم سے لکھا' مجھ سے کہا کہ سالم کا لکھا ہوا خط لے آؤ (سالم ہشام کے میر منشی تھے) میں اس خط کو لے آیا۔ ہشام نے اس اپنے چھوٹے سے خط کو بھی اس خط میں لپیٹ دیا پھر مجھے حکم دیا کہ اس پر مہر لگا دوں میں نے مہر لگا دی' پھر یوسف کے قاصد کو بلا کر اس سے کہا کہ تیرا آقا اپنی حد سے آگے تجاوز کر گیا ہے اور ایسی شے کی درخواست کرتا ہے جو اس کے مرتبہ سے ارفع ہے' ہشام نے پھر مجھے حکم دیا کہ اس کے کپڑے پھاڑ ڈالو' اپنے حکم سے اس کے کوڑے لگوائے' اور کہا اسے میرے پاس سے نکال دو اور یوسف کا یہ خط اسے دیدو' میں نے وہ خط جندب کو دیدیا اور کہا جا تیری جان بچی۔

بشیر بن ابی ثلجہ کا عیاض کے نام خط

بشیر بن ابی ثلجہ الدرونی کے دل میں جو سالم کا مددگار تھا شبہ پیدا ہوا اور اس نے کہا کہ یہ محض دکھاوا ہے امیر المومنین نے یوسف کو عراق کا گورنر جنرل مقرر کر دیا۔ اس نے سالم کے مکانات کے مختار عام عیاض کو لکھا تمہارے گھر والوں نے تمہیں یمنی کپڑا بھیجا ہے جب وہ تمہارے پاس پہنچے تم اسے پہن لو (یعنی قتل کر ڈالو) اور اللہ کا

شکر کرو' طارق کو بھی اس کی اطلاع کر دو' عیاض نے وہ خط طارق بن ابی زیاد کے پاس بھیج دیا' مگر اب بشیر اپنے اس خط لکھنے پر نادم ہوا اور اس نے دوسرا خط عیاض کو لکھا کہ تمہارے لوگوں کا خیال اب بدل گیا ہے اور وہ اب پکڑ انہیں بھیجیں گے۔ لہٰذا اب تم اس پر بھروسہ رکھو' عیاض اس دوسرے خط کو لیکر طارق کے پاس آیا طارق نے کہا کہ صحیح اطلاع پہلے ہی خط میں ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا دوست اطلاع دیکر نادم ہوا اور اسے یہ خوف ہوا کہ مبادا یہ بات ظاہر ہو جائے اس لئے اس نے یہ دوسرا خط بھیجا ہے۔

طارق بن ابی زیاد کی واسط روانگی

طارق کوفہ سے سوار ہو کر خالد کے پاس روانہ ہوا جو واسط میں تھا ایک دن اور رات چل کر صبح ہوتے ہی خالد کے پاس پہنچا۔ داؤد البریری نے جو خالد کا میر منشی حاجب اور فوج خاصہ کا افسر تھا طارق کو دیکھا' خالد سے جا کر اطلاع کی۔ خالد طارق کے بلا اجازت چلے آنے پر بہت برافروختہ ہوا مگر جب طارق سامنے آیا تو اس سے آنے کی وجہ دریافت کی' طارق نے کہا ایک معاملہ میں مجھ سے خطا ہوگئی ہے اس کی تلافی کے لئے حاضر ہوا ہوں خالد نے پوچھا کیا۔ طارق نے کہا اسد کی وفات۔ اگر چہ میں جناب والا کو تعزیت کا خط لکھ دیا تھا مگر میرا فرض تھا کہ میں خود چل کر آپ کی خدمت میں پرسے کے لئے حاضر ہوتا خالد کا دل بھر آیا۔ آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے' طارق سے کہا اچھا اب اپنے مستقر پر چلے جایئے طارق نے کہا مجھے ایک بات راز میں عرض کرنا ہے' خالد نے کہا داؤد سے کوئی راز پوشیدہ نہیں۔ طارق نے کہا یہ میرا ایک ذاتی معاملہ ہے' داؤد کو یہ جملہ برا معلوم ہوا اور اٹھ کر چلا گیا' طارق نے تمام واقعہ سے خالد کو اطلاع دی۔ خالد نے پوچھا اب کیا کیا جائے۔ طارق نے کہا آپ خود امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوں اور اگر کوئی شکایت آپکی ان سے کی گئی ہے تو اسکی معافی چاہیئے۔ خالد نے کہا کہ میں اگر بغیر اجازت ان کے پاس چلا جاؤں تو میں بہت ہی برا آدمی ہوں گا' طارق نے کہا اچھا تو یہ دوسری ترکیب کیجئے' خالد نے کہا وہ کیا۔ طارق نے کہا آپ تو اپنے علاقہ کے دورہ پر چلے جایئے اور میں شام جاتا ہوں آپ کے لئے اجازت حاصل کرتا ہوں اور ابھی آپ اپنے علاقہ کی انتہائی سرحد پر بھی نہ پہنچیں گے کہ امیر المومنین کی اجازت آپ کو پہنچ جائے گی خالد نے کہا یہ بھی ٹھیک نہیں' طارق نے کہا تو اچھا میں جاتا ہوں اور ان سنین میں آمدنی میں جو کمی ہوئی ہے اس کی ضمانت کرتا ہوں اور ابھی آپ کے لئے فرمان استقلال لے آتا ہوں خالد نے پوچھا وہ کتنی رقم ہوگی۔ طارق نے کہا دس کروڑ' خالد نے کہا بھلا اتنی بڑی رقم مجھے کہاں سے ملے گی میں چاہوں تو دس ہزار بھی نہیں ملتے۔ طارق نے کہا میں اور سعید بن راشد چار کروڑ دیں گے۔ زینبی اور آبان بن الولید دو کروڑ دیں گے بقیہ رقم آپ اپنے دوسرے عمال پر تقسیم کر دیجئے۔ خالد نے کہا اگر میں کسی کو دیکر واپس لوں تو میں نہایت ہی ذلیل آدمی ہوں گا۔ میں یہ بھی نہیں کر سکتا' طارق نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کو اور خود کو اپنے مال کا صدقہ دیکر بچالیں اور دنیا پر لات ماریں' اور اس طرح یہ موجودہ نعمت حکومت آپ کے اور ہمارے پاس باقی رہے گی' یہ صورت اس سے تو اچھی ہے کہ کوئی اور آکر ہمارے مال کا مطالبہ کرے جو اس وقت کوفہ کے تاجروں کے پاس ہے جو اس وقت سینے کالے ہوئے ہیں اور اس انتظار میں ہیں کہ ہم قتل کر دیئے جائیں تا کہ وہ اس روپیہ کو ہضم کر جائیں' خالد نے اس بات کے ماننے سے بھی انکار کر دیا' طارق نے اس سے رخصت چاہی رونے لگا اور اس نے کہا کہ دنیا میں یہ ہماری آخری ملاقات ہے۔

طارق بن ابی زیاد کی مراجعت

طارق چلا آیا' اب داؤد خالد کے پاس گیا۔ خالد نے داؤد سے سارا واقعہ بیان کیا' داؤد نے کہا کہ طارق جانتا تھا کہ آپ تو بغیر اجازت کے جا نہیں سکتے اس لئے اس نے چاہا کہ آپ کو دھوکہ دیکر خود شام جائے اور پھر وہ اور اسکا بھتیجا سعید بن راشد عراق پر حکمراں ہو کر آئیں طارق کوفہ واپس چلا گیا اور خالد حمسہ کی طرف روانہ ہوا۔

یوسف کے قاصد کی یمن میں آمد

ادھر یوسف کے پاس جب یمن میں اسکا قاصد آیا تو اس نے قاصد سے پوچھا کہو خبر ہے' قاصد نے کہا خبر نہیں ہے امیر المومنین ناراض ہیں۔ انہوں نے مجھے مارا آپ کے خط کا جواب نہیں لکھا البتہ یہ میر منشی سالم کا خط ہے' یوسف نے خط چاک کیا اسے پڑھا۔ جب آخر میں پہنچا تو وہ خط پڑھا جو ہشام نے اپنے قلم سے لکھا تھا اس خط میں یوسف کو حکم دیا تھا کہ تم عراق جاؤ میں نے تمہیں عراق کا صوبہ دار مقرر کر دیا ہے۔ کسی شخص کو اسکی اطلاع مت کرنا۔ ابن النصرانیہ (خالد) اور اس کے عمال کو گرفتار کر کے مجھے ان کی جانب سے راحت اور اطمینان دلاؤ۔

یوسف نے حکم دیا کہ کسی ایسے شخص کی تلاش کی جائے جو راستہ سے اچھی طرح واقف ہو' چند آدمی پیش کئے گئے' یوسف نے ایک کا انتخاب کیا اور اسی روز روانہ ہو گیا۔ اپنے بیٹے صلت کو یمن پر اپنا قائم مقام مقرر کیا' صلت باپ کی مشایعت کے لئے کچھ دور آیا جب واپس جانے لگا تو یوسف نے پوچھا کہ آپ کہاں جاتے ہیں۔ یوسف نے سو کوڑے اسکے مارے اور کہا اے حرام زادے کیا اگر میں کسی جگہ استقلال سے بیٹھوں گا تو وہ تجھ سے پوشیدہ رہے گی چلتے چلتے جب ایسی جگہ پہنچا جہاں سے دو راستے علیحدہ علیحدہ جاتے تھے تو پوچھا' کہا گیا کہ یہ راستہ عراق کو جاتا ہے یوسف نے کہا عراق ہی کو لے چل۔ غرض کہ اسی طرح یوسف کوفہ پہنچ گیا۔

حسان نبطی کا بیان

حسان النبطی کہتے ہیں کہ میں نے ہشام کے لئے حلوا تیار کیا تھا' میں اس کے سامنے تھا اور وہ اس حلوے کو دیکھ رہا تھا اتنے میں اس نے مجھ سے کہا حسان یمن سے کوئی شخص کتنے عرصہ میں عراق آ جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نہیں جانتا ہشام نے یہ شعر پڑھا۔

امرتک امرا حازما فعصیتنی
فاصبحت مسلوب الامارۃ نازما

ترجمہ: میں نے ایک دور اندیشی کی بات تجھ سے کہی تھی مگر تو نے نہ مانی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تیری امارت چھن گئی اور تو اپنی حماقت پر پشیمان ہوا۔

تھوڑے ہی عرصہ بعد عراق سے یوسف کا خط آیا کہ وہ عراق پہنچ گیا یہ واقعہ جمادی الآخر ۱۲۰ھ کا ہے۔

طارق بن ابی زیاد کی طلبی

سالم زنبیل کہتے ہیں کہ جب ہم نجف آئے تو یوسف نے مجھے حکم دیا کہ طارق کو لے آؤ' میں انکار تو کر نہیں سکتا تھا مگر میں نے اپنے دل میں کہا کہ بھلا میں کس طرح طارق سے ایسی حالت میں کہ وہ برسر اقتدار ہے عہدہ برآ ہوسکتا ہوں کوفہ آ کر میں نے طارق کے غلاموں سے کہا کہ مجھے طارق سے ملنے کی اجازت دو' انہوں نے مجھے پیٹا' میں نے چلا کر طارق کو آواز دی اور کہا کہ میں سالم یوسف کا آزاد غلام ہوں جو عراق کا والی ہوکر آیا ہے۔ طارق یہ سنتے ہی نکلا اپنے غلاموں کو ڈانٹا اور کہا کہ میں خود ان کے پاس آتا ہوں۔

طارق بن ابی زیاد کی گرفتاری

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یوسف نے کیسان کو حکم دیا کہ جا کر طارق کو میرے پاس لے آؤ' اگر وہ خود آ رہا ہو تو گھوڑے کی زین پر بٹھا کر عزت سے لانا اور اگر نہ آ رہا ہو تو گھسیٹتے ہوئے لاؤ' کیسان حیرہ میں عبدالمسیح کے مکان میں آیا' یہ شخص اہل حیرہ کا رئیس اعظم تھا۔ کیسان نے اس سے کہا کہ یوسف عراق کا گورنر مقرر ہوکر آیا ہے اور انہوں نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ طارق کی مشکیں باندھ کر اسکی خدمت میں حاضر کریں۔ عبدالمسیح اپنے بیٹوں اور غلاموں کو لیکر طارق کی قیام گاہ پہنچا' طارق کا ایک بہادر غلام تھا اور اسکے ساتھ اور بہادر غلام تھے جو تمام اسلحہ سے آراستہ تھے اس غلام نے طارق سے کہا کہ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اپنے ساتھیوں کو لیکر ان پر حملہ کر کے سب کو قتل کر ڈالتا ہوں' پھر آپ کو موقع مل جائے گا جدھر چاہیں چلے جایئے گا۔

بہر حال طارق نے کیسان کو اندر بلا لیا اور پوچھا کیا امیر روپیہ چاہتے ہیں کیسان نے کہا ہاں' طارق نے کہا وہ جتنا مانگیں میں دینے کے لئے تیار ہوں۔ اب یہ سب کے سب یوسف سے ملنے کے لئے روانہ ہوئے' اتنے میں یوسف بھی حیرہ پہنچ گیا تھا یہیں ان کی ملاقات ہوئی یوسف نے طارق کو دیکھتے ہی نہایت بری طرح اسے پٹوایا' کہا جاتا ہے کہ پانچ سو کوڑے لگوائے' یوسف کوفہ میں داخل ہوا اور عطار بن مقدم کو اس نے خالد کے پاس حمہ بھیجا۔

عطا بن مقدم کی روانگی حمہ

عطاء کہتے ہیں کہ میں دربان کے پاس آیا میں نے اس سے کہا میرے لئے ابی الہیثم سے ملنے کی اجازت لاؤ' دربان منہ بنا کر اندر چلا گیا' خالد نے پوچھا کیا ہے۔ دربان نے کہا خیریت ہے' خالد نے کہا خیریت تو معلوم نہیں ہوتی دربان نے کہا کہ عطاء بن مقدم نے آ کر مجھ سے کہا کہ میں ابی الہیثم سے ملنا چاہتا ہوں خالد نے کہا انہیں آنے دو' میں سامنے گیا۔ خالد نے کہا اسکی ماں حنظلہ کا برا ہو' میں ابھی اپنی جگہ بیٹھا بھی نہ تھا کہ حکم بن صلت آئے اور خالد کے پاس بیٹھ گئے خالد نے ان سے کہا جو شخص کہ اب مجھ پر والی ہوگا وہ تمہارے مقابلہ میں مجھے زیادہ محبوب ہے۔

یوسف بن عمرو کا اہل کوفہ سے خطاب

یوسف نے کوفہ میں تقریر کی جس میں اس نے بیان کیا کہ امیر المومنین نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ابن النصرانیہ کے تمام عاملوں کو گرفتار کر کے امیر المومنین کو ان کی جانب سے مطمئن کر دوں' میں اس حکم کی پوری تعمیل

کروں گا بلکہ اس سے زیادہ کروں گا۔ اے عراقیو۔ جو تم میں منافق ہیں انہیں تلوار سے قتل کروں گا اور تمہارے فاسقوں اور بدمعاشوں کو عذاب دے دے کر ہلاک کروں گا۔ اتنا کہہ کر یوسف منبر سے اتر آیا۔ اور واسط چلا گیا اور یہیں خالد اس کے سامنے پیش کیا گیا۔

یوسف نے خالد کو قید کر دیا مگر ابان بن الولید اور اس کے دوستوں نے نوے لاکھ درہم پر اسکی جانب سے صلح کر لی۔ مگر اب اقرار کر لینے کے بعد یوسف اپنے کیے پر نادم ہوا۔

اس سے لوگوں نے کہا کہ اگر تم اقرار نہ کر لیتے تو اس سے دس کروڑ وصول کرتے یوسف نے کہا مگر اب میں اپنی زبان نہیں پھیر سکتا میں اقرار کر چکا ہوں خالد کے دوستوں نے خالد کو اسکی اطلاع دی۔ خالد نے کہا کہ تم نے برا کیا کہ پہلے ہی دہلہ میں نوے لاکھ منظور کر لئے اور مجھے یہ ڈر ہے کہ وہ اس رقم کو وصول کرنے کے بعد اپنے اقرار سے پھر جائے گا۔ اور مزید رقم کا مطالبہ کرے گا۔ تم لوگ اسکے پاس پھر جاؤ۔

ابان بن ولید کی ضمانت سے دست برداری

یہ لوگ یوسف کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ ہم نے خالد کو اتنی رقم پر سمجھوتہ کی اطلاع دی۔ وہ ہماری ضمانت کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ وہ کہتا ہے کہ میں اتنی رقم کسی طرح ادا نہیں کر سکتا یوسف نے کہا یہ تو تم ہی خوب جانتے ہو گے یا تمہارا دوست میں تو اپنے اقرار سے اب پھرتا نہیں تم اگر پھرنا چاہتے ہو تو میں تمہیں روکتا بھی نہیں' انہوں نے کہا تو اچھا ہم اپنے عہد ضمانت سے دست کش ہوئے جاتے ہیں' یوسف نے پوچھا کیا واقعی تم ایسا کرتے ہو' انہوں نے کہا جی ہاں' یوسف نے کہا تو اب یاد رکھو چونکہ نقض عہد کی ابتداء تم نے کی ہے اس لئے اب میں نہ یہ رقم قبول کروں گا اسکی دوگنی اور نہ چوگنی۔

چنانچہ یوسف نے اس سے کہیں زیادہ رقم اس سے وصول کی۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے دس کروڑ لئے۔

خالد بن عبداللہ کی دولت و جائیداد

ابن عباس راوی ہیں کہ ہشام نے خالد کے معزول کر دینے کا ارادہ کر لیا۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ خالد نے عراق میں بڑی جائداد پیدا کر لی تھی نہریں کھدوائی تھیں۔ جن کی آمدنی دو کروڑ تک پہنچ گئی تھی۔ صرف نہر خالد کی آمدنی پچاس لاکھ تھی اسی طرح باجوی۔ بارمانا۔ مبارک جامع' کورہ مابور اور صلیح کی نہریں تھیں مگر باوجود اس کے خالد اکثر کہا کرتا تھا بخدا میں مظلوم ہوں یہ جس قدر زمین ہے از روئے حق میری ہے اسکا مطلب یہ ہوتا تھا کہ حضرت عمر نے علاقہ سواد کا چوتھائی حصہ بنی بجیلہ کو دیدیا تھا۔

عریان بن الہیثم کا خالد کو مشورہ

عریان بن الہیثم کہتے ہیں کہ میں اپنے دوستوں سے اکثر کہا کرتا تھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ خالد اس بات سے بالکل خالی الذہن ہے کہ قریشی اسے اور اس جیسے کسی اور کو بھی پسندیدہ نظروں سے نہیں دیکھیں گے' یہ لوگ بڑے حاسد ہیں اور دیکھ لینا کہ اس سے کیا کیا باتیں پیدا ہوں گی۔ میں نے ایک دن خالد سے کہا کہ یہاں بعض ایسے لوگ ہیں جن کی نظروں پر آپ چڑھ گئے ہیں یہ قریش ہیں آپ کے اور ان کے درمیان کوئی ناتا یا قرابت بھی نہیں ہے انہیں آپ کی

پروا نہیں مگر آپ کو ان کا خیال ضرور رکھنا چاہیئے۔ میں آپ کو خدا کا واسطہ دیکر کہتا ہوں کہ آپ کیوں نہیں ہشام کو اپنی جائداد واملاک کی مفصل اطلاع دیدیتے اور جو چیز ان کے پسند آئے اسے کیوں نذر نہیں کر دیتے کیونکہ اس طرح سے آپ کو پھر یہ موقع مل جاتا ہے کہ اس ہی جیسی آپ اور جائداد حاصل کر لیں کیونکہ وہ پھر آپ سے بگاڑ نہیں پیدا کرے گا چاہے وہ اسے دل سے چاہتا ہو۔ میں قسمیہ کہتا ہوں کہ اگر کچھ چلا جائے اور کچھ باقی رہے تو یہ اس سے تو اچھا ہے کہ سب کا سب چلا جائے۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ تمہارا کوئی مخالف یا حاسد ہشام کے پاس آئے گا اور وہ اس کے بیان کو سچ سمجھ لے گا' تم اگر اپنی خوشی سے یہ دیدو تو یہ اس سے تو اچھا ہے کہ تم سے زبردستی چھین لیا جائے۔

خالد بن عبداللہ کی ضد

خالد نے سن کر کہا میں تم پر بدنیتی کا الزام نہیں رکھتا مگر یہ کبھی نہیں ہوگا' اس پر میں نے کہا آپ میرے مشورہ پر عمل کیجئے مجھے اپنا وکیل بنا کر ہشام کے پاس متعین کر دیجئے۔ اگر کوئی لڑی کھل جائے گی تو میں اسی مضبوطی سے کس دوں گا اور اگر کوئی گانٹھ پڑ گئی تو میں اسے کھول دوں گا خالد نے کہا میں ہرگز ایسی ذلت گوارا کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ میں نے اس سے کہا یہ تو آپ خوب جانتے ہیں کہ آپ کی ساری جائداد واملاک اسی کی سلطنت میں ہیں کیا اگر وہ انہیں لے لے تو آپ اسے روک سکتے ہیں' خالد نے کہا میں نہیں روک سکتا' میں نے کہا ہاں تو پھر بہتر یہ ہے کہ خود آپ اس میں مسابقت کریں اور اسے نذر کر دیں کیونکہ وہ اسے آپ ہی کی نگرانی میں دے دے گا اور اس وجہ سے آپ کا شکر گزار ہوگا۔ اور اگر چہ آپ پر سوائے اس کے کہ جس سے وہ آپ ابتدا کرے اور کوئی احسان نہ رہے تب بھی آپ اس قابل ہوں گے کہ اپنی جائداد کو سنبھال لیں اور اس پر قبضہ رکھیں خالد نے کہا کہ یہ بھی کبھی نہیں ہو سکتا۔

تب میں نے اس سے کہا اچھا اگر وہ تمہیں برطرف کر دے اور تمہاری تمام جاگیر وجائداد کو ضبط کر لے تو تم کیا کرو گے' بہتر یہ ہے کہ تم ہی اس معاملہ میں ابتدا کرو' اور یہ سب کچھ اس کے نذر کر دو' اسے لئے کہ اس کے بھائی بیٹوں اور خاندان والوں نے پہلے ہی اس معاملہ میں تمہاری بہت کچھ شکایت کر دی ہے اور پھر تمہیں یہ موقع ملے گا کہ تم اپنی چالوں سے ان کی سازش کو انہیں پر الٹ دو اور پھر ہشام سے تم جس طرح چاہنا اپنی منہ مانگی مرادیں حاصل کر لینا۔ خالد نے کہا جو کچھ تم نے کہا میں نے اسے سمجھا مگر میں یہ بھی نہیں کروں گا۔

عریان کہنے لگے گویا میں اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہوں کہ خالد معزول کر دیا گیا ہے' اس کا مال ضبط کر لیا گیا ہے' اس پر الزام لگایا گیا ہے اور پھر کوئی تدبیر اس کے حق میں مفید ثابت نہیں ہوتی' چنانچہ بعینہ ایسا ہی ہوا۔

بلال بن ابی بردہ کی خالد بن عبداللہ سے درخواست

بلال بن ابی بردہ کو جو خالد کی جانب سے بصرہ کا عامل تھا جب ہشام کی خالد پر خفگی کا علم ہوا تو اس نے خالد کو لکھا کہ ایک ایسا معاملہ رونما ہوا ہے کہ مجھے آپ سے بالمشافہ گفتگو کرنے کے سوا چارہ نہیں۔ آپ اگر مناسب سمجھیں تو مجھے اپنے پاس آنے کی اجازت مرحمت فرمائیے کیونکہ صرف ایک رات اور دن آپ تک آنے میں صرف ہوں گے ایک دن میں آپ کے پاس رہوں گا اور پھر اسی طرح ایک رات اور دن میں واپسی کا سفر طے کر کے اپنے مستقر پر آ جاؤں گا' خالد نے لکھ دیا کہ جب چاہو آ جاؤ۔ بلال مع اپنے دو آزاد غلاموں کے تیز رفتار اونٹوں پر سوار ہو کر روانہ ہوا ایک دن اور ایک رات چل کر مغرب کی نماز کوفہ میں آ کر پڑھی۔ بصرہ سے کوفہ اسی فرسخ تھا' خالد کو اس کے آنے کی اطلاع پہنچ گئی خود

خالد اس کے پاس آیا مگر ذرا اس سے برافروختہ ہو گیا تھا۔ خالد نے اس سے پوچھا کہو ابو عمرو کیا تم نے خود کو تھکا دیا ہے۔ بلال نے کہا جی ہاں۔ خالد نے کہا بصرہ کب چھوڑا۔ بلال نے کہا کل۔ خالد نے کہا کیا تم کہہ رہے ہو وہ سچ ہے۔ بلال نے کہا بخدا ایسا ہی ہے۔ خالد نے کہا اچھا کہیئے اتنی تکلیف کیوں گوارا کی' بلال نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ امیر المومنین آپ سے ناراض ہیں اور انہوں نے اسکا اظہار بھی کیا ہے ان کے بیٹوں اور خاندان والوں نے آپ کی ان سے شکایت کی ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو خود ان کے پاس جایئے ہمارا کچھ روپیہ انہیں دینے کا وعدہ کیجئے اس کے عوض اپنے استقلال کا حکم حاصل کیجئے تا کہ ہم لوگ اپنی جگہ مطمئن ہوں۔ پھر اپنا تمام مال ومتاع ان کے سامنے پیش کر دیجئے اس میں سے جتنا وہ لیں گے اسکے عوض میں اتنا ہی ہم آپ کو بعد میں دیدیں گے۔

بلال بن ابی بردہ کی مراجعت بصرہ

خالد نے کہا میں تم پر الزام نہیں رکھتا مگر مجھے غور کرنے دو' بلال نے کہا مجھے یہ ڈر ہے کہ آپ ابھی سوچتے ہی رہیں گے اور آپ کے خلاف جلد کارروائی ہو جائے گی خالد نے کہا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بلال نے کہا قریش کو آپ خوب جانتے ہیں اور وہ ضرور اس معاملہ میں آپ کے خلاف فوری کارروائی کریں گے۔ خالد نے کہا بلال اپنی کوئی شے جبراً تو کبھی بھی نہ دوں گا۔ بلال نے کہا کیا جناب والا میں کچھ اور عرض کروں۔ خالد نے کہا ہاں کہو بلال نے کہا کہ آپ کے مقابلہ میں ہشام اس معاملہ میں زیادہ معقول درجہ رکھتا ہے وہ کہے گا میں نے تجھے والی بنایا اور تیرے پاس اس وقت کچھ نہ تھا' مگر پھر بھی تو اپنی اس دولت میں جو اب تیرے پاس جمع ہو گئی ہے میرا کوئی حق نہیں سمجھتا اور مجھے کچھ نذر نہیں دیتا ایک مجھے یہ بھی ڈر ہے کہ حسان النبطی اسے ایسے سبز باغ دکھائے گا کہ آپ اس کا ادراک بھی نہیں کر سکتے اس لئے اس مہلت کو غنیمت سمجھئے' خالد نے کہا میں اس معاملہ پر غور کرتا ہوں تم اب اپنے مستقر پر واپس چلے جاؤ' بلال واپس جانے لگا وہ کہتا جاتا تھا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ گویا ایک دور کا شخص اس پر مسلط کر کے بھیجا گیا ہے' جو تند خو بد طینت' بے دین اور بے شرم ہے اور جس نے خالد کو گرفتار کر کے اپنا سخت کینہ اور عداوت اس سے نکالی ہے' چنانچہ بالکل ایسا ہی ہوا۔

اسی بلال نے کوفہ میں ایک مکان بنایا تھا۔ خالد سے اس کے دیکھنے کی استدعا کی تھی مگر خالد یوں تو گیا نہیں البتہ گرفتار کر کے اسی مکان میں رکھا گیا اس کے بعد سے آج تک یہ مکان جیل خانہ ہی بن گیا۔

خالد اپنی تقریر میں کہا کرتا تھا کہ آپ لوگ سمجھتے ہیں کہ میں نرخ گراں کر دیتا ہوں جو ایسا کرتا ہو اس پر خدا کی لعنت ہو' اصل بات یہ تھی کہ ہشام نے خالد کو لکھ دیا تھا جب تک ہماری خام اجناس فروخت نہ ہو جائیں کسی اور کی نہ بکنے پائیں اس بنا پر قیمت اتنی چڑھی کہ ایک کیلجہ غلہ ایک درہم میں ملنے لگا۔ غلہ کا ایک پیمانہ جو ۱۵ من کے برابر ہوتا ہے۔

شوال ۱۰۵ھ میں خالد عراق کی والی مقرر ہوا اور جمادی الاول ۱۲۰ھ میں اس عہدہ سے معزول کر دیا گیا۔

جعفر بن حنظلہ کی برطرفی

اسی سنہ میں یوسف عراق کا والی ہو کر آیا اس کے آنے کا واقعہ اور سبب پہلے بیان ہو چکا ہے۔ نیز اسی سنہ میں یوسف نے جعفر بن حنظلہ کو موقوف کر کے جدیع بن علی الکرمانی کو خراسان کا والی مقرر کیا' یہ بھی کہا گیا ہے کہ عراق آنے کے بعد یوسف نے سلم بن قتیبہ کو خراسان کا والی مقرر کرنا چاہا' ہشام کو اس بارہ میں لکھا اور اس تقرر کی اجازت چاہی

ہشام نے لکھا کہ سلم بن قتیبہ ایک ایسا شخص ہے کہ خراسان میں اسکا خاندان نہیں ہے کیونکہ اگر ہوتا تو اسکا باپ قتل نہ کیا جاتا۔

کرمانی کا خراسان کی حکومت پر تقرر اور اس کی معزولی

بیان کیا گیا ہے کہ یوسف نے ولایت خراسان کا پروانہ کرمانی کے نام بنی سلیم کے ایک شخص کے ہاتھ بھیجا۔ کرمانی اس وقت مرو میں تھا۔ کرمانی نے فرمان وصول کرتے ہی اہل مرو کے سامنے تقریر کی حمد و ثنا کے بعد اس نے اسد اور اس کے خراسان آنے اور جو جو تکالیف اور لڑائیاں ہوئیں انہیں اور جو فلاح و بہبودی کے کام اہل خراسان کے لئے اسد کے ہاتھوں سرانجام پذیر ہوئے انہیں بیان کیا' پھر اس نے اسد کے بھائی خالد کا اچھے الفاظ میں تذکرہ کیا' اور اسکی تعریف کی پھر یوسف کے عراق کا والی مقرر ہونے کی خبر لوگوں کو بتائی' حکومت کی فرماں برداری اور یکجہتی اور اتحاد کی تاکید کی اسد کے لئے دعاء مغفرت مانگی' معزول شدہ کے لئے خدا سے معافی کی درخواست کی اور نئے آنے والے (یوسف) کو مبارکباد دی اور پھر منبر سے اتر آیا۔ اسی سنہ میں کرمانی خراسان کی ولایت سے معزول کر دیا گیا اور اسکی جگہ نصر بن سیار بن لیث بن مرافع بن ربیعہ بن حری بن عوف بن عامر بن جندع بن لیث بن بکیر بن عبد مناۃ بن کناۃ خراسان کا والی مقرر کیا گیا۔ ان کی ماں زینب بنت حسان التغلبی تھیں۔

نصر بن سیر کی ولایت خراسان

جب ہشام کو اسد کی موت کا علم ہوا تو اس نے اپنے دوستوں سے مشورہ کیا کہ کون ایسا شخص ہے جو خراسان کی حکومت کو بوجہ احسن چلا سکے۔ ان لوگوں نے کئی آدمیوں کے نام پیش کئے اور ہشام کے پاس ان کے نام لکھ کر پیش کر دیئے گئے' جن اصحاب کی اس عہدہ کے لئے سفارش کی گئی تھی ان میں یہ لوگ تھے' عثمان بن عبداللہ بن الشخیر' یحییٰ بن حصین بن منذر الرقاشی۔ نصر بن سیار اللیثی' قطن بن قتیبہ بن مسلم' مجشر بن المزاحم السلمی (از قبیلہ بنی حرام) عثمان بن عبداللہ بن الشخیر کے متعلق کہا گیا کہ یہ شراب پیتے ہیں' مجشر کے لئے کہا گیا کہ یہ بہت بوڑھے ہو چکے ہیں ابن حصین کے متعلق کہا گیا کہ ان میں اپنی بڑائی کا خیال اور نخوت ہے' قطن بن قتیبہ کے متعلق کہا گیا کہ چونکہ ان کا باپ وہیں قتل کیا گیا ہے اس لئے یہ انتقام جو ہیں۔ نصر بن سیار کے متعلق کہا گیا کہ ان کا وہاں خاندان نہیں ہے کہ جس کی امداد انہیں حاصل ہو سکے۔ ہشام نے کہا میں خود نصر کا خاندان بنا جاتا ہوں' غرض کہ ہشام نے نصر ہی کو خراسان کا گورنر مقرر کر دیا' عبدالکریم بن سلیط بن عقبہ الهفانی (هفان بن عدی بن حنیفہ) کو نصر کا فرمان تقرر دیکر روانہ کیا۔ عبدالکریم اسے لیکر خراسان روانہ ہوا اس کے ہمراہ اسکا منشی ابوالمہند بنی حنیفہ کا آزاد غلام بھی تھا جب یہ سرخس پہنچا تو وہاں اسے کوئی پہچانتا نہ تھا' حفص بن عمر بن عباد التیمی تمیم بن عمر کا بھائی سرخس کا عامل تھا ابوالمہند نے اسے نصر کی ولایت کا حال بتا دیا۔ حفص نے یہ سنتے ہی اپنا ایک قاصد نصر کے پاس بھیجا جس نے یہ خبر نصر کو پہنچا دی۔ اب عبدالکریم بن سلیط بھی مرو آ گیا۔ ابوالمہند نے کرمانی کو بھی اسکی اطلاع دیدی کرمانی نے نصر بن حبیب بن بحر مالک بن عمر الکرمانی کو نصر بن سیار کے پاس بھیجا مگر اس سے پہلے حفص کا قاصد نصر کے پاس پہنچ گیا' اور اسی نے سب سے پہلے امیر کہہ کر نصر کو سلام کیا۔ نصر نے اس سے کہا تو مکار شاعر معلوم ہوتا ہے' پیامبر نے حفص کا خط پیش کیا۔

اس سے پہلے جعفر بن حنظلہ نے کرمانی کو معزول کر کے عمرو بن مسلم کو مرو کا حاکم مقرر کر دیا تھا' منصور بن عمرو کو ابر شہر کا اور نصر بن سیار کو بخارا کا عامل مقرر کیا تھا

نصر بن سیار اور بختری

جعفر بن حنظلہ کہتے ہیں کہ کئی دن پہلے کہ نصر کا فرمان تقرر آئے میں نے نصر کو بلایا اور کہا کہ میں نے تمہیں بخارا کا عامل مقرر کرتا ہوں۔ نصر نے بختری بن مجاہد سے مشورہ کیا بختی نے کہا (یہ بھی بنی شیبان کے آزاد غلام ہیں) اس سے کہا کہ تم اسے قبول مت کرو' نصر نے وجہ پوچھی' بختری نے کہا چونکہ خراسان میں اس وقت تم ہی سارے بنی مضر کے شیخ ہو اس لئے مجھے یقین ہے کہ تم ہی سارے خراسان کے والی بنا دیئے جاؤ گے۔ چنانچہ جب واقعی نصر کا فرمان تقرر اسے مل گیا تو اس نے بختری کو بلا بھیجا۔ بختری نے اسکے قاصد کے آتے ہی اپنے دوستوں سے کہا کہ نصر بن سیار خراسان کا والی مقرر ہو گیا۔ بختری نے آ کر نصر کو امیر کہہ کر سلام کیا' نصر نے پوچھا آپ کو یہ بات کہاں سے معلوم ہوئی بختری نے کہا چونکہ آپ نے آج مجھے بلا بھیجا حالانکہ اس سے پہلے آپ خود میرے پاس آیا کرتے تھے میں سمجھ گیا کہ آپ خراسان کے والی مقرر ہو گئے۔

ہشام سے عبدالکریم کی بنی ربیعہ اور یمنی سرداروں کی سفارش

بیان کیا گیا ہے کہ جب اسد بن عبداللہ کی موت کی خبر ہشام کو معلوم ہوئی تو اس نے عبدالکریم سے پوچھا کہ بتاؤ میں کسے خراسان کا والی مقرر کروں میں تم سے اس لئے مشورہ لیتا ہوں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم خراسان اور وہاں کے امیروں سے اچھی طرح واقف ہو' عبدالکریم کہتے ہیں کہ میں نے امیرالمومنین سے کہا کہ باعتبار اپنی احتیاط' تدابیر اور شجاعت کے کرمانی اس کے اہل ہیں۔ امیرالمومنین نے اپنا منہ پھیر لیا اور پوچھا کہ اسکا کیا نام ہے میں نے کہا جدیع بن علی۔ اس نام سے انہوں نے برا شگون لیا اور کہا کہ میں اسے نہیں کرنا چاہتا کسی اور کا نام بتاؤ میں نے کہا۔ چرب زبان آزمودہ کار یحییٰ بن نعیم بن ہبیرہ الشیبانی ابوالمسیلا ہشام نے کہا یہ بنی ربیعہ میں سے ہیں اور بنی ربیعہ سے سرحدوں کی حفاظت نہیں ہو سکتی۔ عبدالکریم کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے اپنی جی میں کہا کہ ربیعہ اور یمن دونوں کو، ں نے ناپسند کیا ہے آؤ مضر میں سے کسی کا نام لیکر دیکھوں۔ غ میں نے کہا عقیل بن المعقل اللیثی بھی ہیں' اگر آپ ان کی ایک کمزوری کا خیال نہ فرمائیں۔ ہشام نے پوچھا وہ کیا ہے' میں نے کہا وہ عفیف نہیں ہیں۔ ہشام نے کہا میں انہیں بھی نہیں کرنا چاہتا میں نے عرض کیا منصور بن ابی الخرقا السلمی اگر آپ ان کی ایک فطری خرابی کا خیال نہ فرمائیں کیونکہ انکی صورت منحوس ہے ہشام نے کہا کسی اور کا نام بتاؤ' میں نے کہا مجشر بن مزاحم السلمی۔ عاقل وشجاع ہیں' مدبر ہیں مگر ذرا جھوٹ بولنے کی عادت ہے' ہشام نے کہا جھوٹ میں بھلائی نہیں۔ میں نے کہا یحییٰ بن حصین ہشام نے کہا میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ بنی ربیعہ سے سرحد کی حفاظت نہیں ہو سکتی۔ غرض کہ اسی طرح جس کسی یمنی یا ربیعہ کے سردار کا میں نام لیتا ہشام اسے ناپسند کرتا میں نے ارادتاً نصر بن سیار کو سب کے آخر میں رکھا حالانکہ وہی سب میں زیادہ شجاع' دانا اور تجربہ کار سیاست تھا۔ میں نے عرض کیا کہ نصر بن سیار اللیثی' ہشام نے کہا ہاں یہ منظور ہے' میں نے کہا ان میں بھی ایک کمی ہے اگر آپ اسکا خیال نہ فرمائیں تو مناسب ہے' اگر چہ وہ عفیف و تجربہ کار اور فرزانہ ہیں ہشام نے کاہ آخر کہو وہ کیا کمی ہے میں نے کہا خراسان میں انکا خاندان وقبیلہ بہت کم ہے۔ ہشام نے کہا کیا ڈر ہے' کیا وہ مجھ سے بڑھ کر کسی خاندان کا آرزومند

ہے۔ میں اسکا خاندان اور حامی ہوں۔

یوسف بن عمر کی قیسی سرداروں کی سفارش

دوسرے ارباب سیر کا بیان ہے کہ جب یوسف بن عمر عراق آیا تو اس نے اپنے دوستوں سے پوچھا کہ کسی ایسے شخص کو بتاؤ جسے میں خراسان کا والی مقرر کروں' لوگوں نے اسے مسلمہ بن سلیمان بن عبداللہ بن خازم' قدید بن منیع المنقر ی نصر بن سیار' عمرو بن مسلم' مسلم بن عبدالرحمٰن بن سلم' منصور بن ابی الخرقا۔ سلم بن قتیبہ یونس بن عبدر بہ اور زیاد بن عبدالرحمٰن القشیر ی کے نام بتائے' یوسف نے یہ سب نام ہشام کے پاس بھیج دیئے قیسی سرداروں کی بڑی تعریف کی اس نے سب کے آخر میں نصر بن سیار الکنانی کا نام لکھا تھا' ہشام نے خط پڑھ کر کہا کیا وجہ ہے کہ یوسف نے کنانی کا نام سب کے آخر میں لکھا تھا' یوسف نے اپنے خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ خراسان میں نصر کا قبیلہ اور خاندان بہت تھوڑا ہے' ہشام نے اسکے جواب میں یوسف کو لکھا' تمہارے خط کے مضمون سے میں آگاہ ہوا' تم نے قیسی سرداروں کی جو اتنی تعریف کی ہے اسے بھی میں سمجھا۔ تم نے نصر کے ذکر کے ساتھ اس کے خاندان کی قلت کا بھی ذکر کیا ہے وہ شخص کیسے بے یار و مددگار سمجھا جا سکتا ہے کہ جس کا میں خود حامی ہوں' تم نے میرے سامنے قیسیوں کی حمایت کی ہے اور میں تیرے مقابلہ میں بنی خندف کا ساتھ دوں گا۔ نصر کو خراسان کا والی مقرر کردو' اسکے حامی کم نہیں ہیں جس کے خود امیر المومنین حامی ہوں بلکہ بنی تمیم ہی کی تعداد خراسان میں سب سے زیادہ ہے۔

ہشام نے نصر کو یہ بھی لکھ دیا تھا کہ تم یوسف بن عمر کو اپنے مراسلات بھیجنا (یعنی یہ کہ تم یوسف کے ماتحت رہو گے) یوسف نے سلم کو بھی ہشام کے پاس بھیجا تھا اور اسکی بہت کچھ سفارش بھی کی تھی مگر اس نے اسے والی نہیں بنایا۔ اسی طرح اس نے شریک بن عبدربہ النمیی کو ہشام کے پاس بھیجا اور اسکی بھی سفارش کی کہ اسے خراسان کا گورنر مقرر فرما دیجئے مگر ہشام نے اسے بھی منظور کرنے سے انکار کر دیا۔

حفص کا نصر بن سیار کے نام خط

نصر نے خراسان سے حکم بن یزید بن عمیر الاسدی کو بھیجا اور اسکی سفارش کی' یوسف نے اسے پٹوایا اور خراسان واپس جانے سے روک دیا۔ البتہ جب یزید بن عمرو بن ہبیرہ آیا تو اس نے حکم بن یزید کو کرمان کا عامل مقرر کیا ہشام نے نصر کا فرمان تقرر عبدالکریم الحنفی کے ہاتھ روانہ کیا ان کے ہمراہ انکا میر منشی ابوالمہند بنی حنیفہ کا آزاد غلام بھی تھا۔ جب یہ سرخس آئے تو برف گرنے لگی یہ وہیں ٹھہر گئے حفظ بن عمرو بن عباد التیمی کے پاس مہمان رہے حفظ بن عمر سے کہا کہ میں نصر کا فرمان تقرر لے کر آیا ہوں یہ ان دنوں سرخس کا عامل تھا۔ حفظ نے اپنے غلام کو گھوڑے پر نصر کے پاس روانہ کیا' اسے کچھ روپیہ بھی دیا اور کہا کہ بس اڑے ہوئے چلے جاؤ' چاہے گھوڑا مر ہی کیوں نہ جائے' جب یہ بیکار ہو جائے تو اور خرید لینا غرض کہ جس طرح بنے پوری سرعت کے ساتھ نصر کے پاس پہنچ جاؤ۔

نصر بن سیار اور ابو حفص بن علی الحنظلی کی گفتگو

غلام روانہ ہوا۔ بلخ میں نصر کے پاس آیا۔ نصر اس وقت بازار میں تھا' غلام نے خط اسکے حوالہ کیا' نصر نے پوچھا تمہیں معلوم ہے کہ اس خط میں کیا ہے۔ غلام نے انکار کیا' نصر نے خط اپنی مٹھی میں دبا لیا۔ گھر آیا' مگر ابھی سے یہ خبر عام

ہوگئی کہ نصر کے پاس خراسان کی ولایت کا فرمان آ گیا ہے نصر کے بعض خاص دوست آئے' انہوں نے اس سے حقیقت دریافت کی۔ نصر نے کہا مجھے تو اب تک کوئی ایسا حکم نہیں ملا۔ اس روز نصر ٹھہرا رہا۔ دوسرے دن ابوحفص بن علی الحنظلی نصر کا خسر نصر کے پاس آیا یہ بہت ہی جلد باز بے وقوف اور دولت مند تھا' اس نے نصر سے پوچھا کہ تمام لوگ تمہارے خراسان کا والی مقرر ہونے کے معاملہ میں چہ میگوئیاں کر رہے ہیں کیا واقعی تمہیں اس کے متعلق کوئی حکم موصول ہوا ہے؟ نصر نے صاف انکار کر دیا۔ یہ اٹھ کر جانے لگا' نصر نے کہا ذرا ٹھہریئے' اور پھر وہ خط پڑھ کر اسے سنایا۔ بوحفظ نے کہا حفص تمہیں کبھی جھوٹ نہیں لکھے گا' ابھی وہ اس معاملہ پر گفتگو ہی کر رہے تھے کہ عبدالکریم نے ملاقات کی اجازت طلب کی' اور فرمان تقرر ان کے حوالے کیا' نصر نے اسے دس ہزار درہم دیئے پھر نصر نے مسلم بن عبدالرحمن بن مسلم کو بلخ کا عامل مقرر کیا' وشاح بن بکیر بن وشاح کو مروالروذ کا حارث بن عبداللہ بن الحشرج کو ہرات کا زیاد بن عبدالرحمن القشیری کو ابرشہر کا ابوحفص بن علی اپنے خسر کو خوارزم کا اور قطن بن قتیبہ کو سغد کا عامل مقرر کیا' ایک یمنی شام کے باشندے نے اس طرز عمل کو دیکھ کر کہا کہ ایسا تعصب تو کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ نصر نے کہا جی ہاں وہ تعصب جو اس سے پہلے تھا' غرض کہ نصر نے اسکے بعد آئندہ چار سال تک مضری سردار کے علاوہ کسی کو اور کوئی ذمہ دار عہدہ نہیں دیا۔ خراسان کو ایسا آباد کر دیا کہ اس کے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا تھا' مالگذاری میں بھی کمی کر دی' اسکی حکومت اور مالگذاری کی وصول یابی نہایت کامیاب رہی سوار بن الاشعر نے اپنے دو شعروں میں نصر کے انتظام کی تعریف کی۔

نصر بن سیار کی تقریر

رجب ۱۲۰ھ میں نصر کو فرمان تقرر ملا۔ بختری نے اس سے کہا کہ آپ سب لوگوں کو اپنا فرمان تقرر پڑھ کر سنا دیجئے اور کچھ تقریر بھی کیجئے چنانچہ نصر نے مجمع عام میں تقریر کی اور کہا کہ آپ اپنے طرز عمل سے میرے ساتھیوں کو اپنے خلاف کارروائی کرنے سے باز رکھئے کیونکہ ہم آپ کی خوبی اور برائی سے واقف ہیں۔

محمد بن ہشام بن اسماعیل اس سال امیر حج تھے۔ بعض راوی کہتے ہیں کہ سلیمان بن ہشام کی امارت میں حج ہوا۔ بعضوں نے یزید بن ہشام کا نام لیا ہے۔ اس سال محمد بن ہشام مکہ مدینہ اور طائف کا والی تھا' عراق اور مشرق کا ناظم اعلیٰ یوسف بن عمرو تھا نصر بن سیار خراسان کا والی تھا' بیان کیا گیا ہے کہ اس سنہ میں جعفر بن حنظلہ خراسان کا والی تھا۔ یوسف بن عمرو کی جانب سے کثیر بن عبداللہ السلمی بصرہ کا عامل تھا۔ عامر بن عبیدۃ الباہلی بصرہ کے قاضی تھے۔ مروان بن محمد ارمینیا اور آذربائیجان کا والی تھا۔ ابن شبرمہ کوفہ کے قاضی تھے۔

۱۲۱ھ کے اہم واقعات

فتح مطامیر

اس سنہ میں مسلمہ بن ہشام بن عبدالملک نے روم کے علاقہ میں جہاد کیا' اور مطامیر فتح کیا' مروان بن محمد نے سونے کے تخت والے رئیس کے علاقہ میں جہاد کیا۔ اس کے قلعے سر کئے' علاقہ کو برباد کر ڈالا' اسے جزیہ دینے پر مجبور کر دیا۔ ایک ہزار راس سالانہ جزیہ ٹھہرا باقاعدہ ادائی کی ضمانت کیلئے یرغمال لے لئے اور مروان نے اسے اسی کے علاقہ کا

رئیس بنادیا۔

اسی سنہ میں عباس بن محمد پیدا ہوا۔ اسی سنہ کے ماہ صفر میں واقدی کے بیان کے مطابق زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب قتل کیے گئے۔ البتہ ہشام بن محمد نے بیان کیا ہے کہ یہ واقعہ ماہ صفر ۱۲۲ھ میں پیش آیا۔

زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کے خروج اور قتل کا واقعہ

اس واقعہ کے متعلق ایک روایت یہ ہے کہ زید بن علی۔ محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس خالد بن عبداللہ کے پاس جو اس وقت عراق کا والی تھا آئے خالد نے ان کو بہت سا روپیہ ہدیۃً دیا۔ یہ لوگ مدینہ واپس آ گئے۔ جب یوسف بن عمر خالد کا جانشین ہوا تو اس نے ہشام کو ان اصحاب کے نام اور وہ رقم لکھ دی جو خالد نے انہیں دی تھی، نیز اپنے خط میں اسکا بھی تذکرہ کیا کہ خالد نے زید بن علی سے مدینہ میں ایک زمین دس ہزار دینار میں خریدی تھی۔ مگر پھر انہیں واپس دے دی۔ ہشام نے اپنے عامل مدینہ کو حکم بھیجا کہ ان لوگوں کو میرے پاس بھیج دو، جب یہ ہشام کے پاس آئے تو ہشام نے ان سے دریافت کیا، ان لوگوں نے اس روپیہ کا تو اقرار کیا جو بطور صلہ، کے خالد نے انہیں دیا تھا، باقی اور تمام باتوں سے انکار کر دیا، ہشام نے زید سے زمین کے متعلق دریافت کیا۔ زید نے انکار کیا اور حلف اٹھایا ہشام نے ان کے بیان کو صحیح تسلیم کر لیا۔

یزید بن خالد القسری کا زید بن علی پر دعویٰ

دوسرا بیان یہ ہے کہ زید بن علی کا پہلا قصہ یہ ہے کہ یزید بن خالد القسری نے دعویٰ کا کہ ہمارا روپیہ زید بن علی محمد بن عمرو بن علی بن ابی طالب، داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب، ابراہیم بن سعد بن عبدالرحمٰن بن عوف الزہری اور ایوب بن سلمہ بن عبداللہ بن ابولید بن المغیرہ المخزومی کے پاس جمع ہے، یوسف بن عمرو نے ان لوگوں کے بارے میں ہشام کو لکھا، زید بن علی اس وقت صافہ میں اپنے چچازاد بھائیوں بن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقف کے متعلق مقدمہ لڑ رہے تھے، محمد بن عمرو بن علی اسوقت زید بن علی کے ہمراہ تھے، جب یوسف بن عمر کے کئی خط اس بارے میں ہشام کے پاس آئے تو ہشام نے ان اصحاب کو اس معاملہ کی اطلاع دی کہ یوسف بن عمر نے مجھے لکھا ہے کہ یزید بن خالد مدعی ہے کہ ان کا روپیہ آپ لوگوں پر واجب الادا ہے۔ انہوں نے اس مطالبہ سے انکار کیا، ہشام نے ان سے کہا کہ میں آپ سب صاحبوں کو یوسف کے پاس بھیجتا ہوں تا کہ وہ آپ لوگوں کا آپ کے مدعیوں سے مقابلہ کرا دے۔

زید بن علی نے ہشام سے کہا کہ میں آپ کو اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ ہمیں یوسف کے پاس نہ بھیجیں ہشام نے پوچھا یوسف سے آپ کیوں خائف ہیں، انہوں نے کہا مجھے ڈر ہے کہ وہ دست تعدی دراز کریگا، ہشام نے کہا وہ آپکے ساتھ ایسا نہیں کر سکتا۔

ہشام بن عبدالملک کی یوسف بن عمر کو ہدایت

ہشام نے اپنے میر منشی کو بلا کر حکم دیا کہ یوسف کو لکھو کے جب فلاں فلاں اشخاص تمہارے پاس آئیں تو تم

ان کا یزید بن خالد القسری سے مقابلہ کرانا، اگر وہ دعویٰ کو تسلیم کرلیں تو انہیں میرے پاس بھیج دینا اگر وہ انکار کریں تو مدعی سے ثبوت طلب کرنا اگر وہ ثبوت نہ پیش نہ کر سکے تو بعد نماز عصر ان اصحاب سے حلف لینا کہ ہم خدائے واحد و یکتا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ یزید بن خالد القسری نے نہ کوئی مال امانت ہمارے پاس رکھوایا اور نہ ہم پر اسکا کوئی قرضہ واجب الادا ہے۔ قسم کھلانے کے بعد انہیں چھوڑ دینا۔

ہشام سے ان اصحاب نے کہا ہمیں ڈر ہے کہ وہ آپ کے اس خط کے مضمون سے تجاوز کر جائیگا اور ہمیں عرصہ تک اس قضیہ میں الجھائے رکھے گا۔ ہشام نے کہا یہ کبھی نہیں ہوسکتا میں ایک اپنا سپاہی آپ لوگوں کے ساتھ کیے دیتا ہوں تا کہ وہ اس حکم کی تعمیل کرائے اور جلدی آپکو اس قضیہ سے فراغت مل جائے۔

سب نے انکا شکریہ ادا کیا دعا دی اور کہا کہ آپ نے بالکل انصاف سے کام کیا ہے۔

زید بن علی کی براءت

ہشام نے ان تمام اصحاب کو یوسف کے پاس بھیج دیا۔ مگر ایوب بن سلمہ کو اپنے پاس روک لیا کیونکہ ہشام بن عبدالملک کی والدہ ہشام بن اسماعیل بن ہشام بن ولید بن المغیرۃ المخزومی کی اولاد میں سے تھی اور یہ ہشام کے ماموؤں میں ہوتے تھے اس بنا پر اس دعویٰ میں ان سے کوئی باز پرس نہیں کی گئی۔ یہ لوگ عراق پہنچے یوسف نے انہیں اپنے دربار میں آنے کی اجازت دی اس نے زید بن علی کو اپنے قریب بٹھایا اور بہت ہی نرم و تواضع کے لہجہ میں ان سے سوال کیا پھر سب سے روپیہ کے متعلق دریافت کیا سب نے انکار کیا اور کہا کہ اس نے نہ کچھ ہمارے پاس امانت رکھوایا اور نہ ہم پر اسکا کچھ واجب الادا ہے خود پوچھ لینے کے بعد اب یوسف نے یزید بن خالد کو ان کے سامنے بلایا اور اس سے کہا کہ یہ زید بن علی ہیں۔ یہ محمد بن عمر بن علی ہیں اور یہ فلاں ہیں اور یہ فلاں ہیں جنکے خلاف تو نے اپنا دعویٰ پیش کیا ہے۔ یزید نے کہا ''ان لوگوں پر نہ میرا کچھ زیادہ ہے اور نہ تھوڑا ہے،، یوسف نے کہا کیا مجھ سے مذاق کرتا ہے یا امیر المومنین سے، چنانچہ اس روز یوسف نے اسے ایسی ایسی تکلیفیں دیں کہ لوگوں کو خیال ہوا کہ اسے ہلاک ہی کر دیا گیا مگر پھر عصر کی نماز کے بعد اسے مسجد میں لایا گیا سب سے حلف لئے، سب نے قسمیں کھالیں زید بن علی کو چھوڑ کر اور سب پر سختیاں کی گئیں مگر ان میں سے کسی نے روپیہ کا اقرار نہیں کیا، یوسف نے ہشام کو اسکی اطلاع دی ہشام نے اسے لکھا کہ ان سے حلف لیکر چھوڑ دو، یوسف نے انہیں چھوڑ دیا یہ لوگ کوفہ سے مدینہ چلے آئے مگر زید بن علی کوفہ ہی میں ٹھہر گئے۔

زید بن علی کا عراق جانے سے گریز

عطاء بن مسلم الخفاف بیان کرتے ہیں کہ زید بن علی نے خواب دیکھا تھا کہ عراق میں انہوں نے آگ مشتعل کی ہے پھر اسے بجھا دیا اور پھر وہ مر گئے، اس خواب نے انہیں خوف زدہ کر دیا۔ انہوں نے اپنے بیٹے یحییٰ سے بیان کیا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے خوف زدہ کر دیا ہے۔ پھر وہ خواب بیان کیا اسکے بعد ہشام کا خط انکی طلبی کیلئے آیا۔ جب یہ ہشام کے پاس آئے تو ہشام نے انہیں حکم دیا کہ آپ اپنے حاکم یوسف کے پاس جایئے، انہوں نے ہشام سے کہا کہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دلاتا ہوں کہ آپ مجھے اسکے پاس نہ بھیجیں کیونکہ مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر آپ نے مجھے اسکے پاس بھیج دیا تو میں اور آپ پھر کبھی زندہ اس دنیا میں ایک جا جمع نہ ہوں گے، مگر ہشام نے کہا جیسا آپکو حکم دیا جاتا ہے اسکی تعمیل کیجئے، چنانچہ زید یوسف کے پاس آئے۔

زید بن علی کی طلبی

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہشام نے زید کو مدینہ سے یوسف کے خط کی بنا پر اپنے پاس بلایا۔ اسکی وجہ یہ ہوئی کہ جب یوسف بن عمر نے خالد بن عبداللہ پر سختی کی تو اس نے دعویٰ پیش کیا کہ میں نے زید بن علی داؤد بن علی، بن عبداللہ بن عباس اور قریش کے دو اور شخصوں کے پاس جن میں سے ایک مخزومی اور دوسرا حجمی تھا ایک بڑی رقم بطور امانت رکھائی ہے، اسکے متعلق یوسف نے ہشام کو لکھا اور ہشام نے اپنے ماموں ابراہیم بن ہشام کو جو مدینہ کے عامل تھے لکھا اور حکم دیا کہ ان لوگوں کو میرے پاس بھیج دو، ابراہیم بن ہشام نے زید اور داؤد سے بلا کر اس معاملہ میں دریافت کیا اور کہا کہ خالد نے ایسا بیان کیا ہے، انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ اس نے کوئی رقم ہمارے پاس امانت نہیں رکھوائی۔ ابراہیم نے کہا میں تو آپ کو بالکل سچا سمجھتا ہوں، مگر آپ کو معلوم ہے کہ امیر المومنین کا حکم آیا ہے اور اسکی تعمیل ضروری ہے۔

زید بن علی کی الزامات سے تردید

ابراہیم نے ان دونوں کو شام بھیج دیا وہاں جا کر انہوں نے نہایت سخت قسم کھا کر کہا کہ خالد نے ہمارے پاس کوئی امانت نہیں رکھوائی۔ داؤد نے یہ بھی کہا کہ میں عراق میں اسکے پاس گیا تھا اور اس نے ہدیۃً مجھے ایک لاکھ درہم دلائے تھے۔ ہشام نے کہا میں ابن النصرانیہ کے مقابلہ میں آپ دونوں کو بالکل سچا سمجھتا ہوں آپ یوسف کے پاس جایئے تا کہ وہ آپ کا اس سے موازنہ کرا دے اور آپ اس کے منہ پر اسے جھٹلا دیں۔

زید بن علی اور عبداللہ بن حسن بن حسن کی مقدمہ بازی

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ زید اپنے چچازاد بھائی عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی کے خلاف دعویٰ کرنے کے لئے ہشام کے پاس آئے تھے جویریہ بن اسماء کہتے ہیں کہ میں نے زید بن علی اور جعفر بن حسن بن حسن کی وہ مقدمہ بازی جو حضرت علی کے اوقات کے متعلق تھی دیکھی ہے، زید بنی الحسین کی جانب سے اور جعفر بنی الحسن کی طرف سے مقدمہ لڑتے تھے، جعفر اور زید والی کے سامنے ایک دوسرے کے مقابلہ میں حد سے آگے بڑھ جاتے تھے اور پھر اٹھ جاتے تھے اور جو گفتگو ان میں ہو چکی ہوتی تھی اس کا ایک حرف واپس نہیں لیتے تھے، جب جعفر کا انتقال ہو گیا تو عبداللہ کہنے لگے کہ اب ان کی جگہ کام کروں گا، عبداللہ نے کہا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا میں تمہاری زبان اور تمہارے ہاتھ سے ڈرتا ہوں اور اب میں ہی اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لونگا۔ حسن نے کہا آپ کے دلائل آپ کی حاجت روائی نہیں کر سکیں گے، عبداللہ نے کہا حجت کی تو میں تکمیل کو پہنچا دونگا! اب دونوں فریقوں میں والی کے سامنے مقدمہ بازی ہونے لگی، ابراہیم بن ہشام اس وقت عامل مدینہ تھا۔

زید بن علی اور عبداللہ بن حسن میں جھڑپ

عبداللہ نے زید سے کہا کہ تم ان اوقاف کو لینا چاہتے ہو حالانکہ تم ایک سندھی لونڈی کے بطن سے ہو، زید نے کہا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بھی لونڈی کے بطن سے تھے اسی بنا پر انہیں زیادہ وراثت نبوت ملی، عبداللہ سے یہ جواب سن کر خاموش ہو گئے، غرض کے اس روز ایک نے دوسرے کو برا کہنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی، دوسرے دن والی نے پھر

انہیں بلایا اور تمام قریش اور انصار کو بھی بلایا۔ اب دونوں میں پھر جواب وسوال شروع ہوئے، ایک انصاری نے آگے بڑھ کر ان کے درمیان میں مداخلت کی زید نے اس سے کہا کہ تمہیں ہمارے درمیان مداخلت کرنے کا کیا حق ہے؟ تم قحطانی ہو، اس انصاری نے کہا بخدا میں اپنی ذاتی شرافت اور باپ دماں کی وجہ سے تم سے اشرف ہوں۔ زید یہ جواب سنکر چپ ہو گئے مگر ایک قریشی نے آگے بڑھ کر کہا بخدا تو جھوٹ بولا، زید باعتبار اپنی ذات باپ ماں کے اول وآخر دنیا اور آخرت میں تجھ سے افضل واعلیٰ ہیں، والی نے کہا تمہیں اس معاملہ سے کیا غرض۔ اس قرشی نے کنکریاں مٹھی میں بھر کر زمین پر ماریں اور کہا مجھ سے اس معاملہ میں صبر نہیں ہو سکتا، اب عبداللہ اور زید دونوں سمجھ گئے کہ ہمیں لڑانے سے والی کا مقصد ہماری بے عزتی اور جگ ہنسائی ہے، عبداللہ کچھ کہنا چاہتے تھے کہ زید نے ان سے التجا کی اور وہ چپ رہے پھر زید نے والی سے کہا بخدا تو نے ہمیں ایسی بات کے لئے اپنا سامنے بلایا ہے کہ ابوبکر اور عمر بھی ہمیں کبھی نہ بلاتے میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اب میں عبداللہ کے مقابلہ میں تیرے سامنے جب تک زندہ ہوں مدعی یا مدعا علیہ کی حیثیت سے نہ آؤنگا پھر زید نے عبداللہ کو مخاطب کر کے کہا اے میرے چچیرے بھائی اب یہاں سے اٹھ چلو، دونوں اٹھ گئے اور لوگ بھی چلے گئے۔

زید بن علی اور خالد بن عبدالملک میں نوک جھونک

بعضوں نے یہ بیان کیا ہے کہ زید ہمیشہ جعفر بن حسن سے جھگڑتے رہتے تھے، جعفر کے بعد عبداللہ سے مقابلہ رہا جب ہشام نے، خالد بن عبدالملک بن الحارث بن الحکم کو مدینہ کا والی مقرر کیا تو یہ دونوں ان کے سامنے رجوع ہوئے عبداللہ نے زید کو سخت برا بھلا کہا اور ہندکیہ کے بیٹے کہہ کر خطاب کیا، زید ہنسے اور کہا کہ اے ابومحمد آپ نے اس سخت کلامی کی ابتدا کی، پھر زید نے بھی انکے ماں کے متعلق بعض نا ملایم الفاظ کہے۔

زید بن علی کی ندامت اور پشیمانی

مدائنی کہتے ہیں کہ جب عبداللہ نے زید کے متعلق یہ لفظ کہا تو زید نے جواب دیا، جی ہاں یہ صحیح ہے مگر میری ماں نے اپنے شوہر کہ انتقال کے بعد کسی اور سے شادی نہیں کی اور چپ بیٹھی رہیں برخلاف دوسروں کے کہ ان سے صبر نہ ہو سکا مگر پھر زید کو اپنے کہے پر ندامت ہوئی اور اس بنا پر وہ اپنی پھوپھی سے شرمانے لگے اور ایک زمانہ تک ان کے سامنے نہیں گئے، مگر پھر خود انہوں نے زید سے کہلا بھیجا اے میرے بھتیجے میں اس بات کو جانتی ہوں کہ تم اپنی ماں کو ایسا ہی سمجھتے ہو جیسا کہ عبداللہ اپنی ماں کو سمجھتے ہیں۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ فاطمہ نے زید سے کہلا بھیجا کہ اگر عبداللہ نے تمہاری ماں کو برا کہا ہے تو تم بھی انکی ماں کو برا کہو، انہوں نے عبداللہ سے پوچھا کہ کیا تم نے زید کی ماں کو برے الفاظ سے یاد کیا ہے؟ عبداللہ نے کہا جی ہاں۔ فاطمہ نے کہا بخدا تم نے بہت برا کیا زید کی ماں غیر کفو سے آنے والی بیویوں میں بہترین بیوی تھیں۔

زید بن علی کی اپنے دعویٰ سے دست برداری

پھر خالد بن عبدالملک نے ان دونوں سے کہا کل صبح ہی آپ تشریف لائیں اگر میں آپ کے درمیان تصفیہ نہ کرادوں تو میں عبدالملک کا بیٹا نہیں۔ اس خبر سے مدینہ میں ایک کھلبلی مچ گئی جتنے منہ اتنی باتیں، کوئی کہتا تھا زید نے ایسا

کہا کوئی کہتا تھا عبداللہ نے ایسا کہا دوسرے دن خالد نے دربار منعقد کیا تمام لوگ جمع ہوئے، ان میں سے بعض خوش ہونے والے تھے اور بعض غمگین، خالد نے دونوں صاحبوں کو سامنے بلایا۔ وہ چاہتا تھا کہ اسطرح ان کی جگ ہنسائی ہو عبداللہ گفتگو شروع کرنا چاہتے تھے کہ زید نے ان سے کہا اے ابو محمد آپ جلدی نہ کیجئے اگر زید اب کبھی خالد کے سامنے آپ سے مخاصمت کرے تو اسکے تمام لونڈی غلام آزاد ہیں۔ پھر زید نے خالد کو مخاطب کر کے کہا تو نے رسول اللہ کی اولاد کو ایسی بات کے لئے اپنے سامنے بلایا ہے جسکے لئے ابوبکر اور عمر بھی انہیں اپنے پاس نہیں بلاتے تھے، خالد نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کیا کوئی شخص یہاں ایسا نہیں ہے جو اس بیوقوف کو جواب دے انصار میں سے ایک شخص نے جو عمرو بن خرم کی اولاد میں سے تھا کہا اے ابی تراب اور حسین احمق کے بیٹے کیا تو والی کا اپنے اوپر کوئی حق نہیں سمجھتا اور کیا ان کی اطاعت تیرے لئے ضروری نہیں ہے، زید نے کہا اے قحطانی تو خاموش رہ میں تجھ سے ایسے کو جواب نہیں دینا چاہتا، اس شخص نے کہا کیوں جناب آپ مجھ سے کیوں الگ ہٹتے ہیں بخدا میں تم سے اچھا ہوں۔ میرا باپ تمہارے باپ سے اور میری ماں تمہاری ماں سے بہتر ہے، زید ہنسے اور کہنے لگے اے گروہ قریش دین تو جا ہی چکا کیا حسب بھی رخصت ہو گیا؟ یہ تو ہوا ہے کہ کسی قوم کا دین جا چکا ہے مگر ان کے حسب چلے نہیں جاتے، عبداللہ بن واقد بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب نے کہا اے قحطانی تو جھوٹا ہے زید تجھ سے اپنی ذات اپنے والدین اور اصل و نسل کے اعتبار سے افضل ہیں، اسی طرح کی اور بھی بہت سے باتیں انہوں نے کہیں اس قحطانی نے ان سے کہا ابن واقد تم اس معاملہ سے الگ رہو، ابن واقد نے مٹھی بھر کنکریاں اٹھا کر زمین پر دے ماریں اور پھر کہنے لگے، افسوس بخدا ہم اسی باتوں پر صبر نہیں کر سکتے پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

زید ہشام بن عبدالملک کے پاس آئے، ہشام کسی طرح ملاقات کا موقع نہیں دیتا تھا، زید مختلف قصص کے پیرایہ میں اجازت طلب کرتے وہ ہر قصہ کے نیچے لکھ دیتا کہ جو تمہارے حاکم ہیں ان کے پاس جاؤ اس پر زید کہتے بخدا اب میں خالد کے سامنے تو کبھی نہیں جاؤنگا، میں کچھ مانگنے نہیں آیا بلکہ میں اپنے حق کے لئے مقدمہ پیش کرنے آیا ہوں، آخر کار بہت عرصہ کے انتظار کے بعد ہشام نے ان کو باریابی کا موقع دیا

زید بن علی اور ہشام بن عبدالملک کی ملاقات ۔

محمد بن عبدالعزیز الزہری بیان کرتے ہیں جب زید بن علی ہشام سے ملنے آئے تو حاجب نے ان کے آنے کی اطلاع دی ہشام ایک بلند شہ نشین پر چڑھ گیا، پھر انہیں آنے کی اجازت دی، ایک خادم کو حکم دیا کہ تم اس طرح ان کے پیچھے پیچھے رہو کہ یہ تمہیں نہ دیکھیں اور جو وہ کہیں سنتے جاؤ، یہ خادم بیان کرتا ہے کہ سیڑھوں پر میں ان کے پیچھے ہو لیا۔ زید چونکہ بہت موٹے تھے اس لئے وہ ایک سیڑھی پر ٹھہر گئے اور کہنے لگے بخدا جس نے دنیا کو چاہا وہ ذلیل ہوا۔ جب وہ ہشام کے پاس پہنچے تو اپنی ضروریات منظور کرالیں اور کوفہ چلے گئے ہشام اس بات کو اپنے خادم سے پوچھنا ہی بھول گیا، اور اس واقعہ کو عرصہ گزر گیا اس کے بعد اس نے خادم سے پوچھا خادم نے جو سنا تھا بیان کر دیا۔ ہشام نے اس کی طرف دیکھا، ابرش نے کہا سب سے پہلی بات یہ ہوگی کہ وہ تمہاری خلافت سے علیحدگی اختیار کریں گے چنانچہ ہشام کو سب سے پہلی اطلاع جو موصول ہوئی وہ زید کی بغاوت تھی جیسا ابرش نے کہا تھا وہی وقوع پذیر ہوا۔

زید بن علی کی ہشام بن عبدالملک کو دھمکی

خود زید سے روایت ہے کہ میں نے ہشام کے روبرو کسی معاملہ پر قسم کھائی، ہشام نے کہا میں تمہیں سچا نہیں سمجھتا، میں نے کہا امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے کسی کا رتبہ اتنا نہیں بڑھایا کہ اسے یہ جرأت ہو کہ وہ کوئی غلط بات اللہ کی نسبت سے بیان کرے اور نہ اس نے کسی کے درجہ کو اس قدر گھٹایا ہے کہ اگر وہ کوئی بات خدا کی نسبت سے بیان کرے تو اسے سچ نہ مانا جائے۔ ہشام نے مجھ سے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم خلافت کے متمنی ہو تم ایک لونڈی کے بطن سے ہو کر ایسی توقع کیوں کر کر سکتے ہو، میں نے کہا امیر المومنین آپ کی بات کا ایک جواب بھی ہے۔ ہشام نے کہا کہو، میں نے کہا نبی مبعوث سے زیادہ اللہ کے نزدیک کسی کا مرتبہ ارفع واعلیٰ نہیں، حضرت اسمٰعیل علی السلام ایک برگزیدہ نبی تھے اور انکے پوتے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بہترین نبی ہیں، حالانکہ حضرت اسمٰعیل لونڈی کے بیٹے تھے اور ان کے بھائی، بیوی کے بطن سے تھے مگر اللہ نے حضرت اسمٰعیل کو ان کے بھائی پر ترجیح دی اور انکی اولاد میں سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا جو خیر البشر ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کے متعلق کسی شخص کو یہ حق نہیں کہ وہ پوچھے کے ان کی ماں کون تھیں۔ ہشام نے انہیں نکل جانے کا حکم دیا۔ زید نے کہا میں جاتا ہوں مگر یاد رکھو اب تم صرف ایسی ہی صورت میں مجھے دیکھو گے جو تمہیں ناگوار ہوگی، سالم نے ان سے کہا اے ابوالحسین آپ کو یہ بات ہرگز ظاہر نہ کرنا چاہیے تھی۔

(یہاں سے پھر ابی مخنف کی روایت کا سلسلہ شروع ہوتا ہے)

زید بن علی کا کوفہ میں قیام

غرض کہ اب شیعہ زید بن علی کے پاس آتے جاتے رہے انہیں خروج کرنے کا مشورہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمیں توقع ہے کہ آپ منصور وکامیاب ہونگے اور یہ ہی وہ زمانہ ثابت ہوگا کہ جسمیں بنوامیہ ہلاک ہوجا ئینگے، زید کو کوفہ میں مقیم رہے، یوسف بن عمر بھی ان کی خبر معلوم کرتا رہتا تھا اور جب اس سے کہا جاتا کہ وہ ابھی یہیں ہیں تو ان کے پاس کسی کو بھیج کر چلے جانے کی درخواست کرتا۔ زید اس وقت تو اقرار بھر لیتے مگر پھر درد کا بہانہ کر کے جب تک چاہتے اپنی روانگی کو ٹالتے رہتے، ایک مرتبہ یوسف نے پھر انہیں پوچھا۔ معلوم ہوا کہ ابھی کوفہ ہی میں ہیں گئے نہیں۔ یوسف نے پھر ان سے چلے جانے کے لئے کہلوایا۔ زید نے اس مرتبہ یہ حیلہ کیا کہ مجھے کچھ اشیاء خریدنا ہیں انہیں خرید لوں تو جاؤں اور میں خود سفر کی تیار کر رہا ہوں۔

زید بن علی کی کوفہ سے روانگی اور مراجعت

مگر جب زید نے دیکھا کہ یوسف کسی طرح انکا پیچھا نہیں چھوڑتا تو انہوں نے روانگی کا تہیہ کرلیا اور کوفہ سے چل کر قادسیہ آ گئے، بعضوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ یوسف نے ان کے ہمراہ اپنا ایک قاصد بھی کر دیا تھا تاکہ یہ انہیں عذیب تک پہنچا آئے۔ شیعہ انکے پاس پہنچے اور کہنے لگے کہ آپ ہمیں چھوڑ کر کہاں جاتے ہیں۔ آپ کے ساتھ کوفہ کے ایک لاکھ جوان مرد تلوار لئے موجود ہیں جو آپ کیلئے صبح جنگ میں اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔ اور آپکے مقابل شامیوں کی تعداد بہت ہی تھوڑی ہے۔ بلکہ ہماری ان قبائل مدحج۔ ہمدان۔ تمیم یا بکر میں سے ایک بھی تنہا انکا مقابلہ

کرے تو اللہ کے حکم سے وہ انکے لئے بالکل کافی ہے ہم آپکو اسلئے اللہ کا واسطہ دیتے ہیں کہ آپ واپس نہ جائیں۔

یزید بن خالد القسری کی دعویٰ سے دستبرداری

اسی طرح کی چرب زبانی سے آخر کار شیعہ انہیں کوفہ میں واپس لے آئے اس روایت کے علاوہ ایک دوسرا بیان اس واقعہ کے متعلق یہ ہے کہ جب زید بن علی یوسف کے پاس آئے تو یوسف نے ان سے کہا خالد اس بات کا مدعی ہے کہ اس نے کوئی رقم آپکے پاس امانت رکھوائی تھی، زید نے کہا بھلا وہ کیونکہ میرے پاس کوئی رقم امانت رکھوا تا وہ تو برسر منبر میرے آباواجداد کو گالیاں دیا کرتا تھا، یوسف نے خالد کو طلب کیا۔ خالد ایک ٹاٹ کا لبادہ پہنے حاضر کیا گیا، یوسف نے اس سے کہا دیکھ یہ زید ہیں جنکے متعلق تو نے دعویٰ کیا تھا کہ تو نے اپنی کوئی رقم ان کے پاس امانت رکھوائی تھی۔ یہ اس بات سے انکار کرتے ہیں، خالد نے دونوں کے چہروں کو غور سے دیکھا اور یوسف کو خطاب کر کے کہا کیا تو چاہتا ہے کہ تو نے میرے معاملہ میں جو گناہ اپنے سر لیا ہے اسکے ساتھ اس مابہ البحث واقعہ کا گناہ بھی جمع کرے میں انہیں اور انکے آباؤ اجداد کو برسر منبر سب وشتم کرتا رہا ہوں میں کیونکر کوئی رقم انکے پاس امانت رکھواتا۔

یوسف نے یہ جواب سنکر خالد کو گالیاں دیں اور حکم دیا کہ اسے واپس لیجاؤ۔

ابوعبیدہ کا بیان

مگر ابوعبیدہ یہ کہتے ہیں کہ یوسف نے جو الزام زید پر لگایا اسکے متعلق زید کے بیان انکاری کو ہشام نے تو صحیح تسلیم کرلیا۔ پھر بھی سب لوگوں کو یوسف کے پاس بھیج دیا اور کہلا بھیجا کہ ان سبھوں نے میرے سامنے حلف اٹھالیا ہے جسے میں نے صحیح تسلیم کرلیا ہے اور میں نے انہیں ادائے رقم سے بری کر دیا۔ مگر پھر بھی میں صرف اس غرض سے انہیں تمہارے پاس بھیجتا ہوں کہ تم خالد کا ان سے مواجہہ کرادو تا کہ یہ اسے جھٹلا دیں۔ ہشام نے ان صاحبوں کو کچھ رقم بھی عطا کی۔

یوسف بن عمر کا زید بن علی اور ساتھیوں سے حسن سلوک

جب یہ لوگ یوسف کے پاس آئے اس نے انہیں اپنا مہمان رکھا ان کی تعظیم وتکریم کی، اور خالد کو اپنے سامنے طلب کر کے اس سے کہا کہ ان سب صاحبوں نے حلف اٹھالیا ہے، اور اس بارے میں امیر المومنین کا یہ حکم انکی برأت کے متعلق شرف صدور لایا ہے۔ کیا اب تم اپنے دعویٰ پر کوئی دلیل پیش کر سکتے ہو، مگر خالد کے پاس کوئی دلیل نہ تھی جسے وہ پیش کرتا اس پر تمام لوگوں نے دریافت کیا کہ بتاؤ تم نے کیوں یہ جھوٹا دعویٰ کیا، خالد نے کہا چونکہ مجھ پر شدید سختیاں کی جارہی تھیں اس بنا پر میں نے ایسا دعویٰ، اس امید میں کیا کہ آپ لوگوں کے یہاں آنے سے پہلے شاید اللہ تعالیٰ میرے مصائب میں کچھ کمی کر دے۔

یوسف نے ان سب صاحبوں کو بری الذمہ قرار دیکر جانے کی اجازت دیدی دونوں قرشی جمحی اور مخزومی تو مدینہ چلے گئے اور دونوں ہاشمی داؤد بن علی اور زید بن علی کوفہ ہی میں رہ گئے۔

زید بن علی کو کوفہ سے اخراج کا حکم

بیان کیا گیا ہے کہ زید کوفہ میں چار یا پانچ ماہ مقیم رہے۔ یوسف جو اس وقت حیرہ میں تھا اپنے عامل کوفہ کو لکھتا رہتا کہ زید کو کوفہ سے خارج کر دو۔ زید اس سے کہتے کہ میں طلحہ بن عبید اللہ کے بعض وارثوں سے مدینہ کی ایک جائداد کے متعلق گفت و شنید کر رہا ہوں اس کا تصفیہ ہو جائے تو جاؤں' عامل یہ بات یوسف کو لکھ دیتا یوسف نے چندے توقف کیا اور جب اسے پھر معلوم ہوا کہ شیعہ زید کے پاس آتے جاتے ہیں تو اس نے اپنے عامل کو لکھا کہ زید کو فوراً خارج البلد کر دو' اگر وہ کسی تنازع کا ذکر کریں تو وہ بدستور چلتا رہے اور ان کی طرف سے کوئی مختار وکالت کرے۔

زید بن علی کی قادسیہ میں آمد

اسی اثناء میں ایک جماعت نے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی جس میں سلمہ بن کہیل مصیر بن خزیمہ العبسی' معاویہ بن اسحاق بن زید بن حارثہ الانصاری' حجیہ بن اخلس الکندی خاص طور پر قابل ذکر ہیں ان کے علاوہ بیعت کرنے والوں میں اور بھی عمائد کوفہ تھے' جب داؤد بن علی نے یہ رنگ دیکھا تو زید سے کہا' بھائی آپ ان کے دھوکہ میں آ کر اپنی جان کو خطرہ میں نہ ڈالئے آپ کے خاندان والوں کی سابقہ مصیبت اور ان لوگوں کی عین موقع پر دھوکہ دہی آپ کے لئے درس عبرت ہے' مگر زید نے جواب دیا اے داؤد بنی امیہ سرکش ہو گئے ہیں ان کے قلب سخت ہو گئے ہیں' داؤد ہمیشہ انہیں سمجھاتے رہے آخر کار انہوں نے روانگی کی ٹھان ہی لی اور یہ دونوں کوفہ سے چل کر قادسیہ پہنچے۔ مگر کوفہ والوں نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا' ثعلبہ تک ساتھ آئے اور عرض پرداز ہوئے کہ اگر آپ کوفہ واپس چلیں تو ہم چالیس ہزار جان نثار آپ کے ہمراہ ہیں ہم میں سے ایک شخص بھی آپ کا ساتھ نہ چھوڑے گا' علاوہ بریں انہوں نے عہود اور میثاق ان سے کئے اور سخت قسمیں کھائیں' زید نے کہا مجھے یہ خوف ہے کہ تم میرا ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہو جاؤ جیسا کہ تم نے میرے باپ اور دادا کے ساتھ کیا ہے۔ داؤد بن علی نے ان سے کہا بھائی یہ آپ کو دھوکہ دے کر آپ کی جان کو خطرہ میں ڈال رہے ہیں کیا انہوں نے ان حضرات کا ساتھ نہیں چھوڑا جو آپ کے مقابلہ میں ان کے نزدیک زیادہ معزز تھے' آپ کے دادا حضرت علی کا واقعہ موجود ہے کہ وہ شہید کر ڈالے گئے ان کے بعد حضرت امام حسن ہیں جن کے ہاتھ پر ان لوگوں نے بیعت کی مگر پھر انہیں پر یہ چڑھ دوڑے' ان کی ردا ان کے دوش سے اتار لی ان کے خیمہ و خرگاہ کو لوٹ لیا۔ انہیں مجروح کر دیا' کیا یہی وہ لوگ نہیں ہیں جنہوں نے آپ کے دادا حضرت امام حسین کو مدینہ سے بلوایا اور ان کا ساتھ دینے اور حمایت کرنے کے لئے سخت سے سخت قسمیں کھائیں مگر پھر بھی انہوں نے ان کا ساتھ چھوڑ کر انہیں دشمن کے حوالے کر دیا۔ اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انہیں شہید ہی کر کے چھوڑا۔ آپ ہرگز ہرگز ان کی درخواست کو قبول نہ کریں اور ان کے ہمراہ کوفہ واپس نہ جائیں۔

اس تقریر کے جواب میں کوفیوں نے کہا یہ رشک و حسد سے ایسا کہتے ہیں چاہتے ہیں کہ آپ غالب نہ ہوں کیونکہ داؤد سمجھتے ہیں کہ وہ اور ان کا خاندان خلافت کے لئے آپ سے زیادہ مستحق ہے اسی بناء پر یہ مشورہ دے رہے ہیں۔

زید بن علی کی کوفہ روانگی

زید نے داؤد سے کہا کہ معاویہ حضرت علی سے اپنے مکر وفریب اور اہل شام کے ذریعہ لڑتے تھے' اور یزید بن معاویہ حسین سے لڑا۔ اب تو معاملہ ہی دوسرا ہے اس وقت تو خلافت خود ہمیں پیش کی جارہی ہے۔ مگر اب بھی داؤد نے یہی کہا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ اگر آپ ان کے ہمراہ واپس چلے گئے تو ان سے زیادہ آپ کے حق میں کوئی سخت دل و ظالم نہ ہوگا۔ اور آپ ہی اپنے معاملات کو خوب سمجھ سکتے ہیں۔ داؤد تو مدینہ چلے آئے اور زید کوفہ واپس گئے۔

سلمہ بن کہیل کا زید بن علی کو مشورہ

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہشام نے یوسف کو حکم بھیجا کہ زید کو ان کے شہر بھیج دو' کیونکہ جس کسی اور شہر میں یہ جائیں گے اور وہاں کے باشندوں کو اپنی بیعت کے لئے دعوت دیں گے وہ ضرور ان کی دعوت کو قبول کریں گے چنانچہ یوسف نے زید کو کوفہ سے نکال دیا' جب یہ ثعلبہ یا قادسیہ پہنچے تو بدبخت اہل کوفہ ان کے پاس آئے انہیں واپس لے گئے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی' سلمہ بن کہیل زید سے ملنے آیا جب ملاقات کی اجازت لیکر اندر آیا۔ تو زید کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت اور ان کے حق کا ذکر نہایت خوبی سے کیا' زید نے بھی اس کے جواب میں عمدہ تقریر کی' سلمہ نے امان طلب کی' زید نے کہا بھلا آپ ایسا شخص مجھ سے امان طلب کرے' (سلمہ کا اس سے یہ مقصد تھا کہ وہ اس بات کو ان کے دوسرے طرفداروں کو سنا دے) زید نے انہیں امان دیدی' سلمہ نے کہا میں خدا کا واسطہ دیکر آپ سے پوچھتا ہوں کہ کتنے لوگوں نے آپ کی بیعت کی ہے' زید نے کہا چالیس ہزار نے سلمہ نے کہا آپ کے دادا کے ہاتھ پر کتنوں نے بیعت کی تھی؟ زید نے جواب دیا اسی ہزار نے سلمہ نے پوچھا اور ان میں سے کتنے ان کے وفادار رہے' زید نے کہا تین سو۔ سلمہ نے کہا میں خدا کا واسطہ دیکر آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ بہتر ہیں یا آپ کے دادا۔ زید نے کہا میرے دادا۔ سلمہ نے کہا کیا یہ زمانہ جس میں آپ نے خروج کیا ہے' بہتر ہے یا وہ زمانہ جس میں آپ کے دادا نے خروج کیا تھا زید نے کہا میرے دادا نے جس زمانے میں خروج کیا تھا وہ بہتر تھا۔ سلمہ نے کہا کیا آپ کو یہ امید ہے کہ جن لوگوں نے آپ کے دادا کے ساتھ بے وفائی کی وہ آپ کے وفا شعار ثابت ہوں گے زید نے کہا انہوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور میرے اور ان کے لئے اس پر کاربند ہونا ضروری ہے' سلمہ نے کہا کیا آپ مجھے اس شہر سے چلے جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں گے' زید نے اس کی وجہ پوچھی۔ سلمہ نے کہا مجھے یہ ڈر ہے کہ آپ کی اس کارروائی میں کہیں کوئی تکلیف دہ بات پیدا ہو جائے اور اس وقت میں بالکل بے بس ہوں' زید نے اسے اجازت دی' یہ یمامہ چلا آیا۔ زید نے خروج کیا' قتل کیے گئے اور سولی پر لٹکا دیئے گئے' ہشام نے اس بات پر یوسف کو ملامت کی کہ اس نے کیوں سلمہ بن کہیل کو جانے دیا اور لکھا کہ تمہارے ساتھ صرف ان کی موجودگی ان رسالوں کے دستوں سے زیادہ کارآمد ہوتی۔

عبداللہ بن حسن کی زید بن علی کو نصیحت

بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن الحسن نے زید بن علی کو لکھا تھا کہ اے میرے چچا کے بیٹے اہل کوفہ کی یہ حالت ہے کہ وہ ظاہری طور پر بڑی بڑی باتیں بنا۔ ۔ ہیں مگر اندرونی طور پر نہایت بزدل واقع ہوئے ہیں حالت اطمینان میں

اپنے آپے سے باہر ہو جاتے ہیں فتنہ وفساد برپا کرتے ہیں مگر جنگ میں جزع وفزع کرنے لگتے ہیں' ان کے دل ان کی زبانوں کی پیروی نہیں کرتے' حوادث کے لئے پہلے سے تیاری نہیں کرتے اور نہ دولت شہادت کے حصول کا ارادہ رکھتے ہیں۔ میرے پاس ان کے بہت سے دعوتی خطوط متواتر آئے مگر میں نے ان کی ایک نہ سنی' ان کی یاد کو بھی اپنے دل سے نکال دیا۔ کیونکہ مجھے ان کی جانب سے بالکل مایوسی ہے اور میں ان سے کوئی تعلق قائم نہیں رکھنا چاہتا ان کی مثال بعینہ وہی ہے جیسا کہ حضرت علی سے عراقیوں کے متعلق فرمایا تھا ''اگر تم یوں ہی چھوڑ دیئے جاؤ تو تم فتنہ وفساد میں مبتلا ہو جاتے ہو' اگر تمہیں لڑایا جائے تو بزدلی دکھاتے ہو اگر کسی امام کے ہاتھ پر تمام لوگ بیعت کرلیں تب بھی تم اس کی مخالفت کرتے ہو اور اگر کوئی مشکل کام تم سے لیا جائے تو تم نکمے ثابت ہوتے ہو۔

ہشام بن عبدالملک نے زید بن علی کے متعلق حسب ذیل خط یوسف کو لکھا تھا ''اہل کوفہ کو اہل بیت سے جو محبت ہے اس سے تم واقف ہو وہ انہیں انکی اہل بیت سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ اسی بناء پر انہوں نے ان کی اطاعت کو اپنے اوپر فرض کرلیا ہے اور انہیں کے مسلک پر چلنا وہ واجب سمجھتے ہیں۔ اور انکی خاطر انہوں نے آئندہ کے واقعات کے متعلق پیشگوئیاں بھی کیں یہاں تک کہ جماعت کی تفریق کی بنا پر ان کے دماغوں میں خروج کی سوجھی' زید بن علی عمر بن الولید کے خلاف مدعی کی حیثیت سے میرے پاس آئے تھے۔ میں نے ان دونوں کے درمیان تصفیہ کردیا۔ میں نے دیکھا کہ زید ایک جھگڑالو چرب زبان' تقریر میں رنگ آمیزی کرنے والے اپنے مطلب کے مطابق سلسلہ کلام کو ڈھالنے والے ہیں۔ یہ اپنی حلاوت بیان اور دلائل و براہین کے کثرت سے پیش کرنے کی وجہ سے لوگوں کو جری بنانے کی اہل بیت رکھتے ہیں' اسی طرح وہ مقدمات ونزاعات کی پیروی میں اپنے مقصد کے حاصل کرنے کے لئے اپنے حریف کے مقابلہ میں اپنی قوت تقریر اور شخصیت کے اثر سے کامیابی حاصل کرتے ہیں اس لئے تم انہیں فوراً حجاز بھیج دو اور اپنے پاس مت رہنے دو' کیونکہ اگر لوگوں نے ان کی باتیں سننا شروع کردیں تو وہ اپنے الفاظ کی ملائمت' زبان کی شیرینی اور اس کے ساتھ پر رسول اللہ کے ساتھ ان کی قرابت کا اظہار یہ تمام وہ باتیں ہیں جس سے وہ لوگوں کو اپنا گرویدہ بنالیں گے نتیجہ یہ ہوگا کہ تمام لوگ ان کی طرف جھک پڑیں گے نہ ان کے ٹھکانے رہیں گے نہ عقلیں اور نہ ان کے اخلاق اور انکا دین' زید کے معاملہ میں تمہارا تھوڑا سا تجاہل وتساہل ان کے لئے باعث تکلیف ثابت ہوگا' انکا اخراج' اور ان کو اس طرح چھوڑ دینا کہ جس میں سب کی سلامتی ہو' خون نہ بہے انکا فرقہ محفوظ رہے اسے میں زیادہ اچھا سمجھتا ہوں بہ نسبت اس کے کہ انکا خون بہے انکا نام باقی نہ رہے اور ان کی نسل منقطع ہو جائے جماعت اللہ کی مضبوط رسی ہے تم کوفہ کے اشراف کو جماعت میں رہنے کی دعوت دو اور ڈراؤ کہ ورنہ انہیں قتل کیا جائے گا اور ان کا تمام مال ومتاع ضبط کرلیا جائے گا جو لوگ ہماری اطاعت وفرمانبرداری کا حلف اٹھا چکے ہیں یا عہد کرچکے ہیں وہ ان کا ساتھ نہ دیں گے۔ صرف عام رعایا دیہاتی یا دوسرے حاجت مند جو فتنہ وفساد سے لذت حاصل کرتے ہیں وہی ان کی حمایت میں کھڑے ہوں گے' یہ وہ لوگ ہیں جو ابلیس کو پوجتے ہیں اور وہ ان کی پرستش کرتا ہے اس لئے پہلے انہیں محض دھمکاؤ' پھر کوڑے سے خبر لو اور آخر میں تلوار سے کام لینا۔ متوسط طبقہ کے لوگوں سے پہلے اشراف داعیان کو ڈرانا۔ اور ادنیٰ رذیل لوگوں سے پہلے متوسط طبقہ کے لوگوں کو ڈرانا یہ سمجھ لو کہ تم محبت کے دروازہ پر کھڑے ہو' امیرالمومنین کی اطاعت کی طرف لوگوں کو دعوت دے رہے ہو اتحاد دو جماعت کے لئے ترغیب وتحریض دے رہے ہو' اور دین الٰہی کے لئے مستعدی کا اظہار کررہے ہو' ایسی صورت میں تم ان کی کثرت تعداد سے پریشان نہ ہو جانا' خدا کی ذات پر بھروسہ اپنے دین کی حمایت کا جوش' شیرازہ' اتحاد جماعت کی

صیانت کا خیال اور اس شخص کے مقابلہ اور سختی سے ممانعت کو جو اس دروازہ کو جس میں اللہ نے داخل ہونے کا حکم دیا ہے توڑنا چاہے اپنا مامن و ملجا سمجھنا۔ امیر المومنین نے ہر ایسے شخص کے لئے اپنا عذر بیان کر دیا ہے اور انہوں نے اپنی ذمہ داری کو پورا کر دیا ہے' اس لئے اب کسی شخص کے لئے یہ موقع باقی نہیں رہا کہ وہ اپنے حق کا دعویٰ کرے جو خود اس کے نفس نے اس سے چھین لیا ہے نہ وہ خراج کے متعلق کسی رعایت کا مستحق ہو سکتا ہے اور نہ وہ کسی عزیز کے ساتھ صلہ رحمی کریں گے مگر وہ لوگ اس سے مستثنیٰ ہیں جنہوں نے امیر المومنین سے ڈر کر اس احمقانہ شورش میں کوئی حصہ نہیں لیا ہو جس کی وجہ سے یا باغی نہایت ہی بد بخت اور گمراہ ہوں گے اور یہ فعل ان کو سخت تلخ معلوم ہوگا' البتہ امیر المومنین کے لئے یہ شورش نہایت ہی اہم ہے اور دین کی مدافعت و صیانت کی وجہ سے اس کو فرو کرنا آسان ہوگا' اس لئے کہ امیر المومنین یہ نہیں چاہتے کہ وہ اپنی قوم کی بری حالت دیکھیں جو ان کے لئے عذاب اور تباہ کن ہو اس لئے وہ ہمیشہ واقعات کو غور سے دیکھتے رہتے ہیں۔ راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ خوفناک مقامات سے انہیں بچانے کے لئے آگاہ کرتے ہیں سیدھے راستوں پر لیجاتے ہیں اور خطرہ کے مقامات سے ہٹاتے رہتے ہیں' انکا یہ طرز عمل اس شفیق والد جیسا ہے جو اپنی اولاد کو ہر خطرہ سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرتا ہے' یا تجربہ کار و ہوشیار چرواہا اپنے گلہ کی نگہبانی کرتا ہے۔

جب تمہاری ان سے مڈبھیڑ ہو جائے تو تم اسی وقت اللہ کی مدد کے مستحق ہو سکو گے جب تم انکی خواہشات کو پورا کر و ان کی آل و اولاد کو ان کے سپرد کر دو، اپنی فوج کو منع کر دو کہ وہ ان کے گھروں میں اور ان کے زنان خانوں میں نہ گھسے، اس لئے اب تم فوراً کارروائی شروع کر دو، چونکہ اللہ کے لئے یہ کارروائی کی جارہی ہے اس لئے اسکی مرضی بھی اسی میں ہے اور یہ کوئی گناہ نہیں ہے، باغیوں کو سزا دینے میں جلدی کرو، کیونکہ شیطان نے انہیں دھوکہ میں ڈالا ہے، اور برا راستہ بتایا ہے۔ یہ زیادہ اچھا ہے کہ بغاوت ہونے ہی نہ پائے، امیر المومنین ان باغیوں وغیرہ کے خلاف اللہ سے طالب امداد ہیں اور وہ اپنے رب سے درخواست کرتے ہیں کہ ان میں سے جن کی حالت بگڑ چکی ہے اسے درست کر دے اور انہیں کامیابی و نجات کی طرف جلد لے آئے بے شک خداوند عالم سننے والا اور قریب ہے (یہاں سے پھر پہلا بیان شروع ہوتا ہے۔)

زید بن علی کی بیعت

زید کوفہ آکر چھپے رہے، جب انہوں نے کوفہ واپس جانے کا ارادہ کیا تو محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب نے انہیں خدا کا واسطہ دلا کر اپنے وطن واپس چلنے کے لئے کہا اور کہا کہ آپ ہرگز اپنے ان دعوت دینے والوں میں سے کسی کی بات کو منظور نہ کریں اس لئے کہ یہ ہرگز آپ کے وفا شعار نہ رہینگے، مگر زید نے ایک نہ سنی اور کوفہ چلے آئے۔

کوفہ آنے کے بعد شیعہ ان کے پاس آنے جانے لگے اور بیعت کرنے لگے، انکے دیوان میں پندرہ ہزار بیعت کرنے والوں کے نام لکھے گئے، زید کوفہ میں چند ماہ مقیم رہے، البتہ اس میں سے دو ماہ انہوں نے بصرہ میں بسر کئے، اور پھر کوفہ آ گئے اور یہاں سے انہوں نے علاقہ سواد اور اہل موصل کے پاس اپنی بیعت کے لئے قاصدوں روانہ کیا۔

زید نے کوفہ آ کر یعقوب بن عبداللہ السلمی الفرقدی کی پوتی اور عبداللہ بن ابی العنس الازدی کی بیٹی سے نکاح کیا۔ اس نکاح کی وجہ یہ ہوئی کہ اسکی ماں ام عمر بنت صلت تھی جب اس کو زید کے کوفہ میں آنے کا علم ہوا یہ ان کے اسلام کے لئے حاضر ہوئی، یہ ایک حسین و جمیل وجیہ و گداز بدن عورت تھی، اس کی عمر اگرچہ زیادہ ہو چکی تھی مگر صورت سے زیادہ عمر کی

معلوم نہ ہوتی تھی، جب اس نے زید کو آ کر سلام کیا زید نے خیال کیا کہ یہ جوان ہے، جب اس نے بات چیت شروع کی تو معلوم ہوا کہ بے حد خوبصورت ہونے کے ساتھ نہایت خوش بیان بھی ہے، زید نے اسکا نسب پوچھا اس نے اپنا نسب اور خاندان بیان کیا، زید نے کہا تم مجھ سے نکاح کرو گی اس نے کہا اگر اب میں نکاح کر سکتی تو میں شوق سے آپ سے کر لیتی، زید نے پوچھا کیا وجہ مانع ہے، اس نے کہا میری عمر زیادہ ہو چکی ہے، زید نے کہا میں تمہارے انکار پر راضی ہوں مگر میں اسے نہیں مانتا کہ تم سن رسیدہ ہو، اس نے کہا میں اپنا حال آپ سے زیادہ بہتر طور پر جانتی ہوں، اور مجھے معلوم ہے کہ زمانہ نے مجھ میں کیا انقلاب پیدا کر دیا ہے اگر اب میں شادی کرتی تو آپ کے مقابلہ میں کسی اور کو ترجیح نہیں دیتی۔ مگر میری ایک بیٹی ہے جسکا باپ میرا چچیرا بھائی تھا وہ مجھ سے بہت زیادہ خوبصورت ہے اگر آپ پسند کریں تو میں اسے آپ کے نکاح میں دے دوں گی، زید نے کہا مجھے اس شرط پر منظور ہے کہ وہ تم ہی ایسی ہو، اس نے کہا اسکے پیدا کرنے والے مصور نے اس بات کو پسند نہیں کیا کہ اسے مجھ ہی ایسا بناتا اسے مجھ سے زیادہ گورا۔ زادہ خوبصورت زیادہ گداز جسم اور نہایت عمدہ شکل و ناز و انداز والا پیدا کیا، زید ہنسے اور کہنے لگے کہ اللہ نے جیسی خوش بیان اور طاقت لسان تمہیں بخشی ہے ایسی اسے کہاں نصیب ہوگی، اس نے کہا ہاں یہ میں نہیں جانتی کیونکہ مری نشو ونما حجاز میں ہوئی ہے اور میری بیٹی نے کوفہ میں آنکھ کھولی۔ ممکن ہے کہ میری بیٹی کی زبان پر کوفہ کی زبان کا اثر ہو گیا ہو، زید نے کہا خیر یہ کوئی اہم بات نہیں جو میرے ارادہ میں مانع آئے۔

زید نے اس سے وعدہ لے لیا، وہ اس وعدہ پر ان کے پاس آئی، اپنی بیٹی کو ان کے عقد میں دے دیا۔ یہ اسے بیاہ کر اپنے گھر لے آئے، ایک لڑکی اسکے بطن سے ہوئی جو بعد میں مرگئی، زید اسپر عاشق تھے۔ زید کوفہ میں مختلف مکانات میں آ کر رہتے تھے کبھی اپنی ازدی بیوی کے مکان میں ٹھرتے، کبھی اپنے دوسرے سسرال والے سلمیوں کے پاس قیام کرتے، کبھی بنی عنبس میں نصر بن خزیمہ کے پاس رہتے، کبھی بنی نمیر میں قیام کرتے، پھر بنی نمیر سے معاویہ بن اسحاق بن زید بن حارثۃ الانصاری کے پاس جبانۃ سالم السلولی میں منتقل ہو گئے یہ بنی نہد اور بنی ثعلب میں بھی بنی ہلال بن عامر کی مسجد کے پاس قیام پذیر ہوئے ہیں۔

زید بن علی کی بیعت کی شرائط

اب زید اپنے طرفداروں سے بیعت لینے لگے جب بیعت لیتے تو کہتے کہ میں تمہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ظالموں سے جہاد، کمزوروں کی مدافعت محرومین کو عطاء حق، سرکاری مالگزاری کی علی السویہ تقسیم، مظالم کاروں، کروڑ گیری کی موقوفی، اہل بیت کی امداد کی طرف ان لوگوں کے خلاف جو ہمارے مخالف ہیں اور جنہوں نے ہمارے حقوق کو دیدہ و دانستہ بھلا دیا ہے دعوت دیتا ہوں، کیا تم ان شرائط پر بیعت کرتے ہو، اگر وہ اقرار کر لیتا تو اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دیتے اور پھر کہتے اب تم پر اللہ کا عہد و میثاق، اور رسول اللہ کی ذمہ داری ہے کہ تم میری بیعت کو پورا کرو گے، میرے دشمن سے لڑو گے، ظاہر و باطن میرے خیر خواہ رہو گے، اگر وہ ان باتوں کا بھی اقرار کر لیتا تو پھر اپنے ہاتھ کو اس کے ہاتھ سے چھڑا دیتے اور پھر کہتے اے خداوندا تو گواہ رہ۔

چند ماہ یہی ہوتا رہا۔ جب ان کے خروج کا زمانہ قریب آیا انہوں نے اپنے طرفداروں کو تیاری کا حکم دیا ان میں سے جو لوگ واقعی اپنے عہد کو پورا کرنا اور انکا ساتھ دینا چاہتے تھے انہوں نے جنگ کی تیاری شروع کر دی اس سے

انکی بات تمام لوگوں میں پھوٹ پڑی۔
اس سنہ میں نصر بن سیار نے دو مرتبہ علاقہ ماوراء النہر میں جہاد کرنے کے بعد تیسری مرتبہ جہاد کیا اور کورصول مارا گیا۔

نصر بن سیار کی مہموں کا ذکر

نصر نے بلخ سے بڑھ کر اور ماوراالنہر پر باب الحدید کے راستے سے جہاد کیا۔ پھر مرو واپس آیا۔ تقریر کی اور کہا بھرا مجوسیوں کا سردار تھا جو مجوسیوں کو اپنی عطاو جود سے بہرہ انداز کرتا تھا انکی حفاظت و مدافعت کرتا تھا اور انکی ذمہ داریوں کو مسلمانوں پر ڈالتا تھا، اشبداد بن جریجور عیسائیوں کا سردار تھا، عقیبۃ الیہودی یہود کا سردار تھا، میں مسلمانوں کا سردار ہوں، ادن کو عطا یا دونگا، انکی حفاظت و مدافعت کرونگا، ان کے بوجھوں کو مشرکین پر ڈالدونگا۔ مگر اسکے ساتھ ہی یہ بھی سمجھ لو کہ میں سوائے اسکے کہ پورا پورا اخراج جسطرح سرکاری کاغذات میں درج ہے وصول ہو کر بیت المال میں آجائے اور کسی بات کو قبول نہیں کرونگا میں منصور بن عمر بن ابی الخرقاء کو تمہارا افسر مالگزاری مقرر کیا ہے، انہیں حکم دیا ہے کہ وہ تمہارے ساتھ انصاف کریں ہر ایسے مسلمان کو جس سے جزیہ لیا جاتا ہو یا تشخیص مالگزاری میں اس پر سختی کی گئی ہو اور اس کے مقابلہ میں مشرکین کے ساتھ جمع بندی میں رعایت کی گئی ہو یہ حق ہے کہ وہ ان کے پاس مرافعہ کرے، یہ اس رقم کو مسلم کے ذمہ سے کاٹ کر مشرک پر ڈالدیں گے۔

اہل مرو کا ادائیگی خراج

دوسرا جمعہ بھی نہیں گزرا تھا کہ تیس ہزار مسلمان جو جزیہ دیتے تھے اور اسی ہزار مشکرین جن سے جزیہ لینا موقوف کر دیا گیا تھا منصور بن عمر کے پاس آئے۔ منصور نے جزیہ کی رقم بجائے مسلمانوں کے مشرکین پر ڈالدی، پھر اس نے مالگزاری کی مختلف قسمیں متعین کیں اور انہیں اسی طرح واجب الادا قرار دیا جس طرح کہ ہونا چاہیے تھا اور وہی رقم، جس پر صلح ہوئی تھی عائد کی، چنانچہ بنی امیہ کے عہد میں مرو سے خراج کے علاوہ ایک لاکھ اور وصول کئے جاتے تھے۔

نصر بن سیار کی شاش کی جانب پیش قدمی

نصر نے دوسری مرتبہ واغر اور سمرقند پر جہاد کیا، واپس آیا۔ تیسری مرتبہ پھر جہاد کیا، مرو سے شاش کی طرف بڑھا۔ کورصول نے پندرہ ہزار فوج کے ساتھ نصر بن سیار کی دریائے شاش کو عبور کرنے میں مزاحمت کی، یہ فوج اجرت دیکر اکٹھا کر لی گئی تھی، ہر شخص کو ہر ماہ ایک شقر حریر جسکی قیمت اسوقت پچیس درہم تھی ماہانہ ملتا تھا، دونوں حریفوں میں تیر اندازی ہوئی، مگر ترکوں نے نصر بن سیار کو دریا عبور کر کے شاش آنے سے روک دیا۔

کورصول کا شب خون

حارث بن سریج اس وقت ترکوں کے علاقہ میں تھا یہ بھی اس جنگ میں شرکت کے لئے کورصول کے ہمراہ آیا۔ یہ ایک موقع پر نصر کے مقابل کھڑا ہوا تھا اس نے نصر کے جو دریا کے کنارے اپنے تخت پر متمکن تھا ایک چھوٹا تیر مارا۔ تیر نصر کے اس خدمتگار کے جواسے وضو کرار ہا تھا جبڑے میں آ کر لگا، نصر اپنے تخت سے ہٹ گیا، نیز حارث نے ایک شامی کے گھوڑے کے پیٹ کو اپنے تیر سے پھوڑ ڈالا کورصول نے چالیس آدمیوں کے ساتھ دریا عبور کیا، فوج والوں

پر شب خون مارا اہل بخارا کی جو ساقہ لشکر میں تھے کچھ بھیڑیں لوٹ لیں اور اندھیری رات میں تمام لشکر کا چکر لگایا۔ اس وقت نصر ہمراہ اہل بخارا، سمرقند، کس اور شروسنہ بیس ہزار کی تعداد میں تھے نصر نے سب فوجی حصوں میں منادی کر دی کہ کوئی شخص اپنے قیام گاہ سے باہر نہ نکلے اور سب اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہیں۔

عاصم بن عمیر کا کورصول کے رسالے پر حملہ

عاصم بن عمیر اہل سمرقند کے دستہ کا سردار اپنے مقام سے نکلا، کورصول کا رسالہ اسوقت وہاں سے گزر چکا تھا، ترکوں نے خوشی کا ایک ایسا نعرہ بلند کیا تھا جس سے لشکریوں کو یہ خیال ہوا کہ ترکوں نے ان سب کو قتل کر ڈالا جب کورصول کا رسالہ پھر اس مقام سے گزرا تو اس جماعت نے ترکوں کے پچھلے حصہ پر حملہ کیا اور ایک شخص کو گرفتار کر لیا، معلوم ہوا کہ یہ چار ہزار خیمہ والا ترکوں کا کوئی بادشاہ ہے، لوگ اسے نصر کے سامنے لائے، دیکھنے سے معلوم ہوا کہ بہت سن رسیدہ شخص ہے، اسکی زرہ ایک ایک بالشت زمین پر گھسٹتی تھی۔ دیباج کے موزے پہنے تھے جن میں حلقے تھے، فرندکی قبا تھی جس میں دیباج کی کور لگی تھی۔

کورصول کی گرفتاری

نصر نے اس سے نام پوچھا' اس نے کہا کورصول' نصر نے کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے تجھ دشمن خدا کو ہمارے قبضہ میں گرفتار کرایا' کورصول نے کہا تم ایک معمر شخص کے قتل سے کیا فائدہ اٹھاؤ گے میں تمہیں ایک ہزار ترکی اونٹ اور ایک ہزار ترکی گھوڑے دیتا ہوں تاکہ تم اپنی فوج کی طاقت درست کر لو اور مجھے رہا کر دو' نصر نے اپنے درباری اہل شام اور خراسان سے پوچھا کہ تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو' سب نے کہا اسے چھوڑ دیجئے' نصر نے اس سے اس کی عمر دریافت کی' کورصول نے کہا میں نہیں جانتا۔ نصر نے پوچھا کتنی لڑائیوں میں تم نے شرکت کی۔ کورصول نے کہا بہتر لڑائیوں میں لڑ چکا ہوں۔ نصر نے پوچھا کیا تم اس جنگ میں شریک تھے جس میں مسلمانوں کو شدت پیاس کی وجہ سے سخت تکلیف اٹھانا پڑی تھی کورصول نے کہا ہاں۔ یہ سنتے ہی نصر نے کہا تمہارے ان مشاہدات کے بعد اگر تم سارا جہان بھی مجھے دیدو تو بھی اب تم میرے ہاتھ سے نکل کر نہیں جا سکتے۔

کورصول کا قتل

نصر نے عاصم بن عمیر العدی کو حکم دیا کہ اسکا سارا لباس وغیرہ اتار کر' تم لیلو' جب کورصول کو اپنے قتل کا یقین ہو گیا تو اس نے پوچھا کہ بتاؤ مجھے گرفتار کس نے کیا تھا' نصر نے ہنستے ہوئے جواب دیا کہ یزید بن قران الحنظلی نے' اور ہاتھ سے اسکی طرف اشارہ بھی کیا۔ کورصول نے کہا اسے تو جوتڑ دھونے کی بھی تمیز نہیں یہ مجھے گرفتار کر سکتا۔ سچ سچ بتایئے کہ مجھے کس نے گرفتار کیا ہے کیونکہ میں اس بات کا اہل ہوں کہ مجھے سات مرتبہ قتل کیا جائے' عاصم بن عمیر کا نام لیا گیا' کورصول نے کہا میں تو اسے قتل کرنے کا مس بھی نہیں پاتا۔ کیونکہ جس شخص نے مجھے گرفتار کیا ہے وہ تو عربوں کا کوئی بڑا بہادر معلوم ہوتا تھا' نصر نے دریا کے کنارے اسے قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا۔

یہ عاصم بن عمیر وہی ہے جس کا لقب ہزار مرد تھا یہ قطبہ کے زمانہ میں نہاوند میں مارا گیا۔ کورصول کے مارے جانے سے ترکوں کی ہمتیں پست ہو گئیں۔ ان پر اضمحلال و اداسی طاری ہو گئی۔ انہوں نے کورصول کے خیموں کو آگ کر جلا ڈالا۔ اپنے

کان کاٹ لئے۔ اپنے چہرے ننگے کر لئے اور اسکی موت پر آہ و بکا کرنے لگے رات کو جب نصر نے اس مقام سے کوچ کا ارادہ کیا تو نفط کا ایک شیشہ کورصول کی لاش پر ڈلوا کر آگ لگوادی تا کہ ترک اسکی ہڈیوں کو بھی نہ لیجا سکیں۔ اس واقعہ کا ترکوں پر اس کے قتل سے بھی زیادہ اثر ہوا۔ نصر یہاں سے فرغانہ چلا گیا اور وہاں سے اس نے تیس ہزار لونڈی غلام مال غنیمت میں حاصل کئے۔

یوسف بن عمر نے نصر کو لکھا تھا کہ تم اس شخص کے مقابلہ کے لئے جاؤ جس نے شاش کو اپنا مامن بنا رکھا ہے۔ یعنی حارث بن سریج کے مقابلہ کے لئے اگر اس پر اور اہل شاش پر اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطا فرمائے تو تم ان کے شہروں کو ویران کر دینا ان کے بیوی بچوں کو لونڈی غلام بنا لینا۔ مگر خبر دار مسلمانوں کو خطرہ سے بچانا۔

یحییٰ بن حسین کا نصر کو مشورہ

نصر نے سروران فوج کو بلا کر یہ خط سنایا اور پوچھا آپ لوگوں کی کیا رائے ہے۔ یحییٰ بن حضین نے کہا آپ امیر المومنین اور امیر یوسف کے حکم کی تعمیل کیجئے۔ نصر نے ان سے کہا اے یحییٰ آپ نے ایک نیک شخص کی راتوں میں ایک جملہ کہا جس کی وجہ سے آپ خلیفہ تک پہنچے۔ ان کے انعام و اکرام سے مستفید ہوئے' آپ کے وظیفہ میں اضافہ کیا گیا اور آپ کے گھر والوں کے مناصب بھی مقرر ہو گئے اور آپ اس بلند درجہ تک پہنچے اس وقت آپ نے وہ بات کہی کہ میں بھی وہی کہنے والا تھا' اس مہم پر چلئے میں نے آپ کو اپنے مقدمۃ الجیش کا سردار مقرر کیا' لوگوں نے اس مشورہ دینے پر یحییٰ کو آ کر برا بھلا کہا۔

نصر نے ایک دن کہا کہ اس خطرہ سے زیادہ اور کیا بات خطرناک ہو سکتی ہے کہ ہم سفر میں ہوں اور ہمارے دشمن مقیم ہوں نصر شاش کی طرف بڑھا۔ حارث اس کے مقابلہ کے لئے آیا اس نے دو عرادے (لکڑی کا کھروندا جس میں بیٹھ کر تیراندازی کی جاتی ہے) بنی تمیم کے مقابل نصب کئے' جب اس نے کہا گیا کہ سامنے بنی تمیم ہیں تو اس نے انہیں وہاں سے ہٹا کر بنی آزد کے مقابل کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ بکر بن وائل کے سامنے نصب کر دیا' اخرم ایک مشہور ترک بہادر نے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا اور اس کے ہمراہیوں میں سے سات کو گرفتار کر لیا نصر نے حکم دیا کہ اخرم کا سر منجنیق کے ذریعہ دشمن کی صفوں میں پھینک دیا جائے۔ جب ترکوں نے اخرم کے سر کو دیکھا انہیں نہایت شدید صدمہ ہوا اور وہ شکست کھا کر میدان جنگ سے پسپا ہو گئے۔

نصر واپس پلٹا اس نے دریا عبور کرنے کا ارادہ کیا مگر اس میں مزاحمت کی گئی۔ جس سنہ میں نصر کا مقابلہ حارث بن سریج سے ہوا۔ اسی سال نصر سمرقند میں آ کر ٹھہرا' یہاں بخارا اخزاہ واپس ہوتے ہوئے نصر کے پاس آیا۔ بیرونی جنگی چوکی پر دشمن کی دیکھ بھال اسکی جمعیت کے متعلق تھی' ان کے ساتھ بخارا کے دوز میں وار بھی تھے جو نصر کے ہاتھ پر اسلام لا چکے تھے انہوں نے واصل بن عمرو القیسی کو جو نصر کی جانب سے بخارا کا عامل تھا اور بخارا اخذاہ کو اچانک قتل کر دینے کا ارادہ کیا تھا' یہ دونوں بخاری اخذاہ کے ظلم کے شاکی تھے۔ بخارا اخذاہ کا نام طوق سیادہ تھا' اس نے نصر سے کہا مجھے معلوم ہے انہوں نے آپکے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ہے مگر پھر اسکی کیا وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی کمر میں خنجر لگا رکھے ہیں' نصر نے ان سے کہا واقعی تمہارا یہ کیا طرز عمل ہے کہ باوجود اسلام لے آنے کے تم خنجر لگائے ہوئے ہو' انہوں نے کہا ہمارے اور بخارا اخذاہ کے درمیان عداوت ہے اس وجہ سے ہمیں اپنی جانوں کا اندیشہ ہے' نصر نے ہارون بن سیاوش بنی سلیم کے

آزاد غلام کو جو رابطہ فوج پر رہتا تھا حکم دیا کہ یہ خنجر ان سے لے لو' ہارون نے دونوں خنجروں کو کھینچ کر توڑ ڈالا' بخارا اخذاہ اٹھ کر نصر کے ساتھ ساتھ ان دونوں کے متعلق گفتگو کرتا ہوا چلنے لگا' انہوں نے اپنے دل میں کہا کہ کریموں کی موت مرنا بہتر ہے' ایک نے واصل بن عمرو پر حملہ کیا' اس کے پیٹ میں چھری گھونپ دی' واصل نے اس کے سر پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ کاسہ سر الگ جا پڑا اور وہ فوراً مر گیا' دوسرا بخارا اخذاہ کی طرف لپکا' جماعت نماز کھڑی ہو چکی تھی اس وقت بخارا اخذاہ ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا' نصر یہ گڑبڑ دیکھتے ہی خیموں کی قناتوں میں جھپٹ کر جا چھپا بخارا اخذاہ بھی بھاگا' مگر قناتوں کے دروازہ کے پاس لغزش کھا کر گر پڑا' اس زمیندار نے اس کے نیزہ مارا مگر جوز جان بن الجوز جان نے اس پر حملہ کیا اور گرز کی ایک ضربت سے اسے قتل کر دیا' بخارا اخذاہ اٹھا کر نصر کے خیمہ میں لایا گیا' نصر نے اس کے لئے تکیہ منگوایا بخارا اخذاہ نے تکیہ پر ٹیک دیدیا۔ قرعۃ طبیب نے آ کر علاج شروع کیا' بخارا اخذاہ نے نصر کو وصیت کی اور اسی گھڑی مر گیا' واصل خیموں ہی میں دفن کیا گیا نصر نے اسکی نماز جنازہ پڑھی' البتہ طوق سیادہ کا گوشت اس کے جسم سے علیحدہ کر کے اور اسکی ہڈیاں بخارا لے گئے۔

نصر بن سیار کی شاش روانگی

شاش جاتے ہوئے نصر اشروسنہ آیا۔ اشروسنہ کے رئیس ابارا خرہ نے اسے روپیہ نذر دیا۔ نصر شاش چلا گیا' محمد بن خالد الازدی کو فرغانہ کا عامل مقرر کر کے دس آدمیوں کے ہمراہ اسے فرغانہ روانہ کیا' اور فرغانہ سے جیش کے بھائی کو اور ختل کے دوسرے دہقانوں وغیرہ کو جو اس کے ہمراہ تھے واپس بلالیا۔ یہ بہت سی مورتیں بھی اپنے ساتھ لایا جنہیں اس نے اشروسنہ میں نصب کر دیا۔

شاہ شاش کی نصر کی اطاعت

بعض ارباب سیر نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب نصر شاش آیا تو شاش کے بادشاہ قدر نے نصر کا استقبال کیا' خود صلح کی درخواست کی' تحائف پیش کئے اور یرغمال بھی دیئے۔ نصر نے اس سے یہ شرط بھی کی کہ وہ حارث کو اپنے علاقہ سے خارج کر دے۔ چنانچہ قدر نے حارث کو فاراب کی طرف نکال دیا۔ نصر نے نیزک بن صالح عمرو بن العاص کے آزاد غلام کو شاش پر اپنا قائم مقام مقرر کر دیا' یہاں سے روانہ ہو کر نصر نے فرغانہ کے علاقہ میں قبا میں آ کر پڑاؤ کیا' باشندوں کو اسکی پیش قدمی کا علم ہو چکا تھا' انہوں نے گھاس جلادی' اور سامان خوراک کی بہم رسانی مسدود کر دی۔

محمد بن مثنیٰ کی کارگزاری

۱۲۱ھ کی بقیہ مدت ہی میں نصر نے ایک فوج رئیس فرغانہ کے ولی عہد کے مقابلہ پر بھیجی' مسلمانوں نے ترکوں کو ان کے ایک قلعہ میں محصور کر لیا' محاصرہ میں مسلمانوں سے کچھ غفلت ہوئی۔ ترک مسلمانوں کے جانوروں پر ٹوٹ پڑے انہیں ہنکالے گئے اور کچھ مسلمانوں کو بھی قید کر لے گئے۔ نصر نے ان کے مقابلہ کے لئے بنی تمیم کے کچھ لوگوں کو بھیجا۔ ان کے ہمراہ محمد بن المثنیٰ مشہور بہادر بھی تھے مسلمانوں نے ان سے ایک چال چلی۔ اپنے جانوروں کو کھلے بندوں چھوڑ دیا اور خود کمیں گاہ میں بیٹھ گئے' ترک پھر قلعہ سے نکلے بعض جانوروں کو ہنکالے گئے۔ مسلمانوں نے کمیں گاہ سے نکل کر ان پر حملہ کیا' انہیں شکست دیکر بھگا دیا۔ ان کے ایک بڑے زمیندار کو قتل کر دیا۔ بعض قیدی بھی گرفتار کئے اس

مقتول زمیندار کے بیٹے نے محمد بن المثنیٰ پر حملہ کیا' محمد نے ہوشیاری سے گرفتار کر لیا۔ یہ ایک امرولڑ کا تھا محمد اسے نصر کے پاس لائے نصر کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا۔

سلیمان بن صول کی سفارت

نصر نے سلیمان بن صول کو صلح کے کرنے کے لئے خط دیکر رئیس فرغانہ کے پاس بھیجا تھا۔ سلمان کہتے ہیں کہ جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس نے مجھ سے دریافت کیا۔ میں نے کہا کہ میں شاگرد پیشہ ہوں۔ امیر کے میر منشی کا مددگار ہوں رئیس فرغانہ نے اپنے درباریوں کو حکم دیا کہ اسے ہمارے خزانوں کی سیر کراؤ تا کہ انہیں معلوم ہو کہ ہمارے مالی ذرائع کیا ہیں' مجھے حکم دیا گیا کہ چلئے۔ میں نے کہا میں پیدل نہیں چل سکتا۔ رئیس نے حکم دیا کہ انکی سواری کے لئے گھوڑا لاؤ۔ میں اس کے خزانوں میں داخل ہوا۔ میں نے اپنے دل میں کہا اے سلیمان اسرائیل اور بشر بن؟۔ تمہاری اس ناکامی پر بغلیں بجائیں گے' یہ خزانہ مجھے اس لئے دکھائے جا رہے ہیں کہ یہ لوگ صلح کرنا نہیں چاہتے معلوم ہوتا ہے کہ مجھے ناکام واپس جانا پڑے گا۔

سلیمان بن صول اور شاہ فرغانہ کی گفتگو

میں خزانہ دیکھ کر رئیس کے پاس آیا اس نے مجھ سے پوچھا کہو ہمارے اور تمہارے درمیان میں جو راستہ ہے وہ کیسا ہے۔ میں نے کہا بہت سہل ہے' پانی و چارہ کی افراط ہے' اس جواب سے اسے تکلیف ہوئی۔ پھر مجھ سے پوچھا تم کیا جانتے ہو میں نے کہا میں غرشستان' غور ختل اور طبرستان کی مہموں میں لڑ چکا ہوں مجھے کیسے علم نہ ہوگا' اس نے کہا اچھا بتاؤ ہمارے مالی ذرائع اور ساز و سامان کو تم نے کیسا پایا۔ میں نے کہا نہایت عمدہ۔ مگر کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جو شخص قلعہ بند ہو جاتا ہے اسے ان باتوں میں سے ایک بات ضرور پیش آتی ہے' اس نے پوچھا وہ کیا ہیں میں نے کہا کہ بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ بادشاہ کا قریب ترین عزیز' محبوب' اور سب سے بڑھ کر معتمد علیہ اس پر اس لئے جھپٹ پڑتا ہے کہ اسکا مرتبہ خود حاصل کر لے' اور اس طرح وہ فاتح کے پاس تقرب حاصل کرنا چاہتا ہے یا بادشاہ کو اپنا تمام اندوختہ خرچ کرنا پڑتا ہے تا کہ وہ اپنے اقتدار کو صحیح سالم بچالے۔ یا وہ کسی مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے جس سے وہ جانبر نہیں ہوتا۔

یہ سن کر بادشاہ کا چہرہ پژمردہ ہو گیا اور میرے بیان سے اسے تکلیف پہنچی۔ مجھے حکم دیا کہ تم اپنے قیام گاہ کو واپس چلے جاؤ میں چلا آیا۔ دو روز ٹھہرا رہا اور مجھے یقین ہو گیا تھا کہ یہ صلح کی دعوت کو رد کر دے گا' بادشاہ نے پھر مجھے بلایا۔ صلح کے دعوی خط کو میں اپنے غلام کے ساتھ لیتا گیا' مگر میں نے اسے حکم دیدیا کہ جب میرا قاصد خط مانگنے آئے تو اپنی قیام گاہ کو چلا آنا خط مت بتانا اور مجھ سے کہہ دینا کہ خط مکان میں چھوڑ آیا ہوں۔

شاہ فرغانہ سے مصالحت

میں بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے مجھ سے خط مانگا۔ میں نے کہا کہ وہ خط میں اپنے قیام گاہ میں چھوڑ آیا ہوں' بادشاہ نے مجھ سے کہا کہ کسی کو بھیج کر منگوالو' پھر اس نے صلح کر لی' مجھے انعام و اکرام دیا۔ اپنی ماں کو جو حقیقت میں منصر مہمات امور مملکت تھی۔ میرے ساتھ بھیجا۔ میں نصر کے پاس آیا نصر نے مجھے دیکھ کر کہا تمہارے ہی لئے یہ مصرعہ کسی نے پہلے سے کہہ دیا ہے۔ فارسل حکیما ولا توصہ

عقلمند آدمی کو بھیج دے اور اسے نصیحت مت کرو۔

میں نے سارا واقعہ سنایا۔ نصر نے میرے طرز عمل کی تعریف کی' بادشاہ کی ماں کو دربار میں بلایا۔ یہ اس کے سامنے آئی نصر ترجمان کے ذریعہ اس سے باتیں کرنے لگا اسی گفتگو کے دوران میں تمیم بن نصر دربار میں آیا۔ نصر نے ترجمان سے کہا ان سے پوچھو کہ کیا وہ انہیں پہچانتی ہیں۔ اس نے جواب دیا نہیں۔ نصر نے کہا یہ تمیم بن نصر ہے اس نے کہا بخدا اس میں میں نہ چھوٹوں کی حلاوت پاتی ہوں اور نہ بڑوں کا تجربہ و پختہ کاری۔

بادشاہ فرغانہ اور نصر کی گفتگو

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس نے نصر سے کہا کہ جس بادشاہ کے پاس یہ چھ چیزیں نہ ہوں وہ بادشاہ نہیں ہے' ایک وزیر جس سے وہ اپنے دلی راز کہہ سکے' اس سے مشورہ لے اور اس کے مشورہ پر اعتماد کرے' دوسرے باورچی کہ اگر بادشاہ کو کھانے کی بھوک بھی نہ ہو تب بھی وہ ایسا کھانا اس کے لئے تیار کرے کہ اسے اسکی اشتہا پیدا ہو جائے۔ تیسری بیوی اگر کبھی وہ غمگین بھی اس کے پاس آئے تو اسکی صورت دیکھتے ہی رنج و غم دور ہو جائے۔ چوتھے قلعہ کی ضرورت کے وقت وہ اس میں اپنی حفاظت کر سکے۔ پانچویں گھوڑا اور تلوار کہ ہمسروں سے مقابلہ کے وقت اسے ان کی وفاداری پر پورا بھروسہ ہو' چھٹے ایسا ذخیرہ دولت کہ جہاں کہیں وہ اسے لیجائے اسکی وجہ سے زندگی بسر کر سکے۔ پھر تمیم بن نصر بڑے شاندار کپڑے پہنے ہوئے' اکڑتا ہوا اپنے مصاحبین کی ایک جماعت کے ساتھ دربار میں آیا۔ اس نے پوچھا یہ کون ہے' لوگوں نے کہا یہ نصر بن تمیم خراسان کا مشہور سردار ہے' اس نے کہا کہ نہ اس میں بڑوں کی سی عقلمندی و تجربہ کاری معلوم ہوتی ہے اور نہ چھوٹوں کی حلاوت' اس کے بعد حجاج بن قتیبہ آیا۔ اس نے پوچھا یہ کون ہیں' کہا گیا کہ حجاج بن قتیبہ ہیں' یہ سنتے ہی اس نے حجاج کو سلام کیا اسکی مزاج پرسی کی اور کہنے لگی اے معشر عرب تم میں وفا نہیں اور نہ تم ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہو' قتیبہ وہ شخص تھا کہ جس نے تمہیں تمہاری اس موجودہ حالت تک جسے میں دیکھ رہی ہوں پہنچایا' اور یہ اسکا بیٹا تم سے نیچے بیٹھتا ہے' اے نصر تمہارا فرض تھا کہ تم اسے اپنی جگہ بٹھاتے اور خود تم اسکی جگہ بیٹھے۔

اس سال محمد بن ہشام بن اسماعیل المخزومی کی امارت میں حج ہوا۔ یہی ہشام کی جانب سے مکہ مدینہ اور طائف کے اس سال عامل تھے۔ سارے عراق پر یوسف بن عمر والی تھا' آرمینا اور آذربائیجان کا والی مروان بن محمد تھا' نصر بن سیار خراسان کا والی تھا' عامر بن عبیدہ بصرہ کے اور ابن شبرمہ کوفے کے قاضی تھے۔

۱۲۲ھ کے اہم واقعات کا تذکرہ

زید بن علی کا خروج

اس سنہ میں زید بن علی مارے گئے۔ اسکا واقعہ یہ ہے کہ جب انہوں نے خروج کا ارادہ کیا تو تیاری کا حکم دیا۔ جو لوگ ایفائے بیعت کرنا چاہتے تھے انہوں نے تیاری شروع کر دی۔ سلیمان بن سراقہ البارقی نے یوسف بن عمر سے

آ کر زید کی ساری کیفیت سنائی اور یہ بھی کہا کہ زید اہل کوفہ کے عامر نام ایک شخص اور بنی تمیم کے ایک شخص بارق کے بھانجے طیعمہ نام کے پاس آیا کرتے ہیں اور اب وہ انہیں کے پاس مقیم ہیں۔ یوسف نے ان لوگوں کے مکانات میں زید کو تلاش کرایا مگر وہ تو نہ ملے البتہ یہ دونوں شخص گرفتار کر کے یوسف کے سامنے پیش کئے گئے۔ یوسف کو ان سے باتیں کرنے سے زید کی ساری کیفیت اور ان کے ارادہ کا حال معلوم ہو گیا' دوسری جانب جب زید کو اپنی گرفتاری کا اندیشہ ہوا تو انہوں نے اس وقت مقررہ سے پہلے ہی جو خروج کے لئے ان کے اور اہل کوفہ کے درمیان طے پایا تھا خروج کر دیا۔

اس وقت اہل کوفہ کا حکم بن الصلت سردار تھا اور عمرو بن عبدالرحمٰن کوفہ کا کوتوال تھا یہ شخص بنی القارہ سے تھا بنی ثقف اس کے ماموں تھے' یہ بنی ثقیف میں رہتا تھا اس کے ہمراہ عبیداللہ بن العباس الکندی بھی کچھ شامیوں کے ہمراہ اس کے ساتھ تھا' یوسف بن عمر اس وقت حیرہ میں مقیم تھا۔

جب زید کے ان طرفداروں کو جنہوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی معلوم ہوا کہ زید کے اادہ کا علم یوسف بن عمرو کو ہو گیا ہے' اس نے زید کے پاس اپنے جاسوس لگا دیئے ہیں اور وہ ان کے حال کی تفتیش کرتا رہتا ہے تو ان کے سر برآوردہ لوگوں کی ایک جماعت زید کے پاس آئی۔ زید سے پوچھا کہ ابوبکر اور عمر کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے' زید نے کہا اللہ ان پر اپنا رحم کرے اور انہیں مغفرت دے' میں نے اپنی کسی خاندان والے کو ان سے اپنی برات کا اظہار کرتے نہیں سنا اور نہ کوئی شخص ان کے متعلق کبھی برے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ ان لوگوں نے کہا آپ اہل بیت کے خون کا بدلہ لینے کے لئے' اسی لئے طالب ہوئے ہیں کہ یہ دونوں آپ کی حکومت کے درمیان کود پڑے اور آپ کے ہاتھوں سے اسے نکال لیا۔

زید نے کہا اس معاملہ میں سخت سے سخت بات جو میں کہہ سکتا ہوں وہ صرف اتنی ہے کہ رسول اللہ کے بعد ان کی خلافت کے سب سے زیادہ مستحق ہم تھے مگر قوم نے دوسروں کو ہم پر ترجیح دی اور ہمیں اس سے ہٹا دیا۔ مگر اس بناء پر وہ ہمارے نزدیک کفر کے درجہ تک نہیں پہنچے۔ یہ دونوں حضرات امیر المومنین ہوئے تو انہوں نے لوگوں میں انصاف کیا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر کاربند رہے۔

ان لوگوں نے کہا جب ان حضرات نے آپ کے ساتھ کوئی ظلم نہیں کیا تو ان لوگوں نے بھی نہیں کیا' پھر آپ ہمیں کیوں ایسے لوگوں سے لڑنے کی دعوت دیتے ہیں جنہوں نے آپ پر ظلم نہیں کیا ہے۔

کوفیوں کی زید بن علی سے علیحدگی

زید نے کہا نہیں یہ بات نہیں ہے' یہ لوگ ان جیسے نہیں ہیں' یہ ظالم ہیں نہ صرف میرے لئے بلکہ آپ لوگوں کے لئے اور خود اپنے لئے' میں آپ کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف بلاتا ہوں تاکہ احیاء سنت ہو اور بدعات مٹائی جائیں اگر آپ نے میری دعوت کو قبول کیا تو خود آپ کو اسکا فائدہ پہنچے گا اور اگر انکار کر دیا تو میں آپ پر حاکم تو ہوں نہیں۔

یہ سن کر یہ لوگ انہیں چھوڑ کر چلے آئے' اپنی بیعت توڑ دی اور کہنے لگے کہ یہ امام سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں یہ لوگ مدعی تھے کہ ابوجعفر محمد بن علی زید کے بھائی اصل میں امام تھے اور چونکہ اس زمانہ میں ان کا انتقال ہو چکا تھا ان کے بیٹے جعفر بن محمد زندہ تھے ان لوگوں نے کہا کہ جعفر اپنے باپ کے بعد ہمارے امام ہیں اور وہی امارت کے زیادہ مستحق

ہیں' ہم زید بن علی کا ساتھ نہیں دیتے کیونکہ وہ امام نہیں ہیں۔ اسی بناء پر زید نے انکا نام رافضہ رکھا مگر اب یہ لوگ مدعی ہیں کہ جب ہم نے مغیرہ کا ساتھ چھوڑا تو اس نے ہمارا یہ نام رکھا۔

جعفر بن محمد بن علی

ان میں سے بعض لوگ زید کے خروج کرنے سے پہلے جعفر بن محمد بن علی کے پاس آئے تھے اور ان سے کہنے لگے کہ زید بن علی ہم میں آ کر بیعت لے رہے ہیں۔ آپ کی کیا رائے ہے ہم ان کی بیعت کریں یا نہ کریں جعفر نے کہا ہاں ضرور کرو' کیونکہ بخدا وہی ہم میں سب سے افضل و بہترین شخص ہیں اور ہمارے سردار ہیں' اس کے بعد یہ لوگ زید کے پاس آئے مگر انہوں نے اس بات کو ظاہر نہیں کیا کہ جعفر نے ہمیں ایسا حکم دیا تھا۔

اب زید بن علی کا خروج ان وجوہات سے ضروری ہو گیا۔ انہوں نے اپنے طرفداروں سے بدھ کی رات جو صفر ۱۲۲ھ کی پہلی شب تھی خروج کے لئے مقرر کی یوسف بن عمرو کو اسکا علم ہوا اس نے حکم بن الصلت کو حکم بھیجا کہ تمام اہل کوفہ کو جامع مسجد میں اکٹھا کر کے محصور کر لو۔ حکم نے تمام سرداروں' با قاعدہ فوج والوں' عہدہ داروں اور جنگی سپاہیوں کو بلا کر مسجد میں داخل ہونے کا حکم دیا اور اعلان کرا دیا کہ امیر کہتے ہیں کہ جو شخص اپنے گھر میں پایا جائے گا اس کے تمام حقوق ساقط ہو جائیں گے' آپ سب لوگ جامع مسجد میں رہیں۔ زید کے خروج سے ایک دن پہلے ہی منگل کے دن تمام لوگ مسجد اعظم میں آ گئے۔

قاسم التغی کا قتل

سرکاری عہدہ داروں نے معاویہ بن اسحاق بن زید بن حارثہ الانصاری کے مکان میں زید کو تلاش کیا مگر زید نے رات ہی میں کہ وہی شب میعاد تھی اور اس رات نہایت ہی شدید سردی تھی معاویہ کے مکان سے خروج کیا' ان لوگوں نے لکڑیوں کے مٹھے کو ایک لکڑی کے سرے پر باندھ کر مشعلیں بنائیں' ان میں آگ روشن کی اور پکارنے لگے ''اے منصور ارادہ فرمایئے،، جب ایک مشعل جل کر ختم ہو جاتی تھی تو دوسری میں آگ لگا دیتے تھے۔ اسی طرح رات بسر کی صبح کے وقت زید نے قاسم التغی الحضرمی اور اپنے طرف داروں میں سے ایک اور شخص کو بھیجا کہ وہ اپنا شعار لوگوں میں پکاریں جب یہ لوگ عبدالقیس کے میدان میں پہنچے تو جعفر بن عباس الکندی سے اور ان سے مڈبھیڑ ہو گئی' انہوں نے جعفر اور اس کے ہمراہیوں پر حملہ کیا' قاسم کے ساتھ جو دوسرا شخص تھا وہ تو مارا گیا اور قاسم التغی زخمی میدان سے اٹھا کر حکم کے سامنے لایا گیا' حکم نے اس سے گفتگو کی مگر اس نے کسی بات کا جواب نہیں دیا حکم نے اسے قتل کا حکم دیدیا' یہ شخص قصر کے دروازہ پر قتل کر دیا گیا' زید بن علی کے ساتھیوں میں سے سب سے پہلے یہی قاسم اور اسکا ساتھی مقتول ہوئے۔

کوفہ کی ناکہ بندی

حکم بن الصلت نے راستوں پر پہرے بٹھا دیئے' بازار کے راستے بند کر دیئے گئے اور مسجد کے دروازے بھی بند کر دیئے گئے تا کہ کوئی کوفہ والا نہ نکل سکے' کوفہ میں فوج کے چار دستے تھے ان میں سے اہل مدینہ کے دستے پر ابراہیم بن عبداللہ بن حریر البجلی سردار تھا بنی مذحج اور اسد کے دستہ پر عمرو بن ابی بدر العبدی کندہ اور ربیعہ پر منذر بن محمد بن الاشعث بن قیش الکندی اور تمیم و ہمدان کے دستہ پر محمد بن مالک الہمدانی الخیولی سردار تھا۔

حکم نے یوسف کو تمام واقعہ کی اطلاع دی' یوسف نے اپنے نقیب سے کہا کہ منادی کر دو کہ شامیوں میں سے کون ایسا ہے کہ جو کوفہ جا کر تمام واقعات قریب سے دیکھ کر مجھے آ کر اسکی اطلاع دے' جعفر بن العباس الکندی نے کہا کہ میں جاتا ہوں' چنانچہ وہ پچاس سواروں کے ساتھ کوفہ آیا۔ جبانہ سالم السلولی تک آیا' زید کے ہمراہیوں کی حالت معلوم کی اور پھر یوسف کو جا کر انکی خبر دی صبح کو یوسف حیرہ کے قریب ایک ٹیلہ پر آ کر ٹھہرا' قریش' اور دوسرے معزز لوگ اس کے ساتھ تھے' عباس بن سعید المزنی اس زمانہ میں اس کے محافظ دستہ کا سردار تھا' یوسف نے ریان بن مسلمہ الاراشی کو دو ہزار فوج کے ساتھ کہ جس کے ہمراہ تین سو قیقانی تیر اندازوں کا پیدل دستہ تھا آگے بڑھایا۔

دوسری جانب صبح کے وقت زید کے ہمراہ کل دو سو اٹھارہ آدمی تھے جو اس رات میں ان کے پاس آئے تھے' زید نے پوچھا۔ خدا کی شان' اور لوگ کہاں ہیں؟ کہا گیا کہ وہ مسجد اعظم میں بند ہیں' زید نے کہا جن لوگوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے ان کے لئے یہ کوئی معقول عذر نہیں ہے۔

زید کا شامیوں پر حملہ اور فتح

نصر بن خزیمہ آواز سن کر زید کی طرف چلا مگر راستہ ہی میں عمرو بن عبدالرحمٰن، حکم بن الصلت کی فوج خاصہ کا سردار اپنے جہینی سواروں کے دستہ کے ساتھ، زبیر بن ابی حکیمہ کے اس مکان کے قریب سامنے آیا اس راستہ پر جو بنی عدی کی مسجد کی طرف نکلتا ہے۔ نصر بن خزیمہ نے کہا "اے منصور قصد فرمایئے"، مگر اسکا کوئی جواب اسے نہ ملا۔ نصر اور اس کے ساتھیوں نے سرکاری فوج پر حملہ کر دیا، عمرو بن عبدالرحمٰن مارا گیا اسکے ساتھی پسپا ہو گئے۔

زید بن علی جبانہ سالم سے جبانہ صائدین تک آگے بڑھ آئے، یہاں پانچ سو شامی تھے، زید نے اپنے ساتھیوں سمیت ان پر حملہ کر دیا اور انہیں شکست دی۔ اس روز زید ایک سیاہ ٹٹو پر سوار تھے جسے انہوں نے بنی نہد بن کہمس بن مروان بخاری کے ایک شخص سے پچیس دینار میں خریدا تھا، زید کے قتل کے بعد اس ٹٹو کو حکم بن الصلت نے لے لیا۔

ازدی کا گھر سے نہ نکلنا

زید ایک ازدی کے مکان کے دروازے پر پہنچے اس نے بھی ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، اسے بلایا گیا، اگر چہ وہ گھر میں تھا مگر اس نے جواب نہیں دیا انس بن عمرو اس کا نام تھا، پھر زید نے خود اسے آواز دی اور کہا، اے انس میرے پاس آؤ، اللہ تم پر رحم کرے گا، اسلئے کہ حق آ گیا ہے اور باطل مٹ گیا کیونکہ باطل مٹنے کیلئے ہے، مگر پھر بھی یہ شخص باہر نہ نکلا۔ زید نے کہا تم لوگوں نے کس قدر وعدہ خلافی کی اللہ ہی تم سے حساب لینے والا ہے۔

زید کوفہ میں

یہاں سے زید کناسہ کی طرف آئے۔ شامیوں کی ایک جماعت یہاں بھی متعین تھی زید نے اس پر حملہ کیا اور شکست دی، پھر یہاں سے بڑھ کر قبرستان پر نمودار ہوئے، یوسف بن عمر اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس وقت تک ٹیلہ پر کھڑا ہوا انہیں دیکھ رہا تھا اس کے سامنے خرام بن مرۃ المزنی اور زمزم بن سلیم الثعلبی زرہ بند پیدل فوج کو اپنی قیادت میں لئے ہوئے کھڑے تھے، اسکے ساتھ کل دو سو آدمی تھے اور بخدا اگر زید اسکا رخ کرتے تو اسے قتل کر ڈالتے، ریان

بن سلمہ شامیوں کو لئے ہوئے کوفہ میں زید کے تعاقب میں لگا ہوا تھا۔ زید دائیں جانب خالد بن عبداللہ کے مصلے کی سمت مڑے اور کوفہ میں داخل ہو گئے۔

شامیوں کا زید کی ایک جماعت سے مقابلہ

جس وقت زید نے کناسہ کا رخ کیا تو ان کے ساتھیوں کا ایک گروہ مخنف بن سلیم کے قبرستان کی طرف بھٹک کر چلا گیا یہاں ان میں سے کسی نے دوسرے سے کہا کہ ہم کندہ کے قبرستان کی طرف کیوں نہ چلیں۔ یہ الفاظ اسکی زبان سے ہی نکلے ہوں گے کہ شامی آ گئے یہ جماعت انہیں دیکھتے ہی ایک تنگ گلی میں گھس گئی۔ ایک شخص ان میں سے پیچھے رہ گیا وہ مسجد میں چلا آیا۔ دو رکعت نماز پڑھی شامیوں کے مقابلہ کے لئے باہر آیا تھوڑی دیر تک مقابلہ کرتا رہا۔ شامیوں نے اسے زمین پر گرا دیا اور تلواریں مارنے لگے اس پر ان کے ایک شخص نے کہا کہ یہ فولادی خود پہنے ہوئے ہے پہلے اسکے سر سے خود اتار لو اور پھر فولادی گرز اسکے سر پر زور سے مارو، شامیوں ایسا ہی کیا جس کے نتیجہ میں یہ شخص قتل ہو گیا۔ مگر پھر اسکے طرفداروں نے شامیوں پر حملہ کیا اور انہیں اس سے ہٹا دیا مگر اب یہ قتل ہو چکا تھا شامی پلٹ گئے۔ مگر انہوں نے کوفیوں کے ایک شخص کو اسکی جماعت سے علیحدہ کر دیا۔ اور باقی سب بچ کر نکل گئے یہ شخص عبداللہ بن عوف کے مکان میں جا گھسا شامی بھی اس کے پیچھے اس مکان میں داخل ہو گئے، اسے گرفتار کر کے یوسف بن عمرو کے پاس لائے اور پھر یوسف نے اسے قتل کرا دیا۔

زید اور عبیداللہ کی فوج کا باہمی مقابلہ

جب زید نے اہل کوفہ کی بے وفائی دیکھی تو نصر بن خزیدہ سے کہا کیا آپ کو یہ خوف ہے کہ یہ لوگ میرے ساتھ وہی سلوک کریں گے جو حسینؓ کے ساتھ کیا تھا، نصر نے کہا خدا مجھے آپ پر سے قربان کرے میں تو آخر دم تک آپ کی حمایت میں لڑوں گا اس روز کوفہ ہی میں جنگ ہوئی۔ پھر نصر نے زید سے کہا کہ تمام لوگ مسجد اعظم میں بند ہیں آپ ہمیں لیکر وہاں چلئے زید اپنے ساتھیوں کو لیکر مسجد کی طرف روانہ ہوئے خالد بن عرفطہ کے مکان سے گزرے، دوسری طرف عبیداللہ بن العباس الکندی کو ان کی پیش قدمی کا علم ہوا وہ بھی شامیوں کو لیکر مقابلہ کے لئے بڑھا عمر بن سعد بن ابی وقاص کے دروازہ پر دونوں کا مقابلہ ہوا، عبیداللہ کا علمبردار سلیمان اسی کا آزاد غلام تھا یہ اس موقع پر ٹھہر گیا جب عبیداللہ نے حملہ کا ارادہ کیا اور دیکھا کہ سلیمان رک گیا ہے اس نے اسے ڈانٹا کہ اے خبیثہ کے لڑکے حملہ کر، اس نے بھی حمہ کیا اور آگے ہی بڑھتا گیا یہاں تک اسکا جھنڈا خون سے رنگین ہو گیا، عبیداللہ تنہا جنگ کے لئے سامنے آیا۔ واصل غلہ فروش اسکے مقابلہ کے لئے نکلا دونوں تلواریں چلاتے رہے پھر واصل نے احول سے کہا تم اسکا مقابلہ کرو میں تو ایک نوعمر غلہ فروش ہوں عبیداللہ نے اس پر کہا اللہ میرے ہاتھ قطع کردے اگر میں تجھے زندہ چھوڑ دوں، عبیداللہ نے پھر اس پر تلوار کا وار کیا مگر بیکار گیا۔ عبیداللہ اور اسکے ساتھی عمرو بن حریث کے مکان تک پسپا ہو گئے زید اور ان کے سپاہی باب الفیل تک بڑھ آئے یہاں زیدی دروازوں کے اوپر سے اپنے جھنڈے مسجد میں داخل کر کے لوگوں سے کہنے لگے اے مسجد والوں ہمارے پاس آ جاؤ نصر بن خزیمہ نے بھی انہیں پکار کر کہا کہ اے کوفہ والو۔ ذلت سے نکل عزت میں آ جاؤ۔ ہمیں یہاں دین و دنیا دونوں حاصل ہوں گے کیونکہ موجودہ حکومت میں دنیا کا تمہیں فائدہ ہے اور نہ دین کا، یہ سنکر شامی بلندی پر چڑھ آئے اور

مسجد پر سے زید کی طرفداروں پر پتھر پھینکنے لگے۔

کوفیوں سے شدید جنگ

اس روز کوفہ کے باشندوں کی ایک بڑی جماعت کوفہ کے اطراف میں تھی۔ بیان کیا گیا ہے کہ سالم کے قبرستان میں تھی۔ ریان بن سلمہ مغرب کے وقت حیرہ کی طرف واپس آیا زید بن علی بھی اپنے طرفداروں اور اپنے ساتھ ملنے والے کوفیوں میں سے کچھ لوگوں کے ساتھ پلٹ کر سرکاری بھنڈار خانہ پر آ جمے، ریان بن مسلمہ نے یہاں آ کر انکا مقابلہ کا اور اس مقام پر نہایت شدید جنگ ہوئی بہت سے شامی مقتول اور زخمی ہوئی، زید کے ساتھیوں نے اس مقام سے مسجد تک شامیوں کا تعاقب کیا، شامی بدھ کے دن شام کو مایوسانہ خیالات لئے ہوئے واپس ہوئے، دوسرے دن جمعرات کی صبح کو یوسف بن عمر نے ریان بن سلمہ کو بلوایا مگر معلوم ہوا کہ وہ اس وقت حاضر نہیں ہے۔

عباس بن سعید اور زید بن علی کی جنگ

بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ ریان اسکے پاس آیا چونکہ وہ ہتھیار باندھے ہوئے نہ تھا اسلئے یوسف نے اسے ملامت کی اور کہا کہ تم رسالدار ہو کر ایسی حالت میں آئے ہو، بیٹھ جاؤ، پھر یوسف نے عباس بن سعید المزنی اپنی فوج خاصہ کے سردار کو بلایا اور اسے شامیوں کے ساتھ زید کے مقابلہ پر بھیجا، اس نے بھنڈار خانہ پہنچ کر زید کا مقابلہ کیا، وہاں ایک بخار کی بہت سی لکڑیاں پڑی ہوئی تھیں جنکی وجہ سے راستہ بہت تنگ ہو گیا تھا، زید اپنے ساتیوں کو لیکر مقابلہ کے لئے آیا۔ اسکے دونوں پہلوؤں پر نصر بن خزیمہ العبسی اور معاویہ بن اسحٰق الانصاری تھے جب عباس نے انہیں دیکھا تو چونکہ اسکے ساتھ پیدل فوج نہ تھی اسلئے اس نے اپنے دستہ فوج کو پیدل ہو جانے کا حکم دیا چنانچہ اسکے ساتھیوں میں سے اکثر گھوڑوں سے اتر پڑے اور نہایت خونریز معرکہ شروع ہوا۔

نصر اور نائل کا قتل

اہل شام میں بنی عبس کا نائل بن فروہ نامی ایک شخص تھا اس نے یوسف بن عمر سے کہا تھا کہ اگر میں نے نصر بن خزیمہ کو دیکھ لیا تو یا میں اسے قتل کر دوں گا یا وہ مجھے قتل کر ڈالیگا، یوسف نے اسے ایک تلوار دی، یہ تلوار جس چیز پر پڑتی اسے قطع کر دیتی۔ جب حریفوں کا مقابلہ شروع ہو گیا تو نائل بن فروہ نے نصر بن خزیمہ کو دیکھا، یہ اسکی طرف بڑھا اور نصر پر تلوار کا ہاتھ رسید کیا، اسکی ران کٹ گئی مگر نصر نے بھی ایک ہی ضرب میں اسکا کام تمام کر دیا۔ مگر نصر بھی فوراً مر گیا۔

شامیوں کی شدید پسپائی

نہایت شدید جنگ ہوتی رہی آخر کار زید نے شامیوں کو شکست دیکر بھگا دیا۔ ان کے ستر آدمی قتل کئے، شامی جب پسپا ہوئے تو ان کی حالت بری ہو چکی تھی اب عباس بن سعید نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ سوار ہو جاؤ۔ اس نے اپنی فوج کو پیدل اس لئے کیا تھا کہ تنگ مقام میں سوار فوج پیدل فوج کا مقابلہ نہیں کر سکتی، سب لوگ سوار ہو کر چلے آئے شام ہوتے ہی یوسف بن عمر نے پھر انہیں تیار کر کے مقابلہ کے لئے بھیجا، جب دونوں دشمن ایک دوسرے کے مقابلے میں آ گئے تو زید نے اپنی فوج کو لیکر حملہ کیا انہیں پسپا کر دیا، انکا تعاقب کیا، اور سبخہ کی طرف بھگا دیا مگر پھر سبخہ میں آ کر ان

پر حملہ کیا اور یہاں سے بنی سلیم کی طرف انہیں نکال دیا۔ یہاں بھی زید نے اپنے سوار اور پیدل فوج کے ساتھ انکا تعاقب جاری رکھا، شامی مسناۃ کی راہ ہو لئے مگر زید بارق اور رواس کے درمیان ان کے مقابل آئے اور یہاں پھر طرفین میں نہایت شدید جنگ شروع ہوئی۔

زید بن علی کی جماعت پر تیراندازی

اس روز زید کا علمبردار عبدالصمد بن ابی مالک بن مسروح (از بنی سعد بن زید حضرت عباس بن عبدالمطلب کے حلیف) تھا مسروح العدی کی شادی حضرت عباس کی صاحبزادی صفیہ سے ہوئی تھی شامی رسالہ زید کی فوج کے مقابلہ پر ٹھہر نہیں سکتا تھا، عباس نے اس حالت کی اطلاع یوسف بن عمر کو دی اور یہ پیغام بھیجا کہ تیرانداز بھیج دیئے جائیں۔ یوسف نے سلیمان بن کیسان الکلبی کو قیقانی اور بخاری تیراندازوں کے ساتھ عباس کی مدد کے لئے بھیج دیا۔ ان لوگوں نے زید اور انکی فوج پر تیراندازی شروع کی تب پہنچ کر زید نے سوچا کہ اپنی فوج کو زیادہ خطرے میں نہ ڈالیں اور پلٹ جائیں مگر خود ان کے ساتھیوں نے انکی بات نہ مانی۔

زید کا زخمی ہونا

معاویہ بن اسحٰق الانصاری نے زید کے سامنے نہایت جوانمردی وشجاعت کا اظہار کیا۔ خوب ہی داد مردانگی دی اور وہیں قتل ہو گیا زید بن علی اپنے ساتھیوں کے ساتھ برابر میدان کارزار میں جمے رہے البتہ جب رات اچھی طرح تاریک ہو گئی تو ایک تیر انکی پیشانی پر بائیں جانب آکر پیوست ہوا اور دماغ تک اتر گیا، زید واپس ہوئے انکی فوج بھی پلٹی مگر شامیوں کو یہی خیال رہا کہ زید اور انکے ساتھی محض رات ہو جانے کی وجہ سے واپس پلٹ گئے ہیں۔

زید کا انتقال

سلمہ بن ثابت اللیثی جو خود اس جنگ میں زید کے ساتھ تھا اور اس روز وہ اور معاویہ بن اسحٰق کا ایک غلام سب سے آخر میں مدیان جنگ سے واپس ہوئے تھے بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرا ساتھی زید کے زخم کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے جارہے تھے، ہمیں معلوم ہوا کہ وہ گھوڑے سے اتر کر داک نامی سڑک پر راحب اور شکر کے مکانات میں سے کسی ایک مکان جو کہ حران بن کریمہ کا تھا، اس میں لاکر اترے گئے ہیں، میں انکے پاس گیا اور میں نے کہا کہ خدا مجھے آپ پر قربان کردے، اور لوگ جا کر ایک طبیب کو لے آئے اسکا نام شقیر تھا اور یہ بنی رواس کا آزاد غلام تھا، اور اس نے تیر انکی پیشانی سے کھینچ لیا۔ میں اس وقت انہیں دیکھ رہا تھا، تیر کھینچتے ہی زید نے چلانا شروع کیا اور فوراً ہی انکا انتقال ہو گیا، اب مشورہ ہونے لگا کہ انہیں کہاں دفن کریں اور کہاں چھپائیں، بعضوں نے کہا کہ زرہ پہنا کر پانی میں ڈالدیں۔ دوسروں نے کہا کہ انکا سر کاٹ کر مقتولیں میں رکھ دیں۔ ان کے بیٹے یحیٰی نے کہا میں اسے گوارا نہیں کرونگا کہ کتے میرے باپ کا گوشت کھائیں، اور لوگوں کی یہ رائے ہوئی کہ انہیں عباسیہ لے چلیں اور وہاں دفن کریں۔

تدفین

راوی کہتا ہے، مگر میں نے مشورہ دیا کہ اس گڑھے میں جہاں سے مٹی لیجاتی ہے۔ لیجا کر انہیں دفن کر دینا چاہئے، اس رائے کو سب نے پسند کیا ہم انہیں وہاں لائے اور دونوں گڑھوں کے درمیان ہم نے قبر کھودی، اس زمانہ میں گڑھے میں پانی بہت تھا جب بڑی مشکل سے ہم نے قبر کھودی تو انہیں وہاں سپرد خاک کر دیا اور قبر پر پانی بہادیا، ہمارے ساتھ انکا ایک سندھی غلام بھی تھا۔

زید کا بیٹا سابق کے پاس

وہاں سے پلٹ کر ہم جبانۃ السبیع آئے، ہمارے ساتھ زید کے صاحبزادے بھی تھے، ہم یہاں ٹھہرے نہیں تمام لوگ ہم سے علیحدہ ہو کر چلے گئے اور میں صرف دس آدمیوں کی جماعت کے ساتھ رہ گیا، میں نے ان کے صاحبزادہ سے کہا کہ اب صبح ہونے والی ہے آپ کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ان کے ہمراہ ابوالصیار العبدی بھی تھا۔
زید کے صاحبزادہ نے کہا میں نہرین جانا چاہتا ہوں نہرین سے میں سے یہ سمجھا کہ یہ فرات کے کنارے کنارے جانا اور دشمنوں سے لڑا چاہتے ہیں اس خیال سے میں نے ان سے کہا تو پھر آپ اس جگہ سے نہ ہٹئے اور یہیں دشمن کا آخر دم تک مقابلہ کیجئے یا پھر جو اللہ کرے۔ اسکے جواب میں انہوں نے مجھ کہا کہ میں کربلا کے دریاؤں کی طرف جانا چاہتا ہوں، یہ سنتے ہی میں نے کہا تو پھر صبح ہونے سے پہلے ہی یہاں سے نکل جایئے۔

یحییٰ بن زید کی نینوا روانگی

یحییٰ فوراً ہی روانہ ہو گئے، میں بھی ان کے ہمراہ تھا ابوالصیار بھی تھا اور بھی مختصر سی جماعت تھی، جب ہم کوفہ سے نکل گئے تو اذان صبح کی آواز سنی، سنلہ میں نماز صبح پڑھی ار پھر ہم نے نینویٰ کی طرف جلدی جلدی چلنا شروع کیا۔ یحییٰ نے مجھ سے کہا کہ میں بشر بن عبدالملک بن بشر کے آزاد کردہ غلام سابق کے پاس جانا چاہتا ہوں انہوں رفتار میں اور بھی تیزی کر دی۔ راستے میں جب مجھے اور لوگ ملتے میں ان سے یحییٰ کیلئے کھانا طلب کرتا وہ لوگ روٹیاں دیتے، میں انہیں کھلا دیتا وہ بھی کھا لیتے اور ہم بھی ان کے ہمراہ کھاتے، نینویٰ پہنچے اب اندھیرا ہو چکا تھا، سابق کے مکان پہنچے۔ میں نے دروازہ پر آواز دی۔ سابق نکل کر آیا میں نے یحییٰ سے کہا کہ لیجئے اب میں تو فیوم جاتا ہوں اور وہیں رہوں گا جب آپ مناسب سمجھیں بلا لیجئے گا۔ چنانچہ میں انہیں سابق کے پاس چھوڑ کر اپنے راستے چلا گیا اور وہی میری ان سے آخری ملاقات تھی۔

سر لانے پر انعام

ادھر یوسف نے شامیوں کو بھیجا کہ اہل کوفہ کے مکان میں زخمیوں کو تلاش کریں۔ یہ لوگ عورتوں کو مکانات کے صحن میں نکال دیتے تھے اور زخمیوں کی تلاش میں سارے گھر کو چھان ڈالتے، جمعہ کے دن زید کے سندھی غلام نے زید کا مقبرہ بتا دیا۔ حکم بن صلت نے عباس بن سعید المزنی، اور ابن الحکم بن صلت کو لاش نکالنے کے لئے بھیجا۔ انہوں نے لاش نکالی مگر چونکہ عباس کو یہ بات ناگوار تھی کہ ابن الحکم بن صلت لاش پر قبضہ کرے اس لئے اس نے اسے وہیں چھوڑ دیا اور

جمعہ ہی کے دن صبح کو یوسف بن عمر، کے پاس ایک قاصد کو یہ خوشخبری دینے کے لئے زید بن علی کا سر دیکر حجاج بن القاسم بن محمد بن الحکم بن ابی عقیم کے ساتھ بھیجا۔ جب یوسف بن عمر کے پاس قاصد یہ پیام لیکر پہنچا اس نے حکم دیا کہ زید بن علی، نصر بن خزیمہ، معاویہ بن اسحاق بن حارثہ الانصاری اور زیادہ النہدی کی لاشوں کو کناسہ میں سولی پر لٹکا دیا جائے یوسف نے یہ بھی منادی کر دی تھی کو جو کوئی ایک سر لیکر آئیگا اسے پانچ سو درہم انعام دیا جائیگا، محمد بن عباد نصر بن خزیمہ کا سر لیکر آیا یوسف نے اسے ایک ہزار درہم دلوائے، احول شعر میں کا آزاد غلام معاویہ بن اسحٰق کا سر لایا۔ یوسف نے اس سے پوچھا کیا تم نے ہی اسے قتل کیا ہے، اس نے کہا جناب والا میں نے خود قتل نہیں کیا لیکن میں نے اسے دیکھا اور پہچان لیا تھا، یوسف نے حکم دیا کہ اسے سات سو درہم دیئے جائیں۔ چونکہ خود وہ اسکے قتل کا مدعی نہ تھا اس وجہ سے اسے پورے ہزار درہم نہیں دیئے۔

زید کی گرفتاری کا واقعہ

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خود یوسف کو اس بات کا علم نہ ہوا تھا کہ زید راستے سے واپس ہو کر کوفہ آ گئے ہیں بلکہ ہشام بن عبدالملک نے اسے اس بات کی اطلاع دی اور ایک اموی نے ہشام کو زید کی اطلاع دی تھی اس پر ہشام نے یوسف کو برا بھلا لکھا اسے جاہل بنایا۔ اور لکھا کہ تم غافل ہو اور زید کوفہ میں موجود ہیں، لوگوں سے بیعت لے رہے ہیں، جس طرح سے بھی ہو انہیں تلاش کرو اگر مل جائیں تو وعدہ امان پیش کرو، قبول کرلیں تو بہت بہتر ورنہ اسے قتل کر ڈالو یوسف نے حکم بن الصلت کو جو خاندان ابی عقیل سے تھا اور اسکی جانب سے کوفہ کا حاکم تھا۔
یوسف نے اپنے ایک خراسانی غلام کو جو گفتگو کے دوران انکتا تھا پانچ ہزار درہم دیئے اور حکم دیا کہ تم کسی شیعہ سے جا کر دوستی پیدا کرو اور اسکے سامنے یہ ظاہر کرو کہ میں خراسان سے اہل بیت کے لئے بہت سی رقم لیکر آیا ہوں تا کہ انہیں تقویت حاصل ہو، یہ غلام شیعوں سے برابر ملتا اور انہیں بتاتا رہا کہ میرے پاس رقم بھی ہے، آخر کار شیعہ اسے زید کے پاس لے گئے، یہ ان سے ملکر چلا آیا اور اس نے یوسف کو آ کر انکی قیام گاہ بتادی، یوسف نے انکی گرفتاری کے لئے لشکر بھیجا۔ اسے دیکھتے ہی زید کے طرفداروں نے اپنا شعار پکارا مگر صرف تین سو یا اس سے بھی کم آدمی جمع ہوئے یہ دیکھ کر زید کہنے لگے اے کوفہ والو۔ معلوم ہوتا ہے کہ داؤد بن علی تم سے خوب اچھی طرح واقف تھے انہوں نے مجھے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ تم لوگ میرا ساتھ چھوڑ دو گے مگر میں نے انکی بات نہ مانی۔

زید کی لاش سولی پر

بیان کیا گیا ہے کہ ایک دھوبی نے انکے مدفن کا پتہ دیا تھا۔ یہ نہر یعقوب میں دفن کیے گئے تھے، ان کے ساتھیوں نے نہر کا پانی روک کر اسکے درمیان میں قبر کھودی اور انہیں کپڑوں میں دفن کر دیا جو انہوں نے پہنے ہوئے تھے۔ اس کے بعد نہر کا پانی اس پر جاری کر دیا۔ ایک دھوبی یہ دیکھ رہا۔ سرکاری عہدیداروں نے اسے زید کا مدفن بتانے کے لئے کچھ رقم دی اس نے بتا دیا۔ ان لوگوں نے لاش برآمد کی۔ سر علیحدہ کر لیا اور بدن کو سولی پر لٹکا دیا۔ اور لاش کے پاس اس ڈر سے پہرہ مقرر کیا کہ کوئی اسے اتار نہ لے اور یہ پہرہ ایک عرصہ تک قائم رہا۔
بیان کیا گیا ہے کہ زہیر بن معاویہ ابوخیثمہ لاش کی حفاظت پر متعین تھا۔

زید کا سر ہشام کے پاس بھیج دیا گیا ہشام نے اسے دمشق کے دروازے پر نصب کرا دیا اور پھر اس سر کو مدینہ بھجوا دیا۔ ہشام کی زندگی بھر زید کی لاش سولی پر لٹکی رہی اسکے انتقال کے بعد ولید نے اسے اتروا کر جلوا دیا۔

عبدالملک کا یحییٰ کو چھپانا

بیان کیا گیا ہے کہ حکیم بن شریک نے یوسف سے جا کر زید کی چغلی کھائی تھی۔

یحییٰ بن زید کے متعلق ابوعبیدہ معمر بن المثنیٰ بیان کرتے ہیں کہ زید کے قتل کر دیئے جانے کے بعد بنی اسد کا ایک شخص یحییٰ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ آپ کے والد تو اب قتل ہو چکے۔ اہل خراسان آپ کے شیعہ ہیں بہتر یہ ہے کہ آپ خراسان چلے جائیں۔ یحییٰ نے کہا مگر میں ایسا کس طرح کر سکتا ہوں۔ اس نے کہا جب تک آپ کی تلاش ختم نہ ہو جائے آپ پوشیدہ رہیں اور پھر خراسان چلے جایئے گا اس اسدی نے ایک رات انہیں اپنے پاس چھپائے رکھا مگر پھر اسے خوف پیدا ہوا اور وہ عبدالملک بن بشر بن مروان کے پاس آیا اور کہا کہ زید آپ کے قریبی رشتہ دار تھے آپ پر ان کا حق ہے، عبدالملک نے کہا ہاں۔ اور اگر انہیں معاف کر دیا جائے تو یہ بات تقویٰ کے زیادہ قریب ہوگی اس نے کہا وہ تو قتل ہو گئے مگر انکا یہ نوجوان بیٹا ہے اور وہ بےقصور ہے اگر یوسف بن عمر کو انکا پتہ چل گیا تو وہ انہیں بھی قتل کر دیگا، آپ انکی حفاظت کیجئے اور اپنے پاس چھپا لیجئے۔ عبدالملک نے کہا میں بڑی خوشی سے اسکے لئے تیار ہوں اور اسے اپنی سعادت سمجھتا ہوں۔

یحییٰ کی تلاش

وہ شخص یحییٰ کو عبدالملک کے پاس لے آیا۔ عبدالملک نے انہیں اپنے پاس چھپائے رکھا مگر یوسف بن عمر کو بھی اسکی اطلاع ہوگئی اس نے عبدالملک کی طرف پیغام بھیجا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے یحییٰ کو چھپایا ہے اور میں نے اللہ سے عہد کر لیا ہے کہ اگر آپ اسے میرے حوالے نہ کریں گے تو میں اس معاملہ میں امیرالمومنین کو آپ کی شکایت لکھوں گا، عبدالملک نے جواب میں کہا کہ جو اطلاع آپ کو ملی ہے وہ محض جھوٹ ہے بھلا میں ایسے شخص کو پناہ دونگا جو ہم سے ہمارے حکومت چھین لینا چاہتا ہو اور ان میں ہمارے حق سے زیادہ اپنے حق کا دعویدار ہو، اس کے علاوہ مجھے کبھی خیال نہ تھا کہ آپ میرے متعلق اس قسم کی باتوں کو سچ سمجھیں گے یا انہیں سنیں گے بھی۔ یوسف نے جواب سنکر کہا بےشک عبدالملک نے سچ کہا ان سے یہ امید نہیں کہ وہ ایسے شخص کو اپنے یہاں چھپائیں۔

اب یوسف نے یحییٰ کو تلاش کرنا چھوڑ دیا اور جب ان کی تلاش ختم ہوگئی تو یحییٰ چند زیدیوں کے ساتھ خراسان چلے گئے، زید کے قتل کے بعد یوسف نے اہل کوفہ کو مخاطب کر کے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ یحییٰ بن زید تمہاری عورتوں کے کمرہ عروسی میں رہتا پھرتا ہے جس طرح سے اسکا باپ کرتا تھا، بخدا اگر مجھے اس کا چہرہ نظر آ گیا تو میں اسے بھی اسکے باپ کی طرح قتل کر دونگا۔

زید کی لاش پر اشعار

بیان کیا گیا ہے کہ ۱۲۳ ہجری میں زید کا سر مدینہ لا کر سولی پر لٹکایا گیا، ایک انصاری نے اسکے سامنے آ کر

چند شعر پڑھے جس میں زید کی طرز عمل کی مذمت کی تھی۔ اس پر لوگوں نے اسے لعنت ملامت کی کہ تو نے اس قسم کے الفاظ زید کے متعلق کہے، اس نے کہا امیر مجھ سے ناراض ہیں ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے میں نے شعر کہہ دیئے تھے، پھر زید کے طرفداروں میں سے کسی شاعر نے اس کا جواب دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ خراش بن خوشب بن یزید الشیبانی یوسف بن عمر کی فوج خاصہ کا سردار تھا اور اسی نے زید کی لاش کو زمین سے نکال کر سولی پر لٹکایا تھا۔

یوسف کی تقریر

جب یوسف نے زید کو قتل کر دیا وہ کوفہ آیا منبر پر چڑھا اور تقریر کی۔ کہنے لگا، اے اس ناپاک شہر کے باشندو۔ یادرکھو کہ مجھے کوئی مشکل پیش نہیں آتی اور نہ میں کسی بات کی پرواہ کرتا ہوں، اور نہ میں کسی بھیڑیے سے ڈرایا جاتا ہوں اللہ نے مجھے ایک قوی بازو دیا ہے، اے اہل کوفہ میں تمہیں تمہاری توہین وتذلیل کی خوشخبری دیتا ہوں اب تمہیں مناصب اور وظیفے نہیں دیئے، میں نے تو یہ ارادہ کیا ہے کہ تمہارے شہروں اور مکانات کو برباد کروں تمہارے مال ومتاع کو لوٹ لوں۔ بخدا جب کبھی میں منبر پر چڑھا ہوں تمہیں ایسی ہی باتیں سناتا رہا ہوں جسے تم ناپسند کرتے ہو، مگر اسکے تم ہی ذمہ دار ہو، اس لئے کہ تم ہمیشہ بغاوت اور مخالفت پیدا کرتے رہتے ہو، میں نے امیر المومنین سے تمہارے بارے میں پوچھا ہے اگر مجھے اجازت مل گئی تو میں تمہارے تمام جنگجو مردوں کو قتل کر ڈالوں گا اور تمہاری بیوی بچوں باندیاں اور غلام بنالوں گا۔

دیگر اہم واقعات

اس سال کلثوم بن عیاض القشیری جسے ہشام نے بربر کی بغاوت کے موقع پر شامی سواروں کے ساتھ افریقیہ بھیجا تھا قتل ہوا۔ پھر اسی سال عبداللہ البطال مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ رومیوں کے علاقہ میں ہلاک ہوا نضل بن صالح اور محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی پیدا ہوئے، یوسف بن عمر نے ابن شیرمہ کو سیستان کا حاکم مقرر کر کے بھیجا۔ ابن شیرمہ نے ابن ابی لیلیٰ کو قاضی مقرر کیا۔

اس سال محمد بن ہشام المخزومی کی امارت میں حج ہوا۔ مختلف ولایات کے وہی لوگ ناظم اور عامل تھے جو سنہ ماسبق میں تھے البتہ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال کوفہ کے قاضی محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ تھے۔

۱۲۳ھ کے اہم واقعات کا تذکرہ

اہل سغد اور نصر بن سیار کی صلح

جب اسد کے دور حکومت میں خاقان قتل کر دیا گیا تو ترکوں میں طوائف الملوکی پھیل گئی۔ ترک آپس ہی میں ایک دوسرے پر حملے کرنے لگے، یہ حالت دیکھ کر اہل سغد کے دل بھی للچائے اور انہوں نے بھی اسی غیر آئینی زندگی کی طرف واپس آنا چاہا، بلکہ ان میں سے کچھ لوگ شاش کی طرف چلے گئے۔ جب نصر خراسان کا گورنر مقرر ہوا اس نے

قاصد کے ذریعہ انہیں اپنے شہروں میں واپس آ جانے کی دعوت دی اور انکی تمام خواہشیں منظور کر لیں۔
ان میں بعض شرائط ایسی بھی تھیں جنکو خراسان کے امراء ناپسند کرتے تھے۔ ان میں یہ شرطیں بھی تھیں کہ اگر کوئی مرتد ہو جائے تو اسے سزا نہ دیجائے، چاہے کسی کا قرضہ اس کے ذمہ ہو اسکے لئے ان پر ظلم نہ کیا جائے بیت المال میں ان سے ضمانت نہ طلب کیجائے جو مسلمان قیدی ان کے پاس ہوں وہ بغیر قاضی کے بغیر فیصلے اور سچے گواہوں کی شہادت لئے ان سے طلب نہ کئے جائیں۔

نصر پر عوام کی ناراضگی

چونکہ نصر نے شرائط کو مان لیا لوگوں نے اسے اچھا نہ سمجھا، اور اس سے اسکی جا کر شکایت کی، نصر نے کہا، آپ لوگوں کا خیال غلط ہے اگر آپ نے وہ نقصانات اور تکلیفیں دیکھی ہوتیں جو مسلمانوں کو ان کے ہاتھ سے پہنچتی رہی ہیں اور جنہیں میں خود دیکھ چکا ہوں تو آپ لوگ بھی ان شرائط کی مخالفت نہ کرتے، نصر نے اس معاملہ کے متعلق ہشام کے پاس ایک خاص قاصد بھیجا جب یہ قاصد ہشام کے پاس آیا ہشام نے ان شرائط کی توثیق کرنے سے انکار کر دیا اس قاصد نے ہشام سے کہا امیر المومنین آپ جنگ اور صلح دونوں حالتوں میں تجربہ کر چکے ہیں اب آپکو اختیار ہے جو چاہیں پسند فرمالیں، ہشام یہ جواب سن کر غصہ میں آ گیا، مگر ابرش الکلبی نے ہشام سے درخواست کی کہ آپ ان شرائط کو منظور فرمالیں کیونکہ انکے ہاتھوں مسلمانوں کو جو نقصان پہنچا ہے اس سے آپ واقف ہیں، ہشام نے اسکی درخواست منظور کر لی۔

حکم کو نصر کی جگہ گورنر بنانے کا مشورہ

اس ال یوسف بن عمر نے حکم الصلت کو ہشام کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ خراسان بھی اس کے ماتحت کر دیا جائے اور نصر معزول کر دیا جائے جب نصر بن سیار کو خراسان گورنر بنے ایک طویل مدت ہو چکی اور تمام خراسان اسکا مطیع و فرمان بردار ہو گیا تو یوسف بن عمر نے حسد سے ہشام کو لکھا تمام خراسان ایک کھیت ہے اگر امیر المومنین مناسب خیال فرمائیں تو اسے عراق سے شامل کر دیں اور میں حکم الصلت کو اسکا گورنر بنا کر بھیج دونگا، یہ جنید کے ہمراہ خراسان میں رہ چکے ہیں اور ہم عہدوں پر مامور رہے ہیں، ان کی وجہ سے امیر المومنین کے تمام شہر آباد ہو جائیں گے، میں حکم کو آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں یہ ایک قابل عقلمند اور امیر المومنین کے ایسے ہی خیر خواہ ہیں جیسے کہ ہم لوگ امیر المومنین کے خیر خواہ اور ان کے خاندان کے دوست ہیں۔
جب ہشام کو یہ خط موصول ہوا اس نے سرکاری مہمان خانہ میں مہمانوں کو دیکھنے کے لئے نقیب بھیجا مقاتل بن علی العدی مہمان خانہ میں مقیم تھا، یہ امیر المومنین کی خدمت میں پیش کیا گیا، امیر المومنین نے اس سے پوچھا کیا تم خراسان کے بنے والے ہو اس نے کہا جی ہاں اور میں ترکوں کے ساتھ آیا ہوں (یہ شخص ایک سو پچاس ترکوں کے ساتھ ہشام کے س آیا تھا، ہشام نے پوچھا تم حکم الصلت کو جانتے ہو اس نے کہا جی ہاں، ہشام نے پوچھا یہ خراسان میں کیسے مقامات نا حاکم رہا ہے، مقاتل نے کہا یہ فاریاب نامی ایک جگہ کا عامل تھا جسکی آمدنی صرف ستر ہزار ہے حارث بن سریج نے سے گرفتار کر لیا تھا، ہشام نے کہا تو پھر اس نے کس طرح اسکے پنجے سے چھٹکارا پایا، اس نے کہا حارث نے اسکی گوشمالی

کی اور اس کی گردن میں ہاتھ دیکر چھوڑ دیا، اس گفتگو کے بعد حکم ہشام کے سامنے عراق کا خراج لیکر آیا۔ ہشام نے اسکی ظاہری وجاہت اور حسن بیان کو محسوس کیا اور یوسف کو لکھا کہ حکم میرے پاس آیا، جیسے تم نے اسکی تعریف کی تھی میں نے ویسا ہی اسے پایا مگر خود تمہارے پاس اس سے کام لینے کے بہت مواقع ہیں، نصر کو اسکی حالت پر چھوڑ دو۔

اس سال نصر نے فرغانہ پر دوسرا جہاد کیا، پھر اس نے معزاء بن احمر کو عراق بھیجا اور اسی سفارت میں مغراء ہشام کی خدمت میں پہنچا۔

مغراء کی سفارت

جب فرغانہ پر دوسری دفعہ جہاد کر کے نصر واپس ہوا تو اس نے مغرا ابن احمر کو عراق بھیجا، عراق میں یوسف نے اس سے کہا اے ابن احمر نصر تم قیسوں کے سیاسی تفوق پر غلبہ حاصل کرلے گا۔ مغراء نے کہا آپ صحیح فرماتے ہیں۔ یوسف نے کہا اس لئے جب تم امیر المومنین کے پاس جاؤ تو اسکی ساری کارروائیوں کا بھید کھول دو۔

ہشام اور مغراء کی گفتگو

یہ وفد ہشام کے پاس آیا۔ ہشام نے ان سے خراسان کی حالت دریافت کی مغراء نے گفتگو شروع کی، حمد وثنا کے بعد اس نے یوسف بن عمر کا اچھے الفاظ میں ذکر کیا ہشام نے کہا تمہیں کیا ہو گیا ہے ذرا خراسان کے احوال بیان کرو، مغراء نے کہا خراسان میں امیر المومنین کی جو فوج ہے اس سے زیادہ تیز رو اور بہادر کوئی فوج نہ ہوگی اس کی مثال ایسی ہے جیسی آسمان پر شاہین، سوار ہاتھویں کی طرح ہیں، ساز وسامان بھی بہت اچھا ہے اور ان کی تعداد بھی زبردست ہے، مگر قائد اچھا نہیں۔

ہشام نے کہا کیوں۔ نصر نے کیا کیا، مغرا نے کہا اسکے بیٹے تکبر ونخوت کی وجہ سے پہچانے نہیں جاتے مگر ہشام نے اسکی بات پر یقین نہیں کیا مہمان خانے قاصد بھیجا شبیل بن عبدالرحمٰن المازنی پیش کیا گیا، ہشام نے اس سے نصر کے متعلق دریافت کیا اس نے جواب دیا کہ نہ وہ ایسا بوڑھا ہے کہ اس کی بے عقلی کا اندیشہ ہو نہ ایسا جوان ہے کہ اس کی کم عقلی کا خوف ہو، بڑا ہی تجربہ کار اور جہاں دیدہ ہے گورنر بننے سے پہلے ہی وہ خراسان کی تمام سرحدوں پر رہ چکا ہے اور لڑ چکا ہے۔

ابراہیم بن بسام اور یوسف بن عمر

یوسف کو یہ باتیں لکھ دیں گئیں، اس نے اپنے خبر رکھنے والے نگہبان متعین کر رکھے تھے، جب وہ وفد موصل پہنچا تو اس نے ڈاک کا راستہ ترک کر دیا اس وجہ سے راستے میں انہیں بیہق پہنچنے تک پریشانی کا سامنے کرنا پڑا۔ نصر کو بھی شبیل کے بیان کی اطلاع دی گئی۔

ابراہیم بن بسام کے ساتھ دھوکہ دہی

ابراہیم بن بسام بھی اس وفد میں تھا، یوسف نے اسے دھوکہ دیا اور کہا کہ نصر کا انتقال ہو گیا اور میں نے حکم بن

لصلت بن ابی عقیل کو خراسان کا گورنر مقرر کر دیا ہے، ابراہیم نے قسم کھا کر کہا کہ تمام خراسان تمہارا ہے، مگر جب نصر کا قاصد ابراہیم بن زیاد اسکے پاس پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ یوسف نے اسے دھوکہ دیا کہنے لگا یوسف نے مجھے تباہ کر دیا۔

نصر کے متعلق ہشام سے گفتگو

کہا گیا ہے کہ جب نصر نے مغراء کو ہشام کے پاس بھیجا تو اس نے حملۃ بن نعیم الکلبی کو بھی ساتھ بھیجا تھا، جب یہ یوسف کے پاس آئے تو اس نے مغراء کو لالچ دے کر کہا تم ہشام کے سامنے نصر کی مذمت کرو اور میں تمہیں سندھ کا گورنر مقرر کر دونگا جب یہ دونوں ہشام کے پاس آئے تو مغراء نے نصر کی شجاعت، بسالت اور تدبیر کی بہت لمبی چوڑی تعریف کرنے کے بعد کہا کاش کہ خداوند عالم ان کے علاوہ اور خوبیاں بھی اسے دیتا کہ ہم ان سے مستفید ہو سکتے۔

یہ سنکر ہشام سنبھل کر بیٹھ گیا اور پوچھا کہ اس بیان سے تمہارا کیا مقصد ہے، اس نے کہا کہ نصر صرف اپنی آواز سے پہچانا جاتا ہے، اور جب تک کوئی شخص بالکل اس کے قریب نہ ہو اسکے مفہوم کو سمجھ نہیں سکتا۔ ضعف پیری کی وجہ سے اسکی آواز سمجھ میں نہیں آتی یہ سنتے ہی حملۃ الکلبی کھڑا ہوا اور کہنے لگا، امیر المومنین بخدا اس نے بالکل جھوٹ کہا، نصر کے متعلق جو کچھ اس نے بیان کیا ہے یہ بالکل غلط ہے، وہ ہرگز ایسا نہیں ہے، پھر خود ہشام نے کہا کہ نصر ایسا نہیں ہے جیسا کہ اس نے بیان کیا ہے اسکا یہ بیان یوسف بن عمر کے اشارے سے ہوا ہے جس نے ازرہ حسد نصر کے خلاف شہ کارروائی کی ہے، یوسف نے ہشام کو ایک خط لکھا تھا۔ اور اس میں نصر کی پیرانہ سالی اور ضعف کا ذکر کیا تھا اور پھر مسلم بن قتیبہ کا ذکر بھی کیا تھا۔ مگر ہشام نے جواب دیا کہ تم نصر کے متعلق آئندہ کچھ مت لکھنا۔

مغرا کا عراق میں قیام

جب مغراء یوسف کے پاس پلٹ کر آیا تو اس نے اسکے ساتھ کیا ہے وہ بھی آپکو معلوم ہے اب میرے لئے اسکے ساتھ رہنے میں بھلائی نہیں اور نہ میں خراسان ہی میں رہ سکتا ہوں مجھے آپ یہیں ٹھہر جانے کا حکم دے دیجئے۔

یوسف نے نصر کو لکھ دیا کہ میں نے مغراء کا تبادلہ کر دیا ہے اس لئے آپ اس کے اہل وعیال کو میرے پاس بھیج دیجئے۔

نصر پر پیرانہ سالی کا الزام

بیان کیا گیا ہے کہ جب یوسف نے مغراء کو نصر کے متعلق عیب گوئی کا حکم دیا تو اس نے کہا کہ نصر نے میرے اور میری قوم کیساتھ بہت احسان کئے ہیں میں کس طرح کر سکتا ہوں اسکے خلاف کوئی بات۔ مگر یوسف ہمیشہ اس سے کہتا رہا، مغراء نے کہا آخر مجھے بتایئے کہ میں اس کے خلاف کیا بات کہوں اسکا تجربہ اسکی وفاشعاری سعادت بخت یا سیاست کس چیز کی برائی کروں، یوسف نے کہا اسکے بوڑھا ہو جانے کی۔

حملۃ بن نعیم کی تردید

جب مغرا ہشام کے سامنے حاضر ہوا تو اس نے نہایت اچھے الفاظ میں نصر کا ذکر کیا مگر آخر میں کہا ''اگر یہ بات نہ ہوتی،، ہشام یہ سنتے ہی سنبھل کر بیٹھ گیا اور اس نے پوچھا کیا کہا کیا بات نہ ہوتی،، اس نے کہا اگر زمانہ کی طوالت نے اس پر اپنا تسلط نہ کر لیا ہوتا۔ ہشام نے پوچھا اسکا کیا مطلب ہے' اس نے کہا نصر بالکل قریب سے اور وہ بھی اپنی

آواز کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے' بوڑھا ہونے کی وجہ سے جہاد میں بھی شرکت نہیں کر سکتا اور نہ گھوڑے پر سوار ہو سکتا ہے' ہشام کو یہ باتیں بہت ناگوار معلوم ہوئیں' اس کے بعد حملہ بن نعیم نے اصل کیفیت بیان کر دی۔

نصر کا ردعمل

جب نصر کو معلوم ہوا کہ مغرا نے امیر المومنین سے میرے متعلق یہ بیان کیا ہے اس نے ہارون بن سیاوش کو حکم بن نمیلہ کے پاس بھیجا یہ اس وقت زین سازوں میں فوج کا معائنہ کر رہا تھا' ہارون بن سیاوش نے اسکی ٹانگ پکڑ کر اسے اس کی چٹائی سے گھسیٹ لیا اس کے جھنڈے کو سر پر مار کر توڑ ڈالا۔ اسکی چٹائی بھی اس کے منہ پر ماری اور کہا دھوکہ دینے والوں کے ساتھ اللہ ایسا ہی کرتا ہے' خراسان کا گورنر ہونے کے بعد نصر نے مغرا ابن احمر بن مالک بن ساریہ النمیری' حکم بن نمیلہ بن مالک اور حجاج بن ہارون بن مالک کو اپنے خاص مصاحبین میں مقرر کیا تھا' مغرا ابن احمر النمیری اہل قنسرین کا سردار تھا نصر نے اسے اپنا خاص مشیر بنایا' اس کو ترقی دی۔ اسکی ضروریات پوری کیں اس کے چچازاد بھائی حکم بن نمیلہ کو جوزجان کا عامل بنا دیا۔ پھر حکم کو اہل العالیہ کا سردار بھی مقرر کر دیا۔ اسکا باپ بصرہ میں اہل العالیہ کا سردار تھا اس کے بعد عکابہ بن نمیلہ انکا سردار مقرر رہا۔

بنی قیس کی اہانت

نصر نے خراسان اور شام کے بعض عمائدین کا وفد مغرا کی سرکردگی میں ہشام کے پاس بھیجا اس میں حملہ بن نعیم الکلبی بھی تھا۔ مغرا کی اس حرکت سے قیس کے ساتھ نصر کا رویہ بدل گیا اور وہ پریشان ہو گیا۔

ابونمیلہ صالح الدیار بنی عبس کے آزاد کردہ غلام یحییٰ بن زید بن علی بن حسین کے ساتھ اپنے وطن سے روانہ ہوا تھا اور جوزجان میں ان کے قتل ہونے تک ان کے ساتھ رہا۔ اسی بنا پر نصر اس سے ناراض تھا۔ مگر عبید اللہ بن بسام نے جو نصر کا عزیز دوست تھا نصر کی تعریف میں آ کر قصیدہ پڑھا اور پھر ابونمیلہ کو اس کے سامنے پیش کیا ابونمیلہ نے کہا میں بوڑھا ہوں اگر آپ اجازت دیں تو میں کچھ شعر عرض کروں' اسے اجازت دی گئی اس نے اپنے اشعار میں مغرا کے طرز عمل کی برائی کی اور معذرت چاہی' اس کے پڑھنے کے بعد نصر نے کہا تم نے جو کچھ کہا سچ کہا تم نے قیس کی وکالت کی اور معذرت چاہی۔

مغرا کی اس حرکت کے بعد نصر نے بنی قیس کی اہانت کی اور انہیں اپنے سے دور کر دیا ایک قیسی شاعر نے اس حالت کو اپنے دو شعروں میں بیان کیا۔

حج اور انتظامی عہدے

اس سال یزید بن ہشام بن عبدالملک کی امارت میں حج ہوا۔ مختلف علاقوں پر وہی لوگ ناظم و عامل مامور رہے جو گذشتہ سال تھے' اور جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔

۱۲۴ھ کے اہم واقعات کا تذکرہ

ابو مسلم کے بکنے کا واقعہ

س سال شیعیان بنی العباس کی ایک جماعت مکہ کے ارادہ سے کوفہ آئی' اور بعض ارباب سیر کے بیان کے مطابق اس سال بکیر بن ماہان نے ابو مسلم بنی العباس کی تحریک کے سرگروہ کو عیسیٰ بن معقل العجلی سے خریدا' اس واقعہ کے متعلق ارباب سیر کا اختلاف ہے' ایک بیان یہ ہے کہ بکیر بن ماہان جو سندھ میں کسی عامل کا میر منشی تھا' عراق آیا یہ سب شیعہ کوفہ میں ایک مکان میں جمع ہوئے ان کی اطلاع حکومت کو دی گئی یہ سب گرفتار ہوئے' بکیر بن ماہان قید کر دیا گیا باقی دوسرے چھوڑ دیئے گئے' جیل خانہ میں یونس ابو عاصم اور عیسیٰ بن معقل العجلی بھی تھے' عیسیٰ کے ساتھ ابو مسلم بھی تھا جو ان کی خدمت کرتا تھا' بکیر نے ان لوگوں کو اپنی تحریک میں شامل ہونے کی دعوت دی' یہ لوگ ان کے ہم خیال ہو گئے بکیر نے عیسیٰ سے ابو مسلم کے بارے میں پوچھا کہ یہ کون ہے' عیسیٰ بن معقل نے کہا یہ میرا غلام ہے' بکیر نے کہا آپ اسے بیچنا چاہتے ہیں عیسیٰ نے کہا یہ آپ کے لئے ہدیہ ہے۔ بکیر نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کی قیمت لے لیں' عیسیٰ نے کہا جو آپ چاہیں اسکی قیمت دیدیں۔ بکیر نے چار سو درہم اسے دیدیئے' جب یہ لوگ قید سے آزاد کئے گئے تو بکیر نے اسے ابراہیم کے پاس بھیج دیا' ابراہیم نے اسے موسیٰ السراج کے حوالے کر دیا۔ موسیٰ سے اس نے حدیث سنی اور حافظ ہو گیا' پھر وہاں سے رفتہ رفتہ خراسان پہنچا۔

ایک دوسرا بیان یہ ہے کہ سلیمان بن کثیر' مالک بن الہیثم' لاہز بن قریظ' اور قحطبہ بن شبیب مکہ جانے کے ارادہ سے خراسان سے ۱۲۴ھ میں کوفہ آئے' اور عاصم بن یونس العجلی سے ملے جو بنی العباس کی حمایت کی تحریک کے الزام میں قید تھا' عاصم بن یونس کے ساتھ عیسیٰ اور ادریس معقل کے بیٹے بھی قید تھے یوسف بن عمر نے خالد کے اور عمال کو قید کیا تھا انہیں کے ساتھ ان دونوں کو بھی قید کر دیا تھا۔ ان کے ساتھ ابو مسلم تھا' جو ان کی خدمت گذاری کرتا تھا۔ ان لوگوں نے اس میں بعض خاص علامات دیکھیں اور پوچھا کہ یہ کون ہے' دونوں بھائیوں نے کہا یہ زین سازوں میں سے کسی ایک کا غلام ہے' اور ہمارے ساتھ ہے' خود ابو مسلم کی یہ حالت تھی کہ جب عیسیٰ اور ادریس کو اس معاملہ میں گفتگو کرتے سنا کرتا رو دیتا۔ جب ان لوگوں کو اسکی یہ بات معلوم ہوئی انہوں نے اسے بھی اپنی تحریک میں شرکت کی دعوت دی جسے اس نے بخوشی قبول کر لیا۔

رومیوں سے مقابلہ

اس سال سلیمان بن ہشام نے موسم گرما میں رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا۔ الیون ملک الروم سے اسکا مقابلہ ہوا۔ سلیمان صحیح وسالم مال غنیمت حاصل کر کے واپس لوٹ آیا۔

حج

اس سال واقدی کے قول کے مطابق محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس نے انتقال کیا' محمد بن ہشام بن اسماعیل اس سال امیر حج تھا نیز عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک نے بھی اس سال اپنی بیوی ام سلمہ بنت ہشام بن عبدالملک کے ہمراہ فریضہ حج ادا کیا۔

محمد بن ہشام کا ہدیہ

محمد بن ہشام امیر المومنین کی صاحبزادی کے دروازے پر آیا اپنا سلام عرض کرایا بہت سے پھل بطور تحفہ دینے کیلئے لایا' اور معذرت کرنے لگا' انہوں نے لینے سے انکار کر دیا' محمد بن ہشام کو مایوسی ہوگئی کہ وہ قبول نہیں کریں گی مگر پھر انہوں نے ان کے لے لینے کا حکم دیدیا۔

اس سال مختلف ولایات میں وہی لوگ والی تھے جو ۱۲۴ھ میں تھے اور جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔

۱۲۵ھ کے اہم واقعات

نعمان بن یزید کا جہاد

نعمان بن یزید بن عبدالملک نے موسم گرما میں جہاد کیا' اسی سال ہشام بن عبدالملک بن مروان نے انتقال کیا' ابو معشر کی روایت کے مطابق ربیع الآخر کی چھ راتیں گزری تھیں کہ ہشام کا انتقال ہوا' دوسرے ارباب سیر نے بھی یہی بیان کیا ہے البتہ اور لوگوں نے بیان کیا کہ ہشام کا انتقال بدھ کے روز ہوا' تمام ارباب سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ ہشام کی مدت خلافت انیس سال ماہ اکیس دن ہوئی (مدائنی اور ابن الکلبی) ابو معشر نے انیس سال ساڑھے آٹھ ماہ' اور واقدی نے انیس سال سات ماہ دس دن بیان کی ہے' ہشام کی عمر میں اختلاف ہے' ابن الکلبی نے پچپن سال' دوسروں نے باون سال' اور محمد بن عمر نے چون سال بتائی ہے' رصافہ میں ہشام نے انتقال کیا' وہیں اس کی قبر ہے' ابوالولید اسکی کنیت تھی۔

ہشام کے مرض الموت کا بیان

ابوالعلاء کہتے ہیں کہ ایک روز ہشام سواری کے لئے باہر نکلا' اس کے چہرے پر کمزوری کے آثار نمایاں تھے' کپڑے بھی ڈھیلے ڈھالے ہی ہو رہے تھے گھوڑے کی باگ بھی اس نے چھوڑ دی تھی تھوڑی دیر اسی طرح چلنے کے بعد اسے خیال آیا' اس نے اپنے کپڑے ٹھیک کئے۔ گھوڑے کی باگ ہاتھ میں تھامی' ربیع کو حکم دیا کہ ابرش کو بلاؤ ابرش حاضر ہوا' ہشام میرے اور ابرش کے درمیان چلتا رہا۔ ابرش نے عرض کی امیر المومنین میں نے جناب والا کی ایسی حالت دیکھی جس سے مجھے رنج ہوا۔ ہشام نے پوچھا کیا بات ہے' ابرش نے کہا آپ سواری کے لئے اس طرح باہر تشریف لائے

جسے دیکھ کر مجھے رنج ہوا۔ ہشام نے کہا۔ ہاں ابرش ٹھیک ہے۔ میں غمگین کیوں نہ ہوں۔ ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ میں تینتیس روز میں مرجاؤں گا۔

سالم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے مکان واپس آ کر کاغذ پر یہ بات بطور یادداشت لکھ لی کہ فلاں دن امیر المومنین نے کہا ہے کہ وہ تینتیس روز میں اس دنیا سے سفر آخرت کریں گے' جب وہ شب آئی جس میں کہ تینتیس دن پورے ہوجاتے تھے یکا یک ایک خادم نے دروازہ پر دستک دی کہ امیر المومنین فوراً یاد فرماتے ہیں اور یہ بھی کہا کہ زہر باد کی دوا اپنے ساتھ لیتے آؤ۔ یہ مرض پہلے بھی ایک مرتبہ انہیں ہو چکا تھا مگر علاج سے افاقہ ہوگیا تھا' میں دوا لیکر حاضر خدمت ہوا انہوں نے اس دوا سے غرارہ کیا' اس سے درد میں اور شدت ہوگئی مگر پھر سکون ہوگیا۔ پھر مجھ سے کہا کہ اب درد میں سکون ہے تم اپنے گھر جاؤ اور دوا میرے پاس چھوڑ دو میں واپس چلا آیا تھوڑی ہی دیر مجھے گھر آئے ہوئی ہوگی کہ امیر المومنین کی موت پر آہ وبکا شروع ہوا اور معلوم ہوا کہ انہوں نے انتقال کیا۔

مرنے کے بعد توشہ خانہ کے نگران نے محل کے تمام دروازے بند کردیئے' ان کے غسل کے لئے پانی گرم کرنے کے لئے برتن تلاش کیا مگر کوئی نہ ملا ایک ہمسایہ سے عاریۃً لیا گیا اس پر بعض حاضرین نے کہا کہ یہ عقلمندوں کے لئے عبرت کا مقام ہے' زہر باد کی وجہ سے انکا انتقال ہوا۔ مسلمہ بن ہشام نے انکی نماز جنازہ پڑھائی۔

ہشام کے شمائل وخصائل

لباس میں سادگی

عقال بن شبہ کہتے ہیں کہ میں ہشام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ ایک سبز رنگ کی اور بلاؤ کی پوستین کی قبا پہنے ہوئے تھے۔ مجھے انہوں نے خراسان جانے کا حکم دیا' اور کچھ ہدایتیں کرنے لگے' میں اب تک انکی قبا ہی دیکھتا رہا۔ ہشام سمجھ گیا اور اس نے پوچھا کیا ہے میں نے کہا کہ خلیفہ ہونے سے پہلے بھی میں نے آپ کو ایک سبز پوستین کی قبا پہنے دیکھا تھا اب میں یہی غور کررہا ہوں کہ آیا وہ یہی ہے کہ یا کوئی دوسری ہے۔ ہشام نے کہا اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں میرے پاس سوائے اس قبا کے کوئی دوسرا قبا نہیں یہ جو کچھ تم دیکھتے ہو کہ میں دولت جمع کرتا ہوں اور اسکی حفاظت کرتا ہوں یہ سب تمہاری خاطر ہے۔

خواجہ سرا کے غلط فعل پر سزا دینا

یہ عقال ہشام کے امراء میں تھے ان کے باپ شبہ ابو عقال عبدالملک کے ساتھ تھے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ جب میں ہشام کے پاس جاتا تو مجھے معلوم ہوتا تھا کہ میں ایک ایسے شخص کے پاس آیا ہوں جسے اللہ نے زیور عقل سے' آراستہ وپیراستہ کیا ہے۔ مروان بن الحکم کا آزاد کردہ غلام مروان بن شجاع کا بیان ہے کہ میں محمد بن ہشام کے پاس تھا' ایک روز اس نے مجھے بلایا۔ جب میں اس کے پاس گیا تو اسے سخت غصے اور طیش میں پایا۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے' اس نے کہا ایک نصرانی نے میرے غلام کا سر پھاڑ ڈالا یہ کہہ کر اس نے اس نصرانی کو گالیاں دینا شروع کیں' میں نے کہا آپ خاموش ہوجایئے' اس نے کاہ تو پھر میں کیا کروں۔ میں نے کہا قاضی کے پاس چارہ جوئی کیجئے' اس نے کہا اس کے علاوہ کچھ اور بھی ہوسکتا ہے میں نے کہا نہیں' اس کے ایک خواجہ سرا نے کہا میں اسے سمجھ لوں گا' یہ گیا اور اس نے اس نصرانی کو

مارا' ہشام کو اسکی اطلاع ہوئی اس نے خواجہ سرا کو طلب کیا مگر اس نے محمد کی پناہ لی' محمد بن ہشام نے کہا میں نے تجھے ایسا کرنے کا تو حکم نہیں دیا تھا۔ اس نے کہا نہیں آپ نے ضرور مجھے حکم دیا تھا' ہشام نے اسے خوب پٹوایا اور اپنے بیٹے کو زجر و توبیخ کی۔

سالم کا ڈانٹنا

مسلمہ بن عبدالملک کے سوا کسی اور کو ہشام کے عہد میں سواری میں اردلی ساتھ رکھنے کی اجازت نہ تھی' ہشام نے ایک دن سالم کو سواری کے ساتھ دیکھا' ہشام نے اسے ڈانٹا اور کہا' بتاؤ کب سے تم اردلی کے ساتھ سواری کرتے ہو حالت یہ تھی کہ اگر کوئی مسافر آگے بڑھ کر ہشام کے ساتھ ساتھ چلنے لگتا تو سالم ٹھہر جاتا اور اس سے اسکی ضرورت دریافت کرتا۔ اور ہشام کے ساتھ چلنے سے روک دیتا۔ سالم کے اقتدار کی یہ حالت تھی کہ گویا اسی نے ہشام کو امیرالمومنین بنایا ہے۔

بنی مروان میں سے کوئی وظیفہ حاصل کرنے والا شخص ایسا نہ تھا جس کے ساتھ جہاد کی شرط نہ ہو۔ بعض تو خود جہاد میں شریک ہوتے تھے' اور بعض اپنے عوض کسی اور کو بھیج دیتے تھے۔

داؤد اور عیسیٰ کا دفتری مددگار بننا

ہشام کا آزاد کردہ غلام یعقوب دوسو دینار ہشام کی تنخواہ بیت المال سے وصول کرتا اور اس کے ہر دینار کے عوض میں ایک دینار علیحدہ وصول کر کے خود لے لیتا اور اس کے عوض جہاد میں شریک ہوتا۔ لوگ کوشش کر کے اپنا نام دفتر کے مددگاروں میں یا کسی اور ایسی ہی خدمت پر لکھوا دیتے جس کی وجہ سے انہیں ایک جگہ رہنا پڑے اور جہاد پر نہ جائیں چنانچہ داؤد اور عیسیٰ علی بن عبداللہ بن عباس کے بیٹے (یہ دونوں ایک ہی ماں سے تھے) عراق میں خالد بن عبداللہ کے پاس مشرقی ممالک کے سب سے بڑے دفتر کے مددگاروں کی حیثیت سے تھے' یہ ... ن خالد بن عبداللہ کے پاس مقیم رہے اس نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا' اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ انہیں اپنے پاس ٹھہرا نہ سکتا اسی خیال سے اس نے ان لوگوں کو دفتر کے مددگاروں میں مقرر کر دیا پھر یہ دونوں خالد بن عبداللہ سے رات کے وقت افسانہ گوئی کرتے اور دوسری مختلف باتیں کیا کرتے تھے۔

ناظم کی تنخواہ میں اضافہ نہ کرنا

ہشام نے اپنے ایک آزاد کردہ غلام کو اپنی کسی زمین کا ناظم مقرر کیا' اس نے اسے آباد کیا' بویا جاتا اور خوب پیداوار ہوئی۔ اس نے پھر دوبارہ اسے آباد کیا' اس مرتبہ پیداوار کی مقدار گذشتہ سے دو چند ہوگئی۔ اس نے اپنے بیٹے کے ساتھ تمام پیداوار ہشام کی خدمت میں بھیج دی' اس نے ہشام سے اس علاقہ کی پوری کیفیت بیان کی' ہشام نے اسکا خوب صلہ دیا' جب اس نے دیکھا کہ ہشام اس وقت بہت خوش ہے' اس نے عرض کی کہ امیرالمومنین میں کچھ اور کہنا چاہتا ہوں' ہشام نے کہا کیا اس نے کہا کہ میری تنخواہ میں دس دینار کا اضافہ کر دیا جائے' ہشام نے کہا تم یہ سمجھتے ہو کہ تنخواہ میں دس دینار کی زیادتی ایک معمولی بات ہے' مجھے اپنی عمر کی قسم ہے میں کبھی ایسا نہیں کروں گا۔

ہشام کا دفتر

عبداللہ بن علی کہتے ہیں کہ میں نے بنی مروان کے تمام دفتر کو جمع کیا صحیح اور عمدہ ہونے کے ساتھ ساتھ رعایا اور حکومت دونوں کے لئے مفید ہونے کے اعتبار سے میں نے ہشام کے دفتر سے بہتر کسی کا دفتر نہیں پایا۔

غسان بن عبدالحمید کہتے ہیں کہ تمام بنی مروان میں ہشام سے زیادہ کسی کو اپنے عہدہ داروں کے شمار اور دفاتر کے انتظام کا خیال نہ تھا اور نہ اس سے زیادہ کسی اور کو اپنے ماتحت عہدہ داروں کے حالات معلوم کرنے کا شوق تھا۔

غیلان کے ہاتھ پاؤں کاٹنا

ہشام نے غیلان سے کہا تمہارے متعلق اکثر لوگوں نے مجھ سے شکایت کی ہے' بہتر یہ ہے کہ تمہارے طرز عمل کے متعلق ہماری تمہاری بحث ہو جائے اگر تم حق پر ثابت ہو جاؤ گے تو ہم تمہاری اتباع کریں گے' اور اگر تمہارا طرز عمل غلط ہوگا تو تم اسے چھوڑ دینا' غیلان نے اس پر اپنا رضامندی کا اقرار کیا۔ ہشام نے میمون بن مہران کو اس سے بحث کرنے کے لئے بلوایا میمون نے اس سے کہا جو بڑی سے بڑی بات تم پوچھ سکتے ہو پوچھو غیلان نے کہا اللہ کی یہ مشیت ہوئی کہ اسکی نافرمانی کی جائے میمون نے کہا کیا خداوند عالم اپنی نافرمانی کیے جانے پر مجبور تھا' غیلان چپ ہو گیا' ہشام نے اس سے کہا جواب دو مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ہشام نے کہا اللہ مجھے معاف نہ کرے اگر میں تجھے معاف کر دوں ہشام نے پھر اس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کاٹنے کا حکم دیدیا۔

بشر ہشام کا آزاد کردہ غلام' بشر کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہشام کے پاس ایک شخص پیش کیا گیا جس کے ساتھ گانے والی لڑکیاں' شراب اور بربط تھا' ہشام نے حکم دیا کہ طنبورہ اس کے سر پر توڑ دو' اور اسے مارا' وہ بوڑھا رونے لگا' میں نے اسے صبر کی تلقین کی اس نے کہا کیا تم سمجھتے ہو کہ میں مارے جانے کی وجہ سے روتا ہوں' میں اس لئے نہیں روتا بلکہ مجھے اسکا صدمہ ہے کہ امیر المومنین نے برط کو طنبورہ کہہ کر بربط کی حقارت کی۔

بیٹے کی اصلاح

ایک شخص نے ہشام سے سخت کلامی کی۔ ہشام نے اسے سے کہا تجھے یہ زیبا نہیں کہ تو اپنے امام کے ساتھ سخت کلامی کرے، ایک جمعہ میں ہشام نے دیکھا کہ اس کا ایک لڑکا نماز میں نہیں آیا۔ ہشام نے اس سے اسکی وجہ پوچھی اس نے کہا میرا گھوڑا مر گیا، ہشام نے کہا کیا پیدل چل کر نہیں آ سکتے تھے؟ اور اس لئے نماز جمعہ ترک کر دی، اسے ایک سال تک کیلئے سواری کرنے سے روک دیا۔ سلیمان بن ہشام نے ایک مرتبہ اپنے باپ کو لکھا میرے محراب میری سواری کے کام کے نہیں رہے۔ مناسب سمجھیں تو امیر المومنین مجھے ایک گھوڑا اعطا فرمائیں ہشام نے جواب دیا۔ امیر المومنین تمہارے خط کے مضمون سے آگاہ ہوئے، تم نے اپنی سواری کے جانور کے ضعف کا ذکر کیا ہے، امیر المومنین کا خیال ہے کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ تم اسکے چارہ کا انتظام نہیں کرتے، اور اسکا چارہ ضائع ہوتا ہے۔ تمہیں حکم دیا جاتا ہے کہ اب تم خود اپنی ذات سے اسکے چارہ کی نگرانی کرو، تمہیں دوسری سواری دینے کے متعلق امیر المومنین غور کریں گے۔

ہدایا قبول کرنا

ہشام کے کسی عامل نے اسے لکھا کہ میں نے امیر المومنین کو آڑو کا پٹارا بھیجا تھا۔ امیر المومنین مجھے ملنے کی اطلاع دیں، ہشام نے جواب دیا جو آڑو تم نے بھیجے تھے وہ مجھے وصول ہوئے، بہت پسند آئے اور بھیجو انکی اچھی طرح حفاظت کر کے بھیجنا ہشام نے اپنے کسی اور عامل کو لکھا تم نے جو کمر موتے امیر المومنین کو بھیجے تھے وہ وصول ہوئے، یہ چالیس ہیں، ان میں سے بعض بگڑے گئے ہیں انمیں وہی آئے جنہیں گھانس میں رکھا گیا تھا، اگر آئندہ ان میں سے کچھ تم امیر المومنین کو بھیجو تو انہیں کسی بیان میں اچھی طرح ریت بچھا کر گھانس جما دینا تا کہ وہ ہلیں نہیں اور ایک دوسرے سے ٹکرانے نہ پائیں۔

پرندے لینے کا واقعہ

ہشام کا ایک آزاد کردہ غلام بیان کرتا ہے کہ اسکے ایک آزاد کردہ غلام نے جو اسکی کسی زمین کا منتظم تھا میرے ساتھ دو تین خوبصورت اور شاندار پرندے ہشام کی طرف بھیجے، میں حاضر خدمت ہوا، ہشام اس وقت محل کے صحن میں تخت پر بیٹھا تھا۔ مجھ سے کہا کہ انہیں صحن میں چھوڑ دو، میں نے انہیں چھوڑ دیا، ہشام انہیں دیکھنے لگا، میں نے عرض کیا امیر المومنین میرا انعام دیجئے امیر المومنین پوچھا ان دو پرندوں کا کیا معاوضہ ہوگا میں نے کہا جو کچھ ہو، مجھے کہا کہ ان میں سے ایک لے لو میں تمام محل میں انکے پیچھے دوڑا دوڑا پھرتا رہا۔ ہشام نے پوچھا کیا کرتے ہو، میں نے کہا جو ان میں اچھا ہے اسے لونگا، ہشام نے کہا واہ۔ اچھا خود لے لوگے اور برا میرے لئے چھوڑنا چاہتے ہو، ان کا پیچھا چھوڑ دو، ہم تمہیں چالیس یا پچاس درہم دے دیتے ہیں۔

زوید سے علاقہ واپس لینا

ولی عہد ہی کے زمانہ میں دورین نامی علاقہ ہشام کی جاگیر میں دیا گیا، ہشام نے کسی کو اسپر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا۔ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ وہ بالکل ویران اور بنجر ہے۔ ہشام نے شام کے کاتب زوید سے کہا کہ اسکا کیا کیا جائے، زوید نے جواب دیا کتنے میں میرے نام اسکا پٹہ دیتے ہو، ہشام نے کہا چار سو دینار میں، ہشام نے دورین اور متعلقہ علاقے اسکے نام لکھدیئے اور سرکاری کاغذات میں بھی اسکے مطابق داخل خارج کرادیا زوید نے اس جائداد سے بہت کچھ کمایا۔ ہشام کے خلیفہ ہونے کے بعد زوید اس کے پاس آیا۔ ہشام نے اس سے کہا دورین اور اسکے تمام متعلقہ علاقے میرے حوالے کرو، بخدا اب میں تمہیں اپنا کارکن نہیں بناتا۔ ہشام نے زوید کو شام سے نکالدیا۔

طخاوی ٹٹو دیکھنے پر ردعمل

ولید بن خلید کہتے ہیں کہ ایک دن ہشام نے مجھے طخاری ٹٹو پر سوار دیکھا اور پوچھا یہ ٹٹو کہاں سے ملا۔ میں نے کہا جنید نے مجھے یہ دیا تھا، ہشام کو مجھ سے حسد پیدا ہوا اور اس نے کہا اب طخاری ٹٹو بہت ہو گئے ہیں، عبدالملک جب مرے تو اسکے تمام گھوڑوں میں صرف ایک طخاری گھوڑا تھا اور عبدالملک کا ہر بیٹا اسکا دعویٰ کرتا تھا کہ یہ ٹٹو اسکا ہے اور ہر

ایک کا یہ خیال تھا کہ اگر یہ گھوڑا نہ ملا تو گویا اسے عبدالملک کے ورثہ میں سے کچھ بھی نہیں ملا۔

خلافت کی خواہش کیوں

ایک مروانی نے ہشام سے کہا تم بخیل و بزدل ہونے کے باوجود کس طرح خلافت کی خواہش کرتے ہو، ہشام نے کہا اس لئے کہ میں حلیم وعفیف ہوں۔

ہشام کا ابرش کے ہاں جانا

ایک دن ہشام نے ابرش سے پوچھا کیا تمہاری بھیڑوں نے بچے دیے، ابرش نے کہا جی ہاں، ہشام نے کہا مگر ہماری بھیڑوں نے تو اب تک بچے نہیں دیئے۔ تم ہمیں اپنی بھیڑوں کے پاس لے چلو تا کہ ان کا دودھ پئیں، ابرش نے کہا ضرور اگر حکم ہو تو کچھ لوگ آگے بھیج دیئے جائیں، ہشام نے کہا اسکی ضرورت نہیں، ابرش نے کہا خیمہ تو بھیج دوں تا کہ ہمارے لئے پہلے نصب کر دیا جائے، ہشام نے اسکی اجازت دیدی، ابرش نے دو آدمی بھیج دیئے جنہوں نے خیمہ نصب کر دیا۔ دوسرے دن صبح کو ہشام۔ ابرش اور دوسرے درباری وہاں آئے، ہشام اور ابرش دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ دونوں کے سامنے ایک ایک بھیڑ لائی گئی اور خود ہشام اپنے ہاتھ سے اسے دوہنے لگا، اور ابرش سے کہا کہ میں نے اس بھیڑ کو دودھ دینے کے لئے چکارا بھی نہیں، پھر حکم دیا کہ راکھ کو آٹے کی طرح گوندا جائے، راکھ گوندی گئی، ہشام نے اپنے ہاتھ سے آگ جلائی، پھر اسے کرید کر اس میں وہ راکھ کا حصہ ڈالدیا اور چمٹے سے اسے الٹ پلٹ کرنے لگا، ابرش سے کہتا جاتا تھا ابرش کہو تم نے میری الٹ پھیر کو کیسا پاتے ہو جب راکھ خشک ہوگئی، اسے آگے سے نکال لیا اسے چمٹے سے مارنے لگا اور کہنے لگا جبیک جبیک اپنی پیشانی بچاؤ اپنی پیشانی بچاؤ، ابرش جواب میں کہتا تھا لبیک لبیک، (ہاں ہاں) یہ وہ الفاظ ہیں جو بچے ایسے وقت میں کہا کرتے ہیں پھر سب نے دوپہر کا کھانا کھایا اور کھانے کے بعد واپس چلے آئے۔

علیا کی تنخواہ میں اضافہ

علیا بن منظور اللیثی نے ہشام کی تعریف میں چند شعر پڑھے اور آخر میں یہ شعر پڑھا۔

انا اناس میت دیوانا
ومتی یعبد ندی الخلیفة ینشر

(ترجمہ) ہم وہ لوگ ہیں جنکے دفاتر مردہ ہو چکے ہیں (یعنی ہماری تنخواہیں موقوف ہوگئی ہیں اور دفتر میں ہمارا نام نہیں رہا۔) جب خلیفہ کی سخاوت اسے چھوجائیگی وہ دوبارہ زندہ ہوجائیں گے)

ہشام نے یہ شعر سنکر کہا آپ یہ چاہتے ہیں! آپ نے سوال تو بڑی خوبی سے کیا ہے، اسے پانچ سو درہم دیئے اور اسکی تنخواہ میں اتنا اضافہ کر دیا جس سے وہ اپنے اہل وعیال کی پرورش کر سکے۔

محمد بن زید کے تعاون سے انکار

محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب ہشام کے پاس آیا، ہشام نے کہا آپکو میں کچھ نہ دونگا، اور اس خیال کو دور کرنے کے لئے کہ کہیں لوگ آپ سے یہ نہ کہیں کہ شاید امیر المومنین نے تمھیں پہچانا نہیں میں لوگوں کے سامنے کہتا ہوں کہ میں آپ کو خوب جانتا ہوں کہ آپ محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر ہیں، آپ یہاں قیام کر کے اپنی رقم ختم نہ کریں کیونکہ میں آپ کی تواضع بالکل نہیں کروں گا۔ اپنے گھر چلے جایئے۔

زیتون کے نام پیغام

ایک دن ہشام ایک احاطہ کے قریب کھڑا ہوا تھا جن میں اس کے زیتوں کے درخت تھے۔ عثان بن حیان المری اس کے ساتھ تھا، عثان کھڑا ہوا امیر المومنین سے باتیں کر رہا تھا اور قریب تھا کہ اس کا سر ہشام کے سر کے برابر ہو جائے کہ اتنے میں زیتون کے جھڑنے کی آواز آئی، ہشام نے ایک شخص سے کہا کہ زیتوں سے جا کر کہہ دو کہ وہ رفتہ رفتہ ٹپکیں جھڑنے نہ پائیں ورنہ انکی آنکھیں پھوٹ جائینگی اور ان کی شاخیں ٹوٹ جائینگی۔

ہیجڑوں کی گرفتاری

ہشام حج کرنے گیا، ابرش نے دو ایسے ہیجڑوں کو گرفتار کرلیا جن کے پاس بربط تھے ہشام نے حکم دیا کہ انہیں قید کر دیا جائے اور ان کے مال کو جسکی نوعیت سے میں بالکل ناواقف ہوں فروخت کر کے اسکی قیمت بیت المال میں جمع کرادی جائے، جب یہ اپنی حالت درست کرلیں یہ قیمت انہیں واپس دیدی جائے۔

رصافہ میں قیام کرنے کی وجہ

ہشام رصافہ میں آکر قیام کرتا تھا، یہ مقام قنسرین کے علاقہ میں واقع ہے، یہاں آکر ٹھہرنے کی وجہ لوگوں نے یہ بیان کی ہے کہ خلفاء اور ان کی اولاد مرض طاعون سے ڈر کر لوگوں سے بالکل الگ جنگل میں جا کر قیام کرتے تھے، جب ہشام نے بھی طاعون پھیلنے کے موقع پر رصافہ جانا چاہا تو لوگوں نے اس سے کہا کہ آپ شہر چھوڑ کر نہ جائیں کیونکہ خلفاء کو طاعون نہیں ہوتا۔ کسی خلیفہ کو آج تک طاعون نہیں ہوا، ہشام نے کہا کیا تم لوگ مجھی پر تجربہ کرنا چاہتے ہو ہشام رصافہ آکر ٹھہر گیا۔ یہ مقام بالکل بیابان تھا، ہشام نے اس میں دو محل بنوائے، یہ اصل میں رومن شہر تھا اور رومیوں نے ہی اسے بنایا تھا۔

ہشام بھینگا تھا۔ خالد بن عبداللہ نے ایک حدی خوان کو ہشام کے پاس بھیجا۔ اس نے ایک شعر پڑھا جس میں افق پر آفتاب کی تشبیہ بھینگے کی آنکھ سے دی گئی تھی۔ ہشام شعر سنکر ناراض ہوا اور اس حدی خواں کو نکلوادیا۔

معاویہ کے متعلق اظہار خیال

ابو عاصم الضبی ناقل ہے کہ معاویہ بن ہشام ابو شریک کے رحبہ میں میرے پاس سے گذرا (یہ ابو شریک ایک عجمی شخص تھا اور یہ ایک خاص احاطہ جو زیر کاشت تھا اسکی طرف منسوب ہے) میں اسکی طرف دیکھنے لگا اور اس وقت میں

روٹی پکار رہا تھا معاویہ میرے پاس آ کر ٹھہر گیا، میں نے کہا کھانا حاضر ہے، معاویہ گھوڑے سے اتر آیا، میں نے روٹی آگ سے نکال کر دودھ میں بھگودی، اس نے کھالی۔ بعد میں اور لوگ آ گئے میں نے ان سے پوچھا یہ کون ہے انہوں نے بتایا کہ یہ معاویہ بن ہشام ہیں معاویہ نے مجھے انعام دلوایا۔ اور پھر سوار ہو گیا، اس کے سامنے ہی سے ایک لومڑی اٹھی، اس نے اسکے پیچھے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ ابھی اس کا تعاقب نہ کیا ہوگا کہ گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور معاویہ گرتے ہی مر گیا لاش کو اٹھا کر لے گئے، ہشام نے دیکھ کر کہا اللہ کی قسم میرا تو یہ ارادہ تھا کہ اسے خلافت کے لئے تعلیم و تربیت دوں مگر یہ لومڑیوں کے پیچھے پھرنے لگا۔

معاویہ کی بیویوں کو ترکہ کا حصہ دینا

معاویہ بن ہشام کے نکاح میں اسمٰعیل بن جریر کی بیٹی اور ایک دوسری عورت تھی، ہشام نے معاویہ کے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ لیکر آدھا آدھا دونوں کو دے دیا۔ جسکی مقدار چالیس ہزار ہوئی۔

یوسف بن عمر کا ہدیہ

تخدام کاتب کہتا ہے کہ یوسف بن عمر نے میرے ذریعے ہشام کی طرف بطور ہدیہ بھیجنے کیلئے ایک سرخ یاقوت کہ جسکے کنارے میری ہتھیلی سے باہر نکلے جاتے تھے اور ایک موتی کا دانہ جو عام موتیوں سے بہت بڑا تھا بھیجے، میں حاضر دربار ہوا ہشام کے قریب پہنچا مگر تخت اور فرش کی کثرت کی وجہ سے میں نے ان کا چہرہ نہیں دیکھا، بہر حال یاقوت اور موتی کا دانہ دونوں ہشام نے لے لئے اور مجھ سے پوچھا کیا انکا وزن لکھ کر تمہیں دیا گیا ہے، میں نے کہا امیر المومنین یہ دونوں ایسے ہیں کہ جنکے وزن کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ان جیسے کہاں دستیاب ہو سکتے ہیں، ہشام نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو۔

یہ یاقوت خالد بن عبداللہ کی باندی رائقہ کا تھا جو اس نے تہتر ہزار دینار میں خریدا تھا۔

ہشام کے عہد حکومت پر لوگوں کا تبصرہ

عمرو بن علی کہتے ہیں کہ ایک دن میں محمد بن علی کے ساتھ ساتھ ان کے مکان کی طرف جو حمام کے قریب واقع ہے جا رہا تھا، میں نے اس سے کہا کہ ہشام کا عہد حکومت تو بہت طویل ہو گیا، بیس سال کے قریب ہو گئے، لوگوں نے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت سلیمان نے جو یہ دعا اپنے رب سے مانگی تھی کہ مجھے وہ حاصل ہوئی جو میرے بعد کسی کو نہ ملے اسکے یہ معنی ہیں کہ بیس سال تک حکمراں رہوں، محمد بن علی نے کہا میں ان کی باتوں کو تو جانتا نہیں البتہ مجھے اپنے باپ دادا سے حضرت علی کے ذریعہ، یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہرگز کسی بادشاہ کو اس کے نبی سے زیادہ عمر عطا نہیں کریگا۔ جو مجھ سے پہلے گذر چکے اتنے دن زندہ نہ رکھے گا جتنی عمر کہ اس نبی کی ہو چکی ہے۔

ہشام کب خلیفہ بنا

ہشام بن محمد الکلبی کے بیان کے مطابق ہشام کے انتقال کے بعد ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان بروز

اتوار ربیع الآخر ۱۲۵ ہجری میں خلیفہ بنا، مگر محمد بن عمر لکھتے ہیں کہ بروز بدھ ۶ ربیع الآخر ۱۲۵ھ ہجری کو ولید بن یزید خلیفہ ہوا، علی بن محمد نے محمد بن عمر کے بیان کی تائید کی ہے۔

خلافت ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان

ولید کی بدعملی

اس بات کا ذکر پہلے گذر چکا ہے کہ یزید بن عبدالملک اسکے باپ نے اپنے بھائی ہشام بن عبدالملک کے بعد ولید وولی عہد خلافت مقرر کیا تھا، جس روز ولید کی ولی عہدی کے لئے بیعت لی گئی اسکی عمر گیارہ برس کی تھی، یزید مزید زندہ رہا اور ولید پندرہ برس کا ہو گیا۔ اب یزید کو اپنے بعد اپنے بھائی ہشام کو جانشین خلافت مقرر کرنے پر افسوس ہوا اور اپنے بیٹے کو دیکھ کہتا اللہ میرے اور اس شخص کے درمیان فیصلہ کرے گا جس نے ہشام کو میرے اور تیرے درمیان کر دیا یزید کا انتقال ہو گیا، اسوقت اسکے بیٹے ولید کی عمر پندرہ سال کی تھی۔

ولید بن یزید کی شراب نوشی

ہشام خلیفہ ہوا ولید کی بڑی عزت وتکریم کرتا تھا، عرصہ تک دونوں کے تعلقات اسی قسم پر رہے، پھر ولید نے شراب نوشی شروع کی اور بے ہودہ باتیں کرنے لگا، ان چیزوں کی عادت اسکے اتالیق عبدالصمد بن عبدالاعلیٰ الشیبانی نے ڈالی جو عبداللہ بن عبدالاعلی کا بھائی تھا، ولید نے اپنے شرابی ہم نوا جمع کر لئے ہشام نے ان لوگوں کو اس سے علیحدہ کرنے کی خاطر ولید کو ۱۱۶ھ میں امیر الحج مقرر کر کے بھیجا، یہ اپنے ہمراہ صندوقوں میں کتے بھی لے گیا، ایک صندوق جس میں کتا تھا الٹ پھیر سے گر پڑا۔ ولید کے خادموں نے اونٹ والے کو کوڑوں سے سخت مارا، ولید اپنے ساتھ کعبہ کے برابر ایک شامیانہ بنوا کر بھی لے گیا تھا، شراب بھی اسکے ساتھ تھی اور ارادہ یہ تھا کہ کعبہ پر شامیانہ نصب کر کے اس میں مجلس گرم ہو، مگر اس ارادہ سے اسکے ساتھیوں نے ڈرا کر اسے باز رکھا اور کہا کہ اگر ایسا کیا گیا تو ہمیں لوگوں کی جانب سے اپنی اور آپ کی جان کا خطرہ ہے اس وجہ سے ولید نے شامیانہ کو ہاتھ نہیں لگایا۔

ولید کو ولی عہدی سے ہٹانے کی کوشش

جب یہ بات عام ہوگئی کہ ولید مذہب کی توہین اور اسکا مذاق اڑاتا ہے اور ہشام کو بھی اس شہرت کی اطلاع ہوئی اس نے ارادہ کیا کہ اسے ولی عہدی سے ہٹادے اور اسکے بجائے اپنے بیٹے مسلمہ بن ہشام کے لئے بیعت لے لے ہشام نے خود ولید سے اپنی یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ خود اپنے حق سے دست بردار ہو جائے اور مسلمہ کے لئے بیعت کر لے ولید نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا، ہشام نے کہا کہ اچھا اپنے بعد مسلمہ کو اپنا ولی عہد مقرر کردو ولید نے اس سے بھی انکار کر دیا، اسکے بعد ہی ہشام کا سابقہ رویہ بدل گیا جو ولید کو تکلیف پہنچانے لگا، اور خفیہ طور پر اپنے بیٹے کے لئے بیعت لینے کے لئے کارروائی شروع کر دی بعض لوگوں نے اس بات کو منظور بھی کر لیا ان لوگوں میں اسکے ماموں محمد اور ابراہیم ہام بن اسمٰعیل المخزومی کے بیٹے، بن القعقاع بن خلید العبسی وغیرہ اسکے دربار کے خاص امرا شریک تھے۔

ولید بن یزید کا مسلمہ بن ہشام پر طنز

ولید کی ابتک وہی حالت رہی، شراب ونشاط میں مست رہتا تھا، ہشام نے اس حالت کو دیکھ کر ایک دن ولید سے کہا میں نہیں جانتا کہ کیا تم مذہب اسلام پر بھی ہو یا نہیں۔ کوئی برائی ایسی نہیں جسے تم نہایت ڈھٹائی سے اعلانیہ نہ کرتے ہو، ولید نے اسکے جواب میں یہ دو شعر بھیجے۔

یا ایھا السائل عن دیننا
نحن علی دین ابی شاکر
نشربھا صرفا وممزوجة
بالسخن احیانا وبالفاتر

(ترجمہ) جو شخص ہمارے مذہب کے بارے میں پوچھتا ہیا سے معلوم ہو نا چاہیکہ ہم ابو شاکر کے مذہب پر ہیں ہم نری شراب پیتے ہیں اور کبھی کبھی اس میں گرم نیم گرم پانی ملا کر پیتے ہیں۔

ابوشاکر مسلمہ بن ہشام کی کنیت تھی، ہشام اپنے بیٹے مسلمہ پر بہت خفا ہوا اور کہنے لگا کہ تیری وجہ سے ولید نے مجھ پر یہ طنز کیا حالانکہ میں تجھے خلافت کے لئے تیار کررہا ہوں اپنی عادات درست کرو، ہمیشہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھو۔

مسلمہ کے رویے میں تبدیلی

ہشام نے ۱۱۹ھ میں مسلمہ کو امیر الحج مقرر کیا، اس نے مناسک حج پوری طرح ادا کئے۔ اپنے اپنے موقع پر ردباری اور نرمی کا اظہار کیا۔ مکہ ومدینہ میں بہت سی دولت مستحقین میں تقسیم کی۔ اس پر خوش ہوکر اہل مدینہ کے ایک زادکردہ غلام نے یہ شعر کہے۔

یا ایھا السائل عن دیننا
نحن علی دین ابی شاکر
الواھب الجرد بارساتھا
لیس زندیق ولا کافر

ترجمہ: ''جو شخص ہمارے مذہب کو دریافت کرتا ہے اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم ابو شاکر کے مذہب پر ہیں' جو اعلیٰ درجہ کے گھوڑے ان کی باگوں سمیت عطا کرتا ہے' وہ نہ زندیق ہے اور نہ کافر ہے۔''

ان شعروں میں ولید پر طنز کیا گیا تھا' مسلمہ بن ہشام کی ماں ام حکیم بنت یحییٰ بن الحکم بن العاص تھی' اسی پر کمیت نے یہ شعر کہا۔

ان الخلافه کائن او تادھا   بعد الولید الی ابن ام حکیم

ترجمہ: ''خلافت ولید کے بعد ام حکیم کے بیٹے کو ملے گی۔''

مسلمہ کی خالد پر ناراضگی

ایک مرتبہ خالد بن عبداللہ القسری نے کہا تھا کہ میرا اس خلیفہ سے کوئی تعلق نہیں جس کی کنیت ابوشا کر ہو' یہ سن کر مسلمہ بہت غصہ ہوا تھا جب خالد کے بھائی اسد نے انتقال کیا تو ابوشاکر نے' خالد کو وہ شعر لکھ کر بھیجا جو نوفل نے اسد کی موت پر خالد کے پاس بھیجا خالد نے یہ سوچا کہ اسد کی موت کی تعزیت لکھی ہوگی' جب مہر کھولی تو خط میں سوائے ہجو کے اور کچھ نہ تھا' خالد نے کہا میں نے کبھی آج تک ایسی تعزیت نہیں دیکھی۔

ولید کی اپنی بعض غلطیوں پر معذرت

ہشام ولید کی برائی اور اسکی توہین کرتا رہتا تھا اور اب بہت زیادہ اس کی اور اسکے دوستوں کی اہانت کرنے لگا اور اس کے منصب میں بھی کمی کر دی۔ جب ولید نے یہ رنگ دیکھا وہ اپنے خاص لوگوں اور غلاموں کے ساتھ دارالخلافہ کو چھوڑ کر مقام ارزق میں بلقین اور فزارہ کے درمیان اغدف نام چشمہ پر مقیم ہوگیا' اپنے کاتب عیاض بن مسلم عبدالملک بن مروان کے آزاد کردہ غلام کو رصافہ میں چھوڑ آیا تا کہ جو نئی بات پیش آئے اس سے ولید کو اطلاع دیتا رہے' ولید کے ساتھ عبدالصمد بن عبدالاعلیٰ بھی تھا' ایک دن سب نے شراب پی اور جب شراب کے نشہ کا ان پر پورا اثر ہو گیا تو ولید نے عبدالصمد سے کہا' اے ابو وہب کچھ شعر سناؤ عبدالصمد نے کچھ اشعار سنائے جن میں ولید کی خلافت کی تمنا تھی ان اشعار کی اطلاع ہشام کو ہوئی اس نے ولید کا منصب موقوف کر دیا اور اسے لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے عبدالصمد کو اپنا مصاحب خاص' دوست اور ندیم بنایا ہے' تمہارے متعلق جو اطلاع مجھے ملی ہے اسکی میں تحقیق کر چکا ہوں اور خود تم بھی اسکے ذمہ دار ہو تم فوراً عبدالصمد کو ذلت وخواری کے ساتھ نکال دو' ولید نے عبدالصمد کو نکلوا دیا اور ہشام کو اسکی اطلاع دی' اپنی غلط قسم کی مجالس پر معذرت بھی چاہی' اور درخواست کی کہ ابن سہیل کو میرے پاس آنے کی اجازت دی جائے۔

ہشام کا ولید کے ساتھیوں کے ساتھ طرز عمل

ابن سہیل ایک یمنی سردار تھا' ایک سے زیادہ مرتبہ دمشق کا گورنر رہ چکا تھا' اور ولید کے خاص دوستوں میں تھا ہشام نے اسے خوب پٹوایا اور نکلوا دیا' عیاض بن مسلم ولید کے کاتب کو گرفتار کر لیا۔ ہشام کو یہ اطلاع ملی تھی کہ یہ ولید کی تمام خبریں لکھتا رہتا ہے' ہشام نے اسے بہت بری طرح پٹوایا' اور کمبل کا لباس پہنایا۔

ولید کا ردعمل

ولید کو ان واقعات کا علم ہوا تو کہنے لگا کہ اب کون ہوگا جو لوگوں پر اعتماد کرے گا یا کسی کے ساتھ احسان کرے گا' یہ بدبخت بھینگا وہ ہے جسے میرے باپ نے اپنے تمام کنبہ پر ترجیح دی اور اپنا ولی عہد بنایا اور میرے ساتھ اس نے سلوک کیا جو آپ لوگ دیکھ رہے ہیں' جس کسی کے متعلق اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے میرے ساتھ تعلقات ہیں ان کی توہین وتذلیل کرتا ہے' مجھے اس نے لکھا تھا کہ عبدالصمد کو نکال دوں میں نے نکال دیا جب میں نے اسے لکھا کہ ابن

سہیل کو میرے پاس آنے کی اجازت دیجئے اس کے جواب میں اس نے اسے پٹوایا اور شہر سے نکال دیا' حالانکہ اسے میرے اور اس کے تعلقات کا علم تھا' اسی طرح اسے معلوم تھا کہ عیاض بن مسلم میرا خاص آدمی ہے میں اسکی خاص طور پر وقعت و عظمت کرتا ہوں وہ میرا کاتب ہے پھر بھی اس نے اسے پٹوایا اور قید کر دیا ان تمام کارروائیوں سے صرف اس کا مقصد یہ ہے کہ مجھے تکلیف پہنچے۔ اے اللہ تو مجھے اسکی زیادتیوں کا اجر دے ولید نے ہشام کو لکھا امیر المومنین نے میرے منصب کو جو بند کر دیا ہے' اور میرے دوستوں اور متعلقین کو جو برباد کیا ہے اسکی اطلاع مجھے مل گئی ہے۔ مجھے کبھی اس کا ڈر نہ تھا کہ آپ میرے ساتھ یہ سلوک کریں گے اور نہ مجھے اس کی کچھ پرواہ ہے اگر ابن سہیل حقیقت میں ویسا ہی ہے جیسا کہ اسے سمجھا گیا ہے تو اسکے یہ معنی ہوں گے کہ گدھا بھیڑیا ہو جائے' میرے جو تعلقات ابن سہیل سے ہیں یا جو خط اس کے بارے میں میں نے آپ کو لکھا وہ تو میرے منصب کی موقوفی کی وجہ قرار نہیں دیا جا سکتا' البتہ اگر امیر المومنین کے دل میں کوئی اور بات میرے خلاف بیٹھ چکی ہے تو ہو۔ اللہ نے مجھے ولی عہد خلافت کیا ہے میرے لئے ایک عمر مقرر کر دی ہے اور روزی تقسیم کر دی ہے جسے اس کے علاوہ نہ کوئی بند کر سکتا ہے اور نہ بدل سکتا ہے' خداوند عالم نے جو مقدر کر دیا ہے وہ پورا ہو کر رہے گا چاہے لوگ اسے پسند کریں یا نہ کریں' اگر کوئی چیز جلد واقع ہونے والی ہے تو کوئی اسے ملتوی نہیں کر سکتا اور نہ جو بات کسی خاص وقت کے ساتھ مقدر کر دی گئی ہے اسے کوئی جلد وقوع پذیر کر سکتا ہے' دنیا والوں کا یہ قاعدہ ہے کہ ان حالات میں وہ یا تو اللہ کا گناہ اپنے لئے کماتے ہیں یا ایسے کام کرتے ہیں جس سے وہ خدا کے نزدیک مستحق ہوں اس لئے امیر المومنین کو ان باتوں کا زیادہ خیال ہونا چاہیئے اور ان امور کی بخوبی تعمیل میں اللہ تعالیٰ امیر المومنین کو توفیق دینے والا ہے۔

ولید کے متعلق ہشام کا خیال

ہشام نے ابوالزبیر سے کہا اے فسطاس اگر مجھ پر کوئی حادثہ ہو جائے تو کیا تم سمجھتے ہو کہ لوگ ولید کو پسند کریں گے' ابوزبیر نے کہا اللہ تعالیٰ امیر المومنین کی عمر میں اضافہ فرمائے' ہشام نے کہا نہیں یہ کیا کہتے ہو موت سے تو چارہ ہی نہیں ہے یہ بتاؤ کیا لوگ ولید کی خلافت کو تسلیم کریں گے؟ ابوزبیر نے کہا تمام لوگوں سے اسکی ولی عہدی کے لئے بیعت لی گئی ہے' تسلیم کرنا ہی پڑے گا' اس پر ہشام نے کہا کہ اگر لوگوں نے ولید کی خلافت کو تسلیم کر لیا تو میں سمجھوں گا کہ یہ حدیث بالکل غلط ہے کہ جو تین دن بھی منصب خلافت پر رہا وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔

ہشام کا ولید کے نام خط

ہشام نے ولید کو لکھا کہ اپنے منصب کے بند کئے جانے وغیرہ کے متعلق جو کچھ تم نے مجھے لکھا تھا میں اس سے آگاہ ہو گیا' میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں کہ اس منصب کو پھر تم پر جاری کروں' کیونکہ اس کے اجراء سے میں گناہ گار ہونے سے ڈرتا ہوں منصب کی ضبطی اور تمہارے دوستوں کی علیحدگی دو وجہوں سے عمل میں لائی گئی ہے' پہلی بات کی وجہ یہ ہوئی کہ چونکہ تم اپنے منصب کو صحیح مصرف میں صرف نہیں کرتے تھے اس وجہ سے میں نے اسے بند کر دیا' دوسری بات کی وجہ یہ ہوئی کہ تمہارے دوستوں کو وہ تکالیف و مصائب برداشت کرنا نہیں پڑتے جو دوسرے مسلمانوں کو ہر سال فوجوں کی جبری بھرتی کے وقت اٹھانے پڑتے ہیں بلکہ وہ مزے سے تمہارے ساتھ لہو و لعب میں اپنا وقت ضائع کرتے

رہتے ہیں' بلکہ جو کوتاہی اس معاملہ میں اب تک مجھ سے ہو چکی ہے مجھے اسی کا خیال دامن گیر ہے میں سمجھتا ہوں کہ اب اللہ نے مجھے یہ توفیق عطا فرمائی کہ تمہارے منصب کو بند کردوں تاکہ اس وقت تک اس کے اجراء سے جو کوتاہی مجھ سے ہوئی ہے اس کا یہ فعل کفارہ ہو سکے' ابن سہیل کی جو قدر و منزلت تمہارے نزدیک تھی اور تم اسکے رنج و خوشی میں شریک ہوئے یہ بھی نامناسب تھا کیونکہ اس میں سوائے اس کے اور کیا خوبی تھی کہ وہ ایک ڈوم اور ناچنے والا شخص تھا جو اپنی گھٹیا حرکتوں میں حد سے بڑھا ہوا تھا پھر بھی یہ شخص تمہارے ساتھیوں میں سب سے برا نہ تھا بلکہ تمہارے مصاحب اس سے بھی بدتر تھے جو ایسے افعال میں تمہارے ساتھ شریک تھے کہ جن کا ذکر کرنا بھی میں اپنی شان کے خلاف سمجھتا ہوں اور جنکی وجہ سے تم زجر و توبیخ کے مستحق تھے' اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ میں تمہارے بگاڑ کے درپے ہوں' تو تمہارے پاس کوئی ایسی سند بھی نہیں ہے جو مجھے اس خیال سے باز رکھ سکے' تم نے اس بات کا جو ذکر کیا ہے جسے اللہ نے تمہارے لئے مقدر کردیا ہے تو اس معاملہ میں بھی اللہ نے مجھے مقدم کیا ہے اور مجھے اس منصب پر مقرر فرمایا ہے اور اللہ اپنی مشیت کو پورا کرنے والا ہے' اور مجھے اپنے رب سے اس بات کا بھی پورا یقین ہے کہ جو عزت اس نے مجھے عنایت فرمائی ہے اسکی کمی بیشی کا خود مجھے بھی کوئی اختیار نہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ ایک دن یہ جانے والی ہے اور اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت زیادہ مہربان ہے اس بات سے کہ وہ انکی حکومت ان میں سے کسی ایسے کے سپرد کرے جسے وہ پسند نہ کرتا ہو' اور مجھے اپنے رب سے اس بات کی بہترین توقع ہے کہ اس نے حکومت صرف اسی کے لئے مقدر کی ہوگی جسے وہ اسکا اہل سمجھتا ہو جسے وہ بھی پسند کرے اور اس کی مخلوق بھی اس سے خوش ہو۔ مجھ پر اللہ کے اتنے احسانات ہیں کہ میں ان کے ذکر اور اسکا شکر ادا کرنے سے قاصر ہوں' اور اگر میری موت جلد لکھدی گئی ہے تو اسکی عنایت سے انشاء اللہ مجھے اسکا خوف نہیں وہ آئے' تم نے جو خط مجھے لکھا اور اس میں جو کچھ لکھا وہ تمہاری بے وقوفی اور حماقت کو دیکھتے ہوئے کچھ عجیب بات نہ تھی۔ تم آئندہ سے اپنی ان حد سے بڑھ جانے والی عادتوں سے بچو اور خاموش بیٹھو اور اللہ کے قہر سے ڈرو۔ کیونکہ وہ گرفت بھی کرتا ہے اور دیکھتا بھی رہتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے گرفت کرلیتا ہے اور جس کے لئے جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔ میں اللہ سے ایسے امور کے لئے جسے وہ پسند کرے حفاظت اور توفیق کا طالب ہوں۔

ولید کا جواب

ولید نے ہشام کو یہ اشعار اسکے جواب میں لکھ بھیجے۔

راتیک تبنی جاھداً فی قطیعتی
فلو کنت ذا ارب لھدمت ماتبنی

ترجمہ: میں دیکھتا ہوں کہ تو میرے خلاف
بڑی تیزی سے ایک عمارت بنا رہا ہے۔
اگر تو عقلمند ہوتا تو اپنی بنائی اس عمارت کو خود ہی گرا دیتا۔

تثیر علی الباقین مجنی ضغینة
فویل لھم ان مت منشر ما تجنی

(ترجمہ) جو لوگ باقی رہینگے تو انہیں اپنی ان حرکات

سے ان کے دلوں میں نفرت و عداوت پیدا کر رہا ہے۔
اگر تو مر جائے تو تیرے اس طرز عمل کے برے خمیازے سے وہ کس طرح
بچ سکیں گے۔

کـــاتـــی بهـــم والــلــیــت افــضــل قــولهــم
الالیتــنــا والــلــیـــت اذذاک لا یــغــنـــی

(ترجمہ) مجھے یقین ہے کہ ایک دن وہ آئے گا جب کہ سب
سے بڑھ کر وہ یہی کہیں گے کاش ایسا ہوتا،،
کاش وہ وقت ہم دیکھیں جبکہ یہ لفظ بے معنی ہو جائے۔

کــفــرت یــدا مــن مــنــع مــلــوشــکــرتهــا
جــزاک بهـــا الــرحـــمـــان ذو الــفــضــل والــمــن

(ترجمہ) تو نے اپنے ایک محسن کے احسان کی ناشکری کی
اگر تو اسے مانتا تو اللہ جو بزرگی اور احسان
والا ہے وہ تجھے اسکی جزائے خیر دیتا۔

ہشام کا انتقال اور ولید کا خلیفہ بننا

ولید اسی جنگل میں مقیم تھا کہ ہشام کا انتقال ہو گیا، جس صبح کو اسے خلیفہ ہونے کی خوشخبری ملی تھی اس نے ابوالزبیر المنذر بن ابی عمرو کو بلا بھیجا تھا اور اس سے کہا تھا کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے اتنی طویل کوئی رات مجھ پر نہیں گزری جیسی کہ یہ گذشتہ رات تھی، غم واندوں کا ہجوم تھا میرے دل میں بہت سی باتیں ہشام کے طرز عمل کے بارے میں آئیں جس نے میرے ساتھ بدسلوکی کی۔ چلئے ذرا ہواخوری کر آئیں۔

دونوں سوار ہو کر سیر کے لئے چلے۔ دو میل چل کر ولید ایک ریت کے ٹیلہ پر جا کر کھڑا ہوا اور ہشام کی شکایت کرنے لگا اتنے میں ایک غبار پر نظر پڑی، ولید نے کہا کہ یہ ہشام کے قاصد آتے ہوں گے، خدا خیر کرے، دو شخص ڈاک کے گھوڑوں پر سوار سامنے آئے، ان میں سے ایک ابومحمد السفیانی کا آزاد کردہ غلام اور دوسرا جردیہ تھا، جب ولید کے قریب پہنچے تو گھوڑوں سے اتر پڑے اور دوڑتے ہوئے ولید کو آ کر خلیفہ کہہ کر سلام کیا، ولید نے آنکھیں نیچے کر لیں اور خاموش کھڑا رہا۔ جردیہ نے دوبارہ خلیفہ کہہ اسے سلام کیا، ولید نے کہا یہ بتاؤ کیا ہشام مر گیا؟ جردیہ نے کہا جی ہاں، ولید نے کہا خط کس نے لکھا ہے، جردیہ نے کہا آپ کے آزاد کردہ غلام سالم بن عبدالرحمٰن میر منشی، دفتر مراسلات نے ولید نے خط پڑھا اور وہ پلٹ آئے، ولید نے پھر ابومحمد السفیانی کے آزاد کردہ غلام کو بلا کر اپنے معتمد عیاض بن مسلم کی خیریت دریافت کی، اس نے کہا عیاض جیل میں تھا۔ جب ہشام بیمار ہوا اور زندگی سے مایوسی ہو گئی تو عیاض نے خزانہ داروں سے کہلا بھیجا کہ جو کچھ تمہارے سپرد ہے اس پر اپنا قبضہ رکھو اور خبردار ہشام کا کوئی آدمی ایک چیز نہ لینے پائے اس کے بعد شام کو ذرا افاقہ ہوا اس نے خزانہ سے کچھ منگوایا، خزانہ داروں نے اسکے دینے سے انکار کر دیا۔ ہشام نے کہا اب ہمیں معلوم ہوا کہ ان تمام مال و متاع کو ہم نے ولید کے لئے جمع کیا تھا، یہ کہتے ہی اسکی روح جسد عنصری سے پرواز کر گئی، عیاض جیل

خانہ سے نکل آیا۔ تمام خزانوں اور توشہ خانوں کے دروازوں کو تالے لگا دیئے گئے اور حکم دیا کہ ہشام کو اس کے بستر سے نیچے اتار دیا جائے' اس کے لئے ایک برتن تک دستیاب نہ ہوسکا جس میں اس کے غسل کے لئے پانی گرم کیا جاتا کسی سے مستعار لیا گیا' سرکاری توشہ خانہ سے کفن بھی اسے نہیں دیا گیا البتہ ہشام کے آزاد کردہ غلام غالب نے اسے کفن دیا۔

ولید کا اہل رصافہ کیلئے حکم

ولید نے عباس بن الولید بن عبدالملک بن مروان کو حکم بھیجا کہ تم رصافہ جا کر وہاں ہشام کا جس قدر مال و متاع ہو اسے اپنے قبضہ میں لے لو اور اس کی اولاد و عہدیدار اور ملازمین کو گرفتار کر لو، البتہ مسلم بن ہشام سے کوئی تعارض نہ کرنا اور نہ اسکے محل سرا میں گھسنا اسکی وجہ یہ تھی کہ یہ اکثر اپنے باپ ہشام سے ولید کی سفارش کرتا تھا اور اسکے ساتھ نرمی و ملائمت کا برتاؤ کرنے کے لئے اصرار کرتا تھا۔

عباس نے رصافہ آ کر ولید کے حکم کی تعمیل کی اور جب اسکی اطلاع ولید کو پہنچی تو ولید نے یہ شعر پڑھا۔

لیت ہشاما کان حیا یری
محلبہ الاوفر قد ازعا

(ترجمہ) کاش ہشام اسوقت زندہ ہوتا تاکہ دیکھتا کہ اس بڑی دہاوئی بھر کر چھلک گئی ہے۔

مروان بن محمد کا ولید کے نام خط

ولید نے اپنے عہدہ دار مقرر کر لئے ملک کے مختلف علاقوں سے اسکے خلیفہ تسلیم کرنے کی بیعت کی خبریں موصول ہوئیں۔ گورنروں نے بھی اطاعت کے خطوط لکھے وفد بھی آئے مروان بن محمد نے لکھا اللہ نے اپنے بندوں کی حکومت اور اپنے ممالک کی وراثت جو آپکے سپرد فرمائی ہے میں اس پر مبارکباد پیش کرتا ہوں، یہ حکومت کے نشہ کی بدمستی تھی جسکی وجہ سے ہشام نے امیر المومنین کے اس حق کی توہین کا ارادہ کیا جسے اللہ نے عظیم کر دیا تھا اور ایسے مشکل کام کا ارادہ کیا جسکی تائید اگرچہ منافقوں اور خود غرضوں نے کی مگر تقدیر نے ان کے منصوبوں کو بری طرح پامال کر دیا۔ اللہ نے تو امیر المومنین کو ایک خاص مرتبہ عطا کر دیا تھا یہاں تک کہ خلافت ایسے معزز منصب پر سرفراز کیا، اور ایسا عہدہ دیا جسکا امیر المومنین کو اہل سمجھا اور اس پر مستقل طور پر سرفراز کر دیا۔ کیونکہ آپ کی خلافت تو لوح محفوظ میں لکھی جا چکی تھی اور اللہ نے اسے اپنے بندوں کے لئے جنکی حالت سے وہ ہر وقت باخبر ہے ایک خاص وقت کے لئے مخصوص کر دیا تھا، اس لئے اس نے خلافت کی باگ ڈور اپنے بندوں کی خبر گیری و انتظام کی ذمہ داری آپ کے سپرد کر دی، اس خدا کا شکر ہے جس نے آپ کو خلافت کیلئے چنا اور اپنے دین کی مضبوط رسی آپ کے سپرد کی، اور ظالموں نے جو مکر و فریب کیا تھا اسے باطل کر دیا، انہیں ذلیل اور آپکو سرفراز کیا پس جو شخص اب بھی اس ذلیل خیال پر قائم ہے اس نے اپنے آپ کو ہلاک کیا اور اپنے رب کو ناراض کیا، البتہ جنہیں توبہ باطل سے ہٹا کر حق کی طرف لے آئے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ قبول کرنے والا اور رحیم پائینگے۔

میں امیر المومنین کو اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ جب مجھے آپ کی خلافت کی خوشخبری ملی میں فوراً منبر پر چڑھا۔

دو تلواریں میرے کندھے پر تھیں تا کہ اگر کسی کے دل میں کھوٹ ہو تو ان سے خبر لوں، پھر میں نے جو اللہ نے امیر المومنین کی خلافت سے لوگوں پر احسان کیا ہے ان کی انہیں اطلاع دی وہ اسے سنکر خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ امیر المومنین کے سوائے ایسے کسی اور خلیفہ کی ولایت کی اطلاع نہیں ملی جسکی ذات سے ہماری توقعات زیادہ وابستہ ہوں جتنی انکی ذات سے ہیں جسکی خلافت سے ہمیں زیادہ خوشی ہوئی ہو، پھر میں نے بیعت لینے کے لئے اپنا ہاتھ پھیلا دیا۔ اوران سے دوبارہ، سہ بارہ پختہ قسموں کے ساتھ اطاعت کا حلف لیا انہوں نے خوشی اور پوری اطاعت کے ساتھ اسے قبول کیا اور بیعت کی آپ اسکے عوض میں اس مال سے انہیں انعام صلہ عطا کیجئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے اس لئے کہ آپ سخی اور کھلے ہاتھوں والے ہیں کیونکہ وہ آپ کے فضل و کرم کے منتظر ہیں جو مناصب آپ سے پہلے انہیں ملے ہوئے ہیں ان میں بھی اضافہ کر دیجئے تا کہ اس سے اپنی رعیت پر آپ کی شفقت وسخاوت ظاہر ہو۔

اگر مجھے اس وقت سرحد کی حفاظت کی مہم درپیش نہ ہوتی جس کا میں قصد کر چکا ہوں تو مجھے ڈر ہے کہ میں کسی شخص کو اس مہم کے علاوہ ملک کے دوسرے انتظامات سپرد کر دیتا اور شوق ملاقات مجھے امیر المومنین تک کھینچ لے جاتی اور میں خود امیر المومنین کے دیدار سے بہرہ ور ہوتا جس کی کوئی نعمت بدل نہیں ہوسکتی خواہ وہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو۔ اگر امیر المومنین مناسب خیال فرمائیں تو مجھے خدمت میں حاضر ہونے کی ضرور اجازت مرحمت فرمائیں تا کہ میں بعض ایسے معاملات جن کا لکھنا میں نے مناسب نہیں سمجھا حاضر ہو کر زبانی عرض کر سکوں۔

وظائف تنخواہوں اور مناصب میں اضافہ

ولید نے خلیفہ ہوتے ہی شامیوں میں جس قدر اپاہج اور نابینا تھے ان کے وظائف مقرر کر دیئے اور انہیں لباس بھی دیا اور ہر معذور کے لئے ایک ایک خادم مقرر کر دیا۔ لوگوں کے خاندانوں کے لئے سرکاری توشہ خانہ سے تحائف اور لباس نکلوا کر اس سے زیادہ دیئے جتنے کہ ہشام دیا کرتا تھا' ان کی تنخواہوں میں دس دس کا اضافہ کر دیا اور اہل شام کی تنخواہوں میں اس اضافہ کے علاوہ دس کا اور اضافہ کیا' اسکے خاندان والوں میں سے جو لوگ اس کے پاس آئے ان کے مناصب میں بھی دگنا اضافہ کر دیا۔

حاجیوں اور مجاہدوں کے ساتھ معاملہ

ولید جب ولی عہد تھا تب بھی اسکا یہ معمول تا کہ موسم گرما کے مجاہد جب واپسی میں اس کے پاس آتے تو ان کی دعوت کرتا' اسی طرح حجاج جب حج سے واپس آتے تو ایک مکان میں جس کا نام زیزا تھا' تین روز تک ان کی دعوت کرتا اور ان کی سواریوں کو بھی کھلاتا۔ اور جو چیز اس سے مانگی گئی اس نے کبھی اس کے دینے سے انکار نہیں کیا' ولید سے کسی نے کہا کہ آپ کے اس کہنے میں بھی کہ میں غور کر رہا ہوں ایسا وعدہ ہے کہ جس کی بناء پر طلب گار قیام کرتا ہے ولید نے کہا میں اپنی زبان کو ایسی بات کہنے کا عادی نہیں کرتا کہ جس کا میں نے پہلے ہی وعدہ نہ کر لیا ہو۔

ولید کا اپنے دو بیٹوں حکم وعثمان کو ولی عہد مقرر کرنا

اسی سال ولید نے اپنے بیٹوں حکم اور عثمان کو ایک دوسرے کے بعد مقرر کیا' حکم کو پہلے رکھا اور عثمان کو اس کے

بعد اس کے لئے بڑے سرداروں واکابر سے حلف اطاعت لیا' اور دوسرے صوبوں کو بھی اسکی اطلاع بھیج دی' جن لوگوں کو اس نے اس معاملہ میں لکھا تھا ان میں عراق کا گورنر یوسف بن عمر ولید بھی تھا یوسف نے نصر بن سیار کو اس معاملہ میں خط لکھا جو کہ درج ذیل ہے۔

یوسف کا نصر کے نام خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط یوسف بن عمرؔ کی جانب سے نصر بن سیار کے نام ہے۔ حمد وثنا کے بعد' میں تمہیں امیر المومنین کا وہ خط عقال بن شترا لتمیمی اور عبدالملک القینی کے ہاتھ بھیجتا ہوں جو انہوں نے میرے عمال کے نام بھیجا ہے اور جس میں حکم بن امیر المومنین اور عثمان بن امیر المومنین کو اپنے بعد ولی عہد خلافت مقرر کیا ہے' میں نے ان دونوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اس معاملہ میں گفتگو کریں لہٰذا جب یہ تمہارے پاس پہنچیں تو تم سب لوگوں کو امیر المومنین کا خط سنانے کے لئے جمع کرنا' جب مجلس جمع ہو جائے پہلے کھڑے ہو کر امیر المومنین کا پیغام سنانا اس سے فارغ ہونے کے بعد اصل خط سنا دینا۔ اگر کوئی شخص کچھ کہنا چاہے تو اسے تقریر کی اجازت دینا۔ پھر اللہ کا نام اور اسی برکت طلب کر کے لوگوں سے اسی تحریر کے مطابق جو میں نے خط کے آخر میں لکھ دی ہے امیر المومنین کے دونوں بیٹوں کیلئے اطاعت کا حلف لینا یہ امیر المومنین کے خط کا مضمون ہے' اسے سمجھ لو اور اسی پر لوگوں سے بیعت لو ہم اللہ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ امیر المومنین اور انکی رعیت کے لئے اس معاملہ میں برکت دے جو اس نے اپنے بندوں کے لئے ان کی زبان سے کہلوایا ہے۔ اور وہ حکم اور عثمان کو نیک توفیق دے اور انہیں ہمارے لئے مبارک کرے۔ والسلام علیک

نصر کا جواب

نصر نے بروز جمعرات پندرہ شعبان ۱۲۵ھ کو اسکا جواب لکھا۔

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' ہم عبداللہ الولید امیر المومنین اور حکم ابن امیر المومنین (اگر وہ ان کے بعد زندہ رہے) اور عثمان ابن امیر المومنین (اگر وہ حکم کے بعد ہوں) کی اطاعت وفرمانبرداری کے لئے بیعت کرتے ہیں' اگر ان دونوں میں سے کسی کو کوئی سانحہ پیش آ جائے تو امیر المومنین اپنی اولاد اور رعیت کے بارے میں با اختیار ہیں جیسے چاہیں مقدم کریں جسے چاہیں موخر کر دیں' ہم اللہ کے سامنے اس بیعت کا عہد و وعدہ کرتے ہیں۔ ولید کا درج ذیل خط عقال بن شیبہ اور عبدالملک بن نعیم نصر کے پاس لے کر آئے۔

ولید کا نصر کے نام خط

''اما بعد اللہ نے جس کے تمام نام مبارک' جسکی تعریف اور ذکر بزرگ و برتر ہے۔ اسلام کو اپنا دین بنایا۔ اور اسی کو اپنی مخلوق کے لئے سب سے بہتر سمجھا' پھر فرشتوں اور انسانوں میں سے اپنے پیغمبر مقرر کئے' اس دین کا حامل بنا کر انہیں بھیجا اسی کی تلقین کا انہیں حکم دیا یہ پیغمبر مختلف قوموں اور مختلف زمانوں میں مبعوث ہوتے رہے جو طریقہ سب سے بہتر تھا اسکی طرف بلاتے رہے اور سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کرتے رہے' یہاں تک کہ اللہ کی نعمت نبوت حضور محمد الرسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوئی۔ ایسے وقت میں جب کہ علم پامال تھا' لوگ اندھے تھے' خواہشات نفسانی کی وجہ سے ان میں تفریق تھی۔ اور ان کے مختلف اور متفرق دستور اور آئین زندگی تھے' حق کی نشانیاں مٹ چکی تھیں' مگر اللہ نے حضور کی ذات سے ہدایت کو عیاں کر دیا۔ اندھیرے کو دور کر دیا۔ گمراہی اور ہلاکت سے بندوں کو نکال لیا' ان سے اپنے دین کی رونق کو تازگی بخشی۔ انہیں تمام کائنات کے لئے مجسم رحمت بنایا' ان پر وحی کو ختم کر دیا اور آپ سے پہلے جتنے انبیاء علیہم السلام گذرے تھے ان سب کی عظمت و بزرگی آپ کی ذات ہی کو عطا فرمائی آپ کو ان سب کے آخر میں اس لئے مبعوث فرمایا تھا کہ آپ ان کی تعلیم کی تصدیق فرمائیں اسکی توثیق کر دیں' اسی کی دعوت دیں اور اسی کی تعلیم چنانچہ آپ کی امت کے جن لوگوں نے اس دین الٰہی کو اختیار کیا وہ انبیاء سلف علیہم السلام پر بھی ایمان لائے' حالانکہ ان کے ہم قوم انہیں جھٹلاتے رہے مگر جس چیز سے وہ انہیں روکتے تھے یہ اسی کی انہیں تعلیم دیتے تھے انبیاء علیہم السلام کی عزتوں کے وہی لوگ محافظ بن گئے جو اسکی ہتک کرنے والے تھے اور اسی کی تعظیم کرنے لگے' جس کی توہین کرتے تھے' حضور محمد الرسول اللہ کی امت میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس کے متعلق سنا جائے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی تکذیب کرتا ہو یا اس میں حجت نکالتا ہو۔ یا انہیں بے وقوف سمجھ کر انہیں اذیت پہنچائے یا ان کی تردید کرتا ہوں حالانکہ خود ان کے ہم عصروں نے ان کو نبی مبعوث من اللہ جاننے سے انکار کیا' ان کی وجہ سے کوئی کافر ایسا نہ بچا کہ جس کا خون اس وجہ سے حلال نہ ہو گیا ہو' ان کے آپس کی رشتہ داریاں ختم ہو گئیں' چاہے وہ ان کے باپ ہوں یا اولاد یا خاندان والے' وحی کے ختم ہونے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصول کے بعد اللہ نے اسی طریقہ نبوت پر آپ کے خلفاء مقرر کئے تا کہ اس کے حکم کی تعمیل کرائیں اسکی شریعت کو نافذ کریں آپ کی سنتوں پر عمل کرائیں' گناہوں سے روکیں زکوٰۃ و صدقہ وصول کریں اہل حقوق کو حقوق دلائیں ان کی وجہ سے اسلام کی مدد ہو' اس کے دین کی مضبوطی اور استحکام ہو' اس کے حریم کی حفاظت ہو' اس کے بندوں میں عدل وانصاف کیا جائے اور اس کے شہروں کی اصلاح ہو' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولو لا دفع اللّٰه الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض ولكن اللّٰه ذو فضل على العالمين

ترجمہ اگر اللہ بعض لوگوں کو بعض کے ہاتھوں نہ ہٹائے تو زمین میں فساد پھیل جائے مگر اللہ اپنی مخلوق پر مہربانی کرنے والا ہے۔

پھر یکے بعد دیگرے اللہ کے خلفاء اس کے انبیاء کی جانشینی کا فرض انجام دینے کے لئے ہوئے' جس نے ان کے حق میں تعرض کیا اللہ نے اسے ہلاک کر دیا۔ جو ان کی جماعت سے علیحدہ ہوا اللہ نے اسے تباہ و برباد کر دیا۔ جس کسی نے ان کے اقتدار کو ہلکا سمجھا یا اللہ نے جو منصب انہیں عطا کیا ہے اس میں ان پر تہمت لگائی اللہ نے انہیں اپنے خلفاء کے قبضہ اور تسلط میں دیدیا اور اسے ایسی سخت سزا دی جو دوسروں کے لئے موجب عبرت ہو' یہی سلوک اللہ نے اس شخص کے ساتھ ہی کیا جو خلفاء کی اطاعت سے جس پر مضبوطی سے قائم رہنے اور اسے اختیار کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور وہ جس کی وجہ سے آسمان اور زمین قائم ہیں علیحدہ ہو گیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"ثم استوی الی السماء وھی دخان فقال لھا وللارض ائتیا طوعاً او کرھاً قالتا اتینا طائعین

ترجمہ: پھر وہ آسمان پر جا بر جا اور وہ دھواں ہے' پھر اس نے آسمان اور زمین سے کہا تم آؤ چاہے اپنی خوشی سے اور چاہے مجبوراً اُن دونوں نے کہا ہم خوشی سے آئے۔"

پھر اللہ عزوجل فرماتے ہیں۔ **و اذ قال ربک للملائکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ قالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا و یسفک الدماء و نحن نسبح بحمدک و نقدس لک قال انی اعلم ما لا تعلمون**

ترجمہ: اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک نائب بنانے والا ہوں' انہوں نے کہا کیا تو ایسے کو نائب بناتا ہے جو اس میں فساد برپا کرے گا اور خون بہائے گا حالانکہ ہم تیری تعریف اور تقدیس کرتے رہتے ہیں اللہ نے فرمایا تحقیق میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

اللہ نے دنیا میں اپنے بندوں کی بقا خلافت کے ذریعہ قائم رکھی اور اس کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور خلیفہ کی اطاعت سے وہ شخص جس نے اسے تسلیم کیا اور اسکی تائید کی سعادت مند ہوا۔ کیونکہ یہ بات اللہ کے علم میں ہے کہ کسی شے کا قیام یا کسی کی اصلاح اس شخص کی اطاعت کے بغیر ہو نہیں سکتی جسے اس نے اپنے حق کا محافظ اپنے احکام کا نافذ کرانے والا گناہوں سے روکنے والا متبرک مقامات کی نگرانی کرنے والا بنایا ہے۔ جس نے اطاعت کی وہ اللہ کا دوست ہوا اس کے حکم کا ماننے والا ان کی ہدایت سے حصہ پانے والا اور دین و دنیا کی بھلائیوں کا مستحق خاص بنا اور جس نے اطاعت سے روگردانی کی اور اس معاملہ میں اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کی' وہ محروم ہوا' اپنے رب کا نافرمان بنا اور دین و دنیا میں محروم رہا۔ وہ ان لوگوں میں سے بنا جن پر بدبختی نے قبضہ جمالیا ہو' اور ایسی گمراہ کن باتوں نے ان پر غلبہ کرلیا ہو' جو اپنوں کو نہایت تکلیف دہ گھاٹوں پر اتارتی ہیں اور سخت مہلک مقامات کی طرف لیجاتی ہیں اللہ دنیا میں بھی انہیں سخت ذلت و رسوائی اور مصیبت میں ڈال دیتا ہے اور آخرت میں انہیں عذاب الٰہی اور حسرت و افسوس اٹھانا پڑے گا۔

اطاعت ہی اس معاملہ میں اعلیٰ ترین اور بلند ترین شے ہے' اسکی چوٹی ہے اسکا کوہان ہے اس کی نکیل ہے اسکا قبضہ ہے' اسکا بچاؤ اور سہارا ہے' اس کلمہ خلوص (بیعت) کے بعد جس کی وجہ سے اللہ نے اپنے بندوں میں امتیاز فرمایا ہے اور اطاعت کی وجہ سے خوش نصیب دنیا میں بلند مرتبوں پر پہنچتے ہیں اور آخرت میں ثواب کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ اور جو لوگ نافرمانی کرتے ہیں یعنی بیعت نہیں کرتے) انہیں اللہ ذلیل و خوار کرتا ہے' مصیبتوں میں ڈال دیتا ہے وہ اس کے غضب اور عذاب کے مستحق ہوتے ہیں اور یہ ہی حال ان لوگوں کا ہوتا ہے جو طاعت کو چھوڑ دیتے ہیں' اس سے نکل جاتے ہیں یا اسے بدل دیتے ہیں اللہ ہلاک کرے اس شخص کو جو گمراہ ہوا' سرکش بنا۔ اندھا ہوا' باغی ہوگیا یا جس نے نیکی اور تقویٰ کے طریقوں کو چھوڑ دیا اس لئے اگر کوئی واقعہ تمہیں پیش آئے یا کوئی مصیبت پڑے تو اس میں اللہ کی اطاعت کو مضبوط پکڑے رہنا' اس کے ساتھ وفادار رہنا' اس پر اجتماع کرنا' اسی طرف دوڑ کر آنا اور اسے پاک و صاف رکھنا اور اللہ سے قربت کا اسے وسیلہ بنانا۔ کیونکہ تم دیکھ چکے ہو کہ خلفاء اللہ کے فیصلہ کے مطابق مقرر ہوئے ہیں اسی نے ان کو اس درجہ پر سرفراز کیا اور ان کے حق کو کامیاب کیا ہے اور جس نے ان سے جھگڑا کیا ان کا دشمن بنا یا ہمسر بننا چاہا۔ یا اس نے اللہ کی اس تجلی کو بجھانا چاہا جس کا ان پر سایہ ہے اللہ نے اس کے جھوٹ کو باطل کر دیا۔ اور تم اس سزا سے بھی واقف ہو جو ان کے باغیوں یا ان کے حق میں کوتاہی کرنے والوں کو ملتی ہے کہ وہ تباہ و برباد اور ذلیل و ہلاک کر دیئے جاتے ہیں اس

سے دانشمندوں کے لئے تنبیہ وعبرت ہے اس کے ظاہر ہونے سے وہ فائدہ حاصل کریں اسی کو اپنا مسلک بنائیں اور اس بات کو جان لیں کہ خلفاء کو اللہ نے اختیار فرمایا ہے' اللہ تعالیٰ جو تعریف کا مستحق ہے اور جو احسان و مہربانی کرنے والا ہے اس نے امت کو بہترین شے امن وعافیت کی ہدایت فرمائی ہے تاکہ ان کی جانیں محفوظ رہیں ان میں اتحاد رہے' ان کی ایک آواز ہو' انکا معاملہ درست ہو' اسکی فوج کی اصلاح ہو' اور دنیا میں وہ اسکی نعمتوں سے مالا مال ہو جائے۔

یہ تمام باتیں اس خلافت کی وجہ سے ہیں جسے اللہ نے ان کا ناظم اور انکی حکومت کا سنبھالنے والا بنایا ہے اور یہی وہ عہد ہے جس کے پورا کرنے کا اللہ نے اپنے خلفاء کو حکم دیا ہے تاکہ وہ مسلمانوں کے اہم امور کے ذمہ دار ہوسکیں۔ اور اس طرح جب انہیں کوئی پریشانی لاحق ہو تو وہ اپنے خلفاء پر پورا اعتماد کرسکیں' مصیبت کے وقت ان کی پناہ لے سکیں' اختلاف اور انتشار کے وقت خلیفہ کی ذات ان کے اتحاد و اتفاق کا باعث ہوسکے' اسلام کے تمام اطراف اپنی جگہ قائم رہیں اور وہ ان شیطانی وسوسوں کو دفع کریں جنہیں شیطان کے پیرو کار اختیار کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں اور وہ ان لوگوں کو جنہوں نے دین کو ضائع کر دیا ہے انہیں مبتلا کر دیتا ہے' ان کے اتحاد میں رخنہ ڈال دیتا ہے اور جس مذہب پر اللہ تعالیٰ نے انہیں جمع کیا ہے اس میں اختلاف ڈال دیتا ہے مگر اسکا نتیجہ ہمیشہ وہی ہوتا ہے جو ان کو برا لگتا ہے ان کی امیدیں باطل ثابت ہوتی ہیں اور وہ دیکھ لیتے ہیں کہ اللہ نے جن لوگوں کو ان کا حاکم مقرر فرمایا ہے اس کے لئے پہلے ہی فیصلہ فرما چکا ہے اور اللہ ان لوگوں کو ان سے دور کر دیتا ہے جو ان کی حکومت میں کسی قسم کا دخل چاہتے ہیں اور کمزوری کے بجائے اللہ اسے اور مضبوط کر دیتا ہے اور جو حکومت ان کے حوالہ کی ہے اس میں ان پر بھروسہ کرتا ہے اور پہلے پورا بھروسہ کیا ہے' ان لوگوں کا حسن طاعت' جنہیں اللہ نے ان کے سپرد کیا ہے اسکا گروہ ہے' انکی اطاعت ان چیزوں میں بہترین ہے جس کی انہیں تعلیم دی ہے ان کے لئے اس کے اعزاز' اکرام بزرگی و تمکین کو مقرر کر دیا ہے۔

اس لئے اس عہد پر بیعت کرنے سے اسلام کی تعمیل ہے' اور ان احسانات عظیم کی وجہ سے جو اللہ نے اپنے بندوں پر کئے ہیں اسکا اختیار کرنا واجب ہے' کیونکہ اس نے اپنی حکومت کے لئے ان کو سربراہ بنایا ہے جن کے ہاتھوں وہ ان کو جاری کرتا ہے اور ان کی زبان سے احکام نافذ کراتا ہے جن لوگوں کو اس نے اس حکومت دی ہے اس نے ان کے لئے اپنے پاس اجر کا بہترین ذخیرہ جمع کر رکھا ہے اور مسلمانوں میں ان کا عمدہ اثر اس کے پیش نظر ہے کیونکہ وہ ان کے ذریعے انہیں نفع پہنچاتا ہے اور امن عام عطا کرتا ہے۔

اور وہ اس کے غلبہ کا سہارا لیتے ہیں اور اس ذمہ داری میں شریک ہوتے ہیں جس کی وجہ سے اللہ نے اسے ان کے لئے جائے پناہ بنایا ہے' جس کے ذریعہ سے وہ ہر ہلاکت مصیبت کے وقت انہیں بچاتا ہے ان میں اختلاف کے بدلے اتحاد پیدا کرتا ہے' منافقوں کو پوری سزا دیتا ہے اور ہر قسم کے اختلاف و افتراق سے انہیں محفوظ رکھتا ہے۔ اس لئے تم اپنے اس مہربان رب کی تعریف کرو جس نے تمہارا حکمراں ایسے شخص کو بنا کر تم پر احسان کیا ہے' جس نے یہ عہد و وفاداری تمہارے لئے تیار کیا۔ یہ وہ شخص ہے جسے اللہ نے تمہارے لئے جائے بازگشت و سکون بنایا ہے' جس سے تم اطمینان حاصل کر سکتے ہو جس کی وسیع شاخوں میں تم سایہ سے فائدہ اٹھا سکتے ہو اور اسے وہ حیثیت عطا فرمائی ہے کہ دینی و دنیاوی معاملات میں تمہاری گردنیں اسی کی طرف مڑتی ہیں تمہارے چہروں اور پیشانی کا وہی روبرو ہو' اور یہ بہت بڑا احسان اور اسکی بڑی نعمت ہے کہ اس نے امن عامہ عطا فرمایا ہے جس کے فوائد سے عقلمند اور دور اندیش' اور ہدایت یافتہ لوگ خوب واقف ہیں اس لئے تمہیں چاہئے کہ تم اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمہارے دین کی حفاظت کی اور تمہاری

جماعت کا انتظام کیا، اس لئے تم پر ضروری ہے کہ تم اس کا حق پہچانو اور جو اسنے تمہارے لئے کہا ہے اس کی وجہ سے اسکی تعریف کرو، اور انشاء للہ ولاقوۃ الا باللہ جیسا تمہیں اس کے احسان و اکرام کی فضیلت اور منفعت کا احساس ہے ایسا ہی تمہیں اسکا شکر کرنا چاہئے اور احسان ماننا چاہئے۔

خلیفہ بننے کے بعد امیر المومنین کو سب سے زیادفکر اور اہتمام اسی عہد کا کرنا پڑا کیونکہ وہ اس بات سے واقف تھے کہ مسلمانوں کی حکومت سے اسے کس قدر اہم تعلق ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بتادیا ہے کہ اس سے انہیں وہ فوائد حاصل ہونگے جنکی انہیں خواہش ہے اور امیر المومنین ان کے لئے جو فیصلہ کریں گے اس سے انکی عزت افزائی ہوگی اور وہ اپنے اور ان کے لئے پوری کوشش اور محنت کرتے ہیں اور اس معاملہ میں جو کچھ کرتا ہے وہ ہم سب کا پروردگار کرتا ہے جو ہم سب کا ولی ہے۔ جسکے ہاتھ میں حکومت ہے۔ جسے علم غیب حاصل ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے، اور وہ اپنے رب سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس ذمہ داری کی خدمت کے بجالانے میں انکی مدد کرے جو اس نے انہیں خاص طور پر اور ان کے ذریعہ مسلمانوں کو عام طور پر عطا کی ہے، اس لئے امیر المومنین نے مناسب سمجھا کہ اس عہد کے بعد ایک اور عہد آپ لوگوں کے لئے نافذ کریں تاکہ آپ لوگ بھی اپنے سے پہلے لوگوں کی طرح اطمینان سے رہیں توقعات کو اپنے پھیلاؤ کی زحمت نہ رہے یکجہتی و اتفاق میں خلل واقع نہ ہو، اور معلوم ہو جائے کہ خلافت کا جسے اللہ نے بندوں کے لئے حفاظت۔ بچاؤ بھلائی اور زندگی بنایا اور اپنے منافق فاسق کے لئے جو اس دین میں خرابی اور حاملان دین کی بربادی چاہتا ہے تباہی نقصان اور ہلاکت بتایا ہے ولی عہد کون ہوگا، اس لئے امیر المومنین نے اپنے بیٹوں حکم اور عثمان کو ولی عہد خلافت مقرر کیا ہے اور ان کے متعلق امیر المومنین کو امید ہے کہ اللہ نے انہیں اسی منصب کے لئے پیدا کیا ہے، اور انہیں وہ تمام صفات پختگی رائے جحت دین۔ انتہائی مروت اور مفید کاموں کی معرفت عطا کی ہے جو خلیفہ میں ہونی چاہئیں، اور اس کی کوشش اور انتخاب میں امیر المومنین نے اپنی ذات یا تم سے کوئی کوتاہی نہیں کی بلکہ پورے غور وفکر کے بعد یہ اختیار کیا ہے، پس تم اللہ کا نام اور اسکی برکت طلب کرتے ہوئے میرے بیٹے حکم کے لئے اور اسکے بعد اسکے بھائی کے لئے وفادار اور جاں نثار رہنے کے لئے خلوص دل کے ساتھ بیعت کرو، اور نیک گمان رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دکھائے اور بتائے گا اور جتادے گا، کہ امیر المومنین کی اولاد میں بھی تمہیں اسی طرح کثیر منافع، خوش حالی اور آرام ہوگا جواب امیر المومنین کے دور میں امن عام، عافیت، لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کے انتظام اور عنایت وسخاوت کی وجہ سے حاصل ہے یہ وہ کارروائی ہے جس میں دیر ہونے پر تم شاکی تھے اور تم نے اس پر عمل درآمد کرنے میں جلدی کی اس لئے مجھے یقین کامل ہے کہ تم اسکی اجرائی اور فیصلہ پر اللہ کی حمد کرو گے اور اسکا شکر بجالاؤ گے اور اسے اپنی خوش نصیبی سمجھو گے جسے بخوشی قبول کرنے کے لئے تم آگے بڑھو گے، اور اس معاملہ میں تم پر جو فرض اللہ کی جانب سے عائد ہوگا اسے ادا کرنے میں ہمہ تن کوشش کرو گے کیونکہ تم خود جانتے ہو کہ اس کے ادا کرنے میں اللہ کی کیا کیا نعمتیں اور اعزاز و اکرام تم کو ملتے ہیں تمہیں چاہیے کہ جب اللہ نے اس معاملہ میں تم پر اپنا بڑا فضل واحسان کیا ہے ویسے ہی تم بخوشی اسے قبول کرا اور اس پر قائم رہو۔

اگر ان دلی عہدوں میں سے کوئی کسی حادثۂ ناگہانی کا شکار ہو جائے تو امیر المومنین کو یہ اختیار ہے کہ وہ اسکی جگہ جس کسی کو چاہیں اپنے رشتہ داروں یا اپنے بیٹوں میں سے مقرر کر دیں اور کسی ایک کو دوسرے پر مقدم کر دیں یا اسے موخر کر دیں، اس بات کو اچھی طرح جان لو اور سمجھ لو، ہم اس اللہ سے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں جو حاضر و غائب کا جاننے والا رحمٰن ورحیم ہے درخواست کرتے ہیں کہ وہ امیر المومنین کو اور تمہیں یہ کارروائی مبارک کرے جو اللہ نے انکی زبان اور ان کے ہاتھوں

وقوع پذیر کرائی اور یہ کہ اس کا انجام بھی اچھا باعث فرحت و رشک ہو اور یہ بات صرف اسی کے قبضہ میں ہے کہ وہی کر سکتا ہے اور کوئی نہیں، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

نصر کا گورنر بننا

بروز ۱۲۵ھ ہجری کے اختتام سے آٹھ روز قبل اس منشور کو سال نے تحریر کیا اسی سال ولید نے نصر کو تمام خراسان کا گورنر مقرر کر دیا اور اسے عراق کے گورنر کی ماتحتی سے علیحدہ کر دیا۔ نیز اسی سال یوسف بن عمر ولید کے دربار میں حاضر ہوا اور دولت دیگر نصر اور اس کے تمام ماتحت عہدیداروں کو پھر اپنے ماتحت کرالیا۔ اور ولید نے خراسان کی حکومت بھی اسی کو سپرد کر دی نیز اسی سال یوسف بن عمر نے نصر کو اپنے پاس بلوایا اور حکم دیا کہ جس قدر رقم اور تحائف وہ لا سکے لائے، اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے۔

نصر کے تحائف

علی اپنے بزرگوں کے حوالے سے بیان کرتے ہیں یوسف نے نصر کو حکم بھیجا کہ تم اپنے تمام اہل وعیال کے ساتھ میرے پاس آؤ، جب نصر کو یہ خط موصول ہوا اس نے تحائف کی سربراہی کا انتظام اپنے ماتحت عہدیداروں پر تقسیم کر دیا خراسان میں کوئی لونڈی غلام اور عمدہ قسم کا تیز یا بونہ بچا جسے اس نے مہیا نہ کر لیا ہو، اس کے ہزار غلام خریدے انہیں ہتھیاروں سے مسلح کیا اور گھوڑے ان کی سواری میں دیئے، بعض راویں کا کہنا ہے کہ اس نے ڈیڑھ سو خدمتگار زرق برق لباس سے آراستہ کئے، اور سونے چاندی کے پیالے ہرن اور درندوں اور بارہ سنگھے کے سر اور دوسری چیزیں بنوائیں جب ان انتظامات کو وہ مکمل کر چکا تو ولید کا خط اسے ملا جس میں اسے روانگی پر ابھارا تھا، نصر نے ان تحائف کو روانہ کیا اور جب اس قافلہ کا اگلا حصہ بیہق پہنچ گیا تب ولید نے اسے لکھا کہ بربط اور طنبورے مجھے بھیج دو۔

ارزق بن قرۃ المسمعی کا خواب

علی کا بیان ہے کہ ہشام کے عہد میں ارزق بن قرۃ المسمعی ترمذ سے نصر کے پاس آیا، اور اس نے کہا کہ میں نے ولید بن یزید ولیعہد کو خواب میں دیکھا جیسے کہ وہ ہشام سے بھاگ رہا ہے اور میں نے اسے تخت پر متمکن دیکھا اس نے شہد پیا اور مجھے بھی اس میں سے کچھ دیا کہ نصر نے اسے چار ہزار دینار دیئے اور کپڑے دیئے اور ولید کے پاس بھیجا اور اس کے متعلق ولید کو لکھا۔ ارزق نے ولید کو جا کر وہ رقم اور لباس دے دیا۔ ولید اس بات سے بہت خوش ہوا اور ارزق کے ساتھ بہت مہربانی سے پیش آیا اور نصر کو دعا دی۔ ارزق اس سفارت سے واپس پلٹا۔ قبل اس کے کہ وہ نصر کے پاس پہنچے اسے ہشام کی موت کی اطلاع ہوئی۔ اس وقت تک نصر کو معلوم نہ تھا کہ ارزق نے کس طرح اس خدمت کو انجام دیا ہے جب یہ اس کے پاس آیا تو اس نے ساری کیفیت سنائی۔ ولید نے خلیفہ ہوتے ہی ارزق اور نصر دونوں کو خط لکھے اور اپنے قاصد کو حکم دیا کہ پہلے ارزق کو جا کر اس کا خط دینا۔ قاصد شب میں اس کے پاس پہنچا اور دونوں خط جو اس کے اور نصر کے نام تھے اسے دے دیئے۔ ارزق نے اپنا خط بھی نہیں پڑھا بلکہ ان دونوں خطوں کو لے کر نصر کے پاس آیا۔ ولید نے کو خط نصر کو لکھا تھا اس میں اسے حکم دیا گیا تھا کہ میرے لئے بربط، طنبور یا ور سونے چاندی کے ظروف بنواؤ اور خرسان میں

جس قدر چنگ بجانے والے مل سکیں۔ انہیں میرے لئے جمع کر دو۔ اسی طرح باز اور تیز رفتار یابو جمع کر کے خرسان کے تمام عمائدین کے ساتھ خود حاضر دربار خلافت ہو۔

نصر بن سیار کی طلبی پر یوسف بن عمر کا اصرار

ایک باہلی روای ہے کہ بعض منجم نصر سے کہتے کہ کوئی فتنہ رونما ہونے والا ہے چنانچہ ان احکام کے موصول ہونے کے بعد نصر نے اپنے منجم صدقہ بن فرتاب کو جو اس وقت بلخ میں تھا بلا بھیجا اور پھر یوسف نے اس پر اصرار شروع کیا کہ میرے پاس آؤ مگر نصر جان کر دیر لگا تا رہا۔ اس پر نصر نے یوسف کے پاس ایک خاص آدمی نصر کے پاس بھیجا اور اسے حکم دیا کہ تم ہر وقت اس کے ساتھ رہنا اور اسے آنے کے لئے اصرار کرتے رہنا اگر وہ نہ آنا پسند کرے تو مجمع عام میں مجھ سے اپنی بے تعلقی کا اعلان کر دے یہ شخص نصر کے پاس آیا اس نے اس کی خوب آؤ بھگت کی اور اسے منالیا۔ پھر نصر اس محل میں جوان دنوں دارالامارۃ میں تھا چلا گیا۔ اس قصر میں آئے ہوئے کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ شام میں فتنہ برپا ہو گیا اور نصر اپنے قصر واقع ماجان میں منتقل ہو گیا۔

نصر بن سیار کی عملہ کو ہدایت

اس نے عصمۃ بن عبداللہ الاسدی کو خراسان پر اپنا نائب مقرر کیا، مہلب بن ایاس العدوی کا افسر مقرر کیا۔ موسیٰ بن ورق الناجی کو شاش کا حاکم بنایا، حسان کو جو صغانیان کے اسدیوں میں سے تھا، سمرقند کا اور مقاتل بن علی العدی کو آمل کا حاکم مقرر کیا، ان انتظامات کے بعد نصر نے اپنے ان عہدیداروں کو حکم دیا کہ جب تمہیں مرو سے میری روانگی کی خبر ملے تم ترکوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دینا اور ماوراالانہر پر غارت گری کرنا تا کہ اس بہانے سے میں مرو سے روانہ ہونے کے بعد پھر واپس پلٹ آؤں۔

نصر کا سفر عراق ملتوی کرنا

ایک دن جب کہ نصر عراق کی طرف سفر کر رہا تھا بنی لیث کا آزاد کردہ غلام رات کے وقت نصر کے پاس آیا صبح کو نصر نے دربار مرتب کیا اور ولید کے قاصدوں کو بھی طلب کیا حمد وثنا کے بعد اس نے کہا آپ خوب جانتے ہیں کہ میں عراق جا رہا ہوں اور یہ تحائف بھی لیجا رہا ہوں مگر رات کے وقت فلاں شخص میرے پاس آیا ہے اور اس نے بیان کیا ہے کہ ولید قتل کر ڈالا گیا اور شام میں فتنہ برپا ہو گیا منصور بن جمہور عراق آ گیا ہے اور یوسف بن عمر عراق سے بھاگ گیا ہے۔ ہم ایسے علاقہ میں ہیں جسکی حالت اور ہمارے دشمنوں کی کثرت سے آپ بخوبی واقف ہیں۔

نصر نے آنے والے کو بلایا اور اسکے بیان کے سچے ہونے پر اس سے حلف لیا اس نے قسم کھائی یہ دیکھ کر سلم بن احوز نے نصر سے کہا اگر میں قسم کھالوں تو میں سچ ہی کہونگا۔ اس میں قریش کی کوئی چال معلوم ہوتی ہے وہ چاہتے ہیں کہ تمہاری وفاداری میں خرابی پیدا کریں مناسب یہ ہے کہ آپ چلے چلئے اور ہمیں برباد نہ کیجئے، نصر نے کہا مسلم بے شک تم جنگی چالوں کا خوب تجربہ رکھتے ہو اور اسکے ساتھ بنی امیہ کے بھی تم سچے خیر خواہ ہو مگر یہ ایسا معاملہ ہے کہ اس میں تمہاری رائے کوئی وقعت نہیں رکھتی، اسکے بعد نصر نے یہ بھی کہا، ابن خزم کے بعد کوئی پریشان کن معاملہ میرے سامنے ایسا پیش نہیں

آیا جس میں میری رائے سب سے سبقت نہ لے گئی ہو لوگوں نے کہا ہم اس سے واقف ہیں اس لئے آپ اپنی رائے کے مطابق عمل کیجئے۔

ابراہیم اور محمد ہشام کے بیٹوں کو سزا

ولید بن یزید نے اپنے ماموں یوسف بن محمد بن یوسف الثقفی کو مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور طائف کا گورنر مقرر کر کے بھیجا، اور ابراہیم اور محمد ہشام بن اسمٰعیل المخزومی کے دونوں بیٹوں کو دو اونی چادروں میں باندھ کر اسکے حوالے کیا، یوسف ان دونوں کے ساتھ ہفتہ کے روز ۱۲۰ ہجری میں شعبان کے اختتام سے بارہ روز قبل مدینہ منورہ آیا۔ اور اہل مدینہ کے سامنے ان کی تشہیر کی، پھر ولید نے اسے لکھا کہ ان دونوں کو یوسف بن عمر کے پاس (جو اس وقت عراق کا ولید کی جانب سے عامل تھا) بھیج دو' جب یہ دونوں یوسف کے پاس پہنچے تو اس نے انہیں طرح طرح سے تکلیف دینا شروع کی اور اسی طرح آخر کار انہیں مار ڈالا' ان کے خلاف ولید سے یہ شکایت کی گئی تھی کہ انہوں نے بہت سا سرکاری دولت میں فراڈ کر لیا ہے۔

اس سال یوسف بن محمد نے سعد بن ابراہیم کو مدینے کی قضاء سے برطرف کر دیا اور ان کی جگہ یحییٰ بن سعید الانصاری کو قاضی مقرر کیا۔

عمر کا امیر البحر بننا

نیز اسی سال ولید نے اپنے بھائی عمر بن یزید بن عبدالملک کو جہاد پر روانہ کیا' اور اسود بن بلال المحاربی کو امیر البحر مقرر کر کے قبرص جانے کا حکم دیا اور یہ ہدایت کی کہ وہاں کے باشندوں کو اختیار دے کہ وہ اگر چاہیں تو شام آ جائیں اور چاہیں تو روم چلے جائیں' ایک گروہ نے مسلمانوں کی ہمسائیگی پسند کی انہیں اسود نے شام پہنچا دیا۔ دوسروں نے رومی علاقے میں جانا پسند کیا اور وہ وہاں چلے گئے۔

ابو مسلم کی آزادی کا واقعہ

اسی سال سلیمان بن کثیر مالک بن الہیثم' لاہز بن قریظ اور قحطبہ بن شبیب نے مکہ مکرمہ آ کر بعض راویوں کے بیان کے مطابق محمد بن علی سے ملاقات کی اور ان سے ابو مسلم کا قصہ اور اس کے آنکھوں دیکھے حالات بیان کئے' محمد بن علی نے ان سے پوچھا کہ وہ آزاد ہے یا غلام۔ انہوں نے کہا کہ عیسیٰ کہتا ہے کہ وہ غلام ہے' مگر خود وہ اپنے بارے میں آزاد ہونے کا دعویٰ کرتا ہے' محمد بن علی نے کہا کہ تم لوگ اسے خرید کر آزاد کر دو' ان لوگوں نے محمد بن علی کو دو لاکھ درہم نقد اور تیس ہزار درہم کے کپڑے دے' محمد بن علی نے ان سے کہا مجھے یہ خوف ہے کہ اس سال کے بعد تم مجھے نہ پاؤ گے' اگر مجھے کوئی سانحہ پیش آ جائے تو پھر تمہارے امام ابراہیم بن محمد ہیں' مجھے ان پر پورا اعتماد ہے اور میں تم لوگوں کو ان کے ساتھ اخلاص سے پیش آنے کی ہدایت کرتا ہوں اور میں نے انہیں بھی تمہارے ساتھ حسن سلوک کی ہدایت کر دی ہے' یہ لوگ ان سے مل کر چلے آئے۔ محمد بن علی نے ذی قعدہ کی چاندرات میں تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی' ان کی اور ان کے باپ علی کی وفات میں سات سال کا فرق رہا اس سال یوسف بن محمد بن یوسف الثقفی امیر حج تھا جیسا کہ ابو المعشر کے

بیان سے ثابت ہے' اس سال یحییٰ بن زید بن علی خراسان میں قتل کئے گئے۔

یحییٰ بن زید کا قتل

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یہ کس طرح اور کیوں خراسان گئے اب ہم ان کے قتل کے واقعہ بیان کرتے ہیں۔ یہ واقعہ بھی اسی سال پیش آیا تھا۔

حریش کی گرفتاری اور اس پر تشدد

ابومخنف کہتے ہیں کہ ہشام کی وفات تک یحییٰ حریش بن عمرو بن داؤد کے پاس بلخ میں مقیم رہے جب ولید بن یزید بن عبدالملک خلیفہ ہوا' تو یوسف بن عمر نے نصر بن سیار کو یحییٰ کے خراسان جانے اور اس مقام کی جہاں وہ قیام کرتے تھے' اطلاع دی' آہستہ آہستہ اسے یہ بھی اطلاع دی کہ وہ حریش کے پاس مقیم ہیں اور یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو بھیج کر حریش کو گرفتار کرالو اور سخت قید میں ڈالدو نصر نے عقیل بن معقل العجلی کو حکم دیا کہ حریش کو گرفتار کر لے اور کسی وقت اسکا پیچھا نہ چھوڑے یہاں تک کہ یا اسکی جان نکل جائے یا وہ یحییٰ بن زید بن علی کو حاضر کر دے۔

عقیل نے اسے اپنے پاس بلوایا اور یحییٰ بن زید کے متعلق اس سے دریافت کیا' حریش نے کہا میں کچھ نہیں جانتا ہوں عقیل نے اسے چھ سو درے لگوائے' حریش کہنے لگا بخدا اگر وہ میرے قدموں تلے بھی ہوتے تو میں کبھی انہیں تیری خاطر ان پر سے نہ اٹھاتا۔

یحییٰ کی گرفتاری

جب قریش بن حریش نے اپنے باپ کا یہ استقلال دیکھا تو اس نے حریش سے آ کر کہا تم میرے باپ کو نہ مارو میں تمہیں یحییٰ بن زید تک پہنچا دیتا ہے' عقیل نے کسی جاسوس کو اسکے ساتھ بھیج دیا۔ اس نے لیجا کر اسے ان تک پہنچا دیا۔ یحییٰ اسی مکان میں مقیم تھے جو ایک دوسرے مکان کے اندر واقع تھا' عقیل نے اسے گرفتار کر لیا' اس کے ساتھ یزید بن عمر اور فضل عبدالقیس کا آزاد کردہ غلام بھی تھا یہ ان کے ساتھ کوفہ سے آیا تھا عقیل انہیں نصر بن سیار کے پاس لایا۔ نصر نے انہیں نظر بند کر دیا اور یوسف بن عمر کو اس کی اطلاع کی' یوسف نے ولید بن یزید کو اسکی اطلاع بھیجی۔ ولید نے نصر کو حکم لکھا کہ تم انہیں امن دو' اور انہیں اور اسکے ساتھیوں کو چھوڑ دو' نصر نے انہیں بلا کر اللہ سے ڈرنے اور فتنہ وفساد سے بچنے کی نصیحت کی اور کہا کہ آپ ولید کے پاس چلے جایئے دو ہزار درہم اسے دیئے اور دو خچر سواری کے لئے دیئے یہ اپنے طرفداروں کے ساتھ وہاں سے روانہ ہو کر سرخس' پہنچے اور وہاں ٹھہر گئے۔ عبداللہ بن قیس بن عباد سرخس کا عامل تھا۔ نصر نے اسے لکھا کہ یحییٰ کو سرخس سے نکال دو' نیز اس نے حسن بن زید التمیمی کو جو تمام بنی تمیم کا سردار اور طوس کا حاکم تھا لکھا کہ جب یحییٰ تمہارے پاس آئیں تو انہیں طوس میں نہ ٹھہرنے دینا بلکہ اپنے علاقہ سے بھی آگے چلتا کر دینا اور ان دونوں کو نصر نے یہ بھی حکم دیا کہ جب تک تم یحییٰ کو ابرشہر میں عمر بن زرارہ کے حوالے نہ کر دو ان کا ساتھ نہ چھوڑنا' چنانچہ پھر سرخس سے عبداللہ بن قیس نے انہیں نکال دیا اور جب یہ حسن بن زید کے پاس آئے تو اس نے انہیں چلے جانے کا حکم دیا اور سرجان بن فرخ بن مجاہد بن بلعا العنبری ابوالفضل کے حوالے کر دیا جو سرحدی ناکہ کا محافظ تھا۔

ابوالفضل اور یحییٰ کی گفتگو

ابوفضل کہتا ہے کہ میں یحییٰ کے پاس گیا انہوں نے نصر کا تذکرہ کیا اور کہا کہ مجھے اس قدر رقم اس نے دی ہے مگر اس کے طرز کلام سے معلوم ہوتا تھا کہ اسکی نگاہ نصر کی میں کوئی وقعت نہیں ہے پھر انہوں نے امیر المومنین ولید بن یزید کا ذکر شروع کیا ان کی تعریف کی' بعدازاں انہوں نے اپنے اپنے طرفداروں کے ساتھ خراسان آنے کا ذکر کیا اور کہا کہ وہ اس ڈر سے یہاں آئے تھے کہ کہیں کوئی انہیں زہر نہ دیدے یا اچانک پکڑ نہ لے یوسف پر تعریض کی اور کہا کہ وہ اسی سے ڈرتے تھے پھر وہ چاہتے تھے کہ اس معاملہ پر اور گفتگو کریں مگر کچھ سوچ کر خاموش ہو گئے' میں نے کہا اللہ آپ پر رحم کرے آپ اس معاملہ میں جو چاہیں کہہ سکتے ہیں میں آپ کے لئے جاسوس نہیں ہوں آپ کسی قسم کا خوف اپنے دل میں نہ کریں' آپ مجھ سے اس معاملہ میں اپنی ذاتی رائے بیان کر سکتے ہیں یحییٰ نے کہا کہ تعجب اس پر آتا ہے جس نے نگہبانوں کو لگا رکھا ہے یا خود ان نگہبانوں پر پھر انہوں نے پرزور لہجہ میں کہا کہ میں جب چاہتا انہیں بھیج کر گرفتار کرا لیتا میں نے کہا آپ کے لئے ایسا کرنا زیبا نہ تھا بلکہ یہ اس لئے کیا گیا ہے کہ سرکاری خزانہ بھی جا رہا ہے' پھر میں نے اپنے ان کے ساتھ ہم سفر ہونے کی معذرت کی اور میں بھی ایک فرسخ کے فاصلہ سے ان کا ہم سفر ہو گیا' جب ہم عمر بن زرارہ کے پاس پہنچے تو اس نے ایک ہزار درہم یحییٰ کو دلوائے اور اپنے علاقہ سے روانہ کر دیا۔

یحییٰ کے قتل کا حکم

جب یحییٰ بیہق پہنچے تو انہیں یوسف کا خوف پیدا ہوا کہ کہیں وہ دھوکہ سے انہیں اچانک گرفتار نہ کر لے اس لئے وہ بیہق سے جو خراسان کی آخری سرحد اور قومس سے خراسان کے شہروں میں سب سے زیادہ نزدیک واقع ہے ستر ساتھیوں کے ساتھ عمر بن زرارہ کی طرف پلٹے' راستے میں تاجر ملے انہوں نے انکی سواریوں پر قبضہ کر لیا اور انکی قیمتیں اپنے ذمہ لے لیں' عمر بن زرارہ نے نصر بن سیار کو اس کی اطلاع دی' نصر نے عبداللہ بن قیس اور حسن بن زید کو عمر بن زرارہ کے پاس جانے کا حکم دیا اور یہ بھی لکھا کہ عمر بن زرارہ تمام فوج کے افسر اعلیٰ مقرر کئے جاتے ہیں' سب مل کر یحییٰ بن زید کا مقابلہ کریں اور انہیں قتل کر ڈالیں۔

جنگی مقابلہ میں یحییٰ کی فتح

یہ سردار عمر بن زرارہ کے پاس جمع ہوئے' ان کی فوج کی تعداد دس ہزار تھی' یحییٰ بن زید نے اپنے ستر ساتھیوں کے ساتھ ملکر اس جماعت کا مقابلہ کیا۔ انہیں شکست دی' عمر بن زرارہ کو قتل کر ڈالا اس جماعت کے بہت سے سواری کے جانور ان کے ہاتھ آئے' یحییٰ وہاں سے چل کھڑے ہوئے اور ہرات پہنچے' مخلس بن زیاد العامری ہرات کا حاکم تھا مگر چونکہ ان دونوں میں سے کسی نے اپنے مقابل سے کوئی تعارض نہیں کیا اس لئے یحییٰ ہرات کے علاقہ سے چلتے بنے۔

یحییٰ کا تعاقب

نصر بن سیار نے سلم بن احوز کو یحییٰ کی تلاش میں روانہ کیا یہ ہرات اس وقت پہنچا کہ جب کہ یحییٰ وہاں سے

جا چکے تھے مگر اس نے انکا تعاقب جاری رکھا اور جوزجان کے ایک گاؤں میں انہیں پکڑ لیا جسکا عامل حماد بن عمر السغد ی تھا۔

یحییٰ بن زید کے ساتھ بنی حنیفہ کا ایک شخص ابوالعجلان نامی بھی شریک ہو گیا تھا یہ اسی روز مارا گیا اور حسماس الازدی بھی ان کے ساتھ ہو گیا تھا نصر نے اس کے بعد اس کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیئے تھے۔

یحییٰ اور اس کے ساتھیوں کا قتل

مسلم بن احوز نے سورہ بن محمد بن عزیز الکندی کو اپنے میمنہ پر اور حماد بن عمر العدی کو اپنے میسرہ پر متعین کیا اور اب دونوں میں نہایت شدید جنگ ہوئی' یہاں ارباب سیر کا بیان ہے کہ اسی غزہ کے ایک شخص عیسیٰ نامی نے جو عیسیٰ بن سلیمان الغزی کا آزاد کردہ غلام تھا یحییٰ کے ایک تیر مارا جوان کی پیشانی میں لگا' محمد بھی اس واقعہ میں موجود تھا سلم نے اسے فوج کی ترتیب کا حکم دیا مگر اس نے بیماری کا بہانہ کیا اس لئے سورہ بن محمد بن عزیز الکندی نے فوج کی ترتیب قائم کی اور جنگ شروع ہوگئی یحییٰ کے تمام ساتھی اس جنگ میں قتل ہو گئے سورہ یحییٰ کے قریب پہنچا اس نے انکا سر کاٹ لیا ان کا لباس اور اسلحہ غزیٰ نے لے لئے اور سورہ نے شہر پر قبضہ کر لیا۔

خراش کو جلا کر دریا میں پھینکنا

ولید کو جب یحییٰ کے قتل کی اطلاع ملی تو ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے یوسف کو لکھا کہ جب میرا یہ خط تمہیں ملے تو فوراً عراق کے بچھڑے کو گرفتار کر کے جلا دینا اور پھر اسکی راکھ دریا میں بہا دینا' چنانچہ یوسف نے خراش بن حوشب کو پہلے سولی پر لٹکایا' پھر آگ میں جلایا پھر اسکی راکھ ایک ٹوکرے میں بھر کر کشتی میں رکھی اور پھر اسکی ایک ایک چٹکی کر کے فرات کے نذر کر دی۔

اس سال مختلف علاقوں کے وہی لوگ حاکم تھے جو گذشتہ سال تھے اور انکا بیان ہم اوپر کر چکے ہیں۔

۱۲۶ھ کے اہم واقعات

ولید بن یزید کا قتل

اس سال یزید بن الولید الناقص نے ولید بن یزید کو قتل کیا اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے۔

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ولید بن یزید نے اپنے خلیفہ ہونے سے پہلے خلیفہ سے سرکشی کی' اس کی توہین کی اور پھر اپنے مذہب اسلام کی بھی توہین اور استخفاف کرتا رہتا تھا۔ جب خلیفہ ہوا تو اسکے لہو ولعب' سیر وشکار' شراب نوشی اور فاسق وفاجر لوگوں کی صحبت میں اور اضافہ ہی ہو گیا (اسکی اس زندگی کے جو واقعات ہم تک پہنچے ہیں ہم نے اس کے بیان کو کتاب کی طوالت کے خوف سے ترک کر دیا ہے) اسکے اس طرز عمل سے اسکی حکومت رعایا اور فوج پر دوبھر ہو گئی اور وہ اسکی حکومت سے بیزار ہو گئے' سب سے بڑی غلطی جو اس نے اپنے مفاد کے خلاف کی اور جو اصل میں اس کے قتل کی وجہ ہوئی وہ یہ تھی کہ اس نے اپنے چچازاد بھائیوں ہشام بن عبدالملک اور ولید بن عبدالملک کی اولاد سے تعلقات خراب

کیے اور اس کے علاوہ اس نے یمنی عربوں کو جو شام کی فوج میں غالب تعداد میں تھے اپنے خلاف کرلیا۔

ہشام کی اولاد پر سختی

منہال بن عبدالملک نقل کرتا ہے کہ ولید ہمیشہ سیر و شکار اور عیش و آرام میں زندگی بسر کرتا تھا جب وہ خلیفہ ہوا تو وہ آبادی سے گھبراتا تھا' یہاں تک کہ وہ قتل کیا گیا' وہ ہمیشہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا اور شکار کھیلتا رہتا تھا' آخر کار وہ رعایا اور فوج پر دوبھر ہو گیا' اس نے ہشام کی اولاد پر سختی شروع کی سلیمان بن ہشام کو سو درے لگوائے' اسکا سر اور ڈاڑھی منڈوا ڈالی جلاوطن کر کے عمان بھیج دیا اور وہاں اسے قید کر دیا۔ یہ ولید کے قتل تک عمان ہی میں قید رہا۔

ولید کی باندی پر قبضہ

خلیفہ ولید نے ولید کے بیٹوں کی ایک لونڈی پر قبضہ کرلیا' عمر بن ولید نے اس معاملہ میں اس سے گفتگو کی مگر ولید نے اسکے واپس دینے سے انکار کر دیا' اس پر عمر نے کہا تو اب تم بے شمار شہسواروں کے گھوڑوں کی آواز اپنے قیام گاہ کے گرد سنو گے۔

سعید بن بہیس کی گرفتاری

ولید نے افقم یزید بن ہشام کو قید کر دیا۔ اس نے اپنے دونوں بیٹوں حکم اور عثمان کے لئے بیعت لینا چاہی اور اس معاملہ میں سعید بن بیہس بن صہیب سے مشورہ لیا' اس نے کہا کہ ایسا نہ کرو کیونکہ یہ دونوں ابھی بالغ بھی نہیں ہوئے بلکہ عتیق بن عبدالعزیز بن الولید بن عبدالملک کے لئے بیعت کرلو' ولید یہ سن کر بہت ناراض ہوا اور سعید کو قید کر دیا اور اس نے اسی قید میں انتقال کیا' اس نے خالد بن عبداللہ سے اپنے دونوں بیٹوں کے لئے بیعت لینا چاہی' اس نے انکار کر دیا اس کے بعض قرابت داروں نے اس انکار پر اعتراض کیا اس نے کہا کہ میں ایسے شخص کے ہاتھ پر کیسے بیعت کر سکتا ہوں جس کے پیچھے نہ نماز جائز ہے اور نہ اسکی شہادت مقبول ہے' انہوں نے کہا کہ فسق و فجور واہیات اور خرافات بکنے کے باوجود ولید کی شہادت بھی تو قبول کی جاتی ہے اس نے کہا کہ ولید کا معاملہ مجھ سے پوشیدہ ہے میں اسے صحیح طور پہ نہیں جانتا یہ محض لوگوں کا بیان ہے' ولید خالد پر بھی ناراض ہوا۔

یوسف کی ولید کے بارے میں رائے

عمرو بن سعید الثقفی کا بیان ہے کہ مجھے یوسف بن عمر نے ولید کی خدمت میں اپنا وکیل بنا کر بھیجا تھا جب میں یوسف کے پاس واپس آیا تو اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم نے فاسق کو کس حال میں پایا فاسق سے اس کی مراد ولید تھی' پھر اس نے مجھ سے کہا کہ خبردار اس بات کو تم کسی اور سے نہ کہنا میں نے کہا کہ میری بیوی حبیبہ بنت عبدالرحمٰن بن جبیر مطلقہ ہو اگر آپ کی زندگی میں کوئی اور اس بات کو مجھ سے سنے' اس پر یوسف ہنس پڑا۔

لوگوں کے دلوں میں ولید کی مخالفت

غرضیکہ ولید کی حکومت روز بروز تمام لوگوں پر شاق ہوتی چلی گئی' ہشام اور ولید کی اولاد نے اس پر کفر کا حکم لگایا اور یہ بھی الزام عائد کیا کہ یہ اپنے باپ کے امہات ولد سے مباشرت کرتا ہے اور یہ بھی کہتے تھے کہ اس نے سو بیڑیاں تیار کی ہیں اور ہر ایک پر بنی امیہ کے ایک شخص کا نام لکھا ہے تا کہ وہ پہنا کر اسے قتل کرے' اور یہ بھی کہا کہ ولید زندیق ہو گیا ہے اسے سب سے زیادہ مطعون کرنے والا یزید بن الولید بن عبدالملک تھا اور تمام لوگ اس کے بیان کی طرف اس لئے زیادہ مائل تھے کہ وہ ایک منکسر المزاج اور عابد و زاہد آدمی تھا اور کہا کرتا تھا کہ ہم ولید کو کسی طرح پسند نہیں کر سکتے' اس تحریک کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ اس کے قتل پر آمادہ ہو گئے۔

عمرو بن شراحیل کا بیان

عمرو بن شراحیل راوی ہے کہ ہمیں ہشام بن عبدالملک نے دھلک میں نظر بند کر دیا تھا ہم اسی میں قید تھے کہ ہشام نے وفات پائی' ولید انکا جانشین ہوا' ہمارے معاملہ میں اس سے سفارش کی گئی مگر اس نے ہماری رہائی سے انکار کر دیا اور کہا کہ میرے نزدیک ہشام نے اس سے بڑھ کر کوئی کام نہیں کیا جس کی وجہ سے اس کی بخشش ہو سوائے اس کے کہ اس نے قدریہ فرقہ کے لوگوں کو قتل کرا دیا اور ان لوگوں کو دھلک بھیج دیا۔ حجاج بن بشر بن فیروز الدیلمی ہمارا محافظ تھا یہ کہا کرتا تھا کہ ولید صرف اٹھارہ مہینے زندہ رہے گا' پھر قتل کر دیا جائے گا اور اسکا قتل اس کے تمام خاندان کی تباہی کا باعث ہوگا۔

ولید کے قتل کی تیاری

بنی قضاعہ اور یمنی جو خاص دمشق میں سکونت پذیر تھے ان کی ایک جماعت اس کے قتل کے لئے تیار ہوئی اور حریث' شبیب بن ابی مالک الغسانی' منصور بن جمہور' یعقوب بن عبدالرحمٰن' حبال بن عمرو منصور کا چچازاد بھائی حمید بن نصر اللخمی' اصبح بن ذوالہ' طفیل بن حارثہ' اور سری بن زیاد بن علاقہ خالد بن عبداللہ کے پاس آئے اور انہیں اپنے ساتھ شرکت کی دعوت دی' خالد نے اسے قبول نہیں کیا' ان لوگوں نے اس سے درخواست کی کہ آپ ہمارے راز کو پوشیدہ رکھیں' اس نے کہا کہ میں تم میں سے کسی شخص کا نام نہیں لوں گا' اسی دوران ولید نے حج کا ارادہ کیا۔ خالد کو خوف پیدا ہوا' کہ شاید وہ راستے پر اسے قتل کر ڈالیں اس لئے اس نے ولید سے کہا کہ آپ اس سال حج کرنے نہ جائیں' ولید نے اس کی وجہ دریافت کی' اس نے کوئی بات بیان نہیں کی' ولید نے اسے قید کر دیا اور حکم دیا کہ عراق کے سرکاری خزانہ کا جو مطالبہ ان پر واجب الادا ہے وہ وصول کیا جائے۔

ولید کا یوسف کو طلب کرنا

ولید نے یوسف کے علیحدہ کر دینے کا ارادہ کیا اور اسکی جگہ عبدالملک بن محمد بن الحجاج کو مقرر کرنا چاہا' اس بنا پر ولید نے یوسف کو لکھا تم نے امیر المومنین کو لکھا تھا کہ ابن النصرانیہ نے تمام علاقوں کو برباد کر دیا ہے اور اسکے باوجود بھی تم ہشام کو بھیجتے رہے' حالانکہ تمہیں چاہیئے تھا کہ تم ملک کو آباد کرتے اور اسے گذشتہ حالت پر لے آتے اب تک میرے

پاس آؤ۔ اور جس قدر رقم لاسکو لے کر آؤ تاکہ اس سے معلوم ہو کہ تم نے واقعی ملک کو آباد کر دیا ہے اور ہمارے اس خیال کی تصدیق بھی ہو جائے اور مجھے دوسروں پر تمہاری فضیلت کا علم ہو کیونکہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ نے رشتہ قرابت جوڑا ہے اور تم میرے ماموں ہو اور سب سے زیادہ اس بات کے لائق ہو کہ اوروں سے زیادہ میرے لئے لاؤ کیونکہ تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں نے اہل شام اور اپنے اعزہ وغیرہ کے عطایا میں اضافہ کر دیا ہے کیونکہ ہشام نے عرصہ سے سب کو تنگ کر رکھا تھا' اور اب اس عام اضافہ سے سرکاری خزانوں پر اثر پڑتا ہے۔

یوسف کی تدبیر اور اپنے عہدے پر بحالی

یوسف عراق سے روانہ ہوا' اس نے یوسف بن محمد اپنے چچازاد بھائی کو اپنا جانشین مقرر کیا اور اس قدر دولت سامان اور برتن اپنے ساتھ لے چلا کہ اس سے پہلے عراق سے کوئی شخص اتنا نہیں لے گیا تھا' یوسف شام آیا' خالد بن عبداللہ اس وقت قید تھا' حسان النبطی ایک رات اس سے آ کر ملا اور اسے اطلاع دی کہ ولید عبدالملک بن محمد بن الحجاج کو تمہاری جگہ مقرر کرنا چاہتا ہے اور اس لئے تمہارے لئے اس کے سوا چارہ کار نہیں ہے کہ تم اس کے وزراء کو ملاؤ' یوسف نے کہا کہ میرے پاس تو اب ایک درہم بھی باقی نہیں ہے' حسان نے کہا کہ میرے پاس پانچ لاکھ درہم ہیں اگر چاہو تو یہ لے لو اور جب تم آسانی سے انہیں ادا کر سکو واپس کر دینا' یوسف نے کہا کہ آپ مجھ سے زیادہ واقف ہیں کہ کون کون لوگ ولید کے یہاں رسوخ حاصل کر چکے ہیں اور ان کے کیا مراتب ہیں اس لئے آپ اس رقم کو ان کے مراتب کے مطابق انہیں دید یجئے۔

یوسف بن عمر کی بحالی

حسان نے یہ کارروائی کر دی' اب یوسف آیا' تمام اکابر سلطنت اس کے ساتھ تعظیم سے پیش آئے' حسان نے اس سے کہا کہ تم ولید سے ملنے صبح کے وقت نہ جانا بلکہ کسی شام کو جانا اور میں تمہارے نام ولید کی جانب سے ایک خط لکھے دیتا ہوں اور اس میں لکھوں گا۔'' میں نے تمہیں لکھ تو دیا ہے مگر میں صرف اپنے محل کا مالک ہوں' اس خط کو سر بمہر لیکر غمگین صورت بنائے تم ولید کے سامنے جانا پھر اس خط کو پڑھ کر اسے سنانا اس کے علاوہ ابان بن عبدالرحمٰن النمیری کو حکم دو کہ وہ خالد کو چار کروڑ درہم کے عوض میں اس سے خرید لے۔ یوسف نے حسان کی ہدایات پر عمل کیا اور ولید نے اس سے کہا کہ تم اپنے عہدہ پر چلے جاؤ' ابان نے ولید سے کہا آپ خالد کو میرے حوالے کر دیجئے میں اس کے عوض چار کروڑ درہم دیتا ہوں' ولید نے کہا تمہارا کون ضامن ہے' اس نے کہا یوسف' ولید نے یوسف سے پوچھا کیا تم اسکی ضمانت کرتے ہو' یوسف نے کہا آپ اسے میرے حوالے کر دیجئے' میں اس سے پانچ کروڑ درہم وصول کروں گا' چنانچہ ولید نے خالد کو یوسف کے حوالے کر دیا' یوسف اسے بغیر گدے کے ایک محمل پر بٹھا کر اپنے ساتھ عراق لے آیا۔

خالد کا قتل

محمد بن محمد بن القاسم کہتا ہے کہ مجھے اس پر ترس آیا اور اس نے اس کے لئے خشک مالیدہ جو ہمارے ساتھ تھا بطور توشہ ایک رومال میں باندھا۔ میں ایک نہایت تیز رفتار اونٹنی پر سوار تھا۔ میں نے یوسف کو اس سے بے خبر پایا اور

تیزی سے خالد کے قریب پہنچ گیا اور وہ رومال اسکی محمل میں پھینک دیا' خالد نے کہا یہ عمان کی کمائی کا معلوم ہوتا ہے اسکا اشارہ میرے بھائی فیض کی طرف تھا جو عمان کا حاکم تھا اور جس نے مجھے بہت سا مال بھیجا تھا میں نے کہا کہ اس شخص کی یہ حالت ہوگئی ہے مگر پر بھی اس قسم کی طنزیہ باتوں سے باز نہیں رہتا۔ اب یوسف نے مجھے تاڑ لیا اور پوچھا کہ ابن النصرانیہ سے تم نے کیا کہا۔ میں نے کہا کہ میں نے اپنی ایک حاجت ان کے سامنے پیش کی تھی' یوسف نے کہا واہ تم نے بھی خوب کیا حالانکہ وہ تو قیدی ہے' اگر اسے معلوم ہو جاتا کہ میں نے کیا شے اسکی طرف پھینکی تھی تو ضرور مجھے اسکے ہاتھوں تکلیف اٹھانا پڑتی۔ یوسف کوفہ پہنچا اور اس نے خالد کو تکالیف دے دے کر قتل کرا دیا۔

ولید کے خلاف اشعار

ہیثم بن عدی کے بیان کے مطابق ولید بن یزید نے کچھ شعر کہے جس میں اہل یمن کو خالد کی نصرت چھوڑنے پر لعنت ملامت کی تھی مگر احمد بن زہیر کا بیان ہے کہ مجھے محمد بن سعید العامری عامر کلب کی ایک روایت پہنچی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان شعروں کو کسی یمن کے شاعر نے نظم کر کے ولید کی جانب منسوب کیا اور اس سے اسکا مقصد یہ تھا کہ یمنی عربوں کو ولید کے خلاف مشتعل کیا جائے۔

اس کا جواب عمیران بن ہلیا الکلبی نے دیا۔ چنانچہ جب ان اشعار کی لوگوں میں شہرت ہوئی تو تمام لوگ ولید کے اور زیادہ دشمن ہو گئے اور ابن بیض نے اس کے خلاف دو شعر کہہ کر اپنے دل کا بخار نکالا۔

قعقاع کے بیٹوں پر ظلم

ہشام نے ولید بن القعقاع کو قنسرین کا اور عبدالملک بن القعقاع کو حمص کا گورنر مقرر کیا تھا اور ولید بن القعقاع نے ابن ہبیرہ کے سو کوڑے مارے تھے' ولید کے خلیفہ ہوتے ہی قعقاع کے بیٹے اس سے ڈر کر بھاگے اور انہوں نے یزید بن عبدالملک کے مقبرہ میں جا کر پناہ لی' ولید نے انہیں گرفتار کرا لیا اور ان سب کو یزید بن عمرو بن ہبیرہ کے حوالے کر دیا' جو اس وقت قنسرین کا گورنر تھا' اس نے ان لوگوں کو سخت تکلیفیں دینا شروع کیں' ولید بن قعقاع' عبدالملک بن القعقاع اور قعقاع کے خاندان کے دو اور شخص قید کے اس عذاب سے مر گئے۔ ان تمام باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ ولید' ہشام اور قعقاع کی اولاد اور نیز اہل یمن اس بدسلوکی کی وجہ سے اس کے دشمن ہو گئے جو ولید بن یزید نے خالد بن عبداللہ کے ساتھ کی۔

یزید کے لئے بیعت کے مشورے

یمنی یزید بن الولید کے پاس آئے اور کہا کہ ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتے ہیں' اس نے عمرو بن یزید الحکمی سے شورہ کیا' اس نے کہا کہ اس طرح تمام لوگ تمہارے ہاتھ پر بیعت نہیں کریں گے پہلے تو اپنے بھائی عباس بن الولید سے جو بنی مروان کے صدر ہیں مشورہ کرو اگر وہ تمہارے ہاتھ پر بیعت کر لیں' تو پھر اور کوئی تمہاری مخالفت نہیں کرے گا اور' اگر انہوں نے انکار کر دیا تو عام لوگ زیادہ تر انکا ساتھ دیں گے' اگر تم میرے اس مشورہ پر عمل نہیں کرنا چاہتے اور اپنی تجویز پر عمل پیرا ہونا چاہتے ہو تو پھر یہ طریقہ اختیار کرو کہ لوگوں پر یہ ظاہر کرو کہ عباس نے تمہارے ہاتھ پر

بیعت کرلی ہے۔

یزید کی عباس بن ولید سے گفتگو

ان دنوں شام میں وبا پھیلی ہوئی تھی' سب لوگ شہر سے باہر دیہات میں چلے گئے تھے یزید بن الولید صحرا میں قیام پذیر تھا' عباس قسطل میں مقیم تھا اور ان دونوں کے درمیان چند میل کا فاصلہ تھا۔

غرضیکہ یزید اپنے بھائی عباس کے پاس آیا' تمام واقعہ کی اسے اطلاع دی مشورہ لیا اور ولید کی برائی کی عباس نے اس سے کہا ز را دم لو' غور کرو' ہم نے اس کی بیعت کی ہے اور اسکی ذمہ داری اللہ کے سامنے ہم پر عائد ہے' اگر ہم اس عہد کو توڑ دیں تو اس سے ہمارا دین اور ہماری دنیا خراب ہو جائے گی۔

یزید کی خفیہ بیعت

یزید یہ جواب سن کر اپنی قیام گاہ واپس آ گیا اور خفیہ طور پر لوگوں سے ملاقات کی اور انہوں نے پوشیدہ طور پر اسکے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ اس نے احنف الکلبی' یزید بن عنبتہ السکسکی اور اعیان وعمائدین میں سے جو اس کے خاص با اعتماد لوگ تھے ان سب کو اپنی تحریک میں ملالیا اور ان لوگوں نے چپکے چپکے لوگوں کو اسکی بیعت کے لئے دعوت دینا شروع کی۔

عباس کی مخالفت

اس کے بعد یزید اپنے بھائی عباس کے پاس دوبارہ گیا' اس وقت اس کے ساتھ ان کے خاندان کا غلام قطن بھی ساتھ تھا' یزید نے اس سے مشورہ لیا اور بتایا کہ کچھ لوگ میرے ہاتھ پر بیعت کرنے کے ارادہ سے آئے تھے' عباس نے اسے سختی سے ڈانٹا اور کہا کہ اگر پھر تم نے مجھ سے اس قسم کی گفتگو کی تو میں تمہیں بیڑیوں میں جکڑ کر امیر المومنین کے پاس لے جاؤں گا۔

یزید اور قطن اس کے پاس سے اٹھ کر چلے آئے' عباس نے قطن کو بلوایا اور اس سے کہا کیا واقعی یزید ایسا کرنا چاہتا ہے' قطن نے کہا میں آپ پر قربان ہو جاؤں میرا خیال اسکے خلاف ہے بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ ولید نے ہشام اور ولید کی اولاد سے جیسا برابرتاؤ کیا اور لوگوں کی ان باتوں سے اس کے دل پر گہرا اثر پڑا جو اس نے ولید کی اپنے مذہب کی توہین اور استخفاف کے متعلق سنیں' جسے وہ برداشت نہیں کر سکا' عباس نے کہا ہاں یہی بات معلوم ہوتی ہے اور بخدا میں خود اسے بنی مروان کا نہایت ہی نامبارک آدمی سمجھتا ہوں۔ اگر چہ وہ ہمارے ساتھ حلم ومروت سے پیش آتا ہے مگر اسکے فوری جوش کا اگر مجھے خطرہ نہ ہوتا تو میں یزید کو بیڑیاں پہنا کر اسکے سامنے پیش کر دیتا چونکہ وہ تمہاری بات مانتا ہے اس لئے تم اسے اس ارادے سے باز رکھو۔

یزید نے قطن سے دریافت کیا کہ عباس نے تم سے کیا باتیں کیں۔ قطن نے ساری سرگزشت بیان کی' یزید نے کہا بخدا اب میں اس ارادے سے باز نہیں رہوں گا۔

معاویہ ولید کے دربار میں

معاویہ بن عمرو بن عتبہ کو لوگوں کی سرگوشیوں کا علم ہوا اور اس نے ولید سے آکر کہا کہ اگرچہ امیر المومنین نے اپنی محبت کی بناء پر مجھے عرض کرنے کی اجازت دے رکھی ہے مگر میں خود آپ کے رعب کی وجہ سے خاموش ہوں' میں وہ سن رہا ہوں جس کی آپ کو خبر نہیں اور مجھے آپ کے متعلق اسی بات کا خوف ہے جس کی طرف سے میں آپ کو بالکل بے خطر پاتا ہوں' اگر حکم ہو تو خیر خواہی کے خیال سے عرض کروں ورنہ طاعت کے جذبے میں خاموش رہوں' ولید نے کہا تمہیں دونوں باتوں کا اختیار ہے بخدا مجھے معلوم ہے کہ ہم کدھر جا رہے ہیں اور بنی مروان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جس آگ کو وہ گرم پتھروں پر روشن کر رہے ہیں اسے وہ اپنے گھروں میں دیکھیں گے' خداوندا ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اور تیرے احکام کی اطاعت کرتے ہیں۔

ولید کا سعید کے نام خط

مروان بن محمد کو آرمینا میں اس بات کی اطلاع ملی کہ یزید ولید سے بغاوت کرنے کے لئے لوگوں میں سازش کر رہا ہے اس نے سعید بن عبدالملک بن مروان کو لکھا کہ تم لوگوں کو منع کرو اور اس سے باز رکھو اور چونکہ سعید بہت ہی خدا پرست تھا اس لئے مروان نے اسے یہ بھی لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر خاندان میں بعض ایسے لوگ پیدا کئے ہیں جن پر بھروسہ کیا جاتا ہے اور خطرات میں ان کی پناہ لیجاتی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ اپنے خاندان کے ایک ایسے زبردست رکن ہیں' مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ آپ کے خاندان کے بعض بے وقوفوں نے ایسا شاخسانہ پیدا کیا ہے کہ اگر وہ اپنے خلیفہ کی بیعت توڑنے میں کامیاب ہو جائیں تو وہ ہمارے لئے مصائب کا ایسا دروازہ کھول دینگے جسے اللہ' اُس وقت تک بند نہیں کریگا جب تک تم میں سے بہت سے لوگوں کے خون نہ بہ جائیں۔ میں اس وقت مسلمانوں کی سب سے وسیع سرحد کے انتظامات میں مشغول ہوں اس لئے خود نہیں آسکتا اگر میں اور وہ ایک جگہ جمع ہو جائے تو خود میں ہی اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے انھیں اس غلط راستے سے روکدیتا مگر اللہ کے ڈر سے میں نے اس معاملہ کو ترک نہیں کیا کیونکہ، میں اس فتنہ کے برے نتائج سے واقف ہوں کہ اس سے دین و دنیا خراب ہو جاتی ہے اور اللہ نے کبھی بھی کسی قوم سے اس وقت تک حکومت نہیں چھینی جب تک کہ ان کی بات نہ بگڑ گئی اور جب کسی کی بات بگڑ جائے تو اسکے دشمن اس پر حملہ کرنے کا اچھا موقع پاتے ہیں' آپ ان لوگوں سے میری نسبت زیادہ قریب ہیں اس لئے آپ اپنی ان کے ساتھ شرکت کا وعدہ کر کے اصل راز دریافت کر لیجئے' اور جب آپ کو پورا علم ہو جائے آپ انہیں دھمکائیں کہ میں راز فاش کر دوں گا' پھر آپ انہیں خوب لعنت ملامت اور برا بھلا کہیں' اس کے نتائج سے انہیں آگاہ کریں شاید اس طریقہ سے اللہ ان کے دین اور کھوئی عقل دوبارہ انہیں دیدے کیونکہ وہ جس بات کی کوشش کر رہے ہیں اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ تمام نعمتیں اور دولت ہمارے ہاتھ سے چلی جائے گی' آپ فوراً یہ کارروائی کیجئے اور پھر خدا نے چاہا تو یہ اجتماع و اتحاد کی رسی مضبوط رہے گی' سب لوگ سکون اور عیش میں رہیں گے اور سرحدیں محفوظ رہیں گی کیونکہ جماعت ہی افتراق سے بچاتی ہے' اور فرصت فقر کو دور رکھتی ہے' اور تعداد بھی گھٹتی ہے' زمانہ کا الٹ پھیر اہل دنیا پر طاری ہے اور اس ردوبدل میں کبھی زیادتی اور کبھی نقصان ہوتا ہے' چونکہ ہمارا خاندان اتنے زمانہ سے اللہ کی تمام نعمتوں کا مرکز رہا ہے محض اس وجہ سے تمام قومیں' اور

حاسد ہم سے دشمنی رکھتے ہیں' ابلیس کے حسد کی وجہ سے حضرت آدم جنت سے نکالے گئے تھے' ان لوگوں نے اس فتنہ سے جو توقعات وابستہ کی ہیں کاش کہ خداوند عالم ان کی توقعات کے پورا ہونے سے پہلے انہیں ہلاک کردے ۔ ہر خاندان میں کچھ بدنصیب ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی وجہ سے اللہ ان کی خوشحالی کو بدل دیتا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اس سے بچائے' آپ مجھے انکی پوری حالت سے مطلع فرمائے خدا آپ کے دین کو سلامت رکھے' اور اس بات سے نکالے جس میں اس نے آپ کو ڈالا ہے اور آپ کے نفس کو ہدایت کے راستے پر ڈال دے۔

عباس بن ولید کی یزید بن ولید کی دھمکی

اس خط کا سعید پر بہت اثر ہوا' اس نے یہ خط عباس کے پاس بھیج دیا' عباس نے یزید کو بلوایا' اور اس سے کہا کہ آج سے مجھے تمہارے ساتھ کوئی تعلق نہیں' پھر اسے ڈرایا دھمکایا' یزید اس سے ڈر گیا اور اس نے کہا بھائی صاحب مجھے اندیشہ ہے کہ ہمارے دشمنوں میں سے کسی حاسد نے ہمارے درمیان دشمنی پیدا کرنے کی نیت سے یہ بات بنائی ہے' اور پھر قسم کھائی کہ میں نے ایسا نہیں کیا' عباس نے اسکی قسم پر اعتبار کیا۔

عباس اور بشر کی گفتگو

ابن بشر بن الولید بن عبدالملک راوی ہے کہ میرے باپ بشر بن الولید بن عبدالملک میرے چچا عباس کے پاس آئے اور ان کے سے ولید کی علیحدگی اور یزید کی خلافت کے لئے گفتگو شروع کی' عباس انہیں اس سے منع کرتے تھے اور میرے باپ اسی پر اصرار کر رہے تھے میں بہت خوش ہوا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب تو میرے باپ کو بھی یہ جرات ہوگئی ہے کہ وہ میرے چچا کے آمنے سامنے گفتگو کر رہے ہیں اور انکی بات کو رد بھی کر دیتے ہیں' اس وقت تو میرا یہ خیال تھا کہ جو کچھ میرے باپ کہہ رہے ہیں وہ صحیح ہے مگر اب معلوم ہوا کہ میرے چچا کا قول بالکل صحیح تھا' عباس نے یہ بھی کہا کہ اے بنی مروان مجھے یہ خوف ہے کہ اللہ نے تمہارے ہلاکت کی اجازت دیدی ہے اور یہ اشعار اس حالت کی مثال میں پڑھے۔

انی اعیذ کم باللّٰہ من فتن

مثل الجبال تسامی ثم تندفع

ترجمہ: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیکر ان فتنوں سے ڈراتا ہوں جو پہاڑوں کی طرح اٹھ کھڑے ہوں گے اور پھر ٹکرائیں گے۔

ان البریہ قد ملت سیاستکم فاستمسکوا بعمود الدین وارتدعو

ترجمہ: اللہ کی مخلوق تمہاری طرز جہاں بانی سے پریشان ہوگئی ہے اس لئے اب تم' دین کے ستونوں کو مضبوط پکڑ و اور علیحدہ رہو۔

لا تلحمن ذیاب الناس انفسکم

ان الذئاب اذا مھا الحمت رتعو

ترجمہ: اپنے ہاں ان بھیڑیا صفت لوگوں کا لقمہ گوشت نہ بناؤ کیونکہ

بھیڑیوں کو جب گوشت کھلا دیا جاتا ہے تو وہ خوب سیر ہو کر کھاتے ہیں

لا تبقرن بایدیم یطونکم

فثم لاحسرة تغنی ولا جزع

ترجمہ: اپنے ہاتھوں اپنے پیٹ مت پھاڑو ورنہ پھر نہ افسوس کام دے گا اور نہ آہ وبکا

یزید دمشق میں

جب تمام لوگوں نے یزید کو خلیفہ بنانے کے لئے سمجھوتہ کرلیا جبکہ وہ اس وقت صحرا میں تھا تو اب وہ دمشق روانہ ہوا اس کے اور دمشق کے درمیان چار راتوں کی مسافت تھی اس نے اپنی ہیئت بدل لی تھی' اس کے ساتھ سات آدمی تھے اور وہ ایک گدھے پر سوار تھا' یہ ساری جماعت مقام جرود پر آ کر ٹھہری' یہ مقام دمشق سے ایک منزل کی مسافت پر واقع ہے یزید لیٹ گیا اور سو گیا۔

اسکے ساتھیوں نے عباد بن زیاد کے آزاد کردہ غلام سے پوچھا کہ اگر آپ کے پاس کھانا ہو تو ہم خرید لیں' اس نے کہا بیچنے کے لئے تو نہیں البتہ آپ لوگ میرے پاس بطور مہمان کھانا بھی کھا سکتے ہیں اور ٹھہر بھی سکتے ہیں' یہ شخص ان کے لئے مرغ مرغی کے چوزے' شہد' گھی اور پنیر لے آیا' ان لوگوں نے کھالیا۔

یزید بن ولید کی دمشق میں آمد

یزید اس مقام سے روانہ ہو کر رات کے وقت دمشق پہنچا اس سے پہلے بھی اہل دمشق میں سے اکثر خفیہ طور پر اس کے لئے بیعت کر چکے تھے اسی طرح اہل مزہ میں سے ان کے معاویہ بن مصاد الکلبی کے علاوہ سب نے اسکے لئے بیعت کرلی تھی یزید اسی رات اپنے چند طرفداروں کے ساتھ معاویہ بن مصاد سے ملنے کے لئے پیدل گیا۔ مزہ اور دمشق میں ایک میل یا اس سے کچھ زیادہ فاصلہ تھا۔ راستہ میں بارش ہوگئی جب یہ اس کے مکان پر پہنچے دروازہ کھٹ کھٹایا' وہ کھلا یہ مکان میں گئے معاویہ نے یزید سے کہا فرش پر تشریف لائے اس نے کہا کہ میرے پاؤں میں مٹی بھری ہے میں نہیں چاہتا کہ تمہارا فرش خراب کروں' معاویہ نے کہا کہ جو ہم سے آپ چاہتے ہیں وہ اس سے زیادہ خراب ہے' یزید نے اس سے اس معاملہ میں گفتگو کی' معاویہ نے اس کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ (کہا جاتا ہے کہ ہشام بن مصاد نے بیعت کی) یزید دمشق کی طرف واپس ہوا' اس نے قناۃ کے راستے پر چلنا شروع کیا وہ ایک سیاہ گدھے پر سوار تھا۔ اور ثابت بن سلیمان بن سعد الخشنی کے مکان میں آ کر اترا۔

ولید بن روح کی دمشق میں آمد

اب ولید بن روح نے بھی خروج کیا اور قسم کھائی کہ میں ہتھیار لگا کر' دمشق میں داخل ہوں گا' چنانچہ ہتھیار سجانے کے بعد اس نے ایک اور عبا پہن لی جس نے سب کو ڈھانک لیا' اور ایک ابلق گھوڑے پر سوار یثرب کے راستے سے یزید کے پاس پہنچ گیا۔

عبدالملک بن محمد بن الحجاج بن یوسف ان دنوں دمشق کا حاکم تھا مگر وبا کے ڈر سے خود دمشق چھوڑ کر قطنا میں

مقیم تھا اور اپنے بیٹے کو اس نے دمشق پر اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا' اور ابوالمجاج کثیر بن عبداللہ السلمی کوتوال تھا جب یزید نے علم بغاوت بلند کرنے کا ارادہ کر لیا تو حاکم دمشق کو اسکی اطلاع ہوئی مگر اسے یقین نہیں آیا۔

یزید کے حامی دمشق کی مسجد میں

یزید نے شب جمعہ ۱۲۶ھ کو مغرب اور عشاء کے درمیان اپنے طرفداروں کو اپنے پاس جمع کیا یہ باب الفرادیس کے قریب چھپ کر بیٹھ گئے جب عشا کی اذان دی گئی تو یہ مسجد میں آئے' نماز پڑھی' مسجد میں حکومت کی طرف سے نگہبان مقرر تھے۔ جن کو حکم تھا کہ وہ رات کے وقت تمام لوگوں کو مسجد سے نکال دیں نماز سے فارغ ہونے کے بعد نگہبانوں نے بلند آواز سے سب لوگوں کو چلے جانے کے لئے کہا' یزید کے طرفدار دیر کرتے رہے اور اسکے لئے یہ طریقہ اختیار کیا کہ باب مقصورہ سے نکلتے اور پھر دوسرے دروازے سے مسجد میں آ جاتے یہاں تک کہ اب مسجد میں یا محافظ رہ گئے یا یزید کے طرفدار' انہوں نے انہیں گرفتار کر لیا یزید بن عنبسہ نے جا کر یزید ابن الولید کو اسکی اطلاع دی اور ہاتھ پکڑ کر کہا امیر المومنین آپ کھڑے ہوں اللہ کی مدد اور اعانت کی آپ کو خوش خبری ہو' یزید نے کھڑے ہو کر کہا اے خداوندا اگر یہ بات تجھے پسند ہے تو میری اس کے مقابلہ میں مدد کر اور مجھے تقویت دے' اگر تیری مرضی کے خلاف ہو تو بہتر ہے کہ تو مجھے موت دیدے، تا کہ میں اس کے نتائج سے بے خبر ہی رہوں۔

یزید کا متعدد لوگوں کو گرفتار کرنا

یزید بارہ ساتھیوں کے ساتھ آگے بڑھا جب گدھوں کی منڈی کے پاس پہنچا تو چالیس آدمی اور اس کے ساتھ آ ملے' جب غلہ کی منڈی میں پہنچا تو اس کے طرفداروں کی تقریباً دوسو کی جماعت اس کے پاس آ گئی' یہ سب لوگ مسجد میں آئے محل کے باب المقصورہ کی طرف چلے اسے جا کر کھٹ کھٹانا شروع کیا اور کہا کہ ہم ولید کے قاصد ہیں کسی خادم نے دروازہ کھول دیا' انہوں نے اسے گرفتار کر لیا اور ابوالعاج کو بھی جو نشہ میں بدمست تھا گرفتار کر لیا اسی طرح انہوں نے بیت المال کے تمام خزانوں اور افسر پہ کو گرفتار کر لیا' یزید نے ہر ایسے شخص کو اپنے آدمی کے ذریعے گرفتار کرایا جس سے اسے خطرہ تھا' اسی رات یزید نے اپنے آدمیوں کو بھیج کر محمد بن عبیدہ سعید بن العاص کے آزاد کردہ غلام کو جو بعلبک کا عامل تھا گرفتار کرالیا نیز اسی رات عبدالملک بن محمد بن الحجاج بن یوسف کو گرفتار کرایا۔ اس کے اپنے جو طرفدار گھاٹی میں تھے انہیں بلوایا اور شہر کے دروازوں کے محافظوں کو حکم دیا کہ ان لوگوں کے علاوہ جو ہمارا شعار تمہیں بتا دیں اور کسی کو اندر نہ آنے دینا انہوں نے شہر کے پھاٹکوں کو زنجیروں سے خوب مضبوط کس دیا۔

یزید کی بیعت

ان ہتھیاروں کی ایک بڑی تعداد مسجد میں رکھی ہوئی تھی جنہیں سلیمان بن ہشام جزیرہ سے لایا تھا اور ابھی تک خازنوں نے انہیں اسلحہ خانہ میں نہیں رکھا تھا اس طرح یزید کو بہت سے ہتھیار مل گئے' صبح کو اہل مزۃ اور ابن عصام آیا ابھی نصف دن نہیں گزرا تھا کہ تمام لوگوں نے یزید کے ہاتھ پر بیعت کر لی' یزید اس وقت یہ شعر پڑھتا جاتا تھا۔

اذا استنزلوا عنهن للطعن ادقلوا

الی الموت ارقال الجمال لسلصاغب

ترجمہ: جب انہیں نیزہ بازی کے لئے باپردہ عورتوں کی حفاظت کے لئے
میدان جنگ میں بلایا جاتا ہے تو وہ موت کی طرف اس طرح دوڑتے
ہوئے جاتے ہیں جس طرح کہ مست نر اونٹ دوڑتا ہے۔

یہ سنکر یزید کے ساتھی تعجب کرنے لگے کہ ذرا اس شخص کو دیکھو صبح سے کچھ ہی پہلے تو وہ دعائیں مانگ رہا تھا اور اب مزے میں شعر پڑھ رہا ہے۔

مختلف لوگوں کا مسجد میں آنا

ازرین بن ماجد کا بیان ہے کہ ہم صبح سویرے عبدالرحمٰن بن مصاد کے ساتھ دمشق کی طرف چلے' ہماری تعداد تقریباً پندرہ سو تھی جب ہم باب الجابیہ پہنچے تو ہم نے اسے بند پایا اور ولید کا ایک قاصد وہاں ہمیں ملا' اس نے کہا اس ساز و سامان و تیاری کا کیا مطلب اللہ کی قسم میں امیر المومنین کو جا کر اسکی اطلاع دوں گا' اہل مزہ کے ایک شخص نے اسے قتل کر ڈالا' ہم باب الجابیہ سے شہر میں داخل ہوئے اور کلبیین کے بازار سے چلنے لگے' تمام راستہ ہم سے بھر گیا اس لئے ہم میں سے بعض لوگوں نے غلہ منڈی کا راستہ اختیار کر لیا۔ پھر ہم سب کے سب مسجد کے دروازہ پر جمع ہو گئے' یزید کے پاس آئے۔ ہمارا ابھی آخری آدمی اس کے سلام سے فارغ نہیں ہوا تھا کہ تقریباً تین سو کا سک آ پہنچے یہ لوگ مشرقی دروازے سے شہر میں داخل ہوئے' مسجد آئے اور باب الدرج سے مسجد میں داخل ہوئے' پھر یعقوب بن عمیر بن ہانی العبسی اہل داریا کو لیکر چھوٹے دمشق کے دروازہ سے آیا' عیسیٰ بن شبیب التغلبی اہل دومتہ اور حرستا کے ساتھ باب توما سے شہر میں آیا حمید بن حبیب اللخمی اہل دیر المران' ارزۃ اور سطرا کے ساتھ باب الفرادیس سے آیا۔ نصر بن عمرو الجرشی' اہل جرش' اہل الحدیثہ اور دیر زکا کے ساتھ باب الشرقی سے آیا' ربعی بن ہاشم الحارثی بنی عذرہ اور سلامان کی ایک جماعت کے ساتھ باب توما سے شہر میں داخل ہوا' اور بنی جہنیہ اور ان کے متعلقین طلحہ بن سعید کے ہمراہ آئے۔

تیس ہزار دینار کی وصولی

قسیم بن یعقوب اور ازرین بن ماجد وغیرہ کا بیان ہے کہ یزید بن الولید نے تقریباً دو سو سواروں کو عبدالرحمان بن مصاد کی قیادت میں قطن بھیجا تا کہ یہ عبدالملک بن محمد بن الحجاج بن یوسف کو پکڑ لائیں' یہ اپنے محل میں چھپ گیا تھا' عبدالرحمٰن نے اسے امان دی' وہ عبدالرحمٰن کے پاس چلا آیا' اب ہم محل میں داخل ہوئے اس میں ہمیں دو بورے ملے ہر بورے میں تیس ہزار دینار تھے' رزین بن ماجد کہتا ہے کہ جب ہم' مزہ آئے تو میں نے عبدالرحمٰن بن مصاد سے کہا کہ ان میں سے ایک یا دونوں بورے اپنے گھر پہنچا دو کیونکہ یزید سے کبھی بھی تمہیں اتنا نہیں ملے گا' عبدالرحمٰن نے کہا اگر میں ایسا کروں تو اسکا مطلب یہ ہوگا کہ میں نے ہی خیانت میں جلدی کی۔ بخدا میں ایسا نہیں کروں گا تا کہ عرب بعد میں یہ نہ کہیں کہ میں ہی اس معاملہ میں سب سے پہلے خائن ثابت ہوا۔ چنانچہ عبدالرحمٰن نے وہ تمام رقم یزید تک پہنچا دی۔

تنخواہوں کی تقسیم

یزید نے عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کی طرف پیغام بھیجا کہ تم باب الجابیہ پر ٹھہرے رہو اور حکم دیا جس شخص کی پہلے سے تنخواہ مقرر ہے وہ اپنی تنخواہ آکر لے لے اور جس کی مقرر نہیں ہے تو اسے بطور مدد تنخواہ ایک ہزار درہم دیا جائے گا۔

عبدالملک کے بیٹوں میں سے تیرہ یزید کے ہمراہ تھے ان سے اس نے کہا کہ آپ لوگ تمام رعایا میں جا کر گشت لگائے تاکہ وہ آپ کو دیکھ لیں اور انہیں میری بیعت کے لئے آمادہ کیجئے' ولید بن روح بن الولید سے کہا کہ تم راہب جا کر قیام کرو۔ ولید بن روح نے اس حکم کی تعمیل کی۔

حیرہ میں چھاؤنی بنانا

دکین بن شماخ الکلبی اور ابوعلاقہ بن صالح السلامانی بیان کرتے ہیں کہ یزید بن الولید نے منادی کرادی کہ جو شخص فاسق یعنی ولید کے مقابلہ کے لئے جائے اسے ہزار درہم دیئے جائیں گے' اس اعلان سے ایک ہزار سے کچھ کم آدمی اس کے پاس جمع ہو گئے' یزید نے پھر نقیب کو حکم دیا کہ منادی کر دے کہ جو شخص فاسق کے مقابلہ کے لئے جانا چاہتا ہے اسے پندرہ سو درہم دیئے جائیں گے اس طرح کل پندرہ سو آدمی جمع ہوئے' یزید نے منصور بن جمہور کو ایک جماعت کا یعقوب بن عبدالرحمٰن بن سلیم الکلبی کو دوسری کا۔ ہرم بن عبداللہ بن وحیہ کو تیسری کا اور حمید بن حبیب اللخمی کو چوتھی جماعت کا سردار مقرر کیا اور ان سب کا سپہ سالار عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کو مقرر کیا' عبدالعزیز نے حیرہ میں آ کر چھاؤنی ڈالی۔

ولید کو اطلاع دینے والے کی گرفتاری

یعقوب بن ابراہیم بن الولید بیان کرتا ہے کہ جب یزید بن ولید نے خروج کیا ولید کا ایک آزاد غلام اپنے ایک گھوڑے پر سوار ہو کر ایک ہی دن میں اسی روز ولید کے پاس آیا' جب یہ وہاں پہنچا اسکا گھوڑا مر گیا' اس نے ولید کو تمام واقعہ سنایا' ولید نے اس کو سو درے لگوائے اور قید کر دیا' پھر اس نے ابو محمد بن عبداللہ بن یزید بن معاویہ کو بلایا' اسے انعام واکرام دیا اور دمشق بھیجا۔ ابو محمد وہاں سے روانہ ہوا اور جب ذنبہ پہنچا تو وہاں ٹھہر گیا' یزید بن الولید نے عبدالرحمٰن بن مصاد کو اس کے پاس بھیجا۔ ابو محمد نے اس سے سمجھوتہ کر لیا اور یزید کے لئے بیعت کر لی' یزید کو اسکی اطلاع ملی' وہ اس وقت ہندف میں مقیم تھا جو عمان کے مضافات میں ہے۔

ولید قلعہ نجراء میں

بیہس بن زمیل الکلابی نے یا جیسا کہ کہا جاتا ہے یزید بن خالد بن یزید بن معاویہ نے اس سے کہا کہ آپ حمص چل کر قیام پذیر ہوں کیونکہ وہ ایک مضبوط مقام ہے اور پھر وہاں سے یزید کے مقابلہ کے لئے فوجیں روانہ کیجئے تاکہ وہ یزید کو قتل کر دیں یا قید کر لیں اس پر عبداللہ بن عنبسہ بن سعید بن العاص نے کہا کہ خلیفہ کے لئے لڑنے اور اپنا حق

ادا کرنے سے پہلے یہ مناسب نہیں کہ وہ اپنی چھاؤنی اور عورتوں کو چھوڑ دے' اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور امیر المومنین کی تائید اور نصرت کرے گا' یزید بن خالد نے کہا کہ حرم کا امیر المومنین کو کیا خوف ہوسکتا ہے کیونکہ اس کے مقابلہ کے لئے عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک آیا ہے اور وہ ان کا اپنا چچازاد بھائی ہے' یہ جواب سن کر ولید نے ابن عنبسہ کی رائے اختیار کی اس پر ابرش سعید بن ولید الکلبی نے کہا کہ امیر المومنین تدمر تشریف لے جائیں کیونکہ وہ زیادہ مضبوط مقام ہے اور وہاں میرے ہم قوم ہیں جو آپ کی حفاظت کریں گے' ولید نے کہا میں مناسب نہیں سمجھتا کہ تدمر چلوں کیونکہ وہاں بنو عامر رہتے ہیں اور انہیں نے میرے خلاف خروج کیا ہے' تم کوئی بہت مضبوط مقام بتاؤ' اس نے کہا میرے نزدیک یہ مناسب ہے کہ آپ قریہ میں سکونت پذیر ہوں' ولید نے کہا میں اسے اچھا نہیں سمجھتا' اس نے کہا تو یہ مقام ہزیم ہے' ولید نے کہا اسکا نام بھی مجھے برا معلوم ہوتا ہے' اس نے کہا تو یہ نجراء نعمان بن بشیر کا محل موجود ہے اس میں چلئے ولید نے کہا تمہاری وادیوں کے نام کس قدر برے ہیں۔

اب وہ سماوہ کے راستے پر چل پڑا اور ریف کو چھوڑ دیا۔ کل دو سو آدمی اس کے ساتھ تھے' ضحاک بن قیس الفہری کے مقام شبکہ آیا یہاں اس کے بیٹے اور پوتے چالیس کی تعداد میں موجود تھے' یہ سب اس کے ساتھ ہوئے' انہوں نے کہا چونکہ ہم نہتے ہیں اس لئے آپ ہمیں ہتھیار دیجئے مگر ولید نے نہ انہیں تلوار دیں اور نہ نیزہ دیا۔

ابا اس سے پھر بیہس نے کہا کہ اگرچہ آپ نے حمص اور تدمر چلنے سے انکار کر دیا تو یہ قلعہ نجراء سامنے ہے اسے عجمیوں نے بنایا ہے اور بہت مضبوط ہے یہاں آپ ٹھہر جائیں' ولید نے کہا مجھے طاعون سے ڈر لگتا ہے' اس نے کہا آپ کے ساتھ جس چیز کے کئے جانے کا ارادہ کیا گیا ہے وہ طاعون سے زیادہ سخت ہے' آخر کار ولید قلعہ نجراء میں اتر پڑا۔

ولید سے مقابلہ کی تیاریاں

دوسری جانب یزید نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ عبدالعزیز کے ساتھ ولید کے مقابلہ کے لئے جائیں نقیب نے اس کی طرف سے اعلان کیا کہ جو عبدالعزیز کے ہمراہ جائے گا اسے دو ہزار درہم دیئے جائیں گے' ایک ہزار تیار ہوئے' یزید نے انہیں دو دو ہزار درہم دیدیئے' اور کہا کہ سب ذنبہ جا کر جمع ہوں چنانچہ اس مقام پر بارہ سو آدمی اکٹھے ہو گئے' پھر ان سے کہا کہ صحرا میں عبدالعزیز بن ولید کی اولاد کی جو گھڑی ہے اب وہاں سب جمع ہوں' یہاں کل آٹھ سو آدمی پہنچے ان سب کو لیکر عبدالعزیز بن الحجاج آگے بڑھا۔ یہاں انہیں ولید کا اسباب و سامان جاتا ہوا ملا اس پر انہوں نے قبضہ کر لیا اور اب ولید کے بالکل قریب جا کر ٹھہر گئے۔

عباس بن الولید کا قاصد ولید کے پاس پیغام لایا کہ میں آپ کے پاس آتا ہوں' ولید نے تخت باہر نکلوایا۔ اس پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ کیا یہ لوگ مجھ پر حملہ آور ہوں گے حالانکہ میں شیر پر جھپٹتا ہوں ناگ سانپوں کو چٹکی سے پکڑ لیتا ہوں۔

جنگ

ابھی یہ لوگ عباس کے آنے کے منتظر تھے کہ عبدالعزیز نے ان سے جنگ شروع کر دی' عمرو بن حوی السکسکی اسکے میمنہ کا افسر تھا' مقدمۃ الجیش پر منصور بن جمہور تھا پیدل دستہ پر عمارہ بن ابی کلثم الازدی تھا' عبدالعزیز نے اپنا سیاہ

خچر منگوایا اس پر سوار ہو گیا' زیاد بن حصین الکلبی کو اس نے ولید کی جماعت کی طرف بھیجا تا کہ وہ انہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی دعوت دے ولید کے آزاد کردہ غلام قطری نے اسے قتل کر ڈالا اور یزید کے فوجی پسپا ہوئے عبدالعزیز پیدل ہو گیا اسکی جماعت نے جوابی حملہ کیا' اب تک اس کے کچھ لوگ قتل ہو چکے تھے اس کے سرداروں نے ولید کی طرف حملہ کیا جو قلعہ نجراء کے دروازہ پر موجود تھا اور اس وقت اس نے مروان بن الحکم کا وہ جھنڈا منگوا رکھا تھا جو اس نے جابیہ پر بلند کیا تھا ولید بن یزید کے طرفداروں میں سے عثمان الخشبی مارا گیا' اسے جناح بن نعیم الکلبی نے قتل کیا یہ ان حبشیوں کی اولاد میں تھا جو مختار کے ہمراہ تھے۔

عباس کا یزید کی بیعت کرنا

عبدالعزیز کو معلوم ہوا کہ عباس بن الولید آ رہا ہے اس نے منصور بن جمہور کو ایک دستہ کے ساتھ اسے روکنے کے لئے روانہ کیا اور کہا کہ تم گھاٹی میں اسے پکڑ لو' اس کے ساتھ اس کے بیٹے اور پوتے ہیں انہیں گرفتار کر لینا' منصور دستہ لیکر اس سمت چلا جب گھاٹی میں پہنچا تو وہاں انہیں عباس اپنے تیس بیٹوں پوتوں کے ساتھ ملا' منصور نے اس سے کہا کہ آپ عبدالعزیز کے پاس چلئے' عباس نے اسے گالیاں دیں۔ منصور نے کہا بخدا اگر اب آگے قدم بڑھایا تو میں اپنا نیزہ تمہاری زرہ کے پار کر دوں گا۔

نوح بن عمرو بن حوی السکسکی راوی ہے کہ یعقوب بن عبدالرحمٰن بن سلیم الکلبی عباس بن الولید کے مقابلہ کے لئے گیا تھا اور وہ اسے عبدالعزیز کے پاس لانا چاہتا تھا مگر اس نے آنے سے انکار کیا اس پر اس نے کہا اے قسطنطین کے بیٹے اگر تو عبدالعزیز کی طرف نہ جائے گا تو میں تیرا منہ توڑ دوں گا' عباس نے ہرم بن عبداللہ بن جبہ کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ کون ہے۔ اس نے کہا کہ یہ یعقوب بن عبدالرحمٰن بن سلیم ہے عباس نے کہا اللہ اکبر اسکی یہ جرات میرے ساتھ اسکی یہ گستاخی اس کے باپ کو کبھی گوارا نہ ہوتی۔ پھر وہ عباس کو اپنے ساتھ عبدالعزیز کی طرف لے چلا چونکہ اس کے ساتھ اسکی جماعت نہ تھی جو اس نے اپنے بیٹوں کے ساتھ آگے بھیج دی تھی' اس لئے اس نے انا للہ کہا' یہ لوگ اسے عبدالعزیز کے پاس لے آئے' عبدالعزیز نے اس سے کہا کہ آپ اپنے بھائی یزید بن الولید کے لئے بیعت کیجئے' اس نے بیعت کر لی اور وہیں کھڑا ہو گیا یزید کے طرفداروں نے ایک جھنڈا نصب کیا اور کہا کہ یہ جھنڈا عباس بن الولید کا ہے جس نے امیر المومنین یزید بن الولید کے لئے بیعت کر لی ہے' اس پر عباس نے کہا انا للہ یہ بھی شیطان کے فریبوں میں سے ایک فریب ہے بنی مروان کی ہلاکت اب یقینی ہے' چنانچہ اب سب لوگوں نے ولید کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور وہ عباس اور عبدالعزیز کے پاس چلے آئے۔

ولید کا محل میں چھپنا

ولید دہری زرہیں پہنے سامنے آیا۔ اس کے دونوں گھوڑے سندی اور زرائد اس کے پاس لائے گئے اس نے حریف سے لڑنا شروع کیا خوب شجاعت اور بہادری سے لڑتا رہا۔ عبدالعزیز کی فوج والوں نے ایک دوسرے کو للکارا ''دشمن خدا کو اس طرح قتل کر ڈالو جس طرح قوم لوط ہلاک کی گئی اسے سنگسار کر دو۔'' یہ سنتے ہی ولید محل میں گھس گیا' اور دروازہ بند کر لیا' عبدالعزیز اور اس کی فوج نے محل کا محاصرہ کر لیا' ولید نے دروازہ کے قریب آ کر کہا کیا تم میں کوئی با شریف اور حسب و

نسب والا آدمی نہیں ہے جس سے میں گفتگو کروں۔ یزید بن عنبسہ السکسکی نے کہا کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟ ولید نے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں یزید بن عنبسہ ہوں ولید نے کہا اے سکسکی کیا میں نے تمہاری تنخواہوں میں اضافہ نہیں کیا' کیا میں نے تمہاری تکلیف دور نہیں کی' کیا میں نے تمہارے محتاجوں کے وظائف نہیں مقرر کئے' کیا میں نے تمہارے اپاہجوں کے لئے خادم مقرر نہیں کئے؟ یزید بن عنبسہ نے کہا ہم کسی اپنی تکلیف کے لئے تمہارے دشمن نہیں بنے ہیں بلکہ تم نے جس چیز کو اللہ نے حرام کیا اسکی پروا نہیں کی شراب نوشی کی اپنے باپ کی امہات ولد سے مباشرت کی' اور اللہ کے احکام کی ہنسی اڑائی یہ وجوہات ہیں جنہوں نے ہمیں تمہارا مخالف بنایا ہے۔

ولید کا قتل

ولید نے کہا اے سکسکی بس کر' میری جان کی قسم تو محرمات کا زیادہ مرتکب ہوا' تو نے حد سے زیادہ شراب نوشی کی' اور جس قدر عورتیں میرے لئے حلال کی گئی ہیں ان کی وجہ سے مجھے کیا ایسی ضرورت پڑی تھی کہ میں وہ کرتا جس کا تو نے ذکر کیا ہے۔

ولید یہ کہہ کر محل کے اندر واپس چلا گیا' کلام پاک ہاتھ میں لے لیا اور کہنے لگا کہ آج کا دن بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت عثمانؓ کے ساتھ ہوا تھا' پھر کلام پاک کھول کر اسکی تلاوت کرنے لگا' لوگ دیواروں پر چڑھ گئے' سب سے پہلا شخص جو دیوار پر چڑھا یزید بن عنبسہ السکسکی تھا' یہ اتر کر اسکے پاس پہنچا۔ یزید کی تلوار اسکے پہلو میں رکھی ہوئی تھی' یزید بن عنبسہ نے اس سے کہا کہ اپنی تلوار سنبھالو' ولید نے کہا اگر میں تلوار ہاتھ میں لینا چاہتا تو میری اور تمہاری اس وقت یہ حالت نہ ہوتی یزید بن عنبسہ نے ولید کا ہاتھ پکڑ لیا تا کہ اسے گرفتار کر لے اور امیر المومنین سے اس کے متعلق رجوع کرے کہ اتنے میں دیوار سے دس اور اتر آئے جن میں منصور بن جمہور' حبال بن عمرو الکلبی' عبدالرحمٰن بن عجلان' (یزید بن عبدالملک کا آزاد غلام' حمید بن نصر اللخمی' سری بن زیاد بن ابی کبشہ اور عبدالسلام اللخمی تھے' عبدالسلام نے اس کے سر پر تلوار ماری اور بسری نے اس کے منہ پر تلوار ماری اور اسکی انگلیاں پکڑ کر کھینچا تا کہ اسے مکان سے باہر لیجائیں مگر ایک عورت جو اس کے ساتھ اس مکان میں تھی چلائی اور فریاد کرنے لگی اس پر ان لوگوں نے اسے چھوڑ دیا اور باہر نہیں نکالا' ابو علاقہ القصاعی نے اسکا سر کاٹ لیا' اسکی گدی پر تلوار ماری اور یہ ضرب اس ضرب سے مل گئی جو اسکے چہرہ پر لگی تھی'...... بن مقبل ولید کا سر لیکر یزید بن الولید کے پاس آیا اور کہا کہ میں امیر المومنین کو فاسق ولید کے قتل اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری کی بشارت دیتا ہوں' اس وقت عباس اور یزید صبح کا کھانا کھا رہے تھے' یزید اور اسکے تمام ساتھیوں نے اس پر سجدۂ شکر ادا کیا یزید۔ بن عنبسہ السکسکی نے یزید کا ہاتھ لیا اور کہا امیر المومنین کھڑے ہوں اور اللہ کی مدد کی آپ کو بشارت ہو' یزید نے اپنا ہاتھ اسکی ہتھیلی سے کھینچ لیا اور کہا اے خداوندا اگر میری یہ کارروائی تجھے پسند ہو تو اسے میرے لئے درست فرما دے۔

یزید نے یزید بن عنبسہ سے پوچھا کہ ولید نے تم سے کچھ کہا تھا اس نے کہا ہاں دروازے کے پیچھے سے اس نے مجھ سے کہا کیا تم میں کوئی ایسا شریف ہے جس سے میں گفتگو کر سکوں' میں نے اس سے بات چیت کی اور اسے لعنت ملامت کی اس پر اس نے کہا بس کر میری عمر کی قسم تو نے بہت شراب نوشی کی ہے اور گناہوں کا اکثر ارتکاب کیا ہے' اللہ کی قسم اب تمہارا یہ اختلاف کبھی دور نہ ہوگا نہ تم میں کبھی یک جہتی ہوگی اور نہ تمہاری ایک بات ہوگی۔

نوح بن عمرو بن حوی السکسکی کہتا ہے کہ ہم ایسی راتوں میں ولید سے لڑنے نکلے جن میں چاندنی نہ تھی اور اس قدر تاریکی تھی کہ اگر میں کسی سنگریزے کو اٹھا کر دیکھتا تو یہ تمیز نہیں کر سکتا کہ یہ سیاہ ہے یا سفید۔

ولید بن یزید کے میسرہ پر ولید بن خالد ابرش الکلبی کا بھتیجا بنی امر کے دستہ کے ساتھ متعین تھا ان کے مقابلہ میں عبدالعزیز کے میمنہ پر بنی عامر تھے اسی وجہ سے ولید کا میسرہ عبدالعزیز کے میمنہ سے نہیں لڑا اور وہ سب کے سب عبدالعزیز بن الحجاج کے ساتھ آملے۔ راوی کہتا ہے کہ جس روز ولید قتل کیا گیا میں نے اس کے خدام اور چوبداروں کو دیکھا کہ وہ خود لوگوں کے ہاتھ پکڑ پکڑ کے اسے دکھانے لیجاتے تھے۔

جنگ سے پہلے ولید کی کیا حالت تھی؟

مثنیٰ بن معاویہ راوی ہے کہ ولید لولوۃ میں آ کر مقیم ہوا اپنے بیٹے حکم اور موالی بن العباس کو حکم دیا کہ جو تمہارے پاس آئے اسے بطور معاش ساٹھ دینار دینا۔ چنانچہ میں اور میرا چچازاد بھائی سلیمان بن محمد بن عبداللہ یزید کے عسکر میں آئے موالی نے مجھے اپنے بالکل پاس بلالیا اور کہا کہ میں تمہیں امیر المومنین کے سامنے پیش کرتا ہوں اور سفارش کروں گا کہ تمہیں سو دینار ملیں۔

ولید لولوۃ سے چل کر ملیکہ آیا یہاں عمرو بن قیس کا قاصد اسکی خدمت میں حمص سے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ عمر نے پانچ سو شہسوار عبدالرحمٰن بن ابی جنوب البہرانی کی قیادت میں آپ کی مدد کے لئے روانہ کئے ہیں' ولید نے ضحاک بن ایمن العوفی الکلبی کو حکم دیا کہ تم عبدالرحمٰن کے پاس جاؤ (وہ اس وقت مقام غویر میں تھا)، اور اسے جلدی آنے کی تاکید کرو اور تم میرے پاس پہنچ جاؤ صبح کو اس نے کوچ کا حکم دیا اور خود ایک کمیت گھوڑے پر سوار ہوا' ریشم کی قبا زیب بدن اور ریشم کا عمامہ سر پر رکھ کر دو باریک ململ کے پٹکہ سے گات باندھ رکھی تھی' دونوں شانوں پر تلوار کے اوپر زرد پٹکہ تھا' اب سیم بن کیسان کے سولہ شہسوار اس کے پاس آ گئے' پھر بنو نعمان بن بشیر کے کچھ شہسوار اس کے پاس آئے پھر ولید ابرش کا بھتیجا بنی عامر (از بنی کلب) کی ایک جماعت کے ساتھ اسکی خدمت میں حاضر ہوا' ولید نے اسے گھوڑا اور جوڑا دیا' پہلے تو ولید راستے پر چلنے لگا پھر وہ مشبہ نامی ایک پہاڑی چشمہ کی طرف ہولیا یہاں ابن ابی الجنوب اہل حمص کے ساتھ اس سے آ کر مل گیا' پھر وہ نجرا' آیا' فوج والے تنگ آئے اور کہا کہ ہمارے جانوروں کے لئے ہمارے ساتھ چارہ نہیں ہے' ولید نے منادی کرادی کہ امیر المومنین نے اس گاؤں کی تمام فصل کو خرید لیا ہے۔ فوج نے کہا ہم سبز چارہ لیکر کیا کریں گے اس سے ہمارے جانور موٹے اور بھدے ہو جائیں گے' اصل میں وہ نقد رقم چاہتے تھے۔

مثنیٰ کہتا ہے کہ میں خیمہ کے پچھلے حصے سے ولید کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے کھانا منگایا اور جب کھانا اس کے سامنے رکھ دیا گیا تو ام کلثوم بنت عبداللہ بن یزید بن عبدالملک کا قاصد عمر بن مرہ نام اس کے پاس آیا اور اطلاع دی کہ عبدالعزیز بن الحجاج لولوۃ پہنچ چکا ہے۔ مگر ولید نے اس خبر کی طرف کوئی توجہ نہیں کی' پھر اس کے اعلیٰ پولیس افسر خالد بن عثمان المخراش نے بنی حارثہ بن خباب کے ایک شخص کو اس کے سامنے پیش کیا جس نے بیان کیا کہ میں دمشق میں عبدالعزیز کے ہمراہ تھا اور اب آپ کو اطلاع دینے آیا ہوں اور یہ پندرہ سو درہم ہیں جو میں نے لئے ہیں' پھر اس نے ہمیانی اپنی کمر سے کھول کر اسے بتائی' اب وہ لولوۃ میں مقیم ہے اور کل صبح ہی آپ پر حملہ آور ہوگا' مگر ولید نے اسکا بھی کوئی جواب نہیں دیا بلکہ ایک اور شخص کی طرف جو اس کے پہلو میں بیٹھا تھا متوجہ ہوا اور اس سے کچھ باتیں کیں جسے میں نے

نہیں سنا' میں نے اس شخص سے جو میرے اور ولید کے درمیان تھا پوچھا کہ امیر المومنین نے کیا کہا اس نے کہا کہ اس نہر کے متعلق جو اس نے اردن میں کھدوائی ہے پوچھا تھا کہ اب وہ کتنی باقی ہے عبدالعزیز لولوۃ سے ملیکہ آیا اس پر قبضہ کر لیا' منصور بن جمہور کو بھیجا' اور اس نے شرقی القری پر قبضہ کر لیا' یہ ایک بلند ٹیلہ ہے جو علاقہ ملساء میں اس راستہ پر واقع ہے جو ھیا سے نجراء واقع ہے۔

عباس بن ولید کو منصور کی دھمکی

عباس بن الولید نے اپنے موالی اور اولاد کی تقریباً ڈیڑھ سو کی جماعت تیار کی اور اس نے بنی ناجیہ کے جیش نامی ایک شخص کو ولید کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ آپ کو اختیار ہے کہیں تو میں آپ کے پاس آؤں ورنہ یزید بن الولید کے پاس چلا جاؤں ولید عباس پر ناراض ہوا اور حکم بھیجا کہ تم میرے پاس آؤ اور میرے ساتھ رہو۔

یہ قاصد منصور بن جمہور کو مل گیا' اس نے پوچھا کیا بات ہے اس نے ساری بات بیان کر دی منصور نے کہا عباس سے جا کر کہہ دے اگر تم نے طلوع فجر سے پہلے اپنی جگہ سے حرکت کی تو بخدا میں تمہیں اور تمہارے سب ساتھیوں کو قتل کر ڈالوں گا' البتہ صبح ہونے کے بعد جہاں تمہارا جی چاہے چلے جانا۔

عباس تیاری کرنے لگا' اور جب صبح ہوئی تو ہم نے عبدالعزیز کی فوج کی تکبیر سنی کہ وہ نجراء کی طرف پیش قدمی کرتے آ رہے ہیں۔ یہ سنتے ہی خالد بن عثمان الخراش نے اپنی فوج کی ترتیب و تیاری شروع کی' مگر جب تک آفتاب طلوع نہیں ہوا حریفوں میں جنگ شروع نہیں ہوئی۔

جنگ کی کیفیت کا تفصیلی بیان

یزید بن الولید کے حامیوں کے پاس ایک تحریر تھی جو ایک نیزہ پر لٹکی ہوئی تھی۔ اس میں لکھا ہوا تھا کہ ہم تمہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلاتے ہیں تا کہ حکومت' باہمی مشورہ سے قائم کی جائے' اب جنگ شروع ہوئی۔ عثمان الخشبی مارا گیا' ولید کے طرفداروں میں سے تقریباً ساٹھ آدمی مارے گئے' منصور بن جمہور نیبا کے راستے چل پڑا' اور پھر ولید کے پڑاو پر اس کے عقب سے آ دھمکا' اب وہ سیدھا ولید کی طرف بڑھا جو اپنے خیمہ میں تھا' اور اس کے اور منصور کے درمیان کوئی شخص حائل نہ تھا' یہ دیکھ کر میں اور عاصم بن ہبیرہ المعافری مخراش کا نائب دونوں مقابلہ کے لئے نکلے اتنے میں عبدالعزیز کی فوج پسپا ہوئی اور اسکی وجہ سے منصور کا دستہ بھی پسپا ہو گیا' سمی بن المغیرہ قتل کر دیا گیا اور منصور عبدالعزیز کی جانب ہٹ گیا' ابرش اس وقت اپنے اویم نامی گھوڑے پر سوار تھا اس نے دو کانوں والا ٹوپ پہن رکھا تھا اور اسے اپنی ڈاڑھی کے نیچے باندھ رکھا تھا اس نے اپنے بھتیجے کو پکارنا اور ڈانٹنا شروع کیا کہ اے فاحشہ کے بچے اپنا جھنڈا آگے بڑھا اس نے کہا میرے لئے آگے بڑھنا مشکل ہے کیونکہ ہمارے مقابل بنی عامر ہیں' عباس بن الولید آگے بڑھا تو اسے عبدالعزیز کی فوج والوں نے روک دیا۔

لیمان بن عبداللہ بن دحیہ کے ترکی نامی آزاد کردہ غلام نے حارث بن العباس بن الولید پر نیزے سے ایسا وار کیا کہ اسے گھوڑے سے اچھال دیا اس کے بعد ہی عباس عبدالعزیز کی جانب چلا گیا اور حارث ولید کی فوج پر گھوڑے سے گرا دیا گیا' اور اس سے حریف سہم گیا' ولید بن یزید نے ولید بن خالد کو عبدالعزیز بن الحجاج کے پاس بھیجا اور کہا کہ میں پچاس

ہزار دینار نقد تمہیں دوں گا اور تم کو تمہاری عمر بھر کے لئے حمص کا والی مقرر کر دوں گا اور ہر حادثہ میں تم بے خطر رہو گے بشرطیکہ تم واپس چلے جاؤ اور اپنے ارادے سے باز رہو' عبدالعزیز نے اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کیا اور اسے کوئی جواب نہیں دیا' اب پھر ولید نے ولید بن خالد کو دوبارہ عبدالعزیز کے پاس جانے کا حکم دیا یہ پھر آیا مگر اس مرتبہ بھی اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ولید بن خالد واپس جانے لگا تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ پھر اس نے اپنا گھوڑا موڑا اور عبدالعزیز کے قریب آیا اور اس نے کہا کیا آپ اس بات کے لئے تیار ہیں کہ مجھے پانچ ہزار دینار دیں اور ابرش کو بھی اتنے ہی دیں اور مرتبہ کے اعتبار سے میں اپنی قوم میں سب سے مخصوص آدمی بنا دیا جاؤں' تو میں آپ کی طرف آ جاتا ہوں اور پھر اس جنگ میں بھی آپ کے ساتھ شرکت کروں گا' عبدالعزیز نے کہا مجھے یہ منظور ہے بشرطیکہ تم فوراً ہی ولید کی جماعت پر حملہ کر دو' ولید بن خالد نے ایسا ہی کیا۔

معاویہ بن ابی سفیان کے مطالبے کی منظوری

ولید کے میمنہ پر معاویہ بن ابی سفیان بن یزید بن خالد سردار تھا' اور اس نے عبدالعزیز سے کہا اگر آپ بیس ہزار دینار اور اردن کی ولایت مجھے دیں اور اپنے میں شریک کر لیں تو میں آپ کے ساتھ ہوا جاتا ہوں عبدالعزیز نے کہا میں اس کے لئے تیار ہوں بشرطیکہ تم فوراً ولید کی فوج پر حملہ کر دو' چنانچہ اس نے حملہ کیا' ولید کی فوج نے شکست کھائی ولید کھڑا ہوا اور قلعہ نجرا میں چلا گیا' عبدالعزیز آگے بڑھ کر قلعہ کے دروازہ پر آ کر ٹھہر گیا۔ دروازے پر زنجیریں پڑی ہوئی تھیں یکے بعد دیگرے ایک ایک شخص زنجیر کے نیچے سے قلعہ میں داخل ہونے لگا' عبدالسلام بن بکیر بن شماخ اللخمی نے عبدالعزیز سے آ کر کہا کہ ولید کہتا ہے کہ میں خود باہر آنا چاہتا ہوں پھر جو آپ فیصلہ کریں' عبدالعزیز نے کہا اچھی بات ہے' نکل آئے' جب عبدالسلام واپس جانے لگا تو لوگوں نے عبدالعزیز سے کہا اگر وہ نکل ہی آیا تو آپ کیا کریں گے آپ خاموش رہئے اور جو لوگ اس کے ساتھ کرنا چاہتے ہیں انہیں کرنے دیجئے' عبدالعزیز نے عبدالسلام کو آواز دی اور کہا کہ میں اس درخواست منظور کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کرتا جو میرے سامنے پیش کی گئی ہے۔

ولید بن یزید کے قتل کا واقعہ

میں نے ایک لمبے قد والے نوجوان کو گھوڑے پر سوار آتے دیکھا جو محل کی دیوار کے قریب پہنچا' اور اس پر چڑھ کر محل کے اندر اتر گیا میں بھی محل کے اندر گیا' دیکھا کہ ولید مصری ململ کا کرتہ قلم کار کا پاجامہ پہنے کھڑا ہے' تلوار بھی ہے مگر نیام میں لوگ اسے برا بھلا کہہ رہے ہیں۔ اتنے میں بشر بن شیبان کنانہ بن عمیر کا آزاد کردہ غلام اور یہ وہی تھا جو دیوار پھاند کر محل میں آیا تھا اس کی جانب بڑھا۔ یزید محل کے دروازے کی سمت چلا۔ میرا یہ خیال ہے کہ وہ عبدالعزیز کے پاس جانا چاہتا تھا۔ عبدالسلام اس کے داہنے اور عمرو بن قیس کا آزاد غلام اس کی بائیں جانب تھا' بشر بن شیبان نے اس کے سر پر تلوار کا وار کیا پھر اور سب لوگوں نے تلواروں سے اس پر حملہ کیا' ولید مارا گیا' عبدالسلام اس کا سر کاٹنے کے لئے اس پر گر پڑا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یزید بن الولید نے ولید کے سر کے لئے ایک لاکھ انعام مقرر کیا تھا۔ خالد بن عبداللہ القسری کے آزاد کردہ غلام ابوالاسد نے آ کر اس کی جلد کا ایک بالشت ٹکڑا کاٹ لیا اور اسے خالد بن عبداللہ کے پاس جو ولید کے عسکر میں مقید تھا لے گیا' لوگوں نے اس کے عسکر اور خزانوں کو لوٹ لیا۔ یزید العلیمی ابوالبطریق بن یزید جس کی بیٹی حکم بن الولید کی بیوی تھی میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ میرے اس مال و متاع کی حفاظت کیجئے جو میری بیٹی کا

ہے۔ چنانچہ کسی شخص کی دسترس ان اشیا تک نہ ہو سکی جن کے لئے اس نے کہہ دیا تھا کہ یہ اسکی ہیں۔

ولید کے سر کی تشہیر

عمرو بن مروان الکلبی کہتا ہے کہ یزید کے قتل ہوتے ہی میں نے اسکی بائیں ہتھیلی کاٹ لی اور اسے یزید کے پاس بھیج دیا گیا' اس طرح اس کے سر سے پہلے میں نے یہ ہتھیلی اس کے پاس شب جمعہ کو پہنچادی اسکا سر دوسرے دن صبح کو یزید کے پاس پہنچا' نماز جمعہ کے بعد یزید نے اس سر کو تشہیر کے لئے لٹکا دیا۔

اہل دمشق نے عبدالعزیز کے متعلق بری خبریں مشہور کی تھیں مگر جب ولید کا سر دیکھا تو چپ ہو گئے' اور غلط خبروں کی اشاعت سے رک گئے۔

جب یزید نے سر کے نصب کرنے کا حکم دیا تو یزید بن فروہ بنی مروان کے آزاد کردہ غلام نے اس سے کہا کہ سر تو خارجیوں کے نصب کئے جاتے ہیں یہ تو تمہارا چچازاد بھائی اور خلیفہ ہے' مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر آپ نے اس کے سر کو نصب کرادیا تو دلوں میں اس کی ہمدردی پیدا ہوگی' اور اس کے خاندان والوں کو اسکا بدلہ لینے کے لئے جوش آ جائے گا یزید نے کہا اللہ کی قسم میں ضرور نصب کروں گا' چنانچہ اسے ایک نیزے پر نصب کر دیا پھر اس سے کہا کہ اسے لیجاؤ اور تمام دمشق میں گشت کراؤ اور پھر اس کے باپ کے مکان میں لیجانا۔ اس نے اس حکم کی تعمیل کی اسے دیکھ کر عام لوگ اور ولید کے گھر والے شور و واویلا کرنے لگے' وہ پھر اسے یزید کے پاس لے آیا۔ یزید نے اسے حکم دیا کہ تم اسے اپنے مکان لیجاؤ' تقریباً ایک ماہ وہ سر اس کے پاس رہا۔

ولید کا سر سلیمان کے پاس

پھر اس سے یزید نے کہا کہ اسے اس کے بھائی سلیمان کو لیجا کر دیدو' یہ سلیمان ولید کا بھائی بھی ان لوگوں میں تھا' جو اس کے مخالف تھے' ابن فروہ نے سر کو غسل دیا اس ایک ٹوکرے میں رکھ کر سلیمان کے پاس لایا۔ سلیمان نے اسے دیکھ کر کہا' اسے دور کرو' میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ شرابی دیوانہ اور فاسق تھا اور اس فاسق نے میری جان لینے کا ارادہ کیا تھا' ابن فروہ اس کے مکان سے نکلا تھا کہ ولید کی ایک آزاد کردہ لونڈی اسے ملی اس نے اس سے کہا دیکھو سلیمان نے کس قدر سخت الفاظ اس کے متعلق کہے اور یہ بھی کہا کہ وہ میری زندگی کے درپے تھا اس آزاد کردہ لونڈی نے کہا بخدا اس خبیث نے بالکل جھوٹ کہا اگر وہ اسکی زندگی کے درپے ہوتا تو اسے کر گزرتا اسے اس ارادہ سے کون روک سکتا تھا؟

عبدالرحمٰن بن مصاد کی روایت

عبدالرحمٰن بن مصاد کا بیان ہے کہ یزید بن الولید نے مجھے ابومحمد السفیانی کے مقابلہ کے لئے بھیجا جسے ولید نے یزید کے خروج کی خبر سن کر دمشق کا حاکم بنا کر بھیجا تھا' جب یہ ذنبہ آیا تو یزید کو اس کے آنے کی اطلاع ہوئی اس نے مجھے بھیجا۔ میں اس سے جا کر ملا اس سے صلح کر لی اور یزید کے لئے بیعت لے لی' ہم ابھی ذنبہ ہی میں تھے کہ صحرا کی جانب سے ایک شخص آتا ہوا ہمیں دکھائی دیا میں نے ایک شخص کو اسکی طرف دوڑایا وہ اسے میرے پاس لے آیا' سامنے آنے پر معلوم ہوا کہ وہ غزیل ابوالکامل مشہور گویا تھا' یہ ولید کی نامی خچری پر سوار تھا اس نے ہمیں بتایا کہ ولید قتل کر دیا گیا میں یزید

کے پاس فوراً پلٹ آیا مگر یہاں آ کر معلوم ہوا کہ میرے آنے سے پہلے ہی اسکی اطلاع اسے پہنچ چکی ہے' دکین بن شماخ الکلبی ثم العامری راوی ہے کہ جس روز ولید قتل کیا گیا میں نے بشر بن ملباء العامری کو دیکھا کہ وہ تلوار سے محل نجراء کے دروازہ کو مار رہا تھا اور یہ شعر پڑھتا جاتا تھا۔

سنبکی خالدا بمھندات
ولا تذھب صنائعہ ضلالا

ترجمہ: ہم عنقریب (خالد بن عبداللہ القسری) کو فولادی تلواروں سے روئیں گے اور اس کے احسانات یوں ہی ضائع نہ جائیں گے۔

ولید کے قاتلوں کیلئے انعام

ابو عاصم الزیادی کا بیان ہے کہ ولید کے قتل کا دس شخصوں نے دعویٰ کیا میں نے ولید کے سر کی جلد کو وجہ الفلس کے ہاتھ میں دیکھا اس نے کہا کہ میں نے ولید کو قتل کیا تھا اور یہ کھال کا ٹکڑا بطور علامت لے لیا اس کے بعد ایک اور شخص نے آ کر اسکا سر کاٹ لیا اور یہ کھال کا ٹکڑا میرے ہاتھ میں رہ گیا' وجہ الفلس کا نام عبدالرحمٰن تھا حکم بن نعمان ولید بن عبدالملک کا آزاد غلام راوی ہے کہ منصور بن جمہور دس آدمیوں کے ساتھ ولید کا سر لیکر یزید کے پاس آیا تھا' ان دس میں روح بن مقبل بھی تھا' روح نے کہا امیر المومنین کو فاسق کے قتل اور عباس کی گرفتاری کی بشارت ہو' جو لوگ اس سر کو لائے تھے ان میں عبدالرحمٰن وجہ الفلس اور بشر کنانہ الکلبی کا آزاد غلام بھی تھا' یزید نے ہر ایک کو دس دس ہزار دیئے۔

ولید کے انعام مقرر کرنے کا واقعہ

جس روز ولید مارا گیا اس نے دشمن سے لڑتے وقت اعلان کر دیا کہ جو شخص دشمنوں میں سے کسی کا ایک سر لائے گا اسے پانچ سو دیئے جائیں گے' چنانچہ کچھ لوگ چند سر لائے' ولید نے حکم دیا کہ ان کے نام لکھ لئے جائیں اس پر اس کے موالیوں میں سے ایک اس شخص نے جو سر لانے والوں میں تھا کہا امیر المومنین آج کا دن ایسا نہیں ہے کہ اس میں انعام قرض رکھا جائے۔

مالک اور عمرو کا بھاگنا

ولید کے ساتھ مالک بن ابی السمح گویا' اور عمرو الوادی بھی تھے' جب ولید کے ساتھی اسکا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے اور اسے قید کر لیا گیا تو مالک نے عمرو سے کہا تم مجھے نکال کر لے جاؤ' عمرو نے کہا یہ وفاداری کے خلاف ہے اور ہم سے کوئی کیا تعارض کرے گا کیونکہ ہم تو جنگجو لوگوں میں نہیں ہیں' مالک نے کہا تم پاگل ہوا گر انہوں نے ہم پر قابو پا لیا تو سب سے پہلے وہ مجھے اور تمہیں ہی قتل کریں گے' پھر اسکا سر ہمارے دونوں کے سروں کے بیچ میں رکھا جائے گا' اور عوام کو بتایا جائے گا کہ اس وقت بھی یہ لوگ اس کے ساتھ تھے' اور اس پر سب سے سخت الزام ہم پر لگایا جائے گا' اس کے بعد یہ دونوں وہاں سے بھاگ گئے۔

ولید کی عمر اور مدتِ خلافت

اکثر ارباب سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ ولید جمادی الثانی ۱۲۶ھ کے اختتام پر دو روز قبل بروز جمعرات قتل کیا گیا۔ البتہ اسکی مدت خلافت میں اختلاف ہے ابوالمعشر کہتے ہیں کہ ولید ایک سال تین ماہ خلیفہ رہا ہشام بن محمد کہتے ہیں کہ اسکی مدت خلافت ایک سال دو ماہ اور بائیس روز تھی' اسی طرح اس کی عمر میں بھی اختلاف ہے ہشام بن محمد الکلبی کہتے ہیں کہ جب وہ قتل کیا گیا اسکی عمر اڑتیس سال تھی محمد بن عمرو نے چھتیس سال بتائی ہے۔

ولید بن یزید کی عمر

بعضوں نے بیالیس سال کہی ہے' دوسروں نے اکتالیس' اوروں نے پینتالیس اور کسی نے چھیالیس سال بیان کی ہے' ابوالعباس ولید کی کنیت تھی' اسکی ماں ام الحجاج بنت محمد بن یوسف الثقفی تھی' نہایت غصہ ور آدمی تھا' پیروں کی انگلیاں دراز تھیں اس قدر قوی تھا کہ لوہے کی ایک سلاخ زمین میں گاڑ دی جاتی۔ اس میں ڈوری باندھتے اور وہ ڈوری اسکے پاؤں میں باندھ دی جاتی پھر وہ اچھل کر گھوڑے پر سوار ہو جاتا اور وہ سلاخ زمین سے اکھڑ جاتی' ہاتھ لگائے بغیر گھوڑے پر سوار ہو جاتا تھا اچھا شاعر تھا اور بڑا شرابی تھا۔

ولید اور ابوالزناد کی باہمی گفتگو کا واقعہ

ابوالزناد راوی ہے کہ میرے باپ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں ہشام کی خدمت میں حاضر تھا اور امام زہری بھی اس کے پاس تھے یہ دونوں ولید کی مذمت کرتے رہے اور اس پر شدید عیوب کا الزام عائد کرتے رہے' مگر میں نے اس گفتگو میں بالکل حصہ نہیں لیا' اتنے میں ولید نے حاضر ہونے کی اجازت چاہی جب وہ اجازت لیکر دربار میں آیا تو میں نے اس کے چہرے پر غصہ کے آثار نمایاں دیکھے' ولید تھوڑی دیر بیٹھ کر چلا گیا' ہشام کے انتقال کے بعد اس نے میرے متعلق اپنے کسی عہدیدار کو لکھا میں اس کے پاس بھیج دیا گیا' اس نے تپاک سے میرا خیر مقدم کیا' اور پوچھا ابن ذکوان تم کیسے ہو' پھر بڑی مہربانی سے میری حالت پوچھتا رہا پھر کہنے لگا۔ تمہیں وہ دن یاد ہے جب بھینگا (ہشام) اور فاسق (زہری) بیٹھے ہوئے میری برائی کر رہے تھے میں نے کہا جی ہاں مجھے اس روز کا واقعہ یاد ہے مگر ان دونوں کی گفتگو میں میں نے کوئی حصہ نہیں لیا تھا' ولید نے کہا تم سچ کہتے ہو' کیا تم نے اس غلام کو دیکھا تھا جو ہشام کے سامنے کھڑا تھا میں نے کہا جی ہاں' ولید نے کہا اسی نے مجھے اس روز کی ساری گفتگو بیان کی۔ اللہ کی قسم اگر فاسق زہری زندہ رہتا تو میں اسے قتل کر ڈالتا میں نے کہا جب آپ آئے تھے اسی وقت میں نے آپ کے غصہ کو آپ کے چہرہ سے تاڑ لیا تھا' پھر اس نے کہا اے ابن ذکوان ہشام میری عمر لے گیا میں نے کہا امیر المومنین اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت دے گا اور اپنی امت کو آپ کی زندگی سے بہرہ مند کرے گا' پھر اس نے شام کا خاصہ طلب کیا ہم دونوں نے کھانا کھایا مغرب کا وقت آ گیا دونوں نے نماز پڑھی' پھر عشاء کے وقت تک باتیں کرتے رہے پھر دونوں نے نماز پڑھی ولید بیٹھ گیا اور اس نے شراب مانگی' خدام ایک ڈھکا ہوا جام لائے' تین لونڈیاں آئیں اس کے سامنے میرے اور اسکے درمیان آ کر تالیاں بجانے لگیں' ولید نے شراب پی لی۔ وہ چلی گئیں اور ہم پھر باتیں کرتے رہے' پھر اس نے شراب طلب کی اور ان

باندیوں نے آ کر پھر اسی طرح کیا جیسا کہ وہ پہلے کر چکی تھیں غرضیکہ صبح ہونے تک وہ اسی طرح باتیں کرتا جاتا تھا' اور شراب پیتا تھا اور باندیاں آ کر اس کے سامنے تالیاں بجاتی تھیں۔ میں نے شمار کیا کہ اس نے رات بھر میں ستر پیالے شراب پی۔ اس سال خالد بن عبداللہ القسری قتل کیا گیا۔

خالد کی گرفتاری

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ہشام نے خالد کو خراسان اور عراق کی گورنری سے معزول کر دیا تھا اور انکی جگہ یوسف بن عمرو کو عراق کا گورنر مقرر کیا تھا' اس طرح وہ تقریباً پندرہ سال عراق کا گورنر بنا رہا کیونکہ ۱۰۵ھ میں وہ ہشام کی جانب سے عراق کا گورنر بنا اور ماہ جمادی الاول ۱۲۰ھ میں اپنی خدمت سے علیحدہ کیا گیا' جب ہشام نے اسے معزول کر دیا اور واسطہ میں یوسف اس کے پاس پہنچا تو یوسف نے اسے گرفتار کر کے واسط ہی میں قید کر دیا۔ جب یوسف حیرہ آیا تو خالد اپنے بھائی اسماعیل بن عبداللہ' اپنے بیٹے یزید بن خالد اور بھتیجے منذر بن اسد بن عبداللہ کے ساتھ مکمل اٹھارہ مہینے حیرہ میں قید رہا' یوسف نے ہشام سے درخواست کی کہ مجھے اجازت دی جائے کہ میں جس طرح چاہوں خالد سے سلوک کروں اور اسے تکالیف دوں مگر ہشام نے اس درخواست کو منظور نہیں کیا' یوسف نے بار بار اس معاملہ میں ہشام کو لکھا اور اسکے خلاف یہ حیلہ پیش کیا کہ اس نے مالگذاری کو برباد کر دیا اور بہت سے سرکاری خزانے میں فراڈ کیا ہے' ہشام نے صرف ایک مرتبہ اس پر سختی کرنے کی اسے اجازت دی اور اپنا خاص محافظ سپاہی اس غرض سے بھیجا کہ جو کچھ اس کے ساتھ کیا جائے وہ اس کے سامنے ہو' اسکے علاوہ اس نے یوسف کو بتلا دیا کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمہاری قید کے دوران اگر وہ اپنی موت بھی مرا تو میں تمہیں قتل کر ڈالوں گا۔

رہائی اور مال و متاع کا لٹنا

یوسف نے خالد کو اپنے پاس بلوایا' خود حیرہ میں ایک دکان پر بیٹھ گیا' تمام لوگ جمع ہو گئے' یوسف نے اس سے سوالات شروع کئے' مگر خالد نے ایک کا بھی جواب نہیں دیا اس پر یوسف نے اسے گالیاں دیں' اور اسے ابن الکاہن کہا (اس سے مراد شق بن صعب الکاہن تھا' خالد نے کہا تو احمق ہے یہ نام لیکر تو نے میرے شرف کا اظہار کیا' تو ابن السبا ہے کیونکہ تیرا باپ شراب بیچا کرتا تھا' اس کے بعد یوسف نے اسے پھر قید میں ڈال دیا۔ شوال ۱۲۱ھ میں ہشام نے یوسف کو خالد کی رہائی کا حکم بھیجا۔ رہا ہو کر خالد نے کوفہ کے قل کے عقب میں اسماعیل بن عبداللہ کے محل میں سکونت اختیار کی اور اسکا بیٹا یزید بن خالد تنہا ہی طے کے علاقہ سے ہوتا ہوا دمشق پہنچا' اب خالد اسماعیل اور ولید کے ساتھ روانہ ہوا عبدالرحمٰن بن عنبسہ بن سعید بن العاص نے ان کے لئے رخت سفر مہیا کیا' اور اس نے تمام مال و متاع بنی مقاتل کے محل بھیج دیا تھا' یوسف نے دستہ بھیجا اور اس نے خالد کا تمام زاد راہ' سامان' اونٹ اور موالی جو اس محل میں تھے گرفتار کر لئے' یوسف نے انہیں زدوکوب کیا' انہیں فروخت کیا اور بعض آزاد غلاموں کو پھر غلامی میں ڈال دیا۔ جب خالد اس محل میں آیا تو اس نے دیکھا کہ اسکا سب کچھ جا چکا ہے اس لئے وہ سید ھا ہیت آیا پھر وہاں سے وہ اس گاؤں میں آ کر ٹھہرا جو رصافہ کے دروازہ کے مقابل واقع ہے' یہاں ماہ شوال کے بقیہ دن۔ ذی قعدہ ذی الحجہ اور محرم و صفر گذارے کیونکہ ہشام اسے اپنے پاس آنے کی اجازت ہی نہیں دیتا تھا' ابرش خالد سے خط و کتابت کرتا رہتا تھا' اب زید بن علی

نے خروج کیا اور وہ قتل کئے گئے۔

یوسف کا ہشام کے نام خط

ہیثم بن عدی کا بیان ہے کہ یوسف نے ہشام کو یہ بھی لکھا تھا کہ بنی ہاشم کے خاندان کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ وہ بھوکے مر رہے تھے ان میں ہر شخص کی تمام کوشش اپنے اہل وعیال کے قوت مہیا کرنے پر مبذول تھی مگر خالد نے اپنے دور حکمرانی میں ان کو خوب رقم دی جس سے وہ ایسے قوی ہو گئے کہ خلافت کے خواہشمند بن گئے۔ زید نے خالد کی رائے سے خروج کیا ہے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ خالد عراق کی سڑک پر ایک گاؤں میں مقیم تھا اور اسے وہاں کی ساری خبریں معلوم ہوتی رہتی تھیں۔

ہشام کا ردعمل

خط کے پورا پڑھنے تک ہشام خاموش رہا پھر اس نے حکم بن حزن القینی سے جو یوسف کے مرسلہ وفد کا سردار تھا اور جسے یوسف نے اپنے خط کے مضمون کی تصدیق کا حکم دیا تھا اس معاملہ کو دریافت کیا۔ حکم نے اسکی تصدیق کی' ہشام نے کہا تو اور تیرا بھیجنے والا دونوں جھوٹے ہیں' ہم خالد پر چاہے جس بات کا الزام لگائیں مگر اسکی اطاعت' اور وفاداری پر تہمت نہیں لگائی جا سکتی' پھر ہشام نے حکم کو اسکی گردن پکڑوا کر دربار سے نکال دیا' اس واقعہ کی اطلاع خالد کو پہنچی وہ اس مقام سے چل کر دمشق آ کر قیام پذیر ہو گیا' جب موسم گرما کے جہاد کا زمانہ آیا تو یزید اور ہشام موسم گرما کی مہم جہاد کے ساتھ چلا کلثوم بن عیاض القسری ان دنوں دمشق کا حاکم تھا اور یہ خالد کے ساتھ تحمل سے پیش آتا تھا۔

خالد کے اہل وعیال اور موالیوں کی گرفتاری

جب یہ لوگ رومی علاقہ میں پہنچ گئے' تو دمشق کے مکانات میں آگ لگ گئی' ایک عراقی' ابوالعمیر س نام اور اسکے ساتھی ہررات خالد سے ملنے آتے تھے اس کے چلے جانے کے بعد جب آگ لگی تو ان لوگوں نے چوریاں شروع کیں اس وقت اسماعیل بن عبداللہ' منذر بن اسد بن عبداللہ اور سعید اور محمد خالد کے بیٹے رومیوں سے ایک جھگڑا پیش آنے کی وجہ سے سمندر کے کنارے پر تھے' کلثوم نے ہشام کو آگ لگنے کی اطلاع دی اور یہ بھی لکھا کہ ایسی آگ بھی پہلے نہیں لگی یہ خالد کے غلاموں کی حرکت معلوم ہوتی ہے تا کہ اس موقع پر وہ بیت المال کو لوٹ لیں۔

خالد کے خاندان وموالیوں کی گرفتاری کا حکم

ہشام نے اسے حکم دیا کہ خالد کے تمام چھوٹے بڑے بچے' موالی اور عورتیں گرفتار کر لی جائیں چنانچہ اسماعیل' منذر محمد اور سعید ساحل سے گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا کر لائے گئے' جو موالی ان کے ہمراہ تھے انہیں بھی گرفتار کر لیا گیا ام جریر خالد کی بیٹی رائقہ' اور تمام عورتیں اور بچے گرفتار کر لئے گئے' کلثوم نے ابوالعمیر س پر چھاپہ مارا اسے اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا۔ ولید بن عبدالرحمن دمشق کے افسر مال نے ہشام کو ابوالعمیر س اور اس کے جتھے کی گرفتاری کی اطلاع دی ہر شخص کا نام اور اسکی سکونت اور اسکا قبیلہ لکھ دیا مگر ایک شخص کے متعلق بھی یہ نہیں لکھا کہ یہ خالد کے موالیوں

میں ہے اس پر ہشام نے کلثوم کو جو حکم بھیجا ان میں سے بہت ڈانٹا زجر و توبیخ کی اور حکم دیا کہ خالد کے تمام اہل و عیال کو فوراً رہا کر دے کلثوم نے سب کو تو چھوڑ دیا مگر اس کے موالیوں کو اس غرض سے قید رکھا کہ خود خالد آ کر اس سے ان کی رہائی کی درخواست کرے۔

خالد کا ردِ عمل

جب خالد اور تمام مجاہد رومی علاقہ سے جہاد کر کے اپنے علاقہ میں پہنچے تو اسے اپنے اہل و عیال کی گرفتاری اور قید کا علم ہوا مگر اسے ان کی رہائی کی خبر نہیں ملی' یزید بن خالد ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ حمص پہنچا۔ اور خالد دمشق آ کر اپنے مکان میں ٹھہر گیا' صبح کے وقت لوگ ملنے آئے اس نے اپنی دو بیٹیوں زینب اور عاتکہ کو بلایا اور کہا کہ چونکہ میں بہت بوڑھا ہو گیا ہوں تم دونوں ہر وقت میری خدمت کے لئے موجود رہو' اس بات سے وہ خوش ہوئیں' اب اسماعیل اس کا بھائی اور یزید اور سعید اس کے دونوں بیٹے اس سے ملنے آئے' خالد نے انہیں اپنے پاس بلایا' اسکی دونوں بیٹیاں ایک طرف ہو جانے کے لئے اس کے پاس سے اٹھ کھڑی ہوئیں اس نے کہا یہ کیوں ہٹتی ہیں۔ ہشام تو انہیں روزانہ جیل خانہ گھسیٹ کر لیجاتا تھا۔ جب اور لوگ اندر آئے تو اسماعیل اور اس کے دونوں بیٹے اس کی دونوں بیٹیوں کے سامنے اوٹ کے لئے کھڑے ہو گئے' خالد نے کہا میں تو اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے خلیفہ کے حکم کی فرمانبرداری اور اطاعت میں گیا اور میرے پیچھے میری مخالفت کی گئی میری اور میرے خاندان کی مستورات گرفتار کر کے مجرمین کے ساتھ مشرکین کی طرح قید کر دی گئیں' اور تم میں سے کسی کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ دریافت کرتا کہ اس فرمانبردار عقیدت مند کی عورتیں کیوں قیود کی جا رہی ہیں' تم نے قتل کیے جانے کا خوف کیا مگر میں اللہ سے تمہیں ڈراتا ہوں اب میرے اور ہشام کے تعلقات صرف اسی صورت میں باقی رہ سکتے ہیں کہ وہ مجھے تکلیف پہنچانے سے باز آئے ورنہ میں اس شخص کے لئے تحریک شروع کروں گا جو عراقی مزاج' شام کا ساکن' اور جسکا حجاز وطن ہے' یعنی محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کے لئے' اور میں تم لوگوں کو اجازت دیتا ہوں کہ تم ہشام کو اسکی اطلاع کر دو' جب ہشام کو یہ بات معلوم ہوئی تو کہنے لگا کہ ابوالہیثم سٹھیا گیا ہے۔

ہشام کی خالد پر ناراضگی

ابوالخطاب کا بیان ہے کہ خالد نے کہا تھا کہ اگر اس رصافہ والے یعنی ہشام نے بدسلوکی کی تو ہم اپنا سردار اسے بنائیں گے جو شامی' حجازی اور عراقی ہے چاہے اس میں ایسا شور و غوغا پیدا ہو جس کی گونج تمام اطراف میں ٹکرائے' جب ہشام کو اسکی خبر ہوئی تو ہشام نے خالد کے نام خط لکھا تو ایک بیہودہ لغو گو' کمینہ ذلیل آدمی ہے تو اور مجھے دھمکی دے' ایک عبسی کے ہاتھ یا زبان کے علاوہ کسی شخص نے خالد کا ساتھ نہیں دیا۔ البتہ ایک عبسی نے دو شعر اسکی تعریف میں کہہ دیئے۔

کلثوم کا خالد کو گرفتار کرنا

خالد' یزید اور اسکے اور خاندان والے دمشق ہی میں مقیم رہے' اس دوران یوسف برابر ہشام سے اصرار کرتا رہا کہ یزید کو میرے حوالے کر دیجئے۔ ہشام نے کلثوم کو لکھا کہ یزید کو گرفتار کر کے یوسف کے پاس بھیج دے' کلثوم نے ایک دستہ یزید کی گرفتاری کے لئے بھیجا یزید اس وقت اپنے مکان ہی میں تھا' یزید نے اس دستہ پر ایسا حملہ کیا کہ وہ منتشر ہو گئے اور یہ اپنے گھوڑے پر انکی گرفت سے نکل گیا' دستہ نے جا کر کلثوم کو اس واقعہ کی اطلاع دی کلثوم نے دوسرے ہی دن صبح کو خالد کی گرفتاری کیلئے سپاہی بھیجے' خالد نے اپنے کپڑے منگا کر پہنے' عورتیں رونے چلانے لگیں' ان سپاہیوں میں ایک نے کہا اگر آپ انہیں منع کر دیں تو یہ خاموش ہو جائیں گی خالد نے کہا اور وہ کیوں میرے حکم سے خاموش نہ ہو جائیں' بخدا اگر عہد واطاعت کا مجھے پاس نہ ہوتا تو بنی قسر کے غلام کو معلوم ہو جاتا کہ وہ میرے ساتھ یہ سلوک نہیں کر سکتا' تم میری یہ بات اس سے جا کر کہہ دو۔ اگر وہ عرب ہے جیسا کہ وہ دعویٰ کرتا ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ اپنی اصل نسل مجھ سے پوچھے۔

خالد ان لوگوں کے ساتھ چلا گیا' اسے دمشق کے جیل خانہ میں قید کر دیا گیا' اسمٰعیل اسی دن ہشام کے دربار میں رصافہ پہنچا اور ابوالزبیر ہشام کے حاجب کو خالد کی گرفتاری کی اطلاع دی۔ ابوالزبیر نے ہشام سے جا کر کہا۔

ہشام کی ناراضگی پر خالد کی رہائی

ہشام نے کلثوم کو سخت لہجہ میں ایک خط لکھا جس میں اسے ڈانٹا اور لکھا کہ جسکی قید کا میں نے حکم دیا اسے تو تو نے چھوڑ دیا اور جس کے متعلق میں نے حکم نہیں دیا اسے تو نے قید کر دیا تو فوراً خالد کو رہا کر دے' کلثوم نے اسے رہا کر دیا۔

ہشام کا خالد کے نام خط

> ہشام جب کوئی کام کرنا چاہتا تھا تو ابرش کو حکم دیتا چنانچہ ابرش نے ہشام کے حکم سے یہ خط خالد کو لکھا' امیر المومنین کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ عبدالرحمٰن بن ثویب الضنی (ضنہ سعد جو عذرہ بن سعد کے بھائی تھے) نے تمہیں مخاطب کر کے کہا ہے کہ اے خالد میں تمہیں دس عادتوں کی وجہ سے دوست رکھتا ہوں' اللہ کریم ہے اور تم بھی کریم ہو' اللہ سخی ہے تم بھی سخی ہو' اللہ رحیم ہے تم بھی رحیم ہو۔ اللہ حلیم ہے تم بھی حلیم ہو اسی طرح اس نے دس صفتیں بیان کیں۔ امیر المومنین نے اللہ کی قسم کھا کر کہا ہے کہ اگر اس اطلاع کی مجھے تحقیق ہوگئی تو میں تمہارا خون حلال کر وں گا اس لئے تم مجھے اس واقعہ کی حقیقت لکھ کر بھیجو تا کہ میں امیر المومنین کو اس کے مطابق اطلاع دوں۔

خالد کا جواب

خالد نے لکھا جس مجلس کا یہ واقعہ ہے اس میں اتنے لوگ شریک تھے کہ کسی ایک مفسد فاجر کے لئے یہ ناممکن ہے کہ وہ واقعات کو مسخ کر کے بیان کر سکے' اصل واقعہ یہ ہے کہ عبدالرحمٰن بن ثویب میرے پاس آیا' اور کہنے لگا کہ میں

دس عادتوں کی وجہ سے تمہیں دوست رکھتا ہوں' اللہ کریم ہے اور چونکہ وہ ہر کریم کو دوست رکھتا ہے اس لئے وہ تمہیں دوست رکھتا ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ تمہیں دوست رکھتا ہے اس وجہ سے میں تمہیں دوست رکھتا ہوں اسی طرح اپنے دس صفات گنائیں' مگر ان سب سے بڑھ کر تو یہ بات ہے کہ شقی الحمیری کے بیٹے نے امیر المومنین سے جا کر پوچھا' امیر المومنین کیا جس شخص کو اپنی رعایا پر آپ اپنا خلیفہ مقرر کریں وہ آپ کے نزدیک زیادہ معزز ہے یا آپ کا رسول' امیر المومنین نے جواب دیا کہ میرا خلیفہ' ابن شقی نے کہا تو آپ اللہ کے خلیفہ ہیں اور محمد اس کے رسول تھے' بخدا بنی بجلیہ کا ایک شخص اگر گمراہ ہو جائے تو عام و خاص کو اس سے اتنا نقصان نہیں ہوگا جتنا کہ امیر المومنین کی ضلالت سے۔

ابرش نے خالد کا خط پڑھ کر ہشام کو سنایا۔ ہشام نے کہا ابوالہیثم سٹھا یا گیا ہے۔

خالد اور ولید کے تعلقات میں کشیدگی

ہشام کی زندگی تک خالد دمشق ہی میں مقیم رہا اسکے انتقال کے بعد جب ولید خلیفہ بنا تو فوجی جمیعتوں کے تمام سردار ولید کے پاس آئے ان میں خالد بھی تھا' ولید نے کسی کو اندر آنے کی اجازت نہیں دی' خالد نے اسکی شکایت کی اور اجازت طلب کی ولید نے سے اپنے دربار میں آنے کی اجازت دیدی یہ مجرا بجالا کر دمشق واپس آیا' اور کئی ماہ اسکے وہاں قیام کو گذر گئے' پھر ولید نے خالد کو لکھا کیا تم نہیں جانتے کہ امیر المومنین کو پچاس لاکھ کا علم ہے' تم میرے اس قاصد کے ہمراہ مجھ سے ملنے آ ؤ البتہ میں نے اسے حکم دیدیا ہے کہ وہ تمہارے سفر کی تیاری میں جلدی نہ کرے۔

خالد نے اپنے با اعتماد دوستوں کو جن میں عمارہ بن ابی کلثوم الازدی بھی تھا اپنے پاس بلایا ولید کا خط سنایا' اور مشورہ لیا انہوں نے کہا ولید آپ کے لئے مامون نہیں ہے اس لئے آپ دمشق میں داخل ہو کر تمام سرکاری خزانوں پر قبضہ کر لیجئے اور پھر جسے آپ چاہیں اپنی طرف کر لیں کیونکہ دمشق میں بیشتر آپ کے ہم قوم ہیں دو شخص بھی ایسے نہ نکلیں گے جو آپ کی مخالفت کریں۔ خالد نے پوچھا اسکے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے' انہوں نے کہا تو صرف یہ کیجئے کہ سرکاری خزانوں پر قبضہ کر لیجئے اور وہیں رہ کر اپنی جان کی حفاظت کا حتمی وعدہ لے لیجئے' خالد نے پھر پوچھا اور کیا ہو سکتا ہے انہوں نے کہا یا پھر آپ روپوش ہو جائیں۔ خالد نے کہا آپ لوگوں کی اس بات کو کہ میں اپنے لئے جسے میں چاہوں دعوت دوں اس لئے پسند نہیں کرتا کہ میں اسے برا سمجھتا ہوں کہ میرے ہاتھوں قوم میں فرقہ بندی اور اختلاف رونما ہو' حفاظت جان کے وعدہ کے متعلق تمہارا مشورہ اس لئے بیکار ہے کہ تم خود جانتے ہو کہ وہ میرے لئے خطرے سے خالی نہیں ہے حالانکہ میرا کوئی گناہ نہیں ایسی صورت میں تم کیونکر یہ توقع کر سکتے ہو کہ سرکاری خزانوں پر قبضہ کر لینے کے بعد وہ اپنے اس قسم کے کسی عہد کا ایفا کرے گا' روپوشی' بخدا آج تک میں نے کسی کے خوف سے اپنا سر نہیں چھپایا اور اب جب کہ میری اتنی عمر ہو چکی ہے کیا منہ چھپاؤں میں جاتا ہوں' اور اللہ سے مدد طلب کرتا ہوں۔

خالد ولید کے دربار میں

خالد ولید کے پاس آیا نہ اس نے اسے بلایا اور نہ بات چیت کی' وہ اپنے ہی مکان میں اپنے موالیوں اور خادموں کے ساتھ مقیم رہا جب یحییٰ بن زید کا سر خراسان سے ولید کے پاس آیا تو تمام لوگ ایک شامیانے میں جمع ہوئے'

ولید نے دربار منعقد کیا' حاجب آ کر اپنی جگہ کھڑا ہوا' خالد نے اس سے کہا میرا جو حال ہے اسے آپ دیکھ رہے ہیں میں چلنے سے معذور ہوں کرسی پر سوار ہوتا ہوں حاجب نے کہا کوئی شخص سوار ہو کر ولید کے پاس نہیں جا سکتا۔ اب تین آدمیوں کو ولید نے اپنے پاس بلایا حاجب نے خالد سے کہا اٹھو' خالد نے کہا معذور ہوں چل نہیں سکتا' پھر ایک یا دو آدمیوں کو اندر آنے کی اجازت دی گئی اور اس مرتبہ حاجب نے پھر خالد سے کھڑے ہونے کے لئے کہا خالد نے پھر اپنی معذوری کا اظہار کیا پھر دس آدمیوں کو اجازت ملی' حاجب نے کہا خالد اٹھو اب سب لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دی گئی اور ولید نے خالد کو بھی اندر بلایا' خالد کرسی پر سوار ہو کر ولید کے سامنے آیا' ولید اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا' دستر خوان بچھے ہوئے تھے اور سب لوگ اس کے سامنے دو صفوں میں بیٹھے تھے' شبہ بن عقال یا عقال بن شبہ تقریر کر رہا تھا' اور یحییٰ بن زید کا سر لٹکا ہوا تھا' خالد کو بھی ایک صف میں بٹھا دیا گیا' جب خطیب نے اپنی تقریر ختم کی ولید دربار سے اٹھ گیا۔

خالد سے تفتیش

تمام درباری بھی چلے گئے' خالد بھی اپنے گھر آ گیا' اس نے درباری لباس اتارا ہی تھا کہ ولید کا قاصد اسے پھر بلا کر لے گیا' ولید کے قاصد نے اس سے آ کر کہا کہ امیر المومنین پوچھتے ہیں کہ یزید بن خالد کہاں ہے اس نے کہا جب ہشام نے اس پر قابو پالیا تو اسے گرفتار کرنا چاہا اس لئے وہ بھاگ گیا' ہمارا خیال تھا کہ وہ امیر المومنین ولید کے پاس ہوگا مگر جب ان کی خلافت کے بعد بھی وہ ظاہر نہیں ہوا تو ہمارا گمان ہے کہ وہ اپنے ہم قوم خوارج کے علاقوں میں چلا گیا ہوگا اور مجھے اسکا پورا یقین ہے' قاصد نے پھر آ کر اس سے کہا کہ امیر المومنین فرماتے ہیں تم جھوٹ بولتے ہو تم اسے فتنہ برپا کرنے کے لئے اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہو۔ خالد نے کہا امیر المومنین کو معلوم ہے کہ میں میرا خاندان ہمیشہ مطیع و فرمانبردار رہا ہے' میں میرا باپ اور دادا سب بنی امیہ کے جاں نثار و وفادار تھے۔

گرفتاری

خالد کہتا ہے کہ قاصد کے جلد جلد واپس آنے سے مجھے معلوم تھا کہ ولید اتنے قریب ہے کہ وہ میری گفتگو سن رہا ہے' قاصد نے پھر آ کر کہا امیر المومنین فرماتے ہیں یا تو تم یزید کو حاضر کرو ورنہ تمہاری جان لوں گا' خالد نے بلند آواز سے قاصد سے کہا کہ جا کر کہہ دے کہ یہی ٹھانی ہے اور اسی کا فیصلہ کر لیا ہے تو اگر میرے قدموں تلے بھی ہو تو میں انہیں تمہاری خاطر اس سے قدم نہیں اٹھاؤں۔ جو تمہارے جی میں آئے کرو۔ ولید نے اپنی فوج خاصہ کے افسر غیلان کو حکم دیا کہ اسے خوب پیٹو اور ایسی سخت سزا دو کہ میں اس کے چیخنے کی آواز سنوں غیلان اسے اپنی قیامگاہ میں لے آیا۔ زنجیروں سے اسے مارنا شروع کیا مگر خالد نے ایک لفظ بھی اپنی زبان سے نہیں نکالا۔ غیلان نے ولید سے آ کر کہا اس شخص کے علاوہ اور کوئی آدمی میں نے ایسا نہ دیکھا جسے میں نے پیٹا ہو اور وہ کراہایا چلایا نہ ہو' ولید نے کہا اب اسے مت پیٹو بلکہ اپنے پاس قید رکھو خالد قید کر دیا گیا۔

یوسف نے خالد کو خرید لیا

جب یوسف بن عمر عراق سے بہت سارا خزانہ لیکر آیا تو خالد کے معاملہ پر درباریوں میں گفتگو ہوئی۔ ولید نے

دربار منعقد کیا' یوسف بھی اس کے پاس موجود تھا' ابان بن عبدالرحمٰن النمیری نے خالد کے معاملہ میں گفتگو کی' یوسف نے کہا میں پانچ کروڑ درہم میں اسے خریدتا ہوں' ولید نے خالد کی طرف پیغام بھیجا کہ یوسف تمہیں پانچ کروڑ میں خرید رہا ہے یا تو تم اس رقم کی ضمانت پیش کرو ورنہ میں تمہیں اس کے حوالے کیے دیتا ہوں۔ خالد نے سن کر کہا بخدا عرب کبھی بھی بکنے کے عادی نہیں ہوئے' اور زمین سے ایک لکڑی اٹھا کر کہا اگر وہ اسکو بھی ضمانت میں مجھ سے طلب کرے' تو میں ہرگز نہ دوں' جو اسکے جی میں آئے کرے۔

ولید نے اسے یوسف کے حوالے کر دیا یوسف نے اس کے کپڑے اتار کر ایک جبہ اسے پہنایا اور ایک اور اسکے اوپر سے لپیٹ دیا کسی گدے یا بستر کے بغیر اسے کجاوہ پر سوار کیا' اور اس کے ساتھ اسی کجاوہ میں سوار ہوا جو موصل کے گورنر ابو قحافہ المری ولید بن تلید کے بھتیجے کا تھا۔

خالد پر تشدد اور اسکا انتقال

یوسف خالد کو اس طرح لیکر چلا' محدثیہ جو ولید کے عسکر سے ایک منزل کے فاصلہ پر تھا آ کر قیام کیا' خالد کو سامنے بلا کر اسکی ماں کا بری طرح ذکر کرنے لگا' خالد نے کہا اللہ تجھ پر لعنت کرے ماؤں کے ذکر سے کیا فائدہ' میں اب ایک لفظ بھی تجھ سے کبھی نہ بولوں گا' یوسف نے اسے خوب مارا اور سخت تکلیف وایذا دی مگر اس نے ایک لفظ اپنی زبان سے نہیں کہا' اب پھر اسے لیکر کوچ کیا' دوران سفر زید بن تمیم القینی نے دانہ انار کے ستو کا شربت اپنے آزاد کردہ غلام سالم النصاط نام کے ہاتھ اسے بھیجا' یوسف کو اسکی خبر پہنچ گئی اس نے زید کو پانچ سو اور سالم کو ایک ہزار کوڑے لگوائے' حیرہ آ کر یوسف نے ابراہیم اور محمد ہشام کے دونوں بیٹوں کو بلایا' اور ان کے سامنے خالد کو مارنا شروع کیا' ابراہیم تو چپ چاپ دیکھتا رہا مگر محمد بن ہشام کا دل بیٹھ گیا' خالد پر تمام دن اسی تکلیف میں کثارات کو ایک بڑا بھاری ناہموار پتھر اسکے سینے پر رکھ دیا گیا جس سے اسی رات اسکا انتقال ہو گیا' اور اسے اس کے بدن پر موجود چغے میں اسی زمین کے سپرد کر دیا گیا۔

خالد بن عبداللہ کا صبر واستقلال

ہیثم بن عدی کے بیان کے مطابق اسکی موت محرم ۱۲۶ھ میں واقع ہوئی' عامر بن سہلہ الاشعری نے اسکی قبر پر آ کر اپنا گھوڑا ذبح کیا اس جرم میں یوسف نے اسے سات سو کوڑے لگوائے۔

ایک شخص کا کہنا ہے کہ جب خالد کو یوسف نے اپنے سامنے بلایا میں اس وقت موجود تھا' یوسف نے ایک لکڑی منگوائی وہ اس کے دونوں پاؤں پر رکھی گئی اور اتنے آدمی اس پر کھڑے ہوئے کہ اس کے دونوں پاؤں ٹوٹ گئے مگر بخدا نہ اس نے ایک لفظ زبان سے نکالا اور نہ منہ بنایا پھر لکڑی اسکی پنڈلیوں پر رکھی گئی اور وہ بھی اسی طرح توڑ دی گئی پھر اسکی دونوں رانوں پر رکھی گئی پھر اس کے دونوں کولہوں پر پھر اسکے سینے پر یہاں تک کہ اسی طرح وہ مر گیا مگر نہ ایک لفظ اسے زبان سے نکالا اور نہ اسکی ابرو پر بل آیا۔

یزید بن ولید کو ناقص کہنے کی وجہ

اسی سال یزید بن الولید بن عبدالملک کے لئے جسے یزید الناقص کہتے ہیں بیعت لی گئی' ناقص اس لئے کہا

جاتا ہے کہ ولید بن یزید نے لوگوں کی تنخواہوں میں جو دس دس کا اضافہ کیا تھا اس نے اسے گھٹا دیا۔ ولید کے قتل کے بعد اس نے زیادتی کو کم کر کے تنخواہوں کی شرح پھر وہی کر دی جو ہشام بن عبدالملک کے دور میں تھی' بیان کیا گیا ہے کہ اس کا یہ نام سب سے پہلے مروان بن محمد نے رکھا تھا' علی بن محمد لکھتا ہے کہ مروان بن محمد نے یزید بن الولید کو سب وشتم کیا اور کہا کہ یہ ناقص بن الولید ہے' اسکا نام ہی ناقص رکھ دیا اور اسی وجہ سے اور لوگ بھی اسے اسی نام سے یاد کرنے لگے۔ اسی سال بنی مروان کی یکجہتی متزلزل ہو گئی اور فتنہ برپا ہو گیا۔

اس سال کے مختلف فتنوں کا ذکر

سلیمان کا قید سے بھاگنا

ولید بن یزید کے قتل کے بعد سلیمان بن ہشام بن عبدالملک نے عمان میں علم بغاوت بلند کیا' علی بن محمد کہتے ہیں کہ ولید کے قتل کے بعد سلیمان بن ہشام جو عمان میں قید تھا جیل سے نکل آیا' عمان میں جس قدر سرکاری خزانہ وغیرہ تھا سب پر اس نے قبضہ کر لیا اور دمشق کی طرف روانہ ہوا' ولید پر لعنت بھیجتا تھا اور اس پر کفر کا الزام لگاتا تھا۔

ولید کے خون کا بدلہ لینے کی تیاری

اسی سال اہل حمص نے عباس بن ولید کے اسباب کو لوٹ لیا اسکا مکان گرا دیا' اور ولید کے خون کا بدلہ لینے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔

علی راوی ہے کہ مروان بن عبداللہ بن عبدالملک ولید کی جانب سے حمص کا عامل تھا یہ اپنی شرافت' بزرگی' فراست اور وجاہت کے اعتبار سے بنی مروان کے اکابر میں سے شمار ہوتا تھا' ولید کے قتل کی اطلاع جب اہل حمص کو ہوئی تو انہوں نے شہر کے دروازے بند کر لئے اور ولید کا ماتم برپا کیا' اس کے قتل کی تفصیل پوچھنے لگے' ان میں سے بعض لوگوں نے جو اس کے قتل کے واقعہ میں شریک تھے بیان کیا کہ ہم دشمن سے برابر کا مقابلہ کر رہے تھے بلکہ ہمارا ہی پلہ جنگ میں جھکا ہوا تھا کہ اتنے میں عباس بن الولید عبدالعزیز بن الحجاج سے جا ملا' یہ سنتے ہی اہل حمص کو جوش آ گیا' انہوں نے عباس کے مکان کو گرا دیا' اسے لوٹ لیا' اسکی حرم کو بھی لوٹا' اسکی اولاد کو گرفتار کر کے قید کر دیا' اور خود اس کی تلاش کرنے لگے' مگر وہ یزید بن الولید کے پاس جا چکا تھا' انہوں نے تمام چھاؤنیوں سے خط وکتابت شروع کی' اور انہیں ولید کے خون کا بدلہ لینے کی دعوت دی' سب نے اس بات کو منظور کر لیا' نیز اہل حمص نے اپنے درمیان ایک تحریری عہد کیا کہ وہ کبھی یزید کی بیعت نہیں کریں گے بلکہ اگر ولید کے دونوں ولی عہد زندہ ہوں گے تو ان کے لئے بیعت کریں گے اور اگر وہ زندہ نہ رہے ہوں گے تو اس شخص کو اختیار کریں گے جو ان کی تنخواہ گزشتہ محرم سے اس محرم تک دے گا' اور ان کی اولاد کے لئے بھی تنخواہ مقرر کرے گا' نیز ان لوگوں نے معاویہ بن یزید بن حصین کو اپنا امیر بنا لیا اور مروان بن عبداللہ بن عبدالملک کو جو حمص کے دارالامارہ میں تھا اسکی اطلاع لکھ بھیجی۔

مروان نے جب یہ خط پڑھا تو کہنے لگا کہ گویا اللہ کی جانب سے یہ خط آیا' یہ بھی ان لوگوں کے ساتھ ہو گیا' جب یزید بن ولید کو ان کے طرز عمل کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے قاصد ان کے پاس بھیجے ان میں یعقوب بن ہانی بھی تھا' اور اس نے انہیں یہ لکھا کہ میں اپنے لئے دعوت نہیں دے رہا بلکہ میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ باہمی مشورہ سے

خلیفہ کا انتخاب کیا جائے عمر بن قیس السکونی نے کہا کہ ہم اپنے ولی عہد یعنی ولید بن یزید کے بیٹے کے لئے راضی ہیں' یعقوب بن عمیر نے اسکی ڈاڑھی پکڑ کر کہا تو لالچی' پاگل ہو گیا ہے تیری عقل جاتی رہی ہے جس سے تیری مراد ہے اگر وہ یتیم ہو کر تیری حفاظت میں رہے تو کبھی خود اسکا مال اسے نہ دیگا چہ جائیکہ تمام قوم کی باگ ڈور اسکے سپرد کرے۔

حمص والے یزید بن الولید کے قاصدوں پر جھپٹے اور انہیں نکال باہر کیا' اب حمص کی حکومت معاویہ بن یزید بن حصین کے متعلق تھی اور مروان بن عبداللہ کو ان کے معاملہ سے کوئی سروکار نہ رہا تھا' اہل حمص کے ساتھ سمط بن ثابت بھی تھا اور اسکے تعلقات معاویہ بن یزید سے کشیدہ تھے' ابو محمد السفیانی بھی ان کے ہمراہ تھا اس نے کہا اگر میں دمشق جا کر وہاں لوگوں سے ملوں جلوں تو کوئی میری مخالفت نہ کرے گا۔ اب یزید بن ولید نے مسرور بن ولید' اور ولید بن روح کو ایک زبردست جماعت کے ساتھ ان کے مقابلہ کیلئے روانہ کیا یہ حوار میں آ کر ٹھہرے' ان کے ساتھ اکثر بنی عامر الکلبی تھے' سلیمان بن ہشام بھی یزید کے پاس آ گیا' یزید نے اسکی عزت و توقیر کی' اور اسکی بہن ام ہشام بنت ہشام بن عبدالملک سے نکاح کر لیا' اور اسکا وہ تمام مال و جائداد جو ولید نے ضبط کر لی تھی اسے بحال کر دی اسے مسرور بن ولید اور ولید بن روح کے پاس بھیجا اور ان دونوں کو حکم دیا کہ وہ اس کے احکام کی پوری طرح تعمیل کریں۔

مروان اور اسکے بیٹوں کا قتل

ان کے مقابلہ کے لئے اہل حمص بھی آگے بڑھ کر خالد بن یزید بن معاویہ کے ایک گاؤں میں مورچہ بند ہوئے۔ اور مروان بن عبداللہ نے کھڑے ہو کر یہ تقریر کی تم لوگ اپنے دشمن سے لڑنے اور اپنے خلیفہ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے نکلے ہو یہ ایسا مقصد ہے کہ مجھے توقع ہے کہ اللہ اسکا تمہیں بڑا اجر و ثواب دے گا' ان میں سے ایسے دو شخص تمہارے مقابلہ پر آئے ہیں جو سینگ اور گردن کی طرح ہیں اگر تم نے انہیں کاٹ دیا تو جوان کے پیچھے آ رہا ہے اسکا خود میں پیچھا کروں گا۔ اسکے مقابلہ پر تمہارا پلہ بھاری ہوگا' اور ان کا مقابلہ تمہارے لئے آسان ہو جائے گا' میں اسے مناسب نہیں سمجھتا کہ اس فوج کو اپنے پیچھے چھوڑ کر سیدھے دمشق چلے چلیں' سمط نے کہا بخدا یہ ہمارا دشمن ہے اسکا گھر بھی قریب ہے یہ چاہتا ہے کہ ہماری جماعت کو نقصان پہنچے' یہ قدریہ کے عقائد کی جانب میلان رکھتا ہے' یہ سنتے ہی لوگوں نے مروان بن عبداللہ پر حملہ کیا اسے اور اسکے بیٹوں کو قتل کر ڈالا' اور ان کے سر سب کو دکھانے کے لئے بلند کئے حالانکہ سمط کی اس تقریر کا منشا معاویہ بن یزید کی مخالفت تھی۔

نیا امیر اور مقابلے کی تیاری

مروان بن عبداللہ کے قتل کے بعد انہوں نے ابو محمد السفیانی کو اپنا امیر بنایا اور سلیمان بن ہشام کو اطلاع کی کہ تم اپنی جگہ ٹھہرے رہو ہم خود تمہارے مقابلہ کے لئے آتے ہیں مگر انہوں نے یہ کیا کہ سلیمان کی فوج کو اپنے بائیں چھوڑ کر سیدھا دمشق کا رخ کیا' جب سلیمان کو اسکی خبر ہوئی وہ بڑی تیزی سے ان کے مقابلہ کے لئے بڑھا' اور سلیمانیہ میں سلیمان بن عبدالملک کے ایک میدانی علاقہ میں انہیں پکڑ لیا جو عذراء کے پیچھے دمشق سے چودہ میل کے فاصلہ پر تھا۔

جب یزید کو اہل حمص کی پیش قدمی کی اطلاع ہوئی اسے عبدالعزیز بن الحجاج کو تین ہزار فوج کے ساتھ ان کے مقابلہ پر بھیجا اور حکم دیا کہ عقاب کی گھاٹی پر ٹھہرے نیز اس نے ہشام بن مصاد کو پندرہ سو فوج کے ہمراہ روانہ کیا اور حکم دیا

کہ سلامتہ گھاٹی پر ٹھہرے اور یہ بھی حکم دیا کہ وہ ایک دوسرے کی مدد کریں۔

جنگ کا آغاز

یزید بن مصاد جو سلیمان کی فوج میں تھا راوی ہے کہ اہل حمص کو جب کہ وہ سلیمانیہ میں ٹھہرے ہوئے تھے ہم نے ملالیا انہوں نے زیتون کے جنگل کو اپنی داہنی جانب اور کوہستان کو اپنی بائیں جانب کیا تھا' حباب اس کے پیچھے تھا اور اس طرح صرف ایک ہی سمت سے ان پر حملہ کیا جا سکتا تھا' اس کے علاوہ چونکہ وہ پہلی ہی رات قیام پذیر ہو چکے تھے انہوں نے اپنے گھوڑوں کو آرام دے کر تازہ دم کر لیا تھا اس کے برعکس ہم ساری رات سفر کر کے ان تک پہنچے تھے' جب دن چڑھ گیا' گرمی شدید ہوئی' ہمارے گھوڑے بالکل بے دم ہو چکے تھے اور فولاد کے زرہ بکتر ہم پر بوجھل ہو گئے تھے میں نے مسرور بن الولید کے پاس جا کر اس سے کہا اے ابوسعید میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیکر کہتا ہوں کہ امیر اس حالت میں اس وقت فوج کو آگے نہ بڑھائیں سلیمان میری بات سن رہا تھا اس نے میرے آ کر کہا اے نوجوان صبر کر جب تک اللہ تعالیٰ اس معاملہ کا ہمارے ان کے درمیان جو فیصلہ کرنے والا ہو فیصلہ نہ کر دے میں گھوڑے سے نہیں اتروں گا' آگے بڑھو' اس کے میمنہ پر طفیل بن حارثہ الکلبی اور میسرہ پر طفیل بن زرارہ الجشی تھا' اب اہل حمص نے ہم پر حملہ کیا اور ہمارا میمنہ و میسرہ دو سو گز سے زیادہ پسپا ہوا خود سلیمان قلب میں تھا' وہ اپنی جگہ سے نہیں ہٹا' اب سلیمان کی فوج نے دشمن پر حملہ کیا' اور انہیں اسی جگہ تک پیچھے دھکیل دیا جہاں وہ پہلے تھے کئی مرتبہ اسی طرح ہوا کہ انہوں نے ہم پر حملہ کیا اور ہم نے ان پر۔ ان کے دو سو کے قریب آدمی مارے گئے جن میں حرب بن عبداللہ بن یزید بن معاویہ بھی تھا' اور سلیمان کی فوج کے تقریباً پچاس آدمی کام آئے۔

عبدالعزیز بن الحجاج کا حملہ

ابوالعلیا البہرائی اہل حمص کا مشہور بہادر سامنے آیا اور مقابلہ کے لئے اسکے مقابلہ پر حیۃ بن سلامہ الکلبی نکلا اور نیزہ کا اس پر ایک ایسا وار کیا کہ اسے گھوڑے سے گرا دیا۔ حریش کے آزاد غلام ابوجعدہ نے جو اہل دمشق کی طرف تھا اس پر حملہ کر کے قتل کر ڈالا' اب ثبیت بن یزید البہرانی نے دعوت دی' اس کے مقابلہ کے لئے ایراک السغد ی جو سغد کے شہزادوں میں سے تھا اور سلیمان بن ہشام کے ساتھ رہا کرتا تھا نکلا' شبیب پستہ قد تھا ایراک گرانڈیل تھا' جب شبیب نے اسے اپنے مقابل آتے دیکھا تو اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ مگر ایراک میدان جنگ میں ٹھہرا رہا۔ شبیب نے اسکے تیر مارا جس نے اسکے عضلہ ساق کو اسکے گھوڑے کے نمدہ سے پیوست کر دیا۔ اسی طرح جنگ ہو رہی تھی کہ عبدالعزیز عقاب گھاٹی سے بڑھ کر اہل حمص پر حملہ آور ہوا ان کے عسکر میں در آیا' بہت سے جوانوں کو قتل کیا اور ہمارے ساتھ آ ملا۔

اہل حمص کی شکست

سلیمان بن زیاد الغسانی کا کہنا ہے کہ میں عبدالعزیز بن الحجاج کے ہمراہ تھا' اہل حمص کی فوج کو دیکھ کر اس نے اپنی فوج سے کہا تمہیں اس ٹیلے پر پہنچنا ہے' جو ان میں درمیان میں واقع ہے' اگر تم میں سے کوئی پیچھے رہ گیا تو اللہ کی قسم میں اسے قتل کر دوں گا' اور اپنے علم بردار کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ پھر اس نے حملہ کیا اور ہم بھی اس کے ساتھ حملہ کیا۔ جس

نے ہمارا مقابلہ کیا مارا گیا' ہم اسی ٹیلہ پر جا پہنچے' ان کی فوج میں شگاف پڑ گیا' اور انہیں شکست ہوئی' یزید بن خالد بن عبداللہ القسری چلایا کہ خدا سے ڈرو اپنی قوم کو قتل کر رہے ہو' یہ سن کر لوگ رک گئے' اور اس نے سلیمان اور عبدالعزیز کی کارروائی کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا' اس وجہ سے ذکوانیہ اور سلیمان اور بنی عامر میں جو قبیلہ کلب سے تھے تلوار چلتے چلتے رہ گئی مگر پھر اس شرط پر کہ اہل حمص یزید بن الولید کے لئے بیعت کر لیں فاتح اپنی جگہ رک گئے۔

سلیمان بن ہشام نے عبدالعزیز کو بھیج کر ابو محمد السفیانی اور یزید بن خالد بن یزید بن معاویہ کو گرفتار کرالیا یہ انہیں لے کر طفیل بن حارثہ کے پاس سے گزرا۔ ان دونوں نے ان سے چلا کر کہا اے ماموں ہم تمہیں اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ یاد دلاتے ہیں عبدالعزیز انہیں سلیمان کے پاس لایا۔ سلیمان نے انہیں قید کر دیا بنو عامر کو ان کے قتل کئے جانے کا خوف ہوا اس لئے انکی ایک جماعت آ گئی اور ان کے ساتھ ہی خیمہ میں رہی' پھر سلیمان نے انہیں یزید بن الولید کے پاس بھیج دیا یزید نے انہیں قصر خضراء میں ولید کے دونوں بیٹوں کے ساتھ قید کر دیا' نیز ان کے ساتھ اس نے یزید بن عثمان بن محمد بن ابی سفیان عثمان بن الولید کے ماموں کو بھی قید کر دیا۔

جنگ کے بعد

سلیمان اور عبدالعزیز دمشق روانہ ہوئے اور دونوں مقام عذراء میں ٹھہرے اب تمام اہل دمشق نے ایک بات پر اتفاق کر لیا اور سب نے یزید بن ولید کے لئے بیعت کر لی' کچھ دمشق آ گئے اور کچھ حمص چلے گئے یزید نے ان کی تنخواہیں انہیں دیں' انکے اشراف جن میں معاویہ بن یزید بن الحصین' سمط بن ثابت عمرو بن قیس' ابن حوی اور صفر بن صفوان تھے ان سب کو انعام واکرام دیا نیز اس نے اہل حمص میں سے معاویہ بن الحصین کو کسی جگہ کا عامل بھی مقرر کیا' باقی اور لوگ دمشق ہی میں مقیم رہے' پھر یہ سب اہل اردن اور فلسطین کے مقابلہ پر گئے اس جنگ میں اہل حمص کے تین سو آدمی مارے گئے تھے۔

اسی سال اہل فلسطین اور اردن نے سرکشی کی' اپنے عامل کو اچانک حملہ کر کے قتل کر دیا۔ اس واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

اہل اردن و فلسطین کا ہنگامہ

یزید کی بیعت پر آمادگی

سعید بن عبدالملک ولید کی جانب سے فلسطین کا عامل تھا یہ ایک نیک اور اچھا آدمی تھا' یزید بن سلیمان اپنے باپ کے بیٹوں کا سردار تھا اور سلیمان بن عبدالملک کے بیٹے فلسطین آ کر رہا کرتے تھے اس لئے وہاں کے باشندے ان کے ہمسایہ ہونے کی وجہ سے ان سے محبت کرتے تھے' انہیں ولید کے قتل کی اطلاع ہوئی اس وقت تمام اہل فلسطین کا سردار سعید بن روح بن زنباع تھا اس نے یزید بن سلیمان کو لکھا کہ خلیفہ قتل کیا جا چکا ہے۔ اب آپ یہاں آیئے تا کہ ہم آپ کو اپنا حکمراں بنالیں اس بات کے لئے سعید نے اپنی تمام قوم کو تیار کر لیا۔ نیز اس نے سعید بن عبدالملک کو جو اس وقت سبع میں ٹھہرا ہوا تھا لکھا کہ آپ یہاں سے چلے جائیں کیونکہ اب حکومت میں گڑبڑ ہوگئی ہے اور اب ہم نے ایسے شخص کو اپنا حکمراں بنالیا ہے جس کی حکومت سے ہم راضی ہیں چنانچہ سعید بن عبدالملک یزید بن الولید کے پاس چلا گیا'

یزید بن سلیمان نے اہل فلسطین کو یزید بن الولید سے لڑنے کے لئے دعوت دی' جب اہل اردن کو ان کی حالت کا علم ہوا تو انہوں نے محمد بن عبدالملک کو اپنا حاکم بنالیا اور اب فلسطین کی حکومت اصل میں سعید بن روح اور ضبعان بن روح کے ہاتھ میں تھی' یزید کو ان کی شورش کا علم ہوا اس نے سلیمان بن ہشام کو اہل دمشق اور ان اہل حمص کے ساتھ ان کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا جو سفیانی کے ساتھ تھے۔ محمد بن راشد راوی ہے کہ اہل دمشق چوراسی ہزار تھے' سلیمان ان کے پاس آ گیا یہ مجھے خطوط اور پیغام کے لئے ضبعان اور سعید روح کے بیٹے' اور حکم اور راشد جرو بلقینی کے بیٹوں کے پاس بھیجتا رہا' میں انہیں یزید کی بیعت کرنے کے لئے سبز باغ دکھاتا اور امیدیں دلاتا تھا آخر کار وہ اس کے لئے آمادہ ہو گئے۔

یزید کا قاصد فلسطین میں

عثمان بن داؤد الخولانی بیان کرتا ہے کہ یزید نے مجھے محمد بن عبدالملک اور یزید بن سلیمان کے پاس اس لئے بھیجا کہ انہیں اس کی اطاعت کی دعوت دوں' حسن سلوک کے وعدے کروں اور توقعات دلاؤں' میرے ساتھ حذیفہ بن سعید بھی تھا' ہم نے سب سے پہلے اہل اردن اور محمد بن عبدالملک سے یہ کارروائی شروع کی' اردن کے کچھ لوگ اس کے پاس آ گئے میں نے اس سے گفتگو شروع کی' انہوں نے کہا اللہ امیر کو نیک ہدایت دے یہ شخص نماز قائم کرنے کے وقت آیا ہے' اب میں اور وہ اکیلے رہ گئے میں نے علیحدگی میں اس سے کہا کہ میں یزید کا قاصد ہوں اور خاص تمہارے پاس آیا ہوں واقعات یہ ہیں کہ جتنے سپہ سالار مقرر کئے گئے وہ سب تمہاری قوم کے تھے اسی طرح بیت المال سے اگر ایک درہم بھی کسی کو دیا گیا ہے تو وہ انہیں کے ہاتھوں میں گیا ہے' اور یزید آپ کے ساتھ بہت عمدہ سلوک کرنے کے لئے تیار ہے' محمد نے کہا کیا تم اسکی ضمانت کرتے ہو' میں نے کہا جی ہاں اس کے پاس سے ہو کر میں ضبعان بن روح کے پاس آیا اور اس سے بھی میں نے وہی کہا جو محمد سے کہہ آیا تھا اور میں نے یہ بھی کہا کہ وہ اپنی زندگی کے لئے تمہیں فلسطین کا عامل مقرر کر دے گا' اس نے میری دعوت پر لبیک کہا' میں واپس چلا آیا صبح اٹھ کر میں نے دیکھا کہ اہل فلسطین مقابلہ سے واپس چلے گئے۔

اردن میں لوٹ مار

محمد بن سعید بن حسان الاردنی بیان کرتا تھا کہ میں اردن میں یزید بن ولید کا مخبر تھا' جب سب لوگوں نے اسکی بیعت کر لی تو اس نے مجھے اردن کا افسر مال مقرر کر دیا۔ جب لوگ اس کے مخالف ہو گئے تو میں سلیمان بن ہشام کے پاس آیا اور اس سے درخواست کی مجھے دستہ دو تا کہ میں طبریہ پر غارت گری کروں' اس نے اس سے صاف انکار کر دیا' میں نے یزید بن الولید کو سارا واقعہ سنایا اس نے اپنے قلم سے سلیمان کو لکھا کہ جس قدر دستہ کی مجھے ضرورت ہے وہ میرے ساتھ بھیج دے' میں نے اس حکم کو سلیمان کے حوالہ کر دیا سلیمان نے مسلم بن ذکوان کو پانچ ہزار سواروں کے ہمراہ میرے ساتھ جانے کا حکم دیا' میں رات ہی کے وقت اس جماعت کے ساتھ روانہ ہوا' بطیحہ پہنچ کر پڑاؤ کرنے کا حکم دیا وہ آس پاس کے علاقے میں پھیل گئے میں ایک دستہ کے ساتھ طبریہ کی طرف بڑھا اور وہ بھی ٹکڑی ٹکڑی کر کے اپنی چھاؤنی میں چلے آئے اہل طبریہ نے کہا ہم کس لئے یہاں ٹھہرے رہیں کہ جب کہ اہل جند ہمارے گھروں کی تلاشی لیتے ہیں اور ہمارے اہل و عیال پر تحکم کرتے ہیں۔ یہ لوگ یزید بن سلیمان اور محمد بن عبدالملک کے احاطوں میں گئے' انہیں لوٹ لیا

ان کے تمام جانور اور ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا اپنے دیہات اور مکانات میں چلے گئے۔

اہل اردن کا یزید کی بیعت کرنا

جب اہل فلسطین اور اردن منتشر ہو گئے تو سلیمان صنبرہ آیا۔ اہل اردن اس کے پاس آئے اور انہوں نے یزید کے لئے بیعت کر لی۔ جمعہ کے دن سلیمان نے انہیں طبریہ بھیجا اور خود جھیل میں ایک جہاز پر سوار ہو کر ان کے ساتھ ساتھ چلا طبریہ آیا یہاں سب لوگوں کو جمعہ کی نماز پڑھائی اور ان لوگوں سے جو نماز میں موجود تھے' یزید کے لئے بیعت لیکر پھر اپنے پڑاؤ واپس آ گیا۔

سلیمان بن داؤد راوی ہے صنبرہ پر ٹھہر کر سلیمان نے مجھے یزید بن الولید کے پاس بھیجا اور کہا کہ تم جا کر امیر المومنین سے اہل فلسطین کی وہ زیادتی بیان کرو جس کا خود تمہیں علم ہے' اور یہ بھی کہہ دینا کہ اللہ نے ان کے معاملہ سے فراغت دیدی ہے۔ اور اب میرا مستقل ارادہ ہے کہ ابن سراقہ کو فلسطین اور اسود بن بلال المحاربی کو اردن کا حاکم مقرر کروں' میں نے یزید سے آ کر وہ باتیں بیان کر دیں جن کا سلیمان نے مجھے حکم دیا تھا' پھر یزید نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے ضبعان بن روح سے کیا کہا میں نے ساری کیفیت سنائی' یزید نے پوچھا پھر اس نے کیا کیا میں نے کہا کہ وہ اہل فلسطین کو لیکر اور ابن جروام اردن کو لیکر صبح ہونے سے پہلے واپس چلے گئے' یزید نے کہا تو ایسی حالت میں' سلیمان کی تجویز پر عمل کرنا وفا کے تقاضوں کے سراسر منافی ہے' تم ابھی جاؤ اور سلیمان کو میری جانب سے حکم دو کہ جب تک وہ رملہ جا کر اسکے باشندوں سے میرے لئے بیعت نہ لے واپس نہ آئے' اور میں ابراہیم بن الولید کو اردن کا ضبعان بن روح کو فلسطین کا' مسرور بن الولید کو قنسرین کا اور ابن الحصین کو حمص کا عامل مقرر کرتا ہوں۔

یزید کی تقریر

ولید کے قتل کے بعد یزید بن الولید نے تقریر کی' خدا کی حمد اور رسول اللہ کی ثنا کے بعد اس نے کہا' اے لوگوں میں نے کسی بدنیتی' دنیا کی حرص یا حکومت کے لئے خروج نہیں کیا نہ میں نفس پرور ہوں اللہ مجھے پر اپنا رحم کرے میں تو اپنے نفس پر سختی کرتا ہوں بلکہ میں نے اللہ اسکے رسول اور اس کے دین کی حمایت و حمیت میں خروج کیا ہے۔ اور اس لئے کہ میں اللہ۔ اسکی کتاب اور اسکے رسول کی سنت کی طرف دعوت دوں کیونکہ ہدایت کے بلند مینار گرا دیئے گئے تھے۔ اہل تقویٰ کی نورانی شمع گل کر دی گئی تھی' ایسے سرکش متمرد کا دور دورہ ہو گیا تھا جس نے ہر حرام کو حلال کر لیا۔ ہر بدعت کو اختیار کر لیا' کیونکہ وہ نہ کلام اللہ کو سچا سمجھتا تھا اور نہ آخرت پر ایمان رکھتا تھا اگرچہ قرابت کے اعتبار سے وہ میرا چچا زاد بھائی تھا اور شرافت نسب میں میرے برابر تھا مگر جب میں نے اسکی یہ روش دیکھی تو اللہ سے اسکے معاملہ میں استخارہ کیا اور یہ بھی درخواست کی کہ خداوندا تو مجھے میرے نفس کے حوالے نہ کر دینا' پھر میں نے اس کارروائی میں شرکت کے لئے صرف اپنے ماتحت اور متعلقین میں ان لوگوں کو دعوت دی جنہوں نے اس پر لبیک کہا اور اس معاملہ میں پوری کوشش کی آخر کار اللہ نے اپنی مدد اور طاقت سے (میری مدد و طاقت سے نہیں) اپنے ملک اور بندوں کو اسکی جانب سے راحت دلا دی۔ حضرات میں آپ کی جانب سے اپنے اوپر یہ فرض سمجھتا ہوں کہ نہ کوئی محل تعمیر کروں گا اور نہ کوئی مکان بناؤں گا نہ نہر کھدواؤں گا نہ دولت جمع کروں گا نہ اپنی بیوی یا کسی بیٹے کو کچھ دوں گا' نہ دولت کو ایک شہر سے دوسرے شہر میں منتقل کروں

گا جب تک میں اس شہر کی حفاظت کا پورا بندوبست نہ کرلوں اور اسکے خاص لوگوں کو اتنا نہ دے لوں جس سے انہیں تقویت حاصل ہو' اگر اس سے کچھ بچ جائے گا تو اس دولت کو یہاں سے جو قریب ترین شہر ہوگا اور اسے سب سے زیادہ دولت کی ضرورت ہوگی وہاں صرف کرنے کے لئے منتقل کردوں گا' تمہاری سرحدوں پر میں چنگی وصول نہیں کروں گا' جس سے تمہیں یا تمہارے اہل وعیال کو تکلیف اٹھانا پڑے نہ میں اپنے دروازے کو تمہارے لئے کبھی بند کررون گا تا کہ تمہارا قوی تم میں جو کمزور ہو اسے ستا نہ سکے' نہ میں تمہارے اہل جزیہ پر کوئی ایسا لگان عائد کروں گا جس کی وجہ سے وہ اپنے وطنوں کو چھوڑ کر چلے جائیں اور انکی نسل منقطع ہوجائے۔

میں تمہیں سالانہ تنخواہ دوں گا اور ماہوار ماہانہ تا کہ دولت عام مسلمانوں میں مساوی طور پر تقسیم ہوجائے کہ تم میں سے جو مجھ سے سب سے زیادہ دور ہے اسکی حیثیت اس جیسی ہو جو تم میں سے مجھ سے سب سے زیادہ قریب ہو' اگر میں اپنے ان وعدوں کو پورا کروں تو آپ پر فرض ہے کہ آپ میری فرمانبرداری واطاعت کریں اور اس ذمہ داری میں خلوص اور عمدگی کے ساتھ میری شرکت کریں اور اگر میں ان باتوں کو پورا نہ کروں تو آپ کو اختیار ہے کہ میری بیعت سے انحراف کریں مگر ایسی صورت میں آپ میری کسی کوتاہی کا سبب دریافت کریں اور اگر میں توبہ کروں تو آپ اسے قبول فرمائیں' اور اگر آپ کسی اور کو ایسا دیکھیں کہ وہ اس اہم خدمت کے بجالانے کی صلاحیت رکھتا ہے اور وہ آپ کے ساتھ یہ مراعات بھی کرنے کے لئے تیار ہے جو میں آپ کے ساتھ کرنے کے لئے آمادہ ہوں۔ اور آپ اس کے لئے بیعت کرنا چاہیں تو سب سے پہلے میں اس کی بیعت کرنے اور اس کی اطاعت میں شامل ہونے کے لئے تیار ہوں۔

حضرات اگر کوئی شخص اللہ کی نافرمانی کرتا ہے تو اسکی اطاعت کرنا کسی طرح جائز نہیں اور نہ اس کے ساتھ وفا کرنا جائز ہے جو خود کسی عہد کو توڑ دے' اطاعت تو اصل میں اللہ کی اطاعت ہے' اس لئے جب تک کوئی شخص اللہ کی اطاعت کرتا رہے تم اس کی اطاعت کرو اگر وہ نافرمانی کی طرف بلائے تو وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اس کے حکم کی نافرمانی کی جائے اور اسے قتل کردیا جائے' میں اپنی اس تقریر کو ختم کرتے ہوئے اپنے اور آپ کیلئے اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

تجدید بیعت

اس کے بعد یزید نے لوگوں کو تجدید بیعت کے لئے بلایا سب سے پہلے اقم یزید بن ہشام نے آکر بیعت کی' قیس بن ہانی العنبسی نے بھی بیعت کی اور کہا امیر المومنین اللہ سے ڈرتے رہئے اور جو وعدے آپ نے کئے ہیں ان پر جمے رہئے کیونکہ آپ کے خاندان کے جتنے لوگ اس منصب پر فائز ہوئے چاہے انہیں لوگ عمر بن عبدالعزیز کا نام بھی کیوں نہ لیں کسی نے اپنے وعدوں کو مکمل طور پر پورا نہیں کیا' مگر آپ نے اس منصب کو اچھے ذریعہ سے حاصل کیا ہے اور عمر نے برے طریقہ سے حاصل کیا تھا جب مروان بن محمد نے اسکی اس بات کو سنا تو کہنے لگا اللہ اسے ہلاک کردے اس نے ہم سب کی مذمت کی اور عمر کی مذمت کی۔

قیس کا قتل

جب مروان خلیفہ ہوا تو اس نے ایک شخص کو مقرر کیا اور حکم دیا کہ دمشق کی مسجد میں جا کر قیس بن ہانی کو نظر میں

رکھنا' کیونکہ وہی بہت دیر تک نماز پڑھتا رہتا ہے اور اسے قتل کر دینا' اس شخص نے حکم کے مطابق دمشق کی مسجد میں آ کر قیس کو نماز پڑھتے دیکھا اور اسے قتل کر دیا۔

اسی سال یزید بن الولید نے یوسف بن عمر کو عراق کی گورنری سے برطرف کر دیا اور اسکی جگہ منصور بن جمہور کو عراق کا صوبہ دار مقرر کیا۔

یوسف کی ولایت عراق سے برطرفی

منصور بن جمہور کا تقرر

جب تمام شام نے یزید بن ولید کو اپنا خلیفہ تسلیم کر لیا تو ولید نے عبدالعزیز بن ہارون بن عبداللہ بن وحیہ بن خلیفہ الکلبی کو عراق کا گورنر بنانے کے متعلق گفتگو کے لئے اپنے پاس بلایا عبدالعزیز نے کہا اگر میرے پاس فوج ہوتی تو میں اس عہدہ کو قبول کر لیتا' یزید نے اسے چھوڑ دیا اور منصور بن جمہور کو عراق کا گورنر مقرر کر دیا۔ مگر ابومخنف کہتے ہیں کہ ولید بن یزید بن عبدالملک جمادی الثانی ۱۲۶ھ کے اختتام سے دو روز قبل بروز بدھ قتل کر دیا گیا اور تمام لوگوں نے دمشق میں یزید بن ولید بن عبدالملک کے لئے بیعت کر لی۔ جس روز ولید قتل کیا گیا اسی دن منصور بن جمہور نجرا سے عراق روانہ ہو گیا' اس سمیت کل سات آدمی اسکے ہمراہ تھے' یوسف بن عمر کو اس کے آنے کی اطلاع ہوئی' وہ اپنے مستقر سے بھاگ گیا' منصور بن جمہور رجب کی ابتداء میں حیرہ پہنچا۔ سرکاری خزانوں پر قابض ہو گیا' اہل معاش کو تنخواہیں دے دیں۔ حریث بن ابی جہم کو اس نے واسط کا عامل مقرر کیا۔ اس سے پہلے محمد بن نباتہ واسط کا عامل تھا منصور بن جمہور نے ایک شب اس پر چھاپہ مارا اور قید کر کے بیڑیاں ڈالدیں' جریر بن یزید بن جریر کو بصرہ کا عامل مقرر کیا اور خود کوفہ میں رہا۔ اس نے اور بھی اپنے عامل مقرر کر دیئے' اور یزید بن ولید کے لئے عراق اور تمام اضلاع میں بیعت لے لی' رجب کا بقیہ حصہ' شعبان اور رمضان وہاں مقیم رہا اور رمضان کے آخر میں شام واپس چلا آیا۔

منصور کے گورنر پر اعتراضات

ابومخنف کے علاوہ اور لوگوں کا بیان ہے کہ منصور بن جمہور ایک بے رحم ظالم غیلانی اعرابی تھا' یہ کوئی دیندار آدمی نہ تھا مگر چونکہ یزید غیلانیوں کی تحریک کا حامی تھا نیز منصور کو خالد کے قتل کا رنج تھا محض ان وجوہات کی بناء پر وہ ولید کے قتل میں شریک ہوا' جب یزید نے اسے عراق کا گورنر مقرر کیا تو اس سے کہا میں نے تمہیں عراق کا گورنر مقرر کیا ہے' تم عراق جاؤ' اور اللہ سے ڈر کر حکومت کرنا' یہ جان لو کہ میں نے ولید کو اس کے فسق و فجور اور ظلم کی وجہ سے قتل کیا ہے تمہارے لئے یہ نازیبا ہے کہ تم بھی وہی براطرز عمل اختیار کرو' جس کی وجہ سے ہم نے ولید کو قتل کیا' یزید بن حجرۃ الغسانی جو ایک نہایت دیندار فاضل شخص تھا' اور جس کی اہل شام بڑی قدر و منزلت کرتے تھے اور جو محض اپنے دینداری کی وجہ سے ولید کے خلاف لڑا تھا' یزید بن ولید کے پاس آیا اور پوچھا کیا آپ نے منصور کو عراق کا گورنر مقرر فرمایا ہے' یزید نے کہا ہاں اسکی عمدہ کارگذاری اور اعانت کے صلہ میں اس نے کہا امیر المومنین یہ باتیں تو اس میں وحشی پن اور بد دینی کی وجہ سے اس میں نہیں ہو سکتیں۔ یزید نے کہا اگر میں منصور کو اسکی حسن اعانت کی وجہ سے یہ عہدہ نہ دوں تو اور کسے دوں' اس نے کہا

ایسے دیندار نیک آدمی کو دیجئے' جو مشتبہ حالات و واقعات میں استقلال سے کام کرے' اور جو احکام و حدود دین سے واقف ہو' اور یہ کیا بات ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ قیس کا کوئی شخص نہ آپ کے دربار میں ہے اور نہ محافظوں میں' یزید بن ولید نے کہا اگر خون بہانا میری شان کے منافی نہ ہوتا تو سب سے پہلے میں قیس ہی پر ہاتھ صاف کرتا بخدا ان کی وجہ سے اسلام کو عزت کے بجائے ذلت نصیب ہوئی۔

یوسف حیرہ میں رہا

جب یوسف کو ولید کے قتل ہونے کا علم ہوا تو اس نے ان یمنی سرداروں سے آمدورفت شروع کی اور قید میں ان سے آ کر ملنے لگا پھر اس نے مضری سرداروں سے علیحدہ علیحدہ ملاقات کی اور پوچھا اگر اس کڑی میں جس کی وجہ سے ہم سب ایک سلسلہ میں منسلک ہیں کوئی گڑبڑ پڑ جائے یا کوئی فتنہ پیدا ہو جائے تو تم کیا کرو گے' وہ کہتا چونکہ میں شام کا باشندہ ہوں جس کی وہ بیعت کریں گے میں بھی کرلوں گا اور جو وہ کریں گے میں بھی وہی کروں گا۔

یوسف کو معلوم ہو گیا کہ ان مضریوں سے اس کا کام نہیں چل سکتا' اس لئے اس نے سب یمنی قیدی رہا کر دیئے اور حجاج بن عبداللہ البصری اور منصور بن نصیر جو اسے شامیوں کی خبریں پہنچایا کرتے کی طرف حکم بھیجا کہ مجھے تمام خبریں لکھتے رہو' نیز اس نے شام کی سڑک پر پہرے بٹھا دیئے اور خود ڈرتا ہوا حیرہ میں قیام پذیر ہوا۔

منصور عراق میں

اب منصور شام سے عراق آیا۔ جب جب عین التمر پہنچا تو اس نے یہ خط سلیمان بن سلیم بن کیسان کو لکھا۔ اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے آپ کو نہ بدلیں' اور جب وہ کسی قوم کو سزا دینا چاہتا ہے تو کوئی اسے روک نہیں سکتا' ولید بن یزید نے اللہ کی نعمت کو کفر سے بدل دیا بہت سے خون بہائے اللہ نے اسکا خون بہایا اور جلدی سے اسے دوزخ میں پہنچا دیا۔ اب خلافت کا والی وہ شخص ہوا ہے جو اس سے بہتر اور نیک روش یزید بن الولید ہے جس کے لئے سب نے بیعت کرلی ہے اس نے حارث بن العباس بن ولید کو عراق کا گورنر مقرر کیا ہے' اور عباس نے مجھے عراق بھیجا ہے تاکہ میں یوسف اور اسکے عاملوں کو گرفتار کرلوں' وہ خود مجھ سے دو منزل پیچھے مقام ابیض پر مقیم ہے' لہٰذا تم یوسف اور اس کے عمال کو گرفتار کرلو' ان میں سے کوئی بچ کر بھاگ نہ جائے' اور انہیں اپنے پاس قید رکھو' یاد رکھو کہ اگر تم نے اس حکم کی خلاف ورزی کی تو تمہارے اور تمہارے خاندان کے ساتھ وہ معاملہ کیا جائے گا جس کی تم نے نظیر نہیں دیکھی اب چاہے تم اسے اختیار کرو یا ترک کردو۔

یوسف کی پریشانی

بیان کیا گیا ہے کہ منصور جب عین التمر پہنچا تو اس نے ان شامی فوجی سرداروں کو جو حیرہ میں تھے متعدد خطوط لکھے جن میں ولید کے قتل کی اطلاع دی اور حکم دیا کہ یوسف اور اس کے تمام ماتحت عہدیداروں کو گرفتار کرلو' یہ تمام خط اس نے سلیمان بن سلیم بن کیسان کو بھیج دیئے، اور حکم دیا کہ ان خطوط کو تمام سرداروں کو پہنچا دے' مگر سلیمان نے وہ خط اپنے ہی پاس رکھے اور یوسف کو آ کر منصور کا وہ خط سنایا جو کہ اس نے سلیمان کو لکھا تھا۔ اس کے سنتے ہی یوسف کے

ہوش وحواس باختہ ہو گئے۔

اہل واسط کا یزید کیلئے بیعت کرنا

حریث بن ابی الجہم کا بیان ہے کہ میں واسط میں ٹھہرا ہوا تھا مجھے کچھ بھی معلوم نہ تھا کہ یکا یک منصور بن جمہور کا خط میرے پاس آیا جس میں مجھے یوسف کے عاملوں کو گرفتار کر لینے کا حکم دیا تھا۔ میں واسط میں یوسف کا مصاحب تھا' میں نے اپنے موالی اور دوستوں کو جمع کیا اور ہم تقریباً تیس آدمی پورے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر گھوڑوں پر سوار ہوئے اور شہر آئے' دروازے کے پہرہ داروں نے پوچھا تم کون ہو میں نے کہا حریث بن ابی جہم۔ انہوں نے کہا بخدا ضرور کوئی اہم معاملہ ہے جس کی وجہ سے حریث آیا ہے' پھر انہوں نے دروازے کھول دیئے ہم نے شہر میں داخل ہو کر عامل کو گرفتار کر لیا اس نے اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دیا اور صبح کو ہم نے یزید کے لئے تمام لوگوں سے بیعت لے لی۔

عمرو بن محمد والی سندھ کا انجام

عمرو بن محمد بن القاسم سندھ کا گورنر تھا' اس نے محمد بن غزان یا عزان الکلبی کو گرفتار کر کے مارا اور یوسف بن عمر کے پاس بھیج دیا یوسف نے بھی پٹوایا ایک بڑی رقم اس کے ذمہ واجب الادا ٹھہرائی۔ ہر جمعہ کو اسکی ایک قسط وصول کی جاتی تھی اور عدم ادائیگی کی صورت میں پندرہ کوڑے لگوائے جاتے تھے' اس پٹائی کی وجہ سے اسکا ایک ہاتھ اور کچھ انگلیاں بیکار ہو گئیں' جب منصور بن جمہور عراق کا گورنر بنا تو اس نے اسی کو سندھ اور بجستان کا گورنر مقرر کیا، بجستان آ کر اس نے یزید کے لئے بیعت لی پھر سندھ آیا' عمرو بن محمد کو گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا دیں' اور اس پر پہرہ بٹھا دیا۔ وہ نماز پڑھنے کھڑا ہوا عمرو بن محمد نے پہرہ والے کی تلوار چھین کر اسے نیام سے باہر کیا' اسکی نوک پر اپنا سارا بوجھ ڈال دیا تلوار پیٹھ پر اتر گئی۔ لوگوں نے شور مچایا۔ ابن غزان نے باہر آ کر اس سے پوچھا کہ تم نے یہ کیا کیا' عمرو بن محمد نے کہا میں عذاب سے ڈرا اس نے کہا میرا یہ ارادہ نہ تھا کہ تمہارے ساتھ ایسا سلوک کروں جو خود تم نے اپنے ساتھ کیا' عمرو بن محمد تین دن زندہ رہ کر فوت ہو گیا' ابن غزان نے یزید کے لئے بیعت لے لی۔

یوسف کی سلیمان کی طرف روانگی

جب سلیمان بن سلیم بن کیسان الکلبی نے منصور بن جمہور کا خط یوسف کو پڑھ کر سنایا تو یوسف نے اس سے پوچھا اب تمہاری کیا رائے ہے سلیمان نے کہا اب کوئی تمہارے سامنے ایسا امام نہیں ہے جس کے ساتھ ہو کر تم جنگ کرو، اور نہ شامی فوجیں حارث بن عباس کے خلاف تمہارے ساتھ لڑیں گی' اور منصور بن جمہور تمہارے پاس آیا تو اس سے تمہیں نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے' اس مشورہ میں کیا حرج ہے کہ تم خود اپنے ملک شام چلے جاؤ۔ یوسف نے کہا میں بھی یہی چاہتا ہوں مگر کیا طریقہ اختیار کیا جائے' سلیمان نے کہا اسی بات کا اظہار کرو کہ تم نے یزید کو خلیفہ تسلیم کر لیا ہے' اپنی تقریروں میں اس کے لئے بیعت کی دعوت دو' جب منصور قریب پہنچ جائے گا اس وقت میں اپنے کسی بھروسہ کے آدمی کو تمہارے ساتھ کر دوں گا' چنانچہ جب منصور اس قدر قریب آ گیا کہ وہ صبح سویرے شہر میں داخل ہو سکتا تھا تو یوسف سلیمان کے مکان چلا آیا۔ تین دن یہاں قیام کیا پھر سلیمان نے ایک شخص کو اس کے ساتھ کر دیا وہ اسے سماوے کے

راستے لے چلا یہاں تک کہ یوسف بلقا پہنچ گیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ سلیمان نے یوسف کو مشورہ دیا کہ تم چھپے رہو اور عراق کو منصور کے لئے چھوڑ دو جو وہ چاہے یہاں کرے یوسف نے کہا کس کے پاس پناہ لوں سلیمان نے کہا میرے پاس اور میں تمہیں اپنے معتبر لوگوں میں پوشیدہ رکھوں گا چنانچہ سلیمان نے عمرو بن محمد بن سعید بن العاص کے پاس آ کر سارا واقعہ سنایا اور درخواست کی چونکہ آپ قریش ہیں اور آپ کے ماموں بکر بن وائل ہیں اس لئے آپ یوسف کو اپنے پاس پناہ دیدیں' عمرو نے اسے اپنے پاس پناہ دیدی۔

یوسف پر خوف اور جوش انتقام

عمرو کہتا ہے کہ اس جیسا میں نے کوئی اور شخص نہیں دیکھا کہ اس قدر تکبر اور غرور کے باوجود وہ اس قدر مرعوب و خوف زدہ ہو گیا تھا کہ میں نے ایک حسین وشائستہ لونڈی اسکے پاس بھیجی اور اس سے کہا کہ اس سے اپنی بغل گرم کرو اور اسے خوش کرو مگر وہ نہ اسکے قریب گیا اور نہ نظر اٹھا کر اسے دیکھا پھر ایک دن اس نے مجھے بلایا میں اس کے پاس گیا، یوسف نے کہا تم نے میرے ساتھ بہت ہی عمدہ سلوک کیا ہے میری ایک تمنا باقی ہے' میں نے کہا بیان کرو' اس نے کہا تم مجھے کوفہ سے شام پہنچادو' میں نے کہا اچھا' صبح کو منصور بن جمہور کوفہ آ گیا'

اس نے پہلے ولید کا ذکر کیا اور اسکی مذمت کی پھر یزید کا نام لیا اور اسکی تعریف کی پھر یوسف اور اسکے مظالم کا ذکر کیا' بہت سے خطیبوں نے شہر میں کھڑے ہو کر تقریریں کیں اور ولید و یوسف کی اطاعت سے لوگوں کو منحرف کر دیا۔ میں نے یوسف سے آ کر سارا قصہ بیان کیا اور جس جس کے متعلق میں نے کہا کہ اس نے تمہاری برائی کی ہے اس نے کہا اللہ کی قسم اب مجھ پر فرض ہو گیا کہ میں سو دو سو اور تین سو کوڑے لگواؤں گا۔ مجھے یہ سن کر اس پر بڑا تعجب ہوا کہ یہ اب بھی حکومت کے خواب دیکھ رہا ہے اور اس طرح لوگوں کو دھمکاتا ہے سلیمان بن سلیم نے اسکی حفاظت کے عہد سے اپنی برات کا اظہار کر دیا اور پھر اسے شام بھیج دیا شام میں یہ چھپا رہا پھر بلقا چلا گیا۔

منصور کا یوسف کی فوج کو پکڑنا

علی بن محمد بیان کرتے ہیں کہ یوسف بن عمر نے بنی کلاب کے ایک شخص کو پانچ سو فوج کے ساتھ روانہ کیا اور حکم دیا کہ اگر یزید بن الولید بھی تمہارے سامنے آئے تو اسے ہرگز آگے نہ بڑھنے دینا مگر جب منصور بن جمہور صرف تمیں شہسواروں کے ساتھ سامنے آیا تو اس فوج نے اسکی کوئی مزاحمت نہ کی منصور نے ان کے ہتھیار اتار لئے اور اپنے ساتھ انہیں بھی کوفہ لے آیا۔

یوسف کے بلقاء پہنچنے کی ولید کو اطلاع

جب یوسف کوفہ سے روانہ ہوا اس کے ہمراہ صرف سفیان بن سلامہ بن سلیم بن کیسان اور غسان بن قحاس العذری تھے اور خود اس کے صلبی سات بیٹے اور بیٹیاں اسکے ساتھ تھیں۔

رجب کے شروع میں منصور بن جمہور کوفہ آیا' سرکاری خزانوں پر قابض ہوا لوگوں کو ان کی تنخواہیں دیں اور ان

تمام عہدیدار اور مالگذاری کے اہلکاروں کو رہا کر دیا جنہیں یوسف نے قید کر لیا تھا۔ جس وقت یوسف بلقا پہنچا اسی وقت اسکی اطلاع یزید بن الولید کو ہو گئی۔

یوسف اور اسکے بیٹوں کی گرفتاری اور قتل

محمد بن سعید الکلبی جو یزید کے خاص فوجی سپہ سالاروں میں تھا بیان کرتا ہے کہ جب یزید بن الولید کو معلوم ہوا کہ یوسف اپنے اہل وعیال کے ہمراہ بلقاء میں ہے تو اس نے مجھے اسکی گرفتاری کے لئے روانہ کیا' میں نے پچاس یا اس سے زیادہ شہسواروں کے ساتھ بلقاء آ کر اس کے مکان کو گھیر لیا۔ اب ہم اسے تلاش کرنے لگے مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ بات یہ تھی کہ یوسف زنانہ لباس پہنے اپنی عورتوں اور بیٹیوں کا ہم نشین تھا جب ان کی بھی تلاشی لی گئی تو ان کے پاس اسکا پتہ چلا اور گرفتار کر لیا گیا' بیڑیاں پہنا کر یزید کے پاس لایا گیا' یزید نے اسے بھی ولید کے دونوں کم عمر بیٹوں کے ساتھ قید کر دیا' یہ یزید کے پورے دور خلافت' ابراہیم کے دور خلافت کے دوران دو مہینے دس دن تک قید رہا۔ جب مروان شام آیا اور دمشق کے قریب پہنچا تو ابراہیم نے یزید بن خالد کو ان کے قتل کرا دینے کا حکم دیا۔ یزید بن خالد نے خالد کے آزاد غلام کو جسکی کنیت ابوالاسد تھی اپنے چند سپاہیوں کے ساتھ اس کام کے لئے بھیجا اس نے جیل خانہ میں آ کر گرز سے ان دونوں نوعمر لڑکوں کا کام تمام کیا اور یوسف بن عمر کو باہر کال کر اسکی گردن ماردی۔

دوسری روایت

یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب یزید کو یوسف کے بلقاء آنے کی اطلاع ملی تو اس نے پچاس شہسوار اسکی گرفتاری کے لئے بھیجے' بنی نمیر کے ایک شخص نے یوسف سے آ کر کہا اے میرے چچازاد بھائی اب تم ضرور قتل کر دیئے جاؤ گے اگر میری بات مانتے ہو تو میں تمہاری حفاظت اپنے ذمہ لیتا ہوں مجھے اجازت دو کہ میں ان کے پنجہ سے تمہیں نکال لوں' یوسف نے کہا میں اس کے لئے تیار نہیں' اس نے کہا تو پھر مجھے اجازت دو کہ میں تمہیں قتل کر ڈالوں تا کہ یمن کے لوگ تمہیں قتل نہ کر سکیں ورنہ ہمیں سخت جوش آئے گا' یوسف نے کہا تم نے جو باتیں میرے سامنے پیش کی ہیں ان میں سے ایک بھی میں اختیار نہیں کر سکتا' اس نے کہا تو خیر آپ بہتر جانتے ہیں۔ یزید کے قاصد اسے پکڑ کر یزید کے پاس لائے۔ یزید نے اس سے پوچھا تم کیوں آئے یوسف نے کہا جب منصور بن جمہور عراق کا گورنر مقرر ہو کر عراق آیا تو میں نے مناسب سمجھا کہ میں اسے اور اس کے ماتحت علاقہ کو چھوڑ دوں تا کہ کسی قسم کا فتنہ نہ برپا ہو۔

یزید نے کہا یہ بات نہیں بلکہ تو نے اسے برا سمجھا کہ میری ماتحتی کرے' پھر یزید نے اسے قید کرنے کا حکم دیدیا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یزید نے مسلم بن ذکوان اور محمد بن سعید متطرف الکلبی کو بلا کر کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ فاسق یوسف بن عمر بلقاء آ گیا ہے تم دونوں جاؤ اور اسے میرے سامنے حاضر کرو' ان دونوں نے اسکو تلاش کیا مگر نہ پایا جب اس کے ایک بیٹے کو ڈرایا تو اس نے کہا میں بتا دیتا ہوں' وہ اپنے کھیت کی طرف چلا گیا جو یہاں سے تیس میل کے فاصلہ پر ہے' وہ دونوں بلقاء کی چھاونی سے پچاس سپاہی اپنے ساتھ لے کر وہاں آئے انہیں اس کا پتہ چل گیا' وہ بیٹھا تھا ان کی خبر پاتے ہی جوتے چھوڑ کر بھاگ گیا' ان دونوں نے اس کو تلاش کیا اور عورتوں میں پایا' عورتوں نے اس پر ابریشم کے کپڑے ڈال کر اسے چھپا دیا تھا' اور خود ننگے سر اس پاس ہو بیٹھیں تھیں ان لوگوں نے پاؤں پکڑ کر

گھسیٹ نکالا۔

اس نے محمد بن سعید کی خوشامد شروع کی اور کہا کہ مجھے چھوڑ دو یہی کلب تم سے خوش ہو جائیں گے میں دس ہزار دینار بھی دیتا ہوں اور کلثوم بن عمیر اور ہانی بن بشر کا خوں بہا بھی دینے کے لئے تیار ہوں یہ لوگ اسے یزید کے پاس لے چلے راستہ میں سلیمان کا عامل جو پولیس کی کسی دوڑ کو لیکر جا رہا تھا اسے ملا اس نے اسکی ڈاڑھی پکڑ کر اسے کھینچا اور کچھ بال بھی نوچ لئے' یوسف کی ڈاڑھی سب سے بڑی اور قد سب سے چھوٹا تھا' جب یہ اسے یزید کے پاس لائے تو یزید اسکی ڈاڑھی پکڑ کر جھول گیا اس وقت اس کی ڈاڑھی ناف سے بھی نیچی تھی' یوسف کہنے لگا بخدا امیر المومنین آپ نے میری ساری ڈاڑھی نوچ ڈالی اب اس میں ایک بال بھی باقی نہیں رہا۔ پھر یزید نے اسے قصر خضراء میں قید کر دیا۔ محمد بن راشد اس کے پاس آیا اور اس نے کہا کیا تم اس سے نہیں ڈرتے کہ کوئی ایسا شخص جس کے کسی عزیز کا تم نے خون کیا ہو وہ کسی بلند جگہ پر چڑھ کر کوئی بڑا پتھر تم پر پھینک دے' یوسف نے کہا بخدا مجھے اسکا خیال بھی نہیں آیا۔ میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم امیر المومنین کو یہ رائے مت دینا کہ وہ مجھے اس جگہ سے کہیں اور بدل دیں اگر چہ یہ جگہ دوسری جگہ سے زیادہ تنگ ہی کیوں نہیں ہے محمد بن راشد نے یزید سے جا کر یہ بات کہی' اس نے کہا تو بھی اسی جیسا احمق ہے میں نے تو اسے قید ہی اس لئے کیا ہے کہ عراق بھیج دوں تا کہ وہاں سب کے سامنے اسکی تشہیر کی جائے اور جو مظالم اس نے کئے ہیں اسکی سزا میں اسکا مال اور اسکی جان لی جائے۔

یزید کا اہل عراق کے نام خط

ولید کے قتل کے بعد یزید نے منصور بن جمہور کو عراق بھیجا اور ولید کی طرح اس نے بھی ایک خط اہل عراق کو لکھا جو حسب ذیل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اسلام کو اپنا دین بنایا اسے پسند کیا اور پاک کیا۔ اس میں اوامر ونواہی مقرر کئے تا کہ اپنی اطاعت اور معصیت میں اپنے بندوں کا امتحان لے جس قدر عمدہ باتیں تھیں وہ اکمل صورت میں اپنے دین میں مقرر کیں' پھر وہ خود ہی اس کا نگہبان ہوا اور جو لوگ اس کے حدود کے قائم کرنے والے ہیں انکا وہ دوست بنا جس کی وہ اسلام کی بزرگی کی وجہ سے حفاظت کرتا ہے اور تعریف کرتا ہے جس کسی کو اللہ منصب خلافت پر سرفراز فرماتا ہے اور وہ اسکی حکومت کو اپنے سر لیتا ہے اسے یہ کسی طرح حق نہیں کہ وہ ان امتیازات کے علاوہ جنہیں خود اللہ نے اسے دیئے ہیں کوئی اور عہد کرائے یا کسی شے کو حلال کر دے۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اسکی یہ بے ایمانی نہایت ہی کمزور اور ناپائیدار ہوتی ہے' اور جو اس کے احکام کے مطابق حکمرانی کرتا ہے اس کے لئے اللہ اپنے عطیہ کو پورا کرتا ہے۔ اور اسکا اجر وثواب اس کے لئے جمع رکھتا ہے۔ اور جو اسکے خلاف کرتا ہے اللہ اسکی تمام امیدوں کو ملیا میٹ کر کے اسے محروم کر دیتا ہے۔

چنانچہ خلفاء یکے بعد دیگرے ہوتے رہے جو اللہ کے دین کے نگہبان اور اس کے حکم کے مطابق کام اور اسکی کتاب کی اتباع کرتے رہے ان کی اس نگہبانی اور نصرت کا صلہ انہیں یہ ملا کہ اللہ نے انہیں اس وجہ سے تمام نعمتیں دنیا میں عطا فرمائیں کیونکہ ان کے طرز عمل کو اس نے پسند فرمایا۔ ہشام کی وفات تک سب کا یہی طرز عمل رہا اس کے بعد اللہ کی حکومت دشمن خدا ولید کے ہاتھ میں آئی جس نے ایسی حرام کاریاں کیں جسے نہ کسی مسلمان نے کیا اور نہ کسی کافر کو اس کے ارتکاب کی جرات ہوئی جب اس نے علی الاعلان یہ باتیں کیں' اور اس سے لوگوں کو سخت مصائب پیش آئے خون

ہے اور بلاوجہ لوگوں کے مال ضبط کئے گئے' اور ایسی بری بری باتیں کی گئیں کہ جن کے مرتکب کو اللہ تھوڑی ہی مہلت دیتا ہے تو اس انتظار کے بعد کہ یہ خود ان باتوں کو چھوڑ دے گا' اللہ اور مسلمانوں کے سامنے اپنی برات کر لے گا اپنے اعمال اور معاصی کو برا سمجھ کر ترک کر دے گا میں خود اسکی جانب چلا اور اللہ سے درخواست کی کہ میں نے ارکان دین کی اصلاح اور بندگان خدا کی فلاح و بہبود کا جو بیڑا اٹھایا ہے اسے تو ساحل مراد پر پہنچا میں فوج سے ملا ان کے سینے اسی دشمن خدا کے اعمال شنیعہ کی وجہ سے پہلے ہی غصے سے جوشاں تھے کیونکہ اسکا یہ حال تھا کہ جو شرائع اسلام اسکے سامنے آئے اس نے انہیں بدل دیا اور اللہ کے حکم کے خلاف عمل کیا' اوران باتوں کو وہ ڈھٹائی سے کھلم کھلا کرتا رہا جس کے متعلق کسی کو بھی شک نہیں ہے میں نے فوج سے اپنی ناراضگی کی وجہ بیان کی اور کہا کہ کس سے ہمارا دین اور دنیا دونوں برباد ہو رہی ہیں' انہیں میں اپنے دین کی حفاظت اور اس کی حمایت پر ابھارا کیونکہ وہ خود اس معاملہ میں متردد تھے کہ اگر ان حالات میں ان کا طرز عمل یہی رہا تو انہیں اپنی ہلاکت کا خوف تھا جب میں نے اس حالت کو بدلنے کے لئے انہیں دعوت دی انہوں نے فوراً اس پر لبیک کہا' میں نے عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کو انکا سردار بنا کر اسکے مقابلہ کیلئے بھیجا۔ انہوں نے نجرا نامی ایک گاؤں میں سے پہلے دشمن خدا کو لیا اور اسے دعوت دی کہ خلافت کو مشورہ سے طے کیا جائے جسے سب مسلمان پسند کریں اس شخص کو اس اہم منصب پر فائز کیا جائے' اس نے اسکا کوئی جواب نہیں دیا اور اپنی گمراہی پر برقرار رہنے کو پسند کیا' پھر اس نے اللہ کے کاموں سے ناواقفیت کی وجہ سے خود ہی ان پر حملہ کی ابتداء کی مگر اسے معلوم ہو گیا کہ اللہ بڑا طاقتور اور دانا ہے اور اس کی گرفت شدید ہے' اللہ نے اسکی بداعمالیوں کی وجہ سے اسے قتل کر ڈالا نیز اس کے ان بداعمال مصاحبوں میں سے جو اسکی اندرونی خباثت وفسق میں اسکے شریک کار تھے قتل کئے گئے اسکے اور ساتھیوں نے حق کی دعوت کو قبول کر لیا۔ اللہ نے اسکی آگ بجھادی اور اپنے بندوں کو اسکی جانب سے بے خوف کر دیا۔ اللہ اسے اور اسکے شرکاء طریق کو ہلاک کرے۔

میں نے مناسب سمجھا کہ تمہیں اس واقعے کی فوراً اطلاع دے دوں تاکہ تم خدا کی حمد اور اسکا شکر بجالاؤ کیونکہ اب تمہاری حالت قابل مثال ورشک ہو گئی اس لئے کہ تمہارے حکمراں' تمہارے پسندیدہ لوگ ہیں۔ انصاف کا دروازہ تمہارے لئے کھلا ہوا ہے کوئی شخص عدل وانصاف کے بغیر تم پر حکومت نہیں کرے گا اس لئے تم اپنے رب کا مزید شکر ادا کرو۔ میں نے منصور بن جمہور کو تمہارا گورنر مقرر کیا ہے تم اسکی اطاعت وفرمانبرداری کرو کیونکہ تم اللہ کے سامنے اس کا عہد کر چکے ہو' اللہ کی مخلوقات کے لئے جس قدر عہد و وعدے لئے جاتے ہیں ان سب سے بڑھ کر قابل احترام یہ بات ہے کہ تم میری اور میرے بعد جسے میں اپنا جانشین بناؤں اسکی اطاعت وفرمانبرداری کرو کیونکہ اس پر تمام امت نے اتفاق واجتماع کر لیا ہے۔

جس طرح تم پر یہ عہد ہے اسی طرح میں تمہارے سامنے عہد کرتا ہوں کہ میں اللہ کے حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور تمہارے برگزیدہ اسلاف کے طرز عمل کے مطابق تم پر حکومت کروں گا اور اس کے بدلے میں اپنے رب سے توفیق ونیک تکمیل کا طلب گار ہوں۔

اسی سال نصر بن سیار نے خراسان میں منصور بن جمہور کی حکومت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا جسے یزید نے عراق کے ساتھ خراسان کا بھی ناظم اعلیٰ مقرر کیا تھا۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ نصر کو یوسف بن عمر نے ولید کے لئے تحائف لیکر عراق آنے کا

حکم دیا تھا اور نصر روانہ بھی ہو گیا تھا' مگر اس نے راستے میں دیر لگائی' یہاں تک کہ اسے ولید کے قتل کی اطلاع پہنچی۔

ولید کے قتل پر نصر کی خوشی

سالم اللیثی کا آزاد کردہ غلام بشر بن نافع جو عراق کی سڑکوں کا محافظ تھا اسکا بیان ہے کہ جب منصور بن جمہور عراق کا گورنر مقرر ہو کر آیا اور یوسف بن عمر بھاگ گیا تو منصور نے اپنے بھائی منظور کو رے کا عامل مقرر کر کے رے روانہ کیا میں بھی اس کے ساتھ رہے آیا اب میں نے اپنے دل سے کہا کہ نصر کو چل کر اس واقعہ کی اطلاع دینا چاہیے۔ جب نیشا پور پہنچا تو نصر کے مولیٰ حمید نے مجھے روک لیا اور کہا جب تک تم اپنے مقصد مجھ سے بیان نہ کرو میں تمہیں آگے نہ جانے دوں گا' میں نے اسے سارا واقعہ سنا دیا اور عہد لے لیا کہ جب تک میں نصر کے پاس نہ پہنچ جاؤں تم کسی کو اسکی اطلاع مت دینا۔ اب ہم سب نصر کے پاس آئے وہ اس وقت قصر ماجان میں تھا ہم نے ملنے کی اجازت طلب کی اس کے خواجہ سرا نے کہا وہ ابھی سو رہا ہے ہم نے اصرار کیا اس نے جا کر نصر کو ہمارے آنے کی اطلاع دی۔ نصر باہر آ گیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گیا اور جب تک ہم محل کے اندر نہ آ گئے' اس نے مجھ سے ایک بات نہیں کی اندر جا کر اس نے مجھ سے واقعہ پوچھا میں نے ساری کیفیت سنائی نصر نے اپنے آزاد کردہ غلام حمید کو حکم دیا کہ وہ میرے لئے خلعت وانعام لے آئے' پھر یونس بن عبدربہ اور عبید اللہ بن بسام مجھ سے ملنے کیلئے آئے میں نے ان دونوں سے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ سلم بن احوز میرے پاس آیا میں نے اسے بھی سارا واقعہ بتا دیا' ولید بن یوسف اس وقت نصر کے پاس تھا جب اسے معلوم ہوا تو اس نے نصر سے اس خبر کی تصدیق چاہی۔ نصر نے مجھے بلایا میں نے سارا واقعہ سنایا ولید بن یوسف اور اس کے ساتھیوں نے مجھے جھٹلایا میں نے کہا آپ ان لوگوں سے ضمانت لے لیجئے' جب تین دن گذر گئے اور کوئی مزید اطلاع نہ ملی تو نصر نے اسی پولیس والے میری نگرانی کے لئے متعین کر دیئے۔ میرے اندازے کے خلاف خبر پہنچنے میں دیر ہوئی جب نویں رات آئی اور وہ شب نوروز تھی تو سب لوگوں کو باقاعدہ طور پر سارا واقعہ معلوم ہو گیا جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا نصر نے نوروز کے تحائف میں سے اکثر مجھے بھیج دیئے زین اور لگام کے ساتھ ایک گھوڑا مجھے دیا ایک چینی زین اور دی اور مجھ سے کہا کھڑے ہو جاؤ میں تمہیں پورا ایک لاکھ دوں۔

ولید کے قتل پر نصر کا ردعمل

جب نصر کو ولید کے قتل کا یقین آ گیا تو اس نے ان تحائف کو واپس منگوالیا جو ولید کے لئے مہیا کئے گئے تھے۔ غلاموں کو آزاد کر دیا۔ اور نفیس لونڈیاں اپنے بیٹوں کو خاص احباب میں تقسیم کر دیا۔ برتن عوام الناس کو دیدیئے۔ اپنے عمال روانہ کر دیئے اور انہیں عمدہ شریفانہ طرز عمل کی ہدایت کی۔

ازدیوں نے یہ جھوٹی خبر مشہور کر دی کہ منظور بن جمہور خراسان آ رہا ہے۔ نصر نے سب کے سامنے تقریر کی اور کہا اگر وہ شخص جس کے متعلق گمان کیا جاتا ہے ہمارا امیر ہو کر آیا تو ہم اس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالیں گے اس کے بعد اس نے اسکا نام لیا اور کہنے لگا عبد اللہ بے یار و مددگار مگر نصر نے بنی ربیعہ اور یمن کے سرداروں کو عامل مقرر کیا چنانچہ اس نے یعقوب بن یحییٰ بن حصین کو طخارستان علیا کا حاکم مقرر کیا معدہ بن عبد اللہ الیشکری کو خوارزم کا حاکم مقرر کیا پھر اس کے پیچھے ابان بن الحکم الزہرانی کو بھیجا اور مغیرہ بن شعبہ الجہضمی کو قہستان کا حاکم مقرر کیا اور ان عہدیداروں کو

رعایا کے عمدہ سلوک کرنے کی ہدایت کی' پھر سب لوگوں کو بیعت کی دعوت دی اور سب نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔

عامل بن خوارزم عبدالملک بن عبداللہ

نصر نے عبدالملک بن عبداللہ السلمی کو خوارزم کا حاکم مقرر کیا تھا۔ یہ جب وہاں کے لوگوں میں تقریر کرتا تو اپنی تقریر میں کہا کرتا میں نہ بدتمیز گنوار ہوں اور نہ فزاریوں کی طرح کمزور ہوں۔ مجھے معاملات کے تجربہ اور حسن کارگزاری نے عزت دی اور میں نے انہیں اپنے وجود سے معزز کر دیا۔ بخدا میں تلوار کو تلوار کی جگہ اور کوڑے کو کوڑے کی جگہ استعمال کروں گا اور جیل خانہ سے بھی کام لوں گا اور تم مجھے ایسا بے باک پاؤ گے کہ میں جنگ میں کود جاؤں گا۔ اور پھر تم اس طرح سیدھے راستے چلنے لگو گے جس طرح جوان اونٹنی ایک سالہ عمر کے بچوں میں ناچتی پھرتی ہے ورنہ میں تمہیں اس طرح جھاڑوں گا جس طرح کچھن جھڑ بیری کو ایک ایک پہلو سے جھاڑتے ہیں۔

نصر کا انصاف

بلقین کا ایک شخص جسے منصور بن جمہور نے بھیجا تھا خراسان آیا نصر کے آزاد کردہ غلام حمید نے جونیشاپور میں راہ گذار تھا اسے پکڑ لیا اور اتنا مارا کہ اسکی ناک ٹوٹ گئی۔ اس نے نصر سے آ کر اسکی شکایت کی نظر نے بیس ہزار اسے دلائے اور کہا کہ تمہاری ناک جس نے توڑی ہے وہ آزاد کردہ غلام ہے اور اس لئے وہ تمہارے برابر کا نہیں کہ اس سے میں تمہارا قصاص لوں۔ اس معاملہ کو جانے ہی دو۔

نصر کا دو آدمیوں کو گرفتار کرنا

عصمۃ بن عبداللہ الاسدی نے اس سے کہا اے ہمارے بلقینی بھائی کہو کیا خبر لائے ہو' ہم نے بھی قیس کو بنی ربیعہ کے مقابلہ کے لئے بنی تمیم کو بنی آزد کے مقابلہ کے لئے تیار کر رکھا ہے بنی کنانہ باقی ہیں اس لئے کہ کوئی انکا مقابل ہی نہیں' اس پر نصر نے کہا جب کسی بات کی میں اصلاح کرتا ہوں تم لوگ اسے خراب کر دیتے ہو۔

قدامۃ بن مصعب العبدی اور بنی کندہ کا ایک شخص منصور بن جمہور کی جانب سے نصر کے پاس آئے۔ نصر نے ان سے پوچھا کیا امیر المومنین کا انتقال ہو گیا' انہوں نے کہا ہاں۔ پھر اس نے پوچھا کیا منصور بن جمہور گورنر مقرر ہوا ہے اور یوسف بن عمر تخت عراق کو چھوڑ کر بھاگ گیا ہے' انہوں نے کہا ہاں نصر نے کہا تو ہم تمہارے جمہور کو نہیں تسلیم کرتے' اس نے ان دونوں کو قید کر دیا اور ان پر ظلم شروع کیا' ایک شخص کو عراق بھیجا اس نے آ کر دیکھا کہ منصور کوفہ میں خطبہ دے رہا ہے' نصر نے ان دونوں کو جیل خانہ سے نکال لیا اور قدامۃ سے پوچھا کیا بنی کلب کے کسی شخص کو تمہارا گورنر مقرر کیا ہے اس نے کہا جی ہاں' ہم تو قیس اور یمنی دونوں کے بیچ میں ہیں' نصر نے کہا تم میں سے کیوں کسی کو عراق کا گورنر نہیں مقرر کیا اس نے کہا ہماری مثال اس شعر جیسی ہے:

اذا ما خشینا من امیر ظلامة
دعونا باغستان یوماً فعسکرا

ترجمہ: جب کسی امیر کے ظلم کا ہمیں خوف ہوتا ہے ہم

ابو غسان کو کسی دن پکارتے ہیں اور وہ جنگ کی تیاری کر دیتا ہے۔

نصر یہ سن کر ہنسا اور اسے گلے سے لگا لیا۔

منصور نے عراق پہنچ کر عبید اللہ بن العباس کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا یا جب اسکے آنے سے پہلے ہی وہ کوفہ کا گورنر تھا منصور نے اسے اسکی جگہ پر بحال رکھا' پہلے ثمامہ بن جوشب کو کوتوال مقرر کیا پر اسے معزول کر کے حجاج بن ارطاۃ النخعی کو کوتوال مقرر کیا۔

مروان کا عمر کے نام خط

اسی سال مروان بن محمد نے عمر بن یزید ولید بن یزید مقتول کے بھائی کو خط لکھا اور اس میں اسے ولید کے خون کا بدلہ لینے کی ترغیب دی' وہ خط یہ ہے۔

خلافت اللہ کی جانب سے اپنے خاص بندوں کو اسی طرح ملتی رہتی ہے جس طرح نبوت تاکہ احکام دین نافذ ہوتے رہیں' خلافت ہی کی وجہ سے اللہ اپنے خلفاء کی عزت افزائی کرتا ہے' جو لوگ خلافت کی عزت کرتے ہیں اللہ انہیں غالب کرتا ہے جو اسکا مقابلہ کرتا ہے اسے ہلاک کرتا ہے' اس لئے تم ان کا راستہ اختیار نہ کرنا' خلفاء یکے بعد دیگرے اللہ کی خلافت کو اچھی طرح انجام دیتے رہے اور مسلمان ان کی مدد کرتے رہے خصوصاً اہل شام سب سے زیادہ خلافت کے اطاعت شعار' اسکے محافظ' وفادار اور حق سے پھر جانے والے مخالفین کے لئے شدید و سخت گیر ثابت ہوئے ہیں اسی وجہ سے اللہ کی یہ نعمت بار بار ان کو ملتی رہی جس سے اسلام کی سرسبزی اور شرک اور مشرکین کی بربادی واقع ہوتی رہی' مگر اب انہوں نے اپنا طریقہ بدل دیا اور اپنے عہدوں کو پس پشت ڈال دیا اور ایک شخص نے اسکی آگ روشن کی اگرچہ لوگوں کے دل اس سے متنفر تھے اور بنی امیہ کی دوستی کی وجہ سے وہ اپنے دل میں اپنے خلیفہ کے خون کا بدلہ لینے کے طلب گار تھے، گو اس وقت یہ معاملہ رفع دفع ہو گیا ہے اور ظاہراً تمام معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا ہے مگر اسکا خون رائگان نہ جائے گا۔ جس بات کا اللہ نے ارادہ کر لیا ہے اسے کوئی ٹال نہیں سکتا تم نے اس معاملہ کے متعلق اپنی رائے لکھی میں تو خود چاہتا ہوں کہ انقلاب ہو اور میں انتقام کے لئے اٹھ کھڑا ہوں اور اللہ کے دین کی جو بے حرمتی اور اسکے فرائض کی جانب سے جو بے توجہی بڑھتی گئی ہے اسکا بدلہ لوں میرے ساتھ ایک ایسی جماعت ہے جو صدق دل سے میری اطاعت کرنے کے لئے تیار ہے اگر کسی بات کا تم نے ارادہ کیا تو وہ سب سے آگے ہوں گے ان کے سینے جوش انتقام سے اسی طرح لبریز ہیں کہ وہ صرف موقع کے منتظر ہیں اور انتقام میں اللہ کی جانب سے انقلاب ضرور ہو جاتا ہے اور ایک مقررہ وقت ہوتا ہے میں محمد اور مروان کی طرح نہیں ہوں گا اگر میں کسی حمیت کو دیکھ کر بھی قدریہ کی سرکوبی کے لئے مستعد نہ ہو جاؤں اور تلوار اور نیزے سے اچھی طرح انکا کس بل نہ نکال دوں اب یہ بات محض خدا کی مرضی پر موقوف ہے کہ وہ ہمیں کامیاب کر دے اور انہیں ان کے اعمال کی سزا دے۔ میں صرف اس لئے منتظر ہوں کہ

تمہارے ارادے کا مجھے علم ہو جائے۔ اب تم اپنے بھائی کے بدلہ لینے میں کمزوری مت دکھاؤ کیونکہ اللہ تمہارا محافظ و معین ہے اور جسکا نگہبان اور مددگار خدا ہو اسے اور کسی کی حاجت نہیں رہتی۔

عباس کا یزید کی رائے پر عمل

مسلم بن ذکوان کا بیان ہے کہ یزید نے عباس سے طفیل بن حارثہ الکلبی کے معاملہ میں مشورہ لیا اور کہا کہ وہ نذرانے کے طور پر بہت بڑی رقم ہمارے لئے وصول کرنا چاہتا ہے اگر مناسب سمجھو تو مروان بن محمد کو لکھو کہ وہ اس کے متعلق حکم دیدے اور نیز اسے اجازت دو کہ وہ اس معاملہ میں اپنے خاندان سے مشورہ کر لے کیونکہ مروان نے متصدیوں کو روک دیا تھا کہ تنخواہیں دیتے وقت ان میں کسی سے مزید رقم کا مطالبہ نہ کریں۔ عباس نے اسکی رائے منظور کر لی اور ڈاک کے ذریعہ اسے بھیج دیا۔ عباس جو لکھتا اسکا نفاذ تمام سلطنت میں ہو جاتا تھا نیز اس کے متعلق یزید نے مروان کو لکھا کہ میں نے عبیدہ بن الولید سے اٹھارہ ہزار دینار میں ایک جائداد خریدی ہے اس کے لئے مجھے چار ہزار دینار کی ضرورت ہے۔

مسلم بن ذکوان کی تدبیر

یزید نے مجھے بلا کر طفیل کے ساتھ خطوط کے لیجانے کا حکم دیا اور کہا کہ تم اس سے اس معاملہ میں گفتگو کرنا۔ ہم روانہ ہو گئے، مگر میری روانگی کا عباس کو علم نہ ہوا، جب ہم خلاط آئے تو عمر بن حارثہ الکلبی ہم سے ملا اور اس نے ہمارا حال دریافت کیا۔ ہم نے واقعہ بیان کر دیا اس نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو معلوم ہوتا ہے کہ تم مروان سے تعلق رکھتے ہو، ہم نے کہا وہ کیا عمر نے کہا جب میں نے روانگی کا ارادہ کیا تو مروان نے تنہائی میں مجھ سے پوچھا کیا اہل مزہ کی تعداد ایک ہزار ہوگی، میں نے کہا، اس سے زیادہ ہوگی، پھر اس نے پوچھا مزہ اور دمشق میں کتنا فاصلہ ہے میں نے کہا دمشق سے وہاں آواز پہنچ جاتی ہے، پھر اس نے پوچھا قبیلہ کلب کے بنی عامر کتنے ہیں میں نے کہا بیس ہزار مرد ہوں گے اس پر مروان نے اپنی انگلیاں جھٹک دیں اور منہ پھیر لیا۔

مسلم کا جعلی خط

اس واقعہ کے سننے سے میرے دل میں مروان سے فائدہ اٹھانے کا لالچ پیدا ہوا، میں نے یزید کی جانب سے اسکے نام اس مضمون کا ایک خط لکھ لیا۔

> میں نے ابن ذکوان اپنے مولیٰ کو تمہارے پاس بھیجا ہے یہ میرا پیغام تمہیں پہنچا دے گا تمہیں جو کچھ کہنا ہو اس سے کہہ دینا کیونکہ یہ میرا خاص آدمی ہے جس پر مجھے پورا اعتماد ہے اور یہ نہایت رازدار آدمی ہے۔

مسلم بن ذکوان اور مروان کی گفتگو

اب ہم مروان کے پاس پہنچے۔ طفیل نے عباس کا خط حاجب کے حوالے کیا اور یہ بھی کہا کہ میرے پاس یزید بن ولید کا خط بھی ہے مروان نے اس خط کو پڑھ لیا۔ حاجب نے باہر آ کر پوچھا کیا تمہارے پاس کوئی اور خط ہے یا کوئی اور زبانی پیغام بھیجا ہے طفیل نے اس سے انکار کیا اور کہا ہاں میرے ہمراہ مسلم بن ذکوان ہے، حاجب نے جا کر مروان کو اسکی اطلاع دی حاجب نے باہر آ کر مجھے شام کے وقت آنے کا حکم دیا چنانچہ میں مغرب کے وقت مسجد کے مقام مقصورہ آیا۔ جب اس نے نماز ختم کر دی تو چونکہ اس نے اسکا شمار نہیں رکھا تھا کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھ لی ہیں اس وقت میں نماز پڑھنے لگا' جب مروان جانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا تو ایک خواجہ سرا نے میرے پاس آ کر مجھے دیکھا اور چلا گیا۔ میں نے نماز کو مختصر کر دیا اور خواجہ سرا سے جا ملا اس نے مجھے مروان کے سامنے پیش کیا جو اس وقت ایک زنانے مکان میں تھا' میں سلام کر کے بیٹھ گیا۔ مروان نے مجھ سے پوچھا میں نے کہا مسلم بن ذکوان یزید کا مولیٰ اسکا آزاد کردہ غلام یا اسکا ساتھی۔ میں نے کہا آزاد کردہ غلام۔ مروان نے کہا ہاں یہ اس سے زیادہ اچھا ہے اور دونوں نسبتیں اچھی ہیں۔ اچھا کہو کیوں آئے ہو میں نے کہا جو میں کہوں آپ مجھے معاف کر دیں چاہے وہ آپ کے موافق ہو یا مخالف اس نے مجھے معاف کرنے کا وعدہ کیا میں نے حمد و ثنا کے بعد اس عزت و اکرام کو بیان کیا جو اللہ نے بنی مروان کو خلافت سے عطا فرمایا کہ تمام لوگ ان سے خوش رہے البتہ ولید نے اس سلسلہ کو توڑ دیا۔ تمام لوگوں کو اپنا مخالف بنا لیا اور اپنی عام ذمہ داری کا لحاظ نہیں رکھا پھر میں نے اسکا سارا حال بیان کر دیا۔ اب مروان نے گفتگو شروع کی نہ حمد کی اور نہ ثنا کہنے لگا جو تم نے کہا میں نے سنا تم نے اپنے خیالات کو بہت اچھے انداز میں بیان کر دیا۔ یزید نے جو کچھ کیا ٹھیک کیا' میں نے اسکی بیعت کر لی ہے اور اس کے لئے میں اپنی جان و مال کی قربانی بھی دینے کے لئے تیار ہوں تاکہ میرا طرزِ عمل اللہ کو پسند آئے۔ میں ولید کی تعریف نہیں کرتا مگر اس نے لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ اپنی حکومت میں دوسروں کو شریک کیا مگر میں اس بات کی بھی شہادت دیتا ہوں کہ اسے قیامت کے دن اپنے تمام اعمال کا حساب دینا پڑے گا' پھر اس نے مجھ سے یزید کی حالت دریافت کی میں نے اسکی خوب تعریف کی۔ مروان نے کہا اچھا تم جس لئے آئے ہو اسے کسی پر ظاہر مت کرنا تمہارا ساتھی جس غرض سے آیا ہے میں نے اسے پورا کر دیا ہے۔ اور رقم کے مطالبہ کو منظور کر لیا ہے اور اسے ایک ہزار درہم بھی دلوا دیئے ہیں۔

مسلم کا مروان سے رخصت ہونا

میں چند روز تک وہیں ٹھہرا رہا۔ ایک دن دوپہر کے وقت اس نے مجھے بلا کر کہا تم اپنے سردار کے پاس چلے جاؤ اور کہہ دو اللہ تمہارے معاملات درست فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کام کرو کیونکہ خدا ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔

نیز اس نے میرے خط کا جواب بھی لکھ دیا اور کہا اگر تم منازل جلدی کر کے یا اڑ کر جا سکتے ہو تو اڑ کر جاؤ کیونکہ جزیرہ میں خارجیوں کا ایک گروہ چھ سات روز میں خروج کرنے والا ہے اور مجھے تو یہ خوف ہے کہ یہ مدت بھی شاید زیادہ ہو گئی ہو اگر انہوں نے خروج کر دیا تو تم ان سے بچ نہ سکو گے۔ میں نے پوچھا آپ کو یہ بات کیسے معلوم ہوئی تو

مروان نے مسکرا کر کہا اپنی خواہشات کا کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جسے میں نے خوش نہ رکھا ہو ایسے ہر شخص نے خود اپنے دل کے بھید مجھ سے کہہ دیئے میں نے اپنے دل میں کہا میں بھی انہیں میں سے ہوں۔ میں نے کہا اگر آپ اجازت دیں تو میں اس بات کو خالد بن یزید بن معاویہ سے کہہ دوں کہ خود مجھے اس بات کا علم ہوا ہے مروان نے کہا جس نے جو خواہش کی میں نے اسے پورا کر دیا اور خود بھی اس کے ساتھ ہو گیا اس بناء پر انہوں نے اپنے تمام راز مجھ سے بیان کر دیئے اور اپنے آپ کو میرے حوالے کر دیا میں اس سے رخصت ہو کر چلا آیا۔

جب میں آمد پہنچا تو مجھے پے در پے قاصد ملے جو ولید کے قتل کی خبر پہنچا رہے تھے۔ اتنے میں عبدالملک بن مروان نے ولید کے عامل جزیرہ پر اچانک حملہ کر کے اسے نکال دیا اور راستے کی ناکہ بندی کر دی میں نے ڈاک کے گھوڑے چھوڑ دیئے ایک گھوڑا اور رہبر کرایہ پر لیا اور یزید کے پاس آیا۔

عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز

منصور بن جمہور کی معزولی

اسی سال یزید نے منصور بن جمہور کو عراق کی صوبہ داری سے برطرف کر دیا اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز بن مروان کو عراق کا صوبہ دار بنایا یزید نے عبیداللہ سے کہا کہ چونکہ اہل عراق تمہارے باپ کی جانب میلان رکھتے ہیں اس لئے میں تمہیں عراق کا صوبہ دار مقرر کر دیا تم عراق جاؤ عبداللہ ایک خدا ترس زاہد تھا، عراق کی روانگی کے ساتھ اس نے خطوط ان شامی سرداروں کے پاس جو عراق میں تھے اپنے آگے بھیجے اور اسے یہ خوف دامنگیر ہوا کہ منصور اس کے تقرر کو تسلیم نہیں کرے گا' مگر سب سرداروں نے اسے اپنا حاکم تسلیم کر لیا منصور بھی حکومت اس کے سپرد کر کے شام واپس چلا آیا۔ عبداللہ نے اپنے عہدیدار تمام ضلعوں پر مقرر کر دیئے۔ لوگوں کو ان کی تنخواہیں دے دیں۔ شامی سرداروں سے اس معاملے میں اس نے مخالفت کی اور کہا کہ ہمارا حاصل کردہ مال آپ ہمارے دشمنوں کو دے رہے ہیں' عبداللہ نے اہل عراق سے کہا چونکہ میں تمہیں مستحق سمجھتا ہوں اس لئے میں چاہتا تھا کہ تمہارا مال تمہیں دے دوں مگر یہ شامی اس معاملہ میں میرے مخالف ہو گئے ہیں اہل کوفہ کوفہ کے احاطہ میں جمع ہو گئے۔ شامی سرداروں نے قاصدوں کے ذریعہ ان سے معذرت کی اور اس الزام سے انکار کیا اور قسم کھائی کہ ہم نے ہرگز یہ بات نہیں کہی جو تمہیں معلوم ہوئی' دونوں فریقوں میں ایک شور و غوغا برپا ہوا تھوڑا سا جھگڑا بھی آپس میں ہوا۔ کچھ غیر معروف مارے بھی گئے عبداللہ بن عمر اس وقت حیرہ میں تھا اور عبیداللہ بن العباس کوفہ میں تھا جسے منصور نے کوفہ پر اپنا قائم مقام بنا دیا تھا اہل کوفہ نے عبیداللہ کو قصر امارت سے نکالنے کا ارادہ کیا اس نے عمر بن الغضبان ابن القبعثری کو اپنے پاس بلا بھیجا۔ اب لوگ اس سے علیحدہ ہو گئے اور عمر ابن الغضبان نے ان کے جوش غضب کو ٹھنڈا کر دیا اور ڈانٹا وہ لوگ درگذر کر گئے اور ایک نے دوسرے کو امان دی' جب عبداللہ بن عمر کو اسکی اطلاع ہوئی اس نے ابن الغضبان کو اپنے پاس بلایا اسے خلعت و گھوڑا دیا اس کے منصب میں اضافہ کر دیا اسے اپنی فوج خاصہ کا افسر مقرر کیا سواد کا افسر مالگذاری اور محاسب مقرر کیا نیز اسے یہ بھی اختیار دیا کہ وہ اپنے ہم قوموں کے لئے جتنی چاہے تنخواہ مقرر کر دے' اس نے ساٹھ اور ستر پانے والوں میں ان کے نام درج کر لئے۔

یمنی اور نزاری چپقلش

اسی سال خراسان میں یمنی و نزاری عربوں میں جھگڑا ہوا کرمانی نے نصر بن سیار کے خلاف بغاوت برپا کی اور اب دونوں کے ساتھ اسکی حمایت میں ایک ایک جماعت جنگ کے لئے تیار ہوگئی۔

نصر و کرمانی کی خراسان میں مخالفت کے اسباب

تنخواہوں کا مطالبہ

جب عبداللہ بن عمر یزید کی جانب سے عراق کا گورنر مقرر ہو کر عراق آیا تو اس نے نصر کو خراسان کی ولایت پر بحال رکھا اور اس کے لئے اپنا حکم بھیج دیا یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب کرمانی نصر کی قید سے نکل چکا تھا اس وقت نصر کا حکم تقرر اسے موصول ہوا۔ اور نجومیوں نے اس سے کہا کہ خراسان میں فتنہ برپا ہونے والا ہے۔ نصر نے تمام سرکاری خزانہ اپنے پاس منگالیا اور بعض لوگوں کو ان کی تنخواہوں میں سونے چاندی کے وہ برتن دے دیئے جو اس نے ولید کے لئے تیار کرائے تھے۔ سب سے پہلے ایک کندی نے جو بڑا کشادہ دہن اور دراز قامت تھا اس معاملہ پر احتجاج کیا اور کہا تنخواہ تنخواہ' دوسرے جمعہ کو نصر نے فوج خاصہ کے سپاہیوں کو پوری طرح مسلح کر کے مسجد میں اس خوف سے کہ شاید اب کی مرتبہ بھی کوئی آواز بلند کرنے ادھر ادھر متعین کر دیا۔ کندی نے پھر کہا تنخواہ تنخواہ' بنی آزد کے ابوالشیا طین نامی ایک آزاد کردہ غلام نے بھی کھڑے ہو کر کچھ کہا۔ حماد السائغ ابوالسلیل البکری بھی کھڑا ہو گیا اور ان دونوں نے بھی وہی احتجاج کیا ہیں۔ نصر نے کہا اگر تم نے جماعت یا اطاعت سے انحراف کیا تو میں تمہاری خبر لوں گا۔ اللہ سے ڈرو اور نصیحت کو توجہ سے سنو۔ سلم بن احوز نصر کی طرف جو منبر پر تھا بڑھا اور کہا کہ آپ کی محض باتیں ہمارے لئے مفید نہیں دوکاندار اپنی دکانوں کی طرف دوڑے نصر کو بہت غصہ آیا اور کہنے لگا اب آئندہ میں تمہیں کوئی تنخواہ نہیں دوں گا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میں سے ایک شخص اٹھے گا جو اپنے بھائی اور چچازاد بھائی کے چہرہ پر تھپڑ رسید کرے گا ان اونٹوں کے ساتھ جو اس نے اسے بھیجے ہیں اور اس لباس میں جو اس نے پہنایا ہے حالانکہ وہ کہتا ہے کہ یہ میرا آقا اور ولی نعمت ہے، خود ان کے قدموں کے نیچے فتنہ برپا ہوگا جس کی وہ تاب نہ لاسکیں گے۔ اور تم ذبح کردہ بھیڑوں کی طرح بازاروں میں پڑے ہو گے۔ جو شخص ذرا عرصہ دراز تک حاکم رہا تم اس کی حکومت سے بیزار ہو گئے۔ اے خراسان والو! تم دشمنوں کے نرغے میں گھری ہوئی چھاؤنی ہو۔ اپنے میں دو تلوار وں کے ٹکرانے سے بچو۔

عبداللہ بن المبارک راوی ہے نصر نے اپنی تقریر میں کہا میں ڈھانکنے والا اور چھپا دینے والا بھی ہوں ممکن ہے کہ یہ بات میرے لئے بہتر ثابت ہو مگر تم تو فتنہ برپا کرنا چاہتے ہو اللہ تم پر رحم نہ کرے میں نے تمہارا خوب تجربہ کر لیا ہے اس لئے اب میں تمہاری کچھ پروا نہیں کرتا میری اور تمہاری نسبت اس شعر کی مصداق ہے جو تمہارے اگلوں نے کہا ہے۔

استمسکوا اصحابنا نحدوبکم
فقد عرفنا خیرکم و شرکم

ترجمہ: ہمارے ساتھیوں کے ساتھ رہو تو ہم ہانکتے رہیں
گے کیونکہ ہم تمہارے اچھے بروں کا تجربہ رکھتے ہیں۔

اللہ سے ڈرو اگر دو شخصوں میں مخالفت ہوئی تو سمجھ لو کہ اپنے مال اور اولاد سب سے ہاتھ دھونا پڑے گا اور پھر اسے دیکھنا نصیب نہ ہوگا اے خراسان والو! تم نے جماعت کی حقارت کی اور فرقہ بندی کی جانب جھک گئے کیا نامعلوم سلطان کی نیت اور اسکا انتظار ہے؟ اے عرب کے لوگو اس میں تمہاری ہلاکت ہے پھر اس نے نابغہ کا یہ شعر اس موقع پر پڑھا۔

فان یغلب شقاوکم علیکم
فانی فی صلاحکم سعیت

ترجمہ: اگر تمہاری بدنصیبی تم پر سوار ہوجائے تو میں کیا کروں
میں نے تو تمہاری فلاح کے لئے اپنی پوری کوشش ختم کردی۔

کرمانی کی مخالفت پر نصر کا ردعمل

جب عبداللہ بن عمر کی جانب سے نصر کے تقرر کا حکم اسے موصول ہوا تو کرمانی نے اپنے طرفداروں سے کہا کہ اس وقت سب لوگ اس فتنہ میں منہمک ہیں اب موقع ہے کہ تم اپنے معاملات کا کسی کو سربراہ کار مقرر کرلو کرمانی کا اصلی نام جدیع بن علی بن شبیب بن براری بن حلیم المعنی تھا اور چونکہ یہ کرمان میں پیدا ہوا تھا اس لئے اسے کرمانی کہتے تھے۔

اس کے سب ساتھیوں نے کہا بس آپ ہمارے رہبر ہیں۔ معنی عربوں نے نصر سے آ کر کہا کہ کرمانی آپ کا مخالف ہوگیا ہے اسے بلا کر قتل کرا دیجئے۔ نصر نے اس سے انکار کیا اور یہ صورت پیش کی کہ میرے بیٹے اور بیٹیاں ہیں میں اپنے بیٹوں کی اسکی بیٹیوں کے ساتھ اور اسکے بیٹوں کی اپنی بیٹیوں کے ساتھ شادی کئے دیتا ہوں اس تجویز کو انہوں نے پسند نہیں کیا۔ نصر نے کہا تو اچھا میں اسے ایک لاکھ درہم بھیجتا ہوں چونکہ وہ بخیل ہے اپنے ساتھیوں کو اس میں سے کچھ نہ دے گا اور انہیں اس رقم کا علم ہو ہی جائے گا اس لئے وہ اسے چھوڑ کر علیحدہ ہو جائیں گے مگر انہوں نے اسکی بھی مخالفت کی اور کہا کہ اس سے تو اسے اور تقویت ہوگی نصر نے کہا تو اچھا اسے اسکی حالت پر چھوڑ دو وہ ہم سے ڈرتا رہے گا۔ اور ہم اس سے بچتے رہیں گے انہوں نے کہا تو اسے بلا کر قید کر دیجئے۔

کرمانی کی انتقامی خواہش

نصر کو یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ کرمانی کہتا ہے کہ میں نے تو بنی مروان کی اطاعت صرف اس لئے منظور کی تھی کہ جب کچھ لوگ میرے تحت ہو جائیں تو اسکی مدد سے مہلب کی اولاد کا بدلہ لوں اسکے علاوہ اسد کے احسانات کے باوجود ہم سے جو اس نے برابرتاؤ کیا ظلم و زیادتی کی اور اتنے عرصہ تک محروم رکھا اسکا بدلہ لوں۔

عصمت بن عبداللہ الاسدی نے نصر سے کہا ابھی فتنہ کی ابتدا ہے۔ کسی جرم کا الزام یا یہ ظاہر کر کے کہ وہ سلطنت کا مخالف ہے اسے قتل کر دیجئے اور اس کے ساتھ سباغ بن نعمان الازدی اور فرافصہ بن ظہر البکری کو بھی قتل

کر دیجئے کیونکہ یہ شخص اللہ سے بھی اس لئے جلتا ہے کہ کیوں اس نے خراسان میں مضر اور ربیعہ کو اپنے فضل کا مقام بنا رکھا ہے۔ جمیل بن النعمان نے کہا چونکہ آپ ہی نے اسے یہ عزت وتوقیر عطا فرمائی اس وجہ سے اگر آپ خود اس کے قتل کو ناپسند کرتے ہوں تو میرے حوالے کر دیجئے' میں اس کا کام تمام کر دوں گا۔

نصر بن سیار کی کرمانی سے خفگی

بیان کیا گیا ہے کہ نصر کو کرمانی پر اس وجہ سے غصہ آیا کہ بکر بن فراس البہرانی عامل جرجان نے اسے لکھا تھا کہ منصور بن جمہور عراق کا والی مقرر ہو کر آیا ہے اور اس نے اسد بن عبداللہ کے آزاد کردہ غلام ابوالزعفران کے ہاتھ کرمانی کے لئے حکم تقرر بھیج دیا ہے۔ نصر نے اس شخص کو تلاش کرایا مگر نہ مل سکا۔

منصور بن جمہور کے عراق آنے اور ولید کے قتل کی خبر کرمانی کو صالح الاثرم الحرار نے بھیجی تھی۔

بیان کیا گیا ہے کچھ لوگوں نے نصر سے آ کر کہا کرمانی فتنہ کی دعوت دے رہا ہے اس پر احرم بن قبیصہ نے نصر سے کہا یہ ایسا شخص ہے کہ اگر اسے نصرانی یا یہودی ہوئے بغیر ملک حاصل ہی نہ ہو سکے تو یہ فوراً نصرانی یا یہودی بن جائے گا۔

نصر بن سیار اور کرمانی میں کشیدگی

نصر اور کرمانی آپس میں مخلص دوست تھے' اسد بن عبداللہ کے دور میں کرمانی نے نصر کے ساتھ احسان بھی کیا تھا مگر جب نصر گورنر بنا اس نے کرمانی کو اپنے قبیلہ کی سرداری سے برطرف کر کے اسکی جگہ حرب بن عامر بن اثیم الواشجی کو مقرر کیا جب اس سے کام نہ چلا تو پھر کرمانی کو مقرر کیا مگر تھوڑے ہی عرصہ میں اسے علیحدہ کر کے اسکی جگہ جمیل بن النعمان کو مقرر کر دیا۔ اس وجہ سے ان دونوں کے تعلقات خراب ہو گئے نصر نے اسے قہندز میں اس علاقے کا گورنر مقاتل بن علی تھا قید کر دیا۔

کرمانی کی گرفتاری

جب نصر نے اسکے قید کرنے کا ارادہ کر لیا تو اپنی فوج خاصہ کے افسر عبیداللہ بن بسام کو اسکی حاضری کا حکم دیا نصر نے کرمانی سے کہا کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ عمر بن یوسف نے تمہارے قتل کر دینے کا حکم بھیجا تھا مگر میں نے اسکی تعمیل نہیں کی اور جواب میں لکھ دیا کہ کرمانی خراسان کا رئیس اعظم اور مشہور سپہ سالار ہے۔ اور اس طرح میں نے تمہاری جان بچائی کرمانی نے کہا ہاں صحیح ہے۔ نصر نے کہا تم پر جو جرمانہ کیا گیا تھا کیا میں نے اسے اپنے ذمہ نہیں لے لیا اور لوگوں کی تنخواہوں سے اسے وصول کر کے تمہیں نجات دلوائی۔ کرمانی نے کہا صحیح ہے نصر نے کہا کیا میں نے باوجود تیری قوم کی ناراضگی کے خوں بہا دے کر تیرے بیٹے علی کی جان نہیں بچائی۔ کرمانی نے کہا صحیح ہے نصر نے کہا تو اسکا بدلہ مجھے یہ دے رہے ہو کہ فتنہ برپا کرنے کے لئے لوگوں کو جمع کر رہے ہو کرمانی نے کہا جنابِ والا نے اپنے جن احسانات کو بیان کیا ہے میرے اوپر آپ کے احسانات اس سے بہت زیادہ ہیں اور میں آپ کا شکر گذار ہوں اگر آپ نے میری جان بچائی تو میں نے بھی اسد کے عہد میں آپ کے ساتھ جو کیا وہ آپ کو معلوم ہے آپ اس معاملہ میں آہستگی سے کام لیجئے اور ٹھنڈے دل سے غور فرمایئے۔ میں خود فتنے کو ناپسند کرتا ہوں عصمۃ بن عبداللہ نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے اور اس لئے ہنگامہ آرائی کرنا چاہتا ہے کہ وہ رتبہ تجھے حاصل ہو جو تجھے کبھی حاصل نہ ہو گا۔ مسلم بن احوز نے کہا آپ اسے مروا ڈالئے

مقدام اور قدماہ عبدالرحمٰن بن نعیم الغامدی کے بیٹوں نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا تم سے تو فرعون کے ہم جلسہ بھی اچھے تھے کیونکہ انہوں نے تو یہ ہی کیا تھا اسے (موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی (ہارون علیہ السلام) کو مہلت دو، بخدا محض ابن احوز کے کہنے سے کرمانی قتل نہیں کئے جا سکتے نصر نے سلم کو اس کے قید کر دینے کا حکم دیا اور رمضان ۱۲۶ھ کے اختتام سے تین روز قبل کرمانی قید کر دیا گیا ازدیوں نے اس کی سفارش کی مگر نصر نے کہا میں نے اسکے قید کر دینے کی قسم کھائی ہے مگر میں اس کے ساتھ کسی قسم کی برائی نہیں کروں گا' اگر تم اس بات سے خوفزدہ ہو تو کسی شخص کو اس کے ساتھ متعین کر دو چنانچہ ازدیوں نے اسکی معیت کے لئے یزید النحوی کو اختیار کیا۔ یہ اس کے ہمراہ قہندز میں رہا۔ نصر نے بنی ناجیہ کو جو عثمان اور جہم مسعود کے بیٹوں کی جمعیت سے تھے اسکا پہرہ بان مقرر کر دیا۔

ازدیوں نے اپنی طرف سے کرمانی کے معاملہ میں گفتگو کرنے کے لئے منیرہ بن شعبہ الجہضمی' اور خالد بن شعیب بن ابی الصالح الحدانی کو نصر کے پاس بھیجا تھا۔ کرمانی انتیس دن قید میں رہا۔

کرمانی کی اسیری پر ازدیوں کا احتجاج

علی بن وائل الربیعی بیان کرتا ہے کہ میں نصر کے پاس گیا تو اس وقت کرمانی ایک طرف بیٹھا ہوا کہہ رہا تھا اگر ابوالزعفران آیا ہے تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔ بخدا نہ میں نے اسے چھپایا ہے اور نہ میں اس کے مقام سے واقف ہوں اسکی گرفتاری کے دن ازدیوں نے زبردستی اسے چھڑا لینے کا ارادہ کیا تھا مگر خود اس نے انہیں اس سے باز رکھا اور سلم بن احوز کے آدمیوں کے ساتھ ہنستا ہوا چلا گیا اسکی گرفتاری کے بعد عبدالملک بن حرملۃ الیحمدی مغیرہ بن شعبہ' عبدالجبار بن شعیب بن عباد اور بعض ازدیوں نے آپس میں ساز باز کی اور نوش آ کر ٹھہرے ہوئے کہنے لگے کہ ہم اسے کبھی گوارا نہیں کر سکتے کہ بلاوجہ کرمانی قید کر دیا جائے مگر ان کے یحمدی بڑے بوڑھوں نے سمجھایا کہ تم کوئی کارروائی خود مت کرو اور دیکھو کہ تمہارا امیر خود ہی اس معاملہ میں کیا کرتا ہے مگر انہوں نے کہا ہم کبھی نہیں مانیں گے یا تو آپ نصر کو اس سے باز رکھئے ورنہ ہم آپ ہی سے شروع کر دیتے ہیں۔

کرمانی کا جیل سے بھاگنا

عبدالعزیز بن عباد بن جابر بن ہمام بن حنظلہ الیحمدی سو آدمیوں کے ہمراہ ان کے پاس آیا۔ محمد بن المثنیٰ اور داؤد بن شعیب بھی آ گئے ان سب نے شب نوش میں عبدالملک بن حرملہ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ بسر کی صبح ہوتے ہی حوزان آئے یہاں عزہ نصر کی ام ولد کے مکان کو جلا ڈالا۔ تین دن مقیم رہے اور کہنے لگے کہ ہم کسی طرح اس بات کو گوارا نہیں کریں گے اور اسی موقع پر انہوں نے اپنے امین کرمانی کی حفاظت جان کے لئے مقرر کئے اور یزید النحوی وغیرہ کو اس خدمت کا عامل بنایا۔ اہل نسف کے ایک شخص نے آ کر کرمانی کے غلام جعفر سے کہا اگر میں کرمانی کو نکال لاؤں تو مجھے کیا دو گے' سب نے کہا جو تم مانگو گے اس نے پانی کی اس نالی کو جو قہندز آتی تھی چوڑا کر دیا پھر کرمانی کے بیٹوں سے آ کر کہا تم اپنے باپ کو لکھ بھیجو کہ وہ آج رات نکلنے کے لئے تیار رہے خط کھانے میں رکھ کر بھیج دیا گیا۔ کرمانی نے یزید النحوی اور حصین بن حکیم کو رات کا کھانا کھانے کے لئے اپنے پاس بلایا جب یہ دونوں چلے گئے وہ اس نالے میں داخل ہوا لوگوں نے اسکا بازو پکڑ لیا ایک سانپ اس کے پیٹ سے لپٹ گیا۔ مگر اسے گزند نہ پہنچایا ازدی کہنے لگے سانپ

ازدی تھا اسی لئے اس نے نہیں کاٹا۔ جب ایک تنگ مقام پر آیا تو لوگوں نے اسے کھینچا جس سے اسکا شانہ اور پیٹھ چھل گیا۔ باہر نکل کر اپنی خچری دوامتہ یا جیسا دوسروں نے بیان کیا ہے اپنے گھوڑے بشر پر سوار ہوا۔ بیڑی اس کے پاؤں ہی میں تھی۔ یہ لوگ اسے غلطان نامی ایک گاؤں میں لے آئے جہاں عبدالملک بن حرملہ خیمہ زن تھا اس نے اس کی بیڑی کاٹ دی۔

کرمانی کے فرار کے متعلق دوسری روایت

دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کرمانی کا غلام بسام قید کے دوران اس کے ساتھ تھا اس نے قلعہ میں ایک شگاف دیکھا یہ اسے چوڑا کرتا رہا یہاں تک کہ کرمانی اسی سے باہر نکل آیا۔ اس نے محمد بن المثنیٰ اور عبدالملک بن حرملہ کی طرف پیغام بھیجا کہ میں آج رات میں باہر نکل آؤں گا' یہ سب لوگ اکٹھا ہو گئے۔ کرمانی نکلا اس کے غلام فرقد نے آ کر ان کو اطلاع دی یہ لوگ حرب بن عامر کے گاؤں اس سے جا کر ملے۔ اس نے لحاف اوڑھ رکھا تھا اور تلوار حمائل میں ڈال رکھی تھی' اس کے ہمراہ عبدالجبار بن شعیب اور اس کے دونوں بیٹے علی اور عثمان اور جعفر اسکا غلام تھے۔ کرمانی نے عمرو بن بکر کو حکم دیا کہ غلطان اندغ اور اشترح تم دونوں جاؤ اور سب کو زیان بن سنان الیحمدی کے اس دروازے پر جو نوش میں گھاٹی پر واقع ہے جمع کر کے لے آؤ یہی نوش کی عیدگاہ تھی عمرو بن بکر نے سب کو آ کر اسکی اطلاع دی۔ تمام لوگ اپنے اپنے علاقوں سے ہتھیار لے کر نکل آئے۔ کرمانی نے انہیں صبح کی نماز پڑھائی۔ ان کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی' جب سورج بلند ہو گیا تو ان کی تعداد تین ہزار ہو گئی۔ اہل سقادم بھی ان سے آ ملے۔ کرمانی مرج نیران کے راستے سے حوزان آیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ جس رات کرمانی نکلا ازدیوں نے عبدالملک بن حرملہ کے ہاتھ پر کتاب اللہ پر عمل کرنے کے وعدہ کے ساتھ بیعت کر لی تھی جب نوش کی گھاٹی میں سب جمع ہو گئے تو نماز کی جماعت کھڑی ہوئی۔ اب عبدالملک اور کرمانی میں تھوڑی دیر اختلاف ہوا پھر خود عبدالملک ہی نے کرمانی کو آگے بڑھا دیا جس کا مطلب یہ تھا کہ اب وہی ان سب کا امیر بن گیا اور پھر اسی نے نماز پڑھائی۔

نصر کی کرمانی کے خلاف تقریر

کرمانی کے بھاگنے کے بعد نصر نے باب مروالروذ پر اروانہ کے سمت فوج کی چھاؤنی بنائی اور ایک یا دو دن وہ یہاں رہا بیان کیا گیا ہے کرمانی کے بھاگنے کے بعد نصر نے عصمتہ بن عبداللہ الاسدی کو اپنا نائب مقرر کیا اور باب مروالروذ کے پانچ پلوں پر آیا اور سب لوگوں کے سامنے تقریر کی کرمانی کی برائی کرنے لگا' اور کہا چونکہ وہ کرمان میں پیدا ہوا تھا اس لئے کرمانی ہو گیا پھر ہرات میں پھینک دیا گیا اس لئے ہروی بن گیا۔ ایسا شخص جو دو عورتوں کے درمیان پلا ہو اسکی نہ اصل ٹھیک ہوتی ہے اور نہ نسل' پھر ازدیوں کے متعلق کہنے لگا کہ انہیں اگر ڈنڈوں سے ہنکایا جاتا ہے تو نہایت ذلیل ثابت ہوتے ہیں اور اگر وہ سرکشی اختیار کرتے ہیں تو ان کی حالت اخطل کے اس شعر کی مصداق ہوتی ہے۔

ضفادع من ظلماء لیل تجاوبت

فدل علیھا صوتھا حیة البحر

ترجمہ: انکی مثال ان مینڈکوں کی سی ہے جو رات کی تاریکی

میں ایک دوسرے کو جواب دیتے ہیں اور انہیں کی
آواز پنیا سانپ کو انکا پتہ بتلا دیتی ہے۔

مگر پھر نصر اپنے کیے پر پشیمان ہوا اور کہنے لگا اللہ کو یاد کرو کیونکہ اللہ کا ذکر شفا ہے وہ خیر محض ہے جس میں کوئی برائی نہیں اللہ کی یاد گناہوں کو دفع کر دیتی ہے اور نفاق سے بچاتی ہے۔

نصر اور کرمانی میں صلح

نصر کے پاس ایک بڑی جماعت اکٹھا ہوگئی۔ اس نے سلم بن احوز کو پیدل فوج کی ایک کثیر جماعت کے ساتھ کرمانی کے مقابلہ پر روانہ کیا اب لوگ ان دونوں میں صلح کرانے کے لئے دونوں کے پاس آئے گئے' کرمانی کے دوستوں نے نصر سے درخواست کی کہ آپ اسے معاف کر دیجئے اور قید نہ کیجئے اور اسکی قوم والے اس بات کے لئے کرمانی کے ضامن بن گئے کہ وہ نصر کی مخالفت نہ کرے گا کرمانی نے نصر سے مصافحہ کیا نصر نے اسے حکم دیا کہ اپنے گھر ہی رہے کہیں باہر نہ جائے مگر جب کرمانی کو معلوم ہوا کہ نصر اس سے بری طرح پیش آنے والا ہے وہ اپنے گاؤں چلا گیا۔ نصر بھی مرو سے نکل کر پلوں کے پاس خیمہ زن ہوا مگر قاسم بن نجیب نے نصر سے آ کر اسکی سفارش کی اور نصر نے اسے معاف کر دیا۔ قاسم نے یہ بھی کہا اگر آپ پسند کریں تو وہ خراسان سے چلا جائے۔ یا اپنے ہی گھر میں رہے۔ نصر سے شہر سے نکالنا چاہتا تھا مگر سلم نے کہا اگر آپ نے اسے شہر سے نکال دیا تو سب جگہ اسکی شہرت ہو جائے گی' اوروں نے کہا آپ ضرور اسے شہر سے نکال دیں کیونکہ اخراج سے وہ بہت ڈرتا ہے نصر نے کہا میرے نزدیک اسکا یہاں رہنا اسکے چلے جانے کے مقابلہ میں زیادہ خطرناک ہے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص اپنے شہر سے جلا وطن کر دیا جائے تو اسکا اثر زائل ہو جاتا ہے۔ مگر اوروں نے اس کی مخالفت کی اور نصر اپنے ارادہ سے باز رہا اس نے اپنے ساتھیوں کو دس دس دینار بطور عطیہ دیئے کرمانی نصر کے پاس اسکے خیمہ میں آیا نصر نے اسے معاف کر دیا۔

کرمانی کی طرف سے مخالفت

عبدالعزیز بن عبدربہ حارث بن سریج سے جاملا۔ شوال ۱۲۶ھ میں نصر کو منصور کی برطرفی اور عبداللہ بن عمر کے عراق کا گورنر مقرر ہونے کی اطلاع ملی۔ نصر نے اپنی تقریر میں منصور بن جمہور کا ذکر کیا اور کہا مجھے معلوم تھا کہ وہ عراق کا گورنر نہیں رہ سکتا۔ اللہ نے اسے برطرف کر دیا اور اب ایسا شخص عراق کا گورنر مقرر کیا گیا ہے' جو خود بھی اچھا ہے اور اچھے کا بیٹا ہے۔

کرمانی کی طلبی

کرمانی کو منصور بن جمہور کی حمایت میں جوش آ گیا اور اب اس نے پھر لوگوں کو جمع کرنا اور ہتھیاروں کی بہم رسانی شروع کر دی۔ نماز جمعہ میں تقریباً پندرہ سو سے طرفداروں کے ساتھ شریک ہوتا۔ مقام مقصورہ سے باہر نماز پڑھتا پھر نصر کو آ کر صرف اسلام کر جاتا مگر بیٹھتا نہیں۔ رفتہ رفتہ نصر کے پاس آنا بھی ترک کیا اور کھلی ہوئی مخالفت شروع کر دی۔ نصر نے سلم کے ذریعے پیغام بھیجا کہ میں نے تمہیں کسی برائی کی نیت سے قید نہیں کیا تھا بلکہ محض اس لئے کہ لوگوں میں فتنہ و فساد کی آگ مشتعل نہ ہو جائے تم میرے پاس آؤ۔

کرمانی نے سلم سے کہا اگر تو میرے مکان میں نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا اور اگر مجھے تیری حماقت کا علم نہ ہوتا تو تجھے ادب سکھاتا۔ ابن الاقطع (نصر) کے پاس واپس جا اور جو تیرے جی میں آئے کہہ دے۔ سلم نے نصر سے آ کر سارا قصہ بیان کر دیا نصر نے کہا پھر جاؤ اس نے دوبارہ جانے سے انکار کر دیا اور کہا میں اس سے بالکل نہیں ڈرتا۔ مگر اسے بھی اچھا نہیں سمجھتا کہ آپ کی شان میں مجھے اسکی زبان سے وہ سننا پڑے جسے میں برا سمجھتا ہوں۔ نصر نے عصمۃ بن عبداللہ الاسدی کو کرمانی کے پاس بھیجا۔ عصمۃ نے کہا اے ابوعلی تم نے جس بات کی ابتدا کی ہے اس کا انجام تمہارے لئے دین و دنیا دونوں میں برا ہوگا حالانکہ ہم تمہارے سامنے شرائط پیش کر رہے ہیں۔ تم امیر کے پاس چلو وہ خود ان شرائط کو تمہارے سامنے ظاہر کریں گے۔ اس پیغام کا مقصد یہ ہے کہ تمہیں پہلے سے بتلا دیا جائے۔

کرمانی نے اس کے جواب میں کہا مجھے معلوم ہے کہ نصر نے یہ باتیں تجھ سے نہیں کہی ہیں بلکہ تو خود انہیں اپنی طرف سے اس لئے پیش کر رہا ہے تاکہ جب نصر کو اس کا علم ہو تو تیرا رسوخ اس کے پاس بڑھ جائے۔ اور اس جملے کے ختم ہونے کے بعد میں تجھ سے جب تک تو اپنے گھر واپس نہ جائے گا اب کبھی ایک بات بھی نہ کروں گا۔ تم چلے جاؤ اور جس کسی اور کو چاہو بھیج دو۔ عصمۃ واپس آ گیا اور اس نے کہا میں نے کسی شخص کو ایسے طرزِ عمل والا نہیں دیکھا جیسا کہ یہ کرمانی ہے۔ خیر مجھے اس پر تو کوئی تعجب نہیں مگر یحییٰ بن حضین پر سخت تعجب آتا ہے کہ یہ اس کے طرفداروں میں (اللہ ان پر لعنت کرے) اس کی سب سے زیادہ تعظیم و تکریم کرتا ہے۔

قدید اور کرمانی کی گفتگو

سلم نے کہا اگر یہ حالت رہی تو سرحد پر جنگ شروع ہو جائے گی اور یہاں آپس میں خانہ جنگی۔ آپ قدید کو اس کے پاس سمجھانے کے لئے بھیج دیجئے۔ نصر نے قدید بن منیع کو جانے کا حکم دیا قدید نے کرمانی سے آ کر کہا تم بہت ہی ضدی شخص ہو مجھے یہ ڈر ہے کہ تمہارا یہ رویہ فساد کا باعث ہوگا۔ ہم سب ہلاک ہو جائیں گے اور یہ عجمی ہماری حالت پر خوشیاں منائیں گے۔ اس نے کہا قدید میں تم پر الزام نہیں لگاتا مگر اب صورت ایسی نازک آ پڑی ہے کہ اس میں میں نصر پر اعتماد نہیں کر سکتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بکری تمہارا بھائی ہے مگر تم اسکا اعتبار نہ کرو۔ قدید نے کہا اگر تم یہ سمجھتے ہو تو اپنی نیک چلنی کیلئے یرغمال دے دو۔ کرمانی نے کہا کسے دوں۔ قدید نے کہا اپنے بیٹوں علی اور عثمان کو دیدو۔ کرمانی نے کہا اور مجھے کون دے گا۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ قدید نے کہا ابوعلی میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ ایسا کام مت کرو کہ جس کی تمہارے ہاتھوں یہ شہر تباہ ہو جائے۔

عقیل بن معقل کا نصر کو مشورہ

قدید نصر کے پاس واپس آ گیا۔ نصر نے عقیل بن معقل اللیثی سے کہا مجھے صرف یہ ڈر ہے کہ اس سرحدی ملک پر کوئی آفت نازل ہونے والی ہے تم اپنے چچازاد بھائی سے جا کر اس معاملے میں گفتگو کرو عقیل نے نصر سے کہا میں امیر سے خدا کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ آپ کوئی ایسی کارروائی نہ کریں جس کی وجہ سے آپ کے خاندان کی بدنامی ہو اور لوگ کہیں کہ شام میں تو خارجی مروان سے لڑ رہے تھے اور خراسان میں ان ازدی کم عقل بیوقوفوں میں جو آپ کے ہمسائے ہیں اور دوسرے لوگوں میں خانہ جنگی برپا ہوگئی۔ نصر نے کہا تو پھر کیا کروں۔ اگر لوگوں کی بہتری کے

لئے تم کوئی تجویز جانتے ہو تو اختیار کرو کیونکہ وہ تو اس بات پر ڈٹا ہوا ہے کہ مجھ پر اعتماد نہ کرے گا۔

عقیل اور کرمانی کی گفتگو

عقیل نے کرمانی سے آ کر کہا آپ نے وہ رویہ اختیار کیا ہے کہ بعد کے امراء کے لئے نظیر ہو جائے گا اور مجھے خوف ہے کہ اس میں سب لوگوں کی عقلیں جاتی رہی ہیں۔ کرمانی نے کہا نصر چاہتا ہے کہ میں اس کے پاس جاؤں۔ مگر مجھے اس پر اعتماد نہیں ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ وہ استعفیٰ دے دے اور ہم بھی علیحدہ رہیں پھر بکر بن وائل میں سے کسی ایسے شخص کو جسے ہم سب پسند کریں اپنا سب کا اس وقت تک امیر بنالیں جب تک کہ اس کے متعلق خلیفہ کا حکم نہ آ جائے' مگر اس سے وہ گریز کرتا ہے' عقیل نے کہا ابوعلی مجھے یہ ڈر ہے کہ اس سرحدی ملک کے باشندے تباہ ہو جائیں گے تم خود امیر کے پاس چلو اور جو کہنا چاہ رہتے ہو کہہ دو وہ اسے منظور کرے گا تمہاری قوم کے کم عقلوں نے جو سازش کر رکھی ہے اس میں تم کسی لالچ سے شرکت نہ کرو۔ کرمانی نے کہا میں تمہارے اس مشورے اور دوراندیشی پر معترض نہیں ہوں مگر مجھے نصر پر بھروسا نہیں وہ یہ کر سکتا ہے کہ خراسان سے جس قدر دولت لینا چاہے لیکر چلا جائے۔ عقیل نے کہا اچھا میں یہ صورت پیش کرتا ہوں کہ تم اور وہ اپنی اولاد کی آپس میں شادیاں کر دو تا کہ تم دونوں اکٹھے ہو جاؤ۔ کرمانی نے کہا میں کسی صورت میں اس پر بھروسہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ عقیل نے کہا تو اب اس کے بعد خیریت نہیں ہے مجھے ڈر ہے کہ تم کل مفت میں ہلاک ہو جاؤ گے۔ کرمانی نے کہا' لاحول ولاقوۃ الاباللہ۔ عقیل نے کہا کیا میں پھر تمہارے پاس آؤں۔ کرمانی نے کہا اب آنے کی ضرورت نہیں مگر میری جانب سے یہ کہہ دو کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ اور لوگ تمہاری خواہش کے خلاف ایسا کام کرنے پر تمہیں ہموار کرلیں گے' جس کے بعد فریقین دشمنی پر اتر آئیں گ ۔ اگر تم چاہتے ہو تو میں یہاں سے خود چلا جاتا ہوں' تم سے ڈر کر نہیں بلکہ اس لئے کہ میں اسے پسند نہیں کرتا کہ اس شہر کے باشندوں کو مصیبت میں مبتلا کر دوں اور خوں ریزی کروں۔ چنانچہ اب کرمانی نے جرجان کی طرف جانے کی تیاری شروع کر دی۔

اسی سال یزید بن الولید نے حارث بن سریج کو معاف کر دیا۔ اور اس کے لئے تحریر لکھ بھیجی نیز عبداللہ بن عمر کو حکم بھیج دیا کہ حارث کی جتنی جائداد ضبط کی گئی ہے واپس کر دے اور اس کی اولاد میں سے جو لوگ قید میں ہیں انہیں چھوڑ دے۔

حارث بن سریج کی معافی

جب خراسان میں نصر اور کرمانی کے درمیان مخالفت ہوئی تو نصر کو یہ خوف پیدا ہوا کہ کہیں حارث بن سریج اپنے ساتھیوں اور ترکوں کو لے کر خراسان پر چڑھائی نہ کر دے تو بڑی مصیبت کا سامنا ہوگا اور یہ موجودہ کرمانی وغیرہ کی مخالفت اس کے مقابلے میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ اس بات کو سوچ کر اس نے حارث کو راہ راست پر لانے کی نیت سے مقاتل بن حیان النبطی۔ ثعلبہ بن صفوان البناتی۔ انس بن بجالہ الاعرجی' ہدبہ الشعراوی اور ربیعہ القرشی کو حارث کے پاس بھیجا تا کہ یہ اسے ترکوں کے ملک سے واپس منالائیں۔

حارث کی امان طلبی کے لئے سفر

خالد بن زیاد البتدی الترمذی اور خالد بن عمر بن عامر آزاد کردہ غلام حارث بن سریج کے لئے امان طلب کرنے کی غرض سے یزید بن الولید کے پاس رہان ہوئے۔ کوفہ آ کر سعید خدینہ سے ملے۔ سعید نے خالد بن زیاد سے کہا تم جانتے ہو کہ لوگوں نے میرا نام خدینہ کیوں رکھا ہے۔ اس نے عدم واقفیت ظاہر کی سعید نے کہا کہ وہ مجھ سے اہل یمن کو قتل کرانا چاہتے تھے مگر اس سے میں نے انکار کیا۔ ان دونوں نے ابوحنیفہ سے درخواست کی کہ آپ یزید کے خصوصی مصاحب اصلح کو ہمارے تعارف پر مشتمل خط لکھیں۔ ابوحنیفہ نے اسے خط لکھ دیا اصلح نے دونوں کو یزید کے دربار میں پیش کرایا۔ خالد بن زیاد نے امیر المومنین سے کہا آپ نے اپنے چچازاد بھائی کو اس بنا پر قتل کیا تا کہ کلام اللہ کے احکام کی تعمیل کرائی جائے مگر آپ کے عہدیدار برابر ظلم و زیادتی کئے جاتے ہیں۔ یزید نے کہا اگرچہ میں خود انہیں ناپسند کرتا ہوں مگر بہر حال انہیں سے کام لینا ہے اور کوئی میرا مددگار نہیں۔ خالد بن زیاد نے کہا آپ خاندان اشراف میں سے ذمہ دار عہدیدار مقرر فرمائیں اور ان کے ساتھ نیک اور سمجھدار لوگوں کو متعین کر دیں تا کہ وہ اپنے عہد کے مطابق انتظام حکومت کریں' یزید نے کہا میں اس مشورے پر عمل کروں گا۔ پھر ان دونوں نے حارث بن سریج کے لئے امان طلب کی۔ حارث کیلئے یزید کا معافی نامہ۔ یزید نے حسب ذیل معافی نامہ لکھ دیا۔

''حمد و ثنا کے بعد ہم اس بنیاد پر کھڑے ہوئے تھے کہ خدا کے احکام پس پشت ڈال دیئے گئے تھے' اس کے بندوں پر ہر طرح کا ظلم کیا جا رہا تھا۔ بلاوجہ خون بہایا جا رہا تھا اور بغیر حق کے مال ضبط کیا جا رہا تھا۔ ہم نے ارادہ کیا کہ کلام اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق امت میں حکومت کی جائے۔ ہم نے اس بات کو اپنی جانب سے تمہارے سامنے صاف صاف پیش کر دیا ہے۔ تمہیں امان دی جاتی ہے اس لئے اب تم اپنے ساتھیوں سمیت اسلام میں آ جاؤ کیونکہ تم ہمارے بھائی اور دست و بازو ہو' نیز میں نے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو لکھ دیا ہے کہ جو کچھ تمہارا لیا گیا تھا وہ واپس کر دیا جائے۔''

عبداللہ بن عمر سے خالد کی شکایت

اب یہ دونوں کوفہ آ کر عبداللہ بن عمر سے ملے۔ خالد نے عبداللہ سے کہا کیا جناب والا اپنے ماتحت عہدیداروں کو یہ حکم نہ دیں گے کہ وہ آپ کے باپ کی سیرت کے مطابق حکومت کریں۔ عبداللہ نے کہا کیا عمر کی سیرت پر کھلم کھلا عمل نہیں ہو رہا ہے۔ خالد نے کہا عام رعایا کو اس سے کیا فائدہ ہو رہا ہے کوئی بھی اس پر عمل نہیں کرتا۔
یہ دونوں مرو آئے یزید کا خط نصر کو دیا۔ نصر نے حارث اور اس کے ساتھیوں کے اس مال و متاع کو جو ضبط کر لیا گیا تھا حتی المقدور واپس کر دیا۔ یہ حارث کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور راستہ میں مقاتل بن حیان اور اس کے ساتھی ملے جنہیں نصر نے حارث کے پاس بھیجا تھا۔

حارث کو قتل کرنے کی کوششیں

اس سے پہلے عبداللہ بن عمر نے نصر کی طرف لکھا تھا تم نے میری اور خلیفہ کی اجازت کے بغیر حارث کو معافی دیدی ہے۔ لہٰذا اب تم اس کے بن کر رہو۔ نصر نے اس حکم کے موصول ہونے پر یزید بن الاحمر کو بھیجا اور حکم دیا کہ جب تم اور حارث کشتی میں سوار ہو تو اسے قتل کر ڈالنا۔ جب وہ دونوں مقاتل سے آمل میں ملے تو مقاتل خود اس کی جانب ہو گیا

اور اس وجہ سے یزید اپنے ارادے سے باز رہا۔

حارث مرو کی طرف روانہ ہوا۔ وہ بارہ سال مشرکین کے علاقے میں مقیم رہا۔ اس کے ساتھ قاسم الشیبانی مضرس بن عمران اس کا قاضی اور عبداللہ بن سنان بھی تھے۔ حارث سمرقند آیا۔ منصور بن عمر سمرقند کا حاکم تھا یہ اس سے ملنے نہیں گیا اور اس نے کہا اس نے کونسی ایسی خدمت انجام دی ہے جس کی وجہ ہے میں اس سے ملنے جاؤں۔ منصور نے نصر سے حارث کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی اور لکھا ہم میں سے جو اپنے دشمن کو قتل کر دے گا وہ اسے یا جنت میں داخل کردے گا یا دوزخ میں۔ نیز یہ بھی لکھا اگر حارث آپ کے پاس پہنچ گیا تو چونکہ اس نے بنی امیہ کے اقتدار کو نقصان پہنچایا ہے اور متعدد لوگوں کا خون اس کے ذمہ ہیں حالانکہ اب وہ ترک دنیا کر چکا ہے مگر پہلے ان کی حکومت میں شریک نہایت ہی مہمان نواز، بہادر اور ترکوں پر سخت غارت گری کرنے والا تھا، تو بنی تمیم آپ کا ساتھ چھوڑ دیں گے۔

سرور حارث کے ساتھ

سرور خداہ بیاسان کے قتل کے جرم میں منصور بن عمر کے پاس قید تھا۔ اس کے بیٹے نے منصور کے لئے اپنی فوج تیار کی اس وجہ سے منصور نے اسے قید کر دیا تھا۔ حارث نے منصور سے اس کی سفارش کی۔ منصور نے اسے رہا کر دیا۔ یہ پھر حارث ہی کے ساتھ رہنے لگا اور آخر دم تک اس کا ساتھ نہ چھوڑا۔

اہل مرو کا ابراہیم کی حمایت کرنا

بعض ارباب سیر کے بیان کے مطابق اسی سال امام ابراہیم بن محمد نے ابو ہاشم بکیر بن ہامان کو خراسان بھیجا اور اس کے ساتھ دستور العمل اور احکام بھی ارسال کئے۔ مرو آ کر انہوں نے وہاں پر تمام نقیب اور داعیوں کو اپنے پاس جمع کیا۔ امام محمد بن علی کی وفات کی خبر سنائی اور ابراہیم کے لئے دعوت دی اور ان کا خط بھی ان کے سامنے پیش کر دیا۔ انہوں نے ان کے پیغام کو قبول کر لیا اور انہوں نے جو خزانہ شیعوں سے جمع کیا تھا اسے ان کے حوالے کر دیا۔ یہ اسے ابراہیم بن محمد کے پاس لے آئے۔

ولی عہدی کی بیعت

اسی سال یزید نے اپنے بھائی ابراہیم بن ولید کے لئے بیعت لے کر اسے اپنا ولی عہد مقرر کیا اور اس کے بعد عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کے لئے ولی عہدی کی بھی بیعت لے لی۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ یزید ذی الحجہ ۱۲۶ھ میں بیمار ہو گیا۔ لوگوں نے اسے مشورہ دیا کہ آپ اپنے بھائی ابراہیم اور اس کے بعد عبدالعزیز بن الحجاج کے لئے عہد خلافت لے لیجئے قدری فرقے کے لوگ اسے اس بات پر برابر تیار کرتے رہے اور کہنے لگے کہ آپ کے لئے یہ بات جائز نہیں ہے کہ اس قومی مرحلے کو آپ یوں ہی چھوڑ جائیں۔ پہلے ابراہیم اپنے بھائی کے لئے بیعت لیجئے۔ چنانچہ اس کے لئے بیعت لے لی گئی اور اس کے بعد عبدالعزیز بن الحجاج کے لئے بیعت لی گئی۔

یوسف کی برطرفی

اسی سال یزید نے یوسف بن محمد بن یوسف کو مدینے کی گورنری سے برطرف کر کے اس کی جگہ عبدالعزیز بن

عبداللہ بن عمرو بن عثمان کو مقرر کیا۔ ایک دوسرے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یزید بن الولید نے اسے گورنر مقرر ہی نہیں کیا تھا مگر اس نے یزید کی طرف سے اپنے تقرر کا جعلی فرمان لکھ لیا تھا اس وجہ سے یزید بن اسے برطرف کر دیا اور عبدالعزیز بن عمر کو اسکی جگہ مقرر کیا۔ ذوالقعدہ کے اختتام سے دو روز قبل عبدالعزیز مدینے آ گیا۔

اسی سال مروان بن محمد نے یزید سے بغاوت کی۔ آرمینا سے جزیرہ واپس آیا اور بتایا کہ میں ولید کا بدلہ لینا چاہتا ہوں مگر حران پہنچ کر اس نے بھی یزید کے لئے بیعت کر لی۔

مروان بن محمد کی پہلی بغاوت اور پھر اطاعت

اپنے موسم گرما کی جہاد کی مہم سے واپس آ کر عبدالملک بن مروان بن محمد بن مروان حران میں عمر بن یزید کے ہمراہ مقیم تھا کہ یہاں اسے ولید کے قتل کی اطلاع ملی۔ عبدہ بن زباح الغسانی ولید کی جانب سے جزیرے کا عامل تھا۔ جب اسے ولید کے قتل کی خبر معلوم ہوئی تو یہ جزیرے سے شام کی طرف روانہ ہوا۔ اور اب عبدالملک بن مروان بن محمد نے حران اور جزیرے کے دوسرے شہروں پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا اور سلیمان بن عبداللہ بن علاثہ کو جزیرے کا عامل مقرر کر دیا۔ نیز اس نے اپنے باپ مروان بن محمد کو جو آرمینا میں تھا اس کارروائی کی اطلاع دی اور مشورہ دیا کہ آپ خود فوراً تشریف لائیے۔ مروان نے روانگی کی تیاری شروع کی اور ظاہر کیا کہ میں ولید کے خون کا بدلہ لینا چاہتا ہوں۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ اس نے یہ بھی اچھا نہیں سمجھا کہ جب تک اس کا معاملہ درست نہ ہو جائے سرحد کو غیر محفوظ حالت میں چھوڑ دے۔ اس خیال سے اس نے اسحٰق بن مسلم العقیلی سردار قیس اور ثابت بن نعیم الجذامی الفلسطینی سردار عبرائے یمن کو اہل باب کی طرف بھیجا۔ ثابت اس وجہ سے مروان کے ہمراہ تھا کہ اسی نے اسے رصافہ میں ہشام کی قید سے خلاصی دلائی تھی۔

مروان دو سال میں ایک مرتبہ ہشام سے آ کر ملتا اور سرحد کی حالت اور وہاں کی فوجی چھاؤنیاں اور اس کی فوج اور عام حالت کو بیان کر دیتا تھا اور نیز ان تجاویز کی منظوری حاصل کرتا جن پر وہ دشمن کے خلاف عمل کرنا چاہتا۔

ثابت کے قید ہونے کی وجہ

ثابت کے قید کرنے کی وجہ کو ہم پہلے حنظلہ بن صفوان کے ذکر میں بیان کر چکے ہیں کہ ہشام نے جس فوج کو حنظلہ کے ہمراہ ان بربر اور افریقیا والوں کی سرکوبی کے لئے بھیجا جنہوں نے اس کے عامل کلثوم بن عیاض القشیری کو قتل کر ڈالا تھا اس نے انہیں بغاوت پر آمادہ کیا اور ان کی وفاداری کو متزلزل کر دیا۔ حنظلہ نے اپنے ایک خط میں ہشام سے اس کی شکایت کی ہشام نے اسے حکم بھیجا کہ ثابت کو بیڑیاں ڈال کر میرے پاس بھیج دو، حنظلہ نے اس حکم کی تعمیل کی ہشام نے ثابت کو قید کر دیا۔ جب مروان ب ہشام حسب دستور ایک مرتبہ ہشام سے ملنے آیا (کلثوم بن عیاض نے افریقیا میں کیا کارروائی کی اس کا کچھ ذکر ہم اپنی کتاب میں اس کے محل پر کر آئے ہیں) تو وہ تمام یمنی سردار جو ہشام کی بارگاہ کے سردار تھے مروان سے آ کر ملے اور انہوں نے ثابت کے معاملے میں اس سے گفتگو کی۔ جن لوگوں نے اس بارے میں گفتگو کی تھی ان میں ہشام کا کوتوال کعب بن حامد العبسی ہشام کے قاضی عبدالرحمٰن بن الخم اور سلیمان بن حبیب بھی تھے، مروان نے ثابت کو ہشام سے مانگ لیا۔ ہشام نے اسے مروان کے حوالے کر دیا یہ بھی آرمینیا چلا گیا،

مروان نے کسی مقام کا گورنر مقرر کر دیا اور انعام و اکرام بھی دیا۔

جب مروان نے ثابت کو اسحٰق کی معیت میں اہل باب کے پاس بھیجا تو ان کے نام ایک خط بھی ان کے ہاتھ بھیجا جس میں انہیں ان کی سرحد کا حال بتایا اور لکھا کہ اگر وہ اپنے اپنے مورچوں اور چوکیوں میں بدستور ٹھہرے رہیں گے تو اس کا انہیں اجر ملے گا اور نیز وہ اس طرح مسلمانوں کے اہل و عیال کو دشمن کے آزار سے محفوظ رکھیں گے۔

نیز مروان بن محمد نے ان کی تنخواہیں بھی ان لوگوں کی ہاتھ بھیج دیں اور فلسطین کے ایک شخص حمید بن عبداللہ لخمی نام کو جو ان میں بہت مقبول تھا اسکا سپہ سالار مقرر کر دیا۔ یہ شخص اس سے پہلے بھی ان کا سردار رہ چکا تھا اور وہ لوگ اس کی تعریف کر چکے تھے اور اس سے خوش تھے۔ دونوں حضرات نے اسی کو ان کا امیر مقرر کر دیا۔ اور مروان کا خط پڑھ کر انہیں سنایا۔ اس پر تمام لوگ اپنی سرحدوں اور چوکیوں پر قائم رہنے کے لئے تیار ہو گئے۔

ثابت اور مروان کی جنگ

بعد میں مروان کو معلوم ہوا کہ ثابت ان کے فوجی سرداروں کو سرحد کی حفاظت پر چھوڑ کر اپنی چھاؤنیوں میں واپس آجانے کی ترغیب دے رہا ہے جب یہ دونوں مروان کے پاس واپس چلے آئے تو اب اس نے روانگی کی تیاری شروع کی۔ اپنی فوج کا معائنہ کیا۔ ثابت بن نعیم نے مروان کے ہمراہ جو شامی تھے انہیں مروان کا ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہو جانے کے لئے بہکانا شروع کیا اور دعوت دی کہ تم میرے ساتھ ہو کر اپنی اپنی چھاؤنیوں کو چلو۔ چنانچہ عام فوجی پڑاؤ سے یہ لوگ مع ان لوگوں کے جورات کو بھاگ آئے تھے علیحدہ ہو گئے اور انہوں نے الگ اپنا پڑاؤ کیا۔ مروان کو ان کی اس شرارت کا علم ہوا اس نے ساری رات اپنے ساتھیوں سمیت مسلح ہو کر بیداری میں بسر کی۔ صبح ہوتے ہی ثابت کے مقابلے پر بڑھا۔ ثابت کے حامیوں کی تعداد مروان کے حامیوں سے بہت زیادہ تھی۔ اب دونوں حریف جنگ کے لئے صف بستہ ہو گئے مروان نے دو نقیبوں کو حکم دیا کہ میمنہ میسرہ اور قلب سے جا کر دشمن سے کہیں اور دریافت کریں کہ انہوں نے کیوں مجھ سے علیحدگی اختیار کی اور میری کس بات سے وہ میرے دشمن بن گئے، کیا میں نے ایسے شخص کو ان کا گورنر مقرر نہیں کیا جسے وہ چاہتے ہیں اور جس نے نہایت خیر و خوبی سے ان پر حکومت کی ہے، اور آخر وہ کیوں اپنا خون بہانے کے درپے ہوئے ہیں؟

مروان کی ثابت کے ساتھیوں کو دھمکی

انہوں نے جواب دیا ہم اپنے خلیفہ کی اطاعت کی وجہ سے آپ کے بھی فرماں بردار تھے، خلیفہ قتل کر دیا گیا، اہل شام نے یزید بن الولید کے لئے بیعت کر لی۔ ہم نے ثابت کو اپنا والی اور سردار بنالیا ہے تا کہ وہ ہمیں اسی تقسیم و ترتیب کے ساتھ ہماری چھاؤنیوں تک ہماری قیادت کرے۔ مروان نے اپنے نقیب کو حکم دیا کہ کہہ دے جو تم نے کہا وہ جھوٹ ہے تم کچھ اور کرنا چاہتے ہو، تم چاہتے ہو کہ اپنے عہدیداروں کے احکام کی خلاف ورزی کرو اور جہاں سے گزرو وہاں کے ذمیوں کے مال و متاع غلہ اور چارے پر قبضہ کر لو۔ اب میرے اور تمہارے درمیان صرف تلوار فیصلہ کرے گی یہاں تک کہ تم مطیع و فرمانبردار ہو جاؤ اور میں تمہیں لیکر فرات کے کنارے پہنچا دوں وہاں پہنچ کر میں ہر سردار اور اس کی فوج کو آزادی دے دونگا کہ وہ اپنی اپنی چھاؤنیوں میں چلے جائیں۔

ثابت کے حامی مروان کے تابع

جب ان لوگوں نے دیکھا کہ مروان اپنے ارادے پر پوری طرح جما ہوا ہے سب اس کی اطاعت میں آ گئے اور ثابت بن نعیم اور اس کے چار بیٹوں رعاقہ۔ نعیم۔ بکر اور عمران کو مروان کے حوالے کر دیا۔ مروان کے حکم سے یہ لوگ اپنے گھوڑوں سے اتار دیئے گئے۔ ان کے ہتھیار لے لئے گئے ان کے پیروں میں بیڑیاں ڈال کر پہرہ بٹھا دیا گیا، مروان نے ان سب کو اپنے پڑاؤ میں شامل کر لیا اور سفر کے دوران ان پر ایسی سخت نگرانی اور انتظام رکھا کہ کسی کو دیہاتوں پر ظلم و زیادتی اور غارت گری کرنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ جو چیز لیتے اس کی قیمت ادا کرتے اسی طرح مروان انہیں لے کر حران آیا اور حکم دیا کہ اپنی اپنی اصل چھاؤنیوں میں چلے جائیں مگر ثابت کو اپنے پاس قید رکھا، مروان نے اہل جزیرہ کو بلا کر ان پر مزید لگان عائد کیا اور تیس ہزار مویشی ان سے وصول کئے۔ اور یزید کے پاس جانے کی تیاری کرنے لگا۔

یزید کا انتقال

یزید نے اسے لکھا کہ تم میری بیعت کر لو میں تمہیں اس سارے علاقہ جزیرہ، آرمینیا، موصل اور آذربیجان کا ناظم اعلیٰ مقرر کر دوں گا جیسا کہ تمہارے باپ محمد بن مروان کو عبدالملک بن مروان نے مقرر کیا تھا، اس وعدے پر مروان نے یزید کی بیعت کر لی اور محمد بن عبداللہ بن علاثہ نیز جزیرے کے بعض دیگر سرداروں کو اس کی خدمت میں بھیجا۔ اسی اثنا میں یزید بن ولید نے ماہ ذی الحجہ کے آخر میں انتقال کیا۔ اکثر ارباب سیر کے قول کے مطابق یزید چھ ماہ خلیفہ رہا۔

عمر اور مدت خلافت

بیان کیا گیا ہے کہ اس کا عہد خلافت پانچ ماہ اور دو روز تھا۔ یہ بھی روایت ہے کہ وہ چھ ماہ کچھ دن خلیفہ رہا دوسری روایت ہے کہ یزید پانچ ماہ بارہ روز خلیفہ رہا۔ ذی الحجہ ۱۲۶ھ ہجری کے ختم ہونے میں ابھی دس راتیں باقی تھیں کہ چھیالیس سال کی عمر میں چھ ماہ اور دو روز خلافت کرنے کے بعد یزید نے دمشق میں وفات پائی۔ اس کی عمر میں اختلاف ہے۔ ہشام کہتے ہیں کہ یزید نے تیس سال کی عمر پائی۔ اوروں کا بیان ہے کہ اس کی عمر سینتیس سال ہوئی۔ ابو خالد کنیت تھی۔ اس کی ام ولد (لونڈی) تھی جس کا نام شاہ آفرید بنت فیروز بن یزدجرد بن شہریار بن کسریٰ تھا۔ یہ شعر یزید ہی نے کہا ہے۔

انا ابن کسریٰ و ابی مروان
و قیصر جدی و جدی خاقان

(ترجمہ) میں کسریٰ اور مروان کی اولاد میں ہوں۔ قیصر اور خاقان بھی میرے اجداد ہیں۔

(عقیدہ)

بیان کیا گیا ہے کہ یہ قدریہ عقائد کا ماننے والا تھا۔

حلیہ

حلیہ۔ سانولا رنگ۔ دراز قامت۔ چھوٹا سر۔ چہرے پر خال۔ خوبصورت پاؤں۔ اور کشادہ دہن (مگر اتنا کشادہ نہیں جو برا معلوم ہو۔) تھا۔

واقدی کے بیان کے مطابق یزید الناقص اس لئے کہا جاتا تھا کہ ولید نے فوج کے معاشوں میں جو دس کا اضافہ کیا تھا اس نے اسے گھٹا دیا۔ مگر علی بن محمد کا بیان ہے کہ مروان نے اس لفظ کو بطور گالی اس کے نام کے ساتھ استعمال کیا اور اس بنا پر تمام لوگ اسے ناقص بن الولید کہنے لگے۔

اس سال کا حج

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز کی امارت میں حج ہوا۔ بعض اور ارباب سیر کا بیان ہے کہ اس سال عمر بن عبداللہ بن عبدالملک جسے یزید بن الولید نے اسی غرض سے بھیجا تھا امیر حج تھا مگر اس کے ساتھ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور طائف کا گورنر عبدالعزیز بھی حج کرنے گیا۔

انتظامی عہدے

عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اس سال یزید کی جانب سے عراق کا گورنر تھا، ابن ابی لیلیٰ کوفہ کے قاضی تھے۔ بصرہ کا خبر رساں مسور بن عمر بن عباد تھا اور عامر بن عبیدہ بصرہ کے قاضی تھے۔ نصر بن سیار الکنانی خراسان کا گورنر تھا۔

ابراہیم بن الولید کی خلافت

ابراہیم بن ولید

یزید کے بعد ابراہیم بن الولید بن عبدالملک بن مروان خلیفہ بنا مگر اسکی خلافت زیادہ عرصے تک قائم نہ رہی، ایک جمعے میں لوگوں نے اسے خلیفہ کہہ کر سلام کیا دوسرے جمعے میں محض امیر کے لقب سے آئندہ جمعے میں نہ خلیفہ کہا اور نہ امیر یہی انتشار قائم تھا کہ مروان بن محمد نے آ کر اسے خلافت سے علیحدہ کر دیا اور عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کو قتل کر دیا۔

دوسری روایت ہے کہ یزید نے ابراہیم کو اپنا جانشین خلافت مقرر کر دیا تھا۔ یہ چار ماہ خلیفہ رہا۔ ربیع الآخر ۱۲۷ ہجری میں علیحدہ کیا گیا مگر یہ زندہ رہا اور ۱۳۲ ہجری میں مارا گیا۔ اس کی ماں بھی ام ولد تھی۔

ایک اور بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم کل ستر راتیں خلیفہ رہا۔

۱۲۷ھ ہجری کے اہم واقعات

مروان اور سلمان کی جنگ

اسی سال مروان بن محمد نے ہشام کی جانب پیش قدمی کی اور عین الجر کے مقام پر اس کے اور سلیمان بن ہشام کے درمیان جنگ ہوئی جسکے اسباب و واقعات حسب ذیل ہیں۔

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ولید بن یزید کے قتل کے بعد مروان آرمیبیا سے جزیرہ آ کر اس پر قابض ہو گیا تھا، اور عصرام میں اس بات کو مشہور کر دیا تھا کہ وہ ولید کا بدلہ لینا چاہتا ہے اور اس کے قتل کو بری نظر سے دیکھتا ہے، مگر جب یزید بن الولید نے اسے اسکے باپ محمد بن مروان کے عہدے پر فائز کر دیا اور اتنا ہی علاقہ اس کے ماتحت کر دیا جو اس کے باپ کے تحت تھا تو اس نے یزید ہی کے لئے بیعت کر لی، اس کا عام اعلان کر دیا۔ اور اپنے حران کے عرصہ قیام کے دوران محمد بن علاثہ، اور جزیرے کے دوسرے عمائدین کو یزید کی خدمت میں اپنی طرف سے سفارت کے لئے بھیج دیا۔

جب مروان کو معلوم ہوا کہ یزید کا انتقال ہو گیا اس نے فوراً ابن علاثہ اور اس کے ساتھیوں کو منبج سے واپس بلا لیا اور اب خود ابراہیم بن الولید کی جانب روانہ ہوا۔ صرف جزیرے کا لشکر اس کے ساتھ تھا۔ اس نے اپنے بیٹے عبدالملک کو آرمیبیا پر چالیس ہزار باقاعدہ فوج کے ساتھ رقہ میں اپنا جانشین چھوڑا۔

اہل حمص مروان کے ساتھ

مروان قنسرین آیا۔ یزد بن الولید کا بھائی بشر جسے یزید نے اس مقام کا حاکم مقرر کیا تھا اس کے مقابلے کے لئے شہر سے باہر صف بستہ ہوا۔ اس نے اپنے دشمن کی فوج میں وعدہ امان کا اعلان کرایا اور مروان نے اپنے ہاتھ پر بیعت کرنے کی لوگوں کو دعوت دی، یزید بن عمر بن ہبیرہ تمام قیسی عربوں کے ساتھ اس سے آملا۔ انھوں نے بشر اور اس کے حقیقی بھائی مسرور بن الولید کو دشمن کے سپرد کر دیا۔ مروان نے ان دونوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور پھر اہل جزیرہ اور اہل قنسرین کو لے کر اہل حمص کی طرف روانہ ہوا۔ چونکہ انہوں نے یزید کے مرنے کے بعد ابراہیم اور عبدالعزیز بن الحجاج کے لئے بیعت کرنے سے انکار کر دیا تھا اور اسی بنا پر مقدم الذکر نے موخر الذکر اور دمشق کی فوج کو ان کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا تھا جس نے انہیں کے شہر میں آ کر محصور کر لیا، مروان نے اپنی پیش قدمی میں مزید تیزی سے کام لیا اور جب یہ حمص پہنچا تو عبدالعزیز خود حمص کا محاصرہ چھوڑ کر چلتا بنا؛ اہل حمص نے شہر سے نکل کر مروان کے ہاتھ پر بیعت کی اور پھر سب کے سب خود ہی اس کے ساتھ ہو گئے۔

دونوں فریقوں میں جنگ

اس کے مقابلے کے لئے ابراہیم بن الولید نے سلیمان بن ہشام کی زیرِ قیادت فوج روانہ کی، یہ اس کے ہمراہ مقامین الجر پر ٹھہرا اب مروان بھی سامنے آ گیا، سلیمان کے ساتھ ایک لاکھ بیس ہزار سوار تھے۔ مروان کے پاس اسی ہزار تھے، جب ایک دوسرے کے مقابل آئے تو مروان نے کہا کہ میری یہ درخواست ہے کہ لڑائی نہ ہو بشرطیکہ تم لوگ ولید کے دونوں بیٹوں حکم اور عثمان کو رہا کر دو جو دمشق کی جیل میں قید ہیں اور میں ان دونوں کی جانب سے اس بات کی ضمانت کرتا ہوں کہ وہ اپنے باپ کے قتل کا تم سے مواخذہ نہیں کریں گے، مگر سلیمان کے ساتھیوں نے اس کی درخواست رد کر دی اور اب جنگ پوری تیزی سے شروع ہوگئی۔ آفتاب بلند ہونے کے وقت سے عصر تک گھمسان لڑائی ہوئی جس میں فریقین کے بہت سے لوگ مقتول اور زخمی ہوئے۔ چونکہ مروان ایک تجربہ کار آدمی تھا اس نے اپنے تین سپہ سالاروں کو جن میں سے ایک اسحٰق بن مسلم کا بھائی عیسیٰ تھا بلایا اور حکم دیا کہ تم اپنے رسالے کو (جس کی تعداد تین ہزار تھی) میری صف کے پیچھے لے جاؤ نیزان کے ہمراہ لکڑہارے بھی بھیج دے۔

اس گھاٹی میں جسے پہاڑوں نے گھیر رکھا تھا جس قدر گنجائش تھی وہ دونوں حریفوں کی فوج سے پر تھی، اور دونوں پڑاؤں کے درمیان ایک تیز رو دریا رواں تھی، مروان نے انہیں حکم دیا کہ پہاڑ پر جا کر درختوں کو کاٹو اور عارضی پل باندھ کر اسکے ذریعے سلیمان کے پڑاؤ پر چھاپہ مارو۔

یہ تمام کارروائی اپنی جگہ ہوتی رہی مگر سلیمان دستہ چونکہ مکمل طور پر جنگ میں منہمک تھا اس لئے اسے اس کی کچھ خبر نہ ہوئی، کہ اچانک انہیں اپنے پیچھے اپنے پڑاؤ سے گھوڑیوں کی ہنہناہٹ، تلواروں کی چمک اور تکبیر کی آواز سنائی دی، اسکے دیکھتے ہی اس فوج کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ بالکل شکست کھا کر بھاگی، اہل حمص نے چونکہ سلیمان کی فوج نے ان کی خوب درگت بنائی تھی بیدردی سے انہیں قتل کرنا شروع کیا اور سترہ ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا۔ مگر اہل جزیرہ اور اہل قنسرین نے ان میں سے کسی کو قتل نہیں کیا۔ مقتولین سے زیادہ قیدی مروان کے ہاتھ آئے، نیزان کے پڑاؤ کو بالکل لوٹ لیا گیا، مروان نے حکم و عثمان دونوں کم عمر لڑکوں کے لئے ان سے بیعت لے کر سب کو رہا کر دیا، بلکہ ایک ایک دینار زادراہ بھی انہیں دیا اور انہیں ان کے اہل وعیال میں جانے کی اجازت دے دی، اور یزید بن العقار الکلبی اور ولید بن مصاد الکلبی جو ولید سے لڑنے گئے تھے اور اس کے قتل میں شریک تھے ان کے علاوہ کسی کو اس نے قتل نہیں کیا۔

سلیمان کا لشکر سمیت بھاگنا

یزید بن خالد بن عبداللہ القسری بھی اس جنگ میں شریک تھا مگر شکست کے بعد وہ بھی سلیمان بن ہشام کے ساتھ دمشق بھاگ آیا۔ یہ دونوں کلبی سردار جنہیں مروان نے قتل کر دیا یزید کے خاص عہدیدار تھے ان میں سے ایک کوتوال اور دوسرا محافظ اعلیٰ تھا۔ مروان نے انہیں اسی مقام پر کوڑوں سے خوب پٹوایا پھر اس کے حکم سے وہ قید کر دئے گئے اور اسی میں ہلاک ہو گئے۔

دوسری صبح کو سلیمان اور اس کی شکست خوردہ فوج دمشق پہنچی، اسکے پاس ابراہیم اور عبدالعزیز بن الحجاج کے پاس اس کی فوج کے سردار یزید بن خالد القسری، ابو علاقۃ السکسکی۔ اصبغ بن ذؤالۃ الکلبی اور ان ہی جیسے اور سردار آئے

اور آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ اگر یہ دونوں لڑکے زندہ رہے تو مروان دمشق آ کر انہیں قید سے نکال کر حکومت پر بٹھا دیگا یا اپنے باپ ولید کے قاتلوں میں کسی پر بھی رحم نہیں کریں گے بہتر یہ ہے کہ انہیں ہم قتل کر دیں، چنانچہ سب نے یزید بن خالد کو اس کام پر متعین کیا، ان دونوں کے ہمراہ قید میں ابو محمد السفیانی اور یوسف بن عمر بھی تھے۔ یزید نے خالد کے آزاد کردہ غلام ابوالاسد کو اپنے کچھ آدمیوں کے ہمراہ اس کام کے لئے روانہ کیا، اس نے جیل خانے میں جا کر گرزوں سے ان دونوں لڑکوں کا کام تمام کر دیا۔ اور یوسف بن عمر کو بھی قتل کر دیا۔ وہ تو ابو محمد السفیانی کو بھی مار دینا چاہتے تھے مگر یہ جیل خانے کی ایک کوٹھری میں گھس گیا اور اندر سے دروازہ بند کر لیا اور اپنی پشت پر فرش و تکیوں کا انبار لگا کر دروازہ پر ٹیک دیدیا جس سے وہ اسے کھول نہ سکے، تب انہوں نے ارادہ کیا کہ آگ لگا دیں مگر ابھی آگ آئی نہ تھی کہ شور مچا کہ مروان کا لشکر دمشق میں داخل ہو گیا ہے۔

ابراہیم بن الولید بھاگ کر روپوش ہو گیا، سلیمان نے بیت المال کو لوٹ کر اسے اپنی فوج میں تقسیم کر دیا اور شہر سے نکل بھاگا۔

اسی سال عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے کوفہ میں اپنے لئے دعوت دی اور کوفے ہی میں عبداللہ بن عبدالعزیز بن مروان سے اس کی لڑائی ہوئی جس میں اس نے اسے شکست دے کر بھگا دیا۔ عبداللہ بن معاویہ علاقہ جبال چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔

عبداللہ کے خروج اور اپنے لئے دعوت کے اسباب و واقعات

ابو مخنف کہتے ہیں کہ عبداللہ بن معاویہ نے محرم ۱۲۷ ہجری میں عبداللہ بن عمر سے بغاوت کی اور اس سے لڑا۔ عبداللہ بن معاویہ کچھ مانگنے کے لئے کوفہ میں عبداللہ بن عمر سے ملنے آیا۔ اسکا ارادہ خروج کا نہ تھا۔ یہاں اس نے حاتم بن الشرقی بن عبدالمومن بن شیث بن ربعی کی لڑکی سے شادی کر لی۔ جب یمنی اور مضری عربوں کے آپس میں تعصب و عداوت رونما ہوئی تو کوفے والوں نے اس سے درخواست کی کہ تم اپنے لئے دعوت دو کیونکہ بنو ہاشم بنو مروان سے زیادہ حکومت کے اہل ہیں اس نے خفیہ طور پر کوفہ میں دعوت شروع کر دی۔ ابن عمر اس وقت حیرہ میں تھا۔ ابن حمزۃ الخزاعی نے ابن معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی مگر ابن عمر نے اپنی تدبیروں سے اسے پھر ملا لیا اور اس نے وعدہ کیا کہ جنگ میں وہ اپنی فوج کو لے کر جنگ کئے بغیر پسپا ہو جائیگا۔ ابن معاویہ کو بھی اس قرارداد کا علم ہو گیا چنانچہ جب حریف مقابل آئے تو ابن معاویہ نے بیان کا کہ ابن حمزہ نے مجھے دھوکا دیا ہے اس نے ابن عمر سے اپنی فوج کے ساتھ پسپا ہو جانے کا وعدہ کر لیا ہے جب وہ ایسا کرے تو تم اس سے خوف زدہ نہ ہونا کیونکہ جو کچھ وہ کرے گا اس ساز باز کے مطابق کرے گا جو پہلے سے طے ہو چکی ہے۔ مگر جب مقابلہ شروع ہوا اور ابن حمزہ پسپا ہوا تو اس کو دیکھتے ہیں ابن معاویہ کے تمام طرفدار میدان سے فرار ہو گئے اور کوئی اس کا ساتھ دینے والا نہ رہا۔ اس کے بعد ابن معاویہ کوفہ واپس آ گیا۔ یہ معرکہ کوفہ اور حیرہ کے درمیان ہوا تھا، پھر یہ وہاں سے مدائن چلا گیا۔ اہل مدائن نے اس کی بیعت کر لی یہاں کچھ کوفی بھی اس سے آملے ان کے ساتھ اس نے حلوان جا کر اس پر اور علاقہ جبال پر قبضہ کر لیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ابن معاویہ نے کوفہ آتے ہی ایک جماعت تیار کر لی تھی اور ابن عمر کو اس کی سازش کا علم ہی نہیں ہوا کہ انہوں نے جبانہ میں جنگ کے لئے اپنا اجتماع کیا اور مقابلہ شروع ہو گیا۔ خالد بن قطن الحارثی اہل یمن

کا سردار تھا اس پر اصبغ بن ذولۃ الکلبی نے شامیوں کے ساتھ حملہ کیا اور خالد اور اہل کوفہ پسپا ہو گئے، مگر بنی برار اور بنی نزار میں جنگ نہ ہوئی اور یہ بغیر لڑے بھڑے واپس چلے گئے، زیدی فرقے کے پچاس آدمی ابن محرز القرشی کے مکان کی جانب لڑائی کے خال سے آئے اور سب مارے گئے۔ ان کے علاوہ اس روز اہل کوفہ میں اور کوئی نہیں مارا گیا، ابن معاویہ۔ عبداللہ بن العباس التمیمی کے ساتھ کوفہ سے مدائن آیا وہاں سے روانہ ہو کر ہین۔ ہمدان، قومس۔ اصبہان اور رے پر قابض ہو گیا، اہل کوفہ کے غلام بھی اس سے آملے۔

لڑائی کی وجہ دوسری روایت کے مطابق

ابوعبیدہ اس لڑائی کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ، حسن اور یزید بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر عبداللہ بن عمر سے ملنے آئے اور النخع میں ولید بن سعید اپنے آزاد غلام کے یہاں ٹھہر گئے، ابن عمر نے ان کی خوب آؤ بھگت کی، بہت کچھ انہیں دیا۔ اور تین سو درہم روزانہ ان کے لئے مقرر کر دیئے کچھ عرصے تک اسی طرح یہ لوگ زندگی بسر کرتے رہے، اب یزید بن الولید نے انتقال کیا، اور لوگوں نے اس کے بھائی ابراہیم بن الولید کے لئے اور اسکے بعد عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کے لئے بیعت کر لی۔ ان دونوں کی بیعت کا حکم عبداللہ بن عمر کے پاس کوفے میں آیا۔ ابن عمر نے لوگوں سے ان دونوں کے لئے بیعت لے لی اور ان کی تنخواہ میں سو سو کا اضافہ کر دیا، نیز اس نے اس کے لئے مفصلات میں احکام نافذ کر دیئے اور سب جگہ سے ان کے لئے بیعت لئے جانے کی اطلاع آ گئی، ابھی وہ انہیں معاملات کی روبراہی میں تھا کہ اسے معلوم ہوا کہ مروان بن محمد نے ابراہیم بن الولید کی بیعت نہیں کی ہے اور وہ اہل جزیرہ کو لے کر اس کے مقابلے کے لئے روانہ ہوا ہے۔ اس نے عبداللہ بن معاویہ کو اپنے پاس روک لیا مگر ان کے یومیے میں اضافہ کر دیا۔ اور اسے اس بات کے لئے تیار کر لیا کہ اگر مروان کو ابراہیم کے مقابلے میں فتح ہو تو وہ اس کے لئے بیعت کر لے گا اور بحیثیت امین اپنے ساتھ لیکر مروان کا مقابلہ کریگا۔ اب مروان کی ابراہیم سے جنگ شروع ہو گئی۔ جمہور اس سیاسی خلفشار کی وجہ سے پریشان خیال ہو گئے۔ مروان شام کے قریب پہنچ گیا۔ ابراہیم اس کے مقابلے کے لئے نکلا۔ دونوں میں جنگ ہوئی مروان نے اسے شکست دی اور فتح پائی، ابراہیم نے راہ فرار اختیار کی مگر عبدالعزیز بن الحجاج ثابت قدمی سے لڑتا رہا اور مارا گیا۔

اسماعیل کی دھوکہ بازی اور اسکا انجام

اسماعیل بن عبداللہ۔ خالد بن عبداللہ القسری کا بھائی جو ابراہیم کی فوج میں تھا بھاگ کر کوفہ آیا اس نے ابراہیم کی جانب سے اپنے لئے کوفہ کے گورنر ہونے کا جعلی فرمان بنا لیا اور یمنی عربوں سے مل کر پوشیدہ طور پر اس بات سے انہیں آگاہ کیا کہ مجھے ابراہیم بن الولید نے عراق کا گورنر مقرر کیا ہے۔ یمنیوں نے اس کے دعوے کو قبول کر لیا۔ اس کی اطلاع ابن عمر کو ہوئی۔ اس نے صبح سویرے اسے پکڑ لیا۔ ابن عمر کے ہمراہ عمر بن الغضبان بھی تھا۔ جب اسمٰعیل نے یہ حالت دیکھی اور سوچا کہ نہ اس کے پاس اصلی فرمان ہے بلکہ جس کی جانب سے اس نے فرمان بنایا تھا وہ بھی شکست کھا کر بھاگ گیا ہے وہ اپنے ارادے سے رسوائی اور مارے جانے کے خوف سے باز آیا۔ اس نے اپنے طرفداروں سے کہا کہ میں خون بہانا پسند نہیں کرتا اور مجھے پہلے یہ اندیشہ نہ تھا کہ یہ معاملہ یہاں تک طول کھینچے گا بہتر یہ ہے کہ تم لوگ

چپ ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ سب منتشر ہو گئے مگر اس نے اپنے گھر والوں سے یہ بات بیان کر دی کہ ابراہیم نے راہ فرار اختیار کی اور مروان دمشق میں داخل ہو گیا ہے۔

دوبارہ جنگ کا خطرہ

اس کے خاندان سے اس خبر نے پھوٹ کر شہرت حاصل کی، اور اب پھر فتنہ وفساد اور خانہ جنگی کا خطرہ پیدا ہوا۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ ابن عمر مضر اور ربیعہ کو تو بڑی بڑی معاشیں دیتا تھا مگر اس نے جعفر بن نافع بن القعقاع بن شور الذہلی اور عثمان بن الخیبر ی بن تیم اللات بن ثعلبہ کے سردار کو کچھ نہ دیا اور نہ ان کے مناصب کو ان کے ہم رتبہ سرداروں کے برابر کیا، یہ دونوں اس کے پاس آئے اور درشت کلامی کی، ابن عمر کو غصہ آیا اس نے ان دونوں دربار سے نکلوا دینے کا حکم دیا عبدالملک الطائی ایک پولیس افسر جو ہر وقت اس کے سامنے کھڑا رہتا تھا جا کر انہیں دھکے دئے انہوں نے بھی اسے دھکا دیا اور بہت غصے میں وہاں سے چلے آئے۔

ابن عمر کی جعفر وعثمان سے مصالحت

ثمامہ بن حوشب بن رویم الشیبانی حاضر دربار تھا وہ بھی اپنے دوستوں کی اس توہین پر ناراض ہو کر دربار سے اٹھ آیا اور یہ سب کوفہ چلے آئے۔ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب کہ ابن عمر حیرہ میں تھا۔ کوفہ آتے ہی ان لوگوں نے بنی ربیعہ کو دعوت دی تمام بنی ربیعہ مرنے مارنے کے لئے نہایت طیش وغضب میں ان کے پاس جمع ہو گئے، ابن عمر کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے اپنے بھائی عاصم کو ان کے پاس بھیجا۔ جب عاصم ان سے آ کر ملا وہ اس وقت سب کے سب دیر ہند میں مجتمع اور جنگ کیلئے تیار تھے، عاصم نے اپنے تئیں ان کے سامنے کر دیا اور کہا کہ میں حاضر ہوں جو چاہو میرے ساتھ کرو، اس کے اس ایثار سے انہیں غیرت آئی۔ انہوں نے عاصم کی تعریف وتعظیم کی اور اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر اپنے دونوں سرداروں کے پاس آئے وہ بھی خاموش ہو رہے۔ اسی رات ابن عمر نے عمر بن الغضبان کو ایک لاکھ درہم بھیجے جسے اس نے اپنی قوم بنو ہمام بن مرہ بن ذہیل بن شیبان میں تقسیم کر دیا۔ ثمامۃ بن جوشب بن رویم کو بھی ایک لاکھ بھیج دئے اس نے انہیں اپنے قوم میں تقسیم کر دیا۔ اسی طرح اس نے جعفر بن نافع بن القعقاع اور عثمان بن الخیبر ی کو دس دس ہزار بھیج دئے۔

ابن معاویہ کی بیعت

ابو جعفر کہتے ہیں کہ جب شیعوں نے اس کی کمزوری محسوس کی تو اس سے آنکھ چرا گئے، اس پر دلیر ہو گئے اور انہوں نے خیال کیا کہ اس پر غلبہ پانا بالکل آسان ہے، اس لئے اب انہوں نے عبداللہ بن معاویہ بن جعفر کے لئے لوگوں کو دعوت دی۔ عبداللہ نے اس کام کے لئے ہلال بن ابی الورد بنی عجل کے آزاد غلام کو مقرر کیا تھا، شیعوں نے ایک ہڑبونگ مچا دی اور سب مسجد میں آ کر جمع ہوئے، ہلال اس تمام کارروائی کا ناظم تھا، شیعوں نے اس کے ہاتھ پر عبداللہ بن معاویہ کے لئے بیعت کی اور پھر فوراً سب عبداللہ کے پاس آئے، اسے ولید بن سعید کے گھر سے نکال کر قصر امارت

میں لے آئے، اور عاصم بن عمر کو محل میں داخل ہونے سے روک دیا۔ عاصم اپنے بھائی عبداللہ بن عمر کے پاس حیرہ چلا گیا، کوفیوں نے ابن معاویہ سے آ کر بیعت کی ان میں عمر بن غضبان بن القبعثر ی منصور بن جمہور، اسماعیل بن عبداللہ القسر ی اور وہ شامی بھی تھے جنہیں کوفہ سے وطنی تعلق تھا، ابن معاویہ چند روز تک کوفہ میں مقیم رہا اور لوگ اس کی بیعت کرتے رہے۔ مدائن اور فم النیل کے باشندوں نے بھی اس کے لئے بیعت کر لی، جب سب لوگ جمع ہو گئے تو اس نے عبداللہ بن عمر سے حیرہ جا کر مقابلہ کرنے کے ارادے سے خروج کیا۔

ابن معاویہ اور ابن عمر کا فوجی مقابلہ کی ابتداء

عبداللہ بن عمر اپنے شامی ساتھیوں کے ساتھ اس کے مقابلے میں آیا۔ ایک شامی نے مقابلہ کی دعوت دی قاسم بن عبدالغفار العجلی اس کے مقابلے کے لئے نکلا۔ شامی نے اس سے کہا جس وقت میں نے مقابلے کے لئے دعوت دی تھی مجھے یہ خیال نہ تھا کہ بکر بن وائل کا کوئی شخص میرے مقابل آئے گا۔ بخدا میں تم سے لڑنا نہیں چاہتا بلکہ جو بات ہمیں پہنچی ہے چاہتا ہوں کہ تم سے بیان کر دوں۔ تمہارے ساتھ جتنے یمنی سردار ہیں اور منصور اور اسماعیل وغیرہ وغیرہ سب نے عبداللہ بن عمر سے ساز باز کر لی ہے۔ بنی مضر کے خطوط اس کے پاس آ چکے ہیں مگر تم بنی ربیعہ کا کوئی پیام سلام اب تک اس کے پاس نہیں آیا۔ مگر اب بھی موقع ہے کیونکہ آج تم سے جنگ نہ ہوگی البتہ کل صبح جنگ ہوگی اگر تم اپنی تباہی سے بچنا چاہتے ہو تو فوراً میرے مشورے پر عمل کر و اور عبداللہ بن عمر کی اطاعت کا عہد اس تک پہنچا دو، میں بھی ایک قیسی ہوں کل تمہارے مقابل آؤں گا اگر چاہو تو میں اپنے سردار کو تمہارا خط دے دوں گا اور اگر تم اس شخص کے وفادار رہنا چاہتے ہو جس کے ساتھ تم نے خروج کیا ہے تو اس کے نتائج سوچ لو۔ میں نے تمہارے سرداروں کا حال سب تمہیں سنا دیا ہے۔

قاسم نے واپس آ کر اپنے لشکر والوں سے یہ باتیں کہہ دیں۔

عبداللہ بن معاویہ اور عمر بن الغضبان

ابن عمر کے میمنے میں ربیعہ اور مضر تھے اور اس کے مقابلے پر ابن معاویہ کا میسرہ تھا اور اس میں بنی ربیعہ تھے، اس پر عبداللہ بن معاویہ نے کہا یہ ایک ایسی علامت ہے جس کا نتیجہ ہم کو اس وقت معلوم ہوگا جب ہم صبح کو حملہ آور ہوں گے، اگر عمر بن الغضبان چاہتا ہے تو آج ہی رات وہ مجھ سے آ کر ملے اور اگر وہ اس سازش کی وجہ سے جو اس نے کی ہے مجھ سے ملنے نہیں آیا تو سمجھ لو کہ اس میں دھوکا ہے، اور یہ بھی اس سے جا کر کہہ دو کہ قیسی جھوٹے ہیں۔ قاصد نے عمر تک یہ پیغام پہنچا دیا عمر نے جواب میں لکھ بھیجا کہ ہاں ابن عمر کا قاصد میرے پاس آیا ہے، نیز اس نے یہ بھی خواہش کی کہ ابن ماعیہ اور منصور اور اسماعیل سے پختہ وعدہ لے لے۔ اس ترکیب سے اس کی غرض یہ تھی کہ ان دونوں کو بھی اس کارروائی کا علم ہو جائے۔ مگر ابن معاویہ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ صبح ہوتے ہیں لوگوں نے جنگ کی تیاری کی۔ ابن معاویہ نے یمنی عربوں کو اپنے میمنے پر اور مضر اور ربیعہ کو اپنے میسرے پر مقرر کیا اور نقیب نے اعلان کر دیا کہ جو شخص ایک سر یا ایک قیدی گرفتار کر کے لائے گا اسکو اتنی رقم انعام دی جائیگی۔ خزانہ عمر بن الغضبان کے پاس تھا۔

جنگ

اب جنگ شروع ہوگئی۔ عمر بن الغضبان نے ابن عمر کے میمنے پر حملہ کیا اور میمنہ پسپا ہو گیا۔ منصور اور اسماعیل نے فوراً حیرہ کا رخ کیا عام لوگوں نے کوفی یمنیوں پر حملہ کر کے ان میں سے تیس سے زیادہ آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اور عباس بن عبداللہ الہاشمی بنت ملاۃ کا خاوند مارا گیا۔ عائشہ بنت الملاۃ جس نے کئی شادیاں کی تھیں اور اس کے شوہروں میں سے ایک عباس بن عبداللہ بن عبداللہ بن الحارث بن نوفل بھی تھا۔ بیان کرتی ہے کہ عباس عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کے ہمراہ عراق کی خانہ جنگی میں مارا گیا۔

ابن معاویہ کو شکست ہوئی

مبکر بن الحواری بن زیاد بھی اور لوگوں کے ساتھ مارا گیا، پھر یہ لوگ پسپا ہوئے۔ پسپا ہونے والوں میں عبداللہ بن معاویہ بھی تھا یہ قصر کوفہ میں چلا آیا مگر اس کا میسرہ جس میں بنی مضر اور ربیعہ تھے اور ان کے مقابل شامی ابھی تک میدان میں جمے رہے، اہل شام کے قلب) نے زیدیوں پر حملہ کر کے انہیں پسپا کر دیا اور یہ بھی کوفہ آ گئے اب صرف میسرے کے تقریباً پانچ سو شہسوار مقابلے پر عامر بن حبازہ، نباتہ بن حنظلۃ بن قبیصۃ، عتبہ بن عبدالرحمٰن، الثعلبی اور نصر بن سعید بن عمر الحرشی بنی ربیعہ کے پاس آئے اور عمر بن الغضبان سے کہا کہ ہمیں خوف ہے کہ لوگ آپ کے ساتھ بھی وہی کریں گے جو انہوں نے اہل یمن کے ساتھ کیا ہے بہتر یہ ہے کہ آپ لوگ واپس چلے جائیں۔ عمر نے کہا جب تک مجھے حکم نہ ملے گا میں اپنی جگہ سے نہ ٹلوں گا، انہوں نے کہا آپ کا یہ عزم آپ کے اور آپ کے ساتھیوں کے لئے کچھ بھی مفید نہ ہوگا۔ پھر وہ خود اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر اسے کوفہ میں لے آئے۔

مذکورہ جنگ سے متعلق تفصیلی روایت

عبداللہ بن عمر کا کاتب راوی ہے کہ ایک دن میں حیرہ میں عبداللہ ابن عمر کے پاس تھا کہ کسی نے آ کر کہا کہ عبداللہ بن معاویہ ایک بہت زیادہ لوگوں کے ساتھ مقابلے کے لئے سامنے آ گیا ہے۔ عبداللہ بن عمر کچھ عرصے تک سر نیچا کئے سوچتا رہا اتنے میں باورچی کا ناظم اس طرح اس کے سامنے آ کر کھڑا ہوا گویا وہ کھانا لانے کے لئے حکم کا منتظر تھا، ابن عمر نے اشارے سے کھانا لانے کا حکم دیا وہ کھانا لے آیا مگر خوف کے مارے ہماری سب کی یہ حالت تھی کہ دل نکلے پڑتے تھے اور ڈر رہے تھے کہ بس اب ابن معاویہ نے ہمیں آ لیا۔ میں غور سے اسکے چہرے کو دیکھنے لگا کہ دیکھوں کہ آیا چہرے پر کسی قسم کے تغیر کے آثار تو نمایاں نہیں مگر بخدا اس کا چہرہ جوں کا توں تھا، جب کھانا آیا تو ہم میں سے ہر دو شخصوں کے سامنے ایک خوان رکھ دیا گیا۔ چنانچہ میرے اور فلاں شخص کے درمیان ایک خوان اور اس کے اور اس کے درمیان ایک ایک خوان رکھ دیا گیا اور جتنے حاضرین مجلس تھے ان کا شمار بھی کیا گیا۔ صبح کے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد ابن عمر نے وضو کیا اور حکم دیا کہ زر نقد و اسباب باہر نکالا جائے چنانچہ سونے چاندی کے ظروف اور کپڑے تک سامنے لائے گئے اس نے اس میں سے بیشتر حصہ اپنے سپہ سالاروں کو دیدیا۔ پھر اپنے آزاد کردہ غلام کی غلام کو جسے وہ مبارک سمجھتا تھا اور اس کے نام سے فال نیک لیا کرتا تھا جس کا نام میمون، فتح یا کوئی اور ایسا ہی مبارک نام تھا بلا کر حکم دیا کہ میراہ

جھنڈا لے کر فلاں ٹیلے پر جاؤ اور اسے گاڑ دو، اپنے ساتھیوں کو وہاں جمع کرو اور تم میرے آنے تک وہیں ٹھہرے رہو، غلام نے حکم کی تعمیل کی۔ اب عبداللہ مقابلے کے لے چلا۔ ہم بھی اس کے ساتھ چلے۔ اسی ٹیلے پر آئے۔ دیکھا کہ ابن معاویہ کے ساتھیوں سے زمین سفید ہو رہی ہے۔ ابن عمر نے نقیب سے اعلان کرا دیا کہ جو شخص ایک سر لائیگا اسے پانچ سو دیئے جائیں گے۔ اس اعلان کے ساتھ ہی ایک سر اس کے سامنے لا کر ڈالا گیا اس نے فوراً لانے والے کو پانچ سو دلا دیئے، اس کے اس ایفائے عہد کا اس کی فوج پر یہ اثر ہوا کہ تھوڑی دیر میں پانچ سو سر اس کے سامنے آ گئے۔ ابن معاویہ اور اسکی فوج شکست کھا کر کوفے میں داخل ہوئی۔ اس کے ساتھیوں میں سے بھاگ کر سب سے پہلے جو شخص کوفہ پہنچا وہ ابو البلاد بنی عبس کا آزاد کردہ غلام تھا۔ اس کا بیٹا سلیمان اس کے ساتھ تھا۔ یہ شخص ایک سرگروں تھا، اہل کوفہ روزانہ ان پر اس کے اس بھاگ آنے کی وجہ سے آوازیں لگاتے تھے اس کے جواب میں یہ اپنے بیٹے کو پکارتا کہ تو اپنا کام کر اور انہیں بکنے دے۔

عبداللہ بن معاویہ کی علاقہ جبل روانگی

عبداللہ بن معاویہ کوفے کے باہر ہی باہر سے علاقہ جب چلا گیا مگر اس کے متعلق ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ ابن معاویہ اور اس کے بھائی کو کوفہ کے محل میں لے آئے، شام کو انہوں نے عمر بن الغضبان اور اس کے دوستوں سے کہا اے ربیعہ کی جماعت آپ نے دیکھا کہ لوگوں نے ہمارے ساتھ کیسا دھوکا کیا اب ہماری جانیں تمہارے ساتھ وابستہ ہیں اگر تم ہمارے ساتھ ہو کر لڑتے ہوتو ہم لڑتے ہیں اور اگر تم سمجھتے ہو کہ لوگ ہمارا اور تمہارا ساتھ چھوڑ دینگے تو اپنے اور ہمارے لئے امان لے لو جو شرائط تم اپنے لئے کرو گے انہیں پر ہم راضی ہیں۔ عمر بن الغضبان نے کہا آپ اطمینان رکھیں ہم ان دونوں باتوں میں سے ایک ضرور کریں گے۔ یہ لوگ محل میں رہے۔ زیدی شہر کے ناکوں پر تھے اہل شام صبح و شام کئی دن تک ان سے آ کر لڑتے رہتے مگر بنی ربیعہ نے اپنے، زیدیوں اور عبداللہ بن معاویہ کے لئے اس شرط پر امان حاصل کر لی کہ انہیں کوئی نہیں روکے گا وہ جہاں چاہیں چلے جائیں۔ عبداللہ بن عمر نے عمر بن الغضبان کو حکم بھیجا کہ تم قصر پر جا کر قبضہ کر لو اور ابن معاویہ کو وہاں سے نکال دو، عمر بن الغضبان نے اسے اس کے ساتھی شیعوں اور اہل مدائن، اہل سواد اور اہل کوفہ میں جو ان کے تابع ہو گئے تھے ان سب کو نکلوا دیا، عمر کے آدمی ان کو پل کے باہر کر آئے اور اب خود عمر محل میں ٹھہر گیا۔

اس سال حارث بن سریج ترکوں کے علاقے سے اس وعدہ اماں کی بنیاد پر واپس آیا جو اسے یزید بن الولید نے لکھ بھیجا تھا تو وہ نصر بن سیار کا مطیع رہا پھر اس نے نصر سے بغاوت کی اور اسکے لئے ایک بڑی جماعت نے اسکے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

حارث بن سریج کا مرو آنا اور نصر سے اس کی بغاوت

جمادی الثانی ۱۲۷ھ ہجری کے اختتام سے تین روز قبل اتوار کے دن حارث بن سریج ترکوں کے علاقے سے مرو آیا مسلم بن احوز اور دوسرے لوگ مقام کشماہش میں اس سے ملے، محمد بن الفضیل بن عطیۃ العبسی نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے آپ کے آنے سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی کیں اور وہ آپ کو پھر اسلام کے گروہ اور جماعت میں

واپس لے آیا۔ حارث نے کہا پیارے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جماعت کثیرہ اگر وہ خدا کی معصیت پر قائم ہو تو تھوڑی رہ جاتی ہے اور اسی طرح ایک چھوٹی جماعت اگر وہ اللہ کی اطاعت پر قائم ہو تو کثیر ہوتی ہے۔ آج تک میری آنکھ ٹھنڈی نہیں رہی اور جب تک اللہ کی اطاعت نہ ہو میری آنکھ ٹھنڈی نہ ہوگی۔

حارث جب مرو آیا تو اس نے کہا اے اللہ میرے اور ان کے جو تعلقات ہیں اس بارے میں میری نیت وفا کے علاوہ کچھ نہیں اگر وہ لوگ غدر کا ارادہ رکھتے ہوں تو مجھے ان کے خلاف مدد دینا۔

نصر نے اس سے ملاقت کی اسے بخارا خذاہ کے محل میں مہمان رکھا اور پچاس درہم یومیو ضیافت کے اسکے مقرر کردئے مگر یہ صرف ایک ہی قسم کا کھانا کھاتا تھا۔ نصر نے اس کے ان متعلقین کو اس کے پاس جیل میں تھے رہا کر دیا جس میں محمد بن الحارث اور الوف بن الحارث بکر کی ماں بھی تھی، جب حارث کے پاس اس کا بیٹا محمد آیا تو اس نے کہا اے اللہ تو اسے نیک و متقی بنا۔

وضاح بن حبیب بن سدیل عبداللہ بن عمر کی جانب سے نصر کے پاس آیا راستہ اسے پالا لگ گیا تھا۔ نصر نے اسے کپڑے پہنائے، اسے اپنا مہمان بنایا اور دو لونڈیاں خدمت کے لئے مقرر کردیں۔

نصر اور حارث کی ملاقات

نصر حارث سے ملنے گیا۔ اس وقت حارث کے پاس کئی شخص تھے جو اس کے سر کی جانب کھڑے تھے، نصر نے اس سے کہا جب ہم عراق میں تھے تو ہم نے آپ کے گرز کی بڑائی اور وزن کی شہرت سنی تھی میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔ حارث نے اپنے ساتھیوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہ گرز بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ ان لوگوں کے پاس ہے مگر ہاں دیکھنے کے قابل وہ اس وقت ہوتا ہے جب اسے میں ضرب لگاتا ہوں۔ اس کے گرزوں کی شامیں اٹھارہ رطل وزنی تھیں۔

حارث کیلئے تحائف

ایک مرتبہ حارث نصر سے ملنے آیا۔ اس وقت حارث اس زرہ کو پہنے ہوئے تھا جو اسے خاقان سے ملی تھی، خاقان نے اس سے کہا تھا کہ یا آپ یہ زرہ لیجئے یا اس کے عوض ایک لاکھ دینار لے لیجئے مگر حارث نے زرہ لی۔ مرزبانہ بنت قدید نصر کی بیوی نے اسے دیکھا اور ایک پرانی پوستین اپنی ایک لونڈی کے ذریعے اسکے پاس بھیجی اور کہا کہ میری طرف سے جا کر بھائی حارث کو سلام کہو اور کہو کہ آج سردی زیادہ ہے آپ اس پوستین سے اپنے آپ کو گرم کیجئے، حارث نے لونڈی سے کہا کہ میری جانب سے بہن کو سلام کہنا، اور پوچھا کہ یہ عاریت ہے یا تحفہ، اس نے کہا بطور تحفہ آپ کی نذر ہے۔ حارث نے اسے چار ہزار دینار میں فروخت کر کے اس کی رقم اپنے دوستوں میں تقسیم کردی۔

نصر کی حارث بن سریج کو پیش کش

نصر نے بھی اسے بہت سے بستر، اور ایک گھوڑا بھیجا اس نے اسے بھی بیچ کر اس کی تمام قیمت اپنے ساتھیوں کو برابر برابر دے دی، حارث ایک نمدے پر گاؤ تکیہ لگا کر بیٹھا کرتا تھا۔ نصر نے اسے کسی مقام کی ولایت اور ایک لاکھ دینار دینا چاہے مگر اس نے لینے سے انکار کردیا اور پیغام بھیجا کہ مجھے نہ دنیا کی خواہش ہے نہ اس کی لذتوں کی اور نہ میں

عرب کی شریف زادیوں سے شادی کرنے کی تمنا رکھتا ہوں میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ کتاب اللہ اور سنت پر عمل کی جائے۔ اہل خیر افضل، عامل بنائے جائیں اگر آپ اس پر عمل کرنا چاہیں تو میں آپ کے دشمن کے مقابلے میں آپ کی مدد کرنے کے لئے تیار ہوں۔

نیز حارث نے کرمانی کو خط لکھا کہ اگر نصر نے مجھ سے کتاب اللہ پر عمل پیرا ہونے اور اہل خیر وفضل کو عامل بنانے کا عہد کرلیا تو میں اسکی مدد کرونگا اور اللہ کی حکومت قائم کرونگا اور اگر اسنے ایسا کرنے سے انکار کردیا تو میں اللہ سے اس کے خلاف مدد طلب کرونگا اور تمہاری امداد کروں گا بشرطیکہ تم بھی مجھ سے عہد کرلو کہ تم سنت پر عمل کروگے اور عدل قائم کروگے۔

حارث کے لئے بیعت

جب بنو تمیم اس سے ملنے آتے تو وہ انہیں اپنے لئے دعوت دیتا چنانچہ محمد بن الحمران، محمد بن حرب بن جرفاس المنقریان، خلیل بن غزوان الحدوی، عبداللہ بن مجاعۃ اور ہبیرہ بن شراحیل العدیان' عبدالعزیز بن عبدربہ اللیثی بشر بن جرموز الضبی نہار بن عبداللہ بن الحتات المجاشعی اور عبداللہ النباتی نے اس کی بیعت کرلی۔ حارث نے نصر سے کہا تیرہ سال ہوئے کہ جب اس ظلم وستم سے تنگ آ کر میں نے اس شہر کو خیر باد کہا تھا اور اب تم پھر مجھے اسی پر آمادہ کرتے ہو۔ حارث کے پاس تین ہزار آدمی جمع ہوگئے۔

اسی سال مروان بن محمد کو دمشق میں خلیفہ بنایا گیا۔

مروان بن محمد کی خلافت کے اسباب

مروان کو بیعت کی پیشکش

جب مروان کا لشکر دمشق میں داخل ہوگیا تو ابراہیم بن الولید نے راہ فرار اختیار کی اور روپوش ہوگیا سلیمان نے بیت المال پر قبضہ کرکے اسے اپنی فوج میں تقسیم کردیا۔ اور شہر چھوڑ کر چلا گیا' ولید بن یزید کے جو غلام شہر میں تھے انہوں نے عبدالعزیز بن الحجاج کو اس کے گھر جا کر قتل کردیا۔ یزید بن الولید کی لاش قبر سے نکال کر باب الجابیہ پر سولی پر لٹکادی مروان دمشق میں داخل ہوا اور عالیہ میں ٹھہرا یہاں وہ دونوں مقتول لڑکے اور یوسف بن عمر اس کے سامنے لائے گئے مروان کے حکم سے انہیں دفن کردیا گیا ابومحمد السفیانی کو جو بھاری بھاری بیڑیوں میں مقید تھا لوگ اٹھا کر مروان کے پاس لائے' اس نے مروان کو خلیفہ کہہ کر سلام کیا۔ اب تک امیر کہہ کر اسے سلام کیا جاتا تھا۔ خلیفہ کا لفظ سن کر مروان نے اس سے کہا چپ رہو' مگر اس نے کہا ان دونوں لڑکوں کے بعد تو خلافت آپ کی ہوگئی' پھر وہ شعر سنائے جو حکم نے جیل خانے میں کہے تھے یہ دونوں لڑکے بالغ ہوچکے تھے بلکہ ان میں سے حکم کی تو اولاد بھی ہوچکی تھی اور دوسرا بھی قتل سے دوسال قبل بالغ ہوگیا تھا۔ جو شعر حکم بن الولید نے کہے تھے ان میں کا آخری شعر حسب ذیل تھا۔

فـــان اهـــلک انـــا و ولـــی عهـــدی

فـــمــــروان امیـــر الـــمـــومـــنیـــنـــا

ترجمہ: اگر میں اور میرا ولی عہد دونوں ہلاک ہوجائیں تو مروان پر امیر المومنین ہے شعر سنانے کے بعد ابو محمد نے مروان سے کہا اپنا ہاتھ لائیے ہم بیعت کریں۔

مروان کی بیعت

ان الفاظ کو مروان کے شامی ساتھیوں نے سنا سب سے پہلے معاویہ بن یزید بن حصین بن نمیر اور اہل حمص کے سرداروں نے اس کی بیعت کی مروان نے حکم دیا کہ اپنے اپنے سرعسکروں کو اختیار کرلیا جائے چنانچہ اہل دمشق نے زامل بن عمرو الجبرانی' اہل حمص نے عبداللہ بن شجرۃ الکندی کو' اہل اردن نے ولید بن معاویہ بن مروان کو اہل فلسطین نے ثابت بن نعیم الجذامی کو اختیار کرلیا جسے مروان نے ہشام کی قید سے رہائی دلائی تھی اور جس نے پھر اسی کے ساتھ آرمینیا میں بیوفائی کی تھی۔ مروان نے ان سے نہایت غلط قسمیں لے لے کر ایفائے عہد کا معاہدہ لیا اور پھر اپنے خران والے مکان میں چلا گیا۔

سلیمان بن ہشام کی اطاعت

جب شام میں سب لوگوں نے مروان کی بیعت کرلی اور یہ حران میں واقع اپنے مکان میں قیام پذیر ہوگیا تو ابراہیم بن الولید اور سلیمان بن ہشام نے اس سے امان طلب کی' مروان نے ان دونوں کو امان دیدی۔ سلیمان اس کے پاس آ گیا' یہ اس زمانے میں اپنے بھائیوں' اہل بیت 'اور اپنے ذکوانی موالیوں کے ہمراہ تدمر میں مقیم تھا اس نے مروان سے آ کر اس کی بیعت کی۔

اسی سال اہل حمص اور شامیوں نے مروان کی مخالفت شروع کردی اور مروان نے ان سے جنگ کی۔

مروان کے خلاف بغاوت

اہل شام کا بیعت سے انحراف

خلیفہ ہونے کے بعد مروان نے حبان میں اقامت اختیار کی ابھی اس واقعے کو تین ہی ماہ گزرے تھے کہ اہل شام نے اس کی مخالفت شروع کردی اور بیعت سے انحراف کیا' ثابت بن نعیم اس سازش کا بانی تھا' اس نے رابطہ کے ذریعے سے تمام کارروائی کرلی۔ جب مروان کو اس کی اطلاع ہوئی وہ خود ان کے مقابلے پر آیا۔ اہل حمص نے تدمر میں موجود کلبیوں کو بلا بھیجا۔ اصبغ بن ذوالۃ الکلبی مع اپنے تینوں بیٹوں' حمزۃ' ذوالۃ اور فرافصہ کے معاویہ السکسکی جو اہل شام کا مشہور بہادر تھا عصمہ بن المقشعر۔ ہشام بن مصاد اور طفیل بن حارثہ تقریباً ایک ہزار شہسواروں کے ساتھ ان کی مدد کے لئے روانہ ہوئے اور ۱۲۷ھ کی شب فطر کو حمص میں آ گئے، اس وقت مروان حماۃ میں تھا جہاں سے حمص صرف تیس میل کے فاصلے پر تھا۔ عید کی صبح کو اسے اس کی اطلاع ہوئی اور اب یہ تیزی سے اس سمت بڑھا۔ ابراہیم بن الولید المخلوع (جو خلافت سے علیحدہ کردیا گیا تھا) اور سلیمان بن ہشام بھی اس کے ساتھ تھے ان دونوں نے مراسلت کر کے مروان

سے امان لے لی تھی اور اب دونوں اس کے پڑاؤ میں موجود تھے' مروان ان کی تعظیم وتکریم کرتا تھا اپنے سے قریب رکھتا اور یہ دونوں وقت اسی کے ساتھ کھانا بھی کھاتے تھے اور اسی کی سواری میں اس کے ساتھ ساتھ چلتے تھے۔

مروان کا حمص پر حملہ

عید کے دو دن بعد مروان حمص پہنچا۔ کلبیوں نے شہر کے اندر سے دروازوں کو بند کر دیا تھا' مگر وہ بھی ان کے لئے تیار تھا اس کے ہمراہ اس کی سرحدی فوج تھی۔ اس کے رسالے نے شہر کو چاروں طرف سے حلقے میں لے لیا اور خود حمص کے ایک دروازے کے مقابل ٹھہر گیا، کچھ لوگ دیوار پر اس کے سامنے آئے اس کے نقیب نے ان سے دریافت کیا کہ کیوں انہوں نے اپنی بیعت سے انحراف کیا، انہوں نے کہا نہیں ہم نے انحراف نہیں کیا۔ ہم اب بھی آپ کے تابع فرمان ہیں۔ مروان نے کہا اگر تم سچ کہہ رہے ہو تو دروازہ کھول دو۔ انہوں نے دروازہ کھول دیا۔ عمرو بن الوضاع تقریباً تین ہزار وضاحیوں کو لے کر ایک دم دروازے میں داخل ہوا اور شہر کے اندر ہی انہیں مارنا شروع کیا۔ جب مروان کا رسالہ کثیر تعداد میں ان پر آ پڑا تو وہ لوگ باب تدمر کی طرف چلے اور اس نے نکل جانا چاہا مگر اس دروازے پر بھی مروان کی فوج متعین تھی انہوں نے فوراً انہیں قتل کرنا شروع کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں سے اکثر قتل کر دیئے گئے۔ اصبغ بن ذوالہ اور سکسکی بھاگے اصبغ کے بیٹے ذوالہ اور فرافصہ تیس سے زیادہ آدمیوں کے ساتھ گرفتار ہوئے۔ جب مروان کے سامنے پیش کئے گئے اس نے انہیں قتل کر دیا۔ وہ ابھی ٹھہرا ہوا تھا کہ اس نے حکم دیا کہ تمام مقتولین جمع کیے جائیں چنانچہ تقریباً پانچ یا چھ سو مقتول اکٹھا کئے گئے اور انہیں شہر کے گرد سولیوں پر لٹکا دیا گیا۔ نیز اس نے سو گز شہر کی فصیل گرا دی۔

یزید اور ابوعلاقہ کا قتل

اسی دوران اہل غوطہ دمشق پر چڑھ دوڑے اور انہوں نے اس کے حاکم زامل بن عمر کو گھیر لیا اور یزید بن خالد القسری کو اپنا امیر بنا لیا مگر اہل شہر اور ایک سردار ابو ہبار القرشی نام تقریباً چار سو آدمیوں کے ساتھ پامردی سے زائل کا ساتھ دیتے رہے' مروان نے اس کی مدد کے لئے حمص سے ابوالورد بن الکوثر بن زفر بن الحارث جس کا نام فغمراۃ تھا اور عمر بن الوضاح کو دس ہزار فوج دے کر روانہ کیا دمشق پہنچتے ہی انہوں نے محاصرین پر حملہ کر دیا۔ ابو ہبار اور اس کا رسالہ بھی شہر سے نکل کر ان پر حملہ آور ہوا اور اس نے محاصرین کو شکست دے کر بھگا دیا ان کے پڑاؤ کو لوٹ لیا اور یمنیوں کے دیہات میں سے مزہ کو جلا دیا۔ یزید بن خالد اور ابوعلاقہ اہل مزہ میں سے ایک لخمی شخص کے پاس پناہ گزیں ہوئے۔ زائل کو ان کا پتا بتا دیا گیا اس نے ان کی گرفتاری کے لئے لوگوں کو بھیج دیا اور اس سے پہلے کہ وہ دونوں اس تک پہنچیں قتل کر ڈالے گئے۔ زائل نے ان کے سروں کو حمص میں مروان کے پاس بھیج دیا۔

ثابت کا مروان کے خلاف خروج

ثابت بن نعیم فلسطینی نے خروج کیا اور شہر طبریہ کو جا گھیرا۔ ولید بن معاویہ بن مروان بن عبدالملک بن مروان کا بھتیجا اس علاقے کا حاکم تھا اس نے چند روز تک اس کا مقابلہ کیا پھر مروان نے ابوالورد کو اس کی مدد کرنے کا حکم دیا' ابوالورد چند روز کے بعد دمشق سے طبریہ کی امداد کے لئے روانہ ہوا۔ جب اہل شہر کو معلوم ہوا کہ وہ قریب آ گیا ہے تو

انہوں نے شہر سے نکل کر ثابت اور اس کی فوج پر سخت حملہ کیا' اس کے پڑاؤ کو لوٹ لیا، ثابت شکست کھا کر فلسطین واپس ہوا اور اب اس نے اپنی قوم اور فوج کو پھر جمع کیا مگر ابوالورداب اس کے مقابلے پر پہنچ گیا اور اس نے ثابت کو دوسری مرتبہ شکست فاش دی۔ اس کے تمام ساتھی بھاگ گئے اس کے تین بیٹے نعیم بکر اور عمران گرفتار ہوئے ابوالورد نے انہیں مروان کے پاس بھیج دیا۔ جب یہ اس کے پاس لائے گئے وہ دیر ایوب میں مقیم تھا۔ یہ زخمی تھے مروان نے ان کے علاج کا حکم دیا مگر ثابت بن نعیم روپوش ہو گیا۔ اور اس وجہ سے وہ رماحس بن عبدالعزیز الکنانی فلسطین کا والی مقرر کیا گیا۔ ثابت کے ساتھ اس کا بیٹا رفاعہ بن ثابت جو اس کے بیٹوں میں بدترین تھا بچ کر نکل گیا اور منصور بن جمہور سے جا ملا' منصور نے اس کی خوب آؤ بھگت کی اسے کسی علاقے کا گورنر مقرر کیا اور اپنے بھائی منظور بن جمہور کے ساتھ اسے اپنے پیچھے چھوڑ گیا۔ اس ظالم نے موقع پاتے ہی منظور کو قتل کر دیا۔

ثابت کی گرفتاری اور اسکے ہاتھ پاؤں کٹنا

منصور اس وقت ملتا جا رہا تھا اور اس کا بھائی منصورہ میں تھا اس حرکت کی خبر پاتے ہی منصور واپس پلٹا۔ اس نے رفاعہ کو پکڑ لیا' اور ایک جوف دار اینٹوں کا ستون بنوایا اس میں اسے داخل کر کے میخوں سے اسے اس ستون میں نصب کر کے اسے قتل کر دیا مروان نے رماحس کو حکم بھیجا کہ تم ثابت کی تلاش کرو اور اس کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کرنا۔ ان کے ایک ہم قوم نے اس کا پتا دے دیا۔ چنانچہ ثابت چند اور ساتھیوں سمیت گرفتار کر لیا گیا۔ اس واقعے کے دو ماہ بعد ثابت کو بیڑیوں میں جکڑا ہوا مروان کے سامنے پیش کیا گیا۔ مروان کے حکم سے اس کے اور اس کے ساتھ قید میں موجود اس کے بیٹوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے۔

اور یہ سواریوں پر لاد کر دمشق لائے گئے۔ اور جامع مسجد دمشق کے دروازے پر تشہیر کے لئے کھڑے کر دیئے گئے۔ اس تشہیر کی وجہ یہ تھی کہ مروان کو معلوم ہوا تھا کہ اہل شہر ثابت کے متعلق جھوٹی جھوٹی افواہیں اڑاتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس نے مصر پر جا کر قبضہ کر لیا ہے اور مروان کے عامل کو قتل کر دیا ہے۔

مروان دیر ایوب میں

مروان نے دیر ایوب سے آ کر اپنے دونوں بیٹوں عبیداللہ اور عبداللہ کی ولی عہدی کی بیعت لی اور ہشام بن عبدالملک کی بیٹیوں ام ہشام اور عائشہ سے ان کی شادی کر دی۔ اس تقریب میں اس نے اپنے تمام خاندان والوں کو جمع کیا جن میں عبدالملک کے بیٹوں میں سے محمد۔ سعید اور بکار تھے' اسی طرح ولید سلیمان' یزید اور ہشام وغیرہ کے بیٹے دوسرے قریش اور عرب سردار جمع تھے۔

مروان نے شام میں سے ایک مہماتی فوج بھرتی کی تنخواہیں ان کو دیں اور ہر دستہ فوج پر انہیں میں سے ایک شخص کو سردار مقرر کیا اور اس نے فوج کو یزید بن عمرو بن ہبیرہ سے جا کر ملنے کا حکم دیا۔ مروان نے اپنے شام آنے سے پہلے اس سردار کو بیس ہزار فوج کے ساتھ جس میں اہل قنسرین اور اہل جزیرہ تھے دورین جا کر اپنے آنے تک ٹھہرنے کا حکم دیا تھا اور اسے مقدمۃ الجیش کے طور پر بھیجا تھا۔

ثابت اور اسکے بیٹوں کا قتل

مروان دیر ایوب سے دمشق واپس آیا۔ اس وقت تک تدمر کے علاوہ تمام شام میں مروان کی خلافت مسلم ہو چکی تھی۔ اس نے ثابت بن نعیم اس کے لڑکوں کو قتل کر کے انہیں سولی پر لٹکا دیا۔ باغیوں میں سے صرف عمرو بن الحارث الکلبی کو مروان نے زندہ چھوڑ دیا کیونکہ اس کے متعلق بیان کیا جاتا تھا کہ اسے ثابت کی اس دولت کا پتا معلوم ہے جو اس نے کچھ لوگوں کے پاس امانت رکھ دی تھی۔

مروان دوبارہ باغیوں کے مقابلہ میں

مروان اپنی فوج کے ساتھ پھر باغیوں کی سرکوبی کے لئے بڑھا۔ علاقہ حمص میں جو تدمر سے تین دن کے فاصلے پر واقع علاقہ قسطل میں آ کر ٹھہرا۔ اسے معلوم ہوا کہ باغیوں نے اس تمام علاقے کے کنوؤں پر بڑے بڑے پتھر ڈال کر بند کر دیا ہے جو اس کے اور تدمر کے درمیان واقع تھے۔ اس وجہ سے اب اس نے اپنے اور اپنی فوج کے لئے سامان خوراک پانی چارے اور اونٹوں کا انتظام کر کے اپنے ساتھ لیا۔ ابرش بن الولید اور سلیمان بن ہشام وغیرہ نے اس سے درخواست کی کہ آپ اہل تدمر کو عذر کرنے کا موقع دیجئے اور پہلے گفتگو کر لی جائے تا کہ بعد میں انہیں کوئی حیلہ باقی نہ رہے مروان نے اس تجویز کو منظور کر لیا۔ ابرش نے اپنے بھائی عمرو بن الولید کو اہل تدمر کے پاس بھیجا اور انہیں ایک خط لکھا جس میں انہیں ڈرایا دھمکایا اور بتایا کہ اس طرح سے میں بھی ہلاک ہو جاؤں گا اور میری قوم بھی تباہ و برباد ہو جائے گی۔ مگر انہوں نے عمرو بن الولید کو نکال دیا اور اس کی بات نہ سنی اس مرتبہ خود ابرش نے مروان سے تدمر جانے کی اجازت چاہی اور یہ بھی درخواست کی کہ چند روز آپ توقف فرمائیں۔ مروان نے اسے بھی منظور کر لیا۔ ابرش نے آ کر ان سے گفتگو کی۔ انہیں ڈرایا دھمکایا اور بتایا کہ یہ تمہاری حماقت ہے کہ تم اس کے مقابلے میں آئے ہو تم میں یہ طاقت نہیں کہ تم مروان اور اس کی فوج کا مقابلہ کر سکو۔ اکثر لوگوں نے اس کی بات مان لی اور جن لوگوں نے اس کی دھمکیوں پر اعتماد نہیں کیا وہ بنی کلب کے صحرا اور ان کی چوٹیوں کی طرف بھاگ گئے۔ ان میں سکسکی، عصمہ بن المقشعر، طفیل بن حارثہ۔ معاویہ بن ابی سفیان بن یزید بن معاویہ خود ابرش کا داماد بھی تھا۔

اہل ترمذ کی اطاعت

ابرش نے مروان کو اس تمام واقعے کی اطلاع دی۔ مروان نے اسے لکھا کہ تم شہر کی فصیل منہدم کرا کر ان لوگوں کو میرے پاس لے آؤ۔ جنہوں نے تم سے بیعت کر لی ہے چنانچہ ابرش ان لوگوں کو لے کر جن میں ان کے سردار اصبغ بن ذوالہ اس کا بیٹا حمزہ اور دوسرے بہت سے سربرآوردہ لوگ تھے مروان کے پاس آ گیا مروان انہیں لے کر صحرا کے راستے سے سوریہ اور دیر اللثق کے رساتے رصافہ آیا۔ اس کے ساتھ سلیمان بن ہشام، اس کا چچا سعید بن عبدالملک، اس کے تمام بھائی۔ ابراہیم المخلوع اور ولید، سلیمان اور یزید کی اولاد میں سے اکثر افراد تھے یہ چند روز یہاں ٹھہر کر رقہ آیا۔ یہاں سلیمان نے اس سے درخواست کی کہ آپ چند روز کے لئے مجھے یہاں ٹھہرنے کی اجازت دیجئے تا کہ اس دوران اپنے موالیوں کو آراستہ کر کے تیار کروں جس سے آپ کی پشت محفوظ رہے اور پھر خود آپ کے پیچھے آتا ہوں' مروان نے اسے ٹھہر جانے کی اجازت دیدی اور خود وہاں سے چل کر فرات کے کنارے سے واسط کے قریب اس پڑاؤ

میں آ کر ٹھہرا جہاں وہ پہلے بھی ٹھہرتا تھا۔ یہاں اس نے تین دن قیام کیا پھر قرقیسیا کی طرف چلا تا کہ ابن ہبیرہ کو جو وہاں پہلے سے موجود تھا اپنے آگے ضحاک بن قیس الشیبانی الحروری سے مقابلے کے لئے روانہ کرے۔ اب ابن ہبیرہ تقریباً ان دس ہزار سپاہیوں کے ساتھ جنہیں مروان نے دیرایوب میں رصافہ آنے سے پہلے ان کے اپنے سرداروں کے ساتھ عراق میں لڑنے کے لئے بھرتی کیا تھا بڑھا۔ اس موقع پر سلیمان نے مروان کو خلافت سے علیحدہ کر دینے اور اس سے جنگ کرنے کی تحریک شروع کی۔

اسی سال ضحاک بن قیس الشیبانی کوفے میں داخل ہوا۔

ضحاک بن قیس الشیبانی خارجی کا کوفے میں داخلہ اور اس کے اسباب

سعید اور بسطام کی باہمی جنگ

اس کے اسباب کے متعلق ارباب سیر میں اختلاف ہے ایک بیان یہ ہے کہ جب ولید مارا گیا سعید بن بہدل الشیبانی الخارجی نے ملک جزیرہ میں دوسو آدمیوں کے ساتھ خروج کیا ان میں ضحاک بھی تھا' اس نے ولید کے قتل کے بعد سے اور شام میں مروان کی مشغولیت کو غنیمت سمجھ کر علاقہ کفرتوثا میں خروج کیا مگر اس کے مقابلے میں بسطام البیہسی نے بھی جو اگرچہ اس سے اختلاف رائے رکھتا تھا اتنے ہی بنی ربیعہ کے ساتھ خروج کیا اور اب دونوں ایک دوسرے کے مقابلے پر بڑھے جب دونوں فوجیں آمنے سامنے آئیں تو سعید بن بہدل نے خیبری کو جو اس کے سرداروں میں تھا اور جس نے صرف ایک سو پچاس جانبازوں کے ساتھ مروان کو شکست دی تھی اپنے مقابل کے پڑاؤ پر شب خون مارنے کے لئے روانہ کیا۔ جب یہ ان کے پڑاؤ تک پہنچا تو وہ لوگ ادھر ادھر پھر رہے تھے ان میں سے ہر ایک کو حکم تھا کہ وہ ایک سفید کپڑے سے اپنے سر کو لپیٹے رہیں تا کہ اس طرح ایک دوسرے کو شناخت کر سکیں۔ خیبری نے صبح سویرے ہی بے خبری کی حالت میں انہیں آ لیا اور قتل کرنا شروع کیا بسطام اور اس کے تمام ساتھی قتل کر ڈالے صرف چودہ آدمی اس جماعت سے بچ کر مروان سے جا ملے اس نے انہیں اپنی باقاعدہ فوج میں شامل کر لیا اور انہیں میں سے مقاتل نامی ایک شخص کو جس کی کنیت ابوالنعشل تھی ان کا افسر مقرر کر دیا۔ اس کے بعد سعید بن بہدل کو معلوم ہوا کہ عراق میں انتشار و خلفشار پیدا ہو گیا ہے اور اہل شام باہمی اختلاف میں مشغول ہیں ان میں سے کوئی عبداللہ بن عمر کی معیت میں اور کوئی نصر بن سعید الحرشی کی معیت میں ایک دوسرے سے دست و گریبان ہے وہ عراق روانہ ہوا۔

جو شامی یمنی تھے وہ حیرہ میں عبداللہ بن عمر کے ساتھ تھے اور مضری کوفے میں ابن الحرشی کے ساتھ تھے اور یہ آپس میں صبح و شام لڑتے رہتے تھے سعید بن بہدل نے سفر میں طاعون کی بیماری میں انتقال کیا۔ اس نے ضحاک بن قیس کو اپنے بعد خارجیوں کا سردار مقرر کیا۔ اس کی ایک بیوی تھی جس کا نام حوما تھا۔

خارجیوں سے جنگ

ضحاک کے پاس تقریباً ایک ہزار کی جماعت تیار ہو گئی' یہ کوفے چلا علاقہ موصل سے گزرا موصل اور اہل

جزیرہ میں سے تقریباً تین ہزار آدمی اوراس کے پاس جمع ہو گئے ۔اس وقت نضر بن سعید الحرشی مضریوں کے ساتھ کوفہ پر قابض تھا اور عبداللہ بن عمر یمنی عربوں کے ساتھ حیرہ میں تھا، یہ دونوں گروہ ایک دوسرے سے سخت تعصب برتتے تھے اور حیرہ اور کوفہ کے درمیان لڑتے رہتے تھے۔

جب ضحاک اپنی فوج لئے ہوئے کوفہ کے قریب پہنچ گیا تو ابن عمر اور حرشی نے آپس میں مصالحت کرلی اور اب یہ دونوں متحد ہو کر ضحاک کے مقابلے کے لئے تیار ہو گئے ۔انہوں نے کوفہ کے گرد خندق کھود لی اس وقت ان کے پاس تیس ہزار شامی پورے سامان حرب وضرب سے آراستہ وپیراستہ موجود تھے نیز اہل قنسرین کا ایک سردار عباد بن الغزیل نام تقریباً ایک ہزار بہادروں کے ساتھ موجود تھا' جسے مروان نے ابن الحرشی کی مدد کیلئے بھیجا تھا۔غرضیکہ اب یہ خارجیوں کے مقابل آئے اور جنگ شروع ہوئی۔اس روز عاصم بن عمر بن عبدالعزیز اور جعفر بن عباس الکندی مارے گئے اور خارجیوں نے انہیں بری طرح شکست دی۔عبداللہ بن عمر یمنیوں کے ساتھ واسط چلا گیا۔اور نصر بن الحرشی مضریوں اور اسماعیل بن عبداللہ القسری کے ساتھ مروان کے پاس جانے کے لئے روانہ ہوا۔ضحاک اور اس کی جماعت نے کوفہ اور اس کے سارے علاقے پر قبضہ کرلیا اور سواد میں لگان وصول کیا۔

ضحاک نے اپنے ایک شخص ملحان نام کو دو سو شہسواروں کے ساتھ کوفہ پر اپنا جانشین چھوڑا اور خود بڑی جماعت کے ساتھ عبداللہ بن عمر کے مقابلے کے لئے واسط کی طرف بڑھا۔اور واسط ہی میں سردار عطیہ التغلبی تھا جو خارجیوں کا شدید دشمن تھا جب اسے محاصرے کا خوف پیدا ہوا وہ فوراً اپنی قوم کے ستر یا اسی جواں مردوں کے ساتھ مروان کے پاس جانے کے لئے روانہ ہو گیا۔یہ قادسیہ پر سے گزر رہا تھا کہ ملحان کو اس کی آمد کی اطلاع ہوگئی' وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کو روکنے کے لئے لپکا اور سیجین کے پل پر اسے آلیا مگر ملحان اتنی تیزی سے اس مقام پر پہنچا تھا کہ اس کے ساتھ صرف تیس آدمی آسکے تھے مگر پھر بھی یہ اس سے لڑ پڑا۔عطیہ نے اسے اور اس کے ساتھیوں میں سے بہت سوں کو قتل کر دیا جو بچے وہ بھاگ کر کوفے آگئے عطیہ اور اس کے ساتھی مروان سے جاملے۔

دوسری روایت

دوسری روایت یہ ہے کہ سعید بن بہدل المری کے مرنے کے بعد خارجیوں نے ضحاک کے ہاتھ پر بیعت کرلی یہ شہرزور میں ٹھہرا رہا۔ ہر طرف سے خارجی اس کی طرف دوڑ پڑے یہاں تک کہ اس کے پاس چار ہزار کا مجمع ہو گیا۔یہ اتنی بڑی تعداد تھی جو اس سے پہلے کسی خارجی سردار کو نصیب نہ ہوئی تھی' اب یزید بن الولید نے انتقال کیا عبداللہ بن عمر عراق پر اس کا عامل تھا مروان نے آرمینیا سے جزیرہ اتر کر نضر بن سعید کو عراق کا عامل بنا دیا جو ابن عمر کے سرداروں میں منسلک تھا' یہ کوفہ آیا ابن عمر حیرہ میں مقیم تھا مضری نضر کے طرفدار تھے اور یمنی ابن عمر کے چار ماہ ان دونوں میں جنگ ہوئی پر مروان نے ابن الغزیل کو نضر کی امداد کے لئے بھیجا۔

اب ضحاک ۱۲۷ھ میں کوفہ کی طرف بڑھا ابن عمر نے نضر کی طرف پیغام بھیجا کہ اس کا مقصد میرے اور تمہارے سوا اور کوئی نہیں بہتر یہ ہے کہ ہم دونوں اس کے مقابلے کے لئے متحد ہو جائیں۔وہ دونوں اس کے مقابلے کے لئے متحدہ طور پر آمادہ ہو گئے۔ابن عمر تل الفتح پر آکر ٹھہرا ضحاک سامنے آیا اور اس نے فرات کو عبور کرنا چاہا۔ابن عمر نے حمزۃ بن الاصبغ بن ذوالۃ الکلبیکو روانہ کیا تا کہ وہ ضحاک کو فرات نہ عبور کرنے دے مگر عبیداللہ بن العباس الکندی نے ابن عمر سے کہا کہ

اسے عبور کرآنے دیجئے کیونکہ اس وقت اس کے روکنے سے عبور کرآنے کی صورت میں ہمارے لئے ان کا مقابلہ زیادہ آسان ہے۔ ابن عمر نے حمزہ کو حکم بھیجا کہ وہ اسے نہ روکے اب ابن عمر کوفہ آ گیا اور یہ مسجد امیر میں اپنے طرفداروں کو نماز پڑھاتا تھا نضر بن سعید بھی کوفہ کی ایک سمت میں ٹھہرا اور یہ وہیں اپنے طرفداروں کو نماز پڑھاتا تھا مگر یہ دونوں ایک جگہ جمع نہ ہوتے تھے اور نہ نضر ابن عمر کے ہمراہ نماز پڑھتا البتہ یہ ایک دوسرے سے جنگ بھی نہیں کر رہے تھے بلکہ ضحاک کے مقابلے کے لئے متحد طور پر تیار تھے۔

حمزہ کے واپس جانے کے بعد ضحاک نے فرات کو عبور کیا بروز بدھ رجب ۱۲۷ھ یہ نخیلہ آ کر قیام پذیر ہوا۔ مگر اس سے پہلے کہ یہ پوری طرح اپنے مورچے قائم کرے ابن عمر اور نضر کے شامی طرفداروں نے بڑی چابک دستی سے ان پر حملہ کر کے ان کے چودہ آدمی اور تیرہ عورتیں قید کر لیں، اب ضحاک نے باقاعدہ پڑاؤ کیا اپنی فوج کی ترتیب قائم کی۔ آرام کیا اور دوسرے دن جمعرات کی صبح کو مقابلے کے لئے میدان میں آیا۔ فریقین میں دید جنگ ہوئی۔ ابن عمر اور اسکی فوج نے شکست کھائی۔ خارجیوں نے اس کے بھائی عاصم کو قتل کر دیا بزدون بن مرزوق الشیبانی نے اسے قتل کیا۔ بنوالاشعث بن قیس نے اپنے مکانوں میں اسے دفن کر دیا۔ نیز خارجیوں نے جعفر بن العباس الکندی عبداللہ کے بھائی کو بھی قتل کر دیا جو ابن عمر کا پولیس افسر تھا۔ عبدالملک بن علقمہ بن عبدالقیس نے اسے قتل کیا تھا جب عبدالملک نے اسے پیچھے سے آلیا تو اس نے شاشلہ نامی اپنے ایک چچازاد بھائی کو اپنی مدد کے لئے پکارا اس نے عبدالملک پر حملہ کیا مگر ایک اور خارجی نے اس پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس کے سر کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

ابو سعید جو ابن عمر کی فوج میں تھا کہتا ہے کہ میں نے شاشلہ کو دیکھا تھا معلوم ہوتا تھا کہ گویا اس کے دو چہرے ہیں، عبدالملک نے جعفر کے سینے پر سوار ہو کر اسے بالکل ذبح کر ڈالا۔

دوبارہ حملہ

ابن عمر کی فوج نے شکست کھائی خارجی ہماری خندقوں تک بڑھ آئے اور رات تک وہاں ٹھہرے رہے پھر واپس چلے گئے۔ پھر دوسرے دن جمعہ کی صبح وہ ہمارے مقابل آئے مگر ابھی پوری طرح مقابلہ بھی نہیں ہوا تھا کہ ہم شکست کھا کر اپنی خندقوں میں چلے آئے، ہفتہ کے دن صبح کو پھر انہوں نے ہم پر حملہ کیا اس حملے کے ساتھ ہی لوگ کھسکنے اور واسط کی طرف بھاگنے لگے اور انہوں نے اپنے مقابل کے ساتھ ایسے شدید دشمن کو پایا جس سے کبھی پہلے سابقہ نہ پڑا تھا وہ ایسے معلوم ہوتا تھے گویا شیر ہیں جو اپنے بچوں کیلئے دفاع کر رہے ہیں۔ ابن عمر اپنے ساتھیوں کو دیکھنے گیا، معلوم ہوا کہ وہ رات ہی کو فرار ہو چکے ہیں اور ان میں سے بڑی جماعت واسط چلی گئی ہے، جو لوگ واسط چلے گئے ان میں نضر بن سعید، اسماعیل بن عبداللہ، منصور بن جمہور، اصبغ بن ذوالتہ اس کے دونوں بیٹے حمزہ اور ذوالتہ، ولید بن حسان الغسانی اور تمام دوسرے سردار تھے، مگر صرف ابن عمر اپنے بقیہ ساتھیوں کے ساتھ وہیں جما رہا۔ اور اس نے اپنی جگہ نہ چھوڑی۔

انتظامی تبدیلیاں

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ عبداللہ نے عراق کا گورنر مقرر ہونے کے بعد عبیداللہ بن العباس الکندی کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا اور عمرو بن الغضبان بن القبعثری کو اپنا کوتوال بنایا۔ یہ دونوں اپنی خدمات پر تھے کہ یزید بن الولید نے انتقال

کیا اور ابراہیم بن الولید خلیفہ ہوا، اس نے ابن عمر کو عراق کی ولایت پر برقرار رکھا اور اب اس نے اپنے بھائی عاصم کو کوفے کا حاکم مقرر کیا مگر ابن الغضبان کو کوتوال ہی رہنے دیا۔ یہ لوگ اپنی خدمات پر مامور تھے کہ عبداللہ بن معاویہ نے خروج کیا اور اس شورش میں ابن الغضبان کی وفاداری متزلزل ہوگئی۔

اس معاملے سے فراغت کے بعد ابن عمر نے عمر بن عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب کو کوفے کا حاکم مقرر کیا اور حکم بن عتبہ الاسدی الشامی کو کوتوال مقرر کیا۔ پھر ابن عمر نے عمر بن عبدالحمید کو کوفے کی حکومت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ ابن الغضبان کو مقرر کیا مگر حکم بن عتبہ اب تک کوتوال تھا۔ پھر اس نے عمر بن الغضبان کو کوفے کی حکومت سے علیحدہ کر کے پہلے ولید بن حسان الغسانی کو پھر اسماعیل بن عبداللہ القسری کو اور کوتوالی پر ابان بن الولید کو مقرر کیا، پھر اسماعیل کو علیحدہ کر کے عبدالصمد بن ابان بن النعمان بن بشیر الانصاری کو مقرر کیا پھر اسے بھی ہٹا کر عاصم بن عمر کو مقرر کیا اور اسی کے دور میں ضحاک بن قیس الشیبانی کوفہ آیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب ضحاک کوفہ آیا اس وقت اسماعیل بن عبداللہ القسری قصر کوفہ میں تھا اور عبداللہ بن عمر حیرہ میں تھا اور ابن الحرشی دیر ہند میں تھا۔ ضحاک نے کوفے پر قبضہ کر کے ملحان بن معروف الشیبانی کو اس کا حاکم مقرر کیا اور صفر الحنظلی خارجی اس وقت کوفے کا کوتوال تھا ابن الحرشی شام جانے لگا ملحان نے اسے روکا۔ ابن الحرشی نے ملحان کو قتل کر دیا اور اب ضحاک نے حسان کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا اور اس نے اپنے بیٹے حارث کو کوتوال بنایا۔

بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن عمر کہا کرتا تھا کہ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ عین بن عین بن عین۔ میم بن میم بن میم بن میم کو قتل کریگا اور خود اسے یہ خیال تھا کہ وہی اس میم کو قتل کریگا حالانکہ اسی کو عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب نے قتل کیا۔

ابن عمر کا واسط کی طرف بھاگنا

جب ابن عمر کے دوسرے ساتھی شکست کھا کر حیرہ بھاگ گئے تو اس کے پاس سے ساتھیوں نے اس سے کہا کہ ساری فوج بھاگ چکی ہے اب آپ کیوں یہاں ٹھہرتے ہیں، اس نے کہا میں غور وخوض کر رہا ہوں وہ دو روز مزید ٹھہرا رہا مگر جس پر اس کی نظر پڑی اسے بھگوڑا ہی پایا کیونکہ ان کے دلوں پر خارجیوں کا رعب بیٹھ گیا تھا اس صورت حال کو دیکھ کر اس نے بھی واسط کی طرف کوچ کا حکم دے دیا۔ خالد بن الغزیل اپنی فوج کو جمع کر کے مروان کے پاس چلا گیا جو جزیرے میں مقیم تھا عبیداللہ بن العباس الکندی نے جب اپنی فوج کی یہ حالت دیکھی اسے خود اپنی جان کی پڑی اور اس نے ضحاک کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اسی کی لشکرگاہ میں جا رہا اس پر ابوالعطاء السندی نے تعریضاً کچھ شعر کہے۔

جنگ کا دوبارہ آغاز

ابن عمر واسط میں یمنی عربوں کے درمیان حجاج بن یوسف کے مکان میں آکر ٹھہرا اور نضر اور اس کا بھائی سلیمان (جو دونوں سعید کے بیٹے تھے) حنظلہ بن نباتہ مع اپنے دونوں بیٹوں محمد اور نباتہ کے مضری عربوں میں آکر ان کی دائیں جانب (اگر تم بصرے سے جاؤ) قیام پذیر ہوئے، انہوں نے کوفے اور حیرہ کو خارجیوں کے لئے خالی کر دیا اور یہ دونوں شہر ان کے قبضے میں چلے گئے، اور اب پھر ابن عمر اور نضر بن سعید الحرشی میں وہی جنگ شروع ہوئی جو ضحاک کے

آنے سے پہلے ہو رہی تھی۔

نضر کا یہ مطالبہ تھا کہ ابن عمر مروان کے حکم کے مطابق عراق کی گورنری اس کے حوالے کر دے، ابن عمر اس بات کو تسلیم نہیں کرتا تھا۔ یمنی اس کے ساتھ تھے اور مضری نضر کے ساتھ، اس جتھا بندی کی وجہ یہ تھی کو چونکہ ولید نے خالد بن عبداللہ القسری کو یوسف بن عمر کے حوالے کر دیا تھا جسے اس نے قتل کر دیا اس لئے یہ یمنی ولید کی مخالفت میں یزید الناقص کے طرفدار ہو گئے اور بنی قیس اس لئے مروان کا ساتھ دے رہے تھے کہ یہ ولید کے خون کا بدلہ لینا چاہتا تھا ولید کے ننھیالی رشتہ دار قیس اور ثقیف تھے اس کی ماں زینب بنت محمد بن یوسف حجاج کی بیٹی تھی۔

اس جنگ کے دوبارہ آغاز ہوتے ہی ضحاک کوفے میں آ گیا۔ اس نے ملحان الشیبانی کو شعبان ۱۲۷ھ ہجری میں کوفہ کا حاکم مقرر کیا اور اب خود خارجیوں کی پہلی سے کم تعداد کے ہمراہ ابن عمر اور نضر کے تعاقب میں روانہ ہوا اور باب المضمار کے سامنے ڈیرے ڈالے۔ اس کے آتے ہی اب پھر حسب سابق ان دونوں نے آپس میں جنگ موقوف کر کے متحدہ طور پر اس کے مقابلے کی ٹھانی، اب یہ صورت تھی کہ نضر اس کے سردار اور اس کے ساتھ ابن کے ساتھ میں پل کو عبور کر کے ضحاک سے لڑتے پھر اپنے مقام پر واپس آ جاتے مگر ایک جگہ قیام نہیں کرتے۔ ماہ شعبان۔ رمضان اور شوال اسی طرح گزرے، ایک روز جو جنگ شروع ہوئی تو اس نے شدید صورت اختیار کر لی۔ منصور بن جمہور نے ضحاک کے ایک سردار عکرمہ بن شیبان پر جس کی خارجیوں میں بڑی قدر و منزلت تھی باب القورج پر ایسا وار کیا کہ اس کے دو کر دئے۔ ضحاک نے اپنے ایک دوسرے سردار شوال الشیبانی کو بلا کر حکم دیا کہ باب الزاب کو جا کر آگ لگا دو کیونکہ محاصرے کا لمبا ہونا اب ہم پر گراں ہو رہا ہے۔ شوال اور خیبری (یہ بھی شیبانی تھا) اپنے رسالے کو لے کر اس کام کے لئے چلے عبدالملک بن علقمہ انہیں ملا اور اس نے پوچھا کہاں جاتے ہو۔ شوال نے کہا باب الزاب جا رہا ہوں کیونکہ امیر المومنین نے ایسا حکم دیا ہے۔ عبدالملک نے کہا میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں، چنانچہ یہ بھی اس کے ساتھ ہو لیا اگر اس نے معمولی لباس پہن رکھا تھا اور اس پر زرہ نہ تھی، یہ بھی ضحاک کے سرداروں میں تھا اور بڑا ہی بہادر اور کڑا تھا۔

عبدالملک بن علقمہ کا قتل

غرض یہ کہ انہوں نے اس دروازے پر پہنچ کر اسے آگ لگا دی۔ ابن عمر نے منصور بن جمہور کو چھ سو کلبی سواروں کے ساتھ ان کے مقابلے پر بھیجا اور اب ان کا ان کا مقابلہ شروع ہوا۔ نہایت شدید جنگ ہوئی عبدالملک بن علقمہ زرہ پہنے بغیر ان پر برابر حملہ کرتا جاتا تھا اور اس نے کئی کلبیوں کو قتل کیا منصور بن جمہور کی اس پر نظر پڑی تو غصے کی شدت کی وجہ سے وہ آپے سے باہر ہو گیا اور اس نے جھپٹ کر اسکے شانے پر ایک ہی ایسا وار کیا کہ تلوار کمر کے نیچے تک اتر گئی اور وہ مردہ زمین پر گر پڑا۔ ایک خارجی عورت دوڑتی ہوئی منصور کے سامنے آئی اور اس کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر کہنے لگی اے فاسق تو امیر المومنین کے پاس چل اور ان کی دعوت پر لبیک کہہ، اس نے اس کے ہاتھ پر تلوار ماری یا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے اس کے گھوڑے کی لگام جو اس کے ہاتھ میں تھی تلوار سے کاٹ دی اور خود بھاگ گیا۔ خیبری اس کی تلاش میں شہر میں گھس گیا مگر منصور کے ایک کلبی چچازاد بھائی نے اسے روکا۔ خیبری نے تلوار سے اس کا بھی کام تمام کر دیا۔ یہ شخص شاہان فارس کی اولاد میں ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔

منصور بن جمہور کا ابن عمر کو مشورہ

منصور نے ابن عمر سے کہا جیسے بہادر یہ خارجی ہیں میں نے کسی اور کو ایسا نہیں پایا آپ ان سے لڑ کر انہیں مروان سے کیوں روک رہے ہیں آپ ان سے کیوں صلح نہیں کر لیتے کہ یہ ہمارا پیچھا چھوڑ کر مروان کی طرف جائیں تاکہ ان کی شجاعت و شدت کا خمیازہ اسے بھگتنا پڑے آپ یہیں کچھ دن تک ٹھہر جائیں اور ان کے اس مقابلے کا نتیجہ دیکھیں اگر انہوں نے اس پر فتح پائی تو آپ کا مقصد حاصل ہے اور پھر آپ کو ان سے بھی کوئی خطرہ نہ رہے گا اور اگر مروان کو ان پر فتح ہوئی اور پھر آپ نے اس کی مخالفت اور اس سے لڑنا چاہا تو آپ اپنی پوری طاقت اور آرام و اطمینان کے ساتھ اس کا مقابلہ کر سکیں گے اسکے علاوہ ان کا مروان سے مقابلے کا معاملہ لمبا ہو جائیگا بلکہ یہ اسے اور الجھنوں میں بھی پھنسا دیں گے۔

ابن عمر نے کہا اس معاملے میں جلدی نہ کرو ذرا ہمیں سوچنے دو، منصور نے کہا اس کارروائی میں سوچنے کی کیا ضرورت ہے آپ میں یہ طاقت نہیں ہے کہ آپ ان کی موجودگی میں کچھ کر سکیں اور نہ آپ اپنی جگہ قائم رہ سکتے ہیں اگر ہم نے ان کا میدان میں مقابلہ کیا تو ہم ان کے سامنے ٹھہر نہیں سکتے، اس لئے اب ہمیں انتظار کی کیا ضرورت ہے مروان اس وقت مزے سے زندگی بسر کر رہا ہے کیونکہ ہم نے ان کی طاقت کو اپنے سے الجھا کر انہیں اس کے مقابلے سے روک رکھا ہے، میں تو ان سے جا کر ملتا ہوں۔

چنانچہ منصور ان کی صفوں کے برابر آ کر کھڑا ہوا اور آواز دی کہ میں تمہارے پاس آنا چاہتا ہوں تاکہ اسلام لاؤں اور کلام اللہ کو سنوں۔ یہی دو شرائط تھیں جو خارجی اپنے مخالفین کے سامنے پیش کرتے تھے۔ منصور ان کے پاس گیا۔ ان سے بیعت کی اور کہا کہ میں مسلمان ہو گیا، خارجیوں نے اس کے لئے کھانا منگوایا اس نے کھانا کھایا پھر منصور نے پوچھا وہ کون شہسوار تھا جس نے جنگ زاب یعنی جنگ ابن علقمہ میں میرے گھوڑے کی باگ پکڑی تھی۔ اس نے اس سے کہا کیا تو ہی منصور ہے، منصور نے کہا ہاں۔ اس نے کہا تیری تلوار کا برا کرے جو اس کے متعلق بیان کیا جاتا تھا اس کا تو کوئی اثر دیکھنا نہ گیا کیونکہ بخدا اس نے کوئی اثر نہ کیا، اس سے اس کی مراد یہ تھی کہ جب اس نے اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی تو اسے خیال تھا کہ وہ قتل کر دی جائیگی اور سیدھی جنت الفردوس چلی جائیگی، منصور کو اس وقت یہ بات معلوم نہ تھی کہ یہ عورت ہے۔ اس نے امیر المومنین سے درخواست کی کہ آپ اس کی میرے ساتھ شادی کر دیجئے اس نے کہا اس کا شوہر موجود ہے یہ عبداللہ بن سوار الغلغی کی بیوی تھی۔

آخر کار آخر شوال میں عبداللہ بن عمر نے بھی خارجیوں سے جا کر بیعت کر لی۔

اسی سال سلیمان بن ہشام بن عبدالملک بن مروان نے مروان بن محمد کی بیعت سے انحراف کیا اور اس کا مقابلہ کیا اس کے واقعات درج ذیل ہیں۔

سلیمان بن ہشام کی مروان سے مخالفت اور جنگ

جب مروان رصافہ سے رقہ آیا تا کہ ابن ہبیرہ کو ضحاک بن قیس الشیبانی سے جنگ کے لئے عراق بھیجے تو سلیمان بن ہشام نے اپنے حالات و معاملات درست کرنے کے لئے چند روز ٹھہرنے کی اس سے اجازت طلب کی جسے اس نے منظور کر لیا' اور خود مروان اس دس ہزار فوج کے ساتھ جسے اس نے دیر ایوب میں عراق میں لڑنے کے لئے

انہیں کے سرداروں کی زیر قیادت تیار کیا تھا اپنے سفر پر روانہ ہو گیا' جب یہ لوگ رصافہ پہنچے تو انہوں نے سلیمان کو بھڑکایا کہ تم مروان کی بیعت سے انحراف کرو اور اس سے لڑو اور کہا کہ شامی تمہیں زیادہ پسند کرتے ہیں اور زیادہ خلافت کا اہل سمجھتے ہیں سلیمان کو بھی شیطان نے ڈگمگا دیا اور اس نے ان کی دعوت کو قبول کر لیا اور اب اپنے بھائیوں بیٹوں اور موالیوں کے ہمراہ نکل کر علیحدہ چھاؤنی ڈال لی اور پھر سب کو لے کر قنسرین چلا اور جہاں جہاں شامی تھے انہیں اپنے لئے دعوت دی چنانچہ ہر سمت اور ہر چھاؤنی سے شامی اس کے پاس بھاگ بھاگ کر چلے آئے۔

سلیمان اور ہشام کے متعلقین قلعہ میں

مروان قرقیسیا کے سامنے پہنچ چکا تھا مگر سلیمان کی طرف واپس پلٹا۔ البتہ اس نے ابن ہبیرہ کو حکم بھیج دیا کہ وہ اس وقت تک دورین میں ٹھہرا رہے جب تک کہ یہ خود واسط نہ پہنچ جائے۔ مقام منی میں سلیمان کے موالی اور ہشام کے بیٹے سب جمع ہو کر اپنے بیوی بچوں سمیت قلعہ کامل میں قلعہ بند ہو گئے مروان نے ان سے پچھوایا کہ تم نے اس قدر عہد و پیمان کے باوجود میری بیعت سے انحراف کیوں کیا انہوں نے کہا چونکہ سلیمان نے تمہاری بیعت سے علیحدگی اختیار کی ہے اس لئے ہم نے بھی ایسا کیا ہے۔ مروان نے انہیں ڈرایا دھمکایا کہ وہ ہرگز ہرگز اس کی فوج والوں میں سے کسی سے کوئی تعارض نہ کریں ورنہ انہیں اس کے ہاتھوں نقصان پہنچے گا ان کا خون مباح ہو جائے گا اور پھر کوئی امان انہیں نہ دی جائے گی۔ انہوں نے جواب دیا ہم کسی سے کوئی تعارض نہ کریں گے۔

مروان تو چلا گیا اور اس جماعت نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ قلعے سے نکل کر مروان کے ساتھیوں میں سے جو پیچھے رہ جاتا یا اس کی فوج کا اکا دکا سپاہی جو انہیں ملتا اس پر حملہ کرتے ان کے گھوڑے ہتھیار چھین لیتے جب مروان کو اس کا علم ہوا وہ غصے سے ان پر دانت پیسنے لگا۔

سلیمان اور مروان کی فوجی جنگ

سلیمان کے پاس تقریباً ستر ہزار شامی اور ذکوانی وغیرہ جمع ہو گئے اس نے بنی زفیر کے فساف نامی ایک گاؤں واقع علاقہ قنسرین میں چھاؤنی ڈالی۔ جب مروان اس کے قریب آیا تو اس نے سکسکی کو سات ہزار فوج کے ساتھ آگے بڑھایا مروان نے بھی عیسیٰ بن مسلم کو اتنی ہی فوج کے ساتھ اس کے مقابلے پر روانہ کیا دونوں حریفوں کے پڑاؤ کے درمیان ان فوجوں میں شدید جنگ ہوئی یہاں تک کہ اب سکسکی اور عیسیٰ بن مسلم کا ایک دوسرے سے مقابلہ ہوا یہ دونوں کے دونوں بڑے بہادر اور خوب تلوار چلانے والے تھے نیزہ بازی شروع ہوئی دونوں کے نیزے ٹوٹ گئے اور ان دونوں نے تلواروں سے ایک دوسرے پر وار کرنا شروع کیا۔ سکسکی نے عیسیٰ کے گھوڑے کی پیشانی پر تلوار ماری جس سے اس کی لگام اس کے سینے پر آ گری اور گھوڑا سوار کو لے کر چکر کھا گیا سکسکی نے آگے بڑھ کر گرز کے ایک ہاتھ سے اسے زمین پر گرا دیا اور اتر کر اسے قید کر لیا۔

سلیمان کی شکست

اب ایک انطاکیہ کا دلاور سلساق نام جو صقالیہ کا سردار تھا سکسکی کے مقابلے پر آیا اس نے اسے بھی پکڑ لیا۔

مروان کے مقدمۃ الجیش نے شکست کھائی۔ وہ بڑھتا چلا جارہا تھا کہ اسے اس ہزیمت کی اطلاع ہوئی اس نے اس کی کوئی پروانہ کی اور اسی ترتیب سے بڑھتے بڑھتے سلیمان تک پہنچا۔ یہ بھی اس کے مقابلے کے لئے تیار ہی تھا اور کسی انتظار کے بغیر جنگ شروع ہوگئی سلیمان اور اس کی فوج نے شکست کھائی مروان کے دستے نے ان کا تعاقب کر کے انہیں قتل واسیر کرنا شروع کیا اور اسی طرح وہ ان کے پڑاؤ تک پہنچے اور اسے لوٹ لیا۔ مگر مروان اپنی جگہ ٹھہرا رہا نیز اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو بھی اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہنے کا حکم دیا اسی طرح کوثر اس کا کوتوال بھی وہیں ٹھہرا رہا۔ پھر مروان نے حکم دیا کہ غلام کے علاوہ جو قیدی ہاتھ آئے اسے قتل کر دیا جائے چنانچہ اس روز سلیمان کی فوج کے تیس ہزار آدمی قتل کر دیئے گئے۔

سلیمان کے ماموں کا قتل

ابراہیم بن سلیمان اس کا بڑا بیٹا بھی اس جنگ میں ہشام بن عبدالملک کا ماموں خالد بن ہشام المخزومی جو ایک بہت ہی موٹا آدمی تھا مروان کے پاس لایا گیا یہ سانس کے پھول جانے سے ہانپ رہا تھا۔ مروان نے اس سے پوچھا اے فاسق کیا مدینے کی شراب اور لونڈیاں تیرے لئے کافی نہ ہوئیں جو تو اس سور کے ساتھ مجھ سے لڑنے آیا اس نے کہا امیر المومنین وہ زبردستی مجھے اپنے ساتھ لے آیا تھا۔ میں آپ کو اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ دیتا ہوں۔ مروان نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے اس نے تجھ پر جبر کیسے کیا؟ تو کنیزوں مشک کے باجے اور بربط کے ساتھ اس کے پڑاؤ میں موجود تھا۔ مروان نے اسے قتل کر دیا۔

قیدیوں میں سے اکثر نے اپنے آپ کو غلام بتایا۔ مروان نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ جو اور لونڈی غلام سلیمان کے پڑاؤ سے اسے ملے تھے ان کے ساتھ انہیں بھی گرفتار کر دیا۔ سلیمان شکست کھا کر حمص آیا اس کے دوسرے شکست خوردہ ساتھی بھی اس سے آملے اس نے انہیں پھر باقاعدہ ترتیب دیا اور حمص کی جن فصیلوں کو مروان کے حکم سے گرا دیا گیا تھا اس نے انہیں پھر بنایا۔

مروان کا قلعہ کابل پر حملہ

مروان نے سلیمان کی شکست ہی کے دن اپنے سرداروں اور سرحدی فوج کو صرف رسالے کے ساتھ قلعہ کامل کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ اس سے پہلے کوئی خبر قلعے والوں کو معلوم ہو تم اس سے پہلے وہاں پہنچ جاؤ اور جاتے ہی اس کا محاصرہ کر لو اور خود میں بھی آتا ہوں' مروان اس قلعے کے پناہ گزینوں پر شدید ناراض تھا چنانچہ اس فوج نے جا کر اس کا محاصرہ کر لیا اب خود مروان بھی ادھر چلا اپنی واسط کی چھاؤنی میں آکر پڑاؤ کیا قلعے والوں سے کہلا بھیجا کہ بلا شرط میرے سامنے ہتھیار ڈال دو' انہوں نے کہا جب تک ہم سب کو امان نہ دو ہم ایسا نہیں کر سکتے' یہ تیزی سے ان تک پہنچا اور ان پر منجنیقیں نصب کر دیں' جب پتھروں کی ان پر بوچھاڑ ہوئی تو کسی شرط کے بغیر انہوں نے اپنے آپ کو مروان کے سپرد کر دیا۔ اس نے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے' اہل رقہ نے انہیں سوار کرا لیا' انہیں پناہ دی ان کا علاج کرایا ان میں سے کچھ تو مر گئے اور اکثر بچ گئے جو کل تین سو تھے۔

سلیمان کے شہسواروں سے اہم مقابلہ

اب مروان سلیمان کی اور اسکے طرفداروں کی طرف چلا جب ان کے قریب پہنچا تو وہ سب ایک جگہ جمع ہوئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے مروان کے مقابلے میں ہمیں کامیابی تو ہو نہیں سکتی تو آ ؤ اس بات پر عہد کرلیں کہ جب تک ہم سب مر نہ جائیں گے اس کے سامنے سے نہیں ہٹیں گے، ان کے تقریباً نو سو شہسواروں نے آخر دم تک مقابلہ کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ سلیمان نے اس دستہ فوج پر معاویۃ السکسکی کو سردار مقرر کیا اور دوسرے دستے پر ثبیت البہرانی کو سردار بنایا۔ یہ سب کے سب اس نیت سے مروانکی طرف بڑھے کہ اگر موقع پائیں تو رات کے وقت حملہ کریں مگر مروان کو ان کی یورش کی اطلاع ہو چکی تھی اور نیز یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ یہ لوگ جان سے ہاتھ دھو کر لڑنے آئے ہیں وہ اس وقت مقابلے سے کنائی کاٹ گیا اور پورے احتیاط و انتظام کے ساتھ خندقوں میں انہیں روکنے کے لئے بڑھا۔ انہوں نے اس پر رات کے وقت حملہ کرنا چاہا مگر کامیاب نہ ہوئے، اس لئے اب انہوں نے دوسرے طریقے پر اس سے مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا اور پشت کوہ پر زیتوں کے گھنے جنگل میں کوہستان سماق کے موضع تل منس میں جو اس کے راستے پر واقع تھا چھپ کر بیٹھ رہا، مروان پورے انتظام اور ترتیب کے ساتھ جا رہا تھا کہ انہوں نے اچانک کمیں گاہ سے نکل کر انہیں قتل کرنا شروع کیا، مروان بھی سنبھل کر ان سے لڑنے لگا اور اس نے اپنے رسالے کو اپنے پاس لا لیا۔ مقدمۃ الجیش، میمنہ، میسرہ اور ساقہ لشکر اس کے پاس آ جمے اور اب لڑائی شروع ہوئی۔ دن نکلنے سے عصر کے بعد تک لڑائی ہوتی رہی۔

سکسکی کی گرفتاری

بنی سلیم کا ایک بہادر شہسوار اور سکسکی کا مقابلہ ہوا تھوڑی دیر تک دونوں ایک دوسرے پر وار کرتے رہے آخرکار سلیمی ان اسے گھوڑے سے گرا دیا اور خود بھی گھوڑے سے نیچے اتر کر اس پر جھپٹا ایک تمیمی نے بھی اس کی مدد کی اور اب یہ دونوں اسے قید کرکے مروان کے پاس لائے، مروان کھڑا ہوا تھا اسے دیکھ کر کہنے لگا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے تجھے میرے قبضے میں دے دیا۔ کیونکہ ایک عرصے سے تو ہمیں تکلیف پہنچا رہا تھا۔ سکسکی کہنے لگا آپ مجھے زندہ رکھیں کیونکہ میں تمام عراب کا شہسوار ہوں، مروان نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے جو شخص تجھے قید کرکے لایا ہے وہ تجھ سے زیادہ بہادر ہے، پھر مروان کے حکم سے اس کی مشکیں کس دی گئیں اور یہ بھی اپنے دوسرے چھ ہزار ساتھیوں کے ساتھ حالت مجبوری میں قتل کر دیا گیا۔ ثبیت اور اس کی شکست خوردہ نے راہ فرار اختیار کی۔ جب یہ بھاگ کر سلیمان کے پاس آئے تو اس نے اپنے بھائی سعید بن ہشام کو حمص میں اپنا قائم مقام مقرر کیا اور چونکہ اسے احساس ہو چکا تھا کہ اس میں مروان کے مقابلے کی تاب نہیں ہے اس لئے وہ تدمر کے علاقہ میں چلا گیا۔

حمص کا محاصرہ

مروان نے حمص کا محاصرہ کرلیا۔ دس ماہ تک محاصرہ کئے رہا۔ اسی سے زیادہ منجنیقیں شہر پر نصب کردیں، یہ دن رات ان پر پتھروں کی بوچھاڑ کرتا رہتا تھا مگر اس کے باوجود اہل حمص روزانہ شہر سے نکل کر اس سے لڑا کرتے بلکہ بسا اوقات انہوں نے اس کے پڑاؤ کے اطراف کامیابی سے شبخون بھی مارا اور ایک ایسے مقام پر حملہ کیا جہاں انہیں خیال تھا کہ مروان کو بے خبری میں آلیں گے۔ مگر جب پے در پے انہیں شکست کی ذلت اور مصائب سے دوچار ہونا پڑا تو انہوں

نے مروان سے درخواست کی کہ آپ ہمیں امان دیں اور ہم سعید بن ہشام، اس کے دونوں بیٹوں عثمان اور مروان کو، اور سکسکی نامی شخص جو اس کی فوج پر غارت گری کرتا تھا اور اس حبشی کو جو مروان کے خلاف جھوٹے بہتان بیان کرتا تھا آپ کے حوالے کر دیں گے۔

حبشی اور سکسکی کا قتل

مروان نے ان کی درخواست منظور کر لی۔ اس حبشی کا واقعہ یہ ہے کہ یہ فصیل شہر پر آتا، مروان کا تذکرہ کرتا اپنے عضو تناسل میں گدھے کا عضو تناسل لگا دیتا اور بنی سلیم کو مخاطب کر کے کہتا کہ دیکھوں یہ تمہارا جھنڈا ہے۔ فحش حرکتیں کرتا اور مروان کو گالیاں دیا کرتا۔ جب مروان کو ان پر فتح حاصل ہوئی تو اس نے اس حبشی کو بنی سلیم کے حوالے کر دیا۔ انہوں نے اس کا عضو، ناک اور ہاتھ پاؤں کاٹ دئے۔ مروان نے سکسکی کے قتل کا حکم دے دیا۔ سعید اور اسکے دونوں بیٹوں کو قید کر دیا۔ اور اب خود ضحاک کی طرف بڑھا۔

جنگ خساف کی ہزیمت کے بعد سلیمان بن ہشام کے واقعے کے متعلق اس مذکورہ بالا بیان کے علاوہ ایک روایت یہ ہے کہ یہ خاف پر ہزیمت اٹھانے کے بعد عبداللہ بن عمر کے پاس چلا گیا اور اس کے ساتھ ضحاک سے جا کر بیعت کر لی، نیز اس نے ضحاک سے مروان کے خلاف اس کے فسق و ظلم کی شکایت کی اسے انکے خلاف ابھارا اور کہا کہ میں بھی اپنے موالی اور دوسرے طرفداروں کے ساتھ آپ کے ساتھ اس کے مقابلے پر چلوں گا، چنانچہ جب ضحاک مروان سے لڑنے کے لئے گیا تو یہ بھی اس کے ہمراہ تھا۔

اب ابن عمر اور ضحاک نضر بن سعید کے مقابلے میں متحد ہو گئے تو اسے محسوس ہوا کہ وہ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا چنانچہ وہ فوراً مروان کے پاس جانے کے لئے شام روانہ ہو گیا۔

عراق کے گورنر یزید بن عمر بن ہبیرہ

ابو عبیدہ کہتے ہیں ذی قعدہ ۱۲۷ھ ہجری کے شروع ہوتے ہی تمام ملک شام میں مروان کی حکومت قائم ہو چکی تھی اس کے مخالفین ملک سے نکال دئے گئے تھے اس نے یزید بن عمر بن ہبیرہ کو عراق کا عامل بنا کر بھیجا۔ جزیرے کی فوجیں اسکے ساتھ کر دیں۔ جب یہ سعید بن عبدالملک کی نہر پر آ کر فروکش ہوا۔ تو ابن عمر نے اس کے آنے کی ضحاک کو اطلاع دی۔ ضحاک نے میسان کا علاقہ اسکے حوالے کر دیا اور کہا کہ اس مقابلے کا نتیجہ ظاہر ہونے تک یہ علاقہ اس کے لئے کافی ہوگا۔ ابن عمر نے اپنے مولی حکم بن النعمان کو اس کا حاکم مقرر کیا۔

مگر ابو مخنف کہتے ہیں کہ ابن عمر اور ضحاک میں اس شرط پر صلح ہوئی تھی کہ کوفہ اور اسکے سواد پر ضحاک کا قبضہ رہے گا، جن پر اس نے فتح پا کر قبضہ کر لیا تھا، اور کسکر، میسان، دستمیان، ضلع وجلہ، ہواز اور فارس جواب تک ابن عمر کے قبضہ میں تھے وہ اسی کے ماتحت رہینگے، ضحاک مروان کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا اور کوتوثا علاقہ جزیرہ میں ان دونوں کا مقابلہ ہوا۔

یوم العین

ابوعبیدہ کہتے ہیں کہ ضحاک مروان کے مقابلہ پر جانے کے لئے تیار ہوگیا، اور نصر شام کے ارادے سے قادسیہ آیا، ملحان الشیبانی ضحاک کے کوفہ کے عامل کو اسکے قادسیہ پہنچنے کی اطلاع ہوئی یہ اسکے مقابلہ کے لئے چلا مگر باوجود قلت تعداد کے اس سے لڑ پڑا۔ اور ثابت قدمی سے لڑا، نصر نے اسے قتل کردیا، جب ضحاک کو اسکے مارے جانے کا علم ہوا اس نے مثنیٰ بن عمران العادی کو کوفہ پر اپنا عامل مقرر کیا اور خود ماہ ذی قعدہ میں مروان کی طرف روانہ ہوا اور اس نے موصل پر قبضہ کرلیا۔ دوسری جانب ابن ہبیرہ نہر سعید کے راستے سے عین التمر کے مقام غرہ آ گیا، اسکے بڑھ آنے کی اطلاع مثنیٰ بن عمران العائذی کو ہوئی یہ اپنے خارجی ساتھیوں کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لئے بڑھا اسکے ہمراہ منصور بن جمہور بھی تھا۔ کیونکہ اس نے بھی مروان کی مخالفت میں ضحاک سے آکر بیعت کرلی تھی۔ غرضیکہ غزہ میں فریقین کا مقابلہ ہوا اور نہایت شدید جنگ مسلسل کئی روز تک ہوتی رہی مثنیٰ۔ عزیز اور عمرو جو ضحاک کے سرداروں میں تھے اس معرکہ میں مارے گئے۔ منصور بن جمہور بھاگ گیا۔ خارجیوں کو شکست ہوئی، اس جنگ میں جو یوم العین کے نام سے موسوم ہے۔

ابن ہبیرہ کا کوفہ پر قبضہ

جب یہ لوگ مارے گئے تو منصور بن جمہور بھاگ کر سیدھا کوفہ پہنچا۔ وہاں جو یمنی اور خارجی تھے اس نے انہیں اور ان لوگوں کو ملجان کے قتل کی جنگ سے منتشر ہوگئے تھے، جو ضحاک کا ساتھ چھوڑ کر واپس آ گئے تھے جمع کیا اور انہیں لیکر روحا آیا۔ ابن ہبیرہ بھی اپنی فوجوں کے ساتھ اس مقام پر آیا اور اب پھر ان دونوں میں مقابلہ شروع ہوا۔ کئی روز تک لڑائی ہوتی رہی آخر کار ابن ہبیرہ نے منصور کو شکست دی اور یہ بھاگ گیا برذون بن مرزوق الشیبانی اس جنگ میں مارا گیا۔ ابن ہبیرہ نے کوفہ پر قبضہ کرلیا اور خارجیوں کو شہر سے نکالدیا۔

ضحاک کا طرز عمل

جب ضحاک کو معلوم ہوا کہ اس کے سرداروں کو اس طرح شکست پر شکست اٹھانا پڑی اس نے عبیدہ بن سوار التغلبی کو ان کی طرف بھیجا۔ ابن ہبیرہ ابن عمر کے مقابلہ کے لئے واسطہ روانہ ہو چکا تھا اور اس نے کوفہ پر عبدالرحمن بن بشیر العجلی کو حاکم مقرر کردیا تھا۔ عبیداللہ بن سوار اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے منزلیں طے کرتا ہوا خراۃ پہنچا۔ یہاں منصور بھی اس سے آملا۔ ابن ہبیرہ کو بھی ان کے اجتماع کا علم ہوا وہ خود اس کے مقابلہ پر آئی اور اسی ۱۲۷ ہجری مقام خراۃ میں ان میں جنگ شروع ہوئی۔

دیگر اہم واقعات

اسی سال سلیمان بن کثیر لاہز بن قریظ اور قحطبہ بن شبیب مکہ آئے امام ابراہیم بن محمد سے ملے، انہیں بتایا کہ ہم آپ کے لئے بیس ہزار دینار، دو لاکھ درہم، بہت سارا سامان لیکر آئے ہیں انہوں نے حکم دیا کہ یہ سب چیزیں محمد بن علی کے آزاد کردہ غلام بن عروہ کو دیدی جائیں اس سال یہ لوگ ابومسلم کو بھی ساتھ لائے تھے ابن کثیر نے ابراہیم بن محمد سے کہا کہ یہ آپ کا مولیٰ ہے۔

اسی سال بکر بن ماہان نے ابراہیم بن محمد کو لکھا کہ آج میرے لئے آخرت کا پہلا اور دنیا کا آخری دن ہے، میں نے حفص بن سلیمان کو اپنا جانشین بنا دیا ہے۔ یہ ہماری تحریک کے لئے موزوں آدمی ہیں۔

ابراہیم نے ابوسلمہ کو حکم دیا کہ وہ اپنے لوگوں کی امارت کا کام کریں نیز انہوں نے اہل خراسان کو لکھ بھیجا کہ میں نے ابوسلمہ کو تمہارا امیر مقرر کر دیا ہے ابوسلمہ خراسان آیا۔ اہل خراسان نے اسے تسلیم کر لیا اور جو کچھ انہوں نے شیعوں کی آمدنی سے پانچواں حصہ اور دوسرے چندے جمع کئے تھے وہ اسے دیدئے۔

اسی سال کے عامل عبدالعزیز بن عمر کی امارت میں مروان کی جانب سے مکہ مدینہ اور طائف حج ہوا نصر بن العرشی عراق پر مروان کا عامل تھا عبداللہ بن عمر اور ضحاک خارجی سے اس کے جو جو معرکے ہوئے انہیں ہم بیان کر آئے ہیں۔ نصر خراسان میں تھا اور کرمانی اور حارث بن سریج اسکی مخالفت کر رہے تھے۔

آغاز ۱۲۸ھ

حارث بن سریج کا قتل

اس بات کا ذکر پہلے آ چکا ہے کہ یزید بن ولید نے حارث کو امان دی تھی اور اسی کی وجہ سے وہ ترکوں کے علاقہ سے خراسان آ گیا تھا اور نصر کے ساتھ شامل ہو گیا تھا۔ نصر نے اس کی تواضع کی مگر پھر حارث نے اپنے لئے دعوت دی اور کچھ لوگ اس کے ساتھ ہو گئے بات یہ تھی کہ جب ابن ہبیرہ عراق کا گورنر بنا تو اس نے نصر کو خراسان پر بحال رکھا۔ نصر نے مروان کے لئے بیعت لے لی۔ حارث نے کہا مجھے یزید نے امان دی تھی مگر اب مروان یزید کی امان کو تسلیم نہیں کرے گا اس لئے مجھے اس کی طرف سے خطرہ ہے۔ چنانچہ جب نصر نے لوگوں کو بیعت کی دعوت دی تو ابوسلیل نے مروان کو گالیاں دیں۔

حارث کا اپنے لئے دعوت دینا

اب خود حارث نے اپنے لئے بیعت کی دعوت دی سلم بن احوز، خالد بن ہریم، قطن بن محمد، عباد بن الابرد بن قرہ، حماد بن عامر اس کے پاس آئے اور کہا بھلا نصر اپنی حکومت و اقتدار آپ کے قبیلہ کے کیوں سپرد کر دے وہ تمہیں ترکوں کے علاقہ اور خاقان کی حکومت سے نکال کر لایا تاکہ تمہارے دشمن تم پر حملہ نہ کریں مگر اس احسان کے باوجود تم نے اسکی مخالفت کی اور خود اپنے خاندان والوں کی بات بگاڑ دی جس سے ان کے دشمن ان کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے تیار ہو گئے، ہم اللہ کا واسطہ دیکر کہتے ہیں کہ تم ہماری جماعت میں تفریق نہ پیدا کرو۔

نصر اور حارث میں صلح کی کوشش

حارث نے کہا حقیقت حال یہ ہے کہ اصل میں تو کرمانی حکومت کر رہا ہے اور نصر برائے نام امیر ہے، حارث نے ان کے مشورہ پر عمل نہیں کیا بلکہ بخارا خذاہ کے محل کے سامنے حمزہ بن ابی صالح کی دیوار کے پاس آ کر علم بغاوت بلند

کیا اور نصر کی طرف پیغام بھیجا کہ حکومت کو شوریٰ سے قائم کرو۔ نصر نے اس تجویز کو رد کر دیا۔ اب حارث نے خروج کیا۔ یعقوب بن داؤد کے مکانات کے پاس آیا اور جہم بن صفوان بنی راسب کے آزاد کردہ غلام کو اپنا اعلان پڑھنے کا حکم دیا۔ جہم نے وہ اعلان پڑھا جس میں حارث کی خوبیاں لوگوں پر ظاہر کی گئی تھیں اور پھر یہ لوگ تکبیر کہتے ہوئے واپس آ گئے۔ حارث نے نصر کی طرف پیغام بھیجا کہ مسلم بن احوز کو کوتوالی سے علیحدہ کر دو اور اسکی جگہ بشر بن بسطام الرجمی کو مقرر کرو۔ اس پر نصر اور مفلس بن زیاد کے درمیان تیز کلامی ہوئی، قیس اور تمیم اسکا ساتھ دینے کے لئے آمادہ رہے نصر نے مسلم کو برطرف کر دیا اور ابراہیم بن عبدالرحمٰن کو مقرر کیا جمہور نے چند باعمل لوگوں کے نام پیش کئے کہ انہیں ہمارا عامل مقرر کیا جائے۔ نصر نے مقاتل بن سلیمان اور مقاتل بن حیان کو اختیار کیا اور حارث نے مغیرہ بن شعبہ الجہضمی اور معاذ بن جبلہ کو اختیار کیا۔

نصر کی عمال کو ہدایات

نصر نے اپنے کاتب کو حکم دیا کہ وہ ہدایات ان اعمال کو لکھ دو جسے وہ اختیار کریں اور ان اختیارات کی تشریح کر دو جو انہیں اپنے ماتحتین پر حاصل ہوں گے اور انہیں سمرقند اور طخارستان کی سرحدوں پر متعین کر دیا جائے اسی طرح ان عہدیداروں کو بھی جو کہ ان سرحدوں پر متعین ہیں ہدایات جاری کر دو تا کہ وہ ان پر کاربند رہیں۔

سلم بن احوز نے نصر سے حارث کو اچانک قتل کر دینے کی اجازت طلب کی مگر اس نے انکار کر دیا۔ نصر نے ابراہیم الصائغ کو اپنا کوتوال مقرر کر دیا اور اپنے بیٹے اسحاق کو فیروز نے لیکر مرو بھیجا کرتا تھا۔ حارث اس بات کو ظاہر کیا کرتا تھا کہ وہ آل علی کے حامیوں میں ہے۔ نصر نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ اگر تمہارے اس دعویٰ میں صداقت ہے کہ تم دمشق کو تباہ اور بنی امیہ کی سلطنت کو برباد کرنا چاہتے ہو اسکا مطلب یہ ہے جانور دو سو اونٹ اور جس قدر مال اور سامان جنگ لے جا سکتے ہو لیکر جدھر چاہو چلے جاؤ۔ ایسی صورت میں تو میں بالکل تمہارا ساتھ دینے کے لئے تیار ہوں اور اگر حقیقت اس کے خلاف ہے تو خوب سمجھ لو کہ اسی طرح تم اپنے خاندان کو تباہ و برباد کر دو گے۔ حارث نے جواب دیا کہ واقعہ تو یہی ہے جس کے طرف تم نے اشارہ کیا ہے مگر میں اس بات کو اس لئے ظاہر نہیں کرتا کہ میرے موجودہ طرفدار اسے تسلیم نہ کریں گے۔ نصر نے کہا تو اس سے معلوم ہو گیا کہ تمہارے طرفدار تم سے متحد الخیال نہیں ہیں اور نہ انکا وہ مطمح نظر ہے جو تمہارا ہے یہ لوگ فاسق عوام کالانعام ہیں میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم اس سے باز آؤ کیونکہ تمہارے اس فعل سے بیس ہزار ربیعہ اور یمنی عرب مفت میں ہلاک ہو جائیں گے۔ نصر نے حارث کے سامنے ماوراالنہر کی ولایت اور تین لاکھ درہم پیش کئے' مگر اس نے نہ مانا۔ اس پر نصر نے اس سے کہا کہ اچھا پہلے تم کرمانی سے شروع کرو اگر تم اس پر غالب آ گئے تو میں تمہاری اطاعت قبول کر لوں گا اگر اسے بھی نہ مانو تو پہلے مجھے اس سے نپٹ لینے دو اگر مجھے اس پر فتح حاصل ہوئی تو پھر تمہیں اپنی رائے کا اختیار حاصل ہے اور اگر چاہو تو میری فوج کو لیجاؤ اور جب تم رے سے گذر جاؤ گے تو میں تمہاری اطاعت کر لوں گا۔

متفقہ فیصلہ سے نصر کا انحراف

پھر حارث اور نصر میں مناظرہ ہوا اور دونوں اس بات پر راضی ہو گئے کہ مقاتل بن حیان اور جہم بن صفوان ان

کے آپس میں تصفیہ کرا دیں۔ ان دونوں نے نصر کی معزولی اور حکومت کو شوریٰ سے قائم کرنے کا فیصلہ کیا مگر نصر نے اس فیصلہ کو تسلیم نہیں کیا۔ جہم حارث کے لشکر گاہ میں اپنے گھر کے اندر بیٹھ کر قصے بیان کیا کرتا تھا۔ اب حارث نے نصر کی مخالفت شروع کر دی نصر نے اپنی قوم بنی سلمہ اور دوسرے لوگوں کو فوج میں بھرتی کر لیا۔ سلم کو شہر میں ابن سوار کے مکان میں متعین کر دیا۔ اور باقاعدہ فوج کو اس کے پاس متعین کر دیا نیز اس نے ہدبہ بن عامر الشعراوی کے پاس رسالہ بھیج دیا اور اسے بھی شہر پر متعین کر دیا۔ عبدالسلام بن یزید بن حیان السلمی کو شہر کا افسر مقرر کیا تمام اسلحہ اور سرکاری دفاتر قہندز میں منتقل کر دیئے۔

نصر کا اپنے عہدیداروں پر الزام

نصر نے اپنے بعض عہدیداروں کو موردالزام ٹھہرایا کہ انہوں نے حارث سے سازش کر لی ہے۔ دربار میں اس نے انہیں اپنی بائیں جانب بٹھایا یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اسکی کوئی خدمت نہیں کی تھی اور جن لوگوں کو اس نے عہدے دیئے اور ان پر احسان کیئے تھے انہیں اپنی دائیں طرف بٹھایا۔ دربار منعقد ہونے کے بعد اس نے گفتگو شروع کی بنی مروان کا ذکر کیا اور پھر ان لوگوں کا ذکر کیا جنہوں نے ان کے خلاف خروج کیا اور اللہ نے ہر مرتبہ بنی مروان کو ان پر فتح دی پھر کہا میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں اور ان لوگوں کی جو میرے بائیں جانب بیٹھے ہیں مذمت کرتا ہوں۔ جب میں خراسان کا گورنر مقرر ہوا تو اے یوسف بن عبدربہ تو مرو کی سرکاری رقم کو غبن کرنے کی وجہ سے فرار ہونا چاہتا تھا حالانکہ تو اور تیرا خاندان وہ ہے کہ اسد بن عبداللہ ان کی گردنوں پر داغ لگانا چاہتا تھا اور پیدل فوج کو ذلیل کر دینا چاہتا تھا مگر میں نے تمہیں ذمہ دار خدمتیں دیں اور جب میں ولید کے پاس جانے لگا تو میں نے تمہیں اجازت دی کہ جس قدر سرکاری دولت تمہارے پاس ہو وہ لے لو چنانچہ تم میں سے بعض لوگوں کو دس دس لاکھ ملے بعضوں کو اس سے بھی زیادہ اور بعض کو کم ملے مگر باوجود اس حسن سلوک کے تم حارث کو میرے مخالف بنا کر لائے ہو تم ان شرفا کو نہیں دیکھتے کہ باوجود اس کے کہ میں نے ان پر کوئی احسان نہیں کیا یہ ہر وقت میرے ساتھ ہیں نصر نے اس جملہ کو کہتے ہوئے ان اصحاب کی طرف اشارہ کیا جو اس کے داہنے بیٹھے تھے اس پر مشتبہ لوگوں نے معذرت چاہی اور نصر نے ان کی معذرت کو قبول کر لیا۔

جب اس فتنہ کی اطلاع خراسان میں ہوئی تو وہاں سے ایک جماعت جن میں عاصم بن عمیر الصریمی' ابوالذیال الناجی عمرؒ قاؤسان السعدی البخاری اور حسان بن خالد الاسدی طخارستان سے کچھ سواروں کے ہمراہ' عقیل بن معقل اللیثی۔ مسلم بن عبدالرحمان بن مسلم اور سعید الصغیر کچھ سواروں کے ہمراہ تھے نصر کے پاس آ گئی۔

نصر کے خلاف بغاوت کا عروج

حارث بن سریج نے اپنا طریقہ حکومت باشعار ایک اعلان کی صورت میں لکھ دیا جو مرو کی سڑکوں اور مسجدوں میں پڑھا گیا بہت لوگ اس کے حامی بن گئے۔ ایک شخص نے یہ جرات کی کہ ماجان میں نصر کے قصر کے دروازے پر اس اعلان کو پڑھا۔ نصر کے غلاموں نے اس شخص کو مارا اس پر اب حارث نے علانیہ طور پر نصر کی اطاعت سے انحراف کر کے بغاوت کا اعلان کر دیا۔ ہبیرہ بن شراحیل اور یزید ابوخالد نے اس بات سے اسے آ کر اطلاع دی۔ نصر نے حسن بن سعد قریش کے آزاد کردہ غلام کو حکم دیا کہ وہ اس کے متعلق منادی عام کر دے۔ اس نے منادی کر دی کہ حارث بن سریج دشمن

خدا ہے اس نے بغاوت کی ہے۔ جنگ کیلئے تیار ہے اللہ سے طلب امداد کرو کیونکہ وہی بڑی طاقت اور قدرت والا ہے۔
نیز نصر نے اسی رات عاصم بن عمر کو حارث کے مقابلہ کے لئے روانہ کر دیا۔ نصر نے خالد بن عبدالرحمٰن سے پوچھا ہم اس موقع پر اپنا شعار جنگ کیا مقرر کریں' مقاتل بن سلیمان نے کہا اللہ نے اپنے نبی کو مبعوث کیا اور جب وہ دشمن سے برسر پیکار ہوئے تو ان کا شعار حٰم لا ینصرون تھا چنانچہ یہی انکا شعار قرار پایا۔ علامت کے لئے انہوں نے اپنے نیزوں پر پشمینہ باندھ لیا تھا' مسلم بن احوز' عاصم بن عمیر' قطن' عقیل بن معقل' مسلم بن عبدالرحمٰن' سعید الصغیر اور عامر بن مالک مع اپنی جماعت کے محلّہ ملخاریہ کے یک کنارے مقیم تھے' یحییٰ بن حضین اور بنی ربیعہ نجاریوں کے محلّہ میں تھے۔

حارث کا شہر میں داخلہ

شہر مرو کے ایک باشندے نے فصیل شہر کے ایک اہم حصہ کا حارث کو پتہ دیا۔ حارث اسی کو اور وسیع کر کے باب بالین کی سمت سے پچاس آدمیوں کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا۔ اور ان سب نے حارث کے شعار یا منصور کا نعرہ لگایا۔ اور اب یہ باب میں آئے۔ یہاں جہم بن مسعود الناجی نے اسکا مقابلہ کیا ایک شخص نے جہم کے منہ میں نیزہ گھونپ کر اسے قتل کر دیا۔ اب یہ باب نیق سے نکل کر مسلم بن احوز کے قبے آئے' یہاں عصمہ بن عبداللہ الاسدی خضر بن خالد' ابرو بن داؤد نے جو ابرو بن قرہ کی اولاد میں تھا اسکا مقابلہ کیا باب بالین منیع کے گھروں کو لوٹ لیا اگرچہ حارث نے ممانعت کر دی تھی کہ سوائے سواری کے جانوروں اور اسلحہ کے اور کوئی چیز ابن احوز' قدید بن منیع' ابراہیم اور عیسیٰ عبداللہ السلمی کے بیٹوں کے گھروں سے نہ لوٹی جائے۔ یہ واقعہ جمادی الثانی کے اختتام سے دو روز قبل بروز پیر پیش آیا۔

طرفین میں جنگ

مسلم کے قاصد نے آ کر نصر کو حارث کے قریب آ جانے کی اطلاع دی' نصر نے حکم دیا کہ صبح تک تاخیر کرو' مگر پھر اس نے محمد بن قطن بن عمران الاسدی کو نصر کے پاس بھیجا اور کہا کہ حارث کی تمام فوج میرے اوپر چڑھ آئی ہے نصر نے حکم دیا کہ تم جنگ کی ابتدا نہ کرنا۔ مگر جنگ شروع ہو گئی اسکی وجہ یہ ہوئی کہ نصر بن محمد تقصیر کا عطیہ نامی ایک غلام مسلم کی طرف جا ملا۔ حارث کے ساتھیوں نے اسکی واپسی کا مطالبہ کیا جسے فریق مخالف نے رد کر دیا اور جنگ شروع ہو گئی۔ عاصم کے ایک غلام کی آنکھ میں تیر آ کر لگا جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ یہ حملہ آوروں سے لڑا' عقیل بن معقل بھی اس کے ساتھ تھا اس لئے انہیں پیچھے دھکیل دیا' وہ لوگ حارث کے پاس پہنچے جو اس وقت بنی تمیم کے آزاد غلام ابوبکرہ کی' مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا۔ نماز سے فارغ ہو کر یہ ان کے قریب گیا اور پھر یہ لوگ لڑنے کے لئے نکلے۔ یہ کی طرف واپس چلے دو شخص اس کے قریب گئے' عاصم نے انہیں للکارا کہ اسکے گھوڑے کی ٹانگیں اٹھا کر روک لو حارث نے ان میں سے ایک کو اپنے گرز سے قتل کر دیا اور سغد کی سڑک کی طرف پلٹ گیا' حیان نے آزاد کردہ غلام امین کو دیکھا اسے لڑنے سے منع کیا مگر اس نے نہ مانا اور وہ مارا گیا۔ اب حارث ابی عصمہ کی سڑک پر مڑ گیا' حماد بن عامر الحمانی اور محمد بن زرعہ نے اسکا تعاقب کیا اس نے ان کے نیزے توڑ دیئے اور مسلم کے آزاد کردہ غلام مرزوق پر حملہ آور ہوا جب حارث اس کے قریب پہنچا تو اسکے گھوڑے نے اسے زمین پر پھینک دیا اس نے ایک دکان میں گھس کر پناہ لی' حارث نے اسکے گھوڑے کے پچھلے حصہ جسم پر ایک ضرب لگائی جس سے وہ بیکار ہو گیا۔

حارث کو شکست

صبح کو مسلم باب منیق آیا اور حکم دیا کہ خندق کھود لی جائے۔ سب لوگ خندقوں میں بیٹھ گئے' نقیب نے اعلان کیا کہ جو ایک سر لائے گا اسے تین سو درہم دیئے جائیں گے۔ آفتاب ابھی طلوع نہیں ہوا تھا کہ حارث نے شکست کھائی۔ تمام رات وہ دشمن سے لڑتا رہا۔ صبح کو نصر کی فوج رزیق کے راستے ہولی اس نے عبداللہ بن مجاعہ کو جالیا اور اسے قتل کر دیا۔ مسلم حارث کے لشکر گاہ تک پہنچ کر نصر کے پاس واپس آیا۔ نصر نے اسے تعاقب کرنے سے منع کیا مگر اس نے نہ مانا اور کہا کہ میں جب تک اس دبوسی کے ساتھ ساتھ شہر میں داخل نہ ہولوں گا نہیں رکوں گا۔ اس کے ساتھ محمد بن قطن اور عبیداللہ بن بسام بھی درستکان یعنی قہندز کے دروازے کے پاس آئے دروازے کو بند پایا عبداللہ بن فرید الاسدی دیوار پر چڑھا اسکے ساتھ تین اور آدمی تھے انہوں نے اندر سے دروازہ کھول دیا اور ابن احوز اس میں داخل ہو گیا ابو مطہر حرب بن سلیمان کو پھاٹک پر متعین کر دیا۔ سلم نے اسی روز حارث بن سریج کے کاتب یزید بن داؤد کو قتل کرا دیا اس نے عبدربہ بن سیسن کو ان کے قتل کا حکم دیا اور اس نے قتل کر دیا۔ مسلم باب منیق آیا اسے کھول دیا۔ اس نے شہر کے قصابوں میں سے اس قصاب کو قتل کر دیا جس نے حارث کی فصیل کے شگاف کا پتہ دیا تھا قتل کر دیا۔

کرمانی کی نصر سے بے اعتمادی

بیان کیا جاتا ہے کہ جب کرمانی اور حارث کے تعلقات بگڑ گئے تو نصر نے کرمانی کو اپنے پاس بلوایا۔ کرمانی حفاظت جان کا عہد لیکر نصر کے پاس آیا اس مجلس میں محمد بن ثابت القاضی مقدام بن نعیم' عبدالرحمٰن بن نعیم القادمی کا بھائی اور مسلم بن احوز بھی موجود تھے نصر نے اسے جماعت میں رہنے کی دعوت دی اور اس سے کہا کہ آپ اس کیلئے نہایت ہی مبارک عامل ہیں اس پر مسلم بن احوز اور مقدام میں سخت کلامی ہوئی' مسلم نے اسے سے ست کہا اس پر ان کے بھائی نے سلم کے مقابلہ میں اسکی امداد کی۔ سغدی بن عبدالرحمٰن الحرمی ان دونوں پر برہم ہوا۔

مسلم نے کہا میرا ارادہ ہے کہ میں تلوار سے تیری ناک کاٹ لوں۔ سغدی نے کہا اگر تم نے تلوار کو ہاتھ بھی لگایا تو سمجھ لو کہ میں تمہارا ہاتھ فوراً کاٹ ڈالوں گا مجلس کی یہ حالت دیکھ کر کرمانی کے دل میں یہ خوف پیدا ہوا کہ نصر مجھ سے دھوکہ کرنا چاہتا ہے اور وہ اٹھ کھڑا ہوا ہر چند لوگوں نے اصرار کیا مگر وہ نہ مانا اور باب المقصورہ کی طرف پلٹ آیا یہیں اسکا گھوڑا لایا گیا اور وہ مسجد ہی میں سوار ہو گیا' اور کہنے لگا کہ نصر مجھ سے بے وفائی کرنا چاہتا تھا۔

جہم کا قتل

حارث نے نصر کی طرف پیغام بھیجا کہ میں تمہاری امامت سے خوش نہیں ہوں۔ نصر نے جواب دیا بھلا تیرے پاس عقل کیسے ہوسکتی ہے تو نے اپنی ساری عمر مشرکین کے ملک میں بسر کی اور انکی حمایت میں مسلمانوں سے لڑتا رہا کیا تو سمجھتا ہے کہ میں تیرا اس سے زیادہ محتاج ہوں جتنا کہ تو ہے، اس روز کے واقعہ جنگ میں جہم بن صفوان جہمیہ گروہ کا سردار بھی گرفتار کرلیا گیا۔ اس نے مسلم سے کہا تمہارا بیٹا حارث میرا دوست ہے اور وہ میری سفارش کریگا، مسلم نے کہا پہلے تو اسے خود ایسا کرنا نہ چاہئے اور اگر اس نے سفارش بھی کی تو بھی میں تمہیں امان نہ دونگا چاہے میرا یہ خیمہ ستاروں

سے بڑھ جائے اور خود حضرت عیسیٰ بھی تشریف لے آئیں تو بھی تو اپنی جان نہیں بچا سکتا بخدا اگر تو میرے پیٹ میں ہوتا تو میں اسے بھی پھاڑ کر تجھے قتل کر دیتا اور جس قدر یمنی عربوں کے ساتھ تو نے ہمارے خلاف کارروائیاں کی ہیں اتنی اور کسی نے نہیں کیں۔ پھر مسلم نے عبدربہ بن سیسن کو اسکے قتل کا حکم دیا اور اس نے اسے قتل کر دیا۔ لوگ کہنے لگے ابومحرز قتل کر دیا گیا۔ یہ اسکی کنیت تھی۔ نیز اس روز ہبیرہ بن شراحیل اور عبداللہ بن مجاعۃ بھی گرفتار کیے گئے۔ مسلم نے کہا اللہ اسے ہلاک کر دے جو تمہیں زندہ چھوڑے اگر چہ تم دونوں تمیمی ہو۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہبیرہ کو قدید بن منیع کے مکان کے پاس نصر کے لشکر نے پکڑ لیا اور یہ وہیں قتل کیا گیا۔

جب نصر نے حارث کو شکست دی تو اس نے اپنے بیٹے حاتم کو کرمانی کے پاس بھیجا۔ مگر محمد بن المثنیٰ نے کرمانی سے کہا کہ نصر اور حارث دونوں تمہارے دشمن ہیں تم کسی کا ساتھ نہ دو بلکہ ان دونوں کو آپس میں بھگت لینے دو۔

نصر اور کرمانی کی فوجی جنگ

کرمانی نے سغدی بن عبدالرحمٰن الحرمی کو اسکے ساتھ روانہ کیا۔ سغدی باب میخان سے شہر میں آیا۔ اب خود حارث کرمانی کے پاس آیا، اسکے شامیانے میں داخل ہوا۔ داؤد بن شعیب الحدانی۔ اور محمد بن المثنیٰ اسوقت کرمانی کے پاس تھے۔ نماز کی تکبیر کہی گئی۔ کرمانی نے نماز پڑھائی۔ پھر حارث سوار ہو گیا اسکے ہمراہ جماعۃ بن محمد بن عزیز ابوخلف بھی گیا۔ دوسرے دن کرمانی بھی باب میدان یزید کے طرف آیا اور اب نصر کی فوج سے جنگ شروع ہوئی سعد بن مسلم الراغی مارا گیا، نصر کی فوج والوں نے عثمان بن الکرمانی کے جھنڈے پر قبضہ کر لیا سب سے پہلے حارث کی شکست کی خبر کرمانی کو جو اس وقت باب کا سرجان پر شہر سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر چھاؤنی ڈالے تھا نصر بن غلاق السغدی اور عبدالواحد بن النحل نے آ کر سنائی انکے بعد سوادہ بن سریج بھی آیا۔ اور سب سے پہلے یحییٰ بن نعیم بن ہبیرۃ الشیبانی نے کرمانی کے ہاتھ پر بیعت کی کرمانی نے سورہ بن محمد الکندی۔ سغدی بن عبدالرحمٰن ابوطعمہ، صعب، صعیب، اور صباح کو حارث بن سریج کے پاس بھیجا یہ لوگ باب میخان سے شہر میں داخل ہو کر باب تک آئے، خود کرمانی باب حرب بن عامر کی طرف آیا اور اس نے اپنی فوج کو بدھ کے دن نصر کے مقابلہ پر بھیجا۔ فریقین صرف تیراندازی کر کے واپس پلٹ گئے۔ اور جمعرات کے دن ان میں جنگ نہیں ہوئی۔

نصر اور کرمانی کی جنگ

جمعہ کے دن دونوں حریفوں میں لڑائی ہوئی۔ بنی ازد شکست کھا کر کرمانی کے پاس آئے، کرمانی نے خود جھنڈا لے لیا اور لڑتا رہا۔ خضر بن تمیم نے جو زرہ پہنے تھا حملہ کیا نصر کی فوج نے اس پر تیر برسائے، پھر نصر آزاد کردہ غلام جیش نے ان پر حملہ کر کے اسکے حلق میں نیزہ کا وار کیا خضر نے اپنے بائیں ہاتھ سے نیزہ کی انی اپنے حلق سے نکال دی۔ اسکا گھوڑا اسے لیکر اچھلا اب اس نے جیش پر حملہ کر کے نیزہ کا ایسا وار کیا کہ اسے گھوڑے کی پشت سے گرا دیا۔ کرمانی کے پیدلوں نے ڈنڈوں سے اسے قتل کر دیا۔ نصر کی فوج شکست کھا کر بھاگی اسکے اسی گھوڑے چھین لئے گئے۔ تمیم بن نصر میدان جنگ میں گرا دیا گیا اسکے دو گھوڑے پکڑ لئے گئے ایک کو سغدی بن۔ عبدالرحمٰن نے اور دوسرے کو خضر نے لے لیا۔ پھر یہ مسلم بن احوز تک پہنچا اور اس نے پیچھے سے گرز لیکر مسلم کے ایسے ضرب لگائی کہ وہ زمین پر گر پڑا۔ بنی تمیم کے

دو شخصوں نے خضر پر حملہ کیا اور وہ بھاگ گیا مسلم خود پل کے نیچے کود پڑا اس کے خود پر چودہ پندرہ ضربیں لگی تھیں جس سے وہ بالکل چکنا چور ہو گیا تھا۔ مگر پھر محمد بن الحداد مسلم کو نصر کے لشکر گاہ میں اٹھالایا اور کرمانی کی فوج واپس چلی گئی۔

یمنیوں کی شکست

اسی دوران ایک رات نصر مرو سے نکل گیا۔ عصمۃ بن عبداللہ الاسدی جو نصر کی فوج کو پسپا ہوتے ہوئے بچانا چاہتا تھا اس جنگ میں قتل ہو گیا۔ اسے صالح بن القعقاع الاسدی نے آلیا۔ عصمۃ نے اس سے کہا اے بالشیتے آگے آ۔ صالح نے کہا اے نامراد ٹھہر۔ (عصمۃ پیدائشی نامرد تھا) عصمۃ کا گھوڑا مڑا اور چراغ پا ہو گیا جس سے وہ گر پڑا۔ صالح نے نیزے سے اسکا کام تمام کر دیا۔ ابن الدیلیمری نے رجز پڑھتے ہوئے مقابلہ کیا اور عصمۃ کے پہلو میں مارا گیا۔ عبید اللہ بن حوتمۃ السلمی کو مروان البہرانی نے اپنے گرز سے ہلاک کر دیا جب کرمانی کے اس اسکا سر لایا گیا تو اس نے **انا للہ و انا الیہ راجعون** پڑھا۔ یہ اسکا دوست تھا، ایک یمنی نے مسلم بن عبدالرحمن بن مسلم کے گھوڑے کی باگ پکڑلی مگر اس سے چونکہ اسکی شناسائی تھی اس نے اسے چھوڑ دیا تین دن تک فریقین لڑتے رہے، آخر دن مصریوں نے یمنیوں کو شکست دی خلیل بن غزوان نے انہیں للکارا اے ربیعہ اور یمن حارث بازمار میں داخل ہو گیا ہے ابن الاقطع بھی مارا گیا اس خبر سے مصری عربوں کے حوصلے پست ہو گئے، سب سے پہلے ابراہیم بن بسام اللیثی نے شکست کھائی، تمیم بن نصر پیدل ہو گیا اسکے گھوڑے پر عبدالرحمن بن جامع الکندی نے قبضہ کر لیا، ہیاج الکلبی اور لقیط بن اخضر کو یمنیوں نے قتل کر دیا آخر الذکر کو ہانی الجز از کے غلام نے قتل کیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جمعہ کے دن جب سب لوگ جنگ کے لئے تیار ہوئے اور انہوں نے میدان کارزار میں گنجائش کے لئے دیواروں کو گرادیا تو نصر نے محمد بن قطن کو کرمانی کے پاس بھیجا اور کہا کہ آپ اس دیوی کی طرح نہیں ہیں اس لئے آپ خدا کے خوف سے اس فتنہ میں حصہ نہ لیں۔

تمیم بن نصر نے اپنے خادموں کو جو جنوب بنت القعقاع کے مکان میں متعین تھے لڑائی کے لئے بھیجا۔ کرمانی کے ساتھیوں نے چھتوں سے انپر تیراندازی کی اور انہیں ڈرا کر پسپا کر دیا۔ عقیل بن معقل نے محمد بن المثنیٰ نے کہا ہم کیوں خود کو نصر اور کرمانی کی خاطر ہلاک کریں اور اپنے شہر واقع طخارستان واپس چلیں، مگر محمد نے کہا نصر نے ہمارے ساتھ دغا نہیں کی اس لئے ہم اس سے لڑے بغیر نہیں رہیں گے۔

نصر کی فوج پر سنگ باری

حارث اور کرمانی کے طرفداروں نے نصر اور اس کی فوج پر ایک منجنیق سے سنگ باری کی جو نصر کے خیمہ میں آکر لگے، جس میں خود نصر موجود تھا۔ مگر اس نے اپنا مقام تبدیل نہیں کیا' اس نے سلم بن احوز کو مقابلہ کے لئے بھیجا یہ ان سے لڑا اور پہلی فتح نصر کو حاصل ہوئی' کرمانی نے لڑائی کا یہ رنگ دیکھا اپنے جھنڈے کو محمد بن محمد بن عمیرہ کے ہاتھ سے لے لیا اور اسی سے لڑتا رہا یہاں تک کہ وہ ٹوٹ گیا محمد بن المثنیٰ زاغ اور حطان کارالکل کے راستے ہو کر رزیق پر نکل آئے تمیم بن نصر دریا کے پل پر متعین تھا محمد بن المثنیٰ نے اس سے کہا اے لڑکے الگ ہٹ جا۔ محمد اور زاغ نے جس کے ساتھ زرد جھنڈا تھا حملہ کیا۔ نصر کے آزاد کردہ غلام کو گرا کر قتل کر دیا یہ نصر کا با اعتماد آدمی تھا۔ نیز انہوں نے تمیم کے بعض

خادموں کو بھی قتل کر دیا۔ خضر بن تمیم نے مسلم بن احوز پر نیزہ سے حملہ کیا نیزے کی انی مڑ گئی تو اس نے گرز سے اسکے سینے پر ایک ضرب لگائی۔ پھر شانے پر اور پھر سر پر ضرب لگائی جس سے وہ گر پڑا۔ نصر نے آٹھ آدمیوں کے ساتھ اپنی فوج کو بچایا اور دشمن کو بازار میں داخل ہونے سے روک دیا۔

جب یمنیوں نے مضریوں کو شکست دی تو حارث نے نصر کی طرف پیغام بھیجا کہ میرے یمنی عرب تمہارے شکست پر مجھے طعنے دے رہے ہیں میں اب تم سے نہیں لڑوں گا تم اپنے بہادروں کو صرف کرمانی کے مقابل رکھو نصر نے یزید النحوی اور خالد کو اسکے پاس اس لئے بھیجا کہ یہ اس سے اس وعدہ کی ایفا کی ضمانت لے لیں۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حارث نصر کے مقابلہ سے اس لئے باز رہا کہ عمران بن الفضل الازدی اسکے خاندان والے عبدالجبار العدوی خالد بن عبیداللہ بن حیۃ العدوی اور اسکے تمام ساتھی کرمانی سے اس بنا پر سخت کینہ اور جوش انتقام رکھتے تھے کہ اس نے تبوشکان کے لوگوں پر سخت بے رحمی کی تھی' اسکا واقعہ یہ ہے کہ جب اسد نے اسے ان کے مقابل بھیجا تو انہوں نے اس شرط پر اپنے آپ کو حوالے کیا تھا کہ اسد کو ہماری قسمتوں کا اختیار ہے اس نے پچاس آدمیوں کے پیٹ چاک کر کے انہیں دریائے بلخ میں ڈال دیا تین سو کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے' تین کو سولی پر لٹکا دیا اور ان کے اہل وعیال کو ہراج کر دیا۔ اس بناء پر حارث کے طرفدار اس کے کرمانی کی امداد کرنے اور نصر سے لڑنے کے مخالف تھے۔

نصر کی مرو روانگی

جب نصر اور حارث کے تعلقات بدل گئے تو نصر نے اپنے دوستوں سے کہا کہ جب تک حارث کرمانی کے ساتھ ہے تمام مضری عرب میری حمایت کیلئے تیار نہ ہوں گے۔ اور خود یہ دونوں بھی کبھی متفق نہ ہوں گے اس لئے اب مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کو آپس میں لڑنے دو۔

اس فیصلہ کے بعد نصر جلفر کی طرف روانہ ہو گیا وہاں عبدالجبار الاحول الاسدی اور عمر بن ابی الہیثم الصعدی سے ملاقات ہوئی۔ نصر نے ان سے پوچھا کیا تم دونوں کرمانی کا مقابلہ کر سکو گے۔ عبدالجبار نے کہا اور آپ کہاں سے آتے ہیں یہاں آپ کیوں آئے؟ جب نصر مرو واپس آیا تو اس کے حکم سے عبدالجبار کو چار سو درے لگوائے گئے' پھر نصر خرق چلا گیا وہاں چار دن رہا۔ اس کے ہمراہ مسلم بن عبدالرحمٰن بن مسلم۔ اسلم بن احوز اور سنان الاعرابی تھے' نصر نے اپنی عورتوں سے کہا کہ اب حارث میرا جانشین ہوگا اور وہ تمہاری حفاظت کرے گا ۔ جب یہ نیسابور کے قریب پہنچا تو اہل نیسابور نے کہلا بھیجا تم یہاں کیوں آئے ہو تم نے باہمی دشمنی کی وہ آگ پھر جلا دی جسے اللہ نے بجھا دیا تھا۔ ضرار بن عیسیٰ العامری نصر کی طرف سے نیسابور کا عامل تھا نصر نے سنان الاعرابی مسلم بن عبدالرحمٰن اور مسلم بن احوز کو باشندوں کے پاس گفتگو کے لئے وکیل بنا کر بھیجا۔ انہوں نے اسے گفتگو کر کے انہیں ہموار کر لیا۔ وہ لوگ شہر سے باہر اسکے استقبال کے لئے آئے سواری کے جانور لونڈی غلام اور تحائف اسکے نذر کئے۔ اس پر خوش ہو کر مسلم نے کہا میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔ یہ قبیلہ قیس ہے۔ اور یہ محض ایک دوستانہ شکوہ تھا جس کی بناء پر انہوں نے پہلے ایسا کیا۔ نصر نے یہ شعر پڑھا۔

انا ابن خندف تیمنی قبائلها
للصالحات و عمی قیس غیلانا

ترجمہ: میں خندف کا پوتا ہوں اس کے تمام قبائل و بطون

میری طرف نیکیوں کی نسبت کرتے ہیں میرا چچا قیس غیلان ہے۔

نصر کے مرو سے جانے کے بعد یونس بن عبدربہ' محمد بن قطن اور خالد بن عبدالرحمٰن اوران جیسے دیگر سردار ساتھ شہر ہی میں رہے۔

نصر اور عبدالحکیم بن سعید کی گفتگو

عباد بن عمرالازدی عبدالحکیم بن سعید العوذی اور ابوجعفر عیسیٰ بن جزرمکہ سے نصر کے پاس ابرشہر میں آئے۔ نصر نے عبدالحکیم سے کہا دیکھو تمہارے ہم قوم بے وقوفوں نے کیا حرکت کی ہے اس پر اس نے کہا بلکہ آپ کے ہم قوم احمقوں نے آپ کے عہد ولایت کے عرصہ دراز میں وہی لوگ والی رہے۔ ربیعہ اور یمن کو کوئی عہدہ نہیں ملا اسی بناء پر انہیں غصہ آ گیا۔ ہاں میں اسے جانتا ہوں کہ ربیعہ اور یمن میں بے وقوف بھی ہیں اور عقلمند بھی مگر اس موقع پر جاہلوں نے سمجھدار لوگوں پر غلبہ پالیا عباد نے کہا بھلا امیر سے اس طرح گفتگو کی جاتی ہے۔ نصر نے کہا اس پر اعتراض نہ کرو اس نے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے۔ دریائے مرو کے کنارے پر واقع ایک گاؤں کے باشندے ابوجعفر عیسیٰ نے نصر سے کہا کہ ان حالات میں آپ والی نہیں رہ سکتے یہ ایک عظیم الشان فتنہ ابھر آیا ہے عنقریب ایک مجہول النسب شخص اس میں نمایاں ہوگا وہ علم سیاہ بلند کرے گا۔ ایک اور ہونے والی سلطنت کی طرف دعوت دے گا اور وہی حکومت پر غلبہ حاصل کر لے گا اور تم لوگ اسی طرح اپنی الجھنوں کی وجہ سے دیکھتے کے دیکھتے رہ جاؤ گے کہ نصر نے کہا' جس شخص کی طرف تم اشارہ کر رہے ہو یہ بہت زیادہ بے وفائی۔ بے دردی اور علیحدگی میں تکلیف وہ ہونے کی وجہ سے حارث سے مشابہ ہے میں نے اسے ترکوں کے علاقہ سے بلایا۔ اسے والی بنانا چاہا بہت سی رقم دینا چاہی مگر اس نے انکار کر دیا۔ ہمارے اتحاد کو پراگندہ کر دیا اور میرے خلاف چڑھ آیا اس پر ابوجعفر عیسیٰ نے کہا کہ حارث تو مارا جائے گا اور سولی پر چڑھا دیا جائے گا اور کرمانی کا بھی یہی حشر ہونے والا ہے نصر نے خوش ہو کر اسے انعام و اکرام دیا۔ سلم بن احوز کہا کرتا تھا کہ قیس سے زیادہ میں نے کسی قوم کو جان دینے میں نڈر نہ پایا۔

نصر کے چلے جانے کے بعد کرمانی نے مرو پر قبضہ کر لیا اور حارث سے کہا کہ میں کتاب اللہ پر عمل کرنا چاہتا ہوں قطبہ نے کہا اگر یہ اپنے بیان میں صادق ہیں تو میں ایک ہزار سواروں سے انکی امداد کروں گا۔ مقاتل بن حیان نے کہا کیا مکانات کے گرانے اور لوٹ مار کی کتاب اللہ میں اجازت دی گئی ہے کرمانی نے اسے لشکر کے خرگاہ میں قید کر دیا۔ مگر معمر بن مقاتل بن حیان یا معمر بن حیان نے اسکی سفارش کی اور کرمانی نے اسے رہا کرا دیا۔

کرمانی مسجد میں آیا حارث ٹھہرا رہا۔ کرمانی نے تقریر کی' محمد بن الزبیر اور ایک دوسرے شخص کے علاوہ داؤد بن ابی داؤد بن یعقوب نے ابن الزبیر کیلئے امان طلب کی۔ اتنے میں میر فشی آیا اور کرمانی نے اسے بھی امان دیدی۔ حارث باب دوران اور سرخس کی طرف چلا گیا اور خود کرمانی نے اسد کے مصلے میں اپنی قوم کے ساتھ قیام کیا اس نے حارث کو بلا بھیجا۔ حارث آیا اس نے بھی کرمانی کے مکانات کو منہدم کرانے اور لوٹ مار کے فعل کو برا سمجھا اور اس پر اعتراض کیا۔ پہلے تو کرمانی نے اسے سزا دینے کا ارادہ کیا مگر پھر باز رہا کرمانی چند روز یہاں مقیم رہا۔

بشیر کا بغاوت کرنا

بشر بن جرموز الضبی نے خرقان میں علم بغاوت بلند کیا اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف لوگوں کو دعوت دی۔ حارث سے کہا کہ میں نے انصاف طلب کرنے کیلئے تمہاری حمایت کی تھی مگر اب چونکہ تم کرمانی کے ساتھ اس لئے ہو گئے ہو تا کہ تمہاری نصرت کا شہرہ ہو اور یہ لوگ تو محض ذاتی دشمنیوں کی وجہ سے ایک دوسرے سے دست و گریباں ہیں اس لئے اب میں تمہارا ساتھ نہیں دیتا۔

بشر بن جرموز پانچ ہزار پانچ سو یا ایک روایت کے مطابق چار ہزار کی جمیعت کے ساتھ حارث سے علیحدہ ہو گیا اور کہا کہ ہم جماعت عادل ہیں۔ حق کی طرف دعوت دیتے ہیں' ہم کسی سے نہیں لڑیں گے البتہ اس سے لڑیں گے جو خود ہم سے لڑے گا۔

تمیم بن نصر اور مضری عربوں کی حارث کی اطاعت

حارث عیاض کی مسجد میں آیا۔ کرمانی کی طرف پیغام بھیجا کہ حکومت کو شوریٰ سے قائم کیا جائے کرمانی نے اس تجویز کو مسترد کر دیا حارث نے اپنے بیٹے محمد کو جسے وہ تمیم بن نصر کے مکان سے اٹھا لایا تھا نصر کے پاس بھیجا۔ نصر نے اپنے خاندان اور مضری عربوں کو لکھا کہ تم خلوص دل سے حارث کا ساتھ دو۔ یہ سب لوگ حارث کے پاس آئے' اس نے کہا آپ ہی لوگ اصلی عرب ہیں چونکہ آپکو ابھی حال میں شکست کا سامنا کرنا پڑا اس لئے آپ اپنے تمام اہل و عیال کے ساتھ میرے پاس آ جائیے۔ انہوں نے کہا ہم اس سے لڑے بغیر کسی بات سے خوش نہ ہوں گے۔

حارث کے دوستوں کا کرمانی سے رابطہ

کرمانی کی فوج کا امیر مقاتل بن سلیمان تھا ایک بخاری نے اس سے اس منجنیق کی جسے اس نے نصب کیا تھا قیمت طلب کی اس نے کہا تم گواہ پیش کرو کہ یہ منجنیق مسلمانوں کے نفع کی خاطر تم ہی نے نصب کی تھی شیبہ بن شیخ الازدی نے اسکی شہادت دی مقاتل کے حکم سے خزانہ عامرہ کے نام اسے چیک دیدیا گیا۔ حارث کے دوستوں نے کرمانی کو خط لکھا۔ ہم آپ کو اللہ سے ڈرنے' اسکی اطاعت' ائمہ ہدیٰ کے اختیار کرنے اور اپنے خون کو حرام سمجھنے کے لئے نصیحت کرتے ہیں۔ ہم نے حارث کا ساتھ اس لئے دیا تھا کہ اس سے اللہ کی خوشنودی حاصل ہو اور اسکے بندوں کی خیر خواہی۔ اسی لئے ہم نے اپنی جان اور مال اس کے لئے پیش کر دیا تھا اور یہ چیزیں اس ثواب کے مقابلہ میں جس کے حصول کی ہمیں اللہ سے توقع تھی ہماری نظروں میں ہیچ تھیں۔ کیونکہ ہم اور تم آپس میں بھائی ہیں اور دشمن کے مقابلہ میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں اس لئے تم اللہ سے ڈرو' حق کو پھر قائم کرو کیونکہ ہم کسی وجہ شرعی کے بغیر تمہارا خون بہانا نہیں چاہتے۔

کرمانی حارث کے مقابلہ میں

یہ لوگ چند روز تک اپنی جگہ مقیم رہے پھر حارث بن سریج فصیل کے پاس آیا اس نے ثوبان کی سمت ہشام بن ابی الہیثم کے مکان کے قریب فصیل میں شگاف پیدا کیا' سمجھدار لوگ حارث کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے اور کہنے لگے کہ تم

نے خلاف عہد کیا۔ قاسم الشیبانی اور ربیع التیمی ایک جماعت کے ہمراہ ٹھہرے رہے۔ کرمانی باب سرخس سے شہر میں داخل ہو کر حارث کے مقابل آیا۔ مقاتل بن عمرو الازدی آگے نکل گیا اسے سمیدع العدوی نے قتل کر دیا اور اس نے نعرۂ شادمانی بلند کیا کہ یہ میں نے لقیط کا بدلہ لیا۔

دونوں کے درمیان شدید جنگ

اب عام جنگ شروع ہوگئی کرمانی نے اپنے میمنہ پر داؤد بن شعیب اس کے بھائیوں خالد۔ مزید اور مہلب کو اپنے میسرہ پر سورہ بن محمد بن عزیز الکندی کو بنی کندہ اور ربیعہ کے ساتھ متعین کیا تھا' نہایت سخت لڑائی ہوئی۔ حارث کی فوج نے شکست کھائی اور وہ شگاف فصیل اور حارث کی چھاؤنی کے درمیان بری طرح قتل کیے گئے۔

حارث کا قتل

حارث ایک خچر پر سوار تھا' اس سے اتر پڑا اور گھوڑے پر سوار ہوا اس کے چابک رسید کیا۔ وہ تیز ہو گیا' اسکی فوج نے شکست کھائی مگر وہ خود اپنے خاص دوستوں کے ساتھ میدان جنگ میں ٹھہرا رہا۔ اور ایک جھاڑی کے پاس قتل ہوا' اسکا بھائی سوادہ بھی مارا گیا نیز بشر بن جرموز اور قطن بن الخیرہ بن عمرو بھی مارے گئے۔ کرمانی نے جنگ روک دی' حارث کے سو ساتھی مارے گئے اتنے ہی کرمانی کے مارے گئے۔ حارث کی نعش بے سر کو شہر مرو کے قریب سولی پر لٹکا دیا گیا۔ حارث نصر کے مرو سے جانے کے تیس دن بعد بروز اتوار قتل ہوا جبکہ رجب ۱۲۸ھ کے اختتام سے چھ روز باقی تھے۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حارث زیتون کے ایک درخت یا جوار کے درخت کے پاس مارا گیا کرمانی کو حارث کی سونے کی اینٹیں ملیں جن پر اس نے قبضہ کر لیا۔ اسکی ام ولد کو قید کر دیا پھر اسے رہا کر دیا۔ یہ صاحب بن عمرو بن سلمہ بن سکن بن جون بن ذبیب کے پاس تھی نیز کرمانی نے ان لوگوں کے املاک و اسباب پر قبضہ کر لیا جو نصر کے ساتھ چلے گئے تھے' عاصم بن عمیر کے تمام مال و املاک خود اس نے اپنے قبضہ میں کر لیں' اس پر ابراہیم نے کہا بھلا اس کا مال کس طرح آپ کے لئے حلال ہوسکتا ہے۔ صالح نے جو وضاح کی اولاد میں سے تھا کہا مجھے اس کے خون سے سیراب ہونے دو مگر مقاتل بن سلیمان ان دونوں کے بیچ میں آ گیا اور اسے اسکے مکان لے آیا۔

حارث بن سریج سے متعلق دوسری روایت

سلیم کے آزاد کردہ غلام جس نے کہا تھا بخدا میں ہرگز حارث کی اتباع نہ کروں گا۔ کیونکہ یہ سخت دھوکے باز ہے اور مہلب بن ایاس کے سوا اور کوئی معنری عرب کرمانی کے ساتھ نہ رہا۔ مہلب نے کہا کہ میں کبھی اسکا ساتھ نہ دوں گا کیونکہ میں نے اسے ہمیشہ بھاگتے ہوئے سواروں میں دیکھا ہے۔

حارث اور کرمانی کی لڑائیاں

اب کرمانی کی ان سے کئی مرتبہ لڑائی ہوئی۔ فریقین اپنی اپنی خندقوں میں واپس آ جاتے تھے کبھی ایک فریق کا

پلہ بھاری رہتا اور کبھی دوسرے کا' ایک روز جنگ کیلئے مرثد بن عبداللہ المجاشعی شراب پی کر اسکے نشہ میں بے ہوش حارث کے ٹٹو پر سوار ہو کر میدان میں آیا۔ اس کے نیزہ لگا اور زمین پر گرا دیا گیا مگر بنی تمیم کے کچھ سواروں کی مدد سے یہ دشمن کے نرغے سے بچ گیا البتہ اسکا ٹٹو بغیر سوار کے رہ گیا۔ جب یہ واپس اپنی فوج میں آیا تو حارث نے اسے ملامت کی اور کہا کہ قریب تھا کہ تم مارے جاتے مرثد نے کہا۔ یہ آپ اپنے ٹٹو کے ضائع ہو جانے کی وجہ سے کہہ رہے ہیں۔ میری بیوی پر طلاق ہو اگر میں ایسا ہی چست و چالاک ٹٹو آپ کو نہ لا کر دوں۔ اس نے پوچھا کہ دشمن کے کسی شخص کے پاس کوئی اعلیٰ درجہ کا ٹٹو ہے۔ معلوم ہوا عبداللہ بن دیسم الغندی کے پاس نیز لوگوں نے اشارے سے اسکا مقام بھی بتایا۔ مرثد لڑتا بھڑتا اس تک پہنچا۔ جب یہ اس پر حملہ آور ہوا تو ابن دیسم اپنے ٹٹو سے کود پڑا۔ مرثد نے اسکی لگام اپنے نیزے میں اٹکائی اور سی طرح اس ٹٹو کو حارث کے پاس لے آیا اور کہا لیجئے یہ آپ کے ٹٹو کے معاوضہ میں ہے۔ مخلد بن الحسن مرثد سے ملا۔ اور مذاقاً اس سے کہا کہ ابن دیسم کا ٹٹو تمہاری ران کی نیچے کیسا بھلا معلوم ہوتا ہے۔ یہ اس پر سے اتر آیا اور کہا نذر رہے' مخلد نے کہا میں نے تو محض تم کو چھیڑنے کے لئے تا کہ تم مجھ سے ناراض ہو یہ بات کہی تھی۔ تم نے اسے ہم سے جنگ میں حاصل کیا تھا اور اب میں صلح میں اسے لینا چاہتا تھا۔

مرو پر یمنی عربوں کا تصرف

اسی طرح چند روز مزید دونوں حریف ایک دوسرے سے لڑتے رہے' ایک روز حارث رات میں مرو کی فصیل کے پاس آیا ایک دروازے میں شگاف پیدا کر کے فصیل کے اندر آ گیا۔ کرمانی بھی اسی موقع پر آ گیا۔ اسکے آتے ہی حارث پلٹ گیا۔ مضر عربوں نے حارث سے کہا کہ تم نے اپنی خندقیں چھوڑ دی ہیں اب آج ہماری لڑائی کا موقع ہے آپ چونکہ بارہا میدان جنگ سے بھاگ چکے ہیں اس لئے پیدل ہو جائیے' حارث نے کہا تمہارے لئے میرا پیدل ہونا سوار ہونے سے زیادہ مفید ہے۔ انہوں نے کہا ہم آپ کے بغیر پیدل نہ ہوں گے چنانچہ حارث پیدل ہو گیا۔ یہ اس وقت فصیل شہر اور خود شہر کے بیچ میں تھا۔ حارث اور اسکا بھائی بشر بن جرموز بنی تمیم کے اور کئی بہادر مارے گئے باقیوں نے راہ فرار اختیار کی ۔ حارث کو سولی پر لٹکا دیا گیا۔ اور اب مرہ صرف یمنی عربوں کے تصرف میں آ گیا انہوں نے تمام مصری عربوں کے مکانات گرا دیے۔

ابومسلم کا خراسان بھیجا جانا

اسی سال ابراہیم بن محمد نے ابومسلم کو خراسان بھیجا اور اپنے طرفداروں کو لکھا کہ میں نے اسے اپنے حکم سے امیر بنایا تھا' اس لئے تم لوگ اس کے احکام کی تعمیل کرو اور جو کہے اسے مانو۔ میں نے انہیں تمام خراسان اور ان تمام علاقوں کا امیر مقرر کیا ہے جن علاقوں پر وہ اس کے بعد غلبہ حاصل کرے۔ ابومسلم خراسان آیا۔ مگر کسی نے اسکی بات نہ سنی ۔ دوسرے سال یہ لوگ خراسان سے روانہ ہو کر مکہ میں ابراہیم کے پاس جمع ہوئے ابومسلم نے ابراہیم سے کہا کہ ان لوگوں نے آپ کی ہدایات کی تعمیل نہیں کی اور نہ آپ کے خط کو تسلیم کیا ابراہیم نے کہا میں نے خراسان کی امارت ایک سے زیادہ لوگوں کے سامنے پیش کی مگر سب نے انکار کر دیا۔

ابومسلم خراسانی کو امیر مقرر کرنے کی وجہ

ابومسلم کے مقرر کرنے سے پہلے ابراہیم نے سلیمان بن کثیر کو اس جگہ مقرر کرنا چاہا مگر اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ وہاں دو شخصوں پر بھی حکومت نہیں کر سکتا پھر ابراہیم نے خراسان کی امارت ابراہیم بن مسلمہ کو دینا چاہی اس نے بھی انکار کر دیا۔ ابراہیم نے یہ ساری کیفیت خراسانیوں کو بتائی اور کہا کہ اس لئے آخر کار میں نے ابومسلم کو اس جگہ مقرر کیا۔ تم لوگ اس کے احکام و ہدایات کی بدل و جان تعمیل کرو' پھر اس نے عبدالرحمٰن سے کہا کہ تم میرے خاندان کے رکن ہو' تم میری ہدایت کو اچھی طرح یاد رکھو' یمنی قبائل کی عزت کرو۔ انہیں کے درمیان جا کر قیام کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں کے ذریعہ ہماری اس تحریک کی تکمیل کرائے گا' قبیلہ ربیعہ پر نظر رکھو ان کے طرز عمل پر تنقید کرتے رہو مگر مضری عربوں کو ہمیشہ اپنا قریبی دشمن سمجھنا یہ آستین کے سانپ ہیں ان کے طرز عمل میں اگر ذرا سا بھی شبہ تمہیں ہو تو تم ہر مشتبہ شخص کو قتل کر دینا۔ اگر ہو سکے تو خراسان میں کسی عربی بولنے والے کو زندہ نہ چھوڑنا جو لڑکا پانچ بالشت کا ہو اس پر بھی کوئی نہ کوئی الزام رکھ کر اسے قتل کر دینا۔ اس بزرگ یعنی سلیمان بن کثیر کی کبھی مخالفت نہ کرنا اور نہ ان کے مشورہ کے کبھی خلاف کرنا۔ اگر تمہیں کوئی دشواری پیش آئے تو انہیں بجائے میرے سمجھ کر ہر بات ان سے معلوم کر لینا۔

ضحاک بن قیس الخارجی کا قتل

جب ضحاک نے واسط میں عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کا گھیراؤ کر لیا اور منصور بن جمہور نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو عبداللہ نے محسوس کیا کہ اب اس میں ضحاک کے مقابلہ کی سکت نہیں ہے اس لئے اس نے ضحاک کی طرف پیغام بھیجا کہ میرے محاصرہ کرنے سے آپ کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ مروان سامنے ہے آپ اس کے مقابلہ پر جائیے اور جب آپ اس سے لڑیں گے تو میں آپ کے ساتھ ہوں چنانچہ جیسا کہ اوپر ذکر آ چکا ہے ان دونوں میں صلح ہو گئی۔ ابن عمر کو چھوڑ کر ضحاک مروان کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا مقام کفرتوتا علاقہ' جزیرہ میں اسکا اس سے مقابلہ ہوا۔ اور پہلے ہی دن کے مقابلہ میں ضحاک مارا گیا۔

ضحاک خارجی کا موصل پر قبضہ

دوسری روایت ہے کہ جب عطیہ التغلبی نے ضحاک کے خاص سردار اور کوفہ کے عامل ملحان کو سیلحین کے پل پر قتل کر دیا اور ضحاک کو اسکی اطلاع ملی یہ اس وقت واسط میں عبداللہ بن عمر کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اس نے اپنے ایک مطاعن نامی سردار کو ملحان کی جگہ کوفہ کا گورنر مقرر کر کے روانہ کیا۔ عبداللہ بن عمر اور ضحاک میں اس شرط پر صلح ہو گئی کہ ابن عمر اسکی اطاعت کرے گا چنانچہ یہ اسکا مطیع ہو گیا اور اسکے پیچھے اس نے نماز پڑھی۔ ضحاک تو کوفہ واپس آ گیا اور ابن عمر اپنے ہمراہیوں سمیت واسط ہی میں مقیم رہا۔ جب ضحاک کوفہ آ گیا تو اہل موصل نے اسے موصل آنے کی دعوت لکھ بھیجی اور وعدہ کیا کہ جب آپ یہاں آئیں گے ہم خود بخود آپ کے مطیع ہو جائیں گے چنانچہ ضحاک اس کے بیس ماہ بعد اپنی فوجوں کے ساتھ موصل روانہ ہوا۔ اس وقت مروان کی جانب سے قطران بن اکمہ الشیبانی جزیرہ کا رہنے والا موصل کا عامل تھا۔ اہل شہر نے ضحاک کے لئے شہر کے دروازے کھلوا دیئے مگر قطران اپنے قبیلہ اور خاندان کی ایک چھوٹی سی

جماعت کے ساتھ خارجیوں سے لڑا اور وہ سب کے سب مارے گئے۔ ضحاک نے نہ صرف موصل بلکہ اس کے تمام ضلع پر قبضہ کرلیا۔ مروان کو اس واقعہ کی اس وقت اطلاع ہوئی جب وہ خود حمص کے محاصرہ میں مشغول تھا۔ اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو جو جزیرہ میں اسکا قائم مقام تھا حکم بھیجا کہ تم فوراً اس باقاعدہ فوج کے ساتھ جو تمہارے پاس ہے نصیبین جا کر ضحاک کو جزیرہ کے بیچ میں آنے سے روک دو۔

ضحاک اور عبداللہ کی جنگ

عبداللہ سات یا آٹھ ہزار باقاعدہ فوج کے ساتھ روانہ ہوا اس نے اپنے ایک سردار کو تقریباً ایک ہزار فوج کے ساتھ حران میں اپنے پیچھے چھوڑا۔ اب ادھر سے ضحاک عبداللہ کے مقابلہ کے لئے نصیبین روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر دونوں میں جنگ شروع ہوگئی' مگر ضحاک کی فوج کی کثرت کی وجہ سے عبداللہ کو اس سے مقابلہ کی طاقت نہ رہی' ضحاک کے ساتھ ایک لاکھ بیس ہزار فوج تھی۔ ان میں سے ہر سوار کو ایک سو بیس ماہانہ پیدل کو سو اور خچر والوں کو اسی درہم تنخواہ ملتی تھی ضحاک نے نصیبین کا محاصرہ کرلیا اپنے دو سرداروں عبدالملک بن بشر التغلبی اور بدر الذکوانی سلیمان بن ہشام کے آزاد غلام کو چار یا پانچ ہزار فوج کے ساتھ آگے روانہ کیا۔ انہوں نے ہرقہ پر آ کر حملہ کیا یہاں مروان کے تقریباً پانچ سو سوار تھے انہوں نے ان خارجیوں کا مقابلہ کیا مگر جب مروان کو خارجیوں کے رقہ پر حملہ آور ہونے کی اطلاع ملی تو اس نے خود اپنے محافظ دستہ کو ان کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ جب یہ فوج ان کے قریب پہنچی تو خارجی خود ہی پسپا ہو کر ضحاک کے پاس واپس جانے لگے مگر اس دستہ نے اسکا تعاقب کیا اور انکے ساقہ لشکر کے تیس سے زیادہ آدمی گرفتار کر لئے۔ جب مروان رقہ آیا تو اس نے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کرادیئے۔ پھر چپ چاپ ضحاک کے مقابلہ کے لئے آگے بڑھا موضع غز علاقہ کفرتوثا میں دونوں کا مقابلہ ہوا۔ تمام دن لڑائی ہوتی رہی۔ شام کے قریب ضحاک پیدل ہو کر لڑنے لگا اس کے ساتھ اور بھی اسکے بہادر اور ثابت قدم ساتھی تقریباً چھ ہزار پیدل ہوگئے خود اس کے مرکزی پڑاؤ والوں کو اس بات کا علم نہ ہوا۔ مروان کے رسالہ نے اس جماعت کو چاروں طرف سے گھیر کر نہایت بیدردی سے قتل کرنا شروع کیا۔ شام کے قریب یہ ساری جماعت میدان جنگ میں قتل ہوگئی اس جماعت سے جو چند لوگ بچے وہ اپنے پڑاؤ واپس آئے۔ خود مروان یا ضحاک کے ساتھیوں کو بھی اس کی خبر نہ تھی کہ ضحاک مارا گیا' مگر جب نصف شب میں اس کے پیروؤں نے اسے نہ پایا تو پوچھ گچھ شروع کی' بعض ایسے لوگوں نے جنہوں نے اسے میدان میں پیدل ہوتے دیکھا تھا آ کر اس کے قتل کی خبر اور کیفیت سنائی یہ سنتے ہی تمام خارجی اسکی موت پر گریاں و نالاں ہوئے۔

ضحاک کا قتل

عبدالملک بن بشر التغلبی ضحاک کا وہ سردار جسے اس نے رقہ بھیجا تھا خود مروان کے پاس آیا اور اسی نے مروان کو ضحاک کے قتل ہونے کی اطلاع دی مروان نے اپنے دو چوکیدار آگ اور شمعیں دے کر میدان جنگ میدان کارزار میں بھیج دیئے انہوں نے مقتولین کو الٹ پلٹ کر دیکھا اور آخر کار ضحاک کی لاش برآمد کر کے اسے مروان کے پاس لے آئے اس کے منہ پر بیس سے زیادہ زخم آئے تھے۔ اسے دیکھتے ہی مروان کی فوج نے مسرت میں نعرہ تکبیر بلند کیا اس سے ضحاک کی فوج والوں کو معلوم ہوا کہ دشمن کو اسکا پتہ چل گیا۔ مروان نے اس کے سر کو اسی رات جزیرہ کے تمام

شہروں میں گشت کرانے کے لئے بھیج دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ضحاک اور خیبری دونوں ۱۲۹ھ میں قتل کیے گئے' نیز اسی سال ابو مخنف کے بیان کے مطابق خیبری الخارجی بھی مارا گیا۔

خیبری الخارجی کا قتل

خیبری کا امیر بننا اور جنگ

ضحاک کے قتل کے بعد صبح کو اسکی فوج نے خیبری کو اپنا امیر بنالیا۔ اس روز وہ اپنے پڑاؤ میں ٹھہرے رہے دوسرے دن صبح سویرے مروان کے مقابلہ پر آئے۔ دونوں حریفوں نے صف بندی کی۔ سلیمان بن ہشام اس روز اپنے موالی اور خاندان والوں کے ساتھ خیبری کے ہمراہ تھا یہ نصیبین میں ضحاک کے پاس اپنے تین ہزار سے زیادہ موالی اور خاندان والوں کے ساتھ آ گیا تھا اور اس خارجیوں میں شیبان الحروری کی بہن سے شادی کر لی تھی جسے خارجیوں نے خیبری کے قتل کے بعد اپنا امیر بنایا، خیبری نے تقریباً چار سو سر بکف بہادروں کے ساتھ مروان پر جو اپنی فوج کے قلب میں تھا حملہ کیا مروان شکست کھا کر بھاگا، اپنے پڑاؤ کو بھی چھوڑ کر فرار ہو گیا، خیبری اپنے ساتھیوں سمیت اسکے پڑاؤ میں درآیا اور یہاں خارجیوں نے خوشی میں اپنا شعار یا خیبری یا خیبری پکارنا شروع کیا، خارجی جسے پاتے قتل کر دیتے یہاں تک کہ یہ خود مروان کے خیمہ میں پہنچے، اسکی طنابیں قطع کر دیں، اور خیبری مروان کی مسند پر جا کر بیٹھا۔ مگر مروان کا میمنہ جسکا افسر اسکا بیٹا عبداللہ تھا اور میسرہ جسکی قیادت اسحٰق بن مسلم العقیلی کے تفویض تھی بدستور اپنی اپنی جگہ جمے ہوئے تھے۔ جب مروان کے لشکر والوں نے دیکھا کہ خیبری کے ہمراہ بہت تھوڑے آدمی ہیں تو سپاہیوں کے غلام خیموں کی چوبیں لیکر اسپر حملہ آور ہوئے اور انہوں نے خیبری کو مع اسکے تمام ہمراہیوں کے مروان کے خیمہ اور اسکے گرد قتل کر دیا۔ مروان کو اسکی اطلاع ہوئی وہ اسی وقت اپنے پڑاؤ سے بھاگ کر پانچ چھ میل کی مسافت پر پہنچ چکا تھا یہ سنتے ہی واپس پلٹ آیا اور جو دستے جنگی مقامات پر موجود تھے انہیں اصل مرکز پر واپس بلالیا۔ ساری رات اسی طرح اپنے پڑاؤ میں بسر کی، دوسری جانب خیبری کی فوج پسپا ہوئی اور اس نے شیبانی کو اپنا امیر مقرر کیا، اس کے بعد مروان نے ان خارجیوں سے تھوڑے تھوڑے فوجی دستوں سے باقاعدہ جنگ شروع کی اور اسی دن سے باقاعدہ صف بندی کی جنگ موقوف کر دی۔

خیبری کی جنگ کے دن مروان نے محمد بن سعید کو جو اسکے کاتبوں اور با اعتماد لوگوں میں تھا، خیبری کے پاس بھیجا تھا مروان کو معلوم ہوا کہ وہ اس روز خوارج کے ساتھ جا ملا۔ یہ گرفتار کر کے مروان کے سامنے پیش کیا گیا۔ مروان نے اسکے ہاتھ پاؤں اور زبان کٹوا دی۔

اسی سال میں مروان نے یزید بن عمر بن ہبیرہ کو ان خارجیوں سے جو عراق پر مسلط ہو گئے تھے لڑنے کے لئے عراق بھیجا۔

حج اور انتظامی عہدے

اس سال عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز کی امارت میں حج ہوا۔ نیز اس سال مروان نے حمص فتح کیا، اسکی

فیصل کرادی نعیم بن ثابت الجذامی کو گرفتار کر کے شوال ۱۲۸ھ میں قتل کردیا۔ اس سال جن جن لوگوں نے اسکی مخالفت کی ان کا ذکر ہم کر چکے ہیں، عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز۔ مکہ مدینہ اور طائف کا گورنر تھا۔ عراق میں ضحاک اور عبداللہ بن عمر کے عمال کام کر رہے تھے، ثمامۃ بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے، نصر بن سیار خراسان میں تھا اور خراسان میں فتنہ و فساد کی آگ لگی ہوئی تھی۔

اس سال ابوحمزۃ الخارجی نے عبداللہ بن یحییٰ طالب الحق سے ملاقات کی اور اسے اپنے مذہب کی دعوت دی۔

ابوحمزہ خارجی اور عبداللہ بن یحییٰ طالب الحق کی ملاقات

ابوحمزہ مختار بن عوف الازدی السلیمی نے سب سے پہلے بصرے سے اپنی تحریک شروع کی اسکا پہلا کام یہ تھا کہ یہ ہر سال مکہ جاتا اور وہاں لوگوں کو مروان بن محمد اور بنی مروان کے مخالفت پر ابھارتا۔ اسکا عرصہ تک یہی طریقہ رہا۔ ۱۲۸ھ ہجری کے آخر میں عبداللہ بن یحییٰ سے یہ ملا۔ اس نے اس سے کہا کہ میں آپکی زبان سے بہت عمدہ باتیں سن رہا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ آپ حق کی دعوت دے رہے ہیں۔ آپ میرے ساتھ چلئے، میں اپنی قوم کا بڑا شخص ہوں، وہ سب میرا کہا مانتے ہیں یہ مکہ سے روانہ ہو کر حضر موت آیا وہاں ابوحمزہ نے اسے خلیفہ تسلیم کر کے اسکے ہاتھ پر بیعت کی اور اب لوگوں کو مروان اور آلِ مروان کی مخالفت کے لئے دعوت دی۔

ایک اور روایت ہے کہ ابوحمزہ بنی سلیم کے معدن سے گذرا، کثیر بن عبداللہ اس معدن کا افسر تھا، اس نے اسکی بعض باتیں خلاف قانون سنیں اسکو ستر درے لگوائے ابوحمزہ مکہ چلا گیا، جب یہ مدینہ کو فتح کر کے وہاں آیا تو کثیر روپوش ہو گیا پھر ان دونوں کا جو معاملہ ہوا وہ ہوا۔

۱۲۹ھ کے اہم واقعات

شیبان کی ہلاکت

اس سال شبان بن عبداللہ العزیز الیشکری ابوالالفا ہلاک ہوا، اس کا واقعہ یہ ہے کہ ضحاک اور خیر بلی کے بعد خارجیوں نے اسے اپنا امیر بنایا۔ اور مروان نے اس سے جنگ کی۔

خارجیوں کا اپنا طریقۂ کار

خیبری کے قتل کے بعد سلیمان بن ہشام نے ان سے کہا کہ تم جو کچھ کر رہے ہو یہ میری رائے نہیں ہے۔ یا تو تم میری رائے پر عمل کرو ورنہ میں تمہارا ساتھ چھوڑ کر پلٹ جاؤں گا، خارجیوں نے پوچھا کیا رائے ہے اس نے کہا اگر تم میں سے کسی ایک کو فتح بھی ہوئی تو وہ پھر آخر دم تک لڑنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور مارا جاتا ہے۔ میں اب یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ ہم اپنے آپ کو بچاتے ہوئے باقاعدہ طور پر واپس جا کر موصل چلیں اور وہاں خندقیں کھود کر اسکی آڑ میں دشمن کا مقابلہ کریں، خارجیوں نے اس تجویز پر عمل کیا، مروان نے انکا تعاقب کیا۔ خارجی دجلہ کے مشرقی کنارے پر تھے اور

مروان ان کے مقابل تھا، نو ماہ تک اسی طرح جنگ ہوتی رہی یزید بن عمر بن ہبیرہ شام اور جزیرہ کی ایک زبردست فوج کے ہمراہ قرقیسیا میں مقیم تھا، مروان نے اسکے کوفہ جانے کا حکم دیا۔ اس وقت مثنٰی بن عمران القرشی الخارجی کوفہ کا حاکم تھا۔

مروان کا طرزِ عمل

پہلے تو مروان بن محمد خارجیوں سے باقاعدہ صف بندی کر کے لڑتا تھا، مگر خیبری کے قتل کے بعد جب خارجیوں نے شیبان کو اپنا امیر مقرر کیا تو اسکے بعد سے مروان ان سے چھوٹے چھوٹے دستوں سے لڑنا شروع کیا اور صف بندی ترک کردی اسکے مقابلے میں خارجیوں نے بھی یہی کیا کہ مروان کے ایک ایک دستہ سے ان کا ایک ایک دستہ مقابلہ کرتا، بہت سے ایسے لوگوں نے جو محض دنیا کی خاطر زر و مال کے لالچ میں ان کے ساتھ ہو گئے تھے انکا ساتھ چھوڑ دیا اور اب وہ صرف چالیس ہزار رہ گئے۔ اس حقیقت کو محسوس کر کے سلیمان بن ہشام نے انہیں شہر موصل پر پسپا ہو جانے کا مشورہ دیا تاکہ وہ ان کے لئے پشت پناہ اور جائے پناہ ہو اور وہاں سے ضروریات زندگی مل سکیں، خارجیوں نے اسکے مشورہ کو قبول کیا اور رات ہی رات مرون کے مقابلہ سے کوچ کر گئے صبح ہوتے ہی مروان نے ان کا تعاقب شروع کیا، جس جس مقام پر خارجی ٹھہرتے یہ بھی وہاں ٹھہرتا، یہاں تک کہ خاص شہر موصل پہنچے خارجیوں نے دجلہ کے کنارے پڑاؤ کیا اپنے چاروں طرف خندق کھود لی، اپنے پڑاؤ سے شہر تک کئی پل دجلہ پر باندھ لئے اس طرح تمام ضروریات زندگی و آسائش انہیں موصل سے ملتی رہیں، مروان نے بھی ان کے مقابل خندق کھود کر پڑاؤ کیا اور چھ ماہ تک صبح و شام ان سے لڑتا رہا۔

امیہ کا قتل

جنگ کے دوران سلیمان بن ہشام کا ایک بھتیجا امیہ بن معاویہ بن ہشام جو اپنے چچا کے ہمراہ موصل میں شیبان
کے ساتھ تھا مروان کے ایک بہادر سے مبارز طلب ہوا، اس نے اسے گرفتار کر لیا، اور مروان کے سامنے پیش کیا امیہ نے مروان سے کہا چچا جان میں آپ کو خدا اور اپنی قرابت کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھ پر رحم فرمائیں، مروان نے کہا آج میرے اور تیری درمیان کوئی رشتہ داری نہیں رہی۔ مروان نے اس کے قتل کا حکم دیدیا۔ اسکا چچا سلیمان بن ہشام اور اسکے بھائی اپنی آنکھوں سے اسکا حشر دیکھتے رہے، پہلے اسکے دونوں ہاتھ کٹوا دئے گئے اور پھر اس کی گردن ماردی گئی۔

یزید کی خارجیوں سے جنگیں

مروان نے یزید بن عمر بن ہبیرہ کو لکھا کہ تم قرقیسیا سے اپنی تمام فوج کے ساتھ عبیدہ بن سوار (ضحاک کے قائم مقام سے لڑنے عراق جاؤ۔ یہ عراق روانہ ہوا اور عین التمر میں عبیدہ کے رسالہ نے اسکا مقابلہ کیا، یزید نے ان سے جنگ کی اور شکست دی، مثنٰی بن عمران القرشی اور حسن بن یزید خارجیوں کے سردار تھے، یہاں شکست کھا کر اب کوفہ کے قریب نخیلہ میں تمام خارجی یزید کے مقابلہ کے لئے جمع ہوئے، یزید نے یہاں بھی انہیں شکست دی۔ اب یہ شب کے سب صراۃ میں جمع ہوئے یہاں عبیدہ بھی تھا۔ یزید ان سے لڑا، عبیدہ مارا گیا اسکی تمام فوج کو شکست ہوئی۔ یزید بن ہبیرہ نے ان کے پڑاؤ کو لوٹ لیا اس جنگ کے بعد عراق خارجیوں سے صاف ہو گیا۔ یزید نے عراق پر پوری طرح قبضہ

جمالیا۔

خارجیوں کا تعاقب

اب مروان بن محمد نے اپنی خندقوں سے ہی یزید کولکھا کہ تم عامر بن حبارۃ المری کو میری مدد کے لئے بھیج دو، یزید نے عامر کو تقریباً چھ یا آٹھ ہزار فوج کے ساتھ مروان کی مدد کو بھیجا۔ شیبان کو اور اسکے خارجی ساتھیوں کو اسکی آمد کی خبر ہوئی اس نے اپنے دوسرداروں، ابن غوث اور جوان کے چار ہزار فوج کے ساتھ اس امدادی فوج کا مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کیا، موصل سے درے مقام آسن پر ابن حبارہ کا اس فوج سے مقابلہ ہوا، نہایت شدید معرکہ جدال وقتل گرم ہوا۔ آخر کار ابن حبارہ نے خارجیوں کو پوری طرح شکست دی، جب یہ شکست خوردہ فوج شیبان کے پاس واپس آئی تو اب سلیمان بن ہشام نے اسے موصل سے کوچ کر جانے کا مشورہ دیا اور بتایا کہ جب کہ ابن حبارہ ہمارے پیچھے سے آ گیا ہے اور سامنے مروان مورچے لگائے ہے اس حال میں تمہارا یہاں ٹھہرنا کسی طرح مناسب نہیں، چنانچہ تمام خارجی کوچ کر کے حلوان کے راستے اہواز اور فارس آنے لگے، مروان نے اپنے تین سرداروں مصعب بن الصحصح الاسدی شقیق اور عطیف کو تیس ہزار اپنی باقاعدہ محافظ فوج کے ہمراہ ابن حبارہ کے پاس بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ خارجیوں کا تعاقب کرے اور جب تک ان کا بالکل قلع قمع نہ کر دے ان کا پیچھا نہ چھوڑے ابن حبارہ برابر ان کا تعاقب کرتا رہا یہاں تک کہ خارجی فارس آئے اور یہاں سے بھی نکل کر چلے گئے خارجیوں کے پچھلے حصہ فوج سے جو شخص ابن ہبیرہ کے ہاتھ آ جاتا، اسے قتل کر دیتا آخر کار وہ سب منتشر ہو گئے شیبان اپنی جماعت کو لیکر بحرین چلا گیا اور وہاں مارا گیا۔ سلیمان بن ہشام اپنے موالی اور خاندان والوں کو کشتیوں میں سوار کر کے سندھ آ گیا۔ اس واقعہ کے بعد مروان اپنے حران کی قیام گاہ میں چلا آیا اور تراب کی جنگ میں جانے تک یہیں مقیم رہا۔

مذکورہ واقعہ کے متعلق دوسری روایت

اس تمام واقعہ کے متعلق ابومخنف کا بیان ہے کہ مروان بن محمد نے یزید بن عمر بن ہبیرہ کو کوفہ جانے کا حکم دیا جو اہل شام اور جزیرہ کی ایک زبردست فوج کے ساتھ قرقیسیا میں مقیم تھا۔ اس وقت مثنیٰ بن عمران العائذی دعائذہ قریش، الخارجی کوفہ کا حاکم تھا۔ ابن ہبیرہ دریائے فرات کے راستے کوفے روانہ ہوا، عین التمر پہنچا وہاں سے بھی آگے بڑھا، روحا میں مثنیٰ سے اس کا مقابلہ ہوا۔ یہ رمضان ۱۲۹ھ کا واقعہ ہے، خارجیوں کو شکست ہوئی، ابن ہبیرہ کوفہ آیا۔ پھر صراۃ کی طرف چلا، شیبان نے عبیدہ بن سوار کو رالہ کی ایک زبردست جمعیت کے ساتھ اس کے مقابلہ پر بھیجا تھا عبیدہ نے صراۃ کے مشرق میں اور ابن ہبیرہ نے اسکے مغرب میں پڑاؤ کیا، جنگ ہوئی، عبیدہ اور اسکے بہت سے ساتھی مارے گئے، منصور بن جمہور بھی ان کے ہمراہ صراۃ کے مکانات میں موجود تھا یہ یہاں سے بچ کر ماہین اور جبل کے تمام علاقہ پر قابض ہو گیا، ابن ہبیرہ واسط آیا۔ یہاں اس نے ابن عمر کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

نباتہ بن حنظلہ کو سلیمان بن حبیب کی سرکوبی کے لئے جو اہواز کے ضلع میں تھا روانہ کیا۔ سلیمان نے اسکے مقابلہ پر داؤد بن حاتم کو بھیجا۔ مریان میں درائے پارون کے کنارے جنگ ہوئے۔ داؤد بن حاتم کی فوج کو شکست ہوئی اور وہ خود قتل ہوا، سلیمان ابن معاویۃ الجعفری سے فارس میں جاملا۔ ابن ہبیرہ نے ایک ماہ تک کوئی کارروائی نہیں

کی پھر اس نے عامر بن حبارہ کو شامی فوج کے ساتھ موصل بھیجا، یہ سن پہنچا وہاں جون بن کلاب الخارجی نے اسے روکا اور شکست دیکر شہر سن میں داخل ہونے پر مجبور کر دیا۔ یہ اس میں قلعہ بند ہو بیٹھا، اب مروان نے ابن حبارہ کی امداد کے لئے فوج پر فوج بھیجنا شروع کی، یہ خشکی کے راستے دریائے جلہ تک آتیں اور پھر دریا کو عبور کر کے ابن حبارہ کے پاس آ جاتیں اس طرح ابن غبارہ کے پاس ایک بڑی فوج ہو گئی، اس دروان منصور بن جمہور علاقہ جبل سے شیبان کو مال کے ذریعے امداد دیتا رہا۔ جب ابن حبارہ کے پاس ایک فوج کثیر جمع ہو گئی اس نے جون پر کر دیا، جون مارا گیا اور ابن حبارہ اب سیدھا موصل کی طرف روانہ ہوا، جب جون کے قتل اور ابن حبارہ کی پیش قدمی کی اطلاع شیبان کو ہوئی تو اس نے دو دشمنوں کے درمیان ٹھہرنا مصلحت کے خلاف سمجھا اور اپنے تمام ساتھیوں کو لیکر مقابلہ سے چلتا بنا۔ شامی فوج کے بڑے بڑے بہادر سردار یمنی تھے، اب عامر بن حبارہ۔ اپنی تمام فوج کے ساتھ موصل میں مروان کے پاس آ گیا، مروان نے اسے اور اپنی بہت سی فوج دی اور شیبان کا تعاقب کرنے کا حکم دیا۔ ہدایت کی کہ اگر وہ قیام کرے تم بھی قیام کرنا، اور وہ کوچ کرے تم بھی کوچ کر جانا۔ خود اسے سے جنگ کی ابتدا نہ کرنا اگر وہ لڑے تم بھی لڑنا اگر وہ خاموش رہے تم بھی اسے نہ چھیڑنا۔ اگر مقابلہ سے کوچ کر جائے تم اسکا تعاقب جاری رکھنا، غرض یہ اسی طرح یہ دونوں چلتے رہے۔ شیبان جب ہوتا ہوا وادی اصطخر آیا یہاں عبداللہ بن معاویہ ایک بڑی زبردست فوج کے ساتھ موجود تھا مگر ان دونوں میں قابل اطمینان سمجھوتہ نہ ہو سکا اس لئے یہ وہاں سے بھی روانہ ہو کرمان کے مقام جیرفت آیا۔

عامر بن حبارہ اور ابن معاویہ کی جنگ

عامر بن حبارہ بڑھتے ہوئے ابن معاویہ کے مقابل ٹھہرا۔ کچھ روز تو بغیر لڑے دونوں مقابل رہے پھر خود عامر نے ابن معاویہ سے لڑائی چھیڑ دی۔ ابن معاویہ شکست کھائی اور یہ حراۃ چلا گیا، اب پھر ابن حبارہ اپنی فوج کے ساتھ شیبان کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ کرمان کے مقام جیرفت میں دونوں کا مقابلہ ہوا۔ نہایت شدید جنگ کے بعد خارجیوں کو شکست ہوئی۔ ان کا پڑاؤ لوٹ لیا گیا، شیبان بھاگ کر سیستان چلا گیا اور وہاں ۱۳۰ھ میں ہلاک ہو گیا۔

مگر ابو عبیدہ کا بیان ہے کہ خیبری کے قتل کے بعد شیبان بن عبدالعزیز الیشکری خارجیوں کا امیر ہوا، اور مروان سے لڑا ان دونوں میں عرصہ تک جنگ ہوتی رہی۔ اس دوران ابن ہبیرہ بن سوار کو قتل اور خارجیوں کو عراق سے نکال کر واسط میں شام اور جزیرہ کے بڑے بڑے قومی سرداروں کے ساتھ مقیم تھا، یہاں سے اس نے عامر بن حبارہ کو چار ہزار فوج کے ساتھ مروان کی امداد کے لئے بھیجا، یہ سردار مدائن کے راستے ہو لیا جب اسکی آمد کی اطلاع شیبان کو ہوئی تو اسے خوف پیدا ہوا کہ اب مروان ہم پر حملہ کر دے گا، شیبان نے جون بن کلاب الشیبانی کو عامر کو روکنے کے لئے روانہ کیا، مقام سن پر ان دونوں کا مقابلہ ہوا، جون نے چند روز تک عامر کو محاصرہ میں لے لیا۔

جون بن کلاب خارجی کا قتل

ایک خارجی بیان کرتا ہے کہ ہم نے انہیں شہر سے باہر نکل کر لڑنے پر مجبور کر دیا۔ عامر کی فوج ہم سے خوف زدہ ہو کر لڑے بغیر بھاگ جانا چاہتی تھی، مگر ہم نے انہیں نکل جانے کا کوئی راستہ نہ دیا۔ اس وقت عامر نے اپنی فوج سے کہا کہ ایک دن مرنا ضرور ہے اس لئے شریفوں کی موت مرنا بہتر ہے، اسکی فوج نے ہم پر ایسا شدید حملہ کیا کہ کوئی شے انہیں روک نہیں سکی، انہوں نے ہمارے سردار جون کو قتل کر دیا ہم سب شکست کھا کر بھاگ کر شیبا نکے پاس آ گئے عامر

بن حبارہ ہمارے تعاقب میں تھا۔ ابو ہمارے بالکل قریب آ کر ٹھہرا، اس وقت ہمیں دو طرف لڑنا پڑتا تھا عراق کی سمت ہمارے پیچھے ابن حبارہ تھا، اور شام کی طرف ہمارے سامنے مروان مورچے لگائے تھا ضروریات زندگی ہم پر بند کر دی گئیں قیمتیں اتنی چڑھ گئیں کہ گیہوں کی ایک روٹی ایک درہم میں ملنے لگی آخر میں روٹیوں کا ذخیرہ بھی ختم ہو گیا کہ اب ان کوئی شے زیادہ قیمت پر مل سکتی تھی اور نہ سستے داموں اس حالت کو محسوس کر کے حبیب بن جذرہ نے شیبان کو مشورہ دیا کہ آپ اس مقام کو اب چھوڑ کر کسی اور جگہ چلیں چنانچہ وہ علاقہ، موصل سے شہر زور آ گیا اسکے اس فعل کو اسکے ساتھیوں نے اچھی نظر سے نہیں دیکھا بلکہ اس پر اعتراض کیا اور خود ان کے آپس میں پھوٹ پڑ گئی، بعض لوگوں کا یہ بھی بیان ہے جب شیبان خارجیوں کا امیر ہوا تو وہ موصل آیا۔ مروان نے اسکا تعاقب کیا، جہاں وہ ٹھہرتا تو یہ بھی ٹھہرتا۔ پھر شیبان یہاں سے روانہ ہو کر فارس چلا گیا، مروان نے عامر بن حبارہ کو اسکے تعاقب میں روانہ کیا، ابن حبارہ نے جزیرہ ابن کاوان تک انکا تعاقب کیا وہاں سے شیبان اپنی فوج کو لیکر عمان چلا گیا یہاں اسے جلندی بن مسعود بن جیفر بن جلندی الازدی نے قتل کر دیا۔

ابومسلم کی امارت

اس سال میں ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس نے ابومسلم کو جوان کے پاس خراسان سے آ رہا تھا اور قومس پہنچ چکا تھا اپنے خراسان کے طرفداروں کے پاس واپس جا کر باقاعدہ اشاعت تحریک اور علم سیاہ بلند کرنے کا حکم دیا۔

ابومسلم کا اپنی دعوت لے کر مختلف علاقوں میں جانا

ابومسلم اکثر خراسان جایا کرتا تھا جب خراسان میں عربوں کے درمیان خانہ جنگی شروع ہوئی اور انتظام حکومت ڈھیلا پڑ گیا۔ تو سلیمان بن کثیر نے ابومسلمۃ الخلال سے درخواست کی کہ تم ابراہیم کو لکھو کہ وہ اپنے خاندان کے کسی شخص کو بھیج دیں۔ ابوسلمہ نے ابراہیم کو لکھا، ابراہیم نے ابومسلم کو بھیج دیا۔ ۱۲۹ ہجری میں ابراہیم نے ابومسلم کو وہاں کے لوگوں کی حالت معلوم کرنے کے لئے خراسان سے بلایا، یہ نصب جمادی الاخر ۱۲۹ھ میں ستر شفا کے ساتھ ابراہیم کے پاس روانہ ہوا۔ جب یہ جماعت خرسان کی سرحد سے نکل کر دندانقان آئی تو کامل یا ابوکامل نے انہیں روکا اور پوچھا کہاں جا رہے ہو، انہوں نے کہا حج کے لئے، پھر ابومسلم تنہائی میں اس شخص سے ملا، اسے اپنی تحریک میں شامل ہونے کی دعوت دی جسے اس نے قبول کر لیا اور اس سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا۔ یہاں سے ابومسلم بیورد آیا چند روز یہاں قیام کیا اور پھر نسا آیا۔ عاصم بن قیس السلمی نصر کی جانب سے اس مقام کا عامل تھا، جب ابومسلم نسا کے قریب پہنچا تو اس نے فضل بن سلیمان الطوسی کو اسید بن عبداللہ الخزاعی کے پاس اپنے آنے کی اطلاع دینے کے لئے بھیجا یہ نسا کے ایک گاؤں میں آیا ایک شیعہ سے اسکی ملاقات ہوئی جسے وہ جانتا تھا فضل نے اس سے اسید کو دریافت کیا اس نے فضل کو جھڑک دیا فضل نے اس سے کہا میں نے تم سے ایک شخص کا پتہ دریافت کیا تھا تم اسقدر ترشروی سے پیش آئے، اس نے جواب دیا کہ اس گاؤں میں ابھی ایک واقعہ ہو چکا ہے دو شخص آئے تھے کسی عامل سے انکی شکایت کی کہ یہ اپنی طرف دعوت دیتی ہیں،

عامل نے انہیں، اجثم بن عبداللہ، غیلان بن فضالۃ، غالب بن سعید اور مہاجر بن سعید کو گرفتار کرلیا یہ سنکر فضل نے ابو مسلم کے پاس سے آ کر ساری داستان سنائی اس نے اپنا راستہ بدل دیا اور دیہات سے بچ بچ کر سفر کرنے لگا۔

ابو مسلم اور اسید بن عبداللہ الخزاعی کی ملاقات

ابو مسلم نے طرخان جمال کو اسید کے پاس بھیجا اور ہدایت کی کہ جس جس شیعہ کو ہو سکے میرے ساتھ کر دو کسی ایسے شخص سے جسے تم نہ جانتے ہو ہرگز کوئی بات نہ لکھنا، طرخان اسید کے پاس آیا اسے دعوت دی اور ابو مسلم کے پتہ سے آگاہ کیا اسید اسکے پاس آیا، ابو مسلم نے خبریں دریافت کیں اس نے بیان کیا کہ ازہر بن شعیب اور عبدالملک بن سعد تمہارے نام امام کے خط لیکر آئے تھے، وہ خط انہوں نے میرے پاس رہنے دئے اور خود آگے روانہ ہو گئے مگر وہ دونوں گرفتار کرئے گئے ہیں اور مجھے معلوم نہیں کہ کس نے انکی چغل خوری کی، عامل نے ان دونوں کو عاصم بن قیل کے پاس بھیج دیا۔ اس نے مہاجرین عثمان اور بہت سے شیعوں کو پٹوایا۔ ابو مسلم نے پوچھا وہ خط کہاں ہیں، اسید نے کہا میرے پاس ہیں، ابو مسلم نے کہا وہ مجھے لا دو،

ابو مسلم قومس میں

اب ابو مسلم یہاں سے روانہ ہو کر قومس آیا بیہس بن ہدیل العجلی قومس کا عامل تھا، اسنے، دریافت کیا کہاں جا رہے ہو، انہوں نے کہا حج کرنے، بیہس نے پوچھا کیا تمہارے پاس کوئی قالتو ترکی گھوڑا ہے جسے بیچنے کے لئے تیار ہو ابو مسلم نے کہا ہم بیچتے ہیں اور آپ یوں بھی ہمارے جس گھوڑے کو چاہیں لے سکتے ہیں بیہس نے کہا میرے سامنے لاؤ، سب گھوڑے اسکے سامنے لائے گئے ایک سمند گھوڑا اسے بہت پسند آیا، ابو مسلم نے کہا یہ آپکے نذر ہے اس نے جواب دیا کہ میں مفت نہیں لوں گا۔ ابو مسلم نے کہا خیر جو قیمت آپ دیں وہ ہمیں منظور ہے اس نے سات سو درہم کہے ابو مسلم نے وہ گھوڑا اسے دیدیا۔

قومس ہی میں اسکے اور سلیمان بن کثیر کے نام امام کے خط آئے، ابو مسلم کے خط میں لکھا تھا میں تمہیں فتح کا جھنڈا بھیجتا ہوں جہاں تمہیں میرا خط ملے وہیں سے واپس ہو جانا۔ جو تمہارے ساتھ ہو اسے قحطبہ کے ساتھ میرے پاس بھیج دو تا کہ وہ حج میں مجھ سے آ کر ملے۔ ابو مسلم خراسان واپس ہو گیا۔ اور اس نے قحطبہ کو امام کے پاس بھیج دیا۔ جب یہ نسا پہنچا تو نسا کے ایک گاؤں کے تھانیدار نے انکی تحقیق کی اور دریافت کیا کہ تم کون لوگ ہو۔ انہوں نے کہا ہم حج کے ارادہ سے نکلے تھے مگر راستے میں ہمیں خطرات معلوم ہوئے ان سے ڈر کر واپس چلے آئے، انہیں عاصم بن قیس السلمی کے پاس پیش کیا اس نے ان سے دریافت کیا حال کیا انہوں نے بتایا۔ عاصم نے اپنے کوتوال مفضل بن الشرقی السلمی سے کہا کہ ذرا ان پر سختی کرو، ابو مسلم عاصم سے تنہائی میں ملا اور اسے اپنی تحریک میں شرکت کی دعوت دی جس نے اسے قبول کرلیا اور مشورہ دیا کہ ذرا ٹھہر کر جانا جلدی مت کرو، ابو مسلم کچھ دیر ان میں قیام کر کے پھر روانہ ہو گیا۔

تحریک کا اعلان

ابو مسلم رمضان ۱۲۹ھ کے پہلے دن مرو آیا۔ اس نے امام کا خط سلیمان بن کثیر کو دیا جسمیں لکھا تھا اب وقت

آ گیا ہے بغیر انتظار کئے تم اپنی تحریک کی علی الاعلان دعوت دو، انہوں نے ابومسلم کو اپنا امیر مقرر کیا اور اسے اہل بیت سے بتایا۔ اور اب انہوں نے بنی العباس کے دعوت شروع کی اپنے دور و تر دیک کے طرفداروں کے پاس قاصد بھیج دئے، ابو مسلم نے درخواست کی کہ اب آپ اپنی حکومت کا اعلان کر دیجئے اور اسکے لئے دعوت دیجئے، ابومسلم خزاعۃ کے ایک سفندیخ نامی گاؤں میں آ کر ٹھہرا۔ اس وقت شیبان اور کرمانی نصر بن سیار سے لڑ رہے تھے۔ ابومسلم نے اپنے داعوں کو انکی فوجوں میں پھیلا دیا اور اب اپنی تحریک کو ظاہر کر دیا۔ عوام الناس کہنے لگے کہ اب ایک ہاشمی نے ظہور کیا ہے چنانچہ ہر سمت سے لوگ اسکے پاس آنے لگے۔

عیدالفطر کے دن ابومسلم نے خالد بن ابراہیم کے گاؤں میں اپنی تحریک کا اعلان کیا قاسم بن مجاشع المرائی نے نماز عید پڑھائی۔ ابومسلم یہاں سے روانہ ہوکر بالین یا خزاعہ کے قریہ لین آیا۔ ایک دن میں ساٹھ دیہات کے آدمی اسکے پاس آئے۔ بیالیس روز تک یہ یہاں مقیم رہا، ابومسلم کو سب سے پہلی فتح کی خوشخبری دو بیرود میں موسیٰ بن کعب کی جانب سے ملی اور اب وہ عاصم بن قیس سے لڑنے میں مصروف ہوا۔ پھر مرورود سے فتح کی خوشخبری اسے موصول ہوئی۔

دوسری روایت

اس واقعہ کے متعلق ایک دوسرا بیان یہ ہے۔ قومس سے ابومسلم واپس ہوا، اسی مقام سے اس نے قحطبہ بن شبیب کو اس رقم کے ساتھ جو اسکے پاس تھا امام ابراہیم بن محمد کے پاس مکہ بھیجدیا۔ اور خود بروز سہ شنبہ ۹ رشعبان ۱۲۹ھ مرد آ گیا، ابوداؤد والنقیب کے موضع فنین نام میں ابوالحکم عیسیٰ بن امین النقیب کے پاس فروکش ہوا، یہاں سے اس نے ابو داؤد کو عمرو بن اعین کے ساتھ طخارستان اور ماوراء بلخ کے علاقہ میں اپنی تحریک کی اشاعت کے لئے روانہ کیا اور حکم دیا کہ اسی سال ماہ رمضان میں یہ حریک علی الاعلان شروع کردی جائے۔ نصر بن صبیح التمیمی کو شریک بن غضی التمیمی کے ہمراہ مروالروذ بھیجا اور حکم دیا کہ اسی رمضان میں اپنی تحریک کو شروع کریں، اسی طرح اس نے ابوعاصم بن عبدالرحمٰن بن مسلم کو طالقان اور ابوالجہم بن عطیہ کو علا بن قریث کے پاس خوارزم بھیجا اور حکم دیا کہ جب رمضان کے اختتام سے پانچ روز قبل اپنی دعوت کو شروع کرنا اور ہدایت کے لئے اگر اسوقت مقررہ سے پہلے تمہارے خلاف کوئی ایسی کارروائی کرنا چاہے جس سے تمہیں تکلیف ومصیبت کا سامنا ہو تو تم فوراً تلوار نیام سے باہر کر لینا اور دشمن خدا سے لڑنا اگر تم میں سے کوئی گروہ مقررہ وقت تک دشمن کو ٹال دے تو کوئی ہرج نہیں وہ وقت مقررہ کے بعد تلوار نکالے۔

پھر ابومسلم ابوالحکم عیسیٰ بن اعین کے مکان سے منتقل ہوکر سلیمان بن کثیر الخزاعی کے پاس اسکے گاؤں سفیندیخ واقع پرگنے خرقان میں دوسری رمضان ۱۲۹ھ کو آ کر ٹھہرا۔

ابراہیم بن محمد کے دو علم ظل وسحاب

غرض یہ کہ رمضان کے اختتام سے پانچ روز قبل انہوں نے اس جھنڈے کو جسے امام نے بھیجا تھا اور جسکا نام ظل تھا چودہ گز لانبے بانپ پر باندھ کر بلند کیا۔ اسی طرح دوسرا جھنڈا جسے امام نے بھیجا تھا اور جسکا نام سحاب تھا تیرہ گز لانبے بانس پر باندھا گیا۔ ابومسلم اس وقت یہ آیت کلام پاک تلاوت کر رہا تھا۔

اذن للذین یقاتلون بانهم ظلموا. وان الله علی نصرهم لقدیر

(ترجمہ) اجازت دی گئی ہے ان لوگوں کو جولڑ رہے ہیں اس لئے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے، اور بیشک اللہ ان کی مدد پر قادر ہے۔

شیعوں کا ابومسلک کے پاس جمع ہونا

ابومسلم۔ سلیمان بن کثیر، انکے بھائیوں موالیوں اور اسفندیخ کے دوسرے ان لوگوں نے جنہوں نے انکی دعوت کو قبول کرلیا تھا جن میں غیلان بن عبداللہ بن عبداللہ الخزاعی، سلیمان کا بہنوئی ام عمرو بنت کثیر کا شوہر حمید بنرزین اور اسکا بھائی عثمان رزین تھے سیاہ لباس پہن لیا تمام رات انہوں نے پرگنہ خرقان کے ساکن شیعوں کے جمع ہونے کے لئے آگ روشن رکھی، یہی آگ انکی شناخت کی علامت مقرر تھی، صبح ہوتے ہوتے سب لوگ ابومسلم کے پاس تیزی سے جمع ہو گئے، اس نے دونوں جھنڈوں ظل اور سحاب کے ناموں سے یہ تاویل کی کہ جسطرح سحاب (بادل) زمین پر چھا جاتا ہے اسی طرح بنی عباس کی حکوت کی دعوت ہر جگہ چھا جائیگی اور ظل اس لئے نام رکھا کہ زمین سایہ کے بغیر کبھی نہیں رہتی اسی طرح اب ہمیشہ کے لئے بنی عباس کی خلافت دنیا پر قائم رہے گی۔

مرو کے داعی ان لوگوں کو ابومسلم کے پاس لائے جنہوں نے انکی دعوت کو قبول کیا۔ سب سے پہلے اہل سقادم ابوالوضاح الہرمزی عیسیٰ بن شبیل کے ساتھ نوسو پیدل اور چار سو سواروں کی جماعت کے ساتھ آئے ہرمزخرہ کے باشندوں میں سے سلیمان بن حسان۔ اس کا بھائی یزدان بن حسان، اور ہشیز بن یزید بن کیسان بویع نصر بن معاویہ کا آزاد غلام، ابوخالد الحسن جردی، اور محمد بن علوان آئے، اور اہل سفادم ابوالقاسم محرز بن ابراہیم الجوبانی کے ہمراہ تیرہ سو پیدل اور چھ سو سواروں کی جماعت کے ساتھ آئے، ان میں ابوالعباس المرزوی، خذام بن عمار۔ اور حمزہ بن زنیم داعی بھی شامل تھے۔ انہیں دیکھ کر اہل سقادم کی پہلی جماعت نے اپنی طرف سے تکبیر کا نعرہ بلند کیا اسکے جواب میں ان اہل سقادم نے بھی جو محرز بن ابراہیم کے ہمراہ آئے تھے تکبیر کہی، یہ دونوں جماعتیں اسی طرح تکبیر کہتی ہوئی ابومسل کے پاس اسفیذنج میں آئیں۔ ابومسلم کے ظہور کے دو دن بعد بروز ہفتہ یہ جماعتیں اسکے پاس آئیں۔

سلیمان بن کثیر کی امامت نماز

ابومسلم نے حکم دیا کہ اسفیذنج کے قلعہ کی مرمت کی جائے اور اسی میں قلعہ بند ہو کر بیٹھ جائیں۔ عیدالفطر کے دن اسفیذنج میں اس نے سلیمان بن کثیر کو حکم دیا کہ وہ اسے اور شیعوں کو نماز پڑھائیں' فوجی پڑاؤ میں اس کے لئے منبر رکھا اور کہا کہ اذان اور اقامت کے بغیر خطبہ سے پہلے نماز پڑھاؤ۔ بنی امیہ کا یہ معمول تھا کہ وہ جمعہ کی نماز کی طرح خطبہ اور اذان کے بعد نماز شروع کرتے اور عید و جمعہ میں منبر پر بیٹھ کر خطبہ پڑھتے۔ مگر ابومسلم نے سلیمان بن کثیر کو حکم دیا کہ وہ چھ تکبیریں مسلسل کہے' پر قراءت ساتویں تکبیر کے ساتھ رکوع کرے۔ دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں مسلسل کہہ کر قراءت کرے اور چھٹی کے ساتھ رکوع میں جائے' خطبہ کی ابتدا تکبیر سے اور ختم قرآن پر کرے' بنی امیہ عید کے دن پہلی رکعت میں چار تکبیریں اور دوسری میں تین تکبیریں کہا کرتے تھے۔

جب سلیمان بن کثیر نے نماز اور خطبہ ختم کر دیا تو ابومسلم اور سارے شیعوں نے نماز سے آ کر خوش خوش وہ

کھانا کھایا جو اس نے عید کے دن ان سب کے لئے تیار کیا تھا۔

ابو مسلم کا نصر کے نام خط

جب تک ابو مسلم کمزوری کی وجہ سے خندق کی پناہ میں تھا وہ نصر کو خط میں امیر کے لقب سے یاد کرتا تھا مگر جب بہت سے شیعہ انہیں خندقوں میں اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس نے اپنی قوت کا توازن کیا تو اب اس نے لفظ امیر اپنے لئے لکھنا شروع کر دیا۔ اور ایک خط میں نصر کو لکھا۔ امابعدُ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن میں بعض قوموں کی برائی کی ہے اور فرمایا ہے:

ترجمہ: اور انہوں نے اللہ کی بڑی پختہ قسم کھائی کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آئے گا تو وہ ضرور ہر ایک قوم سے زیادہ راہِ راست پر ہوں گے مگر جب ڈرانے والا ان کے پاس آیا تو ان کی نفرت اور بڑھ گئی بوجہ زمین میں بڑائی اور ان کی بری تدبیر کے اور بری تدبیر کا دبال ہمیشہ اس تدبیر کے اختیار کرنے والے ہی پر پڑتا ہے' بس کیا اب وہ لوگ اگلی قوموں کے دستور کا انتظار کر رہے ہیں پس تم ہرگز اللہ کے دستور میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے اور ہرگز اس کے دستور میں کوئی فرق نہ پاؤ گے۔

نصر کا ردعمل

اس خط کو نظر نے بڑی اہمیت دی اور اس وجہ سے زیادہ اہم سمجھا کہ اس میں ابو مسلم نے خود اپنی امارت کے اظہار سے ابتداء کی ہے نصر نے اپنی ایک آنکھ نکال کر قاصد کو دی کہ یہ اس خط کا جوب ہے۔

ابو مسلم کی فوج کا حساب

جب ماخوان میں ابو مسلم کی چھاؤنی کا انتظام درست ہو گیا تو اس نے محرز بن ابراہیم کو جیرنج میں خندق کھودنے کا حکم دیا اور اپنے طرفداروں اور شیعوں کو اس کے پاس اکٹھا ہونے کا حکم دیا تاکہ یہ جماعت ان ضروریات زندگی و بند کر دے جو نصر بن سیار کو مروالروذ' بلخ' اور طخارستان کے ضلع سے پہنچ رہی تھیں۔

محرز نے اس حکم کی تعمیل کی اس کے پاس ایک ہزار آدمی خندق میں جمع ہو گئے' ابو مسلم نے ابو صالح کامل بن مظفر کو حکم دیا کہ وہ کسی شخص کو محرز کے پاس بھیج دے تاکہ وہ اسکی جماعت کو چھانٹ کر ان کے نام مع ولدیت اور سکونت کے دفتر میں لکھ لے' ابو صالح نے حمید الازرق کو اسی کام کے لئے بھیجا۔ یہ بھی ایک منشی تھا اس نے محرز کی خندق میں آٹھ سو آدمیوں کا شمار کیا' چار اور شخص تھے جو ان دونوں فریقوں سے الگ تھلگ تھے۔ ان میں زیاد بن سیار الازدی (ساکن موضع سیوادق پرگنہ خرقان) خزام بن عمار الکندی (ساکن موضع ادایق پرگنہ سقادم) حنیفہ بن قیس (ساکن موضع شح پرگنہ سقادم) عبدویہ الجرداند بن عبدالکریم الہروی جو تجارت کے لئے بکریاں مرولایا کرتا تھا حمزہ بن زنیم الباہلی (ساکن موضع بتلادجور پرگنہ خرقان) ابو ہاشم خلیفہ بن میران (ساکن موضع جوبان پرگنہ سقادم) ابو خدیجہ جیلان بن السغدی اور ابو نعیم موسیٰ بن صبیح بڑے بڑے سردار تھے۔

محرز بن ابراہیم اپنی اسی خندق میں مقیم رہا۔ جب ابو مسلم ماخوان میں اپنی خندقوں سے نکل کر مرو کی فصیل میں

آیا اور پھر اس سے نیشاپور کے ارادے سے مارسرخس میں پڑاؤ کیا تو محرز نے اپنی فوج بھی ابو مسلم کے ساتھ شامل کردی۔

ابو مسلم کی اپنے لشکر کے لئے کمک

سفیذنج میں ابو مسلم کو جو واقعات پیش آئے ان میں ایک یہ واقعہ بھی ہوا کہ نصر نے اپنے آزاد کردہ غلام یزید کو زبردست لشکر کے ساتھ ابو مسلم سے لڑنے کیلئے بھیجا۔ یہ واقعہ ابو مسلم کے ظہور سے اٹھارہ ماہ بعد پیش آیا اور ابو مسلم نے اس کے مقابلہ کے لئے مالک بن ہیثم الخزاعی کو روانہ کیا جس کے ہمراہ مصعب بن قیس بھی تھا الین نام ایک گاؤں میں دونوں حریف مقابلے میں آئے' مالک نے یزید کو دعوت دی کہ ہم آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی بہترین شخص کو اپنا خلیفہ بنائیں' یزید کی فوج نے اسے قبول نہیں کیا' اب مالک نے دو سو ساتھیوں کے ساتھ یزید سے لڑنا شروع کیا صبح سے عصر تک لڑتا رہا۔ اسی دوران صالح بن سلیمان الضبی' ابراہیم بن یزید اور زیاد بن عیسیٰ ابو مسلم کے پاس آئے' ابو مسلم نے انہیں مالک کی امداد کے لئے روانہ کردیا۔ یہ سردار عصر کے وقت اسکی امداد کو پہنچ گئے جس سے ابو نصر کو تقویت ہوگئی۔

دونوں فوجوں کے درمیان جنگ اور ابو مسلم کی فتح

نصر کے آزاد کردہ غلام یزید نے اپنی فوج سے کہا کہ اگر آج رات تک ہم نے انہیں چھوڑ دیا تو ان کو مزید کمک پہنچ جائے گی بہتر یہ ہے کہ جس طرح بنے دشمن پر حملہ کر کے اسکا خاتمہ کردو' چنانچہ تمام فوج نے حملہ کردیا۔ اس کے مقابل ابو نصر پیدل ہوگیا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو جنگ پر ابھارا اور کہا کہ مجھے اللہ سے امید ہے کہ وہ آج ہمارے ہاتھوں کفار کی ایک جماعت کو تباہ ہی کردے گا' اس لئے پوری شجاعت اور صبر سے دشمن کا مقابلہ کرو' دونوں مقابل جنگ میں ثابت قدم رہے' بنی مروان کے طرفداروں میں سے چونتیس آدمی مارے گئے' اور آٹھ آدمی گرفتار کر لئے گئے' عبداللہ الطائی نے یزید پر حملہ کر کے اسے گرفتار کرلیا۔ اسکی فوج نے شکست کھائی۔ ابو نصر نے عبداللہ الطائی کو اپنے گرفتار کردہ قیدی' دوسرے شیعوں کے ساتھ جن کے ہمراہ جنگ کے قیدی اور مقتولین کے سر تھے ابو مسلم کے پاس بھیجا اور خود ابو نصر سفیذنج میں اپنے پڑاؤ میں ٹھہرا رہا۔ جو لوگ ابو مسلم کے پاس بھیجے گئے تھے انہیں ابو حماد المروزی اور ابو عمرو الاعجمی بھی تھے۔ ابو مسلم نے سروں کو اپنے پڑاؤ کی فصیل کے پھاٹک پر نصب کرادیا۔ یزید الاسلمی کو ابو اسحاق خالد بن عثمان کے سپرد کیا اور چونکہ یہ سخت زخمی تھا اسے اسکا اچھی طرح علاج کرنے اور حسن سلوک کا حکم دیا۔ ابو مسلم نے ابو نصر کو اپنے پاس آنے کا حکم بھیجا۔

یزید کے ابو مسلم کی قوم کے بارے میں تاثرات

جب یزید اچھا ہوگیا تو ابو مسلم نے اسے بلوا کر کہا اگر چاہو تو ہمارے ساتھ رہو اور ہماری تحریک میں شریک ہو جاؤ کیونکہ اللہ نے تمہیں صاحب عقل کیا ہے اور اگر اسے ناپسند کرو تو صحیح وسالم اپنے آقا کے پاس چلے جاؤ مگر ہم سے یہ وعدہ کرلو کہ ہمارے خلاف اب لڑو گے نہیں اور نہ ہمارے متعلق کوئی جھوٹی بات بیان کرو گے بلکہ جو تم نے ہماری

حالت دیکھی ہے وہی بیان کرو گے' یزید نے اپنے آقا نصر کے پاس واپسی کو پہلی تجویز پر ترجیح دی' ابو مسلم نے اسے جانے کی اجازت دیدی اور اپنے دوستوں سے کہا کہ یہ شخص جا کر متقی پرہیز گار لوگوں کو تمہاری مخالفت سے علیحدہ کر دے گا۔ کیونکہ ہم تو ان کے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہیں' چنانچہ جب یزید نصر کے پاس آیا تو اس نے اس کے آنے کا خیر مقدم نہیں کیا اور کہا کہ میرا یہ گمان ہے کہ دشمنوں نے تمہیں محض اس لئے رہائی دی ہے کہ تم ہمارے خلاف ان کے لئے شہادت بنو' یزید نے کہا بخدا آپ کا گمان ٹھیک ہے انہوں نے مجھے قسم دیدی ہے کہ میں ان کے خلاف جھوٹ نہ بولوں اور اب میں کہتا ہوں کہ وہ وقت پر اذان واقامت کے ساتھ تمام نمازیں پڑھتے ہیں' قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ اللہ کا اکثر ذکر کرتے ہیں اور رسول اللہ کی دوستی کی دعوت دیتے ہیں مجھے یقین ہے کہ ان کی تحریک کامیاب ہوگی' اگر میں آپ کا آزاد کردہ غلام نہ ہوتا تو آپ کے پاس نہ آتا انہیں میں رہتا۔

یہ پہلی لڑائی تھی جو شیعوں اور بنو مروان کے حامیوں کے درمیان ہوئی۔

اسی سال خازم بن خزیمہ نے مرد روذ پر قبضہ کر لیا۔ نصر بن سیار کے عامل کو جو یہاں متعین تھا قتل کر دیا۔ اور خزیمہ بن خازم کو فتح کی خبر دینے ابو مسلم کے پاس بھیجا۔

خازم بن خزیمہ کا موروذ پر قبضہ

نصر کے عامل کا قتل

جب اس نے مرورود میں خروج کا ارادہ کیا تو بعض تمیمیوں نے اسے روکا' اس نے کہا میں بھی تمہیں میں سے ہوں' میرا ارادہ ہے کہ مرو پر جا کر قبضہ کر لوں اگر میں اس میں کامیاب ہو گیا تو اسے تمہارے حوالے کر دوں گا اور اگر مارا گیا تو تمہیں میرے اس فعل سے کوئی نقصان نہیں اٹھانا پڑے گا' یہ سن کر وہ لوگ خاموش ہو رہے۔ اس نے خروج کر کے کنج رستاہ نامی ایک گاؤں میں پڑاؤ کیا ابو مسلم کی جانب سے نصر بن صبیح اور بسام بن ابراہیم اس کے پاس آ گئے' شام ہوتے ہی اس نے مرورود کے باشندوں پر شب خون مارا اور بشر بن جعفر السعدی کو قتل کر دیا جو نصر کی جانب سے یہاں کا عامل (یہ واقعہ ابتدائے ماہ ذی قعدہ میں پیش آیا) اسکی خوش خبری دینے کے لئے اس نے خزیمہ بن خازم' عبداللہ بن سعید اور شبیب بن واج کو ابو مسلم کے پاس بھیجا۔

ابو مسلم کی دعوت اور واپسی سے متعلق دوسری روایت

ابو مسلم کے خراسان میں اظہار دعوت اور واپسی کے متعلق مذکورہ بالا بیان کے مطابق ایک اور بیان حسب ذیل ہے' جب امام ابراہیم ابو مسلم کو خراسان بھیجنے لگے تو اس کی شادی انہوں نے ابو النجم کی پوتی سے کر دی اور اسکا اس سے مہر لے لیا۔ نیز انہوں نے اس تقرر کی اطلاع تمام نقیبوں کو دیدی اور انہیں ابو مسلم کی اطاعت وفرمانبرداری کا حکم دیا' ابو مسلم کوفہ کے علاقہ خطرینہ کا باشندہ تھا' ادریس بن معقل العجلی کا قہرمان تھا پھر یہ محمد بن علی کا مولی بنا اور اسکے بعد ابراہیم بن محمد کا پھر ان کی اولاد میں سے جو امام ہوئے انکا مولی رہا جب خراسان آیا تو بالکل نوجوان تھا اسی بناء پر سلیمان بن کثیر نے اسے اپنا امیر قبول نہیں کیا کیونکہ اسے خوف پیدا ہوا کہ اسکی وجہ سے انکی تحریک کامیاب نہ ہوگی' اور خود اسے اور اسکے

دوستوں کو معضرت پہنچے گی' سلیمان بن کثیر نے اسے واپس بھیج دیا۔ ابوداؤد خالد بن ابراہیم اس وقت دریائے بلخ کے پیچھے کہیں گیا ہوا تھا جب وہ مرد واپس آیا تو لوگوں نے اسے امام کا خط سنایا۔ ابوداؤد نے پوچھا وہ شخص کہاں ہے جسے امام نے بھیجا تھا لوگوں نے کہا کہ سلیمان بن کثیر نے اسے واپس کر دیا۔

ابوداؤد نے تمام نقیبوں کو عمران بن اسماعیل کے مکان میں جمع کیا اور کہا کہ امام نے ایک شخص کو اپنے خط کے ذریعے تمہارے پاس بھیجا تھا اور میں یہاں موجود نہ تھا تم نے اسے واپس کر دیا۔ اب بتاؤ کہ تم نے اسے کیوں واپس کیا۔ سلیمان بن کثیر نے کہا اسکی کم عمری کی وجہ سے اور اس سے کہ ہمیں یہ خوف پیدا ہوا کہ اس شخص سے ہماری تحریک کامیاب نہ ہوگی' نیز ہمیں خود اپنی اور اپنے دوسرے طرفداروں کی جان کا بھی خطرہ تھا۔ ابوداؤد نے کہا کیا تم میں کوئی اس بات سے انکار کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو انتخاب واختیار کر کے تمام مخلوقات کے لئے اپنا رسول بنا کر بھیجا۔ کیا تمہیں اس سے انکار ہے انہوں نے کہا ہرگز نہیں۔ ابوداؤد نے کہا کیا تمہیں اس بات میں شک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل امین کے ذریعہ اپنی کتاب کو منزل فرمایا جس میں حلال وحرام کی تفریق بتائی۔ اپنے احکام بتائے' بتایا کہ کیا ہو چکا ہے اور کیا قیامت تک ہوگا' انہوں نے کہا نہیں۔ ابوداؤد نے کہا کیا تمہیں اس میں شک ہے کہ جب رسول اللہ نے اپنی رسالت کا حق ادا کر دیا تو اللہ نے انہیں اپنے پاس بلا لیا۔ انہوں نے کہا نہیں' ابوداؤد نے کہا کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ جو علم اللہ نے نازل فرمایا تھا اسے بھی رسول اللہ کے ساتھ اٹھا لیا یا اسے بعد میں رہنے دیا۔ لوگوں نے کہا' بلکہ بعد میں رہنے دیا۔ ابوداؤد نے کہا کیا تمہارا یہ گمان ہے' کہ وہ علم اپنے خاندان اور اولاد کے علاوہ اور ان میں بھی جو بالکل قریب کے عزیز ہیں کسی اور گروہ میں اس علم کو چھوڑا' انہوں نے کہا نہیں' ابوداؤد نے کہا تو اچھا کیا تم میں سے کسی کو یہ زیبا ہے کہ وہ اس تحریک کو کامیاب ہوتا اور لوگوں کو اسے پسند کرتا دیکھے تو اسی تحریک کو خود اپنی ذات کے لئے بنا لے انہوں نے کہا خدایا ہرگز نہیں یہ کیونکر ہوسکتا ہے' ابوداؤد نے کہا میں یہ نہیں کہتا کہ خود تم نے ایسا کیا بلکہ شیطان نے تمہارے قلوب میں یہ وسوسہ پیدا کر دیا کہ کیا ہوگا اور کیا نہ ہوگا کیا تم میں کوئی ایسا ہے جسے یہ زیبا ہو کہ وہ اس تحریک کو اہل بیت اور اولاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہٹا کر ان کے سوا کسی اور کے لئے کرے' انہوں نے کہا' نہیں ابوداؤد نے کہا کیا تمہیں اس میں شک ہے کہ وہ معدن علم اور رسول اللہ کی میراث کے مالک ہیں انہوں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا مگر میں دیکھتا ہوں کہ تم نے ان کے حکم میں شک کیا اور ان کے علم کو مسترد کر دیا۔ اگر انہیں اس شخص کی اہل بیت کا علم نہ ہوتا تو وہ ہرگز اسے تمہارے پاس نہ بھیجتے ابو مسلم وہ شخص ہے کہ اسکی اہل بیت سے محبت' امداد۔ خدمت گزاری اور حق شناسی میں کسی قسم کا شبہ نہیں کیا جاتا۔

چنانچہ ان سب لوگوں نے ابوداؤد کے کہنے سے' ابو مسلم کو جو قومس تک پہنچ چکا تھا واپس بلا لیا' اسکی اطاعت و فرمانبرداری کرنے لگے مگر ابو مسلم کے دل میں سلیمان بن کثیر کی جانب سے کینہ آ گیا' اور ابوداؤد کے اس احسان کا اسے احساس رہا۔

شیعہ نقیبوں اور دوسرے لوگوں نے ابو مسلم کے احکام کی تعمیل کی۔ اسکی اطاعت کی۔ آپس میں بحث مباحثہ کر کے اسکی تحریک کو قبول کیا' تمام خراسان میں داعی بھیج دیئے

ابومسلم خراسانی کی طلبی

امام ابراہیم نے اسی ۱۲۹ھ کے موسم حج میں مکہ آنے کے لئے ابومسلم کو حکم بھیجا تاکہ یہ اسے اپنی دعوت کے اظہار کے لئے ہدایات دیں' یہ بھی لکھا کہ قحطبہ بن شبیب کو اپنے ساتھ لاؤ' نیز وہ تمام دولت بھی ساتھ لاؤ' جو جمع کی گئی ہے۔ کل تین لاکھ ساٹھ ہزار درہم جمع ہوئے تھے' ابومسلم نے بیشتر رقم سے تجارت کا سامان' قوہی' مروی کپڑے حریر اور قرند خریدا بقیہ رقم کو سونے چاندی کی اینٹوں میں مبدل کر کے زرتار قباؤں میں رکھا' خچر خریدے' جمادی الآخر میں مکہ کے ارادہ سے روانہ ہوا اسکے ساتھ نقیبوں میں سے قحطبہ بن شبیب' قاسم بن مجاشع اور طلحہ بن رزیق تھے' اکتالیس اور شیعہ تھے' خزاعہ کے دیہات سے یہ قافلہ روانہ ہوا۔ اکیس خچروں پر انہوں نے اپنا سامان بار کیا' ہر خچر پر ایک ایک شیعہ پورے اسلحہ سے مسلح سوار تھا جنگل کے راستے روانہ ہوئے' نصر کے تھانہ سے گزر آئے بیورد پہنچے' ابومسلم نے عثمان بن نہیک اور اس کے دوستوں کو اپنے پاس بلایا۔ ابومسلم اور ان کے درمیان پانچ فرسخ کا فاصلہ تھا۔ پچاس آدمی اس کے پاس آ گئے' اب یہ جماعت ابیورد سے چل کر نسا کے ایک گاؤں قاقس پہنچی۔ ابومسلم نے فضل بن سلیمان کو اسید کے گاؤں اندومان بھیجا۔ اس گاؤں میں اسے ایک شیعہ ملا۔ اس نے اس سے اسید کا پتہ دریافت کیا اس نے کہا تم اس شخص کو کیوں پوچھتے ہو' ایک دن عامل نے بڑی سختی کی ہے' یہ اور اسکے ساتھ اجثم بن عبداللہ' غیلان بن فضالہ' غالب بن سعید اور مہاجر بن عثمان گرفتار کر کے عاصم بن قیس ابن الحروری عامل کے سامنے پیش کیے گئے اس نے انہیں قید کر دیا ہے۔ ابو مسلم اور اسکے ساتھی اسی مقام سے روانہ ہو کر اندومان آئے' ابومالک اور نسا کے دوسرے شیعہ اس سے آ کر ملے۔ ابومالک نے اسے بتایا کہ جو خط امام نے اپنے قاصد کے ہاتھ اسے بھیجا تھا وہ میرے پاس ہے ابومسلم نے اس خط کے لانے کا حکم دیا۔ ابومالک نے وہ خط اور پرچم اس کے حوالے کئے' اس خط میں امام نے ابومسلم کو حکم دیا تھا کہ جہاں تمہیں یہ خط ملے وہیں سے خراسان واپس چلے جانا' اور وہاں دعوت کا اظہار کر دینا۔ ابومسلم نے اس پرچم کو جو امام نے بھیجا تھا ایک بانس سے باندھا اور جھنڈا بھی بلند کیا' نسا کے تمام شیعہ' داعی اور سردار اسکے پاس آ گئے' ان کے علاوہ ابیورد کے جو لوگ اس کے ساتھ آئے تھے وہ بھی ساتھ تھے' عاصم بن قیس الحروری کو اسکا علم ہوا اس نے آنے کا حال دریافت کیا اس نے کہا میں حاجی ہوں حج کے لئے بیت اللہ جا رہا ہوں' میرے ساتھ اور تاجر بھی ہیں۔ نیز ابومسلم نے اس سے یہ بھی درخواست کی کہ میرے جن دوستوں کو آپ نے قید کیا ہے انہیں چھوڑ دیجئے اور میں آپ کے علاقہ سے چلا جاتا ہوں' عاصم بن قیس کے عہدیداروں نے ابومسلم سے کہا یہ شرط لکھ دو کہ ان کے پاس جانور اور اسلحہ ہے وہ واپس کر دے گا تو اسکے ان دونوں کو رہا کر دیا جائیگا جو امام کے پاس سے یا اور جگہ سے آئے تھے چنانچہ ابومسلم نے یہ شرط مان لی اور اسکے دوستوں کو چھوڑ دیا گیا۔

ابومسلم خراسانی کا مرو میں قیام

ابومسلم نے اپنے شیعہ دوستوں کو واپس چلنے کا حکم دیا۔ امام کا خط پڑھکر سنایا اور دعوت کے اظہار کا انہیں حکم دیا انکی ایک جماعت واپس ہو گئی۔ بومالک اسید بن عبداللہ الخزاعی، زریق بن شوذب اور ابیورد کے جو لوگ آئے تھے وہ ابو مسلم کے ساتھ ہوئے۔ جو لوگ واپس ہو گئے تھے انہیں ابومسلم نے تیاری کرنے کا حکم دیا۔ ابومسلم بقیہ لوگوں اور قحطبہ بن شبیب کے ساتھ وہاں سے تخوم جرجان آیا۔ خالد بن برمک اور ابوعون کو اپنے پاس بلا بھیجا نیز انہیں اس روپیہ کے لانے کا

بھی حکم دیا جو شیعوں کا انکے پاس جمع تھا یہ دونوں اسکے پاس آئے، ابو مسلم چند روز تک یہاں مقیم رہا۔ جب قافلے جمع ہو گئے تو اس نے قحطبہ بن شبب کی روانگی کا انتظام کیا تمام روپیہ و مال و اسباب اسکے حوالے کیا، اور اسے امام ابراہیم بن محمد کے پاس بھیج دیا۔

اب ابو مسلم اپنے ساتھیوں کے ہمراہ نسا آیا پھر یہاں سے ابیورد ہوتا ہوا بھیس بدلے ہوئے مرو آ گیا خزاعہ کے ایک گاؤں فنیں نام میں آ کر ٹھہرا۔ رمضان المبارک کے اختتام سے سات روز قبل اس نے اپنے طرفداروں سے وعدہ لے لیا تھا کہ سبکے سب عید کے دن مرو میں اسکے پاس آ جائیں، اس نے ابوداؤد اور عمرو بن اعنین کو طخارستان بھیجا۔ نصر بن صبیح کو آمل و بخارا روانہ کیا شریک بن عیسیٰ کو بھی اسکے ساتھ کر دیا۔ موسیٰ بن کعب کو بیورد اور نسا بھیجا۔ اور خازم بن خریمہ کو مرورود بھیجا عید کے دن اسکے تمام طرفدار اسکے پاس آئے قاسم بن مجاشع التمیمی نے ابوداؤد خالد بن ابراہیم کے گاؤں میں آل قنبر کی عیدگاہ میں ان سب لوگوں کو نماز پڑھائی۔

ابو مسلم کی جماعت میں اضافہ

اسی سال جب ابو مسلم کے طرف داروں کی جماعت کثیر ہوگئی اور اس کی تحریک نے مضبوطی حاصل کر لی تو خراسان کے تمام عرب قبائل نے اس سے لڑنے کے لئے آپس میں عہد و پیمان کئے۔ نیز ابو مسلم نے اپنے پڑاؤ کو جواب تک اسفیذ نج میں تھا ماخوان میں منتقل کر دیا۔

ابو مسلم کا اسفیذ نج سے ماخوان کو اپنے پڑاؤ کا منتقل کرنا

جب ابو مسلم نے اپنی دعوت کو ظاہر کا تو لوگ جلدی جلدی اسکے پاس آنے لگے، اہل مرو نے بھی آنا شروع کیا، نصر نے انسے کوئی تعرض نہیں کیا۔ کرمانی اور شیبان نے ابو مسلم کی دعوت کو اس لئے بری نظر سے نہیں دیکھا کہ ابو مسلم کی یہ دعوت مروان کی خلافت کے خلاف تھی۔

چند طالب علموں ابو مسلم سے سوالات

ابو مسلم بالین کے علاقہ میں ایک خیمہ میں مقیم تھا، اسکے پاس نہ چوکیدار تھے نہ دربان لوگوں نے اسکی دعوت کو اچھی نظروں سے دیکھا اور کہنے لگے کہ بنی ہاشم کے ایسے شخص نے ظہور کیا ہے جو بردبار اور صاحب وقار ہے، مرو کے چند پرہیز گار نوجوان جو فقہ کے طالب العلم تھے، ابو مسلم کے پاس آئے اور اس سے اسکا نسب دریافت کیا، ابو مسلم کے پاس آئے اور اس سے اس کا نسب دریافت کیا، ابو مسلم نے کہا آپ کے لئے میرے کارناموں کی خبر میرے نسب سے بہتر ہے۔ پھر انہوں نے کچھ فقہی باتیں اس سے دریافت کیں، ابو مسلم نے کہا آپ کا امر بالمعروف اور نہی عنہی منکر کرنا ان سوالوں سے بہتر ہے، ہم اس وقت اپنے معاملات میں الجھے ہوئے ہیں اور ہمیں آپ کی مدد کی آپ کے ہم سے سوالات کے مقابلہ میں زیادہ ضرورت ہے آپ ہمیں اس سے معاف رکھیں، انہوں نے کہا بخدا معادوم ہوا کہ آپ کا کوئی نسب نہیں ہے اور ہمارا خیال ہے کہ آپ چند ہی روز میں قتل ہو جائیں گے، اور آپ کے اور نصر کے درمیان یہ جھگڑا محض جاہ طلبی کے لئے ہے، ابو مسلم نے کہا انشاء اللہ میں ان دونوں کو قتل کر دوں گا، ان لوگوں نے نصر سے آ کر یہ سارا واقعہ سنایا۔

نصر نے ان کی تعریف کی اور کہا کہ یہ بھی اچھا ہوا کہ تم جیسے متقی لوگوں نے اسکا حال دریافت کر کے اسکی حقیقت معلوم کر لی۔

شیبان کا ارادہ

یہ نوجوان شیبان کے پاس آئے اسے سارا حال سنایا اس نے کہا کہ ہم نے ایک دوسرے کو تکلیف دی ہے، نصر نے اسکی طرف پیغام بھیجا اگر تم مناسب خیال کرو تو میرے مقابلہ سے باز رہو تا کہ میں اسے قتل کر دوں یا ملک بدر کر دوں، اس کے بعد ہم پھر الگ الگ ہو جائیں گے جیسا کہ اس وقت ہیں۔ شیبان کا ارادہ ہو گیا تھا کہ وہ نصر کی تجویز پر عمل کرے مگر یہ راز اسکی فوج والوں پر ظاہر ہو گیا، ابو مسلم کے جاسوسوں نے اسکی فوج میں آ کر واسکا پتہ چلایا اور جا کر ابو مسلم سے بیان کیا۔ سلیمان نے کہا یہ بات جوان تک پہنچی ہے کسی کے سمجھ میں آنے والی نہیں، ابو مسلم نے ان نوجوانوں کا واقعہ سنایا۔ سلیمان نے کہا ہاں تو یہ اسی وجہ سے ہوا ہوگا، ان لوگوں نے کرمانی کو لکھا کہ آپ کے والد جو مارے گئے تھے ان کا بدلہ آپ کو لینا ہے اور ہمیں معلوم ہوے کہ آپ کا مقصد جنگ شیبان کے مقصد سے علیحدہ ہے، آپ اپنے بدلہ کی خاطر لڑ رہے ہیں، آپ شیبان کو نصر سے صلح کرنے سے روکیے، کرمانی نے شیبان سے آ کر اس معاملہ میں گفتگو کی اور اسے اسکی رائے سے پھیر دیا۔ نصر نے شیبان کی طرف پیغام بھیجا بخدا تم کو دھوکہ دیا گیا ہے تم دیکھو گے کہ یہ معاملہ کیا صورت اختیار کرتا ہے یہ ایسا فتنہ عظیم ہے کہ اسکے مقابلہ میں تم میری مخالفت کو معمولی سمجھو گے یہ فریق اسی گفتگوں میں مشغول تھا کہ ابو مسلم نے نصر بن نعیم الضبی کو ہرات بھیجا۔ عیسیٰ بن عقیب اللیثی ہرات کا عامل تھا۔ نصر نے اسے ہرات سے نکال بھگایا یہ بھاگ کر نصر کے پاس آیا۔ اور نصر نے ہرات پر قبضہ کر لیا۔

شیبان اور نصر میں صلح

یحییٰ بن نعیم بن ہبیرہ نے کرمانی اور شیبان سے کہا ان دو باتوں میں سے ایک بات کو اختیار کرو، یا تم لوگ مصری عربوں سے پہلے ہلاک ہو جاؤ گے یا وہ تمہارے سامنے ہلاک ہو جائیں، انہوں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے یحییٰ نے کہا ابو مسلم کو اپنی دعوت شروع کیے ابھی ایک ماہ گزرا ہے اور اسی مدت میں اسکی جماعت تمہارے برابر ہو گئی ہے، انہوں نے پوچھا اب کیا کیا جائے یحییٰ نے کہا نصر سے صلح کر لو گے اگر تم اس سے صلح کر لو تو ابو مسلم تمہیں چھوڑ کر صرف نصر سے لڑے گا اس لئے کہ اس وقت یہاں کی حکومت مصریوں کے ہاتھ میں ہے اور اسی کے لئے یہ سارا، جھگڑا ہے، اگر تم نے نصر سے صلح نہ کی اور ابو مسلم سے کی اور نصر تم سے لڑا تو یہ ابو مسلم پھر بھی تمہارا دشمن ہو جائے گا، انہوں نے پوچھا پھر کیا کیا جائے، یحییٰ نے کہا انہیں اپنے آگے رکھو چاہے ایک گھنٹہ ہی کی مہلت کیوں نہ ملے تا کہ کم از کم ان کے قتل سے تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں، چنانچہ شیبان نے نصر کو صلح کا پیغام بھیجا۔ نصر نے اسے قبول کر لیا۔ اس نے مسلم بن احوز کو معاہدہ کرنے بھیجا اور ان دونوں فریقوں میں معاہدہ ہو گیا۔ شیبان نصر کے پاس آیا۔ اسکے داہنی جانب کرمانی اور بائیں جانب یحییٰ ابن نعیم تھا۔ مسلم نے کرمانی سے کہا اے کانے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ تو ہی وہ کانا ہوگا جسکے متعلق ہم نے سنا ہے کہ اسکے ہاتھوں بنی مضر تباہ ہونگے، پھر دونوں فریقوں میں ایک سال تک کے لئے صلح ہو گئی اور عہد نامہ کی تکمیل کر لی گئی۔

نصر اور کرمانی کی جنگ

جب ابو مسلم کو اس صلح کی خبر ہوئی تو اس نے شیبان کی طرف پیغام بھیجا کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہم مہینوں تک آپ کے خلاف کوئی کارروائی نہ کریں گے آپ صرف وعدہ کیجئے کہ تین ماہ تک تم سے صلح رکھیں گے، اس پر کرمانی نے کہا میں نے نصر سے صلح نہیں کی بلکہ شیبان نے کی ہے اور میں اسے ناپسند کرتا ہوں کیونکہ مجھے اپنے باپ کا بدلہ لینا ہے اور میں کسی طرح نصر کے مقابلہ سے باز نہیں رہونگا، چنانچہ اکبر مانیا ور نصر میں پھر جنگ شروع ہوگئی، مگر شیبان نے کرمانی کی امداد کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ عہد نامہ کی خلاف ورزی میرے لئے جائز نہیں۔

ابو مسلم کرمانی کے پاس

کرمانی نے ابو مسلم سے نصر کے مقابلہ میں امداد کی درخواست کی۔ ابو مسلم ماخوان آیا۔ شبل بن طہمان کو کرمانی کے پاس بھیجا اور کہا کہ نصر مقابلہ میں میں تمہارے ساتھ ہوں کرمانی نے کہا میں چاہتا ہوں کہ ابو مسلم مجھ سے ملنے کیلئے آئے شبل نے یہ پیغام ابو مسلم کو پہنچا دیا۔ ابو مسلم چودہ روز ماخوان میں قیام کر کے کرمانی کے پڑاؤ میں آیا، اسکے کمرہ کے پاس آ کر ٹھہرایا۔ ابو مسلم دو روز اس کے پاس قیام کر کے پھر ماخوان اپنی فوج کے پاس آ گیا۔ یہ ۵/محرم ۱۳۰ھ کا واقعہ ہے۔

ابو مسلم ماخوان میں

ایک اور روایت ہے کہ جب ابو مسلم کے پڑاؤ میں شیعہ بہت زیادہ تعداد میں جمع ہو گئے تو سفیذنج انکے لئے تنگ ہو گیا ابو مسلم کو اب ایک کشادہ قیام گاہ کی ضرورت ہوئی اور ماخوان انکے ضروریات فوجی کے لئے کافی معلوم ہوا۔ یہ علاء بن حریث اور ابو اسحٰق خالد بن عثمان کا گاؤں تھا۔ ابو الجہم بن عطیہ اور اسکے بھائی بھی اس میں رہتے تھے۔ ابو مسلم نے سینتالیس روز سفیذنج میں قیام کیا۔ یہ یہاں سے روانہ ہو کر بدھ کے دن ۷/ذی قعدہ ۱۲۹ھ کو ماخوان آ کر ابو اسحٰق خالد بن عثمان کے مکان میں ٹھہرا۔ ماخوان میں اس نے خندق کھود لی۔ اسکے دو دروازے رکھے، خود اس نے اور تمام شیعوں نے اسی خندق کے اندر پڑاؤ کیا۔ ایک دروازے پر مصعب بن قیس الحنفی اور بہدل بن ایاس الضبی کو مقرر کیا۔ دوسرے پر ابو شراحیل اور ابو عمرو الاعجمی کو مقرر کیا، ابو نصر بن مالک بن ہیثم کو فوج خاصہ کا افسر اور ابو اسحٰق خالد بن بن عثمان کو جنگی پولیس کا افسر مقرر کیا، نیز اس نے کامل بن مظفر ابو صالح کو فوج کا بخشی، اسلم بن صبیح کو اپنا میر منشی اور قاسم بن مجاشع النقیب التمیمی کو قاضی مقرر کیا، ابو الوضاح اور دوسرے اہل سقادم کو مالک بن ہیثم کے ماتحت کیا۔ اہل نوشان کو جو تعداد میں تراسی تھے ابو الحق کے ماتحت جنگی پولیس میں متعین کیا، قاسم بن مجاشع اسی خندق میں ابو مسلم کو تمام نمازیں پڑھاتا تھا اور عصر کے وقت قصے کہتا اور بنی ہاشم کے مناقب اور بنی امیہ کے واقعات بیان کرتا تھا۔

ابو مسلم ماخوان کی خندق میں آ کر ٹھہرا۔ وہ ظاہر شکل میں ایک شیعہ معلوم ہوتا تھا، عبداللہ بن بسطام اسکے پاس آیا پھر اس نے قناتیں، خیمے، شامیانے لا کر دئے کھانے کا اور جانوروں کے لئے چارہ کا انتظام کیا۔ اور چمڑے کے حوض پانی کے لئے لا دئے، سب سے پہلا عہدیدار جو ابو مسلم نے کسی سر رشتہ کا مقرر کیا وہ داؤد بن کراز تھا۔

ابو مسلم نے اسی خیال سے کہ غلاموں کو انکی خندق میں تکلیف ہوگی ان کے لئے شوال کے علاقے میں ایک علیحٰدہ خندق کھودی۔ اور داؤد بن کراز کو اسکا افسر مقرر کیا، جب غلاموں کی ایک خاصی جماعت ہوگئی تو ابو مسلم نے انہیں موسیٰ بن کعب کے پاس ابورد بھیج دیا۔

خندق کے لوگوں کے لئے عطیہ

ابو مسلم نے کامل بن مظفر کو حکم دیا کہ وہ خندق کے تمام لوگوں کے نام مع ولدیت اور سکونت دفتر میں لکھ لے، کامل ابو صالح نے اس کی تعمیل کی، انکا شمار کیا۔ سات ہزار تعداد نکلی، ابو مسلم نے ہر ایک کو پہلے تین تین درہم اور پھر چار چار اسی کے ہاتھ دلوائے۔

ابو مسلم کے خلاف سمجھوتہ

اب تمام مضری ربیعہ اور قحطانی قبائل نے آپ میں یہ سمجھوتہ کیا کہ آپس کی خانہ جنگی ختم کر کے پہلے ابو مسلم نے نبٹ لیا جائے اسکے اخراج کے بعد وہ پھر اپنے بارے میں غور کریں گے کہ کیا کیا جائے اس مقصد کے لئے انہوں نے ایک تحریری معاہدہ کر لیا جس پر سب نے اتفاق کیا، ابو مسلم کو اسکی اطلاع ہوئی جس سے اسے سخت پریشانی لاحق ہوئی، اور اس نے اپنی حالت پر غور کیا۔ اسے محسوس ہوا کہ ماخوان میں پانی دشمن کی سمت سے آتا ہے اسے خوف پیدا ہوا کہ کہیں نصر پانی کو روک نہ دے اس خیال سے اس نے اپنا پڑاؤ ابو منصور طلحہ بن زریق النقیب کے علاقہ الین میں ماخوان کے خندق میں چار ماہ کے قیام کے بعد ۶ رذی الحجہ ۱۲۹ھ کو منتقل کر دیا۔ اس نے اس گاؤں کے سامنے اسکے اور بلاش جرد کے درمیان خندق کھودی، جس سے یہ قریہ خندق کے نیچے پڑ گیا، جعفر بن عثمان بن بشر المزنی کے مکان کے دروازہ کے رخ کو خندق میں کر دیا۔ اہل آلین دریائے خرقان کا پانی پینے لگے اس طرح نصر ان کے پانی کو روک نہ سکا۔

ابو مسلم اور ابو یال کے لشکر کا مقابلہ

دسویں ذی الحجہ کو عید ہوئی، قاسم بن مجاشع التمیمی نے نے الین کی عید گاہ میں نماز پڑھائی، ابو مسلم اور تمام شیعوں نے اسکی اقتدا کی، نصر نے دریائے عیاض کے کنارے اپنا پڑاؤ کیا اس نے عاصم بن عمرو کو بلاش جرد پر ابو الذیال کو طوسان پر بشر بن انیف القربوعی کو جلفر پر اور حاتم بن حارث بن سریح کو خرق پر متعین کیا۔ حاتم بن حارث ابو مسلم پر حملہ کرنے کا موقع تلاش کر رہا تھا، ابو الذیال نے اپنی فوج کو ان اہل طومان میں ٹھہرایا جو ابو مسل کے ساتھ خندق میں تھے، اس فوج نے اہل طوسان کو طرح طرح سے ستایا، انکی تمام مرغیاں کبوتر اور گائے بیل ذبح کر ڈالے، اور زبردستی کھانا اور چارہ وصول کیا، شیعوں نے ابو مسلم سے اسکی شکایت کی، ابو مسلم نے انکے ساتھ ایک لشکر ابو الذیال سے مقابلہ ہوا، اس نے شکست کھائی اسکے ساتھیوں میں سے اعسر الخوارزمی اپنے تقریباً تیس آدمیوں کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا، ابو مسلم نے انہیں لباس دیا ان کے زخموں کا علاج کیا اور پھر انہیں چھوڑ دیا۔

نصر اور کرمانی کی جنگ

ہم پہلے کرمانی اور حارث کی جنگ اور کرمانی کے حارث کو قتل کرنے کا واقعہ بیان کر چکے ہیں، جب کرمانی نے حارث کو قتل کر دیا تو اب بلاشرکت غیرے مرو پر کرمانی کا عمل دخل ہو گیا نصر بن سیار مرد کو چھوڑ کر ابرشہر چلا گیا، کرمانی کی قوت میں اضافہ ہو گیا۔ نصر نے مسلم بن احوز کو اپنی باقاعدہ فوج اور لشکر کے ساتھ کرمانی کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ اسکا کرمانی کی فوج سے مقابلہ ہوا۔ کرمانی کی طرف یحیٰی بن نعیم ابوالمیلاء ایک ہزار ربیعہ کے ساتھ۔ محمد بن المثنی سات سو ازدی شہسواروں کے ساتھ۔ ابن الحسن بن شیخ الازدی ایک ہزار ازدی جوانوں کے ساتھ اور حزی العذی ایک ہزار یمنی عربوں کے ساتھ مقابلہ کے لئے موجود تھے۔ جب دونوں حریف مقابل آ کر کھڑے ہوئے تو مسلم نے محمد بن المثنی سے کہا اس ملاح سے کہو کہ ہمارے مقابلے میں آئے، محمد نے کہا حرام زادے تو ابن علی کے لئے ایسا کہتا ہے، اسکے بعد ہی دونوں حریف ایک دوسرے پر جھپٹے اور تلواریں نیام سے باہر کر لیں، مسلم بن احوز کو شکست ہوئی اسکے سو سے زیادہ ہمراہی مارے گئے، محمد کے بیس سے زیادہ آدمی قتل ہوئے نصر کی یہ شکست خوردہ فوج نصر کے پاس آئی۔ عقیل بن معقل نے نصر سے کہا آپ عربوں کا تجربہ کر چکے ہیں اگر مقابلہ ہی کی ٹھان کی ہے تو پوری مستعدی و تیاری سے کام کیجئے نصر نے عصمۃ بن عبداللہ اسدی کو مقابلہ پر بھیجا۔ یہ اسی جگہ آ کر کھڑا ہوا جہاں مسلم آیا تھا، اس نے محمد بن المثنی کو للکارا۔ خبردار ہو جا۔ اب تمہیں معلوم ہوگا کہ مچھلی لخم (ایک بڑی مچھلی) پر غلبہ نہیں پا سکتی۔ محمد نے اسکے جواب میں کہا حرامزادے ذرا ٹھہر تو! محمد نے سعدی کو مقابلہ کا حکم دیا وہ اپنے ایک ہزار یمنی عربوں کو لیکر عصمۃ کے مقابلہ پر آیا۔ نہایت شدید جنگ کے بعد عصمۃ نے شکست کھائی اسکے چار سو آدمی قتل ہوئے، یہ نصر کے پاس چلا آیا۔ اب نصر نے مالک بن عمرو التمیم کو مقابلہ کے لئے بھیجا۔ یہ اپنی فوج کو لیکر میدان کارزار میں آیا۔ اس نے محمد بن المثنی کو للکارا اگر مرد ہو تو مقابلہ پر آؤ محمد اسکے مقابلہ پر آیا۔ تمیمی نے اسکے شانے پر وار کیا مگر وہ کچھ کارگر نہ ہوا محمد بن المثنی نے گرز سے اسکے سر پر ایسی ضرب لگائی جس سے اسکا سر زخمی ہو گیا، جنگ میں اور شدت ہو گئی اور دونوں فریق بڑی بے جگری سے لڑے اور انہوں نے شجاعت کا پورا حق ادا کیا مگر پھر نصر کی فوج کو شکست ہوئی۔ اسکے ساتھ سو آدمی کام آئے تین سو کرمانی کے مارے گئے۔ اسی طرح کی مختلف لڑائیاں دونوں میں ہوتی ہیں اب ایک عام جنگ کے لئے دونوں حریف اپنی خندقوں کے پاس آئے اور خوب ہی جی کھول کر لڑے۔

ابو مسلم کی خرسانی کی حکمت عملی

جب ابو مسلم کو یقین ہو گیا کہ حریفوں نے ایک دوسرے کو کافی نقصان پہنچا دیا ہے اور نہ اب ان میں لڑنے کی طاقت ہے نہ کہیں سے مدد پہنچ سکتی ہے تو اس نے شیبان کے نام خط بھیجے اور قاصد کو حکم دیا کہ اس خط کو ایسے راستے سے لیکر جائے جہاں، مضری عرب ہوں کیونکہ وہ ضرور راستے میں مزاحم ہو کر ان خطوط کو پڑھیں گے انہوں نے خط لئے اور پڑھا جس میں لکھا تھا میں نے یمنی عربوں کا تجربہ کیا ہے، نہ ان میں وفا ہے نہ بھلائی تم ان پر کبھی بھروسہ اور اعتماد نہ کرنا اور مجھے اللہ سے توقع ہے کہ وہ تمہیں وہ دکھادیگا جو تم چاہتے ہو، اگر میں زندہ رہا تو میں انہیں مکمل طور پر ختم کر دونگا۔

اسی طرح اس نے ایک دوسرا قاصد دوسرا اسی راستے سے روانہ کیا جہاں یمنی عرب تھے اس خط میں مضریوں کی مذمت اور یمنیوں کی تعریف تھی، نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں فریق ابو مسلم کے گرویدہ ہو گئے۔ نیز اسے نصر اور کرمانی کو لکھا کہ

مجھے امام نے تمہارے ساتھ حسن سلوک کی ہدایت کی ہے میں اس بارے میں ان کی رائے سے تجاوز نہیں کر سکتا نیز اس نے تمام ضلع میں اپنی دعوت کو عام کر دیا۔ سب سے پہلے اسید بن عبداللہ نے نساء میں علم سیاہ بلند کیا یا محمد اور یا منصور کے نعرے بلند کئے۔ اس کے ساتھ مقاتل بن حکیم اور ابن غزوان نے بھی سیاہ نشان بلند کیا۔ اہل ابیورد اہل مرو الروذ اور مرو کے دیہاتیوں نے بھی علم سیاہ بلند کیا۔

نصر کا مروان کے نام خط

اب ابومسلم علی الاعلان نصر بن سیار اور جدیع الکرمانی کی خندقوں کے درمیان آ کر ٹھہرا۔ اسکی فوج کی فراوانی کو دیکھ کر یہ دونوں گھبرا گئے۔ نصر نے مروان بن محمد کو ابومسلم کی دعوت اور خروج اور اسکے طرفداروں کی کثرت کا حال لکھ بھیجا اور بتایا کہ یہ ابراہیم بن محمد کی خلافت کے لئے کوشاں ہے۔ نیز اس نے یہ شعر بھی لکھے۔

ارى بيـــن الـــرمـــادو ميـض جـمـــر
فـــاحـــج بـــان يـــكـــون لـــه صـــرام
فـــان الـــنـــار بـــالـــعـــوذيـن تـذكـــى
و ان امـــلـــحـــرب مـبـدع هـــا الـــكـــلام
فـــقـــلـــت مـن الـتـــعـــجـب لـيـــت شـعـــرى
ا ايـــقـــاظ بـــنـــى امية ..... ســـنـــام

ترجمہ: میں راکھ میں چنگاری کی چمک دیکھ رہا ہوں اس سے پہلے کہ وہ مشتعل ہو اسے بجھادو' آگ دو لکڑیوں سے روشن ہوتی ہے' لڑائی کی ابتداباتوں سے ہوتی ہے' میں تعجب سے اس بات کو پوچھتا ہوں کہ آیا بنو امیہ جاگ رہے ہیں یا سو رہے ہیں۔

مروان کا جواب

مروان نے اسکے جواب میں لکھا جو شخص کسی واقعہ کو خود دیکھتا ہے وہ اس کے متعلق اس شخص کے مقابلہ میں زیادہ بہتر رائے رکھتا ہے
جو اس سے دور ہوتا ہے موقع پر موجود ہو تمہیں چاہیئے کہ تم اس بھڑ کے چھتے کو درہم برہم کر دو' یہ جواب پڑھ کر نصر نے اپنے دوستوں سے کہا معلوم ہو گیا کہ آپ کے خلیفہ کے پاس تو کوئی مدد نہیں ہے' اب اس نے یزید بن ہبیرہ سے لکھ کر امداد طلب کی' یزید نے کہا کثرت تعداد کے بغیر فتح نہیں ہو سکتی اور میرے پاس ایک آدمی بھی نہیں ہے۔

نصر بن سیار کی ابن ہبیرہ سے امداد طلبی

نصر نے مروان کو ابومسلم کے خروج' اسکی قوت اور اس بات کی اطلاع دی کہ وہ ابراہیم بن محمد کے لئے دعوت دے رہا ہے نصر کے خط کے موصول ہونے سے کچھ ہی پہلے ابومسلم کا وہ قاصد جو ابراہیم بن محمد کے پاس بھیجا گیا تھا اور ابو

مسلم کے خط کا جواب لے کر واپس جا رہا تھا مروان کے پاس آ چکا تھا۔ ابراہیم نے اس خط میں ابومسلم کو اس کے اس سستی پر ڈانٹا تھا کہ اس نے کیوں نصر وکرمانی کے جھگڑے سے فائدہ اٹھا کر اپنی دعوت کا اعلان نہیں کیا۔ اور اسے حکم دیا تھا کہ خراسان میں جتنے عربی نژاد ہوں سب کو قتل کر دیئے اس قاصد نے یہ خط مروان کو دیدیا۔ مروان نے ولید بن معاویہ بن عبدالملک کو جو دمشق کا حاکم تھا لکھا کہ تم بلقاء کے عامل کو حکم دو کہ وہ فوراً کرار الحمیمہ جا کر ابراہیم بن محمد کو گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا دے نیز تم اسے رسالہ کے ساتھ اسکی گرفتاری کو بھیجنا۔ ولید نے بلقاء کے عامل کو اس کام کے لئے روانہ کیا۔ یہ ابراہیم کے پاس آیا جو گاؤں کی مسجد میں تھا اس نے اسے گرفتار کر کے اسکی مشکیں باندھ لیں اور ولید کے پاس بھیج دیا ولید نے اسے مروان کے پاس بھیج دیا۔ مروان نے اسے جیل میں قید کر دیا۔

نصر وکرمانی کی جنگ کا دوبارہ بیان

اب یہاں سے پھر نصر وکرمانی کی جنگ کا بیان کیا جاتا ہے۔

جب کرمانی ونصر کے درمیان معاملہ بڑھ گیا تو ابومسلم نے کرمانی سے کہلا بھیجا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں' کرمانی نے اس دعوت کو قبول کر لیا۔ ابومسلم بھی کرمانی کے ساتھ ہو لیا اس سے نصر کو مزید پریشانی ہوئی' اس نے کرمانی کی طرف پیغام بھیجا کہ تمہیں کیا ہوا ہے' دھوکہ میں نہ آؤ' مجھے اس کی جانب سے تمہارے اور تمہارے حامیوں کے لئے خطرہ نظر آتا ہے' آؤ ہم تم عارضی صلح کر کے مرو میں چلے آئیں' اور پھر باقاعدہ ہمارے تمہارے درمیان عہد نامہ صلح لکھ لیا جائے۔

اس سے نصر کا مقصد یہ تھا کہ کسی طرح کرمانی اور ابومسلم میں تفریق کر دی جائے' چنانچہ اس پیغام کے موصول ہوتے ہی کرمانی اپنے مکان چلا آیا' مگر ابومسلم بدستور فوجی پڑاؤ میں مقیم رہا۔ اپنے مکان سے نکل کر کرمانی سو سواروں کے ساتھ اپنے احاطے میں ٹھہرا وہ اس وقت ایک خوش رنگ کرتہ پہنے ہوئے تھا۔ اس نے نصر کی طرف پیغام بھیجا کہ باہر آؤ تاکہ باہمی عہد نامہ کی تکمیل کر لی جائے۔

کرمانی کا قتل

نصر نے اس کو قتل کرنے کے لئے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور حارث بن سریج کے بیٹے کو تین سو سواروں کے ساتھ اسکے مقابلہ پر بھیجا۔ اسی احاطہ میں فریقین میں دیر تک نہایت شدید جنگ ہوئی' کرمانی کی کمر میں نیزہ لگا جس سے وہ اپنے گھوڑے پر سے گر پڑا' اگرچہ اس کے ساتھیوں نے اس کے بچانے میں پورا زور لگایا مگر کثرت تعداد کے مقابلہ میں ان کی کچھ پیش نہ گئی۔ نصر نے کرمانی کو قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا۔ اس کے ساتھ اسکی زین بھی لٹکا دی اسکا بیٹا علی جو ابومسلم کے پاس چلا گیا تھا ایک بڑی جماعت لیکر نصر پر چڑھ آیا اس سے لڑا اور اسے دارالامارہ سے نکال دیا۔ نصر مرو کے کسی گھر میں ہو رہا' اب ابومسلم بھی مرو میں آ گیا' علی بن جدیع الکرمانی ابومسلم کے پاس آیا اور اسے امیر کہہ کر سلام کیا اور کہا کہ میں آپ کی امداد کے لئے تیار ہوں جو حکم ہو مجھے دیجئے' ابومسلم نے کہا ابھی اسی طرح کچھ روز تک توقف کرو پھر میں مناسب حکم دوں گا۔

عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کا فارس پر قبضہ

اس سال عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے فارس پر قبضہ کر لیا اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ کوفہ میں شکست کھانے کے بعد عبداللہ بن معاویہ مدائن چلا گیا' اہل مدائن نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ کوفہ کے کچھ لوگ آ کر اس کے شریک ہو گئے یہ جبال آیا اور اس نے جبال' حلوان' قومس اصبہان اور رے پر قبضہ کر لیا' اہل کوفہ کے غلام بھی اسکے پاس چلے آئے اس تمام علاقہ پر قبضہ کر کے اس نے اصبہان میں سکونت اختیار کی۔

یشکر کے آزاد کردہ غلام محارب کی فارس کے علاقہ میں بڑی قدر و منزلت تھی یہ جوتے پہنے اصطخر کے دارالامارۃ میں چلا آیا اور ابن عمر کے عامل کو وہاں سے نکال دیا۔ اور عمارہ نامی ایک شخص سے کہا کہ لوگوں سے بیعت لو اہل اصطخر نے پوچھا کا ہے کی بیعت ہے اس نے کہا تمہاری مرضی کے مطابق' لوگوں نے اس کے ہاتھ پر ابن معاویہ کے لئے بیعت کر لی محارب نے کرمان پر جا کر غارت گری کی' اس میں ثعلبہ بن حسان المازنی کا ایک اونٹ بھی اسے ملا جسے یہ ہنکالایا' اور واپس چلا آیا' ثعلبہ اپنی اونٹ کی تلاش میں محارث کے اشہر نام گاؤں میں آیا۔ اس کے ہمراہ اسکا ایک آزاد کردہ غلام بھی تھا' اس نے ثعلبہ کو محارب کے اچانک قتل کر دینے کا مشورہ دیا اور کہا اگر آپ پسند کریں تو میں اسے قتل کر دیتا ہوں دوسرے لوگوں سے آپ میری حفاظت کیجئے گا یا آپ اس پر حملہ کریں اور میں آپ کو بچاؤں گا ثعلبہ نے اسے ڈانٹا اور کہا بھلا ایسے شخص کو قتل کیا جائے' یہ محارث کے پاس آیا' محارب نے خندہ پیشانی سے اس کا خیر مقدم کیا اور آنے کی وجہ دریافت کی اس نے کہا اپنا اونٹ لینے آیا ہوں محارب نے کہا مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ تمہارا اونٹ ہے اب معلوم ہوا ہے لہٰذا اسے لے جاؤ' ثعلبہ نے اسے لے لیا۔

عبداللہ بن معاویہ اصطخر میں

محارب کے پاس بہت سے شامی سردار اور امیر جمع ہو گئے' یہ انہیں لیکر مسلم بن المسیب کی طرف چلا جو ابن عمر کی جانب سے شیراز کا عامل تھا اور اس نے ۱۲۸ھ میں سے قتل کر دیا۔ پھر یہ اصبہان آیا اور عبداللہ بن معاویہ کو اصطخر لے آیا۔ عبداللہ اپنے بھائی حسن کو جبال کا عامل مقرر کر کے اصطخر روانہ ہوا اور ایک گرجا میں آ کر ٹھہرا جو اصطخر سے ایک میل کے فاصلہ پر تھا اس نے اپنے بھائی یزید کو فارس کا عامل مقرر کیا' یہاں بنو ہاشم اور دوسرے لوگ اس کے پاس آئے' اس نے مالگزاری وصول کی اور اپنے عہدہ دار سب جگہ مقرر کر دیئے' اس کے ساتھ منصور بن جمہور' سلیمان بن ہشام بن عبدالملک' اور شیبان بن الحلس بن عبدالعزیز الشیبانی الخارجی بھی تھے' ابو جعفر عبداللہ اور عبداللہ اور عیسیٰ علی کے بیٹے بھی اس کے پاس آ گئے۔

داؤد اور نباتہ کی جنگ

اب یزید بن عمر بن ہبیرہ عراق کا گورنر مقرر ہو کر آیا' اس نے نباتہ بن حنظلہ الکلابی کو عبداللہ بن معاویہ کے مقابلہ کے لئے بھیجا سلیمان بن حبیب کو یہ اطلاع ملی کہ ابن ہبیرہ نے نباتہ کو اہواز کا عامل مقرر کر کے بھیجا ہے اس نے داؤد بن حاتم کو بھیجا تا کہ وہ اسے اہواز آنے سے روکے یہ کربج دینار آ کر ٹھہرا' دوسری جانب سے بناتہ بھی آیا۔ دونوں

میں جنگ ہوئی' داؤد مارا گیا اور سلیمان سابور کی طرف بھاگ گیا' یہاں کردوں نے المسیح بن الاحواری عامل کو نکال کر سابور پر قبضہ کر لیا تھا' سلیمان کردوں سے لڑا' اور انہیں سابور سے مار بھگایا۔ عبداللہ بن معاویہ کو لکھا کہ میں نے آپ کی بیعت کر لی ہے' عبدالرحمن بن یزید بن المہلب نے عبداللہ بن معاویہ سے کہا اس میں اس کی چال ہے' وہ کبھی اپنے اس عہد کو پورا نہ کرے گا' اسکا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس کو چھوڑ دیں اور وہ مزے میں سابور پر حکومت کرے آپ اسے اپنے پاس بلایئے اگر وہ سچا ہے تو آئے گا' عبداللہ بن معاویہ نے اسے بلایا۔ سلیمان آیا اس نے اپنے سپاہیوں سے کہہ دیا کہ تم بھی میرے ساتھ۔ دربار میں چلو اگر کوئی منع کرے تو قتل کر دینا۔ چنانچہ یہ اپنی ساری جماعت کے ساتھ عبداللہ بن معاویہ کے پاس آیا اور کہا کہ تمام لوگوں سے زیادہ میں آپ کا فرمانبردار ہوں۔ کہا اچھا تم اپنے علاقہ واپس چلے جاؤ۔

محارب اور یزید کی جنگ

اب خود محارب بن موسیٰ ابن معاویہ سے متنفر ہو گیا' اور ایک جماعت تیار کر کے سابور آیا۔ یہاں اس کا بیٹا مخلد بن محارب قید تھا' اسے یزید بن معاویہ نے قید کر دیا تھا' محارب سے لوگوں نے کہا کہ تمہارا بیٹا اس کے ہاتھ میں قید ہے اور تم اس سے برسرپیکار ہو اگر وہ اسے قتل کر دے تو تم کیا کر لو گے' محارب نے کہا وہ ایسا کبھی نہیں کرے گا' آخر کار یزید اس سے لڑا۔ محارب نے شکست کھائی اور کرمان آ کر محمد بن الاشعث کے آنے تک خاموش بیٹھا رہا جب یہ آیا تو محارب اسکے ساتھ ہو گیا مگر پھر اسکا بھی مخالف ہو گیا' ابن الاشعث نے اسے اور اسکے چوبیس بیٹوں کو قتل کر دیا۔

عبداللہ اور معن کے درمیان جنگ

عبداللہ بن معاویہ اصطخر ہی میں قیام پذیر رہا۔ جب ابن ضبارہ مع داؤد بن یزید بن عمر بن ہبیرہ کے اس کے مقابلہ پر آیا تو یہ بھی مقابلہ کے لئے نکلا۔ کوفہ کے پل کو توڑ دیا' ابن ہبیرہ نے محسن بن زائدہ کو دوسری سمت سے روانہ کیا' سلیمان نے ابان بن معاویہ بن ہشام سے کہا اب دشمن آ گیا ہے اس نے کہا مجھے ان سے لڑنے کا حکم نہیں دیا گیا' سلیمان نے کہا ہاں اور تم تو کبھی بھی ان سے لڑنے کا حکم نہ دو گے' بہر حال معن کی فوج نے ان پر آ کر حملہ کیا اور مرد الشاذان کے قریب دونوں کے درمیان جنگ ہوئی۔ معن یہ رجز کہہ رہا تھا۔

لیس امیر القوم بالخب الخدع
فر من الموت وفی الموت وقع

ترجمہ: دھوکہ باز فریبی قوم کا سردار نہیں ہوتا کہ جو موت سے بھاگے حالانکہ پھر اسی کے منہ میں جاتا ہے۔

حصین کا قتل

ابن معاویہ کو شکست ہوئی مگر معن نے ان کا تعاقب نہیں کیا' ابی لہب کی اولاد میں سے ایک شخص اس جگ میں قتل ہوا یہ بات پہلے سے مشہور تھی کہ بنی ہاشم کا ایک شخص معرکہ میں مارا جائے گا' بہت سے لوگ گرفتار ہوئے' ابن

ضبارہ نے اکثر قیدیوں کو قتل کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس جنگ میں جو لوگ مارے گئے ان میں حکیم الفرد ابوالمجد بھی تھا ' یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ اہواز میں نباتہ کے ہاتھوں مارا گیا۔

جب ابن معاویہ کو شکست ہوئی تو شیبان بھاگ کر جزیرہ ابن کاوان چلا گیا' منصور ابن ضبارہ نے باقی قیدی ابن ہبیرہ کے پاس بھیج دیئے حمید الطویل نے اس سے کہا کہ آپ ان سب کو رہا کر دیجئے' ابن ہبیرہ نے سوائے حصین بن دعلہ السدوسی کے اور کسی کو قتل نہیں کیا۔ جب اس کے قتل کا حکم دیا تو وہ کہنے لگا کیا ان قیدیوں میں سے صرف مجھے قتل کیا جا رہا ہے ابن ضبارہ نے کہا ہاں تو مشرک ہے تو نے ہی یہ مصرع کہا تھا۔

'لو امر الشمس لم تشرق ''

ترجمہ: اگر میں آفتاب کو حکم دوں تو وہ طلوع نہ کرے۔

ابن معاویہ سیستان کے راستہ سے خراسان آ گیا۔ منصور بن جمہور سندھ چلا گیا' معن بن زائدہ' عطیہ الثعلبی وغیرہ نے اسکا تعاقب کیا مگر یہ اسے پا نہ سکے اور واپس چلے آئے' موروع السلمی نے اسے ایک گھنی جھاڑی میں گھستا ہوا دیکھ لیا اسے پکڑ کر معن کے پاس لایا معن نے اسے ابن ضبارہ کے پاس بھیج دیا اور اس نے اسے واسطہ بھیج دیا۔

دوسری روایت

دوسری روایت ابن ضبارہ اصطخر میں عبداللہ بن معاویہ سے لڑنے کے لئے آیا۔ دریائے اصطخر پر اس کے بالکل سامنے آ کر ٹھہرا۔ ابن الصحصح ایک ہزار فوج کے ساتھ دریا کو عبور کر کے مقابلہ کے لئے بڑھا۔ اسکے مقابلہ کے لئے عبداللہ بن معاویہ کی جانب سے ابان بن معاویہ بن ہشام اپنے ان شامی سپاہیوں کے ساتھ آیا جو سلیمان بن ہشام کے ساتھ تھے' دونوں حریفوں میں جنگ شروع ہوئی۔ ابن نباتہ پل کی طرف پلٹ کر بڑھا اس کے مقابلہ کے لئے وہ خارجی آئے جو ابن معاویہ کے ہمراہ تھے۔ مگر ابان اور خارجی دونوں کو شکست ہوئی ان کے ایک ہزار آدمی پکڑ لئے گئے' یہ ابن ضبارہ کے سامنے پیش کئے گئے ابن ضبارہ نے انہیں چھوڑ دیا عبدالہ بن علی بن عبداللہ بن عباس بھی گرفتار ہو کر سامنے آیا۔ ابن ضبارہ نے اسکے نسب کو بیان کر کے پوچھا تم نے ابن معاویہ کا ساتھ کیوں دیا حالانکہ تم جانتے ہو کہ وہ امیر المومنین کے مخالف ہے' اس نے کہا مجھ پر اسکی مدد کرنا ضروری تھا وہ میں نے ادا کر دی حرب بن قطن الکنانی نے کھڑے ہو کر ابن ضبارہ سے کہا کہ یہ ہمارا بھانجا ہے' ابن ضبارہ نے اسکی خاطر عبداللہ بن علی کو چھوڑ دیا۔ اور کہا کہ میں خود بھی نہیں چاہتا تھا کہ کسی قریشی کو ایذا پہنچاؤں' پھر اس نے عبداللہ بن علی سے پوچھا تم جس شخص کے ساتھ تھے اس پر مختلف عیب لگائے جاتے ہیں تمہیں ان کے متعلق علم ہوگا' اس نے کہا ہاں پھر اس نے اسکی بد اخلاقی کی برائیکی اور کہا کہ اسکے ساتھی لواطت کرتے ہیں' ابن ضبارہ کے سامنے سو سے زیادہ نوجوان لڑکے پیش کئے گئے جو رنگا رنگ کی قومی قبائیں پہنے تھے اس کے حکم سے مجمع عام میں انکی تشہیر کی گئی۔

ابن ضبارہ نے عبداللہ بن علی کو ڈاک کے ساتھ ابن ہبیرہ کے پاس بھیج دیا تا کہ یہ اسکی تمام کارروائیوں سے اسے مطلع کر دیں ابن ہبیرہ نے انہیں شامی فوجی دستوں کے ساتھ مروان کے پاس بھیج دیا' کیونکہ ابن ہبیرہ ابن غبارہ کو اچھا نہیں سمجھتا تھا۔ اور اس وقت وہ کرمان کے صحرا میں عبداللہ بن معاویہ کے تعاقب میں مصروف تھا۔

جب ابن ہبیرہ کو نباتہ کے قتل کا علم ہوا تو اس نے کرب بن مصقلہ' حکم بن ابی الابیض العبسی اور ابن محمد

السکونی کو جو سب کے سب بڑے خطیب تھے مروان کے پاس بھیجا انہوں نے ابن خبارہ کی زیادتیوں کی شکایت کی' اس پر مروان نے ابن خبارہ کو فوج لیکر فارس جانے کا حکم دیا۔ مگر پھر اس کے پاس ابن ہبیرہ کا خط آیا جس میں اسے اصبہان جانے کا حکم دیا تھا۔

اس سال ابوحمزہ الخارجی حج کرنے آیا اور حج میں اس نے عبداللہ بن یحییٰ طالب الحق کی جانب سے خارجیوں کا شعار بلند کیا اور مروان سے مخالفت کا اظہار کیا۔

ابوحمزہ الخارجی کا خروج

جب ۱۲۹ھ ختم ہونے لگا تو ابھی حجاج نے عرفات میں سعی بھی نہیں کی تھی کہ اتنے میں سات سو خارجی بڑے بڑے سیاہ حرقانی پرچم اپنے نیزوں کے سروں پر لگائے ہوئے آتے ہوئے دکھائی دیئے، حجاج انہیں دیکھ کر پریشان ہوئے اور ان سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہم مروان اور بنومروان کی مخالفت پر کمربستہ ہو کر آئے ہیں اور ہم ان سے اپنی بے تعلقی کا اظہار کرتے ہیں۔ عبدالواحد بن سلیمان نے جو ان دنوں مکہ اور مدینہ کا عامل تھا ان سے موسم حج میں امن وامان قائم رہنے کے لئے بات چیت کی انہوں نے کہا ہمیں اپنے مناسک حج کے پوری طرح ادا کرنے کا اوروں سے زیادہ خیال اور شوق ہے۔

عبدالواحد نے ان سے اس شرط پر صلح کر لی کہ جب تک آخری سعی نہ ہو جائے ایک دوسرے کے خلاف کوئی کارروائی نہ کرے گا دوسرے دن یہ خارجی عرفات میں علیحدہ آ کر ٹھہرے، عبدالواحد بن سلیمان بن عبدالملک بن مروان نے سعی کرائی جب سب لوگ منیٰ پہنچے تو لوگوں نے اسے شرمایا کہ تم نے انکے بارے میں غلطی کی اگر تم حجاج کو ان پر اکسا دیتے تو یہ انکی تکا بوٹی کر دیتے۔

ابوحمزہ خارجی کا عہد

ابوحمزہ قرین الثعالب میں ٹھہرا اور عبدالواحد سرکاری مکان میں ٹھہرا عبدالواحد نے عبداللہ بن الحسن بن الحسن بن علی، محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان، عبدالرحمن بن القاسم بن محمد بن ابی بکر، عبیداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن محمد بن عمر بن الخطاب ربیعہ بن عبدالرحمن اور ان ہی ایسے اور سربراہ اور وہ لوگوں کو ابوحمزہ کے پاس بھیجا، جب یہ لوگ اسکے پاس آئے تو وہ گاڑھے کا پائجامہ پہنے تھا، سب سے پہلے عبداللہ بن الحسن اور محمد بن عبداللہ اسکے سامنے آگئے، اس نے ان کا نسب دریافت کیا انہوں نے بتایا، اسے سنکر وہ ناراض ہو گیا۔ پھر عبدالرحمن بن قاسم اور عبیداللہ بن عمر کی طرف متوجہ ہوا، ان دونوں نے اپنا نسب بتایا اسے سنکر اسکا چہرہ بشاش ہو گیا اور خوشی سے مسکرا کر اس نے کہا ہمارے خروج کا مقصد ہی یہ ہے کہ آپ کے اجداد کے طرز عمل کو پھر زندہ کیا جائے۔ عبداللہ بن الحسن نے اس سے کہا ہم اس لئے تمہارے پاس نہیں آئے کہ تم ہمارے اجداد میں ایک دوسرے کو فضیلت دو ہمیں امیر نے تمہارے پاس ایک پیغام دیکر بھیجا ہے جو ربیعہ بیان کریں گے، ربیعہ نے نقض عہد کا ذکر کیا اور کہا امیر اب اس صلح کو توڑ دینا چاہتے ہیں جو تم سے ہوئی تھی بلنج اور ابرمہ ابوحمزہ کے دو سرداروں نے کہا ابھی ابھی۔ مگر ابوحمزہ نے انہیں مخاطب کر کے کہا معاذ اللہ ہم تو اپنی طرف سے نہ معاہدہ توڑیں گے اور نہ اس کی میعاد بڑھائیں گے، میں تو ایسا ہرگز نہیں کرونگا چاہے میری گردن ہیکٹ جائے۔ ہاں وہ مدت خود ہی اب ختم ہو رہی ہے،

ابوحمزہ خارجی کا مکہ میں داخلہ

جب ابوحمزہ نے میعادِ صلح کو فسخ کرنے سے انکار کر دیا تو یہ وفد اس سے رخصت ہو کر عبدالواحد کے پاس آیا اسے ساری کیفیت سنائی۔ چنانچہ جب روانگی شروع ہوئی تو عبدالواحد روانگی ہی میں تھا، روانہ ہونے کے بعد اس نے مکہ کو ابوحمزہ کے لئے خالی کر دیا۔ ابوحمزہ لڑائی کئے بغیر مکہ میں داخل ہوا۔ ایک شاعر نے عبدالواحد کی ہجو میں کچھ شعر بھی کہے۔

عبدالواحد مدینہ چلا آیا فوج کا دیوان طلب کیا، باشندوں کو مہمانی فوج میں جبریہ قانون کے ماتحت بھرتی کیا اور انکی تنخواہوں میں دس دس کا اضافہ کر دیا۔ انس بن عیاض کہتے ہیں کہ اس مہم میں میرا نام بھی لکھا گیا تھا میں نے اپنا نام مٹا دیا۔ عبدالواحد نے عبدالعزیز بن عبداللہ بن عثمان کو اس مہم کا افسر مقرر کیا جب یہ حرہ آئے تو یہاں انہیں مذبوح بھیڑ بکریں ملیں پھر یہ آگے بڑھ گئے۔

حج اور انتظامی عہدے

اس سال عبدالواحد بن سلیمان بن عبدالملک بن مروان کی امارت میں جو مکہ اور مدینہ کا عامل تھا حج ہوا۔ یزید بن عمرو بن ہبیرہ عراق کا صوبہ دار تھا۔ حجاج بن عاصم الحاربی کوفہ کے اور عیاذ بن منصور بصرہ کے قاضی تھے، نصر بن سیار خراسان کا والی تھا اور وہ اس بغاوت کی آگ لگی ہوئی تھی۔

۱۳۰ھ کے واقعات

کرمانی کا نصر سے سمجھوتہ اور اسکی تفصیل

اس سال ابومسلم مرو کی فصیل میں داخل ہو کر دارالامارۃ میں مقیم ہوا اور اس نے علی بن جدیع الکرمانی نے نصر سے لڑنے کے لئے سمجھوتہ کر لیا۔ اسکی تفصیل یہ ہے۔

جمعرات جمادی الآخر ۱۳۰ھ کو ابومسلم مرو کی شہر پناہ میں داخل ہو کر اس دارالامارۃ میں ٹھہرا جہاں تمام خرسان کے گورنر قیام کرتے تھے، علی بن جدیع الکرمانی اس وجہ سے ابومسلم کے ساتھ ہو لیا کہ جب ان دونوں نے ابومسلم سے لڑنے کا آپ میں معاہدہ کر لیا تو ابن الکرمانی کے بالکل مقابل سلیمان بن کثیر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے اس ن ابن الکرمانی سے کہا کہ ابومسلم تم سے کہتے ہیں کہ تمہیں نصر کا ساتھ دیتے ہوئے شرم نہیں آتی ابھی کل کی بات ہے کہ اس نے تمہارے باپ کو قتل کر کے سوالی پر لٹکایا تھا مجھے تو کبھی یہ بھی گمان نہ تھا کہ تم اور نصر کبھی ایک مسجد میں نماز کے لئے بھی جمع ہو گے چہ جائیکہ تم اسکی حمایت میں لڑ رہے ہو۔

اس بات سے وہ سخت متاثر ہوا اور اب اسکی غیرت انتقام پھر جوش میں آئی، اس نے اپنی رائے بدلی جس سے عربوں کے باہمی سمجھوتہ کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

عربوں کے باہمی مذاکرات

عربوں کے اس اتحاد کے ٹوٹ جانے کے بعد نصر نے ابو مسلم سے درخواست کی کہ آپ مضری عربوں کے ساتھ ہو جائیں، اسکے مقابلہ پر ربیعہ اور قحطانی عربوں نے اسے اپنے لئے دعوت دی، کئی روز تک اسکے متعلق رابطہ ہوتا رہا۔ ابو مسلم نے کہا دونوں فریقوں کا ایک ایک وفد میرے پاس آئے تا کہ میں انہیں سے ایک جماعت کو اختیار کرلوں، چنانچہ دونوں وفد آئے مگر ابو مسلم نے اپنے شیعوں کو یہ ہدایت کردی تھی کہ وہ ربیعہ اور قحطانی عربوں کو اختیار کریں کیونکہ حکومت تو اس وقت سراسر مضریوں کے ہاتھ میں ہے وہ مروان الجعدی کے عہدیدار ہیں، انہیں نے یحیٰ بن زید کو قتل کیا ہے۔

دونوں وفد آئے، مضری وفد میں عقیل بن معقل بن حان اللیثی عبید اللہ بن رین اللیثی، اور خطاب بن محمد السلمی اپنے ایسے اور لوگوں کے ساتھ تھے، قحطانی وفد میں عثمان بن الکرمانی۔ محمد بن المثنی، اور سورۃ بن محمد بن عزیز الکندی اپنے ہم رتبہ اور لوگوں کے ساتھ تھے ابو مسلم نے عثمان بن الکرمانی اور اسکے ساتھیوں کو پہلے بلایا۔ یہ لوگ تحضر کے باغ میں آ کر بیٹھے جہاں ان کے لئے فرش و مسند بچھادی گئی تھی، خود ابو مسلم تحضر کے مکان کے ایک کمرہ میں تھا، اب اس نے عقیل بن معقل وغیرہ مضری وفد کو اپنے پاس بلایا۔ یہ لوگ اسکے پاس آئے، اس وقت ستر شیعہ ابو مسلم کے ساتھ اس کمرہ میں موجود تھے۔ اس نے شیعوں کو ایک خط پڑھکر سنایا جسے اس نے خود لکھا تھا اور ان سے کہا، اب آپ ان دونوں میں سے ایک کو پسند کرلیں، خط پڑھے جانے کے بعد سلیمان بن کثیر نے کھڑے ہو کر تقریر کی اور علی بن الکرمانی اور اسکے دوستوں کو اختیار کرنے کی رائے دی، پھر ابو منصور طلحہ بن رزیق النقیب نے جو ایک خوش بیان قمر تھا کھڑے ہو کر سلیمان بن کثیر کی تائید کی، پھر مزید بن شقیق السلمی نے کہا بنی مضر آل نبی صلعم کے قاتل ہیں، بنی امیہ کے اعوان اور مروان المعدی کے انصار ہیں ہمارے خون انکی گردنوں پر ہیں ہمارا مال ان کے قبضہ میں ہے اور اسکے نتائج اب انکے سامنے ہیں، نصر خراسان پر مروان کا عامل ہے، یہ اسکے احکام کو اجرا کرتا ہے، منبر پر اسکے لئے دعا مانگتا ہے اور امیر المومنین کے لفظ سے اسے یاد کرتا ہے، ہم اس سے بالکل بے تعلق ہیں چاہے مروان امیر المومنین ہو اور چاہے نصر حق و انصاف ہی پر کیوں نہ ہو مگر ہم علی بن الکرمانی اور اسکے ربیعہ اور قحطانی طرفداروں کو اختیار کرتے ہیں ان ستر شیعوں نے بھی جو وہاں جمع تھے مزید شقیق کی تائید کی یہ رنگ دیکھ کر مضری وفد مجلس سے اٹھ کھڑا ہوا، ذلت و رنج کے آثار انکے چہروں پر ظاہر تھے، ابو مسلم نے قاسم بن مجاشع کو رالہکے ساتھ ان لوگوں کو محفوظ مقام تک پہنچا آنے کے لئے بھیج دیا۔ اور علی بن الکرمانی کا وفد کامیاب ہو کر فرحان و شاداں واپس ہوا۔

شیعوں کو مکان بنانے کی اجازت

ابو مسلم انتیس دن آلین میں رہا۔ آلین سے پھر ماخوان اپنی خندق میں واپس چلا گیا، اس نے شیعوں کو موسم سرما بسر کرنے کے لئے مکان بنانے کا حکم دیا اور کہا کہ اللہ نے عربوں میں پھوٹ ڈال کر اب تمہیں انکی طرف سے مامون کردیا ہے اور یہ بھی اللہ کی جانب سے مقدر ہو چکا تھا کہ ہماری ہی وجہ سے ان میں یہ افتراق پیدا ہوا۔

پندرہ ماہ صفر بروز جمعرات ۱۳۰ھ ابو مسلم الین سے اپنی ماخوان کی خندق میں واپس چلا گیا۔ یہاں وہ پوری

تین ماہ قیام کر کے بروز پنجشنبہ جمادی الآخر مرو کی شہر پناہ میں داخل ہوا۔

مرو کی فصیل پر ابو مسلم کا قبضہ

اس زمانہ میں مرو کی فصیل پر نصر کا قبضہ تھا کیونکہ وہ خراسان کا گورنر تھا، علی بن الکرمانی نے ابو مسلم کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ اپنی سمت سے شہر پناہ میں داخل ہوں اور میں اپنے خاندان والوں کو لیکر اپنی سمت سے داخل ہوتا ہوں اسطرح ہم اس پر قبضہ کرلیں گے، ابو مسلم نے جواب میں کہا مجھے یہ ڈر ہے کہ تم اور نصر دونوں متحد ہو کر مجھ سے لڑنے لگو گے، پہلے تم فصیل میں داخل ہو کر نصر سے جنگ شروع کرو، چنانچہ علی بن الکرمانی فصیل میں داخل ہوا اور جنگ شروع ہوگئی، ابو مسلم نے ابو علی شبل بن طہمان النقیب کو فوج کے ساتھ روانہ کیا، یہ فصیل میں آ کر داخل ہوا اور بخاراخذاہ کے محل میں آ کر فروکش ہوا اور اب انہوں نے ابو مسلم کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ بھی داخل ہوں۔ ابو مسلم ماخوان کی خندق سے فصیل میں داخل ہوا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر اسید بن عبداللہ الخزاعی تھا۔ میمنہ پر مالک بن ہیثم الخزاعی اور میسرہ پر قاسم بن مجاشع التمیمی تھا۔ جس وقت ابو مسلم فصیل میں داخل ہوا تو کرمانی اور نصر کے درمیان جنگ ہو رہی تھی ابو مسلم نے کلام پاک کی یہ آیت تلاوت کی۔

﴿ودخل المدينة على حين غفلة من اهلها فوجد فيها رجلين يقتتلان هذا من شيعته و هذا من عدوه.﴾

(ترجمہ) اور وہ (حضرت موسیٰ علیہ السلام) شہر میں اہل شہر کے بے خبری کی حالت میں داخل ہوا اس میں دو شخصوں کو لڑتا ہوا پایا۔ ایک ان میں سے اسکے طرفداروں میں تھا اور دوسرا اسکے دشمنوں میں سے۔

ابو مسلم بڑھتا چلا گیا اور قصر الامارۃ میں وہاں آ کر ٹھہرا جہاں خراسان کے گورنر رہتے تھے۔ یہ واقعہ جمعرات ۹۔ جمادی الاولی ۱۳۰ھ کا ہے، دوسرے دن جمعہ کو بتاریخ ۱۰ر جمادی الاولی نصر مرو کو چھوڑ کر چلا گیا اور اب مرو پر بلاشرکت غیرے ابو مسلم کا عمل دخل ہو گیا۔

جب ابو مسلم فصیل میں داخل ہوا تو اس نے ابو منصور طلحہ بن رزیق کو حکم دیا کہ وہ تمام فوج سے خصوصیت کے ساتھ بنی ہاشم کے لئے بیعت لے لے، یہ ایک بڑا عالم اور خوش بیان مقرر تھا بنی ہاشم کی فضیلت کے دلائل اور انکی دعوت کو کامیاب کرنے والے نکات سے خوب واقف تھا یہ منجملہ ان بارہ نقیبوں کے تھا جنہیں محمد بن علی نے ان ستر آدمیوں میں سے انتخاب کیا تھا جنہوں نے ۱۰۳ھ یا ۱۰۴ھ ہجری میں ان کے اس وکیل کے ہاتھ پر جسے انہوں نے خراسان بھیجا تھا انکی دعوت کو قبول کیا تھا، محمد بن علی نے اپنے وکیل کو حکم دیا تھا کہ وہ حق خود اختیاری کی دعوت دے کسی خاص شخص کا نام نہ لے البتہ یہ ظاہر کرے کہ اس شخص میں یہ یہ خوبیاں اور انصاف پروری ہونی چاہئے، وہ وکیل خراسان آیا۔

ابو مسلم کے نقیب

اس نے خفیہ طور پر دعوت شروع کی۔ لوگوں نے اسکی دعوت کو قبول کیا اور جب انکی تعداد دستور ہو گئی تو ان میں سے حسب ذیل بارہ نقیب مقرر کئے گئے۔

خزاعہ میں سے سلیمان بن کثیر۔ مالک بن ہیثم، زیاد بن صالح، طلحہ بن زریق، اور عمرو بن آعین، طے میں

سے قحطبہ زیاد بن شبیب بن خالد بن معدان تمیم میں سے موسیٰ بن کعب ابوعیینہ، لاہر بن قریظہ اور قاسم بن مجاشع یہ سب بنی امرؤالقیس میں سے تھے، یہ سب اور اسلم بن سلام ابوسلام، بکر بن وائل میں سے ابوداؤد خالد بن ابراہیم۔ بنی عمرو بن شیبان کے گھرانے سے (یہ سدوس کا بھائی تھا) اور ابوعلی الہروی، بیان کیا جاتا ہے کہ بجائے عمرو بن اعین کے شبل بن طہمان تھا، اور عیسیٰ بن کعب، اور ابوالنجم عمران بن اسمٰعیل ابوعلی الہروی کی جگہ تھے یہ ابومسلم کا داماد تھا، نقیبوں میں سے کوئی ایسا نہ تھا جسکا باپ زندہ ہو البتہ ابومنصور طلحہٰ بن محمد بن الاشعث کی جنگ میں شریک تھا اور مہلب بنابی صفرہ کے ساتھ بھی ان کی مغازی میں شریک رہا تھا، ابومسلم تمام امور میں ان سے مشورہ لیتا تھا اور جن جن لڑائیوں میں وہ شریک ہو چکے تھے ان کا حال پوچھتا رہتا تھا۔ اور ہمیشہ انکی کنیت ابومنصور سے انہیں پکارتا اور مشورہ لیتا۔

سلم بن احوز اور اس کے ساتھیوں کا قتل

ابومسلم نے مسلم بن احوز۔ یونس بن عبدربہ، عقیل بن معقل منصور بن ابی الخرقا اور اسکے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا ابومنصور سے انکے متعلق مشورہ لیا اس نے ان کے قتل کا مشورہ دیا ابومسلم نے ان سب کو قتل کرا دیا۔ یہ چوبیس آدمی تھے۔

ابومسلم اور نصر کی صلح

ابومسلم نے اپنی فوج خاصہ پر خالد بن عثمان کو، کوتوالی پر مالک بن الہیثم کو، قاسم بن مجاشع کو منصب قضاء پر اور کامل بن مظفر کو فوج کا بخشی مقرر کیا، اور ہر شخص کی چار ہزار درہم تنخواہ مقرر کی، ابومسلم ماخوان میں تین ماہ اپنے پڑاؤ میں ہرا۔ جب یہاں سے روانہ ہو کر ابن الکرمانی کے پڑاؤ جانے لگا تو اسکے میمنہ پر لاہر بن قریظ میسرہ پر قاسم بن مجاشع اور مقدمۃ الجیش پر ابونصر مالک بن الہیثم تھے، ابوعبدالرحمٰن الماخوانی کو اس نے اپنی اس خندق کی حفاظت کے لئے چھوڑ دیا تھا۔ ابومسلم نے شیبان کے پڑاؤ میں صبح کی، نصر کو اب ابومسلم اور کرمانی کے اپنے خلاف متحد ہو جانے کا اندیشہ ہوا اس نے ابومسلم کو دعوت دے کر تم مرو میں داخل ہو جاؤ، اور مجھ سے صلح کر لو۔ ابومسلم نے اس تجویز کو منظور کر لیا، اور نصر سے صلح کر لی، مسلم بن احوز نصر کی جانب سے تمام دن صلح گفتگو کے لئے ابومسلم کے پاس آتا جاتا رہا ابومسلم اسوقت شیبان کے پڑاؤ میں تھا، دوسرے دن صبح نصر اور کرمانی ایک دوسرے سے لڑنے کے لئے نکلے ابومسلم شہر مرو میں داخل ہونے آیا۔ نصر اور کرمانی کا لشکر مقابلہ سے پلٹ گیا۔ یہ واقعہ ۷۔ یا ۹ ربیع الآخر ۱۳۰ھ میں ہوا۔ ابومسلم یہ آیت پڑھ رہا تھا۔

﴿ودخل المدينة على حين غفلته من اهلها فوجد فيها رجلين يقتلان هذا من شيعته آخر آيه تک﴾.

نصر کے ابومسلم کے بارے میں تاثرات

جب ابومسلم مرو میں آ گیا تو نصر نے اپنے دوستوں سے کہا ابومسلم کا اقتدار بہت بڑھ چکا ہے، بہت سے لوگ اسکے ساتھ ہو گئے ہیں میں نے اس سے صلح کر لی ہے، اور میرا خیال ہے کہ یہ اپنے ارادے میں کامیاب ہوگا اب تم لوگ میرے ساتھ اس شہر کو چھوڑ کر چلو بعض لوگوں نے اس رائے سے اختلاف کیا اور بعض نے تائید کی نصر نے کہا مجھے یقین ہے کہ ایک دن تم میری اس بات کو یاد کرو گے۔ نصر نے اپنے خاص مضری طرفداروں سے کہا کہ تم لوگ ابومسلم کے

پاس چلے جاؤ اور اس سے اپنا تعلق قائم کرلو۔

نصر کا بھاگنا

ابومسلم نے لاھز بن قریظ کو نصر کے پاس بھیجا کہ وہ اسے ابومسلم کی تحریک میں شریک ہونے کی دعوت دی، لاہز نے نصر کے سامنے آکر یہ آیت پڑھی۔ ان الملا یاتمرون بک لیقتلوک، (وہ مجمع تمہارے متعلق مشورہ کرر ہا ہے کہ تمہیں قتل کردے) اس سے پہلے ہی اس نے بعض آیات قرآنی ایسی پڑھیں جس سے نصر سمجھ گیا کہ وہ میرے قتل کے لئے تیار ہیں اپنے غلام سے کہا وضو کے لئے پانی لاؤ وضو کے بہانے مجلس سے اٹھ کر باغ میں آیا اور باغ سے نکل گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگ گیا۔

ایاس بن طلحہ راوی ہے میں اپنے باپ کے ساتھ تھا، میرے چچا بیعت کرنے کے لئے ابومسلم کے پاس گئے تھے، ان کے واپس آنے میں دیر ہوئی میں نے عصر کی نماز پڑھی۔ دن چھوٹا تھا ہم ان کا انتظار کرر ہے تھے اور ہم نے انکے لئے کھانا تیار کیا تھا، میں اپنے باپ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں نصر ایک ترکی گھوڑے پر سوار آتا دکھائی دیا۔ ج گھوڑے پر وہ سوار تھا اس سے زیادہ تیز رفتار اور کوئی گھوڑا اسکے پاس نہ تھا۔ اسکے ہمراہ اسکا حاجب اور حکم بن نمیلۃ النمیر ی تھا میرے باپ نے مجھ سے کہا کہ یہ بھاگ کر جار ہا ہے، کیونکہ اسکے ساتھ نہ خدم وحشم ہے نہ آگے نیزہ بردار اور علم بردار ہے، جب وہ ہمارے پاس سے گذرا اس نے آواز میں سلام کیا اور جب ہم سے آگے بڑھا تو اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دید، حکم بن نمیلۃ نے اسکے غلاموں کو آواز دی۔ وہ بھی سوار ہو کر اسکے پیچھے ہو گئے۔

نصر اپنے حامیوں کے ساتھ مختلف علاقوں میں

اس راوی کی دوسری روایت ہمارے مکان اور مرو کے درمان چار فرنگ کا فاصلہ تھا عشا کے بعد نصر ہمارے پاس سے گذرا۔ گاؤں والے اسے دیکھ کر پریشان ہوئے بھاگے اور رونے لگے۔ میرے اعزا اور بھائیوں نے مجھ سے کہا کہ تم بھی نصر کے ساتھ ہو جاؤ لیکن ایسا نہ ہو کہ وہ مارا جائے۔ چنانچہ میں اور میرے چچا مہلب بن ایاس اسکے پیچھے ہو گئے اور آدھی رات گئے ہم اس تک پہنچ گئے اسکے ساتھ چالیس آدمی تھے۔ اسکا گھوڑا کھڑا ہو گیا، نصر اس سے اتر آیا بشر بن بطام بن عمران بن الفضل البرجمی نے اسے سواری کے لئے اپنا گھوڑا دیدیا۔ نصر نے کہا مجھے خوف ہے کہ ہمارا تعاقب کیا جائے گا کون شخص ہے جو اس رات میں ہماری رہبری کرے؟ عبداللہ بن عرعرۃ الضبی نے کہا میں رہنمائی کرونگا، نصر نے کہا اچھی بات ہے۔ چنانچہ وہ ہمیں ساری رات سفر کراتا رہا۔ صبح کے وقت ہم مرو سے بیس فرسخ یا اس سے کچھ کم فاصلہ پر صحرا میں ایک کنویں پر پہنچے۔ اب ہماری تعداد چھ سو تھی اس دن بھی ہم برابر چلتے رہے۔ عصر کے وقت ہم نے ایسی جگہ قیام کیا، جہاں سے سرخس کے محل ومکان ہمیں نظر آرہے تھے، اور اب ہماری تعداد ایک ہزار پانچ سو ہوگئی تھی، میں اور میرے چچا بنی حنیفہ کے مسکین نامی اپنے ایک دوست کے پاس گئے ہم نے رات اسی کے پاس بسر کی اور کچھ کھایا نہ تھا، صبح کو وہ ہمارے لئے شوربے میں بھگوئی ہوئی روٹی لایا۔ ہم نے اسے کھایا، ہم بھوکے تھے کیونکہ ایک دن رات سے کچھ نہیں کھایا تھا، اب اور لوگ بھی ہمارے ساتھ ہو گئے جس سے ہماری تعداد تین ہزار ہو گئی، دوروز ہم نے سرخس میں قیام کیا اور جب لوگوں کی آمد بند ہو گئی تو نصر طوس آ گیا۔ یہاں اس نے لوگوں کو ابومسلم کے خروج اور غلبہ کی اطلاع دی،

پندرہ دن قیام کیا پھر نصر اور ہم سب نیسابور آئے اور یہاں وہ فروکش ہو گیا۔

نصر کے بھاگنے کے بعد ابو مسلم نے دارالامارہ میں قیام اختیار کیا، ابن الکرمانی بھی ابو مسلم کیساتھ مرو میں داخل ہوا۔ نصر کے بھاگنے کے بعد ابو مسلم نے کہا نصر مجھے جادوگر کہا کرتا تھا حالانکہ بخدا وہ خود جادوگر ہے۔

مذکورہ واقعہ کے متعلق تفصیلی روایت

واقعات مذکورہ بالا کے متعلق ایک اور بیان یہ بھی ہے۔

۱۳۰ھ میں ابو مسلم اپنی چھاؤنی سے جو سلیمان بن کثیر کے گاؤں میں تھی ایک دوسرے موضع میں ماخوان میں آیا اب یہاں اس نے چھاؤنی قائم کی، اور اس بات کا ارادہ کر لیا کہ علی بن جدیع اور اسکے طرفدار یمنی عربوں سے مدد مانگے، نیز نصر اور اسکے طرفداروں کو بھی اپنی مدد کی دعوت دی، اس غرض سے اس نے دونوں حریفوں کے پاس اپنے قاصد بھیجے اور ہر ایک کے سامنے صلح واتحاد پیش کیا بشرطیکہ وہ اسکی اطاعت قبول کر لیں علی بن جدیع نے اسکی بات مان لی اور اس بنا پر ان دونوں میں صلح ہو گئی جب اسے اسکی بیعت سے اطمینان ہو گیا تو اس نے نصر کو لکھا کہ آپ اپنا ایک وفد بھیج دیجئے تاکہ ان سے اور میرے طرفداروں سے گفتگو ہو جائے۔ مگر اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے طرفداروں کو ابن الکرمانی کا ساتھ دینے کی ہدایت کر دی تھی، نیز اس نے دکھاوے کے لئے ابن الکرمانی کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ بھی اپنا ایک وفد بھیجیے، پھر اسکے بعد وہی ہوا جس کا ذکر آ چکا ہے، کہ شیعوں نے یمنی عربوں کو مضریوں پر ترجیح دی۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب ابو مسلم نے شبل بن طہمان کو فوج کے ساتھ مرو بھیجا اور اسے بخاراخذاہ کے محل میں اترنے کا حکم دیا تھا تو اس وقت اسے علی بن الکرمانی ہی کی امداد کے لئے بھیجا تھا۔

ابو مسلم ماخوان کی خندقوں سے نکل اپنے تمام ساتھیوں کو لیکر علی بن جدیع کے پاس روانہ ہوا، علی کے ساتھ اسکا بھائی عثمان دوسرے یمن کے اشراف اور ان کے حلیف ربیعہ موجود تھے، جب ابو مسلم مرو کے سامنے آیا تو عثمان بن جدیع نے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ اسکا استقبال کیا اسکے ہمراہ تمام یمنی اشراف اور ربیعہ موجود تھے یہ انکی مشایعت میں علی بن الکرمانی اور یبان بن سلمۃ الحروری اور دوسرے نقیبوں کے قیام گاہ میں آیا۔ پہلے یہ علی بن جدیع کے حجرے کے سامنے آ کر ٹھہرا، پھر اس سے جا کر خود ملا اور کہا کہ آپ کو اختیار ہے جسے چاہے، امیر بنائیں، آپ کو اور آپکے ساتھیوں کو امان دی جاتی ہے، اب یہاں سے یہ دونوں نکل کر شیبان کے حجرہ میں آئے ان دنوں اسی کو خلیفہ کہہ کر سلام کیا جاتا تھا۔

ابو مسلم نے علی کو شیبان کے پہلو میں بیٹھنے کا حکم دیا اور کہا کہ اب تمہارے لئے اسے امیر المومنین کہہ کر سلام کرنا جائز نہیں ہے اور اب خود ابو مسلم نے ارادہ کیا کہ وہ علیکم امیر کہہ کر سلام کرے تاکہ شیبان کو معلوم ہو جائے کہ وہ علی کے ساتھ اس طرح پیش آتا ہے، یہ بات علی سمجھ گیا اور سلام کئے بغیر وہ شیبان کے پہلو میں جا بیٹھا اور اب ابو مسلم اندر آیا اور اس نے علی کو امیر کہہ کر سلام کیا۔ مگر وہ شیبان کے ساتھ بھی نہایت مہربانی سے پیش آیا اس کی تعظیم وتکریم کی، اس سے ملکر باہر آیا اور محمد بن حسن الازدی کے محل میں دو روز قیام کر کے پھر ماخوان میں اپنی خندقوں میں واپس چلا آیا تین ماہ اور یہاں پڑا رہا پھر ساتویں ربیع الآخر کو اپنی ماخوان کی چھاؤنی پر ابو عبدالکریم الماخوانی کو افسر مقرر کر کے خود مرو آ گیا۔ اس نے اپنے میمنہ پر لاہز بن قریظ کو، میسرہ پر قاسم بن مجاشع کو اور مقدمۃ الجیش پر مالک بن الہیثم کو مقرر کیا۔ رات بھر چل کر صبح مرو آیا

علی بن الکرمانی کی طرف پیغام بھیجا کہ دستہ بھیج دو تا کہ وہ قصر الامارۃ کے دروازے پر جا کر کھڑا رہے، مگر یہاں حالت ہی کچھ اور تھی ابن الکرمانی اور نصر میں مرو کی شہر پناہ کے اندر نہایت شدید جنگ ہو رہی تھی، ابو مسلم نے دونوں حریفوں کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ جنگ موقوف کر دیں اور سب لوگ اپنی اپنی چھاؤنیوں میں واپس چلے جائیں، لڑنے والے نے اسکی ہدایت کی تعمیل کی ابو مسلم نے لاہز بن قریظ، قریش بن شقیق عبداللہ والوں نے اسکی ہدایت کی تعمیل کی ابو مسلم نے لاہز بن قریظ، قریش بن شقیق عبداللہ بن البختری اور داؤد بن کراز کو نصر کے پاس بھیجا تا کہ یہ لوگ اسے کتاب اللہ پر عمل اور اہل بیت میں سے کسی کو خلیفہ بنانے کے لئے دعوت دیں۔ جب نصر نے دیکھا کہ یمن، ربیعہ اور عجمی اسکے مخالف ہو گئے ہیں اور اس میں ان کے مقابلے کی طاقت نہیں اور اطاعت سے چارہ نہیں اس نے ظاہر کیا کہ مجھے یہ دعوت قبول ہے اور میں خود ابو مسلم کے پاس آؤں گا اور بیعت کروں گا۔

چونکہ وہ انہیں دھوکہ دیکر بھاگ جانا چاہتا تھا اس لئے اس نے انہیں رات تک روکے رکھا، رات ہوتے ہیں اپنے طرفداروں کو حکم دیا کہ وہ کسی محفوظ جگہ چلے جائیں مگر اسکے طرفداروں کو اس رات چلے جانے کا موقع میسر نہ تھا اس لئے سلم بن احوز نے اس سے کہا کہ ہم آج رات یہاں سے نہیں جا سکتے کل رات روانہ ہوں گے۔

اگلی صبح کو ابو مسلم نے اپنے فوجی دستوں کو آراستہ کیا ظہر کے بعد تک ان کی تیاری ہوتی رہی، اس نے لاہز بن قریظ قریش بن شقیق، عبداللہ البختری، داؤد بن کراز اور چند اور عجمی شیعوں کو نصر کے پاس بھیجا۔ نصر نے ان سے کہا تم سے جو وہ کیا گیا ہے اسکا نتیجہ برا ہو گا، لاہز نے کہا مگر آپ کو بھی اس سے مفر نہیں نصر نے کہا اگر یہ بات ہے تو میں وضو کر لوں اور پھر ابو مسلم کے پاس چلتا ہوں۔ اس دوران میں ایک آدمی کو ابو مسلم کے پاس بھیجتا ہوں اگر اسکی رائے اور اسکا یہ بھی حکم ہوا تو میں اسکے پاس جاؤں گا، میرے قاصد کے واپس آنے تک میں تیار کرتا ہوں۔

نصر مجلس سے اٹھ کھڑا ہوا اس وقت لاہز نے یہ آیت پڑھی۔

ان الملاء یا تمرون بک لیقتلوک فاخرج انی لک من الناصحین

(ترجمہ) لوگ تمہارے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں، تم یہاں سے چلے جاؤ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔

نصر کے بھاگنے پر ابو مسلم کا ردعمل

نصر ان لوگوں سے یہ کہہ کر اپنے مکان سے چل پڑا کہ ابو مسلم کے پاس سے اپنے قاصد کے واپس آنے کا منتظر ہوں اور رات ہوتے ہی اپنے حجرے پشت سے نکل گیا، اسکے ساتھ اسکا بیٹا تمیم حکم بن نمیلۃ النمیری اسکا حاجب اور اسکی بیوی تھی، یہ مکان سے نکلتے ہی فرار ہو گیا، جب لاہز اور اسکے ساتھیوں نے محسوس کیا کہ اسے اندر گئے بہت دیر ہو گئی تو یہ اسکے مکان میں گھس آئے معلوم ہوا کہ وہ بھاگ گیا، جب ابو مسلم کو اسکے فرار ہونے کی اطلاع ہوئی وہ نصر کے پڑاؤ میں آیا۔ اسکے با اعتماد دوستوں کو اور دوسرے بڑے سرداروں کو پکڑ کر انکی مشکیں بندھوا دیں ان میں مسلم بن احوز نصر کا کوتوال، بختری اسکا میر منشی، اسکے دو بیٹے یونس بن عبدربہ۔ محمد بن قطن اور مجاہد بن یحییٰ بن حصین وغیرہ شامل تھے، بعد ازاں ابو مسلم نے لوہے کی بیڑیاں انہیں پہنا کر قید کر دیا، اور پھر سب کے قتل کا حکم دے دیا۔

نصر اپنے تین ہزار مضری طرفداروں کے ساتھ سرخس آیا، ابو مسلم اور علی بن الکرمانی اسکے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ دونوں رات بھر چل کر صبح نصرا یہ نامی ایک جگہ پر پہنچے، یہاں معلوم ہوا کہ نصر اپنی بیوی مرزبانہ کو یہاں چھوڑ کر خود بچ نکلا ہے۔ یہ دونوں

مرو واپس چلے آئے۔

لاہز کا قتل

ابومسلم نے ان لوگوں سے جنہیں اس نے نصر کے پاس دعوت دینے بھیجا تھا دریافت کیا کہ تمہاری کس بات سے اسے ہمارے ارادے کے متعلق شبہ پیدا ہوا۔ انہوں نے کہا ہمیں تو معلوم نہیں۔ ابومسلم نے پوچھا کیا تم میں سے کسی نے کوئی بات کی تھی، انہوں نے کہا لاہز نے یہ آیت پڑھی تھی ان ملاء یاتمرون بک لیقتلوک ابومسلم نے کہا یہی اسکے فرار کی وجہ ہوئی پھر اس نے لاہز کو مخاطب کر کے کہا تو دین میں بھی فریب کرتا ہے، اور اسے قتل کر دیا۔

شیبان بن سلمۃ الحروری کا قتل

علی کی نصر سے مخالفت کی وجہ

علی بن جدیع اور شیبان نصر کے مقابلہ میں حلیف تھے کیونکہ شیبان نصر کا اس لئے دشمن تھا کہ یہ مروان حمار کا عامل تھا اور شیبان خارجی تھا، اور علی بن جدیع یمنی ہونے کی وجہ سے نصر کا دشمن تھا کیونکہ نصر مضری تھا۔ اور نیز اسلئے بھی نصر کا مخالف تھا کہ اس نے اسکے باپ کو قتل کر کے سولی دیدی تھی اور یمنی اور مضری عربوں میں یوں ہی اس زمانہ میں سخت خانہ جنگی برپا تھی۔

ابومسلم اور شبان کی جنگ

جب علی بن الکرمانی نے ابومسلم سے صلح کر لی تو شیبان نے محسوس کیا کہ اس میں ان دونوں سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے اس لئے وہ مرو چھوڑ کر ایک طرف ہو گیا۔ ادھر نصر بھی مرو سے فرار ہو گیا تھا اور اسکی خبر شائع ہو چکی تھی، ابومسلم نے شیبان کو دعوت دی کہ وہ میرے ہاتھ پر بیعت کر لے مگر شیبان نے اسکے جواب میں خود ابومسلم کو اپنے ہاتھ پر بیعت کرنے کی دعوت دی، اس پر ابومسلم نے اسکی طرف پیغام بھیجا کہ اگر تم میرے ساتھ شرکت نہیں کرتے تو اس مقام کو چھوڑ کر چلے جاؤ۔ شیبان نے ابن الکرمانی سے امداد طلب کی، اس نے انکار کر دیا۔ شیبان سرخس آ گیا، بکر بن وائل کی ایک اچھی خاصی جماعت اسکے ساتھ ہو گئی ابومسلم نے نو (۹) یا دس شخصوں کو جن میں منتجع بن الزبیر بھی تھا شیبان کے پاس بھیجا کہ وہ اسے اپنی شرکت کی دعوت دیں اور جنگ سے باز رہنے کی درخواست کریں، شیبان نے اپنے آدمیوں کو بھیج کر ابومسلم کے قاصدوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ ابومسلم نے بسام بن ابراہیم بنی لیث کے آزاد کردہ غلام کو جو بیوہ میں تھا حکم بھیجا کہ وہ شیبان سے جا کر لڑے، اس نے شیبان سے جنگ کی اسے شکست دی اور تعاقب کرتے ہوئے شہر میں در آیا اس نے شیبان اور بکر بن وائل کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اس پر لوگوں نے ابومسلم سے کہا بسام اپنے باپ کا بدلہ لے رہا ہے۔ ادھر بسام نے مجرم اور غیر مجرم ہر ایک کو قتل کرنا شروع کیا، ابومسلم نے اسے اپنے پاس بلا بھیجا یہ ایک شخص کو اپنا قائم مقام بنا کر ابومسلم کے پاس آ گیا۔ شیبان کے قتل کے بعد بکر بن وائل کا ایک شخص خفاف نامی ابومسلم کے ان قاصدوں کے پاس سے گذرا جنہیں اس نے شیبان کے پاس بھیجا تھا اور جو ایک مکان میں قید تھے، اور انہیں قید سے نکال کر

قتل کر دیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ شیبان کے مقابلہ کے لئے ابو مسلم نے خود اپنے پاس سے خریمۃ بن خازم اور بسام بن ابراہیم کی زیر قیادت فوج بھیجی تھی۔

اس سنہ میں ابو مسلم نے علی بن جدیع الکرمانی اور اسکے بھائی عثمان کو قتل کر دیا۔

ابن الکرمانی اور اسکے بھائی عثمان کا قتل اور اسکے اسباب

ابو مسلم کے خلاف متحدہ محاذ

ابو مسلم نے موسیٰ بن کعب کو ابیورد بھیجا۔ اس نے اس مقام کو فتح کر لیا اور اسکی اطلاع ابو مسلم کی طرف بھیجی، ابو مسلم نے ابو داؤد کو بلخ آ رہا ہے وہ اہل بلخ اور ترمذ کو لیکر طخارستان کے صوبہ سے جوز جان آ گیا، جب ابو داؤد اس کے قریب پہنچا تو یہ پسپا ہو کر ترمذ چلا آیا اور ابو داؤد نے بلخ پر قبضہ کر لیا، ابو مسلم نے اسے اپنے پاس آنے کا حکم دیا اسکی جگہ اس نے یحییٰ بن نعیم ابو المیلا کو بھیجا۔ جب ابو داؤد کو یہ حکم ملا تو وہ واپس آ گیا اور ابو المیلاء بلخ آ گیا، زیاد بن عبدالرحمٰن نے یحییٰ بن نعیم ابو المیلاء سے مراسلت کی کہ ہم دونوں متحد ہو جائیں، ابو المیلا نے اس تجویز کو قبول کر لیا زیاد بن عبدالرحمٰن القشیری مسلم بن عبدالرحمٰن بن مسلم الباہلی۔ عیسیٰ بن زردعۃ السلمی، اہل بلخ و ترمذ طخارستان اور دریائے جیحوں کے اس کنارے اور اس کنارے کے روسا بلخ واپس آئے، زیاد اور اسکے ساتھی بلخ سے ایک فرسخ کے فاصلے پر آ کر ٹھہرے، ادھر سے یحییٰ بن نعیم بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اسکے پاس آیا، جب یہ جمع ہو گئے تو ان سب نے جن میں مضری، یمنی، ربیعہ اور عجمی سب شامل تھے متحدہ طور پر ابو مسلم کے خلاف لڑنے کا پکا ارادہ کر لیا اور عربوں کے تینوں گروہوں کو چھوڑ کر انہوں نے مقاتل بن حیان النبطی کو اپنا سپہ سالار بنایا۔

ابو داؤد اور زیاد کی جنگ

ابو مسلم نے ابو داؤد کو واپس جانے کا حکم دیا یہ اپنی فوج لیکر پھر بلخ کی جانب روانہ ہوا اور اب یہ تمام سردار دریائے سرخبان پر جمع ہو گئے تھے، زیاد بن عبدالرحمٰن اور اسکے دوستوں نے۔ ابو سعید القرشی کو عوداو زامدیاں کے درمیان بطور جنگی چوکی کے مقرر کر دیا تھا۔ تا کہ ابو داؤد کی فوج انکی پشت سے ان پر نہ آ جائے، ابو سعید کی بیرقیں اور جھنڈے بھی سیاں تھے، جب ابو داؤد، زیاد اور اسکے تمام ساتھی سردار جنگ کے لئے اکٹھے ہوئے اور صف بندی ہو چکی تو اب ابو سعید نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ وہ زیادہ کی عقبی جانب سے آ کر اس سے مل جائے۔ چنانچہ یہ اس خیال سے بلخ واپس آیا۔ اور ابو مسلم علی بن جدیع کے ساتھ نیسابور روانہ ہوا، ابو مسلم اور ابو داؤد کی یہ رائے ہو چکی تھی کہ ایک ہی دن میں ابو مسلم علی کو اور ابو داؤد عثمان کو قتل کر دے، چنانچہ ابو داؤد نے بلخ آ کر عثمان کو ختل کا عامل مقرر کر کے مرو اور بلخ یمنی اور ربیعہ عربوں کے ساتھ ختل بھیجا۔ جب یہ بلخ سے روانہ ہو گیا تو اب ابو داؤد نے بلخ سے روانہ ہو کر ختل کے علاقوں میں اسے جا لیا اور اچانک حملہ کر کے عثمان اور اسکے دوستوں کو گرفتار کر کے پہلے قید کر دیا پھر بے رحمی سے انہیں قتل کر دیا اسی روز ابو مسلم نے علی کا کام تمام کر دیا۔ اس نے علی بن الکرمانی سے دریافت کر لیا تھا کہ اس کے خاص خاص با اعتماد دوست کون کون ہیں تا کہ یہ انہیں عامل مقرر کرے، انعام و خلعت دے، علی نے ان کے نام بتا دئے تھے ابو مسلم نے ان سب کو قتل کر دیا۔

قحطبہ ابومسلم کے پاس

اس سال قحطبہ بن شبیب ابراہیم بن محمد بن علی کے پاس سے اس جھنڈے کے لیکر خراسان میں ابومسلم کے پاس آیا جسے ابراہیم نے اسے باندھ کر دیا تھا۔ ابومسلم نے اسے اپنے مقدمۃ الجیش پر مقرر کیا اسکے ساتھ اور فوج کر دی، اسے عہدہ داروں کے عزل ونصب کا اختیار دیا اور تمام فوجوں کے نام اسکے احکام کی تعمیل کرنے کا حکم جاری کر دیا۔

قحطبہ اور نصر کی لڑائی کی تفصیل

اسی سال قحطبہ نصر سے لڑنے نیسا پور روانہ ہوا۔ اسکی تفصیل یہ ہے۔

شیبان بن سلمۃ الحروری کے قتل کے بعد اسکے ساتھی نیشاپور میں نصر کے پاس آ گئے تھے، نالی بن سوید العجلی نے نصر سے فریادرسی چاہی نصر نے اپنے بیٹے تمیم کو دو ہزار فوج کے ساتھ انکی امداد کے لئے بھیج دیا۔ اور آپ خود نصر نے طوس جانے کی تیاری کی، ابومسلم نے قحطبہ بن شبیب کو دوسرے اور سرداروں کے ساتھ جن میں قاسم بن مجاشع اور جمہور بن مسرار تھے نصر کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا، قاسم نے سرخس کا راستہ اختیار کیا، اور جمہور بیوروکی طرف سے بڑھا۔ تمام نے عاصم بن عمیر السغدی کو جمہور کے مقابلہ کے لئے جو اوروں کے مقابلہ میں بہت قریب آ گیا تھا روانہ کیا، عاصم نے اسے شکست دی یہ کا دقان میں قلعہ میں چھپ گیا، دوسری جانب قحطبہ اور قاسم برابر نالی سے چمٹے رہے تمیم نے عاصم کو جمہور کو چھوڑ کر چلے آنے کا حکم دیا۔ عاصم اسے چھوڑ کر آ گیا اور اب قحطبہ ان سے لڑا۔

قحطبہ کے نصر کے مقابلہ کے لئے جانے کے متعلق مذکورۂ بالا روایت کے علاوہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب ابومسلم نے شیبان الخارجی اور کرمانی کے دونوں بیٹوں کو قتل کر دیا اور نصر کو مرو سے نکال دیا اور تمام خراسان پر اسکا قبضہ ہو گیا تو اس نے اپنے عمال خرسان کے شہروں پر مقرر کئے، اشباع بن النعمال الازدی کو سمرقند کا۔ ابوداؤد خالد بن ابراہیم کو طخارستان کا عامل مقرر کیا، محمد بن الاشعث کو طبسین اور فارس بھیجا۔ مالک بن الہیثم کو اپنا کوتوال مقرر کیا، قحطبہ کو طوس بھیجا اسکے ہمراہ یہی سردار تھے ابوعون عبدالملک بن یزید، مقاتل بن حکیم العکی، خالد بن برمک۔ خازم بن خزیمہ، منذر بن عبدالرحمن، عثمان بن نہیک، جمہور بن مرار العجلی، ابوالعباس الطوسی، عبداللہ بن عثمان الطائی سلمہ بن محمد۔ ابو غانم عبدالحمید بن ربعی، ابوحمید، ابوجہم، (ابوجہم کو ابومسلم نے قحطبہ کی فوج کا بخشی مقرر کیا تھا) عامر بن اسمٰعیل، اور محرز بن ابراہیم ان کے علاوہ اور بھی سردار تھے، غرض کے طوس میں انکا مقابلہ ان لوگوں سے ہوا جو وہاں تھے، ان ہیں شکست ہوئی، مقتولین جنگ سے زیادہ ان لوگوں کی تعداد تھی جو از دحام میں کچل کر مر گئے، چنانچہ اس جنگ میں کل مقتولین کی تعداد دس پندرہ ہزار تک پہنچ گئی۔

ابومسلم نے قاسم بن مجاشع کو حجاج کے راستے سے نیسا پور روانہ کیا اور قحطبہ کو تمیم بن نصر، نابی بن سوید اور ان خراسانیوں سے لڑنے کا حکم دیا جنہوں نے ان دونوں کے پاس پناہ لے رکھی تھی، نیز یہ بھی لکھا کہ موسیٰ بن کعب کو ابورد سے اسکے پاس واپس بھیج دیا جائے قحطبہ نے ابورد آ کر موسیٰ بن کعب کو ابومسلم کے پاس بھیج دیا۔ نیز اسے نے مقاتل بن حکیم کو لکھا کہ تم کسی شخص کو نیسا پور بھیج دو اور قاسم بن مجاشع کو واپس کر دو۔

علی بن معقل اور تمیم کی جنگ

ابو مسلم نے علی بن معقل کو تمیم بن نصر سے لڑنے بھیجا، دس ہزار فوج اسے دی۔ حکم دیا کہ طوس میں قحطبہ سے جا ملے، اور جب وہ آئے تو اپنی فوج سے اسکا استقبال کرے اور اسکے ساتھ شامل ہو جائے۔ علی مرو سے روانہ ہو کر موضع حلوان آیا قحطبہ کو علی کی امداد اور اسکا مقام معلوم ہوا سوزقانی جانب سے جہاں تمام بن نصر اور تابی بن سوید مورچے لگائے تھے تیزی سے بڑھا۔ اس نے اپنے مقدمۃ الجیش پر اسید بن عبداللہ الخزاعی کو اہل نسا اور ابورد کے ہمراہ آگے بڑھایا۔ یہ چل کر ایک گاؤں میں تمیم سے لڑنے کیلئے اترا، پھر اس نے قحطبہ کو لکھا کہ دشمن کی یہ حالت ہے، کہ اسکے پاس تیس ہزار فوج ہے جن میں خراسان کے بڑے بڑے بہادر اور سردار شامل ہیں اگر آپ فوراً میرے پاس نہ آئے تو میں آپ کے خلاف خدا سے محاکمہ کروں گا قحطبہ نے مقاتل بن حکیم العلی کو ایک ہزار فوج کے ساتھ اور خالد بن برمک کو ایک ہزار کے ساتھ اسکی امداد کے لئے بھیج دیا۔ جب یہ دونوں اسید کے پاس آئے تمیم اور تابی کو ان کے آنے کی اطلاع ہوئی تو انکے چھکے چھوٹ گئے۔ پھر قحطبہ بھی اپنی پوری فوج کے ہمراہ مقابلہ کے لئے آ موجود ہوا، اور اب اس نے تمیم سے لڑنے کی تیار کی۔ اپنے میمنہ پر مقاتل بن حکیم، ابوعون عبدالملک بن یزید اور خالد بن برمک کو مقرر کیا، میسرہ پر اسید بن عبداللہ الخزاعی۔ حسن بن قحطبہ، مسیب بن زہیر اور عبدالجبار بن عبدالرحمٰن کو مقرر کیا خود قحطبہ قلب میں رہا۔ اور اب یہ دشمن کی جانب بڑھا۔ انہیں کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صلعم اور اہل بیت نبی میں سے کسی کو خلیفہ بنا لینے کی دعوت دی، مگر دشمن نے ان کی دعوت کو قبول نہیں کیا، قحطبہ نے اپنے میمنہ اور میسرہ کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اور اب حریفوں میں نہایت شدید جنگ ہوئی اس قدر شدید جنگ ہوئی کہ اس سے زیادہ کیا ہوتی، تمیم بن نصر میدان جنگ میں مارا گیا، اسکیساتھ اور بھی بے حد لوگ مارے گئے، ان کی قیام گاہ کو لوٹ لیا گیا، مگر تابی چند لوگوں کے ساتھ میدان سے بچ نکلا اور شہر میں جا کر قلعہ بند ہو گیا، فاتحین نے شہر کا محاصرہ کر لیا شہر پناہ میں سوراخ کر کے شہر میں در آئے اور تابی اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ عاصم بن عمیر السمرقندی اور سالم بن راویۃ السعیدی بھاگ کر نصر کے پاس نیساپور آئے اور انہوں نے تمیم و تابی کے قتل ان کی فوج کی ہزیمت و درگت کی اطلاع دی۔ جب قحطبہ نے دشمن کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا تو اس نے خالد بن برمک کو تو حکم دیا کہ وہ اسکی ہر شئے پر قبضہ کر لے اور مقاتل بن حکیم العکی کو نیساپور کی جانب اپنے مقدمۃ الجیش کے طور پر بھیجا۔ جب نصر کو دشمن کی پیش قدمی کی اطلاع ہوئی تو وہ یہاں سے بھاگا اور اہل ابرشہر کے پیچھے پیچھے چل کر قومس آیا، اسکے تمام ساتھی اسے چھوڑ کر متفرق ہو گئے تو اب یہ نباتہ بن حنظلہ کے پاس جرجان روانہ ہوا، اور قحطبہ مع اپنی تمام فوجوں کے نیساپور آ گیا۔

اس سال یزید بن عمرو بن ہبیرہ کی جانب سے جرجان عامل تھا نباتہ بن حنظلہ مارا گیا۔

نباتہ بن حنظلہ کے قتل کا واقعہ

یزید بن عمر بن ہبیرہ نے نباتہ بن حنظلہ الکلابی کو نصر کے پاس بھیجا تھا، یہ فارس واصبہان ہوتا ہوا آیا یہاں سے جرجان چلا گیا اور نصر کے پاس نہیں گیا قیسون نے نصر سے کہا کہ قومس ہمارا بوجھ برداشت نہیں کر سکتا اس لئے اب جرجان آ گئے۔ نباتہ نے خندق کھودی، اگر خندق کسی کے مکان میں سے ہو کر گذرتی تو مالک مکان اسے رشوت دیدیتے اور یہ خندق کو نیچے کر دیتا اسی طرح اسکی خندق کی لمبائی فرسخ کے قریب ہو گئی۔

قحطبہ نباتہ کی طرف روانہ

قحطبہ ذی قعدہ ۱۳۰ھ میں جرجان کی جانب بڑھا۔ اسکے ساتھ اسید بن عبد اللہ الخزاعی، خالد بن برمک ابوعون بن عبد الملک بن یزید، موسیٰ بن کعب المرائی سیب بن زہراور عبد الجبار عبد الرحمٰن الازدی تھے، موسیٰ بن کعب میمنہ کا اسید بن عبد اللہ میسرہ کا اور حسن بن قحطبہ مقدمۃ الجیش کا افسر تھا۔ قحطبہ نے اپنی فوج سے کہا اے اہل خراسان کیا تم جانتے ہو کہ تم کس سے لڑنے جارہے ہو تم اس گروہ کے بقیہ لوگوں سے لڑنے جارہے ہو جنہوں نے بیت اللہ کو جلایا ہے۔

حسن بڑھتا ہوا تخوم خراسان پہنچا یہاں سے اس نے عثمان بن رفیع، نافع المروزی، ابوخالد المروزی اور مسعدۃ الطائی کو نباتہ کی ایک جنگی چوکی پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا جسکا قائد ذویب تھا۔ سرداروں نے اس پر شب خون مار کر ذویب اور اسکے ستر آدمیوں کو قتل کردیا۔ اور پھر حسن کے اصل لشکر میں واپس آگئے۔

قحطبہ اور نباتہ آمنے سامنے

اب قحطبہ نباتہ کے مقابل آکر ٹھہرا۔ اہل شام کی اتنی بڑی تعداد تھی کہ اس سے پہلے کبھی دیکھی نہ گئی تھی، اہل خراسان انکی کثرت کو دیکھ کر مرعوب ہوئے اور آپس میں اسکے متعلق چہ میگوئیاں کرنے لگے بلکہ انہوں نے اپنے اس خوف کو ظاہر بھی کردیا۔

قحطبہ کی تقریر

جب قحطبہ کو اسکا علم ہوا تو اس نے ان کے سامنے تقریر کی اور کہا اے اہل خراسان یہ تمام شہر تمہارے گذشتہ آباؤ اجداد کے ہیں جنہوں نے بنی امیہ کی ان کے دشمنوں کے خلاف ان کی معدلت گستری اور حسن اخلاق کی وجہ سے مدد کی پھر بنی امیہ بالکل بدل گئے اور ظلم کرنے لگے اللہ عزوجل اس بنا پر ان سے ناراض ہوا اللہ نے ان کا اقتدار اور خوش بختی چھین لی اور ان پر ان کے ذلیل ترین لوگوں کو مسلط کردیا جنہوں نے ان کے ملکوں پر قبضہ کرلیا۔ ان کی عورتوں سے نکاح کیا ان کی اولاد کو غلام بنایا، یہ لوگ چند روز تک اس حال پر اس لئے قائم رہے کہ وہ حکومت میں عدل کرتے تھے، وعدہ پورے کرتے اور مظلوم کی فریادرسی کرتے تھے مگر پھر یہ لوگ بھی وہ نہ رہے انہوں نے انصاف کے قوانین بدل ڈالے حکومت میں ظلم کرنے لگے خاندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متقی و نیک لوگوں کو ڈرانے دھمکانے لگے اب اللہ نے تمہیں ان پر مسلط کیا ہے کہ تم ان سے خوب بدلہ لو اور چونکہ تم ان سے اپنا انتقام لے رہے ہو اس لئے تمہیں ان پر زیادہ سخت ہونا چاہئے امام نے مجھ سے پہلے ہی کہ تمہارا انکا مقابلہ اس تعداد کے تناسب سے ہوگا مگر اللہ تمہیں کو ان پر مظفر و منصور کرے گا تم انہیں شکست دو گے اور قتل کرو گے۔

اس تقریر سے پہلے ابو مسلم کا یہ خط قحطبہ کو سنادیا گیا تھا۔

یہ خط ابی مسلم کی جانب سے قحطبہ کے نام لکھا جاتا ہے، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، امابعد، فوراً دشمن پر حملہ کرو کیونکہ اللہ عزوجل تمہاری مدد کرنے والا ہے اور جب تم ان پر فتح پالو تو جی کھول کر انہیں قتل کرنا۔

فریقین میں جنگ اور نباتہ کا قتل

چنانچہ ۱۳۰ھ جمعہ کے دن جس روز ذی الحجہ کا چاند ہونے والا تھا دونوں فریقوں کا مقابلہ ہوا۔ قحطبہ نے اپنی فوج کو مخاطب کر کے کہا، اے اہل خراسان آج وہ مبارک دن ہے جسے اللہ نے تمام اور دنوں پر فضیلت دی ہے، جو نیک کام اس میں کیا جاتا ہے اسکا دوگنا ثواب ملتا ہے اسی طرح یہ ماہ بھی مبارک ہے کیونکہ اسی میں تمہاری وہ عید ہوتی ہے جسکا درجہ عزوجل کے نزدیک اور تمام عیدوں سے زیادہ ہے تمہیں امام نے بتایا ہے کہ اس دن اور اس ماہ میں تمہیں تمہارے دشمنوں پر فتح حاصل ہوگی، اس لئے تم لوگ پوری کوشش صبر و استقلال کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرو کیونکہ اللہ صابروں کا ساتھ دیتا ہے۔

قحطبہ نے دشمن پر حملہ کیا حسن بن قحبہ اس کے میمنہ پر اور خالد بن برمک اور مقاتل بن حکیم العکی اس کے میسرہ پر تھے اب جنگ شروع ہوئی، دونوں فریق دیر تک ثابت قدمی اور استقلال سے ایک دوسرے سے لڑتے رہے۔ آخر کار نباتہ مارا گیا۔ اور اہل شام شکست کھا کر بھاگے، ان کے دس ہزار آدمی اس جنگ میں قتل ہوئے قحطبہ نے نباتہ اور اسکے بیٹے حیدر کا سر ابو مسلم کے پاس بھیج دیا۔

سالم بن راویۃ التمیمی ان لوگوں میں تھا جو ابو مسلم کے پاس تھے بھاگ کر نصر کے پاس چلے آئے تھے، پھر یہ نباتہ کے ساتھ ہو گیا۔ جرجان میں قحطبہ کی نباتہ سے جنگ ہوئی اور اس میں نباتہ کی فوج شکست کھا کر بھاگی مگر یہ تنہا میدان جنگ میں ڈٹ کر دشمن سے لڑتا رہا۔ قحطبہ کے مشہور بہادروں میں سے ایک بہادر عبداللہ الطائی نے اس پر حملہ کیا، سالم بن راویہ نے اسکے منہ پر تلوار کی ایسی ضرب لگائی کہ اسکی آنکھ نکل پڑی، یہ ان سے لڑتا رہا آخر کار مجبور ہو کر مسجد میں آ گیا، حملہ آور بھی مسجد میں آئے مگر پھر بھی اسکی یہ حالت تھی کہ جس سمت حملہ کرتا اسے صاف کر دیتا اور پھر للکارتا بخدا آج میں انہیں مزا چکھا دونگا حملہ آوروں نے مسجد کی چھت میں آگ لگا دی اور پھر اوپر سے پتھر پھینک پھینک کر اسے مار ڈالا، اسکا سر قحطبہ کے پاس لائے اسکے چہرے اور سر پر خراش تک نہیں آئی تھی، قحطبہ نے اسے دیکھ کر کہا میں نے ایسا سر کسی کا نہیں دیکھا۔

اس سال ابو حمزہ خارجی اور اہل مدینہ کے درمیان قدید میں جنگ برپا ہوئی اسکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ابو حمزہ خارجی کے فتنہ کا ذکر

عبدالواحد بن سلیمان نے عبداللہ بن عمر بن عثمان کو امیر الحجاج مقرر کیا یہ سب بیت اللہ سے روانہ ہو کر خرقۃ آئے یہاں اسے قربانی کی ذبح شدہ بھیڑیں ملیں یہاں سے آگے بڑھے جب عقیق آئے تو انہوں نے بانسوں پر اپنے پرچم باندھے ایک جھنڈا ٹوٹ گیا اسے لوگوں نے روانگی کے لئے شگون بد سمجھا یہاں سے روانہ ہو کر قدید آئے رات کے وقت قدید آ کر ٹھہرے یہ گاؤں اس زمانہ کے قصر المنبی کے قریب واقع تھا یہاں پانی کے حوض بھی تھے تمام لوگ بے خوف ہو کر یہاں اتر پڑے کیونکہ وہ لڑنے نہیں آئے تھے وہ بالکل بے خبر مقیم تھے کہ دشمن مقام فضل سے ان پر اچانک آ گیا، بعض لوگوں نے بیان کیا کہ بنی خزاعۃ نے ابو حمزہ کو انکی اس غیر محفوظ حالت کی اطلاع دی اور وہی انہیں لے آئے، خارجیوں نے مسلمانوں کو بری طرح قتل کیا سب سے زیادہ نقصان قریش کو اٹھانا پڑا کیونکہ انکی تعداد بھی زیادہ تھی اور یہ

بھی بڑی جوانمردی اور استقلال سے مقابلہ کرتے رہے۔

ایک قریشی نے ایک یمنی کو دیکھا کہ وہ کہہ رہا تھا اللہ تیرا شکر ہے کہ قریش کے قتل سے تو نے میری آنکھ ٹھنڈی کی اس قریشی نے اپنے بیٹے سے کہا کہ تو پہلے اسی کی خبر لے یہ مدینہ کا باشندہ تھا۔ اس کے بیٹے نے اس یمنی کے قریب پہنچ کر اسے قتل کر دیا پھر اس نے اپنے بیٹے سے کہا آگے بڑھو، باپ بیٹے دونوں لڑے اور دونوں مارے گئے۔

شکست خوردہ مدینے آئے لوگوں نے اپنے اپنے مقتولین پر گریہ و نالہ کیا ایک عورت اپنے کسی رشتہ دار کے لئے صف ماتم بچھائی تو دوسری عورتوں کو وہیں اپنے کسی عزیز کے قتل کی اطلاع معلوم ہوئی اور وہ ایک ایک کر کے سب اسکے گھر چلی گئیں غرض یہ کہ تمام مدینہ ماتم کدہ بن گیا۔

ابوحمزہ نے یہ دو شعر اپنی قوم کے ان مقتولین کے متعلق جو قدید میں مارے گئے تھے اور جوان کے کسی دوست نے کہے تھے روایت کئے ہیں۔

یا لهف نفسي ولهفي غير كاذبة

على فوارس بالبطحاء انجاد

عمرو عمرو وعبدالله بينهما

و ابناهما خامس و الحارث السادي

(ترجمہ) میں خلوص دل سے ان بہادروں پر رنجیدہ ہوں جو بطحائیں مارے گئے، وہ عمر اور عمرو ہیں اور عبداللہ اور ان دونوں کے بیٹے جو پانچ ہوئے اور چھٹا حارث۔

اس سال ابوحمزہ الخارجی مدینہ رسول میں داخل ہوا اور عبدالواحد بن سلیمان بن عبدالملک شام بھاگ گیا۔

ابوحمزہ خارجی کا مدینہ میں دخول

مدینہ میں ابوحمزہ کی تقریر

ابوحمزہ ۱۳۰ھ میں مدینہ میں داخل ہوا۔ عبدالواحد شام بھاگ گیا، اس نے منبر پر چڑھ کر حمد و ثنا کے بعد کہا اے اہل مدینہ میں نے تم سے تمہارے ان والیوں کے طرز عمل کے متعلق پوچھا تو تم نے ان کی برائی کی میں نے پوچھا کیا صرف گمان پر وہ لوگوں کو قتل کر دیتے ہیں تم نے کہا ہاں میں نے پوچھا کیا وہ لوگوں کے مال اور ان کی عورتوں سے ناجائز طور پر فائدہ اٹھاتے ہیں تم نے کہا ہاں اس پر ہم نے تمہارے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ آؤ ہم سب مل کر انہیں خدا کا واسطہ دیں کہ وہ ہمارا اور تمہارا پیچھا چھوڑ دیں تم نے کہا وہ ایسا نہیں کرینگے، پھر تم نے کہا تو ہم تم ان سے لڑیں اور جب ہمیں ان پر غلبہ حاصل ہو جائے تو ایسے شخص کو اپنا خلیفہ بنائیں جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق ہم پر حکومت کرے، تم نے کہا ہم تمہاری مدد نہیں کریں گے، پھر ہم نے کہا کہ اچھا تم الگ رہو اور ہمیں ان سے نبٹ لینے دو اگر ہمیں ان پر فتح حاصل ہوئی تو ہم عدل و انصاف کے ساتھ تم پر حکومت کرینگے اور سنت رسول اللہ کے مطابق تمہاری آمدنی تمہیں پر خرچ کریں گے مگر تم نے اس سے بھی انکار کر دیا بلکہ ان کی طرف سے ہم سے لڑے ہم بھی تم سے لڑے، اللہ تم کو غارت و

ہلاک کردے۔

اہل مدینہ اور خارجیوں کی جنگ

خارجیوں کی تعداد چار سو تھی ان کے ایک گروہ پر حارث،ایک پر بکار بن محمد العدوی (عدی قریش) اور ایک پر ابوحمزہ قائد تھا،اس طرح یہ مقابلہ آئے کیونکہ اہل مدینہ بھی ان سے لڑنے کے لئے تیار ہو چکے تھے حالانکہ اس سے پہلے خارجیوں نے اہل مدینہ سے معذرت کی تھی اور کہا تھا کہ ہم تم سے ہرگز لڑنا نہیں چاہتے تم ہمارا مقابلہ نہ کرو ہمیں اپنے دشمن کے مقابلہ پر جانے دو مگر انہوں نے نہ مانا۔غرض کہ ساتویں صفر ۱۳۰ھ کو فریقین میں جنگ ہوئی اکثر مدینہ والے مارے گئے بہت تھوڑے سے بھاگ کر بچے انکا سردار عبداللہ بھی مارا گیا،قریش نے بھی خزاعہ پر یہ الزام عائد کیا کہ انہوں نے خارجیوں سے سازش کرلی تھی۔اس بیان کا راوی حزام کہتا ہے کہ میں نے متعدد قریشیوں کو اس وقت تک اپنے پاس پناہ دی جب تک کہ ابوحمزہ نے عام امان نہ دیدی،بلج اہل مدینہ کے مقدمۃ الجیش کا سردار تھا خارجی مدینہ میں ۱۹ صفر کو واپس آئے۔

ابوحمزہ نے مدینہ میں جو تقریر کی اس میں یہ بھی کہا اے اہل مدینہ میں احول یعنی ہشام بن عبدالملک کے عہد میں مدینہ آیا تھا اس سال پالے نے تمہارے پھلوں کو برباد کردیا تھا تم نے ہشام سے درخواست کی تھی کہ وہ تمہاری بٹائی معاف کردے۔اس نے تمہاری درخواست منظور کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مالدار اور زیادہ مالدار ہو گئے اور محتاج اور زیادہ فقیر ہو گئے،تم نے ہشام کو جزاء خیر کی دعا دی اللہ اس فعل کی نہ اسے جزائے خیر دے اور نہ تمہیں۔

ابوحمزہ کی تقریر دوسری روایت میں

یحییٰ بن زکریا راوی ہے کہ ابوحمزہ منبر پر چڑھا اور اس نے اپنے خطبے میں،،حمد وثنا کے بعد کہا،اے مدینہ والو، تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ہم اپنے وطن اور املاک کو چھوڑ کر مغلوب الغضب احمقوں کی طرح کسی فضول کام کے لئے یا ملک گیری کے لئے نہیں آئے کہ حکومت و دولت کے مزے اڑائیں اور نہ کسی پرانے خون کا بدلہ لینے بلکہ جب ہم نے دیکھا کہ حق کی روشنی گل کردی گئی اور بچے لوگوں کا گلا گھوٹ دیا گیا اور جنے انصاف کو قائم کرنا چاہا وہ قتل کر دیا گیا تو یہ زمین اپنی اس وسعت کے باوجود ہم پر تنگ ہوگئی،ہم نے سنا کہ کوئی ہمیں اللہ کی اطاعت اور کلام پاک کے احکام کی تعمیل کے لئے بلا رہا ہے۔ہم نے اسکی دعوت پر لبیک کہی **ومن لا یحب داعی الله فلیس بمعجز فی الارض** (اور جو شخص اللہ کے داعی کی صدا پر لبیک نہیں کہتا تو اسے اس زمین میں کہیں مفر نہیں ہے) ہم اپنی اس جماعت کے ساتھ آ لے جس میں مختلف قبائل کے لوگ ہیں کئی کئی آدمیوں میں ایک ہی اونٹ ہے جس پر انکا زادراہ بھی ہے،کئی کئی آدمیوں میں ایک لحاف ہے جسے وہ باری باری اوڑھتے ہیں،ہماری تعداد بھی تھوڑی ہے اور دنیاوی وجاہت کے اعتبار سے ہم یوں ہی کمزور ہیں ان تمام باتوں کے باوجود اللہ نے ہماری مدد اور تائید کی جسکی وجہ سے ہم سبکے سب بھائی بھائی ہو گئے آخرکار قدید میں ہمارا تمہارا مقابلہ ہوا ہم نے تمہیں اللہ کی اطاعت اور کلام اللہ کے احکام کی تعمیل کی دعوت دی۔تم نے ہمیں شیطان کی اطاعت اور بنی مروان کی اطاعت کی دعوی دی خدا کی قسم دیکھو کہ ہدایت وگمراہی ایک دوسرے سے کس قدر علیحدہ ہیں۔پھر تم دوڑتے ہوئے تیز تیز اس طرح سامنے آئے کہ گویا شیطان انکے سروں پر سوار ہے حالانکہ ان کے خون

سے اسکی دیگیں جوش میں آ چکی تھیں اور اس نے جو گمان انکے متعلق کیا تھا وہ پورا ہو چکا تھا۔ تمہارے مقابل اللہ کے انصار یعنی ہم، چھوٹی چھوٹی جماعتوں اور دستوں میں جو ہر دار ہندی تلواریں لئے ہوئے آئے، پھر ہم میں اور تم میں لڑائی ہوئی اور ہم نے اس بری طرح تمہیں مارا کہ اس سے ہمارے دشمن بھی حیران رہ گئے، اے مدینہ والو اگر تم نے مروان اور اسکے خاندان کی مدد کی تو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اسکی سزا خود دے گا یا ہمارے ہاتھوں دلائے گا، اور اس سے مومنین کے دل ٹھنڈے ہو جائیں گے، اے مدینہ والو تم میں سے جو سب سے پہلے تھا وہ ان میں بہترین شخص تھا اور جو سب سے آخر میں ہے موجودہ لوگوں میں وہ بدترین ہے، اے مدینہ والو ہمارے تمہارے درمیان کوئی فرق نہیں البتہ جو مشرک بت پرست ہیں، یا مشرک کتاب والے ہیں، اور یا ظالم پیشوا ہیں وہ ہم سے علیحدہ ہیں جذس نے اس بات کا دعویٰ کیا کہ اللہ نے کسی کو اسکی برداشت سے زیادہ مکلف بنایا ہے یا اس سے ایسی چیز طلب کی ہے جو اس نے اسے نہیں دی وہ اللہ کا دشمن ہے اور ہم پر اس سے لڑنا واجب ہے، تمہیں معلوم ہے کہ اللہ نے کمزور اور طاقتور کے لئے آٹھ حصے مقرر کر دئے ہیں مگر اب ایک نواں حصہ بھی مہیا کیا گیا کہ جسکا نہ کسی کو حق تھا اور نہ ان لوگوں کے حقوق میں سے اسے کوئی حصہ مل سکتا تھا مگر اس نے زبردستی اللہ کے حکم کے خلاف اپنا بھی ایک حصہ مقرر کر کے وصول کر لیا۔

اے مدینہ والو مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم میرے ساتھیوں کی توہین کرتے ہو اور کہتے ہو کہ یہ چھوکرے نوجوان دیہاتی قسم کے لوگ ہیں تمہیں اس بات کو کہتے ہوئے شرم آنی چاہئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی بھی نوجوان ہی تھے، اللہ کی قسم عمر کے اعتبار سے نوجوان ضرور ہیں مگر اخلاق میں ادھیڑ عمر والوں ایسے ہیں، انہوں نے اپنی آنکھیں بدی کی جانب سے بند کر رکھی ہیں باطل کی طرف ان کے قدم اٹھنے میں گراں بار ہیں انہوں نے اپنی جانیں اللہ کے ہاتھ فروخت کر دی ہیں مگر وہ ایسی موت مرتے ہیں جس سے موت ہی نہیں درماندگی کے باوجود مسلسل چلتے رہتے ہیں، ان کی رات عبادت و بیداری میں گزرتی ہے اور دن روزے میں گزرتا ہے، کلام پاک کی مسلسل تلاوت سے انکی کمریں ٹیڑھی ہو چکی ہیں، جب وہ کسی ایسی بات کو پڑھتے ہیں جس میں شوق شہادت کا ذکر ہوتا ہے تو وہ جنت کی تمنا میں بے تاب ہو جاتے ہیں، جب انہوں نے دیکھا کہ تلواریں نیام سے نکل آئی ہیں۔ نیزے بلند ہو گئے ہیں، تیر چلوں پر چڑھا دئے گئے ہیں اور دشمن کی فوج موت کے خوف سے لرزہ براندام ہے تو انہوں نے اللہ کی وعید کے مقابلہ میں دشمنکے خوف کی کچھ پرواہ نہ کی، تو ان کے لئے بہت بڑی خوشخبری ہے، کیونہ اللہ کا خوف وہ ہے کہ جسکی وجہ سے معلوم نہیں کتنے پرندے راتمیں بیدار رہتے ہیں اور کتنے ہاتھ ہیں کہ وہ دعا میں اٹھتے اٹھتے اپنے جوڑ سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔ یہ کہہ کر میں اپنی کوتاہیوں کی اللہ سے معافی چاہتا ہوں کیونکہ وہی مجھے توفیق دینے والا ہے، اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوحمزہ کو منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ کہتے سنا ہے، جس نے زنا کیا وہ کافر ہے، جس نے شک کیا وہ کافر ہے، جس نے چوری کی وہ کافر ہے اور جس شخص نے ان لوگوں کے کفر میں شک کیا وہ بھی کافر ہے، اس نے اہل مدینہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا اور کوشش کی کہ وہ اسکے گرویدہ ہو جائیں یہاں تک کہ انہوں نے اسکی زبان سے یہ بات بھی سنی کہ جو زنا کرے وہ کافر ہے۔

ایک اور بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوحمزہ نے منبر پر چڑھ کر کہا تھا وہ پوشیدگی جو غیر معلوم راستہ پر لئے جا رہی تھی اٹھ گئی ہے یاد رکھو جس نے زنا کیا وہ کافر ہے اور جس نے چوری کی وہ کافر ہے۔

صفر کے اختتام سے تیرہ روز قبل کہ ابوحمزہ مدینہ میں داخل ہوا مدینہ میں اسکے قیام کی مدت کے متعلق ارباب سیر میں اختلاف ہے واقدی کہتا ہے کہ ابوحمزہ نے مدینہ میں تین ماہ قیام کیا اسکے علاوہ اور لوگوں کا بیان ہے کہ ابوحمزہ نے صفر کی بقیہ مدت، ربیع الاول اور ربیع الثانی اور جمادی الاولیٰ کا کچھ حصہ مدینہ میں قیام کیا واقدی کے بیان کے مطابق قدید کی جنگ میں سات سو مدنی مارے گئے۔

ابوحمزہ نے اپنی فوج کے ایک دستہ کو ابوبکر بن محمد بن عبداللہ بن عمرالقرشی (متعلقہ بنی عدی بن کعب) اور بلج بن عیینہ بن الہیثم الاسدی البصری کی زیر قیادت آگے روانہ کیا، اسکے مقابلہ کے لئے مروان بن محمد نے شام سے عبدالملک بن محمد بن عطیہ العدی کو شامی فوج کے ساتھ بھیجا۔

ابوخود ابوحمزہ مدینے سے روانہ ہوا اور اس نے اپنے کچھ لوگوں کو مدینہ میں چھوڑ دیا۔ یہ مدینے سے چل کر وادی میں اترا۔

ابوعطیہ کا غالب نامی شخص کو انعام دینا

مروان نے اپنی فوج میں سے چار ہزار سپاہیوں کا انتخاب کیا، ابن عطیہ کو اسکا سردار مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ جہاں تک جلد ممکن ہو منزلیں طے کرتا ہوا خارجیوں کے مقابلہ پر پہنچے، مروان نے ان میں سے ہر ایک سپاہی کو سو دینار ایک عربی گھوڑا اور سامان کے لئے ایک ایک خچر دیا، یہ بھی حکم دیا کہ جاتے ہی خارجیوں سے لڑ پڑے اور اگر اسے فتح حاصل ہو تو یہ برابر بڑھتا ہوا یمن جائے اور وہاں عبداللہ بن یحییٰ اور اسکے ساتھیوں سے لڑے اب یہ روانہ ہوا اور علاء آ کر اس نے پڑاؤ کیا۔

مدینہ کا ایک شخص علاء بن افلح نام ابوالغیث کا آزاد غلام بیان کرتا ہے کہ ابن عطیہ کے ساتھیوں میں سے ایک شخص مجھے ملا اور اس نے میرا نام دریافت کیا میں نے کہا علاء، اس نے میرے باپ کا نام پوچھا میں نے کہا افلح اس نے پوچھا کس کے آزاد غلام ہو میں نے کہا ابوالغیث کا۔ اس نے پوچھا اس وقت ہم کہاں ہیں میں نے کہا علاء میں پھر اس نے پوچھا کل کہاں ہوں گے میں نے کہا غالب میں، یہ سنکر اس نے اور کوئی بات نہیں کی بلکہ مجھے اپنے پیچھے گھوڑے پر سوار کر لیا اور اسی طرح ابن عطیہ کے سامنے پیش کیا اور اس سے کہا کہ آپ اس لڑکے سے اسکا نام دریافت کیجئے، اس نے میرا نام وغیرہ دریافت کیا میں نے حسب سابق اس مرتبہ بھی ویسا ہی جواب دیا، اس سے ابن عطیہ خوش ہوا اور اس نے مجھے کچھ درہم دیئے۔

خارجیوں کا قتل

جب ابوحمزہ اور ابن عطیہ باہم مقابل ہوئے تو ابوحمزہ نے کہا جب تک انہیں خبردار نہ کر دو اور دعوت حق نہ دیدو ان سے نہ لڑو، چنانچہ خارجیوں نے چلا کر دریافت کیا کہ تم لوگ قرآن اور اسپر عمل کے متعلق کیا کہتے ہو اس پر ابن عطیہ نے چلا کر کہا ہم قرآن کو غلہ کے بورے میں رکھتے ہیں ابوحمزہ نے پوچھا۔ یتیم کے مال کے متعلق کیا کہتے ہو، اس نے کہا ہم اسکے مال کو کھا لیتے ہیں اور اس کی ماں سے حرام کرتے ہیں غرض یہ کہ اسی طرح کی اور کئی باتیں انہوں نے دریافت کیں اور انکی طرف سے اسی قسم کا جواب دیا گیا۔ ان جوابات کو سنکر خارجیوں نے شامیوں سے لڑنا شروع کیا اور شام تک

لڑتے رہے جب رات ہونے لگی تو خارجیوں نے چلا کر کہا اے ابن عطیہ اللہ سے ڈر خداوند عزوجل نے رات آرام لینے کے لئے بنائی ہے۔ اب تم بھی آرام کرو اور ہم بھی آرام کرتے ہیں مگر اس نے نہ مانا اور برابر لڑتا رہا یہاں تک کہ اس نے تمام خارجیوں قتل کر دیا۔

'ابوحمزہ نے مدینہ سے روانہ ہوتے وقت اہل مدینہ کو رخصت کیا اور کہا کہ ہم مروان کے مقابلہ پر جا رہے ہیں اگر ہمیں فتح ہوئے تو ہم تم پر حکومت کرنے میں عدل اختیار کریں گے اور مطابق سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری مالگزاری کو تمہارے درمیان تقسیم کر دینگے اور اگر خدانخواستہ وہ صورت پیش آئی جسکی انہیں تمنا ہے **فسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون** (ترجمہ) جن لوگوں نے ظلم کیا ہے انہیں معلوم ہو جائیگا کہ وہ کس کروٹ پلٹا کھاتے ہیں۔

جب اہل مدینہ کو ابوحمزہ کے قتل کی خبر ملی وہ فوراً ان خارجیوں پر جھپٹ پڑے جو مدینہ میں رہ گئے تھے اور ان سب کو انہوں نے قتل کر دیا۔

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ابوحمزہ اور اسکے ساتھی مروان کی طرف چلے تو اسکا لشکر زیر قیادت ابن عطیہ السعدی القیسی وادی القریٰ میں ان پر حملہ آور ہوا۔ خارجی ہزیمت اٹھا کر مدینہ کی جانب پسپا ہوئے یہاں اہل مدینہ نے انکا مقابلہ کیا اور سب کو قتل کر دیا۔

مروان کی فوج کا سردار عبدالملک بن محمد بن عیہ السعدی (سعد ہوازن) تھا یہ چار ہزار عربی گھوڑوں کے ساتھ کہ جنکے ساتھ ایک خچر تھا مدینہ آیا۔ بعض سوار ایسے تھے جو دوہری زرہیں پہنے تھے اور ایک زرہ بھی پہنے تھے، اس فوج کے ساتھ جو لوہے کی جھولیں اور دوسرا اس قسم کا ساز و سامان تھا کہ اس زمانہ میں ویسا کہیں دیکھا نہیں گیا تھا، یہ فوج مدینے سے مکہ چلی گئی۔

ابن عطیہ کا امیر حج مقرر ہونا

بعض راویوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ابن عطیہ نے مدینہ میں ایک مہینے تک قیام کیا اور پھر مکہ گیا اس نے مدینہ پر ولید بن عروہ بن محمد بن عطیہ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا، پھر مکہ اور وہاں سے یمن گیا، مکہ پر اس نے ابن ماغر ایک شامی کو اپنا قائم مقام مقرر کیا، جب ابن عطیہ مکہ سے آگے بڑھا تو عبداللہ بن یحییٰ کو جو اس وقت صنعاء میں تھا، اپنی جانب اسکی پیش قدمی کی اطلاع ملی۔ اب یہ خود اپنے ساتھیوں کے ساتھ اسکے مقابلہ کے لئے آگے آیا، اور دونوں کا مقابلہ ہوا۔ ابن عطیہ نے عبداللہ بن یحییٰ کو قتل کر دیا اور اسکے بیٹے بشیر کو مروان کے پاس بھیج دیا۔ ابن عطیہ صنعا آیا۔ اس نے عبداللہ کے سر کو مروان کے پاس بھیج دیا مروان نے اسے لکھا جتنی جلدی ہو سکے تم مکہ جا کر حجاج کو حج کراؤ یہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ صنعا سے چل کر مقام جرف میں اترا، اہل قریہ میں سے بعض نے اسے شناخت کیا اور کہنے لگے کہ بخدا یہ شکست کھا کر بھاگ رہا ہے، اس خیال سے ان لوگوں نے اس پر حملہ کر دیا ابن عطیہ نے ان سے کہا اے بدبختو! شرم کرو، مجھے امیر المومنین نے امیر حج مقرر کیا ہے، حج کے لئے جا رہا ہوں۔

ابن عطیہ کا قتل

ابو الزبیر بن عبدالرحمٰن کہتا ہے کہ ہم بارہ آدمی ابن عطیہ کے ساتھ صفا سے مکہ مکرمہ کی طرف چلے کیونکہ مروان نے اسے امیر حج مقرر کیا اسکے ہمراہ اسکی تھیلی میں چالیس ہزار دینار تھے، یہ حج کے ارادے سے جرف میں فروکش ہوا، یہ اپنی تمام فوج اور لشکر کو صنعا میں چھوڑ آیا تھا۔ ہم لوگ بالکل بے خوف و بے خطر قیام پذیر تھے کہ میں نے ایک عورت کو یہ کہتے سنا اللہ جمانہ کے دونوں بیٹوں کو ہلاک کرے یہ کس قدر بد بخت ہیں، میں پانی گرانے کی غرض سے اٹھکر ایک فراز زمین پر آیا میں نے دیکھا کہ مسلح پیدل فوج اور سوار لشکر کا طوفان امڈا آتا ہے دیکھتے دیکھتے جمانۃ المرادی کے دونوں بیٹے ہمارے سامنے پہنچ گئے انہوں نے ہمیں ہر طرف سے گھیر لیا تھا، ہم نے پوچھا آپ کیا چاہتے ہیں انہوں نے کہا تم ڈاکو ہو، ابن عطیہ نے امیر المومنین کا خط نکال کر دکھایا کہ یہ انکا خط ہے جس میں انہوں نے مجھے امیر الحج مقرر کیا ہے اور میں ابن عطیہ ہوں، انہوں نے کہا یہ سب جھوٹ و دھوکہ ہے تم لوگ ضرور ڈاکو ہو، جب ہم نے دیکھا کہ یہ نقصان پہنچانے کیلئے بالکل تیار ہیں تو صفر بن حبیب فوراً اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور لڑنے لگا، اس نے خوب ہی داد شجاعت دی اور مارا گیا، پھر ابن عطیہ بھی اپنے جانور پر سوار ہو کر لڑا اور مارا گیا، یہاں تک کہ سوائے میرے تمام ہمارے ساتھی اسی طرح مارے گئے، ان لوگوں نے مجھے دریافت کیا میں نے کہا میں قبیلہ ہمدان سے ہوں، انہوں نے پوچھا ہمدان کے کس خاندان سے میں نے ایک خاندان سے اپنے کو منسوب کر دیا کیونکہ میں ہمدان کے تمام خاندانوں سے واقف تھا، اس پر انہوں نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا تمہیں امان ہے اس قافلہ میں جو کچھ تمہارا ہو وہ تم لے لو، اگر میں اس ساری رقم کا جو ابن عطیہ کے ساتھ تھی دعویٰ کرتا تو وہ ضرور مجھے دے دیتے۔ پھر انہوں نے چند سواروں کو میرے ساتھ کر دیا وہ صعدہ تک مجھے پہنچا آئے، وہاں جا کر مجھے امن ملا اور وہاں سے میں مکہ آ گیا۔

اس سال موسم گرما میں ولید بن ہشام رومیوں سے جہاد کرنے گیا، عمق پر جا کر پڑاؤ کیا اور اس نے مرعش کے قلعہ کو بنایا اس سال بصرہ میں طاعون پھیلا۔

اس سال قحطبہ بن شبیب نے جرجان کے تقریباً تیس ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اسکی وجہ یہ ہوئی کہ نباتہ بن حنظلہ کے قتل کے بعد اسے معلوم ہوا کہ اہل جرجان اس پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں اور اس کے لئے انہوں نے آپس میں ساز باز کر لی ہے، یہ فوراً جرجان آیا اور وہاں تمام باشندوں کا معائنہ کیا اور اس میں سے بیس ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا۔

نصر کے قومس میں قیام کی وجہ

جب نصر کو قومس میں معلوم ہوا کہ قحطبہ نے نباتہ اور جرجان کے اس قدر باشندوں کو قتل کر دیا ہے تو اب وہ قومس سے روانہ ہو کر خوار رے آیا۔ نصر کے قومس میں ٹھہرنے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ جب زیاد بن زرارۃ القشیری نے تمیم بن نصر اور نابی بن سوید العجلی کو قتل کر دیا تو ابو مسلم نے منہال بن فتان کے ہاتھ نیشاپور کی ولایت کا حکم تقرر زیاد کو بھیجا، اور قحطبہ کو نصر کے تعاقب کا حکم دیا۔ قحطبہ نے کی کو اپنے مقدمۃ الجیش پر آگے روانہ کیا اور پھر خود یہ نیشاپور آیا اور یہاں اس نے دو ماہ رمضان اور شوال ۱۳۰ھ قیام کیا، اس دوران نصر قومس کے ایک گاؤں بذش میں مقیم تھا اسکے قیسی

طرفدار ایک اور میدا نام گاؤں میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ نصر نے ابن ہبیرہ سے جو اس وقت واسط میں مقیم تھا مدد طلب کی اور اسکے لئے خراسانی نصر کے بڑے بڑے لوگوں کو بھیجا تا کہ اس سے اس حملہ کی اہمیت اس پر ظاہر ہو، ابن ہبیرہ نے نصر کے قاصدوں کو گرفتار کرلیا۔ اسپر نصر نے مروان کو لکھا کہ میں نے خراسان کے بعض سر برآوردہ لوگوں کو ابن ہبیرہ کے پاس اس لئے بھیجا تھا کہ وہ یہاں کی حالت سے اسے پوری طرح آگاہ کردیں اور نیز اس سے مدد طلب کی تھی اس کے جواب میں اس نے میرے قاصدوں کو قید کرلیا ہے اور میری بالکل مدد نہیں کی۔ میری حالت اس وقت اس شخص کی سی ہے جو اپنے گھر سے بے گھر کردیا گیا ہے مگر پھر بھی احاطہ مکان میں ہے اور اب اگر کوئی اسکی مدد کرے تو شاید وہ پھر اپنے گھر آجائے اور اس پر قبضہ کرلے ورنہ اگر وہ راستے پر نکال دیا گیا تو نہ گھر پر اسکا قبضہ رہے گا اور نہ احاطہ پر۔

مروان نے ابن ہبیرہ کو نصر کی امداد کے لئے لکھا اور نصر کو بھی اسکی اطلاع دے دی۔ نصر نے بنی لیث کے آزاد غلام خالد کے ہاتھ ابن ہبیرہ کو لکھا کو آپ فوراً میری امداد کے لئے فوج بھیجیں کیونکہ میں اہل خراسان سے جھوٹا ہو چکا ہوں اب ان میں ایک بھی ایسا نہیں ہے جو میری بات پر اعتماد کرتا ہو آپ فوراً دس ہزار فوج میری امداد کے لئے بھیج دیجئے بعد میں اگر آپ نے ایک لکھ بھی بھیجی تو اسکا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

حج اور انتظامی عہدے

اس سال محمد بن عبدالملک بن مروان امیر حج تھا، مکہ مدینہ اور طائف اسی کے ماتحت تھا، عراق یزید بن منصور بصرہ کے قاضی تھے نصر بن سیار خراسان کا گورنر تھا اور خراسان کی سیاسی حالت ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

۱۳۱ھ ہجری کے واقعات

اس سال قحطبہ نے اپنے بیٹے حسن کو نصر کے مقابلہ کے لئے بھیجا جو قومس میں قیام پذیر تھا۔

ابو مسلم کی فوج کا محاصرہ

نباتہ کے قتل کے بعد نصر بذش سے روانہ ہو کر خوار آ گیا تھا۔ ابو بکر العقیلی اس مقام کا امیر تھا، قحطبہ نے محرم ۱۳۱ھ میں اپنے بیٹے حسن کو قومس بھیجا پھر ابو کامل ابو القاسم محرز بن ابراہیم اور ابو العباس المروزی کو سات سو فوج کے ساتھ حسن کے پاس روانہ کیا، جب یہ سردار اسکے قریب پہنچے تو ابو کامل اپنی چھاؤنی کو چھوڑ کر نصر سے جاملا اور نصر سے آ کر اپنے اس سپہ سالار کا مقام جسے وہ چھوڑ آیا تھا، بتایا، نصر نے ایک فوج اسکے مقابلہ کے لئے بھیج دی جب نصر کی فوج آئی تو اس نے ابو مسلم کی فوج کا اس وقت محاصرہ کرلیا جب وہ ایک فصیل میں ٹھہری ہوئی تھی۔ جمیل بن مہران فصیل میں شگاف کر کے اپنی فوج کو لیکر بھاگ گیا اور یہ کچھ مال و متاع بھی چھوڑتے گئے۔ نصر کی فوج نے اس پر قبضہ کرلیا۔ نصر نے اسے ابن ہبیرہ کے پاس بھیج دیا۔ عطیف نے رے میں اسے روکا نصر کے قاصد سے خط اور مال لے لیا اور اسے ابن ہبیرہ کے پاس بھیج دیا نصر کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو وہ برہم ہوا اور کہنے لگا کہ ابن ہبیرہ نے یہ کس طرح کا جھگڑا پیدا کیا ہے کیا وہ قیس کے ان کمزور نفروں کو میرے خلاف برانگیختہ کررہا ہے، اللہ کی قسم میں اس سے اب کوئی تعلق نہیں رکھوں گا

اسے اور اسکے بیٹے کو جسکے لئے وہ سب ترکیبیں کر رہا ہے معلوم ہو جائے گا کہ انکی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

نصر کا انتقال

اب خود نصر روانہ ہو کر رے آیا۔ حبیب بن بدیل النہشلی رے کا عامل تھا، جب نصر رے آ گیا تو عطیف رے سے ہمدان چلا گیا۔ یہاں مالک بن ادہم بن محرز الباہلی صحصحیہ جماعت کے ساتھ مقیم تھا جب عطیف نے مالک کو ہمدان میں موجود پایا تو یہ ہمدان کو چھوڑ کر اصبہان عامر بن ضبارہ کے پاس چلا گیا، عطیف کے ساتھ تین ہزار فوج تھی جسے ابن ہبیرہ نے نصر کی مدد کے لئے بھیجا تھا مگر عطیف نے رے میں پڑاؤ کر دیا اور نصر کے پاس نہیں آیا۔ رے میں دو دن قیام کرنے کے بعد نصر بیمار ہو گیا اور اب وہ ڈولی میں سفر کرنے لگا، جب ہمدان کے قریب مقام ساوہ پہنچا تو یہاں اس نے انتقال کیا۔ اسکے مرنے کے بعد اسکے ساتھی ہمدان میں داخل ہوئے، بیان کیا گیا ہے کہ نصر نے ۱۲۔ ربیع الاول کو پچاسی سال کی عمر میں انتقال کیا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگرچہ نصر خوار سے رے کی طرف روان ہوا تھا مگر وہ رے نہیں آیا بلکہ اس نے اس صحرا کا راستہ اختیار کیا جو رے اور ہمدانکے درمیان واقع ہے اور اسی صحرا میں اسکا انتقال ہوا۔

سابقہ بیان

(اب یہاں سے پھر سابق بیان شروع ہوتا ہے) نصر کے مرانے کے بعد حسن نے خازم بن خزیمہ کو سمنان نام موضع میں بھیج دیا۔ اب قحطبہ جرجان سے اس طرف روانہ ہوا اس نے اپنے آگے زیاد بن زرارۃ القشیری کو روانہ کر دیا تھا، یہ ابو مسلم کا ساتھ دینے پر نادم ہوا اور قحطبہ کا ساتھ چھوڑ کر عامر بن ضبارہ کے پاس جانے کے لئے اصبہان کے راستہ ہو لیا، قحطبہ نے مسیب بن زہیر الضبی کو اسکے تعاقب میں روانہ کیا اس نے دوسرے دن عصر کے بعد اس کے پاس پہنچا اور اس سے جنگ کی۔ زیاد کو شکست ہوئی اور اسکی تمام فوج قتل ہوگئی۔ مسیب پھر قحطبہ کے پاس واپس آ گیا۔ قحطبہ قومس روانہ ہوا جہاں اسکا بیٹا حسن مقیم تھا حازم بھی اس راستہ سے قومس آ گیا جس راستہ سے آنے کا حسن نے اسے حکم دیا تھا قحطبہ نے اپنے بیٹے حسن کو رے اپنے آگے روانہ کیا۔ حبیب بن بدیل النہشلی اور اسکے شامی ساتھیوں کو حسن کی پیش قدمی کا علم ہوا تو وہ خود رے چھوڑ کر چلے گئے، حسن رے میں داخل ہو گیا اور اپنے باپ کے آنے تک وہاں پڑا رہا۔ قحطبہ نے رے پہنچ کر ابو مسلم کو اپنے رے آنے کی اطلاع دی۔

اس سال ابو مسلم مرد سے نیسا پور چلا آیا اور اب یہاں اس نے اپنا مقام کیا۔

ابو مسلم کے نیسا پور اور قحطبہ کے رے آنے کے واقعات

جب قحطبہ نے اپنے رے پہنچ جانے کی ابو مسلم کو اطلاع دی تو وہ مرو چھوڑ کر نیشا پور آ گیا اور یہاں اس نے اپنے گرد خندق کھول دی رے آنے کے تین دن بعد قحطبہ نے اپنے بیٹے حسن کو ہمدان روانہ کیا، جب یہ ہمدان کی جانب بڑھا تو مالک بن ادہم اور تمام شامی اور خراسانی جو وہاں تھے ہمدان نہاوند آ گئے، یہاں مالک نے سب لوگوں سے کہا کہ جس جس کا نام دفتر میں لکھا ہوا ہے وہ اپنی تنخواہیں آ کر لے لے، بہت سے لوگوں نے اپنی تنخواہیں بھی نہ لیں اور یوں ہی

نہاوند سے بھی چلے گئے۔ اب صرف مالک اور بقیہ وہ شامی اور خراسانی جو نصر یک ہمراہ تھے اسکے ساتھ رہے، حسن ہمدان سے نہاوند آیا اور اس سے چار فرسخ کے فاصلہ پر پڑاؤ کیا، قحطبہ نے ابو جہم بن عطیہ باہلہ کے آزاد غلام کو سات سو فوج کے ساتھ حسن کی مدد کو بھیج دیا۔ جس نے چاروں طرف سے شہر کو محاصرہ میں لے لیا۔

اس سال عامر بن ضبارہ قتل کیا گیا۔

عامر بن ضبارہ کا قتل

عبداللہ بن معاویہ کا تعاقب

عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر ابن ضبارہ کے ہاتھوں شکست اٹھانے کے بعد خراسان کی طرف بھاگا، اب ضبارہ اس کے تعاقب میں روانہ ہوا اسی دوران یزید بن عمر کو جرجان میں نباتہ بن حنظلہ کے مارے جانے کی اطلاع ملی۔ تو ابن ہبیرہ نے عامر بن ضبارہ اور اپنے بیٹے داؤد بن یزید بن عمر کو قحطبہ کے مقابلہ پر جانے کا حکم دیا۔ یہ دونوں کرمان میں تھے، پچاس ہزار فوج کے ساتھ قحطبہ کے مقابلہ کے لئے بڑھے، ہمدان کے شہر جی میں آکر ٹھہرے۔ ابن ضبارہ کا پڑاؤ عسکر العسا کر کہلایا جاتا تھا قحطبہ نے انکے مقابلہ کے لئے مقاتل۔ ابو حفص المہلبی۔ ابو حماد المروزی (بنی سلیم کے آزاد غلام) موسیٰ بن عقیل، اسلم بن حسان۔ ذویب بن الاشعث، کلثوم بنشبیب، مالک بن طریف، مخارق بن عقام اور ہیثم بن زیاد کو روانہ کیا علی کو ان سب کا قائد عام مقرر کیا۔ علی اپنی فوج کے ساتھ قم میں آکر اترا۔

ابن ضبارہ اور مقاتل کی جنگ

ابن ضبارہ کو معلوم ہوا کہ حسن نے اہل نہاوند کا محاصرہ کر رکھا ہے اس نے اہل نہاوند کی امداد کے لئے جانے کا ارادہ کیا مگر علی کو بھی اسکے اس ارادے کی خبر ہوگئی اس نے فوراً قحطبہ کو اسکی اطلاع دی قحطبہ نے زہیر بن محمد کو قاشان روانہ کیا۔ اب خود علی قم سے طریف بن غیلان کو قم میں اپنا قائم مقام بنا کر نہاوند کی طرف روانہ ہوا مگر پھر قحبہ نے اسے اپنے آنے تک ٹھہرنے اور قم واپس جانے کا حکم دیا اور خود قحبہ رے سے روانہ ہوا اسے ان دونوں فوجوں کی دیکھ بھال کرنے والے دستے ملے۔ جب یہ مقاتل بن حکیم العکی سے جاملا تو اس نے اسکی چھاؤنی کو اپنی چھاؤنی سے متصل کر لیا۔ عامر بن ضبارہ ان کے مقابلہ پر آیا دونوں فریقوں کے پڑاؤ میں ایک فرسخ کا فاصلہ تھا، کئی روز تک ابن ضبارہ لڑے بغیر ٹھہرا رہا اب قحطبہ نے جارحانہ کارروائی کی اور دونوں میں جنگ شروع ہوئی اسکے میمنہ پر علی خالد بن برمک کے ساتھ متعین تھا۔ میسرہ پر عبدالحمید بن ربعی مالک بن طریف کے ہمراہ متعین تھا، قحطبہ کے پاس بیس ہزار فوج تھی ابن حبارہ کے پاس ایک لاکھ اور ایک روایت کے مطابق ڈیڑھ لاکھ تھی۔

قحطبہ کے حکم سے کلام پاک ایک نیزہ پر باندھا گیا اور اس نے شامیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ میں تمہیں کلام اللہ کے احکام کی تعمیل کے لئے دعوت دیتا ہوں شامیوں نے اسے فحش گالیاں دیں۔

ابن ضبارہ کو شکست

قحطبہ نے اپنی فوج کو حملہ کرنے کا حکم دے دیا عکی نے شامیوں پر حملہ کیا، دونوں حریف گڈ مڈ ہو گئے کوئی ترتیب باقی نہیں رہی مگر زیادہ دیر تک جنگ نہیں ہوئی کہ شامیوں کو شکست ہوئی اور وہ بری طرح مارے گئے، فاتحوں نے ان کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا بے شمار اسلحہ، لونڈی غلام اور مال واسباب انکے ہاتھ لگا، قحطبہ نے شریح بن عبداللہ کو اپنے بیٹے حسن کے پاس اس فتح کی خوشخبری دینے کے لئے بھیجا۔

جب قحطبہ اور ابن ضبارہ کا مقابلہ ہوا تو ابن ضبارہ کے ہمراہ اہل خراسان میں سے صالح بن حجاج النمیری، بشر بن بسطان بن عمران بن الفضل الرحمی۔ اور عبدالعزیز بن شماس المازنی تھے ابن ضبارہ کے پاس صرف ایک دستہ تھا اور قحطبہ کے ساتھ پیدل اور رسالہ دونوں طرح کی فوج تھی، قحطبہ کی فوج نے ابن ضبارہ کے رسالہ پر ایسا سخت حملہ کیا کہ وہ شکست کھا کر بھاگ گئے، قحطبہ اسکا تعاقب کرتا ہوا اسکے لشکر گاہ میں در آیا۔ ابن ضبارہ نے اپنے پڑاؤ کو چھوڑ دیا اور اپنی فوج کو اپنے پاس بلایا، اس کی فوج کو شکست ہوئی اور یہ مارا گیا۔

عین لڑائی میں داؤد بن یزید بن عمر میدان جنگ سے خود پسپا ہو گیا، ابن ضبارہ نے اسے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ پسپا ہو گیا ہے ابن ضبارہ نے کہا اللہ اس پر لعنت کرے مگر وہ خود لڑتا رہا اور مارا گیا۔

ایک شخص جو قحطبہ کے ساتھ اس جنگ میں شریک تھا بیان کرتا ہے کہ جس قدر گھوڑے اسلحہ اور لونڈی غلام شامیوں نے اصبہان میں اپنے لشکر گاہ میں جمع کی تھیں میں نے کبھی کسی لشکر گاہ میں نہیں دیکھیں معلوم ہوتا تھا کہ ہم نے ایک شہر فتح کیا ہے، اسی طرح بے شمار بربط تنبورے اور دوسرے باجے ہمارے ہاتھ آئے اور بہت کم جھونپڑیاں یا خیمے ایسے تھے کہ جسمیں ہمیں شراب کا کوئی مشکیزہ یا چھاگل نہ ملی ہو۔

اسی سال نہاوند پر قحطبہ اور مروان کا ان فوجوں میں جنگ ہوئی جو وہاں پناہ گزیں تھیں، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ جنگ مقام جابلق واقع ضلع اصبہان، میں بروز ہفتہ رجب کے اختتام سے سات روز قبل ہوئی۔

قحطبہ اور مروان کی فوجوں کا معرکہ

جب قحطبہ نے اپنے بیٹے حسن کو ابن ضبارہ کے قتل کی اطلاع دی تو اس نے اور اسکی فوج نے خوشی میں تکبیر بلند کی اور اسکے قتل ہونے کی خبر زور زور سے بیان کرنے لگے اسے سنکر عاصم بن عمیر السعدی نے اپنی فوج سے کہا کہ دشمن جو اس زور زور سے ابن خبارہ کے قتل کی اطلاع دے رہا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات سچ ہے اب بہتر یہ ہے کہ اس سے پہلے کہ اسکا باپ آجائے ہم سب حسن پر ٹوٹ پڑیں اور اس طرح ہمیں موقع مل جائے گا کہ جدھر چاہیں نکل جائیں کیونکہ اب زیادہ عرصہ تک تم لوگ ان کا مقابلہ نہ کر سکو گے اس پر پیدل فوج نے کہا کہ آپ لوگ گھوڑوں پر سوار ہیں آپ تو نکل جائیں گے اور ہمیں چھوڑ جائیں گے۔ مالک بن ادہم الباہلی نے کہا ابن ہبیرہ کا خط میرے پاس آ گیا ہے جس میں اس نے اپنے آنے کا حال لکھا ہے اب میں تو اسکے آنے تک اس مقام سے نہیں جاؤں گا۔

قحطبہ نہاوند میں

اصبہان میں بیس روز قیام کرنے کے بعد قحطبہ نہاوند میں اپنے بیٹے حسن کے پاس آیا۔ اس نے نہاوند کی فوج کو کئی ماہ تک محاصرہ میں رکھا ان کے سامنے امان پیش کی مگر انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ قحطبہ نے شہر پر منجنیقیں نصب کر دیں، جب مالک نے یہ حالت دیکھی اس نے اپنے اور شامیوں کے لئے قحطبہ سے وعدہ معافی لے لیا۔ اہل خراسان کو اس معاملے کی اطلاع نہ ہوئی، قحطبہ نے مالک کو وعدہ معافی دیدیا اور سے ایفا بھی کیا، شامیوں میں سے اس نے کسی کو قتل نہیں کیا، اسکے خلاف اس نے حکم بن ثابت کے علاوہ تمام خراسانیوں کو قتل کر دیا ان سرداروں میں ابو کامل۔ حاتم بن الحارث بن شریح۔ ابن نصر بن سیار، عاصم بن عمیر علی بن عقیل، بیہس بن بدیل السلیمی الجزائری، ایک قریشی بختری نام جو عمر بن الخطاب کی اولاد میں تھا، (مگر ارباب سیر نے اسکے متعلق یہ بھی بیان کیا ہے کہ عمر بن الخطاب کی اولاد سے پہچانتی نہ تھی اور قطن بن حرز الہلالی تھے۔،

جب مالک بن ادہم نے قحطبہ سے صلح کر لی تو بیہس بن بدیل نے کہا بخدا یہ ہمارے مقاصد کے خلاف صلح کر رہا ہے میں اسے قتل کر دوں گا، اسکے بعد ہی اس نے دیکھا کہ ان خراسانیوں کے لئے شہر کے دروازے کھول دئے گئے جو قحطبہ کے ساتھ تھے اور وہ داخل ہو گئے، قحطبہ نے ان لوگوں کو فصیل میں داخل کر دیا۔

مذکورہ واقعہ سے متعلق دوسری روایت

اس واقعہ کے متعلق دوسرا بیان یہ ہے کہ قحطبہ نے نہاوند میں موجود خراسانیوں کی طرف پیغام بھیجا کہ تم لوگ میرے پاس چلے آؤ میں تم سب کو اماں دیتا ہوں مگر انہوں نے اس سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اہل شام کو اسی قسم کی دعوت دی جسے انہوں نے قبول کر لیا اور تین ماہ شعبان اور رمضان اور شوال کے محاصرہ کے بعد انہوں نے اپنے لئے امان حاصل کر لی نیز انہوں نے قحطبہ سے درخواست کی کہ وہ اہل شہر پر دوسری جانب سے حملہ کرے تاکہ وہ ہماری کارروائی سے واقف نہ ہوں اور اس دوران ہم انکی لاعلمی میں دروازہ کھول دیں گے۔ قحطبہ نے اس تجویز پر عمل کیا اور جب اس نے اہل نہاوند کو دوسری جانب جنگ میں مشغول کر دا تو شامیوں نے اپنے سامنے کا دروازہ کھول دیا۔ جب انکے ہمراہی خراسانیوں نے دیکھا کہ شامی شہر سے باہر جا رہے ہیں تو اسکے متعلق انہوں نے دریافت کیا شامیوں نے کہا ہم نے اپنے اور تمہارے لئے امان لے لی ہے اس پر اہل خراسان کے تمام سردار باہر نکل آئے۔ قحطبہ نے ان میں سے ہر شخص کو اپنے خراسانی سرداروں کے سپرد کر دیا۔ پھر اس کے حکم سے نقیب نے منادی کر دی کہ جس جس کے پاس کوئی قیدی ہو وہ اسے قتل کر کے اسکا سر پیش کر دے، چنانچہ سب نے اس حکم کی تعمیل کی اور جو جو لوگ ابو مسلم کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ کر قلعہ میں پناہ گزیں ہوئے تھے وہ سب قتل کر دیے گئے، البتہ شامیوں کو اس نے اس شرط پر معافی دیدی کہ وہ اسکے خلاف کسی کی مدد نہیں کریں گے۔

اب یہاں سے پھر ابق بیان شروع ہوتا ہے۔،

جب قحطبہ نے ان خراسانیوں کو جو نہاوند میں شامیوں کے ہمراہ تھے شہر پناہ میں داخل ہونے کا حکم دیا تو ابن عمیر نے انہیں ایسا کرنے سے منع کیا اور خود زرہ اور سیاہ لباس پہن کر جو اسکے پاس تھا فصیل سے نکل کر بھاگا، ایک خدمت گار نے جو

خراسان میں اسکے پاس ملازم رہا تھا اسے پہچان لیا۔ اس نے اس کا نام ابوالاسود لیا اس نے کہا ہاں اس خدمتگار نے اسے ایک نامی میں چھپا دیا اور اپنے ایک غلام سے کہا کہ ان کی حفاظت کرے اور کسی کو اس کا پتہ نہ دے جب قحطبہ نے یہ حکم دیا کہ جسکے پاس جو قیدی ہو اسے وہ قتل کر کے اس کا سر میرے سامنے پیش کرے تو اس غلام نے جسکے ذمہ عاصم کی حفاظت کیگئی تھی کہا کہ میرے پاس ایسا قیدی ہے کہ مجھے خطرہ ہے کہ وہ مجھ سے چھین لیا جائے گا! اسکی اس بات کو ایک یمنی نے سنا اور اس سے کہا کہ مجھے وہ قیدی دکھاؤ اس نے اسے دکھا دیا۔ یمنی نے عاصم کو پہچان لیا اور قحطبہ سے آ کر بیان کیا کہ ظالموں کا ایک بڑا شخص اس طرح گرفتار ہے قحطبہ نے اسے اپنے سامنے بلوا کر قتل کر دیا۔ مگر اہل شام سے جو وعدہ معافی اس نے کیا تھا اسے پورا کیا اور ان میں سے کسی کو نہیں مارا۔

جب قحطبہ نہاوند آیا اس وقت حسن اہل نہاوند کا محاصرہ کئے تھا، قحطبہ خود تو نہاوند میں مقیم رہا حسن کو اس نے مرج القلعہ کی طرف روانہ کیا اس نے خازم بن خزیمہ کو حلوان اپنے آگے روانہ کیا عبداللہ بن علاء الکندی حلوان کا عامل تھا یہ حلوان چھوڑ کر بھاگ گیا۔

جب قحطبہ نے نہاوند فتح کر لیا تو مفتوحین کا ارادہ ہوا کہ اسکا نام مروان کو لکھ بھیجیں مگر وہ کہنے لگے کہ اسکا نام بہت برا ہے اسے الٹا کر دو، الٹا کرنے سے قحطبہ ہبط حق بن گیا اس پر وہ کہنے لگے کہ اس سے تو پہلا ہی نام باوجود اپنی شناعت کے ہمارے لئے زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے پھر اسے الٹا کر دو۔

اسی سال شہرزور میں ابوعون کی لڑائی اور اسے فتح ہوئی اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

ابوعون کی کارروائی

عثمان کا قتل

قحطبہ نے ابوعون عبدالملک بن یزید الخراسانی اور مالک بن طریف الخراسانی کو چار ہزار فوج کے ساتھ شہر زور بھیجا، جہاں عثمان بن سفیان عبداللہ بن مروان کے مقدمۃ الجیش کو لئے ہوئے پہنچ چکا تھا، ابوعون اور مالک نے شہر زور سے دو فرسخ کے فاصلے پر آ کر منزم کی ایک دن رات قیام کے بعد دونوں ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۱ھ کے دن عثمان بن سفیان سے لڑے یہ مارا گیا، ابوعون نے اس فتح کی خوش خبری اسمٰعیل بن المتوکل کے ذریعہ کو بھیج دیا اور خود ابوعون موصل کے علاقہ میں رکا رہا۔

بعض راویں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ عثمان اس جنگ میں مارا نہیں گیا بلکہ وہ عبداللہ بن مروان کے پاس بھاگ کر چلا گیا، ابوعون نے اسکے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور ایک شدید جنگکے بعد اسکے اکثر ساتھی قتل کر دئے۔

یہ بھی کہا ہے کہ قحطبہ نے ابوعون کو تیس ہزار فوج کے ساتھ ابومسلم کے حکم کی بنا پر شہرزور بھیجا تھا۔

جب ابوعون کی خبر مروان کو ملی جو اس وقت حران میں تھا تو وہاں سے اسکی جانب آگے بڑھا۔ اسکے ساتھ شام موصل اور جزیرہ کی تمام باقاعدہ فوج اور بنو امیہ کا تمام کنبہ تھا۔ یہ بڑھتا ہوا موصل آیا اب یہاں اس نے خندقیں کھودنا شروع کیں ایک خندق سے دوسری خندق کا سلسلہ ملا دیا یہاں تک کہ اسی طرح پیش قدمی کرتے ہوئے زاب آ کر اس نے مورچے لگائے۔ ابوعون ذی الحجہ کی بقیہ مدت اور محرم ۱۳۲ھ شہرزور ہی میں مقیم رہا اس نے پندرہ ہزار آدمیوں کو بھرتی کیا، نیز اسی

سال قحطبہ ابن ہبیرہ کی طرف بڑھا۔ جب حلوان سے شکست کھا کر ابن ہبیرہ کا بیٹا اسکے پاس آیا تو یہ بے شمار فوج کے ساتھ قحطبہ سے لڑنے آیا، اس کے ہمراہ حوثرہ بن سہیل الباہلی بھی تھا۔ اسے مروان نے ابن ہبیرہ کی مدد کے لئے بھیجا تھا، ابن ہبیرہ نے ساقہ عسکر پر زیاد بن سہیل الغطفانی کو مقرر کیا تھا، غرض یہ کہ ابن ہبیرہ نے کوفہ سے روانہ ہو کر مشہور مقام جلولاء پر قیام کیا، خندق کھودی اور وہی خندق کھودی جسے اہل عجم نے جلولاء کی مشہور جنگ میں کھودا تھا۔ اس انتظام کے بعد یہ یہاں ٹھہرا رہا۔ دوسری جانب سے قحطبہ بڑھتا ہوا قرماسین آیا وہاں سے حلوان ہوتا ہوا خانقین پہنچا جب یہ خانقین سے آگے بڑھا تو ابن ہبیرہ جلولاء چھوڑ کر دسکرہ پلٹ آیا۔

دوسرا بیان یہ ہے کہ جب قحطبہ ابن ہبیرہ کے قریب آیا تو وہ اس وقت جلولاء میں اپنی خندقوں میں مورچے لگائے تھا اسکے آتے ہی یہ اس مقام کو چھوڑ کر عسکراء آیا۔ قحطبہ نے دجلہ کو عبور کیا اور انبار کے سامنے مقام دمما میں ٹھہرا ابن ہبیرہ بھی اپنی فوج کے ہمراہ جلد جلد کوفے کی طرف پلٹا تا کہ قحطبہ سے پہلے وہاں پہنچے، یہ فرات کے شرقی حصہ میں ہو رہا حوثرہ پندرہ ہزار فوج کے ساتھ کوفہ آیا قحطبہ نے دمما سے دریائے فرات کو عبور کیا اور یہ اس کے غربی حصہ سے کوفہ کے ارادہ سے چلا آخر کار اس مقام پر پہنچا جہاں ابن ہبیرہ موجود تھا۔

حج

اس سال ولید بن عروہ بن محمد بن عطیۃ السعدی (سعد ہوازن) عبدالملک بن محمد بن عطیہ کے بھتیجے کی امارت میں حج ہوا، یہ عبدالملک وہی شخص ہے جس نے ابوحمزہ خارجی کو قتل کیا تھا، ولید بن عروہ اپنے چچا کی جانب سے مدینہ کا گورنر تھا۔ یہ مدینہ سے روانہ ہو چکا تھا کہ اس اثنا میں مروان نے اسکے چچا عبدالملک بن محمد بن عطیہ کو جو اس وقت یمن میں تھا حج کرانے کا حکم دیا مگر اسکا مکہ کے سفر میں جو حشر ہوا وہ ہم بیان کر چکے ہیں جب چچا کے آنے میں دیر ہوئی تو ولید بن عروہ نے اپنے چچا کی جانب سے اپنے نام حج کرانے کا حکم لکھ لیا اور اسی نے حج کرایا۔

انتظامی عہدے

بیان کیا گیا ہے کہ جب ولید بن عروہ کو اپنے چچا کے مارے جانے کی خبر معلوم ہوئی تو وہ لوگ جنہوں نے اسے قتل کیا تھا وہ بھی آئے ولید نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا۔ انکی عورتوں کے پیٹ چاک کر دئے بچوں تک کو قتل کر دیا، اور جس پر اس نے قابلہ پایا اسے جلا ڈالا یہی ولید اس سال میں مکہ، مدینہ اور طائف کا اپنے چچا عبدالملک بن محمد کی جانب سے عامل تھا۔ یزید بن عمر بن ہبیرہ عراق کا گورنر تھا، حجاج بن عاصم الحاربی کوفہ کے قاضی تھے عباد بن منصور الناجی بصرہ کے قاضی تھے۔

۱۳۲ھ کے واقعات

قحطبہ بن شبیب کی ہلاکت

قحطبہ آوانا کی طرف

ابن ہبیرہ کی جانب پیشقدمی کرتے ہوئے جب قحطبہ خانقین پہنچا تو اس وقت ابن ہبیرہ جلولاء میں تھا قحطبہ کے خانقین آنے کے بعد یہ جلولاء سے دسکرہ گیا تھا قحطبہ نے اپنے بیٹے حسن کو ابن ہبیرہ کی نقل وحرکت دریافت کرنے روانہ کیا اس وقت ابن ہبیرہ اپنی جلولاء کی خندق کی طرف پلٹ رہا تھا۔ حسن نے اسے خندق میں موجود پایا اپنے باپ کو جا کر اسکی اطلاع دی، قحطبہ نے اپنے سرداروں سے پوچھا کیا کوئی کوفہ جانے کا ایسا راستہ ہے کہ جسکے ذریعہ ہم ابن ہبیرہ کا مقابلہ کئے بغیر کوفہ پہنچ جائیں؟۔ خلف بن الموزع الہمدانی الہمیمی نے کہا ہاں میں آپ کو ایسا راستہ بتاتا ہوں، چنانچہ اس نے قحطبہ کو روستقباذ سے دریائے تامرا (دیالہ) کو عبور کرایا۔ اب یہ راستے راستے پر چلتا ہوا برزج سابور میں قیام کر کے عکبرا آیا اور پھر دجلہ کو عبور کر کے آوانا پہنچا۔

دیگر مختلف روایات

(دوسری روایت) قحطبہ خانقین میں ٹھہرا۔ اس وقت ابن ہبیرہ جلولاء میں فروکش تھا ان دونوں کے درمیان پانچ فرسخ کا فاصلہ تھا۔ قحطبہ نے اس کی نقل وحرکت دریافت کرنے کے لئے طلائع روانہ کئے انہوں نے واپس آ کر بتایا کہ وہ ابھی جلولاء ہی میں ٹھہرا ہوا ہے۔ قحطبہ نے خازم بن خزیمہ کو حکم دیا کہ وہ دریائے دجلہ کو عبور کر لے یہ اسے عبور کر کے دجلہ اور دجیل (دریائے قاردن) کے درمیان چلتا رہا اور جب کوثا پہنچا تو قحطبہ نے اسے حکم دیا کہ وہ انبار جائے اور وہاں جس قدر کشتیاں اسے مل سکیں وہ بھیجدے اور پھر وہ دریا کو عبور کر کے دمما میں اسے سے آ ملے گا، خازم نے اس حکم کی تعمیل کی اور قحطبہ دمما میں اس سے آ ملا۔ پھر اس نے محرم ۱۳۲ھ میں فرات کو عبور کیا تمام مال واسباب اور اہل وعیال خشکی کے راستے سے روانہ کئے سوار بھی اسکے ساتھ دریا کے کنارے کنارے چلتے رہے، اس وقت ابن ہبیرہ کوفہ سے تیئیس ۲۳ فرسخ کے فاصلہ پر فرات کی اس آبشار پر جو فلوجہ کی بلند سطح کے بعد واقعہ ہے ڈیرے ڈالے ہوئے تھا، ابن ضبارہ کی شکست خوردہ فوج بھی اسکے پاس آ گئی تھی نیز مروان نے بھی بیس ہزار فوج حوثرہ بن سہیل الباہلی کی قیادت میں اسکی امداد کے لئے بھیج دی تھی۔

(پہلی روایت) جب قحطبہ ابن ہبیرہ کو چھوڑ کر سیدھا کوفہ کی جانب بڑھا تو حوثرہ بن سہیل الباہلی اور شام کے دوسرے

سرداروں نے ابن ہبیرہ سے کہا قحطبہ کوفہ جا رہا ہے تم خراسان چلو اور اسے اور مروان کو آپس میں نمٹ لینے دو اس کارروائی سے تم اس کی ساری طاقت توڑ دو گے کیونکہ اس صورت میں اغلب یہ ہے کہ وہ تمہارا تعاقب کرے گا، ابن ہبیرہ نے کہا یہ مشورہ مناسب نہیں وہ کوفہ کو چھوڑ کر میرا تعاقب کبھی نہیں کرے گا اب تو مناسب بات یہی ہے کہ میں اس سے پہلے کوفہ پہنچ جاؤں۔

جب قحطبہ نے فرات کو عبور کیا تو یہ اسکے کنارے کنارے ہو گیا ابن ہبیرہ نے بھی اپنے علاقہ فلوجہ کے پڑاؤ سے کوچ کیا اس نے حوثرہ بن سہیل کو اپنے مقدمۃ الجیش کا افسر مقرر کر کے کوفہ چلنے کا حکم دیا دونوں فریق فرات کے کنارے کنارے کوفہ کی طرف بڑھے، ابن ہبیرہ فرات اور سودا کے درمیان سفر کر رہا تھا اور قحطبہ فرات کے مغربی کنارے کنارے جو صحرا سے متصل ہے چل رہا تھا، یہ ایک جگہ ٹھہر گیا، ایک دیہاتی کشتی میں بیٹھ کر اسکے پاس آیا اور سلام کیا قحطبہ نے پوچھا کس قبیلہ سے تعلق ہے؟ اس نے کہا طے سے، پھر اس دیہاتی نے قحطبہ سے کہا آپ اسمیں سے پانی پیجئے اور مجھے اپنا جھوٹا پلایئے قحطبہ نے پیالہ میں سے چنگل بھر کر پہلے خود پیا اور پھر اسے پلایا اس دیہاتی نے کہا اس خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اتنی عمر دی کہ میں نے اس فوج کو یہ پانی پیتے دیکھا، قحطبہ نے پوچھا کیا اسکے متعلق کوئی روایت تم تک پہنچی ہے اس نے کہا ہاں قحطبہ نے پوچھا کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو اس نے کہا قبیلہ طے کے بنی...... سے، قحطبہ نے کہا میرے امام نے مجھے جو بات بتائی تھی وہ سچ ہوئی ہے انہوں نے مجھے خبر دی تھی کہ اس دریا پر مجھے ایک جنگ میں شریک ہونا پڑے گا یہیں مجھے فتح حاصل ہوگی قحطبہ نے اس سے پوچھا اے نبہانی بھائی کیا یہاں کہیں دریا بھی پایاب ہے اس نے کہا ہاں ہے مگر میں نہیں جانتا کہ کہاں ہے مگر میں آپ کو بتاتا ہوں کہ مغدی بن الصم اس مقام سے واقف ہے، قحطبہ نے اسے بلایا، وہ اسکا باپ اور عون آئے، اور انہوں نے وہ جگہ بتائی جہاں دریا تھا، اب شام ہوگئی، اور بن ہبیرہ کا مقدمۃ الجیش جسمیں بیس ہزار فوج حوثرہ کے زیر قیادت تھی اسکے سامنے آ گیا۔

دوسری روایت، جب قحطبہ الجارہ کے مقام پر ٹھہرا تو کہا جو امام نے مجھے کہا تھا وہ سچ ہوا انہوں نے مجھے خبر دی تھی کہ اس مقام میں مجھے فتح حاصل ہوگی، قحطبہ نے یہاں اپنی ساری فوج کو ان کی تنخواہیں دیدی' فوج کے ناظم نے رقم تقسیم کر کے سولہ ہزار سے ایک یا دو درہم کم وبیش رقم اسے لا کر واپس دیدی' اس پر قحطبہ نے کہا جب تک تمہاری دیانت داری کا یہ حال رہے گا تمہارے سارے کام بنتے جائیں' اب شامی رسالہ سامنے آ گیا اور اسے دریا کا پایاب مقام بھی بتا دیا گیا تھا مگر اس نے کہا ہم ماہ محرم الحرام اور دسویں کا انتظار کر رہے ہیں۔ یہ ۱۳۲ھ کا واقعہ ہے۔

ایک اور روایت' قحطبہ مغرب کے وقت آٹھویں محرم بروز بدھ شنبہ ۱۳۲ھ کو اس مقام پر آیا جہاں سے دریا پایاب تھا اور جو اسے بتادی گئی تھی وہ آتے ہی اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ دریا میں کود پڑا۔ ابن ہبیرہ پر حملہ آور ہوا' اسکی فوج پسپا ہوئی اور نیل کے دہانے پر جا کر ٹھہری حوثرہ روانہ ہو کر ابن ہبیرہ کے قصر میں جا کر فروکش ہوا صبح کے وقت جب اہل خراسان نے اپنے سپہ سالار کو نہ پایا تو ان کی ہمتیں ٹوٹ گئیں' اب حسن بن قحطبہ اس فوج کا سردار تھا۔

اب یہاں سے پھر پہلا بیان شروع ہوتا ہے' قحطبہ نے اپنے علم بردار خیران یا اپنے غلام یسار سے کہا دریا کو عبور کر' نیز اس نے اپنے نشان بردار مسعود بن علاج الوائلی کو بھی عبور کا حکم دیا۔ اپنے کوتوال عبدالحمید بن ربعی ابی غانم النبہانی الطائی کو بھی عبور کا حکم دیا اور کہا اے ابو غانم عبور کرو اور تمہیں مال غنیمت کی خوش خبری ہو' چنانچہ ایک جماعت نے جن میں چار سو آدمی تھے دریا کو عبور کیا اور یہ حوثرہ کی فوج پر حملہ آور ہوئے اور انہیں شاہراہ سے ہٹا دیا۔ محمد بن نباتیہ سامنے آیا اس سے بھی لڑائی

ہوئی' انہوں نے آگ روشن کردی شامی پسپا ہو گئے' جب خراسانیوں نے قحطبہ کو نہ پایا تو انہوں نے حمید بن قحطبہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی اگرچہ وہ اسے پسند نہیں کرتا تھا۔ اور ابونصر نامی ایک شخص کو دوسو آدمی کے ساتھ اپنے اہل وعیال اور مال واسباب کی نگرانی پر متعین کردیا۔ حمید یہاں سے روانہ ہوکر کربلا آیا۔ پھر دیرالاعور پر منزل کر کے عباسیہ میں ٹھہرا۔

حسن کی بیعت

دوسرے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ قحطبہ کی لاش مل گئی جسے ابوجہم نے دفن کردیا' فوج کے ایک میر بخشی نے اعلان کیا کہ جس کے پاس قحطبہ کا کوئی عہد ہو وہ پیش کرے' مقاتل بن مالک العکی نے کہا میں نے قحطبہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ اگر مجھے کوئی حداثہ پیش آجائے تو حسن سپہ سالار مقرر کیے جائیں۔ چنانچہ تمام لوگوں نے حسن کے لئے حمید کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور پھر حسن کے بلانے کو قاصد بھیجا قاصد نے قریہ شاہی کے درے حسن سے آملاقات کی' حسن واپس آ گیا' اس نے قحطبہ کی مہر ابوجہم کے حوالے کردی اور اب سب لوگوں نے حسن کے ہاتھ پر بیعت کی حسن نے کہا اگر قحطبہ مرگائے تو...... حسن ابن قحطبہ موجود ہوں۔

قحطبہ کا قتل

اس رات ابن نبہان السدوسی' حرب بن سلم بن احوز' عیسیٰ بن ایاس العددی اور اساورہ میں سے ایک شخص مصعب نام کام آ گئے معن بن زائدہ اور یحییٰ بن حصین نے قحطبہ کے قتل کا دعویٰ کیا۔

قحطبہ ایک نالی میں مقتول پایا گیا۔ حرب بن سلم بن احوز بھی اسکے پہلو میں مقتول پڑا تھا اس پر لوگوں نے خیال کیا کہ ایک نے دوسرے کو قتل کیا ہے۔

عبداللہ بن بدر جو اس رات ابن ہبیرہ کے ہمراہ تھا بیان کرتا ہے کہ قحطبہ دریا عبور کر کے ہمارے سامنے آیا۔ ایک ایسے ٹیلہ پر چڑھ کر ہم سے لڑنے لگا' پانچ سو شہسوار موجود تھے۔ ابن ہبیرہ نے محمد بن نباتہ کو اس کے مقابلہ کے لئے بھیجا وہ اس سے جا کر گتھم گتھا ہو گیا' ہم ان پر یک بارگی ٹوٹ پڑے۔ معن بن زائدہ نے قحطبہ کے شانے پر تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ تلوار اس میں پوری اتر گئی۔ قحطبہ پانی میں گر پڑا۔ لوگوں نے اسے نکال لیا اس نے کہا میرا ہاتھ باندھ دو ایک عمامہ سے اسکا ہاتھ باندھ دیا گیا' پھر اس نے کہا اگر میں مر جاؤں مجھے پانی میں ڈال دینا تا کہ کسی کو میرے مارے جانے کا علم نہ ہو' اہل خراسان نے اب ہم پر جوابی حملہ کیا جس سے ابن نباتہ اور شامی پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوئے انہوں نے ہمارا تعاقب کیا ہماری ایک جماعت ایک سمت کو ہولی تھی' خراسانیوں کی ایک جماعت نے ہمیں آلیا ہم عرصہ تک ان سے لڑتے رہے اور اس مقابلہ میں ہم شامیوں میں سے صرف دو آدمی بچے جو نہایت جواں مردی واستقلال سے ہماری جانب سے دفاع کر رہے تھے آخر کار تنگ آ کر کسی خراسانی نے فارسی میں کہا ان کتوں کو چھوڑ دو' پھر وہ لوگ پلٹ کر چلے گئے۔

قحطبہ نے انتقال کیا' مرنے سے پہلے اس نے کہا تھا جب تم لوگ کوفہ پہنچو تو امام ابوسلمہ وزیر ہوں گے اور ہماری اس تمام کارروائی کو انہیں کے سپرد کر دیا جائے ابن ہبیرہ واسط واپس آ گیا۔

قحطبہ کے قتل کے متعلق دوسری روایت

قحطبہ کی ہلاکت کے واقعہ کے متعلق درج بالا روایات کے علاوہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب قحطبہ دریائے فرات کے مغربی کنارے پر ابن ہبیرہ کے مقابل آ گیا تو اس نے اپنے بیٹے حسن کو اپنے آگے مقدمۃ الجیش پر روانہ کیا پھر اس نے عبداللہ...... مسعود بن علاج اسد بن المرزبان اور ان کی فوجوں کو گھوڑوں پر دریا کے عبور کا حکم دیا' یہ لوگ عصر کے بعد دریا کو عبور کر گئے اور ابن ہبیرہ کی فوج کا پہلا شہسوار جو انہیں ملا اسے انہوں نے نیزے سے ہلاک کر دیا جس کے دیکھتے ہی ابن ہبیرہ کے ساتھی فرار ہو گئے اور جب یہ لوگ بھاگ کر سوار کے پل پر پہنچے تو ابن ہبیرہ کے کوتوال سوید نے انہیں روکا ان کے اور ان کے گھوڑوں کے چہروں پر ضربیں لگائیں اور انہیں پھر ان مقامات پر واپس بھیج دیا جہاں وہ متعین تھے۔ یہ مغرب کے وقت کا واقعہ ہے۔ جب یہ مسعود بن علاج اور اس کے لشکر کے پاس پہنچے تو ان کے مقابلہ میں ان کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی۔ یہ دیکھتے ہی قحطبہ نے مخارق بن غفار' عبداللہ بن بسام اور سلمہ بن محمد کو جو صرف رسالے کے ساتھ تھے حکم دیا کہ وہ دریا عبور کریں اور مسعود کو پیچھے سے بچائے رکھیں' یہ سردار عبور کر کے آئے محمد بن نباتہ نے انکا مقابلہ کیا اور سلمہ اور اس کے لشکر کا فرات کے کنارے ایک گاؤں میں محاصرہ کر لیا سلمہ مع اپنے ساتھیوں کے گھوڑے سے اتر پڑا اور اب شدید لڑائی شروع ہوگئی' محمد بن نباتہ سلمہ اور اسکی جماعت پر حملہ کر کے ان کے دس بیس آدمی قتل کر دیتا مگر سلمہ جب محمد بن نباتہ پر حملہ کرتا تو اسکے سو دو سو آدمی کاٹ دیتا اب سلمہ نے قحطبہ سے امداد طلب کی قحطبہ نے اپنے تمام سرداروں کو اسکی امداد کے لئے روانہ کر دیا۔ پھر قحطبہ اپنے شہسواروں سمیت دریا کو عبور کرنے لگا' اس نے حکم دیا کہ ہر سوار اپنے پیچھے ایک اور شخص کو بٹھا لے۔ یہ پانچ محرم الحرام کا واقعہ ہے۔

بالخصوص خود قحطبہ نے محمد بن نباتہ پر حملہ کیا اور ان دونوں میں خونریز جنگ ہوئی قحطبہ نے ابن نباتہ کو شکست دی اور اسے دھکیلتا ہوا ابن ہبیرہ تک لے گیا اسکی شکست کے ساتھ ہی ابن ہبیرہ بھی فرار ہو گیا اور وہ اپنے قیام گاہ کو جس میں نقد رقم، ہتھیار، سامان آرائش اور برتن وغیرہ تھے یونہی چھوڑ کر بھاگے، حراۃ کے پل کو عبور کر کے ساری رات چلتے چلتے صبح کو نیل کے دہانہ پر آئے۔

دوسری جانب قحطبہ کی فوج نے جب صبح کی تو انہوں نے اسے نہ پایا۔ دوپہر تک اسکی امید رکھی جب اس سے مایوس ہو گئے اور معلوم ہوا کہ وہ غرق ہو گیا ہے تو اب تمام سرداروں نے بالاتفاق حسن، بن قحطبہ کو اپنا امیر بنا لیا۔ تمام اقتدار اسے سپرد کر دیا اور بیعت کر لی اب حسن نے امارت کا جائزہ لے لیا اور حکم دیا کہ ابن ہبیرہ کے قیام گاہ کے تمام مال و اسباب کی فرد بنالی جائے، نیز اس نے ایک خراسانی کو جس کی کنیت ابوالنصر تھی دو سو سواروں کے ساتھ اس تمام مال و اسباب پر متعین کیا اور اسے حکم دیا کہ یہ کشتیوں میں لاد کر کوفہ لایا جائے، اب حسن خود اپنی تمام فوجوں کو لیکر پہلے کربلا آیا پھر یہاں سے سوار اور دیرالاعور پر منزل کرتا ہوا عباسیہ ٹھہرا حوثرہ کو ابن ہبیرہ کی شکست کی خبر ملی تو وہ اپنی فوج کو لیکر واسط میں اسکے پاس آ گیا۔

قحطبہ کے قتل کی وجہ

بنی لیث کا آزاد کردہ غلام اصلم بن ابراہیم کا بیان ہے کہ جب میں نے قحطبہ کو اس حالت میں دیکھا کہ اسکا

گھوڑا اسے دریا میں تیرتا ہوا لا رہا تھا اور قریب تھا کہ وہ اس مقام سے جہاں میں اور بسام بن ابراہیم میرا بھائی جو قحطبہ کے مقدمۃ الجیش پر تھا کھڑے تھے دریا کو عبور کر آئے تو میں نے یاد کیا کہ یہی وہ شخص ہے کہ جس نے نصر بن سیار کے بیٹوں کو قتل کیا ہے اور بھی اسکی بہت سی باتیں مجھے یاد آئیں مگر اس کے ساتھ مجھے یہ بھی خوف تھا کہ کہیں میرے بھائی بسام بن ابراہیم کو اس سے کوئی گزند نہ پہنچے مگر پھر میں نے کہا اگر آج تو بچ گیا تو پھر میں کبھی اپنا بدلہ نہ لے سکونگا، چنانچہ جب اس کا گھوڑا اسے لیکر کنارے کے قریب آیا اور قریب تھا کہ دریا سے نکل آئے تو میں نے آگے بڑھ کر کنارے سے اسکی پیشانی پر تلوار کا وار کیا اسکا گھوڑا اچھل پڑا اور قحطبہ اسی وقت ہلاک ہو گیا۔ اور وہ اپنے اسلحہ سمیت فرات میں غرق ہو گیا۔

ابن حصین السعدی نے احلم بن ابراہیم کے مرنے کے بعد یہ بھی واقعہ بیان کیا اور کہا کہ اگر احلم نے اپنی موت کے وقت اس کا اقرار نہ کیا ہوتا تو میں کبھی اس واقعہ کو اس سے منسوب نہ کرتا۔

محمد بن خالد کا خروج

اس سال محمد بن خالد نے کوفہ میں خروج کیا، اور حسن بن قحطبہ کے آنے سے پہلے علم سیاہ بلند کر کے ابن ہبیرہ کے عامل کو کوفے سے نکال دیا پھر حسن بھی کوفہ آ گیا۔

دسویں محرم کو محمد بن خالد نے کوفہ میں خروج کیا زیاد بن صالح الحارثی کوفہ کا عامل تھا عبدالرحمٰن بن بشیر العجلی کوتوال شہر تھا، محمد نے سیاہ جھنڈا بلند کر کے قصر کی جانب پیشقدمی کی، زیاد بن صالح الحارثی، عبدالرحمٰن بن بشیر العجلی اور دوسرے شامی جو ان کے ہمراہ تھے قصر کو خالی کر کے چلے گئے، محمد بن خالد قصر میں داخل ہو گیا دوسرے دن صبح کو جو قحطبہ کے مرنے کے بعد دوسرا دن تھا، اسے معلوم ہوا کہ حوثرہ اپنی فوج کے ساتھ مدینہ ابن ہبیرہ میں آ کر فروکش ہوا ہے اور مجھ پر پیشقدمی کرنے کے لئے تیار ہے، یہ سنتے ہی محمد کے تمام ساتھی سوائے ان چند یمنی بہادروں کے جو مروان سے بھاگ کر آئے تھے یا اسکے اپنے موالیوں کے اسکا ساتھ چھوڑ کر چلدیئے، ابوسلمۃ الخلال نے اس کی طرف پیغام بھیجا اس نے اب تک خروج نہیں کیا تھا کہ تم قصر چھوڑ کر فرات کے زیریں حصہ میں چلے جاؤ کیونکہ مجھے تمہاری قلت تعداد کی وجہ سے حوثرہ کے مقابلہ میں جسکے پاس زبردست فوج ہے اندیشہ ہے، مگر اس وقت تک کسی فریق کو قحطبہ کی ہلاکت کا علم نہ تھا، محمد بن خالد نے ابو سلمہ کی تجویز پر عمل کرنے سے انکار کر دیا اب دن اچھی طرح روشن ہو گیا۔

حوثرہ محمد بن خالد کی طرف

جب حوثرہ کو معلوم ہوا کہ محمد بن خالد کے ساتھ فوج بھی بہت کم ہے اور اسکے تمام ساتھیوں نے اسے چھوڑ دیا ہے تو اب اس نے اسکی جانب پیشقدمی کی تیاری کر لی۔ محمد قصر ہی میں تھا۔ کہ کسی خبر گیر نے اسے آ کر بتایا کہ شامیوں کا دستہ آ گیا ہے، اس نے اپنے کچھ موالی انہیں روکنے کے لئے بھیجے یہ لوگ عمر بن سعد کے مکان کے دروازے پر ٹھہر گئے کہ اتنے میں شامیوں نے کہا ہم بجیلہ ہیں اور ہمارے ساتھ ملیح بن خالد البجلی بھی ہیں ہم امیر کی اطاعت میں داخل ہونے کے ارادے سے آئے ہیں، چنانچہ یہ سب لوگ اسکی اطاعت میں داخل ہو گئے۔ اسکے بعد سواروں کا ایک اور دستہ اس سے زیادہ تعداد میں آل بجدل میں سے کسی شخص کے ساتھ جب حوثرہ نے اپنی فوج کی یہ ترکیب دیکھی تو وہ سب کو لیکر واسط کی طرف چلا گیا۔

محمد بن خالد نے اسی رات قحطبہ کو (کیونکہ اسے قحطبہ کی ہلاکت کا علم نہ تھا، اپنی کوفہ اس فتح کی اطلاع دی اور ایک

شخص کے ہاتھ اسے بڑی سرعت سے روانہ کیا۔ قاصد نے وہ خط حسن بن قحطبہ کو لا کر دیا حسن نے یہ خط لوگوں کو سنایا اور پھر کوفہ روانہ ہوا محمد بن خالد جمعہ۔ ہفتہ اور اتوار کوفہ میں مقیم رہا پیر کی صبح کو حسن کوفہ آیا، اب یہ لوگ ابوسلمہ کے پاس جو بنوسلمہ میں تھا آئے اسے بھی خروج کرنے پر مجبور کیا، یہ دوروز تک تو تخلیہ میں پڑاؤ ڈالے پڑا رہا پھر حمام امینکیطر ف چلا اور اس نے حسن کو ابن ہبیرہ سے لڑنے واسط بھیجا۔

دوسری روایت، قحطبہ کے بعد خراسانیوں نے حسن بن قحطبہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اب یہ کوفہ چلا، عبدالرحمٰن بن بشیر العجلی، ان دنوں کوفہ کا عامل تھا۔ بنی نصبہ کے ایک شخص نے اس سے آ کر کہا کہ حسن کل یا پرسوں کوفہ آنے والا ہے، عبدالرحمٰن نے کہا کیا تو مجھے ڈرانے آیا ہے۔ اس نے اسے سو کوڑے لگوائے پھر خود بھی بھاگ گیا اسی دوران محمد بن خالد بن عبداللہ القسری نے علم سیاہ بلند کر کے گیارہ آدمیوں کے ساتھ خروج کیا، لوگوں کو بیعت کی دعوت کی، تمام کوفہ پر انتظام قائم رکھا دوسرے دن حسن بھی آ گیا، یہ لوگ راستہ میں پوچھتے آتے تھے کہ ابوسلمہ وزیر آل محمد کا مکان کہاں ہے؟ لوگوں نے اسے بتایا یہ اسکے دروازے پر آئے ابوسلمہ خود نکل کر اسکے پاس آیا، لوگوں نے قحطبہ کے گھوڑوں میں سے ایک گھوڑا آگے کیا ابوسلمہ اس پر سوار ہو گیا اور آ کر جبانۃ السبیع میں ٹھہرا۔ خراسانیوں نے یہاں اسکے ہاتھ پر بیعت کی، ابوسلمہ حفص بن سلیمان سبیع کا آزاد غلام جو وزیر آل محمد کے لقب سے مشہور ہے خود تو وہیں ٹھہرا رہا اس نے محمد بن خالد بن عبداللہ القسری کو کوفہ کا عامل مقرر کیا ابوالعباس کے ظہور تک یہی امیر کے لقب سے مشہور تھا۔

پھر اس نے حسن بن قحطبہ کو ابن ہبیرہ کے مقابلہ کے لئے واسط روانہ کیا، اسکے ساتھ اور سردار بھی تھے جسمیں خازم بن خزیمہ، مقاتل بن حکیم العکی۔ خفاف بن منصور، سعید بن عمرو، زیاد بن مشکان، فضل بن سلیمان، عبدالکریم بن مسلم، عثمان بن نہیک بن محمد، ہشیم بن زاد۔ ابوخالد المروزی وغیرہ سولہ سردار تھے حسن ان سب کا سپہ سالار اعظم تھا۔

ابوسلمہ نے حمید بن قحطبہ کو چند سرداروں کے ہمراہ مدائن بھیجا جسمیں عبدالرحمٰن بن نعیم اور مسعود بن علاج اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ تھے۔ نیز اس نے، مسیب بن زہیر اور خالد بن برمک کو دیرقنی بھیجا اور شراحیل کو چار سو فوج کے ساتھ عین التمر اور بسام، ابراہیم بن بسام کو اہواز بھیجا۔ عبدالواحد بن عمرو بن ہبیرہ اہواز میں تھا جب بسام اہواز آیا تو عبدالواحد بصرہ چلا آیا۔ ابوسلم نے حفص بن سبیع کے ہاتھ سفیان بن معاویہ کو بصرہ کا گورنر بنایا۔ حارث ابوغسان الحارثی نے جو ایک کاہن اور بنی دیان سے تھا اس سے کہا کہ یہ عہد مستحکم نہ ہو سکے گا۔ چنانچہ جب یہ خط سفیان کے پاس آیا تو مسلم بن قتیبہ نے اس سے جنگ کی اور اس عہد تقرر کو کالعدم کر دیا۔

ابوسلمہ کا خروج

اب خود ابوسلمہ نے خروج کیا اور کوفہ سے تین فرسخ کے فاصلہ پر حمام اعین پر اس نے چھاؤنی قائم کی، محمد بن خالد بن عبداللہ پیچھے ہی رہا۔

مسلم اور سفیان کی جنگ

مسلم بن قتیبہ سفیان بن معاویہ بن یزید بن المہلب سے اس لئے لڑا کہ جب ابوسلمۃ الخلال نے اپنے عامل سب طرف روانہ کئے تو اس نے مکمل بنی لیث کے آزاد کردہ غلام بسام بن ابراہیم کو عبدالواحد بن عمر بن ہبیرہ کے مقابلہ کے لئے اہواز بھیجا، بسام نے اسے مکمل شکست دی۔ اسکے بعد سلم بن قتیبہ الباہلی بصرہ چلا آیا اور یہ ان دنوں ابن ہبیرہ کی جانب سے بصرہ کا عامل تھا، ابوسلمہ نے حسن بن قحطبہ کو لکھا کہ تم اپنے کسی سردار کو مسلم بن قتیبہ کے مقابلے کے لئے بھیج دو نیز اس نے سفیان بن

معاویہ کو بصرہ کیعاملیکا فرمان تقرر بھیجا، اور اسے حکم دیا کہ وہاں جا کر بنی عباس کے لئے دعوت دے اور سرداروں کو اپنی تحریک میں شریک کرے، اور مسلم بن قتیبہ سے بچتا رہے، سفیان نے مسلم کو لکھا کہ تم دارالامارۃ سے چلے جاؤ کیونکہ مجھے ابوسلمہ نے ایسا حکم دیا ہے۔ مسلم نے انکار کیا اور مقابلہ کی ٹھان لی، سفیا نکے ساتھ تمام یمنی، انکے حلفاء ربیعہ وغیرہ جمع ہو گئے؛ نیز ابنہبیرہ کا ایک سردار جسے اس نے دو ہزار کلبی فوج کے ہمراہ مسلم کی امداد کے لئے بھیجا تھا وہ بھی ان سے جاملا، سفیان نے سلم کی طرف روانگی کا انتظام کرلیا۔ مسلم نے بھی اسکے مقابلہ کی تیاری کی، قیس، مضری قبائل کے عرب اور بصرہ میں جو بنی امیہ تھے وہ اپنے موالیوں کے ساتھ مسلم کی امداد کے لئے مجمع ہو گئے، اور بنوامیہ بھی اسکی امداد کے لئے دوڑے، سفیان جمعرا تکے دن صفر میں بصرہ آیا۔

معاویہ کا قتل

مسلم مربد آیا، خودسوق الابل کے پاس آ کر ٹھہرا۔ وہاں سے اس نے اپنے رسالہ کو مربد کی سڑک اور بصرہ کی تمام شاہراہوں میں پھیلا دیا تاکہ سفیان جس سمت سے کسی فوج کو بھیجے اسکی فوج اسکا مقابلہ کرے، نیز اس نے یہ اعلان کردیا کہ جو شخص ایک سر لائے گا اسے پانچ سو درہم دیئے جائیں گے اور جو ایک قیدی گرفتار کر کے لائے گا اسے ایک ہزار دیئے جائینگے۔

معاویہ بن سفیان بن معاویہ صرف ربیعہ کی جماعت کے ساتھ آگے آیا۔ ایک تیمی نے اس راستے پر جو مربد کی سڑک سے بنی عامر کی طرف جاتا ہے اس مکان کے قریب اسکا مقابلہ کیا جو بعد میں عمر بن حبیب کی ملکیت ہو گیا تھا، ان میں سے کسی نے معاویہ کے گھوڑے پر نیزہ کا وار کیا جس سے وہ اچھل پڑا معاویہ گھوڑے سے گر گیا اور عیاض نامی ایک شخص نے فوراً اتر کر اسے قتل کردیا۔ اور اسکے سر کو سلم کے سامنے پیش کیا، سلم نے اسے ایک ہزار درہم دیئے، اپنے بیٹے کے مارے جانے سے سفیان کی ہمت ٹوٹ گئی اسے شکست کا سامنا کرنا پڑا اور وہ فوراً اپنے خاندان والوں سمیت بصرہ سے روانہ ہو کر قصر الابیض میں آ کر اترا پھر یہاں سے کسکر چلا گیا۔

جابر کے مظالم

سلم نے جب بصرہ پر پوری طرح غلبہ حاصل کیا تو اسکے پاس جابر بن توبۃ الکلابی ولید بن عتبۃ الفراسی جو عبدالرحمٰن بن سمرۃ کی اولاد میں تھے چار ہزار فوج کے ہمراہ آ گئے، انہیں ابن ہبیرہ نے مسلم کی امداد کے لئے جانے کا حکم دیا تھا جب وہ اھواز میں تھا۔ جابر نے اپنی فوج کے ساتھ دوسرے دن صبح کو مہلب اور تمام ازدیوں کے مکانات پر حملہ کردیا۔ ازدیوں کے جو مرد وہاں تھے انہوں نے اس کا بڑی شدت سے مقابلہ کیا مگر چونکہ انکے بہت سے آدمی قتل ہو گئے اس لئے وہ بھاگے جابر اور اسکے ساتھیوں نے ان کی عورتوں پر قبضہ کرلیا۔ ان کے مکانات کو گرا دیا اور لوٹ لیا۔ تین دن تک وہ ایسا کرتے رہے۔

ابوالعباس کے لئے بیعت

ابن ہبیرہ کے قتل کی اطلاع ملنے تک مسلم بصرہ میں مقیم رہا اسکے بعد یہ وہاں سے چلا گیا، حارث بن عبدالملک کی اولاد میں جو لوگ بصرہ میں تھے وہ محمد بن جعفر کے پاس آئے اور ان کو انہوں نے اپنا امیر بنالیا۔ تھوڑے دن تک یہ بصرہ کی حکومت کو چلاتے رہے پھر ابو مالک عبداللہ بن اسید الخزاعی ابومسلم کا قاصد بصرہ آ گیا، یہ پانچ روز بصرہ کا حاکم رہا۔ جب ابوالعباس نے اپنی خلافت کا اعلان کیا تو انہوں نے سفیان بن معاویہ کو بصرہ کا گورنر مقرر کردیا، ارباب سیر کی ایک جماعت کا بیان ہے کہ اسی سال ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس بن عبدالمطلب کے لئے شب جمعہ تیرہ ربیع الآخر کو بیعت لی گئی مگر واقدی کہتے ہیں کہ ابوالعباس کے لئے مدینہ میں جمادی الاولی ۱۳۲ھ میں بیعت لی گئی، مگر پہلا بیان ہی صحیح اور متفق علیہ ہے۔

تاریخِ طبری

جلد پنجم حصہ دوم

تصنیف: علامہ محمد بن جریر الطبری

ترجمہ: سید محمد ابراہیم ندوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عہد بنی عباس

ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ کی خلافت

بنوعباس کی خلافت کی پیشن گوئی

اس خاندان کی خلافت کی ابتداء آنحضرت ﷺ کے اس فرمان سے ہوئی کہ آپ نے حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کو بتایا تھا کہ خلافت ان کے خاندان میں منتقل ہو جائے گی اس وجہ سے ان کی اولاد کو ہمیشہ سے اس کی امید تھی اور اس کے متعلق ان کے آپس میں گفتگو ہوتی تھی علی بن محمد نے (رواۃ کے سلسلے سے) بیان کیا ہے کہ ابو ہاشم شام آئے اور محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس سے ملے اور کہا کہ مجھے ایک خبر معلوم ہے میں چاہتا ہوں کہ تمہیں بتادوں بشرطیکہ تم کسی سے اس کا ذکر نہ کرو اور وہ بات یہ ہے کہ خلافت جس کے لئے اور لوگ متوقع ہیں تمہارے خاندان کو حاصل ہوگی، محمد بن علی نے کہا میں اس بات کو پہلے سے جانتا ہوں آپ کسی دوسرے سے ہرگز اس کا ذکر نہ کریں۔

علی نے بیان کیا ہے کہ جب ابن الاشعث نے بغاوت کی اور اس کی اطلاع حجاج نے عبدالملک کو لکھ کر بھیجی تو اس نے خالد بن یزید کو بلایا اور اس واقعہ کی اطلاع دی۔ خالد نے کہا چونکہ یہ فتنہ بجستان سے شروع ہوا ہے اس لئے اس کا کوئی برا اثر تم پر نہ پڑے گا البتہ اگر یہ خراسان سے اٹھا ہوتا تو ہمیں خوف ہوتا۔

امام محمد بن علی بن عبداللہؓ بن عباسؓ نے یہ بات کہی تھی کہ ہمارے لئے تین وقت مقرر ہیں ایک ظالم یزید بن کی موت دوسرے ہجرت کے پہلی صدی کا ختم ہونا تیسرے افریقیہ کا فتنہ اس آخری موقع پر ہمارے داعی علی الاعلان ہمارے لئے تحریک کریں گے مشرق سے ہمارے انصار ایسی زبردست جماعت کے ساتھ آئیں گے کہ تمام مغرب ان کے گھوڑوں سے پر ہو جائے گا اور وہ ظالموں کے تمام خزانے پر قبضہ کرلیں گے۔

چنانچہ یہی ہوا کہ جب یزید بن ابی مسلم افریقیہ میں قتل ہو گیا اور بربر نے توڑ دی تو محمد بن علی نے ایک شخص کو خراسان روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ بہترین شخص کے لئے دعوت دے مگر کسی کا نام نہ لے۔

ابراہیم کو گرفتار کرنے کی کوششیں

اس سے پہلے ہم ان داعیوں کا ذکر کر چکے ہیں جن کو محمد بن علی نے خراساں بھیجا تھا، محمد بن علی کا انتقال ہوا اور بیٹے ابراہیم کو اپنا وصی مقرر کیا۔ ابراہیم نے ابوسلمہ حفص بن سلیمان سبیع کے مولی کو خراسان بھیجا اور تمام نقیبوں کو اس کے اطاعت کی ہدایت لکھ کر روانہ کی۔ انہوں نے ابراہیم کی ہدایت تسلیم کر لیں۔ ابوسلمہ کچھ روز خراساں میں قیام کرنے کے بعد ابراہیم کے پاس واپس آ گیا ابراہیم نے اسے پھر خراساں بھیجا اور اس مرتبہ ابومسلم کو بھی اس کے ہمراہ کیا۔ ہم ابومسلم کی کیفیت پہلے بیان کر چکے ہیں،

اس کے بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ مروان کے ہاتھ وہ خط آ گیا جو امام ابراہیم نے ابومسلم کے خط کے جواب میں ابومسلم کو خراساں لکھا تھا اور اس میں اسے حکم دیا تھا کہ خراساں میں جس قدر عربی بولنے والے ہوں ان کو قتل کر دے۔ اس خط کو پڑھ کر مروان نے اپنے والی مشق کو حکم بھیجا کہ وہ اپنے عامل بلقاء کو حمیمہ جانے کا حکم دے تا کہ وہ ابراہیم بن محمد کو گرفتار کر کے لائے اور پھر انھیں میرے پاس بھیجد یا جائے۔

عثمان بن عروہ بن محمد بن عمارؓ بن یاسر راوی ہے کہ حمیمہ میں ابوجعفر کے ساتھ مقیم تھا ان کے ساتھ ان کے دو بیٹے تھے میں ان دونوں کو دوڑا رہا تھا کہ اتنے میں ابوجعفر نے مجھ سے کہا کیا کر رہے ہو دیکھتے نہیں کہ ہم کس حال تک پہنچ گئے ہیں میں نے نظر اٹھائی تو، دیکھا کہ مروان کے ہرکارے ابراہیم بن محمد کی گرفتاری کے لئے موجود ہیں، میں نے کہا مجھے اجازت دیجئے تو ان کے مقابلہ کہ لئے باہر نکلوں، انھوں نے کہا بھلا تم عمار بن یاسر کے بیٹے ہو کر ہمارے گھر سے نکل جانا چاہتے ہو،

صبح کی نماز کے بعد انہوں نے مسجد کے دروازوں پر قبضہ کر لیا اور ان کے ساتھیوں کو مطمئن کرنے کے لئے پوچھا کہ ابراہیم بن محمد کہاں ہیں لوگوں نے کہا یہ موجود ہیں مروان کے سپاہیوں نے انکو گرفتار کر لیا۔

جب مروان نے ان لوگوں کو ابراہیم کی گرفتاری کا حکم دیا تھا تو ان کی شکل وصورت وہ بتائی تھی جو ابولعباس کی تھی جن کے متعلق اس نے کتابوں میں پڑھا تھا کہ اس شکل وہیت کا شخص ان کو قتل کرے گا، جب یہ سپاہی ابراہیم کو اس کے پاس لائے تو اس نے کہا یہ تو اس شکل کے نہیں ہیں جو میں نے بتائی تھی سپاہیوں نے جواب دیا کہ وہ علامات جو آپ نے بیان کی تھیں دوسرے میں نہیں پائی جائیں گی مروان نے ان کو پھر اسی شخص کی گرفتاری کے لئے روانہ کیا مگر ان لوگوں کو اس کی اطلاع ہو چکی تھی وہ بھاگ کر عراق جا چکے تھے۔

علی بن موسیٰ کا باپ راوی ہے کہ مروان نے ابراہیم بن محمد کی گرفتاری کیلیے اپنا ایک عہدیدار حمیمہ بھیجا اور اس سے ابراہیم کی صفات بیان کر دیں جب وہ شخص حمیمہ آیا تو اس نے ان صفات کو ابوالعباس عبداللہ بن محمد میں پایا مگر جب ابراہیم بن محمد سامنے آئے اور ان کو امان دی گئی تو لوگوں نے اس افسر سے کہا کہ آپ کو ابراہیم کی گرفتاری کا حکم دیا گیا ہے اور یہ تو عبداللہ ہیں چنانچہ جب یہ بات اس پر بھی ظاہر ہو گئی تو اس نے ابوالعباس کو چھوڑ دیا اور

ابراہیم کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے لیا۔

ابراہیم کا قاصر کو قتل کرنیکا ارادہ اور والد کا منع کرنا

کچھ بنی عباس اس کے ساتھ روانہ ہوئے، ابراہیم بھی روانہ ہوا اس کے ساتھ ان کی ایک ام ولد ابھی تھی جسے وہ بہت محبوب رکھتا تھا۔ ہم نے اس سے کہا کہ صرف یہ ایک آدمی ہے جو تمہاری گرفتاری کے لئے آیا ہے کیوں نہ ہم اسے قتل کر دیں اور پھر کوفہ کی طرف چلے جائیں، وہاں سب ہمارے طرفدار موجود ہیں وہ ہماری حمایت کریں گے، ابراہیم نے کہا آپکی مرضی، ہم نے کہا ذرا ٹھہرو ہمیں اس مقام پر پہنچنے دو جہاں سے عراق کو راستہ جاتا ہے، چنانچہ جب ہم اس جگہ آئے جہاں سے ایک راستہ عراق کو اور دوسرا جزیرہ جاتا تھا ہم وہیں ٹھہر گئے ابراہیم کا یہ دستور تھا کہ وہ رات بسر کرنے کے لئے اپنی ام ولد کے پاس ہم سے علیحدہ ہو کر چلے جاتے تھے جس کام کا ہم نے ارادہ کیا تھا اس کی اجازت کے لیئے ہم انکے پاس آئے انہیں آواز دی وہ باہر آنے کے لئے اٹھے مگر ان کی ام ولد انہیں لپٹ گئی اور کہا کہ یہ وقت آپ کے باہر جانے کا نہیں ہے اس ارادے کی کیا وجہ ہے انہوں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اس نے اصرار کیا اور کہا کہ جب تک مجھے آپ اپنے ارادے سے آگاہ نہ کر دیں گے میں آپ کو نہ جانے دوں گی، ابراہیم نے اپنا ارادہ اسے بتا دیا اس نے کہا کہ میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتی ہوں کہ آپ ہرگز اسے قتل نہ کریں ورنہ آپ کے تمام خاندان کو اس کا خمیازہ اٹھانا پڑے گا اگر آپ نے اسے قتل کر دیا تو مروان ان سب عباسیوں کو قتل کر دیگا جو حمیمہ میں ہیں اس نے اس وقت تک انھیں نہ چھوڑا جب تک کہ ان سے وعدہ نہ لے لیا وہ اس قاصد کو قتل نہیں کریں گے، اس کے بعد وہ نکل کر ہمارے پاس آئے اور یہ واقعہ سنایا ہم نے کہا آپ ہی بہتر جانتے ہیں۔

مروان کو دیا جانے والا ایک اہم مشورہ

عبدالحمید بن یحییٰ کا میر منشی راوی ہے کہ میں نے مروان سے کہا کیا آپ کو میری نیت پر شبہ ہے اس نے کہا نہیں میں نے کہا کیا اگر آپ ان سے رشتہ نکاح قائم کریں تو اس میں آپ کی توہین ہوگی اس نے کہا نہیں۔ میں نے کہا تو مجھے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ ان سے نکاح کر دیجئے اور خود ان کے یہاں نکاح کر لیجئے اس میں یہ فائدہ ہے کہ اگر ان کو کامیابی ہوئی تو اس تعلق کی وجہ سے آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور اگر آپ غالب آ گئے تو پھر بھی انکا داماد ہونا آپ کے لئے باعث عار نہیں ہوسکتا مروان نے کہا افسوس اسی بات کا ہے کہ ایسا نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ اسے پسند نہیں کرتے اگر مجھے معلوم ہوتا کہ وہ اس کے لئے تیار ہیں تو میں خود اس معاملے میں پہل کرتا۔

ابراہیم کا ابوالعباس کو اپنا خلیفہ مقرر کرنا

گرفتار ہونے کے بعد جب ابراہیم نے اپنے اہل وعیال کو اپنے بھائی ابوالعباس بن محمد کے ہمراہ کوفہ جانے کا حکم دیا اور انہوں نے ابراہیم کو رخصت کیا تو ابراہیم نے کہا کہ یہ میری تمہاری آخری ملاقات ہے کیونکہ میں

قتل کر دیا جاؤں گا اب تم سب لوگ ابوالعباس کی اطاعت وفرماں برداری کرنا ابراہیم نے اپنے بعد ابوالعباس کو اپنا خلیفہ مقرر کر دیا۔

اب ابوالعباس اپنے سارے خاندان کو لیکر کوفہ آیا جس میں عبداللہ بن محمد، داؤد عیسی، صالح، اسماعیل عبداللہ اور عبدالصمد، علی کے بیٹے اور یحییٰ بن محمد عیسی بن موسی بن محمد بن علی اور عبدالوہاب اور محمد ابراہیم کے بیٹے موسی بن داود اور یحییٰ بن جعفر بن تمام تھے ابوسلمہ نے ان کو ولید بن سعد مولی بنی ہاشم کے مکان میں اتارا جو بنی اود میں واقع تھا اور تقریباً چالیس دن تک اپنے تمام سرداروں اور شیعوں سے ان کی حالت کو چھپائے رکھا۔

مروی ہے کہ ابراہیم کی موت کے بعد ابوسلمہ نے آل ابوطالب کو خلافت دینے کا ارادہ کیا تھا۔

ابوالعباس کا کوفہ میں پوشیدہ رہنا

جبلہ بن فروخ اور ابوالسری وغیرہ نے یہ بات بیان کی کہ امام اپنے خاندان کے ساتھ کوفہ آ گئے ہیں مگر ابھی پوشیدہ ہیں اس پر ابوالجہم نے ابوسلمہ سے پوچھا ابوسلمہ نے انکار کیا اور کہا کہ وہ ابھی نہیں آئے ابوالجہم نے سخت اصرار سے بار بار سوال کیا ابوسلمہ نے کہا ابھی ان کی خروج کا وقت نہیں آیا ہے، اسی دوران ابوالعباس کے ایک خادم سابق الخوارزمی سے ابوحمید کی ملاقات ہوئی ابوحمید نے اس سے اس کے آقاؤں کو دریافت کیا اس نے کہا وہ سب کوفہ میں ہیں مگر ابوسلمہ نے ان کو اس کی حالت چھپانے کی ہدایت کر دی ہے، ابوحمید اسے ابوالجہم کے پاس لے آیا اس نے ابوالجہم سے بھی وہ خبر بیان کر دی اس نے ابوحمید کو سابق کے ساتھ بھیجا تھا کہ وہ ان کے قیام گاہ سے واقف ہو جائے،، ابوحمید وہاں جا کر واپس آیا اس مرتبہ ان کے ساتھ ابراہیم بن سلمہ ان کے ساتھیوں میں سے ایک اور شخص بھی اس کے ساتھ آیا ان دونوں نے ابوالجہم سے آ کر بیان کیا کہ امام محلہ بنی اود کے فلاں مکان میں ٹھہرے ہوئے ہیں [illegible] ان آنے کے بعد انہوں نے ابوسلمہ سے سو دینار مانگ بھیجے تھے مگر اس نے نہیں دیئے۔ یہ سنکر ابوالجہم، ابوحمید اور ابراہیم موسی بن کعب کے پاس آئے اور اس سے سارا واقعہ سنایا اور اسی وقت دو سو دینار امام کو بھیجد یئے اس کے بعد ابوالجہم ابوسلمہ کے پاس آیا اور پھر امام کے بارے میں پوچھا اس نے کہا ابھی انکے خروج کا وقت نہیں آیا کیونکہ اب تک واسطہ فتح نہیں ہوا ہے۔

ایک وفد کی ابوالعباس سے ملاقات

ابوالجہم نے موسی بن کعب کو آ کر سارا واقع سنایا اور یہاں سب کا مشورہ یہ ہوا کہ امام سے ملنا چاہئے چنانچہ موسی بن کعب، ابوالجہم، عبدالحمید بن ربعی، سلمہ بن محمد، ابراہیم بن سلمہ، عبداللہ الطائی اسحق بن ابراہیم شراحیل۔ عبداللہ بن سلام، ابوحمید محمد بن ابراہیم، سلیمان بن الاسود اور محمد بن الحصین امام سے ملنے چلے، ابوسلمہ کو ان کے جانے کی اطلاع ہوئی اس نے انہیں دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ اپنے کسی کام سے کوفے گئے ہیں، یہ جماعت ابوالعباس کے پاس آئی انکے پاس پہنچ کر انہوں نے پوچھا کہ تم میں عبداللہ بن محمد ابن الحارثیہ کون ہے لوگوں نے کہا یہ ہیں اس جماعت نے خلیفہ کے لقب سے ان کو سلام کیا۔

اس کے بعد موسیٰ بن کعب اور ابوالجہم واپس آ گئے، ابوالجہم نے دوسرے اپنے ساتھیوں کو امام کے پاس ٹھہرنے کی ہدایت کی، ابوسلمہ نے ابوالجہم سے پچھوایا کہ تم کہاں گئے تھے اس نے کہا کہ میں اپنے امام کے پاس گیا تھا یہ معلوم کر کے اب خود ابوسلمہ امام کے پاس آنے کے ارادے سے روانہ ہوا مگر اسکے جانے سے پہلے ہی ابوالجہم نے ابوحمید کو اطلاع دیدی کہ ابوسلمہ وہاں آ رہا ہے تم صرف تنہا ابوسلمہ کو امام کے پاس جانے کی اجازت دینا اس کے اور ساتھیوں کو باہر روک دینا۔ چنانچہ جب ابوسلمہ وہاں آیا تو اس کے دوسرے ساتھیوں کو اندر جانے سے روک دیا گیا اور صرف ابوسلمہ کو اندر جانے کی اجازت دی گئی اس نے ابوالعباس کے پاس جا کر خلیفہ کہکر ان کو سلام کیا جمعہ کے دن ابوالعباس ایک ابلق گھوڑے پر سوار ہو کر باہر نکلے اور نماز جمعہ میں امامت کی۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ابوسلمہ نے خلیفہ کہکر ابوالعباس کو سلام کیا تو ابوحمید نے طاقت کے طور پر کہا،، تجھ حرام زاد کے نہ چاہنے کے باوجود، مگر ابوالعباس نے ابوحمید کو ڈانٹا کہ خاموش رہو۔

ابوالعباس کی تقریر

بیعت کے بعد ابوالعباس منبر کے سب سے بلند حصے پر آ بیٹھے اور داؤد بن علی ان سے نیچے بیٹھا ،ابوالعباس نے اپنی تقریر میں کہا۔

> اس خدا کا شکر ہے کہ جس نے خوبی کے لحاظ سے اسلام کو اپنا دین بنایا اسے شرف اور عظمت دی، اسی دین کو ہمارے لئے پسند کیا ہم نے اس کی تائید کی، ہمیں اس کا اہل جائے پناہ اور قلعہ بنایا ہمیں اس کا قائم کرنے والا دفاع کرنیوالا اور مددگار بنایا۔ ہم پر یہ بات لازم کی کہ ہم اس سے ڈرنے کی دعوت دیتے رہیں صرف ہمیں اس کا سب سے زیادہ مستحق اور اہل قرار دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت کے شرف کے ساتھ خاص کیا ان کے اجداد سے ہمیں پیدا کیا انہیں کے خاندان میں ہمیں پیدا کیا اور خود ان کو ہمارے خاندان میں مبعوث فرمایا جو ہمارے دشمنوں کے لئے کڑوے اور ہم مسلمانوں پر نہایت ہی مہربان تھے ۔اللہ نے اسلام اور ان کی قرابت ہمارا مرتبہ بلند کر دیا اور اس کے لئے ناطق میں یہ آیت نازل فرمائی۔
>
> **انما یریداللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا**
>
> ترجمہ (اے اہل بیت (نبی) اللہ چاہتا ہے میل کچیل کو تم سے دور کر دے اور تم کو اچھی طرح پاک صاف کر دے) اس کے بعد اللہ نے فرمایا **قل لا اسئلکم اجراً الاالمَودۃ فی القربیٰ** (اے محمد کہہ دو کہ میں تم سے سوائے اپنے قرابت داروں کی دوستی کے اور کوئی اجر نہیں مانگتا) پھر فرمایا **ماافآء اللہ علی رسولہ من اھل القری فللہ وللرسول ولذی القربی والیتامی**
>
> (اہل ملک سے جو اخراج اللہ اپنے رسول کو دے اللہ کے لئے ہے اس کے رسول

کے لئے قراب داروں کے لئے اور یتیموں کے لئے ہے۔ پھر کہتا ہے۔

اعلموا انما غنمتم من شئی فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتامی.

(اے مسلمانوں تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ جو غنیمت تم کو ملے اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کا ہےاس کے رسول کا ہے قرابت داروں کا ہے اور یتیموں کا ہے) اس طرح اللہ عزوجل نے ہماری فضیلت بتادی اور ہمارے حق اور دوستی کو مسلمانوں پر واجب قرار دیا۔ ہماری عزت افزائی کی اور اپنے فضل سے خراج اور غنیمت میں ہمارا حصہ مقرر کردیا گمراہ سبائیہ فرقہ کا یہ خیال غلط ہے کہ ہمارے علاوہ دوسرے لوگ حکومت سیاست اور خلافت کے زیادہ مستحق ہیں اس کی توجیہ و تاویل کرتے کرتے ان کی صورتیں بدل گئیں۔ اے لوگو اللہ نے ہمارے ذریعہ گمراہی کے بعد لوگوں کو ہدایت دی جہالت کے بعد عقل دی۔ ہلاکت سے بچالیا حق کو ظاہر کیا باطل کو بالکل ختم کردیا ناقص کو کامل بنادیا اختلاف کو اتفاق سے بدل دیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو آپس میں ہمیشہ سے ایک دوسرے کے دشمن چلے آتے تھے وہ اپنی دنیا و دین میں ایک دوسرے کے ہمدرد خیر خواہ اور شفیق بن گئے۔ اور آخرت میں وہ ایک دوسرے کے بھائی کی طرح آمنے سامنے تخت پر بیٹھے ہونگے، اللہ نے یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو احسان اور عطا کے طور پر دی ان کے وصال کے بعد ان کے صحابہ حکومت کے وارث ہوئے جو باہمی مشورہ سے حکومت کرتے تھے انہوں نے دوسری اقوام کے ممالک فتح کر ڈالے ان کے تمام مال پر قبضہ کرلیا مگر ان کی تقسیم میں انہوں نے عدل کیا جہاں خرچ کا موقع تھا وہاں خرچ کیا باقی جو بچا اسے مستحقین کو دیدیا اور خود بھوکے رہے اپنے لیے کچھ نہیں لیا۔ ان کے بعد بنو حرب اور مروان نے دھوکہ سے حکومت پر قبضہ جمایا اور آپس میں ایک دوسرے کے حوالے کرتے آئے، حکومت میں ظلم شروع کیا خود ہر طرح کا نفع اٹھایا اور رعایا پر ظالم ڈھائے کچھ عرصہ کے لیئے انہیں اللہ نے ڈھیل دی اور جب وہ ان کی اصلاح کی جانب سے مایوس ہوگیا تو اس نے ہمارے ہاتھوں ان سے اپنا انتقام لیا اور ہمارا حق پھر ہمیں دیدیا۔ ہمارے ذریعے ہماری قوم کی پابچائی کی۔ اس نے ہماری مدد کی اور اسلئے ہماری حکومت قائم کردی تاکہ ہمارے واسطہ سے وہ ان پر احسان کرے جنکو اس سرزمین میں کمزور و حقیر سمجھا گیا تھا۔ جس طرح اللہ نے ہمارے خاندان سے اس کی ابتداء کی تھی اسی طرح آخر میں پھر اس نے ہمیں اس کا وارث بنادیا مجھے اللہ سے یہ امید ہے کہ اب اس گوشہ سے تم پر کوئی ظلم یا زیادتی نہ ہوگی جہاں سے تمہیں خیر پہنچتا رہا ہے اور جہاں سے ہمیشہ بھلائی حاصل ہوئی ہے وہاں سے اب خرابی یا بربادی تمہیں حاصل نہ ہوگی ہم اہل بیت صرف اللہ ہی سے توفیق طلب کرتے ہیں۔

اے کوفہ والو تم اس بات کے مستحق ہو کہ ہم تم تمہارے ساتھ محبت و اخلاص کے ساتھ پیش آئیں کیونکہ تم ہمارے حق کے اعتراف سے کبھی منحرف نہیں ہوئے اور ظالموں کے ظلم کے باوجود تم نے ہماری محبت کو گم نہ ہونے دیا اللہ کا احسان ہے کہ تم نے ہمارا عہد پالیا ہم تمہیں سب سے زیادہ خوش نصیب سمجھتے ہیں اور سب سے زیادہ تمہاری عزت کرتے ہیں۔ ہم نے تمہاری عطاء میں ایک سو دینار کا اضافہ کر دیا ہے اب جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ کیونکہ میں بڑا خون بہانے والا اقتال ہوں اور پورا انتقام لوں گا۔''

چونکہ سفاح بہت ہکلا تھا اس وجہ سے اس مقام پر پہنچ کر اسے اس قدر ہکلاہٹ شروع ہوئی کہ وہ تقریر جاری نہ رکھ سکا اور منبر پر ہی بیٹھ گیا

داؤد بن علی کی تقریر

اس کے بعد داؤد بن علی منبر پر چڑھا مگر سفاح سے کئی زینہ نیچے کھڑا ہوا اور اپنی تقریر شروع کی۔ ''اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے ہمارے دشمن کو ہلاک کیا اور ہمارے نبی محمد صلعم کی میراث پھر ہمیں عطا فرمائی اے لوگو دنیا پر جو ظلمت طاری تھی آج اٹھ گئی اس کا پردہ کھل گیا ہے زمین و آسمان منور ہو چکے ہیں آفتاب مشرق سے طلوع ہو چکا ہے چاند اپنے مطلع سے بلند ہو چکا ہے کمان اس کے بنانے والے کے ہاتھ آ گئی ہے تیر اپنے چلّے میں واپس آ گیا ہے اور حق اپنے اصلی جگہ یعنی تمہارے نبی ﷺ کی اہل بیت میں جو تم پر عنایت و مہربانی کرنیوالے ہیں کے پاس پھر واپس آ گیا ہے اے لوگو ہم حکومت حاصل کرنے اسلئے نہیں اٹھے کہ اپنی دولت کو زیادہ کریں۔ اپنی جائداد بڑھائیں نہریں کھودیں اور عالیشان محل تعمیر کریں بلکہ جب انہوں نے ہمارے حقوق کو پامال کیا ہمارے چچازاد بھائیوں پر مظالم کیے ہمیں سخت غیرت آئی اور ان حالات کو ہم برداشت نہ کر سکے اسی طرح جو سلوک انہوں نے تمہارے ساتھ کیا اور جو درگت تمہاری بنائی جس بری حالت تم پہنچ گئے تھے ان تمام باتوں کی وجہ سے ہمیں اپنے بستروں پر چین نہیں آتا تھا۔

بنی امیہ نے جو طرز عمل تمہارے ساتھ روا رکھا جس طرح انہوں نے تم کو کھلونا سمجھ کر تم سے بازی گری کی تم کو ذلیل کیا۔ تمہاری آمدنی صدقات اور مال غنیمت پر خود قبضہ کر لیا اس کی وجہ سے ہم سخت پیچ و تاب کھاتے رہے اور اب ہم اللہ اور اس کے رسول اور عباس رحمتہ اللہ کے واسطے اپنے اوپر یہ ذمہ لیتے ہیں کہ اس معاملہ میں ہم ہر خاص و عام کے ساتھ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق عمل کریں۔

بنی حرب، بنی امیہ اور بنی مروان ہلاک ہوں کیونکہ انہوں نے اپنے عہد میں دنیائے فانی کو آخرت باقی پر ترجیح دی جسکی وجہ سے انہوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا اللہ کی مخلوق مظالم کے

محارم کو توڑ دیا جرائم کیے، بندوں کے ساتھ اپنے طرز حکومت میں جور کیا جن علاقوں سے لذت حاصل کی انہیں پر ظلم کیے، بوجھوں کی گٹھڑی اٹھائی اور برائیوں کی چادر اوڑھی، گناہ کر کے اکڑتے تھے اور اللہ کی آہستہ مگر سخت گرفت کی طرف سے آنکھ بند کر کے اور اللہ کی چال سے بے خوف ہو کر گمراہی کے میدان میں گھوڑے دوڑاتے تھے کہ اتنے میں رات کہ وقت جبکہ وہ سو رہے تھے اچانک اللہ کا غضب ان پر نازل ہوا وہ اس طرح برباد ہوئے کہ افسانہ بن کر رہ گئے ان کے پرزے پرزے ہو گئے اور بے شک ظالموں کے لئے تباہی پہلے سے لکھی ہوئی تھی۔

اللہ تعالی نے مروان پر ہمیں مسلط کر دیا اگر چہ اپنے غرور کی وجہ سے وہ اللہ کی گرفت سے بالکل بے خطر تھا چونکہ اس اللہ کے دشمن کے گلے کی رسی دراز تھی اس لئے وہ اس وقت تو بچ کر نکل گیا اور اس نے یہ گمان کیا کہ ہم اس پر قابو نہیں پا سکتے اس نے اپنی جماعت کو بلایا اور اپنی تمام تدابیر سے کام لیا اور اپنے لشکر کے دستوں کو مقابلے پر بڑھایا مگر یہ سب تدبیریں بیکار ہوئیں اس نے اپنے چاروں طرف اللہ کی شوکت وسطوت اور گرفت کو محیط پایا جس نے اس کے دعوے باطل اور گمراہ کن خیالات کا قلع قمع کر دیا اور وہ ہر طرف سے بربادی کے حلقہ میں گھر گیا اللہ نے ہماری عزت اور شرافت کو بلند کر دیا ہمیں ہمارا حق وراثت واپس دلایا۔''

اے لوگو امیر المؤمنین (اللہ ان کی ہمیشہ مدد کرتا رہے) نماز کے بعد پھر منبر پر آ کر اپنی تقریر پوری کریں گے کیونکہ وہ جمعہ کے خطبے میں اور باتوں کو بیان کرنا نہیں چاہتے علاوہ ازیں سخت ہلکے پن کی وجہ سے بھی وہ اپنی تقریر پوری نہیں کر سکے آپ اللہ سے ان کی سلامتی اور عافیت کی دعا مانگیں کیونکہ اللہ نے انکو اس مروان کی جگہ آپ امیر المؤمنین بنایا ہے جو اللہ کا دشمن شیطان کا جانشیں تھا جو ان کمینوں کا پیرو تھا جنہوں نے امن کے بعد سرزمین خدا پر فساد برپا کیا اس طرح کہ اس کے دین کو بدل دیا مسلمانوں کے حریم کی پردہ دری کی، موجودہ امیر المؤمنین اگر چہ جوان ہیں مگر ان میں ادھیڑ عمر والوں کی عقل اور تجربہ ہے۔ برباد ہیں اپنے ان نیک اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہیں جنھوں نے ہدایت اور تقوی کے راستے اور طریقے بتا کر بربادی کے بعد دنیا کی اصلاح کی ہے۔

اس پر تمام لوگوں نے ابوالعباس سفاح کے لئے دعا مانگی، پھر داؤد نے کہا

''اے اہل کوفہ ہم پر ہمیشہ ظلم ہوتا رہا ہمارا حق ہم سے چھین لیا گیا تھا یہاں تک کہ اللہ نے اہل خراساں کو ہمارا حامی بنایا ان کے ذریعے ہمارا حق ہمیں ملا۔ ہمارا خلافت کا حق آشکار ہوا اور ہماری حکومت سے ان کو قوت ملی اور اللہ نے وہ بات دکھادی جس کا تمہیں شوق تھا اور جس کا تم کو ہر وقت انتظار تھا اور وہ یہ کہ ایک ہاشمی کو اب تمہارا خلیفہ مقرر کیا جس سے تم سرخرو ہو گئے اہل شام پر تمہیں مسلط کر دیا اور سلطنت تم کو دیدی اور تم کو ایسا امام عطا فر

مایا جسے اللہ نے عدالت اور حسن تدبیر دونوں سے بہرہ اندوز کیا ہے اس پر تمہیں اللہ کا شکر کرنا چاہئے ہماری فرماں برداری کو اپنے اوپر لازم کرلو اور خود اپنے خلاف کوئی دھوکہ یا فریب نہ کرو کیونکہ ہماری حکومت دراصل تمہاری حکومت ہے، ہر خاندان کا ایک شہر ہوتا ہے ہم تم کو اپنا شہر سمجھتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امیر المؤمنین علی بن ابی طالب یا ان عبداللہ بن محمد (اس طرف ہاتھ کا اشارہ کرکے) اس کے علاوہ اور کوئی خلیفہ جائز منبر پر تقریر کرنے کے لئے نہیں کھڑا ہوا تم لوگوں کو معلوم رہے کہ اب یہ حکومت ہمارے ہی خاندان میں رہے گی یہاں تک کہ ہم خود اسے حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کے سپرد کریں گے، جو مصائب ہم پر گزرے اور اب جو نعمت ہمیں حاصل ہوئی ہے ہم اس پر رب العالمین کا شکر ادا کرتے ہیں۔''

ابو جعفر کا بیعت لینا

اس کے بعد ابو العباس منبر سے اتر آئے داؤد بن علی ان کے آگے آگے تھا یہ مقام مقصورہ میں آگئے پھر ابو جعفر کو بیعت کے لئے سب کے سامنے مسجد میں بٹھایا گیا، بیعت لیتے لیتے عصر کی نماز کا وقت آ گیا انہوں نے عصر کی نماز پڑھائی اور پھر مغرب کی نماز بھی پڑھائی اب رات ہوگئی اور یہ قصر میں چلے آئے۔

ابو جعفر کے بیعت لینے کی دوسری روایت

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس زمانے داؤد بن علی اور اس کا بیٹا موسیٰ دونوں عراق یا کسی اور ملک میں ٹھہرے ہوئے تھے یہ دونوں شراۃ جا رہے تھے کہ دومۃ الجندل میں ابو العباس کی ان سے ملاقات ہوئی جو کوفہ جا رہے تھے ان کا بھائی ابو جعفر عبداللہ بن محمد، عبداللہ بن علی عیسیٰ بن موسیٰ یحییٰ بن جعفر بن تمام بن العباس اور کچھ غلام ان کے ہمراہ تھے، داؤد نے ان سے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے اور کیا قصہ ہے ابو العباس نے سارا قصہ سنایا اور بتایا کہ ہم کوفہ جا رہے ہیں تا کہ وہاں اپنی تحریک کو علی الاعلان شروع کریں، داؤد نے کہا اے ابو العباس تم کوفہ جا رہے ہو حالانکہ مروانیوں کا سرخیل مروان بن محمد اہل شام وجزیرہ کو لئے ہوئے حران میں عراق کے سر پر بیٹھا ہوا ہے اور خود عراق میں عربوں کا بڑا سردار یزید بن عمر ہبیرہ عربوں کے مرکز میں موجود ہے ان حالات میں تمہیں کامیابی کی کیا امید ہوسکتی ہے، ابو العباس نے کہا جس نے زندگی کو محبوب رکھا وہ ذلیل ہوا پھر اس نے تمثیلاً اعشیٰ کا یہ شعر پڑھا۔

نــمــامیتــہُ ان متُّھــا غیــر عــاجــز
بــعــار ازا مــا غــالــت الــنــفــس غــولھــا

جب لوگ موت کے خوف سے مرغوب ہو رہے ہوں انہی جنگ میں

اگر میں عزت سے جان
دیدوں چاہے وہ کیسی ہی موت ہو اس موت میں کوئی عار نہیں''۔
یہ سن کر داؤد بن علی نے اپنے بیٹے موسیٰ کی طرف دیکھا اور کہا بخدا تمہارا بھائی سچا ہے مجھے اسی کے ساتھ لے چلو سب زندہ رہیں گے تو عزت سے مریں گے تو عزت سے، چنانچہ یہ سب کوفے پلٹے۔
جب حمیمہ سے کوفے آنے کے ارادے سے اس جماعت کی روانگی کو عیسیٰ بن موسیٰ یاد کرتا تو کہا کرتا تھا کہ صرف چودہ آدمی تھے جو اپنے گھر بار کو چھوڑ کر ہمارے اعلیٰ مقصد کو حاصل کرنے کے لئے نکلے تھے ان کی ہمت بڑی حوصلے بلند اور دل جری تھے۔

۱۳۲ ہجری کے بقیہ واقعات

ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن علی کی بیعت کی مزید تفصیل

ابوالعباس کی بیعت کے متعلق مذکورۂ بالا بیان کے علاوہ درج ذیل روایت یہاں بیان کی جاتی ہے۔
جب ابوسلمہ کو معلوم ہوا کہ مروان نے امام ابراہیم بن محمد کو قتل کر دیا تو اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ آپ بنی العباس کے لئے کوشش شروع کی جائے ان کے علاوہ دوسروں کی دعوت کے خیال کو اس نے اپنے دل میں چھپائے رکھا اپنے ساتھیوں اور اہل بیت کے ساتھ ابوالعباس کوفے آئے ابوسلمہ نے انہیں بنی اود میں ولید بن سعد کے گھر میں ٹھہرایا جب کبھی ابوسلمہ سے امام کے متعلق پوچھا جاتا تو وہ یہی کہتا کہ جلدی مت کرو ابھی وقت نہیں آیا ہے۔
کچھ عرصہ تک وہ اسی اصول پر کاربند رہا اس زمانے میں وہ حمام اعین پر واقع اپنی چھاؤنی میں مقیم تھا ایک دن ابوحمید کناسے جا رہا تھا کہ اسے امام ابراہیم کا ایک ملازم سابق الخوارزمی راستے میں ملا چونکہ ابوحمید امام سے ملنے شام جایا کرتا تھا۔ اس لئے اس ملازم کو پہچانتا تھا اس نے پوچھا کہ امام ابراہیم کیسے ہیں اس نے جواب دیا کہ امام ابراہیم کو مروان نے دھوکے سے قتل کر دیا ہے انہوں نے اپنے بھائی ابوالعباس کو اپنے بعد اپنا وصی اور جانشیں مقرر کیا۔ اور وہ اپنے تمام اہل بیت کے ساتھ کوفے آ گئے ہیں ابوحمید نے اس ملازم سے کہا تم مجھے ان کے پاس لے چلو چونکہ سابق نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا کہ وہ ان کے علم کے بغیر کسی اور کو ان کا پتا دے اس وجہ سے اس نے ابوحمید سے کہا کہ آپ کل اسی جگہ پر مجھ سے ملئے پھر میں اس کا جواب دوں گا۔ حسب وعدہ دوسرے دن ابوحمید اسی جگہ آیا اور وہاں اسے سابق ملا۔ پھر سابق اسے ابوالعباس اور انکے اہل بیت کے پاس لایا جب یہ مکان کے اندر آیا تو اس نے پوچھا کہ آپ میں خلیفہ کون ہیں داؤد بن علی نے ابوالعباس کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ تمہارے امام اور خلیفہ ہیں، ابوحمید نے خلیفہ کہکر ان کو سلام کیا، ان کے ہاتھ پاؤں چومے اور کہا کہ جو حکم ہو ہمیں دیجئے۔ نیز اس نے ابوالعباس سے امام ابراہیم کے قتل کی تعزیت کی۔
ابراہیم بن سلمہ بھیس بدل کر ابوسلمہ کی چھاؤنی میں آیا اور ابوجہم سے ملا جب ابوالجہم نے اس سے راز

کا پوشیدہ رکھنے کا وعدہ کرلیا تو اس نے کہا کہ میں ابوالعباس اوران کہ اہل بیت کا قاصد ہوں فلاں فلاں صاحب ان کے ساتھ ہیں اور وہ فلاں مکان میں مقیم ہیں۔ انہوں نے ان اونٹوں کا کرایہ دینے کے لئے جن پر سوار ہوکر وہ یہاں آئے ہیں ایک سو دینار ابوسلمہ سے مانگ بھیجے تھے مگر اس نے اب تک نہیں بھیجے۔ اتنے میں ابوحمید بھی ابوجہم کے پاس آ گیا۔ اور اس نے امام کے آنے کا سارا واقعہ اسے بتایا ابوجہم ابوحمید مع ابراہیم بن سلمہ کے موسیٰ بن کعب کے پاس آئے ابوجہم نے اسے سارا واقعہ سنایا اور ابراہیم بن سلمہ نے جو اطلاع دی تھی وہ بھی بیان کردی، موسیٰ بن کعب نے ابوجہم کو حکم دیا کہ سب سے پہلے وہ رقم فوراً بھیج دی جائے۔ چنانچہ ابوجہم اس کے پاس سے واپس آیا اس نے مطلوبہ دینار ابراہیم کے حوالے کئے اسے ایک خچر پر سوار کردیا اس کے ساتھ دو۲ اور آدمی روانہ کردیئے جو اسے کوفہ تک پہنچا آئے۔

جب تمام فوج میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ مروان نے امام ابراہیم کو قتل کردیا ہے تو ابوجہم نے ابوسلمہ سے کہا اگر وہ قتل ہوگئے تو اب ان کے بھائی ابوالعباس ان کے بعد خلیفہ اور امام ہیں مگر ابوسلمہ نے اس تجویز کو مسترد کردیا اور ابوجہم کو حکم دیا کہ چونکہ لوگ فتنہ وفساد برپا کرنا چاہتے ہیں تم ابوحمید کو کوفہ مت جانے دو اس واقع کے دوسری رات کو ابراہیم بن سلمہ ابوالجہم اور موسیٰ بن کعب کے پاس آیا ان سے آکر ابوالعباس اوران کے اہل بیت کا پیغام پہنچایا وہ اس رات تمام سرداران فوج اور شیعوں سے ملتا رہا اب یہ سب موسیٰ بن کعب کے قیان گاہ میں جمع ہوگئے۔ اس مجلس میں ابوحمید بن ربعی، سلمہم بن محمد، عبداللہ الطائی، اسحٰق بن ابراہیم شراحیل اور عبداللہ بن بسام وغیرہ فوجی سردار شریک تھے سب کا مشورہ یہی ہوا کہ ابوالعباس اوران کے اہل بیت سے جا کر ملیں۔ دوسرے دن یہ پوشیدہ طور پر علیحدہ علیحدہ کوفہ آئے موسیٰ بن کعب، ابوالجہم اور ابوحُمید جس کا اصلی نام محمد بن ابراہیم ہے اس جماعت کے نمائندے تھے یہ سب ولید بن سعد کے مکان آکر ابوالعباس کی جماعت کے پاس آئے موسیٰ بن کعب اور ابوالجہم نے ابوالعباس کو دریافت کیا لوگوں نے اشارے سے ان کو بتادیا ان سب نے ان کو سلام کیا۔ امام ابراہیم کی موت پر تعزیت کی اور پھر اپنی فوج میں چلے آئے مگر ابوحمید، ابومقاتل۔ سلیمان بن الاسود، محمد بن الحسین محمد بن الحارث نھار بن حصین، یوسف بن محمد اور ابوہریرہ محمد بن فروخ کو ابوالعباس کے پاس چھوڑ آئے۔

چونکہ ابوسلمہ کو ابوالجہم کے کوفے جانے کی خبر مل چکی تھی اس نے ابوجہم سے بلا کر پوچھا کہ تم کہاں تھے؟ ابوجہم نے کہا میں اپنے امام کے پاس تھا اتنا کہہ کر وہ باہر آ گیا اس نے فوراً حاجب بن صدان کو بلا کر کوفے بھیجا اور کہا کہ ابوالعباس کے پاس جاؤ اوران کو خلیفہ کہہ کر سلام کرو، نیز اس نے ابوحمید اور اس کے دوسرے ساتھیوں کی طرف بھیجا کہ اگر ابوسلمہ اگر وہاں آئے تو صرف تنہا اسی کو اندر جانے دینا اگر وہ اندر آئے اوران کے ہاتھ پر بیعت کرے تو خیر ورنہ وہیں اس کا سر اڑا دینا۔

اگلے کچھ ہی دیر بعد ابوسلمہ وہاں پہنچا اکیلا امام کے پاس آیا اور خلیفہ کہہ کر ابوالعباس کو سلام کیا، ابوالعباس نے حکم دیا کہ تم اپنی چھاؤنی میں واپس جاؤ وہ اس رات پلٹ آیا۔

صبح ہوتے ہی لوگوں نے ہتھیار تن زیب کئے اور ابوالعباس کے خروج کے انتظار میں صف بستہ ہوگئے

،لوگ ابوالعباس کے پاس سواری کے جانور لے آئے یہ اپنے اہل بیت کے ساتھ ان پر سوار ہو کر جلوس کی شکل میں ۱۲ ربیع الآخر بروز جمعہ کوفے کے سرکاری محل میں داخل ہوئے۔ پھر سرکاری محل سے مسجد آئے منبر پر چڑھے اپنی تقریر میں حمد و ثنا کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظمت اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فضیلت بیان کی پھر ولایت و وراثت کو بیان کرتے ہوئے ان کا سلسلہ اپنے اوپر ختم کیا لوگوں سے حسن سلوک کا وعدہ کیا اور پھر خاموش ہو گئے ان کے بعد پھر داؤد بن علی نے ان سے تین درجے نیچے کھڑے ہو کر تقریر شروع کی حمد وثنا کے بعد کہا، اے لوگو تمہارے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان صرف دو خلیفہ ہوئے ایک حضرت علیؓ اور دوسرے یہ ابوالعباس جو میرے پیچھے بیٹھے ہیں۔ اس کے بعد دونوں منبر سے اتر آئے۔

قصر امارت سے نکل کر خود ابوالعباس نے حمام اعین میں ابوسلمہ کی چھاؤنی میں پڑاؤ ڈالا اور اس کے کمرے میں ٹھہرے دونوں کے درمیان ایک پردہ حائل کر دیا گیا، اس وقت عبداللہ بن بسام ابوالعباس کا حاجب تھا ،ابوالعباس نے کوفے اور اس کے علاقے پر اپنے چچا داؤد بن علی کو اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ اپنے دوسرے چچا عبداللہ بن علی کو ابوعون بن یزید کے پاس بھیجا۔ اپنے بھتیجے عیسیٰ بن موسیٰ کو حسن بن قحطبہ کے پاس بھیجا جس نے اس وقت واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کر رکھا تھا یحییٰ بن جعفر بن تمام بن عباس کو حمید بن قحطبہ کے پاس مداین بھیجا ۔ ابوالیقظان عثمان بن عروہ بن محمد بن عمار بن یاسر کو بسام بن ابراہیم بن بسام کے پاس اہواز بھیجا۔ سلمہ بن عمرو بن عثمان کو مالک بن طریف کے پاس بھیجا، خود ابوالعباس اسی چھاؤنی کئی ماہ تک ٹھہرے رہے پھر وہاں سے روانہ ہو کر قصر کوفہ کے مدینۃ الہاشمیہ میں ٹھہرے کوفے منتقل ہونے سے پہلے ہی، ابوسلمہ کے ساتھ ابوالعباس کے سلوک میں فرق پڑ گیا تھا جس سے خود ابوسلمہ بھی واقف ہو چکا تھا۔

اس سال مروان بن محمد کو زاب پر شکست ہوئی

جنگ زاب

مروان سے مقابلے کی تیاریاں

قحطبہ نے ابوعوان عبدالملک بن یزید الازدی کو نہاوند سے شہرزور بھیجا اس نے وہاں عثمان بن سفیان کو قتل کر دیا اور خود موصل کی ایک سمت آ کر ٹھہر گیا، جب مروان کو عثمان کے قتل کی خبر معلوم ہوئی وہ حران سے روانہ ہو کر اپنے راستے کی ایک قیام گاہ میں آ کر ٹھہر گیا اور پوچھا کہ اس منزل کا کیا نام ہے لوگوں نے کہا بلوئی۔ مروان نے کہا مروان نے کہا علوی اور بشریٰ ہے، اس مقام سے روانہ ہو کر وہ راس العین ہوتا ہوا موصل آیا دجلہ پر پڑاؤ کیا اور اپنے سامنے ایک خندق کھود لی۔ دوسری جانب سے ابوعون دریائے زاب پر آ کر ٹھہرا۔ ابوسلمہ نے عینیہ بن موسیٰ مہنال بن قمان، اور اسحٰق بن طلحہ کو تین تین ہزار فوج کے ساتھ ابوعون کی مدد کے لئے بھیجا۔

اپنی خلافت کے اعلان کے بعد ابوالعباس نے سلمہ بن محمد کو دو ہزار فوج کے ساتھ عبداللہ الطائی کو پندرہ

سو کے ساتھ عبدالحمید بن ربعی الطائی کو دو ہزار کے ساتھ اور وداس نھلہ کو پانچ سو کے ساتھ ابوعون کی مدد کے لئے روانہ کیا پھر ابوالعباس نے اپنے اہل خاندان کو مخاطب کر کے پوچھا کہ آپ میں سے کون مروان کے مقابلہ پر جانا چاہتا ہے عبداللہ بن علی نے کہا میں تیار ہوں ابوالعباس نے اللہ کی برکت کی دعا دے کر ان کو روانہ کیا عبداللہ بن علی ابوعون کے پاس آیا اس کے آتے ہی اس نے اپنے خیمے مع تمام ساز وسامان کے اس کے حوالے کر دیئے عبداللہ بن علی نے حیاش بن حبیب الطائی کو اپنے محافظ دستے پر مقرر کیا نصیر بن المختفر کو اپنا پہرے دار بنایا تیز ابوالعباس نے موسیٰ بن کعب کو تیس آدمیوں کے ساتھ ڈاک کے ذریعہ عبداللہ بن علی کے پاس بھیجدیا۔

عینیہ کا دریا عبور کر کے مروان کے پڑاؤ پر حملے

۲۔ جمادی الثانی ۱۳۲ھ کو عبداللہ بن علی نے دریا کی گہرائی دریافت کی چنانچہ دریائے زاب میں ایک پایاب مقام ہم دست ہو گیا۔ اس نے عینیہ بن موسیٰ کو دریا عبور کرنے کا حکم دیا عینیہ پانچ ہزار فوج کے ساتھ دریا کو عبور کر کے مروان کے پڑاؤ پر حملہ آور ہوا شام تک فریقین لڑتے رہے جنگ کے لئے آگ کے الاؤ روشن کر دیئے گئے تھے اب دونوں فریقوں نے لڑائی ختم کر دی اور عینیہ اسی پایاب مقام سے دریا کو عبور کر کے پھر عبداللہ بن علی کے پڑاؤ میں چلا آیا۔

صبح کو مروان نے دریا پر پل باندھا اور اپنے بیٹے عبداللہ کو حکم دیا کہ وہ عبداللہ بن علی کے پڑاؤ کی نچلی جانب جائے اور وہاں خندق کھود کر مورچہ زن ہو جائے اس کے مقابلے پر عبداللہ بن علی نے مخارق بن غفار کو چار ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ یہ عبداللہ بن علی کے پڑاؤ سے پانچ میل کے فاصلے پر مورچہ زن ہوا، عبداللہ بن مروان نے ولید بن معاویہ کو اس کے مقابلے پر بھیجا۔ دونوں میں لڑائی ہوئی جس میں مخارق کی فوج نے شکست کھائی ان میں سے کچھ قید کر لئے گئے اور کچھ مارے گئے۔ ولید نے ان کو عبداللہ کے پاس بھیجدیا اور اس نے مقتولین کے سروں کے ساتھ انہیں مروان کے پاس بھیجدیا، مروان نے حکم دیا کہ کسی قیدی کو میرے سامنے لاؤ مخارق کو اس کے پاس لائے یہ کمزور جسم والا تھا مروان نے پوچھا تم مخارق ہو اس نے کہا نہیں میں تو فوج کے غلاموں میں ہوں، مروان نے کہا کہ کیا تم مخارق کو پہچانتے ہو اس نے کہا کہ جی ہاں مروان نے کہا کہ اچھا یہ سر دیکھ کر پہچانو اس نے ایک سر کو دیکھ کر کہا یہ مخارق ہے، مروان نے اسے رہا کر دیا مروان کے کسی ساتھی نے جب مخارق کو دیکھا جسے وہ پہچانتا نہیں تھا۔ تو کہنے لگا اللہ ابومسلم کا برا کرے وہ کس قدر رذیل لوگوں کو ہم سے لڑانے لایا ہے۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مروان نے مخارق سے پوچھا کہ کیا تم مخارق کو دیکھ کر پہچان لو گے کیونکہ مقتولین کے جو سر ہمارے پاس آئے ہیں ان کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ان میں مخارق کا سر بھی ہے اس نے کہا جی ہاں، مروان نے سروں کو اس کے سامنے لانے کا حکم دیا اس نے دیکھ کر کہا کہ ان میں مجھے مخارق کا سر نظر نہیں آتا اور میرا خیال ہے کہ وہ بھاگ گیا، مروان نے اسے چھوڑ دیا۔

جب عبداللہ بن علی کو مخارق کی شکست کی خبر ہوئی تو موسیٰ بن کعب نے اسے مشورہ دیا کہ اس سے پہلے کہ یہ شکست خوردہ فوج ہمارے پڑاؤ میں آئے اور اس کی وجہ سے مخارق کی شکست کا واقعہ ساری فوج کو معلوم ہو آپ

خود مروان کے مقابلے پر نکلیں عبداللہ بن علی نے محمد بن صول کو بلا کر اسے فوج کے پڑاؤ پر اپنا جانشین مقرر کیا اس کے میمنے پر ابو عوان اور میسرے پر مروان ابو ولید بن معاویہ چلے۔

مروان کے لشکر پر حملہ اور فتح

مروان کے ساتھ تین ہزار تحمرہ کے باشندے تھے، وہ کانیہ صحصیہ اور راشدیہ جماعتیں تھیں جب دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا تو مروان نے عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز سے کہا کہ اگر آج زوال آفتاب کے بعد وہ ہم سے لڑے تو ہم ہمیشہ کے لئے ان کا خاتمہ کر دیں گے اور اگر زوال آفتاب سے پہلے وہ ہم سے لڑ پڑے تو پھر ہماری تباہی یقینی ہے۔ مروان نے صلح کے لئے عبداللہ بن علی کے پاس سفیر بھیجے مگر عبداللہ اس کی چال میں نہیں آیا اور اس نے کہا کہ وہ جھوٹا ہے ہم زوال آفتاب سے پہلے ہی اپنے لشکر سے اسے پامال کر دیں گے انشاء اللہ، مروان نے شامیوں کو ہدایت کی کہ زوال سے پہلے وہ خود جنگ کی ابتداء نہ کریں بلکہ چپ کھڑے رہیں وہ خود آفتاب کو دیکھنے لگا اتنے میں اس کے داماد ولید بن معاویہ بن مروان نے حملہ کر دیا مروان کو اس حرکت پر بہت طیش آیا اس نے اسے برا بھلا کہا ابن معاویہ یہ عبداللہ بن علی کے میمنہ سے لڑنے لگا ابو عون عبداللہ بن علی کی طرف پسپا ہونے لگا، اس پر موسیٰ بن کعب نے عبداللہ سے کہا کہ آپ تمام فوج کو حکم دیجئے کہ وہ گھوڑوں سے اتر پڑے۔

چنانچہ اعلان کر دیا گیا کہ سب لوگ پیدل ہو جائیں سب لوگ پیدل ہو گئے اپنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر انھوں نے نیزے تان لئے اور دشمن سے لڑنے لگے تھوڑی دیر میں لڑائی کا یہ رنگ پلٹا کہ اہل شام پیچھے ہٹنے لگے گویا کہ وہ دفاع کر رہے ہیں عبداللہ پا پیادہ آگے بڑھا اور کہتا جاتا تھا اے اللہ وہ کب موقع آئے گا کہ ہم تیرے حق کے خاطر ان گمراہوں کو جی بھر کر قتل کریں گے، دوسری طرف سے اہل خراساں نے للکارا ابراہیم کا بدلہ لو یا محمد یا منصور اب نہایت خونریز لڑائی ہونے لگی مروان نے بنی قضاعہ سے کہا کہ تم اتر پڑو اور انھوں نے جواب دیا کہ تم بنی سلیم کو حکم دو کہ وہ پیدل ہو جائیں اس نے سکاسک سے کہلا کر بھیجا کہ حملہ کرو انھوں نے جواب دیا کہ تم بنی عامر کو حکم دو کہ حملہ کریں، اب اس نے بنی سکون کی طرف پیغام بھیجا کہ حملہ کرو انھوں نے جواب دیا کہ غطفان سے کہو کہ وہ حملہ کریں اب اس نے خاص محافظ دستے کے سردار کو پیدل ہو جانے کا حکم دیا اس نے اس کی بجا آوری سے انکار کیا اور کہا کہ میں ان کے نیزوں کا نشانہ بننا نہیں چاہتا۔ مروان نے کہا کہ میں تم کو اس کی سزا دوں گا اس نے کہا کہ میں تو چاہتا ہوں کہ کاش تم کو اس کی قدرت بھی نصیب ہو جائے۔

اس کے بعد ہی شامیوں کو شکست ہوئی مروان بھاگا اور اس نے پل توڑ دیا چنانچہ جس قدر جنگ میں مارے گئے ان سے کہیں زیادہ لوگ دریا میں غرق ہو گئے ابراہیم بن ولید بن عبدالملک بھی ڈوب گیا عبداللہ بن علی کے حکم سے دریائے زاب پر پھر پل باندھا گیا اور ڈوب جانے والوں کی لاشیں نکالی گئیں ان میں ابراہیم بن ولید عبدالملک بھی تھا، اس موقع پر عبداللہ بن علی نے یہ آیت تلاوت کی (**واذ فرقنا بکم البحر فانجینا کم واغرقنا آل فرعون وانتم تنظرون**)

(ترجمہ) ''اور جب ہم نے دریا کہ ذریعے تم کو علیحدہ کر دیا تو ہم نے تمھیں بچالیا اور تمھارے سامنے آل فرعون کو

غرق کر دیا''۔

فتح کی خبر ابو العباس کے پاس

اس فتح کے بعد عبداللہ بن علی سات دن تک اپنی اسی چھاؤنی میں ٹھہرا رہا امیر المؤمنین ابو العباس کو فتح کی خوشخبری اور مروان کے بھاگنے اطلاع دی اور مروان کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا اس میں بے شمار اسلحہ ساز و سامان اور نقد و جنس اس کے ہاتھ آیا عورتوں میں صرف ایک لونڈی ملی جو عبداللہ بن مروان کی تھی۔

جب ابو العباس کے پاس عبداللہ بن علی کا خط پہنچا دو رکعت نماز شکر ادا کی اور پھر یہ آیت فرمائی (**فلما فصل طالوت بالجنود قال ان الله مبتليكم بنهر** (کے قول) **وعلمه مما يشاء** تک) پڑھی جن سپاہیوں نے اس جنگ میں حصہ لیا تھا انھیں پانچ پانچ سو درہم انعام کے طور پر دیئے اور ان کی تنخواہ اسی درہم کر دی۔

مروانیوں کی پسپائی کی ایک اہم وجہ

عبدالرحمٰن بن امیہ کہتا ہے کہ جب خراسانی مروان کے مقابلے پر آئے تو مروان کی کوئی تدبیر فائدہ مند نہ ہوئی جو چال چلی اسی میں اس کو نقصان اٹھانا پڑا وہ بالکل بدحواس ہو گیا تھا، جس روز اس نے شکست کھائی وہ ایک جگہ کھڑا ہوا تھا فوج لڑ رہی تھی اس نے رقم منگوائی تھیلیوں کے منہ کھول دیئے لوگوں سے کہا کہ ثابت قدمی سے لڑے جاؤ یہ سب دولت تمہاری ہے اب لوگوں نے بجائے لڑنے کہ اس روپیہ پر قبضہ کرنا شروع کیا مروان کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو حکم دیا کہ تم فوج کہ بالکل پیچھے چلے جاؤ اور جس شخص کو یہ رقم لے جاتے دیکھو اس کو قتل کر دو اور ان کو واپس نہ جانے دو اس حکم کی بجا آوری کے لئے عبداللہ اپنا جھنڈا اور فوج لیکر میدان کارزار سے واپس ہوا اسے واپس جاتے دیکھ کر تمام فوج میں شور مچ گیا کہ شکست ہو گئی نتیجہ یہ ہوا کہ اب واقعی تمام فوج نے شکست کھائی۔

ایک خراسانی بیان کرتا ہے کہ دریائے زاب پر مروان سے ہمارا مقابلہ ہوا شامیوں نے ہم پر حملہ کیا وہ فولاد کے پہاڑ معلوم ہوتے تھے، ہم اپنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے ہم نے نیزے بلند کر لئے اور اب وہ بادل کی طرح ہمارے سامنے سے پھٹ گئے اللہ نے ان کو شکست دی ہم نے ان کو بے دردی سے قتل کیا دریا عبور کرنے کے بعد پل توڑ دیا گیا۔ جس کی وجہ سے ان کے دوسرے ساتھی دریا کے اسی جانب رہ گئے ایک شامی پل پر رہ گیا اس پر ہمارے ایک شخص نے حملہ کیا شامی نے اسے قتل کر دیا، دوسرا بڑھا وہ بھی مارا گیا تیسرا بڑھا اس کا بھی خاتمہ ہوا اس طرح اس نے پے در پے تین آدمی قتل کر دیے یہ رنگ دیکھ کر ہمارے ایک شخص نے کہا کہ مجھے ایک چیز تلوار اور مضبوط ڈھال تلاش کر کے لا دو ہم نے اسے یہ دونوں چیزیں لا کر دیدیں۔ یہ اس کی طرف بڑھا شامی نے اس پر وار کیا جسے اس نے ڈھال پر روک لیا اور پھر خود اس کے پاؤں پر ایسا ہاتھ مارا کہ اسے قطع کر دیا اور پھر اسے قتل کر کے واپس آ گیا اب ہم سب مل کر حملہ آور ہوئے ہم نے خوشی میں تکبیر کہی یہاں آ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ مقتول

عبیداللہ الکلابی تھا۔

بیان مروی ہے کہ جمادی الثانی بروز اتوار صبح کو مروان نے شکست کھائی اسی سال ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس قتل کیے گئے۔

امام ابراہیم بن محمد کا قتل

ابراہیم کے قتل سے متعلق روایات

(۱) پہلی روایت

ان کے قتل میں ارباب سیر کا اختلاف ہے بعض یہ کہتے ہیں کہ یہ قتل نہیں کیے گئے بلکہ مروان کی قید میں طاعون سے ان کی موت واقع ہوئی، جولوگ ان کے طاعون سے مرنے کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں

کہ جب ضحاک کے مقابلے کے لئے جاتے ہوئے مروان رقہ آیا تو اس کے ساتھ سعید بن ہشام بن عبدالملک اور اسکے دو بیٹے عثمان اور مروان بھی قید کی حالت میں اس کے ساتھ تھے اس نے ان کو حران اپنے قائم مقام کے پاس بھیجدیا جس نے ان کو اپنے پاس قید کرلیا ان کے ساتھ ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز ابوولید اور ابومحمد السفیانی جسے بیطار کہتے تھے قید تھے حران میں جب طاعون پھیلا تو ان میں سے عباس بن الولید ابراہیم بن محمد اور عبداللہ بن عمر حالت قید میں طاعون سے ہلاک ہو گئے۔

دریائے زاب پر عبداللہ بن علی کے مقابلے میں شکست کھانے سے پہلے جمعہ کے دن سعید بن ہشام نے اپنے آدمیوں کے ساتھ قید خانے میں خروج کیا اور وہ جیل کے نگران کو قتل کر کے باہر نکل آیا۔ ابومحمد اسفیانی نے خروج نہیں کیا بلکہ دوسرے لوگوں کے ساتھ جنھوں نے قید سے نکلنا اچھا نہیں سمجھا جیل ہی میں رہا۔ اہل حران اور دوسرے عوام نے سعید بن ہشام شراحیل بن مسلمہ بن عبدالملک بن بشر التغلبی اور چوتھی آرمینہ کے بطریق کوجس کا نام کوشان تھا پتھروں سے ہلاک کردیا ان کے قتل کو پندرہ دن گزرے تھے کہ مروان زاب سے شکست کھا کر حران آیا اور اب اس نے ابومحمد السفیانی اور دوسرے قیدیوں کو رہا کردیا۔

دوسری روایت

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس مکان میں ابراہیم قید تھے مروان نے اس کو گرادیا اور ابراہیم اسی میں دب کر مر گئے۔

تیسری روایت

مہلل بن صفوان بیان کرتا ہے کہ میں حالت قید میں ابراہیم بن محمد کے ساتھ تھا۔ مروان نے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور شراحیل بن مسلمہ بن عبدالملک کو بھی قید کردیا تھا یہ ایک دوسرے سے ملتے رہتے تھے اور ایک

دوسرے سے بہت خصوصیت ومحبت کے ساتھ پیش آتے تھے ایک دن شراحیل کا آدمی ابراہیم کے پاس دودھ لیکر آیا اور اس نے کہا شراحیل نے کہا ہے کہ میں نے جب اس دودھ کو پیا تو مجھے یہ بہت خوشگوار معلوم ہوا میرا دل چاہا کہ تم بھی اسے پیو ابراہیم نے اسی دودھ کو لیکر پی لیا اس کے پیتے ہی اس کی طبعیت خراب ہوگئی سارا بدن ٹوٹ نے لگا ایک دن مقرر تھا جس میں وہ شراحیل سے ملنے جایا کرتے تھے جب اس روز جانے میں دیر ہوئی تو شراحیل نے اپنا آدمی بھیجا نصیب دشمناں آپ کا مزاج کیسا ہے اب اس وقت تشریف نہیں لائے ابراہیم نے جواب دیا کہ اس دودھ نے مجھے روک لیا ہے جو تم نے مجھے بھیجا تھا یہ سنتے ہی خود شراحیل پریشان ہوکر ان کے پاس آیا اور انھیں دیکھ کر کہا کہ خدا (وحدہ لاشریک) کی قسم ہے نہ آج میں نے خود دودھ پیا اور نہ آپ کو میں نے دودھ بھیجا مجھے نہایت رنج ہے کہ آپ کو دھوکا دیا گیا، اس رات وہ زندہ رہے دوسرے دن علی الصباح ان کا انتقال ہوگیا۔

اسی سال مروان بن محمد بن مروان بن الحکم مارا گیا۔

مروان کا قتل اور اس کی تفصیل

مروان کی شکست اور فرار

ابو ہاشم مخلد بن محمد راوی ہے کہ جب مروان نے زاب پر شکست کھائی میں اس کی چھاؤنی میں موجود تھا اس وقت ایک لاکھ بیس ہزار فوج اس کے پاس تھی اس میں سے خود اس کی ساٹھ ہزار تھی اور اس کے بیٹے عبداللہ کی قیادت میں بھی اتنی ہی تھی اپنی فوج کے ساتھ مل کر اس نے عبداللہ بن علی سے مقابلہ کیا عبداللہ بن علی کے ساتھ ابوعون اور کئی دوسرے سردار تھے جن میں حمید بن قحطبہ بھی تھا، شکست کے بعد مروان نے حران کا رخ کیا ابان بن یزید بن محمد بن مروان مروان کا بھتیجا اس کی طرف سے حران کا عامل تھا مروان بیس روز سے کچھ زیادہ وہاں ٹھہرا رہا جب عبداللہ بن علی اس کے قریب پہنچا تو مروان اپنے اہل وعیال بیوی بچوں کو لیکر تیزی سے بھاگا ابن یزید بن کو حران چھوڑ دیا یہ اس کا داماد بھی تھا ام عثمان مروان کی بیٹی اس کے نکاح میں تھی۔

اب عبداللہ بن علی حران پہنچا ابان نے خود ہی سیاہ جھنڈا بلند کر کے اپنی اطاعت کا اعلان کر دیا اور عبداللہ بن علی کی بیعت کر لی اور اس کی اطاعت قبول کر لی عبداللہ بن علی نے اسے اور ان سب لوگوں کو امان دی جو اس وقت حران اور جزیرے میں تھے مروان قنسرین سے گزرا عبداللہ بن علی اس کے تعاقب میں تھا مروان قنسرین سے حمص آیا اہل حمص نے اسے خوش آمدید کہا اس کی فوج کے لئے بازار قائم کر دیئے اس کی اطاعت وفرمان بری کا اقرار کیا یہ دو یا تین دن یہاں ٹھہر کر روانہ ہوگیا جب اہل حمص نے دیکھا کہ اس کے ساتھی بہت تھوڑے ہیں ان کے دل میں اس کا لالچ پیدا ہوا اور کہنے لگے کہ یہ شکست کھا کر خوفزدہ ہوکر بھاگ رہا ہے کیوں نہ اسے پکڑ لیا جائے اس خیال سے اس کی روانگی کے بعد یہ لوگ اس کے تعاقب میں چلے اور چند میل پر اس سے مل گئے مروان نے جب ان کے گھوڑوں کے غبار کو دیکھا اس نے اپنے موالیوں میں سے دو سرداروں کو جن میں ایک کا نام یزید اور

دوسرے کا نام مخلد تھا ایک وادی میں دو ۲ جگہ کمین گاہ میں متعین کر دیا، جب اہل حمص کے لوگ یہاں سے گزر آئے تو اب مروان اپنی جماعت کے ساتھ ان کے مقابلہ پر صف بستہ ہو گیا اور انھیں خدا کا واسطہ دیا کہ تم واپس چلے جاؤ مگر انھوں نے لڑائی کے بغیر واپس جانے کے لئے آمادگی ظاہر نہ کی غرضیکہ جنگ شروع ہوئی اس کے بعد ہی وہ دونوں فوجیں جو کمین گاہوں میں متعین تھیں اہل حمص کے عقب سے نمودار ہوئیں مروان نے انھیں شکست دی اس کے لشکر نے اہل حمص کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور شہر حمص کے قریب تک ان کا تعاقب کیا۔

مروان دمشق میں

وہاں سے چل کر مروان دمشق آیا ولید بن معاویہ بن مروان اس کا داماد دمشق والی تھا مروان کی بیٹی ام ولید اس کے نکاح میں تھی مروان نے دمشق کو بھی خیر باد کہا اور وہ اپنے داماد کو وہاں چھوڑ گیا عبداللہ بن علی نے دمشق دمشق پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا چند روز کے محاصرہ کے بعد برزور شمشیر دمشق فتح ہوا عبداللہ بن علی قتل عام کرتا ہوا شہر میں داخل ہوا مقتولین میں ولید بن معاویہ بھی تھا عبداللہ بن علی نے دمشق کی فصیل گرا دی۔

مروان اردن اور فلسطین کی طرف

مروان اردن پہنچا۔ ثعلبہ بن سلامۃ العاملی جو مروان کی طرف سے اردن کا عامل تھا وہ اردن چھوڑ کر مروان کے ساتھ ہو لیا اور اب اردن پر کوئی عامل نہ رہا عبداللہ بن علی نے اردن آ کر کسی کو اس کا والی بنایا۔ مروان فلسطین آیا۔ رماحس بن عبدالعزیز اس کی طرف سے وہاں کا والی تھا یہ بھی اپنا علاقہ چھوڑ کر اس کے ساتھ ہو گیا مروان فلسطین سے مصر پہنچا یہاں سے بھی نکل کر مصر کی بوصیر نامی ایک منزل پر آیا یہاں عامر بن اسماعیل اور شعبہ نے جن کے ساتھ موصل کا دستہ تھا اس پر شب خون مارا اور اسی مقام میں اسے قتل کر دیا۔ اس کے دو بیٹے عبداللہ اور عبیداللہ اسی رات ملک حبشہ کی طرف بھاگ گئے مگر وہاں بھی انھیں امان نہ ملی حبشیوں نے ان کا مقابلہ کیا عبداللہ کو قتل کر دیا اور عبیداللہ نے اپنے چند ساتھیوں کو لیکر جن میں بکر بن معاویۃ الباہلی بھی تھا بھاگ کر اپنی جان بچائی یہ مہدی کی خلافت تک بچا رہا پھر اسے فلسطین کے عامل نصر بن محمد بن الاشعث نے گرفتار کر کے مہدی کے پاس بھیج دیا۔

مروانیوں کی فوجی تعداد

مروان کی فوج کی تعداد کے متعلق ایک دوسری روایت یہ ہے کہ جب مروان کا مقابلہ عبداللہ بن علی سے ہوا اس وقت خود مروان کی زیر قیادت ایک لاکھ بیس ہزار فوج تھی۔ اس کے علاوہ اس کے بیٹے عبداللہ کے پاس بیس ہزار فوج تھی۔ اس جنگ میں عبداللہ بن علی کی زیر قیادت جو فوج تھی اس کی تعداد کے متعلق بھی تاریخ دانوں کا اختلاف ہے ابوموسیٰ بن مصعب مروان کے کاتب سے یہ روایت ہے مروان کی شکست کے بعد عبداللہ بن علی شام پر قابض ہو گیا میں نے اس سے امان مانگی اس نے مجھے امان دیدی ایک دن میں اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور عبداللہ بن علی

تکئے کے سہارے بیٹھا تھا لوگوں نے مروان اور اس کی شکست کا ذکر شروع کیا عبداللہ بن علی نے مجھ سے پوچھا کیا تم جنگ میں موجود تھے میں نے کہا جی ہاں تو اس نے کہا تو پھر اس کا سارا واقعہ میرے سامنے بیان کرو، میں نے کہا جس روز مروان کو شکست ہوئی اس دن اس نے مجھ سے کہا تھا کہ میں دشمن کی فوج کا شمار کروں۔ میں نے کہا میں صاحب قلم ہوں فوجی آدمی نہیں ہوں اس کے بعد خود مروان نے اپنے دائیں اور بائیں طرف نظر دوڑائی اور مجھ سے کہنے لگا کہ دشمن کی تعداد بارہ ہزار ہے یہ سن کر عبداللہ بن علی تکیہ چھوڑ کر سیدھا بیٹھ گیا کہنے لگا اللہ اس کا برا کرے اس کا اندازہ کس قدر صحیح تھا بخدا اس دن جو ہمارے دفتر میں بارہ ہزار سپاہ سے زیادہ درج نہ تھی۔

ایک دوسرے سلسلہ بیان کے مطابق۔

مروان کا بھاگنا اور اس کا تعاقب

زاب پر شکست کھا کر مروان موصل آیا ہشام بن عمرو بن التغلبیہ اور بشر بن خزیمۃ الاسدی موصل کے عامل تھے مروان کی فوج نے اپنے دشمن کی پیش قدمی روکنے کے لئے پل توڑ دیا شامیوں نے ان کو للکارا کہ یہ ضرور مروان ہے انھوں نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو بھلا امیر المؤمنین بھاگتے ہیں۔ مروان بلد کی طرف چلا گیا اور دجلہ کو عبور کر کے حران آیا پھر دمشق آیا ولید بن معاویہ کو دمشق پر چھوڑ آیا اور اس سے کہا کہ اہل شام کے جمع ہونے تک تم دشمن سے لڑتے رہنا دمشق سے مروان فلسطین آیا اور دریائے ابوفطرس پر ٹھہرا۔ حکم بن ضبعان الجذامی نے سارے فلسطین پر قبضہ کر لیا تھا مروان نے عبداللہ بن یزید بن روح بن زنباع الجذامی سے رقم مانگی عبداللہ بن یزید نے اس کا مطالبہ پورا کر دیا۔ سرکاری خزانہ حکم کے قبضہ میں تھا۔

عبداللہ بن علی مروان کے تعاقب میں

ابوالعباس نے عبداللہ بن علی کو مروان کے تعاقب کا حکم دیا عبداللہ موصل آیا ہشام بن عمرو التغلبی اور بشر بن خزیمہ نے اسکا استقبال کیا اس کے آنے سے پہلے ہی انھوں نے شہر کو عبداللہ بن علی کے حوالے کر دیا۔ عبداللہ حران روانہ ہو گیا اس نے محمد بن صول کو موصل کا والی مقرر کیا اس نے اس مکان کو گرا دیا جس میں امام ابراھیم بن محمد قید تھے عبداللہ بن علی حران سے منبج آیا۔ اہل منبج نے بھی سیاہ جھنڈا اختیار کر لیا تھا عبداللہ بن علی نے منبج میں قیام کیا اور ابوحمید المرورزی کو اس کا عامل مقرر کیا، یہاں اہل قنسرین نے ابوامیۃ التغلبی کے ذریعہ بنی عباس سے اپنی اطاعت کا پیغام بھیجا نیز یہاں عبدالصمد بن علی بھی اس سے آملا جسے ابوالعباس نے چار ہزار فوج کے ساتھ اس کے ساتھ بھیجا تھا عبدالصمد کے آنے کے بعد عبداللہ بن علی دو روز تک منبج میں قیام پزیر رہا اس کے بعد وہ قنسرین آیا اس کے باشندوں نے پہلے ہی سیاہ جھنڈا بلند کر دیا تھا وہاں دو روز قیام کر کے حمص آیا یہاں چند روز ٹھہرا رہا، اہل حمص نے اس کی بیعت کر لی حمص سے بعلبک آیا یہاں دو روز ٹھہرا وہاں سے روانہ ہو کر عین الجبر آیا یہاں بھی دو دن ٹھہرا وہاں سے روانہ ہو کر دمشق کے تابع دیہات میں سے مزہ نامی ایک گاؤں میں آکر ٹھہر گیا۔

یہاں صالح بن علی اس کی مدد کے لئے آگیا، اور اب یہ آٹھ ہزار فوج کے ساتھ مرج عذار میں قیام پزیر

ہوا اس کے ساتھ بسام بن ابراہیم۔ حذف، شعبہ اور ہشیم بن بسام تھے یہاں سے بڑھ کر خود عبداللہ بن علی دمشق کے شرقی دروازے کے مقابل ٹھہرا صالح بن علی باب الجابیہ کے سامنے ابوعون باب کیسان کے روبرو، بسام باب الصغیر پر حمید بن قحطبہ باب توما پر عبدالصمد یحییٰ ابن صفوان اور عباس بن یزید باب الفرادیس ٹھہرے ولید بن معاویہ دمشق میں تھا ندکور الصدر سرداروں نے اہل دمشق اور بلقا کا محاصرہ کر لیا محاصرہ کے دوران میں خود شہر کے اندر فرقہ وارانہ جھگڑے ہو گئے یہاں تک کہ خون خرابے تک نوبت پہنچنے لگی آپس ہی میں جدال وقتال شروع ہو گیا اور اہل دمشق ہی نے دلیل کو قتل کر کے ۱۰ رمضان ۱۳۲ھ بروز چہار بدھ دشمنوں کے لئے شہر کے دروازے کھول دیئے مشرقی دروازے کی جانب سے سب سے پہلے عبداللہ الطائی شہر کی فصیل پر چڑھا اور باب الصغیر کی سمت سے بسام بن ابراہیم سب سے پہلے شہر کی فصیل پر چڑھا تھا یہ تین گھنٹے تک فصیل پر اہل دمشق سے لڑتا رہا

عبداللہ بن علی کی روانگی فسلطین

عبداللہ بن علی پندرہ دن تک دمشق میں مقیم رہا یہاں سے فلسطین روانہ ہوا نہر الکلوہ پر ٹھہرا یہاں سے اس نے یحییٰ بن جعفر الہاشمی کو مدینہ بھیجا اور خود اردن آیا اہل اردن نے بھی سیاہ جھنڈا اختیار کر لیا تھا یہاں سے روانہ ہو کر بیسان پر منزل کی پھر مرج الروم ہوتا ہوا نہر ابوفطرس پر ٹھہرا مروان یہاں سے بھی بھاگ گیا تھا، عبداللہ بن علی فلسطین میں ٹھہر گیا یہاں اسے ابوالعباس کا خط ملا جس میں اسے ہدایت کی گئی تھی کہ وہ صالح بن علی کو مروان کے تعاقب میں روانہ کر دے۔

صالح مروان کے تعاقب میں

ذیقعدہ ۱۳۲ھ میں صالح بن علی نہر ابوفطرس سے روانہ ہوا ابن فتان عامر بن اسماعیل اور ابوعون اس کے ساتھ تھے۔ اس نے ابوعون اور عامر بن اسماعیل الحارثی کو اپنے مقدمتہ الجیش پر روانہ کیا اور خود بھی وہاں سے چل کر رملہ آیا رملہ سے روانہ ہو کر سب ساحل بحر پر ٹھہرے اب صالح بن علی نے مروان پر قابو پانے کے لئے جو اس وقت فرما میں تھا کشتیاں جمع کیں اور ابھی بحری سفر کے لئے ساز وسامان درست کر کے روانہ ہوا۔ مروان خشکی پر سمندر کے کنارے سفر کر رہا تھا۔ اور اس کے سامنے دشمن کی کشتیاں چل رہی تھیں اسی طرح یہ عریش پہنچا مروان کو صالح کی پیش قدمی کی اطلاع ہوئی اس نے اپنے گرد کی تمام فصل اور چارہ کو جلا دیا اور بھاگ گیا۔ صالح سمندر کے ذریعہ دریائے نیل پر اترا اور آگے چل کر مصر صعید پہنچا۔ صالح کو معلوم ہوا کہ مروان کے کچھ سوار ساحل پر چارے کو جلا رہے ہیں اس نے اپنے کچھ فوجی ان کے مقابلے کے لئے بھیجے جو چند آدمیوں کو گرفتار کر کے صالح کے پاس لے آئے صالح اس وقت فسطاط میں تھا۔ مروان نے نیل عبور کر کے پل توڑ دیا اور اپنے گرد آگ لگاتا چلا گیا۔ صالح بھی اس کے تعاقب میں جھپٹا یہاں تک کہ دریائے نیل پر مروان کے لشکر سے اس کی مڈبھیڑ ہو گئی جنگ ہوئی صالح نے اسے شکست دیکر بھگا دیا۔ یہاں سے بڑھ کر ایک خلیج پر پہنچے وہاں بھی مروان کے لشکر تک یہ پہنچ گئے اور اسکے ایک حصے کو انھوں نے قتل کر دیا اور پوری جماعت کو انھوں نے شکست دی۔

مقام بوصیر پر مروان کا قتل

اس کے بعد یہ ایک دوسری خلیج پر پہنچے اور وہاں سے انھوں نے بھی نیل کو عبور کیا جب عبور کر چکے تو ایک غبار اٹھتا ہوا نظر آیا یہ لوگ سمجھے کہ یہ مروان ہے صالح نے ایک طلیعہ فضل بن قیمار اور مالک بن قادم کی قیادت میں خبر گیری کے لئے روانہ کیا مگر انھیں وہاں کوئی ایسا نظر نہیں آیا جسے یہ برا سمجھتے ہوں یہ دونوں سردار صالح کے پاس واپس آ گئے

صالح وہاں سے آگے بڑھ کر ایک گاؤں میں ٹھہرا۔ جس کا نام ذات الساحل تھا یہاں سے ابوعون نے عامر بن اسماعیل الحارثی کو مع شعبہ بن کثیر المازنی کے اپنے آگے روانہ کیا انھوں نے مروان کے لشکر کو جالیا۔ اس کو شکست دی اس کے بہت سے آدمی گرفتار کر لئے جن میں سے بعض کو انھوں نے قتل کر دیا اور بعض کو زندہ چھوڑ دیا اور ان سے مروان کا پتہ پوچھا ان لوگوں نے امان کی شرط پر اس کا مقام بتا دیا یہ دونوں سردار اس پتے پر روانہ ہوئے اور اسے بوصیر نامی گاؤں میں ایک گرجا میں پایا۔ رات کے آخری حصے میں یہ وہاں جا پہنچے فوج تو بھاگ گئی مگر مروان چند آدمیوں کے ساتھ مقابلہ پر نکل آیا انھوں نے چاروں طرف سے انھیں گھیر لیا اور قتل کر دیا۔

بوصیر میں مروان سے معرکہ

عامر بن اسماعیل بیان کرتا ہے کہ بوصیر میں مروان سے ہمارا مقابلہ ہوا ہمارے ساتھ مختصر سی جماعت تھی، مروان نے ہم پر ایسا شدید حملہ کیا کہ ہم ایک باغ کی طرف پسپا ہو گئے گر ان کی ہماری قلت تعداد کا علم ہو جاتا تو وہ ہمیں ہلاک کر دیتے اس خطرے کو محسوس کر کے میں نے اپنی فوج والوں سے کہا کہ اگر اسی حالت میں صبح ہو گئی اور اس وقت دشمن کو ہماری تعداد کی کمی معلوم ہو جائے گی تو ہم میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچے گا نیز اس وقت مجھے بکیر بن ماہان کی یہ بات یاد آئی کہ اس نے کہا تھا کہ ایک دن تم کو ضرور مروان سے لڑنا پڑے گا اور اس وقت تم کہو گے ''دھید یا جوالسکان'' اس کے بعد میں نے اپنی تلوار کا نیام توڑ دیا میرے ساتھیوں نے بھی اپنے نیام توڑ دیئے اور اب میں نے کہا ''دھمید جوالکان'' اس فقرہ کے ادا کرتے ہی یہ معلوم ہوا کہ گویا ان پر آگ برسا دی گئی دشمن نے شکست کھائی ایک شخص نے مروان پر حملہ کیا اور تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا۔

عامر بن اسماعیل صالح بن علی کے پاس آیا صالح نے امیر المؤمنین ابوالعباس کو لکھا ہم نے دشمن خدا جعدی کا تعاقب کیا اور اسے اس کے مشابہ دشمن خدا فرعون کے ملک میں پناہ گزین ہونے پر مجبور کیا اور پھر میں نے اسی ملک میں اسے قتل کر دیا۔

مروان کا سر ابوالعباس کی طرف بھیجا گیا

ابوالطالب الانصاری بیان کرتا ہے کہ بصرہ کے رہنے والے مغود نام ایک شخص نے مروان پر نیزا کا وار کیا یہ مروان کو پہچانتا نہ تھا وار کھا کر مروان گرا کسی نے چلا کر کہا کہ امیر المؤمنین مارے گئے یہ سنتے ہی کئی شخص تلوار لیکر

اس پر جھپٹے اور کوفہ کے ایک انار فروش نے لپک کر اس کا سر کاٹ لیا، عامر بن اسمٰعیل نے اس سر کو ابوعوان کے پاس بھیج دیا ابوعون نے اسے صالح بن علی کو بھیج دیا صالح نے اسے اپنے پولیس کے افسر اعلی یزید بن ہانی کے ہاتھ ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۲ھ بروز اتوار ابوالعباس کے پاس بھیج دیا۔ اس کے بعد صالح فسطاط پلٹ آیا۔ بکر بن وائل کا ایک معمر شخص راوی ہے کہ میں بکر بن ماہان کے ہمراہ دیرقنی میں مقیم تھا ہم اس وقت باتیں کر رہے تھے کہ ایک جوان دو چھاگلیں لئے ہوئے سامنے سے گزرا، یہ دجلے گیا اور پانی بھر کر پلٹا۔ بکیر نے اسے اپنے پاس بلایا اور نام پوچھا اس نے کہا عامر، بکیر نے کہا کس کے بیٹے ہو اس نے کہا اسماعیل کا بیٹا ہوں جو بلحارث کے خاندان سے ہے بکر نے کہا میں بھی بلحارث کی اولاد میں ہوں۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ تم بنی مسلیہ سے تعلق رکھتے ہو عامر نے کہا جی ہاں میں ان سے تعلق رکھتا ہوں۔ بکر نے کہا بخدا تم مروان کو قتل کرو گے اور تم اس وقت یہ جملہ کہو گے یا ''جوالکان وہید''

مروان کی عمر اور مدت کی خلافت

کوفے میں یہ بات مشہور تھی کہ مروان کے قاتل مسلیہ ہیں قتل کہ دن اس کی عمر باسٹھ سال تھی۔ دوسرے راوی انہتر سال کہتے ہیں بعض نے اٹھاون سال بیان کی ہے، ۲۷ ذی الحجہ اتوار کے دن قتل کیا گیا، بیعت سے قتل تک اسکی کل مدت خلافت پانچ سال دس ماہ سولہ دن ہے ابوعبدالملک کنیت تھی ہشام بن محمد کے بیان کے مطابق اس کی ماں ایک کرد لونڈی تھی۔

علی بن مجاھد اور ابوستان الجھنی کہتے ہیں کہ یہ بات مشہور تھی کہ مروان کی ماں ابراھیم الاشتر کے پاس تھی، اس کے قتل کے دن یہ مروان کے ہاتھ لگی یہ اس وقت ہی حاملہ تھی مروان محمد بن مروان کے بستر پر پیدا ہوا جب ابوالعباس نے اپنی خلافت کا اعلان کیا عبداللہ بن عیاش ابوالعباس کے پاس آیا اور کہا کہ اس خدا کا شکر ہے کہ جس نے جزیرے کے گدھے اور ایک میلی عورت کے بیٹے کے عوض رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی اور عبدالمطلب کے پوتے کو ہمارا خلیفہ بنایا۔

اسی سال عبداللہ بن علی نے نہر ابوفطرس پر بنی امیہ کے ۷۲ افراد کو قتل کر دیا اسی سال قنسرین میں ابوالورد نے ابوالعباس سے بغاوت کی سفید جھنڈا بلند کیا دوسرے لوگوں نے بھی اس کی تقلید کی۔

ابوالورد کی بغاوت اور اسکے شرکاء کے احوال

ابوالورد کا ابن علی کے ایک سردار پر حملہ

ابوالورد جس کا اصلی نام مجزاۃ بن الکوثر بن فر بن الحارث الکلابی سے مروان کے با اعتماد بہادر سپہ سالاروں میں تھا مروان کی شکست کے وقت یہ قنسرین میں تھا جب عبداللہ بن علی یہاں آیا ابوالورد نے اس کی بیعت کر لی اور اپنی جمعیت کے ساتھ ہو گیا۔ مسلمہ بن عبدالملک کی اولاد بالس اور ناعورہ میں اسکی پڑوسی تھی عبداللہ بن علی کا ایک فوجی سردار جو ہزار مردوں میں سے تھا ڈیڑھ سو فوجی کے ساتھ بالس آیا اس نے مسلمہ بن عبدالملک کی اولاد اوران کی عورتوں کی توہین کی وتحقیر کی۔ ان میں سے کسی نے اس کی شکایت ابوالورد سے کی اسکے سنتے ہی یہ اپنے مزرعہ زراعہ بنی زفر سے جسکا نام خساف تھا اپنے چند خاندان والوں کو لیکر نکلا اور عبداللہ بن علی کے مذکور الصدر سردار پر حملہ کیا جو اس وقت حصن مسلمہ میں ٹھہرا ہوا تھا۔ ابوالورد نے اس پر حملہ کر دیا دونوں میں جنگ ہوئی ابولورد نے اسے اس کے تمام ساتھیوں سمیت اس جنگ میں ہلاک کر دیا اور سفید جھنڈا نصب کر کے عبداللہ بن علی سے اپنی برا ت کا اعلان کر دیا اس نے اہل قنسرین کو اس کی دعوت دی وہ سب کے سب اس کے ساتھ شریک ہو گئے۔

ابوالعباس اسوقت حیرہ میں تھے اور عبداللہ بن علی اس وقت حبیب بن مُرۃ المری سے جنگ کرنے میں الجھا ہوا تھا سرزمین بلقاء، بثنیہ اور حوران میں ان کے مقابلے ہوئے عبداللہ بن علی اپنی بہت سی جماعتوں کے ساتھ اس سے سرگرم پیکار ہوا دونوں میں کئی لڑائیاں ہوئیں، یہ حبیب مروان کے بہادر سرداروں میں تھا، چونکہ اسے اپنی اور اپنی قوم کی زندگی خطرہ میں نظر آتی تھی اس نے بغاوت کا اعلان کر دیا بنی قیس اور دوسرے ان لوگوں نے جوان پر گنات بیشہ اور حوران میں آباد تھے اس کی بیعت کر لی۔

عبداللہ بن علی ابوالورد کے مقابلہ میں

جب عبداللہ بن علی اہل قنسرین کی بغاوت کا حال معلوم ہوا تو اس نے حبیب بن مرۃ کو صلح کی دعوت دی حبیب نے عبداللہ سے صلح کر لی اور عبداللہ نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو وعدہ امان دیا اور اب خود ابولورد کے مقابلہ کے لئے قنسرین روانہ ہوا، دمشق سے گزرا یہاں اس نے ابو غانم عبدالحمید بن الربعی الطائی کو اپنی فوج میں سے چار ہزار فوج دیکر متعین کر دیا۔ اسوقت دمشق میں عبداللہ بن علی کی ایک بیوی امُ البنین بنت محمد عبدالمطلب النوفلہ جو عمر بن محمد کی بہن تھی دوسری امہات ولد اور اسکا سامان موجود تھا جب قنسرین جانے کے ارادے سے

عبداللہ حمص پہنچا تو اہل دمشق نے بغاوت برپا کردی اور عثمان بن عبدالاعلیٰ بن سرقتہ الازدی کی قیادت میں سفید جھنڈا بلند کردیا۔ ابوغانم اپنی فوج کو لیکر ان کے مقابل آیا مگر ان باغیوں نے اسے بری طرح شکست دی اور اس کے بہت سے آدمی قتل کردیئے اور اس سامان کو لوٹ لیا جو عبداللہ بن علی وہاں چھوڑ آیا تھا مگر اس کے اہل وعیال کو کچھ نہیں کہا۔ اب دمشق والوں نے اعلانیہ طور پر اپنی بغاوت کا اظہار کردیا مگر عبداللہ بن علی سیدھا ابولورد کے مقابلہ پر چلا گیا۔

دونوں لشکروں میں شدید جنگ

ابوالورد کی حالت یہ تھی کہ اہل قنسرین کی ایک جماعت اس کے ساتھ مل گئی تھی نیز انھوں نے اپنے قریبی علاقہ حمص وتدمر والوں سے بھی ساز باز کرلی تھی چنانچہ یہ ہزاروں کی تعداد میں ابومحمد بن عبداللہ بن یزید معاویہ بن ابی سفیان کی قیادت میں ابوالورد سے آملے ابومحمد کو انھوں نے اپنا سردار مقرر کیا تھا اس کی خلافت کے لئے دعوت دی اور کہا کہ یہی وہ سفیانی ہے جس کا تذکرہ آتا ہے ان کی تعداد تقریباً چالیس ہزار تھی عبداللہ بن علی اس فوج کے سامنے آیا اس وقت ابومحمد اپنی پوری فوج کے ساتھ مرج الاخرم میں ٹھہرا ہوا تھا مگر تمام فوجی اور جنگی انتظام ابوالورد کے سپرد تھا جو گویا سپہ سالار تھا۔ عبداللہ نے اپنے بھائی عبدالصمد بن علی کو اپنے ۱۰ ہزار سواروں کے ساتھ مقابلہ پر بھیجا، ابوالورد نے اس فوج پر حملہ کیا اور دونوں حریفوں کے پڑاؤ کے درمیان ان فوجوں میں لڑائی شروع ہوئی، نہایت خونریز جنگ ہوئی ابولورد کی فوج ثابت قدمی سے لڑتی رہی عبدالصمد نے شکست کھائی اس کی فوج کے ہزارہا آدمی اس روز قتل ہو چکے تھے۔

اس کے بعد اب خود عبداللہ اسی مقام معرکہ میں آیا جہاں عبدالصمد ناکام رہا تھا عبداللہ کے ساتھ حمید بن قحطبہ اور دوسرے اس کے ساتھی سردار بھی اسوقت موجود تھے اب اسی کھائی مرج الاخرم میں دوبارہ ان دونوں فریقوں میں جنگ شروع ہوئی، نہایت شدید جنگ ہوئی عبداللہ کی فوج کا ایک حصہ پہلے تو پسپا ہوگیا تھا مگر پھر پلٹ کر مقابلہ پر آگیا عبداللہ اور حمید بن قحطبہ دشمن کے سامنے ڈٹے رہے اور اسے مار بھگایا۔ مگر ابوالورد اپنے اعزا اور ہم قوم تقریباً پانچ سو آدمیوں کے ساتھ آخر دم تک میدان میں دشمن کے مقابلہ پر جما رہا یہاں تک کہ یہ سب کہ سب مارے گئے۔

ابومحمد اپنے کلبی پیروؤں کے ساتھ وہاں سے بھاگا اور تدمر پہنچا، عبداللہ بن علی نے اہل قنسرین کو امان دیدی۔ انھوں نے پھر سیاہ جھنڈا اختیار کرلیا اور اس کی بیعت کر کے اس کی اطاعت وفرمان برداری کا اقرار کرلیا اس معاملے سے فارغ ہوکر اب عبداللہ بن علی دمشق کی بغاوت ختم کرنے دمشق کی طرف پلٹا۔ کیونکہ اسے انکی اعلانیہ بغاوت اور ابوغانم کو مار کر بھگا دینے کا حال معلوم ہو چکا تھا، اس کے دمشق کے قریب پہنچنے کے ساتھ سب لوگ بھاگ گئے اور لڑائی کے بغیر خودبخود متفرق ومنتشر ہوگئے عبداللہ نے ان سب کو امان دیدی بغاوت کرنے کے باوجود انھیں کوئی سزا نہ دی۔

مرج الاخرم کے مقام پر شکست کھانے کے بعد ابومحمد ہمیشہ نقل مکانی کر کے چھپتا پھرتا تھا اسی حالت میں

حجاز پہنچا ابوجعفر کے عامل زیاد بن عبیداللہ الحارثی کو اس مکان کا پتہ چل گیا جہاں وہ چھپا ہوا تھا اس نے اس کے لئے اپنا دستہ بھیجا جس نے اس کا مقابلہ کیا وہ بھی لڑا اور مارا گیا، اس کے دو بیٹے قید کر لئے گئے زیاد نے اس کے سر کو معہ اس کے دو بیٹوں کے امیر المؤمنین ابوجعفر کے پاس بھیجدیا ابوجعفر نے انھیں رہا کر دیا اور معافی دیدی۔

علی بن محمد کی روایت

مذکورۂ بالا بیان کے علاوہ ان واقعات کے متعلق علی بن محمد کی روایت یہ ہے کہ قنسرین بن ابوالورد نے خلیفہ سے بغاوت کی۔ ابوالعباس نے عبداللہ بن علی کو اس وقت فطرس میں تھا ابولورد سے لڑنے کا حکم دیا عبداللہ بن علی نے عبدالصمد کو سات ہزار فوج دیکر قنسرین روانہ کیا اس کے محافظ دستہ کا سردار مخارق بن غفار تھا اور کلثوم بن شعیب اس کی شرط کا افسر تھا اس کے بعد پھر عبداللہ بن علی نے ذویب بن الاشعث کو پانچ ہزار فوج دیکر اس کی امداد کے لئے بھیجا نیز اسی طرح وہ اور دستے بھیجتا رہا۔ اب عبدالصمد نے ابوالورد سے لڑائی شروع کی جس کے پاس بہت زیادہ فوج تھی۔ عبدالصمد کی فوج نے شکست کھائی مجبوراً یہ بھی پسپا ہوا اور اس سب شکست خوردہ فوج کے ساتھ حمص آ گیا، عبداللہ بن علی نے عباس بن یزید بن زیاد، مروان الجرجانی اور ابومتوکل الجرجانی کو اپنی اپنی جمعیتوں کے ساتھ حمص روانہ کیا خود عبداللہ بن علی اپنے مقام سے چل کر حمص سے چار میل کے فاصلے پر آ کر ٹھہرا عبدالصمد اس وقت حمص میں تھا اور عبداللہ بن علی نے حمید بن قحطبہ کو خط لکھ کر اردن سے اپنے پاس بلالیا۔ اہل قنسرین نے ابومحمد السفیانی زیاد بن عبداللہ بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کی بیعت کر لی تھی۔ ابوالورد سپہ سالار کی حیثیت سے اسکے ہمراہ تھا۔ بیعت کے بعد چالیس دن تک ابومحمد وہاں مقیم رہا اس کے بعد عبداللہ بن علی نے جس کے ساتھ عبدالصمد اور حمید بن قحطبہ بھی تھے اس پر حملہ کیا۔ اور اب نہایت شدید جنگ ہوئی دونوں فریقوں نے خوب ہی داد مردانگی دی۔ آخر کار ابومحمد کی فوج نے اپنے دشمن کو ایک تنگ درے میں دھکیل دیا اور اب اس فوج کے سپاہی مقابلے سے کھسکنے لگے لڑائی کا یہ منظر دیکھ کر حمید بن قحطبہ نے عبداللہ سے کہا کہ اب ہم کیسے ٹھہر سکتے ہیں ہمارے دشمن کی تعداد برابر بڑھ رہی ہے اور ہماری گھٹتی جاتی ہے آپ خود حملہ کیجئے، چنانچہ منگل کے دن جو کہ ۱۳۲ھ کے ماہ ذی الحجہ کا آخری دن تھا دونوں فریقوں میں پھر نہایت شدید جنگ ہوئی۔ ابومحمد کے میمنہ پر ابوالورد اور میسرہ پر اصبغ بن ذوالۃ تھا، ابوالورد زخمی ہو کر گرا اور اٹھا کر اپنے مقام پر لایا گیا مگر وہ جانبر نہ ہو سکا اس کی فوج کی ایک جماعت نے مجبوراً ایک جھاڑی میں پناہ لی مگر حریف نے اس میں آگ لگا دی اسی دوران اہل حمص نے بنی عباس کے بیعت توڑ دی اور ان کا ارادہ تھا کہ ابومحمد کو اپنا خلیفہ بنائیں گے مگر جب انھیں اس کی شکست کی خبر معلوم ہوئی تو وہ خاموش ہو گئے۔

اسی سال حبیب بن مرۃ المرّی اور اسکے شامی ساتھیوں نے بیعت توڑ کر سفید جھنڈا نصب کیا۔

حبیب بن مرۃ کی بغاوت

علی اپنے بزرگوں کے سلسلے سے بیان کرتے ہیں کہ حبیب بن مرۃ المری اور اہل شبعیہ اور حوران نے اس وقت سفید جھنڈا بلند کیا جب جبکہ عبداللہ بن علی ابوالورد کے سے مقابلہ کرر ہاتھا جس میں ابوالورد مارا گیا۔

مگر دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوالورد کی بغاوت سے پہلے ہی حبیب نے بغاوت کردی تھی اور جب ابوالورد نے سفید علم نصب کر دیا۔ اس وقت عبداللہ بن علی حبیب بن مرۃ المری سے بلقائے شبعیہ اور حوران کے علاقوں میں نبرد آزما ہو چکا تھا اور ان میں کئی لڑائیاں ہو چکی تھیں یہ حبیب مروان کے بہادر سرداروں میں تھا چونکہ اسے اپنی اور اپنی قوم کی زندگی خطرے میں نظر آئی اس نے بغاوت برپا کردی۔ بنی قیس اور پرگنوں شبعیہ اور حوران کے دوسرے لوگوں نے اس کی بیعت کرلی، جب عبداللہ کو اہل قنسرین کی بغاوت کا علم معلوم ہوا اس نے حبیب بن مرہ سے صلح کر کے اسے اور اس کے تمام ساتھیوں کو معافی دیدی اور خود ابوالورد کے مقابلہ کے لئے قنسرین روانہ ہوگیا۔

اسی سال جزیرہ کے لوگوں نے سفید جھنڈا نصب کر کے ابوالعباس سے اپنی بغاوت کا اعلان کر دیا

اہل جزیرہ کی بغاوت

جب اہل جزیرہ کو معلوم ہوا کہ ابوالوروا اور اہل قنسرین نے بغاوت برپا کردی ہے انھوں نے بھی بیعت توڑ کر سفید علم نصب کیا اور حران آئے، حران میں اس وقت موسیٰ بن کعب تین ہزار با قاعدہ فوج کے ساتھ موجود تھا یہ باغی جماعت سارے شہر میں پھیل گئی۔ اور اس نے موسیٰ بن کعب اور اسکے فوج کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ مگر یہ بے سری فوج تھی جس کا کوئی رہبر نہ تھا۔ اسی زمانے میں مروان کی شکست کی خبر سن کر اسحق بن مسلم آرمینا سے جزیرے آیا تھا۔ اس باغی جماعت نے اسی کو اپنا سردار بنایا اور تقریباً دو ۲ ماہ تک موسیٰ بن کعب کو گھیرے میں رکھا اس خبر کے معلوم ہوتے ہی ابوالعباس نے ابوجعفر کو اپنی ان فوجوں میں سے جن کے ذریعے اس نے واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کرر کھا تھا۔ کچھ فوج دیکر حران روانہ کیا حران جاتے ہوئے یہ قرقیسیا سے گزرا اس مقام کے باشندوں نے بھی اطاعت سے انحراف کر کے بغاوت کردی تھی اور بنی عباس کے لئے اس نے شہر کے دروازے بند کردئے تھے۔ اس رنگ کو دیکھ کر ابوجعفر قیام کئے بغیر رقہ آیا۔ رقہ میں بھی بغاوت ہو چکی تھی اور وہاں بکار بن مسلم بنی عباس کی مخالفت کے لئے کمر بستہ تھا ابوجعفر سیدھا حران چلا گیا اور اسحق بن مسلم رہا چلا آیا ۱۳۳ھ کا واقعہ ہے،

موسیٰ بن کعب اپنی فوج لیکر حران سے نکل کر ابوجعفر سے ملا، اور بکار اپنے بھائی اسحق بن مسلم کے پاس

چلا گیا۔ جس نے پھر اسے بنی ربیعہ کی اس جماعت کی طرف بھیجا جو دارا اور ماردین میں تھی اس وقت ربیعہ کا سردار ایک خارجی بریکہ نام تھا۔ ابوجعفر نے بھی اس کا رخ کیا اور مقام دارا میں ابوجعفر کا اس جماعت سے مقابلہ ہوا نہایت خونریز لڑائی ہوئی جس میں دونوں حریفوں نے پوری سجاعت سے ایک دوسرے کا مقابلہ کیا۔ بریکہ جنگ میں مارا گیا۔

اور بکار پھر اپنے بھائی اسحٰق کے پاس رہا، چلا آیا، اسحٰق نے بکار کو رہا پر اپنا قائم مقام مقرر کیا اور خود اپنی بڑی فوج کے ساتھ سمیساط آ کر ٹھرا اور یہاں اس نے اپنے پڑاؤ کے قریب خندق بنالی، دوسری طرف سے ابوجعفر اپنی فوجوں کے ساتھ بڑھا، رہا میں بکار نے اس کا مقابلہ کیا اور دونوں میں کئی جھڑپیں ہوئیں ابوالعباس نے عبداللہ بن علی کو لکھا کہ تم اپنی فوج کو لیکر سمیاط میں اسحٰق کا مقابلہ کرو یہ شام سے جزیرے آیا اور پھر سمیاط میں اسحٰق کے مقابل ٹھہرا۔ اسحٰق کے پاس ساٹھ ہزار آدمی تھے جو سب کے سب جزیرے کے باشندے تھے ان دونوں کے درمیان دریائے فرات حائل تھا اب ابوجعفر بھی رہا سے یہاں آیا۔

اسحٰق نے صلح کے لئے خط وکتابت شروع کی اور امان طلب کی، ابوجعفر وغیرہ نے اسے منظور کیا اور ابوالعباس کو اس کے متعلق خط لکھا ابوالعباس نے حکم دیا کہ اسحٰق اور اس کے تمام ساتھیوں کو امان دی جائے چنانچہ جب عہدنامہ باقاعدہ طور پر مکمل ہو گیا تو اب اسحٰق ابوجعفر سے ملنے آیا اور دونوں میں پوری طرح صلح ہو گئی اس وقت اس کے ہمراہ اس کے تمام معززار باب حل وعقد اور دوست موجود تھے اس واقعہ کے بعد اب اہل جزیرہ اور اہل شام نے پوری طرح اطاعت قبول کر لی اور وفادار بھی رہے، ابوالعباس نے ابوجعفر کو جزیرہ آرمینا اور آذربائیجان کا صوبہ دار مقرر کر دیا۔ یہ اپنے خلیفہ ہونے تک اسی عہدہ پر برقرار رہا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ یہ اسحٰق بن مسلم العقیلی سات ماہ تک سمیساط میں ابوجعفر کے محاصرہ میں رہا۔ یہ کہتا تھا کہ میں کیا کروں میری گردن پر ایک بیعت کا بوجھ ہے جب تک مجھے اس شخص کی موت یا ہلاکت کا علم نہ ہو جائے گا جس کی بیعت میں نے کی ہے، میں اس سے کسی طرح انحراف نہیں کر سکتا اور نہ کرونگا۔ ابوجعفر نے یہ پیغام کہلا بھیجا کہ مروان قتل کر دیا گیا۔ اسحٰق نے جواب دیا کہ پہلے میں اس کی تصدیق کر لوں پھر دیکھا جائے گا اس کے بعد پھر خود اس نے صلح کی درخواست کی اور کہا کہ اب مجھے مروان کے قتل کی صحیح خبر معلوم ہو گئی ہے ابوجعفر نے اسے امان دی اسحٰق اس کے ساتھ ہو گیا ابوجعفر اس کی بڑی عزت کرتا تھا،

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن علی نے اسحٰق کو امان دی تھی،

اسی سال ابوجعفر ابومسلم سے ملنے خراساں روانہ ہوا تا کہ ابوسلمہ حمص میں سلیمان کے قتل کر دینے میں اس کی رائے معلوم کرے۔

ابومسلم کی ملاقات کیلئے ابوجعفر کا سفر خراسان

ابوسلمہ کے طرز عمل پر گفتگو

ہم اس طرز عمل کو بیان کر آئے ہیں جو ابوسلمہ نے ابوعباس کے ساتھ ان کے کوفہ آنے کے بعد اختیار کیا تھا اور جس کی گہرائی میں بنی ہاشم کو بر سر اقتدار لانے کی آرزو مضمر تھی اس طرز عمل کی وجہ سے بنی عباس کو اس پر اعتماد باقی نہ رہا تھا اور وہ اس کی خرابی کے درپے تھے ابوجعفر بیان کرتا ہے کہ امیر المومنین ابوالعباس کے خلیفہ ہو جانے کے بعد ایک رات ہم سب بیٹھے باتیں کر رہے تھے گفتگو کے دوران ابوسلمہ کے اس طرز عمل کا ذکر آ گیا۔ ہم میں سے ایک شخص نے کہا آپ لوگوں کو کیا علم ہے ممکن ہے کہ وہ رویہ جو ابوسلمہ نے اختیار کیا تھا وہ ابومسلم کی رائے کے بناء پر ہوا اس پر ہم میں سے کوئی شخص نہ بولا البتہ امیر المومنین ابوالعباس نے کہا اگر یہ بات سچ ہے کہ ابوسلمہ کا طرز عمل ابومسلم کی رائے کے بناء پر تھا تو ہم خطرے میں ہیں جسے اللہ ہی ہم سے دفع کر سکتا ہے اس کے بعد سب اٹھ آئے ابوالعباس نے مجھے بلوایا اور میری رائے دریافت کی میں نے جواب دیا کہ اصل میں تو آپ کی رائے قابل عمل ہے۔ آپ اپنی رائے کا اظہار فرمائیں انھوں نے کہا ہم میں کسی شخص کو ابومسلم سے وہ خصوصیت حاصل نہیں ہے جو تم کو ہے تم اس کے پاس جاؤ اور اصل حقیقت دریافت کرو وہ تم سے اس بات کو پوشیدہ نہیں رکھے گا۔ اگر یہ بات معلوم ہو کہ ابوسلمہ نے جو کچھ کیا ہے وہ اس کی رائے سے کیا ہے تو اس وقت ہم اپنی حفاظت کی تدابیر اختیار کریں گے اور اگر اس کے خلاف معلوم ہوا تو ہم مطمئن ہو جائیں گے۔

ابوسلمہ کے عمل کی تحقیق

میں ڈرتا ہوا خراساں روانہ ہوا جب رے پہنچا تو اس وقت حاکم رے کے پاس ابومسلم کا خط پہنچ چکا تھا اس میں لکھا ہوا تھا کہ مجھے معلوم ہوا کہ عبداللہ بن محمد نے تمہارا رخ کیا ہے۔ جب وہ رے آ جائیں تو قیام کی اجازت دیئے بغیر ان کو اسی وقت خراساں روانہ کر دینا۔ جب میں رے پہنچا تو حاکم رے میرے پاس آیا ابومسلم کی خط کی مجھے اطلاع دی اور اسی وقت وہاں سے جانے کا حکم دیا اس واقعہ سے میرا خوف اور بڑھ گیا۔ میں رے سے خوف کی حالت میں روانہ ہوا جب نیشاپور آیا تو اس کے عامل نے اسی وقت ابومسلم کا خط لاکر مجھے دیا۔ جس میں اسے حکم تھا کہ جب عبداللہ بن محمد بن محمد نیشاپور پہنچے تم ان کو فوراً خراساں روانہ کر دینا اور وہاں مت ٹھہرنے دینا کیونکہ تمہارے علاقہ میں خارجی بستے ہیں اور مجھے ان کی طرف سے عبداللہ بن محمد کے لئے اندیشہ لگا ہوا ہے، اس جملے کو پڑھ کر میرے دل کو اطمینان ہو گیا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی نیت ہماری ہی حکومت کا قیام ہے۔

میں نیشاپور سے بھی روانہ ہوا مرو دو فرسخ کے فاصلے پر تھا تو ابومسلم بہت سے لوگوں کے ساتھ میرے استقبال کو آیا میرے قریب آ کر وہ پیدل ہو گیا اور پاپیادہ آگے بڑھ کر اس نے میرے ہاتھ چومے میرے کہنے پر پھر وہ سواری پر سوار ہو کر میرے ہمارے ہمرکاب ہوا اور مرو آ گیا۔ میں نے ایک مکان میں قیام کیا تین دن تک اس نے مجھ سے کوئی بات نہ پوچھی کہ میں خراسان کیوں آیا ہوں۔ چوتھے دن اس نے میرے خراسان آنے کی وجہ دریافت کی میں نے اپنا مطلب بیان کیا۔ اس نے کہا کہ ابوسلمہ نے جو کچھ کیا تھا وہ اسی کا خیال تھا اور اب میں آپ کو اس سے بے فکر کر دیتا ہوں۔

ابوسلمہ کا قتل

اس نے مرار بن انس ضبی کو بلا کر حکم دیا کہ تم فوراً کوفے جا کر ابوسلمہ کو جہاں پاؤ وہیں قتل کر دو اور اس معاملے میں امام کی رائے نہ لینا۔ مرار کوفے آیا ابوسلمہ رات کے وقت ابوالعباس سے بیٹھا باتیں کر رہا تھا، مرار اس کے راستے میں چھپ کر بیٹھ گیا محل سے نکلتے ہی اسے قتل کر دیا اور یہ خبر مشہور کر دی گئی کہ ابوسلمہ کو خارجیوں نے قتل کر دیا۔

سالم نقل کرتے ہیں کہ میں رے سے خراساں تک ابوجعفر کے ساتھ ہو گیا تھا اور ان کی دربانی کرتا تھا جب ابومسلم اسے ملنے کے لئے آتا تو ان کے قیام گاہ کے دروازے پر گھوڑے سے اتر جاتا اور دہلیز میں بیٹھ جاتا پھر مجھ سے کہتا کہ میرے لئے اندر آنے کی اجازت حاصل کرو اس پر ابوجعفر مجھ پر ناراض ہوا اور کہا کہ اب جب کبھی وہ آئے تم فوراً ان کے لئے پھاٹک کھول دینا اور کہہ دینا کہ وہ اپنی سواری ہی پر مکان کے اندر چلے جائیں میں نے ابومسلم سے آ کر بیان کیا کہ ابوجعفر نے مجھے ایسا حکم دیا ہے ابومسلم کہنے لگا کہ ہاں میں جانتا ہوں مگر تم میرے لئے اندر آنے کی اجازت لے لیا کرو۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اپنی نخیلہ کی قیام گاہ سے منتقل ہونے سے پہلے ہی ابوالعباس نے ابوسلمہ سے بے رخی شروع کر دی تھی پھر جب وہ نخیلہ سے مدینہ ہاشمیہ آ کر سرکاری محل میں ٹھہرے۔ اس وقت بھی وہ اس سے ناراض تھے اور اس ناراضگی سے خود ابوسلمہ بھی واقف تھا۔ ابوالعباس نے اس کے معاملہ میں ابومسلم کو لکھا اور بتایا کہ اس نے انھیں دھوکا دینا چاہا تھا اور اب بھی وہ اس سے ڈرتے ہیں۔ ابومسلم نے امیر المؤمنین کو جواب دیا ''اگر اسکی یہ حرکت آپ کو معلوم ہوئی ہے تو آپ اسے قتل کر دیجئے''، مگر داؤد بن علی نے ابوالعباس کو اس کے قتل سے روکا اور کہا کہ ابومسلم اس کے قتل کو آپ کی مخالفت میں بطور دلیل کے پیش کریگا اس وقت اہل خراسان ہی آپ کا ساتھ دے رہے ہیں اور جو کچھ ابومسلم کا ان پر اثر ہے وہ بالکل ظاہر ہے مناسب یہ ہے کہ آپ ابومسلم ہی کو لکھیں کہ وہ خود کسی شخص کو بھیج کر اسے قتل کرا دے چنانچہ ابوالعباس نے ایسا ہی کیا اور ابومسلم نے مرار بن انس ضبی کو اس کام کے لئے خراسان سے بھیج دیا۔ مرار مدینہ ہاشمیہ میں ابوالعباس سے آ کر ملا اور اپنے آنے کا مقصد بتایا۔ ابوالعباس نے اعلان کرایا کہ اب میں ابوسلمہ سے خوش ہوں نیز اسے بلا کر خلعت بھی عطا کیا۔ اس کے بعد ایک رات کو ابوسلمہ ابوالعباس کے پاس آیا اور تمام رات بیٹھا باتیں کرتا رہا جب رات کے آخری حصے میں تنہا اور پیدل اپنے گھر واپس

جانے لگا اور قصر کی محرابوں میں سے گزرنے لگا تو مرار بن انس اور اس کے دوسرے ساتھیوں نے اسے قتل کر دیا شہر کے تمام دروازے فوراً بند کر دئے گئے اور یہ بات، مشہور کر دی گئی کہ ابوسلمہ کو خارجیوں نے قتل کر دیا صبح کو اس کی لاش اس کے قتل ہونے کی جگہ سے نکالی گئی یحیٰی ابن محمد بن علی نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور مدینہ ہاشمیہ میں اسے سپرد خاک کر دیا گیا، سلیمان بن مہاجر البجلی نے یہ شعر اس کے مرثیہ میں کہا ہے۔

ان الــــو زیـــــر وزیــــر آل مــــحــــمــــد

اودی فــمــن یشــنــاک کــان وزیــرا

(ترجمہ) یہ آل محمد صلعم کا وزیر تھا

جو ہلاک ہوا اور اس کی وزارت میں کون عیب نکال سکتا ہے،

ابوسلمہ وزیر آل محمد اور ابومسلم امین آل محمد کہلاتے تھے،

سلیمان اور اعرج کی گفتگو

ابوسلمہ کے قتل کے بعد ابوالعباس نے اپنے بھائی ابوجعفر کو تیس آدمیوں کے ساتھ ابوسلمہ کے پاس بھیجا جن حجاج بن ارطاۃ اور اسحٰق بن فضل الہاشمی بھی تھے۔ جب ابوجعفر ابوسلمہ کے پاس آ گیا تو ایک دن عبیداللہ بن الحسین الاعرج اس کے ساتھ سیر کے لئے نکلا سلیمان بن کثیر بھی الاعراج کے ساتھ تھا سلیمان نے اعرج سے کہا کہ ہم تو آپ لوگوں کی حکومت کی تمنا کرتے تھے اب بھی اگر آپ چاہیں تو ہم آپکی تحریک کی حمایت کرنے کو تیار ہیں۔ یہ بات سن کر عبیداللہ کو خیال ہوا کہ یہ شخص ابومسلم کا جاسوس ہے اسے اس کے کہنے سے خوف ہو گیا، دوسری طرف ابومسلم کو بھی یہ بات معلوم ہوگئی کہ سلیمان اعراج کے ساتھ سیر کے لئے گیا تھا، عبیداللہ نے ابومسلم سے آ کر سلیمان کی بات اس خوف کی وجہ سے نقل کر دیا اگر وہ ایسا نہ کرے تو شاید ابومسلم دھوکے سے قتل کرا دے۔ ابومسلم نے سلیمان بن کثیر کو بلا کر کہا کہ تمہیں امام کا وہ حکم یاد ہے جو انھوں نے مجھے دے رکھا ہے کہ جس پر میرا شبہ ہو میں اسے قتل کر دوں سلیمان نے کہا جی ہاں مجھے یاد ہے ابومسلم نے کہا تو میں اب تمہیں ملزم قرار دیتا ہوں سلیمان نے کہا میں آپ کا خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھے قتل نہ کریں ابومسلم کہنے لگا تجھے شرم نہیں آتی مجھے تو خدا کا واسطہ دیتا ہے اور خود امام سے فریب کر رہا ہے۔ اس کے بعد ابومسلم نے اس کے قتل کا حکم دیا مگر اسے وہاں اپنے سوا کوئی جلاد اس وقت نظر نہ آیا۔

ابومسلم کے متعلق ابوجعفر کی رائے

ابوجعفر ابومسلم سے مل کر ابوالعباس کے پاس واپس آ گیا اور اس نے کہا کہ اگر تم نے ابومسلم کو زندہ چھوڑے رکھا تو نہ تم خلیفہ ہوا اور نہ تمہاری حکومت کوئی معنی رکھتی ہے، ابوالعباس نے پوچھا یہ کیسے؟ ابوجعفر کہنے لگا کہ اللہ کی قسم ابومسلم اپنے ارادے سے جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے ابولعباس نے کہا چپ رہو خبر دار اس بات کو کسی پر

ظاہر مت کرنا۔

اسی سال ابوالعباس نے اپنے بھائی ابوجعفر کو یزید بن عمر بن ہبیرہ سے لڑنے کے لئے واسط بھیجا۔ اہل خراسان کی اس فوج کا ذکر پہلے بیان ہو چکا ہے۔ جسکا مقابلہ پہلے قحطبہ اور پھر اس کے بعد اس کے بیٹے حسن بن قحطبہ کی قیادت میں یزید بن عمرو بن ہبیرہ سے ہوا۔ اس مقابلہ میں یزید بن عمرو بن ہبیرہ نے شکست کھائی اور یہ اپنی شامی فوجوں کولیکر واسط آیا اور یہاں قلعہ بند ہو گیا۔

ابن ہبیرہ کا واسط میں قلعہ بند ہونا

جب اس ہبیرہ کو شکست ہوئی تمام فوج اسے چھوڑ کر تتر بتر ہوگئی اس نے اپنے مال و متاع پر بعض لوگوں کو متعین کر دیا تھا وہ بھی اس مال کولیکر چلتے بنے۔ حوثرہ نے ابن ہبیرہ سے کہا تھا کہ دشمن کا سپہ سالار قتل ہو چکا ہے تمہارے پاس زبردست فوج موجود ہے واسط کے بجائے کوفہ چلو وہاں خراسانیوں کا مقابلہ کرنا یا قتل ہو جانا یا فتح حاصل کرنا مگر ابن ہبیرہ نے اس مشورے کو قبول نہیں کیا اور کہا کہ اب تو ہم واسط چلتے ہیں وہاں پہنچ کر دیکھیں گے حوثرہ نے کہا اللہ کی قسم اس کا نتیجہ صرف یہی ہوگا کہ اس طرح دشمن کی دسترس تم تک ہو جائے گی اور تم مارے جاؤ گے۔

بن حصین نے مشورہ دیا کہ مروان کے پاس چلنا چاہئے کیونکہ اسے اس وقت سب سے بڑی خوشی ہماری اس فوج کے پہنچ جانے کی ہوگی بہتر یہ ہے کہ آپ فرات کے راستے مروان کے پاس پہنچ جائیں۔ اور واسط جانے کا آپ نام بھی نہ لیں کیونکہ وہاں جا کر آپ محصور ہو جائیں گے اور اس کے بعد قتل ہے۔ ابن ہبیرہ نے اس مشورے کو بھی قبول کرنے سے انکار کر دیا، واقعہ یہ تھا کہ جب مروان اسے کوئی مشورہ لکھ کر بھیجتا تھا وہ اس کی مخالفت کرتا تھا اس بات پر اب اسے یہ ڈر تھا کہ اگر وہ مروان کے پاس گیا تو مروان اسے قتل کرا دے گا۔ غرضیکہ اب یہ واسط آ کر قلعہ بند ہو گیا۔

واسط پر حملہ

ابو سلمہ نے حسن بن قحطبہ کو واسط کو فتح کرنے کے لئے روانہ کیا۔ حسن اور اس کی فوج نے دریائے زاب اور دجلہ کے درمیان خندقیں بنائیں۔ اور ان کی آڑ میں مورچے لگالئے خود حسن نے باب المضار کو اپنی آڑ میں لیکر اپنے خیمے نصب کئے۔ بدھ کے دن فریقین میں پہلی جنگ ہوئی اہل شام نے ابن ہبیرہ سے باہر نکل کر لڑنے کی اجازت مانگی اس نے اجازت دیدی۔ اور اب خود اپنی فوج کے ساتھ مقابلہ کے لئے حصار سے باہر آیا۔ اس کے میمنہ پر اس کا بیٹا داؤد سردار تھا اور محمد بن نباتہ کچھ خراسانیوں کے ساتھ جن میں ابوالعود خراسانی بھی تھا اس کے ساتھ تھا۔ اب لڑائی شروع ہوئی حسن کی میمنہ پر خازم بن خزیمہ سردار تھا خود ان ابن ہریرہ باب المضار کے سامنے واقف تھا خازم نے ابن ہبیرہ پر حملہ کیا اور اہل شام کو پسپا کر کے خندقوں میں دھکیل دیا۔ اب لوگ شہر کے دروازے پر جھپٹے اور راستے بھر آئے کہ جگہ نہ رہی تمام باب الضاران سے بھر گیا۔ گوپھن والوں نے گوپھنوں سے پتھر برسائے اس

وقت حسن کھڑا ہوا یہ تماشہ دیکھ رہا تھا اب وہ خود لشکر لے کر آہستہ آہستہ دریا اور خندق کے درمیان میدان میں بڑھ آیا۔ اہل شام پھر پلٹ کر مقابلہ میں آئے حسن نے ان پر دوبارہ حملہ کیا اس کی فوج ابن ہبیرہ اور شہر کے درمیان حائل ہوگئی۔ اور اس نے شامیوں کو دجلہ پر پسپا ہونے پر مجبور کر دیا، ان کی بہت بڑی تعداد غرق ہوگئی۔ اس کے بعد کشتیاں لائی گئیں اور بقیہ فوج کو ان میں سوار کیا، ابن نباتہ اپنی زرہ بکتر اتار کر دریا میں کود پڑا پھر ایک کشتی اس کے لئے بھیجی گئی اور وہ اس میں سوار ہو گیا۔ اب دونوں فریق اپنی اپنی جگہ ٹھنک گئے اور لڑائی بند ہوگئی۔

دوسری جنگ

سات روز کے بعد دوسری منگل کو پھر اہل شام شہر سے نکل کر مقابلہ پر آئے اور جنگ شروع ہوئی۔ ایک شامی نے ابوحفص ہزار مرد پر تلوار کی ایک ضرب لگائی اور فخر یہ کہنے لگا کہ میں سلمی نوجوان ہوں، ابوحفص نے اس پر ضرب لگائی اور کہنے لگا میں عتکی نوجوان ہوں، ابوحفص کا حریف میدان کارزار میں کھیت رہا شامیوں کو بری طرح شکست ہوئی بھاگ پھر شہر میں پناہ گزین ہوگئے۔ اور اب عرصہ تک صرف یہ لڑائی رہ گئی کہ شامی فصیل کے پیچھے سے تیراندازی کر دیتے تھے۔

ابوامیہ کا تلاشی دینے سے انکار اور گرفتاری

اسی محاصرے کی حالت میں ابن ہبیرہ کو معلوم ہوا کہ ابوامیہ التغلبی نے جھنڈا سیاہ اختیار کر لیا ہے اس نے ابوعثمان کو ابوامیہ کے قیام گاہ بھیجا۔ یہ اس کے پاس اسکے خیمے میں آیا اور کہا کہ مجھے امیر نے تمہارے خیمے کی تلاشی کے لئے بھیجا ہے۔ تاکہ مجھے اگر یہاں سیاہ جھنڈا نظر آئے تو میں اسے تمہاری گردن میں لٹکا کر اور گلے میں رسی ڈال کر ان کے پاس لے چلوں۔ اور اگر کوئی سیاہ چیز نہ ملے تو یہ پچاس ہزار درہم تمہیں انعام میں دیدوں گا ابوامیہ نے اسے تلاشی کی اجازت دینے سے انکار کر دیا ابوعثمان اسے ابن ہبیرہ کے پاس لے آیا ابن ہبیرہ نے اسے قید کر دیا۔ اسی معاملے پر معن بن زائدہ اور دوسرے بنی ربیعہ نے آپس میں گفتگو کی اور بنی فضارہ کے تین آدمی پکڑ کر قید کر لئے نیز انھوں نے ابن ہبیرہ کو گالیاں بھی دیں۔

ابوامیہ کی لڑائی

یحییٰ بن حصین نے انھیں آکر بہت سمجھایا مگر انھوں نے کہا کہ جب تک ہمارا آدمی رہا نہ کیا جائے گا ہم ان کے آدمیوں کو نہیں چھوڑیں گے۔ مگر ابوہبیرہ نے اس بات کے ماننے سے انکار کر دیا یحییٰ نے اس سے کہا کہ تم خود اپنے معاملہ کو خراب کر رہے ہو۔ تم محصور تم اسے چھوڑ دو ابن ہبیرہ نے کہا نہیں ہرگز اسے رہا نہ کروں گا۔ یحییٰ بن حسین نے ان لوگوں سے آکر سارا واقعہ بیان کر دیا۔ محسن اور عبدالرحمٰن بن بشیر العجلی ابن ہبیرہ سے علیحدہ ہوگئے یحییٰ نے پھر ابن ہبیرہ کو سمجھایا کہ تم یہ کیا کر رہے ہو یہی لوگ تمہارے بڑے دلیر شہ سوار ہیں۔ اگر تم نے ان کو بگاڑ لیا اور محاصرہ میں تمہیں اور دیر لگ گئی تو یہ تمہارے لئے دشمن سے زیادہ سخت گیر ثابت ہونگے۔ ابن ہبیرہ نے ابوامیہ کو

اپنے پاس بلا کر اسے خلعت پہنائی رہائی دی، سمجھوتہ کرلیا۔ اور اب ان کے تعلقات پھر حسب سابق خوشگوار ہو گئے۔ ابونصر مالک بن الہیثم سجستان کی سمت سے حسن بن قحطبہ کے پاس آ گیا اس نے ابونصر کے شامل ہو جانے کی اطلاع دینے کے لئے غیلان بن عبداللہ الخزاعی کی سرکردگی میں ایک وفد ابوالعباس کے پاس بھیجا ،غیلان حسن سے اس بنا پر دل پر خاموش رکھتا تھا۔ کہ اس نے اسے روح بن حاتم کی مدد کے لئے بھیجد یا تھا۔ اس نے ابوالعباس سے آ کر کہا گواہی دیتا ہوں کے آپ امیر المؤمنین میں اللہ کی مضبوط رسی ہیں۔ اور اہل تقویٰ کے امام ہیں ابوالعباس نے کہا غیلان کیا چاہتے ہو، اس نے کہا میں آپ سے معافی کا طلبگار ہوں ابوالعباس نے کہا اللہ تجھے معاف کردے گا۔ داؤد بن علی نے کہا ا۔ ے ابوفضالہ اللہ تمہیں نیک توفیق دے کہو کیا کہنا چاہتے ہو غیلان نے کہا، اے امیر المؤمنین آپ اپنے کسی قریبی رشتے دار کو ہمارا سردار بنا کر ہم پر احسان کیجئے۔ ابوالعباس نے کہا کہ کیا میرا ہی آدمی حسن بن قحطبہ تمہارا سردار نہیں ہے غیلان نے کہا امیر المؤمنین آپ اپنے کسی خاندان کے شخص کو ہمارا سردار مقرر کیجئے۔ ابوالعباس نے پھر وہی جواب دیا غیلان کہنے لگا امیر المؤمنین آپ اپنے کسی خاندان کے آدمی کو ہمارا سردار بنائیں۔ تا کہ اسے دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں ابوالعباس نے اس کی درخواست منظور کرلی اور ابوجعفر کو حسن کی جگہ سپہ سالار بنا دیا۔

ابوجعفر کی انتظامی تبدیلیاں

ابوجعفر نے غیلان کو اپنا کوتوال مقرر کرلیا۔ جب غیلان واسط آیا تو ابونصر نے اسے کہا کہ جو کچھ تم نے کیا وہ ٹھیک کیا میں بھی یہی چاہتا تھا غیلان کہنے لگا ہاں ایسا ہی تھا۔ یہ چندروز اس خدمت پر رہا پھر اس نے خود ابوجعفر سے کہا کہ مجھ سے کوتوالی کا کام نہیں سنبھلتا ہے میں تم کو ایسا آدمی بتاتا ہوں جو مجھ سے زیادہ مستعد وقوی ہے۔ ،ابوجعفر نے کہا وہ کون، غیلان نے جمہو بن مرار کا نام لیا۔ ابوجعفر نے کہا مگر میں تمہیں معزول نہیں کرسکتا۔ کیونکہ تمہارا تقرر امیر المؤمنین نے کیا ہے۔ غیلان نے کہا تو آپ ان کو لکھ کر پوچھ لیجئے۔ ابوجعفر نے ابوالعباس کو لکھا ابوالعباس نے ابوجعفر کو لکھا کہ تم غیلان کی رائے پر عمل کرو۔ چنانچہ اب ابوجعفر نے جمہور کو اپنا کوتوال مقرر کرلیا نیز اس نے حسن سے کہا کہ تم مجھے ایسا آدمی بتاؤ جسے میں اپنے محافظ دست کا افسر مقرر کروں اس نے کہا کہ عثمان بن نہیک ایسا شخص ہے جسے میں پسند کرتا ہوں ابوجعفر نے اسے اسی جگہ مقرر کردیا۔

فریقین میں جنگ

ابوجعفر کے واسط آنے کے بعد حسن نے اپنا خیمہ اس کے لئے خالی کردیا اور خود دوسری جگہ چلا گیا۔ اور اب فریقین میں جنگ شروع ہوئی۔ سارے دن ابونصر لڑتا رہا۔ اہل شام اپنی خندقوں کی طرف پسپا ہوئے معین اور ابو یحییٰ الجذامی جو دونوں کمین گاہ میں منتظر بیٹھے تھے۔ خراسانیوں کے آگے نکلتے ہی ان کے عقب سے ان پر ٹوٹ پڑے اور شام ہونے تک ان سے لڑتے رہے۔ ابونصر گھوڑے سے اتر پڑا خندقوں کے سرے پر فریقین میں خوب

لڑائی ہوئی روشنی کے لئے آگ کے الاؤ روشن کر دئے گئے۔ اس وقت ابن ہبیرہ باب الخلالین کے برج پر کھڑا ہوا تھا بہت رات گئے تک فریقین ایک دوسرے سے لڑتے رہے۔ آخر کار ابن ہبیرہ نے معن کو واپسی کا حکم دیا اور وہ پلٹ آیا۔

کچھ روز جنگ بند رہی پھر ایک مرتبہ اہل شام محمد بن نباتہ معن بن زائدہ زیاد بن صالح اور دوسرے بعض شامی سرداروں کی قیادت میں لڑنے نکلے، خراسانیوں نے ان کا مقابلہ کیا۔ مگر شامیوں نے انکو دریائے دجلہ پر دھکیل دیا ان کے کچھ آدمی دریا میں گرنے لگے۔ یہ حالت دیکھ کر ابونصر نے خراسانیوں کو للکارا، اے اہل خراساں مرد ماں خانہ بیابان ہستید و بر خیر زید، اس آواز پر خراسانی پلٹ پڑے۔ اسی دوران ابونصر کا بیٹا زخمی ہو کر میدان میں گرا۔ روح بن حاتم نے دشمن کے یلغار سے اسے بچائے رکھا۔ جب ابونصر اس کے پاس سے گزرا تو فارسی میں کہنے لگا: "اے میرے بیٹے تجھے دشمنوں نے قتل کر دیا اب تیرے بعد دنیا پر لعنت ہے" اس کے بعد اہل خراساں نے اس بے جگری سے شامیوں پر حملہ کیا ان کو پسپا کر کے شہر واسط میں دھکیل دیا۔ اس واقعہ کے وقت شامی ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اللہ کی قسم آج کی جنگ کے بعد ہمیں انکے مقابلہ پر کامیابی نہیں ہو سکتی۔ اس کے باوجود کہ ہم اہل شام کے نامور سردار پوری جوانمردی سے ان پر حملہ آور ہوئے مگر انھوں نے ہم کو شہر میں داخل ہونے پر مجبور کر دیا۔

اس جنگ میں اہل خراسان میں سے بکار الانصاری اور ایک دوسرا خراسانی جو دونوں اپنی جماعت کے بڑے نامور بہادر تھے قتل ہو گئے۔

اس محاصرہ کے دوران میں ابونصر کشتیوں میں ایندھن بھر کر انھیں آگ لگا دیتا تھا تاکہ یہ جس چیز کے پاس سے گزریں اسے جلا ڈالیں۔ مگر اس کے مقابلہ کے لئے ابن ہبیرہ نے یہ کیا تھا کہ آتش گیر جہاز تیار کئے تھے اور ان سے آنکڑے لگائے تھے کہ ان کے ذریعے وہ ان کشتیوں کو کھینچ لاتے تھے گیارہ مہینے اسی طرح گزر گئے، جب محاصرہ لمبا ہو گیا اور محصورین کو اسماعیل بن عبداللہ القسری کے ذریعے مروان کے قتل کی اطلاع ملی۔ نیز اس نے ان سے یہ بھی کہا کہ جس کے لئے تم لڑتے تھے جب وہی نہیں رہا تو اب کیوں اپنے آپ کو تباہ کرتے ہو انھوں نے محاصرین سے صلح کر لی۔

فریقین میں جنگ ہونے کی دوسری روایت

بیان کیا گیا ہے کہ جب ابوجعفر ابومسلم سے ملکر خراسان سے واپس آیا تو ابوالعباس نے اسے ابن ہبیرہ سے لڑنے کے لئے بھیجا۔ ابوجعفر حسن بن قحطبہ کے پاس آیا حسن نے اس وقت واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ اس کے آتے ہی حسن نے اپنی قیام گاہ ابوجعفر کے لئے خالی کر دی اور خود دوسری جگہ جا رہا۔

محاصرہ کے لمبا ہو جانے کی وجہ سے خود ابن ہبیرہ کی فوج میں پھوٹ پڑ گئی۔ یمنیوں نے کہا کہ مروان نے جو سلوک ہمارے ساتھ کیا ہے وہ ظاہر ہے ہم کیوں اس کی مدد کریں اس پر نزاری عربوں نے کہا کہ یمنی ہمارے ساتھ ہو کر نہیں لڑتے ہم بھی نہیں لڑتے اور اب صرف اجیرا اور نو عمر لڑکے لڑنے کے لئے اس کے پاس رہ

گئے۔

معاہدۂ صلح

ابن ہبیرہ کا ارادہ ہوا کہ اب محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسنؒ (نفس الزکیہ) کی خلافت کے لئے دعوت دے ان کی رضا مندی حاصل کرنے کے لئے اس نے ان کو لکھا ان کے جواب آنے میں دیر ہوئی۔ اسی دوران ابوالعباس نے ابن ہبیرہ کے یمنی ساتھیوں سے ساز وباز شروع کر دی اور انھیں ہر طرح لالچ دیا۔ زیاد بن صالح الحارثی اور زیاد بن عبیداللہ الحارثی دونوں ابوالعباس کے پاس آئے یہ ابن ہبیرہ سے وعدہ کر کے آئے تھے کہ وہ ابوالعباس کو اس کے لئے ہموار کر دیں گے، مگر انھوں نے اسکی کوئی کوشش نہیں کی۔ اب ابوجعفر اور ابن ہبیرہ کے درمیان صلح کے سفیر آتے جاتے رہے۔ آخر کار ابوجعفر نے اسے وعدۂ امان لکھدیا اس معاہدہ کے متعلق ابن ہبیرہ چالیس روز تک علماء سے مشورہ لیتا رہا آخر حبیب اس نے اس معاہدہ کو پسند کر لیا تو اسے ابوجعفر کے پاس بھیج دیا۔ ابوجعفر نے اسے ابوالعباس کے پاس بھیج دیا۔ ابوالعباس نے اس پر عمل کرنیکی ہدایت بھیج دی۔ ابوجعفر تو چاہتا تھا کہ جو اس نے معاہدہ کیا ہے اسے پورا کرے مگر اس وقت ابوالعباس کی یہ حالت تھی کہ وہ ابومسلم سے مشورہ لئے بغیر کوئی کام سرانجام نہیں کرتے تھے۔ اس کی طرف سے ابوالجہم بطور مخبر کے ابوالعباس کے پاس متعین تھا، چنانچہ ابوالعباس نے سارا معاملہ ابومسلم کو لکھ کر بھیجا ابومسلم نے جواب دیا کہ صاف راستے میں اگر پتھر ڈالدو گے وہ خراب ہو جائے گا ،وہ راستہ صاف نہیں جن میں ابوہبیرہ ہیں۔

ابن ہبیرہ اور ابوجعفر کی ملاقاتیں

معاہدہ صلح کی تحریر و تکمیل کے بعد ابن ہبیرہ تیرہ سو بخاری گھوڑوں کی سواری کہ جلوس کے ساتھ ابوجعفر سے ملنے کے لئے چلا۔ وہ چاہتا تھا کہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اس کے خیمے میں آئے مگر سلام بن صاحب نے اس سے کہا اے ابوخالد اگر جناب والا گھوڑے سے اتر پڑیں تو مناسب ہیں اس وقت دس ہزار خراسانی اہل خیمہ کے گرد جمع تھے۔ ابن ہبیرہ سواری سے اتر پڑا سلام نے اس کے بیٹھنے کے لیے مسند منگوا کر بچھوائی۔ اور سرداروں کو وہاں آنے کی اجازت دی۔ اور اس کے بعد اس نے ابن ہبیرہ سے کہا کہ اب آپ تشریف لے جائیں۔ ابن ہبیرہ کہنے لگا میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ اندر چلوں اس نے کہا میں نے صرف آپ کو تنہا اندر جانے کی اجازت دی ہے۔ ابن ہبیرہ وہاں سے اٹھ کر اندر آیا اور اب اس کے لئے مسند لا کر بچھائی گئی جس پر وہ بیٹھ گیا۔

تھوڑی دیر ابوجعفر سے باتیں کرنے کے بعد یہ اٹھ آیا، حد نگاہ تک ابوجعفر غور سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ اس کے بعد کچھ عرصے اس کا یہ دستور رہا کہ ایک دن بیچ پانچسو سوار اور تین سو پیادوں کے ساتھ ابوجعفر سے ملنے آتا۔ یزید بن حاتم نے ابوجعفر سے کہا کہ ابن ہبیرہ اس شان سے آپ کے پاس آتا ہے کہ تمام چھاؤنی میں اایک تہلکہ پڑ جاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس کی شوکت واقتدار حسب سابق باقی ہے۔ اگر وہ اسی طرح رسالے اور پلٹن کے ساتھ آتا رہا تو عبدالجبار اور جہور کیا کہیں گے۔ ابوجعفر نے سلام کو ہدایت کی کہ وہ اابن ہبیرہ سے کہے کہ

وہ فوج کے ساتھ یہاں نہ آیا کرے۔ صرف اپنے خدمتگار لایا کرے، سلام نے ابن ہبیرہ سے کہہ دیا یہ سنکر اس کا چہرہ بگڑ گیا۔ اور اب وہ تقریباً تمیں خدمت گاروں کے ساتھ ابوجعفر سے ملنے آیا، اس پر سلام نے اس کہا کہ معلوم ہوتا ہے آپ اپنی شان دکھانے کے لئے اس جماعت کو ساتھ لاتے ہیں۔ ابن ہبیرہ نے چلا کر کہا اگر آپ پیدل آنے کا حکم دیں گے تو میں اس کی بھی تعمیل کروں گا۔ سلام کہنے لگا آپ برانہ مانیں میں نے تذلیل کے لئے یہ بات نہیں کی اور نہ امیر نے اس بنا پر ایسا حکم دیا ہے بلکہ آپ ہی کے خاطر یہ کہا گیا ہے۔ کیونکہ اور لوگ اس کے متعلق چہ میگوئیاں کرتے ہیں، اس کے وہ صرف تین آدمیوں کے ہمراہ ابوجعفر کے پاس آیا کرتا۔

ابوجعفر کا ابن ہبیرہ کو قتل کرنیکا ارادہ

ایک مرتبہ ابن ہبیرہ نے ابوجعفر کو امیر کہہ کر خطاب کرنے کے بجائے شخص کہا پھر فوراً اپنی غلطی پر متنبہ ہوا اور کہنے لگا چونکہ میں زمانہ قریب تک ہر شخص کو اسی طرح خطاب کرتا رہا ہوں اس وجہ سے بلا ارادہ یہ لفظ آ چکے لئے میری زبان سے نکل گیا۔

ابوالعباس نے کئی مرتبہ ابوجعفر کو ہبیرہ کے قتل کا حکم بھیجا مگر وہ اسے برابر ٹالتا رہا۔ آ کر کار تنگ آ کر ابوالعباس نے اسے خدا کی قسم دیکر لکھا کہ تم اسے قتل کر دو ورنہ میں کسی دوسرے شخص کو یہاں سے بھیجتا ہوں۔ جو اسے تمہاری پناہ نکال کر قتل کر دے گا، اس حکم کے آنے کے بعد ابوجعفر نے بھی اس کے قتل کا پکا ارادہ کر لیا خازم بن ہشیم بن شعبہ بن ظہیر کو بھیجا کہ وہ کے تمام سرکاری خزانوں کے کوٹھوں پر مہر توڑا کر دیں نیز اس نے قیس اور مضر کے ان سرداروں کو جو ابن ہبیرہ کے ساتھ تھے اپنے پاس بلا بھیجا۔ محمد بن زانۃ، جوثرہ بن سہیل، طارق بن قدامہ، زیاد بن سوید، ابوبکر بن کعب العقیلی۔ ابان البشر ابناء عبدالملک بن بشر جن کے ہمراہ قیس کے دوسرے بائیس آدمی تھے۔ جعفر بن حنظلہ اور ہزان بن سعد ابوجعفر کے پاس آئے سلام بن سلیم نے باہر نکل کر جوثرہ اور محمد بن نباتہ کو دریافت کیا یہ دونوں اٹھ کر اندر چلے گئے۔

ابن نباتہ اور اس کے ساتھیوں کا قتل

عثمان بن نہیک فضل بن سلیمان اور موسیٰ بن عقیل اور ایک سو ۱۰۰ آدمیوں کے ساتھ ابوجعفر کے خیمے سے پہلے ایک دوسرے خیمے میں موجود تھے، جوثرہ اور محمد بن نباتہ کی تلواریں چھین کر ان کی مشکیں باندھ دی گئیں۔ ان کے بعد بشیر اور ابان اور عبدالملک کے بیٹے آئے ان کے ساتھ بھی یہی کیا گیا۔ ان کے بعد ابوبکر بن کعب اور طارق بن قدامہ آئے اس پر جعفر بن حنظلہ نے بطور احتجاج کے کہا کہ ہم سپہ سالار ہیں۔ یہ لوگ ہم سے کم درجہ ہیں ہم پر ان کو کیوں ترجیح دی جارہی ہے، سلام نے اس سے پوچھا تم کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو۔ اس نے کہا پھر اسے سلام نے کہا تمہارے پیچھے اللہ کی وسیع زمین پڑی ہے جہاں چاہو چلے جاؤ۔ اس کے بعد ہزان نے بھی کھڑے ہو کر اسی قسم کی گفتگو کی مگر اسے بھی پیچھے کر دیا گیا۔ روح بن حاتم نے اس سے کہا جتنے لوگ اندر گئے ہیں ان سب کی تلواریں لے لی گئی ہیں۔ موسیٰ بن عقیل اندر سے نکل کر اس جماعت کے پاس آیا یہ لوگ کہنے لگے تم نے اللہ کے

سامنے ہم سے امان کا وعدہ کیا ہے اور اب اسے پست پشت ڈال رہے ہو۔ ہم کو اللہ سے یہ توقع ہے کہ وہ اس کا کافی بدلہ تم سے لے گا۔ اب نباتہ خوف سے کانپنے لگا جو ترہ نے اس سے کہا کہ بھلا اس سے تم کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ ،ابن نباتہ کہنے لگا اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ واقع پہلے ہی میرے پیش نظر ہو چکا تھا، ان سب کو قتل کر کے ان کی مہریں ضبط کر لیں گئی۔

ابوعلاقہ اور ابن مزید کا قتل

خازم ہشیم بن شعبہ اور اغلب بن سالم تقریباً ایک سو آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوئے اور انھوں نے ابن ہبیرہ سے کہلا کر بھیجا کہ ہم کچھ رقم لے جانا چاہتے ہیں۔ اس نے اپنے دربان ابوعثمان سے کہا کہ تم جا کر خزانہ بتا دو ،انھوں نے ہر کوٹھڑی کے آگے کچھ آدمی متعین کر دیئے۔ اور آپ مکان کے اردگرد کو غور سے دیکھنے لگے، اس وقت ابن ہبیرہ کے پاس اس کا بیٹا داؤد اس کا کاتب عمرو بن ایوب، اس کا حاجب، چند غلام اور ایک چھوٹا سا بچہ اس کے کمرہ میں تھے۔ ابن ہبیرہ کو ان کی نظریں بدمعلوم ہوئیں کہنے لگا کہ بخدا ان کے بُشرے سے بدی نمایاں ہے یہ سنتے ہی یہ جماعت اس کی طرف بڑھی اس کے دربان نے اس کے سامنے ہو کر پوچھا کہ کیا ہے؟ ہشیم بن شعبہ نے اس کے کندھے پر تلوار کی ایک ضرب لگائی جس سے وہ گر پڑا۔ ابن ہبیرہ کا بیٹا داؤد لڑا اور مارا گیا۔ اس کے غلام بھی مارے گئے ابن ہبیرہ نے اسی دوران اپنے صغیر سن لڑکے کو اپنے کمرے سے ہٹا دیا۔ اور حملہ آوروں کو مخاطب کر کے کہا اس بچے کو تو چھوڑ دو پھر وہ خود سجدے میں گر پڑا اور اسی حالت میں قتل کر دیا گیا۔ یہ لوگ مقتولین کے سر لے کر ابوجعفر کے پاس چلے آئے ابوجعفر نے اعلان کرا دیا کہ حکم بن عبدالملک بن بشر خالد ین سلمۃ المخزومی اور عمرو بن ذر کے علاوہ اور سب کو عام معافی دیجاتی ہے۔ زیاد بن عبیداللہ نے ابن ذرّ کے لئے ابوجعفر سے معافی کی درخواست کی اس نے اسے امان دیدی حکم بھاگ گیا۔ خالد کو ابوجعفر نے تو معافی دیدی تھی مگر ابوالعباس نے نہ مانا اور اسے قتل کر دیا۔ ابوالعلاقۃ الفزاری اور ہشام بن ہشیم بن صفوان بن مزید الفطری دونوں بھاگے مگر حجر بن سعید الطائی نے انھیں جا پکڑا اور دریائے زاب پر دونوں کو قتل کر دیا۔

ابوعطا سندی اور منقذ بن عبدالرحمان الہلالی نے ابن ہبیرہ کے مرثیے لکھے یہ وہ شخص ہے کہ ایک مرتبہ ہشام بن عبدالملک نے اپنے بیٹے معاویہ کے لئے اس کی بیٹی مانگی تھی مگر اس نے شادی کرنے سے انکار کر دیا تھا اس کے بعد اس کے اور دلید ین القعقاع کے درمیان سخت کلامی ہوئی اور ہشام نے اسے ولید بن قعقاع کے حوالے کر دیا ولید نے اسے پٹوایا اور قید کر دیا تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب ابن ہبیرہ سے لڑنے کے لئے ابوالعباس نے ابوجعفر کو واسط روانہ کیا تو اس نے حسن بن قحطبہ کو لکھا کہ تمام فوج تمہاری ہے تمام سردار اور سپہ سالار تمہارے ماتحت ہیں مگر میں چاہتا ہوں میرا بھائی بھی اس جنگ میں موجود رہے۔ اس لئے میں اس کو بھیجتا ہوں تم اس کی فرمانبرداری کرنا خیرخواہی اور خلوص نیت کے ساتھ اس کا ہاتھ بٹانا۔ اسی مضمون کا دوسرا خط اس نے ابونصر مالک بن الہشیم کو لکھا تھا۔ چنانچہ منصور کے حکم سے حسن ہی اس تمام فوج کا سربراہ ہوا۔

ابوسلمہ کے عمال کا قتل

اسی سال ابو مسلم نے محمد بن الاشعث کو فارس بھیجا اور ہدایت کر دی کہ وہ ابوسلمہ کے مقرر کردہ تمام عمال کو پکڑ کر قتل کر دے اس نے حکم کے مطابق عمل کیا۔

عیسیٰ کا فارس کا گورنر بننا

اسی سال ابو العباس نے اپنے چچا عیسیٰ بن علی کو فارس کا گورنر مقرر کر کے فارس بھیجا، اس سے پہلے محمد بن الاشعث فارس کا امیر تھا۔ جب عیسیٰ وہاں آیا تو محمد بن الاشعث نے اسے قتل کر دینا چاہا۔ لوگوں نے کہا مگر اس فعل کے نتائج آپ کے لئے خوشگوار نہ ہوں گے۔ ابن الاشعث کہنے لگا میں کیا کروں مجھے ابو مسلم نے یہ ہدایت کر دی ہے کہ اس کے مقرر کردہ والیوں کے علاوہ اگر کوئی دوسرا ولایت کا دعویٰ کرے تو میں اسے قتل کر دوں۔ مگر پھر خود اس فعل کے انجام سے ڈر کر وہ اپنے ارادے سے باز رہا۔ اس پر عیسیٰ نے سخت قسم کھا کر یہ عہد کیا کہ اب تمام عمر نہ وہ کسی منبر پر چڑھے گا اور نہ جہاد کے علاوہ کبھی تلوار باندھے گا چنانچہ اس کے بعد عیسیٰ کہیں گورنر نہ ہوا اور نہ جہاد کے موقع کے سوا کبھی تلوار باندھی۔

انتظامی تبدیلیاں

اس کے بعد ابو العباس نے اسماعیل بن علی کو فارس کا والی مقرر کر کے فارس بھیجا۔ ابو العباس نے اپنے بھائی ابو جعفر کو جزیرہ، آذربیجان اور آرمینا کا والی مقرر کیا اور دوسرے بھائی یحییٰ بن محمد بن علی کو موصل کا والی مقرر کیا۔ اپنے چچا داؤد بن علی کو کوفہ اور سواد کوفہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ عیسیٰ ابن موسیٰ کو مقرر کیا۔ اور داؤد کو مدینہ، مکہ، یمن اور طائف کا والی مقرر کیا۔ اسی سال مروان نے اپنے قیام جزیرے کے دوران ولید بن عروہ کو مدینہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ اس کے بھائی یوسف بن عروہ کو مدینہ کا والی مقرر کیا واقدی کہتا ہے کہ یوسف ۴ ربیع الاول کو مدینہ آ گیا عیسیٰ بن موسیٰ نے ابن ابی لیلیٰ کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا۔ اس سال سفیان بن معاویہ المہلبی بصرہ کا عامل تھا اور حجاج بن ارطاۃ بصرے کے قاضی تھے محمد بن الاشعث فارس کا امیر تھا منصور بن جمہور سندھ کا امیر تھا۔ عبداللہ بن محمد جزیرہ آذربیجان اور آرمینا کا والی تھا۔ یحییٰ بن محمد موصل کا والی تھا عبداللہ بن علی علاقہ شام کا والی تھا ابو عون عبدالملک بن یزید مصر کا امیر تھا، خراسان اور جبال کا امیر ابو مسلم تھا خالد بن برمک افسر خزانہ تھا، اس سال داؤد بن علی بن عبداللہ بن العباس کی امارت میں حج ادا ہوا۔

۱۳۳ھ کے اہم واقعات

مختلف علاقوں میں گورنر اور عمال کی تقرریہ

اس سال ابوالعباس نے اپنے چچا سلیمان بن علی کو بصرہ اس کے توابع ضلع دجلہ بحرین، عمان اور مہر جانقذق کا والی بنا کر بھیجا۔ نیز اس نے اپنے چچا اسمٰعیل بن علی کو ضلع ہواز کا عامل مقرر کیا۔ اسی سال داؤد بن علی نے بنی امیہؔ کے ان افراد کو قتل کر دیا۔ جن کو اس نے مکہؔ اور مدینہ میں پکڑا تھا، نیز اسی سال اس نے مدینہ میں ربیع الاوّل کے مہینے انتقال کیا، محمد بن عمر کے بیان کے مطابق اس کی مدت ولایت تین مہینے ہوئی، مرتے ہوئے اس نے اپنے بیٹے موسیٰ کو اپنے علاقے پر اپنا قائم مقام مقرر کر دیا تھا۔ جب ابوالعباس کو اس کے مرنے اطلاع ملی تو انھوں نے مکہ مدینہ، طائف اور یمامہ پر اپنے ماموں زیاد بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عبدالمز ان الحارثی کو والی مقرر کر دیا۔ اور محمد بن یزید عبداللہ بن عبدالمدان کو یمن بھیجا یہ جمادی الاولیٰ میں یمن پہنچ گیا زیاد مدینہ میں رک گیا اور محمد یمن چلا گیا، زیاد نے مدینہ سے ابراہیم بن حسام السلمی ابوحماد البرص کو مثنیٰ بن یزید بن عمر بن ہبیرہ کے مقابلہ کے لئے جو یمامہ میں امیر تھا بھیجا ابراہیم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔

اسی سال ابوالعباس نے ابوعون کو بذریعہ فرمان باقاعدہ طور پر مصر کا گورنر مقرر کر دیا نیز عبداللہ بن علی اور صالح بن علی کو شام کی فوجوں کا سپہ سالار بنا دیا۔

اسی سال محمد بن الاشعث نے افریقہ کا رخ کیا اہل افریقہ سے اس کی شدید لڑائی ہوئی۔ مگر اس نے شہر فتح کر لیا۔

اسی سال شریک بن شیخ المہری نے خراسان کے شہر بخارا میں ابومسلم کے خلاف خروج کیا۔ اس کے خلاف یہ تحریک شروع کی کہ ہم نے آل محمد کی اتباع خون بہانے اور حق کے خلاف عمل کرنے کے لئے نہیں کی تھی تیس ہزار سے زیادہ اس کے ساتھ ہو گئے، ابومسلم نے زیاد بن صالح الخزاعی کو اس کے مقابلہ پر بھیجا، لڑائی ہوئی زیاد نے اسے قتل کر دیا۔

قیدیوں کی ایک جماعت ابومسلم کی طرف بھیجی گئی

اسی سال ابوداؤد خالد بن ابراہیم وخش سے ختل آیا یہ ختل میں داخل ہو گیا خش بن اسبل رئیس ختل نے اس کی مزاحمت نہیں کی ختل کے بہت سے زمیندار اس کے پاس آئے اور اس کے ساتھ قلعہ میں چھپ گئے، دوسرے زمیندار دروں میں، گھاٹیوں میں اور قلعوں میں لڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔ جب ابوداؤد نے خنش کو بالکل تنگ کر دیا۔ یہ ایک رات اپنے زمینداروں اور خدمت گاروں کو لیکر قلعہ سے نکل گیا یہ جماعت وہاں سے

فرغانہ آئی اور وہاں سے بھی ترکوں کے علاقے سے گزر کر بادشاہ چین کے پاس پہنچ گئی۔ ابوزر نے مہزوم دشمن کو قیدی بنالیا انھیں لئے ہوئے بلخ آیا اور یہاں سے اس نے ان سب کو ابوسلم کے پاس بھیجدیا۔

دیگر اہم واقعات

اسی سال سلیمان الاسود نے وعدۂ امان دینے کے باوجود عبدالرحمن بن یزید بن المہلب کو قتل کر دیا۔

اس سال صالح بن علی نے سعید بن عبداللہ کو درّوں سے آگے بڑھ موسم گرما میں رومیوں سے جہاد کرنے کے لئے روانہ کیا۔

اس سال یحییٰ بن محمد موصل کی گورنری سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ اسمٰعیل بن علی موصل کا ولی مقرر ہوا اس سال زیاد بن عبیداللہ الحارثی کی امارت میں حج ہوا۔

عیسی بن موسیٰ کوفے اور اس کے علاقے کا والی تھا ابن ابی لیلیٰ قاضی تھے بصرہ اس کے توابع، ضلع دجلہ بحرین، عمان، غرض اور مہرجان قذق پر سلیمان بن علی والی تھا۔ عباد بن منصور اس تمام حصے کے قاضی تھے۔ اسمٰعیل بن علی اہواز کا والی تھا محمد بن الاشعث فارس کا امیر تھا۔ منصور بن جمہور سندھ کا امیر تھا، خراسان اور جبال کا امیر ابومسلم تھا۔ عبداللہ بن علی قنسرین حمص صوبہ دمشق اور اردن کا والی تھا۔ صالح بن علی فلسطین کا والی تھا۔ عبدالملک بن یزید ابوعون مصر کا والی تھا۔ عبداللہ بن محمد المنصور جزیرہ کا والی تھا۔ اسمٰعیل بن علی موصل کا والی تھا۔ صالح بن صبیح آرمنیا کا والی تھا۔ مجاشع بن یزید آذربیجان کا والی تھا۔ خالد بن برمک بخشی (افسر خزانہ تھا)۔

۱۳۴ھ کے اہم واقعات

بسام کی بغاوت اور اس کی فوج کا قتل

اس سال بسام بن ابراہیم اہل خراسان کے ایک بڑے سردار نے حکومت کے خلاف بغاوت کی ابوالعباس کی بیعت سے انحراف کر کے اپنے ان پیروں کو لیکر جنھوں نے اس بغاوت کے لئے اس سے اتفاق رائے کیا تھا۔ امیر المؤمنین ابولعباس کی فوجی چھاؤنی سے نکل گیا اس کے متبعین نے اس خروج پر ایک دوسرے کو بشارت دی۔ ابوالعباس نے ان کے معاملہ کی تفتیش کی اور ان کے جانے کی سمت دریافت کی جب ان کو معلوم ہوا کہ وہ مدائن میں ہیں۔ انھوں نے خازم بن خزیمہ کو اس کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ خازم نے اس سے دوچار ہوتے ہی حملہ کر دیا بسام اور اس کی فوج نے شکست کھائی۔ ان میں سے اکثر مارے گئے کامیاب ہونے والوں نے اس کا پڑاؤ لوٹ لیا۔ خازم اپنی فوج کے ساتھ ان کا تعاقب کرتا ہوا چوخا کے علاقہ سے گزر کر یہاں پہنچا۔ شکست خوردہ فوج کا جو شخص ان کے ہاتھ آیا یا جس نے اس کا مقابلہ کیا ان کو اس نے قتل کر دیا۔

خازم کا ذات المطامیر کے لوگوں کو قتل کرنا

اس کام کو پورا کر کے خازم واپس ہوا، واپسی میں ذات المطامیر اس کے مشابہ کسی اور گاؤں سے گزرا وہاں بنی الحارث بن کعب (از خاندان ابوالمدان) جو ابولعباس کے ماموں ہوتے تھے کچھ متعلقین رہتے تھے یہ ان کے پاس سے گزرا۔ وہ اس وقت اپنی چوپال میں بیٹھے تھے یہ ۵۳ آدمی تھے۔ اٹھارہ ان کے خاندان کے تھے اور سترہ ان کے موالی تھے۔ خازم ان کو سلام کیے بغیر آگے بڑھ گیا اس پر انھوں نے اسے گالیاں دیں۔ چونکہ اس کے دل میں ان کی طرف سے عداوت جاگزیں تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اسے معلوم تھا کہ مغیرہ بن التضرع کو جو بسام بن ابراہیم کے خیر خواہوں میں تھا انھوں نے پناہ دی تھی۔ اس نے پلٹ کر ان سے مغیرہ کے اس مقام میں ٹھہرنے کے متعلق سوال کیا انھوں جواب دیا کہ ہاں ایک راہ گیر ایک رات یہاں ٹھہرا تھا۔ پھر وہ یہاں سے چلا گیا اور ہم نہیں جانتے کہ وہ کون تھا۔ خازم نے کہا بڑے افسوس کا مقام ہے کہ تم امیر المؤمنین کے ماموں ہو۔ ان کا دشمن تمہارے پاس آتا ہے اور تمہارے گاؤں میں پناہ گزیں ہوتا ہے کیوں تم سب نے ملکر اسے گرفتار نہ کر لیا۔ ان لوگوں نے اس سوال کا سخت جواب دیا خازم نے ان کے قتل کا حکم دیدیا۔ وہ سب کے سب قتل کر دیئے گئے ان کے مکانات گرا دیئے گئے۔ اور ان کے تمام مال ومتاع کو لوٹ لیا گیا۔

یمنیوں کا ابوالعباس کو خازم کے قتل پر آمادہ کرنا

اس کے بعد خازم ابوالعباس کے پاس آ گیا، جب اس واقعہ کی اطلاع یمنی جماعت کو ہوئی انھوں نے اسے بڑی اہمیت دی اور سب کے سب متفق ہو گئے۔ زیاد بن عبیداللہ الحارثی مع عبداللہ بن ربیع الحارثی، عثمان بن یمنی اور عبدالجبار بن عبدالرحمٰن ابوالعباس کے کوتوال کے ابوالعباس کے پاس آئے۔ اور غرضیکہ خازم نے آپ کے مقابلہ میں ایسی جرات کی ہے کہ آپ کا حقیقی بھائی بھی کبھی یہ جرآت نہ کر سکتا۔ اس نے آپ کے ماموں کو قتل کر کے آپ کے حق ورتبہ کی اہانت کی ہے یہ وہ لوگ تھے۔ جو آپ کی پناہ لینے اور آپ کی سخاوت سے فائدہ اٹھانے کے لئے دور دراز مسافت طے کر کے آپ کے پاس آئے تھے۔ اور اب جبکہ وہ آپ کے علاقے اور پناہ میں تھے خازم نے اچانک بلا وجہ اور بے قصور ان پر حملہ کر کے انھیں قتل کر دیا ان کے مکان گرا دیئے۔ ان کے مال ومتاع کو لوٹ لیا ان کی تمام فصل برباد کر دی۔

موسیٰ بن کعب اور ابوالجہم کی سفارش

اس تقریر کا ابوالعباس پر بہت اثر ہوا انھوں نے خازم کے قتل کر دینے کی ٹھان لی۔ اس کی اطلاع موسیٰ بن کعب اور ابوالجہم بن عطیہ کو ہوئی۔ یہ دونوں ابوالعباس سے آ کر ملے اور غرضیکہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ان لوگوں نے امیر المؤمنین کو خازم کے خلاف بھڑکا کر اس کے قتل کا مشورہ دیا ہے نیز ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ بھی اس کے قتل پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ ہم آپ کو اس فعل سے اس لئے باز رہنے کا مشورہ دیتے ہیں کہ خازم آپ کا ہمیشہ سے

سچا وفادار رہا ہے اور اس کی خدمات اس بات کی مستحق ہیں کہ اس کی غلطی معاف کر دیا جائے۔ نیز معلوم رہے کہ اہل خراسان ہی آپ کے سچے طرف دار ہیں۔ انھوں نے اپنی اولاد اعزا اور اقرباء کے مقابلے میں آپ کو ترجیح دی اور آپ کی حمایت کی ہے آپ کے مخالفین کو انھوں نے قتل کیا ہے۔ اگر ان میں سے کسی شخص سے کوئی خطا سرزد ہو بھی جائے تو آپ ہی کو اس کی پردہ پوشی لازم ہے۔ اور اگر جناب والا نے اس کام کا عزم ہی کر لیا ہے تو اس کے سرانجام کا یہ طریقہ نہ ہونا چاہئے کہ خود آپ ایسا کریں بہتر یہ ہے کہ کسی سخت مہم پر اسے بھیج دیجئے اگر وہ اس میں مارا جائے تو فہوالمراد اور اگر کامیاب ہو تو یہ آپ ہی کی فتح ہوگی۔ اسے خارجیوں کے مقابلے کے لئے عثمان بھیج دیجئے۔ تاکہ یہ وہاں جاکر جلندی اس کے ساتھیوں نیز ان خارجیوں کا جو جزیرہ ابن کاوان میں شیعیان بن عبدالعزیز الیشکری کی قیادت میں برسر اقتدار ہیں مقابلہ کرے۔ چنانچہ ابوالعباس نے سات سو آدمیوں کے ساتھ اسے روانہ ہونے کا حکم دیا اور سلیمان بن علی حاکم بصرہ کو حکم بھیج دیا کہ وہ اس جماعت کو کشتیوں میں سوار کر کے جزیرہ ابن کاوان اور عمان روانہ کر دے، خازم اپنی اس مہم پر روانہ ہوا۔

خازم عمان میں

اس سال خازم عمان آیا اور اس نے عمان اور اس کے ملحقہ شہروں پر خارجیوں کو تباہ کرنے کے بعد غلبہ پالیا اور شیبان الخارجی کو

شیبان اپنے ساتھیوں سمیت قتل

ان سات سو سپاہیوں کے ساتھ جن کو ابولعباس نے ان کے ساتھ کر دیا تھا خازم روانہ ہوا اس کے علاوہ اس نے اپنے گھر والوں ددھیالی رشتہ داروں، موالیوں اور اہل مرد الروز میں سے بعض ایسے لوگوں کو جن کی شجاعت سے وہ واقف تھا۔ اور جن کی وفا شعاری قابل اعتماد تھی انتخاب کر کے اپنے ساتھ لیا اور اب بصرہ روانہ ہوا وہاں پہنچ کر سلیمان علی نے اس فوج کے لئے جہازوں کا انتظام کر دیا۔ بنی تمیم کے کچھ لوگ بھی بصرہ سے اس کے ساتھ ہو لئے، یہ فوج بحری سفر طے کر کے جزیرہ ابن کاوان پر لنگر انداز ہوئی۔ خازم نے نضلہ بن نعیم النھشلی کو پانچ سو فوج کے ساتھ شیبان کے مقابلہ پر روانہ کیا فریقین میں نہایت خونریز لڑائی ہوئی اس کے بعد شیبان اور اس کے ساتھی کشتیوں میں سوار ہو کر عمان کی طرف چلے گئے۔ چونکہ یہ خوارج کے صفریہ فرقے کے تھے، عمان میں حلبندی اور اس کے متبعین نے جو اباضیہ خارجی تھے۔ اس جماعت کا مقابلہ کیا دونوں میں خونریز جنگ ہوئی۔ جس میں شیبان اپنے ساتھیوں سمیت قتل ہوا۔

عمان میں جنگ اور خارجیوں کو شکست

اس کے بعد خازم اپنی فوج لیکر سمندر کے راستے ساحل عمان پر آ کر اترا۔ یہ جماعت دشمن کے مقابلہ کے لئے خشکی پر اتری۔ اور بیابان کی طرف بڑی حلبندی اور اس کے متبعین مقابلہ پر آئے۔ فریقین میں شدید

جنگ ہوئی اس زور کی لڑائی میں خازم کی فوج کو زیادہ نقصان اٹھانا پڑا اس کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ سمندر کے پشت پر ہونے کی وجہ سے یہ دشمن کے مقابلہ میں زیریں سطح پر لڑ رہے تھے، اس روز خازم کا اخیافی بھائی اسمٰعیل مروالروز کے اور نوے آدمیوں کے ساتھ خارجیوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ دوسرے دن پھر جنگ شروع ہوئی آج بھی نہایت خونریز جنگ ہوئی۔ خازم کے میمنہ پر مروالروذ کا ایک شخص حُمید الورتکانی سردار تھا میسرہ پر مروالروز کا دوسرا سردار مسلم الارغذی تھا۔ اس کی طلائع پر نصلتہ بن نعیم النھشلی متعین تھا، آج کی لڑائی میں نوسو خارجی مارے گئے، اور نوے کے قریب جلا دیئے گئے۔

خازم کے عمان آنے کے سات روز بعد صغد میں سے ایک ایسے شخص جوان علاقوں میں لڑائی کا تجربہ رکھتا تھا کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے اب پھر مقابلہ ہوا۔ اس شخص نے خازم کو یہ مشورہ دیا کہ آپ اپنی فوج کو حکم دیجئے کہ وہ اپنے نیزوں کی انی پر ریشم کی چندیاں لپیٹ کر ان کو روغن نفط میں تر کر لیں۔ پھر انھیں مشتعل کر کے لئے ہوئے آگے بڑھیں۔ اور اسی طرح حلندی کے متبعین کی جھونپڑیوں میں جو بانس اور سرکنڈوں کی تھیں آگ لگا دیں۔ چنانچہ جب خازم نے اس تدبیر پر عمل کیا اور خارجیوں کے مکانات میں آگ لگی وہ اپنے اہل و عیال کو بچانے اور آگ بجھانے میں مشغول ہوئے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر کہ خازم نے ان پر حملہ کر دیا۔ اور بغیر مقابلہ ان پر تلوار برسانہ شروع کی مقتولین میں حلندی بھی مارا گیا۔ ۱۰ ہزار خارجی قتل کر دیئے گئے۔ خازم نے ان کے سر بصرہ بھیج دیئے۔ پھر خود خازم بصرہ آ کر کئی ماہ ٹھہرا رہا۔ یہاں سے اس نے مقتولین کے سر ابوالعباس کے پاس بھیجے اس کے بعد کئی ماہ خازم بصرہ میں قیام پزیر رہا۔ پھر ابوالعباس نے اسے واپس آنے کا حکم بھیجا اور یہ تمام فوج واپس آ گئی۔

اہل کش سے جہاد

اسی سال ابوداؤد خالد بن ابراہیم نے اہل کش سے جہاد کیا اور اخرید بادشاہ کو قتل کر دیا یہ فرمانروا مسلمانوں کا مطیع اور وفادار تھا۔ اس سے پہلے خالد سے ملنے بلخ آیا تھا نیز اس نے کہندک میں جو کش سے متصل واقع ہے۔ خالد کا استقبال کیا تھا قتل کے وقت ابوداؤد نے اخرید اور اسکے ساتھیوں سے سونے کے منقش برتن اس قدر حاصل کئے تھے کہ ان کی نظیر نہیں ملتی۔ اسی طرح چینی زرین دیبا دوسرے بیش بہا کپڑے اور برتن نہایت کثیر تعداد میں اس کے ہاتھ آئے ابوداؤد نے ان سب کو ابومسلم کے پاس سمرقند بھیج دیا۔

ابوداؤد نے کش کے زمیندار کو دیگر زمینداروں سمیت قتل کر دیا۔ البتہ آخرید کے بھائی طاران کو چھوڑ دیا اور پھر اسی کو شش کا رئیس بنا دیا۔ ابوداؤد نے ابن النجاح کو پکڑ کر پھر اسے اس کے علاقے بھیج دیا۔

اہل صغد اور اہل بخارا کے بہت سے لوگوں کو قتل کر کے ابومسلم مرو آ گیا۔ نیز اس نے سمرقند کی فصیل کے بنانے کا حکم دیدیا۔ زیاد بن صالح کو صغد اور اہل بخارا پر اپنا نائب مقرر کیا ابوداؤد بلخ واپس آ گیا۔

ہندوستان کی جنگ

اس سال ابوالعباس نے موسیٰ بن کعب کو منصور بن جمہور سے لڑنے ہندوستان بھیجا۔ تین ہزار فوج کے لئے جس میں عرب اور موالی تھے کھانے اور جنگی ساز وسامان سے مسلح کر دیا۔ اس کے علاوہ ایک ہزار خاص بنی تمیم کو علیحدہ معاش اور اسلحہ دیکر اس کے ساتھ کیا۔ اور اسکی جگہ مسیّب بن زہیر کو اپنا کوتوال مقرر کر لیا۔ موسیٰ بن کعب سندھ آیا۔ منصور بن جمہور نے بارہ ہزار فوج کے ساتھ مقابلہ کیا۔ لڑائی ہوئی، موسیٰ نے اسے شکست دی یہ ریگستان میں پیاس سے مر گیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اسے ہیضہ ہو گیا تھا منصور کے نائب کو جو منصورہ میں تھا جب اس کی شکست کا حال معلوم ہوا وہ اس کے اہل وعیال، مال ومتاع اور چند وفاداروں کو لیکر منصورہ سے نکل گیا اور ان سب کو خذر کے علاقے لے آیا۔

دیگر اہم واقعات

اس سال محمد بن یزید بن عبداللہ والی یمن نے انتقال کیا۔ ابوالعباس نے اس کی جگہ علی بن ربیع بن عبیداللہ الحارثی کو جو زیاد بن عبیداللہ کی طرف سے اس کا مکہ کا عامل تھا یمن کا والی مقرر کیا۔

اسی سال ذی الحجہ کے مہینے میں واقدی وغیرہ کے بیان کے مطابق ابوالعباس شہر چھوڑ کر انبار آ گئے۔ اسی سال صالح بن صُبیح آرمینا سے برطرف کر دیا گیا۔ اور یزید بن اسید اس کی جگہ مقرر کیا گیا۔ نیز مجاشع بن یزید کو آذربیجان کی ولایت سے برطرف کر کے اس کی جگہ محمد بن صول مقرر کیا گیا، اسی سال کوفے سے مکہ تک علامت میل اور مینار سے بنائے گئے۔

عیسیٰ بن موسیٰ والی کوفہ کی امارت میں حج ہوا۔ ابن ابی لیلیٰ کوفے کے قاضی تھے مکہ، مدینہ، طائف اور یمامہ کا والی زیاد بن عبیداللہ تھا علی بن ربیع الحارثی یمن کا والی تھا۔ بصرہ اس کے علاقے ضلع، دجلہ، بحرین، عمان عرض اور مہر جانقذق کا والی سلیمان بن علی تھا عباد بن منصور اس علاقے کے قاضی تھے۔ موسیٰ بن کعب سندھ کا والی تھا۔ خراسان اور جبال پر ابومسلم تھا۔ فلسطین پر صالح بن علی تھا، مصر پر ابوعون۔ موصل پر اسماعیل بن علی، آرمینا پر یزید بن اُسید آذربیجان پر محمد بن صول تھا۔ افسر مالی وخزانہ خالد بن برمک تھا۔ اور قنسرین حمص علاقہ دمشق اور اردن پر عبداللہ بن علی والی تھا۔

۱۳۵ ہجری شروع ہوا
اس سال کے اہم واقعات

زیاد بن صالح کی بغاوت

اس سال زیاد بن صالح نے دریائے بلخ کے پار حکومت کے خلاف خروج کیا۔ ابومسلم اس سے لڑنے کے لئے مرو سے روانہ ہوا۔ ابوداؤد بن خالد ابراہیم نے نصر بن راشد کو اس ہدایت کے ساتھ ترمذ بھیجا۔ کہ وہ ترمذ میں فوج کے ساتھ ٹھہرا رہے۔ کیونکہ اسے خوف تھا کہ کہیں زیاد بن صالح فوج بھیج کر ترمذ کا قلعہ اور کشتیوں پر قبضہ نہ کر لے، نصر نے اس ہدایات پر عمل کیا اور بہت روز تک ترمذ میں مقیم رہا۔ یہاں اہل طالقان کے راوندی جماعت نے ایک شخص کی قیادت میں جس کی کنیت ابواسحق تھی نصر کے خلاف خروج کر دیا۔

ابوداؤد کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے عیسیٰ بن ماہان کو نصر کے قاتلوں کی تلاش کے لئے بھیجا۔ عیسیٰ نے ان کا تعاقب کر کے انھیں جالیا اور سب کو قتل کر ڈالا۔ ابومسلم تیزی سے بڑھتا ہوا آمل پہنچا اس کے ساتھ سباع بن نعمان الازدی بھی تھا۔ یہ وہی شخص ہے جو ابوالعباس کے پاس سے زیاد بن صالح کی ولایت کا فرمان لیکر آیا تھا اور جسے ابوالعباس نے موقع پاتے ہی ابومسلم کے قتل کی ہدایت کر دی تھی ابومسلم کو بھی اس کی اطلاع ہو چکی تھی۔

زیاد کی بغاوت کی وجہ

ابومسلم نے سباع کو حسن بن جنید اا اپنے عامل آمل کے سپرد کر دیا اور اسکے قید رکھنے کا حکم دیا اس کے بعد ابومسلم دریا کو عبور کر کے بخارا آیا اور وہیں ٹھہر گیا۔ یہاں ابوشاکر اور ابولسعد الشروی مع اور سرداروں کے جو زیاد سے علیحدہ ہو گئے تھے اس کے پاس آئے تو ابومسلم نے ان سے زیاد کا حال دریافت کیا۔ اور پوچھا کہ کس نے اسے بہکایا ہے انھوں نے سباع بن النعمان کا نام لیا۔ ابومسلم نے اپنے عامل آمل کو حکم بھیجا کہ تم سباع کو سو درے لگواؤ اور پھر اسے قتل کر دو، چنانچہ اس حکم بجا آوری کی گئی۔

زیاد کا قتل

جب زیاد کا ساتھ دینے والے سرداروں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور وہ ابومسلم سے جا ملے اس نے بارکشا کے زمیندار کے پاس پناہ لی۔ مگر اس نے زیاد کو اچانک قتل کر دیا اور اس کا سر خود ابومسلم کے پاس لے آیا راوندیوں کی شورش کی وجہ سے جب ابوداؤد ایک طویل مدت تک ابومسلم کے پاس نہ آسکا تو ابومسلم نے اسے لکھا کہ اللہ نے زیاد کا کام تمام کر دیا ہے۔ اب تمہیں کسی کا خوف نہ رہا تم اطمینان کے ساتھ واپس آجاؤ۔ ابوداؤد کش آ گیا

اس نے عیسیٰ بن ماہان کو بسام کی طرف بھیجا۔ اور ابن النجاح کو اصبہذ کے مقابلہ کے لئے شاوغر روانہ کیا، ابن النجاح نے قلعہ کا محاصرہ کرلیا اہل شاوغر نے صلح کی درخواست کی جو منظور کرلی گئی۔

عیسیٰ کا قتل

اب رہا بسام تو عیسیٰ بن ماہان اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکا۔ اتنے میں ابومسلم کو سولہ خط ملے جو عیسیٰ بن ماہان نے کامل بن مظفر ابومسلم کے ایک خاص دوست کو لکھے تھے۔ ان خطوں میں اس نے ابوداؤد کی مذمت کی تھی۔ اور لکھا تھا کہ وہ اپنی قوم اور عربوں کے اور ہم مسلمانوں کے مقابلہ میں جنھوں نے اس تحریک کو کامیاب بنایا ہے جنبہ داری کرتا ہے ان کی قیام گاہ میں تریسٹھ خیمے ان لوگوں کے ہیں جو لڑائی میں کوئی حصہ نہیں لیتے اور مزے سے آرام کرتے ہیں۔ ابومسلم نے یہ تمام خط ابوداؤد کو بھیج دیئے اور لکھا کہ یہ اس کافر کے خط ہیں جس کو تم نے اپنے اہم شل سمجھ کر اپنی بجائے بھیج رکھا ہے۔ اب تم اس کی خبر لو۔ ابوداؤد نے عیسیٰ بن ماہان کو بسام کے مقابلے سے واپس آنے کا حکم بھیجا اور آتے ہی اسے قید کرکے عمر النغم کے حوالے کردیا۔ جو اس کے قید میں تھا۔ دو تین دن کے بعد اسے بلایا اپنے احسانات اسے یاد دلائے اور یہ کہ اس نے عیسیٰ کو اپنے بیٹے پر ترجیح دیکر اسے اس اہم خدمت پر مقرر کیا۔ عیسیٰ نے اس کا اقرار کیا۔ ابوداؤد کہنے لگا کہ میرے احسانات کا یہی عوض ہونا چاہئے تھا کہ تو نے میری شکایت لکھی اور میرے قتل کا ارادہ کیا۔ عیسیٰ نے اس سے قطعی انکار کیا۔ ابوداؤد نے اس کے خط اس کے سامنے ڈال دیئے۔ جن کو وہ پہچان گیا، ابوداؤد نے اس روز اُسے دو حدیں لگوائیں۔ ایک حد حسن بن حمدانی کے لئے اس کے بعد کہا کہ میں نے تو تمہاری خطا معاف کی۔ مگر اب فوج کا معاملہ علیحدہ رہا وہ جیسا مناسب سمجھے گی تمہارے ساتھ سلوک کریگی، یہ بیڑیاں پہنے خیموں سے باہر لایا گیا۔ تو حرب بن دینار اور حفص بن دینار یحییٰ بن حصین کے موالی اس پر جھپٹ پڑے۔ اور گرزوں اور تبروں سے اس پر ضربیں لگائیں۔ جس سے وہ زمین پر گر پڑا اہل طالقان اور دوسرے لوگوں نے یہ مزید ستم ڈھایا کہ اسے اناج کے بورے میں بند کرکے اتنے گرز مارے کہ وہ مر گیا ابومسلم مرو آ گیا۔

اس سال کے انتظامی عہدے

اسی سال سلیمان بن علی والی البصرہ اور ملحقات بصرہ کی امارت میں حج ہوا۔ عباد بن منصور بصرہ کے قاضی تھے۔ عباس بن عبداللہ بن معبد بن عباس مکہ کا والی تھا۔ زیاد بن عبیداللہ الحارثی مدینہ کا گورنر تھا عیسیٰ بن موسیٰ کوفے اور اس کے علاقے کا گورنر تھا ابن ابی لیلیٰ کوفے کے قاضی تھے، ابوجعفر منصور جزیرہ کا والی تھا، ابوعون مصر پر تھا۔ حمص قنسرین بعلبک غوطہ حوران۔ جولان اور اردن پر عبداللہ بن علی تھا۔ بلقاء اور فلسطین کا والی صالح بن علی تھا۔ اسمٰعیل بن علی موصل کا عامل تھا، آرمینا پر یزید بن اُسید آذربیجان پر محمد بن صول اور وزیر مال وخزانہ خالد بن برمک تھا۔

۱۳۶ھ ہجری شروع ہوا
اس سال کے اہم واقعات

اس سال ابومسلم خراسان سے امیر المؤمنین ابوالعباس سے ملنے عراق آیا۔

ابومسلم کا عراق آنا

ابومسلم نے خراسان سے ابوالعباس سے عراق آنے کی اجازت طلب کی جو منظور ہوئی۔ ابومسلم اہل خراسان کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ ابوالعباس کے پاس انبار آیا اس کے آنے پر ابوالعباس نے سب کو اس کے استقبال کا حکم دیا۔ لوگوں نے جوش وخروش سے اس کا استقبال کیا۔ انبار آ کر ابومسلم ابوالعباس کی خدمت میں حاضر ہوا ابوالعباس نے اس کی بڑی تعظیم وتکریم کی اس نے ان سے حج کے لئے جانے کی اجازت مانگی ابوالعباس نے کہا کہ اگر اسی سال ابوجعفر حج کے لئے جانے والے نہ ہوئے تو میں تمہیں کو امیر مقرر کرتا۔ اس کے بعد ابوالعباس نے اسے اپنے قریب ہی ٹھہرایا۔ اور وہ روزانہ ان کے سلام کے لئے آیا کرتا۔

ابومسلم کے قتل کی سازش

ابوجعفر اور ابومسلم کے تعلقات خوشگوار نہ تھے اور اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ جب ابوالعباس کی خلافت پوری طرح مضبوط ہوگئی اور کوئی مخالف نہ رہا۔ تو انھوں نے ابوجعفر کو ابومسلم کی ولایت خراسان کا باقاعدہ فرمان دیگر ابومسلم کے پاس بھیجا۔ جو اس وقت نیشاپور میں تھا نیز یہ ہدایت کی کہ وہ جا کر سب سے ابوالعباس کی خلافت اور ان کے بعد ابوجعفر کی عہدی کے لئے بیعت لے لیں۔ چنانچہ ابومسلم اور تمام خراسانیوں نے حکم کے مطابق بیعت کر لی ،ابوجعفر چند روز وہاں مقیم رہے جب سب سے بیعت لے چکے تو واپس آ گئے۔ اس قیام کے دوران ابومسلم نے بوجعفر کے مرتبہ کے مطابق ان کی تعظیم نہیں کی بلکہ ان کے حق کی ادائیگی میں کوتاہی کی۔ ابوجعفر نے ابوالعباس سے آ کر اس کی شکایت کی تھی۔

ابومسلم کے ابوالعباس کے پاس آنے کے بعد ابوجعفر نے ان سے کہا کہ آپ میری بات مانیں اسے قتل کر دیجئے۔ کیونکہ بخدا میں اسکے چہرے سے بغاوت کے آثار واضح طور پر محسوس کرتا ہوں،۔ ابوالعباس کہنے لگے ے میرے بھائی جو کچھ ابومسلم نے ہمارے لئے کیا ہے اس سے تم واقف ہو ابوجعفر نے کہا کہ حکومت تو ہمارے بضہ میں آنے ہی والی تھی اگر آپ اس کے بجائے کسی بلی کو بھی مقرر کرتے تو چونکہ یہ حکومت ہماری تقدیر میں لکھی جا چکی تھی اس لئے وہ بھی وہی خدمات انجام دیتی جو اس نے دی۔ ابوالعباس نے پوچھا اچھا ہم کس طرح اسے قتل

کریں، ابوجعفر نے کہا جب وہ آپ کے پاس آ کر اچھی طرح آپ سے باتوں میں مصروف ہو جائے گا میں پہلے آؤں گا اور اس کی آنکھ بچا کر پیچھے سے اس پر ایسا وار کروں گا کہ وہیں اس کا خاتمہ ہو جائے گا۔ ابوالعباس نے کہا اس کے ساتھیوں کا کیا انتظام ہو گا تم جانتے ہو کہ وہ لوگ اسے اپنی دین و دنیا ہر شے سے زیادہ محبوب رکھتے ہیں۔ ۔ابوجعفر کہنے لگے سب باتیں اسی طرح انجام پذیر ہوں گی جیسا آپ چاہتے ہیں۔ جب ان کو اس کے قتل کا علم ہو گا وہ خود ہی منتشر ہو جائیں گے اور کوئی قوت وشوکت ان کی باقی نہ رہے گی۔ ابوالعباس نے کہا میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں تم اس ارادے سے باز رہو۔ ابوجعفر کہنے لگے مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر آج ہی آپ نے اس کا خاتمہ نہ کر دیا تو کل یہ خود آپ کا خاتمہ کر دے گا، اس پر ابوالعباس نے کہا اچھا جو تمہاری مرضی۔ اس گفتگو کے بعد اور اس کے قتل کا عزم کر کے ابوجعفر ابوالعباس کے پاس سے چلے آئے۔ ان کے جانے کے بعد ابوالعباس کو اپنی اجازت دینے پر ندامت ہوئی۔ اور انھوں نے ابوجعفر سے کہلا کر بھیجا کہ تم ہرگز یہ کام کو نہ کرنا یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب ابوالعباس نے ابوجعفر کو ابومسلم کے قتل کی اجازت دیدی۔ تو ابومسلم حب دستور ابوالعباس کے پاس آیا ابوالعباس نے ایک خواجہ سرا کو ابوجعفر کے پاس بھیجا کہ وہ دیکھ کر آئے کہ وہ کیا کر رہے ہیں اس نے آ کر دیکھا کہ وہ اپنی تلوار کی گھات لگائے بیٹھے ہیں۔ ابوجعفر نے اس سے پوچھا کیا امیر المؤمنین دربار میں بیٹھے ہیں اس نے کہا ابھی برآمد نہیں ہوئے مگر اب باہر آنے کی تیاری کر رہے ہیں اس خواجہ سرا نے ابوالعباس سے آ کر سارا واقعہ سنایا انھوں نے اسے پھر ابوجعفر کے پاس اس حکم کے ساتھ بھیجا کہ جس بات کا تم نے ارادہ کیا تھا اسے ہرگز عمل میں نہ لانا۔ چنانچہ ابوجعفر سے رک گئے۔

اسی سال ابوجعفر منصور نے حج ادا کیا ان کے ہمراہ ابومسلم بھی تھا۔

ابوجعفر منصور اور ابومسلم کا فریضہ حج ادا کرنا

ابومسلم کی ایک ہزار فوج کے ساتھ حج کے لئے روانگی

جب ابومسلم نے ابوالعباس کے پاس آنے کا ارادہ کیا اس نے ان سے حج کے لئے آنے کی اجازت مانگی جو منظور ہو گئی ابوالعباس نے یہ بھی ابومسلم کو لکھا تمہارے ساتھ صرف پانچ سو فوج ہو اس کے جواب میں ابومسلم نے لکھا کہ چونکہ میں نے بہت آدمی قتل کئے ہیں اس لئے لوگ میرے خون کے پیاسے ہیں مجھے اپنے قتل کا اندیشہ ہے اتنی جماعت کافی نہیں ہو سکتی۔ ابوالعباس نے لکھا کہ اچھا ایک ہزار فوج کے ہمراہ آؤ اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں کیونکہ ایک تو تم اپنی ہی حکومت کے زیر سایہ رہو گے۔ دوسرے یہ مکہ کا راستہ کسی بڑی فوج کی ضروریات زندگی کی بہم رسانی کا کفیل نہیں ہو سکتا۔ ابومسلم ابومسلم خراساں سے آٹھ ہزار فوج کے ساتھ روانہ ہوا جسے اس نے نیشاپور اور رے کے درمیان مختلف مقامات پر متعین کر دیا تھا۔ یہ تمام مال ومتاع اور خزانے اپنے ساتھ اور اسے رے میں چھوڑ آیا راستے میں اس نے علاقہ جبل کا خراج وصول کیا اور وہاں سے صرف ایک ہزار فوج کے ساتھ عراق آیا

جب انبار میں داخل ہونے لگا تو تمام سرکاری عہدیداروں، اور عوام نے اس کا استقبال کیا پھر اس نے ابوالعباس سے حج کے لئے جانے کی اجازت مانگی جسے انھوں نے منظور کیا اور یہ بھی کہا کہ اگر اس سال ابوجعفر حج کے لئے نہ جاتے ہوتے تو میں تم کو امیر حج مقرر کرتا۔

ابوجعفر اور ابومسلم کا آپس میں ملنا

اسی زمانے میں ابوجعفر جزیرہ کے گورنر تھے واقدی کا بیان ہے کہ جزیرہ کے ساتھ آرمینا اور آذربیجان بھی ان کے تحت تھے۔ ابوجعفر نے مقاتل بن حکیم العتکی کو اپنی جگہ اپنا نائب مقرر کیا۔ ابوالعباس کے پاس آئے اور ان سے حج کے لئے جانے کی اجازت مانگی حج کے ارادے سے یہ مکے آئے ابومسلم نے بھی ان کے ہمراہ حج ادا کیا۔ یہ ۱۳۶ھ کا واقعہ ہے۔ حج کے بعد وہ دونوں عراق روانہ ہوئے یہ بستان اور وہ ذات عرق کے درمیان تھے کہ ابوجعفر کو ابوالعباس کے انتقال کی خبر بذریعہ خط ملی۔ اور وہ ابومسلم سے ایک منزل آگے تھے خط ملتے ہی ابوجعفر نے ابومسلم کو لکھا کہ ایک حادثہ پیش آ گیا ہے لہٰذ جس قدر جلد ممکن ہو تم میرے پاس آ ؤ، جب قاصد نے آ کر ابومسلم کو اس واقعہ کی اطلاع دی وہ تیزی سے ابوجعفر کے پاس روانہ ہوا اور آ ملا اور اب دونوں ساتھ ساتھ کوفے چلے۔

دیگر اہم واقعات

اسی سال ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن علی نے اپنے بھائی ابوجعفر کو خلافت کے لئے اپنے ولی عہد بنایا اور ابوجعفر کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی کو ولی عہد مقرر کیا۔ اس عہد کو باضابطہ لکھ کر ایک کپڑے میں رکھا اس پر اپنی اور اپنے خاندان کی مہریں ثبت کیں اور پھر اسے عیسیٰ بن موسیٰ کے حوالے کر دیا۔

اسی سال امیر المؤمنین ابوالعباس نے ۱۳ ذی الحجہ بروز اتوار مقام انبار میں انتقال کیا، بیان کیا گیا ہے کہ ان کی موت چیچک کے مرض کو وجہ سے ہوئی۔

ہشام بن محمد نے ان کی تاریخ وفات ۱۳ ذی الحجہ بیان کی ہے ان کی عمر کے بارے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ۳۳ سال ہوئی۔ ہشام بن محمد نے ۳۶ سال بیان کی ہے بعض نے ۲۸ سال کہے ہیں، مروان کے قتل سے ان کی وفات تک انکا عہد خلافت ۴ سال ہوا اور ان کی بیعت سے اگر حساب لگایا جائے ۴ سال ۸ مہینے ہوتے ہیں۔ بعض تاریخ دانوں نے آٹھ کے بجائے نو ماہ بیان کئے ہیں، واقدی نے ۴ سال آٹھ ماہ بیان کئے ہیں اس میں سے آٹھ ماہ اور چار دن تو مروان سے لڑنے میں گزرے اس کے بعد چار سال یہ بلاشرکت غیر خلیفہ رہے

ابوالعباس کا حلیہ

ان کے بال سیاہ اور گھونگر والے تھے، درازِ قامت تھے گورا رنگ تھا، چونچدار ناک تھی چہرہ وجیہ ار خوبصورت تھا اسی طرح داڑھی بھی بھری ہوئی خوبصورت تھی۔ ان ماں ربطہ بنت عبیداللہ بن عبداللہ بن عبدالمدان

بن الدیان الحارثی تھی، ۔ ابوالجہم بن عطیہ ان کا وزیر تھا۔ ان کے چچا عیسیٰ بن علی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور پرانے انبار میں اپنے ہی قصر میں سپرد خاک کیے گئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ مرنے کے بعد ان کے اثاثے میں کل نو جُبے، چار قمیص، پانچ پائجامے، چار عبائیں اور تین ململ کے عمامے نکلے۔

خلافت ابوجعفر المنصور

عبداللہ بن محمد

جس روز ان کے بھائی ابوالعباس نے وفات پائی اسی دن ابوجعفر کے لئے بیعت ہوئی۔ اگرچہ وہ اس وقت مکہ مکرمہ میں تھے، عیسیٰ بن موسیٰ نے عراق میں ابوجعفر کے لئے بیعت لی۔ اور اس کے بعد اس نے ابوجعفر امیر المؤمنین کے انتقال اور خود ان کے لئے بیعت کی اطلاع بھیجی۔ علی بن محمد بیان کرتا ہے کہ جب ابوالعباس آخری وقت ہوا انھوں نے تمام لوگوں کو عبداللہ بن محمد ابوجعفر کی بیعت کا حکم دیا۔ چنانچہ ان کے انتقال کے دن سب نے انبار میں ابوجعفر کی بیعت کر لی، عارضی طور پر عیسیٰ بن موسیٰ نے حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اور پھر محمد بن الحصین العبدی کے ذریعے ابوجعفر کو جو اس وقت مکہ میں تھے ابوالعباس کی موت اور ان کی خلافت کی اطلاع دے کر روانہ کیا۔

محمد بن الحصین راستے ہی میں ابوجعفر سے ایک ایسے مقام میں جا ملا جسے زکیہ کہتے تھے، خط کے موصول ہونے کے بعد ابوجعفر نے سب کو اپنی بیعت کی دعوت دی۔ سب کے ساتھ ابو مسلم نے بھی بیعت کی، ابوجعفر نے اس منزل کا نام پوچھا لوگوں نے زکیہ بتایا۔ اس سے انھوں نے تفاؤل کیا کہ انشاء اللہ حکومت ہمارے لئے پاک ثابت ہوگی۔ اس کے متعلق دوسرے اہل تاریخ نے بیان کیا ہے کہ اس مقام کا نام جہاں انھیں اپنی خلافت کی اطلاع ملی تھی صفیہ تھا، انھوں نے اس نام سے تفاؤل لیا اور کہا کہ انشاء اللہ ہمارے لئے یہ خلافت پاک ثابت ہوگی۔

علی بن محمد کی روایت کے سلسلے میں جب ابوجعفر کو یہ خبر ملی انھوں نے اسی وقت ابومسلم کو جو ایک چشمہ آب پر فروکش ہوا تھا اور یہ خود ایک منزل اس سے آگے نکل آئے تھے۔ اس کی اطلاع بھیجی اور وہ اس کے پاس آیا۔

دوسری روایت

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابومسلم ابوجعفر سے آگے بڑھ گیا تھا۔ اور پہلے اسی کو یہ خبر معلوم ہوئی اور پھر اس نے ابوجعفر کو یہ خط لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ آپ کو عافیت میں رکھے اور آپ کی عمر میں برکت فرمائے۔ مجھے ایک خبر معلوم ہوئی ہے کہ جس نے مجھے شدید غم سے پریشان کر دیا ہے۔ اور مجھ پر اس کا اس قدر اثر ہوا ہے کہ کسی

بات کا نہیں ہوا تھا محمد بن الحصین مجھ سے ملا یہ آپ کے پاس عیسیٰ بن موسیٰ کے اس خط کو لیکر آ رہا ہے جو انھوں نے امیر المؤمنین ابوالعباس رحمتہ اللہ علیہ کی موت کی اطلاع دینے کے لئے آپ کو لکھا ہے میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس حادثہ پر آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ زیور خلافت سے آپ کو آراستہ رکھے اور خلافت آپ کو مبارک کرے آپ کے تمام دوستوں میں آپ کی سب سے زیادہ تعظیم کرنے والا، ناصح مخلص اور ہمیشہ آپ کی خوشی کے لئے کوشش کرنے والا مجھ سے زیادہ کوئی نہ ہوگا۔ اس خط کو اس نے ابوجعفر کے پاس بھیج دیا اس روز اور دوسرے دن ابومسلم رُکا رہا اس کے بعد اس نے ابوجعفر کو اطلاع دی کہ میں نے آپ کی بیعت کر لی ہے اس تاخیر سے اس کی غرض ابوجعفر کو ڈرانا تھا۔

ابوجعفر کو ابن علی اور شیعانِ علی کا خوف

علی بن محمد کے سلسلے کے مطابق جب ابومسلم ابوجعفر کے پاس آ کر بیٹھا تو انھوں نے وہ خط اسے دیا اسے پڑھ کر ابومسلم رونے لگا اور اس نے انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ اب ابومسلم نے ابوجعفر کو دیکھا جن پر شدید حزن وملال طاری تھا۔ ان کی کیفیت محسوس کر کے ابومسلم نے کہا کہ اس رنج وغم سے کیا فائدہ اب تو خلافت آپ کے لئے ہے انھوں نے کہا کہ میں عبداللہ بن علی اور شیعان علی کے شر سے خائف ہوں۔ ابومسلم کہنے لگا آپ بالکل خوف نہ کریں انشاء اللہ میں عبداللہ بن علی کو سمجھ لوں گا تقریباً اس کی تمام فوج اور اکثر سردار خراسانی ہیں۔ اور وہ سب میرے حکم کے تابع ہیں آپ فکر نہ کریں۔ یہ سن کر ابوجعفر کو بڑا اطمینان ہوا۔ ابومسلم نے ان کی بیعت کی اور اب یہ دونوں کوفے آ گئے۔

انتظامی عہدے

ابوجعفر نے زیاد بن عبیداللہ کو مکہ بھیج دیا۔ یہ اس سے پہلے ابوالعباس کے عہد میں مکہ اور مدینہ کا والی تھا بیان کیا جاتا ہے کہ انھوں نے مرنے سے پہلے اسے برطرف کر کے اسکی جگہ عباس بن عبداللہ بن محمد بن العباس کو مکہ کا والی مقرر کر دیا تھا۔

اسی سال عبداللہ بن علی ابوالعباس کے پاس انبار آیا تھا۔ ابوالعباس نے اسے اہل خراساں، شام، جزیرہ، اور موصل کی موسم گرما کی مہم کا سپہ سالار بنا کر جہاد کے لئے بھیجا۔ یہ ابھی دلوک ہی پہنچا تھا اور دریا کو عبور نہیں کر سکا تھا کہ اسے ابوالعباس کے مرنے کی خبر ملی۔

اسی سال عیسیٰ بن موسیٰ اور ابوالجہم نے یزید بن زیاد ابوغسان کو منصور کی بیعت کے لئے عبداللہ بن علی کے پاس بھیجا عبداللہ بن علی اپنی فوجوں کو لیکر واپس ہوا اس نے اس دوران اپنے لئے بیعت لے لی تھی یہ حران آیا۔

اس سال ابوجعفر منصور کی امارت میں حج ہوا، یہ جس علاقوں کے والی تھے ہم ان کا ذکر پہلے کر چکے ہیں نیز یہ بھی بیان کر آئے کہ حج کو جاتے ہوئے کس شخص کو انھوں نے اپنا نائب مقرر کیا تھا عیسیٰ بن موسیٰ کوفے کا والی تھا ابن ابی لیلیٰ کوفے کے قاضی تھے۔ بصرہ اور اس کے ملحقات پر سلیمان بن علی والی تھا عباد بن منصور بصرے کے

قاضی تھے، زیاد بن عبید اللہ الحارثی مدینہ کا والی تھا۔ عباس بن عبد اللہ بن معبد مکہ کا والی تھا۔ اور صالح بن علی مصر کا والی تھا۔

۱۳۷ہجری کے واقعات

اس سال کے اہم واقعات

عبد اللہ بن علی کے خروج اور اس کی شکست کا ذکر

ابوجعفر جزیرہ وانبار میں (جھوٹی مرخی)

اس سال ابوجعفر منصور مکے سے حیرہ آئے یہاں آکر دیکھا کہ عیسیٰ بن موسیٰ انبار چلا گیا ہے۔ اور اس نے کوفے پر طلحہ بن اسحٰق بن محمد بن الاشعث کو اپنا نائب بنایا ہے۔ ابوجعفر کوفے آئے جمعہ کے دن امامت کی تقریر کی اور کہا کہ میں یہاں سے جانے والا ہوں۔ ابومسلم بھی حیرہ میں ان سے آملا ابوجعفر انبار آئے اور وہیں ٹھہر کر انھوں نے اپنے تمام متعلقین اور ساز وسامان کو وہیں اکٹھا کرلیا۔ علی بن محمد راوی ہے کہ ابوجعفر کے آنے سے پہلے عیسیٰ بن موسیٰ نے تمام سرکاری بھنڈار خانوں، خزانوں اور دفاتر کو اپنی نگرانی میں لے لیا تھا اس کے بعد ابوجعفر انبار میں اس کے پاس آگئے۔ اور اس نے سب چیزیں ان کے سپرد کردیں تمام لوگوں نے انکی اور ان کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہد کے لئے بیعت کی۔ اس کے بعد عیسیٰ نے حکومت کی باگ ابوجعفر کے سپرد کردی۔ اس سے پہلے ہی عیسیٰ بن موسیٰ نے ابوغسان یزید بن زیاد ابوالعباس کے حاجب کو عبد اللہ بن علی کے پاس ابوجعفر کی بیعت کرنے کے لئے ابوالعباس کی زندگی ہی میں بھیج دیا تھا اور یہ اس وقت کیا گیا تھا۔ جب کہ ابوالعباس نے سب کو اپنے بعد ابوجعفر کی بیعت کا حکم دیا۔

علی بن محمد کا اپنے لئے بیعت لینا

ابوالغسان اسوقت عبد اللہ بن علی کے پاس آیا جب کہ وہ رومیوں سے جہاد کرنے کے ارادے جارہا تھا اور پہاڑی دروں کے دھانوں تک پہنچ چکا تھا۔ جب ابوغسان نے عبد اللہ بن علی سے جو دلوک نام کے ایک گاؤں میں ٹھہرا ہوا تھا۔ ابوالعباس کی موت کی خبر بیان کی تو اس نے نقیب کو دیا کہ وہ سب لوگوں کو نماز کے لئے ندا دے، جب تمام فوجی سردار اور فوجی اس کے پاس جمع ہوگئے تو اس نے وہ خط سنایا۔ جس میں ابوالعباس کی موت کی خبر درج تھی اور پھر اپنی خلافت کے لئے دعوت دی۔ اور جب ابوالعباس مروان بن محمد کے مقابلے پر فوج بھیجنے لگے تو انھوں نے اپنے بھائیوں کو بلا کر مروان کے مقابلے پر جانے کی دعوت دی۔ اس نے کہا کہ جو مقابلے کے لئے جائے گا وہی خلافت کا ولی عہد ہوگا۔ میرے علاوہ اور کوئی اس اہم خدمت پر جانے کے لئے تیار نہ ہوا میں اسی

سمجھوتے کے بناء پر اس کے مقابلہ کے لئے روانہ ہو۔ اس طرح میں نے اس کے ساتھیوں کو قتل کیا اس سے آپ لوگ واقف ہیں ابوغانم الطائی اور خفاف المروزی نے چند اور اہل خراسان کے نفرداروں کے ساتھ کھڑے ہو کر اس بیان کی صداقت پر شہادت دی۔ اور ابوغانم۔ خفاف ابولاصبع اور دوسرے تمام ان خراسان شام اور جزیرے کے سرداروں نے جن میں حمید بن قحطبہ، خفاف الجرجانی، حیاش بن حبیب مخارق بن غفار اور ترار خدا غیرہ تھے اس کے بیعت کی۔

مقاتل کا قتل

اس وقت عبداللہ بن علی تل محمد (ٹیلہ) پر ٹھہرا تھا۔ بیعت کے بعد وہاں سے کوچ کر کے حران آ کر ٹھہر گیا حران میں اس وقت مقاتل العکی حاکم تھا۔ جسے ابوجعفر نے جزیرہ سے ابوالعباس کے پاس آنے کے ارادے سے روانہ ہوتے وقت اپنے علاقے کا نائب مقرر کیا تھا۔ عبداللہ نے مقاتل بیعت لینا چاہی مگر اس نے اسے منظور نہ کیا اور اس کے مقابلہ کے لئے قلعہ بند ہو گیا، عبداللہ بن علی نے اس کا محاصرہ کر لیا اور اس طرح چمٹا رہا کہ اسے ہتھیار رکھنے پڑے اور پھر عبداللہ بن علی نے اسے قتل کر دیا۔

ابوجعفر عبداللہ بن علی سے مقابلہ کے لئے روانہ

اب ابوجعفر نے عبداللہ بن علی کے مقابلے کے لئے ابومسلم کو روانہ کیا۔ جب اسے اس کے آنے کی اطلاع ملی وہ حران ہی میں ٹھہر گیا۔ ابوجعفر نے اس کے بارے میں ابومسلم سے کہا تھا کہ اس کا مقابلہ یا تم کر سکتے ہو یا میں کر سکتا ہوں۔ غرضیکہ ابومسلم انبار سے عبداللہ بن علی کے مقابلے کے لئے روانہ ہوا، عبداللہ بن علی نے حران میں دفاع کے تمام سامان جمع کئے۔ فوجیں اسلحہ سامان خوراک اور چارہ کافی مقدار میں اکٹھا کیا اپنے گرد خندق بنائی۔ اسی طرح ابومسلم نے بھی ضرورت کی چیز کو نہ چھوڑا سب کو اپنے ساتھ لیا اپنے مقدمتہ الجیش پر مالک بن ہشیم خزاعی کو روانہ کیا۔ جن کے ساتھ قحطبہ کے دونوں بیٹے حمید اور حسن بھی حمید عبداللہ بن علی کا ساتھ چھوڑ کر ابومسلم سے آملا۔ عبداللہ اس کو قتل کر دینا چاہتا تھا اس کے ہمراہ ابواسحق اور اس کا بھائی ابوحمید اور اس کا بھائی اہل خراسان کی ایک جماعت کے ساتھ نکل گئے۔ خراسان چھوڑتے وقت ابومسلم نے خالد بن ابراہیم ابوداؤد کو خراسان اپنا قائم مقام مقرر کیا تھا۔

ہشیم نے بیان کیا ہے عبداللہ بن علی کا مقاتل کا محاصرہ کئے چالیس راتیں گزری تھیں کہ اسے ابومسلم کی پیش قدمی کی اطلاع ملی۔ اب تک اسے مقاتل کے مقابلہ پر فتح نہیں ہوئی تھی۔ اسے خوف پیدا ہوا کہ کہیں ابومسلم اچانک اس پر حملہ نہ کر دے۔ اسی ڈر سے اس نے عکی کو امان دی عکی اپنی فوج کے ساتھ عبداللہ بن علی کے پاس چلا آیا چند ہی روز اس کے ساتھ قیام پزیر رہا۔ اس کے بعد عبداللہ بن علی نے اسے عثمان بن عبدالاعلی بن سراقتہ الازدی کے پاس رقہ بھیج دیا۔ عکی کے ہمراہ اس کے دو۲ بیٹے بھی تھے عبداللہ نے عثمان کے نام خط لکھ کر عکی کو دیدیا جب یہ عثمان کے پاس آئے اس نے عکی کو تو قتل کر دیا۔ اور اس کے دونوں بیٹوں کو اپنے پاس قید کر لیا اس کے بعد

جب اسے عبداللہ بن علی اور اہل شام کی نصیبین پر شکست کی اطلاع ملی تو اس نے ان دونوں کو جیل سے نکال کر قتل کر دیا۔

ابن قحطبہ کا جان بچا کر بھاگنا

چونکہ عبداللہ بن علی کو یہ اندیشہ تھا کہ اہل خراسان اس کے وفادار ثابت نہ ہونگے اس وجہ سے ان اپنے کوتوال کے ذریعہ سترہ ہزار خراسانیوں کو قتل کرا دیا۔ اس طرح اس نے حمید بن قحطبہ کو ایک خط دیکر بھیجا جہاں زفر بن عاصم تھا اس خط میں تحریر تھا کہ جب حمید تمہارے پاس پہنچے فوراً اسے قتل کر دینا۔ حمید اس خط کو لیکر حلب روانہ ہوا راستہ میں کئی جگہ اسے یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسے خط کو لیکر جانا جس کے مضمون سے آگاہی نہ ہونا تجربہ کاری ہے اس نے طومار توڑ کر خط نکالا اور اسے پڑھا پڑھنے کے بعد اپنے خاص دوستوں کو بلا کر اس کے مضمون سے آگاہ کیا۔ ان سے مشورہ لیا اور کہا کہ آپ لوگوں میں سے جو جان بچا کر بھاگنا چاہے وہ میرا ساتھ دے۔ میں تو اب عراق جاتا ہوں اور جو شخص آپ میں سے اتنے طویل سفر کی مشقت نہ برداشت کرنا چاہے اسے اختیار ہے کہ وہ اس راز کو فاش کئے بغیر جہاں اس کا جی چاہے چلا جائے۔

ابن قحطبہ کا تعاقب

اس تجویز کے بعد اس کے ساتھیوں میں سے کچھ لوگ اس کے ساتھ ہوئے، اس نے اور اس کے ساتھیوں نے اپنے گھوڑوں کے نعل لگوائے۔ اور اب سفر کے لئے تیار ہوئے۔ یہ سب کو لیکر دشت کی طرف چلا اور شاہراہ عام کے بجائے پگڈنڈی والا راستہ اختیار کیا چلتے چلتے رصافہ ہشام واقع شام کی ایک سمت سے گزرے اس وقت رصافہ میں عبداللہ بن علی کا ایک غلام سعید البربری متعین تھا۔ اسے معلوم ہوا کہ حمید بن قحطبہ عبداللہ بن علی کے خلاف ہو کر ریگستان کی طرف چلا گیا ہے۔ یہ اپنے شہ سواروں کو لیکر اس کے تعاقب میں چلا اور راستے میں کسی جگہ سے جا ملا۔ اسے دیکھتے ہی حمید نے اپنے گھوڑے کو اس کی طرف پلٹایا اور اس کے پاس آ کر کہنے لگا تمہیں کیا ہوا ہے کیا تم مجھے نہیں جانتے مجھ سے لڑنے میں تمہاری بھلائی نہیں واپس جاؤ میرے دوستوں کو جو تمہارے بھی دوست ہیں قتل مت کرو اس سے تمہیں بالکل کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اس تقریر کو سنکر وہ اس کا مفہوم اچھی طرح سمجھ گیا اور ان کی مزاحمت کئے بغیر پھر رصافہ اپنی جگہ چلا آیا۔ حمید اپنے ساتھیوں کو لیکر عراق روانہ ہوا اس کے محافظ دستے کے سردار موسیٰ بن میمون نے اس سے کہا کہ رصافہ میں میری ایک لونڈی ہے میں اسے کچھ وصیت کرنا چاہتا ہوں اگر آپ مجھے اجازت دیں۔ تو میں اسے ملکر بہت جلد آپ کے پاس آ جاؤں گا حمید نے اجازت دیدی موسیٰ اس کے پاس آ کر ٹھہرا اور پھر حمید کے پاس جانے کے ارادے سے رصافہ سے روانہ ہوا عبداللہ بن علی کے غلام سعید البربری نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا۔

ابومسلم اور ابن علی آمنے سامنے

عبداللہ بن علی آگے بڑھ کر نصیبین میں ٹھہرا اس نے اپنے گرد خندق بنالی۔ ابومسلم مقابلہ کے لئے بڑھا ابوجعفر نے اس سے پہلے حسن بن قحطبہ کو جوان کی طرف سے آرمینا پر انکا نائب تھا لکھ کر بھیجا تھا کہ وہ ابومسلم سے آملے چنانچہ حسن بن قحطبہ ابومسلم کے پاس آگیا۔ جو اس وقت موصل میں تھا اب ابومسلم عبداللہ بن علی کے سامنے آکر ایک سمت میں ٹھہرا۔ اور پھر اس کا تعرض کیے بغیر اس نے شام کا راستہ لیا اور عبداللہ کو لکھا کہ مجھے نہ تمہارے مقابلہ پر بھیجا گیا ہے۔ اور نہ تم سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے مجھے تو امیر المومنین نے شام کا والی مقرر کیا ہے میں شام جارہا ہوں۔ اس پر ان شامیوں نے جو عبداللہ بن علی کے ساتھ تھے اس سے کہا کہ اس صورت میں کہ ابومسلم ہمارے ملک میں جارہا ہے۔ جہاں ہمارے بیوی بچے اور اعزاز ہیں جن پر اسکا قابو چلے گا انھیں قتل کردیگا۔ ہماری اولا کو لونڈی غلام بنالے گا۔ ہم کس طرح آپ کا ساتھ دینے کے لئے یہاں قیام کرسکتے ہیں۔ ہم تو اب اپنے گھروں کو جاتے ہیں وہاں جاکر اپنے اہل وعیال کا دفاع کریں گے۔ اور اگر ابومسلم ہم سے لڑے گا تو ہم اس سے لڑیں گے۔ عبداللہ بن علی نے کہا بخدا اس کا ارادہ شام جانے کا نہیں ہے یہ تو تم ہی سے لڑنے بھیجا گیا ہے۔ اگر تم یہاں ٹھہرو تو وہ ضرور تمھارے مقابلہ کے لئے آئے گا۔ مگر اہل شام نے اس کا کہنا نہ مانا اور شام کی طرف روانہ ہوگئے۔

ابومسلم نے آگے بڑھ کر ان کے قریب اپنا پڑاؤ ڈالا۔ اور عبداللہ بن علی اپنا پڑاؤ چھوڑ کر شام کی طرف روانہ ہوا اس کے جاتے ہی ابومسلم نے اسی جگہ پر جہاں عبداللہ بن علی کا پڑاؤ تھا قبضہ کرکے اپنا پڑاؤ ڈالا اور مورچے لگائے۔ نیز آس پاس کے سب کنویں اور چشموں کو اندھا اور خراب کردیا ان میں مردار جانور ڈالدے تاکہ دشمن کو پانی مہیا نہ ہو۔

فریقین کی جنگ

جب اس کی اطلاع عبداللہ بن علی کو ہوئی اس نے اپنے شامی سرداروں سے کہا کہ میں نے تو پہلے ہی آپ لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ وہ ضرور پلٹ جائے گا۔ اب خود عبداللہ بھی واپس ہوا یہاں آکر دیکھا کہ اس کے پڑاؤ پر ابومسلم نے پہلے سے قبضہ کرلیا ہے۔ اس نے مجبوراً اس مقام پر چھاؤنی ڈالی جہاں اس سے پہلے ابومسلم کی چھاؤنی تھی اب جنگ شروع ہوئی۔ پانچ یا چھ مہینے دونوں فریق لڑتے رہے۔ اہل شام کے پاس سوار زیادہ تھے نیز سازوسامان بھی ان کے پاس بہت عمدہ تھا۔ عبداللہ کے میمنہ پر بکار بن مسلم العقیلی اور میسرہ پر حبیب بن سوید الاعدی تھے، عبدالصمد بن علی رسالہ کو سردار تھا۔ اس کے مقابل ابومسلم کے میمنہ پر حسن بن قحطبہ اور میسرہ پر ابونصر خازم بن خزیمہ تھا۔ کئی ماہ تک دونوں حریف جنگ میں مصروف رہے۔ ہشام بن عمرو التغلبی راوی ہے کہ میں ابومسلم کی قیام گاہ میں تھا ایک دن لوگ آپس میں گفتگو کرنے لگے کہ کون سی قوم زیادہ بہادر اور ثابت قدم ہے۔ میں نے لوگوں سے کہا کہ آپ ہی لوگ بیان کریں تاکہ میں بھی سنوں ایک شخص نے کہا اہل خراسان دوسرے نے کہا

اہل شام اس پر ابومسلم نے کہا کہ ہر قوم اپنے علاقے میں زیادہ بہادر اور ثابت قدم ہوتی ہے۔

ابومسلم کی فوج کی پسپائی

اس کے بعد پھر جنگ شروع ہوگئی۔ عبداللہ بن علی کی فوج نے ہم پر ایسا سخت حملہ کیا کہ ہمیں اپنی جگہوں سے پسپا کر دیا اس کے بعد وہ پلٹ گئے۔ بعد ازاں عبدالصمد نے اپنے لشکر کے ساتھ ہم پر حملہ کیا اور ہمارے اٹھارہ آدمی قتل کر کے وہ اپنی پوری جماعت کے ساتھ پھر اپنی اصل فوج میں جاملا۔ اور اب ان سب نے مل کر اس بے جگری سے ہم پر حملہ کیا کہ ہمارے صفیں درہم برہم کر دیں۔ اور ہماری فوج کا بڑا حصہ مقابلہ نہ کر سکنے کی وجہ سے بے ترتیبی سے پسپا ہوا۔ میں نے ابومسلم سے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے گھوڑے کو ایڑ دیکر اس ٹیلہ پر چڑھ کر دیکھوں اور اپنی فوج کو جو شکست کھا کر پسپا ہو رہی ہے پھر واپس آنے کے لئے للکاروں۔ ابومسلم نے اس کی اجازت دیدی میں نے ابومسلم سے کہا کہ آپ بھی اپنے گھوڑے کو موڑ یئے اس نے جواب دیا۔ دانشمند ایسے موقع پر کبھی ایسا نہیں کرتے تم خود جا کر اہل خراسان کو للکارو کہ واپس آؤ کیونکہ نتیجہ کے مالک وہی ہوتے ہیں جو اللہ سے ڈرتے ہیں میں نے اسی طرح ان کو آواز دی اور اب وہ پھر مقابلہ پر پلٹ آئے اس دن ابومسلم نے یہ شعر بطور رجز پڑھا۔

من كان ينوى اهله فلارجع ،فرّ من الموت وفى الموت وقع

جو اپنے اہل وعیال کی نیت رکھتا ہے وہ واپس نہ آئے گا جو موت سے بھاگا وہ موت ہی کے منہ میں گرا۔

شامیوں کو شکست

اس لڑائی میں ابومسلم کے لئے ایک تخت بنایا گیا تھا۔ جب دونوں فوجیں لڑتی تو وہ تخت اس کے لئے بچھایا جاتا اور ابومسلم اس پر بیٹھ کر لڑائی کا رنگ ڈھنگ دیکھتا کہ جس حصہ میں کوئی خلل نظر آتا فوراً اسے ہدایت بھیجتا کہ تمہاری سمت میں رخنہ ہو گیا ہے فوراً اس کا تدارک کرو ورنہ دشمن اس میں سے نکل آئے گا۔ اس کے لئے رسالہ آگے بڑھاؤ یا پیچھے ہٹاؤ اس کے قاصد اس کی ہدایات برابر دوسرے سرداروں لشکر کو پہنچاتے رہتے تھے اور ان کے جواب لاتے رہتے تھے بہر حال بروز اتوار جمادی الآخر ۱۳۶ یا ۱۳۷ ہجری فریقین میں نہایت شدید جنگ ہوئی۔ ابومسلم نے جنگ کا یہ رنگ دیکھا اس نے دشمن کے خلاف یہ چال چلی کہ حسن بن قحطبہ اپنے میمنہ کے سردار کو حکم دیا کہ تم اپنی سمت خالی کر کے اپنی فوج کا بڑا حصہ میسرہ میں شامل کر دو اور سمت میمنہ میں اپنی فوج کے بہادر ترین دفاع کرنے والوں چھوڑ دو کہ وہ اس سمت میں صرف مدافعت کرتے ہیں۔

جب اہل شام نے یہ ترکیب دیکھی انھوں نے اس کے مقابل اپنے میسرہ کو خالی کر کے اس کی بڑی جماعت کو اپنی میمنہ میں شامل کر دیا جو ابومسلم کے میمنہ کے مقابل متعین تھا۔ اس کے بعد ہی ابومسلم نے حسن بن قحطبہ کو حکم دیا کہ تم قلب فوج کو حکم دو کہ وہ اپنی پوری طاقت کے ساتھ ان چند آدمیوں کو لے کر جواب تک سمت میمنہ میں موجود تھے اہل شام کے میسرہ پر حملہ کریں، اس حکم کی بجا آوری ہوئی اہل قلب نے شامی میسرہ پر اس بے جگری

سے حملہ کیا کہ ان کے پرخچے اڑا دیئے۔ ان کو مقابلہ سے مار بھگایا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا میمنہ اور قلب بھی، پسپا ہوا خراسانیوں نے ان کا تعاقب کیا۔ گویا ان پر چڑھے پڑتے تھے اب اہل شام کو مکمل طور پر شکست ہوگئی۔ عبداللہ بن علی نے اپنے پاس کھڑے ہوئے سراقۃ الازدی سے پوچھا اب کیا کروں اس نے کہا آپ آخری دم تک ڈٹے رہیے اور لڑیئے۔ یہاں تک کہ آپ قتل ہو جائیں کیونکہ آپ جیسے شخص کا بھاگنا بہت معیوب ہے اور خود آپ نے مروان کو یہ الزام دیا تھا کہ وہ موت سے ڈر کر بھاگ گیا۔ عبداللہ بن علی نے کہا مگر میں عراق جاتا ہوں سراقہ نے کہا میں آپ کے ساتھ ہوں اب اہل شام کو شکست ہوئی۔ اور عمومی طور پر بھاگنے کی فضا بن گئی وہ اپنی قیام گاہ کو چھوڑ کر چلتے بنے ابومسلم نے اس پر قبضہ کرلیا۔ اور اس فتح کی خبر ابوجعفر کو بھیجی ابوجعفر نے اپنے مولی ابوالخصیب کو اسلئے کہ وہ عبداللہ بن علی کی فرودگاہ کی ہر شئے کو اپنے قبضہ میں لے لے مقام جنگ پر بھیجا اس سے ابومسلم رنجیدہ ہوا۔

عبداللہ بن علی اور اور عبدالصمد بن علی چلتے بنے عبدالصمد کوفہ آیا۔ عیسی بن موسی نے اس کے لئے امان کی درخواست کی جسے ابوجعفر نے منظور کرلیا۔ اور عبداللہ بن علی سلیمان بن علی کے پاس آکر قیام پزیر ہوگیا۔

ابومسلم نے عام معافی کا اعلان کردیا اب اس نے کسی کو قتل نہیں کیا اور اپنی فوج کو بھی اہل شام کے تعاقب اور قتل سے روک دیا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عبدالصمد بن علی کے لئے اسماعیل بن علی نے امان کی درخواست دی تھی۔

عبداللہ بن علی شام میں

بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ اور اس کا بھائی عبدالصمد بن علی شکست کھا کر رصافہ (شام) آگئے تھے عبدالصمد رصافہ میں مقیم تھا۔ کہ منصور کے سوار جھور بن مرار العجلی کی قیادت میں اس کے لئے آئے۔ جھور نے اسے گرفتار کر کے بیڑیاں پہنادیں۔ اور پھر ابوجعفر کے مولی ابوالخصیب کے ذریعہ اسے ابوجعفر کے پاس بھیج دیا۔ یہ ان کے سامنے پیش کیا گیا انھوں نے اسے عیسی بن موسی کے حوالے کردیا۔ اس نے عبدالصمد کو امان دی اسے عزت کے ساتھ رہا کردیا۔ نیز عطیہ میں کچھ روپیا اور لباس دیا البتہ عبداللہ بن علی رصافہ میں صرف ایک رات ٹھہرا صبح اندھیرے میں اپنے خاص سرداروں اور موالیوں کو لیکر رصافہ سے نکل کھڑا اور سلیمان بن علی کے پاس بصرے آ گیا یہ ان دنوں بصرہ کا عامل تھا۔ سلیمان نے انھیں پناہ دی ان کی آؤ بھگت کی یہ جماعت عرصہ تک پوشیدہ طور پر اس کے پاس قیام گزیں رہی۔

اسی سال ابومسلم قتل کیا گیا۔

ابو مسلم کا قتل

اسکے اسباب اور واقعات

ابو مسلم کی حج پر روانگی

۱۳۶ہجری میں ابو مسلم نے ابوالعباس سے حج کے لئے اجازت مانگی اور مطلب یہ تھا کہ وہ حج میں خود نماز کی امامت کرے ابوالعباس نے اس کی اجازت دیدی۔ مگر اپنے بھائی ابو جعفر کو جزیرہ، آذربیجان اور آرمینا کے والی تھے لکھا کہ ابو مسلم نے مجھ سے حج کی اجازت لی ہے میں نے اسے اجازت دیدی ہے مگر مجھے یہ خطرہ ہے کہ یہاں آکر وہ مجھ سے درخواست کرے گا کہ اسی کو اس مرتبہ امیر حج بنایا جائے مناسب یہ ہے کہ تم بھی مجھ سے حج کی اجازت طلب کرو کیونکہ جب تم مکے میں ہوگے تو پھر وہ تمہارے ہوتے ہوئے اپنے لئے امارت حج کی خواہش نہ کر سکے گا۔ چنانچہ ابو جعفر نے ابوالعباس سے حج کی اجازت مانگی جو منظور کر لی گئی۔ یہ انبار آکر ان سے ملے یہ سن کر ابو مسلم کہنے لگا کہ اس سال کے علاوہ کوئی اور سال نہ تھا جس میں ابو جعفر حج کے لئے جاتے ان کو بھی اسی سال حج کے لئے جانا تھا تیز ان کی طرف سے یہ بات اس کے دل میں بیٹھ گئی علی کہتا ہے کہ اپنے علاقے سے آتے ہوئے ابو جعفر نے حسن بن قحطبہ کو اپنا قائم مقام بنایا۔

راستے میں ابو مسلم کی سخاوت

دوسرے تاریخ دانوں نے بیان کیا ہے کہ ابو جعفر نے اپنے دودھ شریک یحییٰ بن مسلم بن عروہ کو اپنی جگہ والی مقرر کیا تھا۔ اسودان کا مولی تھا، اب یہ دونوں مکے روانہ ہوئے راستے میں ابو مسلم کی یہ کیفیت تھی کہ وہ پہاڑی دشوار گھاٹیوں کو درست کراتا اور ہر منزل پر عربوں کو کپڑے تقسیم کرتا۔ جو اس سے سوال کرتا اسے ضرور دیتا۔ اس نے عربوں کو گدے اور لحاف دیئے، کنویں کھدوائے، راستے کو ہموار کیا اس سے ہر طرف اس کی شہرت پھیلی عرب کہنے لگے کہ اس شخص کی خلاف تو ہم نے بہت سے الزام سنے تھے۔ مگر اس نے اپنے طرز عمل سے ثابت کیا کہ وہ بالکل جھوٹ اور بھتان تھا۔ غرضیکہ اسی طرح سخاوت کرتا ہوا یہ مکہ آیا یمانی عربوں کو دیکھ کر اس نے نیزک کے پہلو میں ٹھونسہ دیکر کہا کہ دیکھو اگر ان کو کوئی چرب زبان جلد آنسو بہانے والا آدمی مل جائے تو یہ کس قدر عمدہ سپاہی ہیں۔

ابو جعفر وابو مسلم سے متعلق ایک روایت

پہلے بیان کے مطابق جب حج ادا کر کے سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس ہوئے تو ابو مسلم ابو جعفر سے پہلے ہی عراق چلا آیا۔ راستے میں اسے ابو العباس کی موت اور ابو جعفر کے خلیفہ ہونے کی خبر خط کے ذریعہ ملی اس نے فوراً ابو جعفر کو ایک خط لکھا جس میں ابو العباس کی موت پر صرف تعزیت لکھ بھیجی۔ مگر ان کی خلافت پر نہ ان کو مبارکبادی اور نہ اس منزل پر ٹھہرا۔ تا کہ وہ اس سے آملتے اور نہ خود چل کر ان کے پاس آیا۔ اس طرز عمل پر ابو جعفر کو سخت غصہ آیا انھوں نے ایک خط سخت لہجے میں ابو ایوب سے لکھوایا اسے پڑھ کر ابو مسلم نے ابو جعفر کو خلافت کی مبارکبادی۔

یزید بن اسید السلمی نے ابو جعفر سے کہا میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ راستے میں آپ اور وہ یکجا ہوں کیونکہ تم لوگ اس کی فوج کی طرح کے ہیں وہ اس کا بہت زیادہ کہنا مانتے ہیں اور ڈرتے ہیں اور آپ کے ساتھ کوئی بھی نہیں ہے۔ ابو جعفر نے اس مشورے کو قبول کر لیا اب وہ جان بوجھ کر پیچھے رہتے گئے اور ابو مسلم آگے بڑھتا گیا۔ ابو جعفر نے اپنے آدمیوں کو یکجا ہونے کا حکم دیا وہ سب آگے بڑھ آئے اور جمع ہو گئے انھوں نے اپنا اسلحہ بھی ایک جگہ جمع کر لیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس کی قیام گاہ میں اس وقت کل چھ زرہیں تھیں۔ ابو مسلم انبار چلا آیا اس نے عیسی بن موسی کو بلایا تا کہ یہ اس کی بیعت کر لے عیسی آ گیا ابو جعفر کوفہ آ گئے۔ یہاں انکو عبداللہ بن علی کی بغاوت کا حال معلوم ہوا۔ اسے سن کر وہ انبار آئے۔ اور یہاں انھوں ابو مسلم کو اپنے پاس بلا کر عبداللہ بن علی کے مقابلہ کے لئے سپہ سالار بنایا۔ ابو مسلم نے کہا کہ عبدالجبار بن عبدالرحمان اور صالح بن ہشیم مجھ پر تہمتیں لگاتے ہیں آپ ان کو قید کر دیجئے۔ ابو جعفر نے کہا عبدالجبار میرا کوتوال ہے اور اس سے پہلے وہ ابو العباس کا بھی کوتوال ہا ہے صالح بن ہشیم میرا رضائی بھائی ہے محض تمہارے گمان کی وجہ سے ان دونوں کو قید نہیں کرتا۔

اس پر ابو مسلم نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ میرے مقابلے میں آپ کے دل میں ان کی زیادہ وقعت رجگہ ہے یہ سن کر ابو جعفر برہم ہو گئے ابو مسلم کہنے لگا کہ میرا ہرگز یہ مقصد نہ تھا کہ آپ اس طرح برہم ہو جائیں۔

حسن بن قحطبہ کا مسلم کے ذریعے ابو ایوب کی طرف پیغام

مسلم بن مغیرہ بیان کرتا ہے کہ میں آرمینا میں حسن بن قحطبہ کے پاس تھا جب ابو مسلم شام کی طرف روانہ ا۔ ابو جعفر نے حسن کو حکم بھیجا کہ وہ بھی ابو مسلم کے پاس جا کر اس کے ساتھ شام جائے۔ اس حکم کے بناء پر ہم لوگو سلم کے پاس آئے جو اس وقت موصل میں تھا۔ چند روز اس نے یہاں قیام کیا۔ جب اس نے روانگی کا ارادہ کیا یں نے حسن سے کہا کہ آپ تو لڑائی کے لئے جا رہے ہیں۔ اب فی الحال آپ کو میرے ضرورت نہیں ہے اگر پ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں تو میں عراق چلا جاؤں اور آپ کے واپس آنے تک وہاں قیام کروں۔ حسن نے ی درخواست منظور کر لی البتہ یہ کہا کہ جب جانے لگو تو مجھے اطلاع دیتے جانا۔ چنانچہ جب میں سفر کا فیصلہ کر چکا یں نے اس سے آ کر کہا کہ اب میں جاتا ہوں آپ سے رخصت ہونے آیا ہوں۔ حسن نے کہا تھوڑی دیر کے

لئے باہر دروازے پر ٹھہرو میں تم سے آ کر ملتا ہوں۔

میں باہر نکل کر ٹھہرا رہا حسن نے باہر آ کر مجھ سے کہا کہ میں تمہارے ذریعے ابوایوب کی طرف ایک پیغام بھیجنا چاہتا ہوں۔ اگر مجھے تم پر مکمل اعتماد نہ ہوتا یا مجھے تمہارے اور ایوب کے دوستانہ مراسم کا علم نا ہوتا تو ہرگز یہ بات تم سے نہ کہتا امید ہے کہ تم اس پیغام کو ان تک پہنچا دو گے۔ ان سے کہہ دینا کہ جب سے میں ابومسلم کے پاس آیا ہوں مجھے اس کی وفاداری میں شبہ پیدا ہو گیا ہے۔ جب کبھی امیر المؤمنین کا خط اس کے پاس آتا ہے یہ اسے پڑھ کر اپنا منہ بنالیتا ہے اور پھر اسے دیکھنے کے لئے ابونصر کو دیدیتا ہے اور دونوں استہزاً اس خط کو پڑھ کر ہنستے ہیں۔ میں نے کہا کہ ہاں میں آپ کے پیغام کو اچھی طرح سمجھ گیا ہوں۔

میں عراق آ کر ابوایوب سے ملا میرا خیال تھا کہ میں ایک نئی بات اس سے بیان کروں گا مگر اس پیغام کو سنکر وہ ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ ہم خود ابومسلم کو عبداللہ بن علی سے بھی زیادہ ناقابل اعتبار اور منافق سمجھتے ہیں۔ البتہ ہم دونوں کے لئے ایک بات کی آرزو رکھتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ خراسانی عبداللہ بن علی کو اچھا نہیں سمجھتے اس کی وجہ یہ تھی کہ انحراف بیعت کے بعد اہل خراسان کی مخالفت کے خوف سے اس نے اپنے کوتوال حیاش بن حبیب کو اہل خراسان کے قتل کا حکم دیا اور اس نے سترہ ہزار خراسانی قتل کر دیئے۔

ابوحفص الاذدی بیان کرتا ہے کہ ابومسلم عبداللہ بن علی سے لڑا اس نے اسے شکست فاش دی اور اسکی قیام گاہ میں جو کچھ تھا اس پر قبضہ کر کے اسے ایک محدود احاطہ میں جمع کر دیا۔ غنیمت میں سونا چاندی زیورات اور جواہرات کثیر مقدار میں فاتحوں کے ہاتھ آئے تھے ۔ یہ بیش بہا چیزیں اس احاطہ میں کھلی ہوئی بکھری پڑیں تھیں ابومسلم نے اپنے ایک فوجی عہدہ دار کو اس کی حفاظت پر متعین کر دیا تھا۔ میں اسی عہدہ دار فوج کے دستے میں تھا اس نے باری باری سے ہمارا پہرہ مقرر کر دیا تھا جو شخص اس احاطہ سے باہر جاتا تھا اس کی جامہ تلاشی ہوتی تھی ایک دن میرے اور ساتھی احاطہ سے باہر گئے میں پیچھا رہ گیا ہمارے سردار نے ان سے مجھے پوچھا انھوں نے کہا کہ ابوحفص احاطہ کے اندر ہے اس نے احاطہ کے دروازے سے مجھے دیکھا میں سمجھ گیا میں نے فوراً اپنے دونوں موزے اتار کر اس کے سامنے جھاڑے وہ اسے دیکھتا رہا، اس کے بعد میں نے اپنا پائجامہ جھٹکا اور کرتے کی آستینیں جھٹک دیں پھر میں نے اپنے موزے پہن لئے وہ ان سب حرکتوں کو دیکھتا رہا پھر اٹھ کر اپنی مجلس میں جا بیٹھا اور اب میں احاطہ سے نکل آیا۔

اس نے مجھ سے پوچھا تم احاطہ میں کیوں رہ گئے تھے میں نے عرض کیا خیر ہے اس کے بعد اس نے تنہائی میں مجھ سے کہا جو کچھ تم نے کیا میں اسے دیکھتا رہا ہوں ایسا تم نے کیوں کیا میں نے کہا کہ جناب والا اس احاطہ میں ہر طرف موتی اور درہم بکھرے پڑے ہیں ہم ان پر چلتے رہتے ہیں مجھے اندیشہ ہوا کہ مبادا کوئی موتی میرے موزے میں آ گیا ہو اس وجہ سے میں نے اپنے جوتے اور جراب دونوں کو اتار کر جھٹک دیا یہ بات اسے بہت پسند آئی اس نے کہا جاؤ اب میری ترکیب رہی کہ میں پہرہ داروں کے ساتھ اس احاطہ میں آتا درہم لیتا اپنے جوتے میں ڈال لیتا او بیش بہا کپڑے اپنے پیٹ پر لپیٹ لیتا جب ہم سب نکلتے تو میرے اور ساتھیوں کی جامہ تلاشی ہوئی

مگر مجھے کوئی نہ پوچھتا اسی طرح میں نے بہت سی دولت جمع کر لی مگر موتیوں کو ہاتھ نہ لگایا۔

عبداللہ بن علی کی شکست کے بعد ابوجعفر نے ابوالخصیب کو ابومسلم کے پاس بھیجا تا کہ یہ مال غنیمت کی فہرست تیار کرے یہ بات ابومسلم کو سخت ناگوار گزری اس نے ابوالخصیب پر کوئی الزام عائد کر کے اسے قتل کر دینا چاہا مگر دوسرے اشخاص نے اس کی سفارش کی اور کہا کہ اس کا کیا قصور ہے یہ تو ایلچی ہے اس پر ابومسلم نے اسے چھوڑ دیا۔ یہ ابوجعفر کے پاس چلا آیا فوج کے دوسرے سرداروں نے ابومسلم سے آ کر کہا کہ تم نے عبداللہ بن علی کا خاتمہ کر کے اس کی قیام گاہ پر قبضہ کیا ہے ہماری حاصل کردہ غنیمت کے متعلق سوال نہیں کیا جا سکتا اس میں سے صرف پانچواں حصہ امیر المؤمنین کا ہے۔

ابوالخصیب نے ابوجعفر سے آ کر سارا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ وہ مجھے قتل کر دینا چاہتا تھا۔ ابوجعفر کو خوف پیدا ہوا کہ اب ابومسلم خراساں چلا جائے گا انھوں نے یقطین کے ہاتھ اس کی طرف ایک خط بھیجا۔ اور اس میں لکھا کہ میں تمہیں مصر و شام کا صوبہ دار مقرر کرتا ہوں۔ یہ تمہارے لئے خراساں کی صوبہ داری سے اچھا ہے مصر پر تم خود کسی اور کو اپنا عامل بنا دو شام میں خود رہو اس طرح تم امیر المؤمنین کے قریب ہو جاؤ گے۔ اور جب وہ تمہیں بلائیں گے تم جلد اسکے پاس آ سکو گے، خط پڑھ کر ابومسلم برہم ہو گیا۔ کہنے لگا کہ ان کی یہ شان کہ وہ مجھے شام و مصر کی ولایت دیں میں ان کی کیا پروا کرتا ہوں خراسان تو میرا قبضہ ہے اور اب میں خراسان جانے کا پختہ عزم رکھتا ہو۔ یقطین نے ابوجعفر کو اسکی اطلاع لکھ بھیجی۔

مذکورہ بالا بیان کے علاوہ اس واقعہ کے متعلق دوسرا بیان یہ ہے کہ جب ابومسلم نے عبداللہ بن علی کی قیام گاہ پر قبضہ کر لیا۔ تو منصور نے یقطین بن موسیٰ کو بھیجا تا کہ وہ اس قیام گاہ کی ہر شے کو اپنے قبضے میں کر لے ابومسلم اسے "یک دین" پکارتا تھا۔ ابومسلم نے اس سے کہا اس کا کیا مطلب کہ لڑائی کے لئے تو میں امین سمجھا جاؤں اور مال کے متعلق مجھے خائن سمجھا گیا، اس کے بعد اس نے ابوجعفر کو گالیاں دیں یقطین نے یہ تمام واقعہ ابوجعفر سے آ کر بیان کر دیا۔

ابومسلم کا ابوجعفر کے نام خط

ابومسلم ابوجعفر کی مخالفت پر کمر باندھ کر جزیرہ سے روانہ ہوا اور ان کے سامنے سے ان کے پاس آئے بغیر خراسان کی طرف چلا گیا۔ ابوجعفر انبار سے مدائن آئے انھوں نے ابومسلم کو لکھا کہ تم میرے پاس آؤ اس کے جواب میں ابومسلم نے زاب سے جہاں وہ ٹھہرا ہوا تھا خط بھیجا اور وہ اسی شام وہاں سے براہ حلوان روانہ ہونے والا تھا۔ امیر المؤمنین کا کوئی دشمن ایسا نہ رہا کہ جس پر اللہ نے ان کو قابو نہ دیا ہو۔ ساسانی بادشاہوں سے یہ روایت ہم سنتے آئے ہیں کہ جب فتنہ و شورش ختم ہو جاتے ہیں۔ تو سب سے زیادہ خوف زدہ طبقہ وزرا کا ہوتا ہے ، ہم آپ کی قربت پسند نہیں کرتے مگر اس کے ساتھ جب تک آپ ہمارے ساتھ اپنے عہد کو پورا کرتے رہیں گے ہم بھی آپ کے وفادار رہنا چاہتے

ہیں اور آپ کی اطاعت وفرمانبرداری کے لئے تیار ہیں مگر یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ ہم آپ سے دور رہیں اسی میں سلامتی ہے اگر آپ اس سے خوش ہیں تو ہم آپ کے غلام ہیں اور اگر آپ اس تجویز کو نہیں مانتے اور اپنے ارادے پر عمل پیرا ہی ہونا چاہتے ہیں۔ تو ایسی صورت میں اپنی جان بچانے کی خاطر اس استوار عہد وفا کو توڑتا ہوں جو میں نے آپ کی وفا کا کیا ہے''

ابو جعفر منصور کا جواب

جب یہ خط منصور کو ملا انھوں نے یہ جواب اس سے لکھا،

میں نے تمہارے خط کے مفہوم کو سمجھ لیا تمہاری مثال ان منافق وزیروں کی نہیں ہے۔ جو اپنے جرائم کی کثرت کی وجہ سے اپنے بادشاہوں کی توجہ ملک میں فتنہ وفساد برپا کر کے اپنی طرف سے ہٹا دیتے ہیں۔ بے شک ان کی راحت اسی میں ہے کہ وہ جماعت میں اختلاف وانتشار پیدا کرتے رہیں۔ تم نے اپنے آپ کو ان کے برابر کیوں کیا کہاں تم کہاں وہ تم اپنی اطاعت، اخلاص اور اس حکومت کی بھاری ذمہ داری کے اٹھانے میں اپنی آپ نظیر ہوا البتہ جو شرط تم نے پیش کی ہے میں اس کے قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ میں عیسیٰ بن موسیٰ کے ہاتھ یہ خط بھیجتا ہوں تا کہ اگر تم میری تحریر کے قبول پر مائل ہو تو اس سے تمہیں دلی اطمینان نصیب ہو۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہیں شیطان کے وسوسوں سے بچائے۔ کیونکہ جو خیال تم نے قائم کر لیا ہے اس سے بہتر اسے تمہاری نیت بگاڑنے کا ذریعہ ہدست نہ ہو سکے گا۔

منصور نے جریر بن یزید بن جریر عبداللہ البجلی جو اپنی فراست وچرب زبانی میں یکتائے روزگار تھا کو ابو مسلم کے پاس بھیجا یہ اسے سمجھا بجھا کر واپس لے آیا۔ ابو مسلم کہا کرتا تھا کہ میں روم میں قتل کیا جاؤں گا کیونکہ نجومی اس کے متعلق یہ حکم لگاتے تھے۔ چنانچہ جب وہ منصور کے پاس آیا تو وہ اس وقت رومیہ میں خیموں میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ لوگوں نے اس کا استقبال کیا، منصور نے اسے اپنا مہمان بنایا اور چند روز اس کی بہت خاطر تواضع کی۔

خط سے متعلق دوسری روایت

علی کہتا ہے کہ ابو مسلم نے درج ذیل خط ابو جعفر کو لکھا تھا۔

اللہ کا فرض سمجھ کر میں نے ایک شخص کو اپنا امام اور دلیل بنایا وہ بڑے پایا کے عالم اور رسول اللہ ﷺ کے قریبی عزیز تھے۔ انھوں نے قرآن سے لاعلمی برتی اور اس دلیل دینے کے خاطر انھوں نے قرآن میں تحریف کی ان کی حالت فریب خوردہ کی سی ہوگئی۔ انھوں نے مجھے حکم دیا کہ میں تلوار نیام سے باہر نکالوں۔ اور عفو ورحم کو بالکل نظر انداز کر دوں نہ کوئی عذر قبول کروں اور نہ کبھی غلطی کو معاف کروں۔ میں نے یہ سب باتیں آپ کے خاندان کی حکومت کے قیام کے لئے انجام دیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے ان لوگوں پر آپ کا حق ثابت کر دیا جو اس سے

اب تک جاہل تھے، اسکے بعد اب اللہ نے مجھے توبہ کی توفیق عطا فرما کر اس ہلاکت سے نکال لیا اگر وہ اسے معاف کردے تو وہ ہمیشہ سے معافی دینے والا ہے اور اگر میری غلطی کی وجہ سے وہ مجھے ان اعمال کی سزا تو دے کیونکہ خداوند عالم ہرگز اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

منصور کی مرضی کے خلاف ابومسلم خراساں جانے کے لئے اپنے مستقر سے روانہ ہوا۔ جب عراق کی زمین میں آیا تو منصور بھی انبار سے چل کر مدائن آ گئے۔ ابومسلم نے حلوان کا راستہ اختیار کیا اور کہنے لگا کہ سب سے اہم واقعات حلوان سے اس طرف طے ہوئے ہیں۔

ابوجعفر نے عیسیٰ بن علی، عیسیٰ بن مسلم اور بنی ہاشم سے جو وہاں موجود تھے کہا کہ ابومسلم کو خط لکھیں، چنانچہ سب نے اسے خطوط لکھے جن میں اس کی بہت تعظیم کی گئی تھی۔ اور اس کی خدمات کا اعتراف تھا نیز اس سے درخواست تھی کہ جو عہد وفا اس نے اس خاندان سے کیا ہے وہ اسے زندگی بھر نبھائے اس پر خلیفا کی اطاعت واجب ہے بغاوت کے انجام سے اسے ڈرایا تھا اور اسے ہدایت کی تھی کہ وہ امیرالمؤمنین کے پاس آ کر اس کی خوشنودی حاصل کر لے۔

ابوجعفر نے اپنا خط ابوحمید المروزی کے ذریعے ابومسلم کو بھیجا۔ اور اسے ہدایت کردی کہ وہ ابومسلم سے نرمی کے ساتھ گفتگو کرے ان کی طرف سے ان کے احسانات کا شکر ظاہر کرے اور کہہ دے کہ میں ان کو ایسا بلند درجہ دینے والا ہوں۔ اور ان کے ساتھ وہ سلوک کرنے والا ہوں جو ان کے ساتھ کسی نے نہ کیا ہوگا۔ مگر یہ اس صورت میں ہے کہ وہ راہ راست پر آ کر میرا کہا مان لے اور واپس چلا آئے۔ البتہ اگر وہ واپسی سے انکار کرے تو اس سے کہہ دینا کہ امیرالمؤمنین نے تجھ سے کہا ہے کہ اگر میری اجازت کے بغیر میری خواہش کے خلاف تم چلے گئے اور میرے پاس نہ آئے۔ تو مجھے عباس کا پوتا سمجھنا اور نہ مسلمان سمجھنا اگر میں خود ہی تیرا مقابلہ نہ کروں اور اس کام کو کسی دوسرے کے سپرد کروں اگر تو سمندر میں پھاندے گا میں سمندر میں کود پڑوں گا اگر تو آگ میں گھسے گا میں تیرے تعاقب میں آگ میں گھس جاؤں گا۔ یہاں تک کہ میں تجھے قتل کردوں یا خود اپنی جان دیدوں، مگر جب تک اس کی واپسی سے مایوسی نہ ہو یہ تہدید اس سے نہ کہنا البتہ کسی بھلائی کی اس سے توقع نہ رکھنا۔

ابوحمید و ابومسلم کی باہمی گفتگو

ابوحمید اپنے بااعتماد لوگوں کے ساتھ ابومسلم کے پاس حلوان آیا۔ ابوحمید ابومالک اور دوسرے لوگ ابومسلم کے پاس پہنچے انھوں نے امیرالمؤمنین کا خط اسے دیا اور کہا کہ مفسد و فتنہ پرداز لوگ امیرالمؤمنین کی جانب سے تمہارے متعلق اس قسم کی باتیں تم سے بیان کر رہے ہیں۔ جو انھوں نے اپنی زبان سے بھی نہیں نکالیں ان کی رائے تمہارے متعلق ان فتنہ پردازوں کے بیان کے بالکل خلاف ہے۔ یہ تم سے حسد رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو امارت راحت تمہیں حاصل ہے وہ جاتی رہے تم اپنی حالت کو خراب نہ کرو۔ اور ان سے آ کر گفتگو کر لو تم تو امین آل محمد کے طور پر مشہور ہو۔ اس دنیاوی امارت، شوکت اور عزت کے مقابلہ میں تمہاری خدمات کا اجر جو تمہیں آخرت میں ملے گا کہیں زیادہ ہوگا۔ آخرت کے اس اجر کو ضائع مت کرو شیطان کے ورغلانے میں نہ آ جاؤ۔

ابوحمید کی اس تقریر کو سن کر ابومسلم نے کہا اس پہلے تو تم نے کبھی اس قسم کی گفتگو مجھے نہیں کی تھی۔ اس نے جواب دیا تمہیں نے ہم کو اس تحریک میں شرکت اور اہل بیعت یعنی ابوالعباس کی حمایت واطاعت کی دعوت دی تھی اور ہم سے خواہش کی تھی کہ ہم اس تحریک کے مخالفین سے نبرد آزما ہوں۔ تمہیں نے ہم کو مختلف ممالک اور مختلف اسباب دوجوہ کی بناء پر اس تحریک میں شریک کیا۔ اللہ نے ہم کو ان کی اطاعت کے لئے متحد کیا اور ان کی محبت کی خاطر ہمارے دل ایک دوسرے سے وابستہ کردیئے۔ اور ان کی مدد کرا کر اللہ نے ہمیں عزت بخشی ہم نے ان کے ہر فرد سے اسی محبت وخلوص قلب سے ملاقات کی۔ جو اللہ نے ان کے لئے ہمارے دل میں ڈالدی تھی۔ اب ہم پوری طرح سوچ سمجھ کر اور خالص اطاعت کے جذبات لئے ہوئے ان کے شہروں میں ان کے پاس آ گئے۔ اب جبکہ ہم آرزوا اپنے مقاصد کی انتہاء کو پہنچ گئے ہیں۔ تم ہماری حالت کو خراب کرنا اور بات کو بگاڑ دینا چاہتے ہو تم نے ہم سے کہا تھا کہ جو تمہاری مخالفت کرے اسے بلا کرقتل کردو اگر خود میں تمہاری مخالفت کروں تو تم مجھے بھی قتل کردینا۔ ابومسلم نے ابونصر کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے مالک اس کی گفتگو تم سن رہے ہو یہ خود اس کی گفتگو نہیں ہے مالک نے کہا اب اس کی بات پر توجہ نہ فرمایئے۔ واقعہ آپ سچ کہتے ہیں یہ خود اس کی اپنی تقریر نہیں ہے آپ اس سے ہرگز خوفزدہ نہ ہوں جو اس کے بعد پیش آئے گا۔ وہ اس تقریر کے مفہوم سے زیادہ تکلیف دہ ہے آپ نے جو عزم کیا ہے اسے پورا کیجئے۔ آپ واپس نہ چلئے کیونکہ مجھے یقین ہے کہ اگر آپ منصور کے پاس جائیں گے۔ وہ ضرور آپ کو قتل کردیگا آپ کی جانب سے اس کے دل میں ایسی بدگمانی پیدا ہوگئی ہے۔ کہ اب وہ کبھی آپ پر بھروسہ نہیں کرے گا۔

ابومسلم کا نیزک سے مشورہ

اس کے بعد ابومسلم نے مجلس برخواست کا حکم دیا۔ جب بہت لوگ چلے گئے اس نے نیزک کو بلایا اور کہا کہ بخدا میں نے زندگی بھر تم سے زیادہ عقلمند آدمی نہیں دیکھا۔ اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے لوگوں کے یہ خط میرے پاس آئے ہیں میں اور اسوقت جو گفتگو بالمشافہ ہوئی اس سے تم بھی واقف ہو نیزک نے کہا میری رائے یہ ہے کہ آپ منصور کے پاس نہ جائیں بلکہ رے چلئے۔ اور وہاں چل کر قیام کیجئے۔ اس طرح رے اور خراسان کا درمیانی علاقہ آپ کے تصرف میں رہے گا وہاں کے سب لوگ آپ کے حامی ہیں۔ اور وہ آپ کی باقاعدہ فوج کی طرح ہیں۔ وہاں کوئی آپ کی مخالفت نہ کرے گا اگر منصور آپ کے ساتھ سیدھا رہے آپ بھی سیدھے رہئے اور اگر فساد پر آمادہ ہو تو آپ کو کوئی خطرہ نہیں کیونکہ آپ اپنی فوج میں کھڑے ہونگے خراسان آپ کے عقب میں رہے گا اس وقت آپ کو غور کرنے کا کافی موقع ملے گا جیسا مناسب نظر آئے کیجئے۔

ابومسلم کا ابوجعفر کے پاس جانے سے انکار اور پریشانی

ابومسلم نے ابوحمید سے بلا کر کہا کہ تم اپنے آقا سے جا کر کہہ دو کہ میں انکے پاس نہیں آتا، ابوحمید نے پوچھا کیا اب مخالفت کا عزم ہی کرلیا ہے اس نے کہا ہاں، ابوحمید نے پھر کہا ایسا نہ کریں۔ مگر ابومسلم نے نہ مانا اور کہا

میں ان سے ملنا نہیں چاہتا جب ابو حمید اس کی واپسی سے مایوس ہوا اس نے ابو جعفر کی وہ دھمکی اسے سنادی۔ اس پر ابو مسلم دیر تک سر جھکائے غور کرتا رہا پھر اس نے ابو حمید سے کہا چلے جاؤ مگر معلوم ہوتا تھا۔ کہ ابو جعفر کی دھمکی نے اس کی ہمت توڑ دی ہے اور وہ اس سے مرعوب ہو چکا ہے جس وقت ابو مسلم کی طرف سے ابو جعفر کے خیالات خراب ہوئے انھوں نے ابوداؤد کو جو خراسان میں ابو مسلم کا قائم مقام تھا۔ اس کی تمام عمر کے لئے امارت خراسان کا فرمان تقرر اسے براہ راست لکھ بھیجا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابوداؤد نے ابو مسلم کو لکھا کہ ہم نے خلفاء اور اہل بیت رسول اللہ کی نافرمانی کے لئے تمہارے ساتھ خروج نہیں کیا تھا۔ تم اپنے امام کی مخالفت نہ کرو اور ان کی اجازت کے بغیر خراسان واپس نہ آؤ جب ابو حمید سے اس کی گفتگو ہوئی۔ اسی زمانے میں ابوداؤد کا یہ خط ابو مسلم کو ملا اس سے اس کے حوصلے اور بھی پست ہو گئے اور وہ سخت مرعوب و خوفزدہ ہوا اس نے ابو حمید اور ابو مالک کو بلا کر کہا کہ اگرچہ میرا یہ ارادہ تھا کہ میں خراسان چلا جاؤں مگر اب میری رائے بدل گئی ہے۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ابو اسحق کو امیر المؤمنین کی خدمت میں بھیجوں اور پھر وہ اپنی رائے آ کر مجھے دے کیونکہ میں ابو اسحق پر پورا اعتماد کرتا ہوں چنانچہ اس نے ابو اسحق کو منصور کے پاس بھیج دیا۔

جانے پر آمادگی

جب یہ ان کی قیام گاہ میں آیا تو بنی ہاشم نے اس کی ہر اس ذریعہ وطریقہ سے جو اسے محبوب تھا۔ اس کی خاطر مدارات کی ابو جعفر نے اس سے کہا کہ اگر تم اسے واپس لے آؤ تو خراسان کی گورنری تمہاری ہے۔ اس کے علاوہ اسے خلعت وانعام سے سرفراز کیا۔ ابو اسحق نے واپس جا کر ابو مسلم سے بیان کیا کہ میں نے ان سب کے طرز عمل میں کوئی بات ایسی نہیں پائی۔ جو قابل اعتراض ہو وہ سب لوگ آپ کی بڑی قدر ومنزلت کرتے ہیں اور آپ کے لئے وہی چاہتے ہیں، مناسب یہ ہے کہ آپ امیر المؤمنین کے پاس جا کر ان سے معذرت کر لیجئے۔ اس تقریر کے بعد اب ابو مسلم آنے کے لئے آمادہ ہو گیا۔ جب نیزک کو اس کی خبر ہوئی اس نے ابو مسلم سے اس کی تصدیق چاہی ابو مسلم نے اقرار کیا اور یہ شعر اپنی مثال میں سنایا۔

ما للرجال مع القضاء محالة
ذهب القضاء بحيلة الاقوام

(ترجمہ) تقدیر کے مقابلے میں انسانوں کی کوئی تدبیر کارآمد نہیں ہوتی اور تقدیر قوموں کی عقل کو سلب کر لیتی ہے۔

نیزک کہنے لگا اگر جانے کا ارادہ ہی کر لیا ہے تو اللہ اس میں آپ کی بھلائی کرے میری صرف یہ بات یاد رکھیے کہ ان کے پاس جاتے ہی ان کا کام تمام کر دیجئے۔ پھر جس کی چاہے بیعت کر لیجئے کوئی آپ کی مخالفت نہ کرے گا۔

ابو جعفر کا ارادۂ قتل

ابو مسلم نے ابو جعفر کو لکھ بھیجا کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں ابو ایوب کہتا ہے کہ میں ایک دن

ابو جعفر کے پاس گیا۔ وہ مقام رومیہ میں ایک ادنی خیمے میں نماز عصر کے بعد مصلی پر بیٹھے تھے ابو مسلم کا خط سامنے رکھا تھا مجھے دیا میں نے اسے پڑھا اس کے بعد کہنے لگے کہ بخدا جب وہ میرے سامنے آیا میں اسے قتل کر دوں گا یہ سن کر میں نے اپنے دل میں انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا کہ میں نے کتابت سیکھی جب اچھی طرح اسکی تحصیل کر لی تو میں خلیفہ کا میر منشی ہو گیا۔ اب لوگوں میں یہ فساد کی باتیں پیدا ہو گئیں اگر ابو مسلم قتل کر دیا گیا۔ تو اس کے پیر اس کے قتل کو ہرگز خاموشی سے گوارا نہ کریں گے وہ نہ اس شخص کو زندہ چھوڑیں گے۔ اور نہ کسی دوسرے ان سے تعلق رکھنے والے کو زندہ چھوڑیں گے، اس خوف سے میری نیند جاتی رہی پھر میں نے اپنے دل سے کہا کہ شاید ابو مسلم بلا خوف و خطر معمولی طرح چلا آئے۔ تو ابو جعفر اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں۔ ورنہ اگر وہ خطرہ کو محسوس کر کے اپنی حفاظت کے سامان ساتھ لیکر آیا تو پھر تو یہ کام بغیر سخت فساد اور شر کے بغیر ہوتا مشکل نظر آتا ہے۔ کیوں نہ کوئی تدبیر سوچی جائے۔

ابو ایوب کی تدبیر

میں نے سلمہ بن سعید بن جابر کو بلایا اس سے پوچھا تم میرے احسانات کا اعتراف کرتے ہو اس نے کہا دل و جان سے اعتراف کرتا ہوں میں نے کہا میں ایک ایسا عہدہ دیتا ہوں کہ جس سے اس قدر آمدنی تمہیں ہوگی جتنی کل عراق کے مالک کی ہوتی ہے۔

مگر اسی کے ساتھ یہ شرط ہے کہ تم میرے بھائی حاتم بن ابی سلیمان کو اپنے ساتھ شریک کر لو اور اسے نصف حصہ دینا اس نے اسے منظور کر لیا اس شرط کے لگانے سے میرا مقصد یہ تھا کہ اسے اسقدر کثیر النفع تجویز کے متعلق کوئی شک پیدا نہ ہوا۔ بلکہ وہ اسے صحیح سمجھ کر اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو جائے اب میں نے اس سے کہا کہ کسکر کی آمدنی پہلے سال میں اس قدر ہوئی تھی۔ اس سال اس کے مقابلہ میں دگنی ہے میں چاہتا ہوں کہ سال گزشتہ کی آمدنی پر اسکا قبالہ تمہارے نام کر دوں۔ یا تشخیص لگان کے بغیر امانتاً تمہارے اجارے میں دیدوں۔ تمہیں اتنی آمدنی کہ اٹھائے نہ اٹھے گی اس نے مجھ سے کہا مگر اتنی رقم دھڑوت کے لئے میں کہاں سے لاؤں۔ میں نے کہا تم ابو مسلم کے پاس جاؤ اس سے ملو اور کہو کہ وہ اپنی ضروریات میں جہاں اور رقم خرچ کرتا ہے اسی میں سے کسکر کی پہلے سال کی آمدنی کے برابر رقم دیدے۔ کیونکہ امیر المؤمنین کا ارادہ ہے کہ وہ ابو مسلم کو ان کے پاس آتے ہی عراق کا گورنر مقرر کر دیں۔ اور اس طرح اسے اور خود اپنے کو اس خلفشار سے سکون دیں، اس نے کہا مگر امیر المؤمنین مجھے اس سے ملنے کی اجازت کیوں دینے لگے میں نے کہا میں تمہارے لئے اجازت لے لوں گا۔

میں ابو جعفر کے پاس آیا ان سے اصل حقیت بیان کی انھوں مجھے سلمہ کے بلانے کا حکم دیا میں نے اسے اندر بلایا۔ ابو جعفر نے اس سے کہا کہ ابو ایوب نے تمہارے لئے، اجازت مانگی ہے۔ کیا تم ابو مسلم سے ملنا چاہتے ہو اس نے کہا جی ہاں ابو جعفر نے کہا اچھا تمہیں اجازت دی جاتی ہے اس سے میرا اسلام کہنا کہ ہم اتنے مشتاق ہیں۔

سلمہ ابو مسلم کے پاس آیا اس نے کہا امیر المؤمنین آپ کے متعلق بہت ہی اچھی رائے رکھتے ہیں، اس سے اسے اطمینان ہوا اور وہ اس سے پہلے پریشان و غم نظر آتا تھا۔ جب سلمہ نے اس آخر وہ بات کہی جس کے وہ ابو

مسلم کے پاس آیا تھا ابومسلم بہت خوش ہوا اور ابوجعفر کے پاس آنے تک برابر جوش رہا۔

ابومسلم ابوجعفر کے پاس

ابوایوب کی روایت ہے کہ جب ابومسلم مدائن کے قریب آ گیا امیر المؤمنین نے حکم دیا کہ سب اس کا استقبال کریں۔ چنانچہ تمام سرکاری عہدہ داروں نے اس کا استقبال کیا شام ہوتے ہی ابومسلم مدائن آ گیا۔ میں نے امیر المؤمنین سے جا کر عرض کیا وہ اپنے خیمے میں مصلی پر بیٹھے تھے کہ ابومسلم اسی شام کو آپ کے پاس آنا چاہتا ہے،

آپ اس کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہتے ہیں، ابوجعفر نے کہا میں چاہتا ہوں دیکھتے ہی اسے قتل کر دوں میں نے کہا میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ اس وقت ایسا نہ کیجئے اسکی وجہ یہ ہے کہ اور بہت سے لوگ اس وقت اس کے ساتھ ہوں گے اور لوگوں کو چونکہ اس بات کا علم ہے۔ کہ وہ آپ کی مخالفت پر کم بستر ہو گیا تھا اگر وہ آپ کے پاس آ کر باہر نہ جائے گا تو مجھے اندیشہ ہے کہ فساد برپا ہوگا۔ مناسب یہ ہے کہ اس وقت آنے کے بعد آپ اسے واپس جانے کی اجازت دیجئے گا اور جب کل صبح وہ آپ کے پاس آئے اس وقت جو مناسب سمجھ میں آئے کیجئے گا۔

اس مشورہ سے میرا مقصد صرف یہ تھا کہ اس وقت اس کے ساتھیوں کے شر سے اپنی ساری جماعت اور امیر المؤمنین کو محفوظ رکھا جائے۔ اسی شام کو ابومسلم امیر المؤمنین سے ملنے آیا مجرا بجالایا۔ مؤدب ان کے سامنے کھڑا رہا اس کے بعد ابوجعفر نے اس سے کہا اے عبدالرحمٰن واپس جا کر آرام کرو سفر کی وجہ سے بدن پر میل کچیل آ گیا ہوگا غسل کرو اور کل صبح میرے پاس آنا، ابومسلم اپنی قیام گاہ چلا آیا اور سب لوگ بھی واپس چلے گئے۔

ابومسلم کے قتل کی تیاریاں

ابومسلم کے جانے کے بعد امیر المؤمنین نے مجھ پر بہتان لگایا کہ تم نے یہ موقع کھو دیا جب کہ وہ میرے سامنے باادب کھڑا تھا اس سے بہتر اسکے قتل کرنے کا کیا موقع معلوم نہیں آج رات میں وہ کیا فتنہ برپا کر دے میں اپنی قیام گاہ کو واپس آ گیا۔ اور صبح سویرے ان کی خدمت میں حاضر ہوا مجھے دیکھتے ہی انھوں نے کہا دور ہو تو نے مجھ اس کے قتل سے روک دیا میں اسی فکر میں ساری رات سو نہ سکا۔ انھوں نے مجھے خوب گالیاں دیں بلکہ مجھے خوف ہوا کہ کہیں یہ مجھے ہی قتل نہ کر دے۔ اس کے بعد اس نے عثمان بن نہیک کے بلانے کا حکم دیا میں نے اسے آواز دی، امیر المؤمنین نے اس سے پوچھا کیا تمہیں میرے احسانات کی سپاس گزاری ہے۔ اس نے کہا میں آپ کا غلام ہوں اگر آپ مجھے حکم دیں کہ میں اپنی تلوار کی نوک پر اپنا بوجھ ڈال دوں یہاں تک کہ وہ آر پار ہو جائے تو میں ایسا بھی کرنے کے لئے تیار ہوں۔ انھوں نے کہا کہ اچھا اگر میں تمہیں ابومسلم کے قتل کا حکم دوں تو کیا کرو گے عثمان تھوڑی دیر تک سر جھکائے خاموش کھڑا رہا۔ میں نے کہا کہتے کیوں نہیں اس پر اس نے دبے الفاظ میں کہا جی ہاں میں اس کے لئے تیار ہوں۔ امیر المؤمنین نے اسے حکم دیا کہ جاؤ محافظ دستے کے چار بڑے دلیر اور سخت جوانمر

وانتخاب کر کے لاؤ جب یہ نکل کر جانے لگا اور سراپردہ کے قریب گیا تھا کہ اسے پھر آواز دی اور واپس بلایا اور کہا کہ تم بیٹھ جاؤ اور اپنے کسی با اعتماد شخص کو بھیج کر اپنے چار با اعتماد سپاہیوں کو منگواؤ۔ عثمان نے اپنے ایک خادم سے کہا کہ تم جا کر بن واج ابوحنیفہ اور دو ۲ اور سپاہیوں کو بلالا۔ جب یہ لوگ آ گئے تو امیر المؤمنین نے ان سے بھی وہی خواہش کی جو عثمان سے کی تھی انھوں نے کہا ہم اسے قتل کر دیں گے۔ ابوجعفر نے انھیں رواق کے عقب میں چھپ کر بیٹھ جانے کا حکم دیا اور کہا کہ جب میں تالی بجاؤں تم فوراً نکل کر اسے قتل کر دینا۔

ابومسلم کا قتل

اس انتظام کے بعد اب ابوجعفر نے پے در پے کئی آدمی اس کے بلانے کے لئے بھیجے۔ انھوں نے آ کر کہا وہ سوار ہو چکا ہے اتنے میں ایک خدمتگار نے آ کر بیان کیا کہ وہ عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس ملنے آیا ہے میں نے امیر المؤمنین سے کہا اگر اجازت ہو تو باہر قیام گاہ کا ایک چکر لگا آؤں اور دیکھوں کے لوگ کیا باتیں کر رہے ہیں کیا کسی کو ہمارے اس ارادے کی بھانپ تو نہیں لگی یا کسی نے راز فاش تو نہیں کر دیا۔ انھوں نے کہا اچھا جاؤ میں ان کے پاس سے باہر نکل رہا تھا کہ دروازے ہی پر ابومسلم مجھے اندر جاتا ہوا ملا مجھے دیکھ کر مسکرا دیا۔ میں نے خود اسے سلام کیا وہ اندر چلا آیا واپس آ کر میں نے دیکھا کہ وہ زمین پر مقتول پڑا ہے امیر المؤمنین نے اس کے قتل میں میری واپسی کا بھی انتظار نہ کیا۔

ابوالجہم کا قتل

ابوالجہم نے جب اسے آ کر مقتول پایا تو اظہار افسوس کے لئے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ میں نے اس سے کہا تمہیں نے اس کے مخالف ہو جانے پر اسکے قتل کا مشورہ دیا تھا اور اب قتل کے بعد اظہار رنج وافسوس کرتے ہو۔ اس سے تم نے ایک بے خبر شخص کو اپنے حقیقی جذبات سے واقف کر دیا اس کے بعد اس نے جو گفتگو کی وہ اسقدر مصلحت کے مطابق اور برمحل تھی کہ زندگی بھر اس نے ایسی گفتگو نہیں کی پھر کہنے لگا امیر المؤمنین حکم ہو تو میں ان سب لوگوں کو واپس بھیج دوں۔ انھوں نے کہا مناسب ہے ابوالجہم نے کہا تو بہتر یہ ہے کہ آپ خدمتگاروں کو حکم دیں کہ وہ آپ کے خیموں میں سے بستر اور فرش اور ضرورت کا سامان کسی دوسرے خیمے میں منتقل کریں۔ چنانچہ ابوجعفر نے اس کے مطابق حکم دیدیا اور اب فرش و بستر وغیرہ اس طرح نکالا کہ گویا کسی اور خیمہ کو اس کے رہنے، اور آرام کرنے کے لئے درست کیا جا رہا ہے۔

اب ابوالجہم نے باہر نکل کر اس کے تمام ساتھیوں سے کہا کہ آپ لوگ اپنے اپنے مقام واپس جائیں امیر (ابومسلم) امیر المؤمنین کے پاس دوپہر کو آرام کرنا چاہتے ہیں۔ اس بیان کے ساتھ جب انھوں نے بستر وفرش بھی منتقل ہوتا دیکھا انھیں اس کے کہنے پر یقین آ گیا وہ سب چلے گئے اور اپنے ہتھیار کھول دیئے۔ ابوجعفر نے ان سب کو انکے مقررہ انعام وخلعت سے سرفراز کیا اور ابواسحٰق کو ایک لاکھ دیئے۔ ابوایوب کہتا ہے کہ خود امیر المؤمنین نے مجھ سے کہا کہ جب ابومسلم میرے سامنے آیا میں نے اسے سخت سست کہا اور پھر گالیاں دیں اس

وقت عثمان نے اس پر تلوار کا وار کیا مگر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ اب شبیب بن واج اور اسکے ساتھیوں نے پردہ سے نکل کر اس پر یکدم کئی وار کیے وہ زمین پر گر پڑا جب تلواریں اس پر پڑنے لگیں۔ تو مجھ سے کہنے لگا امیر المؤمنین مجھے معافی دیجئے میں نے کہا حرامزادے اب معافی مانگتا ہے جب کے چاروں طرف سے تلواریں پڑ رہی ہیں میں نے کہا اسے ذبح کر ڈالو۔ ان سب نے اسے ذبح کر دیا۔

ابومسلم کے قتل سے متعلق دوسری روایت

ابوالخصیب الازدی راوی ہے کہ میں ابومسلم کے ساتھ تھا ابواسحٰق اس کے پاس ابوجعفر کے پاس سے بنی ہاشم کے خط لیکر اور اس نے بیان کیا کہ ان لوگوں کی رائے تمہارے متعلق اس کے بالکل برعکس ہے۔ جیسا کہ تمہیں اندیشہ ہے ہر شخص تمہاری اتنی ہی عزت کرتا ہے جتنی خلیفہء وقت کی اور وہ تمہارے احسانات کے معترف ہیں۔

ابواسحٰق کے کہنے پر یقین کر کے ابومسلم مدائن روانہ ہوا۔ اس نے ابونصر کو اپنے مال و متاع کی حفاظت کے لئے اپنے مقام پر چھوڑا اور کہا کہ میرے خط کے آنے تک تم یہاں ٹھہرے رہو۔ اس نے کہا کہ ایک نشانی مقرر کر کے مجھے بتلا دیجئے تاکہ اس میں آپ کا خط پہچان لوں، ابومسلم نے کہا کہ اگر میرے خط پر میری نصف مہر ثبت ہو تو سمجھنا کہ میں نے لکھا ہے اور اگر پوری مہر ہو تو سمجھ لینا کہ نہ میں نے اسے لکھا ہے اور نہ خود مہر ثبت کی ہے۔

جب یہ مدائن کے قریب پہنچا اس وقت بھی اس کے ایک فوجی سردار نے اس آداب بجالا کر عرض کیا کہ میرا کہا مانئے اور واپس چلئے، کیونکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ کو دیکھتے ہی وہ قتل کر دے گا۔ ابومسلم نے کہا میں ان کے بالکل نزدیک پہنچ گیا ہوں۔ اب واپس جانا اچھا نہیں سمجھتا۔

غرضیکہ ابومسلم تین ہزار فوج کے ساتھ مدائن آیا اپنی بڑی جمعیت کو حلوان چھوڑ آیا۔ ابوجعفر سے ملنے آیا انھوں نے اس دن اسے واپس جانے کا حکم دیا۔ یہ دوسرے دن اسے ملنے کے لئے جانے لگا راستے میں ابوالخصیب نے آ کر اسے ملاقات کی اور کہا کہ چونکہ ابھی امیر المؤمنین مصروف ہیں آپ ذرا توقف فرمائیں تاکہ آپ بالکل علیحدگی میں ان سے ملیں۔

یہ وقت گزارنے عیسیٰ بن موسیٰ ڈیرے آ گیا یہ عیسیٰ کو محبوب رکھتا تھا عیسیٰ نے اس کے لئے ناشتہ منگوایا دوسری طرف امیر المؤمنین نے ربیع سے کہا یہ اس زمانے میں ابوالخصیب کا خدمتگار تھا۔ تو جا دیکھ کسی کو اس کی خبر نہ ہو اور ابومسلم سے کہہ کہ مرزوق نے آپ کو یہ پیغام بھیجا ہے کہ اگر آپ امیر المؤمنین سے تنہائی میں ملنا چاہتے ہیں تو فوراً تشریف لایئے یہ سنتے ہی ابومسلم اٹھا اور سوار ہوا۔ عیسیٰ نے کہا کہ تم چلو مگر جب تک میں نہ آؤں اندر جانے کے لئے جلدی نہ کرنا میں بھی تمہارے ساتھ امیر المؤمنین کے پاس چلونگا۔ عیسیٰ کو وضو کرنے میں دیر ہو گئی ابومسلم اندر چلا گیا اور عیسیٰ کے آنے سے پہلے ہی قتل کر دیا گیا۔ اب عیسیٰ بھی آیا اس وقت ابومسلم ایک اعبا میں لپٹا ہوا پڑا تھا اس نے پوچھا کہ ابومسلم کہاں ہیں ابوجعفر نے کہا اس چادر میں لپٹا ہوا ہے عیسیٰ نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا ابوجعفر کہنے لگے چپ رہو آج ہی وہ دن ہے جب کہ حقیقی معنی میں تمہیں حکومت واقتدار نصیب ہوا ہے اس کے بعد اس کی نعش دجلہ میں پھینک دی گئی۔

ابومسلم کے قتل کی تیسری روایت

ابوحفص کہتا ہے کہ امیر المؤمنین نے عثمان بن نہیک اور چار اور محافظ دستے کے سپاہیوں کو بلا کر حکم دیا تھا کہ جب میں تالی بجاؤں تم دشمن خدا کو قتل کر دینا۔

ابومسلم کے سامنے آتے ہی ابوجعفر نے اس سے پوچھا کہ وہ دونوں تلواریں کہاں ہیں۔ جو عبداللہ بن علی کے سامان میں ملی تھیں اس نے کہا ایک تو یہ ہے جو میرے اوپر معلق ہے ابوجعفر نے کہا مجھے دکھاؤ اس نے نیام سے کھینچ کر انھیں دی۔ انھوں نے اسے حرکت دیکر اپنی مسند کے نیچے رکھ لیا۔ اور اب اس پر عتاب کرنے لگے پوچھا تو نے ابوالعباس کو وہ خط کیوں لکھا تھا جس میں ان کو گری پڑی زمینوں پر قبضہ کرنے سے منع کیا تھا تو ہمیں شریعت سکھانا چاہتا تھا۔ ابومسلم نے کہا میرا خیال تھا۔ کہ ان پر قبضہ کرنا جائز نہیں ہے میرے خط کے جواب میں انھوں نے مجھے خط لکھا جسے پڑھ کر مجھے معلوم ہوا کہ امیر المؤمنین اور ان کے اہل خاندان علم کا خزانہ ہیں۔

ابوجعفر نے سوال کیا تم مکے سے آتے وقت راستے میں مجھ سے آگے کیوں بڑھ گئے تھے اس نے کہا میں نے مناسب نہ سمجھا کہ میں اور آپ پانی کے ایک ہی چشمے پر قیام کریں۔ کیونکہ اس سے اور لوگوں کو تکلیف ہوتی اس بنا پر میں محض سہولت کی وجہ سے آپ کے آگے بڑھ گیا تھا، ابوجعفر نے سوال کیا کہ جب ابوالعباس کے مرنے کی اطلاع تجھے ہوئی اور حسین نے تجھے یہ مشورہ دیا تھا کہ تو میرے پاس آ جائے تو نے اس سے کہا ہم واپس نہیں جاتے آگے بڑھتے ہیں اور پھر دیکھا جائے گا تو اپنی راہ پر چلا گیا نہ تو نے اپنی منزل پر قیام کیا کہ ہم تیرے پاس پہنچ جاتے اور نہ تو میرے پاس واپس آیا۔ ابومسلم نے کہا میں اس کا جواب پہلے ہی دے چکا ہوں کہ یہ بات میں نے محض لوگوں کی خاطر کی تھی اور یہ خیال کیا تھا کہ آپ سے پہلے ہم کوفے پہنچ جائیں اس سے آپ کی مخالفت مقصود نہ تھی۔ ابوجعفر نے کہا تو نے عبداللہ بن علی کی باندی کو اپنے تصرف میں لانا چاہا تھا ابومسلم نے کہا میرا ہرگز یہ مقصد نہ تھا بلکہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ گم نہ ہو جائے اس وجہ سے میں نے اسے ایک بلند کوٹھے پر اتار دیا ہے اور اس کی حفاظت کے لئے پہرہ دار مقرر کر دیئے ہیں۔

ابوجعفر نے سوال کیا اس کا کیا جواب ہے کہ تو نے میرے حکم کی تحقیر کیوں کی اور میری مرضی کے خلاف خراسان روانہ ہو گیا اس نے کہا چونکہ مجھے اندیشہ ہو گیا تھا کہ آپ میری طرف سے بدظن ہو گئے ہیں۔ میں نے مناسب سمجھا کے پہلے خراسان جاؤں اور وہاں سے آپ اپنے خراسان آنے کی معذرت لکھ بھیجوں۔ اور اس ہرگز میرا مقصد وہ نہ تھا جس کی بناء پر آپ مجھ سے بدظن ہو گئے کہ آپ کی مخالفت پر آمادہ ہو گیا ہوں۔ ابوجعفر کہنے لگے کہ آج کا ایسا دن مجھ پر کبھی نہیں گزرا اور تیری ان باتوں سے میرا غصہ اور بڑھ ہو گیا، اس کے بعد انھوں نے تالی بجائی اس کے ساتھ ہی ان لوگوں نے عقب سے نکل کر اس پر حملہ کیا۔ عثمان اور اس کے آدمیوں نے تلواروں اس کا کام تمام کر دیا۔

- یزید بن اسید کہتا ہے کہ امیر المؤمنین منصور نے بیان کیا کہ میں نے عبدالرحمٰن پر عتاب کیا اور پوچھا کہ وہ مال اور رقم کہاں ہے جو تو نے حران میں جمع کیا تھا۔ اس نے کہا کہ اسے میں نے فوج کی حالت درست کرنے کے

لئے خرچ کر دیا اور ان کی تقویت کے لئے انھیں دیدیا۔ میں نے پوچھا میری ضد پر تو خراسان کیوں جا رہا تھا اس نے کہا یہ نہ پوچھئے میں اب خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا اس پر مجھے غصہ آ گیا میں نے اسے گالیاں دیں اب سپاہیوں نے عقب سے نکل کر اسے قتل کر دیا۔

ابومسلم کے قتل کی چوتھی روایت

متذکرہ بالا بیان کے علاوہ بیان کیا جاتا ہے کہ قتل کے دن ابومسلم نے عیسیٰ بن موسیٰ سے کہلا کر بھیجا کہ آپ بھی میرے ساتھ چلیں۔ اس نے جواب دیا تم آگے چلو اور تمہاری حفاظت میرے ذمہ ہے۔ ابومسلم ابوجعفر کے خیمے میں آ گیا۔ اس سے پہلے ابوجعفر نے عثمان بن نہیک اپنے صاحب حرس کو ہدایت کر دی تھی۔ اس نے شعیب بن واج المروزی ایک سپاہی اور ابوحنیفہ حرب بن قیس کو اس کے قتل کے لئے تیار کر رکھا تھا۔ ابوجعفر نے ان سے کہہ دیا تھا کہ جب میں تالی بجاؤں اپنا کام کر دینا ابومسلم کو اندر آنے کی اجازت دی گئی۔ اس نے محمد البخاری دربان سے پوچھا کیا خبر ہے اس نے کہا خیریت ہے آپ اپنی تلوار مجھے دیجئے ابومسلم نے کہا پہلے تو میرے ساتھ ایسا برتاؤ نہیں کیا جاتا تھا۔

اس پر دربان نے کہا جو اسلحہ آپ لگا کر آئے ہیں وہ سب یہیں اتار دیجئے، ابومسلم نے اس طرز عمل کی ابوجعفر سے اندر جا کر شکایت کی انھوں نے کہا جس نے تمہارے ساتھ ایسا کیا ہے اللہ اس کا برا کرے۔ اس کے بعد انھوں نے اس کی طرف پلٹ کر اس پر ناراضگی ظاہر کی اور کہا کیا تو نے یہ بدتہذیبی نہیں کی کہ اپنے خط کی ابتداء اپنے نام سے کی اور کیا تو نے امینہ بنت علی کے لئے پیغام نہیں دیا تو اس بات کا مدعی ہے کہ تو سلیط بن عبداللہ عباس کا بیٹا ہے، تو نے سلیمان بن کثیر کو کیوں قتل کر دیا۔ حالانکہ تجھے معلوم تھا کہ ہماری اس دعوت میں تیری شرکت سے پہلے سے وہ پوری طرح اس تحریک میں ہمارا سچا معاون اور ہمارا خاص داعی تھا۔ ابومسلم نے کہا وہ ہماری مخالفت کرنا چاہتا تھا اور اس نے میری حکم عدولی کی تھی اس وجہ سے میں نے اسے قتل کر دیا ابوجعفر نے کہا حالانکہ ہم جیسی کچھ اسکی عظمت و وقعت کرتے تھے اس سے تو باخبر تھا۔ پھر بھی تو نے اسے قتل کر دیا اب تو میری حکم عدولی کر رہا ہے اور میری مخالفت پر کمربستہ ہے خدا مجھے ہلاک کر دے اگر میں تجھے قتل نہ کروں۔ ابوجعفر نے گرز سے اس پر ضرب لگائی اتنے میں شعیب اور حرب نے نکل کر اسے قتل کر دیا ۲۵ شعبان ۱۳۷ ہجری کا واقعہ ہے۔

ابومسلم کے قتل کی پانچویں روایت

ابومسلم نے اپنے زمانہ اقتدار اور لڑائیوں میں چھ لاکھ انسانوں کو قتل کیا تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب ابوجعفر ابومسلم پر عتاب کرنے لگے اور کہا کہ تو نے یہ کیا اور یہ کیا تو اس نے کہا پھر ان جانفشانیوں اور خدمات کے بعد جو میں نے آپ کی حکومت کے قیام کے لئے کی ہیں۔ آپ کو ان باتوں کے مجھ سے کہنے کا حق نہیں ابوجعفر نے کہا اسے خبیث عورت کے بچے اگر کوئی کم عمر لڑکی بھی تیری جگہ ہوتی تو وہ اپنے فرض کو سرانجام دیتی تو نے جو کچھ کیا وہ ہمارے اقبال اور خوش نجتی کی وجہ سے کیا۔ اگر یہی کام تو اپنی خاطر کرتا تو

تجھے ذراسی بھی کامیابی نہ ہوتی، تو نے اپنے خط کو اپنے نام سے شروع کیا اور مجھ سے اینہ بنت علی کی نسبت اپنے ساتھ چاہی۔ تو سلیط بن عبداللہ بن عباس کے بیٹے ہونے کا مدعی ہے تو بام عروج کی کٹھن منزل پر چڑھ گیا ہے ابومسلم ان کا غصہ فرو کرنے کے لئے ان کا ہاتھ لیکر اسے ملنے اور چومنے لگا اور معذرت کرنے لگا۔

بیان کیا گیا ہے کہ عثمان بن نہیک نے پہلے آہستہ سے اس پر تلوار کا وار کیا جس سے اس کا صرف پرتلہ کٹ گیا ابومسلم اس میں اولجھ گیا اب شبیب بن داج نے ایک ہاتھ میں اس کا پاؤں قطع کردیا۔ اس کے بعد اور لوگوں نے متواتر اس پر وار کئے اور قتل کردیا منصور اس دوران برابر ان کو للکارتا رہا مارو مارو۔ بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے وار پر ابومسلم نے ابوجعفر سے کہا امیر المومنین آپ اپنے دشمنوں کے مقابلے کے لئے میری جان بخشی کیجئے منصور نے کہا اللہ مجھے ہلاک کردے اگر اب میں تجھ کو چھوڑ دوں تجھ سے بڑھ کر میرا دشمن کون ہوگا۔

اس کے قتل کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ منصور کے پاس آیا اس نے پوچھا امیر المومنین ابومسلم کہاں ہے انھوں نے کہا ابھی تو یہیں تھا عیسیٰ نے کہا آپ واقف ہیں کہ وہ ہمارا کیسا مخلص اطاعت شعار ہے۔ امام ابراہیم اسے بہت اچھا سمجھتے تھے منصور کہنے لگے اسے احمق اللہ کی قسم پوری روئے زمین پر اس سے زیادہ کوئی تیرا دشمن نہ تھا یہ دیکھ اس بستر میں لپٹا ہوا پڑا ہے اسے مقتول دیکھ کر عیسیٰ نے اظہار افسوس میں انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔

عیسیٰ کے دل میں ابومسلم کی خاص عظمت تھی اور وہ اسے بہت اچھا سمجھتا تھا مگر منصور نے اس سے کہا کہ تمہاری تو عقل جاتی رہی ہے کیا ابومسلم کے ہوتے ہوئے تم کو کسی قسم کا بھی اقتدار حاصل تھا۔ اس کے بعد انھوں نے جعفر بن حنظلہ سے بلا کر پوچھا کہ تم ابومسلم کے متعلق کیا کہتے ہو۔ اس نے کہا اگر امیر المومنین، اس کے سر کا صرف ایک بال لیکر مجھے دیں تو میں اسے بھی برابر قتل کرجاؤں گا۔ منصور نے کہا اللہ تمہارا بھلا کرے اٹھو اور ابومسلم کو دیکھو جب اس نے ابومسلم کو مقتول پایا تو کہنے لگا کہ صحیح معنی میں آج کے دن سے آپ اپنی خلافت شمار کریں۔

قتل کے بعد ابوجعفر کے دربار کی کیفیت

اس کے بعد اسماعیل بن علی کو اندر آنے کی اجازت دی گئی اس نے سامنے آکر بیان کیا کہ میں نے آج رات خواب دیکھا ہے کہ آپ نے ایک مینڈھا ذبح کیا ہے اور میں نے اسے اپنے قدموں سے روندا ہے منصور نے کہا اے ابوالحسن تمہاری آنکھ میٹھی نیند سوئے اٹھو اور اپنے خواب کی تصدیق کرلو اللہ نے فاسق کو قتل کردیا ہے اسماعیل اٹھکر اس جگہ گیا جہاں ابومسلم مقتول پڑا تھا اور اسنے اپنے قدموں سے اسے روندا۔

اس کے بعد منصور کا ارادہ ہوا کہ وہ ابواسحٰق ابومسلم کے پہرے دار اور ابونصر کے توال کو بھی قتل کردے مگر ابوالجہم نے اس بارے میں منصور کو سمجھایا کہ ابومسلم کی فوج دراصل آپ ہی کی فوج ہے آپ ہی نے اس فوج کو ابومسلم کی اطاعت کا حکم دیا تھا اسی وجہ سے اس نے اسکی اطاعت کی۔

منصور نے ابواسحٰق کو بلایا، یہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا ابومسلم اسے دکھائی نہیں دیا منصور نے اس سے پوچھا تم نے بھی تو میری مخالفت کے لئے دشمن خدا ابومسلم کی اتباع کی تھی۔ وہ چپ رہا اور ابومسلم کے ڈر سے وہ ادھر ادھر دیکھتا رہا، منصور نے یہ حالت دیکھ کر اس سے کہا کہ جو کہنا چاہتے ہو کہو اللہ نے اس فاسق کا کام تمام کردیا

ہے پھر حکم دیا کہ اسے اسکی ٹکڑے شدہ نعش دکھاؤ اس کے دیکھتے ہی ابواسحٰق سجدہ میں گر پڑا۔ اور بہت دیر تک سر بسجود رہا منصور نے کہا سر اٹھاؤ اور کہو کیا کہنا چاہتے ہو اس نے یہ کہتے ہوئے سجدہ سے سر اٹھایا کہ اس خدا کا شکر ہے جس نے آج مجھے تیری طرف سے بے خطرہ کر دیا۔ جب سے کہ میں اس کے پاس آ کر اس کے ساتھ ہوا تھا۔ آج تک مجھے اسکی طرف سے کبھی ایک دن کے لئے بھی اطمینان نہیں ملا۔ میں نے اپنے اہل وعیال کو وصیت بھی کر دی تھی اور حنوط لگائے کفن پہنے رہتا تھا۔ چنانچہ جب اس نے اپنے جسم کی ظاہری کپڑے اٹھائے تو معلوم ہوا کہ اسکے نیچے نئے کتاں کے کپڑے موجود ہیں جن میں خوشبو بسی ہوئی ہے، یہ حال دیکھ کر ابوجعفر کو اس پر رحم آیا کہنے لگے خلیفہ کی اطاعت خلوص نیت سے قبول کرو اور اس اللہ کا شکر ادا کرو جس نے تم کو اس فاسق سے بچایا۔ اور اطمینان دیا نیز یہ بھی کہا کہ اس جمعیت کو یہاں سے ہٹا دو۔

اس کے بعد انھوں نے مالک بن الہیثم کو بلا کر اسی قسم کی باتیں کیں اس نے بھی عذر پیش کیا کہ آپ ہی کے حکم سے ہم اس کی اطاعت کرتے تھے۔ اور محض آپ کی خوشنودی کے لئے سب لوگ اس سے ڈرتے تھے اور اسکی خدمت کرتے تھے اور میں خود تو ابومسلم کی صورت دیکھنے سے بھی پہلے سے آپ کے خاندان کا حلقہ بگوش اور عقیدت مند رہا ہوں منصور نے اسکی معذرت کو قبول کیا۔ اور اسے بھی ابواسحٰق کی طرح یہی حکم دیا کہ ابومسلم کی فوج کو یہاں سے ہٹا دے۔

اس کے علاوہ ابوجعفر نے ابومسلم کے اور کئی سرداروں کو بلا کر انکو قیمتی خلعت وانعام دیا اسی طرح اس کی تمام فوج کو انعام تقسیم کیئے وہ خوش ہو کر واپس جانے لگے مگر کہتے جاتے تھے کہ ہم اپنے آقا کو روپے کے عوض فروخت کر دیا، اس کے بعد ابوجعفر نے ابواسحٰق سے بلا کر کہا کہ یاد رکھو اگر اس فوج میں سے کسی نے میرے خیموں کی ایک رسی بھی کاٹ دی تو میں تمہاری گردن اڑا دوں گا پھر ان کے خلاف بھی پوری طاقت خرچ کر دوں گا، ابواسحٰق نے اس سے جا کر کہا اے تو خاموشی کے ساتھ واپس چلو۔

ابوجعفر کا ابونصر سے دھوکہ

ابوحفص الازدی راوی ہے کہ ابومسلم کے قتل کے بعد ابوجعفر نے ابونصر کو ابومسلم کی طرف سے ایک خط لکھا اس میں اسے حکم دیا کہ تم میرا سارا سامان مال ومتاع اور وہ ہر شے لیکر جو میں وہاں چھوڑ آیا ہوں لے کر یہاں آ جاؤ اس خط پر ابومسلم کی مہر ثبت کر دی۔ ابونصر نے جب دیکھا کہ مہر کا نقش پورا طبع ہوا ہے وہ سمجھ گیا کہ یہ ابومسلم کا لکھا ہوا خط نہیں ہے۔ اس نے قاصدوں سے صاف صاف کہدیا کہ یہ تمہاری کارستانی ہے اس کے بعد وہ خراسان کے ارادے سے ہمدان کی طرف چل پڑا۔

ابونصر کی گرفتاری

ابوجعفر نے شہرزور کی ولایت کا فرمان ابونصر کو لکھ بھیجا۔ یہ فرمان اسے اس وقت ملا جب کہ وہ شہرزور سے خراسان روانہ ہو چکا تھا۔ جب انکو اس کا علم ہوا انھوں نے زہیر بن الترکی عامل ہمدان کو حکم بھیجا کہ اگر ابونصر

تمہارے علاقے سے گزرے اسے قید کردینا۔ یہ خط زہیر کو ابونصر کی ہمدان میں موجودگی ہی میں مل گیا اس نے ابونصر کو گرفتار کر کے قلعہ میں قید کردیا۔ یہ زہیر بنی خزاعہ کا مولی تھا۔

ایک دن ابونصر اپنے اخیانی بھائی کے بیٹے ابراہیم بن عریف کے سامنے قلعہ کی فصیل پر برآمد ہوا اور کہا اے ابراہیم تو اپنے چچا کو قتل کرتا ہے اس نے کہا نہیں ہرگز نہیں۔ اب ضہیر نے قلعہ کی دیوار پر نمودار ہو کر ابراہیم سے کہا دیکھو میں حکم کا بندہ ہوں بخدا میں ان کو دنیا میں سب سے بڑھ کر عزیز رکھتا ہوں۔ مگر مجبور ہوں امیر المؤمنین کے حکم کو رد نہیں کرسکتا۔ اگر تم سے کسی ایک نے ایک تیر بھی چلایا تو میں ان کا سر کاٹ کر یہاں سے تمہارے پاس پھینک دوں گا

ابونصر کی رہائی

اس کے بعد ابوجعفر نے زہیر کو ایک دوسرا خط لکھا اس میں ہدایت کی اگر تم نے ابونصر کو گرفتار کرلیا ہو تو اسے قتل کردو۔ مگر اس حکم کے آنے سے پہلے ہی اس کے تقرر کا فرمان جو پہلے بھیجا گیا تھا۔ ایک قاصد اس کے پاس لیکر پہنچا چونکہ زہیر خود ابونصر کا طرفدار تھا اس نے اس فرمان کے آتے ہی اسے رہا کردیا۔ ابونصر ہمدان سے چلا گیا۔ اس فرمان کے آنے کے دوسرے روز زہیر کو ابوجعفر کا وہ خط ملا جس میں اسے ابونصر کو قتل کردینے کا حکم دیا گیا تھا۔ اسے پڑھ کر اس نے کہا کہ میں اب کیا کروں چونکہ اس کے تقرر کا فرمان میرے پاس پہلے آچکا تھا میں نے اسے رہا کردیا۔

ابوجعفر کا ابونصر کو معاف کرنا

ابونصر ابوجعفر کے پاس آیا انھوں نے اس سے کہا تمہیں نے ابومسلم کو خراساں چلے جانے کا مشورہ دیا تھا ،اس نے جواب دیا یہ درست ہے۔ چونکہ اس نے میرے ساتھ بہت احسانات کے تھے جب اس نے مجھ سے مشورہ لیا تو میں نے اسے مخلصانہ مشورہ دیا۔ اگر جناب والا بھی مجھ پر احسان فرمائیں تو میں آپ کا بھی سیاہ خیر خواہ اور مخلص ہو رہوں گا۔ اور ہمیشہ شکر گزار رہوں گا۔ ابوجعفر نے اسے معاف کردیا چنانچہ راوندیہ جماعت کی شورش کے وقت ابونصر محل کے دروازے پر موجود تھا اس نے کہا میں آج دربانی کی خدمت انجام دوں گا جب تک میں زندہ رہوں کوئی شخص محل میں داخل نہیں ہوسکتا ،ابوجعفر نے اسے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ محل کے دروازے پر حفاظت کے لئے موجود ہے اس سے انھیں اس کے خلوص کا ثبوت مل گیا۔

مالک کو ابوجعفر کا روکنا

بیان کیا گیا ہے کہ جب مالک بن ہشیم ہمدان کی طرف روانہ ہوگیا تو ابوجعفر نے زہیر بن ترکی کو لکھا کہ اگر مالک کو تو نے روک نہ لیا تو تجھے قتل کردیا جائے گا۔ زہیر نے مالک سے آکر کہا کہ آج میرے ہاں آپ کی دعوت ہے اگر آپ تشریف لائیں تو میری عزت افزائی ہوگی۔ مالک نے دعوت کے لئے اس کے گھر جانے کا

اقرار کرلیا اس نے چالیس آدمیوں کو چن کر دو ایسے کمروں میں چھپا دیا جس سے دعوت کے کمرہ میں راستہ تھا۔ جب مالک وہاں آ گیا جب زہیر نے اوہم کو آواز دی کہ جلد کھانا لاؤ اس کی آواز سنتے ہی وہ چالیسوں آدمی نکل کر مالک پر جھپٹے اس کی مشکیں باندھ لیں۔ اور پھر دونوں پیروں میں بیڑیاں ڈال کر اسے منصور کے پاس بھیج دیا منصور نے اسے معافی دیدی اور موصل کا عامل مقرر کر دیا۔

اسی سال منصور نے ابوداؤد خالد بن ابراہیم کو خراسان کا صوبہ دار مقرر کیا اور اس کے لئے باقاعدہ فرمان اسے لکھ بھیجا، نیز اسی سال خراسان میں ابو مسلم کے خون کا بدلہ لینے کے لئے سنباذ خروج کیا۔

سنباذ کی بغاوت

سنباذ نیشاپور کے ایک گاؤں اہن نام کا رہنے والا مجوسی شخص تھا، اس نے اپنی بغاوت کی وجہ ظاہر کی تو ہزاروں آدمی اس کے ساتھ مرنے مارنے کے لئے آمادہ ہوئے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے یہ ابو مسلم کے خون کا بدلہ لینے کے لئے کھڑا ہوا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ شخص اس کا ساختہ پرداختہ تھا، خروج کرتے ہی اس نے نیشا بور، قومس اور رے پر قبضہ کرلیا۔ فیروز اصبہبذ اس کا نام تھا رے پہنچ کر اس نے ابو مسلم کے تمام اندوختہ خزانوں پر اپنا قبضہ جمالیا، یہ وہ خزائن تھے۔ جو ابو مسلم ابوالعباس کے پاس جانے کے وقت رے چھوڑ گیا تھا اس کے اکثر پیرو جبال کے لوگ تھے۔ ابو جعفر نے جمہور بن مرار العجلی کو دس ۱۰ ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا ہمدان اور رے کے درمیان دشت کے کنارے فریقین میں لڑائی ہوئی۔ شدید جنگ کے بعد سنباذ کو شکست فاش ہوئی۔ اس شکست میں تقریباً اس کے ساٹھ ہزار آدمی مارے گئے اس کے بیوی بچوں کو لونڈی غلام بنا لیا گیا۔ اس کے بعد خود سنباذ کو لودان الطبری نے طبرستان اور قومس کے درمیان قتل کر دیا منصور نے طبرستان کی ریاست پروند اہرمزین القرخان کو مقرر کر دیا، سنباذ کے خروج سے اس کے قتل تک ستر راتیں گزری تھیں۔

ملبد بن حرملۃ الشیبانی کا خروج

ملبد کا کئی فوجوں سے مقابلہ اور فتح

اسی سال ملبد بن حرملۃ الشیبانی نے خروج کر کے جزیرہ کی ایک سمت میں خارجیوں کا شعار بلند کیا جزیرے کے قائم سوارہ فوج جسکی تعداد ایک ہزار بیان کی جاتی ہے اس کے مقابلہ پر گئی ملبد ان سے لڑا اور انھیں مار بھگایا اور ان کے بہت سے آدمی قتل کر دیئے۔ اس کے بعد موصل کی قائم فوج مقابلہ میں آئی ملبد ان نے اسے بھی شکست دی پھر یزید بن حاتم المہلبی اسکے مقابلہ پر آیا شدید لڑائی کے بعد ملبد نے اسے شکست دی۔ اور اسکی ایک باندی جسے یزید استعمال کرتا تھا کو پکڑ لیا۔ نیز اس نے یزید کے ایک فوجی سردار کو بھی قتل کر دیا۔ اس کے بعد ابو جعفر نے اپنے آزاد کردہ غلام مہلل بن صفوان کو دو ۲ ہزار منتخب سپاہی دے کر اس کے مقابلہ پر بھیجا۔ ملبد نے انھیں بھی مار بھگایا ان کے پڑاؤ کو لوٹ لیا اس کے بعد منصور نے زیاد بن مشکانی کو ایک بڑی فوج دیکر اس کے مقابلہ کے

لئے بھیجا ملبد نے اس کا مقابلہ کیا اور اسے شکست دی۔ اب منصور نے صالح بن صبیح کو ایک بہت بڑی فوج اور کثیر رسالہ دیکر جو تمام ساز و سامان جنگ سے پوری طرح آراستہ تھا اس کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ ملبد نے اسے بھی شکست دی، اب خود حمید بن قحطبہ جزیرہ کا ناظم اس کے مقابلہ کے لئے گیا ملبد اس سے بھی لڑا۔ اور اسے بھی شکست دی حمید اس کے خوف سے قلعہ میں بند ہو گیا پھر اس نے ایک لاکھ درہم اسے اس لئے دیئے کہ وہ اس کے مقابلہ سے رک جائے۔

ادائیگی حج اور انتظامی عہدوں کا ذکر

واقدی کہتا ہے کہ ملبدی کا خروج اور تحکیم ۱۳۸ ہجری کا واقعہ ہے

چونکہ اس سال لوگ سنباذ کے معاملے میں مصروف رہے اس وجہ سے موسم گرما کی مہم جہاد کے لئے نہ بھیجی گئی واقدی وغیرہ کے قول کے مطابق اس سال اسمٰعیل بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں جو موصل کا گورنر تھا۔ فریضہ حج ادا ہوا، اس سال زیاد بن عبداللہ مدینہ کا والی تھا عباس بن عبداللہ مکے کا گورنر تھا، حج ختم ہوتے ہی عباس کا انتقال ہو گیا۔ اسمٰعیل نے اس کے علاقے کو بھی زیاد بن عبداللہ کے ماتحت کر دیا اور اس تقرر کی منصور نے بھی توثیق کر دی عیسیٰ بن موسیٰ کوفے کا والی تھا، سلیمان بن علی بصرہ اور اسکے تابع علاقوں کا گورنر تھا عمر بن عامر السلمی بصرہ کے قاضی تھے، ابو داؤد خالد بن ابراہیم خراسان کا صوبہ دار تھا، حمید بن قحطبہ موصل کا گورنر تھا۔ صالح بن علی بن عبداللہ بن عباس مصر کا صوبہ دار تھا۔

۱۳۸ ہجری شروع ہوا،
اس سال کے اہم واقعات کا ذکر

اس سال قسطنطین شاہ روم بزور شمشیر ملطیہ میں آیا اس نے شہر کی فصیل گرا دی تمام جنگجو آبادی اور ان کے اہل و عیال کو شہر سے نکال دیا۔

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال عباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس موسم گرما میں کفار سے جہاد کرنے صالح بن علی بن عبداللہ کے ساتھ گیا۔ صالح نے اسے چالیس ہزار دینار دیئے۔ اسی جماعت کے ہمراہ عیسیٰ بن علی بن عبداللہ بھی تھا اسے بھی اس نے چالیس ہزار دینار دیئے۔ شہر ملطیہ کو جو حصہ بادشاہ روم نے توڑ دیا تھا صالح نے پھر اسے بنا دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ صالح اور عباس جہاد کے لئے ۱۳۹ میں ملطیہ گئے تھے،

اس سال عبداللہ بن علی نے جو اپنے بھائی سلیمان بن علی کے پاس بصرہ میں مقیم تھا ابو جعفر کی بیعت کر لی، اس سال جمہور بن مرار العجلی نے منصور سے بغاوت کر دی۔

جمہور بن مرّار العجلی کی بغاوت کی وجہ

مروی ہے کہ سنباذ کو شکست دے کر جمہور نے اس کے پڑاؤ کی ہر شے پر قبضہ کرلیا۔ اس میں ابومسلم کے وہ خزائن بھی تھے جن کو وہ رے چھوڑ آیا تھا، اس نے اس رقم کو منصور کے پاس نہیں بھیجا تھا اور اب اس کے خوف سے اس نے بغاوت ہی کردی منصور نے محمد بن الاشعث الخزاعی کو ایک زبردست فوج کے ساتھ اس کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ محمد اس سے آ کر لڑا نہایت ہی خونریز جنگ ہوئی جمہور کے ساتھ منتخب مشہور بہادر عجمی سردار زیاد اور رولاستا ضخ بھی تھے آخر کار جمہور اور اسکے ساتھیوں کو ذلیل شکست ہوئی۔ ان کے ہزارہا آدمی مارے گئے زیاد اور ولاستا ضخ گرفتار کر لئے گئے جمہور بھاگ کر آذربیجان چلا گیا۔ پھر اس لڑائی کے کچھ روز بعد اسباذ میں گرفتار کیا گیا اور قتل کر دیا گیا۔

ملبد الخارجی کا قتل

اسی سال ملبد الخارجی مارا گیا، جب اس نے حمید کو بھی شکست دیکر قلعہ بند ہونے پر مجبور کر دیا تو ابوجعفر نے عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن عبدالجبار بن عبدالرحمٰن کے بھائی کو اس کے مقابلہ پر بھیجا اور زیاد بن مشکان کو اس کے ساتھ کیا، ملبد نے ۱۰۰ شہ سوار اسکی پشت پر ایک کمین گاہ میں متعین کر دیئے۔ ان میں لڑائی شروع ہوئی ان شہسواروں نے عقب سے نکل کر عبدالعزیز پر حملہ کر کے اسے مار بھگایا اور اس کے اکثر سپاہیوں کو قتل کر دیا۔

اس مرتبہ ابوجعفر نے خازم بن خذیمہ کو آٹھ ہزار مروذی ترکوں کے ساتھ اسکے مقابلہ پر بھیجا یہ موصل آ کر ٹھہرا۔ اور یہاں سے اس نے اپنی فوج کے سپاہی مزدوروں کے ساتھ دیکر ملبد کی طرف بھیجے۔ یہ جماعت ملبد آئی یہاں انھوں نے خندق بنائی اپنے سردار کی فوج کے لئے منڈیاں قائم کیں، ملبد کو اسکی اطلاع ملی وہ وہ اپنی قیام گاہ چھوڑ کر ملبد آیا۔ اور خازم کی ساختہ خندق پر قبضہ کر کے وہیں اس نے پڑاؤ کر دیا، جب اسکی اطلاع خازم کو ہوئی وہ موصل کی مضافات میں حریرنامی ایک قصبہ میں آ کر ٹھہرا۔

اس کی اطلاع ملبد کو ہوئی اس نے ملبد سے دجلہ کو عبور کرلیا اور اب اس طرف سے موصل پر قبضہ کرنے کے ارادے سے وہ خازم کی طرف چلا۔ اس کی اس پیش قدمی کی اطلاع ایک طرف خازم اور دوسری طرف اسمٰعیل والی موصل کو ہوئی اس نے خازم کو حکم دیا کہ تم فوراً اپنے پڑاؤ سے واپس آ ؤ۔ اور موصل کے پل سے دجلہ کو عبور کرو خازم نے اس تجویز کو نہ مانا بلکہ اپنی قیام گاہ کے سامنے ہی دریا پر پل باندھ کر ملبد کے مقابلہ کے لئے اس نے دجلہ کو عبور کیا۔ اس کی فوج کے مقدمہ اور طلعیہ پر نضلۃ بن نعیم بن خازم بن عبداللہ النہشلی سردار تھا، میمنہ پر زہیر بن محمد العامری تھا اور میسرہ پر ابوحماد الابرص بنی سلیم کا مولی مقرر تھا۔ خود خازم قلب فوج میں بڑھ رہا تھا اب یہ حالت ہوئی کہ حریفوں کی فوجیں ایک دوسرے کے مقابل پر بغیر لڑے ٹھہرے۔

کل صبح بروز بدھ کا دن تھا ملبد اور اس کے ساتھی پرگنہ خرہ کی طرف چلے خازم اور اسکی فوج بھی اس کے ساتھ ساتھ بڑھی اور اسی طرح پھر رات ہوگئی اب جمعرات کے دن ملبد اور اسکی فوج نے کچھ اس طرح چلنا شروع

کیا کہ معلوم یہ ہو وہ خازم کے مقابلے سے راہ فرار اختیار کرنا چاہتی ہے۔ یہ رنگ دیکھتے ہی خازم اپنی فوج کو لیکر خندق چھوڑ کر ان کے تعاقب کے لئے چلا۔ مقام حسک پر خازم نے اپنے اور اپنی فوج کے گرد خندق بنالی تھی اس جماعت کے خندق چھوڑتے ہی خارجی ان پر پلٹ پڑے خازم نے بھی اس جال کو بھانپ لیا اس نے حسک کو اپنے اور حملہ آوروں کے درمیان آڑ رکھ کر مقابلہ کرنا شروع کیا خارجیوں نے خازم کے میمنہ پر ایسا شدید حملہ کیا کہ اسے بلکل درہم برہم کر کے الٹ دیا اس کے بعد انھوں نے خازم کے میسرہ پر حملہ کر کے اس کا بھی یہی حشر کیا، خارجی قلب تک پہنچ گئے جہاں خازم موجود تھا۔ انھیں دیکھتے ہی خازم نے اپنے سپاہیوں کا پیادہ ہو جانے کا حکم دیا وہ اتر پڑے انھیں دیکھ کر ملبد اور اس کے ساتھی بھی پیدل ہو گئے۔

خارجیوں نے اپنی تمام سواری کے گھوڑے ذبح کر دیئے اور تلواریں لیکر حریف پر ٹوٹ پڑے ایسی تلوار چلائی کہ تلواریں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں جنگ شروع ہوتے ہی خازم نے نضلہ کو ہدایت کر دی تھی کہ جب اس قدر غبار چھا جائے کہ ہم ایک دوسرے کو دکھائی نہ دینے لگیں اس وقت تم چپ کے سے میدان مضاف سے کھسک جانا اپنے اور اپنے ساتھیوں کے گھوڑوں پر جا کر سوار ہونا اور پھر دشمن پر تیر اندازی کرنا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا خازم کے سپاہی میمنہ اور میسرہ سے پلٹ کر یہاں آ گئے انھوں نے ملبد اور اسکی فوج پر تیروں کا منہ برسا دیا ملبد ان آٹھ سو آدمیوں کے ساتھ مارا گیا جو میدان کارزار میں پا پیادہ لڑ رہے تھے۔ اور تقریباً اس کے تین سو آدمی وہ مارے گئے جو ابھی گھوڑوں سے اترنے نہ پائے تھے باقی۔ جو بچے انھوں نے راہ فرار اختیار کی نضلہ نے ان کا تعاقب کیا اور ان میں سے ڈیڑھ سو آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔

اس سال کے امیر حج

واقدی وغیرہ کے بیان کے مطابق اس سال فضل بن صالح بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں حج ہوا۔ یہ حج کرنے کے ارادے سے اپنے باپ کے پاس سے شام سے حجاز روانہ ہوا راستے ہی میں اسے امیر المؤمنین کا فرمان مل گیا۔ جس میں اسے امیر حج مقرر کیا تھا یہ مدینہ سے گزرا اور وہیں اس نے احرام حج باندھا

انتظامی عہدے

اس سال زیاد بن عبیداللہ مدینہ مکہ اور طائف کا والی تھا عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ اور اس کے علاقہ کا والی تھا بصرہ اور اس کے توابع کا والی سلیمان بن علی تھا سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے ابوداؤد خالد بن ابراہیم خراساں کا صوبہ دار تھا اور مصر کا صوبہ دار صالح بن علی تھا۔

آغاز ۱۳۹ھ ہجری
اس سال کے اہم واقعات

رومیوں سے مقابلہ

اس سال صالح بن علی اور عباس بن محمد ملطیہ میں قیام پزیر رہے اور جب انکی از سر نو تعمیر مکمل ہوگئی تو یہ دونوں حدث کے درے سے موسم گرما کی مہم لیکر رومیوں کے علاقے میں گھس پڑے۔ صالح کے ساتھ ان کی دو بہنیں اور عیسی اور لبابہ علی کی بیٹیاں بھی جہاد میں شریک تھیں۔ انھوں نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر بنی امیہ کی سلطنت ختم ہوگئی تو یہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گی، ان کے علاوہ جعفر بن حنظلہ البہرانی ملطیہ درے سے جہاد کے لئے بڑھا۔
اس سال منصور اور بادشاہ روم میں فدیہ کا معاہدہ ہوا۔ جس کی رو سے منصور نے ان تمام مسلمانوں کو فدیہ دیکر رہا کروایا۔ جو رومیوں کی قید میں تھے بیان کیا گیا ہے کہ اس کے بعد ۱۴۶ ہجری تک کوئی لڑائی رومیوں سے اس وجہ سے نہ ہوسکی کہ منصور عبداللہ بن الحسن کے بیٹوں کے مشہور معاملات میں مصروف رہے۔ مگر بعض ارباب سیر کہتے ہیں کہ ۱۴۰ھ میں حسن بن قحطبہ نے عبدالوہاب بن ابراہیم الامام کی قیادت میں ایک مہم جہاد کے لئے بھیجی تھی، اس کے مقابلہ کے لئے شاہ روم ایک لاکھ فوج کے ساتھ جیجان آ کر فروکش ٹھہرا۔ مگر جب اسے مسلمانوں کی فوج کی کثرت کا علم ہوا۔ اس نے ان کو نہیں چھیڑا۔ البتہ اس کے بعد پھر ۱۴۶ ہجری تک کوئی مہم جہاد کے لئے نہ بھیجی جا سکی۔

خوشحالی کا سال

اسی سال عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان اندلس گیا۔ اہل اندلس نے اسے اپنا بادشاہ بنا کر حکومت اس کے سپرد کردی۔ چنانچہ آج تک خاندان اندلس پر فرماں روا چلا آتا ہے، اسی سال ابوجعفر نے مسجد حرام کی توسیع کی۔ چونکہ اس سال پیداوار بہت زیادہ ہوئی۔

عبداللہ بن علی کا گرفتار ہونا

اس سال منصور نے سلیمان بن علی کو بصرہ اور اس کے تابع علاقوں کی گورنری سے علیحدہ کردیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ۱۴۰ ہجری میں اسے معزول کیا گیا۔ اور اس کی جگہ سفیام بن معاویہ کو مقرر کیا بروز بدھ شنبہ نصف ماہ رمضان میں اس نے اپنی اس خدمت کا جائزہ لیا۔ اسکے برسر ولایت آتے ہی عبداللہ بن علی کو میرے پاس بھیج دو

اس کی بجا آوری کے بغیر چارہ نہیں اس لئے اس معاملہ میں تاخیر ہونے پائے۔ اور میں تم دونوں سے عبداللہ بن علی کو امان دینے کا جس طرح تم چاہو اور جس طرح تم کو اعتماد آسکے عہد کرتا ہوں۔ نیز انھوں نے سفیان بن معاویہ اپنے جدید والی کو بھی اس حکم کی اطلاع دیدی۔ اور اسے ہدایت کی کہ وہ خود ان دونوں کو اصرار کر کے مع عبداللہ بن علی اور اس کے خاص لوگوں کے میرے پاس بھیجنے پر آمادہ کرے۔ چنانچہ سلیمان اور عیسی عبداللہ بن علی اس کے تمام سرداروں خاص دوستوں اور موالیوں کو لیکر ذی الحجہ جمعرات کے دن ابوجعفر کے پاس آئے۔

عبداللہ بن علی کو سزا

جب سلیمان اور عیسی علی کے بیٹے ابوجعفر کے پاس آئے ابوجعفر نے انھیں اندر آنے کی اجازت دی انھوں نے عرض کیا کہ عبداللہ بن علی بھی حاضر ہے آپ اسے اندر آنے کی اجازت دیں۔ ابوجعفر نے اس کی یہ درخواست قبول کی مگر دیر تک انھیں اپنے ساتھ باتوں میں مشغول رکھا، اس سے پہلے ہی انھوں نے عبداللہ بن علی کو اپنے محل میں قید کر دینے کا انتظام کر لیا تھا اور یہ حکم دیا تھا کہ جب سلیمان اور علی میرے پاس اندر چلے آئیں عبداللہ بن علی کو فوراً محل میں لے جا کر قید کر دیا جائے اس حکم پر عمل ہوا۔ ابوجعفر اپنی مجلس سے اٹھے اور انھوں سلیماان اور علی سے کہا کہ تم عبداللہ کو جلدی لے آؤ باہر آ کر انھوں نے عبداللہ کو جہاں وہ بیٹھا تھا نہ پایا معلوم ہو کہ اسے قید کر دیا گیا ہے یہ دونوں ابوجعفر کے پاس جانے لگے۔ مگر اور لوگ ان کے اور اس کے درمیان حائل ہو گئے اور اب سرکاری عہدیداروں نے عبداللہ بن علی کے موجودہ ساتھیوں کی تلواریں ان کے کندھوں سے اتار کر اپنے قبضہ میں کر لیں اور انھیں بھی قید کر دیا۔ خفاف میں منصور نے اس سلوک سے پہلے ہی ان کو متنبہ کر دیا تھا وہ اپنے آنے پر نادم تھا اس نے اس وقت بھی اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ میری بات مانو ہم سب مل کر ایک دم ابوجعفر پر حملہ کریں، ہمیں ان کے پاس پہنچنے سے کوئی روکنے والا نہیں پھر ہم تلواریں نیام سے نکال کر ان دروازوں پر حملہ کردیں گے جو ہمارے سامنے آئے گا اسے قتل کر دیں گے۔ اور اسی طرح ہم یہاں سے نکل کر جائیں گے۔ مگر اس کے ساتھیوں نے یہ بات نہ مانی جب ان کی تلواریں چھین کر انھیں قید کر دیا گیا۔ تو غصے کے مارے خفاف اپنی ڈاڑھی پر تھوکتا تھا اور اپنے ساتھیوں کے منہ پر تھوک رہا تھا ابوجعفر نے ان میں سے بعض کو اپنے سامنے ہی قتل کرا دیا اور بقیہ کو ابوداؤد خالد بن ابراہیم کے پاس خراسان بھیج دیا جس نے ان کو وہاں قتل کر دیا۔

حج اور انتظامی عہدے

اسی سال عباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت مین حج ہوا۔

زیاد بن عبیداللہ الحارثی مکہ مدینہ اور طائف کا والی تھا عیسی بن موسی کوفہ اور اسکے علاقہ کا والی تھا سفیان بن معاویہ بصرہ اور اسکے توابع کا والی تھا۔ سوار بن عبیداللہ بصرہ کے قاضی تھے، ابوداؤد خالد بن ابراہیم خراسان کا صوبہ دار تھا۔

آغاز ۱۴۰ ہجری

اسی سال خراسان کا گورنر ہلاک ہوا۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ چند سپاہی ابوداؤد خالد بن ابراہیم صوبہ دار خراسان پر ایک رات میں جب کہ وہ مرد کے کشماہن دروازے کے سامنے ٹھہرا ہوا تھا۔ چڑھ دوڑے یہ اسکی قیام گاہ تک پہنچ گئے ان کے حملے کی وجہ سے ابوداؤد دیوار کے باہر نکلے ہوئے کنگرے پر آیا جو اینٹ کا تھا یہ اس پر کھڑے ہو کر اپنی فوج کو آواز سنانے کے لئے زور سے چیخا۔ اس سے وہ اینٹ ٹوٹی جس پر وہ کھڑا تھا یہ تڑکے کا وقت تھا۔ اس کے ٹوٹتے ہی یہ اس پتھر کی پردے کی دیوار پر گرا جو صحن کے سامنے کھڑی تھی اس کی کمر ٹوٹ گئی اور وہ اسی دن نماز ظہر کے وقت مر گیا۔ اس کا کوتوال عصام عبدالجبار بن عبدالرحمٰن الازری کے خراسان آنے تک اسکی جگہ منصرمانہ خدمت انجام دیتا رہا۔

عبدالجبار کا خراسان کا گورنر بننا

اسی سال منصور نے عبدالجبار بن عبدالرحمٰن کو خراسان کا گورنر مقرر کیا۔ اس نے خراسان آ کر بہت سے فوجی سرداروں کو گرفتار کر لیا اور بیان کیا گیا ہے کہ اس نے ان پر آل علی بن ابی طالب کیلئے دعوت خلافت کی سازش کا الزام لگایا۔ گرفتار ہونے والوں میں یہ لوگ تھے۔ مجاشع بن حریث الانصاری عامل بخارا، ابوالغیرہ بنی تمیم کا مولی جسکا نام خالد بن بشیر تھا اور وہ قوہستان کا عامل تھا اور حریش بن محمد الذہلی ابوداؤد کا چچیرا بھائی عبدالجبار نے ان سب کو قتل کر دیا۔ نیز جنید بن خالد بن حریم التغلبی اور معبد بن خلیل المزنی کو بری طرح پٹوا کر قید کر دیا۔ نیز اس نے اور کئی خراسانی سرداروں کو قید کر دیا اور ابوداؤد کے مقرر کردہ عمال پر سرکاری خراج کے بقایا کی جلد ادائیگی کے لئے سختی شروع کی۔

حج

اس سال منصور حج کے لئے گئے انھوں نے حیرہ سے احرام باندھا حج سے فارغ ہو کر مدینہ گئے اور وہاں سے بیت المقدس۔

انتظامی عہدے

اس سال تمام علاقوں کے والی وہی اشخاص تھے جو گزشتہ سال رہے تھے البتہ خراسان کا عامل اسی سال عبدالجبار تھا، ابوجعفر نے بیت المقدس آ کر مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھی پھر اپنے عاصمہ واپس آنے کے لئے شام کے راستے رقہ آئے۔ اور یہاں کچھ دن قیام کیا، منصور بن جعونہ بن الحارث العامری (از بنی عامر بن صعصعہ) ان کے سامنے لایا گیا منصور نے اسے قتل کر دیا اور اب یہاں سے دریائے فرات کے ذریعہ ہاشمیہ کوفہ آئے۔

آغاز ۱۴۱ ہجری

اس سال کے اہم واقعات

راوندیوں کا خروج

بعض ارباب سیر کہتے ہیں راوندی جماعت کا ابوجعفر سے مناقشہ ہوا جسے اب ہم ذکر کرنے والے ہیں یہ واقعہ ۱۳۷ یا ۱۳۶ ہجری میں وقوع پزیر ہوا، اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے۔

علی بن محمد کے بیان کے مطابق یہ اہل خراسان کی ایک جماعت تھی جو ابومسلم داعی بن ہاشم کے عقائد کو مانتی تھی یہ تناسخ ارواح کے قائل تھے۔ اور اس بات کا وعدہ کرتے تھے کہ آدم کی روح عثمان بن نہیک میں آ گئی ہے ان کا رب جو انکو کھلاتا اور پلاتا ہے وہ ابوجعفر منصور ہے اور ہیثم بن معاویہ جبرئیل ہے،

یہ لوگ منصور کے محل کے پاس آئے اور اب اسکا طواف کرنے لگے اور کہتے جاتے تھے کہ یہ ہمارے پروردگار (رب) کا محل ہے۔ منصور نے ان کے سرداروں کو اپنے پاس بلایا اور ان میں سے ۲۰۰ کو قید کر دیا اس پر انکے اور ساتھی بہت برہم ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمیں بلا وجہ کیوں قید کیا گیا۔ منصور نے انکے اجتماع کی ممانعت کر دی انھوں نے ایک جنازہ تیار کیا اور تابوت اٹھا کر جلوس نکالا حالانکہ وہ تابوت بالکل خالی تھا۔ اسطرح انھوں نے سارے شہر کا چکر لگایا جیل خانے کے دروازے آ کر اس تابوت کو پھینک دیا اور جیل کے محافظین پر حملہ کر کے زبردستی جیل خانے میں گھس گئے اپنے مقید دوستوں کو چھڑا کر اب منصور کی طرف چلے۔ اس دن انکی تعداد چھ سو تھی ان کے اس شورش کی وجہ سے تمام شہر میں منادی کر دی گئی اور شہر کے دروازے بند کر دیے گئے ان میں سے کوئی بھی شہر کے اندر نہ آیا۔

چونکہ اس زمانے میں خاص محل میں کوئی سواری کا جانور نہیں رکھا جاتا تھا اس وجہ سے منصور محل سے پیدل ہی نکلے اس واقعہ کے بعد سے انھوں نے یہ حکم دے دیا۔ کہ ایک گھوڑا ہر وقت محل میں ان کے پاس موجود رہا کرے جب منصور محل سے باہر آ گئے تو اب ایک گھوڑا ان کے لئے لایا گیا وہ اس پر سوار ہو کر اس جماعت کے مقابلے کے ارادے سے روانہ ہوئے اتنے میں معن بن زائدہ سامنے آیا۔ ابوجعفر کو دیکھتے ہی وہ گھوڑے سے کود پڑا اس نے اپنی قبا کا دامن اپنے پٹکے میں اڑس لیا اور منصور کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر عرض پرداز ہوا کہ میں امیر المؤمنین کو خدا کو واسطہ دیتا ہوں کہ آپ واپس تشریف لے چلیں ہم لوگ ان سے نمٹ لیں گے۔ آپ کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں۔ ابونصر مالک بن ہشیم بھی قصر کے دروازے پر آ کر ٹھہر گیا۔ اور اس نے کہا کہ آج قصر کا دربان میں ہوں۔

اب بازار والوں میں اعلان کر دیا گیا کہ ان کا مقابلہ کریں چنانچہ انھوں نے ان پر تیر برسائے اور مار مار کر ان کا برا حال کر دیا، شہر کا دروزہ کھولا گیا اب اور لوگ شہر میں آ گئے۔ خازم بن خزیمہ ایک سم بریدہ گھوڑے پر سوار ابوجعفر کے پاس آیا اور پوچھا حکم ہو تو ان سے جنگ کروں انھوں نے اس کی اجازت دی۔ اس نے راوندی جماعت پر حملہ کیا اور انھیں محل کی فصیل کی پشت تک پسپا کر دیا۔ انھوں نے خازم پر ایسا شدید جوابی حملہ کیا اسے اور اس کی جماعت کو اپنے سامنے سے ہٹا دیا مگر اب خازم نے دوبارہ ان پر ایسا سخت حملہ کیا کہ اس مرتبہ انھیں شہر پناہ تک دھکیل دیا اور شعبہ بن ظہیر کو ہدایت کی کہ اگر اس مرتبہ یہ پھر ہم پر جوابی حملہ کریں تو تم فوراً شہر پناہ تک ان سے پہلے پہنچ جانا اور اگر اس دفعہ وہ شہر پناہ کی طرف پلٹ کر آئیں تو وہیں ان سے لڑ پڑنا اس مرتبہ انھوں نے پھر خازم پر حملہ کیا خازم خود ان کے سامنے سے پسپا ہو گیا۔ اور اب شعبہ ان کے عقب میں جا پہنچا اور اسطرح وہ سب کے سب مارے گئے۔

اس سے پہلے اسی روز عثمان بن نہیک ان کے پاس آیا تھا اور اس نے ان کو بہت سمجھایا مگر انھوں نے نہ مانا جب یہ واپس جانے لگا تو انھوں نے ایک تیر اس کے مارا جو اسکے دونوں شانوں کے درمیان پیوست ہو گیا یہ اسی زخم سے چند دن بیمار رہ کر جان بحق ہوا ابوجعفر نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور دفن ہونے تک اسکی قبر پر کھڑے رہے دفن کے بعد کہا اللہ ابویزید پر رحم کرے۔ انھوں نے اس کی جگہ عیسی بن نہیک کو اپنا محافظ مقرر کیا یہ مرنے تک اس عہدے پر برقرار رہا اس کے بعد ابوجعفر نے ابوالعباس الطوسی کو عہدہ دیا۔

اسمعیل بن علی اپنی فوج لے کر اس دن اسوقت آیا جب کہ دروازے بند کر دئے گئے تھے اس نے دربان سے کہا کہ دروازہ کھول دو میں تمھیں ایک ہزار درہم دیتا ہوں اس نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا اس روز شہر میں موجود انعقاع بن فرار عیسی بن موسی کے کوتوال نے باغیوں کے خلاف خوب جوان مردی دکھائی اور اپنا حق ادا کر دیا۔ یہ تمام جھگڑا کوفہ کے شہر ہاشمیہ میں ہوا اس روز ربیع میدان جنگ ہیں آیا۔ تا کہ منصور کے گھوڑے کی لگام پکڑے مگر معن نے اس سے کہا آج تمہارا کام نہیں ہے۔

ابرونیر بن المصمغان رئیس دنباوند اس لڑائی میں شریک ہوا۔ یہ اپنے بھائی کے خلاف ہو گیا تھا اور اس وجہ سے ابوجعفر کے پاس چلا آیا تھا ابوجعفر نے اس کی خاطر و تواضع کی اور اس اور اس کا وظیفہ مقرر کر دیا تھا۔ اس ہنگامے کے دن یہ منصور کے پاس آیا مگر انھوں نے اپنا رخ پھیر لیا اس نے کہا اجازت ہو تو ان سے لڑوں۔ انھوں نے اس کی اجازت دی چنانچہ اب یہ بھی لڑائی میں شریک ہوا جب یہ کسی کو مار کر گرا دیتا تو پھر اسے چھوڑ دیتا تھا۔

جب وہ سب قتل کر دئے گئے تو منصور نے ظہر کی نماز پڑھی اور پھر کھانا منگوایا دستر خواں بچھنے کے بعد انھوں نے خدمت گاروں کو حکم دیا کہ معن کو اطلاع دی جائے اور اس کے آنے تک کھانا شروع نہیں کیا اس کے آ جانے کے بعد قثم کو حکم دیا کہ وہ اپنی جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ بیٹھ جائے اور اسکی جگہ انھوں نے معن کو بٹھایا کھانے سے فارغ ہونے کے بعد انھوں نے عیسی بن علی کو مخاطب کر کے کہا اے ابوالعباس کیا تم ایسے لوگوں کا حال سنا ہے جو شیر کی طرح ہیں اس نے کہا جی ہاں منصور کہنے لگے کہ اگر آج تم نے معن کو دیکھا ہوتا تو تمھیں معلوم ہوتا کہ معن

بھی اسی قسم کا شیر ہے۔اس پر معن نے کہا امیر المؤمنین اللہ کی قسم جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت میں خود خائف تھا۔مگر جب میں نے دیکھا کہ آپ کے دل میں ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور آپ بالکل نڈر ان پر حملہ کر رہے ہیں تو یہ ایسی بات تھی جو میں نے کبھی اپنی عمر میں نہیں دیکھی تھی میں نے کسی شخص کو جنگ میں ایسا نڈر نہیں دیکھا تھا۔آپ کو اسطرح دیکھ کر خود میرا دل قوی ہو گیا اور اسی وجہ سے میں نے اس طرح جرات کا اظہار کیا۔

ابن خزیمہ نے ابوجعفر سے کہا کہ اس جماعت کے کچھ لوگ باقی رہ گئے ہیں ان کے متعلق کیا حکم ہوتا ہے انھوں نے کہا میں ان کے معاملہ کو تمھارے حوالے کرتا ہوں تم ان کو قتل کر دو۔ابن خزیمہ کہنے لگا میں رزام کو بھی قتل کردوں گا کیونکہ یہ بھی اسی جماعت سے تعلق رکھتا ہے اس کی اطلاع ملتے ہی رزام نے جعفر بن ابی کی جعفر کی پناہ لی جعفر نے اسکی سفارش اپنے باپ سے کی منصور نے اسے معاف کر دیا۔

ابوبکر الہذلی کا بیان ہے کہ میں امیر المؤمنین کے دروازے کھڑا تھا جب وہ باہر آئے تو میرے پہلو میں کھڑا ہوا۔ایک شخص کہنے لگا یہی ہمارے رب العزت ہیں جو ہمیں کھلاتے اور پلاتے ہیں جب امیر المؤمنین محل کے اندر پلٹ گئے اور دربار ہوا تو میں بھی اندر گیا تنہائی کے بعد میں نے عرض کیا کہ آج میں نے یہ عجب بات سنی اس کے بعد میں نے ان سے وہ قول نقل کیا اس سے سن کر وہ زمین کریدنے لگے اور کہنے لگے اے ہذلی ہماری طاعت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو دوزخ میں بھیج دیگا۔مگر میں چاہتا ہوں کہ کاش یہ ہماری نافرمانی کرتے تاکہ جنت میں جاتے۔

تین غلطیاں

ربیع کہتا ہے کہ منصور کہا کرتے تھے مجھ سے تین غلطیاں سرزد ہوئی ہیں اور اللہ نے ان تینوں کے انجام سے مجھے محفوظ رکھا میں نے ابومسلم کو اس حالت میں قتل کیا جب کہ معمولی بوسیدہ لباس پہنے بیٹھا تھا جو لوگ میرے گرد تھے وہ سب کے سب اسے مجھ سے زیادہ مانتے تھے اگر اس وقت مجھے کوئی چھو بھی دیتا تو میں مفت میں مارا گیا ہوتا۔اسی طرح راوندی فتنہ کے دن میں بالکل بے باکانہ طریقہ پر مقابلہ کے لئے نکل کھڑا ہوا اگر کوئی اڑتا ہوا تیر میرے لگ جاتا تو میں اسی وقت ہلاک ہو جاتا۔نیز جب میں شام گیا اسوقت اگر عراق میں معمولی سا فتنہ بھی کھڑا ہو جاتا تو خلافت ہی برباد ہو جاتی۔

معن ابوجعفر کے دربار میں

بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ معن ابن ہبیرہ کے ساتھ ہو کر سیاہ جھنڈا والوں کی جماعت سے کئی مرتبہ لڑا تھا اس وجہ سے وہ ابوجعفر کے خوف سے مرزوق ابوالخصیب کے پاس چھپا ہوا تھا اور اسے یہ امید تھی کہ مرزوق اسکے لیے معافی حاصل کرلے گا۔راوندی جماعت کے فتنہ کے دن یہ محل کے دروازے پر آ کر کھڑا ہو گیا منصور نے اس وقت ابوالخصیب سے جو ان دنوں دربانوں کا چاؤش تھا۔دریافت کیا کہ محل کے دروازے پر کون کھڑا ہے اس نے

کہا معن بن زائدہ منصور کہنے لگے کہ یہ بڑا اکڑ واعرب ہے، لڑائی کا خوب تجربہ رکھتا ہے اور شریف ہے اسے اندر لے آؤ، معن اندر آیا منصور نے اسے کہا کہو معن کیا کہتے ہو اس وقت کیا تدبیر اختیار کرنا چاہئے اس نے کہا مناسب یہ ہے کہ آپ جنگ کے لئے شرکت کی عام منادی کر دیجئے اور جو لوگ لڑنے نکلیں ان کو خوب رقم دیجئے منصور نے کہا آدمی کہاں ہیں اور رقم اس وقت کہاں ہے اور بھلا کون شخص ان کافروں کے لئے اپنی جان خطرے میں ڈالے گا۔ معن تم نے کوئی مناسب رائے نہیں دی۔ میری رائے ہے کہ میں خود ان کے مقابلہ کے لئے نکلوں اور میدان میں ٹھہروں لوگ مجھے دیکھ کر ان سے لڑیں گے اور شجاعت دکھائیں گے۔ ضرورت کے وقت میرے پاس پلٹ آئیں گے اور پھر مقابلہ کے لئے جائیں گے اور اگر میں ٹھہرا رہا تو یہ مقابلہ پر ثابت قدم نہ رہیں گے بلکہ پسپا ہو جائیں گے۔

یہ سن کر معن نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا میں امیر المؤمنین کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ ہرگز ایسا نہ کریں ورنہ آپ اسی وقت قتل کر دیئے جائیں گے۔

معن یمن کا گورنر بن گیا

اس کے بعد ابوالخصیب ان کے پاس آیا اور اس نے بھی وہی تقریر کی جو معن نے کی تھی منصور نے ان دونوں سے اپنا لباس لے لیا اپنا گھوڑا طلب کیا رکاب کے سہارے کے بغیر اچھل کر گھوڑے کی پشت پر بیٹھا اپنے کپڑے برابر کئے اور اب مقابلہ کے لئے نکلے معن اب بھی ان کی لگام تھامے تھا اور ابوالخصیب انکے ہمرکاب تھا ایک جگہ جا کر منصور ٹھہرے۔ ایک شخص ان کی طرف بڑھا انھوں نے معن سے کہا اس کافر کو لینا معن نے اس پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ اسی طرح پے در پے اس نے چار کافروں کو قتل کیا۔ منصور کو دیکھ کر اور لوگ انکے پاس جمع ہو گئے اور پھر پلٹ کر دشمن سے لڑے ایک گھڑی میں ان سب کا سفایا کر دیا۔ اس کاروائی کے ختم پر معن وہاں سے غائب ہو گیا ابوجعفر نے ابوالخصیب سے اسے دریافت کیا اس نے اپنی لاعلمی ظاہر کی منصور کہنے لگے کہ کیا اس قدر اچھی کارگزاری کے بعد بھی اسے یہ اندیشہ ہے کہ امیر المؤمنین اس کی خطا معاف نہ کریں گے۔ تم جا کر اسے میری طرف سے امان دو اور میرے پاس لیکر آؤ۔ چنانچہ ابوالخصیب اسے لے آیا منصور نے دس ہزار درہم اسے دیئے اور یمن کا والی مقرر کر دیا ابوالخصیب نے منصور سے آکر کہا کہ جو رقم انعام کے طور پر آپ نے اسے دی تھی وہ اس نے سب تقسیم کر دی ہے اور اب اسے کہیں سے کچھ نہیں ملتا کہ وہ اپنے علاقے پر جا سکے۔ ابوجعفر کہنے لگے کہ اگر وہ ہزار مرتبہ تیری قیمت کے مساوی روپیہ چاہے تو اسے وہ مل جائے یہ بات تو نے کیا کہی۔

اس سال منصور اپنے بیٹے محمد کو جو ولی عہد خلافت تھا متعدد فوجوں کے ساتھ خراسان بھیجا اور ہدایت کی کہ رے جا کر قیام کرے۔ محمد نے اس حکم کو پورا کیا۔

اسی سال منصور کے عامل خراسان عبدالجبار بن عبدالرحمٰن نے بیعت توڑ کر بغاوت کی۔ جب منصور کو معلوم ہوا کہ عبدالجبار اہل خراسان کے سرداروں کو قتل کر رہا ہے۔ اور ان میں سے کسی نے منصور کو بھی یہ خط لکھا کہ "چمڑا متعفن ہو گیا ہے" اس نے ابوایوب سے کہا کہ عبدالجبار نے ہمارے طرف داروں کو فنا کر دیا ہے۔ اس سے

اسکی نیت صرف یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ اسے لکھیں کہ اب رومیوں سے جہاد کرنا چاہتے ہیں اس کے لئے وہ اہل خراسان کے اُمراء اور رُوساء کی قیادت میں وہاں سے آپ کے پاس فوجیں بھیجے جس وقت یہ فوجیں خراسان کی سرحد سے نکل آئیں اسوقت آپ کی سرکوبی کے لئے جسے چاہیں بھیج دیں اس میں مزاحمت کی طاقت نہ ہوگی

منصور نے اس تجویز کے مطابق عبدالجبار کو خط لکھا اس نے جواب دیا کہ خود یہاں ترکوں نے سخت ہنگامہ برپا کر رکھا ہے اگر میں نے کچھ بھی فوج یہاں سے بھیج دی تو خراسان ہاتھ نکل جائے گا۔ منصور نے یہ خط ابوایوب کو دکھایا اور پوچھا اب کیا رائے ہے اس نے کہا اس جواب سے تو وہ خود آپ کے ہاتھ میں پھنس گیا ہے آپ اسے لکھئے کے میں خراسان کو اور تمام صوبوں کے مقابلہ میں بہت اہم سمجھتا ہوں اس خطرہ کے روکنے کے لئے میں خود یہاں سے تمہارے پاس فوجیں بھیجتا ہوں، یہ بات لکھ دینے کے بعد پھر آپ خراسان فوج بھیج دیں تا کہ اگر اس کی نیت بغاوت کی ہو تو یہ فوجیں انکی گردن پکڑ لیں۔

جب یہ خط عبدالجبار کے پاس پہنچا اس نے جواب میں لکھا کہ اس سال خراسان کی بہت بری حالت ہے قحط کی وجہ سے ضروری اشیاء اسقدر مہنگی ہوگئی ہیں کہ اگر بیرونی فوجیں یہاں آئیں تو وہ ہلاک ہو جائیں گی۔ جب یہ خط منصور کے پاس آیا منصور نے اسے ابوایوب کو دکھایا اس نے کہا اب کیا ہے اب تو اس خط سے اس نے اپنا عندیہ واضح کر دیا ہے اب صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس نے آپ کی بیعت سے انحراف کیا ہے اب اسکے معاملہ میں آپ انتظار نہ کریں۔

محمد بن المنصور کی خراسان روانگی

منصور نے اپنے بیٹے محمد بن المنصور کو خراسان روانہ کیا اور حکم دیا کہ رے جا کر پڑاؤ کرے مہدی خراسان روانہ ہوا۔ اس نے اپنے مقدمتہ الجیش پر عبدالجبار سے لڑنے کے لئے خازم بن خزیمہ کو اپنے آگے بھیجا۔ اور اب خود آگے بڑھ کر نیشاپور آیا۔ جب خازم عبدالجبار کے مقابلے کے لئے چلا اور اسکی اطلاع اہل مروالروذ کو ہوئی وہ اپنے اپنے علاقوں سے سمٹ کر عبدالجبار پر چڑھ دوڑے اور اس سے لڑ پڑے۔ نہایت شدید جنگ کے بعد عبدالجبار کو شکست ہوئی وہ بھاگا اور ایک روئی کے کھیت میں جا چھپا۔ محشر بن مزاحم المروالرزی نے وہاں جا کر اسے زندہ گرفتار کر لیا اور خازم کے وہاں آنے کے بعد اسے اس کے سامنے پیش کیا۔ خازم نے اسے پشم کا ایک کرتہ پہنا کر اونٹ پر اس طرح سوار کیا کہ اسکا منہ اونٹ کی دُم کی طرف رکھا۔ اور اسی طرح یہ منصور کے پاس پہنچا اس کے ساتھ اسکے بیٹے اور بیس دوسرے خاص دوست تھے۔

عبدالجبار کا قتل

منصور نے ان سب پر طرح طرح کی سختیاں کیں انھیں کوڑے لگوائے اور اسطرح جس قدر ہو سکا اتنی رقم ان سے رکھوائی۔ پھر مسیب بن زہیر کو عبدالجبار کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر اسے قتل کرنیکا حکم دیا جسے وہ بجا لایا۔ منصور نے اس کے بیٹوں کو دھلک لیجانے کا حکم دیا۔ یہ یمن کے قریب سمندر میں ساحل سے کچھ فاصلہ پر ایک جزیرہ ہے

اس جزیرہ میں یہ لوگ ایک عرصہ تک قید رہے پھر اہل ہند نے ان پر حملہ کیا اور دوسرے قیدیوں کے ساتھ ان کو بھی قید کر لیا گیا۔ بعد میں زر فدیہ دیکر انھیں رہائی ملی ان میں صرف عبدالرحمٰن بن عبدالجبار ایسا شخص ہے جسے خلفاء کی صحبت نصیب ہوئی ہے اور جسکا دیوان میں داخلہ ملتا ہے یہ بہت عرصہ تک زندہ رہا ۱۷۰ھ ہجری ہارون کے دور میں اس نے مصر میں وفات پائی،

قلعہ مصیصہ کی تعمیر

اسی سال جبرئیل بن یحییٰ الخراسانی کی نگرانی میں قلعہ مصیصہ کی تعمیر مکمل ہوئی'' نیز اسی سال محمد بن ابراہیم الامام نے ملطیہ میں جہاد کی نیت سے چھاؤنی میں قیام کیا۔

عبدالجبار کی شورش متعلق اختلافات

عبدالجبار کی شورش کے متعلق ارباب سیر کا اختلاف ہے واقدی کے بیان کے مطابق یہ ۱۴۲ھ ہجری کا واقعہ ہے دوسرے ارباب سیر نے اسے ۱۴۱ھ ہجری کا واقعہ بیان کیا ہے۔

علی بن محمد کہتے ہیں کہ عبدالجبار ۱۰ ربیع الاول ۱۴۱ھ ہجری کو خراسان آیا (۱۴ ربیع الاول بھی بیان کیا گیا ہے) اور بروز ہفتہ ۶۔ ربیع الاول ۱۴۲ھ ہجری اسے شکست ہوئی۔

بغداد کی تعمیر سے پہلے منصور نے مہدی کو عبدالجبار سے لڑنے خراسان روانہ کیا یہ رے پہنچ کر ٹھہر گیا مگر اس سے پہلے کہ یہ اس کا مقابلہ کرتا خود دوسرے لوگوں نے اس کا خاتمہ کر دیا اور اسے گرفتار کر لیا اس وجہ سے اب منصور کو یہ بات ناگوار ہوئی کہ مہدی کی مہم پو جو اخراجات ہو چکے تھے ان کو بغیر کسی دوسری جگہ کام لائے رائگاں جانے دیا جائے۔ منصور نے اسے طبرستان پر جہاد کرنے کا حکم دیا اور لکھا کہ تم خود رے میں ٹھہرے رہو اور ابوالخصیب، خازم بن خزیمہ اور دوسری فوجوں کو اصبہند کے مقابلہ پر بھیج دو ۔ اس زمانے میں اصبہند مُصمغان ملک دنباوند سے لڑ رہا تھا اور اس کے مقابل ٹھہرا ہوا تھا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ اسلامی فوجیں اس کے علاقے میں گھس آ گئی ہیں اور ابوالخصیب شہر ساریہ میں داخل ہو گیا ہے تو اس واقعہ کا مُصمُغان پر بڑا اثر پڑا اور اس نے اصبہذ سے کہا کہ تمہارے خلاف مسلمانوں کی پیش قدمی کو میں اپنے خلاف پیش قدمی سمجھتا ہوں۔ اس خیال کی بناء پر دونوں نے لڑنے کے لئے آپس میں سمجھوتا کر لیا۔

اصبہذ اپنے علاقے میں واپس آ کر مسلمانوں سے لڑنے لگا۔

طبرستان کی فتح

جب یہ لڑائیاں بہت طویل ہو گئیں تو ابوجعفر نے ابرویز مصمُغان کے بھائی کے مشورہ پر عمر بن العلاء کو طبرستان بھیجا۔ اس کے متعلق ابرویز نے ابوجعفر سے کہا تھا کہ تمام لوگوں کے مقابلے میں عمر طبرستان سے سب سے زیادہ واقف ہیں ابرویز اس سے سنباذ اور راوندیہ شورشوں کے زمانے سے اچھی طرح واقف ہو گیا تھا، ابوجعفر نے

خازم بن خزیمہ کو بھی عمر کے ساتھ کر دیا خازم نے رویان میں داخل ہو کر اسے فتح کر لیا نیز قلعہ طاق کو مسخر کر لیا۔ اور اس میں جو کچھ تھا اس پر قبضہ کر لیا، جنگ نے طوالت اختیا کی مگر خازم لڑتا رہا۔ آخر کار اس نے طبرستان فتح کر لیا اس کے اکثر باشندوں کو اس نے قتل کر دیا۔ اصبہذ نے اپنے قلعہ میں جا کر پناہ لی اور پھر وہاں اس نے قلعہ کو اسکی ہر شئے سمیت حوالہ کر دینے کی شرط پر امان کی درخواست کی۔ مہدی نے اس کے بارے میں ابوجعفر کو لکھا انھوں نے صالح عابد وزاہد کو چند اور لوگوں کے ساتھ اس کام کیلئے بھیجا یہ لوگ قلعہ کی ہر شئے کو لیکر واپس آ گئے۔ اصبہذ کے چیچک نکل آئی وہ دیلم کے علاقے جیلان میں آیا اور یہیں وہ مر گیا۔ اس کی بیٹی قید کر لی گئی یہ ہی ابراہیم بن العباس بن محمد کی ماں ہے۔

''حوزی'' قوم

اس سے فارغ ہو کر اب اسلامی فوجوں نے مُصمُغان کا رخ کیا مسلمانوں نے اسے گرفتار کر لیا اس کے ساتھ بحتریہ منصور بن مہدی کی ماں اور صمیہ علی بن ریطہ کی اُم ولد مُصمُغان کی بیٹی مسلمانوں کے ہاتھ آئیں۔ یہ طبرستان کی پہلی فتح کا ذکر ہے مصمُغان کے مرنے کے بعد اس پہاڑ کے باشندے پراگندہ ہو کر حوزی ہو گئے اور حوزی انکو اسوجہ سے کہتے تھے کہ یہ وحشی گدھوں کی طرح وحشی ہو گئے تھے۔

دیگر واقعات

اس سال زیاد بن عبیداللہ الحارثی مدینہ، مکہ اور طائف کی گورنری سے برطرف کر دیا گیا۔ اور مدینہ پر محمد بن خالد بن عبداللہ القسری عامل مقرر ہو کر رجب کے مہینہ میں مدینہ آ گیا مکہ اور طائف پر ہیثم بن معاویہ العتکی اہل خراسان کے ایک شخص کو عامل مقرر کیا گیا۔

اس سال موسیٰ بن کعب نے وفات پائی یہ شخص منصور کا صاحب شرط اور مصر ہندوستان کا والی رہ چکا تھا اور مرنے کے وقت ہندوستان پر اسکا بیٹا عینیہ اس کا قائم مقام تھا۔

اسی سال موسیٰ بن کعب مصر کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اور اسکی جگہ محمد بن الاشعث مقرر ہوا مگر پھر وہ بھی علیحدہ کر دیا گیا اور اسکی جگہ نوفل بن فرات مصر کا والی مقرر ہوا۔

اس سال صالح بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں قنسرین حمص اور دمشق کا والی تھا حج ادا ہوا۔

مدینہ کا عامل محمد بن خالد عبدالقسری تھا، مکہ اور طائف پر ہیثم بن معاویہ تھا کوفہ اور اسکے علاقہ پر عیسیٰ بن موسیٰ تھا بصرہ اور اس کے توابع پر سفیان بن معاویہ والی تھا۔ سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے۔ مہدی خراسان کا صوبہ دار تھا۔ اور اسکی طرف سے سری بن عبداللہ خراساں کا قائم مقام تھا نوفل بن الفرات مصر کا والی تھا۔

آغاز ۱۴۲ ہجری
اس سال کے اہم واقعات

خلافت عباس کے خلاف بغاوت

اس سال عُیینہ بن موسیٰ بن کعب نے سندھ میں خلافت عباسیہ کے خلاف بغاوت کر دی اس کے واقعات درج ذیل ہیں۔

موسیٰ بن کعب کی بغاوت کی وجہ

اس کی اطاعت سے منحرف ہونے کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ مسیّب بن زہیر شرط پر موسیٰ بن کعب کا خلیفہ تھا موسیٰ بن کعب کے مرنے کے بعد مسیّب بدستور پولیس افسر تھا۔ مگر اب اسے خوف پیدا ہوا کہ شاید یہ منصور عُیینہ کو بلا کر اس کی جگہ مقرر کر دے اس خطرے کو دور کرنے کے لئے اس نے یہ شعر عیینہ کو لکھ بھیجا مگر اس خط میں اپنا نام ظاہر نہیں کیا،

وہ شعر یہ ہے۔

فـــار ضک ارضک ان تـــا تـــنـــا
تـــنـــم نـــو مةً لـــيـــس فيهـــا حُـــلـــم

(ترجمہ) تم اپنے ہی علاقہ میں رہو اگر یہاں آؤ گے تو ایسی گہری نیند سو جاؤ گے کہ اس میں خواب تک دیکھنا نصیب نہ ہوگا۔

جب معلوم ہوا کہ عیینہ نے بغاوت کر دی ہے خود ابوجعفر اپنے دارالخلافہ سے روانہ ہو کر اپنی بصرہ کی چھاؤنی آئے جو بڑے پل کے نزدیک تھی۔ یہاں سے انھوں نے عمرو بن حفص بن ابی صفرۃ العتکی کو سندھ کا والی مقرر کر کے عیینہ سے لڑنے بھیجا عمرو بن حفص نے سندھ و ہند پر قبضہ کر لیا۔

اس سال طبرستان کے اصبہذ نے معاہدہ شکنی کی اور ان تمام مسلمانوں کو شہید کر دیا جو اس کے علاقہ میں تھے۔

اصبہذ طبرستان کی معاہدہ شکنی

ابوالخصیب کی چال

جب ابوجعفر کو اصبہذ کے اس بغاوت کی اطلاع ملی تو انھوں نے خازم بن خزیمہ اور روح بن حاتم کو جن کے ساتھ مرزوق ابوالخصیب ابوجعفر کا مولی بھی تھا۔ اس کی سرکوبی کے لئے بھیجا انھوں نے جا کر اسکا اور اسکے ساتھیوں کا اسی کے قلعہ میں محاصرہ کرلیا، محصورین عرصہ تک لڑتے رہے جب محاصرہ بہت لمبا ہوگیا۔ تو ابوالخصیب نے دشمن کے مقابل یہ چال کی کہ اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم مجھے خوب پیٹو اور میرا سر اور ڈاڑھی مونڈ ڈالو، جب یہ سب کچھ اس کے ساتھ ہوگیا تو وہ اصبہذ رئیس قلعہ کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ مجھ پر بڑا ظلم ہوا ہے۔ اور یہ تہمت رکھ کے میں آپ کا خیر خواہ ہوں میرا سر اور ڈاڑھی مونڈ دی گئی ہے میں مسلمانوں کے پڑاؤ کے کمزور نقطہ سے واقف ہوں جہاں سے ان پر کامیاب حملہ کیا جا سکتا ہے، اصبہذ اسکی باتوں میں آ گیا اور اس نے اسے اپنے خاص ساتھیوں میں شامل کرلیا۔

اصبہذ کا ابوالخصیب پر اعتماد

اس قلعہ بند شہر کا پھاٹک صرف ایک بڑے پتھر کا تھا جسے کھولنے کے وقت اٹھا لیا جاتا تھا اور بند کرنے کے وقت وہیں جما دیا جاتا تھا۔ اس کام کے لئے اصبہذ نے اپنے خاص بااعتماد لوگوں کو مقرر کر رکھا تھا اور اس کے لئے اوران کی ان کی باریاں مقرر کر رکھیں تھیں۔ ایک مرتبہ ابوالخصیب نے اصبہذ سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو میرے اوپر اعتماد نہیں ہے اور آپ نے میرا مشورہ نہیں مانا اس نے پوچھا یہ کیسے اس نے کہا کہ آپ مجھ سے کسی کام میں مدد نہیں لیتے اور نہ کسی اہم ذمہ داری کے کام میرے سپرد کرتے ہیں۔ اس گفتگو کے بعد سے اب اصبہذ اس سے بھی کام لینے لگا جسے ابوالخصیب نہایت دیانت داری سے انجام دیتا تھا اور اسطرح اس نے اپنا اعتماد جما لیا۔ چنانچہ اب اصبہذ شہر کے پھاٹک کھولنے اور بند کرنے میں اسکی بھی باری مقرر کرنے لگا، یہاں تک کہ اس نے اس کام پر اسی کو مقرر کر دیا اور اسکی طرف سے بالکل مطمئن ہوگیا۔

ابوالخصیب نے روح بن حاتم اور خازم کے نام ایک خط لکھ کر اسے تیر کے ذریعہ ان کے پاس باہر پھینک دیا اس میں بتایا کہ مجھے اب موقعہ مل گیا ہے میں فلاں شب شہر کا دروازہ کھول دوں گا۔ چنانچہ مقرر کردہ رات میں اس نے مسلمانوں کے لئے شہر کا دروازہ کھول دیا۔ مسلمانوں نے اندر داخل ہو کر جنگجو آبادی کو قتل کر دیا ان کے اہل وعیال کو لونڈی غلام بنالیا گیا اسی میں بحتر یہ منصور بن مہدی کی ماں بھی مسلمانوں کے ہاتھ آئی یہ باکند بنت الا صبہذ بہرے کی بیٹی تھی اور یہ اصبہذ جو طبرستان کا باشاہ تھا باکند کا بھائی نہ تھا نیز شکلہ ابراہیم بن المہدی کی ماں ہاتھ آئی۔ یہ خرناماں مصمغان کے حاجب کی بیٹی تھی اصبہذ نے اپنی انگوٹھی کو جس میں زہر تھا چوس کر خودکشی کرلی۔

بیان کیا گیا ہے کہ روح بن حاتم اور خازم بن خزیمہ ۱۴۳ہجری میں طبرستان میں داخل ہوئے۔

دیگر اہم واقعات

اس سال منصور نے حمان میں اہل بصرہ کے لئے عیدگاہ بنائی۔ سلمہ بن سعید بن جابر جوانذنوں ابوجعفر کی طرف سے فرات اور اُبلہ کا عامل تھا اس تعمیر کا نگران تھا۔ ابوجعفر نے رمضان کے روزے رکھے اور اسی مصلی میں عیدالفطر کی نماز پڑھی۔

اسی سال ۲۱ جمادی الثانی شب اتوار کو انسٹھ سال کی عمر میں سلیمان بن علی بن عبداللہ نے بصرہ میں انتقال کیا عبدالصمد بن علی نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

اس سال نوفل بن فرات مصر کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اس کی جگہ محمد بن الاشعث مقرر ہوا پھر یہ بھی علیحدہ کر دیا گیا اور اسکی جگہ پھر نوفل مقرر ہوا مگر دوبارہ وہ برطرف کیا گیا اور اب حمید بن قحطبہ مصر کا والی مقرر ہوا۔

اس سال اسمٰعیل بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں حج ہوا۔ محمد بن خالد بن عبداللہ مدینہ کا والی تھا۔ ہثیم بن معاویہ مکہ اور طائف کا والی تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ اور اسکے علاقہ کا والی تھا۔ سفیان بن معاویہ بصرہ اور اسکے تابع علاقوں کا گورنر تھا سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے اور حمید بن قحطبہ مصر کا گورنر تھا۔

اسی سال واقدی کے بیان کے مطابق ابوجعفر نے اپنے بھائی عباس بن محمد کو جزیرہ اور سرحدوں کا والی مقرر کیا بعض مشہور سپہ سالار اسکے ماتحت کر دیئے۔ یہ اپنی پوری زندگی اس خدمت پر مامور رہا۔

آغاز ۱۴۳ ہجری

اس سال کے اہم واقعات کا ذکر

ویلم سے لڑائی کی تیاری

اس سال منصور نے تمام مسلمانوں کو ویلم سے لڑنے کی دعوت دی اسکی تفصیل یہ ہے۔

جب منصور کو معلوم ہوا کہ ویلم نے مسلمانوں پر اچانک حملہ کر کے ان کے ہزاروں آدمیوں کو شہید کر ڈالا تو انھوں نے حبیب بن عبداللہ بن غسان کو بصرہ بھیجا اور حکم دیا کہ وہاں جس شخص کی آمدنی دس ہزار درہم یا اس سے زیادہ ہو ان کے نام لکھ لئے جائیں اور ان کو مجبور کیا جائے کہ وہ خود ویلم کے مقابل پر جہاد کے لئے جائیں۔ اور ایک دوسرے شخص کو انھوں نے اسی مقصد کے لئے کوفہ بھیجا۔

انتظامی تبدیلیاں

اس سال ہثیم بن معاویہ مکہ اور طائف کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا۔ اور اسکی جگہ سری بن عبداللہ بن الحارث بن عباس عبدالمطلب کو مقرر کیا گیا سری یمامہ میں تھا کہ اسکے مکہ کی ولایت کا فرمان تقرر ملا۔ یہ مکہ چلا گیا

اور ابوجعفر نے قثم بن العباس بن عبداللہ بن عباس کو یمامہ بھیج دیا۔

اس سال حمید بن قحطبہ مصر کی ولایت سے علیحدہ کیا گیا اور اسکی جگہ نوفل الفرات مقرر ہوا مگر پھر وہ بھی علیحدہ ہوا اور اس کی جگہ یزید بن حاتم مصر کا والی مقرر کیا گیا۔

اس سال کوفہ کے گورنر عیسی بن موسی بن محمد علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں حج ہوا۔ سری بن عبداللہ بن الحارث مکہ کا والی تھا۔ سفیان بن معاویہ بصرہ اور اس کے توابع کا والی تھا، سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے، یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔

آغاز ۱۴۴ ہجری

اس سال کے اہم واقعات

اس سال محمد بن ابی العباس بن عبداللہ بن محمد بن علی امیر المؤمنین ابوالعباس کا بیٹا اہل کوفہ بصرہ، واسط، موصل اور جزیرہ کے ساتھ دیلم سے لڑنے گیا۔

اس سال محمد بن ابی جعفر المہدی خراسان سے عراق واپس آئے۔ ابوجعفر قرماسین تک ان کے استقبال کو گئے، اور وہاں سے دونوں جزیرہ پلٹ آئے۔

اس سال خراسان سے آ کر محمد بن ابی جعفر کی منگنی ان کے چچا کی بیٹی ربطہ بنت ابوالعباس سے ہوئی، اس سال منصور کی امارت میں حج ہوا انھوں نے اپنے ٹھکانوں اور خزانوں پر خازم بن خزیمہ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا تھا۔ نیز اس سال انھوں نے محمد بن خالد بن عبداللہ القسری کو مدینہ کی ولایت سے برطرف کر کے اسکی جگہ ریاح بن عثمان المری کو مقرر کیا۔

محمد کی برطرفی اور ریاح کا تقرر

برطرفی کا سبب

اس وقت محمد کی برطرفی اور اس سے پہلے زیاد بن عبیداللہ کی برطرفی کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب کے بیٹوں محمد اور ابراہیم کی شخصیتوں نے منصور کو مرعوب کر دیا تھا اور جب یہ اپنے بھائی ابوالعباس کی زندگی میں ابومسلم کے ساتھ حج کرنے آئے تو تمام بنی ہاشم انکی خدمت میں حاضر ہوئے مگر یہ دونوں بھائی محمد اور ابراہیم ان سے ملنے نہیں آئے۔

محمد کی بیعت

مروی ہے کہ محمد کہتے تھے کہ جب بنی امیہ کی حکومت متزلزل ہوگئی اسوقت ایک رات مکہ میں تمام بنی ہاشم کا ایک جلسہ ہوا اور اس میں یہ بحث ہوئی کہ اب آئندہ کے لئے کسے خلیفہ بنایا جائے اور جب وہاں پر موجود تمام

معتزلہ نے میرے لئے بیعت کی تو ابوجعفر بھی میری بیعت کرنے والوں میں تھے۔

منصور نے زیاد سے ان دونوں کو دریافت کیا اس نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ آپ انکے معاملہ کو بہت اہم سمجھتے ہیں میں انھیں آپ کی خدمت میں حاضر کردوں گا۔ جب ۱۳۶ھ میں ابوجعفر مکہ آئے یہ زیاد بن عبیداللہ ان کے ہمراہ تھا اس وعدہ کے بعد منصور نے اسے اسکے علاقہ پر جانے کی اجازت دیدی اور محمد اور ابراہیم کی اس سے ضمانت لی۔

محمد کے بارے میں خلیفہ کی پریشانی

خلیفہ ہونے کے بعد ابوجعفر کو سب سے زیادہ فکر محمد کی تھی انھوں نے پوچھا کہ محمد کہاں ہے اور کیا کرنا چاہتا ہے، اس غرض سے انھوں نے تمام بنی ہاشم کو فرداً فرداً علیحدگی میں بلایا اور محمد کو دریافت کیا ہر شخص نے یہی جواب دیا کہ چونکہ انھیں علم ہے کہ آپ اس بات سے واقف ہیں کہ وہ اس سے پہلے خلافت کے خودخواہش تھے اس وجہ سے وہ آپ سے خوفزدہ ہیں مگر اسی کے ساتھ وہ آپ کی مخالفت یا نافرمانی کرنا نہیں چاہتے۔ حسن بن زید کے سوا کسی اور شخص نے اس بیان پر شعبہ نہیں کیا۔ البتہ اس نے ابوجعفر کو اس کی پوری حالت سے باخبر کیا اور یہ بھی کہا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ وہ آپ کے خلاف ہنگامہ برپا کرے گا۔ کیونکہ وہ آپ کی طرف سے غافل نہیں ہے اب جو آپ کے سمجھ میں آئے کیجئے۔

محمد کہتا ہے کہ میں نے اپنے دادا موسیٰ بن عبداللہ کو یہ کہتے سنا ہے اے اللہ تو ہمارے خون کا بدلہ حسن بن زید سے لے۔ موسیٰ کہتا ہے کہ میرے والد کہا کرتے تھے میں اسی بات کو یقینی طور پر کہتا ہوں کہ ابوجعفر نے مجھ سے ایک بات بیان کی تھی جو مجھ سے صرف حسن بن زید نے سنی۔

محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان سے روایت ہے کہ ابوجعفر نے مجھ سے ایک بات بیان کی تھی جسے مجھ سے صرف میرے بھائی عبداللہ بن حسن اور حسن بن زید نے سنا تھا اور میں اس بات کو پورے اعتماد کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس کی اطلاع ابوجعفر کو عبداللہ نے نہیں کی اور نہ منصور غیب دان تھے کہ کسی کے بیان کئے بغیر معلوم کر لیتے۔

محمد کہتا ہے کہ حج کے سال ابوجعفر نے مجھ سے عبداللہ بن حسن کو دریافت کیا میں نے اسے وہی کہہ دیا جو بنی ہاشم ان کے متعلق کہتے تھے اس پر اس نے مجھے بتایا کہ وہ اس جواب سے خوش نہیں ہوا اور یہ کہ میں اسے ان کے پاس حاضر کروں۔

منصور سے متعلق سلیمان بن علی کی رائے

محمد بن اسمٰعیل اپنے نانا کے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ انھوں نے ایک مرتبہ سلیمان بن علی سے کہا کہ اے میرے بھائی جو قریبی تعلقات میرے اور تمہارے درمیان ہیں اس سے ہم دونوں اچھی طرح واقف ہیں اس معاملہ میں تم اپنی رائے ظاہر کرو۔ سلیمان نے کہا کہ اللہ کی قسم گویا اس وقت میں عبداللہ بن علی کو دیکھ رہا ہوں

جب کے ہمارے اور اس کے درمیان پردہ حائل ہو چکا تھا کہ وہ ہماری طرف اشارہ کر کے بتا رہا ہے کہ تم لوگوں نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔ اگر منصور معاف کرنے والے ہوتے تو وہ اپنے چچا کو معاف کرتے، انھوں نے اس کے بیان کو قبول کر لیا اور اس صاف بیانی اور راست گفتاری کو عبداللہ کی اولاد اسکا ایک احسان سمجھتی تھی۔

ابوجعفر نے اعرابی غلام خریدے ان میں سے ایک کو ایک اونٹ دیا اور دوسرے کو دو اونٹ دیئے اور ایک کو چند اونٹنیاں دیں اور انھیں مدینہ کے علاقے میں محمد کی تلاش میں روانہ کیا ان میں سے ہر شخص پانی کے چشمے پر رگیر اور گم کردہ راہ کی طرح آتا تھا۔ یہ اسے چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے اور پھر تلاش شروع کرتے تھے۔

عقبہ بن سلم کا رسوخ

محمد بن عباس حبیب الحبلی کہتا ہے کہ مجھ سے سندی امیر المؤمنین کے مولی نے پوچھا تم جانتے ہو کہ کیوں عقبہ بن سلم کا اتنا رسوخ امیر المومنین کے پاس بڑھا۔ میں نے کہا میں نہیں جانتا اس نے کہا میرا چچا عمر بن حفص ایک وفد کے ساتھ جس میں عقبہ بھی تھا۔ سندھ سے امیر المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوا جب وفد نے ابوجعفر سے اپنی ضروریات عرض کر دیں اور ارکان خود دربار سے اٹھ کر چلے گئے تو انھوں نے عقبہ کو اپنے پاس بلایا اور بیٹھنے کا حکم دیا۔ پھر پوچھا تم کون ہو اس نے کہا میں امیر المؤمنین کا ایک فوجی اور خادم ہوں اور عمر بن حفص کے ساتھ رہا ہوں۔ انھوں نے نام پوچھا اس نے کہا عقبہ بن سلم بن نافع، پوچھا کس قبیلہ سے تعلق ہے اس نے کہا ازد کے خاندان بنی ہناۃ سے کہنے لگے تمہاری صورت سے وجاہت اور قابلیت ٹپکتی ہے۔ میں تم سے ایک ایسا کام لینا چاہتا ہوں جسکا مدت سے ارادہ تھا اور اس کے لئے میں کسی مناسب آدمی کی تلاش میں تھا۔ ممکن ہے کہ تم اسے سرانجام دے سکو اگر ایسا ہوا تو میں تمہیں بہت ترقی دوں گا۔ اس نے کہا میں امید کرتا ہوں کہ جیسا امیر المؤمنین نے میرے متعلق خیلل فرمایا ہے اسے پورا کر سکوں گا۔ فرمایا تم اپنے تئیں چھپائے رکھو کسی سے اس معاملہ کا ذکر نہ کرنا اور فلاں دن فلاں وقت میرے پاس آنا۔

منصور کا عقبہ کو ایک اہم کام کیلئے بھیجنا

وہ اسی وقت پر خدمت میں حاضر ہوا۔ منصور نے کہا میرے دوھیالی رشتہ دار میری حکومت وخلافت کے خلاف بغاوت پر بالکل تلے ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اچانک اسکا خاتمہ کر دیں۔ خراسان کے فلاں گاؤں میں انکے طرف داروں کی ایک جماعت ہے جن کا اس سے رابطہ ہے اور وہ ان کو اپنے صدقات وزکوۃ کی آمدنی نیز ان کے علاقوں کے میوے ہدیہ کے طور پر بھیجتی رہتی ہے اب تم یہ کام کرو کہ کپڑے میوے اور نقد روپیہ لیکر اپنی ہئیت بدل کر اس گاؤں کے باشندوں کی طرف سے ان کے نام خط لکھ کر ان کے پاس جاؤ اور انھیں پرکھو اگر وہ اپنے ارادے کو ترک کر چکے ہیں تو بہت اچھا ہے اور اگر اب بھی وہ اسی ارادے پر قائم ہیں تو یہ بات مجھے معلوم ہو جائے گی۔ اور اسطرح میں اپنی حفاظت کی تدابیر اختیار کر لوں گا اور ہر وقت ان کی طرف سے چوکنا رہوں گا۔ تم جا کر عبداللہ بن الحسن سے نہایت انکسار وعاجزی کے ساتھ ملو اگر وہ تمہیں نکال دے اور وہ ضرور ایسا کرے گا۔ تو تم

خاموش رہنا اور پھر دوسری مرتبہ اس کے پاس جانا اگر اس مرتبہ پھر وہی سلوک تمہارے ساتھ ہو تو پھر بھی صبر کرنا اور پھر جانا یہاں تک کہ وہ تم سے مانوس ہو جائے تمہاری بات سن لے اور جب تمہیں اس کے دل کا بھید معلوم ہو جائے تم فوراً میرے پاس چلے آنا۔

منصور کو اپنے باغیوں کا علم

یہ شخص جعلی خط لیکر عبداللہ کے پاس آیا عبداللہ نے اسے دھتکار کر نکلوا دیا اور کہا میں ان لوگوں سے قطعی واقف نہیں ہوں کئی مرتبہ آنے اور واپس جانے کے بعد عبداللہ نے اسکا خط اور تحائف قبول کر لئے اور اب اس سے بے تکلف ہو گیا۔ عقبہ نے خط کے جواب کی درخواست کی اس نے کہا میں خط تو کسی کو لکھتا نہیں تم ہی میرے خط ہو زبانی جا کر ان لوگوں سے میرا سلام کہنا اور کہہ دینا کہ میرے دونوں بیٹے فلاں وقت خروج کرنے والے ہیں، عقبہ نے یہ بات آ کر ابوجعفر سے بیان کر دی ابوجعفر نے فضل بن صالح بن علی کو ۱۳۸ ہجری میں امیر حج بنا کر مکے بھیجا اور ہدایت کی کہ اگر تم عبداللہ بن حسن کے بیٹوں محمد اور ابراہیم کو دیکھ پاؤ تو انہیں پھر اپنے سے علیحدہ نہ ہونے دینا اور اگر نہ دیکھو تو ان کے متعلق کسی سے سوال نہ کرنا۔

عبداللہ کے بیٹوں کا فضل سے نہ ملنا

فضل مدینہ آیا تمام باشندوں نے جن میں عبداللہ بن حسن اور تمام بنی حسن تھے اس کا استقبال کیا گیا مگر محمد اور ابراہیم عبداللہ بن حسن کے بیٹے اس سے ملنے نہ آئے یہ خاموش ہو رہا۔ جب حج سے فارغ ہو کر سیالہ آ رہا تو اس نے عبداللہ بن حسن سے پوچھا کہ تمہارے دونوں بیٹے اپنے متعلقین کے ساتھ کیوں میری ملاقات کیلئے نہیں آئے اس نے کہا بخدا ان کے نہ آنے کی وجہ کوئی بری نیت نہیں ہے بلکہ چونکہ وہ دونوں شکار کے بیحد دلدادہ اور ہر وقت اسی منہمک رہتے ہیں اس وجہ سے وہ کسی بھلائی یا برائی میں اپنے متعلقین کے ساتھ شریک نہیں ہوتے۔

فضل کے دودھ پینے کا واقعہ

یہ جواب سنکر فضل خاموش ہو گیا اور اس چوبرجے پر آ کر بیٹھا جو اس کے لئے سیالہ میں بنایا گیا تھا عبداللہ نے اپنے چرواہوں کو حکم دیا کہ وہ جانوروں کو اسکے سامنے لائے اس نے ایک چرواہے کو دودھ دوہنے کا حکم دیا۔ اس نے ایک بڑے پیالہ میں دودھ دوھ کر اس میں شہد ملایا اور اسے لیکر چوبرے پر چڑھا عبداللہ نے اسے اشارہ کیا کہ یہ پیالا فضل کو پلا وہ اس کی طرف بڑھا جب اسکے قریب پہنچا فضل نے سختی سے اسے جھڑکا کہ دور ہٹ چرواہا پیچھے ہٹ گیا یہ دیکھتے ہی خود عبداللہ جو بہت ہی متواضع اور خلیق آدمی تھا لپکا اور خود اس نے وہ پیالا چرواہے کے ہاتھ سے لیا اور فضل کی طرف چلا جب فضل نے اسے خود اپنی طرف آتے دیکھا وہ شرمندہ سا ہو گیا اور اس نے پیالہ لیکر پی لیا۔

حفص بن عمر ایک کوفہ کا باشندہ زیاد بن عبیداللہ کا میر منشی تھا یہ شیعہ تھا اور یہی اسے محمد کی تلاش سے روکتا

رہتا تھا۔ عبدالعزیز سعد نے اس کی شکایت ابوجعفر کو لکھ کر بھیجی انھوں نے اسے وہاں سے بلایا زیاد نے اس کے بارے میں عیسیٰ بن علی اور عبداللہ برالربیع الحارثی کو لکھا ان دونوں نے اسے ابوجعفر کی گرفت سے رہائی دلوائی اور وہ شخص پھر زیاد کے پاس آیا۔

محمد کی جماعت حراست میں

علی بن محمد راوی ہے کہ محمد چالیس آدمیوں کے ساتھ چھپ کر بصرے آیا یہ جماعت عبدالرحمٰن بن عثمان بن الرحمٰن بن الحارث بن ہشام کے پاس آئی عبدالرحمٰن نے اسے کہا تم نے مجھے ہلاک کر دیا اور مجھے تمام میں مشہور کر دیا مناسب یہ ہے کہ تم میرے پاس ٹھہرو اور اپنے ساتھیوں کو منتشر کر دو۔ محمد نے اس بات سے انکار کیا عبدالرحمٰن نے کہا تو اس طرح میں تمہیں نہیں ٹھہرا سکتا۔ بنی راسب میں جا کر قیام کرو چنانچہ یہ جماعت بنی راسب میں جا کر مقیم ہوگئی۔

ابو ہبار المازنی کہتا تھا کہ ہم محمد بن عبداللہ کے ساتھ بصرہ میں ٹھہرے ہوئے تھے اور وہ اپنے لئے دعوت دیتا تھا ابوجعفر کہتے تھے کہ جب مجھے بصرہ میں بنی راسب کا مکان یاد آتا تھا۔ تو میرے دل میں کبھی کوئی خواہش اس کے متعلق پیدا نہیں ہوئی تھی اور میں ان کی طرف سے بالکل مطمئن تھا۔

ابن حشیب اللہبی راوی ہے کہ میں ابن معاویہ کے عہد میں بنی راسب کے احاطہ میں جا کر ٹھہرا ہو۔ انکے نوجوان نے مجھ سے میرا نام دریافت کیا اس پر ان کے ایک معمر شخص نے اسی نوجوان کے ایک تھپڑ مارا اور کہا کہ تجھ کو اس معاملہ سے کیا سروکار ہے پھر اس نے ایک بوڑھے کی طرف دیکھا جو اس کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ اور کہا کہ اس بوڑھے کو دیکھتے ہو اس کا باپ حجاج کے عہد میں ہمارے یہاں آ کر اترا تھا۔ اسوقت سے وہ برابر یہیں مقیم رہا ہے اور یہ بیٹا اس کے پیدا ہوا۔ جس کی اب یہ عمر ہوگئی ہے نہ ہم اسکے نام سے واقف ہیں نہ اسکے باپ کے نام سے واقف ہیں اور نہ یہ معلوم ہے کہ یہ کس قبیلہ سے اور کس خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔

ابوجعفر کا بغاوت کی تحقیق کرنا

زعفرانی کہتا تھا کہ محمد بصرہ آ کر عبداللہ بن شیبان جو (بنی مرہ عبید کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا) کے پاس ٹھہرا۔ چھ ماہ کے قیام کے بعد وہ یہاں سے چلا گیا۔ اس کے بعد ابوجعفر کو اسکے بصرہ آنے کا حال معلوم ہوا وہ تیزی سے منازل کر کے بصرہ آئے اور بڑے پل کے پاس ٹھہرے۔ ہم نے عمر سے خواہش کی کہ وہ ان سے جا کر ملے پہلے تو اس نے انکار کیا مگر آخرکار ہماری بات پیش گئی۔ اور وہ ابوجعفر سے جا کر ملا ابوجعفر نے اس سے پوچھا کہ اتنے ابوعثمان کیا بصرہ میں کوئی ایسا شخص ہے جس سے ہم کو اپنی حکومت کے متعلق خطرہ ہو اس نے کہا کوئی نہیں ، ابوجعفر نے کہا میں صرف تمہارے بیان پر اکتفا کرتا ہوں اور واپس ہو جاتا ہوں۔ عمر نے کہا بہتر ہے ابوجعفر واپس چلے گئے۔

ابوجعفر نے عمرو بن عبید سے پوچھا کیا تم نے محمد کی بیعت کر لی ہے اس نے جواب دیا اگر تمام امت مجھے

اپنا خلیفہ بھی بنالے تب بھی میں ان دونوں بھائیوں کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ انکی طرف توجہ کروں یا انکو کوئی خدمت دوں۔

ایوب القزاز وراوی ہے کہ میں نے عمرو سے پوچھا ایسے شخص کے بارے میں جس نے اپنا دین کھو کر صبر کرلیا ہو تمہاری کیا رائے ہے، اس نے کہا میں خود ایسا شخص ہوں جس کا تم نے اشارہ کیا ہے۔ میں نے پوچھا یا آپ نے کیوں کیا اگر آپ چاہتے تو تیس ہزار جنگجو آپ کے ساتھ ہوتے اس نے کہا تمہارا خیال غلط ہے میں تو ایسے تین آدمیوں کو بھی نہیں جانتا جو اپنے عہد کو پورا کرتے اگر ایسے تین آدمی بھی مجھے مل جاتے تو میں کبھی علیحدہ نہیں رہتا بلکہ میں ان میں چوتھا ہوتا۔

محمد بن حفص اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ محمد اور ابراہیم ابوجعفر کے خوف سے عدن گئے وہاں سے سندھ چلے گئے اور پھر کوفہ آئے وہاں سے مدینہ آ گئے۔

ابوجعفر اور عبداللہ کے درمیان تلخ کلامی

جب زیاد نے ابوجعفر سے عبداللہ کے دونوں بیٹوں کے اخراج کا ذمہ لے لیا تو ابوجعفر نے اسے مدینہ کی گورنری پر بحال رکھا حسن بن زید کو ان پتہ چلتا تھا۔ تو اس وقت تک وہ خاموش رہتا جب تک وہ اس جگہ مقیم ہوتے اور جب وہاں سے روانہ ہو جاتے تو وہ ابوجعفر کو ان کے مقام کی خبر دیتا ابوجعفر اطلاع کے مطابق پتہ پاتے اور اسکے بیان کو سچ سمجھتے رہے۔ ۱۴۰ ہجری تک یہی حال رہا اس حال میں وہ خود حج کرنے گئے انھوں نے خاص طور پر آل ابی طالب میں بہت سی رقم تقسیم کی۔ عبداللہ کو بلایا انھوں نے اس کے دو بیٹوں کے بارے میں پوچھا اس نے اپنی بے خبری ظاہر کی اس پر دونوں میں سخت کلامی ہوئی۔ ابوجعفر نے اس پر کم نسبی کا عیب لگایا۔ اس نے کہا تم میری کس ماں کی وجہ سے مجھے طعنہ دیتے ہو کیا فاطمہ بنت رسول ﷺ کی بنا پر یا فاطمہ بنت اسد یا فاطمہ بنت حسین یا ام اسحٰق بن طلحہ یا ام خدیجہ بنت خویلد کی وجہ سے انھوں نے کہا نہیں ان میں سے کسی کی بنا پر نہیں بلکہ جبر یا بنت قسامہ بن زہیر کی وجہ سے یہ بنی طے کی ایک عورت تھی۔ اس گفتگو پر مسیب بن زہیر غصہ میں بھرا ہوا کھڑا ہوا۔ اور عرض کیا امیر المؤمنین آپ مجھے اجازت دیں میں ابھی اس فاحشہ زادے کا کام تمام کئے دیتا ہوں۔ مگر زیاد بن عبیداللہ نے اپنی چادر اس پر ڈال دی اور امیر المؤمنین سے کہا آپ میری خاطر انھیں معاف کر دیجئے اور میں انکے دونوں بیٹوں کا کھوج نکالتا ہوں اور ان کو آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا اس طرح عبداللہ کی خلاصی ہوئی۔

خرین الدیلی ان دو شعروں میں جریار کے نسب کی وجہ سے عبداللہ بن حسن پر طنز کرتا ہے۔

لعلک بالجریاء ولجکا کتم
تفاخرام الفضل دانبته هشرح
ومامنها الاحصان نجينة
لها حسب فی قومها مترحج

شاید کہ تو جرباء اور حکا کہ کی بنا پر ام الفضل اور مشرح کی بیٹی کے
مقابلہ میں اپنا فخر نسبی ظاہر کرتا ہے۔ حالانکہ یہ دونوں عورتیں عصمت
دار شریف زادیاں تھیں اور ان کی قوم میں ان کا حسب باوقعت تھا۔

عبداللہ بن حسن کی گرفتاری

مروی ہے کہ جب عقبہ بن سلم نے ابوجعفر کو اطلاع دی کہ میں بھی حج کے لئے جا رہا ہوں انھوں نے اس سے کہا کہ جب میں فلاں مقام میں پہنچوں گا تو حسن کے بیٹے میری ملاقات کیلئے آئیں گے۔ ان میں عبداللہ بن حسن بھی ہوگا میں اس وقت اسکی بہت تعظیم کروں گا اور صدر مجلس میں اسے جگہ دونگا پھر کھانا منگواؤں گا۔ جب کھانے سے ہم فارغ ہو جائیں گے اس وقت میں تمہیں آنکھ کا اشارہ کروں گا تم فوراً اسکے روبرو آکر کھڑے ہونا وہ اپنی نگاہ تمہاری طرف سے پھیر لے گا تم گھوم کر اس کے پیچھے ہو جانا اور اپنے پاؤں کے انگوٹھے سے اسکی پیٹھ میں ٹھونسا دینا تاکہ وہ تمہیں اچھی طرح دیکھ لے بس مگر جب تک وہ کھانا کھاتا رہے تم ہرگز اسکے سامنے نہ آنا۔

ابوجعفر حج سے فارغ ہو کر اپنے علاقوں میں دورہ کرنے لگے حسن کے بیٹے ان سے آکر ملے انھوں نے عبداللہ بن حسن کو اپنے پہلو میں جگہ دی اور کھانا منگوایا سب نے کھانا شروع کیا اس کے بعد انھوں نے عبداللہ کو صدر میں بٹھایا اور اسے مخاطب کر کے کہا تم جانتے ہو کہ تم نے مجھ سے اس بات کا حتمی وعدہ اور عہد کیا تھا کہ تم میری برائی نہ چاہو گے اور نہ میری حکومت کے خلاف کوئی سازش کرو گے۔ عبداللہ نے کہا امیر المؤمنین میں اپنے اس وعدہ پر قائم ہوں اب ابوجعفر نے عقبہ کو دیکھا وہ گھوم کر عبداللہ کے روبرو کھڑا ہوا۔ عبداللہ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور پھر اپنا سر اٹھایا اب عقبہ اسکی پشت پر آکر کھڑا ہوا اس نے اپنی انگلیوں سے اسے ٹھونسہ دیا۔ عبداللہ نے سر اٹھا کر دیکھا تو عقبہ بالکل دوچار تھا وہ فوراً دوزانو ہو کر ابوجعفر سے اپنی خطا کی معافی کا خواستگار ہوا۔ مگر انھوں نے کہا اگر میں تمہیں معاف کر دوں تو اللہ مجھے معاف نہ کرے گا اس کے بعد اس نے اسے قید کر دینے کا حکم دیا۔

صالح صاحب المصلی راوی ہے کہ میں ابوجعفر کے سرہانے کھڑا تھا اور وہ قبلہ رو بیٹھے انگیٹھی کے سامنے کھانا کھا رہے تھے اس وقت دسترخوان پر ان کے ساتھ عبداللہ بن حسن، ابوالکرام اور کچھ عباسی شریک تھے ابوجعفر نے عبداللہ بن حسن کو خطاب کیا۔ اے ابومحمد میں دیکھتا ہوں کہ محمد اور ابراہیم میرے پاس آنے سے گھبراتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ وہ میرے پاس آیا کریں۔ مجھ سے اپنے تعلقات بڑھائیں تاکہ میں انکو انعام واکرام دوں اور اپنے میں شامل کرلوں عبداللہ بہت دیر تک تو سر جھکائے رہا۔ پھر سر اٹھا کر اس نے کہا امیر المؤمنین آپ کو اختیار ہے میرا تو ان سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ میں جانتا ہوں کہ وہ کہاں ہیں وہ میرے ہاتھ سے نکل چکے ہیں۔ ابوجعفر کہنے لگے اے ابومحمد ایسا نہ کرو ان دونوں کو تم خط لکھو اور کسی ایسے شخص کے ہاتھ وہ خط ان کو بھیج دو جو اسے پہنچا دے۔

عبداللہ سے گفتگو میں مصروفیت کی وجہ سے ابوجعفر آج اپنا کھانا پورا نہ کھا سکے عبداللہ قسم کھاتا رہا کہ اسے ان کی کچھ خبر نہیں ہے اور ابوجعفر برابر اصرار کرتے رہے کہ تم ایسا نہ کرو۔

محمد ابوجعفر سے اس لئے بھاگتا پھرتا تھا کہ معتزلہ کی ایک جماعت کے ساتھ ابوجعفر نے مکہ میں اس کی

بیعت کی تھی۔

عباس بن محمد بن علی بن عبیداللہ بن عباس راوی ہے کہ جب ابو جعفر ۱۴۰ ہجری میں حج کے لئے گئے تو عبداللہ اور حسن، حسن کے بیٹے ان سے ملنے آئے اس وقت انکے پاس یہ دونوں تھے اور میں تھا۔ ابو جعفر اس وقت ایک خط پڑھ رہے تھے اتنے میں مہدی نے کوئی بات کہی اور اسے غلط ادا کیا۔ اس پر عبداللہ نے کہا امیر المؤمنین آپ کیوں اسے کسی استاد کے حوالے نہیں کرتے کہ وہ اسکی زبان درست کردے یہ تو ایسی غلطی ہے کہ لڑکیاں ایسی غلطی کرتی ہیں میں نے عبداللہ کو اشارے سے منع بھی کیا مگر وہ اپنے کہنے سے باز نہ رہا۔ اور پھر اس نے اس بات کو دہرایا اس سے ابو جعفر ناراض ہو گئے۔ انھوں نے عبداللہ سے پوچھا کہ آپ کے صاحبزادے کہاں ہیں اس نے اپنی لاعلمی ظاہر کی ابو جعفر نے کہا تمہیں پیش کرنا پڑے گا وہ کہنے لگا بخدا اگر وہ میرے قدموں تلے بھی ہوں تب بھی میں ان کو تمہارے سپرد نہیں کرونگا۔ ابو جعفر نے ربیع کو حکم دیا کہ اسے قید کردو۔

عبداللہ کا ایک شعر

ایک مرتبہ یہ واقعہ پیش آیا تھا کہ عبداللہ نے ابو جعفر کے سامنے یہ شعر پڑھا

الوتر حوشباً امسی یُبنی. بیوتاً نفعها لبنی بقیله

(ترجمہ) کیا تم نہیں دیکھتے کہ حوشب ایسے مکانات بنا رہا ہے جسکا
نفع صرف بنی بقلیہ کو ہوگا۔

یہ شعر ابو جعفر نے کبھی بھولنے نہ دیا قید کرنے کے بعد انھوں نے عبداللہ کو یہ شعر یاد دلایا اور کہا جب کے متعلق تم نے کہا تھا وہ تمہارا سب سے بڑا حامی اور محسن تھا۔

ابو حنین کہتا ہے کہ قید کی حالت میں عبداللہ سے ملا اس نے پوچھا آج کی خبر کیا ہے میں نے کہا تمہاری جائداد اور دوا ملاک اور لونڈی غلاموں کے بیچنے کا حکم دیا گیا ہے مگر میں نہیں سمجھتا کہ انکا کوئی گاہک کھڑا ہو۔ عبداللہ کہنے لگا ابو حنین اس بات کو جانے دو۔ اللہ کی قسم آج مجھے اور میری بیبیوں کو بھی لونڈی غلاموں کی طرح فروخت کیا گیا تو ہمارے خریدنے والے بھی پیدا ہو جائیں گے۔

ابو جعفر تو وہاں سے چلے آئے اور عبداللہ بن حسن تین سال تک قید رہا۔

ابو ہبار المزنی راوی ہے کہ جب ۱۴۰ ہجری میں ابو جعفر نے حج کیا تو اس سے پہلے تو محمد اور ابراہیم عبداللہ کے بیٹے روپوش تھے۔ مگر حج کے موسم میں یہ مکہ آئے اور انھوں نے ابو جعفر کو قتل کر دینا چاہا۔ اشتر عبداللہ بن محمد بن عبداللہ نے ان سے کہا میں اس کا کام تمام کئے دیتا ہوں۔ مگر محمد نے اسے نہ مانا اور اصرار کیا کہ جب تک ہم اسے اپنی بیعت کی دعوت نہ دیں۔ تم اسے اچانک قتل نہ کرو اسی اختلاف رائے کی وجہ سے ان کا تمام منصوبہ بگڑ گیا اس سازش میں ابو جعفر کا ایک خراسانی سپہ سالار فوج بھی ان کے ساتھ ہو گیا تھا۔ اسمٰعیل بن جعفر بن محمد الاعرج ابو جعفر کے سامنے آیا اور اس نے اس سازش کی ان کو اطلاع دی۔ ابو جعفر نے اسے خراسانی سردار کو گرفتار کرنے کے لئے آدمی بھیجے مگر وہ ہاتھ نہ آیا اس کے کچھ ساتھی پکڑ لئے گئے۔ اس کا ایک غلام جس کے پاس

تقریباً دو ہزار دینار تھے اور خود وہ سردار بچ کر نکل گئے یہ اس رقم کو لیکر محمد سے جاملا محمد نے وہ رقم اپنے ساتھیوں میں تقسیم کردی

ابو ہبار کہتا ہے محمد کے حکم سے میں نے اس شخص کے لئے اونٹ خریدے ان کو سفر کے لئے تیار کیا اور ایک کجاوے میں سوار کر کے میں اسے مدینہ لیکر چلا اور مدینہ تک اسے پہنچادیا۔ جب محمد مدینہ آیا تو اس نے اس شخص کو اپنے باپ عبداللہ کے پاس ٹھہرادیا اور بعد ازاں ان دونوں کو خراسان کی ایک سمت بھیجا۔ ابو جعفر نے اس سردار کے آدمیوں کو جن پر ان کی دسترس ہوئی قتل کرادیا۔

عجیب واقعہ

محمد بن یحییٰ بن محمد اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے کہ اس نے کہا کہ میں ایک دن سویرے زیاد بن عبیداللہ سے ملنے گیا اس زمانہ میں ابو جعفر مدینہ میں تھے۔ زیاد نے مجھ سے کہا آج رات میرے ساتھ عجیب واقعہ پیش آیا امیر المؤمنین کے مدینہ آنے کی وجہ سے زیاد سرکاری محل کو چھوڑ کر ان دنوں محلہ بلاط میں واقع اپنے مکان میں سکونت پزیر تھا) رات کے وقت امیر المؤمنین کے ہرکارے میرے دروازے پر آئے اور اسے کھٹ کھٹایا اس وقت سوائے پاجامے کے علاوہ اور کوئی کپڑا میرے جسم پر نہ تھا۔ میں اسی کو سنبھالتا ہوا اپنی خوابگاہ سے نکلا میں نے اپنے خدمت گاروں اور خواجہ سراؤں کو جو بیرونی ڈیوڑھی میں سو رہے تھے جا کر بیدار کیا اور ان کو ہدایت کردی کہ چاہے یہ مکان کے اس بیرونی حصے کو گرادیں تب بھی تم لوگ ایک بات ان سے نہ کرنا وہ بہت دیر تک کھٹکانے کے بعد واپس چلے گئے اور پھر پلٹ کر آئے۔ اور اب انھوں نے ایک تھوڑی دیر انتظار کے بعد گرز نکالے یہ گرز ایسے تھے جو پوری زندگی میں ایک یا دو ہی مرتبہ میں ان کے پاس رہے ہوں اور اب ان لوہے کے گرزوں سے انھوں نے دروازہ پیٹا اور خود چیخنا چلانا شروع کیا۔ اس مرتبہ بھی کسی نے ان کو جواب نہیں دیا وہ واپس چلے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد پھر واپس آئے۔ اور اس مرتبہ تو انھوں نے ایسا اودھم مچایا کہ اُس پر کسی طرح ضبط نہیں ہوسکتا تھا۔ مجھے تو یہ گمان ہوا کہ شاید پورا مکان ہی مجھ پر گر پڑے گا میں نے مجبوراً دروازہ کھولنے کا حکم دیا میں انکے پاس گیا انھوں نے مجھے فوراً چلنے کا حکم سنایا وہ تو مجھ کو کندھوں پر لاد کر لے چلے۔ میں انکے ہانپنے کی آواز سنتا تھا اسی طرح کشاں کشاں وہ مجھے مروان کے مکان تک لے آئے یہاں سے دو شخصوں نے میرے مونڈھے تھامے تھامے اور زمین سے کچھ اوپر تھامے ہوئے لے چلے۔ اسی طرح وہ مجھے قبہ عظمیٰ کے حجرہ میں لائے یہاں میں نے دیکھا کہ ربیع کھڑا ہوا ہے مجھ سے کہنے لگا زیاد یہ آج رات تم نے اپنے اور ہمارے ساتھ کیا کیا ہے ربیع نے مجھے اپنے ساتھ لے لیا قبہ کے دروازے کا پردہ اُٹھا کر مجھے اندر کردیا اور خود دونوں دروازوں کے درمیان میرے پیچھے کھڑا ہوگیا۔

میں نے اندر آکر دیکھا کہ قبہ کے ہر طرف چراغ روشن ہیں ایک کونے میں ایک خدمت گار کھڑا ہوا ہے اور ابو جعفر اپنے تلوار کے گھٹنے کی گات لگائے ایک فرش پر بیٹھے ہیں جس کے نیچے نہ گدا ہے اور نہ مصلی، سر جھکائے ہوئے ایک گرز سے زمین پیٹ رہے ہیں۔ ربیع نے مجھ سے کہا کہ عشاء کی نماز کے بعد سے ابتک یہ اسی حال میں ہیں۔ میں اسی طرح خاموش کھڑا ہوا اذان صبح کا انتظار کرنے لگا کہ شاید اذان صبح کے بعد یہاں سے رہائی ہو مگر اس

سارے عرصہ میں انھوں نے ایک لفظ مجھ سے نہیں کہا بہت دیر کے بعد سر اٹھا کر مجھے دیکھا اور کہنے لگا اے فاحشہ کے بیٹے بتا محمد اور ابراہیم کہاں ہیں اس جملہ کے بعد انھوں نے پھر سر نیچا کر لیا اور اب کے پہلے سے بھی زیادہ دیر تک زمین پر گرز کو پٹکتے رہے اور دوسری مرتبہ سر اٹھا کر مجھ سے پوچھا اے فاحشہ زادے محمد اور ابراہیم کہاں ہیں اللہ مجھے ہلاک کر دے اگر میں تجھے قتل نہ کر دوں۔

میں نے عرض کیا ذرا میری بھی سن لیجئے کہا! کہو کیا کہتے ہو میں نے عرض کیا اس کے ذمہ دار خود آپ ہیں آپ نے ان کو اپنے سے متنفر کیا ہے جس قاصد کے ہاتھ آپ نے بنی ہاشم میں رقم تقسیم کرنے بھیجا تھا اس نے قادسیہ پہنچ کر ایک چھری نکالی اور اسے تیز کرنے لگا اور کہنے لگا کہ مجھے امیر المؤمنین نے محمد ابراہیم کو ذبح کرنے بھیجا ہے اس بیان کی مسلسل خبریں انکو معلوم ہوئیں اور اس وجہ سے وہ بھاگ گئے۔ اس کے بعد انھوں نے مجھ سے کہا کہ دور ہو۔ میں وہاں سے پلٹ آیا۔

ابوجعفر کے قتل کی سازش

نصر بن قادم بنی محول الحناطین کا مولی کہتا ہے کہ جس سال ابوجعفر حج کرنے گئے عبدویہ اور اس کی جماعت مکہ میں بھی۔ عبدویہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اس بہانے سے صفا اور مردہ کے درمیان ابوجعفر کو قتل کر دوں۔ عبداللہ بن حسن کو یہ بات معلوم ہوگئی انھوں نے اسے منع کیا اور کہا کہ تم حرم میں ہو یہاں ایسا کام نہ کرنا، ابوجعفر کا ایک فوجی دردار خالد بن حسان تھا جسے ابوالعساکر کہتے تھے اور یہ ایک ہزار فوج کا سردار تھا اس نے عبدیہ اور اس کے ساتھیوں سے ساز باز کر لی تھی ابوجعفر نے اس سے دریافت کیا کہ تم یہاں کیا کر رہے ہو اور عبیدویہ اور عطاروی اور تم یہاں مکے میں کس ارادے سے مقیم ہو۔ اس نے صاف صاف بتا دیا کہ ہم یہ کرنا چاہتے تھے ابوجعفر نے پوچھا پھر تم کیوں اپنے ارادے سے باز رہے۔ اس نے کہا ہمیں عبداللہ بن حسن نے منع کر دیا یہ سنتے ہی انکو چکر آ گیا اور تھوڑی دیر تک انھیں کچھ بجھائی نہیں دیا۔

محمد کی گرفتاری کی ناکام کوشش

حارث بن اسحق بیان کرتا ہے کہ عبداللہ کے قید کر دینے کے بعد ابوجعفر نے اسکے دونوں بیٹوں کی گرفتاری کے لئے بہت کوشش کی شیعوں کی طرف سے محمد کے نام ایک جعلی خط لکھا ایک جاسوس کو دیا اس خط میں گویا شیعوں نے اپنی طاعت اور خروج کے لئے ایک دوسرے کے مقابلہ میں اپنی مستعدی کا اظہار کیا تھا۔ نیز انھوں نے اسی جاسوسی کے ساتھ بہت بھاری رقم اور تحائف بھی کر دیئے۔ یہ شخص مدینہ آ کر عبداللہ بن حسن سے ملا اور اس سے محمد کا پتہ پوچھا اس نے کہا وہ جہینہ کے کوہستان میں ہے۔ نیز یہ بھی کہا کہ پہلے تم علی بن حسن کے پاس جاؤ وہ یک نہایت ہی نیک آدمی ہے وہ اغر پکارے جاتے ہیں وہ مقام ذی ابر میں سکونت پزیر ہیں وہ تمہیں محمد کا پتہ بتا یں گے، یہ شخص علی بن حسن کے پاس آیا اور اس نے محمد تک اسکی رہنمائی کر دی۔

ابوجعفر کا ایک پوشیدہ کاتب تھا یہ شیعہ تھا اس نے عبداللہ بن حسن کو اس جاسوس کے اور اس کے بھیجے

جانے کی غرض سے مطلع کر دیا اس کا خط پڑھ کر عبداللہ بہت گھبرایا انھوں نے ابوھبار کو فوراً علی بن حسن اور محمد کے پاس دوڑایا کہ یہ جا کر ان دونوں کو متنبہ کر دے۔ ابو ہبار علی کے پاس آیا علی نے کہا میں نے تو اس شخص کو محمد کے پاس بھیج دیا ہے ابو ہبار کہتا ہے کہ اب میں محمد کے پاس اس کے مقام پر پہنچا۔ محمد ایک غار میں بیٹھا ہوا تھا اس کے ساتھ عبداللہ بن عامر الاسلمی، شجاع کے دونوں بیٹے اور دوسرے لوگ اور وہ جاسوس بیٹھے تھے اسی کی آواز سب سے بلند سنائی دیتی تھی اور وہی اور دوسروں کے مقابلہ میں بہت خوشی کا اظہار کر رہا تھا۔ مگر مجھے دیکھتے ہی کچھ آثار پریشانی اور اضطراب اس کے چہرے پر نمایاں ہوئے میں بھی دوستوں کی اس مجلس میں بیٹھ گیا۔ اور تھوڑی دیر تک باتیں کرتا رہا۔

اس کے بعد میں نے محمد کے کان میں کہا کہ میں تم سے علیحدہ کچھ کہنا چاہتا ہوں وہ مجلس سے اٹھ آیا میں بھی اس کے ساتھ اٹھ آیا۔ اور علیحدگی میں میں نے اس شخص کا سارا واقعہ سنایا محمد نے انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور مجھ سے پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ میں نے کہا تین باتیں ہیں ان میں سے ایک پر عمل کرو اس نے کہا اچھا بتاؤ میں نے کہا مجھے اجازت دو میں اسے قتل کر دیتا ہوں محمد نے کہا میں بغیر مجبوری کسی خون کا وبال اپنے سر نہیں لینا چاہتا اس نے کہا اور کیا مشورہ دیتے ہو میں نے کہا تو پھر بہتر یہ ہے کہ اسے بھاری بھاری بیڑیاں پہنا کر اپنے ساتھ قید رکھو اور جہاں تم جاؤ اسے بھی لیجاؤ۔ محمد نے کہا اس خوف و ہراس کی حالت میں ہمیں ایسی فراغت کہا نصیب ہے کہ ہم اسطرح اسے ساتھ لئے پھریں محمد نے کہا اچھا اور کیا مشورہ دیتے ہو میں نے کہا مناسب یہ کہ اسے قید کر کے بنی جہنیہ کے اپنے کسی خاص بھروسہ کے آدمی کے پاس چھوڑ دیجئے۔ اس نے کہا ہاں یہ مناسب ہے ایسا ہی کرتا ہوں اب ہم دونوں واپس آئے مگر اسی دوران وہ شخص مجھے تاڑ گیا تھا اور بھاگ چکا تھا۔ ہم نے اور لوگوں سے اسے دریافت کیا، انھوں نے کہا اس نے پانی کی چھاگل اٹھائی اس میں سے کچھ پانی گرا دیا اور پھر اس ٹیکری کے پیچھے طہارت کی غرض سے چلا گیا اب ہم نے اس کی تلاش میں تمام پہاڑ اور اس کے اطراف کا علاقہ چھان مارا مگر اس کا پتہ نہ چلا معلوم ہوتا تھا کہ وہ زمین میں سما گیا ہے۔

جاسوس ناکام واپس لوٹ آیا

دوسری طرف وہ جاسوس بھاگ کر شاہراہ پر آ گیا یہاں اسے کچھ اعرابی مدینہ جاتے ہوئے ملے ساتھ اونٹوں پر سامان تھا اس نے انھیں سے ایک سے کہا تم بورے کو خالی کر کے اس میں مجھے بٹھا لو۔ اس طرح میں دوسری جانب کے بورے کے ہم پلہ ہو جاؤں گا اور تم کو اس قدر روپیہ معاوضہ میں دونگا اس اعرابی نے یہ بات مان لی اور ایک جانب کا بورا خالی کر کے اس جاسوس کو اونٹ پر سوار کر کے مدینہ پہنچا دیا۔ مدینہ سے وہ شخص ابوجعفر کے پاس آیا۔ انھیں سارا ماجرا سنایا مگر وہ ابو ہبار کے نام اور کنیت کو بھول گیا اس کے بجائے اس نے دبر کہہ دیا، ابوجعفر نے دبر المزنی کی تلاش کرائی۔ چنانچہ ایک شخص دبر نامی اس کے پاس بھیج دیا گیا۔ انھوں نے اس سے محمد کا قصہ دریافت کیا اور جاسوس نے واقعہ بیان کیا تھا اس کی تصدیق چاہی اس نے قسم کھا کر کہا میں ان واقعات سے بلکل ناواقف ہوں ابوجعفر کے حکم سے سات سو درے اسکے لگے اور اسے قید کر دیا گیا۔ یہ شخص ابوجعفر کے انتقال تک

قید میں رہا۔

محمد کے متعلق خبریں ابو جعفر کے پاس

ابو جعفر نے اب محمد کی تلاش میں بہت زیادہ کوششیں شروع کی اور زیاد بن عبید اللہ الحارثی سے مطالبہ کیا کہ جو ذمہ تم نے لیا تھا اسے پورا کرو، ایک مرتبہ محمد مدینہ آیا زیاد کو اسکے آنے کی اطلاع ہوئی زیاد اسکے ساتھ بہت مہربانی سے پیش آیا۔ اور اس نے وعدہ امان دیکر اس سے یہ خواہش کی کہ تم میرے ساتھ اہل مدینہ کو اپنا چہرہ دکھا دو محمد نے اس کا وعدہ کرلیا زیاد صبح اندھیرے میں سوار ہوا۔ اور اس نے محمد سے وعدہ کیا تھا کہ میں چوک بازار میں ملونگا چنانچہ اسی مقام پر یہ دونوں ملے۔ محمد اس وقت بغیر اپنے کو چھپائے کھلا باہر آیا تھا زیاد نے اسکے پاس کھڑے ہوکر بازار والوں سے کہا دیکھو لو یہ محمد بن عبداللہ بن حسن موجود ہے دوسری طرف اس نے محمد سے کہا اب جہاں تمہارا جی چاہے چلے جاؤ اس کے بعد ہی محمد روپوش ہو گیا۔ اس واقع کے متواتر خبریں ابو جعفر کو ملتی رہیں۔

ایک دن ابراہیم بن عبداللہ زیاد سے ملنے گیا اس نے کپڑوں کے نیچے زرہ پہن رکھی تھی زیاد نے اسے چھو کر محسوس کیا اور کہنے لگا اے ابو اسحق کیا مجھ سے بھی بدگمان ہو۔ بخدا میں تمہارے ساتھ کبھی کوئی برائی نہیں کروں گا عیسی اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ زیاد سوار کر کے محمد کو بازار میں لیکر آیا اسے دیکھتے ہی لوگوں نے مہدی مہدی کے نعرے بلند کئے محمد روپوش ہو گیا اور پھر خروج تک وہ ظاہر نہیں ہوا۔

زیاد کی گرفتاری

جب اس واقعہ کی مسلسل خبریں ابو جعفر کو پہنچیں تو انھوں نے ابو الازہر ایک خراسانی کو ایک خط دیکر مدینہ بھیجا اور بھی کئی خط اسے دیئے اور ہدایت کی کہ جب تک وہ مدینہ کے قریب مقام اعوص پر نہ پہنچ جائے وہ اپنے موسومہ خط کو نہ پڑھے۔ اس نے حکم کے مطابق اعوص پہنچ کر اپنا خط پڑھا اس میں عبدالعزیز المطلب بن عبداللہ کی ولایت مدینہ کا عہد لکھا ہوا تھا جو زیاد بن عبید اللہ کے قاضی تھے۔ زیاد کو بیڑیاں پہنا دی گئیں اس کی جائداد ضبط کرلی گئی اور جہاں اسکی کوئی چیز ملی اس پر قبضہ کرلیا گیا۔ نیز اسکے مقرر کردہ اعمال کو گرفتار کر کے زیاد کے ساتھ ابو جعفر کے پاس بھیج دیا گیا۔

ابو الازہر ۲۳ جمادی الثانی ۱۴۱ ہجری میں مدینہ آیا زیاد اسوقت سواری میں تھا ابو الازہر نے اسے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سواری کے لیئے گیا ہے ہرکاروں نے جا کر ابو الازہر کے آنے کی اسے اطلاع دی وہ فوراً تیزی سے واپس آ کر مروان کے مکان میں آ بیٹھا۔ ابو الازہر نے اسکے پاس جا کر ابو جعفر کے خط کا ایک تہائی حصہ حوالے کیا جسمیں اسے بے چوں چرا تعمیل ارشاد کا حکم تھا اس نے بسر و چشم و تعمیل کا اقرار کیا۔ اور اس سے کہا کہ تم جو چاہو حکم دو ابو الازہر نے کہا کہ عبدالعزیز بن المطلب کو بلا بھیجو اس کے آنے کے بعد ابو الازہر نے دوسرا خط عبدالعزیز کو دیا جس میں ہدایت دی گئی تھی کہ تم ابو الازہر کی ہدایت پر عمل کرو۔ عبدالعزیز نے کسی پس و پیش کے بغیر اسکے لئے آمادگی ظاہر کی اسکے بعد اس نے تیسرا خط زیاد کے حوالے کیا۔ جس میں اسے عبدالعزیز کو اپنی خدمت کا

جائزہ دینے کا حکم دیا گیا تھا۔ اور اب اسنے عبدالعزیز کو اس کا فرمان تقرر دیا اور حکم دیا کہ تم ابو یحیٰی کی مشکیں بندھوا دو۔ چنانچہ زیاد کے اس کے مال و متاع کو ضبط کر لیا گیا، سرکاری خزانہ میں پچاسی ہزار دینار ملے اس کے تمام عامل بھی گرفتار کر کے اس کے ساتھ پا بجولاں ابوجعفر کے پاس بھیج دیئے گئے۔ جب یہ مدینہ کی گلیوں سے گزرے تو اس کے دوسرے ماتحت اہلکاروں اور عہدہ داروں نے کھڑے ہو کر اسے سلام کیا ان کے اظہار رنج و ہمدردی سے زیاد اس قدر متاثر ہوا کہ کہنے لگا کہ میرا باپ تم پر قربان ہو اگر ابوجعفر تمہیں اسطرح مجھے سلام کرتے دیکھ لیں تو پھر مجھے اس کی کچھ پروانہ رہے کہ میرا کیا حشر ہو گا۔

علی بن عبدالحمید کہتا ہے کہ ہم لوگ زیاد کے ساتھ چلے ایک رات میں اس کے محمل کے نیچے چل رہا تھا کہ اس نے مجھ سے کہا کہ اس کے علاوہ مجھے اپنا کوئی قصور نظر نہیں آتا عبداللہ کے بیٹوں کا معاملہ ہوا اور یہ کہ میں نے بنی فاطمہ کے خون کو بہت عزیز رکھا اور اسکے بہانے سے پہلوتہی کی۔ جب یہ جماعت شقرہ پہنچی تو ان میں سے محمد بن عبدالعزیز فرار ہو کر مدینہ چلا آیا باقی اور لوگوں کو ابوجعفر نے قید کر دیا اور کچھ عرصہ کے بعد پھر رہا کر دیا۔

ایک دوسری روایت یہ ہے۔ کہ ابوجعفر نے مبھوت اور ابن ابی عاصہ کو محمد کی تلاش میں روانہ کیا مبھوت وہ شخص ہے جس نے زیاد کو گرفتار کیا تھا اس وقت زیاد نے یہ شعر پڑھا۔

أُكلفُ ذنب قومٍ لست منهم
وما جنت الشمال على اليم

ابوالازہر سے ایک شخص کا لپٹنا

عمران بن ابی فردہ راوی ہے کہ میں اور شیبانی ابوجعفر کا ایک فوجی سردار زیاد بن عبیداللہ کے پاس تھے جس زمانے میں ابوجعفر ابوالازہر کو بنی حسن کی گرفتاری کے لئے بھیجا تھا ہم اسکے پاس اکثر جاتے تھے ایک دن میں ابوالازہر کے ساتھ جا رہا تھا کہ اچانک ایک شخص آ کر اس سے چمٹ گیا اور کہنے لگا کہ میں محمد اور ابراہیم کے بارے میں ایک مفید بات کہنا چاہتا ہوں۔ ابوالازہر نے کہا دور رہو اس نے کہا اس میں امیر المؤمنین کی بھلائی ہے ابوالازہر نے کہا دور رہو اب کیا ہو سکتا ہے جب کہ اس حادثہ میں بہت زیادہ لوگ ہلاک ہو چکے ہیں مگر وہ شخص برابر لپٹا رہا اور اس نے پلٹ جانے سے انکار کر دیا۔ ابوالازہر نے بھی اس سے تعارض کرنا چھوڑ دیا اور جب ذرا ویران راستہ آیا تو ابوالازہر نے اپنی تلوار سے اسکے پیٹ میں زور سے ایک ٹھونسا دیا کہ وہ ایک سمت کو جا پڑا۔

محمد بن خالد کا مدینہ کا گورنر بننا اور معزولی۔

زیاد کے بعد ابوجعفر نے محمد بن خالد کو مدینہ کا گورنر مقرر کر دیا اور اسے حکم دیا کہ وہ محمد کی تلاش میں پوری کوشش کرے اور یہ بھی اجازت دیدی کہ اس کام کے لئے جس قدر رقم چاہئے خرچ کرے یہ مسلسل منزلیں طے کر کے ماہ رجب ۱۴۱ ہجری کے شروع میں مدینہ آیا۔ اس کے مدینہ آنے کی اہل مدینہ کو اس وقت تک کوئی اطلاع ہی نہ تھی جب تک کہ اس کے قاصد نے شقرہ سے آ کر جو مقام عوص اور طرف کے درمیان مدینہ سے صرف

دو راتوں کی مسافت پر واقع ہے۔ اسکے بحیثیت گورنر آنے کی مدینہ والوں کی اطلاع نہ دی اسے بیت المال میں ستر ہزار دینار اور دس لاکھ درہم ملے۔

اس نے اس رقم کثیر کو محمد کی تلاش کی مد میں صرف کر دیا اور جو حسابات دار الخلافہ کو بھیجے انھیں اکثر خرچ اس مد میں بتایا گیا۔ مگر اس قدر خرچ کثیر کے بعد بھی جب محمد کی گرفتاری میں کامیابی نہیں ہوئی۔ تو اب ابوجعفر نے اسے بلاوجہ کی مشقت خیال کیا اور اس رقم کی وجہ سے اسے محمد بن خالد پر شبہ ہو گیا ابوجعفر نے اسے مدینہ کی پوری خانہ تلاشی لینے کا حکم دیا محمد بن خالد نے اپنے اہل عملہ کو حکم دیا کہ کسی ایسے شخص سے معاملہ کرو جو محمد کا پتہ چلا دے انھوں نے رباع الغاضری مسخرے سے معاملہ کیا یہ ایک ہزار دینار پر لوگوں سے اہم کاموں کے لئے معاملہ کرتا تھا مگر یہ ساری رقم بھی برباد گئی۔ اور کوئی پتہ نہ چلا اب سرکاری عہدیداروں نے تمام مدینہ کی خانہ تلاشی کی ٹھانی قسری نے اہل مدینہ کو حکم دیا کہ وہ سات روز تک اپنے گھروں سے قدم باہر نہ نکالیں اس دوران اسکے ہرکارے اور سپاہی گھر گھر کی خانہ تلاشی کرتے پھرے۔ لیکن اس کا کوئی پتا نہ چلا اس ڈر سے کہ خود اسکے عہدیداروں کو دوسرا فریق رشوت دیکر اپنے ساتھ نہ ملالے قسری نے اپنے تمام عہدیداروں کو چیک لکھ کر دیئے تھے۔ مگر جب اس میں بھی کامیابی نہ ہوئی اور ابوجعفر کو اس قدر رقم کا خرچ محسوس ہوا انھوں نے محمد بن خالد القسری کو مدینہ کی گورنری سے علیحدہ کر دیا۔

ابوالعلاء سے مشورہ

ابن قبہ راوی ہے کہ محمد اور ابراہیم کے معاملے کو ابوجعفر بہت ہی اہم خیال کرنے لگے انھوں نے ابوالعلاء قیس عیلان کے ایک شخص کو بلا کر اس سے ان دونوں کے معاملہ میں مشورہ چاہا۔ اور انکی طرف سے اپنی فکر و پریشانی کا اظہار کیا اس نے کہا میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کام کے لئے آپ زبیر یا طلحہ کی اولاد میں سے کسی شخص کو متعین کیجئے وہ بہلا وہ دیکر ان دونوں کی تلاش کرے گا۔ اور میں مکمل یقین رکھتا ہوں کہ تھوڑے ہی عرصہ میں وہ ان دونوں کو تمہارے پاس لے آئے گا۔ انھوں نے کہا تمہاری رائے درست ہے خود میرے ذہن میں بھی یہ بات آئی تھی مگر میں اللہ سے عہد کر چکا ہوں کہ اپنے اور ان کے مشترکہ دشمن کو اپنے خاندان والوں پر متعین نہ کروں گا۔ البتہ میں عرب کے ایک مشہور ڈاکو کو اس کام پر مقرر کرتا ہوں اور وہ اسکو سرانجام کر دے گا۔

ریاح مدینہ کا گورنر بن گیا

موسیٰ بن عبدالعزیز بیان کرتا ہے کہ جب ابوجعفر نے محمد بن خالد کو ولایت مدینہ سے علیحدہ کر دینے کا ارادہ کیا وہ ایک دن سواری کے لئے چلے اپنے مکان سے نکلے تھے کہ یزید بن اُسید السلمی نظر آیا ابوجعفر نے اسے بلایا اور وہ بھی ان کے ساتھ ہو لیا۔ پھر اس نے کہا تم مجھے قیس کا کوئی ایسا غریب آدمی بتاؤ میں اسے دولت مند بناؤں اس کا مرتبہ بلند کروں اور یعنی عربوں کے سردار یعنی ابوالقسری کو اس کے حوالے کر دوں۔ تاکہ وہ جس طرح چاہے اس کے ساتھ سلوک کرے یزید نے کہا مناسب ہے کہ ایک ایک شخص میرے سامنے ہے۔ ابوجعفر نے پوچھا

کون، اس نے کہا رباح بن عثمان بن حیان المری ابو جعفر نے کہا اچھا اب کسی سے اس کا تذکرہ نہ کرنا۔ سواری سے واپس آ کر انھوں نے بہت تیز رفتار اونٹنیاں ان کا سامان اور کجاوے منگوائے اور اب ان کو سفر کے لئے تیار کیا گیا، عشاء کی نماز پڑھ کر جب واپس آئے۔ رباح کو بلایا اس سے عبداللہ کے بیٹوں کے معاملہ میں زیاد اور قسری کی سہل انگاری اور بد دیانتی کی شکایت کی اور اسی کو مدینہ کا گورنر مقرر کیا اور حکم دیا کہ فوراً اپنے گھر جانے سے پہلے ہی اپنی حکومت کی جگہ پر چلے جاؤ اور مدینہ جا کر ان دونوں کی تلاش میں پوری جدوجہد کام میں لاؤ۔ رباح پے در پے منزلیں طے کرتا ہوا۔ ۲۳، رمضان ۱۴۴ ہجری کو جمعہ کے دن مدینہ پہنچ گیا۔

ربیع کہتا ہے کہ جب ان دونوں بھائیوں کے معاملہ کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ ابو جعفر اسکی وجہ سے سخت متردد رہنے لگے۔ اس زمانے میں ایک دن میں ان کے پاس سے باہر آیا تھا یا اپنے گھر سے انکے پاس جانے کے ارادے سے نکلا تھا کہ ایک شخص پر میری نظر پڑی۔ اس نے میرے قریب آ کر کہا کہ میں رباح بن عثمان کا قاصد ہوں اور آپ کی خدمت میں بھیجا گیا ہوں۔ انھوں نے آپکو یہ پیغام دیا ہے کہ اسے محمد اور ابراہیم کی ساری کیفیت کا علم ہے اور انکے معاملہ میں پہلے گورنروں نے سستی سے کام لیا ہے۔ اگر امیر المؤمنین مجھے مدینہ کا گورنر بنادیں تو میں ذمہ لیتا ہوں کہ انکو پکڑ لوں گا اور سامنے لے آؤں گا۔ میں نے امیر المؤمنین سے جا کر یہ بات کہی انھوں نے اسی وقت اسکی ولایت کا فرمان لکھ دیا وہاں اور کوئی شخص اسوقت موجود نہ تھا۔

موسیٰ بن عبدالعزیز بیان کرتا ہے کے رباح مروان کے محل میں پہنچ کر جب اسکے چبوترے کے پاس آیا تو اپنے بعض ساتھیوں سے کہنے لگا کیا یہی مروان کا محل ہے انھوں نے کہا جی ہاں کہنے لگا یہ بھی عجیب محل ہے کہ آج ایک یہاں آ کر اترتا ہے اور دوسرے دن یہاں سے کوچ کر جاتا ہے ہم خود سب سے پہلے یہاں کوچ کرنے والوں میں ہونگے۔

زہیر بن المنذر عبدالرحمٰن بن العوام کو مولی بیان کرتا ہے کہ رباح کے ساتھ ابوالبختری نامی ایک دربان بھی مدینہ آیا چونکہ یہ ولید بن یزید کے زمانے میں میرے باپ کا دوست تھا۔ اس تعلق کی وجہ سے میں اس سے ملنے جاتا تھا ایک دن اس نے مجھے کہا کہ رباح نے مروان کے قصر میں فروکش ہونے کے بعد مجھ سے کہا تھا کہ بخدا یہ محل بھی عجیب ہے کہ ادھر یہاں کوئی آ کر ٹھہرا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں کوچ کر گیا عبداللہ اسی محل کی ایک کوٹھڑی میں اس راستے پر جو مقصورہ کو جاتا ہے قید تھا۔ جہاں اسے زیاد نے قید کر رکھا تھا۔ تو جب اور لوگ اسے ملاقات کر کے چلے گئے تو رباح نے مجھ سے کہا کہ تم میرا ہاتھ پکڑو اور ہم اس معزز بزرگ سے ملنے چلیں۔

چنانچہ وہ مجھ پر سہارا دیئے ہوئے۔ عبداللہ بن حسن کے سامنے آ کر کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے شیخ امیر المؤمنین نے مجھے کسی قرابت کی وجہ سے یا کسی ایسے احسان کی وجہ سے جو میں نے ان کے ساتھ کیا ہو مجھے اس خدمت پر مامور نہیں کیا ہے بخدا تم اس طرح مجھے اس معاملہ میں بے وقوف نہ بنا سکو گے۔ جیسا کہ تم زیاد اور قسری کے ساتھ کرتے آئے ہو یا تو اپنے بیٹوں محمد اور ابراہیم کو حاضر کر دو ورنہ میں تمہاری جان نکالوں گا۔ اس پر اس نے سر اٹھایا اور کہنے لگا ہاں ٹھیک ہے تو ہی وہ ذلیل نیلی آنکھوں والا قیسی ہے جو اس معاملہ میں بکری کی طرح ذبح کر دیا

جائے گا۔

ابوالبختری کہتا تھا کہ اب ہم واپس آئے عبداللہ کے کہنے کا اس پر یہ اثر ہوا کہ اسکے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑ گئے اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا مجھے اسکی سردی محسوس ہو رہی تھی۔ اور اس کے دونو پاؤں لڑکھڑا رہے تھے میں نے اس سے کہا آپ اسکی بات کی طرف توجہ نہ کیجئے یہ غیب سے واقف نہیں کہنے لگا یہ کیا کہتے ہو اس نے جو کچھ اس وقت کیا ہے یہ ضرور اپنے بزرگوں سے سنکر کہا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ یہ شخص واقعی بکری کی طرح اس فتنہ میں ذبح کر دیا گیا۔

مدینہ کے منشی کا قتل

رباح نے مدینہ آکر قسری کو طلب کیا اور اس سے سرکاری رقم کا حساب مانگا۔ اس نے کہا میرا یہ منشی موجود ہے سرکاری خزانے کے حساب سے یہ مجھ سے زیادہ واقف ہے اس نے کہا میں تم سے پوچھتا ہوں تم اپنے منشی پر ٹالتے ہو اس کے بعد رباح کے حکم سے اس کی گردن دبائی گئی اور اس پر بے شمار کوڑے پڑے۔

رزام پر ہونے والے مظالم

پھر اس نے اسکے منشی رزام کو جو اسکا مولی بھی تھا گرفتار کیا اس پر سخت مار پڑنے لگی صورت یہ تھی کہ ایک دن اس کے ہاتھ گردن پر باندھ دیئے جاتے تھے۔ اور سویرے سے شام تک پندرہ کوڑے لگوائے جاتے نیز اسے مسجد نبوی کے صحن اور شہر کے چوک میں پھرا کر کوڑے لگائے جاتے اس سے کہا گیا کہ تو ابن خالد کے خلاف مواد دیدے مگر اس سے اس نے مکمل طور پر انکار کر دیا۔ ایک دن اسے عمر بن عبداللہ الجذامی نائب کوتوال نے باہر نکالا اور کوڑے مارنا چاہے مگر دیکھا کہ اسکے دونوں پیروں سے لیکر کانوں تک زخم ہی زخم ہے۔ عمر نے اس سے کہا کہ آج تمہاری پٹنے کی باری ہے بتاؤ کہاں کوڑے لگائیں وہ کہنے لگا بخدا ہاتھ اور پاؤں کے علاوہ میرے تمام جسم پر کوئی جگہ ایسی نہیں رہی جہاں تم کوڑے لگا سکو۔ کیونکہ ہر حصہ زخمی ہے اگر چاہتے ہو تو یہ ہتھیلیاں موجود ہیں ان پر کوڑے لگا لو۔ اس نے اپنی ہتھیلیاں سامنے کر دیں اور اس پر پندرہ کوڑے لگائے گئے۔

رباح کے آدمی مسلسل اس شخص کے پاس آتے اور اسے پھسلاتے رہے کہ وہ کسی طرح سے ابن خالد کے خلاف مواد دیدے تو پھر اسے چھوڑ دیا جائے۔ اس نے رباح کی طرف پیغام بھیجا کہ تم مجھے پٹوانا چھوڑ دو میں ایک تحریر لکھتا ہوں رباح نے مار کی ممانعت کر دی۔ اور پھر اس سے اصرار کیا اور کہا کہ آج شام تم وہ تحریر لیکر سب لوگوں کے سامنے مجھے دو۔ شام کے وقت رباح نے پھر اپنا آدمی اسکے پاس بھیجا۔ اور اسے بلایا رزام اسکے پاس آ گیا اس وقت بہت سے لوگ رباح کے پاس بیٹھے تھے اس نے کہا اے لوگو گواہ رہو کے امیر نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ایک تحریر لکھ کر دوں۔ جس میں ابن خالد کو ملزم ثابت کروں میں نے اس قسم کی ایک تحریر لکھ دی ہے اور اس میں ابن خالد پر الزام عائد کیا ہے مگر میں اب تم لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ جو کچھ میں نے اس میں لکھا ہے وہ سراسر جھوٹ اور غلط ہے۔ رباح نے حکم دیا کہ اسے ایک سو ۱۰۰ کوڑے لگائے جائیں۔ چنانچہ اب ۱۰۰ کوڑے اسے مارے گئے

اور پھر اسے جیل میں بھیج دیا گیا۔

آسمانی آئینہ کے ذریعہ محمد کی تلاش

عبیداللہ بن محمد بن عمر علی راوی ہے کہ جب اللہ نے حضرت آدمؑ کو جنت سے اتار کر جبل ابوقیس پر کھڑا کیا تو تمام سطح زمین ان کے سامنے لائی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ ساری زمین تمہارے لئے ہے آدمؑ نے کہا اے میرے پروردگار میں کس طرح جان سکوں گا کہ اس زمین میں کیا ہے اللہ نے ان کے لئے ستارے ظاہر کئے اور کہا کہ جب تم کو یہ ستارہ نظر آئے تم سمجھ لینا کہ یہ اور یہ واقعات ہوں گے۔ اور جب فلاں ستارہ دیکھنا تو سمجھ لینا کہ اب فلاں واقعہ پیش آئے گا۔ چنانچہ حضرت آدمؑ تمام واقعات زمین ستاروں کے ذریعہ معلوم کرتے تھے اس کے بعد یہ طریقہ بھی آپ کے لئے مشکل ہو گیا تو اللہ نے آسمان سے ایک آئینہ نازل فرمایا جس میں وہ تمام روئے زمین کے واقعات دیکھ لیتے تھے۔

ان کے انتقال کے بعد قفطس شیطان نے اس آئینہ پر قبضہ کر کے اسے توڑ ڈالا اور اس پر سرزمین مشرق میں ایک شہر جابرت نام بسایا۔ حضرت سلیمانؑ نے جب اس آئینہ کو دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ وہ قفطس لے گیا آپ نے اسے بلا کر اس آئینہ کے بارے میں پوچھا اس نے کہا وہ شہر جابرت کی بنیادوں میں موجود ہے۔ آپ نے اس سے کہا کہ اسے لیکر آؤ اس نے کہا مگر ان بنیادوں کو کون گرا سکے گا لوگوں نے آپ سے کہا کہ آپ شیطان سے کہے کہ تو ہی یہ کام بھی کر۔ چنانچہ وہ شیطان اس آئینہ کو حضرت سلیمان کے پاس لے آیا حضرت سلیمانؑ نے اس کے ٹکڑوں کو جوڑ کرا سکے چاروں طرف تسمے باندھے اب اسمیں تمام جہان کی سیر کرنے لگے۔

آپ کے انتقال کے بعد بہت سے شیاطین اس پر ٹوٹ پڑے اور اسے لے گئے اس کا ایک ٹکڑا بچ گیا تھا جو بنی اسرائیل میں بطور رواثت ہوتا ہوا۔ قبیلہ جالوت کے سردار کے پاس آیا وہ اسے مروان بن محمد کے پاس لایا اس نے اس اسے رگڑ کر ایک دوسرے آئینہ پر چڑھا کر جب دیکھا تو اس میں اسے اپنے متعلق خلاف منشا واقعات نظر آئے۔ مروان نے اسے پھینک دیا اور بنی جالوت کے سردار کو قتل کرا دیا اور وہ آئینہ اپنی ایک باندی کو دیدیا اس نے اسے ایک تھیلی میں بند کر کے کوٹھڑی میں ڈال کر اسے تالا لگا دیا۔ ابوجعفر نے خلیفہ ہونے کے بعد اس سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ فلاں عورت کے پاس موجود ہے۔ چنانچہ اس کی تلاش ہوئی اور مل گیا ابوجعفر بھی یہ کرتے تھے کہ اسے رگڑ کر اور صاف کر کے ایک دوسرے آئینہ پر رکھتے تھے اور اس میں تمام زمین کی سیر کر لیتے تھے اسی میں انھوں نے محمد بن عبداللہ کو دیکھا اور رباح کو لکھا کہ محمد ایسے علاقے میں ہے جہاں لیموں اور عناب کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔ وہاں اسکی تلاش کرو مگر چونکہ ابوجعفر کے کیسی خاص آدمیؑ نے محمد کو یہ بات لکھ دی تھی کہ تم ایک مقام میں صرف اتنے دن قیام کرنا جتنے دن میں ڈاک عراق سے مدینہ پہنچ جاتی ہے اس کے بعد وہ مقام چھوڑ دینا چنانچہ وہ ہمیشہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہتا تھا۔

اسی دوران ابوجعفر نے ایک مرتبہ اسی کو بیضا میں دیکھا جو جھاڑی سے تقریباً بیس میل کے فاصلے پر ہے اور سب پہاڑوں سے زیادہ طویل ہے ابوجعفر نے رباح کو اطلاع دی کہ محمد آج کل ایسے علاقے میں ہے جہاں

پہاڑ اور غار کثرت سے ہیں رباح نے ایسے مقام پر بھی اسے ڈھونڈا مگر نہ پایا۔ پھر ایک مرتبہ انھوں نے رباح کو لکھا کہ اب وہ ایسے پہاڑ میں ہے جہاں مونگ اور تارگول ہوتا ہے رباح نے پڑھکر کہا یہ تو کوہ رضوی ہے چنانچہ اب اس نے یہاں محمد کو ڈھونڈا مگر نہ پایا۔

ابوصفوان نصر بن قدید نصر بن سیار کہتا ہے کہ ابوجعفر کے پاس ایک ایسا آئینہ تھا جس میں دیکھ کر وہ اپنے دوست یا دشمن کو سمجھ جاتے تھے۔

محمد کے بچے کی ہلاکت کا واقعہ

حارث بن اسحٰق راوی ہے۔ رباح نے محمد کی تلاش میں اب اور بھی زیادہ کوشش شروع کی اسے معلوم ہوا کہ محمد کوہستان جھینہ کے جبل رضوی کی کسی گھاٹی میں ہے یہ مقام ینبع کے علاقہ میں واقعہ ہے رباح نے عمرو بن عثمان بن مالک الجھنی (از بنی خشم) کو اس مقام کا عامل مقرر کیا۔ اور اسے محمد کی تلاش کی ہدایت کی اسے معلوم ہوا کہ وہ کوہ رضوی کی ایک گھاٹی میں موجود ہے یہ ایک سوار لشکر اور پیدل سپاہ لیکر اس کی تلاش میں چلا محمد کو اسکے آنے کی اطلاع ہوگئی وہ تو بڑی تیزی سے نکل بھاگا۔ مگر اس کا ایک بالکل کم سن بچہ جو اسی حالت خوف وہراس میں پیدا ہوا تھا اور جسے اسکی ایک لڑکی لئے ہوئے تھی پہاڑ پر سے گر پڑا اور ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا عمرو بن عثمان بے مقصد حاصل کئے بغیر واپس آ گیا۔ وہ بچہ گر کر مر گیا اس کی اطلاع محمد کو ہوئی اسے اسکا سخت صدمہ ہوا۔

خود محمد سے یہ روایت مذکور ہوئی ہے وہ کہتا ہے کہ جب میں جبل رضوی میں چھپا ہوا تھا اس وقت میرے ساتھ میری ایک ام ولد باندی ساتھ تھی میرا ایک شیر خوار بچہ اس کے پاس تھا جسے وہ دودھ پلا رہی تھی اتنے میں اچانک اہل مدینہ کے مولی ابن سیوطی نے اس پہاڑ میں مجھے آ گھیرا میں تو بھاگ کر بچ گیا میری باندی بھی بھاگی وہ بچہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور پاش پاش ہوگیا۔

اس بیان کا ناقل عبیداللہ کہتا ہے کے ظہور کے بعد جب ابن سیوطی محمد کے سامنے پیش کیا گیا تو محمد نے اس سے پوچھا تمہیں اس شیر خوار بچے کا واقعہ یاد ہے اس نے کہا ہاں میں جانتا ہوں محمد نے اسے قید کر دیا اور محمد کے قتل ہونے تک قید رہا۔

رباح محمد کے قریب پہنچ گیا

خود محمد سے روایت ہے کہ میں وادی خرہ میں تھا کبھی پہاڑ پر چڑھ جاتا تھا اور کبھی وادی میں اتر آتا تھا اتنے میں رباح دستہ لیکر آ پہنچا میں ایک کنویں کی طرف مڑ گیا اس کے دونوں کناروں کے درمیان ٹھہر کر پانی پینے لگا یہ دیکھ کر رباح نے میرا تعاقب چھوڑ دیا اللہ اس کا بھلا کرے یہ اعرابی اپنے اخلاق میں کس قدر وسیع ظرف تھا۔

عثمان بن مالک کہتا ہے کہ رباح نے جان بوجھ کر محمد کو بچ کر نکل جانے دیا۔ محمد نے مجھ سے کہا کہ تم مجھے مسجد الفتح لے جاؤ وہاں ہم اللہ سے دعا مانگیں گے میں صبح کی نماز پڑھ کر محمد کے پاس آیا اور اب ہم دونوں چلے اس وقت محمد نے ایک موٹی قمیص پہن رکھی تھی اور ایک پھٹی ہوئی قرقبی چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ جب ہم اسکی قیام گاہ

سے نکل کر مسجد کے قریب آئے میں نے مڑ کر دیکھا تو مجھے رباح سواروں کے ایک دستہ کے ساتھ آتا ہو نظر آیا میں نے اس کہا غضب ہو گیا رباح آ رہا ہے محمد نے بے پرواہی سے مجھ سے کہا کہ چلے چلو آگے تو بڑھا مگر خوف کی وجہ سے میرے پاؤں بھی کام نہ دیتے تھے خود محمد راستے سے ہٹ کر اور اسے پشت پھیر کر بیٹھ گیا۔ اور اپنی چارو کا آنچل اپنے منہ پر ڈال لیا یہ جسیم تھا۔ جب رباح اس کے پاس آیا تو اس نے اپنے سپاہیوں سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی عورت ہے جو ہمیں دیکھ کر شرما گئی ہے اور اس نے گھونگٹ کر لیا ہے میں آفتاب کے طلوع ہونے تک چلتا رہا رباح آیا۔ اور اس نے مسجد پر چڑھ کر دو رکعت نماز پڑھی پھر بطحان کی سمت سے واپس چلا گیا۔ اسکے بعد محمد مسجد میں آیا اس نے نماز پڑھی اور دعا کی۔

اولادِ حسن کی گرفتاری

اپنے ظاہر ہونے تک محمد برابر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہا، جب اس پر قابو پانے میں منصور کو اس قدر دیر لگی تو وہ چڑھ گیا۔ عبداللہ بن حسن اس کی قید میں تھا۔ اس وقت عبدالعزیز بن سعید نے ابو جعفر سے کہا کہ ایک طرف تو آپ محمد اور ابراہیم کے پکڑنے کی فکر میں ہیں اور دوسری طرف حسن کے بیٹے آزاد پھر رہے ہیں۔ حالانکہ بخدا ان کے ہر شخص کا رعب لوگوں کے دلوں میں شیر سے بھی زیادہ ہے عبدالعزیز کی یہی بات ان سب کی گرفتاری کا باعث ہوئی۔ ابو جعفر نے اسکے بعد عبدالعزیز کو بلا کر پوچھا تمہیں کس نے یہ بات سمجھائی تھی اس نے کہا فلیح بن سلیمان نے، چنانچہ عبدالعزیز بن سعید کے مرنے کے بعد ابو جعفر کا جاسوس اور حاکم کے صدقات تھا انھوں نے فلیح بن سلیمان کو اس کی جگہ مقرر کر دیا ابو جعفر نے بنی حسن کی گرفتاری کا حکم دیدیا۔

ابو جعفر نے رباح کو حکم دیا کہ تمام بنی حسن کو گرفتار کر لو اور اس مقصد کے لئے انھوں نے ابوالازہر المھری کو مدینہ بھیجا۔ انھوں نے اس سے پہلے ہی عبداللہ بن حسن کو قید کر دیا تھا اور وہ تین سال تک قید رہا۔ حسن بن حسن نے عبداللہ کے غم میں خضاب لگانا چھوڑ دیا تھا۔ اور اس پر ابو جعفر کہتے تھے کہ ایسی ماتمی شکل بنانے سے کیا فائدہ ہوگا۔

رباح نے حسن بن حسن کے بیٹوں ابراہیم اور حسن کو، حسن بن جعفر بن حسن بن حسن کو، داؤد بن حسن بن حسن کے بیٹوں سلیمان اور عبداللہ کو، ابراہیم بن حسن بن حسن کے بیٹوں محمد، اسمٰعیل اسحٰق کو اور عباس بن حسن بن حسن بن حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب کو گرفتار کر لیا۔ آخر الذکر اس کے گھر کے دروازے ہی پر گرفتار کیا گیا تو اسکی ماں عائشہ بنت طلحہ بن عمر عبیداللہ بن معمر نے کہا کہ ذرا تھوڑی دیر کے لئے اسے چھوڑ دیں اسے لپٹا کر پیار کر لوں سرکاری عہدہ داروں نے اس سے انکار کر دیا۔ اور کہا تم زندہ نہ رہو گی نیز انھوں نے علی بن حسن بن حسن العابد کو گرفتار کر لیا۔ ابو جعفر نے ان کے ساتھ علی کے بھائی عبداللہ بن حسن بن حسن کو بھی قید کر دیا۔

رباح کی بدزبانی

اب رباح نے اہل مدینہ اور عبداللہ کے بیٹوں محمد اور ابراہیم کو علی الاعلان گالیاں دینا شروع کیں ایک

دن منبر پر کہا کہ یہ دونوں فاسق بیعت توڑنے والے جنگ کا فتنہ برپا کرنے والے مفسد ہیں۔ پھر ابوعبدہ پوتی انکی ماں کا نام لیا اور اسے گالیاں دیں۔ اسے سن کر سب لوگوں نے اظہار تعجب وحیرت کے لئے سبحان اللہ کہا اور اس کے کہے کو سخت برا سمجھا۔ اس پر اس نے انھیں مخاطب کر کے کہا کہ ہمارے ان کو گالیاں دینے کی تمام ذمہ داری تم پر عائد ہوتی ہے تم نے ہمیں اس کے لئے مجبور کر دیا۔ اللہ تمہیں ذلیل وخوار کر دے میں اب تمہارے خلیفہ کو تمہاری منافقت اور مکاری کی شکایت لکھتا ہوں۔ اس پر تمام لوگوں نے کہا اے اس شخص کے بیٹے جس پر شرعی حد جاری ہوئی ہے ہم تیری بات نہیں سنتے اور اب سب لوگ کنکر اٹھا کر اس پر جھپٹے مگر یہ فوراً جھپٹ کر بھاگا اور مروان کے محل میں گھس کر اس نے اس کا پھاٹک بند کر لیا۔ تمام لوگ مسجد سے نکل کر اس کے مقابل صف بستہ ہوئے اس پر پتھر پھینکے اور خوب گالیاں دیں مگر پھر چھوڑ کر چلے گئے۔

علی بن محمد کی گرفتاری

مذکورہ بالا بنی حسن کے ساتھ موسیٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بھی قید کر دیا گیا اسی طرح علی بن محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن بھی مصر سے آنے کے بعد گرفتار کر لیا گیا۔

اس کا واقعہ یہ ہے کہ محمد نے اپنے بیٹے علی کو مصر بھیجا تھا، مصر کے گورنر کو اسکا پتہ چل گیا۔ علی اچانک اس پر حملہ کرنا چاہتا تھا اس نے اسے گرفتار کر کے ابوجعفر کے پاس بھیج دیا۔ اس نے ابوجعفر سے اپنے مجرمانہ ارادے کا اقرار کیا اور اپنے باپ کے طرفداروں کا نام بتا دیا۔ جن لوگوں کے نام اس نے ابوجعفر کو بتائے تھے اس میں عبدالرحمٰن بن ابی الموالی اور ابوحسنین بھی تھے ابوجعفر نے ان دونوں کو قید کرا دیا اور ابوحسنین کو سوکوڑے لگوائے۔

ایک مرتبہ حسن بن حسن، ابراہیم بن حسن کے پاس آیا وہ اسوقت اپنے اونٹوں کو چارا کھلا رہا تھا، حسن اسے کہنے لگا کہ عبداللہ تو قید میں ہے اور تم یہاں اونٹ چرا رہے ہو۔ اے غلام اسکی رسی کھول دو غلام نے انکو چھوڑ دیا پھر اس نے انھیں واپس لانے کے لئے آواز بھی دی۔ مگر ان اونٹوں میں سے ایک بھی ہاتھ نہ آیا۔

علی بن عبداللہ بن محمد عمر بن علی بیان کرتا ہے کہ ہم مقصورہ میں رباح کے دروازے پر حاضر ہوئے نقیب نے آ کر کہا کہ بنی حسین میں سے جو لوگ یہاں ہوں وہ اندر آئیں۔ میرے چچا عمر بن محمد نے مجھے کہا کہ ذرا اندر جا کر دیکھو یہ لوگ کیا کرتے ہیں، چنانچہ یہ لوگ باب مقصورہ سے اندر گئے اور باب مروان سے باہر چلے آئے، ان کے بعد نقیب نے کہا کہ جو بنی حسن یہاں ہوں اب وہ اندر آئیں یہ بھی باب المقصورہ سے داخل ہوئے اور دوسری طرف باب مروان سے لوہا اندر گئے پھر بیڑیاں طلب ہوئیں۔

عیسیٰ کا باپ راوی ہے کہ رباح کا یہ معمول تھا کہ وہ صبح کی نماز پڑھ کر مجھے اور قدامہ بن موسیٰ کو اپنے پاس بلا بھیجتا تھا اور ہم اس سے کچھ دیر باتیں کر لیتے تھے۔ ایک دن میں اسکے پاس بیٹھا تھا اور جب روشنی اچھی طرح پھیل گئی کہ ہم ایک دوسرے کی شکل پہچان سکے اس وقت ایک شخص تو رے سے منہ چھپائے سامنے آیا۔ رباح نے اسے خوش آمدید کہا اور کہا آپ کیوں آئے اور کیا چاہتے ہیں میں چاہتا ہوں کے آپ مجھے بھی میرے خاندان والوں کے ساتھ قید کر دیجئے اب معلوم ہوا کہ یہ علی بن حسن بن حسن ہے۔ رباح کہنے لگا میں یہ بات

امیر المؤمنین تک پہنچا دوں گا اور وہ اس بات پر ضرور تمھارا لحاظ کریں گے، اس نے اسے بھی قید کر دیا۔

سعید بن ناشرہ، جعفر بن سلیمان کا مولی راوی ہے کہ محمد نے اپنے بیٹے علی کو مصر بھیجا تھا یہ وہیں گرفتار کر لیا گیا اور ابوجعفر ہی کی قید میں اس کا انتقال ہوا۔

موسیٰ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ جب ہم سب قید کر دیئے گئے تو جیل خانہ میں گنجائش نہ رہی اور ہمیں تکلیف ہونے لگی۔ اس پر میرے باپ عبداللہ بن حسن نے رباح سے کہا آپ اجازت دیں تو میں ایک مکان خرید لیتا ہوں اور اسی میں آپ ہمیں قید کر دیجئے۔ رباح نے اسے منظور کر لیا میرے باپ نے ایک مکان خرید لیا اور ہم سب اسی میں منتقل کر دیئے گئے جب قید بہت طویل ہوگئی۔ تو محمد اپنی ماں ہند کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میں نے اپنے باپ اور چچاؤں کو ایسی تکلیف میں مبتلا کر دیا ہے جسے وہ برداشت نہیں کر سکتے میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ اپنا ہاتھ انکے ہاتھ میں رکھدوں شاید اسی طرح انھیں رہائی نصیب ہو۔

ان کی ماں نے یہ کہا کہ اپنی ہیئت بدل کر پرانے چیتھڑے گدڑے پہن کر پیام رساں کی طرح جیل آئی اسے اندر آنے کی اجازت دی گئی۔ میرے باپ نے اسے دیکھ کر پہچان لیا اور خود اٹھ کر اسکے پاس گئے اس نے محمد کا قصہ کہا انھوں نے کہا اسے منع کر دو کہ وہ ہرگز ایسا نہ کرے ہم اپنی حالت پر صابر ہیں اور اللہ سے امید رکھتے ہیں کہ وہ اس میں ہمارے لئے بھلائی کریگا۔ تم جا کر اس سے کہدو کہ وہ اپنی حکومت کے لئے دعوت دے اور اس میں پوری کوشش کرے۔ ہمارے مصائب کی درستگی اللہ کے ہاتھ میں ہے، ان کی ماں نے واپس جا کر ساری گفتگو محمد سے بیان کر دی اب محمد اپنے ارادے پر پورطرح جم گئے۔

اس سال حسن بن حسین بن علی کے بیٹوں پوتوں کو مدینہ سے عراق بھیج دیا گیا، اس واقعہ کی تفصیل اور اسکے اسباب حسب ذیل ہیں۔

حضرت حسن کی اولاد مدینہ سے عراق منتقل

موسیٰ بن عبداللہ اپنے دادا کی روایت نقل کرتا ہے کہ جب ابوجعفر حج کرنے گئے انھوں نے محمد بن عمران ابن ابراہیم بن محمد طلحہ اور مالک بن انس کو ہمارے اعزا کے پاس بھیجا اور درخواست کی کہ آپ عبداللہ کے بیٹوں محمد اور ابراہیم کو میرے حوالے کر دیں۔ یہ دونوں آدمی ہمارے پاس آئے اس وقت میرے باپ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے ان دونوں نے وہ پیغام پہنچا دیا۔ اسے سن کر حسن بن حسن نے کہا کہ یہ اس بدبخت کے بیٹوں کی حرکت ہے بخدا نہ ہماری یہ رائے ہے نہ ہمارے کنبہ کا ایسا خیال ہے اور نہ اس میں ہمیں کچھ دخل ہے۔ اس پر ابراہیم نے حسن سے کہا کہ آپ اُن کے بیٹوں کی وجہ سے اپنے بھائی کو کیوں برا کہتے ہیں اور اپنے بھتیجے کو ان کی ماں کی وجہ سے کیوں برا کہتے ہیں اتنے میں میرے باپ نماز پڑھکر واپس آ گئے ان دونوں شخصوں نے ان سے وہ پیغام کہہ دیا انھوں نے ان کے جواب میں کہا بخدا میں ایک حرف بھی اس کے جواب میں نہیں کہنا چاہتا البتہ اگر وہ مجھے اجازت دیں تو خود انکی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ ان دونوں ساتھیوں نے یہ پیغام ابوجعفر کو پہنچا دیا اسے سن کر ابوجعفر کہنے لگے کہ وہ اپنی سحر بیانی سے مجھے گرویدہ کرنا چاہتے ہیں بخدا جب تک وہ اپنے دونوں بیٹوں کو حاضر نہیں کریں

گے میں ان کو اپنے پاس نہیں بلاؤں گا۔

ابن زبالہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے بعض علماء سے یہ بات سنی ہے کہ عبداللہ بن حسن کی تقریر میں یہ جادو بھرا تھا کہ جس کے ساتھ وہ ہم سفر ہوئے انھوں نے اسے اسکی رائے سے پھیر دیا۔

قیدیوں کی مدینہ سے روانگی

موسیٰ بن عبداللہ اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے، کہ اسکے بعد اسی سلسلہ میں ابوجعفر حج کرنے چلے گئے حج سے فارغ ہو کر مدینہ نہیں آئے بلکہ ربذہ چلے گئے اور اسکی نہر کے موڑ پر آئے۔ حارث بن اسحٰق کہتا ہے کہ بنو حسن رباح کے پاس قید تھے کہ ابوجعفر ۱۴۴ ہجری میں حج کے لئے آئے رباح ربذہ آ کر ان سے ملا انھوں نے اسے واپس مدینہ منورہ جانے کا حکم دیا۔ اور ہدایت کی کہ تم سب بنو حسن کی اولاد کو میرے پاس بھیج دو۔ نیز ان کے ساتھ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان کو بھی بھیج دینا۔ کیونکہ یہ بھی ماں کی طرف سے بنو حسن کا بھائی تھا ان کی سب کی وادی فاطمہ بنت حسین بن علیؓ بن ابی طالب تھی۔

رباح نے اسے بھی طلب کیا یہ اسوقت بدر میں اپنی کسی جائداد پر مقیم تھا وہاں سے اسے رباح نے مدینہ بلایا اور پھر اسکے ساتھ اور تمام بنی حسن کو لیکر ربذہ روانہ ہوا۔ جب مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر قصر نفیس میں آیا تو یہاں اس نے لوہاروں کو انکی بیڑیوں اور ہتکڑیوں سمیت بلایا اور ہر شخص کو بیڑی اور ہتکڑی پہنائی گئی۔ عبداللہ بن حسن بن حسن کی بیڑی کے حلقے ان کی پنڈلی پر اتنے تنگ تھے کہ وہ گوشت میں پیوست ہو گئے عبداللہ نے عبداللہ نے ایک مرتبہ ان کی تکلیف کی وجہ سے آہ کی اس پر اس کے بھائی علی بن حسن بن حسن نے رباح کو قسم دی کہ میری بیڑی کے حلقے اتنے چوڑے ہیں کہ یہ اسکے پیر میں بخوبی آ جائیں گے یہ انسے پہنا دیا جائے چنانچہ وہ بدل دیئے گئے اور اب رباح انھیں ربذہ لے چلا۔

جویریہ بن اسما راوی ہے کہ جب حسن کے بیٹوں کو ابوجعفر کے پاس لے جانے لگے تو بیڑیاں منگوا کر سب کے ڈالدیں۔ علی بن حسن بن حسن اس وقت کھڑا نماز پڑھ رہا تھا۔ ان بیڑیوں میں ایک بہت بھاری بیڑی تھی کہ جس کے ڈالے جانے پر کسی نے آمادگی ظاہر نہ کی تھی اور سب نے اس کے ڈالے جانے سے انکار کر دیا تھا۔ جب یہ نماز سے فارغ ہو گیا تو کہنے لگا کہ ابھی تو ابتدا ہے اسی پر تم گھبرا گئے آئندہ نہ معلوم تمہاری کیا حالت ہو گی اب اس نے خود ہی اپنے پاؤں آگے بڑھا دیئے اور وہ وزنی بیڑی اسے ڈالدی گئی۔

عبداللہ بن عمران کہتا ہے کہ ابوالازہران سب کو ربذہ لایا تھا۔

حسین بن زید بن علی بن حسین کہتا ہے جب صبح کی نماز کے لئے میں مسجد نبوی گیا تو میں نے دیکھا کہ بنی حسن کو مروان کے قصر سے نکالا جا رہا ہے۔ ابوالازہران پر متعین ہیں اور انکو ربذہ لے جا رہے ہیں میں اپنے گھر واپس آ گیا اس وقت جعفر بن محمد نے مجھے بلا بھیجا۔ میں انکے پاس آیا انھوں نے پوچھا کیا واقعہ ہوا میں نے کہا میں نے دیکھا کہ بنی حسن کو محملوں میں بیٹھا کر لے جا رہے ہیں مجھے کہا بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا۔ پھر اپنے ایک غلام کو بلایا اور بہت دیر تک اپنے رب سے دعا مانگی غلام سے کہا تو جا اور دیکھتا رہ جب وہ سوار کر دیئے جائیں تو آ کر مجھے

بتا دینا تھوڑی دیر میں اس نے آ کر کہا کہ اب وہ روانہ ہوئے۔

جعفر بن محمد کھڑے ہوئے اور اونی پردہ کے پیچھے جہاں سے وہ سب نظر آتے تھے۔ مگر وہ خود کھائی نہ دیتے تھے آ کر کھڑے ہوئے۔ سب سے پہلے عبداللہ بن حسن محمل پر سوار سامنے آیا اس کے ساتھ محمل پر دوسری جانب ایک حبشی بیٹھایا گیا تھا اس طریقے پر اسکے تمام خاندان والے ایک ایک کر کے بیٹھائے گئے تھے ان کو دیکھ کر جعفر آبدیدہ ہو گئے۔ بلکہ ان کی داڑھی تک آنسو بہہ کر آئے پھر میری طرف دیکھ کر کہا اے ابوعبداللہ ان لوگوں کے بعد اب کوئی اللہ کا حرم محفوظ نہیں رہا۔

مصعب بن عثمان راوی ہے کہ جب بنی حسن قید کر لئے گئے تو حارث بن عامر عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام ربذہ میں ان کے پاس آ کر کہنے لگا خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمارے علاقہ سے تمہارا اخراج کر دیا حسن بن حسن یہ سن کر قدرے تیز ہوئے مگر عبداللہ نے کہا میں پرزور طریقہ پر تم سے کہتا ہوں کہ تم خاموش رہو۔

ابن ابرود محمد بن عبداللہ کا حاجب بیان کرتا ہے کہ جب بنی حسن عراق جا رہے تھے تو محمد اور ابراہیم دیہاتیوں کے لباس میں اپنے چہرہ پر عمامہ اوڑھے اپنے باپ کے پاس آتے اور اسکے ساتھ ساتھ چلتے اور خروج کے لئے اجازت مانگتے۔ مگر عبداللہ خروج میں جلدی کرنے سے انکو روکتا اور کہتا کہ جب تک اچھی طرح انتظام نہ کرو خروج نہ کرنا اور یہ بھی کہا کہ اگر ابوجعفر تمہیں شریف لوگوں میں زندگی بسر کرنے سے روکے تو روک سکتا ہے مگر وہ تمہیں شریف لوگوں جیسی موت مرنے سے تو نہیں روک سکتا۔

عبداللہ بن عمرو پر ہونے والے مظالم

جب بنو حسن ربذہ میں تھے اس وقت عبداللہ بن عمرو بن عثمان ایک پھولدار قمیص اور اس کے نیچے ایک باریک کپڑے کی ازار پہنے ابوجعفر کے پاس آیا جب یہ اسکے سامنے آ کر کھڑا ہوا۔ تو ابوجعفر نے اسے دیوث کہہ کر خطاب کیا محمد نے کہا آپ یہ کیا فرماتے ہیں آپ جانتے ہیں کہ بچپن سے لیکر بڑھاپے تک میں نے کبھی کوئی ایسا فعل نہیں کیا جس کی وجہ سے مجھے یہ خطاب دیا جائے۔ ابوجعفر نے کہا پھر کہاں سے تو نے اپنی بیٹی کو حاملہ کرایا۔ (اس کی بیٹی ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسن کے نکاح میں تھی) تو نے مجھ سے طلاق اور عتاق کی شرط پر قسم کھا کر عہد کیا تھا کہ تو مجھ سے منافقت نہیں برتے گا اور نہ میرے کسی دشمن سے تعلقات رکھے گا۔ تو اپنی بیٹی کو حنا اور عطر لگائے دیکھتا ہے اور اسے حاملہ بھی پاتا ہے مگر اسکے حمل کی تجھے ذرا پروا نہیں اب یا تو عہد شکن ہے یا تو دیوث ہے بخدا میں تجھ پر شرعی حد جاری کرونگا۔ محمد نے جواب دیا میں نے آپ سے جو عہد کیا تھا اس پر میں بدستور قائم ہوں اور جہاں تک میرے علم میں ہے میں نے کوئی بات آپ کے خلاف نہیں کی ہے آپ نے میری لڑکی پر جو الزام لگایا ہے تو وہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد ہونے کی وجہ سے اس تہمت سے بری ہے البتہ اس کے حاملہ ہونے پر میرا گمان ہے کہ شاید ہماری لاعلمی میں اس کے شوہر نے اس سے خلوت اختیار کی۔

اسکی تقریر سے ابوجعفر بہت غصہ میں آ گئے انھوں نے اسکے کپڑے پھاڑنے کا حکم دیا چنانچہ ان کی قمیص ازار پر سے پھاڑ دی گئی اور اسکی شرمگاہ کھل گئی۔ اس کے بعد ابوجعفر کے حکم سے ڈیڑھ سو کوڑے اس کے لگے اور ان

کے بدن کا کوئی حصہ ان کی ضرب سے باقی نہیں رہا۔ اس دوران ابوجعفر بلا توقف اسے پٹواتے رہے ایک کوڑا اسکے چہرے پر لگا اس پر اس نے کہا ذرا تو رحم کرو اور میرے چہرے کو تو بچا دو اسے تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت کی عزت وحرمت حاصل ہے اسکا لحاظ کرنا چاہئے۔ اس بات سے ابوجعفر کو اور بھی غصہ آیا اور جلاد سے کہا اب سر پر لگاؤ، چنانچہ تقریباً تیس کوڑے اور اس کے سر پر لگے۔

اس کے بعد لکڑی کا ایک تختہ اس کے قد کے برابر منگوایا گیا، عبداللہ بن عمرو بن عثمان لمبے قد والا تھا وہ تختہ اسکی گردن میں باندھ دیا گیا پھر اسکا ہاتھ اس سے باندھا گیا اور اسطرح اسے تشہیر کے لئے نکالا گیا جب یہ ابوجعفر کے کمرہ سے نکلا تو اسکے ایک آزادہ کردہ غلام نے لپک کر اس سے آ کر کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اگر حکم ہو تو اپنی چادر آپ کو اوڑھا دوں اس نے کہا اللہ تمہیں اسکی جزائے خیر عطا کرے تم نے بہت اچھا کیا جو یہ بات کہی۔ بخدا میری ازار کی ورزیں جن سے میرا ستر کھلا ہوا ہے وہ اس مار سے جو مجھ پر پڑی ہے میرے لئے زیادہ تکلیف دہ ہے، چنانچہ وہ چادر اسے اوڑھا دی گئی اور اسی طرح وہ اپنے دوسرے رشتہ داروں کے پاس جو پہلے سے قید تھے قید کر دیا گیا۔

عثمان پر مظالم

محمد بن ہاشم بن البرید معاویہ کا غلام راوی ہے کہ جب بنی حسن قید کر کے ربذہ لائے گئے میں وہاں موجود تھا ان کے ہمراہ عثمان بھی تھا اس کا رنگ چاندی جیسا تھا یہ سب لوگ باہر بٹھا دیئے گئے تھوڑی ہی دیر میں ابوجعفر کے پاس ایک شخص نے باہر آ کر پوچھا کہ محمد بن عبداللہ العثمانی کہاں ہے یہ کھڑا ہوا۔ اور اندر گیا اس کے اندر جاتے ہی ہم نے کوڑوں کی آواز سنی، اس پر ایوب بن سلمۃ المخزومی نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ ابوجعفر کسی شخص کے ساتھ نرمی نہ برتیں گے۔ اس لئے تم لوگ ابھی سے ہر بات کے لے تیار ہو اور کسی قسم کی پریشانی کا اظہار نہ ہونے دو۔ ابوعثمانی باہر نکالا گیا اس کے اتنے کوڑے لگے تھے کہ اس کا رنگ بدل گیا تھا اور وہ زنگی معلوم ہوتا تھا تمام جسم پر خون جاری تھا ایک کوڑا اسکی آنکھ پر لگا تھا اور اس سے بھی خون جاری تھا وہ اپنے بھائی عبداللہ بن حسن بن حسن کے پہلو میں لا کر بٹھا دیا گیا اس نے پانی مانگا۔ عبداللہ بن حسن نے کہا اے لوگو کون ہے جو ابن رسول کو تھوڑا سا پانی پلائے کسی نے اس کا جواب نہیں دیا اور سب کنارہ کش ہو گئے۔ مگر ایک خراسانی نے اسے پانی لا کر پلایا اس کی تھوڑی دیر کے بعد ابوجعفر ایک خچر پر محمل کی ایک شق میں سوار باہر آئے ان کی دوسری جانب واہنی شق میں ربیع بیٹھا ہوا تھا ان کو دیکھ کر عبداللہ نے للکارا اے ابوجعفر بخدا جنگ بدر میں ہم نے تمہارے قیدیوں کے ساتھ یہ سلوک نہیں کیا تھا، اسے سنکر ابوجعفر شرما گئے اور اس کا کوئی جواب ان سے نہ بن پڑا۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب محمد بن عبداللہ العثمانی ابوجعفر کے پاس آیا تو اس نے اس سے ابراہیم کو پوچھا اس نے کہا مجھے اس کا کچھ علم نہیں ابوجعفر نے اس کے منہ پر گرز سے ضرب لگائی۔

ابوجعفر اور محمد میں تلخ کلامی

بیان کیا گیا ہے کہ محمد کے بارے میں ابوجعفر کی رائے بہت عمدہ تھی مگر رباح نے ابوجعفر سے ایک مرتبہ کہا امیر المؤمنین اہل خراسان آپ کے شیعہ ،اور انصار ہیں۔اہل عراق آل ابوطالب کے شیعہ ہیں اہل شام تو علی کو کافر سمجھتے ہیں اور اسی وجہ سے وہ ان کے کسی لڑکے کو نہیں مانتے۔مگر ان کا رشتہ دار محمد بن عبداللہ بن عمرو ایسا شخص ہے کہ اگر وہ دعوت دے تو ایک شامی بھی اسکی حمایت کے لیے گریز نہ کرے گا۔اس تقریر نے ابوجعفر کے دل میں جگہ کر لی جب وہ حج کے لئے آئے تو یہ محمد ان کے پاس آیا۔ابوجعفر نے اس سے پوچھا کیا تیری بیٹی ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کے نکاح میں نہیں ہے اس نے کہا میں صرف فلاں سال منیٰ میں اس سے ملا تھا۔ابوجعفر نے کہا کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ تیری بیٹی مہندی لگاتی ہے اور کنگھی چوٹی کرتی ہے اس نے کہا ہاں میں جانتا ہوں ابوجعفر نے کہا تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ زانیہ ہے محمد نے کہا امیر المؤمنین زبان بند کیجئے یہ آپ اپنے چچا کی بیٹی کی نسبت ایسا کہتے ہیں ابوجعفر نے اسے ماں کی گالی دی محمد نے کہا میر کس ماں کی گالی دیتے ہو ابوجعفر نے کہا تو فاحشہ زادہ ہے اس کے بعد ابوجعفر نے اس کے منہ پر گرز مارا۔محمد کی بیٹی رقیہ ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسن کی بیوی تھی۔

عبداللہ بن حسن کی شدید بے چینی

سلیمان بن داؤد بن حسن بیان کرتا ہے کہ میں نے عبداللہ بن حسن کو بھی اس قدر بے چین اور رنجیدہ نہیں دیکھا جتنا کہ اس دن دیکھا جب کہ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان کا اونٹ بگڑ کر بے قابو ہو گیا اور خود محمد اس سے غافل تھا۔اس کے پیروں میں بیڑیاں اور گلے میں زنجیر بندھی تھی اونٹ کے بگڑنے سے یہ گرا۔اس کے گلے کی زنجیر محمل میں اٹک گئی اور وہ معلق لٹکا رہ گیا اسے دیکھ کر عبداللہ بن حسن زاروقطار رونے لگے۔

موسیٰ بن عبداللہ پر ہونے والے مظالم

موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے کہ جب ہم ربذہ آئے تو ابوجعفر نے میرے باپ کے پاس اپنا قاصد اس پیغام کے ساتھ بھیجا کہ اپنے میں سے ایک شخص کو بھیج دو۔مگر یہ سمجھ لو کہ وہ اب کبھی تمہارے پاس واپس نہیں آئے گا ان کے تمام بھتیجے بڑھ بڑھ کر اپنے آپ کو اس قربانی کے لئے پیش کرنے لگے ان کو انھوں نے دعا دی مگر کسی کو قبول نہیں کیا۔اور ہم سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ تمہاری خاطر اپنے بھتیجوں کو مصیبت میں ڈالوں البتہ اے موسیٰ تم جاؤ۔چنانچہ میں گیا اس وقت میری عمر بہت ہی کم تھی مجھے دیکھ کر ابوجعفر نے کہا اے لڑکے تو کوڑوں سے بچ نہیں سکتا چنانچہ مجھ پر اتنے کوڑے پڑے کہ میں بیہوش ہو گیا مجھے مار کی کچھ خبر نہ رہی جب مار ختم ہوئی تو مجھے ہوش آیا انھوں نے مجھے اپنے بالکل قریب بلایا اور پوچھا جانتا ہے یہ کیا ہے۔

،یہ وہ خون تھا جو میرے جسم سے بہا تھا مجھے ایک ڈول اپنا خون پینا پڑا اس کے بغیر چارا نہ تھا کیونکہ اگر نہ پیتا مارا جاتا اس کے بعد میں نے کہا امیر المؤمنین بخدا اس معاملہ میں میرا کوئی قصور نہیں ہے اور میں بالکل علیحدہ

ہوں اس نے کہا تم جاؤ اور اپنے دونوں بھائیوں کو میرے پاس لیکر آنا۔ میں نے کہا آپ مجھے رباح بن عثمان کے پاس بھیج رہے ہو وہاں جاتے ہی وہ میری نقل وحرکت کی دیکھ بھال کے لئے جاسوس ومخبر متعین کر دے گا۔ وہ سایہ کی طرح میرے ساتھ رہیں گے نتیجہ یہ ہوگا کہ میرے بھائیوں کو ان جاسوسوں کا علم ہو جائے گا۔ اور وہ مجھ سے دور بھاگتے رہیں گے۔ ابوجعفر نے رباح کو لکھ دیا کہ تمہیں موسیٰ پر کوئی قدرت حاصل نہیں ہے اسے آزاد چھوڑ دو، مگر اس کے ساتھ خود انھوں نے اپنے آدمی میرے ساتھ کر دیئے اور ان کو ہدایت کر دی کہ وہ میری تمام حالت ان کو لکھتے رہیں۔ میں مدینہ آکر بلاط میں ابن ہشام کے مکان میں ٹھہرا۔ میں کئی ماہ اسی مکان میں مقیم رہا رباح نے ابوجعفر کو لکھا کہ موسیٰ اپنے مکان میں مزے سے رہ رہا ہے اور انتظار کر رہا ہے کہ کب امیر المؤمنین پر مصائب کا نزول ہو ابوجعفر نے اسے لکھا کہ موسیٰ کو میرے پاس بھیج دو۔ چنانچہ رباح نے پھر مجھے ان کے پاس بھیج دیا۔

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ میرے باپ نے ابوجعفر کو لکھا تھا کہ میں محمد اور ابراہیم کے نام ایک خط لکھتا ہوں آپ موسیٰ کو بھیج دیجئے ممکن ہے کہ یہ اپنے بھائیوں تک اس خط کو پہنچا دے اور اسے اپنے خط میں تو ان دونوں کو یہ لکھا تھا کہ تم ابوجعفر کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ مگر موسیٰ نے ان سے زبانی یہ کہہ دیا کہ کہہ دینا کہ وہ کبھی نہ آئیں اس تجویز سے اس کا مقصود یہ تھا کہ کسی طرح میں ابوجعفر کی گرفت سے نکل جاؤں چونکہ میں ہند سب سے چھوٹا بیٹا تھا اس وجہ سے میرے باپ مجھے بہت ہی عزیز رکھتے تھے۔ میں مدینہ آکر کئی ماہ مقیم رہا میرے ساتھ ابوجعفر کے سپاہی متعین تھے جب میرے قیام کو عرصہ گزر گیا اور جس مقصد کے لئے مجھے چھوڑا گیا تھا وہ پورا نہ ہوا تو رباح نے ابوجعفر کو میری شکایت لکھ بھیجی ابوجعفر نے مجھے اپنے پاس بلا لیا۔

عمران بن محرز راوی ہے کہ بنو حسن ربذہ روانہ ہوئے۔ ان میں علی اور عبداللہ، حسن بن حسن بن حسن کے بیٹے بھی تھے ان کی ماں حبابہ بنت عامر بن عبداللہ بن عامر بن بشیر تھی حسن بن حسن اور عباس بن حسن اسی قید میں انتقال کر گئے، ان کی ماں عائشہ بنت طلحہ بن عمر بن عبیداللہ تھی، اور عبداللہ بن حسن اور ابراہیم بن حسن تھے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب عبداللہ بن حسن کو اپنے اہل وعیال کے ساتھ قید کر کے عراق لایا جا رہا تھا نجف سامنے آیا عبداللہ نے نجف کی طرف اشارہ کر کے اپنے اہل سے کہا دیکھو اس گاؤں میں وہ شخص آرام کر رہا ہے جس کی وجہ سے ہم اس ظالم کے خلاف کاروائی کرنے سے رکے ہوئے ہیں۔ اتنے میں حسن وعلی کے دو بیٹے تلواریں بغل میں دبائے ہوئے عبداللہ بن حسن کے پاس آئے اور اس سے کہا اے رسول اللہ کے صاحبزادے ہم تمہارے پاس آئے ہیں جو آپ چاہیں ہم اسے بجا لائیں گے۔ عبداللہ نے انھیں کہا تم نے اپنا فرض ادا کر دیا اس معاملہ میں تم کچھ مفید نہیں کر سکتے، وہ دونوں واپس چلے گئے۔

محمد بن ابراہیم کا دردناک قتل

ابوجعفر کے حکم سے ابوالازہر نے بنی حسن کو ہاشمیہ میں قید کر دیا جب یہ سب ابوجعفر کے سامنے پیش کئے گئے تو ان کی نظر محمد بن ابراہیم بن حسن پر پڑی دیکھ کر کہنے لگے تو ہی دیباج اصغر ہے اس نے کہا جی ہاں ابوجعفر نے کہا بخدا میں تمہیں اس طرح قتل کروں گا کہ اس طرح میں نے کسی اور تیرے خاندان والے شخص کو قتل نہ کیا ہوگا

، ابوجعفر نے ایک چونے کے ستون کو درمیان میں سے شق کرنے کا حکم دیا جب وہ شق کر دیا گیا تو محمد بن ابراہیم کو اس میں زندہ چنوا دیا، یہ اس قدر حسین تھا کہ اسکی زندگی میں لوگ اسکی صورت دیکھنے جاتے تھے۔

ابراہیم اور عبداللہ کا انتقال

ابوالازہر بیان کرتا ہے کہ ایک دن عبداللہ بن حسن نے مجھ سے کہا کہ حجام بلوادو میں نے امیر المؤمنین سے اس کے لئے اجازت مانگی فرمایا بہت اچھا حجام بھیجنا۔

قید کئے جانے والے بنی حسن کی تعداد تیرہ تھی ان کے ساتھ عثمانی بھی تھا اور اس کے دو بیٹے بھی تھے یہ سب کوفہ کے مشرق میں بغداد سے متصل ابن ہبیرہ کے محل میں رکھے گئے ان میں سب سے پہلے ابراہیم بن حسن نے انتقال کیا پھر عبداللہ بن حسن کا انتقال ہوا جہاں اس کا انتقال ہوا تھا اس کے قریب ہی دفن کیا گیا عام طور پر جس قبر کو لوگ اسکی قبر بتاتے ہیں وہ اسکی قبر نہیں ہے بلکہ اس کے قریب دوسری قبر ہے۔

محمد بن عبداللہ کا قتل

محمد بن ابی حرب راوی ہے کہ محمد بن عبداللہ بن عمرو ابوجعفر کی قید میں تھا وہ اسکی برات کو جانتے تھے اتنے میں ابوعون نے خراسان سے ابوجعفر کو لکھا کہ اہل خراسان پر میرا رعب باقی نہیں رہا ہے اور وہ محمد بن عبداللہ کے معاملہ کو بہت اہم سمجھ رہے ہیں اس پر ابوجعفر نے محمد بن عبداللہ بن عمرو کو قتل کر کے اس کا سر خراسان بھیج دیا اور اپنا حلفی بیان بھی بھیجا کہ یہی محمد بن عبداللہ ہے اور اس کی ماں فاطمہ بنت رسول ﷺ تھی۔

کوفہ آ کر ابوجعفر کہنے لگے میں چاہتا ہوں کسی طرح اس فاسق اور فاسق خاندان والے سے چھٹکارا پاؤں۔ انھوں نے محمد بن عبداللہ بن عمرو کو اپنے پاس بلایا اور پوچھا کیا تو نے اپنی بیٹی کا عبداللہ کے بیٹے سے نکاح کر دیا ہے اس نے کہا نہیں ابوجعفر نے پوچھا تو کیا وہ اسکی بیوی نہیں ہے اس نے کہا اس کے چچا اور اسکے خسر یعنی عبداللہ بن حسن نے ان کا نکاح کر دیا تھا اور پھر میں نے بھی اس نکاح کو برقرار رکھا ابوجعفر نے پوچھا تیرے وہ وعدے کہاں گئے جو تو نے مجھ سے کئے تھے اس نے کہا میں ان پر قائم ہوں انھوں نے کہا کیا تو اپنی بیٹی کی مہندی لگانے سے ناواقف ہے اور کیا اسکے عطر کی خوشبو تجھ کو نہیں آتی اس نے کہا میں ان سب باتوں سے مکمل طور پر بے خبر ہوں اس کی وجہ یہ کہ چونکہ یہ تمام لوگ اس عہد اور قرار سے واقف ہیں جو میں نے آپ سے کیا ہے اس وجہ سے ان تمام باتوں کو مجھ سے پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ ابوجعفر نے کہا تم اپنی خطا کی اگر معافی مانگ لو تو میں تمہیں معاف کر دوں گا اور نیز اب جدید حلف اٹھا کر میری اطاعت اور خیر خواہی کا عہد کرو۔ اس نے کہا چونکہ میں نے عہد شکنی نہیں کی اس وجہ سے اسکی تجدید مجھ پر ضروری نہیں اور نہ میں نے آپ کی کوئی خطا کی ہے۔ جس کی میں معافی مانگوں، اس پر ابوجعفر نے اسے اسقدر پٹوایا کہ وہ مر گیا اور اس کا سر کاٹ کر خراسان بھیج دیا۔ عبداللہ بن حسن کو جب اس کے قتل کی اطلاع ہوئی تو اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا کہ الٹی بات ہے کہ اس کے خاندان کے دور اقتدار میں ہم اسکی وجہ سے امن میں رہے اور اب وہی ہمارے ساتھ ہمارے خاندان کے دور حکومت میں قتل کیا گیا۔

ایک روایت یہ ہے کہ جب محمد بن عبداللہ بن حسن ابوجعفر کے مقابلے میں ظاہر ہوا تو انھوں نے محمد بن عبداللہ بن عمرو کو قتل کر کے اس کا سر خراسان بھیج دیا اس کے ساتھ کئی آدمیوں کو بھیجا۔

نے اہل خراسان کے سامنے قسم کھا کر یہ بات کہی کہ یہ محمد بن عبداللہ ابن فاطمہ بنت رسول صلعم کا سر ہے

عبداللہ اور حسن کا قتل

عمر مورخ کہتا ہے کہ میں نے محمد بن جعفر بن ابرہیم سے محمد بن عبداللہ بن عمرو کے قتل کا سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ منصور کو اس کے سر کی ضرورت تھی۔ پھر جب محمد بن عبداللہ بن حسن کا سر خراساں ابوعون کے پاس محمد بن عبداللہ بن ابی الکرام اور ابن ابی العون کے ساتھ بھیجا گیا۔ تو اہل خراسان کو اس پر شک ہوا اور وہ کہنے لگے کہ یہ تو ایک مرتبہ اور قتل ہو چکا ہے اور اس کا سر ہمارے پاس آیا تھا پھر جب ان کو اصل حقیقت معلوم ہوئی تو وہ کہا کرتے تھے کہ ابوجعفر نے صرف یہ ایک ہی جھوٹ بولا ہے۔

عبداللہ بن عمران بن ابی فردہ راوی ہے کہ میں اور شعبانی ہاشمیہ میں رہتے تھے اور ابوالازہر کے پاس جایا کرتے تھے جب ابوجعفر اسے خط لکھتے تو اسے اس طرح شروع کرتے۔ یہ خط عبداللہ عبداللہ امیر المؤمنین کی طرف سے ابوالازہر اسکے مولی کے نام بھیجا جاتا ہے۔ اور جب ابوالازہر انھیں لکھتا تو اسے اسطرح شروع کرتا یہ خط ابوجعفر کے نام ابوالازہر کی طرف سے جوان کا مولی اور غلام ہے بھیجا جاتا ہے'' ایک دن ہم اس کے پاس بیٹھے تھے ، کہ اتنے میں ابوجعفر کا خط اس کے پاس آیا اس نے اسے پڑھ کر پھینک دیا۔ وہ بنی حسن کے قیدیوں کے پاس چلا گیا اس کے جانے کے بعد میں نے اس خط کو اٹھا کر پڑھا اس میں لکھا تھا۔ اے ابوالازہر میں نے اس معزور اکڑ والے کے متعلق جو حکم تمہیں دیا تھا اب اس پر عمل کرو اور جلدی اسکی بجا آوری کرو۔

شعبانی نے بھی وہ خط پڑھا اور مجھ سے پوچھا جانتے ہو کہ یہ غرور ناز والا کسے کہا گیا ہے میں نے کہا میں نہیں جانتا اس نے کہا بخدا یہ عبداللہ بن حسن ہے دیکھو کہ اب کیا کر کے آتا ہے تھوڑی ہی دیر کے بعد ابوالازہر ہمارے پاس آ گیا اور بیٹھ گیا کہنے لگا۔ بخدا عبداللہ بن حسن مر گئے تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر وہ اسکے پاس گیا اور وہاں سے غمگین صورت میں باہر آیا مجھ سے پوچھا تمہارے خیال میں علی بن حسن کیسا آدمی ہے میں نے کہا کیا آپ مجھے سچا سمجھتے ہیں اس نے کہا اس سے بھی بڑھ کر۔ میں نے کہا بخدا وہ اس سے بھی بہتر ہے جس کی تم اتنی لمبی لمبی تعریفیں کرتے رہتے ہو ابوالازہر کہنے لگا بخدا وہ بھی ختم ہو گیا۔

موسیٰ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ قید میں ہمیں نماز کے اوقات صرف ان اوراد و احزاب سے معلوم ہوتے تھے جو علی بن حسن پڑھا کرتے تھے۔

بنی دارم کا ایک مولی کہتا ہے کہ میں نے بشیر الرجال سے پوچھا کہ تم نے کیوں اس شخص کے خلاف خروج میں جلدی کیوں کی۔ اس نے کہا عبداللہ بن حسن کو گرفتار کرنے کے بعد ایک دن اس نے مجھے بلا بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ اس کوٹھڑی میں داخل ہو۔ اس کے اندر جا کر میں نے عبداللہ بن حسن کو مقتول پایا اسے دیکھ کر بے ہوش ہو گیا جب مجھے ہوش آیا تو میں نے اللہ سے یہ عہد کیا کہ اگر اس کا بدلہ لینے کے لئے کوئی بھی کھڑا ہو گا میں ضرور اس کا

ساتھ دوں گا۔ مگر میں نے منصور کے قاصد سے جو میرے ہمراہ تھا یہ درخواست کی کہ وہ اسے میری اس حالت سے جو مجھ پر گزری ہے اطلاع نہ دے کیونکہ اگر اسے یہ بات معلوم ہو جاتی تو وہ ضرور مجھے قتل کر دیتا۔

عمر مورخ کہتا ہے کہ جب میں نے یہ روایت ہشام بن ابراہیم بن ہشام بن راشد الھمد انی عباسی سے بیان کی کہ ابوجعفر کے حکم سے عبداللہ بن حسن قتل کیا گیا تو اس نے قسم کھا کر کہا کہ یہ غلط ہے انھوں نے ایسا حکم نہیں دیا تھا۔ بلکہ واقعہ یہ ہوا کہ منصور نے اپنے کسی مخبر کے ذریعہ عبداللہ بن حسن کو یہ غلط خبر پہنچائی کہ محمد ظاہر ہوا اور قتل کر دیا گیا اس خبر کو سن کر عبداللہ بن حسن کا دل پھٹ گیا اور وہ مر گیا۔

بقیہ قیدیوں کا انتقال

عیسیٰ بن عبداللہ کہتا ہے کہ ان کے بقیہ قیدیوں کو زہر دیکر ختم کر دیا گیا۔ ان میں سے صرف داؤد بن حسن بن حسن کے بیٹے سلیمان اور عبداللہ اور ابراہیم بن حسن بن حسن کے بیٹے اسحٰق و اسمٰعیل اور جعفر بن حسن زندہ بچے۔ اور جو ان میں سے قتل ہوئے وہ محمد کے خروج کے بعد قتل کیے گئے۔ راوی کہتا ہے کہ آل حسن کی ایک آزاد کردہ لونڈی جعفر بن حسن کو دیکھ کر کہنے لگی ابوجعفر آدمیوں کو خوب جانتے پہچانتے ہیں کہ انھوں نے تجھے چھوڑ دیا اور عبداللہ بن حسن کو قتل کر دیا۔

۱۴۴ ہجری

اسی سال ابوجعفر منصور بنی حسن بن حسن بن علی کو مدینہ سے عراق لائے اس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ محمد بن عمر راوی ہے کہ جب ابوجعفر نے رباح بن عثمان بن حیان المری کو مدینہ کا والی مقرر کیا۔ اسے تاکید کی کہ وہ عبداللہ بن حسن کے بیٹوں محمد اور ابراہیم کی تلاش میں پوری جدوجہد کرتا رہے اور کبھی ان سے غافل نہ رہے۔ چنانچہ رباح نے پوری مستعدی کے ساتھ ان کی تلاش شروع کی اس کے خوف سے وہ دونوں ہمیشہ نقل مکانی کرتے رہے۔ ابوجعفر انکی سرکشی سے سخت پریشان اور غمگین تھے انھوں نے رباح کو حکم بھیجا کہ وہ انکے باپ عبداللہ بن حسن اور اسکے بھائیوں حسن بن حسن، داؤد بن حسن ابراہیم بن حسن اور محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ کو جو انکی دادی فاطمہ بنت حسینؓ کی وجہ سے انکا بھائی ہوتا تھا چند اور لوگوں کے ساتھ گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا دے اور پھر ان کو ہمارے پاس بھیج دے۔ چنانچہ یہ سب لوگ قید کر کے ابوجعفر کے پاس ربذہ لائے گئے ابوجعفر اس سال حج کرنے آئے تھے راوی کہتا ہے کہ ابوجعفر نے رباح کو میرے متعلق بھی لکھا کہ اسے بھی بھیج دیا جائے مجھے گرفتار کر لیا گیا۔ اسی سال میں نے بھی حج کیا تھا، مجھے بھی بیڑیاں پہنائی گئیں اور ربذہ تک پیدل چلایا گیا میں ان لوگوں سے آملا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے عبداللہ بن حسن اور انکے گھر والوں کو عصر کے بعد مروان کے محل سے بیڑیاں پہنے نکلتا ہوا دیکھا پھر ان کو کسی زین کے بغیر محملوں میں سوار کیا گیا۔ میں اس وقت چونکہ سن بلوغ کو پہنچ چکا تھا اس

لیے جو میں نے دیکھا تھا وہ خوب یاد ہے۔

یہی راوی عبدالرحمٰن بن ابی الموالی سے روایت کرتا ہے کہ بنی حسن کے ساتھ تقریباً ایک سو چار آدمی جہینہ مزینہ وغیرہ قبائل کے بھی گرفتار کیے گئے تھے میں نے انکو ربذہ میں دیکھا کہ ان کی مشکیں بندھی ہوئی تھیں۔ اور وہ دھوپ میں کھڑے تھے، راوی کہتا ہے کہ میں بھی عبداللہ بن حسن اور انکے گھر والوں کے ساتھ جیل میں ڈال دیا گیا حج سے فارغ ہوکر ابوجعفر ربذہ آئے عبداللہ بن حسن نے ابوجعفر سے ملاقات کے لئے اجازت مانگی۔ مگر انھوں نے ملنے سے انکار کیا اور پھر عبداللہ بن حسن نے انکو زندگی بھر نہیں دیکھا۔

اس کے بعد ان میں سے ابوجعفر نے مجھے بلایا مجھے سوار کر کے ان کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس وقت عیسی بن علی ان کے پاس تھا مجھے دیکھ کر عیسی کہنے لگا یہی وہ ہے جس کا نام میں نے لیا تھا اگر آپ اس پر سختی کریں گے۔ یہ ان دونوں کا پتہ بتا دے گا میں نے ابوجعفر کو سلام کیا اس نے جواب دیا اللہ تجھ پر سلامتی نازل نہ فرمائے بتا وہ دونوں فاسق اور چھوٹے فاسق چھوٹے کے بیٹے کہاں ہیں۔ میں نے کہا امیر المؤمنین اگر میں سچی بات بیان کروں گا تو کیا اس کا نفع مجھے ملے گا انھوں نے پوچھا کہو کیا ہے میں نے کہا میری بیوی پر طلاق ہو اور مجھ پر یہ اور یہ لعنت پڑے اگر میں ان دونوں کے مقام سے واقف ہوں مگر اس نے میرے اس بیان کو نہ مانا اور کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ میں دونوں عقابوں کے درمیان کھڑا کیا گیا اور مجھے چار سو کوڑے مارے گئے چونکہ میں بے ہوش ہو گیا تھا۔ اس لئے اس وقت تو مجھے کچھ معلوم نہ ہوا مار کے بعد مجھے اسی حال میں اٹھا کر میرے دوسرے اعزا کے پاس لے آیا گیا۔

اس کے بعد اس نے دیباج محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ بن عفان کو بلوایا جسکی بیٹی ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کی بیوی تھی، جب یہ اس کے سامنے پیش کیا گیا اس نے محمد سے پوچھا مجھے بتاؤ وہ دونوں کذاب کیا کر رہے ہیں اور کہاں ہیں اس نے کہا امیر المؤمنین بخدا مجھے انکا بالکل کوئی علم نہیں ہے اس نے کہا تجھے بتانا پڑے گا۔ محمد نے کہا میں نے عرض کر دیا اور میں اپنے بیان میں سچا ہوں آج سے پہلے میں جانتا بھی تھا۔ مگر آج تو بخدا میں اس بات کو کہتا ہوں کہ مجھے ان کا علم نہیں ہے منصور نے حکم دیا کہ اس کے کپڑے اتارے جائیں چنانچہ اسے ننگا کر کے ۱۰۰ کوڑے مارے گئے اس وقت لوہے کی ہتکڑیاں بھی اس کے ہاتھ میں پڑی تھیں جو اس کی گردن سے بندھی تھیں مار کے بعد اسے باہر لائے اس کی وہی قمیص اسے پہنائی اور ہمارے پاس لے آئے اس کے بدن سے اس قدر خون بہا تھا کہ وہ قمیص اس سے چپک گئی تھی اور اتاری نہیں جاتی تھی جب ایک بکری کا دودھ اسکے جسم پر ڈالا گیا تب وہ قمیص اتر سکی اس کے بعد اسکی مرہم پٹی کی گئی۔

اب ابوجعفر نے ہم سب کو عراق لیجانے کا حکم دیا اور ہمیں ہاشمیہ میں لاکر وہیں قید کر دیا گیا ہم میں سے سب سے پہلے اس قید کی حالت میں عبداللہ بن حسن نے انتقال کیا جیل کے افسر نے آکر کہا کہ تم میں جو اس کا قریب عزیز ہو وہ نماز جنازہ پڑھائے۔ چنانچہ حسن بن حسن بن حسن بن علی نے انکی نماز جنازہ پڑھائی اس کے بعد محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان اس کا انتقال ہوا اس کا سر کاٹ کر شیعوں کی ایک جماعت کے ساتھ خراسان بھیجا گیا خراسان کے تمام علاقے میں اسکی تشہیر کی گئی۔ جہاں وہ سر جاتا وہ شیعہ جماعت خلیفہ اس بات کو بیان کرتی کہ یہ سر

محمد بن عبداللہ ابن فاطمہ بنت رسول کا ہے اس سے ان کی مراد محمد بن عبداللہ بن حسن ہوتا کیونکہ اسکے متعلق ان کے ہاں یہ روایت مشہور تھی کہ وہ ابوجعفر کے خلاف خروج کریگا۔اس سال سری بن عبداللہ مکہ کا گورنر تھا، رباح بن عثمان المُری مدینہ کا گورنر تھا عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ کا اور شعبان بن معاویہ بصرہ کا گورنر تھا۔سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے یزید بن حاتم مصر کا گورنر تھا۔

آغاز ۱۴۵ ہجری

اس سال کے اہم واقعات

اس سال محمد بن عبداللہ بن حسن نے مدینہ اور اس کے بھائی ابراہیم نے اس کے بعد بصرہ میں خروج کیا اور دونوں مارے گئے۔

محمد بن عبداللہ کا خروج اور اس کا قتل

محمد کی گرفتاری کے لئے رباح کی تیز کوششیں

ابوجعفر بنی حسن کو قید کر کے اپنے ساتھ عراق لے گئے رباح مدینہ منورہ واپس آیا اس نے اب محمد کی تلاش میں ایسی تیزی دکھائی اور اسے اسقدر تنگ کر دیا کہ اس نے ظاہر ہونے کا مصمم ارادہ کر لیا۔عمر کہتا ہے کہ جب میں نے ابراہیم بن محمد بن عبداللہ الجعفری سے یہ بات کہی کہ رباح کے مجبور کر دینے کی وجہ سے محمد کو اس وقت مقررہ سے پہلے ہی خروج کرنا پڑا جو اس کے اور اسکے بھائی ابراہیم کے درمیان خروج کے لئے طے پایا تھا تو اس نے اس بات کے ماننے سے انکار کیا اور کہا کہ بیشک محمد کی تلاشی بڑی شدت سی کی جا رہی تھی۔اور اسی سلسلہ میں اسکا کمسن بیٹا پہاڑ سے گر کر مر گیا اور ایک مرتبہ تو تعاقب کرنے والے اس کے قریب ہی آ گئے تھے۔مگر وہ مدینہ کے ایک کونویں میں اتر گوا پنے ساتھیوں کو پانی دینے لگا اور کنویں میں سر تک غرق ہو گیا۔اور جسامت کی وجہ سے ان کا بدن چھپتا بھی نہ تھا بلکہ ابراہیم بھی چیچک نکل آنے کی وجہ سے وقت مقررہ پر خروج نہ کر سکا۔

حارث بن اسحٰق کی روایت ہے۔تمام مدینہ میں محمد کے جلد ظاہر ہونے کی خبر پھیل گئی لڑائی کے خوف سے ہم سامان خوراک کو جلد جلد خریدنے لگے بعض لوگوں نے تو اس کے لئے اپنی عورتوں کے زیور تک بیچ دیئے رباح کو معلوم ہوا کہ محمد نداد آ گیا ہے وہ اپنی فوج لیکر اس کے مقابلے کے لئے روانہ ہوا محمد اس سے پہلے ہی نداد پہنچ جانے کے ارادے سے بڑھ چکا تھا اس کے ساتھ خبیر بن عبداللہ السلمی، خبیر بن عبداللہ بن یعقوب بن عطاء عبداللہ بن عامر الاسلمی تھے ان لوگوں نے ایک سقہ کو اپنی سہیلی سے کہتے سنا کہ رباح محمد کے ارادے سے نداد روانہ ہو گیا ہے اور اب وہ بازار کی طرف جا رہا ہے۔یہ سنکر یہ لوگ جہینہ کے مکان میں گھس گئے اس کا دروازہ اندر سے بند کر لیا رباح اسی دروازے کے سامنے سے گزرا مگر اسے کیا خبر تھی کہ محمد یہیں چھپا ہوا ہے یہ نداد جا کر مقصد حاصل کئے بغیر

اپنی سرکاری قیام گاہ قصر مروان میں واپس آیا عشاء کی نماز اس نے مکان کے اندر ہی پڑھی باہر نہیں آیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ سلیمان بن عبداللہ بن ابی سبرہ (از بنی عامر بن لوئی) نے رباح کو محمد کی اطلاع دی تھی ایک دوسری روایت یہ ہے کہ عبیداللہ بن عمرو بن ابی ذویب اور عبدالحمید بن جعفر خروج سے پہلے محمد کے پاس آئے اور کہنے لگے کیا انتظار کر رہے ہو بخدا ساری امت پر تمہاری ہی تاخیر اور احتیاط سخت ڈوبھر ہو رہی ہے تم تنہا خروج کرنے میں کیوں پس و پیش کرتے ہو۔

ایک خوفناک چیخ

عیسیٰ اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے، رباح نے ہمیں بلا بھیجا میں جعفر بن محمد بن علی بن حسینؓ، حسین بن علی بن حسین، حسین بن علی بن حسین بن علی، علی بن عمر بن علی بن حسینؓ بن علی، حسن بن علی ابن حسین بن علی بن حسین بن علیؓ البعض دوسرے قریش کے سردار جن میں اسمٰعیل بن ایوب بن سلمہ بن عبداللہ بن الولید بن مغیرہ اور اسکا بیٹا خالد تھے رباح کے پاس آئے۔ ہم مروان کے محل میں اس کے پاس بیٹھے تھے کہ ہم نے اس زور کی تکبیر سنی کہ اور کوئی شئے سنائی نہیں دیتی تھی ہم نے یہ خیال کیا کہ پہرہ والوں نے تکبیر کہی ہوگی اور پہرہ والوں نے یہ خیال کیا کہ یہ آواز مکاان کے اندر سے آرہی ہے۔ اسے سنتے ہی ابن مسلم بن عقبہ جو رباح کے متوسلین میں تھا اچھل کر اپنی تلوار پر سہارا دیکر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ ان لوگوں کے بارے مین آپ میری بات مانیں اور سب کو ابھی قتل کر دیں۔

علی بن عمر کہتا ہے کہ معلوم تو ایسا ہی ہوتا تھا کہ گویا اسی رات ہم سب ذبح کر دیئے جائیں گے۔ مگر حسین بن علی نے کھڑے ہو کر کہا کہ آپ کو اس کا حق نہیں ہے کیونکہ ہم لوگ بدستور وفادار اور اطاعت گزار ہیں۔ اب رباح اور محمد بن العزیز مجلس سے اٹھ کر یزید کے گھر کے ایک گنبد میں جا چھپے ہم سب وہاں سے اٹھ کر عبدالعزیز بن مروان کے گھر کے راستے نکلے اور ایک برامدے پر جو عاصم بن عمر کے کوچہ میں واقع تھا کود کر چڑھ گئے اسمٰعیل بن ایوب نے اپنے بیٹے خالد سے کہا کہ مجھے برآمدے پر اچھلا نہیں جاتا تم مجھے اٹھا دو چنانچہ اس نے اپنے باپ کو اٹھا کر اس برآمدے پر چڑھا دیا۔

خروج سے نمٹنے کیلئے تیاریاں

عبدالعزیز بن عمران اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ جب رباح کو قصر مروان میں یہ خبر معلوم ہوئی کہ آج ہی رات محمد خروج کرے گا۔ اس نے میرے بھائی محمد بن عمران عباس بن عبداللہ بن الحارث بن عباس ان کے علاوہ اور کئی شخصوں کو بلا بھیجا۔ اپنے بھائی کے ساتھ میں بھی گیا عشاء کے بعد ہم اسکے پاس آئے ہم نے سلام کیا مگر اس نے سلام کا جواب ہمیں نہیں دیا ہم بیٹھ گئے میرے بھائی نے مزاج پرسی کی اس نے آہستہ آواز سے خیر کہہ دیا۔ اس کے بعد دیر تک خاموش رہا پھر ایک دم چونک کر کہنے لگا اے مدینہ والو امیر المؤمنین جسے پکڑنا چاہتے ہیں اسے مشرق و مغرب میں تلاش کر رہے ہیں۔ حالانکہ وہ شخص تمہارے درمیان گھومتا پھرتا ہے اللہ کی قسم اگر اس

نے خروج کر دیا تو میں تم سب کو قتل کر دوں گا۔ میرا بھائی کہنے لگا اس کا خروج ہرگز کوئی اہمیت نہیں رکھتا میں اس کا کفیل ہوں ریاح نے کہا مدینہ میں تمہارا خاندان بہت بڑا ہے اور تم امیر المؤمنین کے قاضی بھی ہو بہتر ہے کہ تم اپنے خاندان کو ہر موقع کے لئے خدمات انجام دینے پر آمادہ کرو اور انکو دعوت دو۔

محمد کا خروج

میرا بھائی جانے کے لئے تیر کی طرح اٹھا مگر ریاح نے اسے بیٹھ جانے کا حکم دیا اور مجھ سے کہا کہ ثابت تم جاؤ چنانچہ میں فوراً وہاں سے اٹھ کر باہر آیا اور میں نے بنی زہرہ کو بلوایا جو طلحہ کے باغیچہ سعد کے مکان اور بنی ازہر کے مکان میں رہتے تھے اور کہہ دیا کہ اپنے ہتھیار لیکر آؤ۔ ان میں سے بشر اسی وقت آ گیا نیز ابراہیم بن یعقوب بن سعد بن ابی وقاص اپنی کمان موڑے ہوئے آیا۔ یہ سب سے زبردست قادر انداز تھا ان کی کثرت دیکھ کر میں نے ریاح سے آ کر کہا کہ لیجئے یہ بنی زہرہ مسلح ہو کر آ گئے ہیں۔ یہ آپ کے ساتھ ہیں انہیں اندر آنے کی اجازت دیجئے ریاح کہنے لگا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ مسلح جماعتیں میرے پاس آئیں میں ان کو یہاں آنے کی اجازت تو نہیں دے سکتا۔ البتہ ان سے کہو کہ محل کے صحن میں بیٹھ جائیں اگر کوئی واقعہ رونما ہو تو لڑیں میں نے ان لوگوں سے آ کر کہہ دیا کہ اس نے اندر آنے کی تو اجازت نہیں دی اور وہاں جانے سے فائدہ بھی کیا ہے آؤ ہمارے پاس بیٹھ کر باتیں کرو۔

وہاں بیٹھے ہوئے تھوڑی دیر گزری تھی کہ عباس بن عبداللہ بن الحارث لشکر کے ساتھ رات کی گردآوری کیلئے نکلا۔ اور گھاٹی کی چوٹی تک جا کر اپنے مقام پر واپس آ گیا اور اس نے اپنے مکان کا دروازہ بند کر لیا بخدا میں اسی طرح ان سے باتیں کر رہا تھا کہ زوراء کی سمت سے دو شتر سوار تیزی سے گھوڑے دوڑاتے ہوئے آتے دکھائی دیئے۔ یہ دونوں عبداللہ بن مطیع کے مکان اور محکمہ قضاء کے احاطہ کے درمیاں پانی پلانے کی جگہ آ کر ٹھہر گئے اب ہم نے کہا بخدا اب جنگ کا فتنہ برپا ہو گیا، ہم نے بہت دور ایک آواز سنی ہم ساری رات وہیں ٹھہرے رہے۔ اب محمد بن عبداللہ مداد سے دو سو ۲۵۰ آدمیوں کے ہمراہ آگے بڑھا اس نے بنی سلمہ اور بطحان پہنچ کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بنی سلمہ کے راستے چلو اللہ نے چاہا تو سب سلامت رہو گے اس کے بعد ہم نے تکبیر سنی پھر اسکی آواز آہستہ ہو گئی وہ اور آگے بڑھ کر ابن حصین کے کوچہ سے باہر آیا اور بازار کے راستے سے ہوتا ہوا کھجور والوں کے محلے سے سرکی والوں ہوتا ہوا۔ جیل خانہ آیا ان دنوں ابن ہشام کا مکان جیل تھا جیل کا پھاٹک کھول کر اس نے تمام قیدی رہا کر دیئے۔ وہاں سے بڑھ کر جب وہ یزید اور اویس کے مکانوں کے درمیان آیا تو اس وقت ایک بھیانک اور خوفناک منظر ہمیں نظر پڑا۔

ابراہیم بن یعقوب گھوڑے سے اتر پڑا اس نے اپنا ترکش سرنگوں کر کے کہا کہ میں تیر مارتا ہوں مگر ہم نے اسے منع کر دیا محمد کا مکان رحبہ میں تھا وہاں سے آگے بڑھ کر یہ عاتکہ بنت یزید کے مکان پر آیا اور اس کے دروازے پر بیٹھ گیا اور اب سب لوگ ایک دوسرے سے دست وگریبان ہوئے ایک سعدی مارا گیا یہ ساری رات مسجد نبوی میں بسر کرتا تھا محمد کے کسی آدمی نے اسے قتل کر دیا۔

جہم بن عثمان بیان کرتا ہے کہ محمد نداد سے ایک گدھے پر سوار ہو کر ظاہر ہوا ہم اس کے ساتھ تھے اس نے خوات بن بکیر بن خوات بن جبیر کو پیدل دستہ کا سردار مقرر کیا اور بھالا عبدالحمید بن جعفر کے سپرد کیا اس سے کہا کہ میری طرف سے تم اسے سنبھالو پہلے تو اسے اس نے اٹھا لیا۔ مگر پھر اس کے لینے سے انکار کر دیا محمد نے اس کے انکار کو منظور کر کے اسے اپنے بیٹے حسن بن محمد کے ساتھ کر دیا۔

جعفر بن عبداللہ بن یزید بن رُکانہ راوی ہے کہ ابراہیم بن عبداللہ نے اپنے بھائی کو کئی دفعہ تلواریں بھیجیں وہ اس نے نداد میں رکھ دیں خروج کی رات اس نے ہمیں بلایا ہم سو آدمی بھی نہ تھے وہ ایک سیاہ اعرابی گدھے پر سوار تھا وہاں سے دو راستے نکلتے تھے۔ ایک بطحان کا دوسرا ابی سلمہ کا ہم نے پوچھا کون سا راستہ اختیا کریں کہنے لگا اللہ تم کو سلامت رکھے گا بنی سلمہ کا راستہ اختیا کرو۔ چنانچہ اب ہم اسی راستے بڑھتے ہوئے قصر مروان کے دروزے پہنچ گئے۔

ابوعمر المدنی قریش کا شیخ بیان کرتا ہے کہ کئی روز سے مدینہ پر بادل چھایا ہوا تھا اور بارش ہو رہی تھی جب مینہ رکا تو اس وقفہ میں مدینہ سے کھسک گیا اگر چہ اب بھی بارش کا اندیشہ لگا ہوا تھا میں اپنے دیہاتی مکان میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک شخص آ کر میرے پاس بیٹھ گیا۔ مجھے معلوم نہیں وہ کس سمت سے آیا تھا میلے چیتھڑے اس کے جسم پر اور ایک میلا عمامہ سر پر تھا میں نے اس سے پوچھا کہاں سے آئے اس نے کہا اپنی تھوڑی سی بھیڑوں کے پاس سے آ رہا ہوں ان کے چرواہے سے ایک ضرورت تھی مگر اب گھر جانے کا ارادہ ہے۔

میں اس سے مختلف علوم پر گفتگو کرنے لگا اس کی وسعت علم کا یہ حال تھا کہ جس موضوع کو میں نے چھیڑا وہ اس میں مجھ سے کہیں آگے اور بہت زیادہ معلومات رکھتا تھا میں اس کے تبحر علمی سے حیران ہوا اور تعجب کرنے لگا کہ جو آنے کی وجہ اس نے بیان کی ہے وہ ٹھیک نہیں معلوم ہوتی میں نے پوچھا تم کون ہو اس نے کہا مسلمان ہوں میں نے کہا یہ تو درست ہے مگر کس خاندان و قبیلہ سے تعلق ہے اس نے کہا اس سے زیادہ کے دریافت کرنیکی تمہیں ضرورت نہیں میں نے کہا نہیں میں اس سے ضرور پوچھوں گا کہ تم کس خاندان سے تعلق رکھتے ہو اسے سنکر وہ فوراً کھڑا ہو گیا اور یہ پڑھتا ہوا اسخرق الخفین یشکو الوجی (اس کے دونوں پاؤں پتھریلے دشوار گزار سر زمین پر چلتے چلتے پھٹ گئے ہیں اور وہ درد سے کراہ رہا ہے آنافاناً نظر سے اوجھل ہو گیا۔

نظر سے غائب ہو جانے کے بعد اس کا حال معلوم کرنے سے پہلے اسے چھوڑ دینے پر مجھے ندامت ہوئی میں اس کے پیچھے چلا کہ اس سے پھر پوچھوں مگر اسے نہ پایا معلوم ہوتا تھا کہ زمین میں سما گیا ہے، میں اپنی قیام گاہ پر واپس آ گیا پھر مدینہ آیا مدینہ آئے ہوئے مجھے ایک دن اور رات گزری تھی کہ میں مدینہ میں صبح کی نماز میں شریک ہوا میں نے دیکھا کہ ایک ایسا شخص نماز پڑھ رہا ہے جس کی آواز سے میں واقف تھا نماز میں اس نے سورۃ انا فتحنا لک فتحاً مبینا تلاوت کی نماز سے فارغ ہو کر وہ منبر پر بیٹھا اب مجھے معلوم ہوا کہ یہی محمد بن عبداللہ بن حسن ہے جو مجھے شہر کے باہر ملا تھا۔

اسماعیل بن الحکم بن عوانہ نے ایک اور شخص کا جس کا نام اس نے لیا تھا اسی قسم کا قصہ نقل کیا اور وہ کہتا

ہے کہ جب اس واقعہ کو میں نے انبار کے ایک ابوعبید نامی شخص سے بیان کیا تو اس نے یہ بیان کیا کہ محمد اور ابراہیم نے بنی ضبہ کے ایک شخص اسماعیل بن ابراہیم بن ہود کو ابوجعفر کے پاس اس غرض سے متعین کر کے روانہ کیا۔ کہ یہ ان کی خبریں بھیجتا رہے یہ شخص مصیب کے پاس پیش کیا گیا۔ جو اس وقت ابوجعفر کا کوتوال تھا اس نے اپنی قرابت کا اظہار میسب نے کہا جو د کچھ ہو مگر تم کو امیر المؤمنین کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔ چنانچہ جب وہ حاضر خدمت ہوا اس نے اپنے جرم کا اعتراف کیا ابوجعفر نے پوچھا تم نے اسے کیا کہتے سنا ہے اس نے کہا۔

شروہ الخوف قادری بہ
کذاک من لکیرہ حرّ الجلاد

(ترجمہ) خوف اس کا لباس بن چکا ہے کہ اسے کہیں چین نہیں اور جو تلوار کی گرمی کو برا سمجھتا ہے اس کا حال خوف سے یہی ہو جاتا ہے۔

وخُطة ذُلِ نجعل الموت دو نھا
نقول لھا للموت اھلاً ومرحبا

(ترجمہ) ہم موت کو ذلت پر ترجیح دیتے ہیں اور ذلت کے موقع پر موت کو خوش آمدید کہتے ہیں تم جاؤ اور یہ شعر اسے سنا دو۔

ازہر بن سعید بن نافع جو اس ہنگامہ میں شریک تھا بیان کرتا ہے کہ یکم رجب ۱۴۵ ہجری کے دن محمد نے خروج کیا اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ رات نداد میں بصری اور رات ہی کے وقت وہ مدینہ آیا۔ جیل اور خزانہ پر قبضہ کر کے اس نے ریاح اور ابن مسلم کو ایک ساتھ ہشام کے مکان میں قید کر دیا۔

علی بن ابی طالب راوی ہے کہ جمادی الثانی کے ختم ہونے پر ابھی دو راتیں باقی تھیں کہ محمد نے خروج کیا عمر بن راشد کہتا ہے کہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں دو راتیں ابھی باقی تھیں کہ محمد نے خروج کیا میں نے خروج کی رات میں اسے زرد رنگ کا جبہ اور عمامہ پہنے ہوئے دیکھا عمامہ سے انے اپنی دونوں کو کیں باندھ رکھی تھیں۔ اس کے علاوہ ایک دوسرے پھولدار پٹکے میں اس نے تلوار باندھ رکھی تھی۔ یہ اپنے آدمیوں سے کہہ رہا تھا کہ مت لڑو مگر جب سرکاری قصر میں آنے سے انھیں روکا گیا تو اس نے ان سے کہا کہ بالمقصورہ سے قصر میں داخل ہو جاؤ۔

قصرِ مروان پر حملہ

انھوں نے اکٹھا ہو کر ایک دم حملہ کر دیا مگر مدافع کرنے والوں نے اس باب الخوضہ کی طرف سے آگ لگا دی باب الخوضہ کا کوئی شخص ادھر سے نہ جا سکا۔ البتہ قسری کے مولی رزام نے یہ ترکیب کی کہ اپنی ڈھال آگ پر رکھی اور اس پر سے گزر گیا دوسرے لوگوں نے بھی اسکی پیروی کی۔ اور اس طرح اس دروازے سے قصر میں گھس پڑے اسی دروازے پر ریاح کے سپاہیوں نے کچھ مقابلہ بھی کیا محل میں جو لوگ ریاح کے ساتھ تھے وہ عبدالعزیز کے گھر سے ہو کر نکل گئے۔ خود ریاح قصر مروان کے ابدار خانہ میں جا چھپا اور باہر سے گرا دیا گیا مگر لوگ پھر بھی چڑھ دوڑے اور اسے نکال لائے اور اب خود وہ قصر مروان میں قید کر دیا گیا اس کے ہمراہ اس کا بھائی عباس

بن عثمان بھی قید کر دیا گیا محمد بن خالد اسکا بھتیجا یزید بن یزید اور رزام ریاح کی قید میں تھے محمد نے ان سب کو رہا کر دیا اور نذیر کو حکم دیا کہ وہ ریاح اور ان کے ساتھیوں کو جکڑ کر بند کر دے۔

ریاح کا منت سماجت کرنا

عیسیٰ کہتا ہے کہ محمد نے ریاح اس کے بھتیجے اور ابن مسلم بن عقبہ کو قصر مروان میں قید کر دیا تھا۔ راشد بن حفص بیان کرتا ہے کہ رزام نے نذیر سے درخواست کی کہ تم مجھے اجازت دو کہ میں جو چاہوں ریاح کے ساتھ سلوک کروں کیونکہ تمہیں معلوم ہے کہ اس نے مجھے کیا کیا تکلیفیں اور سزائیں دی ہیں۔ نذیر نے یہ بات مان لی اور کہا تمہیں اس کا اختیار دیا جاتا ہے یہ کہہ کر وہ باہر جانے کے لئے کھڑا ہوا ریاح نے اس سے عرض کی اے ابوقیس جو کچھ میں نے تمہارے ساتھ کرنا تھا وہ کیا مگر میں نے ہمیشہ تمھارے مرتبہ اور درجہ کا لحاظ رکھا نذیر نے جواب دیا کہ ہاں یہ ٹھیک ہے جو اہلیت تم میں تھی اس کا اظہار تم نے کیا اب ہم میں جو اہلیت ہے اس کے مطابق ہم کریں گے ، رزام نے اسے سنبھالا مگر ریاح برابر اس کی منت سماجت کرتا رہا۔ آخر کار وہ اپنے ارادے سے رک گیا اور کہنے لگا کہ اپنی حکومت اور اقتدار کے زمانے میں تو نہایت جلد مشتعل ہو جاتا تھا اور اب مصیبت کے وقت اس قدر ذلیل ہے کہ اس طرح خوشامد کر رہا ہے۔

موسیٰ بن سعید الجمحی راوی ہے ریاح نے اپنے عہد میں محمد بن مروان بن ابی سلیط الانصاری (از بنی عمرو بن عوف) کو قید کر دیا تھا اس نے قید ہی میں اسکی مدح میں اشعار لکھے تھے۔

محمد کی تقریر

اسماعیل بن یعقوب التیمی بیان کرتا ہے کہ منبر پر بیٹھ کر محمد نے حمد وثنا کے بعد کہا ''اے لوگو تمہیں معلوم ہے کہ دشمن خدا ابوجعفر نے اپنے دور میں بیت اللہ کے مقابلہ میں اس کی تحقیر کے لئے ایک سبز قبہ بنایا ہے، جب فرعون نے کہا تھا کہ میں ہی تمہارا سب سے بڑا پروردگار ہوں تو اسی وقت اللہ نے اسے پکڑ لیا، دین کے قیام کے لئے سب سے زیادہ اولین مہاجرین اور ہمدرد وانصار کی اولاد کا حق ہے اے اللہ ہمارے دشمن نے تیرے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کیا ہے تیرے دشمنوں کو انھوں نے امان دی اور تیرے دوستوں کو انھوں نے خوفزدہ کر دیا اے اللہ تو ان سب کو ہلاک کر دے اور کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑ، اے لوگو میں نے تمہارے بھروسہ پر خروج نہیں کیا ہے کیونکہ میرے نزدیک تم میں کوئی قوت وطاقت نہیں ہے مگر میں نے تمہیں اپنا بنایا ہے کیونکہ اللہ کی قسم تمام روئے زمین میں کوئی اسلامی بستی ایسی نہیں ہے جہاں میری بیعت نہ ہو گئی ہو۔

خروج سے پہلے ریاح کی سپاہیوں کو ہدایت

موسیٰ بن عبداللہ اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے کہ جب ریاح نے مجھے ابوجعفر کے پاس روانہ کیا اس کی اطلاع محمد کو ہوگئی اس نے اسی رات خروج کر دیا۔ ریاح نے میرے ساتھ متعین کردہ سپاہیوں کی روانگی سے پہلے ہی یہ ہدایت کر دی تھی کہ اگر مدینہ کی سمت سے کوئی شخص آتا ہوا انھیں نظر آئے تو وہ میری گردن اڑا دیں چنانچہ جب ریاح محمد کے سامنے پیش ہوا تو اس نے اس سے مجھ سے پوچھا کہ موسیٰ کہاں ہے اس نے کہا کہ اب اس تک پہنچنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے میں نے اسے عراق بھیج دیا ہے۔ محمد نے کہا تم کسی کو بھیجو کہ وہ اسے واپس لے آئے اس نے کہا یہ ممکن نہیں کیونکہ میں نے اس کے ساتھ موجود سپاہیوں کو یہ ہدایت کر دی ہے کہ اگر مدینہ کی سمت سے کوئی آتا ہوا دکھائی دے وہ فوراً اسے قتل کر دیں۔

اب محمد نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ تم میں سے کون ہے جو موسیٰ کو میرے پاس لائے ابن خضیر نے کہا میں اسے لاتا ہوں محمد نے کہا اس کام کے لئے خاص آدمی منتخب کر لو۔ چنانچہ اس نے کئی آدمی انتخاب کئے ہمیں قطعاً کچھ خبر نہ ہوئی اچانک وہ اس طرح سے ہمارے پاس آ پہنچا کہ گویا وہ عراق سے آ رہا تھا اسے دیکھ کر سپاہی کہنے لگے کہ یہ تو امیر المؤمنین کے قاصد معلوم ہوتے ہیں جب وہ بالکل ہم میں آ ملے اس وقت انھوں نے ہتھیار باہر نکالے ان کے سردار اور دوسرے اسکے ساتھیوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور میرے اونٹ کو بٹھا کر میری بیڑیا کاٹیں اور مجھے چھڑا کر محمد کے پاس لے آئے۔

ابوجعفر کی دھوکہ دہی

علی بن الجعد کہتا ہے کہ ابوجعفر کا یہ معمول تھا کہ وہ محمد کے نام اپنے بڑے بڑے سپہ سالاروں کی طرف سے جعلی خط بھیج دیا کرتے تھے۔ ان خطوں میں محمد کو ظاہر ہونے کی دعوت ہوتی تھی اور یہ لکھا جاتا تھا کہ ہم سب تمہارے ساتھ ہیں اس بنیاد پر محمد کہتا تھا کہ جب ہم دونوں کا مقابلہ ہوگا تو ابوجعفر کے تمام سپہ سالار اس کا ساتھ چھوڑ کر میرے پاس چلے آئیں گے۔

حارث بن اسحٰق راوی ہے، مدینہ پر قبضہ کر کے محمد نے عثمان بن محمد بن خالد الزبیر کو مدینہ کا عامل مقرر کیا عبدالعزیز بن مطلب بن عبداللہ المخزومی کو مدینہ کا قاضی بنایا ابوالقلمس عثمان بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عمرؓ بن الخطاب کو کوتوال مقرر کیا۔ عبداللہ بن جعفر بن عبدالرحمٰن بن المسور بن مخرمہ کو بخشی مقرر کیا۔ محمد بن عبدالعزیز کی طرف پیغام بھیجا کہ مجھے تو یہ خیال تھا کہ تم ہماری مدد کرو گے اور ہمارا ساتھ دو گے اس نے معذرت نامہ بھیجا اور کہا کہ میں تمہاری مدد کے لئے آتا ہوں مگر پھر چپکے سے مدینہ سے نکل گیا اور مکہ مکرمہ چلا گیا۔

عبدالحمید بن جعفر راوی ہے پہلے تو میں محمد بن عبداللہ کا افسر کوتوالی تھا پھر اس نے مجھے کسی ایک سمت کو بھیج دیا اور میرے بعد پھر زبیری کو اس نے کوتوال بنایا۔

محمد کا ساتھ دینے والے سردار

ازہر بن سعید بن نافع کہتا ہے کہ سوائے درج ذیل سرداروں کے علاوہ باقی کوئی بڑا شخص ایسا نہ تھا جو محمد کے ساتھ نہ ہوگیا ہو جو لوگ اس کے شریک نہ ہوئے وہ یہ تھے۔ ضحاک بن عثمان بن عبداللہ بن خالد بن حزام عبداللہ بن المنذر ربن المغیرہ بن عبداللہ بن خالد بن حزام، ابوسلمہ بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عمرؓ بن الخطاب اور حبیب بن ثابت بن عبداللہ بن الزبیرؓ۔

لوگوں کا مدینہ سے نکلنا

کلثم بنت وہب کہتی ہے کہ جب محمد نے خروج کیا اکثر مدینہ والے شہر چھوڑ کر مدینہ چلے گئے ان میں میرا خاوند عبدالوہاب بن یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن الزبیر بھی بقیع چلا گیا تھا میں اسا بنت حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباسؓ کے پاس جا پہنچی میرے خاوند نے کچھ اپنے کہے ہوئے شعر مجھے لکھے اس کے جواب میں میں نے یہ اشعار اسے لکھ بھیجے۔

رحم اللہ شبابا
قاتلوا یوم الثنیہ
قاتلوا عنہ بُنیّات
واحساب نقیہ
فرعنہ الناس طُر
غیر خیل اسدیا۔

(ترجمہ) اللہ ان جوان مردوں پر اپنا رحم فرمائے جو گھاٹی کی لڑائی میں مصروف کارزار ہوئے۔ اس شخص کی حمایت میں بڑے نجیب الطرفین نوجوان لڑے جب کہ اسدی لشکر کے علاوہ اور سب لوگ اس کا ساتھ چھوڑ کر فرار ہوگئے تھے)

ان اشعار پر لوگوں نے یہ شعر زائد کر دیا۔

قتل الرحمن عیسی
قاتل نفس الزکیہ

(ترجمہ) خدا عیسی کو قتل کرے جو نفس الزکیہ کا قاتل ہے)

امام مالک کا فتوی

سعید بن عبدالحمید بن جعفر بن عبداللہ بن الحکم بن سنان الحکمی انصار کے بھائی نے اسی روایت کو ایک

سے زیادہ آدمیوں سے سنا ہے کہ محمد کے ساتھ خروج کرنے کے متعلق امام مالک بن انس سے فتوی پوچھا گیا تھا اور یہ بھی کہہ دیا گیا تھا کہ ہم ابوجعفر کی بیعت کر چکے ہیں امام مالک نے کہا کہ تم نے بادل ناخواستہ بیعت کی تھی اور اس صورت میں بیعت توڑنے کی حالت میں قسم کا کفارہ عائد نہیں ہوتا اس فتوی کی بناء پر اب لوگ جوق در جوق محمد کے پاس جانے لگے امام مالک اپنے گھر ہی بیٹھے رہے۔

ایک بوڑھے کا بیعت کرنے سے انکار

عبداللہ بن جعفر کا غلام ابن ابی ملیکہ بیان کرتا ہے کہ خروج کے بعد محمد نے اسمعیل بن عبداللہ بن جعفر کو بیعت کرنے کے لئے بلایا یہ بہت بوڑھا شخص تھا اسمعیل نے کہا اے میرے بھتیجے بخدا میں جانتا ہوں کہ تم مارے جاؤ گے پھر میں کیوں بیعت کروں یہ سن کر تھوڑی دیر کے لئے لوگ اس کی بیعت کرنے سے رک گئے۔ چونکہ خروج کے بعد محمد کی بیعت کرنے میں بنی امیہ سب سے پیش پیش تھے۔ اس وجہ سے حمادہ بنت معاویہ اسمعیل کے پاس آئی اور کہنے لگی چچا جان یہ آپ کیا کر رہے ہیں سب سے پہلے میرے بھائی اپنے ننھیالی رشتہ دار کی مدد کے لے تیار ہوئے اگر آپ نے ایسا کہا تو تمام لوگ ان کی مدد کرنے سے رک جائیں گے نتیجہ یہ ہوگا کہ میرے ماموں زاد بھائی اور میرے بھائی سب مارے جائیں گے۔ مگر اس سن رسیدہ بزرگ نے اس کے کہنے کی طرف کوئی توجہ نہیں کی اور محمد کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔

کہا جاتا ہے کہ اس واقعہ سے حمادہ انکی دشمن ہوگئی اور اس نے ان کو مار ڈالا محمد چاہتا تھا کہ ان کی نماز جنازہ پڑھے عبداللہ بن اسماعیل اس سے بحث کرنے لگا اور اس نے ہنگامہ برپا کیا اور کہا کہ ایک طرف تو میرے باپ کو قتل کراتا ہے اور پھر اسی کی نماز جنازہ پرھانے کھڑا ہوتا ہے مگر سپاہیوں نے اسے ایک طرف ہٹا دیا اور محمد ہی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

عیسی اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ عبیداللہ بن الحسین بن علی بن الحسین بن علی محمد کے سامنے پیش کیا گیا محمد نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا اور کہا کہ میں نے یہ قسم کھائی تھی کہ جب میں اسے دیکھوں گا قتل کر دونگا۔ عیسی بن زید کہنے لگا کہ آپ مجھے اجازت دیں میں قتل کر دیتا ہوں مگر محمد نے اسے اس بات سے روک دیا

محمد بن خالد کی گرفتاری

محمد بن خالد القسر ی کہتا ہے کہ محمد کے خروج کے وقت میں ابن حیان کی قید میں تھا محمد نے مجھے رہا کر دیا جب میں نے محمد کی تقریر سنی جو اس نے منبر نبوی پر بیٹھ کر دی تھی اور اس میں اس نے جو دعوت دی اسے سنا تو میں نے کہا کہ یہ دعوت حق ہے میں اس تحریک کو کامیاب کرنے میں اللہ کے لئے پوری محنت وکوشش کروں گا۔ تب میں نے کہا امیر المؤمنین آپ نے ایسے شہر میں خروج کیا ہے کہ اگر اس کے ناکے بند کر دیئے جائیں تو تمام اہل شہر بھوک اور پیاس سے ہلاک ہو جائیں گے بہتر یہ ہے کہ آپ میرے ساتھ عراق چلیں کل دس منزل کا فاصلہ ہے وہاں چل کر اس کا مقابلہ کیجئے۔ ایک لاکھ تلوار چلانے والے آپ کے ساتھ ہونگے محمد نے ایسا کرنے سے انکار

کردیا ایک دن میں اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ وہ مجھ سے کہنے لگا، ابن ابی فروہ ابو الخصیب کے داماد کے پاس جو چیز مجھے ملی اس سے بہتر کوئی شے میرے دیکھنے میں نہیں آئی محمد نے اس پر غارت گری کی تھی، میں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اسی بہترین شے کو دیکھ پایا ہے اسی بناء پر میں نے امیر المؤمنین ابو جعفر کو اطلاع دی کہ بہت ہی کم آدمی اس کے ساتھ ہیں محمد مجھ سے ناراض ہوا اور اس نے پھر مجھے قید کردیا پھر عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کو قتل کردنے کے بعد مجھے قید سے رہا کیا۔

محمد کی ایک فعل پر تنقید

عبدالحمید راوی ہے کہ میں ایک دن محمد کے پاس تھا اس کے پاؤں میری گود میں رکھے تھے خوات بن بکیر بن خوات بن جُسیر اُسی وقت اس سے ملنے آیا اس نے سلام کیا محمد نے بے توجہی سے اسے جواب دیدیا جس میں گرم جوشی نہ تھی اس کے بعد ہی قریش کا ایک نوجوان اس سے ملنے آیا اس نے جب سلام کیا تو محمد نے بڑے تپاک سے اسے جواب دیا اس پر میں نے اس سے کہا کہ ابھی تک تمہارا تعصب ختم نہ ہوا اس نے کہا کیا ہوا میں نے کہا جب انصار کے سردار نے تمہیں سلام کیا تو تم نے اسے معمولی طریقے پر جواب دیدیا اور جب قریش کے ڈاکو نے آکر تم کو سلام کیا تو اس کے جواب نے تم نے بڑی گرم جوشی کا اظہار کیا یہ کیا بات ہے محمد نے کہا کہ ہرگز میں نے ایسا نہیں کیا جیسا کہ تمہارا خیال ہے بات یہ ہے کہ تم اسطرح میرے افعال پر نظر رکھتے ہو کہ اسطرح دوسرے نہیں کرتے اسی وجہ سے تم کو شبہ ہوا۔

محمد کا قتل

محمد نے حسن بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر کو مکہ کا عامل مقرر کیا اس کے ساتھ قاسم بن اسحٰق کو یمن کا عامل مقرر کر کے روانہ کیا۔

محمد نے قاسم بن اسحٰق کو یمن کا عامل مقرر کیا اور موسیٰ بن عبداللہ کو شام کا عامل مقرر کیا تا کہ یہ دونوں ان علاقوں میں اس کے لئے دعوت دیں اس سے پہلے کہ یہ دونوں اپنی اپنی منزل مقصود کو پہنچتے خود محمد ہی قتل کردیا گیا۔

نیز محمد نے عبدالعزیز الدراوردی کو اسلحہ کا محافظ مقرر کیا۔

حلیہ اور عادت

محمد کا رنگ شدید سانولا بلکہ کالا تھا یہ بہت جسیم اور موٹا تھا کالے ہونے کی وجہ سے لوگ اسے قاری کہتے تھے بلکہ ابو جعفر بھی اسے محمد کے بجائے مُحَمَّم پکارتے تھے۔

ابراہیم بن زیاد بن عنبسہ کہتا ہے کہ جب کبھی محمد منبر پر چڑھا اسکے چرانے کی آواز میں نے سنی حالانکہ میں منبر سے دور ہوتا تھا۔

ایک مرتبہ محمد منبر پر بیٹھا تقریر کررہا تھا کہ اس کے حلق میں بلغم اڑ گیا یہ اسے نگل گیا بلغم نیچے سے نیچے اتر

گیا مگر پھر آیا پھر اسے نگل گیا وہ پھر آیا محمد نے ادھر ادھر دیکھا اسے تھوکنے کی کوئی جگہ نظر نہ آئی آخر اس نے اپنا بلغم مسجد کی چھت پر تھوک مارا اور وہ وہیں چمٹا رہ گیا یہ بہت ہکلا تھا بعض مرتبہ اس کے سینے میں آ کر بات رک جاتی تھی اور پھر یہ اپنی چھاتی پر ہاتھ مار کر ادا کرتا۔

ایک دن عیسیٰ بن موسیٰ ابوجعفر سے ملنے آیا اور کہنے لگا کہ امیر المؤمنین یہ سنکر بہت خوش ہونگے کہ میں نے عبداللہ بن جعفر کے مکان کا اگلا رخ بنی معاویہ یعنی حسن یزید اور صالح سے خرید لیا ہے، ابوجعفر نے کہا کیا اس بات سے تمہیں خوشی ہوئی ہے یا بات قابل خوشی نہیں ہے تمہیں معلوم رہے کہ یہ حصہ انھوں نے صرف اس لئے فروخت کیا ہے کہ اسکی جو قیمت ان کو ملے اس سے وہ تمہارے خلاف بغاوت برپا کریں۔

عبداللہ بن الربیع بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عبدالمدان بیان کرتا ہے جس وقت محمد نے مدینہ میں خروج کیا ہے اس وقت منصور بانسوں کے ذریعے اپنے شہر بغداد کی حد بندی کر چکے تھے وہ کوفے روانہ ہوئے میں بھی ان کے ساتھ تھا مجھے للکارا میں بڑھ کر ان کے پاس پہنچا دیر تک خاموش رہنے کے بعد مجھ سے کہا اے ابن ربیع محمد نے خروج کر دیا ہے میں نے پوچھا کہاں انھوں نے کہا مدینہ میں میں نے کہا خدا کی قسم ہے وہ مارا گیا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو بھی تباہ کیا اس نے ایسی حالت میں خروج کیا ہے کہ نہ اس کے یار و مددگار ہیں اور نہ ساز و سامان۔

امیر المؤمنین میں آپ کو ایک حدیث سناتا ہوں جو مجھ سے سعید بن عمرو بن جعدۃ المخزومی نے بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ میں جنگ زاب کے دن مروان کے پاس کھڑا ہوا تھا اس نے مجھ سے پوچھا سعید تم جانتے ہو کہ یہ شخص کون ہے جو دشمن کے لشکر کے ساتھ مجھ سے لڑ رہا ہے میں نے کہا یہ عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس ہے مروان نے پوچھا ان میں وہ کونسا ہے ذرا مجھے اسکا حلیہ بتاؤ میں نے کہا وہ اچھے نقشہ کا زرد بازوؤں والا ہے وہ تم سے سخت دشمنی رکھتا ہے عبداللہ بن معاویہ کو شکست کھا جانے پر سخت برا کہتا ہے۔ مروان کہنے لگا ہاں میں اسے پہچان گیا بخدا میں چاہتا ہوں کہ اس کی جگہ علی بن ابوطالب مجھ سے لڑتے تو مجھے کوئی ڈر نہ تھا بخدا علی اور ان کا اولاد کا خلافت میں کچھ حصہ نہیں ہے اور وہ کبھی اس سے بہرور نہ ہونگے البتہ یہ بنی ہاشم رسول اللہ کا چچا کا اور ابن عباس کا پوتا ہے اس کے ساتھ شام کی ہوا ہے اور شامیوں کی مدد ہے اے ابن جعدہ تم جانتے ہو کہ میں نے عبدالملک کو چھوڑ کر جو عبیداللہ سے بڑا ہے کیوں اپنے بیٹوں عبداللہ اور عبیداللہ کو اپنا ولی عہد بنایا، میں نے کہا میں اس کی وجہ نہیں جانتا اس نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ خلافت عبداللہ کو ملے گی چونکہ عبدالملک کے مقابلہ میں عبیداللہ عبداللہ سے زیادہ قریب تھا اسوجہ سے میں نے اسے بھی اپنا ولی عہد بنا دیا۔

خروج کی اطلاع ابوجعفر کے پاس

ابوجعفر کہنے لگے میں تجھے خدا کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کیا واقعی ابن جعدہ نے یہ بات بیان کی ہے میں نے کہا اگر اس نے مجھ سے وہ بات نہ کہی ہو جو میں نے آپ سے بیان کی ہے تو میری بیوی سفیان بن معاویہ کی بیٹی پر طلاق ہے۔

جس رات محمد نے خروج کیا اسی رات ایک شخص جو عامر بن لوی کے خاندان اویس بن ابی سرح سے

تعلق رکھتا تھا ابوجعفر کے ارادے سے مدینہ سے روانہ ہوا۔ اور نو دن مدینہ سے مسلسل سفر کر کے وقت دارالخلافہ کے دروزے پر آ کر ٹھہرا اور اس نے چلانا شروع کیا آخر کار لوگ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے شہر کے اندر بلا لیا ربیع نے اسے پوچھا کہ اس وقت تو امیر المؤمنین سوار ہے ہیں تمہیں اس وقت کیا کام ہے اس نے کہا مجھے ان سے بہت ہی ضروری کام ہے اور ان سے ملاقات کئے بغیر چارہ نہیں ربیع نے کہا تم مجھے بیان کر دو میں ان سے جا کر کہہ دوں گا اس نے اس سے انکار کیا اب ربیع نے اندر جا کر امیر المؤمنین سے اس شخص کا ذکر کیا انھوں نے کہا کہ تم جا کر پوچھو جو وہ کہے وہ مجھ سے آ کر بیان کرو ربیع نے کہا میں نے اس سے یہی کہا تھا مگر اس نے مجھے بتانے سے انکار کر دیا وہ آپ کی ملاقات کے لئے اصرار کر رہے ہیں۔

آخر کار ابوجعفر نے اسے اپنے پاس بلا اس نے ان کے پاس جا کر کہا کہ امیر المؤمنین محمد بن عبداللہ نے مدینہ میں خروج کر دیا ہے ابوجعفر کہنے لگے بخدا اگر تو اپنے بیان میں سچا ہے تو گویا تو نے اسے قتل کر دیا، مجھے بتا کون کون اس کے ساتھ ہے اب اس نے ان کے سرداروں اور خاندان والوں کے نام بتائے جنھوں نے محمد کے ساتھ خروج کیا تھا ابوجعفر نے اس سے پوچھا کیا تو نے خود اسے دیکھا ہے اس نے کہا جی ہاں میں نے اپنی آنکھوں سے اسے دیکھا ہے اور جب وہ منبر رسول ﷺ پر بیٹھا ہوا تھا اس سے میں نے خود باتیں کی ہیں ابوجعفر نے اسے ایک حجرہ دیدیا۔ صبح کے وقت عیسیٰ بن موسیٰ کے غلام سعید بن دینار کو جو عیسیٰ کی مدینہ کی جائداد کا نگراں تھا ایک قاصد بارگاہ میں خلافت میں حاضر ہوا اور اس نے اس خبر کی توثیق کی اس کے بعد اور ذرائع سے متواتر خبریں محمد کے خروج کی ابوجعفر کو موصول ہوئیں۔ اب اس نے اویس کو اپنے پاس بلایا اور کہا میں تمہاری حفاظت کے لئے پہرہ دار مقرر کر دوں گا اور تمہیں مالدار کر دوں گا چنانچہ انھوں نے فی رات ہزار کے حساب سے نو راتوں کے نو ہزار درہم اسے دیئے۔

جب ابوجعفر کو محمد کے ظاہر ہونے کا علم ہوا تو وہ بہت ڈرے حارث نامی نجومی نے ان سے کہا آپ بلاوجہ پریشان ہیں بخدا اگر وہ ساری روئے زمین کا بھی مالک ہو جائے تب بھی نوے راتوں سے زیادہ برقرار نہیں رہے گا۔

جب ابوجعفر کو محمد کے خروج کا علم ہوا وہ کوفے کی طرف جھپٹے کہنے لگے میں ابوجعفر ہوں میں نے لومڑی کو اس کے بھٹ میں سے نکال ہی لیا۔

خروج کے مقابلہ کے لئے عبداللہ بن علی کی رائے

جب ان دونوں بھائیوں محمد اور ابراہیم نے خروج کیا تو ابوجعفر نے عبداللہ بن علی سے جو ان کی قید میں تھا یہ پچھوا بھیجا کہ فلاں شخص نے خروج کیا ہے اس کے متعلق تم اگر کوئی مشورہ دے سکتے ہو تو دو (عبداللہ بن علی عباسیوں میں بڑا مدبر مانا جاتا تھا) اس نے کہا کہ میں قیدی ہوں قیدی کی رائے بھی قید ہوتی ہے پہلے تم مجھے آزاد کر دو تو پھر میری رائے بھی آزاد ہو جائیگی اس کے جواب میں ابوجعفر نے کہلا کر بھیجا کہ اگر وہ بڑھتا ہوا میرے دروزے تک بھی آ جائے گا تب بھی میں تجھے رہا نہ کروں گا یاد رکھ کہ میں اب بھی تمہارے حق میں محمد سے اچھا ہوں۔

اور یہ حکومت تمہارے ہی خاندان کی ہے اس پر عبداللہ بن علی نے جواب دیا اچھا یہ کرو کہ فوراً کوفے جا کر اہل کوفہ کے سینوں پر بیٹھ جاؤ چونکہ اہل کوفہ اس خاندان کے شیعہ اور انصار ہیں اس وجہ سے شہر کے چاروں طرف فوجی چوکیاں بٹھا دو جو شخص وہاں سے کسی طرف بھی جائے یا کسی سمت سے بھی آتا ہو اس کی گردن مار دو سلم بن قتیبہ کو فوراً اپنے پاس بلاؤ (یہ اس وقت رے میں تھا) پھر اہل شام کو لکھو کہ جو خاص بہادر اور جنگجو وہاں ہوں وہ ڈاک کے گھوڑوں کے ذریعہ تیزی سے منزلیں طے کر کے تمہارے پاس آئیں پھر ان کو خوب رقم اور انعام دے کر سلم بن قتیبہ کی قیادت میں محمد کے مقابلہ پر بھیجو۔ ابوجعفر نے ایسا ہی کیا۔

جب محمد کے ظاہر ہونے کی اطلاع ابوجعفر کو ہوئی اس وقت عبداللہ بن علی قید تھا، ابوجعفر نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ جنگی معاملات میں اس احمق کی رائے ہمیشہ درست ہوتی ہے تم اس سے جا کر اس معاملہ میں مشورہ کرو مگر اسے یہ نہ بتانا کی میں نے تمہیں اس کے پاس بھیجا ہے۔ یہ سب کے سب اس کے پاس آئے انھیں دیکھ کر عبداللہ بن علی کہنے لگا کیا بات ہے کہ تم میرے پاس آئے ہو تم نے ایک زمانے سے مجھے چھوڑ رکھا تھا کہنے لگے کہ ہم نے آپ سے ملنے کے لئے امیر المؤمنین سے اجازت مانگی انھوں نے اجازت دی تو ہم آئے ہیں کہنے لگا یہ غلط ہے اصل بات کہو کیوں آئے ہو انھوں نے کہا ابن عبداللہ نے خروج کیا ہے اس نے پوچھا پھر ابن سلامہ (ابوجعفر) کیا کرے گا انھوں نے کہا ہم نہیں جانتے کیا راستہ اختیار کریں گے اس نے کہا بخدا بخل نے اسے تباہ کر دیا ہے جا کر کہو کہ دل کھول کر رقم خرچ کرے تمام اندوختہ فوجوں میں تقسیم کر دے اگر اسے کامیابی ہوئی تو مجھے پورا یقین ہے کہ یہ سب رقم اسے مل جائے گی اور اگر اسکے حریف کو کامیابی نصیب ہوئی تو اسے اس کے رقم میں سے ایک درہم بھی نہ ملے گا۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد کے ظاہر ہونے پر ابوجعفر عیسیٰ بن موسیٰ کو بلا کر کہا کہ تم اس کے مقابلہ کے لئے جاؤ اس نے کہا امیر المؤمنین یہ آپ کے سب چچا موجود ہیں ان سے بلا کر مشورہ لیجئے، مگر ابوجعفر نے اس کی بات نہ مانی اور ابن ہرمہ کے قول کے مطابق اس طرز کارروائی کو مصلحت و دوراندیشی کے خلاف سمجھا۔

محمد بن یحییٰ راوی ہے کہ میں نے ان خطوں کو محمد بن بشیر سے سنکر لکھ لیا یہ سرکاری رسائل کی تصحیح کرنے والا تھا نیز ابوعبدالرحمان کو عراق کے کاتبوں اور حکم بن صدقہ بن نزار سے بھی ان رسائل کی اصلیت کی تصدیق ملی ہے اور میں نے سنا ہے کہ ابن ابی حرب جو ان خطوط کی تصحیح کرتا تھا بیان کرتا تھا کہ جب محمد کا خط ابوجعفر کے پاس آیا تو ابوایوب نے عرض کی کہ آپ مجھے اجازت دیجئے میں اس کا جواب لکھوں۔ مگر ابوجعفر نے اسے نہ مانا اور کہنے لگے کہ چونکہ محمد شرافت نسبی میں ہماری برابری کرتا ہے اس وجہ سے خود مجھے اس کا جواب لکھنے دو۔

ابوجعفر کا محمد بن عبداللہ کے نام خط

محمد کے مدینہ میں خروج کے بعد ابوجعفر نے درج ذیل خط اسے لکھا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط عبداللہ عبداللہ امیر المؤمنین کی طرف سے محمد بن

عبداللہ کو لکھا جاتا ہے:

(ترجمہ) ان لوگوں کی سزا جو اللہ اور اسکے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد بر پا کرتے ہیں یہ ہے کہ ان کو قتل کیا جائے، سولی پر لٹکایا جائے، ان کے ہاتھ اور پاؤں خلاف ترتیب کاٹ دئے جائیں یا انھیں اس سرزمین سے جلا وطن کر دیا جائے دنیا میں تو ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا سخت عذاب ان پر ہوگا۔ البتہ وہ لوگ اس سے بچ سکیں گے جو قبل اس کے کہ ان پر تمہاری دسترس ہو سکے وہ توبہ کرلیں۔

اس صورت میں تم کو معلوم رہنا چاہیئے کہ اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔'' میں اللہ اور اسکے رسول کے سامنے یہ عہد کرتا ہوں اور ذمہ لیتا ہوں کہ اگر اس سے پہلے کہ میر اقابو تم پر چلے تائب ہو کر اپنی حرکات سے باز آ جاؤ تو میں تم کو تمہاری اولاد کو تمہارے تمام بھائی اہل خاندان اور تمام پردوں کو انکی جان و مال کے متعلق مکمل طور پر امان دیتا ہوں اور اس دور میں جو خون تم نے بہایا ہے جتنی دولت پر قبضہ کیا ہے اسے چھوڑ دونگا اور اسکے متعلق کوئی مطالبہ نہ کروں گا اس کے علاوہ میں تم کو دس لاکھ درہم نقد دوں گا اور تمام وہ ضروریات جن کا تم مطالبہ کرو گے پوری کروگے اور جس علاقے میں تم سکونت اختیار کرنا چاہو گے تمہیں وہیں ٹھہراؤں گا نیز تمہارے ان سب اعزاو قربا کو جو میرے پاس قید ہیں رہا کر دوں گا۔ جس شخص نے تمہاری آ کر بیعت کی ہوگی اس نے تمہارا ساتھ دیا ہوگا اور اس معاملہ میں تمہارے شریک رہا ہوگا اسے بھی امان دونگا نیز اس سے اس وجہ سے پھر تمام عمر کسی قسم کا کوئی مواخذہ یا مطالبہ نہیں کرونگا اگر تم اپنے لئے اس وعدہ امان کی توثیق چاہتے ہو تو جسے چاہو میرے پاس بھیج دو۔ تاکہ وہ اس طرح عہد و پیمان کرالے جس پر تم کو اعتماد ہو سکے۔ خط کے شروع میں تھا، یہ خط عبداللہ عبداللہ امیر المؤمنین کے طرف سے محمد بن عبداللہ کو لکھا گیا ہے،

محمد بن عبداللہ کا جواب

محمد بن عبداللہ نے درج ذیل خط اس کے جواب میں ابوجعفر کو لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط عبداللہ المہدی محمد بن عبداللہ کی طرف سے عبداللہ بن محمد کے نام لکھا جاتا ہے۔

(ترجمہ) طسم۔ یہ کتاب واضح اور روشن کی آیات میں ہم موسیٰ اور فرعون کا سچا واقعہ ایمان والوں کے لئے بیان کرتے ہیں، فرعون نے اس سرزمین (مصر) میں سر اٹھایا وہاں کے باشندوں کو اس نے اپنا پیرو بنالیا ان میں سے ایک گروہ کو کمزور سمجھ کر اس نے ان کے بیٹوں کو قتل کرنا اور ان کی عورتوں کو زندہ باقی رکھنا شروع کیا، بیشک وہ فساد برپا کرنے والوں میں تھا اب ہم نے ارادہ کیا کہ ان لوگوں پر احسان کریں جن کو اس سرزمین میں کمزور اور

ناتوان سمجھا گیا اور انھیں کو سر برآوردہ اور اس ملک کا وارث بنادیں اور ان کو اس سرزمین میں اچھی طرح جمادیں اور فرعون ہامان اور ان کے لشکروں کو وہ دکھادیں جس سے وہ ڈرا کرتے تھے۔

جو وعدۂ امان تم نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے وہی میں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں، خلافت ہمارا حق ہے اور تم نے بھی ہماری خاطر اس کا دعویٰ کیا تھا ہمارے ہی پیرو کاروں کے ساتھ تم نے اس کے حاصل کرنے کے لئے خروج کیا اور ہمارے اثر اور بزرگی کی وجہ سے تم کو یہ خلافت نصیب ہوئی۔ ہمارے دادا علی وصی اور امام تھے ان کی اولاد کی موجودگی میں تم کس طرح ان کی ولایت کے وارث بن گئے علاوہ ازیں تم جانتے ہو کہ آج تک اس خلافت کا کوئی ایسا شخص مدعی نہ ہوا جو شرافت نسبی اور فضیلت ذاتی کی بناء پر ہمارے ہم مثل ہو ہم ان کی اولاد میں نہیں ہیں جن پر لعنت بھیجی گئی ہو یا جن کو جلا وطن کیا گیا ہو یا ان کی ماؤں کو طلاق دی گئی ہو، کہ بنی ہاشم کو قرابت رسول اللہ صلعم اسلام لانے میں سبقت اور وہ ذاتی فضیلت حاصل نہیں ہے جو ہم کو ہے ہمارا رشتہ رسول ﷺ سے جاہلیت اور اسلام دونوں میں ملتا ہے۔

ہم جاہلیت میں ان کی ماں فاطمہ بنت عمرو کی اولاد میں اور عہد اسلام میں ان کی صاحبزادی فاطمہ کی اولاد ہیں اور یہ شرف صرف ہم کو حاصل ہے تم کو نہیں اللہ نے ہم کو ان کی اولاد اور انھیں ہمارا اسلاف اختیار کیا ہے ہمارے نانا انبیاء میں محمد رسول ﷺ میں ہمارے دادا سب سے پہلے اسلام لانے والے علیؓ ہیں ہم رسول اللہ کی سب سے افضل بیوی خدیجہ طاہرہ کے بطن سے ہیں جنھوں نے سب سے پہلے قبلہ رو ہو کر نماز پڑھی۔ نیز رسول ﷺ کی سب سے بہتر صاحبزادی فاطمہ کی اولاد ہیں جو تمام جنتیوں کی سردار ہیں اسی طرح ہم عہد اسلام میں پیدا ہونے والے حسنؓ و حسینؓ کی اولاد ہیں جو جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں علیؓ دو طرح سے ہاشم کی اولاد ہیں اسی طرح حسنؓ دو طرح سے عبدالمطلب کی اولاد ہیں اور میں حسنؓ و حسینؓ کی طرف سے دو طرح سے رسول ﷺ کی اولاد ہوں میں ننھیالی اور ددھیالی دونوں رشتوں کے اعتبار سے تمام بنی ہاشم میں اشرف اور نجیب الطرفین ہوں کسی عجمی عورت یا لونڈی کا خون میری رگوں میں نہیں ہے اللہ نے ہمیشہ دونوں عہد جاہلیت اور اسلام میں میرے باپ اور ماں بہتر بنائے ہیں یہاں تک کہ دوزخ میں بھی اس نے اس بات کا خیال رکھا ہے چنانچہ میں اس شخص کا نواسا ہوں جس کا مرتبہ جنت میں سب سے بڑھ کر ہے اور اس کا پوتا ہوں جس پر دوزخ میں سب سے کم عذاب ہوگا میں نیکوں میں سب سے بہتر کی اولاد ہوں اور بروں میں بھی جو سب سے کم برا تھا اس کی اولاد میں ہوں اس طرح میں سب

سے اعلیٰ جنتی کا فرزند ہوں اس طرح سب سے بہتر دوزخی کا پوتا ہوں۔ اگر تم میری اطاعت اختیار کرلو اور میری دعوت قبول کرو تو میں اللہ کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ میں تمہاری جان و مال کے لئے امان دیتا ہوں اور اس دوران میں سوائے اللہ کے محارم اور حقوق والعباد کے چاہے وہ کسی مسلمان کے ہوں یا مجاہدین کے جو تم نے کیا ہوگا اس پر تم سے کوئی باز پرس نہ کرونگا۔ البتہ اللہ کے محارم اور حقوق العباس کے متعلق تم میری ذمہ داری سے واقف ہو کہ اسے میں خود معاف نہیں کرسکتا کیونکہ تمہارے مقابلہ میں اس خلافت کا میں زیادہ مستحق ہوں نیز مجھے اپنے عہد کا تم سے زیادہ پاس ہے کیونکہ تم نے مجھ سے پچھلے کئی آدمیوں کو عہد امان دیا تھا مگر اس کا لحاظ نہیں رکھا اب تم مجھے کس قسم کا وعدہ امان دیتے ہو ابن ہبیرہ کا یا اپنے چچا عبداللہ بن علی یا ابن مسلم کا۔

ابوجعفر کا جوابی خط

بسم الرحمٰن الرحیم۔ میں نے تمہارا خط پڑھا اور مجھے تمہارے مقصد سے آگاہی ہوئی۔ تم نے اپنے فخر نسبی کی بنیاد زیادہ تر عورتوں کی قرابت پر رکھی ہے تاکہ اس سے اوباش عوام کو گمراہ کرو، تجھے معلوم رہے کہ اللہ نے عورتوں کا وہ حق مقرر نہیں کیا ہے جو چچا، دادا یا عصبات اور اولیا کا ہے اللہ نے چچا کو باپ کا مرتبہ عطا کیا ہے

اور اپنی کتاب میں قریبی ماں پر بھی چچا کو ترجیح دی ہے اگر اللہ عورتوں کے حق ان کی قرابت کی وجہ سے قائم کرتا تو سب سے زیادہ حق اور مرتبہ اس دنیا میں اور آخرت میں دخول جنت کا شرف اولیت رسول ﷺ کی والدہ آمنہ کو عطا فرماتا۔ لیکن اللہ نے اپنے علم کے باوجود یہ شرف دوسروں کو دیا تم نے ابی طالب کی ماں فاطمہ کا ذکر کیا ہے اور ان کی اولاد ہونے پر فخر کرتے ہو حالانکہ اس کی اولاد میں سے چاہے بیٹا ہو یا بیٹی کسی کو اسلام قبول کرنے کا شرف نصیب نہیں ہوا۔ اگر کسی کو محض رسول کی قرابت کی وجہ سے شرف اسلام نصیب ہوا ہوتا تو وہ عبداللہ کو ہوتا جو رسول اللہ کے آباء میں اس دنیا اور آخرت دونوں جگہ سب سے قریب تر دلی رسول تھے مگر اللہ جسے چاہتا ہے اپنے دین مبین کے لئے پسند فرماتا ہے۔

انک لاتھدی من اجبت ولکن اللہ یھدی من یشاء وھو اعلم بالمھتدین

(ترجمہ): بیشک تم راہ راست پر نہیں لاتے جسے تم چاہتے ہو لیکن اللہ جسے چاہتا ہے سیدھے راستے لے آتا ہے اور وہی ہدایت پانے والوں سے خوب واقف ہے۔

جب اللہ نے محمد ﷺ کو نبی معبوث فرمایا اس وقت آپ کے چار چچا موجود تھے اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وانذر عشیرتک الاقربین

(ترجمہ): تم اپنے قریبی اہل خاندان کو ڈراؤ۔

چنانچہ آپ نے ان کو اللہ کا پیام پہنچایا اور دعوت اسلامی دی۔ دو نے اسے قبول کیا ان میں سے ایک میرے دادا تھے دو نے اسلام قبول نہیں کیا ان میں سے ایک تمہارے دادا ہیں اس وجہ سے اللہ نے تمہارے دادا کو ان دونوں یعنی اسلام لانے والے میرے دادا اور خود رسول ﷺ کی ولایت میراث عہد و ذمہ داری سے محروم کر دیا۔

تم نے دعویٰ کیا ہے کہ تم اس شخص کی اولاد میں ہو جسے دوزخ میں سب سے کم عذاب ہوگا اور جو اشرار میں سب سے اچھا تھا حالانکہ کفر میں چھوٹائی اور بڑائی نہیں ہے اور نہ اللہ کے عذاب میں کمی یا خفت ہے بھلا شر میں خیر کہاں، کسی مومن کو جو اللہ پر ایمان رکھتا ہو یہ زیبا نہیں کہ وہ دوزخ کی کسی حالت پر کسی سے فخر کرے جو ایسا کرے گا وہ عنقریب دوزخ میں جائے گا اور تب اسے حقیقت معلوم ہو جائے گی۔

وسیعلم الذین ظلمو ای منقلب ینقلبون

(ترجمہ): عنقریب ظالموں کو معلوم ہو جائے گا وہ کس کروٹ پلٹ جاتے ہیں،

تم نے علیؓ کی ماں فاطمہ پر فخر کیا اور لکھا ہے کہ اسطرح علیؓ دو طرح سے ہاشم کی اولاد میں ہیں اور حسنؓ کی والدہ پر فخر کیا ہے اور بتایا ہے کہ اسطرح حسنؓ دو واسطوں سے عبدالمطلب کی اولاد ہیں اور یہ کہ تم نے خود اپنے متعلق لکھا ہے کہ تم دو واسطوں سے رسول ﷺ کی اولاد ہو تو یہ کوئی فخر کی بات نہیں ہے یہ دیکھو کہ رسول ﷺ جو اگلے اور پچھلے تمام لوگوں سے افضل ہیں وہ ایک ہی واسطہ سے ہاشم کی اولاد ہیں اور ایک ہی واسطے سے عبدالمطلب کے پوتے ہیں۔

"تم نے اس بات پر فخر کیا ہے کہ تم بنی ہاشم میں نسب کے اعتبار سے بہترین ہو اور نجیب الطرفین ہو اور یہ کہ

نہ کہ تم کسی عجمی بیوی کی اولاد ہو اور نہ لونڈیوں کا خون تمہاری رگوں میں دوڑتا ہے۔ یہ دعویٰ کر کے تم نے تمام بنی ہاشم پر اپنی فضیلت کا دعوی کیا ہے تم پر افسوس ہے کل قیامت میں تم خدا کو اس فخر کا کیا جواب دو گے تم اپنی حد سے بڑھ چکے ہو اور تم نے اس کے مقابلہ میں اپنے نسب پر فخر کیا ہے جو ذاتی طور پر اپنے باپ کی وجہ سے اول و آخر تم سے بہتر

ہے یعنی ابراہیم بن رسول ﷺ اور خود رسول ﷺ کے مقابلہ پر بھی تم نے اپنا نسبی فخر جتایا ہے حالانکہ خود تمہارے دادا

کی بہترین اولاد باعتبار اپنی ذاتی بزرگی کی وہی ہے جو لونڈیوں کے بطن سے ہے تمہارے خاندان مین رسول ﷺ کے بعد علی بن حسینؓ سے بہتر کوئی آدمی پیدا نہیں ہوا حالانکہ وہ

چھوکری کے بطن سے ہیں مگر وہ تمہارے دادا حسن بن حسن سے بہتر تھے اسی طرح تمہارے خاندان میں ان کے بعد انکے بیٹے محمد بن علی سے بڑھ کر کوئی نہیں ہوا حالانکہ ان کی دادی ام ولد تھیں اور وہ تمہارے باپ سے بہتر ہیں ان کے بیٹے جعفر ہیں ایسا بھی تمہارے خاندان میں کوئی نہیں ہوا ان کی دادی بھی ام ولد تھیں مگر وہ تم سے بہتر ہیں۔ تمہارا یہ دعویٰ کہ تم رسول ﷺ کے بیٹے ہو اس کی کوئی حقیقت نہیں اللہ تعالیٰ اپنی کتاب مبین میں فرماتا ہے۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم۔

(ترجمہ) تم لوگوں میں محمد کسی کے باپ نہ تھے۔

البتہ تم ان کی صاحبزادی کے بیٹے ضرور ہو اور یہ بہت قریب کی رشتہ داری ہے مگر اس سے تم کو میراث نہیں مل سکتی اور نہ اس سے تم ان کی ولایت کے وارث ہو سکتے اور چونکہ لڑکی کو امامت نہیں ملتی اس وجہ سے بھلا تم کسطرح امامت کے وارث بن سکتے ہو۔ تمہارے دادا نے تو اس کا مطالبہ کیا تھا اور اعلانیہ اور خفیہ طور پر اس کے لئے ہزار کوششیں کیں۔ مگر لوگوں نے اس کے اس دعویٰ کو قبول نہیں کیا۔ اور شیخین کو ان پر فضیلت دی نیز تمام مسلمانوں میں بلا اختلاف یہ طریقہ رائج ہے کہ نانا ماموں اور خالہ وراثت میں حصہ نہیں پاتے۔

تم نے علیؓ کی وجہ سے ہم پر اپنا فخر جتایا ہے اور یہ بتایا ہے کہ اسلام میں ان کو دوسروں پر سبقت حاصل تھی

تو یہ بھی کوئی فخر کی بات نہیں ہو سکتی وفات کے وقت رسول ﷺ نے ان کو چھوڑ کو دوسرے کو امامت جماعت کا حکم دیا تھا۔ پھر ان کے بعد لوگوں نے اور دوسرے شخص کو اپنا امام بنالیا اور علیؓ کو امام نہیں بنایا۔ چنانچہ اسی وجہ سے وہ ان چھ آدمیوں میں نامزد کئے گئے اور ان سب نے بھی خلافت اور امامت کا علیؓ کو مستحق نہیں سمجھا بلکہ عبدالرحمٰن نے تو عثمانؓ کو علیؓ پر ترجیح دی جب عثمانؓ شہید ہوئے تو علیؓ پر ان کے قتل میں شرکت کا شبہ تھا طلحہؓ اور زبیرؓ تو ان سے لڑ ہی پڑے سعدؓ نے ان کی بیعت سے انکار کر دیا اور اپنا دروازہ بند کر لیا اور پھر ان کے بعد سعدؓ نے معاویہ کی بیعت کر لی اس کے بعد علیؓ نے ان لوگوں سے بیعت لینے کے لئے اپنا پورا زور لگایا بلکہ جنگ بھی کی جس میں خود انکے ساتھیوں نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور حکومت حاصل ہونے سے پہلے خود انکی شیعہ جماعت نے ان کی اہلیت پر شعبہ ظاہر کیا پھر انھوں نے فیصلہ کرنے والوں کے فیصلے پر اپنا معاملہ چھوڑ دیا ان کے انتخاب کو پسند کر کے ان لوگوں کے سامنے یہ عہد کر لیا کہ وہ ان کے فیصلہ کو مان لیں گے ان دونوں نے متفقہ طور پر ان کی علیحدگی کا فیصلہ کیا اس کے بعد حسنؓ نے معاویہ

کے ہاتھ چند ف چیتھڑوں اور درہموں کے عوض خلافت بیچ دی۔ خود حجاز جا کر ٹھہر گئے اپنے

طرفداروں کو معاویہ کے حوالے کر دیا اس طرح انھوں نے حکومت ایسے شخص کے حوالے کر دی جو اس کا اہل نہ تھا اور نیز ایسے شخص سے خلافت کے عوض قیمت قبول کر لی جو اس کا جائز وارث نہ تھا۔ اگر خلافت کا تم کو کچھ ہی حق تھا تو وہ پہلے ہی تم نے دولت کے عوض فروخت کر دیا۔

تمہارے چچا حسینؓ بن علیؓ نے اپنے مرجانہ کے مقابلہ پر خروج کیا مگر جمہور نے حسینؓ کے خلاف ابن مرجانہ کا ساتھ دیا یہاں تک کہ انھوں ان کو قتل کر دیا اور خود ان کا سر لیکر اس کے پاس حاضر ہوئے پھر تم نے بنی امیہ کے خلاف خروج کیا مگر انھوں نے تم کو بری طرح قتل کر کے کھجوروں کے تنوں پر سولی دیدی تم کو آگ میں جلا دیا اور اپنے تمام علاقوں سے نکالدیا اسی معاملہ میں یحییٰ بن زید خراسان میں قتل کیا گیا انھوں نے تمہارے مردوں کو قتل کر کے بچوں اور عورتوں کو قید کر دیا اور گدے اور تکیے کے بغیر محملوں پر سوار کر کے حاصل کردہ لونڈی غلاموں کی طرح شام لئے گئے۔ ہم نے ان پر خروج کر کے تمہارے خون کا مطالبہ کیا اور واقعہ ہم نے تمہارا عوض ان سے لے لیا ہم نے تمہیں ان کے علاقوں اور آبادیو ں کا مالک بنادیا ہم تمہارے آباء کی سنت پر چلے اور اس طرح ہم نے انکی لڑائی ثابت کر دی اب تم ہمارے اسی فعل کو ہمارے خلاف حجت کے طور پر پیش کرتے ہو اور تمہارا یہ خیال ہے کہ ہم نے تمہارے دادا کا جو ذکر کیا یا ان کی فضیلت کا اظہار اس لئے کیا تھا کہ ہم ان کو حمزہ، عباس اور جعفر سے افضل سمجھتے ہیں؟ اگر تمہارا ایسا خیال ہے تو یہ غلط ہے کیونکہ ان سب ہمارے بزرگوں نے جب اس دنیا کو خیر باد کہا وہ اپنی موت مرے نہ ان کو کسی نے قتل کیا نہ انھوں نے کسی کو نقصان پہنچایا۔ سب لوگ متفقہ طور پر ان کی بزرگی کے قائل تھے اس کے برخلاف تمہارے دادا ہمیشہ لڑائی میں مشغول رہے، بنی امیہ کا یہ حال تھا کہ وہ ان پر اس طرح لعنت بھیجتے تھے جس طرح کفار اپنی فرض نماز میں لعنت کرتے ہیں ،ان کی حمایت میں ہم نے جھگڑا کیا اور بنی امیہ کو تمہارے دادا کی فضیلت یاد دلائی اور ان پر جبر کر کے ان کو اس حرکت سے روک دیا۔

تمہیں معلوم ہے کہ عہد جاہلیت میں زمزم کی نگرانی اور حجاج کو پانی پلانے کا شرف ہم کو حاصل تھا بعد میں زمزم کی تولیت ان کے اور بھائیوں میں سے صرف عباسؓ کو ملی اس بارے میں تمہارے دادا نے ہم سے جھگڑا کیا عمرؓ نے ہمارے حق میں فیصلہ کیا اس طرح ہم جاہلیت اور اسلام دونوں عہد میں زم زم کے مالک رہے، ایک مرتبہ مدینہ میں بارش ہونے سے قحط پڑا عمرؓ نے ہمارے ہی دادا کو اللہ جناب میں وسیلہ بنایا اور ان سے دعا کرائی اللہ نے اہل مدینہ کو قحط کی مصیبت سے نجات دی اور رحمت بارش نازل فرمائی۔ اس وقت

اگر چہ تمہارے دادا وہاں موجود تھے مگر عمرؓ نے ان کو اس کام کے لئے وسیلہ نہیں بنایا تمہیں معلوم ہے کہ نبی ﷺ کے بعد عبدالمطلب کے بیٹوں میں سے صرف عباسؓ زندہ تھے اس وجہ سے وہ اپنے چچا ہونے کی وجہ سے رسول ﷺ کے وارث بنے۔ بنی ہاشم کے ایک سے زیادہ اشخاص نے اس حق کو طلب کیا مگر ان کے بیٹے کے سوا اور کسی کو وہ نہ ملا۔ اس لئے پانی پلانے کی فضیلت

بھی انہیں کو حاصل رہی اور نبی کی میراث بھی ان کو پہنچی اور اب خلافت بھی انہیں کی اولاد کو ملی اس طرح عہد جاہلیت ہو یا اسلام، دنیا ہو یا آخرت کوئی شرف اور فضل ایسا نہ تھا کہ عباسؓ اس کے وارث اور مورث نہ ہوئے ہوں۔

تم نے بدر کے واقعہ کا ذکر کیا ہے اس کا حال یہ ہے کہ جب اسلام آیا تو اس وقت عباسؓ نے ابوطالب کو پناہ دی اور سخت تنگی میں وہ ابوطالب کے گھر کے کفیل رہے اور اگر عباسؓ بادل ناخواستہ دوسروں کی زبردستی بدر نہ جاتے تو طالب اور عقیل بھوک سے مرجاتے اور ان کو شیعہ اور عتبہ کی دیگیں چاٹنا پڑتیں مگر چونکہ عباسؓ بڑے سخت کھلانے والے تھے اس وجہ سے انھوں نے اس ذلت سے تم کو بچا دیا اور تمہارے سارے اخراجات خود برداشت کیے پھر جنگ بدر میں انھوں نے عقیل کا فدیہ دیکر اسے رہا کرایا اب تم کس بات کی وجہ سے ہمارے مقابلہ میں فخر کرتے ہو۔ کفر کے زمانے میں ہم تم سے بڑے تھے اور ہمارا ہاتھ اوپر تھا ہم فدیہ دیکر تمہیں قید سے رہائی دلوائی جو مکارم اور اعزازات ہمارے آباء کو حاصل ہوئے وہ تم کو نہیں ملے خاتم الانبیاء کے وارث تم نہیں بلکہ ہم بنے ہم نے تمہارے خون کا عوض طلب کیا اور اسے لیا حالانکہ تم خود اس کے حاصل کرنے سے عاجز رہے، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ''

ابن القسری کا فریب

حارث بن اسحٰق بیان کرتا ہے کہ ابن القسری نے محمد سے فریب کرنا چاہا۔ اور اس سے کہا کہ آپ موسیٰ بن عبداللہ کو میرے غلام رزام کے ہمراہ شام بھیج دیجئے تا کہ یہ وہاں آپ کے لئے دعوت دیں۔ محمد نے ان دونوں کو شام روانہ کیا جب رزام موسیٰ کو لیکر شام روانہ ہوگیا تو اب محمد پر حقیقت کھلی کہ قسری نے ابوجعفر سے اس کے معاملہ میں کچھ خط وکتابت کی ہے محمد نے اسے اس کے چند ساتھیوں سمیت ابن ہشام کے گھر میں جو نماز جنازہ کی جگہ کے سامنے واقع تھا، اور ان دونوں خروج الخصی کی ملکیت میں تھا قید کردیا، رزام موسیٰ کو لیکر شام آیا اور وہاں اس کو بے خبر چھوڑ کر ابوجعفر کے پاس چلا گیا موسیٰ نے محمد کو لکھا کہ یہاں لوگوں کی حالت یہ ہے کہ سب سے بہتر بات جو یہاں مجھ سے کہی گئی ہے وہ یہ ہے کہ جنگ کے مصائب سے ہم سخت پریشان ہیں اور ہم میں اب اسکی بالکل جرات یا ہمت نہیں آپ کی دعوت کے لئے نہ یہاں گنجائش ہے اور نہ ہمیں اس کی ضرورت بلکہ اہل شام کی ایک جماعت نے تو قسم کھا کر بات کہی کہ اگر ایک دن رات بھی ہم نے یہاں اور بسر کی تو وہ ہماری شکایت کردیں گے

اور ہمارا پتہ بتا دیں گے۔ میں نے یہ خط تو آپ کو لکھ دیا ہے مگر اب میں روپوش ہوں اور مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے۔

راوی کہتا ہے کہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ موسیٰ، رزام اور عبداللہ بن جعفر بن عبدالرحمٰن بن المسور ایک جماعت کے ساتھ شام روانہ ہوئے یہ تیما پہنچے تھے کہ رزام زادِ راہ خریدنے کے بہانے اس جماعت سے پیچھے رہ گیا اور عراق چلا گیا موسیٰ اور اس کے ساتھی وہاں سے مدینہ آ گئے۔

عیسیٰ بیان کرتا ہے کہ خود مجھ سے موسیٰ بن عبداللہ نے بغداد میں اور رزام نے ساتھ ہی ساتھ یہ بات بیان کی کہ محمد نے مجھے اور رزام کو چھ دوسرے اشخاص کے ساتھ اس مقصد کے لئے شام بھیجا کہ ہم ان کے لئے دعوت دیں۔ جب ہم دومتہ الجندل پہنچے تو ہمیں سخت گرمی محسوس ہوئی ہم اپنے کجاووں سے اتر کر ایک تالاب میں نہانے لگے اس وقت رزام اپنی تلوار نیام سے کھینچ کر میرے سر پر آ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ موسیٰ اگر میں تمہیں قتل کر کے تمہارا سر ابوجعفر کے پاس لیجاؤں تو جس قدر عزت و منزلت اس کے پاس میری اب ہوگی اور کسی کی نہ ہوگی میں نے کہا ابو قیس تمہاری مذاق کی عادت نہیں چھوٹی اللہ تمہیں معاف کرے اپنی تلوار نیام میں رکھ لو۔ چنانچہ اس نے اپنی تلوار نیام میں کی اور اب ہم سب سوار ہو گئے عیسیٰ کہتا ہے کہ شام پہنچنے سے پہلے موسیٰ اور عثمان بن محمد بصرہ آ گئے یہاں ان کی مخبری کر دی گئی اور وہ گرفتار کر لئے گئے۔

نافع کا محمد کی مدد سے انکار

عبداللہ بن نافع الاکبر راوی ہے کہ محمد کے ظاہر ہونے کے بعد میرے والد نافع بن ثابت اس کے پاس نہیں گئے، محمد نے انھیں بلایا۔ یہ قصر مروان میں اس سے آ کر ملے محمد نے کہا اے ابوعبداللہ تم میرے پاس نہیں آئے انھوں نے کہا میں تمہارا ساتھ دینے کے لئے تیار نہیں ہوں محمد نے بہت اصرار کیا اور کہا کہ کم از کم تم ہتھیار ہی لگا لو تا کہ دوسرے لوگ تم کو مسلح دیکھ کر میری حمایت کے لئے آمادہ ہو جائیں انھوں نے کہا سنئے! آپ کو کامیابی نہ ہوگی تم نے ایسی جگہ خروج کیا ہے جہاں نہ دولت ہے نہ آدمی نہ ضروریات نہ زندگی اور نہ ہتھیار نہ میں خود تمہارے ساتھ ہو کر اپنی جان دینا چاہتا ہوں اور نہ اپنی زندگی کے خلاف اعانت کرنا چاہتا ہوں محمد نے کہا اس گفتگو کے بعد مجھے آپ سے کوئی بات کہنا باقی نہیں آپ جائیں، یہ محمد کے قتل ہونے تک برابر نماز کے لئے مسجد جاتے رہے جس روز محمد مارا گیا ہے اس روز مسجد نبوی میں صرف ایک نمازی یہی نافع تھے۔

آل اوس کے ایک شخص کا انعام

خروج کے بعد محمد نے حسن بن معاویہ کو مکے کا عامل بنا کر روانہ کیا۔ اس کے ہمراہ ابولہب کی اولاد میں سے ایک شخص عباس بن القاسم بھی تھا جب تک وہ مکہ مدینہ کے قریب نہ جا پہنچے سری بن عبداللہ کو ان کے آنے کی کچھ خبر نہ ہوئی اب یہ ان کے مقابلہ کے لئے بڑھا ان کے سامنے پہنچ کر اس کے مولی نے اس سے پوچھا کہو اب کیا رائے ہے اس نے کہا اللہ کا نام لیکر پسپاء ہو جاؤ اور سب بیر میموں پر اکٹھا ہو چنانچہ وہ خود پسپا ہو گئے حسن بن

معاویہ مکے میں داخل ہو گیا۔ حسین بن صخر آل اوس کا ایک شخص اسی رات ابو جعفر کے ارادے سے روانہ ہوا اس نے رات دن منزلیں طے کر کے ابو جعفر کو اس بغاوت کی اطلاع دی ابو جعفر نے کہا باتوں سے کیا ہوتا ہے کہیں تیروں سے پہاڑ پھٹا کرتے ہیں اس شخص کو انھوں نے تین سو درہم انعام دیئے۔

سری کے متعلق ہدایت

جب محمد حسن بن معاویہ کو مکے کا عامل بنا کر بھیجنے لگا تو حسن نے اس سے پوچھا کہ اگر ہماری سری کی فوج سے لڑائی ہوئی تو سری کے متعلق آپ کیا ہدایت کرتے ہیں محمد نے کہا سری ہمیشہ ان کاروائیوں کو جو ہماری خلاف ہوتی رہی ہے ناپسند کرتا ہے۔ نیز وہ ابو جعفر کی حرکات کو بھی ناپسند کرتا تھا اس لئے اگر تم اس پر قابو پا جاؤ تو نہ اسے قتل کرنا اور نہ اس کے متعلقین کو چھیڑنا اور نہ اس کی کسی چیز پر قبضہ کرنا اگر وہ خود مقابلہ سے الگ ہو جائے۔ تو اس کا بالکل تعاقب نہ کرنا حسن ان ہدایت کو سن کر کہنے لگا کی مجھے یہ خیال نہ تھا کہ بنی عباس کے کسی آدمی کے متعلق آپ کی یہ رائے ہو گی محمد نے کہا ہاں تمہارا خیال درست ہے مگر سری ہمیشہ ابو جعفر کی حرکتوں کو بری نظروں سے دیکھتا تھا۔

سری سے تبادلہ خیالات۔

عمر بن ارشد عنج کے غلام سے بیان کرتا ہے کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا ظاہر ہونے کے بعد محمد نے حسن بن معاویہ، قاسم بن اسحٰق محمد بن عبداللہ بن عتبہ کو جو ابو احمر ہ کے نام سے مشہور تھا مکہ مکرمہ بھیجا حسن بن معاویہ ان سب کا سپہ سالار تھا۔ سری بن عبداللہ نے اپنے کاتب مسکین بن ہلال کو ہزار آدمیوں کے ساتھ اپنے مولی مسکین بن نافع کو ایک ہزار کے ساتھ اور اہل مکہ میں سے ایک شخص ابن فرس نام کو جو بہت ہی بہادر تھا سات سو کی جمعیت کے ساتھ حملہ آوروں کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ سری نے ابن فرس کو پانچ سو دینار بھی دیئے بطن اذاخیر میں دونوں گھاٹیوں کے درمیان اس گھاٹی پر جو ذی طوی کی طرف اترتی ہے اور جہاں سے رسول ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ مکہ پر آ گئے تھے اور جو حرم میں داخل ہے دونوں حریف ایک دوسرے کے مقابل ہوئے پہلے خط و پیغامات کا سلسلہ شروع ہوا حسن نے سری کی طرف پیغام بھیجا چونکہ ہمارے لئے یہ مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ اللہ کے حرم میں خونریزی کریں اس وجہ سے مناسب یہ ہے کہ تم مکہ مکرمہ کو ہمارے لئے خالی کر دو اور مزاحمت نہ کرو۔ نیز ان دونوں وکیلوں نے جو سری کے پاس آئے تھے قسم کھا کر اس بات کو بیان کیا کہ یہ بات ہم اس لئے کہہ رہے ہیں کہ ابو جعفر کا انتقال ہو چکا ہے۔

اس کے جواب میں سری نے بھی انھیں کی طرف حلف اٹھا کر کہا کہ ابھی صرف چار راتیں گزری ہیں کہ امیر المؤمنین کے پاس سے میرے پاس قاصد آیا تھا تم مجھے چار راتوں کی مہلت دو میں دوسرے قاصد کا انتظار کرتا ہوں اور اس دوران تمہیں اور تمہارے سواری کے جانوروں کے لئے سامان خوراک پہنچاؤں گا۔ اگر اس کے بعد تمہاری بات سچ ثابت ہوئی تو میں مکے کو تمہارے حوالے کر دوں گا اور اگر غلط ہوئی تو پھر میں تمہارے خلاف پوری کوشش کروں گا یہاں تک کہ تم مجھ پر غالب آ جاؤ میں تم پر غالب آ جاؤں۔

سری کی فوج پر حملہ

مگر حسن نے یہ بات منظور نہیں کی اور کہا لڑے بغیر ہم یہاں سے واپس نہیں جائیں گے۔ اس کے ہمراہ ستر پیدل اور سات سوار تھے جب حریف کے بالکل نزدیک پہنچ گئے تو حسن نے ان سے کہا کہ جب تک بگل نہ بجے تم میں سے کوئی آگے نہ بڑھے اور بگل بجتے ہی سب مل کر حملہ کرنا۔

چنانچہ جب ہم نے ان پر حملہ کرنے کی تیاری کی اور حسن کو یہ اندیشہ ہوا کہ اب اسے اور اس کی فوج کو چاروں طرف سے گھیر لیا جائے گا۔ اس نے بگل بجانے والے کو حکم دیا کہ وہ حملہ کے لئے اجازت دے چنانچہ جب حملہ کا بگل بجا تو اب سب نے ہم پر اکٹھے ہو کر حملہ کیا۔ سری کی فوج پسپا ہوئی اور ان کے سات آدمی مارے گئے۔

سری فوج کی پسپائی

سری اپنے چند ساتھی شہ سواروں کو لیکر جو گھاٹی کے عقب میں متعین تھے اور جن میں کچھ آدمی قریش کے بھی تھے حسن کی فوج پر نمودار ہوا یہ وہ جماعت تھی جسے وہ خود اپنے ساتھ لیکر نکلا تھا اور ان سے اپنی امداد کا عہد لے لیا تھا۔ سری کی دوسری پسپا ہونے والی جماعت کو دیکھ کر ان نے قریشوں نے کہا کہ اب ہم لڑ کر کیا کریں تمہاری فوج تو پسپا ہوگئی سری نے کہا ابھی جلدی مت کرو پہاڑوں میں ہماری سوار اور پیدل فوج جو جمع ہے اسے آ جانے دو اس کہا گیا کہ اب وہاں کوئی نہیں رہا یہ سنکر اس نے کہا تو اچھا اب اللہ کا نام لیکر پسپا ہو جاؤ۔ چنانچہ اب تمام فوج پسپا ہو کر سرکاری محل میں آ گئی اس نے ہتھیار اتار پھینکے اور سپاہی ابورزام کے گھر کی دیوار پر چڑھ کر اس کے گھر میں اتر گئے اور وہیں چھپے رہے، حسن بن معاویہ نے مسجد الحرام میں داخل ہو کر لوگوں کے سامنے تقریر کی اس میں ابوجعفر کی موت کی خبر بیان کی اور محمد کے لئے دعوت دی۔

ایک دوسرا راوی بیان کرتا ہے کہ جب حسن کے مکہ پر قبضہ کرنے اور سری کے بھاگنے کی خبر ابوجعفر کو ہوئی تو کہنے لگے ابن ابی العقل پر سخت افسوس ہے۔

دوسری روایت

ابن ابی مساور بن عبداللہ بن مساور مولی بن نائلہ جو بنی عبداللہ بن محیص کے خاندان سے تھا کا بیان ہے میں سری بن عبداللہ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں تھا محمد کے خروج سے پہلے حسن بن معاویہ سری کے پاس آیا وہ ان دنوں طائف میں تھا اور اس کی طرف سے ابن سراقہ جو عدی بن کعب کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ مکہ مکرمہ پر اس کا قائم مقام تھا عتبہ بن خداش اللھبی نے حسن بن معاویہ پر اپنے قرضہ کی ادائیگی کا دعویٰ پیش کیا اور حسن کو قید کر لیا۔ سری نے ابن ابی خداش کو لکھا کہ تم نے ابن معاویہ کو گرفتار کر کے غلطی کی ہے اور اس کا نتیجہ خود تمہارے لئے اچھا نہ ہوگا کیونکہ تم کو وہ رقم اس کے بھائی سے وصول ہو چکی ہے۔ نیز سری نے ابن سراقہ کو حکم بھیجا کہ وہ ابن معاویہ

کو رہا کردے اور حسن بن معاویہ کو لکھا کہ تم میرے آنے تک ٹھہرو میں خود آ کر اس معاملہ کا فیصلہ کرونگا اسی دوران محمد ظاہر ہو گیا اور حسن بن معاویہ عامل مقرر ہو کر مکہ مکرمہ آ گیا لوگوں نے سری سے کہا کہ یہ ابن معاویہ ہے جو تمہارے مقابلہ پر آ رہا ہے سری کہنے لگا کہ یہ ہرگز میرے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرے گا کیونکہ جو احسان میں نے اس پر کیا ہے وہ سب کو معلوم ہے اسی طرح اہل مدینہ بھی میرے خلاف کیوں خروج کرنے لگے مدینہ منورہ میں کوئی گھر ایسا نہیں ہے کہ میں نے اس کے ساتھ احسان نہ کیا ہو مگر جب اس سے کہا گیا کہ آپ کس ہوا میں ہیں وہ تو مکہ مکرمہ پہنچ گیا ہے تو اب سری مکہ مکرمہ سے طائف آ گیا۔

ابن جُریج حسن بن معاویہ سے آ کر ملا اور اس سے کہا کہ تم ہرگز مکہ نہیں پہنچ سکتے تمام اہل مکہ سری کے ساتھ ہیں کیا وہ اس بات کو گوارہ کریں گے کہ تم قریش پر غلبہ حاصل کر کے بیت اللہ پر قبضہ کرلو۔ حسن نے کہا اے جلا ہے کیا تو مجھے اہل مکہ سے ڈراتا ہے، بخدا میں آج رات مکہ مکرمہ بسر کرونگا یا اس سے پہلے اپنی جان دیدوں گا۔

اب وہ اپنی جماعت کو لیکر آگے بڑھا سری اس کے مقابلہ کے لئے آیا مقام فخ پر مقابلہ شروع ہوا حسن کی فوج کے ایک شخص نے مسکین بن ہلال سری کے میر منشی کے سر پر ایک ایسی ضرب لگائی۔ جس سے وہ چکر کھا کر گر پڑا سری اور اس کی فوج پسپا ہو کر مکہ آئی خاندان عبدالدار کے ایک شخص ابورزام نے اور پھر بنی شیبہ کے ایک شخص نے سری پر کپڑا اوڑھا کر اپنے گھر میں چھپا لیا اور حسن مکے میں داخل ہو گیا۔ جس نے چند روز مکے میں قیام کیا تھا کہ محمد کا خط اس کے پاس آیا جس میں اسے فوراً مدینہ آنے کی ہدایت لکھی تھی۔

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ جب حسن اور قاسم نے مکہ مکرمہ پر قبضہ کرلیا تو انھوں نے تمام جنگی ضروریات کثیر مقدار میں مہیا کیں اور ایک بڑی جماعت تیار کر کے دونوں محمد کے پاس آنے کے ارادے سے روانہ ہوئے تاکہ عیسیٰ بن موسیٰ کے خلاف اس کی مدد کریں انھوں نے ایک انصاری کو مکہ مکرمہ پر اپنا قائم مقام بنادیا اور جب قدید پہنچے تو انھیں محمد کے قتل ہونے کی اطلاع ملی۔ اس خبر کے مشہور ہوتے ہی تمام لوگ ان کا ساتھ چھوڑ کر اپنے اپنے راستے پر چلے گئے حسن نے بسقہ کی راہ اختیار کی جو ریگستان عرب میں ایک نہایت ہی گرم مقام ہے اور بسقہ قدید کے نام سے مشہور ہے اور پھر وہ ابراہیم سے جاملا اور ابراہیم کے قتل ہونے تک بصرہ میں مقیم رہا۔ قاسم بن اسحٰق بھی ابراہیم کے ارادے سے چلا علاقہ فدک کے مقام بدیع پہنچ کر اسے ابراہیم کے قتل کی اطلاع مل گئی یہ مدینہ پلٹ آیا اور جب تک عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر کی پوتی نے جو عیسیٰ بن موسیٰ کی بیوی تھی اس کے اور اس کے بھائیوں کے لئے امان نہ لے لی وہ روپوش رہا۔ بعد میں بنو معاویہ نے اس سے نکاح کا رشتہ قائم کیا اور اب قاسم ظاہر ہو گیا۔

حسن بن معاویہ محمد کی طرف روانہ

عمر بن راشد عنج کا مولی بیان کرتا ہے کہ جب حسن بن معاویہ نے سری پر فتح پائی تو یہ تھوڑے ہی دن مکے میں قیام کرنے پایا تھا کہ محمد کا خط اس کے نام آیا جس میں اسے ہدایت کی تھی کہ تم فوراً میرے پاس چلے آؤ اور لکھا تھا کہ چونکہ عیسیٰ مدینہ کے قریب پہنچ گیا ہے اس لئے تم ہر ممکن جلدی کیساتھ میرے پاس پہنچ جاؤ۔ یہ دوپہر

کے دن شدید بارش میں مکے سے روانہ ہوا، (ارباب سیر کا خیال ہے کہ اسی دن محمد قتل ہو چکا تھا) اثج میں جو بنی خزاعہ کا تالاب ہے اور رعسفان اور قدید کے درمیان واقع ہے عیسیٰ بن موسیٰ کے ڈاک کے ہرکاروں کے ذریعے اسے محمد کے قتل ہونے کی خبر ہوئی اور راب یہ اور اس کے ساتھی بھاگ گئے۔

بصرہ پر ابراہیم کا قبضہ

ابوسیار کہتا ہے کہ میں محمد بن عبداللہ کا حاجب تھا رات کے وقت ایک شتر سوار میرے پاس آیا اس نے کہا میں بصرہ سے آیا ہوں اور ابراہیم نے خروج کر کے بصرہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ میں قصر مروان آ کر اس کمرے میں آیا جہاں محمد رات گزارتا تھا میں نے دروازہ پر دستک دی۔ اس نے بہت بلند آواز سے پوچھا کون ہے میں نے کہا میں نے کہا ابوسیار ہوں اس نے لاحول پڑھا اور کہا اے خداوندا میں رات میں آنے والوں کی بڑائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ البتہ اس صورت میں کہ وہ کوئی خیر کی خبر لائے ہوں اس نے پوچھا خیر ہے میں نے کہا جی ہاں خیر ہے اس نے پوچھا کیا بات ہے میں نے کہا ابراہیم نے بصرہ پر قبضہ کر لیا ہے، محمد کی یہ عادت تھی کہ نماز صبح و مغرب کے بعد ان کا ایک نقیب تمام نمازیوں سے درخواست کرتا تھا کہ وہ اپنے بصرہ کے بھائیوں اور حسن بن معاویہ کی کامیابی کے لئے دعا مانگیں۔

ایک شامی کی محمد کے بارے میں رائے

عیسیٰ کہتا ہے کہ ایک شامی ہمارے گھر آ کر مقیم ہوا اس کی کنیت ابوعمرو تھی میرے باپ نے اس سے پوچھا کہ تم نے محمد کو کیسا پایا اس نے کہا کہ میں ان سے ملوں۔ تو معلوم ہو پھر تم سے بیان کروں گا اس کے کچھ روز کے بعد میرے باپ پھر اس سے ملے اور محمد سے پوچھا اس نے کہا ان میں تمام خوبیاں موجود ہیں مگر ان کا موٹاپا ان کی کمزوری ہے کیونکہ جنگجو آدمی اس قدر موٹا نہیں ہوتا۔ اس کے بعد انھوں نے بھی اس کی بیعت کی اور اس کے ساتھ جنگ میں شریک رہے عبداللہ بن محمد بن مسلم ابوالبواب منصور کا مولی بیان کرتا ہے کہ ابوجعفر نے اعمش کے نام ایک خط محمد کی طرف سے لکھ کر بھیجا جس میں اسے اپنی نصرت کی دعوت دی۔ خط کو پڑھ کر اعمش نے کہا اے بنی ہاشم ہم نے تمہیں پرکھا تو معلوم ہوا کہ تم دنیا کی لذیذ چیزوں سے محبت کرتے ہو۔ قاصد نے ابوجعفر سے آ کر واقعہ سنایا یہ جملہ سنکر ابوجعفر کہنے لگے کہ بیشک یہ اعمش کا کلام ہے۔

محمد کی تائید

محمد بن عمر بیان کرتا ہے کہ جب محمد بن عبداللہ نے مدینہ پر قبضہ کر لیا اور ہمیں اس کی اطلاع ملی تو ہم نے بھی خروج کیا میں اس وقت بالکل جوان تھا میری عمر پندرہ سال تھی ہم اس کے پاس آئے اور بہت سے لوگ وہاں جمع تھے کسی کو اس کے پاس آنے کی روک ٹوک نہ تھی میں نے قریب پہنچ کر اسے غور سے دیکھا وہ گھوڑے پر سوار سفید چکن کی قمیص پہنے ہوئے تھا سفید رنگ کا عمامہ سر پر تھا اس کا سینہ اندر گھسا ہوا تھا چہرہ پر چیچک کے داغ تھے

۔اس نے پھر اپنے سرداروں کو مکہ مکرمہ بھیجا اور انھوں نے اس کے لئے مکہ مکرمہ پر قبضہ کرلیا اور سفید جھنڈا بلند کرلیا ۔اس نے اپنے بھائی ابراہیم بن عبداللہ کو بصرہ بھیجا اس نے بصرہ پر قبضہ کرلیا اور اہل بصرہ نے بھی اس کی تائید میں سفید جھنڈا بلند کیا۔

امیر المؤمنین ابو جعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ کو محمد کے مقابلہ پر بھیجنے کا فیصلہ کرلیا اور کہنے لگے کہ مجھے اس کی پروا نہیں کہ ان میں سے کون اپنے حریف کو قتل کردیتا ہے۔دونوں طرف میرا فائدہ ہے، چار ہزار باقاعدہ فوج اس کے ساتھ بھیجی نیز محمد بن ابی العباس امیر المؤمنین کو اس کے ساتھ کردیا۔

جب ابو جعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ کو روانہ ہونے کا حکم دیا تو اس نے ابو جعفر سے کہا کہ آپ اپنے چچاؤں سے بھی اس معاملہ میں مشورہ لے لیجئے ابو جعفر نے کہا تم جانتے ہی ہو اللہ کی قسم اس کے پیش نظر صرف میں ہوں یا تم ہو اب یا تو تم اس کے مقابلہ پر جاؤ یا میں جاؤں۔اس واقعہ کا راوی زید مسیح کا مولی کہتا ہے کہ عیسیٰ عراق سے چل کر ہمارے پاس آ گیا ہم اس وقت مدینہ میں تھے۔

جعفر بن قحطبہ کا مشورہ

عبدالملک بن شیبان راوی ہے کہ ابو جعفر نے جعفر بن حنظلہ البہرانی کو بلایا جو مبروص، طویل القامت جنگی معاملات کا سب سے بڑھ کر عالم تھا اور مروان کے ساتھ اس کے جنگوں میں شریک ہو چکا تھا۔اور پوچھا کہ محمد نے خروج کردیا ہے تمہاری کیا رائے ہے اس نے پوچھا محمد نے کس جگہ خروج کیا ہے۔ابو جعفر نے کہا مدینہ میں جعفر نے کہا تو اب اللہ کا شکر ادا کرو وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اس نے ایسی جگہ خروج کیا ہے جہاں نہ دولت ہے نہ آدمی ہیں نہ ہتھیار اور نہ سامان خوراک ہے تم اپنے کسی بھی غلام کو بھیج دو کہ وہ وادی القریٰ پر جا کر مورچہ زن ہو جائے اور شکم سے آنے والی رسد کو روک دے اس طرح وہ بغیر لڑائی کے بغیر اپنے مکان ہی میں بھوک سے ہلاک ہو جائے گا، ابو جعفر نے اس مشورہ پر عمل کیا۔

کثیر اور عیسیٰ محمد کے مقابلہ میں

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو جعفر نے کثیر بن حصین العبدی کو عیسیٰ کے آگے بھیج دیا تھا اس نے فید میں اپنی چھاؤنی ڈال دی۔اور اس کے گرد ایک خندق بنالی جب عیسیٰ یہاں آیا تو پھر یہ بھی اس کے ساتھ مدینہ چل پڑا۔عبداللہ بن راشد اس واقعہ کا راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے اس خندق کو دیکھا تھا یہ بہت عرصہ تک باقی تھی لیکن کچھ مدت کے بعد وہ پٹ گئی اور مٹ گئی۔

ابو جعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ سے یہ بھی کہا کہ تم ابوالعسکر مسمع بن محمد بن شیبانی بن مالک بن مسمع کو اپنے ساتھ لیتے جاؤ کیونکہ اس کے اثر کا یہ حال ہے کہ میں نے دیکھا کہ اس نے سعید بن عمرو بن جعدہ بن ہبیرہ کو مروان کا داعی اہل بصرہ سے بچالیا حالانکہ وہ لشکر لیکر اس پر چڑھ آئے تھے۔

سعید اس وقت ابوالعسکر کے پاس تھا جو ہڈی کا گودا مصری کے ساتھ ملا کر کھارہا تھا۔عیسیٰ نے اسے اپنے

ساتھ لے لیا جب یہ بطن نخل پہنچا تو ابوالعسکر اور مسعودی عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود عیسی کا ساتھ چھوڑ کر وہیں ٹھہر گئے، یہاں تک کہ محمد مارا گیا اور ابوجعفر کو اس کی اطلاع ملی تو انھوں نے عیسی سے کہا کہ تم نے اس کو وہیں قتل کر دیا ہوتا۔

عیسی بن موسی کو رخصت کرتے وقت ابوجعفر نے اپنے دونوں پہلوؤں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میں تمھیں اس کی طرف بھیج رہا ہوں جو میرے ان دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔ اگر تم محمد کو زندہ پکڑ سکو تو اپنی تلوار نیام میں کرنا اور امان دیدینا اگر وہ روپوش ہو جائے تو اہل مدینہ کو اس کی حاضری کا ضامن بنانا کیونکہ وہ اس کی آمد ورفت سے واقف ہیں چنانچہ عیسی نے مدینہ آ کر ایسا ہی کیا۔

ابوجعفر نے عیسی بن موسی بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کو جب محمد بن عبداللہ کے مقابلہ کے لئے مدینہ بھیجا تو اس کے ساتھ محمد بن ابی العباس امیر المؤمنین اور نیز بعض دوسرے خراسانی سرداروں کو بھی روانہ کر دیا اور ان سرداروں کی فوجیں بھی ساتھ کیں۔ عیسی بن موسی کے مقدمتہ الجیش پر حمید بن قحطبہ سردار تھا اس فوج کے ساتھ گھوڑے خچر اسلحہ اور سامان خوراک اور رسد اتنی کافی مقدار میں تھا کہ انھیں راستہ میں کسی جگہ ٹھہرنے کی ضرورت نہ پڑی۔ نیز اس کے ہمراہ ابوجعفر نے ابن ابی الکرام الجعفری کو بھیجدیا یہ ابوجعفر کے ساتھیوں میں تھا یہ بنی العباس کی طرف مائل تھا ابوجعفر کو اس پر پورا بھروسہ تھا اس وجہ سے انھوں نے اسے بھی عیسی کے ساتھ کر دیا تھا۔

ابوجعفر نے عیسی بن موسی کو لکھا کہ آل ابی طالب میں سے جو شخص تم سے ملنے آئے تم اس کا نام مجھے لکھ بھیجو اور جو نہ آئے اس کی املاک ضبط کر لو۔ چنانچہ ابوزیاد کی دولت ضبط کر لی گئی اس دوران جعفر بن محمد اس سے ملنے نہیں آیا اور جب ابوجعفر مدینہ آئے تو اس نے اسے گفتگو کی اور اس سے رقم مانگی ابوجعفر کہنے لگے تمہارے مہدی نے اس پر قبضہ کر لیا ہے۔

ریشم پر خطوط لکھے گئے

فید پہنچ کر عیسی نے ریشم کے پارچوں پر کئی خط اہل مدینہ کے نام لکھے ان میں عبدالعزیز بن المطلب المخزومی اور عبیداللہ بن محمد بن صفوان الجمحی بھی تھے۔ جب عیسی کے خط مدینہ آئے تو بہت سے سردار محمد کا ساتھ چھوڑ کر چلتے بنے انھیں میں محمد بن العزیز المطلب بھی تھا اسے گرفتار کر کے پھر محمد کے پاس لایا گیا۔ یہ کچھ دیر قیام کر کے پھر چلا گیا دوبارہ پکڑ کر بلوایا گیا۔ چونکہ اس کا بھائی علی بن المطلب کا محمد پر بہت اثر تھا اس نے محمد سے اس کی سفارش کی اور اب محمد نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا۔

> عیسی کہتا ہے کہ عیسی بن موسی نے زرد ریشم کے پارچہ پر خط لکھ کر میرے باپ کے پاس بھیجا ایک اعرابی خط کو اپنے جوتے کے تلے میں چھپا کر ہمارے گھر لایا۔ میں نے اسے اپنے مکان میں بیٹھا ہوا دیکھا تھا میں اس وقت کم سن تھا وہ خط اس نے میرے باپ کو دیا اس میں لکھا تھا محمد نے ایسی شئے کو لینا چاہا جو اللہ نے اسے نہیں دی اللہ تعالی اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے۔ قل اللهم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع

الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شیء قدیر۔

(ترجمہ:) کہو اے اللہ تو ملک کا مالک ہے جس کو تو چاہتا ہے حکومت عطا کرتا ہے جس سے چاہتا ہے حکومت چھین لیتا ہے جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے تیرے ہی ید قدرت میں بھلائی ہے کیونکہ تو ہر شئے پر قادر ہے۔

اونٹ پکڑنے کا واقعہ

تم بغیر انتظار کیے فوراً اس تربز سے نکل جاؤ اور اپنی قوم والوں کو بھی مدینہ سے خروج کی دعوت دو اور ان کو لیکر چلے آ ؤ۔ چنانچہ وہ عمر بن محمد بن عمر اور ابوعقیل محمد بن عبداللہ محمد بن عقیل کے ساتھ مدینہ نکل گئے۔ انھوں نے افطس حسن بن علی بن حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب کو بھی اپنے ساتھ چلنے کے لئے کہا مگر اس نے نہ مانا اور وہ محمد کے ساتھ مدینہ میں ٹھہرا۔ محمد سے جب ان کے خروج کا ذکر کیا گیا اس نے ان کے تمام اونٹوں پر قبضہ کرلیا عمر بن محمد نے اس سے آ کر کہا کہ تم انصاف کی دعوت دیتے ہو اور وہ ظلم وغضب کے مٹانے کے لئے اٹھے ہو میرے اونٹوں نے کیا قصور کیا ہے جو ان کو پکڑا جارہا ہے۔ میں نے تو ان کو اس غرض سے تیار کیا ہے کہ ان پر سوار ہو کر حج کروں یا عمرہ ادا کروں، محمد نے وہ اونٹ اسے واپس دیئے۔ اور یہ اسی رات مدینہ سے نکل کر چار یا پانچ منزل پر عیسیٰ سے جا ملے۔

گرفتاریاں

خود ابوجعفر نے متعدد خطوط قریش اور دوسرے سرداروں کے نام لکھ کر عیسیٰ کو دیدیئے تھے۔ اور ہدایت کردی تھی کہ مدینہ کے قریب پہنچ کر یہ خطوط ان لوگوں کو پہنچادینا۔ چنانچہ عیسیٰ نے اس ہدایت پر عمل کیا محمد کے پہرہ داروں نے قاصد اور خط گرفتار کیے ان میں ایک خط ابراہیم بن طلحہ بن عمر بن عبیداللہ بن معمر اور قریش کے دوسرے سرداروں کے نام تھا محمد نے ابن عمر اور ابوبکر بن ابی سبرہ کے علاوہ ان سب لوگوں کو جن کے نام خط آئے تھے گرفتار کر کے مصلی میں ابن ہشام کے مکان میں قید کردیا۔

اس بیان کا ناقل ایوب بن عمر اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ محمد نے مجھے اور میرے بھائی کو گرفتار کر کے اپنے پاس بلایا اور ہمیں تین تین سو کوڑے مارے گئے جب وہ مجھے مار رہا تھا اور وہ کہتا جاتا تھا کہ تو نے مجھے قتل کرنا چاہا تھا میں نے کہا میں تم کو اس وقت چھوڑ دیا تھا جب تم پہاڑوں اور انھیں خیموں میں چھپتے پھرتے تھے جب مدینہ پر تمہارا قبضہ ہوگیا اور رتمہاری حکومت پائیدار ہوگئی۔ تو میں تمہاری حمایت میں کھڑا ہوا اب میں کس کے بھروسہ پر کھڑا ہوں اپنی طاقت کے بھروسہ پر اپنی دولت کے بھروسہ پر یا اپنے خاندان کے بل پر۔

اس کے بعد اس نے ہمیں قید کردینے کا حکم دیا اور ہمیں بھاری بھاری بیڑیاں اور ہتھکڑیاں پہنادی گئیں جن کا وزن اسی رطل تھا۔ محمد بن عجلان نے محمد سے جا کر کہا کہ میں نے ان دونوں شخصوں کو بہت زیادہ مارا ہے اور ان

کو اتنی بھاری بیڑیاں پہنادی ہیں کہ وہ نماز نہیں پڑھ سکتے عیسیٰ کے مدینہ میں داخل ہونے تک یہ دونوں قید رہے۔

مدینہ سے نکلنے کے بارے میں مشورہ

عبدالحمید بن جعفر بن عبداللہ بن عبداللہ بن ابی الحکم بیان کرتا ہے کہ جب عیسیٰ مدینہ کے قریب آ گیا ان دنوں ایک رات میں محمد کے پاس بیٹھا ہوا تھا محمد نے اپنے دوستوں سے کہا کہ مجھے مشورہ دو کہ کیا اس وقت خروج کروں یا یہیں ٹھہرا رہوں۔ اس معاملہ پر اختلاف رائے ہونے لگا محمد نے میری طرف متوجہ ہو کر مجھ سے کہا اے ابوجعفر تم اپنی رائے بیان کرو میں نے کہا کیا آپ اس بات سے واقف نہیں کہ آپ اس شہر میں ہیں جہاں گھوڑے، سامان خوراک اور ہتھیار بہت ہی کم ہیں اور جہاں کے باشندے سب سے زیادہ کمزور واقع ہوئے ہیں محمد نے کہا بیشک میں اس حالت سے واقف ہوں میں نے کہا اور آپ اس بات سے واقف ہوں گے کہ آپ اس ملک سے مقابلہ کر رہے ہیں جہاں کے باشندے بڑے کڑوے اور جہاں اسلحہ اور روپیہ کی افراط ہے، اس نے کہا ہاں میں اسے جانتا ہوں، میں نے کہا ان حالات میں مناسب یہ ہے کہ آپ اپنی جماعت کو لیکر مصر چلے جائیں وہاں کوئی آپ کے معاملہ میں مخالفت نہیں کرے گا اور وہاں سے پھر آپ اپنے حریف کا اسی ساز و سامان، اسلحہ اور آدمیوں کے ساتھ مقابلہ کر سکیں گے جو وہ آپ کے مقابل میدان کارزار میں لائے گا۔ اس پر حنین بن عبداللہ نے بلند آواز سے کہا میں آپ کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں، آپ مدینہ سے ہرگز باہر نہ جائیں پھر اس نے محمد سے رسول ﷺ کی یہ حدیث بیان کی ''میں نے اپنے آپ کو ایک مضبوط زرہ پہنے ہوئے دیکھا اور اس کی تعبیر میں نے یہ لی ہے کہ وہ مضبوط زرہ مدینہ ہے۔

محمد کے ظاہر ہونے کے بعد اہل مدینہ اور اس کے قریبی علاقوں کے باشندے اس کے ساتھ ہو گئے قبائل عرب میں سے جھینہ، مُزینہ، سُلیم بنو بکر، اسلم اور غفار بھی اس کے ساتھ تھے مگر محمد بنی جُھینہ کو سب سے مقدم رکھتا تھا اس وجہ سے قیسی قبائل برہم ہو گئے۔

خندق کھودنے کا فیصلہ

عبداللہ بن معروف جو اس ہنگامہ میں شریک تھا بیان کرتا ہے کہ تمام بنوسلیم اپنے سرداروں کے ساتھ محمد کے پاس آئے ان کے وکیل خطیب جابر بن انس الریاحی نے محمد سے کہا آپ کے نھیالی رشتہ دار اور آپ کے ہمسایہ میں ہمارے پاس ہتھیار اور سواری کے جانور کثرت سے ہیں مسلمانوں میں دیہات میں تمام حجاز میں سب سے زیادہ رسالہ نبوسلیم ہی کا تھا۔ اب بھی ہمارے پاس اس قدر سوار ہیں کہ اگر وہ کسی ایک عرب کے پاس ہوں تو تمام دیہاتی قبائل اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں۔ آپ ہرگز خندق نہ بنائیں رسول ﷺ نے صرف اس وقت خندق بنائی جب اللہ نے اس کا انھیں حکم دیا اگر آپ خندق بنالیں گے تو یہ لوگ پوری طرح اپنی جنگی قابلیت کو بروئے کار نہ لاسکیں گے کیونکہ نہ پیدل فوج خندق میں بیٹھ کر اچھی طرح لڑ سکتی ہے اور نہ دستہ خندقوں کی درمیانی گلی کوچوں میں نقل و حرکت کر سکتا ہے۔ علاوہ ازیں جس فوج کے مقابلہ پر خندق ہو گی اس میں وہ لوگ ہیں جو خندقوں

کی آڑ میں اچھی طرح لڑتے ہیں اور جن کے لئے خندق بنائی جائیگی ان کی آزادنقل وحرکت میں خود ہی خندق رکاوٹیں ڈال دے گی۔

اس پر بنی شجاع کے ایک شخص نے کہا کہ رسول ﷺ نے تو خندق بنائی تھی تم یہ چاہتے ہو کہ رسول ﷺ کی رائے کو چھوڑ کر تمہارا مشورہ اختیار کیا جائے اس نے جواب دیا اے شجاع کے بیٹے تم اور تمہاری جماعت کے لئے دشمن کا مقابلہ سخت دوبھر ہے اس کے مقابلہ میں میری جمعیت اور خود میں ان سے لڑنے کو اس وقت سب سے زیادہ دل سے چاہتا ہوں اس لئے تمہاری رائے اس معاملہ میں کچھ موثر نہیں محمد نے کہا خندق کے معاملہ میں ہم نے رسول ﷺ کی رائے پر عمل کیا ہے اور اس سے کوئی شخص مجھے ہٹا نہیں سکتا میں خندق کو ترک نہیں کرتا۔

جب محمد کو معلوم ہوا کہ عیسیٰ مدینہ کے قریب آ گیا ہے اس نے رسول ﷺ کی اس خندق کو جو حضور نے جنگ احزاب میں بنائی تھی پھر کھودیا۔ کھودنے کے وقت خود محمد سفید قبا پہنے اور کمر پٹی لگائے اپنے تمام ساتھیوں کے جلوس کے ساتھ اس خندق پر آیا اس مقام پر پہنچ کر وہ گھوڑے سے اتر پڑا اور سب سے پہلے خود اسی نے خندق کھودنا شروع کیا اور رسول ﷺ کی بنائی ہوئی خندق ایک اینٹ اس سے برآمد کی اور نعرہ تکبیر بلند کیا۔ اس کے ساتھ سب جماعت نے تکبیر کہی لوگوں نے اس سے کہا کہ آپ کو فتح کی بشارت مبارک ہو۔ یہی آپ کے دادا رسول ﷺ کی خندق ہے۔

محمد کی تقریر

جب عیسیٰ مقام اعوص آ گیا تو مدینہ میں محمد نے منبر پر ایک تقریر کی اور اس میں حمد وثنا کے بعد کہا خدا کا اور تمہارا دشمن عیسیٰ بن موسیٰ اعوص آ گیا ہے حالانکہ دین کے قیام کا سب سے زیادہ حق مہاجرین اولین اور انصار کی اولاد کا ہے۔

بہت سے لوگوں کا محمد کا ساتھ چھوڑنا۔

عثمان بن محمد بن خالد الزبیری جسے ابوجعفر نے قتل کرا دیا تھا بیان کرتا ہے کہ محمد کے ساتھ پہلے تو ایسی زبردست جماعت جنگ کے لئے تیار ہوگئی تھی۔ کہ اس کی نظیر اس سے پہلے میری آنکھ سے نہیں گزری میرا خیال ہے کہ اس وقت ہماری تعداد ایک لاکھ ہوگی عیسیٰ کے قریب آ جانے کے بعد محمد نے ہمارے سامنے ایک تقریر کی اور اس میں کہا کہ عیسیٰ بڑی زبردست فوج اور تمام ساز وسامان واسلحہ کے ساتھ قریب آ گیا ہے میں اپنی بیعت کی ذمہ داری سے تم کو آزاد کرتا ہوں اب جس کا جی چاہے میرا ساتھ چھوڑ کر چلا جائے اس اجازت کا یہ نتیجہ ہوا کہ سب لوگ کھسک گئے اور ایک چھوٹی سی حقیر جماعت اس کے ساتھ رہ گئی۔

محمد کے ظاہر ہونے کے بعد ایک بہت بڑی جماعت اس کے ساتھ ہوگئی یہ ان سب کو لیکر ایک میدان میں آیا اور یہاں اس نے اس کا ساتھ دینے کے لئے ان سے سخت عہد و پیمان لئے۔ مگر جب سنا کہ عیسیٰ اور حمید بن قحطبہ مقابلہ پر بڑھ رہے ہیں اس نے منبر پر تقریر کی اور کہا کہ میں نے آپ سب کو لڑنے کے لئے اکٹھا کیا تھا

اور صبر وثبات کے لئے پختہ عہد و پیمان لئے تھے اب یہ دشمن زبردست فوج کے ساتھ آپ کے قریب پہنچ گیا ہے۔ مدد صرف اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور اسی کے ہاتھ میں ہر شے کے باگ ہے اب مجھے یہ مناسب معلوم ہوا کہ آپ لوگوں کو اجازت دیدوں اور وعدوں سے بری الذمہ کردوں اب جو چاہے وہ میرا ساتھ دے اور ٹھہرے اور جو چاہے چلا جائے۔ اس اجازت کے بعد ہزار ہا آدمی مدینہ سے نکل گئے جب یہ عریض پہنچے جو مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے تو یہاں انھیں رجہ کے سامنے عیسی بن موسی کا مقدمتہ الجیش ملا ان کی پیدل فوج ٹڈی دل معلوم ہوتی تھی ہم ان سے مقابلہ کے بغیر پہلو سے گزر گئے اور وہ ہمارے پہلو سے مدینہ کے رخ چلے گئے۔

مدینہ کے بہت سے لوگ اپنے اہل وعیال کو لیکر پہاڑوں کے غاروں اور دروں میں جا چھپے تھے محمد نے ابوالقلمس کو حکم دیا کہ وہ ان سب کو مدینہ واپس لائے۔ جس پر اس کی دسترس ہوسکی ان کو وہ واپس لے آیا مگر اکثر پر اس کا قابو نہ چل سکا اور اس نے بھی ان کا پیچھا چھوڑ دیا۔

محمد کا غاخری سے مدد طلب کرنا

غاخری کہتا ہے کہ محمد نے مجھ سے کہا کہ میں تجھ کو ہتھیار دیتا ہوں تم تو میرے ساتھ مل کر لڑنا میں نے کہا بہت اچھا، اگر آپ مجھے نیزہ دیں گے تو میں اعوص ہی میں ہی میں ان پر نیزہ چلاؤں گا اور اگر تلوار باندھیں گے تو جب وہ ہسفا میں ہوں گے تب ان پر ضرب لگاؤں گا۔ تھوڑی دیر کے بعد نے میری طرف پیغام بھیجا کہ اب کیا انتظار ہے۔ میں نے جواب دیا خدا آپ کو سلامت رکھے آپ کے نزدیک تو یہ بات بالکل معمول ہے کہ میں اس ہنگامہ میں مارا جاؤں اور مزے دوسرے لوٹیں اور اس وقت کہا جائے کہ چونکہ اس نے جنگ کی ابتداء کی تھی اس لئے اس کا خمیازہ بھی اس کو بھگتنا پڑا۔ محمد نے کہا تمھیں کیا ہوا ہے کیوں متردد ہو اہل شام عراق اور خراسان نے میری حمایت میں سفید جھنڈا بلند کر دیا ہے۔ میں نے کہا جناب والا میں تو اس دنیا کو سفید مسکہ سمجھتا ہوں اور خود اپنے آپ کو دوات کی صوف میں پیچدہ پاتا ہوں جبکہ عیسی اعوص پہنچ چکا ہے مجھے ان باتوں سے کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا ہے۔

ابوجعفر نے عیسی کے ساتھ ابن الاصم کو بھیجا تھا اسی کے مشورہ سے فوج اپنی قیام گاہ اختیار کرتی تھی پہلے یہ آ کر مسجد نبوی سے ایک میل کے فاصلہ پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ مگر ابن الاصم نے کہا کہ یہاں پیدل فوج کے ساتھ لشکر کوئی موثر کاروائی نہیں کر سکے گا اور مجھے خوف ہے کہ وہ تمہاری صفوں میں شگاف پیدا کر کے تمہاری قیام گاہ میں گھس آئیں گے۔ اس خطرہ کو محسوس کر کے وہ اس تمام فوج کو یہاں سے اٹھا کر جرف لے گیا جو مدینہ سے چار میل کے فاصلہ پر ہے اور یہاں ان کو سلیمان بن عبدالملک کے سقایہ کے پاس ٹھہرا اور کہنے لگا کہ پیدل فوج ایک ہلے میں دو تین میل سے زیادہ آگے نہ بڑھنے پائیگی کہ لشکر اسے آلے گا۔

عیسی کا محمد بن ابی الکرام کو ہدایت دینا

محمد بن ابی الکرام کہتا ہے کہ جب عیسی طرف القدوم پر ٹھہرا اس نے آدھی رات کو مجھے بلا بھیجا میں نے اسے اس وقت بیٹھا ہوا پایا اس کے پاس شمع روشن تھی اور رقم کا ڈھیر تھا مجھ سے کہا کہ مخبروں نے مجھے آ کر کہا ہے کہ محمد

کی حالت خراب ہے اور مجھے یہ اندیشہ ہے کہ یہ راہ گزیر اختیار کرے گا اور اب مکہ مکرمہ کی سمت کے علاوہ اور کوئی رخ اس کے لئے کھلا ہوا نہیں ہے۔ تم اپنے ساتھ پانچ سو پیدل سپاہی لو اور شاہراہ عام کو چھوڑ کر مکے کی سمت جاؤ شجرہ پہنچ کر ٹھہرے رہو۔ پھر اس نے شمع کے سامنے ان کو عطادی میں ان کو لیکر روانہ ہوا بطحا ابن ازہر کے مقام بصرہ سے جو مدینہ سے چھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے گزرا ہمیں دیکھ کر اس مقام کے باشندے ڈر گئے میں نے ان کو اطمینان دلایا کہ تم ہرگز نہ ڈرو تمہیں کوئی تکلیف نہ پہنچے گی میں محمد بن عبداللہ ہوں کچھ ستو ہوں تو لے آؤ۔ وہ لوگ ہمارے لئے ستو لے آئے ہم نے اسے پی لیا اور محمد کے قتل ہونے تک ہم وہیں قیام پذیر رہے۔

محمد کو سمجھانے کی کوششیں

مدینہ منورہ کے قریب پہنچ کر عیسی نے قاسم بن حسن بن زید کو محمد کے پاس بھیجا تا کہ وہ اسے سمجھا بجھا کر اس مقابلہ سے باز رکھے اور محمد کو اطلاع دے کہ امیر المؤمنین ابوجعفر نے اسے اور اس کے اہل بیت کو امان دیدی ہے۔ محمد نے قاسم سے کہا کہ اگر سفیروں کو قتل نہ کیا جاتا تو میں تمہاری گردن مار دیتا، میں بچپن سے تجھے دیکھتا ہوں کہ جب دو فریق ایک صاحب خیر اور دوسرا شر پر ہوتا ہو تو ہمیشہ کے خیر کے مقابلہ میں شر کا ساتھ دیتا رہا ہے نیز محمد نے عیسی سے کہلا بھیجا کہ تم کو رسول ﷺ سے قرابت قریبہ حاصل ہے میں تم کو کتاب اللہ کی اطاعت اور سنت رسول اللہ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتا ہوں اور اللہ کے انتقام سے اور اس کے عذاب ڈراتا ہوں تم خود میرے مقابلہ سے باز رہو میں خود اس فرض سے جو اللہ نے عائد کیا ہے دست بردار نہیں ہوسکتا تم اس شخص کے ہاتھوں جو اللہ کی طرف دعوت دے رہا ہے قتل ہونے سے ڈرو اور بچو ورنہ تم بہت برے مقتول ہوگے اور اگر تم نے اسے قتل کر دیا تو اس کی ذمہ داری بہت بڑی ذمہ داری تم پر عائد ہوگی اور اس کا گناہ بھی بہت ہوگا محمد نے یہ خط ابراہیم بن جعفر کے ہاتھ عیسی کے پاس بھیجا ابراہیم نے اسے پہنچا دیا عیسی نے اس سے کہا کہ تم اپنے ساتھی سے جا کر کہدو کہ اب ہمارے درمیان سوائے جنگ کے اور کوئی صورت باعث فیصلہ نہیں رہی۔

ابراہیم بن محمد ابرالکرام بن عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن جعفر اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ جب عیسی مدینہ کے قریب آ گیا اس نے مجھے محمد کے لئے امان کا عہد دیکر اس کے پاس بھیجا محمد نے کہا کہ تم یہ بتاؤ کہ تم لوگ مجھ سے کیوں لڑتے ہو اور کیوں میرے خون کو حلال کرتے ہو میں تو خود لڑائی سے بھاگتا ہوں۔ میں نے کہا کہ ہماری جماعت اب تمہیں امان دیتی ہے اگر تم اسے قبول نہ کرو گے اور ان سے لڑے بغیر باز نہ رہو گے تو پھر ان کو بھی مجبوراً تم سے اسی بناء پر لڑنا پڑے گا جس بناء پر تمہارے اشرف ترین دادا علی طلحہ اور زبیر سے لڑے تھے کیوں کہ انھوں نے ان کی بیعت سے انحراف کر کے ان کی حکومت لینا چاہی اور خود ان کی جان کے خلاف جدوجہد کی تھی۔ جب میں نے ابوجعفر کو اس گفتگو کو نقل کیا تو انھوں نے کہا کہا گر اس کے علاوہ تم اور کوئی بات اس سے کہتے تو مجھے خوشی نہ ہوتی تم نے خوب کیا جو یہ کہا اب میں تم کو اس صلہ میں یہ انعام دیتا ہوں۔

ابراہیم بن جعفر کا رلمب

ماہان بن بخت قحطبہ کا مولی بیان کرتا ہے کہ جب ہم مدینہ آئے تو ابراہیم بن جعفر بن مصعب بطور طلیعہ ہمارے ہاں آیا اس نے ہمارے پورے پڑاؤ کا چکر لگایا اور پھر واپس چلا گیا اس کی اس جرأت سے ہم لوگ بہت مرعوب ہوئے۔ یہاں تک کہ خود عیسیٰ اور حمید بھی اس کی اس دلیری پر تعجب کر کے کہنے لگے کہ صرف ایک شخص تن تنہا اپنی فوج کے لئے طلیعہ کی خدمت انجام دینے چلا آیا۔ جب یہ ہماری حد نظر کے فاصلہ پہنچ چکے تو ہم نے دیکھا کہ وہ ٹھہر گیا ہے حمید نے کہا ذرا دیکھو تو سہی کہ اس شخص پر کیا گزری مجھے اس کا گھوڑا وہیں کھڑا ہوا نظر آرہا ہے اور وہ جنبش ہی نہیں کرتا، خود حمید نے اپنے دو شخص دریافت واقعہ کے لئے روانہ کئے انھوں نے جا کر دیکھا کہ گھوڑے کی ٹھوکر کھانے کی وجہ سے سوار اوندھے منہ گر پڑا ہے اور ایک تنور سے اس کی گردن ٹوٹ گئی ہے ان دونوں شخصوں نے اس کے لباس اور اسلحہ پر قبضہ کر لیا اور اس تنور کو بھی ہمارے پاس لے آئے، معلوم ہوا کہ یہ تنور مصعب بن الزبیر کا تھا اس میں طلائی کا کام تھا کہ اس جیسا پہلے دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔

۱۲ رمضان ۱۴۵ھ بروز ہفتہ عیسیٰ مقام جرف میں قصر سلیمان میں آ کر ٹھہرا۔ اتوار اور پیر کی صبح وہیں مقیم رہا البتہ پیر کے دن اس نے کوہ سلع پر چڑھ کر مدینہ اور وہاں آنے جانے والوں پر نظر کی پھر اس کے تمام ناکے اپنے سوار اور پیدل فوج سے بند کر دیئے۔ البتہ مسجد ابی الجراح کی سمت جو بطحان پر واقع ہے بھاگنے والوں کے لیے خاص چھوڑ دی محمد اہل مدینہ کے ساتھ مقابلہ پر برآمد ہوا۔

عیسیٰ کی مدینہ آمد

محمد بن زید راوی ہے کہ ہم عیسیٰ کے ساتھ مدینہ آئے اس نے تین دن جمعہ ہفتہ اور اتوار محمد کو جنگ سے باز رہنے کی دعوت دی۔

زید مسیح کا مولی راوی ہے کی عیسیٰ نے جب پڑاؤ ڈال دیا وہ ایک گھوڑے پر سوار ہو کر جس کے گرد تقریباً پانچ سو سپاہی تھے اور اس کے آگے آگے ایک جھنڈا لیکر چل رہا تھا مدینہ کی سمت بڑھا۔ گھاٹی پر پہنچ کر وہ ٹھہر گیا اور اس نے اہل مدینہ کو خطاب کیا کہ اللہ نے ہمارا خون ایک دوسرے کے لئے حرام کر دیا ہے میں تم کو امان دیتا ہوں اسے قبول کر لو جو ہمارے علم کے نیچے آجائے گا وہ مامون ہے، جو اپنے گھر بیٹھا رہے گا مامون ہے، جو مسجد نبوی میں جا رہے گا مامون ہے، جو اپنے ہتھیار رکھ دے گا مامون ہے، جو مدینہ سے نکل جائے مامون ہے تم ہمارے اور ہمارے مد مقابل کے درمیان حائل مت ہو ہمیں اس سے نمٹ لینے دو اب چاہے ہمیں کامیابی ہو یا اسے اس کے جواب میں لوگوں نے اسے گالیاں دیں اور کہنے لگے اے بکری کے بچے اسے فلاں کے چنے وغیرہ وغیرہ، عیسیٰ اس دن واپس چلا گیا دوسرے دن اسی جگہ آ کر اس نے پھر امان کی دعوت دی۔ آج بھی لوگوں نے اسے گالیاں دیں تیسرے دن وہ رسالہ اور پیدل سپاہ کی اس قدر کثیر جماعت کے ساتھ مدینہ پر بڑھا کہ میں نے کبھی ایسی فوج نہیں دیکھی تھی ان کے پاس ہتھیار ساز و سامان کثرت سے بہت ہی عمدہ تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ ہم پر چھا گیا اس نے

پھر امان کی دعوت دی اور اپنی قیام گاہ کی طرف واپس ہو گیا۔

امان کا اعلان

عثمان بن محمد بن خالد راوی ہے کہ ہمارا مقابلہ ہوا تو خود عیسیٰ نے بلند آواز سے کہا کہ اے محمد امیر المؤمنین نے مجھے حکم دیا ہے کہ جب تک میں تمہیں امان کی دعوت نہ دیدوں تمہارے خلاف تلوار نہ اٹھاؤں لہٰذا تمہیں تمہارے خاندان کو، تمہاری اولاد کو اور تمہارے تمام ساتھیوں کو میں امان پیش کرتا ہوں تم کو اس قدر رقم دی جائیگی تمہارا قرضہ ہم ادا کر دیں گے اور دوسرے اور مراعات تمہارے ساتھ کی جائینگی، محمد نے کہا اس گفتگو کو ختم کرو اور اگر تم کو معلوم ہوتا کہ نہ کسی اندیشہ کی وجہ سے میں تمہارے مقابلہ سے منہ موڑوں گا اور نہ کسی طمع میں تمہارے پاس آؤں گا تو تم کبھی مجھ سے ایسی خواہش نہ کرتے، اب عام لڑائی شروع ہو گئی محمد گھوڑے سے اتر پڑا اور میرا خیال ہے کہ اس دن اس نے ستر آدمی اپنے ہاتھ سے قتل کیے۔

عیسیٰ کی فوج پر تبروں سے حملہ

محمد بن زید راوی ہے، کہ پیر کے روز عیسیٰ کوہ ذیاب پر کھڑا ہوا گیا اس نے عبداللہ بن معاویہ کے ایک غلام کو بلایا جو اس کے ہمراہ زرہ پوش دستہ کا سردار تھا اور کہا کہ اپنے دس زرہ پوش سپاہی لیکر آؤ وہ ان کو لے آیا پھر عیسیٰ نے ہمیں یعنی آل ابی طالب کو یہ حکم دیا کہ ہم میں سے دس آدمی اٹھ کھڑے ہوں۔ چنانچہ ہمارے دس آدمی اس کے ساتھ جا کھڑے ہوئے ہمارے ساتھ محمد بن عمر بن علی کے دونوں بیٹے عبداللہ اور عمر تھے، محمد بن عبداللہ بن عقیل قاسم بن الحسن بن زید بن الحسنؓ بن علیؓ اور عبداللہ بن اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر تھے عیسیٰ نے اس جماعت کو حکم دیا کہ وہ دشمن کے پاس جا کر اسے لڑائی سے باز رہنے کی دعوت دے اور امان دے۔ چنانچہ ہم اس مقصد کے لئے روانہ ہوئے اور سوق الحطابین آئے یہاں ہم نے ان کو دعوت دی انھوں نے ہم کو گالیاں دیں اور ہم پر تیر چلائے کہنے لگے کہ یہ رسول اللہ کے فرزند ہمارے ساتھ ہیں اور ہم ان کے ساتھ ہیں ہم تمہاری دعوت کی پرواہ نہیں کرتے۔ قاسم بن الحسن بن زید نے ان سے کہا کہ میں خود رسول اللہ کا فرزند ہوں اور جو لوگ تمہارے سامنے موجود ہیں ان میں پہلے رسول ﷺ کے پوتے ہیں ہم تمہیں کتاب اللہ سنت رسول ﷺ کے دعوت دیتے ہیں، نیز وعدہ کرتے ہیں کہ تمہارا جان و مال محفوظ رہے گا۔ اس پر انھوں نے ہمیں پھر گالیاں دیں اور تیر چلائے قاسم نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ یہ تیر اٹھاؤ اس نے اٹھا کر قاسم کو دیا قاسم اسے اپنے ہاتھ میں اٹھائے ہوئے عیسیٰ کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ اب کیا انتظار ہے یہ دیکھو انھوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے اب عیسیٰ نے حمید بن قحطبہ کو سو ۱۰۰ آدمیوں کے ہمراہ ان کے مقابلہ پر بھیجا۔

دوسری روایت

قاسم بن حسن جس کے ساتھ آل ابی طالب میں سے ایک اور شخص تھا وداع کی چوٹی پر کھڑا ہوا اور اس

نے محمد کے سامنے عہد امان پیش کیا محمد نے ان کو گالیاں دیں یہ دونوں پلٹ گئے۔ مدینہ پہنچ کر عیسیٰ نے اپنے سپہ سالاروں کو مختلف مقامات پر متعین کر دیا تھا ہزار مرد کو ابن ابی الصعبہ کے حمام کے پاس متعین کیا تھا کثیر بن حصین کو ابن افلح کے اس مکان کے پاس مقرر کیا تھا۔ جو بقیع الغرقد میں واقع تھا محمد بن ابی العباس کو بنی سلمہ کے دروازے پر متعین کیا اسی طرح اس نے اپنے تمام سرداروں کو مدینہ کے تمام ناکوں پر متعین کر دیا تھا خود عیسیٰ اپنی فوج کے ساتھ گھاٹی کی چوٹی پر آ کر ٹھہر گیا۔ اہل مدینہ نے یہاں اس پر تیر چلائے اور ان پر پتھر پھینکے، مسجد کے پردوں سے محمد نے اپنی فوج کے لئے زرہیں بنوائی تھیں، مسجد نبوی کے شامیانوں کو کاٹ کر محمد نے اپنی فوج کے لبادے بنوائے جہینہ کے دو شخص لڑائی میں شریک ہونے اس کے پاس آئے ان میں سے ایک کو انھوں نے لبادہ دیدیا اور دوسرے کو نہیں دیا جسے لبادہ ملا تھا وہ جنگ میں شریک ہوا اور دوسرا علیحدہ رہا۔ جنگ میں ایک تیر آ کر اس لبادہ پوش کو لگا جس سے وہ ہلاک ہو گیا اس کے دوسرے ساتھی نے اس پر یہ شعر پڑھا۔

یـــارب لا تـــجـــعـــلـــنـــی مـــن حـــســـان
وبـــاع بـــاقـــی عیشـــه فـــبـــحـــشـــان

• ترجمہ: اے میرے رب تو مجھے اس جیسا نہ کرنا جو ہلاک ہو گیا۔
اور اس نے اپنی بقیہ زندگی ایک لبادہ کے خاطر بیچ دی۔

تمیمی کا محمد کی طرف پیغام

اسمعیل بن ابی عمر راوی ہے کہ میں بنی غفار کی خندق پر کھڑا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک شخص گھوڑے پر سوار ہو کر سامنے آیا جس کی صرف دونوں آنکھیں نظر آتی تھیں اس نے کہا امان دو لوگوں نے اسے امان دی وہ ہمارے بالکل قریب آ کر ہم میں مل گیا اور کہنے لگا کون شخص محمد کو میرا پیغام پہنچا دے گا۔ میں نے کہا میں اس کے لئے موجود ہوں اب اس نے اپنا چہرہ نمایاں کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک سن رسیدہ آدمی ہے جس نے داڑھی پر خضاب کر رکھا ہے اس نے مجھ سے کہا تم محمد کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ فلاں تمیمی نے جو کہ کوہ جہینہ میں چٹان کے نیچے تمہارا ساتھی تھا یہ کہا ہے کہ رات ہونے تک تم صبر کرنا اور مقابلہ پر جمے رہنا اس کے بعد تم کو فتح ہو گی کیونکہ فوج کا اکثر حصہ تمہارے ساتھ ہے۔

صبح باہر نکلنے سے قبل پیر کے روز جس روز کہ وہ قتل ہوا، میں محمد کے پاس آیا میں نے دیکھا کہ سفید شہد کی ایک کپی اس کے سامنے رکھی ہے اور اسے وسط سے کاٹ دیا گیا ہے۔ ایک شخص اس شہد کو اپنے ہاتھ میں بھرتا ہے پھر اسے پانی میں ڈبو دیتا ہے اور اسے پلا رہا ہے اور ایک دوسرا آدمی اس کی پیٹھ پر گات باندھ رہا ہے میں نے وہ پیغام اسے پہنچا دیا اس نے کہا تم اپنے فرض سے سبکدوش ہوئے میں نے کہا میرے دونوں بھائی آپ کے قبضہ میں ہیں اس نے کہا جہاں وہ ہیں وہ جگہ ان کے لئے مناسب ہے۔

محمد بن عثمان بن خالد بن الزبیر بیان کرتا ہے کہ میرے باپ محمد کے علمبردار تھے مگر ان کے بجائے میں علمبرداری کرتا تھا۔

عیسیٰ کہتا ہے افطس حسن بن علی بن حسین کے پاس ایک زرد جھنڈا تھا جس میں سانپ کی تصویر تھی اسی طرح آل علیؓ میں سے جو شخص اس کے ساتھ تھا اس کے پاس علیحدہ علیحدہ نشان تھے اور ہر ایک کا شعر جنگ بھی جدا جدا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ جنگ حنین میں رسول اللہ ﷺ کا اشعار جنگ بھی ایسا ہی تھا۔

عبدالحمید بن جعفر بیان کرتا ہے کہ عیسیٰ کے مقابلہ میں ہماری تعداد وہی تھی جو اہل بدر کی مشرکین کے مقابلہ میں تھی ہماری تعداد تین سو سے کچھ اوپر تھی۔

عیسیٰ بن موسیٰ ۱۰۳ھ میں پیدا ہوا تھا جب وہ محمد اور ابراہیم کے مقابلہ میں آیا اس وقت اس کی عمر تینتالیس سال تھی، اس کے مقدمہ پر حمید بن قحطبہ، میمنہ پر محمد امیر المؤمنین ابوالعباس کا لڑکا میسرہ پر داؤد بن کراز الخراسانی اور ساقہ لشکر پر ہشیم بن شعبہ متعین تھے۔

محمد بن عثمان اور رسد کا تعاقب

سوق حطابین میں ابوالقلمس محمد بن عثمان کا مقابلہ اسد بن المرزبان کے بھائی سے ہو گیا دونوں تلواروں سے ایک دوسرے پر وار کرتے رہے اور دونوں کی تلواریں ٹوٹ گئیں پھر یہ اپنی اپنی جگہ پلٹ گئے اسد کے بھائی نے ایک اور تلوار لے لی اور ابوالقلمس نے ایک پایا اٹھا لیا۔ اسے اپنی زین کے ہرنے پر رکھ کر اسے اپنی زرہ سے چھپا لیا اب پھر دونوں لڑنے کے لئے میدان میں آئے قریب ہوتے ہی ابوالقلمس نے اپنی رکابوں پر کھڑے ہو کر اس پایہ سے اس کے سینہ پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ گھوڑے سے گر پڑا اس نے اتر کر اس کا سر کاٹ دیا۔

تلواری مقابلہ

محمد کی طرفداروں میں سے ایک شخص آل زبیر کا غلام قاسم بن وائل میدان جنگ میں نکل کر مقابلے کی دعوت دی۔ اس کے مقابلہ کے لئے فریق ثانی کی طرف سے ایک ایسا خوبصورت اور شاندار آدمی جو اس قدر مسلح تھا کہ دیکھنے میں نہیں آیا مقابلہ کے لئے آیا ابن وائل اس کو دیکھ کر مقابلہ کیے بغیر پلٹ گیا۔ اس واقعہ کا محمد کی فوج پر بہت اثر پڑا اور وہ مرعوب ہو گئی ابوالقلمس نے اس رنگ کو دیکھ کر کہا اللہ پاگلوں کے سردار کا برا کرے کہ اس نے ایسے شخص کو یوں ہی چھوڑ دیا جس سے وہ ہمارے مقابلہ میں اپنی دیدہ دلیری ظاہر کر رہا ہے۔ اگر یہ شخص (ابن وائل) اس کا مقابلہ کے لئے بڑھتا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایسا ثابت نہ ہوتا جیسا کے ظاہر میں نظر آ رہا ہے پھر خود ابوالقلمس اس کے مقابلہ پر بڑھا اور اس نے اسے قتل کر دیا۔

ازہر بن سعید بن نافع راوی ہے کہ اس روز قاسم بن وائل خندق سے نکل کر مقابلے کی دعوت دی اس کے مقابلہ میں ہزار مرد نکل کر آیا قاسم اسے دیکھ کر ڈر گیا اور پلٹ آیا اب ابوالقلمس اس کے مقابلہ پر نکلا اور کہنے لگا آج تلوار کی بہار دیکھنا ہے پھر اس نے ہزار مرد کے شانے پر ایک ایسا وار کیا کہ اسے قتل کر دیا ابوالقلمس کہنے لگا "یہ لے میں فاروق کا پوتا ہوں اس پر عیسیٰ کی فوج کے ایک شخص نے کہا تو نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جو ہزار فاروقوں سے بڑھ کر ہے۔

مسعود الرحال کہتا ہے محمد کے قتل کے دن میں مدینہ میں موجود تھا میں کوہ سلع پر چڑھ کر زیت کے پتھروں کے پاس ان کو دیکھ رہا تھا میں نے دیکھا کہ عیسی کی فوج کا ایک شخص جو سر سے پاؤں تک فولاد میں ڈھکا ہوا تھا اور جس کی صرف دونوں آنکھیں نظر آ رہی تھیں گھوڑے پر سوار اپنی صف سے علیحدہ ہو کر دونوں صفوں کے درمیان آ کر کھڑا ہوا۔ اور اس نے مقابلے کی دعوت دی محمد کی فوج میں سے ایک شخص اس کے مقابلہ پر نکلا وہ سفید قبا پہنے تھا جس کی آستینیں بھی سفید تھیں اور وہ پیادہ تھا اس نے اس سوار سے تھوڑی دیر کچھ باتیں کیں میرا یہ خیال ہے کہ اس نے اسے بھی پیدل ہو جانے کے لئے کہا ہوگا تا کہ دونوں برابر ہو سکیں۔ وہ شہسوار اپنے گھوڑے سے اتر پڑا اور اب دونوں لڑنے لگے محمد کے طرفدار نے اس کے فولادی خود پر جو اس کے سر پر تھا ایسی ضرب لگائی کہ وہ چکر کھا کر اپنے چوتڑ کے بل بے بس و حرکت بیٹھ گیا اس نے اس کا خود سر سے اتار کر اس کے سر پر ایک ہی وار ایسا لگایا کہ وہ مر گیا اس کے بعد یہ شخص اپنی فوج میں واپس چلا گیا۔ اس کی تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک دوسرا شخص عیسی کی فوج میں سے پہلے جیسے آدمی کی طرح قوی ہیکل و ہیبت نکل کر آیا اس کے مقابلہ پر محمد کی طرف سے وہی شخص آیا جو پہلے لڑنے آ چکا تھا اور اس کے ساتھ بھی اس نے وہی کیا جو پہلے کے ساتھ کر چکا تھا اور اسے قتل کر کے پھر اپنی صف میں چلا گیا اس کے بعد تیسرا شخص مقابلہ کے لئے نکلا محمد کے آدمی نے اس کا کام بھی تمام کیا اور جب یہ تیسرے کو قتل کر کے اپنی صف میں جانے لگا تو عیسی کی فوج کے بہت سے آدمی اس پر جھوم پڑے اس پر تیر چلائے جس سے وہ ذرا سا ٹھٹکا مگر پھر وہ تیزی سے اپنے دوستوں کے پاس جانے لگا مگر ان تک پہنچنے نہ پایا کہ زخمی ہو کر گرا اور بہت سے حملہ آوروں نے اس کے ساتھیوں کے سامنے قتل کر دیا۔

خونریزی جنگ

محمد بن زید راوی ہے کہ جب ہم نے عیسی سے جا کر بیان کیا کہ اہل مدینہ نے ہم پر تیر چلائے اس نے حمید بن قحطبہ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا حمید سو آدمیوں کے ہمراہ جو سب پیدل تھے اور جن کے ساتھ تیر اور ڈھالیں تھیں آگے بڑھا یہ حملہ کر کے اس دیوار تک پہنچ گئے جو محمد کی خندق کے سامنے قائم تھی۔ اور جس پر اس کے کچھ آدمی متعین تھے حملہ آوروں نے دفاع کرنے والوں کو اس دیوار سے بے دخل کر دیا اور خود اس کے پاس ٹھہر گئے حمید نے عیسی سے اس دیوار کو گرا دینے کا مطالبہ کیا اس نے مزدور بھیجے اور انھوں نے اسے گرا دیا۔ اور جب حملہ آور خندق تک پہنچ گئے عیسی نے خندق کے عرض کے برابر پھاٹک بھیج دیئے۔ جن کو اس پر رکھ کر عبور کیا گیا اور اس طرح حملہ آور دفاع کرنے والوں کے عقب میں جا پہنچے اور یہاں صبح سویرے سے عصر کے وقت تک نہایت ہی خونریز جنگ ہوتی رہی۔

محمد بن عمر بیان کرتا ہے عیسی نے آ کر اپنی فوجوں سے مدینہ کا محاصرہ کر لیا، محمد بن عبداللہ اپنے گھوڑے سے ساتھیوں کے ساتھ مقابلہ کے لئے نکلا کئی روز تک شدید لڑائی ہوئی۔ جہنیہ کے بعض لوگ جن میں بنی شجاع تھے نہایت صبر و ثبات کے ساتھ محمد کے ساتھ ہو کر لڑتے رہے اور سب کے سب مارے گئے حالانکہ ان کو مقابلہ سے ہٹ جانے کی اجازت حاصل تھی۔

پہلی روایت کے مطابق

عیسی کے حکم سے اونٹوں کی لادیاں خندق میں ڈالیں گئیں پھر اس نے سعد بن مسعود کے اس مکان کے جو ثنیہ میں واقع تھا دو پھاٹک خندق پر رکھوائے ان پر سے لشکر گزر کر آگے بڑھا پھر خشرم کے گوداموں کے پاس فریقین عصر تک لڑتے رہے۔

ظہر سے پہلے محمد میدان جنگ سے قصر مردان میں واپس آیا اس نے غسل کیا خوشبو لگائی اور اب پھر مقابلہ کے لئے نکلا۔

عبداللہ بن جعفر راوی ہے کہ میں نے اس کے قریب جا کر اس سے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر سے قربان ہوں آپ میں ان کے مقابلہ کی اب طاقت نہیں ہے اور آپ کے ساتھ کوئی بھی ایسا نہیں جو صداقت کے ساتھ آپ کی حمایت میں نبرد آزما ہو مناسب یہ ہے کہ آپ اسی وقت مدینہ سے چلے جائیں اور حسن بن معاویہ سے مکے میں جا ملیں۔ کیونکہ آپ کے طرفداروں کا بیشتر حصہ اس کے ساتھ مکے میں موجود ہے، اس نے کہا اے ابوجعفر اگر میں اس وقت یہاں سے نکل جاؤں۔ تو تمام مدینہ والے قتل کردیے جائیں گے اب میں جب تک کہ دشمن کو قتل نہ کر دوں گا یا خود قتل نہ ہو جاؤں گا واپس نہیں آؤں گا۔ البتہ تمہیں میری طرف سے بخوشی اجازت ہے کہ جہاں چلے جاؤ میں ان کے ساتھ نکلا جب وہ ابن مسعود کے اس مکان پر آئے جو بازار میں واقعہ تھا تو میں نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دی اور زیاتیں کا راستہ لیا وہ ثنیہ چلا گیا اس کے ساتھی تیروں سے ہلاک کر دیئے گئے اب عصر کا وقت آ گیا اس نے نماز پڑھی۔

ابراہیم بن محمد کہتا ہے کہ میں نے سعد کے مکانات کے درمیان دیکھا وہ ایک بوسیدہ جبہ پہنے گھوڑے پر سوار تھا ابن خضیر اس کے پہلو میں موجود تھا وہ محمد کو خدا کا واسطہ دے رہا تھا کہ وہ بصرہ یا کسی اور جگہ چلا جائے محمد اس کے جواب میں کہہ رہا تھا کہ میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تم لوگوں کو دو مرتبہ ہلاک ہونا پڑے تمہیں مکمل آزادی ہے جہاں چاہو چلے جاؤ۔ ابن خضیر نے کہا کہ بھلا تمہیں چھوڑ کر اب میں کہاں جاؤں اس گفتگو کے بعد ابن خضیر نے جا کر دفتر جلا دیا ریاح کو قتل کر دیا اور پھر ثنیہ میں محمد کے پاس آ گیا لڑا اور مارا گیا۔

محمد بن عمر کا ابن خضیر کے متعلق بیان

محمد بن عمر روای ہے کہ محمد بن عبداللہ کے ساتھ مصعب بن الزبیر کے بیٹوں میں سے ایک شخص ابن خضیر بھی تھا جس دن کہ محمد مارا گیا اس نے محسوس کیا کہ اس کے ساتھیوں میں خلل واقع ہو گیا ہے۔ اور تلوار نے ان کا صفایا کر دیا ہے۔ اس نے محمد سے مدینہ جانے کی اجازت لی محمد نے اسے اجازت دے دی۔ مگر اسے یہ معلوم نہ ہوا کہ یہ کیوں جا رہا ہے۔ اس نے ریاح بن عثمان بن حیان المری اور اس کے بھائی کو زبردستی جیل میں گھس کر ذبح کر دیا واپس آ کر محمد کو اس کی اطلاع دی۔ پھر آگے بڑھ کر حریف سے لڑا اور اسی وقت قتل کر دیا گیا۔

عباس بن عثمان کا قتل

ابن خضیر نے واپس جا کر ریاح اور ابن مسلم بن عقبہ کو قتل کر دیا حارث بن اسحٰق کہتا ہے ابن خضیر نے ریاح کو ذبح کر ڈالا مگر اس کا سر تن سے جدا نہیں کیا بلکہ دیوار سے ٹکرا ٹکرا کر اسے مار ڈالا۔ نیز اس نے ریاح کے بھائی عباس کو بھی قتل کر ڈالا۔ چونکہ یہ ایک نہایت شریف اور نیک چلن شخص تھا اس وجہ سے اس کے قتل کو لوگوں نے اچھا نہیں سمجھا ان سے فارغ ہو کر ابن خضیر ابن القسری کی طرف چلا جو ابن ہشام کے مکان میں مقیم تھا مگر اسے ابن خضیر کے آنے کی اطلاع مل چکی تھی۔ اس نے گھر کے دونوں دروازے بند کر لئے ابن خضیر نے ان کے کھولنے کی بہت کوشش کی مگر چونکہ تمام قیدی اس کے دفاع میں لگ گئے اس وجہ سے ابن خضیر کا ان لوگوں پر قابو نہ چل سکا اب وہ محمد کے پاس واپس گیا اس کے سامنے لڑا اور مارا گیا۔

جب عصر کا وقت آیا محمد نے عصر کی نماز بنی الدیل کی مسجد میں جو ثنیہ میں واقع تھی پڑھی سلام کے بعد پانی مانگا۔ ربیحہ بنت ابن الشاکر القرشیہ نے اسے پانی پلایا اور عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں آپ اپنی جان بچا کر چلے جائیں۔ اس نے جواب دیا کہ اگر میں ایسا کروں تو سارا مدینہ بے چراغ ہو جائے گا ایک مرغ کی آواز بھی سنائی نہ دے گی۔ محمد اس مسجد سے پھر میدان جنگ چلا گیا۔ جب یہ کوہ سلع کے نالے بطن میں پہنچا اس نے گھوڑے سے اتر کر اس کی کونچیں کاٹ دیں۔ بنو شجاع نے بھی اپنے اپنے جانوروں کی کونچیں کاٹ دیں نیز سب نے اپنے نیام توڑ ڈالے۔ (اس بیان کا ناقل مسکین کہتا ہے کہ میں اس زمانے میں نوعمر لڑکا تھا مجھے خوب یاد ہے کہ ان نیاموں میں جو قیمتی دھاتیں لگی ہوئی تھیں جن کی مالیت تقریباً تین سو درہم تھی وہ میں نے جمع کر کے اٹھا لیں)، اب محمد نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ بیشک تم نے میری بیعت کی ہے میں قتل ہوئے بغیر یہاں سے واپس نہیں جاؤں گا میں خوشی سے اجازت دیتا ہوں جس کا جی چاہے میدان کارزار سے چلا جائے پھر ابن خضیر سے پوچھا کیا تم نے دفتر جلا دیا ہے اس نے کہا جی ہاں اس خوف سے کہیں ہمارے دشمن کا اس پر قبضہ ہو جائے محمد نے کہا تم نے بالکل ٹھیک کیا۔

ازہر اپنے دو بھائیوں کا بیان نقل کرتا ہے، ہم نے عیسیٰ کی فوج کو دو یا تین مرتبہ پسپا کر دیا اور ہم ایک مرتبہ بھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹے جب ایک مرتبہ ہم نے اپنے دشمن کو پسپا کر دیا تو ہم نے یزید بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر کو یہ کہتے سنا افسوس ہے کہ محمد کے پاس فوج نہ ہوئی ورنہ اسے ضرور فتح ہو جاتی۔

عیسیٰ نقل کرتا ہے جو لوگ محمد کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ گئے ان میں عبدالعزیز بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عمرؓ بھی تھا محمد نے اپنے آدمی بھیج کر اسے پکڑ بلوایا اس پر شہر کے لڑکے اس پر آواز سے کسنے لگے اس واقعہ کے بعد عبدالعزیز کہا کرتا تھا کہ مجھے تمام عمر میں ایسی اذیت کبھی نہیں ہوئی جیسا کہ ان لڑکوں کے مذاق اڑانے سے ہوئی۔

ہشام بن عمارہ بن الولید بن عدی الجبار کا ایک غلام نقل کرتا ہے ہم محمد کے ساتھ تھے ہشام نے آگے بڑھ کر جب کہ میں اس کے ساتھ تھا محمد سے کہا مجھے اندیشہ ہے کہ آپ کے ساتھی آپ کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ تم گواہ رہو میرا یہ غلام آزاد ہے اگر کبھی میں بھاگوں مگر یہ کہ تم قتل ہو جاؤ یا خود میں مارا جاؤں یا یہ کہ

ہمیں ہر طرف سے بے بس کر دیا جائے۔ میں اس وقت اس کے ساتھ تھا ایک تیر اس کی تلوار کے دو ٹکڑے کر کے اس کی زرہ میں پیوست ہو گیا اس نے مجھے مڑ کر دیکھا اور آواز دی میں نے کہا حاضر ہوں اس نے کہا بھلا کبھی تیر کی یہ توڑ تم نے دیکھی ہے اب بتاؤ تم کو میری جان عزیز ہے یا خود تم میں نے کہا آپ کی جان زیادہ عزیز ہے اس نے کہا تو اچھا تم خدا کے لئے آزاد کئے جاتے ہو یہ کہ کر وہ بھاگ گیا۔

نیزے پر سر آویزاں ہونا

محمد بن عبدالواحد بن عبداللہ بن ابی فردہ ناقل ہے میں کوہ سلع پر چڑھا ہوا دیکھ رہا تھا اس پہاڑ پر جہنیہ کے دیہاتی بھی تھے اتنے میں ایک شخص ایک ایسا نیزہ لئے ہوئے جس پر کسی کا سر آویزاں تھا۔ پہاڑ پر چڑھ کر ہماری طرف آیا اس سر کے ساتھ حلقوم، کلیجی اور آنتیں بھی لپٹی ہوئی تھیں اس منظر کو دیکھ کر مجھ پر ہیبت طاری ہو گئی دیہاتی اسے برا شگون سمجھ کر خوفزدہ ہو کر بھاگے اور پہاڑ سے اتر کر میدان میں چلے گئے۔ وہ شخص اس نیزے کو لئے ہوئے پہاڑ پر چڑھا اور اپنے ساتھیوں کو سنانے کے لئے اس نے پہاڑ پر سے فارسی میں کہا ''کوہبان'' یہ سنتے ہی اس کی جمعیت والے چڑھ کر اس کے پاس آ گئے سلع کی چوٹی پر چڑھ کر انھوں نے اسی نیزہ پر ایک سیاہ جھنڈا لگا کر اسے بلند کیا اور اب وہ سب مدینہ کی طرف اتر کر اس میں آئے، دوسری طرف اسے اسماء بنت حسن بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس بن عبدالمطلب نے جو عبداللہ بن حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس کی بیوی تھی ایک سیاہ اوڑھنی مسجد نبوی کے منارہ پر بطور جھنڈا کے بلند کرا دی۔ اسے دیکھ کر محمد کے ساتھیوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ دشمن مدینہ میں گھس گیا ہے یہ کہتے ہی وہ بھاگ کھڑے ہوئے جب محمد کو معلوم ہوا کہ دشمن کوہ سلع کی سمت سے مدینہ میں داخل ہو گیا ہے اس نے کہا ہر قوم کا پہاڑ اس کی حفاظت کرتا ہے اور ہمارا پہاڑ ایسا ہے کہ ہمیشہ اس سمت سے دشمن نے ہم پر حملہ کیا ہے۔

بعض معتبر لوگوں نے بیان کیا ہے کہ غفاریوں کے خاندان ابو عمرو نے بنی غفار میں سے مسودہ جماعت کے لئے راستہ کھول دیا اسی راستے سے یہ لوگ محمد کے طرفداروں کے عقب میں پہنچ گئے۔

عبدالعزیز بن عمران نقل کرتا ہے اس روز محمد نے حمید بن قحطبہ کو للکارا اگر ایسے ہی بہادر ہو اور اپنی بہادری خراسانیوں پر جتاتے ہو تو میرے مقابلہ پر آؤ میں محمد بن عبداللہ ہوں حمید نے کہا میں نے آپ کو پہچانا آپ کریم ابن کریم یعنی شریف ابن شریف ہیں اے ابوعبداللہ بخدا میں ہرگز اس وقت تک تمہارے مقابلہ پر نہ آؤں گا جب تک کہ ان گھٹیا لوگوں کا صفایا نہ کر لوں گا جو میرے سامنے موجود ہیں اور جن میں صرف ایک ہی انسان ہے ان کے بعد میں ضرور آپ کے مقابلہ پر آؤں گا۔

جس روز محمد قتل ہوا ابن خضیر اس کے ساتھ تھا قحطبہ نے اسے امان کی دعوت دی اور بہت کچھ موت سے ڈرا کر سلامتی جان کر ترغیب دی مگر اس نے ایک نہ سنی رجز پڑھتا ہوا۔ پیدل حریف پر حملے کرتا رہا۔ بڑھتے ہوئے یہ دشمن کی بڑی فوج میں گھس پڑا وہاں کسی نے اس کے سرین پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ جوڑ سے کھل گیا یہ اپنی فوج میں پلٹ آیا ایک کپڑا اپھاڑ کر اس کی پٹیاں اس کے کٹے ہوئے حصہ کو سنبھالنے کے لئے اپنی پشت پر باندھیں اور

پھر لڑنے آیا اس مرتبہ کسی نے اس کی بھوں پر تلوار ماری جو اس کی آنکھ میں پیوست ہوگئی اس صدمہ سے وہ گر پڑا اب بہت سے لوگوں نے نرغہ کر کے اس کا سر کاٹ لیا اس کے قتل کے بعد محمد گھوڑے سے اتر پڑا اور آدمی کی تلاش پر کھڑے ہو کر لڑتا رہا اور مارا گیا۔

خراسانیوں کا یہ حال تھا کہ جب وہ ابن خضیر کو دیکھتے تو ایک دوسرے کو سنانے کے لئے پکارتے خضیر آمد خضیر آمد اور سب کے سب اس کے سنتے ہی مقابلہ سے ہٹ جاتے۔

محمد کا قتل مختلف روایت

ماہان بن بخت قحطبہ کا مولی کہتا ہے ابن خضیر کا سر ہمارے پاس لایا گیا اس پر اتنے زخم تھے کہ ان کی وجہ سے وہ اٹھایا نہیں جاتا تھا معلوم ہوتا تھا کہ بیگن ہے جو بیچ میں سے پھٹ گیا ہے سنبھالنے کے لئے سر کی ہڈیاں جوڑنا پڑتی تھیں۔

مسجد کے منارہ پر سیاہ جھنڈا دیکھ کر محمد کی فوج کے چھکے چھوٹ گئے ان کے ہاتھ پاؤں پھول گئے حمید نے اشجع کی گلی سے نکل کر بے خبری میں اچانک محمد کو قتل کر دیا اس کا سر کاٹ کر عیسی کے پاس لایا حمید نے محمد کے ساتھ اور سب لوگوں کو قتل کر دیا۔

سعود الرجال بیان کرتا ہے کہ اس دن میں نے خود محمد کو نہایت ہی شدید لڑائی لڑتے ہوئے دیکھا میں نے دیکھا کہ ایک شخص نے اس کے بائیں کان کی لو کے نیچے تلوار ماری جس کی وجہ سے وہ اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اسی وقت بہت سے آدمیوں نے ایک دم اس پر حملہ کر دیا مگر حمید نے ڈانٹ کر کہا کہ اسے قتل مت کرو اس پر وہ لوگ رک گئے پھر خود حمید نے آ کر اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔

حارث بن اسحق ناقل ہے کہ جب محمد اپنے گھٹنوں پر بیٹھ گیا تو اس وقت بھی اس نے اپنا دفاع جاری رکھا وہ کہتا جاتا تھا کہ تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے میں تمہارے نبی کا مظلوم اور مجروح فرزند ہوں۔

عبداللہ بن جعفر بیان کرتا ہے ابن قحطبہ نے اس کے سینہ پر نیزہ مارا محمد گر پڑا ابن قحطبہ نے گھوڑے سے اتر کر اس کا سر کاٹ لیا اور اسے عیسی کے پاس لے آیا۔

ابو الحاج المنقری بیان کرتا ہے میں نے اس روز محمد کو دیکھا تھا حمزہ بن عبدالمطلب کی جو حالت بیان کی گئی ہے اس وقت محمد کی وہی حالت تھی وہ گاجر مولی کی طرح انسانوں کو کاٹ رہا تھا جو شخص اس کے قریب پہنچا محمد نے اسے قتل کر دیا اس کے پاس صرف ایک تلوار تھی مگر اس کی کاٹ اس بلا کی تھی کہ کسی چیز کو نہیں چھوڑتی تھی۔

اچانک ایک سرخ رنگ کنجی آنکھ والے شخص نے اس کے تیر مارا اس کے بعد لشکر کی بہت بڑی تعداد ہم پر آ پڑی محمد دیوار کے پہلو میں کھڑا ہو گیا لوگ اس سے دور ہٹ گئے جب اس نے محسوس کیا کہ اب موت سے مفر نہیں رہا اس نے اپنی تلوار پر زور ڈال کر اسے توڑ ڈالا۔

محمد کی تلوار

اس بیان کا آخری راوی محمد بن اسمٰعیل کہتا ہے کہ میں نے اپنے دادا سے یہ سنا کہ محمد کے پاس رسول ﷺ کی تلوار ذوالفقار تھی۔

عمرو بن المتوکل جس کی ماں فاطمہ بنت حسین کی خادمہ تھی بیان کرتا ہے کہ اس دن محمد کے پاس رسول ﷺ کی تلوار ذوالفقار تھی جب اس نے دیکھا کہ اب موت سر پر آ گئی ہے اس نے وہ تلوار ایک تاجر کو جو اس کے ساتھ تھا اور اس کے چار سو دینار محمد پر قرض تھے دیدی اور کہا کہ یہ تلوار اس رقم کے عوض میں قبول کرو آل ابی طالب کے جس شخص کے پاس تم اس تلوار کو لے جاؤ گے وہ اسے لے لیگا اور تمہاری رقم ادا کر دیگا۔ چنانچہ جعفر بن سلیمان کے مدینہ کا والی مقرر ہونے تک وہ تلوار اسی تاجر کے پاس تھی۔ جب جعفر کو اس کی خبر ملی اس نے اسے اپنے پاس بلایا اور اس تلوار کو لیکر چار سو دینار اسے دیئے مہدی کے برسر اقتدار آنے اور جعفر کے مدینہ کا گورنر ہونے تک وہ تلوار جعفر بن سلیمان کے پاس رہی، جب جعفر کو اس کا پتا چلا اس نے اسے لے لیا پھر وہ موسیٰ کے پاس پہنچی موسیٰ نے اسے ایک شے پر آزمایا اور وہ تلوار ٹوٹ گئی۔

عبدالملک بن قریب الاصمعی کہتا ہے ایک مرتبہ میں نے امیر المؤمنین رشید کو ایک تلوار باندھے دیکھا انھوں نے مجھ سے کہا اصمعی میں تم کو ذوالفقار دکھاتا ہوں میں نے کہا اس سے بڑھ کر کیا بات ہوسکتی ہے ضرور مجھے اس کی زیارت کرایئے انھوں نے کہا یہ میری تلوار نیام سے نکالو جب میں نے اسے نکالا تو اس میں اٹھارہ دندانے پڑے دیکھے۔

فصیل بن سلیمان النمیری کا بھائی کہتا ہے ہم محمد کے ساتھ تھے چالیس ہزار فوج نے ہم کو آ گھیر لیا ان کی تعداد اور اسلحہ سے ہمارے گرد کی زمین سیاہ نظر آتی تھی۔ میں نے محمد سے کہا اگر آپ ان پر حملہ کریں تو ان کی ترتیب درہم برہم ہو جائیگی اور ان میں رخنہ پڑ جائیگا۔ محمد نے کہا امیر المؤمنین خود حملہ آور نہیں ہوتا اس لئے اگر وہ خود حملہ کردے تو پھر کیا رہ جائے، ہم نے بار بار اسی بات کا اصرار کیا۔ چنانچہ اس نے حملہ کیا وہ ساری فوج اس پر لپٹ پڑی اور اس کو قتل کر دیا۔

عبداللہ بن عامر ناقل ہے کہ میں محمد کے ساتھ عیسیٰ کے مقابلہ میں لڑ رہا تھا اتنے میں ایک بادل ہم پر چھا گیا محمد نے مجھ سے کہا اگر یہ بادل برسا تو ہمیں فتح ہوگی اور اگر یہ بے برسے نکل گیا تو میں قتل کر دیا جاؤں گا اور زیت کی چٹانوں پر تم میرا خون پڑا ہوا دیکھو گے دیکھتے دیکھتے وہ بادل ہم پر ایسا چھا گیا کہ میں نے خیال کیا کہ یہ ضرور برسے گا مگر وہ بغیر برسے گزر گیا اور عیسیٰ اور اس کی فوج پر جا برسا اس کے تھوڑی ہی دیر کے بعد محمد کو زیت کے چٹانوں کے پاس مقتول دیکھا۔

عصر کے وقت عیسیٰ نے حمید بن قحطبہ سے کہا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تم اس شخص کے مقابلہ میں جان بوجھ کر دیر لگا رہے ہو حمزہ بن مالک کو اس سے لڑنے پر مقرر کر دو حمید نے برہم ہو کر کہا آپ یہ کیا فرماتے ہیں اللہ کی قسم آپ نے یہ بغاوت کی ہوتی تو میں آپ کو بھی نہ چھوڑتا اب جبکہ میں نے سینکڑوں آدمیوں کا قلع قمع کر دیا ہے

اور فتح سامنے ہے آپ مجھے یہ ہدایت کرتے ہیں یہ کہکر اس نے جنگ میں بہت زیادہ جدوجہد شروع کردی یہاں تک کہ محمد قتل کردیا گیا۔

اس جنگ میں حمید لشکر کا سپہ سالار تھا عیسی کو اس کی کاروائی پر شبہ ہوا اور اس نے تاخیر کا الزام اس پر لگایا اور کہا کی حمید میں سمجھا ہوں کہ تم اس معاملہ میں پوری سرگرمی نہیں دکھارہے حمید نے کہا کیا آپ مجھ پر تہمت لگاتے ہیں بخدا اب جہاں کہیں میں نے محمد کو دیکھ پایا اس سے قتل کردوں گا یا خود قتل ہوجاؤں گا۔ چنانچہ جب حمید محمد کے پاس آیا جو مقتول پڑا تھا اس نے اپنی قسم کو پورا کرنے کے لیے تلوار کا ایک ہاتھ اور اس کے ماردیا۔

۱۴ رمضان بروز پیر بعد عصر محمد مارا گیا۔

محمد کا سر عیسٰی کے پاس

ایوب بن عمر اپنے باپ کا بیان نقل کرتا ہے، عیسی نے اپنے آدمی جیل خانہ بھیجے انھوں نے دروازہ توڑ دیا ہم سب عیسی کے پاس لائے گئے اس وقت تک فریقین میں جنگ ہورہی تھی اور ہم عیسی کے سامنے بندھے ہوئے پڑے تھے اتنے میں محمد کا سر اس کے پاس لایا گیا۔ میں نے اپنے بھائی یوسف سے کہا کہ عیسی ضرور ہمیں اس کی شناخت کے لئے بلائے گا مگر ہمیں شناخت نہ کرنا چاہیے کیونکہ ممکن ہے کہ ہم غلطی کرجائیں۔ چنانچہ جب اس کا سر آیا اس نے ہم دونوں سے پوچھا کیا تم اسے پہچانتے ہو ہم نے کہا جی ہاں اس نے کہا اچھا دیکھو کیا یہ اسی کا سر ہے۔ میں نے یوسف کے زبان کھولنے سے پہلے کہدیا کہ اس پر اس قدر خون اور زخم ہیں کہ میں صحیح طور پر نہیں کہہ سکتا کہ یہ اسی کا سر ہے اس کے بعد عیسی نے ہماری بیڑیاں کٹوادیں ہم نے تمام رات اسی کے پاس بسر کی پھر اس نے مجھے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیانی علاقہ کا عامل مقرر کردیا میں جعفر بن سلیمان کے آنے تک اسی خدمت پر مامور تھا اس نے مجھے اپنے پاس بلایا اور وہیں متعین کرلیا۔

ابوکعب بیان کرتا ہے جب محمد کا سر عیسی کے سامنے لایا گیا میں اس وقت عیسی کے پاس موجود تھا اسے دیکھ کر اس نے اپنے پاس بیٹھنے والوں سے محمد کے متعلق رائے دریافت کی سب نے اس کی برائی کی اس کے ایک فوجی سپہ سالار نے ان لوگوں کو مخاطب کرکے کہا تم سب جھوٹے ہو اور تم نے سراسر غلط بیانی کی ہے ہم اس کی کسی ذاتی بری عادت کی وجہ سے اس سے نہیں لڑے تھے بلکہ محض اس لئے کہ اس نے امیر المؤمنین کے خلاف بغاوت کی اور مسلمانوں کے اتحاد کو توڑ دیا وہ نہایت ہی عابد وزاہد اور صوم وصلواۃ کا پابند تھا یہ سنکر وہ سب مصاحبین دم بخود ہوگئے اور کسی نے جواب نہیں دیا۔

اسلمی نقل کرتا ہے ایک شخص نے مدینہ آکر ابوجعفر سے کہا کہ محمد جنگ سے بھاگ گیا انھوں نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے ہم اہل بیت بھاگا نہیں کرتے۔

ابوالحاج الجمال کہتا ہے میں ابوجعفر کے دائیں طرف کھڑا تھا اور وہ مجھ سے محمد کے خروج کا حال پوچھ رہے تھے اتنے میں ان کو خبر پہنچی کہ عیسی کو شکست ہوئی وہ اس وقت تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے تھے یہ سنتے ہی سنبھل کر بیٹھ گئے اور پہلے سامنے موجود جائے نماز پر ایک عصا سے ضرب لگائی اور کہا اب ہماری اولاد بھلا کہاں اس عصا سے

منبر پر کھیلا کرے گی اور عورتوں سے باتوں کا لطف اٹھائے گی اب میں اس کا اہل نہیں رہا۔

ایک تیر ابوالقلمس کے گھٹنے میں لگا اور اس کا پھل اسی میں رہ گیا اس نے اس کا بہت علاج کیا مگر کامیابی نہیں ہوئی آخر کار لوگوں نے کہا کہ اسے یوں ہی چھوڑ دو چند روز میں یہ خود بخود اچھا ہو کر نکل آئے گا محمد کی شکست کے بعد جب اس کی تلاش ہوئی تو یہ حرہ میں چلا گیا اور اب تک اس کے گھٹنے کا زخم مندمل نہ ہوا تھا اور وہ تیر کا پھل بدستور اس میں پیوست تھا آخر اس نے اسے نکلوایا اور پھر گھٹنے کے بل بیٹھ کر اپنا ترکش اوندھا کر دیا اور دشمن پر تیر برسانے لگا تعاقب کرنے والوں نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا اور یہ اپنے ساتھیوں میں جا ملا اور بچ کر نکل گیا۔

عبداللہ بن عمر بن القاسم کہتا ہے جب اس دن ہم نے شکست کھائی تو میں اس جماعت میں تھا جس میں کہ ابوالقلمس تھا میں نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا تو وہ ہنسی کے مارے لوٹا جا رہا ہے میں نے کہا بھلا یہ کیا ہنسی کا موقع ہے اتنے میں میری نظر ایک اور مفرور شخص پر پڑی جس کا کرتا اس طرح پھٹ گیا تھا کہ اس کا صرف گریبان اور اتنا حصہ باقی تھا جس سے اس کا صرف سینہ پستانوں تک چھپا ہوا تھا باقی اس کا تمام ستر ننگا تھا اور اسے جان کے خوف سے اس کی کچھ خبر نہ تھی۔ یہ تماشا دیکھ کر ابوالقلمس ہنسنے کی وجہ سے مجھے بھی ہنسی آ گئی۔

ابوالقلمس کا قتل

ابوالقلمس عرصہ تک فرع میں چھپا رہا پھر ایک زمانے کے بعد اس کے ایک غلام نے دشمنی کی وجہ سے ایک بڑے پتھر سے اس کا سر کچل کر اس کا خاتمہ کر دیا۔ پھر اس کی ام ولد سے جا کر کہا کہ میں نے تمہارے آقا کا کام تمام کر دیا ہے آؤ میں تمہارے ساتھ شادی کر لوں اس نے کہا اچھی بات ہے اس نے کہا ذرا ٹھہرو میں تیرے لئے بناؤ سنگھاؤ کر لوں اس غلام نے اسے مہلت دیدی اس نے سرکار میں جا کر اس کی خبر کر دی سرکار نے اس غلام کو گرفتار کر کے اس کا سر پتھر سے کچلوا دیا۔

ابوالشدائد کا قتل

جب بنی فزارہ کئے درہ سے عیسیٰ کا لشکر مدینہ میں داخل ہوا اور محمد مارا گیا تو کچھ لوگوں نے ابوشدائد کے گھر میں گھس کر اسے قتل کر دیا اور سر کاٹ لیا اس کی بیٹی ناعمہ بنت ابوشداد سے دیکھ کر چلائی اے میرے لوگو! فوج کے ایک سپاہی نے پوچھا تیرے کون لوگ ہیں جن کو مدد کے لئے پکارتی ہے اس نے کہا بنی فزارہ اس سپاہی نے کہا بخدا اگر مجھے یہ بات پہلے سے معلوم ہوتی تو میں کبھی تیرے گھر میں نہ گھستا اب تم خوف زدہ مت ہو میں تمہارے ہی خاندان کے بنی باہلہ کا ایک فرد ہوں اس سپاہی نے اپنے عمامہ کا ایک ٹکڑا کاٹ کر اسے دیا اس عورت نے اسے اپنے دروازہ پر لٹکا دیا۔

جب اس کا سر عیسیٰ کے سامنے پیش کیا گیا اس وقت ابن ابی الکرام اور محمد بن لوط بن مغیرہ بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب اس کے پاس بیٹھے تھے۔ سر دیکھ کر ان دونوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہنے لگے اب مدینہ میں کوئی شخص باقی نہیں رہا ابوشدائد فالح بن معمر الفزاری کا سر ہے جو پٹیوں سے بندھا ہوا ہے اس کے بعد

عیسیٰ نے اعلان کر دیا جو شخص ہمارے پاس اب کسی کا سر لیکر آئے گا ہم اس کا سر کاٹ دیں گے۔

ابن ہرمز کی گرفتاری اور لڑائی

عبداللہ بن برقی بیان کرتا ہے کہ عیسیٰ کا ایک قائد جو اپنی جماعت کے ساتھ ابن ہرمز کا پتا پوچھتا ہوا آیا ہم اس کے گھر تک اسے پہنچا آئے ابن ہرمز ایک ململ کا کرتہ پہنے باہر آیا۔ سپاہیوں نے اپنے سردار کو گھوڑے سے اتار کر اوپر ابن ہرمز کو سوار کیا اور تیز بھگائے ہوئے اسے عیسیٰ کے پاس لے آیا مگر اب بھی اس پر کوئی پریشانی کا اثر نہ ہوا۔

قدامہ بن محمد کہتا ہے عبداللہ بن یزید بن ہُرمز اور محمد بن عجلان نے بھی محمد بن عبداللہ کے ہمراہ خروج کیا تھا ان دونوں نے کمان بھی حائل کی ہمیں یہ خیال ہوا کہ اس سے ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ عوام کو معلوم ہوا کہ وہ اس کے لئے تیار ہو کر آئے ہیں۔

حسین بن یزید کہتا ہے کہ محمد کے قتل کے بعد جب ابن ہرمز عیسیٰ کے پاس پیش ہوا تو عیسیٰ نے اس سے کہا کہیئے جناب آپ کی تمام فقہ بیکار ہوگئی اور اس نے باغیوں کی شرکت سے آپ کو باز نہیں رکھا اس نے کہا ایک عام فتنہ رونما ہوا جس میں سب ہی کو شریک ہونا پڑا مجبوراً ہم نے بھی اس میں شرکت کی عیسیٰ نے کہا اچھا آپ بخیریت اپنے گھر جایئے اور اسے چھوڑ دیا۔

امام مالک کہتے ہیں میں ابن ہرمز سے ملنے جاتا تھا وہ اپنی لڑکی سے گھر کا دروازہ بند کرا دیتے اور پردہ ڈلوا دیتے تھے پھر امت مسلمہ کی ابتدائی زمانہ کا ذکر کر کے اس قدر روتے کہ ان کی ڈاڑھی اشکوں سے تر ہو جاتی ،انھوں جب محمد کے ساتھ خروج کیا تو لوگوں نے کہا کہ آپ میں اب کیا باقی رہا ہے کہنے لگا ہاں میں اسے جانتا ہوں مگر محض اس لئے کہ جہلاء مجھے دیکھ کر میری اقتداء کریں۔

محمد بن زید کہتا ہے کہ محمد بن عبداللہ کے قتل کے بعد اس قدر موسلا دھار بارش ہوئی کہ اس سے پہلے اس کی نظیر دیکھنے میں نہیں آئی تھی۔ عیسیٰ نے اعلان کر دیا کہ کثیر بن حصین اور اس کی جماعت کے علاوہ اور کوئی فوج مدینہ میں رات کو قیام نہ کرے۔ جنگ کے بعد عیسیٰ مدینہ سے اپنے پڑاؤ جرف کی طرف واپس چلا گیا، ساری رات اس نے جرف میں بسر کی دوسری صبح کو قاسم بن حسن بن زید کو فتح کی بشارت پہنچانے کے لئے عراق روانہ کیا اور محمد کا سر ابن ابی الکرام کے ہاتھ عراق بھیج دیا۔

محمد کی تدفین

محمد کے قتل کے دوسرے دن اس کی بہن زینب بنت عبداللہ اور اس کی بیٹی فاطمہ نے عیسیٰ کی طرف پیغام بھیجا کہ محمد کو قتل کر کے تمہاری غرض پوری ہوگئی اگر تم اجازت دو تو ہم اسے دفن کر دیں۔ عیسیٰ نے جواب دیا اے میری چچا زاد بہنو! تم نے اپنے پیغام میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ اس کا قتل کرنا میرا مقصود تھا تمہارا یہ خیال غلط ہے نہ میں نے اس کے قتل کا حکم دیا اور نہ مجھے علم ہوا تم بڑی خوشی سے اسے دفن کر دو۔ چنانچہ انھوں نے آدمی بھیج کر اس

کی لاشہ کو اٹھا منگایا اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی گردن میں جہاں سے سر کاٹا گیا تھا اسی قدر روئی بھر کر بقیع میں دفن کر دیا۔ اس کی قبر علیؓ بن ابی طالب کی گلی کے سامنے جہاں دو گلی بڑی سڑک سے آ کر مل جاتی ہے یا اسی کے کہیں قریب واقع ہے۔

جھنڈیاں

عیسی نے چند جھنڈیاں مدینہ بھیج دیں ان میں سے ایک اسماء بنت حسن بن عبداللہ کے دروزہ پر ایک عباس بن عبداللہ بن الحارث کے دراوزے ایک محمد بن عبدالعزیز الزہری کے دراز ے ایک عبداللہ بن محمد بن صفوان کے دروازے ایک ابوعمر والغفاری کے دراز ے پر نصب کر دی گئی اور اس نے اعلان کر دیا کہ جو شخص ان جھنڈوں کے پاس آ جائے گا یا مزکور الصدر کے مکان میں داخل ہو جائے گا وہ مامون ہے،

بارش خوب ہوئی صبح ہوتے ہی تمام لوگ بازاروں میں اپنے کاروبار میں مصروف ہو گئے عیسی روزانہ جرف سے مسجد نبوی آتا تھا یہ چند روز مدینہ میں قیام کر کے ۱۹ ارمضان کو صبح کو مکہ مکرمہ کے ارادے سے روانہ ہو گیا۔

دوسرے مقتولین کی لاشیں

محمد کے قتل کے دوسرے دن عیسی نے اس کے دفن کی اجازت دیدی دوسرے مقتولین کو ثنیہ الوداع سے لیکر عمر بن عبدالعزیز کے مکان تک سولی پر لٹکا دیا۔ ان لاشوں کی دو قطاریں تھیں جس تنے پر ابن خضیر کی لاش لٹکی ہوئی تھی اس کے پاس پہرہ بٹھا دیا گیا تھا مگر رات کے وقت کچھ لوگ اس کے لاشہ کو اتار لے گئے اور انھوں نے اسے دفن کر دیا لیجانے والوں کا پتہ نہ چل سکا اس کے علاوہ اور لاشیں تین دن تک لٹکی رہیں جب ان کی بدبو سے لوگوں کو ایذا ہونے لگے تو عیسی نے ان کو کوہ سلع پر سے المفرح پھنکوا دیا المفرح یہودیوں کا قبرستان تھا کچھ روز یہ لاشیں یہاں پڑی رہیں پھر کوہ ذیاب کی جڑ میں ایک خندق کھود کر اس میں ڈالدیا گیا۔

جعفر کی محمد کے بارے رائے

ام حسن بنت عبداللہ بن محمد بن علی حسینؓ کہتی ہے کہ میں نے اپنے چچا جعفر بن محمد سے پوچھا کہ آپ محمد بن عبداللہ کے معاملہ کے متعلق کیا کہتے ہیں، انھوں نے کہا یہ ایک فتنہ ہے جس میں محمد ایک رومی کے گھر کے پاس قتل ہو جائے گا اور اس کا حقیقی بھائی عراق میں اس حالت میں قتل ہو گا جب کے اس کے گھوڑے کے سم پانی میں ہوں گے۔

محمد کے ہمراہ حمزہ بن عبداللہ بن محمد بن علی نے بھی باوجود اپنے چچا جعفر کے منع کرنے کے خروج کیا تھا اور اس کی حمایت میں اس کا جوش و خروش بہت بڑھا ہوا تھا جعفر اس سے کہا کرتے کہ محمد ضرور اس فتنہ میں قتل ہو گا اس بناء پر حمزہ نے خود جعفر سے کنارہ کشی کر لی۔

محمد بن عبداللہ کے سر کی روانگی

ابن ابی الکرام کہتا ہے کہ عیسیٰ نے مجھے محمد کے سر کے ساتھ عراق بھیجا اور سو سپاہی میرے ساتھ کر دیئے جب ہم نجف کے سامنے آئے ہم نے تکبیر کہی عامر بن اسمٰعیل نے ان دونوں ہارون بن سعد العجلی کا واسط میں محاصرہ کر رکھا تھا، ابوجعفر نے ربیع سے پوچھا یہ تکبیر کیسی ہے اس نے کہا ابن ابی الکرام محمد بن عبداللہ کا سر لیکر حاضر ہوا ابوجعفر نے کہا اسے اور اس کے دس ساتھیوں کو اندر آنے کی اجازت دو۔ میں نے اندر جا کر ایک ڈھال میں سر کو رکھ کر ان کے سامنے پیش کیا ابوجعفر نے پوچھا اس کے گھر والوں میں سے اور کون کون اس کے ساتھ قتل ہوئے میں نے کہا اور کوئی شخص نہیں ابوجعفر کہنے لگے بیشک ایسا ہی ہوگا پھر ربیع کی طرف دیکھ کر پوچھا کہو ربیع اس سے پہلے جو شخص آیا تھا اس نے کیا اطلاع دی تھی ربیع نے کہا اس نے تو بیان کیا تھا کہ اس کے خاندان کے بہت سے آدمی مارے گئے، میں نے عرض کیا یہ بالکل غلط ہے اس کے علاوہ کوئی دوسرا شخص قتل نہیں ہوا۔

علی بن اسمٰعیل بن صالح بن ہیثم راوی ہے جب محمد کا سر ابوجعفر کے پاس کوفے لایا گیا تو انھوں نے ایک سفید طباق میں رکھ کر اسے تمام شہر میں گشت کرایا۔ میں نے بھی اسے دیکھا تھا اس کا رنگ سانولا اور چہرے پر چیچک کے داغ تھے اسی دن شام کے وقت وہ سلطنت کی تمام اطراف میں گشت کے لئے بھیج دیا گیا۔

جب بنو شجاع کے سر ابوجعفر کے سامنے پیش ہوئے تو وہ کہنے لگے لوگوں کو ان جیسا ہونا چاہئے میں نے محمد کی سخت تلاش شروع کی انھوں نے اسے چھپائے رکھا پھر یہ خود اسے لیکر نکلے اور اسکے ساتھ برابر نقل مکانی کرتے رہے جب وہ لڑا تو یہ بھی لڑے اور ایسی بہادری سے لڑے کہ مثال ہے آخر کار اسی طرح سب کے سب مارے گئے

موسیٰ بن عبداللہ بن حسن راوی ہے محمد کے خروج سے قبل میں رات کو اپنے مکانوں سے سویقہ کے راستے سے نکلا وہاں مجھے کچھ عورتیں دکھائی دیں۔ جن کے متعلق مجھے خیال ہوا کہ یہ ہمارے گھروں سے نکلی ہیں ان کو دیکھ کر مجھے غیرت آئی میں یہ دیکھنے کے لئے کہ یہ کہاں جاتی ہیں ان کے پیچھے پیچھے ہولیا جب وہ غرس کے پہلو میں حمیرا کے کنارے پہنچیں تو ان میں سے ایک نے میری طرف مڑ کر دیکھا اور یہ شعر پڑھا۔

سویقتہ بعد ساکنہا یباب
لقد امست اجدھا الخراب

ترجمہ: جب سویقہ کے ساکن نہ رہیں گے تو یہ ویران بن جائے گا
اور ابھی سے اس پر ویرانی کا عمل شروع ہو گیا ہے

یہ سن کر مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ باہر والیاں ہیں میں واپس گیا۔ محمد کے قتل کے بعد عیسیٰ نے بنی حسن کے تمام املاک پر قبضہ کر لیا نیز ابوجعفر نے بھی عیسیٰ کے اس فعل کی توثیق کی۔

جعفر کے لئے معافی

ایوب بن عمر بیان کرتا ہے جعفر بن محمد ابوجعفر سے ملے اور کہا امیر المؤمنین آپ میری جاگیر عین ابی زیاد

مجھے واپس کیونکہ اس کا کرایہ دار اسے کھائے جاتا ہے ابوجعفر نے کہا تم اور مجھ سے اس قسم کی گفتگو کرتے ہو بخدا میں تمہاری جان نکال لونگا۔ جعفر نے کہا مہربانی فرما کر ذرا جلدی نہ کیجئے گا میں تریسٹھ سال کا ہو گیا ہوں اسی عمر میں میرے باپ اور دادا اور علی ابن ابی طالب نے انتقال کیا ہے اگر میں نے زندگی بھر تمہارے خلاف کوئی سازش کی ہو یا بشرط زندگی تمہارے بعد تمہارے جانشین کے خلاف کردوں تو مجھ پر یہ اور یہ لعنت وعذاب نازل ہوا سے سنکر ابوجعفر کو ان پر رحم آ گیا اور معاف کر دیا۔

اپنی زندگی میں تو ابوجعفر نے یہ جاگیر جعفر کو نہیں دی البتہ ان کے بعد مہدی نے وہ جعفر کی اولاد کیلئے بحال کر دی۔

بحریہ راستہ کا بند ہونا اور کھلنا

محمد کے قتل کے بعد اہل مدینہ کو سزا دینے کے لئے ابوجعفر نے بحری راستہ اہل مدینہ کے لیے بند کرا دیا چنانچہ سمندر کے راستہ کوئی چیز انھیں نہیں پہنچ سکتی تھی۔ مہدی نے اپنے عہد میں یہ ممانعت ختم کر دی اور اب سمندر کے ذریعہ ضروریات زندگی کی چیزیں مدینہ آنے لگیں۔

موسیٰ بن عبداللہ کی بیوی اُم سلمہ بنت محمد بن طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر ؓ نقل کرتا ہے کہ مخزومیہ کے بیٹوں عیسیٰ سلیمان اور ادریس عبداللہ بن حسن کے بیٹوں نے محمد بن عبداللہ بن حسن کے بیٹوں سے وراثت کے متعلق جھگڑا کیا اور کہا کہ چونکہ تمہارے باپ محمد قتل ہو چکے اس وجہ سے اس کے وراث اب عبداللہ ہوئے۔ انھوں نے اس مقدمہ کو حسن بن زید کے سامنے پیش کیا اس نے امیر المؤمنین ابوجعفر کو لکھ بھیجا ابوجعفر نے حسن بن زید کو جواب لکھا کہ جب تم کو میرا یہ خط ملے تم محمد کے بیٹوں کو ان کے دادا کا ورثہ دلا دو کیونکہ میں نے ان کی قریبی رشتہ داری اور تعلق کی وجہ سے ان کی املاک انھیں واپس دیدی ہیں۔

محمد کے ساتھ شریک بنو ہاشم کے لوگ

بنی ہاشم کے درج ذیل لوگ محمد کے ہمراہ شریک جنگ تھے۔

معاویہ بن عبداللہ بن جعفر ابی طالب کے بیٹے حسن، یزید اور صالح زید بن حسین بن علی بن ابی طالب کے بیٹے حسین اور عیسیٰ ان آخر الذکر دونوں کے خروج پر ابوجعفر کہا کرتے تھے کہ ان پر مجھے سخت تعجب ہے کہ انھوں نے میرے خلاف کیوں خروج کیا جس طرح اس نے ان کو قتل کیا تھا اسی طرح سولی دی۔ جس طرح اس نے ان کو سولی دی تھی اور اسی طرح جلا دیا جس طرح اس نے ان کو جلایا تھا۔

حمزہ بن عبداللہ بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب اور حسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب کے بیٹے علی اور زید، ابوجعفر نے حسن بن زید سے ایک مرتبہ کہا گویا میں تمہارے دونوں بیٹوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ تلواریں لئے قبائیں پہنے محمد کے سر کے قریب کھڑے ہیں حسن بن زید نے جواب دیا امیر المؤمنین میں تو ان کی سرتابی اور سرکشی کی ہمیشہ آپ سے شکایت کیا ہی کرتا تھا اس میں میرا کیا قصور ہے انھوں نے کہا ہاں ٹھیک کہتے

ہوا سی وجہ سے انھوں نے تمہاری مرضی کے خلاف اس کا ساتھ دیا ہے۔

قاسم بن اسحٰق بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب اور المرجی علی بن جعفر بن اسحٰق بن علی بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب ابوجعفر نے جعفر بن اسحٰق سے پوچھا یہ مرجی کون ہے اللہ اسے برباد کرے اس نے کہا امیر المومنین یہ میرا ہی بیٹا ہے حکم ہو تو خدا کی قسم میں اسے اپنا بیٹا ہی تسلیم نہ کروں بنی عبد شمس میں سے یہ لوگ محمد کے ساتھ ہو کر شریک جنگ تھے۔

محمد بن عبداللہ بن عمرو بن سعید العاص بن امیہ بن عبد شمس،

عباد بن کثیر بیان کرتا ہے ابن عجلان نے بھی محمد کے ساتھ خروج کیا یہ ایک مادہ خچر پر سوار تھا، جب جعفر بن سلیمان مدینہ کا گورنر مقرر ہو کر اس نے اسے قید کر دیا میں نے اس سے جا کر کہا فرمائے کہ اس شخص کے متعلق اہل بصرہ کی کیا رائے تھی جس نے حسن کو قید کر دیا تھا اس نے کہا بخدا بری رائے تھی میں نے کہا تو بس ابن عجلان کی حالت یہاں بعینہ وہ ہے جو بصرہ میں حسن کی تھی، یہ سن کر ابوجعفر نے اسے رہا کر دیا۔ یہ محمد عجلان فاطمہ بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کا ساتھی تھا۔

عبیداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم نے بھی اس کے غلام کے ساتھ خروج کیا تھا محمد کے قتل کے بعد جب یہ ابوجعفر کے سامنے پیش ہوا تو انھوں نے اس سے سوال کیا۔ کیا تم نے بھی محمد کے ساتھ میرے خلاف خروج کیا تھا اس نے کہا میں ایسا کرنے پر مجبور تھا ورنہ جو اللہ نے محمد ﷺ پر نازل فرمایا اس کا انکار لازم آتا عمر کہتے یہ محض وہم ہے۔ مگر عبدالعزیز بن ابی سلمہ بن عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا ہے کہ عبیداللہ نے خروج کے لئے محمد سے وعدہ کیا تھا اس کے خروج سے پہلے ہی ان کا انتقال ہو گیا۔

محمد کے ہمراہ ابوبکر بن عبداللہ بن محمد بن ابی سیرہ بن ابی رہم ابن عبدالعزیٰ، بن ابی قیس بن ابی عبدود بن نصرۂ بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی نے بھی خروج کیا تھا۔ نیز عبدالواحد بن ابی عون ازد کا مولی بھی تھا عبداللہ بن جعفر بن عبدالرحمٰن بن المسور بن مخرمہ عبدالعزیز بن عبدالدار امی عبدالحمید بن جعفر، عبداللہ بن عطاً بن یعقوب بنی سباع کا مولی، خزاعہ کا ابن سباع جو بنی زہرہ کا حلیف تھا اور اس کے بیٹوں میں سے ابراہیم، اسحٰق ربیعہ جعفر، عبداللہ، عطا یعقوب، عثمان اور عبدالعزیز بن عبداللہ عطا کے بیٹے تھے۔

زبیر بن حبیب بن ثابت بن عبداللہ بن الزبیرؓ بیان کرتا ہے کہ میں مُر میں جو کوہ اصم کے بطن میں واقع ہے مقیم تھا میرے ساتھ میری بیوی امینہ بنت خضیر بھی تھی۔ ایک شخص مدینہ کے عراق جاتا ہوا ہمارے پاس سے گزرا میری بیوی نے اس سے پوچھا محمد کیسے ہیں اس نے کہا وہ مارا گیا میری بیوی نے پوچھا ابن خضیر کیسے ہیں اس راہ گیر نے جواب دیا کہ وہ بھی مارا گیا یہ سنتے ہی وہ سجدے میں گر پڑی مجھے بڑا تعجب ہوا اور میں نے کہا کہ اپنے بھائی کے قتل پر سجدہ شکر ادا کرتی ہو کہنے لگی بیشک یہ شکر کے قابل ہے کہ وہ میدان جنگ سے نہ بھاگا اور نہ پکڑا گیا۔

ابوجعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ سے پوچھا کن کن خاندانوں نے محمد کا ساتھ دیا تھا اس نے کہا آل زبیر نے انھوں نے پوچھا اور کس نے اس نے کہا آل عمرؓ نے ابوجعفر کہنے لگے بخدا ان لوگوں نے محمد کا ساتھ کسی محبت یا

خلوص کی بناء پر نہیں دیا۔

ابوجعفر کی آل زبیر اور آل عمر کے متعلق رائے

ابوجعفر کہا کرتے تھے اگر آل زبیر کے ہزار آدمی مجھے ایسے ملیں جو سب کے سب نیک و متقی ہوں اور ان میں صرف ایک بدمعاش ہو تو میں سب کو قتل کر دوں اور اگر آل عمرؓ کے ایک ہزار آدمی میں ایک کے سوا سب برے ہوں تو میں سب کو معاف کر دوں گا۔

محمد بن عثمان اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری

محمد بن عثمان بن محمد بن خالد بن الزبیر بیان کرتا ہے کہ محمد کے قتل کے بعد میرے باپ اور موسیٰ بن عبداللہ بن حسن بھاگے میں ان کے ہمراہ تھا اور ابوالھبار المزنی بھی ہمارے ساتھ فرار ہوا ہم مکے آئے اور پھر وہاں سے بصرہ کی طرف ہم نے حکیم نامی شخص سے اونٹ کرایہ پر لیے رات کا ایک تہائی حصہ گزرنے کے بعد ہم جب بصرہ پہنچے تو اس وقت شہر کے تمام ناکے بند ہو چکے تھے صبح تک ہم شہر کے باہر ہی رہے۔ صبح سویرے شہر میں داخل ہو کر مرید کے مکان میں ٹھہرے صبح ہونے کے بعد ہم نے حکیم کو اپنے لئے کھانا خرید کرلانے کے لیے بھیجا یہ ایک حبشی کے سر پر جس کے پاؤں میں ایک لوہے کا کڑا پڑا ہوا تھا کھانا لیکر آیا وہ کھانا لئے ہوئے ہمارے پاس اندر چلا آیا حکیم نے اسے اجرت دی اس پر وہ برہم ہوا کہ یہ بہت کم ہے ہم نے حکیم سے کہا اسے اور دو اس پر بھی وہ راضی نہ ہوا۔ ہم نے حکیم سے کہا کہ اسے دگنی اجرت دیدو مگر اس پر بھی وہ راضی نہ ہوا اور ہمارے متعلق اسے اب شبہ پیدا ہوا وہ ہمارے چہروں کو غور سے دیکھنے لگا اور پھر چلا گیا تھوڑی دیر کے بعد سواروں نے ہمارے مکان کو آ گھیرا ہم نے مکان کی مالکہ سے پوچھا کہ یہ رسالہ کیوں آیا ہے اس نے کہا کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے یہ سوار بنی سعد کے ایک شخص نمیلہ بن مرۃ کی تلاش میں آئے ہیں جس نے ابراہیم کے ساتھ خروج کیا تھا تھوڑی دیر میں وہی حبشی اپنا سر اور چہرہ اور سر ڈھانپے ہمارے پاس آیا جب سواروں کو اس نے اندر بلا لیا تو اب اس نے اپنا منہ کھولا انھوں نے پوچھا کیا یہی لوگ ہیں اس نے کہا یہی ہیں یہ دیکھو یہ موسیٰ بن عبداللہ بن عثمان بن محمد ہے یہ اس کا بیٹا ہے اور اس چوتھے کو اگرچہ میں نہیں پہچانتا ہوں مگر یہ بھی ضرور انھیں کے ساتھ کا ہے اب ہم سب کو گرفتار کر کے محمد بن سلیمان کے سامنے پیش کیا گیا۔

اس نے ہمیں دیکھ کر موسیٰ کو مخاطب کر کے کہا اللہ تجھ سے میرا رشتہ قائم نہ رکھے کیا تمام اور شہروں کو چھوڑ کر تجھے یہیں آنا تھا اب اگر میں تجھ کو چھوڑ دوں تو امیر المؤمنین مجھ سے ناراض ہو جائیں گے اور اگر گرفتار رکھوں تو اس کے یہ معنے ہیں کہ میں نے تیری قرابت کا کچھ لحاظ نہیں کیا۔ اس کے بعد اس نے ہمارا معاملہ امیر المؤمنین کو لکھ بھیجا اور ہمیں بیڑیاں پہنا دیں، امیر المؤمنین نے اس کے خط کے جواب میں حکم بھیجا کہ ہم سب کو ان کے پاس بھیج دیا جائے۔ سلیمان نے ہم سب کو فوج کی نگرانی میں بغداد روانہ کر دیا۔ جب ہم بطیحہ پہنچے تو وہاں ہمیں ایک دوسرا فوج کا دستہ ہمارا منتظر ملا اس کے بعد ہم اپنے راستے پر فوجی چوکیوں سے گزرتے گئے بغداد آئے ہمیں ابوجعفر کے

سامنے پیش کیا گیا۔ میرے باپ کو دیکھ کر پوچھا تو نے بھی محمد کے ہمراہ میرے خلاف خروج کیا تھا انھوں نے کہا جی ہاں ہوا تو ایسا ہی ہے ابوجعفر نے ان کو گالیاں دیں اور تھوڑی دیر کے بعد پھر اپنے سامنے بلایا اور قتل کا حکم دیدیا چنانچہ انھیں قتل کر دیا گیا۔ پھر انھوں نے موسیٰ کے متعلق حکم دیا کہ اسے کوڑے لگائے جائیں اس کے کوڑے مارے گئے اس کے بعد میرے متعلق قتل کا حکم دیا میں ان کے قریب کیا گیا حکم دیا کہ اسے لیجاؤ اس کے باپ کے سرانے کھڑا کرو جب یہ اسے دیکھے اسی وقت اس کی گردن مار دو عیسیٰ بن علی نے میرے متعلق عرض کیا کہ میرا خیال ہے کہ یہ ابھی بالغ بھی نہیں ہوا ہے میں نے عرض کیا امیر المؤمنین میں بالکل ناسمجھ لڑکا تھا میرے باپ نے جیسا مجھے حکم دیا میں نے اس کی اطاعت کی۔ اب ان کے حکم سے پچاس کوڑے مجھے لگائے گئے اس کے بعد مجھے جیل میں قید کر دیا گیا ان دنوں وہاں یعقوب بن داود بھی تھا۔ یہ میرا بہت اچھا رفیق ثابت ہوا میں اس کی خدمت میں حاضر رہتا تھا اور اس کے ساتھ بہت انکسار و عاجزی سے پیش آیا تھا اس وجہ سے وہ مجھے اپنے کھانے میں کھلاتا اور اپنی شراب پلاتا ، ابوجعفر کی وفات تک میں اسی طرح قید رہا ان کے انتقال کے بعد جب مہدی خلیفہ ہوئے تو انھوں نے یعقوب کو نظر بندی سے رہا کیا یعقوب نے ان سے میری سفارش کی اور انھوں نے مجھے رہا کر دیا۔

عروہ بن ہشام بن عروہ بیان کرتا ہے جب عثمان ابوجعفر کے سامنے پیش کیا گیا میں ان کے پاس تھا لوگوں نے عثمان کو ان کے سامنے کر کے کہا یہ عثمان بن محمد بن خالد ہے ابوجعفر نے اس سے پوچھا وہ سرکاری روپیہ جو تمہارے پاس تھا کہاں ہے اس نے کہا وہ میں نے امیر المؤمنین رحمۃ اللہ کو دیدیا ابوجعفر نے پوچھا امیر المؤمنین کون؟ اس نے کہا محمد بن عبداللہ ابوجعفر نے کہا تو نے اس کی بیعت کی تھی عثمان نے کہا ہاں میں نے اس کی بیعت کی تھی جس طرح تو نے بیعت کی تھی۔ ابوجعفر نے اسے فاحشہ زادہ کہا اس نے جواب دیا۔ وہ لوگ ہیں جن کی مائیں کنیزیں ہوئیں اس پر ابوجعفر برہم ہو گئے اور انھوں نے اس کے قتل کا حکم دیدیا لوگ اسے پیچھے ہٹا لے گئے اور اس کی گردن ماردی۔

محمد بن عثمان بن خالد الزبیری ایک دوسرے سلسلہ سے روایت بیان کرتا ہے جب محمد نے خروج کیا اس کے ساتھ خاندان کثیر بن الصلت کا ایک شخص بھی جنگ میں شریک ہوا تھا محمد کے قتل اور اس کی فوج کی ہزیمت کے بعد بقیہ لوگ روپوش ہو گئے تھے۔ انھیں لوگوں میں میرا باپ اور کثیر بھی تھے، ایک عرصہ تک یہ دونوں روپوش رہے یہاں تک کہ جعفر بن سلیمان مدینہ کا والی مقرر ہو کر آیا۔ اس نے محمد کے حامیوں کی تلاش اور گرفتاری میں بڑی سختی شروع کی۔ میرے باپ نے کثیری سے ایک اونٹ کرایہ پر لیا اور اب ہم گرفتاری کے خوف سے بصرہ چلے گئے جعفر کو اس کی اطلاع ہو گئی اس نے اپنے بھائی محمد کو ہمارے بصرہ جانے کا حال لکھ دیا اور مشورہ دیا کہ وہ ہماری تاک رکھے ہمارے معاملہ اور بصرہ آنے سے ہوشیار رہے۔ چنانچہ جب ہم بصرہ آئے محمد کو ہمارے آنے اور ٹھہرنے کا علم ہو گیا اس نے اپنے آدمی بھیج کر ہم سب کو گرفتار کر لیا۔ ہم سب اس کے سامنے پیش ہوئے میرے والد نے اس سے کہا کہ آپ کم از کم اس اونٹ والے کے معاملہ میں تو اللہ سے خوف کیجئے اس بچارے کا کیا قصور ہے یہ ایک دیہاتی ہے جسکو ہمارا حال بالکل معلوم نہیں محض پیٹ بھرنے کے لئے اسے اپنا اونٹ ہمیں کرایہ پر دیدیا اگر اسے

ہمارے جرم کا علم معلوم ہو جاتا تو وہ کبھی ہمیں اونٹ نہ دیتا آپ اسے بھی ابوجعفر کے سامنے پیش کر رہے ہیں حالانکہ ابوجعفر کی عادت سے آپ خوب واقف ہیں اس لئے اس کے خون کا گناہ آپ کے سر ہوگا۔ محمد بہت دیر تک سر نیچا کئے سوچتا رہا پھر کہنے لگا۔ بخدا یہ ابوجعفر کا معاملہ ہے میں اس میں ہرگز دخل نہ دوں گا، اب ہم سب کو اس نے ابوجعفر کے پاس بھیج دیا ہم اس کے سامنے پیش کئے گئے۔

اونٹ والے کی رہائی

اس وقت ابوجعفر کے پاس سوائے حسن بن زید کے دوسرا کوئی شخص کثیری کا شناسا نہ تھا ابوجعفر نے اسے مخاطب کر کے کہا اے دشمن خدا تو اپنے اونٹ امیر المؤمنین کے دشمن کو کرایہ پر دیتا رہا ہے ایک مقام سے دوسرے مقام منتقل کرتا رہا ہے کبھی تو نے اسے چھپایا اور کبھی ظاہر کیا اس نے کہا امیر المؤمنین مجھے اس کا حال کچھ معلوم نہیں کہ یہ کون ہے اس کا کیا قصور ہے مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ آپ کو دشمن ہے میں نے بالکل لاعلمی میں اسے ایک سخت خوش اخلاق مسلمان سمجھ کر اپنا اونٹ کرایہ پر دے دیا۔ اگر اس کا حال مجھے معلوم ہوتا تو میں ہرگز ایسا نہ کرتا اس تمام دوران میں حسن بن زید نیچی نظر کئے بیٹھا رہا۔ اب ابوجعفر نے کثیری کو خوب ڈرایا دھمکایا پھر چھوڑ دیا یہ وہاں سے نکل کر غائب ہوگیا۔ اب وہ میرے باپ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہو عثمان تو نے امیر المؤمنین کے خلاف خروج کیا اور ان کے دشمن کی مدد کی اس نے کہا سنئے میں نے اور آپ نے مکہ میں ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کی میں نے اسے پورا کیا اور آپ نے اس کی خلاف ورزی کی۔ ابوجعفر نے اس کے قتل کا حکم دیا جس کی بجا آوری ہوگئی۔

عبدالعزیز کی رہائی

عیسیٰ اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن عبداللہؓ بن عمرؓ بن الخطاب ابوجعفر کے سامنے پیش کیا گیا اسے دیکھ کر وہ کہنے لگے اگر میں تم ایسے قریشی کو قتل کر دوں تو پھر دوسرا کون ہے جسے میں معافی دے سکتا ہوں کہہ کر ابوجعفر نے اسے رہا کر دیا۔ اس کے بعد عثمان بن محمد بن خالد پیش ہوا ابوجعفر نے اسے قتل کر دیا بہت سے قریشوں کو چھوڑ دیا اس پر عیسیٰ بن موسیٰ نے ابوجعفر سے کہا جناب والا یہ کچھ ان لوگوں سے زیادہ خطاوار نہ تھا ابوجعفر کہنے لگے ہاں مگر یہ میرے گھرانے والے ہیں۔

عیسیٰ کہتا ہے میں نے حسن بن زید کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک دن صبح کے وقت میں ابوجعفر سے ملنے گیا انھوں نے ایک چبوترہ بنوایا اور اس پر خالد کو کھڑا کیا اب علی بن المطلب بن عبداللہ بن حطب ان کے سامنے پیش کیا گیا انکے حکم سے پانچ سو کوڑے اسے مارے گئے۔ اس کے بعد عبدالعزیز بن ابراہیم بن عبداللہ بن مطیع پیش ہوا اسے بھی انھوں نے پانچ سو کوڑے لگوائے ان دونوں میں سے ایک نے بھی جنبش نہیں کی مجھ سے کہنے لگے دیکھتے ہو ان سے زیادہ جوان مرد اور صابر تم نے کبھی دیکھے ہیں۔ بخدا میرے سامنے ایسے شخص پیش ہوئے کہ جنکی ساری زندگی سخت محنت و جفاکشی میں بسر ہوئی تھی۔ پھر بھی وہ مار کے مقابلہ میں ایسے جابر نہیں رہ سکے حالانکہ یہ لوگ وہ ہیں جن کی ساری عمر عیش و آرام اور ناز و نعم میں بسر ہوئی مگر پھر بھی یہ اس قدر مستقل مزاج ثابت ہوئے میں نے کہا

کیوں نہ ہوں یہ آپ کی قوم کے جلیل القدر ذی عزت وشرف اصحاب ہیں ان میں یہ خوبیاں کیوں نہ ہونگی، یہ سنکر انھوں نے منہ پھیر لیا اور پھر کہنے لگے تم میں خاندانی عصبیت اب بھی باقی ہے اس کے کچھ عرصہ کے بعد انھوں نے عبدالعزیز بن ابراہیم کو مارنے کے لیے پھر اپنے سامنے طلب کیا۔ اس نے کہا امیرالمؤمنین ہم اپنے معاملہ میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں میں چالیس دن سے اوندھا پڑا ہوں اس دوران اللہ کی نماز بھی وقت کی نہیں پڑھ سکا، کہنے لگے یہ تمہارے کیئے کی سزا ہے تم خود اس کے ذمہ دار ہو عبدالعزیز نے کہا تو عفو کہاں گیا کہنے لگے اچھا تو ہم نے معاف کردیا نیز ابوجعفر نے اسے رہا کردیا۔

محمد بن عمر روایت نقل کرتا ہے کہ کثیر القداد فوج محمد پر ٹوٹ پڑی اور اس نے جنگ میں پوری جدوجہد خرچ کردی۔ نصف ماہ رمضان ۱۴۵ ہجری کو محمد مارا گیا اس کا سر عیسی بن موسی کے پاس بھیج دیا گیا۔ اس نے ابن ابی الکرام کو بلا کر وہ سر دکھایا اس نے شناخت کیا عیسی نے اس پر سجدہ شکر ادا کیا اور اب مدینہ میں داخل ہوگیا، اور عام امان کا اعلان کردیا محمد بن عبداللہ کے ظاہر ہونے سے قبل تک دو ماہ سترہ روز گزرے، اس سنہ میں عیسی بن موسی نے محمد کے قتل کے بعد مدینہ چھوڑتے وقت کثیر بن حصین کو مدینہ پر اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ ایک ماہ تک اسی خدمت پر رہا اس کے بعد ابوجعفر منصور نے عبداللہ بن الربیع الحارثی کو مدینہ کا والی مقرر کر کے بھیجا۔

اس سال مدینہ کے حبشی عبداللہ بن الحارثی کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے، اور عبداللہ ان سے ڈر کر بھاگ نکلا۔

مدینہ میں حبشیوں کی شورش

ابن ربیع کا مدینہ میں فساد

ریاح بن عثمان نے ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ کو بنی اسد اور بنی طے کے صدقات کا عامل مقرر کیا، محمد کے خروج کے وقت ابوبکر صدقات کی وصول شدہ رقم کو لیکر اس کے پاس آ گیا اور اس کے ہمراہ جنگ کے لئے تیار ہوگیا، جب عیسی نے کثیر بن بن حصین کو مدینہ کا عارضی گورنر مقرر کیا تو اس نے ابوبکر کو پکڑ کے اسے ستر کوڑے لگوائے اور بیڑیاں پہنا کر قید کردیا۔ عبداللہ بن ربیع ابوجعفر کی طرف سے مدینہ کو گورنر مقرر ہوکر بروز ہفتہ ماہ شوال ۱۴۵ ہجری کے ختم میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں کہ مدینہ آیا۔ اس کی فوج کے سپاہیوں کی بعض خرید کردہ اشیاء کے متعلق ان کے تاجروں سے جھگڑا ہوا گیا انھوں نے قصر مروان آ کر جہاں ابن ربیع ٹھہرا ہوا تھا۔ سپاہیوں کی شکایت کی ابن ربیع نے تاجروں کو ڈانٹ ڈپٹ کر کے نکلوایا اس وقعہ سے سپاہی تاجروں پر اور چیرہ دست ہوگئے جس سے تمام تاجروں میں ان کی بدنامی بڑھ گئی اور ہر شخص بُری نظر سے دیکھنے لگا۔

... سپاہیوں نے قیمت ادا کیئے بغیر بازار سے کچھ سامان لے لیا اور ایک صبح کو وہ عثمان بن زید نام

صراف کے پاس آئے اور اس کی تھیلی چھین لی عثمان نے فریاد رسی کے لیئے دہائی دی اور بڑی مشکل سے اس کا مال اسے ملا۔ مدینہ کے سردار نے جمع ہو کر ابن ربیع سے اس کی شکایت کی مگر نہ اس نے ان حرکات کو ناروا تسلیم کیا اور نہ ان کی روک تھام کی۔ اس کے بعد یہ واقعہ ہوا کہ ایک سپاہی نے جمعہ کے دن ایک قصاب سے گوشت خریدا اس کی قیمت ادا کرنے سے انکار کیا اور قصاب پر تلوار نکال لی اس نے کندے کے نیچے سے ایک چھری نکال کر اس سے سپاہی کے چھنگلیاں کاٹ دیں۔ سپاہی اپنے گھوڑے سے گر پڑا بہت سے قصاب اس پر جھپٹ پڑے اور اسے قتل کر دیا نیز انھوں نے حبشیوں کو جو نماز جمعہ کے لئے جا رہے تھے سپاہیوں پر للکارا حبشیوں نے ان کو ہر طرف جہاں وہ ملے جان بوجھ کر ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کرنا شروع کیا شام تک یہ ہنگامہ برپا رہا دوسرے دن صبح ابن ربیع مدینہ سے بھاگ گیا۔

حبشیوں کا حملہ

حارث بن اسحٰق راوی ہے صبغیوں نے اپنا ایک بگل بجایا اس پر تمام شہر کے حبشیوں کی یہ حالت تھی کہ جہاں کسی نے وہ آواز سنی چاہے وہ کسی مشغلہ میں ہو اسے چھوڑ کر کان لگا کر اسے غور سے سنتا اور جب اسے یقین آجاتا کہ یہ بگل ہمارے لئے بج رہا ہے وہ فوراً اس چیز کو جو اس کے ہاتھ میں ہوتی پھینک کر اس کی آواز کی سمت چلتا اور جہاں بگل بج رہا تھا وہاں آجاتا۔ یہ جمعہ کا دن تھا ۱۴۵ ہجری کے ماہ ذی الحجہ کے ختم میں ابھی سات راتیں باقی تھیں یہ تین شخص وثیق، یعقل اور رمقہ حبشیوں کے سردار تھے یہ سیدھے ابن الربیع پر بڑھے لوگ جمعہ کی نماز میں مشغول تھے مگر ان حبشیوں نے انھیں نماز بھی نہ پڑھنے دی اور جا لیا۔ ابن الربیع ان کے مقابلہ پر نکلا پہلے تو یہ اس کے سامنے سے ہٹ گئے یہاں تک کہ وہ بازار میں آگیا یہاں پانچ مسکین مسجد میں بیٹھے بھیک مانگ رہے تھے الربیع نے اپنی جماعت کے ساتھ جان بوجھ کر ان غریبوں پر حملہ کر کے ان سب کو قتل کر دیا۔ پھر اسے چند چھوٹے بچے ایک مکان کے چھجہ پر نظر آئے اس نے خیال کیا کہ یہ باغیوں کے بچے ہیں اس نے ان بچوں کو پھسلا کر نیچے اتروایا ان کو امان کا وعدہ دیا وہ نیچے اتر آئے اس نے ان سب کو قتل کر دیا۔

پھر یہاں سے آگے بڑھ کر گندھیوں کے پاس کھڑا ہوا اب حبشیوں نے اس پر حملہ کیا مگر بھاگتے ہوئے اس نے ان کی صف میں رخنہ پیدا کر دیا اور نکل گیا۔ انھوں نے تعاقب کیا ابن الربیع بقیع آیا یہاں حبشیوں نے اسے ہر طرف سے آگھیرا جب اس نے دیکھا کہ اب مفر نہیں اس نے ان کے لئے درہم بکھیر دیئے۔ حبشی ان کے لوٹنے میں پڑ گئے اسطرح وہ ان سے بچ کر نکل گیا اس نے بطن نخل میں جو مدینہ سے دو راتوں کی مسافت پر واقع ہے آکر ٹھہرا۔

عیسی راوی ہے حبشیوں نے ابن الربیع پر خروج کیا، وثیق، حدیا، عنقود اور ابو قیس ان کے سرگروہ تھے اگر چہ ابن الربیع نے ان کا مقابلہ کیا مگر حبشیوں نے اسے مار بھگایا وہ بطن نخل چلا آیا اور یہیں ٹھہر گیا۔

عمر بن راشد راوی ہے ابن الربیع کے بھاگ جانے کے بعد حبشیوں نے سرکاری بھنڈار خانہ کو لوٹ لیا جتنا ستو آٹا زیتون کا تیل اور چھوہارے وہاں تھے سب پر قبضہ کر لیا۔ چنانچہ چیزیں اتنی کہ ایک بوجھ آٹا اور درہموں

میں اور زیتوں کا ایک کپہ چار درہم میں ملنے لگا۔

حبشیوں کا رعب

حارث بن اسحٰق راوی ہے کہ حبشیوں نے قصر مروان پر اور یزید کے محل پر غارت گری کی ان دونوں مکانوں میں کثیر تعداد میں ذخائر خوراک جمع تھے جو بحری راستے سے لاکر فوج کی سربرائی کے لئے جمع کیے گئے تھے حبشیوں نے ان میں کچھ نہ چھوڑا اور سب پر قبضہ کرلیا اسی روز سلیمان بن خلیج بن سلیمان مدینہ سے روانہ ہوکر ابوجعفر کے پاس آیا اور اس نے ہنگامہ کی اطلاع ابوجعفر کو دی۔

ان حبشیوں نے کئی سپاہیوں کو قتل کردیا جس کی وجہ سے تمام سپاہی ان سے اس قدر مرعوب ہو گئے کہ اگر کسی شہ سوار کی حبشی سے مدبھیڑ ہو جاتی جو ستر پوشی کے لیے صرف تہمد استعمال کرتا اور اس پر چھوٹا کوٹ پہنے ہوتا تو وہ حبشی حقارت کی نیت سے اپنا منہ اس شہ سوار کی طرف سے موڑ لیتا اور فوراً ہی بازار میں سے کوئی ڈنڈا لیکر اس پر حملہ کرکے اسے قتل کردیتا ان کی اس جرأت کی وجہ سے سپاہی کہتے تھے کہ ہوں نہ ہوں یہ حبشی ضرور یا جادوگر ہیں یا بھوت۔

مسور بن عبدالملک راوی ہے کہ جب ابن الربیع نے اس ابوبکر بن ابی سبرہ کو قید کیا جس نے بنی طے اور اسد کے صدقات کی رقم وصول کرکے محمد کو لاکردیدی تھی تو قریشوں کو اس کی جان کا خوف ہوا کہ کہیں یہ قتل کردیا جائے۔ اسی زمانے میں حبشیوں نے ابن الربیع کے خلاف حملہ کیا ابن ابی سبرہ نے جیل سے نکل کر لوگوں کے سامنے تقریر کی اور انھیں حکومت کی اطاعت کی ترغیب دی اور ابن الربیع کے مدینہ واپس آنے تک نماز پڑھائی۔

شورش روکنے کی کوششیں

حارث بن اسحٰق راوی ہے ابن ابی سبرہ بیڑیاں پہنے جیل سے نکل کر مسجد آیا اس نے محمد بن عمران، محمد بن عبدالعزیز اور دوسرے عمائد کو بلوایا یہ سب لوگ اس کے پاس جمع ہوئے۔ اس نے خدا کا واسطہ دیکر ان سے کہا کہ یہ شورش بڑی مصیبت ہے اگر پہلی شورش کے ساتھ اس شورش کا برا اثر امیر المؤمنین کے دل میں پوری طرح جاگزیں ہوگیا۔ تو سمجھ لیجیے کہ یہ ہمارا شہر اور اہل شہر تباہ ہو جائیں گے تمام غلام جماعت اس وقت بازار میں موجود تھی میں آپ سے خدا کا واسطہ دیکر درخواست کرتا ہوں کہ آپ حضرات ان سے جا کر ملیے اور حکومت کی اطاعت میں واپس آنے کے لیے گفتگو کیجیے اور اپنی رائے کے مطابق ان کی طرز عمل کو بدل دیجیے۔ ان میں نہ کوئی نظام ہے اور نہ ان کی شورش کسی تحریک خاص پر مبنی ہے یہ لوگ تو محض جوش حمیت میں اٹھ کھڑے ہوئے ہیں یہ سب حضرات غلاموں سے جا کر ملے اور ان سے گفتگو کی انھوں نے کہا آپ ہمارے سردار اور آقا ہیں ہم آپ کی نصیحت پر بخوشی لبیک کہتے ہیں کیونکہ ہم نے تو محض اس نازیبا طرز عمل کے خلاف جو انھوں نے آپ حضرات کے ساتھ برتا تھا خروج کیا ہے ہم آپ کے ساتھ ہیں اور اپنے معاملہ کو آپ کے سپرد کیے دیتے ہیں اس کے بعد مدینہ منورہ کے سردار انھیں کو مسجد لے آئے۔

حسین بن مصعب راوی ہے حبشیوں کے خروج کے بعد ابن الربیع مدینہ سے بھاگ گیا میں کچھ لوگوں کے ساتھ حبشیوں کے پاس آیا جو اس وقت بازار میں مورچہ زن تھے ہم نے ان سے کہا تم لوگ متفرق ہو جاؤ کیونکہ اس ہنگامہ سے نہ تو تمہیں فائدہ ہوگا اور نہ ہمیں۔ وثیق نے کہا کہ اب جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا ابن الربیع ہمیں معاف نہ کرے گا اور نہ آپ لوگوں کو آپ ہمیں اس سے اب نبٹ لینے دیجئے تا کہ کم از کم ہم اپنا دل تو ٹھنڈا کر لیں مگر ہم نے اس کی بات نہ مانی اور برابر اصرار کرتے رہے کہ اس ہنگامہ سے باز آ جاؤ۔ یہاں تک کہ وہ سب حبشی متفرق ہو کر اپنی اپنی راہ چلے۔

عمر بن راشد کہتا ہے کہ وثیق حبشیوں کا سرغنہ تھا اور یعقل قصائی اس کا خلیفہ تھا۔ ابن عمرو نے ان سے جا کر پوچھا کہو وثیق کسے حکمران بنانا چاہتے ہو اس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ بنی ہاشم کے چار شخص قریش کے چار انصار چار اور غلاموں میں سے چار آدمی باہمی مشورہ سے حکومت کریں۔ ابن عمران نے کہا میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اگر اللہ ہمارے حکومت میں تمہیں شریک کرے تو وہ تمہارے عدل سے ہمیں فائدہ اٹھاتا کرتا ہے وثیق نے کہا کہ اللہ نے پہلے ہی حکومت میرے سپرد کر دی ہے۔

حبشیوں کے ساتھ مسجد نبوی میں گفتگو

حارث بن اسحٰق بیان کرتا ہے ابن ابی سبرہ کے ساتھ حبشی مسجد نبوی میں جمع ہوئے وہ بیڑیاں پہنے منبر پر چڑھ رسول ﷺ کی جگہ پر بیٹھا اس کے بعد محمد بن عمران منبر پر چڑھا اور یہ ابن ابی سبرہ سے ایک درجہ نیچے بیٹھا ان کے بعد محمد بن عبدالعزیز اب دونوں سے ایک درجہ نیچے بیٹھا اس کے بعد سلیمان بن عبداللہ بن ابی سبرہ ان سب سے نیچے منبر پر جا بیٹھا اب گفتگو شروع ہوئی جتنے منہ اتنی باتیں بڑی سخت سخت تقریریں ہوتی رہیں۔ مگر ابن ابی سبرہ اس تمام دوران گفتگو میں بالکل خاموش بیٹھا رہا ابن عمران نے کہا میں بازار جاتا ہوں یہ کہتے ہی وہ منبر سے اتر آیا جو لوگ اس سے نیچے بیٹھے تھے وہ بھی اتر آئے مگر ابن ابی سبرہ اپنی جگہ بیٹھا رہا اب اس نے تقریری شروع کی اور اس میں لوگوں کو امیر المؤمنین کی اطاعت اختیار کرنے کی ترغیب دی اور محمد بن عبداللہ کی شورش کا مفصل ذکر کیا۔

محمد بن عمران بازار آیا یہاں اس نے گیہوں کے ایک ٹاٹ پر کھڑے ہو کر عوام کو خطاب کیا اس کی تقریر سن کر تمام لوگ مسجد سے چلے آئے اس روز صرف مؤذن کی امامت میں نماز ادا ہوئی عشاء کی نماز کے وقت تک بہت سے لوگ مسجد آ گئے، قریشی مقام مقصود میں جمع ہو گئے تھے اب جماعت کھڑی ہوئی۔ محمد بن عمار مؤذن نے جس کا لقب کسماکس تھا قریشیوں سے پوچھا کون نماز پڑھائے گا کسی نے اس کا جواب نہیں دیا اس نے پھر کہا کیا آپ کو سنائی نہیں دیتا اس پر بھی کسی نے اسے جواب دیا اس نے ہر شخص کا نام لیکر کہ ابن عمران اے ابن فلاں کون نماز پڑھائے گا جب اس کا بھی کسی نے جواب نہیں دیا تو اب وہ خود کھڑا ہوا اس کے بعد اصبغ بن صفیان بن عاصم بن عبدالعزیز مروان کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ میں نماز پڑھاتا ہوں۔

اصبغ کا نماز پڑھانا

اس نے امام کے مقام پر کھڑے ہو کر لوگوں سے کہا کہ صفیں برابر کرو جب صفیں برابر ہو چکیں تو اب اس نے بلند آواز سے سارے نمازیوں کو مخاطب کر کے کہا سن لیجئے میں الاصبغ بن سفیان بن عاصم بن عبدالعزیز مروان ہوں اور میں ابوجعفر کی اطاعت کے ساتھ تم سب کو نماز پڑھاتا ہوں اس جملہ کو اس نے دو تین مرتبہ کہا پھر تکبیر کہہ کر نماز شروع کر دی۔ دوسرے دن صبح کو ابن ابی سبرہ سے لوگوں نے کہا کہ کل شام تم نے جو حرکت کی وہ سب کو معلوم ہے تم نے اپنے عامل کی قصر کی ہر شے کو لوٹ لیا۔ نیز تم نے امیرالمؤمنین کی فوج کے پاس جو شئے ہو وہ لا کر واپس کریں اور اس کے لئے میں نے حکم بن عبداللہ بن المغیرہ بن موہب کو متعین کیا ہے کہ وہ لوٹ کا سامان وصول کریں چنانچہ اب لوگوں نے لوٹ کا سامان لا کر اس کے سپرد کیا اور اس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ایک ہزار دینار مالیت کا سامان اس کے پاس واپس آ گیا۔

ابن الربیع کی مدینہ روانگی

مسور بن عبدالملک روبیہ نقل کرتا ہے کہ قریش کا یہ مشورہ تھا کہ وہ ابن الربیع سے کہیں کہ تم مدینہ سے چلے جاؤ اور جب وہ اسے منظور کر لے تو پھر اس سے یہ خواہش کریں کہ وہ ابن ابی سبرہ کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کر جائے تاکہ امیرالمؤمنین کے دل میں اس کی طرف سے جو بدگمانی جاگزیں ہے وہ اس طرح دور ہو سکے۔ چنانچہ جب حبشیوں نے ابن الربیع کو مدینہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا تو ابن عبدالعزیز نے اس سے کہا تم یہ کیا غضب کرتے ہو کہ بغیر کسی کو نائب بنائے بغیر مدینہ سے جاتے ہو یہ بات مناسب نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ کسی کو اپنا نائب بناتے جاؤ اس نے پوچھا کسے بناؤں اس نے قدامہ بن موسیٰ کا نام لیا۔ چنانچہ اسے بلایا گیا، قدامہ اسے کے پاس آیا وہ ابن الربیع اور ابن عبدالعزیز نے اس سے کہا قدامہ تم جاؤ میں نے تمہیں مدینہ اور اسکے تابعہ علاقوں کا گورنر مقرر کیا۔ قدامہ نے کہا جس شخص نے تم کو میری ولایت کے لئے رائے دی ہے وہ تمہارا خیرخواہ اور دور اندیش نہیں میرے تقرر سے اس کا مقصد فساد پیدا کرنا ہے اس وقت مدینہ کی امارت کا ہم سب سے زیادہ مستحق اور اہل وہ شخص ہے جو گھر بیٹھے سب پر حکومت کر رہا ہے یعنی ابن ابی سبرہ بہتر ہے کہ تم مدینہ واپس جاؤ کیونکہ مدینہ چھوڑنے کی کوئی معقول وجہ اب تک تمہارے پاس نہیں ہے ابن الربیع مدینہ چلا گیا۔

حارث بن اسحق کہتا ہے ابن عبدالعزیز چند قریشوں کے ساتھ ابن الربیع کے پاس بطن نخل میں جہاں وہ اسی وقت مقیم تھا اور ان سب لوگوں نے اسے مدینہ واپس آنے کا مشورہ دیا اور اس پر سخت اصرار بھی کیا مگر اس نے نہ مانا آخرکار ابن عبدالعزیز نے تنہائی میں کچھ دیر ان سے باتیں کیں اس سرگوشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابن الربیع مدینہ چلا آیا سب طرف امن وامان ہو گیا اور لوگ بھی امان وسکون کی زندگی بسر کرنے میں مصروف ہو گئے۔

عمر بن راشد راوی ہے کہ ابن عمران وغیرہ ابن الربیع سے جا کر اعوص میں ملے جہاں وہ مقیم تھا یا اسے سمجھا بجھا کر مدینہ واپس لے آئے اس نے مدینہ آ کر وثیق، ابوالنار، یعقل اور مسعر کا ایک ہاتھ کٹوایا۔

اس سال شہر بغداد کی بنیاد ڈالی گئی اسے مدینۃ المصور بھی کہتے ہیں۔

بغداد کی تعمیر

تعمیر بغداد کی وجہ

حکمراں ہونے کے بعد منصور نے ابن ہبیرہ کے سامنے اپنا ہاشمیہ بنایا ان دونوں کے درمیان فقط شاہراہ کا عرض حائل تھا یہ مدینہ ابن حصیرہ کوفہ کے ایک پہلو میں واقع ہے اس کے علاوہ منصور نے خود وسط کوفہ میں ایک شہر رصافہ نام بنایا۔ جب راوندیہ جماعت ہاشمیہ میں منصور پر چڑھ آئی تو اس ہنگامہ اور نیز کوفہ کے بالکل قریب ہونے کی وجہ سے منصور کو یہاں ٹھہرنا اچھا معلوم نہ ہوا۔ نیز دہاں کے باشندوں سے بھی اب خطرہ پیدا ہو گیا تھا ان حالات کی وجہ سے اس نے ان کی ہمسائیگی کو خیر آباد کہہ دینا چاہا۔ وہ خود کسی مناسب اور ایسے خوش آب وہوا مقام کی تلاش میں نکلا جسے وہ اپنا اور اپنی فوج کا مسکن بنا سکے اور وہاں ایک شہر بسائے پہلے وہ جرجرآیا یہاں سے بغداد گیا وہاں سے موصل جا کر پھر بغداد آیا۔ بغداد کو دیکھ کر کہنے لگا یہ فوجی چھاؤنی کے لئے بہت اچھا مقام ہے اس کے ایک پہلو میں دجلہ رواں ہے یہاں سے لیکر چین تک سے ہمارے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہمیں ہر قسم کا سامان معیشت بحری راستے سے وصول ہوسکتا ہے اسی طرح تمام سامان خوراک جزیرہ اور ارمینا اور اس کے گرد کے علاقوں سے ہمیں پہنچ سکتا ہے، دریائے فرات بھی ہمارے قریب واقع ہے اس کے ذریعہ شام رقہ اور اسکے گرد کے علاقوں کی ہر قسم کی پیداوار ہمیں وصول ہوسکتی ہے۔

ان تمام فوائد ومصالح کو پیش نظر رکھ کر منصور اسی مقام پر ٹھہر گیا اور صراۃ پر اس نے اپنی چھاؤنی ڈالدی، شہر کی داغ بیل ڈالی اسے چار حصوں میں تقسیم کر کے ایک ایک حصہ ایک ایک مہتمم تعمیرات کی نگرانی میں دیدیا۔

مناسب مقام کی تلاش

سلیمان بن مجالد راوی ہے کوفے والوں سے اپنی دراندازیوں سے منصور کی فوج کی اطاعت وہ فرمانبرداری نا قابل اعتماد کردی۔ نقل مکانی کے لئے منصور پہاڑی علاقہ کی طرف گیا تا کہ وہاں کوئی مناسب جگہ اپنے مقام کے لئے انتخاب کرے اس زمانہ میں راستہ مدائن سے ہوکر آتا تھا۔ چنانچہ ہم ساباط کی راہ ہوئے میرا ایک رفیق آشوب چشم کی وجہ سے پیچھے رہ گیا اور اپنی آنکھوں کا علاج کرانے لگا طبیب نے اس سے امیر المؤمنین کے دورے کیوجہ معلوم کی اس نے کہا کہ وہ اپنی سکونت کے لئے خوش منظر مقام کی تلاش میں ہیں اس نے کہا کہ ہمارے یہاں کتب میں مذکور ہے کہ ایک شخص مقلاص نام دجلہ اور صراۃ کے درمیان زورانام آباد کرے گا۔ اور جب وہ اس شہر کی بنیاد ڈالے گا اور ایک بنیاد بھر جائے گی۔ اس وقت اسے حجاز میں فتنہ پیدا ہونے کی خبر ملے گی وہ اسکی تعمیر چھوڑ کر اس کے ختم کرنے میں مصروف ہو جائے گا اور جب حجاز کے فتنہ سے اسے اطمینان ہو جائے گا۔

اسے بصرہ میں بغاوت برپا ہونے کی اطلاع ملے گی اس واقعہ پر اس کا پہلے سے زیادہ اثر ہوگا مگر تھوڑی ہی مدت میں یہ دونوں فتنے دب جائیں گے وہ اس کی پھر تعمیر شروع کرے گا۔ اسے مکمل کر کے ایک عرصہ تک زندہ رہے گا اور حکومت اس کے ورثاء میں باقی چلی جائے گی۔

سلیمان کہتا ہے کہ امیر المؤمنین مقام کی تلاش میں اطراف جبل میں پھر رہے تھے کہ میرا رفیق مجھ سے آملا اس نے یہ واقعہ مجھ سے بیان کیا میں نے اس کی اطلاع امیر المؤمنین کو دی انھوں نے میرے رفیق کو بلایا اس نے ان کے سامنے پورا واقعہ نقل کیا کہنے لگے بخدا وہ شخص میں ہوں بچپن میں مجھے مقلاص پکارتے تھے بعد میں یہ عرض جاتا رہا۔

مطلوبہ جگہ ملنا

ابن غیاش راوی ہے جب ابوجعفر نے ہاشمیہ سے نقل مکانی کرنی چاہی تو انھوں نے معماروں کو ایک ایسے عمدہ مقام کے انتخاب کے لئے بھیجا جس کی جائے وقوع مرکزی ہو اور اس میں عوام اور فوج کو کوئی تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔ بارما کے قریب کی ایک جگہ کی ان سے نشاندہی کی گئی جس کے منظر اور آب وہوا کی خوبی کی تعریف کی گئی، منصور خود اس کے دیکھنے کے لئے روانہ ہوئے، وہیں رات گزاری ہوئے صبح کو پھر اسی مقام کو اچھی طرح دیکھا بھالا یہ مقام ان کو پسند آ گیا انھوں نے اپنے ساتھیوں سلیمان بن مجالد، ابوایوب الخوزی اور میر منشی عبدالملک بن حمید وغیرہ سے بھی اس مقام کے متعلق رائے دریافت کی سب نے باتفاق اس کی تعریف کی اور کہا کہ اس سے بہتر جگہ دیکھنے میں نہیں آئی یہ مقام خوش فضاء ہے اور یہاں کی آب وہوا بہت معتدل وسزاوار معلوم ہوتی ہے۔

منصور نے کہا کہ تم ٹھیک کہتے ہو مگر مشکل یہ ہے کہ یہاں اتنی بڑی آبادی، فوجیں اور دوسری جماعتیں آباد نہیں ہوسکتیں کیونکہ یہ ان کی ضروریات معیشت کو کافی نہیں ہوسکتی میں ایسی جگہ کا انتخاب کرنا چاہتا ہوں جو خوبی آب وہوا کے علاوہ لوگوں کی ضروریات کی کفیل ہوسکے اور میرے مزاج کے بھی موافق ہو جہاں ضروری اشیاء مہنگی نہ ہوں اور زندگی گراں بار نہ ہو کیونکہ اگر میں نے اس جگہ قیام کیا جہاں خشکی وتری کے راستے سامان معیشت مل ہوسکے گا تو ضروری بات ہے کہ یہاں نرخ اشیاء بہت بڑھ جائے گا، ضروریات زندگی کم ہونگی اور اس درجہ سے معیشت گراں ہوجائے گی اور اس سے لوگوں کو سخت تکلیف ہوگی، سفر کے دوران مجھے ایک ایسا مقام نظر آیا جہاں یہ تمام خوبیاں جمع ہیں میں آج رات وہاں بسر کر کے دیکھتا ہوں اگر آب وہوا بھی اچھی ثابت ہوئی اور اسی کے ساتھ یہ بھی اندازہ ہوگا کہ وہ مقام فوج اور عوام کی ضروریات کے لئے کافی ہوگا تو میں وہیں شہر آباد کروں گا۔

سنگِ بنیاد

ہشیم بن عدی راوی ہے کہ منصور جبل کی سمت آ کر وہاں ٹھہرے یہاں اب قصر اسلام واقعہ ہے یہاں انھوں نے عصر کی نماز پڑھی گرمی کا زمانہ تھا وہ محل کے قریب ایک راہب کی خانقاہ تھی۔ انھوں نے یہیں رات بسر کی

رات اور دن کو نہایت خوشگوار معلوم ہوئی میٹھی نیند سوئے اور اس قدر لطف اندوز ہوئے کہ یہاں سے پورے روئے زمین میں ایسی سہانی رات بسر کرنے کا ان کو پہلے اتفاق نہیں ہوا تھا دوسرے دن سارے دن وہاں ٹھہرے۔ ہر شئے خیال کے مطابق نظر آئی کہنے لگے یہ جگہ ہے یہیں میں نیا شہر آباد کرتا ہوں یہاں فرات دجلہ اور دوسرے دریاؤں کے ذریعہ دور دور کی پیداوار ہمیں پہنچتی رہے گی، نیز فوج اور عوام کے لئے بھی یہ جگہ ہر لحاظ سے بالکل کافی وافی ہوگی اب انھوں نے اس کی داغ بیل ڈالی اس کی تعمیر کا اندازہ قائم کیا پہلی اینٹ خود اپنے ہاتھ سے رکھی۔ بنیاد رکھتے وقت یہ کہا کہ **بسم الله والحمدالله والارض لله يورثها من يشاء من عباده والعاقبة للمتقين** ،پھر کہنے لگے **بنوا على بركة الله** (اب بناؤ اللہ اس میں برکت دے)۔

دوسری روایت

بشر بن میمون الشروی اور سلیمان بن مجالد سے روایت ہے، جب منصوری جبال کی سمت سے پلٹے تو انھوں نے اس فوجی افسر کی اطلاع کا جس نے ایک طبیب کی روایت بیان کی تھی کہ ان کی کتابوں میں مقلاس کا ذکر آیا ہے ذکر کیا اور اس گرجا میں اترے ان کے قصر خلد نام کے مقابل واقع ہے منصور نے گرجا کے مہتمم کو اپنے پاس آنے کی دعوت دی۔ نیز اس نے اس بطریق کو جو رحاً البطریق کا ملک تھا، بغداد اور محرم کے دیس مکھ کو اور بستان القس کے مشہور گرجا کے مہتمم کو اور عتیقہ کے دیسمکھ کو اپنے پاس بلایا اور ہر شخص سے ان کے موضعوں کا حال پوچھا کہ سردی اور گرمی میں اور بارش میں ان مقامات کی آب وہوا کیسی رہتی ہے، کیچڑ کتنا ہوتا ہے، مچھر کھٹمل، پسوؤں کا کیا حال ہے خشک سالی میں کیا کیفیت رہتی ہے۔ ہر شخص نے اپنے علم کے مطابق جواب دیا منصور نے اپنے کئی آدمی ان کے ہمراہ کیے اور حکم دیا کہ ہر ایک ان کے موضوع میں رات بسر کرے۔ چنانچہ ہر شخص نے علیحدہ علیحدہ موضوع میں رات گزاری اور پھر منصور کو آ کر اس کی کیفیت بیان کی، اب منصور نے ان سب سے جن کو انھوں نے بلایا تھا مشورہ لیا ہر شخص کی اطلاع کی تنقیح وتنفید کر کے سب نے بالاتفاق بغداد کے زمیندار کو اختیار کیا، منصور نے اسے بلا کر اسے مشورہ لیا اور اس کے گاؤں کا حال پوچھا یہ وہی زمیندار ہے جس کا گاؤں ابتک اس مربع میں جو ابوالعباس الفضل بن سلیمان الطوسی کے نام سے مشہور ہے گاؤں کے کچے مکانات کی صرف بنیادیں اور اس زمیندار کا پورا مکان بدستور اب تک قائم ہے۔

اس نے منصور سے کہا کہ جناب والا نے ان مقامات کی آب ہوا اور فضا کے متعلق مجھ سے دریافت فرمایا ہے کہ کونسا مقام آپ کے لئے اختیار کیا جائے میری رائے ہے کہ آپ ان چار پرگنوں کے درمیان قیام کریں مغرب میں دو پرگنے قطربل اور بادوریا اور مشرق میں نہر بوق اور کلواذی ہوں۔ اس طرح آپ ایک ایسی وسطی مقام میں سکونت پزیر ہو جائیں گے جہاں کثرت سے باغات ہیں اور پانی بالکل قریب ہے اگر کبھی ایک پرگنہ میں خشک سالی ہوگئی اور اس کی وجہ سے اس کی فصل بچھڑ گئی تو دوسرے پرگنوں میں کافی پیداوار ہو جائیگی۔ اور اس طرح آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی، آپ سراۃ پر قیام کریں گے دریائے فرات کے ذریعہ شام سے سامان خوراک کشتیوں میں بار ہو کر آپ کو پہنچتا رہے گا نیز مصر وشام کے میوے آپ کو مہیا ہوتے رہیں گے۔ دوسری طرف سے دجلہ کے

ذریعہ چین، ہند، بصرہ اور وسط سے سامان خوراک کشتیوں میں بار ہو کر آپ کو پہنچے گا آرمینا اور اس کے ملحقہ علاقہ کا سامان خوراک دریائے تامرا کی راہ دریائے زاب سے ہو کر آپ کے پاس پہنچا کرے گی۔ اسی طرح روم آمد، جزیرہ اور موصل کی پیداوار دجلہ کے راستے آپ کو پہنچا کرے گی، چونکہ آپ بہت سے دریاؤں کے درمیان ٹھہریں گے۔ اس وجہ سے کوئی دشمن دریا کو کشتیوں کے پل یا پختہ پل کے ذریعہ عبور کئے بغیر آپ تک نہیں پہنچ سکے گا اور اگر آپ دشمن کے لئے ان پلوں کو قطع یا برباد کریں گے تو کسی اور ذریعہ سے دشمن آپ تک پہنچ ہی نہ سکے گا آپ دجلہ اور فرات کے درمیان ہونگے جو کوئی بھی مشرق یا مغرب سے آپ کے خلاف پیش قدمی کرے گا، اسے بہر حال دریا کا عبور کرنا لازمی ہوگا۔

یہاں سکونت پذیر ہونے سے آپ ایک طرف بصرہ واسط اور کوفہ اور دوسری طرف موصل اور تمام علاقہ سواد کے درمیان رہیں گے۔ نیز آپ صحرا، سمندر اور کوہستان سے قریب رہیں گے تاکہ جیسی ضرورت ہو اس سے کام لیا جاسکے، یہ گفتگو سن کر منصور کا اسی مقام پر ٹھہرنے کا پختہ اور زیادہ ارادہ ہو گیا جو اس نے منصور کے لئے اختیار کی اتنے میں اس نے منصور سے یہ بھی کہا کہ ان تمام فوائد کے ہوتے ہوئے یہ بات بھی پیش نظر رہنا چاہیے کہ اللہ کے فضل و احسان سے امیر المؤمنین کی فوج اور عہدہ دار بہت کثیر ہیں۔ اس وجہ سے آپ کے کسی دشمن کو آپ پر آنکھ اٹھانے کی جرأت نہیں ہو سکتی، شہروں کی تعمیر میں اس بات کا خاص لحاظ رکھا جاتا ہے کہ ان کی فصلیں ہوں، خندق ہوں، اور قلعے ہوں یہاں یہ فائدہ ہے کہ قدرتی طور پر دجلہ اور فرات آپ کے شہر کے لئے خندق کا کام دیں گے۔

حماد الترکی کہتا ہے ۱۴۵ ہجری میں منصور نے کئی آدمیوں کو مضافات میں ایک ایسے مقام کے انتخاب کے لیے متعین کیا جہاں وہ اپنا شہر بسائیں ان اصحاب نے اس مقصد کے حاصل کرنے میں اگر چہ پوری جدوجہد کی مگر منصور کو کوئی جگہ پسند نہ آئی۔ اور اس لئے وہ خود معائنہ کے لئے نکلے اور اسی گرجا میں جو صراۃ میں پر واقع ہے رات گزاری، کہنے لگے کہ بس میں اسی مقام کو پسند کرتا ہوں یہاں فرات دجلہ، اور صراۃ کے ذریعہ تمام ضروریات زندگی دستیاب ہونگی۔

تعمیر کی پیشن گوئی عیسائی کتب میں

محمد بن جابر کا باپ راوی ہے جب ابوجعفر منصور نے بغداد میں اپنا شہر بسانا چاہا تو ان کی نظر ایک راہب پر پڑی انھوں نے اسے آواز دیکر بلایا وہ حاضر ہوا انھوں نے اس سے پوچھا کیا تمہاری کتابوں میں کچھ اس بات کا ذکر آیا ہے کہ یہاں کوئی ایک شخص شہر بسائے گا اس نے کہا جی ہاں مقلاص نامی شخص یہاں شہر بسائے گا

منصور کہنے لگے بچپن میں مجھی کو مقلاص کے حرف سے پکارتے تھے راہب کہنے لگا تو بس آپ ہی اس کی تعمیر کریں گے۔ اسی طرح جب انھوں نے روم کے علاقہ میں شہر رافقہ بسانا چاہا تو اہل رقہ نے اس کی سخت مخالف کی بلکہ لڑنے مرنے کے لیے تیار ہو گئے کہنے لگے اس طرح آپ ہمارے ہاٹ بند کرا دیں گے ہماری روزی جاتی رہے گی اور ہمیں اپنے گھروں میں رہنا مشکل پڑ جائے گا ان کی اس معاندانہ روش کے مقابلہ میں خود منصور بھی ان سے لڑنے کے لیے تیار ہو گئے۔ اور انھوں نے وہاں کے کلیسا راہب کو بلوایا اور اس سے دریافت کیا کہ کیا آپ کی

کتابوں میں کچھ اس بات کا ذکر آیا ہے کہ یہاں کوئی شہر آباد کیا جائے گا اس نے کہا جی ہاں مجھے روایتہً یہ بات پہنچی ہے کہ مقلاص نامی ایک شخص اس مقام پر شہر بسائے گا منصور نے کہا تو میں مقلاص ہوں۔ چنانچہ انھوں نے یہاں بھی بالکل بغداد کے نمونہ پر شہر بسایا، شہر کی تقسیم اور ترتیب بغداد جیسی تھی البتہ فصیل اور شہر کے دروازوں میں فرق تھا اور صرف ایک خندق تھی۔

مختلف علاقوں سے مردوں کا جمع کرنا

سلیمان بن مجالد راوی ہے کہ اب منصور نے معماروں اور مزدوروں کے جمع کرنے کے لیے شام، موصل، جبال کوفہ، واسط اور بصرہ میں اپنے عمال پھیلا دیئے اور ان تمام مقامات سے معمار اور مزدور آ گئے نیز ان کے حکم سے امین قابل ہوشیار سمجھدار اور فن تعمیر سے واقف لوگوں کی ایک جماعت منتخب کی گئی ان میں حجاج بن ارطاۃ اور ابوحنفیہ النعمان بن ثابت بھی تھے اس کے بعد انھوں نے شہر کی داغ بیل ڈالنے، بنیاد کھودنے کچی اینٹوں کی ساخت اور ان کی تعمیر کا حکم دیا، اب یہ کام شروع ہوا سب سے پہلے ۱۴۵ھ میں اس کی ابتداء ہوئی۔

شہر کی ترتیب کا معائنہ

بیان کیا گیا ہے کہ جب منصور بغداد کی تعمیر کا پختہ ارادہ کر لیا تو اطمینان قلب کے لئے ان کی خواہش ہوئی کہ وہ اپنی آنکھوں سے شہر کی ترتیب و تقسیم کا وہ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیں۔ اس غرض کے لئے انھوں نے حکم دیا کہ تمام شہر کی داغ بیل راکھ سے بنا دی جائے اب انھوں نے معائنہ شروع کیا ایک دروازہ سے داخل ہو کر شہر کی تمام شاہراہوں گلی کوچوں، اور چوکوں سے ہوتے ہوئے گزرے اور چاروں طرف پھر کر خوب غور سے اسے اور خندقوں کی داغ بیل کو دیکھا اسی طرح معائنہ کے بعد انھوں نے حکم دیا کہ ان خطوط پر بنولے جمائے جائیں اور اب پر مٹی کا تیل ڈالدیا جائے۔ چنانچہ اس طرح کر کے جب ان کو آگ لگائی گئی اور وہ اچھی طرح روشن ہو گئی تو منصور نے پھر شہر کی ترتیب و تقسیم کا معائنہ کیا اس کو اچھی طرح سمجھا گیا اور وہی داغ بیل تعمیر کے لئے منظور کر کے اسی پر بنیاد کھودنے کا حکم دیدیا اور کام شروع کیا۔

حماد الترکی بیان کرتا ہے منصور نے کئی شخصوں کو شہر بسانے کے لیے، ایک عمدہ موقع کی تلاش میں روانہ کیا محمد بن عبداللہ کے خروج سے ایک سال یا تقریباً ایک سال قبل ۱۴۴ھ میں اس جماعت نے جوصراۃ کے کنارے خلد سے متصل واقع تھا علاقہ بغداد اس کام کے لیے اختیار کیا۔ جس جگہ خلد واقع ہے وہاں پہلے گرجا تھا نیز صراۃ کی کھاڑی میں خلد سے متصل جانب مشرق ایک اور قریہ اور بڑا گرجا تھا جسے سوق البقر کہتے تھے اور وہ قریہ عتیقہ کہلاتا تھا یہ وہی قریہ ہے جسے مثنیٰ بن حارثہ الشیبانی نے فتح کیا ہے۔

منصور اس گرجا میں جا کر ٹھہرا موقع خلد پر صراۃ کے کنارے واقع تھا، یہاں ان کو کچھ مچھر کھٹمل اور بھنگے مکھیاں بہت ہی کم معلوم ہوئیں کہنے لگے میں ایسے ہی مقام کو پسند کرتا ہوں، یہاں تمام ضروریات زندگی فرات اور دجلہ کے ذریعہ پہنچتی رہیں گی اور یہ جگہ ایک بڑے شہر کے بسانے کے لئے مناسب معلوم ہوتی ہے۔ منصور نے اس

گرجا کے راہب سے بلا کر کہا کہ میں یہاں ایک شہر بسانا چاہتا ہوں تمہاری کیا رائے ہے کہنے لگا آپ ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ یہاں وہ بادشاہ شہر بسائے گا ابوالدوانیق ہوگا یہ سن کر منصور نے اپنے دل ہی دل میں ہنسے، کہنے لگے کہ میں ہی ابوالدوانیق ہوں اب ان کے حکم سے شہر کی داغ بیل قائم کی گئی اس کے چار حصے کر کے ایک ایک حصہ ایک مہتمم تعمیر کے سپرد کر دیا گیا۔

امام ابوحنیفہ کی نگرانی

سلیمان بن مُجالد راوی ہے منصور نے ابوحنیفہ بن ثابت کو قاضی بنانا چاہا انھوں نے اس عہدے کے قبول کرنے سے انکار کر دیا منصور نے قسم کھائی کہ میں ضرور ان کو سرکاری عہدہ دونگا۔ اس کے مقابلہ میں ابوحنیفہ نے بھی قسم کھائی کہ میں کبھی قبول نہ کروں گا۔ چنانچہ جب قضا کے عہدے سے انھوں نے انکار کر دیا تو اب منصور نے راوی کے خیال کے مطابق اپنی قسم کو پورا کرنے لئے ابوحنیفہ کو اس کی تعمیر کے لیئے اینٹوں کے گننے اور مزدوروں سے کام لینے کی نگرانی پر متعین کر دیا، چنانچہ شہر کی خندق سے متصل دیوار کی تکمیل تک انھوں نے اس خدمت کو انجام دیا اس کی دیوار کی تکمیل ۱۴۹ھ میں ہوئی۔

ہشیم بن عدی بیان کرتا ہے منصور نے قضا اور تصفیہ مظالم کا عہدہ ابوحنیفہ کو دینا چاہا انھوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا منصور نے قسم کھائی کہ وہ ان کو سرکاری عہدہ دیئے بغیر نہیں چھوڑیں گے۔ ابوحنیفہ کو بھی اس کی خبر ہوگئی انھوں نے ایک بانس لے لیا اور جو شخص جتنی اینٹیں بناتا یہ اس بانس سے اسے گن لیتا اس طریقہ سے اینٹ کا شمار سب سے پہلے انھوں نے کیا ہے اس طرح انھوں نے ابوجعفر کی قسم بھی پوری کر دی اس کے بعد وہ بیمار ہوئے اور بغداد ہی میں انتقال کر گئے۔

فصیل کی چوڑائی

بیان کیا گیا ہے کہ جب منصور نے خندق کے کھودنے اور بنیاد کے قائم کرنے اور خوب مضبوط بنانے کا حکم دیا تو یہ کہا کہ فصیل کی چوڑائی نیچے سے پچاس گز اور اوپر بیس گز ہو، اور بنیاد کی ہر چوکھٹ میں لکڑی کے بجائے مضبوطی کے لیے بانس کی لکڑیاں رکھوائیں۔ جب فصیل قد آدم بلند ہوگئی یہ ۱۴۵ ہجری میں ہوا تو اسے محمد کے خروج کی اطلاع ملی یہ سن کر انھوں نے شہر کی تعمیر رکوا دی۔

تعمیر بغداد سے وہاں کی کیفیت

احمد بن حمید بن جبلہ اپنے دادا کی روایت سے بیان کرتا ہے کہ مدینہ میں ابوجعفر اپنی تعمیر سے پہلے بغدادیوں کے لیے کاشت کی جگہ تھی اس کو مبارک کہتے تھے اس کے ساتھ مالک تھے ابوجعفر نے اس کے عوض ان کو دوسری زمینیں دیدیں اور قیمت بھی دیکر ان کو راضی کر لیا میرے دادا کو بھی اس میں سے ایک حصہ ملا تھا۔

حماد الترکی کہتا ہے بنانے سے پہلے مدینہ ابوجعفر کی گرد کئی گاؤں تھے باب الشام کی طرف خطاً بیہ واقع تھا

یہ باب ورب النورہ سے لیکر ورب الا القفاص تک آباد تھا۔ اس کے بعض محل خلیفہ مخلوع کے عہد تک باب الشام کی سڑک پر راستہ میں قائم تھے پھر یہ فتنہ کے زمانے میں کاٹ دیئے گئے اس قریہ خطابیہ کے مالک بعض زمیندار تھے جو بنوفردہ اور بنوقنوارہ کے نام سے مشہور تھے اسمٰعیل بن دینار یعقوب بن سلیمان اور ان کے متعلقین انھیں میں سے ہیں۔

محمد بن موسیٰ بن الفطرات راوی ہے کہ جو قریہ مربعہ ابوالعباس میں واقع تھا وہ میرے نانا کا تھا اور یہ لوگ زمیندار تھے ان کو بنوزرارہ کہتے تھے، اس کا نام دردانیہ تھا اس کے علاوہ ایک اور قریہ مربعہ ابوفردہ کے ساتھ ملا ہوا تھا یہ اب تک قائم ہے۔

ابراہیم بن عیسیٰ راوی ہے جو مقام سعید بن خطیب کے نام سے مشہور ہے یہاں شرقانیہ نام قریہ تھا ابوالجون کے پل کے متصل اس قریہ کے محل اب تک قائم ہیں یہ ابوالجون اسی قریہ کا رہنے والا بغداد کے زمینداروں میں سے تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ربیع کے مقطعہ میں پرگنہ دوریا کے فردبیخ نام ہاٹ کے قریہ نیاوری کے باشندوں کے بہت سے مزرعے تھے۔

محمد بن موسیٰ بن الفرات اپنے باپ یا دادا کی روایت بیان کرتا ہے (راوی کو اس معاملہ میں شبہ ہے) یا دوریہ کا ایک کسان میرے پاس آیا جس کا جبہ پھٹا ہوا تھا میں نے اس کے پھٹنے کی وجہ دریافت کی اس نے کہا کہ لوگوں کے ازدہام کی وجہ سے اور یہ بھیڑ ایسے موقع پر ہے جہاں میں نے ایک عرصے تک ہرنوں اور خرگوشوں کو ہنکایا ہے اس مقام سے اس کی مراد باب الکرخ تھی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ خارجہ نام ربیع کا مقطع ان مقطعوں میں سے ایک ہے جو اسے مہدی نے عطا کیے منصور نے اسے داخلہ دیا تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ نہر طابق کردی اصل میں بابک بن بہرام بن بابک نہر ہے بابک ہی نے وہ جائداد آباد کی تھی جس پر اب عیسیٰ بن علی کا قصر واقع ہے اور یہ نہر بھی اس نے بنوائی تھی۔

فرضہ جعفر دہ جاگریں ہیں جو ابوجعفر نے اپنے بیٹے کو دیں تھیں اور پرانا پل ایرانیوں کا بنوایا ہوا ہے۔

حماد الترکی کہتا ہے منصور دریائے دجلہ کے کنارے والے گرجا میں ٹھہرے ہوئے تھے یہ جگہ اب خلد کے نام سے مشہور ہے۔ اس دن گرمی شدید تھی ۱۴۵ ہجری کا واقعہ ہے میں اپنے جائے قیام سے نکل کر ربیع اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ جا بیٹھا اتنے میں ایک شخص آیا جو پہرہ دار سے گزر کر مقصورہ تک چلا آیا اب اس نے اندر آنے کی اجازت طلب کی ہم نے منصور سے اس کے اندر آنے کی اجازت مانگی اس وقت سلم بن ابی سلم اس کے پاس تھا منصور نے اجازت دیدی۔ اس شخص نے محمد کے خروج کی اطلاع اسے پہنچائی منصور کہنے لگے ہم ابھی مصر کی طرف حکم بھیج دیتے ہیں کہ وہاں سے حرمین کو کسی قسم کا

سامان خوراک نہ بھیجا جائے پھر کہنے لگے کہ اگر مصر کی طرف سے غلہ پہنچنا بند ہو جائے تو حجازیوں کی زندگی دوبھر ہو جائے گی اور قحط پڑ جائے گا۔ نیز انھوں نے حکم دیا کہ عباس بن محمد والی جزیرہ کو ایک خط لکھدیا جائے اس میں محمد کے خروج کی اطلاع دی جائے اور یہ بھی لکھ دیا جائے کہ اس خط کو لکھنے کے بعد میں یہاں سے کوفہ جا رہا ہوں تم سے جس قدر ہو سکے اہل جزیرہ کی فوج روزانہ مجھے بھیجتے رہو امراء شام نے کو بھی انھوں نے اسی قسم کے خط لکھ دیئے اور کہا کہ اگر ایک ہی آدمی روزانہ بھیج سکو تو اسے بھی بھیجو تا کہ جو آدمی آئیں ان سے میری خراسانی فوجوں کی کمک ہو سکے جب اس کی اطلاع اس کذاب کو ہو گی اس کے حوصلے پست ہو جائیں گے اس کے بعد ہی انھوں نے کوچ کا حکم دیدیا۔ ہم سب نہایت شدید گرمی میں روانہ ہوئے اور کوفہ آ گئے اس کے بعد جب تک محمد اور ابراہیم کی بغاوت ختم نہ ہوئی۔ منصور نے کوفہ نہ چھوڑا اس کے بعد وہ پھر بغداد آ گئے

محمد کے متعلق اشعار

ابوجعفر کو بغداد میں یہ خبر ملی محمد ب عبداللہ نے مدینہ میں خروج کیا ہے وہ بغداد سے کوفہ روانہ ہے راستہ میں عثمان بن عمارہ بن حریم اسحٰق بن مسلم العقیلی اور عبداللہ بن الربیع المدانی مناسب لوگ ان کے ساتھ دیکھا منصور اسی وقت اپنے گھوڑے پر سوار سفر کر رہے تھے ان کے اعزا اور اقرباء ان کے گرد تھے ان کو دیکھ کر عثمان نے کہا چونکہ اس عباسی نے چالبازی، ہوشیاری موقع شناسی کو اپنی زینت لباس بنالیا ہے۔ اس وجہ سے میرا خیال ہے کہ محمد اور اس کے خاندان کو اس معاملہ میں ناکامی ہوگی علاوہ ازیں جنگ لڑائی میں بھی جس کے لیے محمد تیار ہوا ہے منصور ابن جذل الطعان کے ان شعروں کا مصداق ہے۔

فکم من غارة و رعیل خیل
تدار کھا وقد جمی اللقاء
فرد فجلها حتیٰ لنا ھا
باسمہ ما یریٰ فیہ التواء

شدید جنگ میں بہت سے حملوں اور سالوں کے دستوں کا اس نے تدارک کیا ہے اور اس کے سپہ سالار کو اس نے گندم گوں سیدھے نیزے کی ضرب سے مار بھگایا۔

منصور کے متعلق اشعار

اسحٰق بن مسلم کہنے لگا میں نے منصور کو اچھی طرح جانچا اور پرکھا ہے وہ سخت ترش و کڑوا ہے مضبوط طاقتور ہے اس کے گرد جو اس کے اعزا ہیں وہ ربیعہ بن مکدم کے ان شعروں کے مصداق ہیں۔

سمالی فرسان کان وجوههم
مصابیح بند وفی الاظلام زواهر
یقود کبش اخو مصمئلة
عبوس السری قد نوجته الهواجر

ایسے شہسوار ہمارے سامنے آئے جن کے چہرے اس طرح درخشاں تھے جس طرح رات تاریں ستارے ان کی قیادت ایک ایسا جفاکش اور مضبوط بہادر سردار کر رہا تھا جس کا چہرہ دوپہر کی لوؤں میں جھلس کر شکن ہو رہا تھا۔

عبداللہ بن الربیع کہنے لگا جناب وہ نہایت کڑوا خشم آگیں شیر نیستاں ہے جو اپنے مقابل کو آنا فانا پھاڑ ڈالتا ہے اور اس کی جان نکال لیتا ہے اور جنگ کے وقت تو اس حالت ابوسفیان بن الحارث کے اس شعر کی مصداق ہوتی ہے،

وان لنا شیخا اذا الحراب شمرت
بدیهة الاقدام قبل التوافر

ہمارا ایسا سردار ہے کہ شدید جنگ میں وہ سب سے آگے نظر آتا ہے،

چلتے چلتے منصور قصر ابن ہبیرہ آئے کوفہ میں رہائش اختیار کی اور یہاں سے اپنی فوجیں معاندین کے مقابل بھیجیں جنگ کے ختم کے بعد وہ پھر بغداد آ گئے اور اب اس کی تعمیر مکمل کی۔

ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کی بغاوت

اس سال ابراہیم بن عبداللہ بن حسن نے جو محمد بن عبداللہ کا بھائی تھا منصور کے خلاف بصرہ میں علم بغاوت نصب کیا منصور سے لڑا اور مارا گیا۔

محمد اور ابراہیم کوفہ میں

جب ابوجعفر نے عبداللہ بن حسن کو گرفتار کر لیا تو اس واقعہ سے محمد اور ابراہیم دونوں چوکنے ہو گئے اور

عدن چلے گئے یہاں بھی ان کو اپنے متعلق کا خوف دامنگیر ہوا وہ سمندر کے راستے سندھ آ گئے یہاں کسی نے عمرو بن حفص کو انکا پتہ دیدیا انھوں نے سندھ بھی چھوڑا اور کوفے آ گئے اس وقت ابو جعفر کوفہ میں موجود تھے۔

ابراہیم بن صبیعہ کا خاندان

منہ بنت المنہال کہتی ہے کہ ابراہیم بن ابی صبیعہ کے ایک خاندان میں حارث بن عیسیٰ کے مکان میں ٹھہرا وہ دن کو باہر نہیں نکلتا تھا اسکے ساتھ اس کی ایک ام ولد بھی تھی۔ میں جا کر اس سے باتیں کیا کرتی تھی جب تک وہ ظاہر نہیں ہوا ہم یہ نہیں جانتے تھے کہ یہ کون لوگ ہیں اس کے ظاہر ہونے کے بعد میں اس کی ام ولد کے پاس آئی اور میں نے کہا کہ آپ ہی سے میں روز آ کر باتیں کرتی تھی اس نے کہا ہاں میں وہی ہوں کہ جنہیں مسلسل پانچ سال سے کہیں قرار نصیب نہیں ہوا ہے کبھی فارس کبھی، کرمان، کبھی جبال، کبھی حجاز، اور کبھی یمن میں قیام ہوا۔

ابراہیم بصرہ میں

مطہر بن الحارث کہتا ہے بصرہ آنے کے ارادے سے ہم مکہ سے ابراہیم کے ساتھ چلے ہم دس آدمی تھے راستے کے کسی مقام سے ایک دیہاتی ہمارے پاس ساتھ مل گیا۔ ہم نے اس سے نام پوچھا اس نے فلاں بن ابی مصاد الکلبی بتایا یہ بصرہ کے قریب پہنچنے تک برابر ہمارے ساتھ رہا۔ ایک دن اس نے مجھ سے کہا سچ کہو کیا یہ ابراہیم بن عبداللہ بن حسن نہیں ہے میں نے کہا نہیں تو ایک شام کا باشندہ ہے، جب ہم بصرہ سے ایک رات کی مسافت پر رہ گئے تو ابراہیم ہمیں چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔ اور اسکی دوسری صبح کو ہم لوگ بصرہ میں داخل ہوئے۔

ابو صفوان نصر بن قدید بن نظر بن سیار راوی ہے کہ ابتداً ۱۴۳ ہجری میں ابراہیم اس وقت بصرہ آیا جب کی حجاج حج سے فارغ ہو کر اپنے اپنے وطن پلٹے۔ یحییٰ بن زیاد بن حسان النبطی سے لیکر آیا تھا اسی نے اس کو سزا دیا اور اس کے ساتھ دوسری جانب محل میں بیٹھا بنی لیث کے ایک مکان میں اسے اتارا۔ ایک عجمی سندھی باندی خرید کر اس کو دی یحییٰ بن زیاد کے گھر میں اس باندی کے بطن سے ابراہیم کا ایک لڑکا پیدا ہوا، میں خود اس بچے کے جنازے میں شریک تھا یحییٰ بن زیاد نے اس کی نماز پڑھی تھی۔

ابراہیم کے متعلق خط

محمد بن معروف اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ اس سے پہلے یہ واقعہ ہے کہ ابراہیم حیار واقع شام میں قعقاع بن خلید العبسی کی اولاد کے پاس ٹھہرا۔ فضل بن صالح بن علی حاکم قنسرین نے ابو جعفر کو اسکی اطلاع ایک چھوٹے سے پرچے پر لکھ بھیجی جو اس نے اپنے مراسلہ کے نیچے شامل کر دیا تھا اس اطلاع میں لکھا:

> کہ ابراہیم یہاں آیا تھا میں نے اسے تلاش کیا مگر معلوم ہوا کہ وہ بصرہ چلا گیا ہے۔ جب یہ خط ابو جعفر کو موصول ہوا انھوں نے اس کا ابتدائی حصہ خود پڑھا مگر چونکہ اس میں کوئی پریشان کن خبر ان کو نہ ملی۔ انھوں نے وہ خط ابو ایوب الموریانی کے حوالے کر دیا اس نے بھی اسے

بغیر پورے طور پر پڑھے داخل دفتر کر دیا۔ البتہ جب دفتر پیشی والے صوبہ داروں کے خطوط کا جواب دینے کے لیے تیار ہوئے تو امان بن صدقہ نے جو اس وقت ابوایوب کا پیشکار تھا فضل کے خط کو تاریخ دیکھنے کے لیے کھولا پڑھتے پڑھتے اس کی نظر اس پرچہ پر بھی پڑی جب اس نے اس کا ابتدائی حصہ پڑھا جس میں تحریر تھا، میں امیر المؤمنین کو اطلاع دیتا ہوں اس نے اس خط کو جدید موصول شدہ مراسلات میں رکھ لیا خود ابوجعفر کے پاس گیا ابوجعفر نے خط پڑھ کر حکم دیا کہ ابراہیم کی خبر کے لیے مخبر متعین کر دیے جائیں اور پہرے چوکیاں بٹھا دی جائیں۔

ابراہیم ابوجعفر کے دستر خواں پر

خود ابراہیم سے روایت ہے، مجھے موصل میں سرکاری طلب نے اس قدر پریشان کر دیا کہ ایک مرتبہ مجھے دستر خواں پر بیٹھ کر پناہ لینا پڑی اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب میں موصل پہنچا اتنی سختی سے میری تلاشی شروع کی گئی کہ میں پریشان ہو گیا زمین میرے قدموں کے نیچے سے نکل جاتی تھی میرے لیے بھاگنے کی کوئی صورت باقی نہ رہی تھی ہر طرف میری گرفتاری کے لیے پہرے اور چوکیاں متعین تھیں۔ عام لوگوں کو اب صبح کے کھانے کی دعوت دی گئی میں بھی ان کے ساتھ سرکاری دستر خواں پر جا بیٹھا دوسروں کے ساتھ کھانا کھا کر نکل آیا اس دوران تلاشی ملتوی ہو چکی تھی۔

ابونعیم الفضل بن وکین کہتا ہے کہ ایک شخص نے مطہر بن الحارث سے کہا کہ ابراہیم کوفہ سے گزرا تھا اور میں کوفہ میں اس وقت اس سے ملا بھی تھا۔ یہ سن کر اس نے کہا نہیں وہ کبھی کوفہ نہیں آیا البتہ وہ پہلے موصل میں تھا وہاں سے انبار آیا پھر بغداد مداین اور نیل اور واسط آیا۔

ابراہیم کے حامیوں کے نام خطوط

نصر بن قدید بیان کرتا ہے، ابراہیم نے بہت سے شیعہ اہل بیت فوجی عہدہ داروں کے نام خط لکھے تھے انھوں نے جواب میں لکھا کہ آپ خروج کریں ہم ابوجعفر پر حملہ کر دیں گے۔ اس وعدہ کے بناء پر ابراہیم نے خروج کیا، بڑھتا ہوا وہ ابوجعفر کے پڑاؤ تک پہنچ گیا جو ان دنوں بغداد کے ایک گرجہ میں ٹھہرے ہوئے تھے انھوں نے بغداد کی داغ بیل ڈال دی تھی اور اس کی تعمیر کا عزم کر لیا تھا۔ ابوجعفر کے پاس ایک ایسا آئینہ تھا جس میں دیکھ کر وہ اپنے دشمن اور دوست میں تمیز کر لیتے تھے، اس کے متعلق ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ حسب معمول ایک دن ابوجعفر نے آئینہ میں دیکھا کہنے لگے اے مسیب بخدا میں ابراہیم کو اپنے پڑاؤ میں دیکھ رہا ہوں روئے زمین پر اس سے زیادہ میرا دشمن اور کوئی نہیں ہے اب تم کیا کرتے ہو۔

ابوجعفر نے ابراہیم کو دیکھ لیا

عبداللہ بن محمد بن البواب کہتا ہے کہ ابوجعفر نے صراۃ کے پرانے پل کے بنانے کا حکم دیا یہ اس کے دیکھنے کے لیے گئے وہاں ان کی نظر ابراہیم پر پڑی ابراہیم پچھلے پاؤں ہٹ گیا ازدہام میں مل کر ایک غلہ فروش کے پاس آیا اس کے پاس پناہ لی اس نے ابراہیم کو اپنے ایک بالا خانے پر چڑھا دیا اور وہاں چھپا دیا۔ ابوجعفر نے اس کی تلاش میں بڑی جدوجہد کی ہر مکان پر پہرہ بٹھا دیا ابراہیم چپ چاپ اپنے مکان میں بیٹھا رہا۔ اگرچہ ابوجعفر نے اس کی تلاش میں اپنی انتہائی کوشش خرچ کر دی مگر اسے اس کا پتہ نہ چلا۔ اس وقت سفیان العمی اس کے پاس تھا اس نے ابراہیم سے کہا کہ اب تک اس طرح چھپ کر بیٹھو گے کچھ نہ کچھ تو کرنا چاہیے اس میں خطرہ ہی کیوں نہ ہو ابراہیم نے کہا جو تمہاری سمجھ میں آئے کرو۔

سفیان کا ابوجعفر کو دھوکا دینا

سفیان ربیع کے پاس آیا اور امیر المومنین سے ملنے کی اجازت چاہی اس نے پوچھا تم کون ہو سفیان نے اپنا نام بتایا ربیع نے اسے ابوجعفر کے سامنے پیش کر دیا اس پر نظر پڑتے ہی انھوں نے اسے خوب گالیاں دیں سفیان نے کہا میں آپ کی اس سزا کا مستحق ہوں مگر اب تو میں آپ کی خدمت میں معافی کا طلب گار بنکے آیا ہوں اور اپنے کیے پر نادم اور تائب ہوں اگر آپ میری درخواست قبول کر لیں تو میں آپ کو ایسی بات بتاؤں جسے آپ دل سے چاہتے ہیں۔ ابوجعفر نے پوچھا وہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا میں ابراہیم بن عبداللہ کو آپ کے پاس لیے آتا ہوں میں نے اسے اور اس کے خاندان والوں کو اچھی طرح پرکھ لیا ہے وہ کامیاب نہیں ہو سکتے اگر میں ایسا کروں تو اس کا آپ کیا صلہ دیں گے۔

ابوجعفر نے پوچھا ابراہیم کہاں ہیں اس نے کہا غالباً اب وہ بغداد پہنچ گیا ہوگا یا عنقریب پہنچ جائے گا میں اسے عبدی میں خالد بن نہیک کے مکان میں چھوڑ کر آیا ہوں۔ آپ میرے لیے میرے ایک غلام کے لیے، اور ایک فوجی افسر کے لیے راہ داری کا خط لکھ دیجیے اور میرے لیے ڈاک کے گھوڑوں پر سفر کرنے کا حکم دیجیے۔ بعض راویوں نے یہ بیان کیا ہے کہ سفیان نے منصور سے کہا کہ ایک دستہ فوج اب میرے ساتھ کر دیجیے میرے اور میرے ایک غلا کے لیے کا خط لکھد یجیے۔ میں اسے آپ کے پاس لیے آتا ہوں ابوجعفر نے راہ داری کا خط لکھا اسے دیدیا فوج اس کے ساتھ کر دی نیز ایک ہزار دینار بھی دیئے کہا کہ اسے اپنی ضروریات زندگی میں خرچ کرنا سفیان نے کہا کہ مجھے اس ساری رقم کی ضروریات نہیں ہے اس نے اس میں سے صرف تین سو دینار لے لیے وہ اس رقم کو لیکر ابراہیم کے پاس آیا جو کہ کوٹھڑی میں مقیم تھا اس نے پشمینہ کا ایک کرتہ پہن رکھا تھا اور ایک عمامہ باندھے تھا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ اس وقت تک غلاموں کی قبا پہنے تھا سفیان نے اسے آواز دی کہ کھڑا ہو وہ کانپتا ہوا کھڑا ہوا۔ اب یہ اس پر حکومت جتانے لگا اسی طرح وہ مدائن آیا پل کے افسر نے ان کو عبور سے روکا سفیان

نے راہداری کا پروانہ اس کے حوالہ کر دیا اس نے پوچھا کہ تمہارا غلام کہاں ہے سفیان نے کہا یہ ہے جب پل کے افسر نے غور سے اس غلام کے چہرے کو دیکھا تو. کہنے لگا نہیں بخدا یہ غلام نہیں ہے یہ ضرور ابراہیم بن عبداللہ بن حسن ہے اچھا جاؤ میں تم کو نہیں روکتا اس نے ان دونوں کو چھوڑ دیا ابراہیم بھاگ گیا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ یہ دونوں ڈاک کے گھوڑوں پر سوار ہو کر عبدی آئے وہاں سے کشتی میں سوار ہو کر بصرہ آ گئے اور چھپ گئے ۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ ابو جعفر کے پاس سے نکل کر بصرہ آ گیا اور ایک ایسے مکان میں جس میں دروازے تھے سپاہیوں سے آ کر ملتا دس کو ایک دروزے پر بیٹھا تا اور کہتا جب تک میں اندر سے نہ آؤں تم یہاں سے نہ جانا اور خود دوسرے دروازے سے نکل جاتا اسی طرح اس نے اس فوج کو جو ابو جعفر نے اس کے ساتھ کر دی تھی متفرق کر دیا۔ اور جب تہارہ گیا تو اب وہ روپوش ہو گیا، سفیان بن معاویہ کو اس کی خبر پہنچی اس نے ان سرکاری سپاہیوں کو اپنے پاس بلا لیا اب اس نے عتمی کو تلاش کروایا مگر اس کا پتہ نہ لگ سکا۔

ابن عائشہ اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ اصل میں عمرو بن شداد نے ابراہیم کے لیے یہ چال نکالی تھی اور اس طرح اس نے ان دونوں کو ابو جعفر سے بچا دیا۔

ابراہیم مختلف صورتوں میں

عمرو بن شداد اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے روپوشی کی حالت میں ابراہیم میرے پاس مدائن آیا میں نے اسے دجلہ کے کنارے پر اپنے ایک مکان میں اتار دیا کسی شخص نے عامل مدائن سے اس واقعہ کی بناء پر میری شکایت کر دی اس نے مجھے سو کوڑے لگوائے مگر میں نے ابراہیم کے متعلق قطعی اقرار نہیں کیا جب اس نے مجھے چھوڑا میں نے ابراہیم سے آ کر سارا ماجرا بیان کیا اس سن کر ابراہیم بصرہ کی سمت چلا گیا۔ جب وہ شام سے بصرہ جا رہا تھا تو عبدالرحیم بن صفوان اس کے پاس گیا اور ہمرکاب ہو گیا۔ ناصر گزار کر واپس آیا ایک دیکھنے والے نے آ کر بیان کیا کہ میں نے عبدالرحیم کو ایک ایسے شخص کے ساتھ جاتے دیکھا ہے جو بانکا معلوم ہوتا تھا شجر کی ازرا پہنے تھا ہاتھ میں جلاہک کی کمان تھی جس سے وہ تیر اندازی کر رہا تھا، جب عبدالرحیم واپس آیا تو اس کے متعلق سوال کیا گیا کہ یہ کون شخص تھا اس نے اپنی لاعلمی ظاہر کی روپوشی کی حالت میں ابراہیم اسی قسم کا لباس پہن کر بھیس بدلتا رہتا تھا۔

نصر بن قدید کہتا ہے کہ بغداد سے پلٹ کر ابراہیم بنی کندہ میں ابو فردہ کے پاس ٹھہرا خود چھپا رہا دیہاں اس نے خروج کے لیے لوگوں کو اپنے سفیروں کے ذریعہ دعوت شروع کی۔

عبداللہ بن الحسن بن حبیب اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ شہر ہواز کی ایک سمت میں ابراہیم دریائے دجیل کے کنارے میرے پاس ٹھہرا تھا اور محمد بن الحصین اس کی تلاش کر رہا تھا ایک دن اس نے کہا کہ امیر المؤمنین نے مجھے لکھا ہے کہ نجومیوں نے انکو بتایا ہے کہ ابراہیم ہواز میں دریاؤں کے درمیان ایک جزیرہ میں مقیم ہے!

میں نے اس جزیرہ کو یعنی وہ جزیرہ جو شاہ جرد اور دجیل کے درمیان واقع ہے چھان مارا مگر وہاں تو اس کا پتہ نہ لگا اب میرا ارادہ ہے کہ میں کل شہر اسے تلاش کروں کیونکہ ممکن ہے کے جزیرہ سے امیر المؤمنین کے مراد وہ جگہ ہو جو دجیل اور مرقان کے درمیان ہے۔ میں نے ابراہیم سے جا کر کہ دیا کہ کل اس مقام میں تم کو تلاش کیا جائے گا میں نے

بقیہ دن اس کے ساتھ گزارات ہوتے ہی میں اسے لیکر نکلا اور گمشد کے درے دشت تک ارمک کے ابتدائی حصہ میں ایک جگہ اسے ٹھہرا آیا پھر اسی رات میں اہواز واپس آ گیا اور انتظار کرنے لگا کہ اب صبح ہوتے ہی محمد اس کی تلاش میں آتا ہوگا مگر وہ نہ آیا۔ یہاں تک کہ دن ڈھل کر غروب کے قریب پہنچا مگر میں اہواز سے چل کر ابراہیم کے پاس آیا اور اسے عشاء کے وقت تک شہر لے آیا ہم دونوں دو گدھوں پر سوار رتھے جب ہم شہر کے اندر آئے اور جبل مقطوع کے قریب پہنچے ہمیں ابن حصین کے رسالہ کا اگلا دستہ ملا۔

اتنے میں رسالہ نے مجھے آلیا مگر کسی نے مجھ سے تعارض نہیں کیا جب میں ابن حصین کے پاس آیا تو اس نے مجھ سے پوچھا اے ابو محمد اس وقت تم کہاں سے آ رہے ہو میں نے کہا سرے شام اپنے بعض عزیزوں سے ملنے چلا گیا تھا اب گھر واپس جا رہا ہوں کہنے لگا کہو تو کچھ سپاہی ساتھ کر دوں وہ تمہارے گھر تک تمہیں پہنچا آئیں میں نے کہا جی نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے اب یہاں سے گھر قریب رہ گیا ہے میں چلا جاؤنگا میں چپ چاپ اسی طرح اپنے راستے ہولیا۔ جب دستے کے آخری سوار مجھ سے گزر گئے میں مڑ کر پھر ابراہیم کے پاس آیا اس کا گدھا ڈھونڈ ا بارے اسے پالیا۔ ابراہیم اس پر سوار ہولیا ہم دونوں چلے رات ہم نے اپنے گھر آ کر بسر کی، صبح کو ابراہیم نے کہا بخدا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رات کو میں نے خون کا پیشاب کیا ہے کسی شخص کو بھیجکر دکھاؤ، میں خود اس جگہ آیا جہاں بیٹھ کر اس نے پیشاب کیا تھا دیکھا کہ واقعی خون کا پیشاب ہے۔

متصل بن عبدالرحیم بن سلیمان بن علی کہتا ہے کہ ابو جعفر کہنے لگے کہ بصرہ کے بیانوں کی وجہ سے جہاں ابراہیم نے پناہ لی ہے اس پر قابو پانے کے لیے میرے لیے بہت کٹھن ہو گیا ہے۔

ابراہیم کا نصر کو دعوت دینا

محمد بن مسعر بن العلاء راوی ہے بصرہ آ کر ابراہیم نے دعوت شروع کی موسیٰ بن عمر بن موسیٰ بن عبداللہ بن خازم نے سب سے پہلے لبیک کہا وہ پوشیدہ طور پر ابراہیم کو نصر بن اسحٰق کے پاس لایا اور اس سے اس کی یوں ملاقات کی کہ یہ ابراہیم کا سفیر ہے ابراہیم نے اس سے گفتگو کی اور خروج کی دعوت دی نصر نے اس سے کہا چونکہ میرے دادا عبداللہ بن خازم اور اس کے دادا علی ابن ابی طالب میں مخالفت تھی اس وجہ سے بھلا میں کس طرح تمہارے صاحب کے ہاتھ بیعت کر سکتا ہوں۔ ابراہیم نے اس سے کہا گڑے ہوئے مردوں کو دوبارہ اکھاڑنے سے کیا فائدہ یہ دین کا معاملہ ہے گزشتہ واقعات کا خیال نہ کرو میں تم کو حق کی دعوت دیتا ہوں۔ نصر نے کہا معاف کیجئے گا یہ بات تو میں نے محض مذاقاً کہی تھی اس کا خیال نہ کرنا حقیقت یہ ہے کہ ان گزشتہ واقعات کی بناء پر میں تمہارے صاحب کی نصرت سے باز نہیں رہتا ہوں بلکہ میں لڑائی کو نہ اچھا سمجھتا ہوں اور نہ لڑنا چاہتا ہوں۔

اس گفتگو کے بعد ابراہیم تو پلٹ آیا مگر موسیٰ وہیں ٹھہر گیا، موسیٰ نے اس سے کہا کہ بخدا یہ خود ابراہیم تھا جو تم سے گفتگو کر رہا تھا نصر کہنے لگا تم نے بہت برا کیا کہ یہ بات مجھ سے چھپائی اگر تم مجھے یہ بات بتا دیتے تو میں اسے اس قسم کی گفتگو ہرگز نہ کرتا۔

عوام کو دعوت

نصر بن قدید کہتا ہے اب ابراہیم نے عوام کو دعوت دینا شروع کی یہ ابوفردہ کے مکان میں ٹھہرا ہوا تھا سب سے پہلے نمیلہ بن مُرہ عفو اللہ بن سفیان، عبدالواحد بن زیاء، عمر بن سلمہ الجیمی اور عبیداللہ بن یحییٰ بن حصین الرقاشی نے اس کی بیعت کی انھوں نے سب کو ابراہیم کی حمایت میں ابھارا اس کے بعد عرب کے بعض بہادروں نے جن میں مغیرہ بن الفرغ اور ایسے ایسے جواں مرد تھے کہ اس دعوت کو قبول کیا بعض راویوں کا خیال ہے کہ چار ہزار آدمیوں کے نام اس کے دیوان میں لکھے گئے۔ اور اب اس کی تحریک اعلانیہ شروع ہوئی لوگوں نے ابراہیم سے کہا کہ مناسب یہ ہے کہ آپ بصرہ کے درمیان میں نقل مکاں کریں کیونکہ وہاں سب لوگ بہ سانی آپ کے پاس آسکیں گے۔ ابراہیم ابوفردہ کے مکان سے منتقل ہو کر اب بنی سلیم کے مولی ابومروان کے مکان میں جو اہل نیشاپور میں سے تھا آ کر ٹھہرا۔

یونس بن بخدہ کہتا ہے کہ ابراہیم بنی راسب میں عبدالرحمٰن بن حرب کا مہمان تھا یہاں سے اس نے اپنے طرفداروں کی ایک جماعت کے ساتھ جس میں عفو اللہ بن سفیان، بردبن، لبید الیشکری، مضا التغلبی، طہوی، مغیرہ بن الفرع، نمیرہ بن مرہ اور یحییٰ بن عمرو الھمانی تھے خروج کیا یہ بنی عقیل کی گڑھی سے گزرتے ہوئے طفادہ آئے وہاں سے کروم اور نافع ابلیس کے مکانات سے گزرتے ہوئے بنی یشکر کے مقبرہ میں ابومروان کے مکان میں آئے۔

عفو اللہ بن سفیان کہتا ہے میں ایک دن ابراہیم سے ملنے آیا وہ پریشان خوفزدہ بیٹھا تھا اس نے مجھ سے کہا کہ میرے بھائی کا خط آیا ہے اس میں انھوں نے اپنے خروج کی اطلاع دی ہے۔ مجھے خروج کرنے کے لیے کہا ہے اس کے بعد دیر تک سر نیچا کیے غمگین صورت بنائے سوچتا رہا میں یہ کہہ کر یہ بالکل معمولی بات ہے اسے تسلی دیتا رہا میں نے کہا کہ اب آپ کو کیا فکر ہے آپ کا معاملہ مکمل ہو چکا ہے۔ مضا، طہوی، مغیرہ، میں اور بہت سے سردار آپ کے ساتھ ہیں ہم رات کو جیل خانہ پر بلہ کر دیں گے صبح کو ایک عالم آپ کے ساتھ ہوگا، یہ سن کر اسے اطمینان ہو گیا۔

ابراہیم کے متعلق ابوجعفر کے مشورے

محمد کے ظاہر ہونے کے بعد ابوجعفر نے جعفر بن حنظلۃ البہرانی کو بلایا جو صاحب الرائے اور سمجھ دار تھا اور کہا کہ محمد مدینہ میں ظاہر ہو گیا ہے تم مشورہ دو کہ اس موقع پر میں کیا کروں اس نے کہا جس قدر ممکن ہو کثیر تعداد میں اپنی فوجیں بصرہ بھیج دو۔ ابوجعفر نے کہا اچھا اب تم جاؤ جب میں پھر بلاؤں تو آنا چنانچہ جب ابراہیم بصرہ آ گیا تو ابوجعفر نے اسے پھر بلایا اور یہ خبر سنائی اس نے کہا کہ مجھے اسی بات کا خوف تھا بہتر یہ ہے کہ فوراً اس کے مقابلہ کے لیے فوجیں روانہ کرو۔ ابوجعفر نے پوچھا کس بناء پر تم کو یہ خدشہ پیدا ہوا تھا اس نے کہا اس لیے محمد نے مدینہ میں خروج کیا تھا چونکہ اہل مدینہ ایسے کچھ تلوار کے دھنی نہیں ہیں کہ وہ اپنی شان و شرافت نسبی کے مطابق لڑ سکیں۔ اب رہے اہل کوفہ وہ آپ کے زیرنگیں ہیں وہ آپ کے خلاف خروج کرنے کی جرأت نہ کریں گے، اہل شام و آل ابی طالب کے پرانے دشمن ہیں وہ کبھی ان کا ساتھ نہیں دیں گے، اب صرف بصرہ رہ گیا اس مشورہ پر عمل کرنے کے لیئے ابوجعفر نے عقیل کے دونوں بیٹوں کو جو بنی طے کے ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے خراسان میں بود و باش اختیار کر لی تھی، اور مشہور سپہ سا

لا رہے تھے بصرہ روانہ کیا اس وقت سفیان بن معاویہ بصرہ کا عامل تھا اس نے ان دونوں کے قیام کا انتظام کر دیا۔

یحییٰ بن بدیل بن یحییٰ راوی ہے کہ محمد کے ظاہر ہونے کے بعد ابو جعفر نے ابو ایوب اور عبد الملک بن حمید سے پوچھا کیا تم کسی ایسے ہوشیار صاحب الرائے کو جانتے ہو جس سے ہم مشورہ کر سکیں انھوں نے کہا بدیل بن یحییٰ کوفہ میں موجود ہے ابو العباس بھی اس سے مشورہ لیتے تھے آپ انھیں بلا لیجئے۔ ابو جعفر نے اسے بلا بھیجا اور کہا کہ محمد نے مدینہ میں خروج کیا ہے کیا مشورہ دیتے ہو اس نے کہا اہواز کو اپنی فوجوں سے بھر دو، ابو جعفر کہنے لگے اس کا کیا مطلب ہے؟ محمد نے مدینہ میں خروج کیا ہے، اس نے کہا میں اس بات کو جانتا ہوں مگر یاد رکھو اہواز اس کا دروازہ ہے جس سے وہ آئینگے ابو جعفر نے کہا بہتر ہے تمہاری رائے پر عمل کیا جائے۔

جب ابراہیم بصرہ آ رہا تھا تو اب پھر ابو جعفر نے بدیل کو بلا کر مشورہ لیا اس نے کہا جہاں تک ممکن ہو اس کے خلاف فوجیں روانہ کرو اور اہواز سے اسے مدنہ پہنچنے دو۔

بوڑھے کا مشورہ

محمد بن حفص الدمشقی، (مولی قریش) بیان کرتا ہے محمد کے ظاہر ہونے کے بعد ابو جعفر نے اہل شام کے ایک بڑی عمر کے صاحب رائے اور تجربہ کار شیخ کو مشورہ کے لیے بلایا اس نے کہا فوراً چار ہزار باقاعدہ شامی فوج بصرہ بھیج دو ،ابو جعفر نے اس مشورہ پر کوئی توجہ نہ دی کہنے لگے کہ بڈھا سٹھیا گیا ہے۔اس کے بعد جب ابراہیم بصرہ آیا تو پھر انھوں نے اس بوڑھے کو طلب کیا اور کہا کہ بصرہ میں ابراہیم نے خروج کر دیا ہے، اس نے کہا کہ شام کی فوج بصرہ بھیج دو ابو جعفر کہنے لگے کہ اس کا کام کو کون انجام دے اس نے کہا کہ تم اپنے شام کے گورنر کو حکم بھیجو کہ وہ روزانہ دس سپاہی ڈاک کے ذریعہ تمہارے پاس روانہ کرتا رہے۔ابو جعفر نے اس کے لیے شام لکھ بھیجا عمر بن حفص کہتا ہے کہ مجھے یہ سارا واقعہ خوب یاد ہے کیونکہ اس زمانے میں میرے باپ فوج کو عطا تقسیم کرتے تھے کیونکہ وہ رات کو تقسیم ہوتی تھی اس وجہ سے میں چراغ لیکر کھڑا رہتا تھا اس وقت میں بالکل نوجوان تھا۔

سلم بن فرقہ کہتا ہے کہ جب جعفر بن حنظلۃ نے ابو جعفر کو شام سے فوج بلانے کا مشورہ دیا تو اب شام کی فوجیں چھوٹی چھوٹی جماعتوں کیں پے در پے ان کے پاس آنے لگیں اہل کوفہ پر رعب قائم رکھنے کے لیے انھوں نے یہ کیا کہ جب اہل شام پر ان کی چھاؤنی میں رات طاری ہوتی تھی وہ ان کو حکم دیتے تھے کہ شام کا عام راستہ چھوڑ کر پھر تھوڑی دور تک شام کی سمت چلے جاؤ اور وہاں سے دوسری صبح کو شاہراہ عام سے کوفہ آ ؤ اس ترکیب سے اہل کوفہ کو بالکل یقین تھا کہ یہ نئی فوج ہے جو آج ہی وارد ہوئی ہے۔

عبد الحمید ابو العباس کا ایک خادم بیان کرتا ہے کہ محمد بن یزید ابو جعفر کا ایک سپہ سالار تھا اس کے پاس شہری کیست گھوڑا تھا جب ہم کوفے میں تھے ہم نے اسے بارہا اس گھوڑے پر سوار اپنے پاس گزرتے دیکھا ہے اس شہسوار کا سر گھوڑے کے سر سے مل جاتا تھا ابو جعفر نے اسے بصرہ بھیجدیا تھا یہ ابراہیم کے خروج تک بصرہ میں متعین تھا پھر ابراہیم نے اسے پکڑ کر قید کر دیا۔

سعید بن نوح بن مجالد الضبعی کہتا ہے کہ ابو جعفر نے یزید بن عمران کے بیٹوں مجالد اور محمد جو ابیور کے

باشندے اور فوجی افسر تھے بصرہ روانہ کیا۔ مجالد محمد سے پہلے بصرہ آ گیا محمد اس رات بصرہ پہنچا جس رات کو ابراہیم نے خروج کیا تھا سفیان نے ان دونوں کو اپنے پاس روکے رکھا اور پھر اپنے ہی پاس دارالا بار میں قید کر دیا۔ ابراہیم کے ظاہر ہونے کے بعد پھر اس نے ان دونوں کو گرفتار کرنے کے لیے بیڑیاں ڈلوادیں۔ ابوجعفر نے ان کے ساتھ عبدالقیس کا ایک معمر نامی فوجی سردار بھی بھیجا تھا۔

مجالد بن یزید الضبعی ابوجعفر کی طرف سے پندرہ سو اور پانچ سو پیدل کے ساتھ سفیان کے پاس آیا تھا۔

عام لوگوں سے مشورہ

ابراہیم کے بارے میں ابوجعفر نے مشورہ لیا لوگوں نے کہا کہ اہل کوفہ اسکے شیعہ ہیں اور کوفہ کی حالت ایک دیگ ایسی ہے جو فوراً جوش دلاتی ہو جاتی ہے آپ اس کا طباق ہیں کہ اگر وہ اس کے منہ پر رکھ دیا جائے تو اس کا جوش ٹھنڈا ہو جائے اس لیے آپ خود کوفہ چل کر وہاں مستقل اقامت اختیار کریں، ابوجعفر نے اس مشورہ پر عمل کیا۔

تفتیش کے لیے گرفتاریاں

محمد بن سلیمان کا مولی مسلم الخصی بیان کرتا ہے کہ ابراہیم کے ہنگامہ کے وقت میری عمر دس سال سے زیادہ تھی میں اسی وقت ابوجعفر کی خدمت میں تھا انھوں نے ہم سب کو خاص کوفہ میں ہاشمیہ میں اُتارا اور خود اس کی پشت پر رصافہ میں ٹھہرے۔ اس وقت اس کی تمام چھاؤنی میں کل پندرہ سو فوج تھی،، مسیر بن زہیر اس کے محافظ دستہ کا سردار تھا اس فوج کو بھی پانچ سو کے تین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ مسیب رات سارے کوفہ کا گشت کرتا تھا اور یہ عام منادی کر دی گئی تھی کہ عشاء کے بعد جو شخص چلتا پھرتا ملے گا اسے پکڑ کر مناسب سزا دی جائے گی۔ چنانچہ عشاء کے بعد مسیب کو جو شخص ملتا اسے ایک چادر میں لپیٹ کر گھوڑے پر لادیتا، رات بھر اپنے پاس رکھتا صبح کو اس سے باز پرس کرتا اگر اطمینان بخش صفائی ملتی اسے چھوڑ دیتا ورنہ قید کر دیتا۔

ابوجعفر نے تمام لوگوں پر سیاہ لباس لازم کر دیا لوگوں کی یہ حالت ہوئی کہ وہ سیاہی سے اپنے کپڑے رنگ لیتے تھے، اس زمانہ میں یہ حال تھا کہ پھل فروش تک سیاہ لباس پہننے لگے تھے کوئی انقاص سے کپڑا رنگ کر اسی کو پہن لیتا تھا۔

عباس بن سلم قحطبہ کا مولی راوی ہے امیر المؤمنین ابوجعفر کو ابراہیم کی طرف میلان کا جس کوفہ والے پر شبہ ہوتا وہ میرے باپ سلم کو اس کی گرفتاری کا حکم دیتے یہ رات کے آنے تک خاموش رہتا جب رات اچھی طرح تاریک ہو جاتی اور خواب کی وجہ سے شہر میں سناٹا چھا جاتا یہ چپکے سے اس مشتبہ شخص کے مکان پر جاتا اور سیڑھی لگا کر اچانک گھر میں گھس پڑتا اسے باہر لا تا قتل کر دیتا اور اس کی مہر پر قبضہ کر لیتا اس وقعہ کی بناء پر محمد بن ابی العباس کا مولی جمیل عباس بن سلم سے کہا کرتا تھا کہ اگر تیرے باپ نے ترکہ میں تیرے لیے ان مقتولوں کی صرف مہریں چھوڑی ہیں تب بھی اس کے تمام بیٹوں میں تو ہی سب سے زیادہ دولت مند ہوگا۔

سلیمان بن مجالد کا حاجب مسلم بن فردی بیان کرتا ہے کہ کوفہ میں میرا ایک دوست تھا ایک دن اس نے محمد

سے آ کر کہا کہ کوفہ تمہارے آقا پر اچانک حملہ کر کے اسے قتل کر دینے کی تیاری کر رہے ہیں اگر ممکن ہو تو اپنے اہل کو کسی محفوظ مقام پر منتقل کر دو۔ میں نے سلیمان بن مجالد سے آ کر یہ خبر سنائی اس نے ابوجعفر کو اطلاع دی اس زمانے میں کوفہ کا ایک صراف ابن مقرن نام ابوجعفر کا جاسوس تھا۔ ابوجعفر نے اسے بلایا اور کہا کہ اہل کوفہ تیاری کر رہے ہیں اور تم نے مجھے اب تک اس کی اطلاع نہیں دی اس نے کہا امیر المؤمنین یہ خبر بالکل غلط ہے میں ان کی وزیر لیتا ہوں ابوجعفر نے اس کی بات پر یقین کیا اور اہل کوفہ سے مطمئن ہو گیا۔

ابوجعفر کی طرف سے فلاں بن معقل الخراسانی کو اس لیے قادسیہ پر متعین کیا گیا تھا کہ یہ کسی کوفہ والے کو ابراہیم کے پاس نہ جانے دے اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ چونکہ بصرہ کے راستے پر پہرے متعین تھے اس لیے لوگ یہ کرنے لگے تھے کہ پہلے کوفہ سے قادسیہ آتے وہاں سے عذیب اور وادی السباع ہوتے ہوئے بائیں جانب صحرا کا راستہ اختیار کر کے بصرہ آ جاتے۔ ایک مرتبہ کوفہ کے بارہ آدمی اس غرض سے روانہ ہوئے جب یہ وادی السباع پہنچے وہاں ان کو بنی اسد کا بکر نامی ایک غلام ملا دا قصہ سے دو میل درے واقع ہے رہنے والا اور مسجد موالی کے اہالی سے تھا اس نے ابن معقل کو جا کر اس کی خبر کر دی اس نے ان کا تعاقب کیا قادسیہ سے چار فرسخ درے مقام خفان پر ان کو پکڑ لیا گیا اور سب کو قتل کر دیا۔

ابراہیم بن سلم کہتا ہے کہ فرافصۃ العجلی نے اچانک طور پر حملہ کرنا چاہا تھا مگر ابوجعفر کی موجودگی سے اس کی جرأت نہ ہو سکی اور ابن اغر الاسدی خفیہ طور پر ابراہیم کے لیے بیعت کرتا پھرتا تھا۔

غزوان پہلے قعقاع بن ضرار کی اولاد کا غلام تھا پھر اسے ابوجعفر نے خرید لیا ایک دن اس نے ان سے کہا کہ یہ کشتیاں جو موصل سے آ رہی ہیں ان میں سفید نشان والے ہیں اور یہ ابراہیم کے پاس جا رہے ہیں۔ ابوجعفر نے فوج کی ایک جماعت اس کے ساتھ کر دی موصل اور بغداد کے درمیان مقام باحمشا پر اس نے انھیں جا ملایا۔ اور سب کو قتل کر دیا، یہ مسافر جو تھے جن میں بعض بڑے عابد وزاہد دوسرے برگزیدہ لوگ بھی تھے ان میں ایک شخص ابوالفرعان شعیب السمان کی اولاد میں تھا وہ کہنے لگا اے غزوان کیا تم مجھ کو نہیں پہچانتے میں تو ابوالعرفان تمہارا ہمسایہ ہوں میں تو آٹا لیکر آیا تھا وہ میں نے اس جماعت کے ہاتھ فروخت کیا ہے مگر غزوان نے کسی کی کچھ نہ سنی اور سب کو قتل کر دیا اور ان کے سروں کو کوفہ بھیج دیا جہاں وہ تشہیر کے لیے اسحٰق الازرق اور عیسیٰ بن موسیٰ کے مکان کے درمیان مدینہ ابن ہبیرہ تک منظر عام سولی پر لٹکا دیئے گئے ابواحمد عبداللہ بن راشد کہتا ہے کہ میں نے ان سروں کو مٹی کے تھوؤں پر نصب دیکھا۔

خارجیوں کی سرکوبی

گھاروں کی ایک جماعت راوی ہے کہ ہم موصل میں ٹھہرے تھے وہاں حرب الراوندی دو ہزار فوج کے ساتھ ان خارجیوں کی سرکوبی کے لیے جنھوں نے جزیرہ میں سر اٹھایا تھا چھاؤنی ڈالے پڑا تھا اتنے میں ابوجعفر کا حکم اسے ملا کہ تم میرے پاس واپس آ جاؤ یہ موصل سے روانہ ہوا جب یہ حمشا پہنچا۔ تو اس مقام کے باشندوں نے اس سے تعرض کیا اور کہنے لگے کہ ابراہیم کے خلاف ابوجعفر کی مدد کے لیے ہم تمہیں یہاں سے آگے نہ بڑھنے دیں گے اس نے کہا کہ تم یہ کیا کر رہے ہو میں تمہارے خلاف کوئی کاروائی نہیں کرنا چاہتا میں تو مسافر ہوں میرا پیچھا چھوڑ دو مجھے جانے

دو مگر ان لوگوں نے میری بات نہ مانی اور کہا کہ ہم تمہیں ہرگز ہرگز آگے بڑھنے نہ دیں گے۔ حرب الاراندی ان سے لڑ پڑا اور ان کا بالکل قلع قمع کر دیا پانچ سو سر لیکر ابوجعفر کی خدمت میں حاضر ہوا سارے حالات سنائے ابوجعفر کہنے لگے بشارت ہو یہ ہماری پہلی فتح ہے۔

بنی یزید بن حاتم کا مولی دفیف بن راشد نے ابراہیم کے خروج سے ایک رات پہلے سفیان بن معاویہ سے آ کر کہا کہ آپ سواروں کو میرے ساتھ کیجئے میں ابراہیم کو زندہ پکڑ کر آپ کے پاس لیے آتا ہوں یا اس کا سر لے آؤں گا سفیان نے کہا کیا تجھے اور کوئی کام نہیں ہے تجھے اس میں دخل دینے سے کیا تو اپنا کام کر، دفیف اسی رات عراق سے روانہ ہو کر یزید بن حاتم کے پاس آ گیا جو مصر میں تھا۔

پتھر مارنے کا واقعہ

جابر بن حماد سفیان کے کوتوال کا کہنا ہے کہ ابراہیم کے خروج سے ایک دن پہلے میں نے سفیان کو اطلاع دی تھی کہ میں جب بنی لشکر کے مقبرہ سے گزر رہا تھا تو وہاں لوگوں نے مجھ پر آوازیں کیس اور پتھر مارے، سفیان کہنے لگا کیا اس کے علاوہ تمہارے لیے کوئی راستہ نہ تھا۔

عاقب سفیان کی کوتوالی کے سپاہیوں کا ایک افسر ابراہیم کے خروج سے ایک دن پہلے اتوار کے دن بنی لشکر کے مقبرہ سے گزرا وہاں لوگوں نے اس سے کہا کہ یہ ابراہیم موجود ہے اور خروج کی تیاری کر رہا ہے مگر اس نے اس خبر پر کوئی توجہ نہ دی اور اپنے راستہ پر چل پڑا۔

خروج کے متعلق دیگر روایت

ابوعمرو الحوضی کہتا ہے کہ جب سفیان محصور ہو گیا تو ابراہیم کے ساتھیوں نے اسے پکارنا شروع کیا مخرومیوں کے مکان میں نے جو بیعت کی تھی اسے یاد کرو۔

ابراہیم کے قتل ہونے کے بعد سفیان ایک کشتی میں گزر رہا تھا اس وقت ابوجعفر اپنے محل میں تھا اسے دیکھ کر کہنے لگے یہ سفیان معلوم ہوتا ہے لوگوں نے کہا بجا ہے کہنے لگے بڑے تعجب کی بات ہے کہ یہ حرامزادہ اس طرح میرے قابو سے نکل جائے اس پر سفیان نے ابراہیم کے ایک سردار سے کہا کہ تم میرے پاس ٹھہرو کیونکہ وہ تمہارے علاوہ ہمارے دوسرے ساتھی اس معاملہ سے واقف نہیں ہیں جو میرے اور ابراہیم کے درمیان پیش آیا ہے۔

نصر بن فرقد کہتا ہے باوجودیکہ کرزم السد وسی صبح و شام ابراہیم اور اس کے پاس آنے والوں کی اطلاع سفیان سے کرتا رہتا تھا مگر سفیان نے اس کے خلاف ہرگز کوئی کاروائی نہیں کی اور نہ اس کی تحقیق و تفتیش کی۔ بیان یہ کیا جاتا ہے کہ سفیان بن معاویہ جو ان دونوں منصور کی جانب سے بصرہ کا عامل تھا ابراہیم بن عبداللہ سے مل گیا تھا اور اس وجہ سے وہ اپنے آقا کا وفادار و خیر خواہ باقی نہیں رہا تھا۔

ابراہیم کے بصرہ آنے کے وقت میں ارباب سیر کا اختلاف ہے، بعض نے یہ کہا ہے کہ وہ یکم رمضان ۱۴۵ھ کو بصرہ آیا۔

محمد بن عمر کہتا ہے جب محمد بن عبداللہ بن حسن نے ظاہر ہو کر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر قبضہ کر لیا اور لوگوں نے اس اسے خلیفہ تسلیم کر لیا اس نے اپنے بھائی ابراہیم بن عبداللہ کو بصرہ بھیجا ابراہیم یکم رمضان ۱۴۵ ہجری کو بصرہ میں داخل ہوا اور اس پر قابض ہو گیا۔ بصرہ میں اس نے سفید لباس اختیار کیا اس کے ساتھ اہل بصرہ نے بھی سفید لباس پہنا جن اصحاب نے اس کی تائید میں خروج کیا تھا ان میں عیسیٰ بن یونس معاذ بن معاذ عباس بن القوام، اسحٰق بن یوسف، الازرق، معاویہ بن ہشام، اور علماء فقہاء کی ایک جماعت تھی، یہ رمضان اور شوال بصرہ ہی میں رہا جب اسے اپنے بھائی محمد بن عبداللہ کے مارے جانے کی خبر معلوم ہوئی تو اب اس نے ابو جعفر کے مقابلہ کے لیے خود کوفہ پر پیش قدمی کرنے کی تیاری کی۔ یہ محمد بن عمر کا قول ہے جن لوگوں نے ابراہیم کے بصرہ آنے کا زمانہ ۱۴۳ ہجری کہا ہے ان کا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں البتہ یہ بات رہ گئی تھی کے اس دوران وہ پوشیدہ طور پر بصرہ میں اپنے بھائی محمد کے لیے دعوت دیتا رہا۔

جب دو سرداروں کو ابو جعفر نے سفیان کی مدد کے لیے بھیجا تھا ابراہیم کے خروج سے پہلے سفیان انھیں اپنے پاس بلا لیتا تھا اور ان کو کسی قسم کی کارروائی کرنے کا موقع نہیں دیتا تھا جب ابراہیم نے اس سے خروج کا وعدہ کر لیا تو سفیان نے اس رات ان دونوں سپہ سالاروں کو اپنے پاس بلا کر روک لیا۔ اسی وقت ابراہیم نے خروج کیا اور اس نے سفیان اور ان دونوں کا محاصرہ کیا اور پھر گرفتار کر لیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابو جعفر نے مجالد محمد اور یزید کو جو تینوں بھائی تھے ابراہیم کے ظاہر ہونے سے پہلے ان کی فوجوں کے ساتھ بصرہ بھیجا تھا۔ انھوں نے اپنی فوجیں اپنے سے آگے روانہ کر دی تھیں یہ بصرہ میں پے در پے داخل ہونا شروع ہوئیں ان کو دیکھ کر ابراہیم کو خوف وڈر ہوا کہ اگر چند دن تک میں اور خاموش رہا تو بہت زیادہ فوج یہاں آ جائے گی اس خیال سے اس نے فوراً خروج کر دیا۔

نصر بن قدید بیان کرتا ہے ابراہیم نے پیر کی رات رمضان المبارک ۱۴۵ھ کو خروج کیا یہ اپنے مکان سے دس بارہ جوانوں کے ساتھ جن میں عبیداللہ بن یحییٰ بن حصین الرقاشی بھی تھا۔ بنی یشکر کے مقبرہ آ گیا، نیز اسی رات ابو حماد الابرص دو ہزار فوج کے ساتھ سفیان کی مدد کے لیے بصرہ آیا باقاعدہ قیام کے انتظام ہونے تک یہ جمیعت چوک میں ٹھہری رہی۔

چٹائی الٹنے سے فال لینا

اب ابراہیم مقابلہ پر چڑھا سب سے پہلے جو کامیابی اسے حاصل ہوئی وہ اس فوج کے جانور اور اسلحہ تھے جو اس کے قبضہ میں آ گئے۔ اس نے مسجد جامع میں صبح کی نماز لوگوں کو پڑھائی، سفیان سرکاری محل میں قلعہ بند ہو کر اس کے ساتھ اس کے دودھیالی کچھ رشتہ دار بھی تھے اب ہزارہا آدمی ابراہیم کے پاس آنے لگے ان میں سے بعض تو محض تماشائی تھے اور بعض اس کی امداد کے لیے آئے تھے۔ جب اس کی مددگاروں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی اور سفیان نے محسوس کیا کہ اب مقابلہ فضول ہوگا اس نے امان کی درخواست کی جو منظور کر لی گئی۔ اس غرض کی تکمیل کے لیے وعدۂ معافی لے لیا تو اب اس نے محل کا دروازہ ابراہیم کے لیے کھول دیا۔ ابراہیم اندر آیا پیش دالان

میں اس کے بیٹھنے کے لیے ایک چٹائی بچھادی گئی، اسی وقت ایسی تیز ہوا چلی کہ اس سے وہ الٹ گئی، لوگوں نے بری فال نکالی ابراہیم نے دکھانے کے لیے تو کہہ دیا کہ ہم شگون کے قائل نہیں ہیں اور اس الٹی چٹائی پر ہی بیٹھ گیا مگر اس واقعہ کا اثر اس کے چہرہ پر نمایاں ضرور تھا۔

محل میں آتے ہی ابراہیم نے وہاں سے سفیان بن معاویہ کے علاوہ اور سب لوگوں کو نکالدیا البتہ سفیان کو محل میں نظر بند کر دیا اور دکھانے کے لیے معمولی ہلکی سی بیڑیاں بھی اسے پہنادیں یہ قید محض اس لیے دی گئی تھی کہ ابوجعفر کو سفیان کی وفاداری پر شبہ نہ پیدا ہو بلکہ وہ یہی خیال کرے کہ ابراہیم نے تو اسے قید کر دیا تھا۔

ایک چھوٹی سی جھڑپ

سلیمان بن علی کے بیٹوں جعفر اور محمد کو جو اس وقت بصرہ میں تھے ابراہیم کے قصر امارت پر قابض ہونے اور سفیان کو قید کر دینے کی خبر معلوم ہوئی یہ اسکے مقابلہ چھ سو فوج کے ساتھ آگے بڑھے جس میں پیدل سوار اور قابو انداز سب ہی تھے۔ ابراہیم نے ان کے مقابلہ پر مضاد بن القاسم الجزری کو صرف اٹھارہ سوار اور تیس پیدل سپاہیوں کے دستہ کے ساتھ بھیجا۔ مضار نے ان دونوں کو شکست دی، اس کے ایک سپاہی نے محمد کو جا پکڑا۔ اور اس کی ران میں نیزہ ماردیا، اس کے بعد ہی ابراہیم کے نقیب نے منادی کردی کہ کسی مفرور کا تعاقب نہ کیا جائے بلکہ وہ خود محل سے نکل کر زینب بنت سلیمان کے دروازے پر آیا اور کہا کہ آل سلیمان کو محمل دی جاتی ہے ہمارا کوئی آدمی اس سے تعرض نہ کرے۔

بکر بن کثیر بیان کرتا ہے جب ابراہیم نے جعفر اور محمد پر فتح پائی اور بصرہ پر قبضہ کرلیا تو اسے بیت المال میں چھ لاکھ درہم ملے اس نے اس رقم کو بحفاظت رکھنے کا حکم دیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ دو کروڑ درہم ہے۔، بہر حال اس رقم سے اس کی طاقت بہت بڑھ گئی اس نے ہر شخص کو پچاس پچاس درہم دیئے۔

مغیرہ کی اہواز روانگی

بصرہ پر قبضہ کے بعد اس نے ایک شخص حسین بن ثولا کو اہواز بھیجا یہ وہاں اس کے لیے یہ شخص بیعت لیکر اس ذمہ داری کو اچھے انداز میں انجام دیکر پھر ابراہیم کے پاس واپس آگیا اب ابراہیم نے پچاس آمیوں کے ساتھ مغیرہ کو اہواز پر قبضہ کرنے بھیجا یہ اس کام پر روانہ ہوا۔ اہواز پہنچتے پہنچتے پورے دوسو آدمی اس کے جمع ہو گئے اس وقت ابوجعفر کی طرف سے محمد بن الحصین اہواز کا عامل تھا جب اسے مغیرہ کی پیش قدمی کا علم ہوا تو یہ ایک روایت کے مطابق چار ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقابلے کے لیے آیا قصبہ اہواز سے دو میل کے فاصلے پر دشت اربک پر دونوں کا مقابلہ ہوا ابن حصین اور اس کی فوج کو شکست ہوئی، مغیرہ اہواز میں داخل ہو گیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابراہیم کے بصرہ سے باخمرئ جانے کے بعد مغیرہ اہواز گیا۔

بصرہ اور اھواز کی فتح

محمد بن خالد المربعی کہتا ہے کہ بصرہ پر قبضہ کر کے جب ابراہیم نے کوفہ کی طرف جانا چاہا تو اس نے نمیلہ بن مرۃ العبشی کو بصرہ پر اپنا نائب مقرر کیا اور ہدایت کی کہ وہ مغیرہ بن الفرغ کو جو بصرہ عوف کے خاندان سے تھا اھواز بھیجا۔ محمد بن حصین العبدی ان دنوں اھواز کا عامل تھا، نیز ابراہیم نے عمرو بن شداد کا فارس کا عامل مقرر کر کے فارس بھیج دیا۔ یہ جب رام ہرمز سے گزرا تو وہاں یعقوب بن الفضل سے ملاقات ہوئی جو وہاں کا عامل تھا اس نے اسے اپنی دعوت میں شرکت کی دعوت دی۔ یعقوب اس کے پاس چلا گیا و عمرو بن شداد و فادار آیا۔ اسماعیل بن علی بن عبداللہ ابوجعفر سے فارس کا عامل تھا عبدالصمد بن علی اس کا بھائی بھی اس وقت اس کے پاس تھا، جب عمرو بن شداد اور یعقوب بن الفضل اصطخر پہنچ گئے۔ تب اسماعیل اور عبدالصمد کو ان کے فارس کی جانب پیش قدمی کرنے کی اطلاع ہوئی یہ تیزی کے ساتھ دار بجرد کی طرف جھپٹے اور وہاں جا کر دونوں قلعہ بند ہو کر بیٹھ گئے، اس طرح سارا علاقہ فارس کسی مزاحمت کے بغیر عمرو بن شداد اور یعقوب بن الفضل کے ہاتھ آ گیا۔ اب بصرہ اھواز اور فارس پر ابراہیم کی حکومت قائم ہوگئی۔ سلیمان بن ابی شیخ راوی ہے کہ ابراہیم کے بصرہ میں ظاہر ہونے کے بعد حکم بن ابی غسلان الیشکری سترہ ہزار فوج کے ساتھ بصرہ کی طرف چلا یہ واسط آ گیا۔ جہاں ہاروں بن حمید الایردی ابوجعفر کی طرف سے متعین تھا، حکم کی پیش قدمی کی خبر سنکر یہ محل کے ایک تنور میں جا چھپا مگر پھر وہاں سے نکال لیا گیا اہل واسط حفص بن عمر بن حفص بن عمر بن حفص بن عمر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام بن المغیرہ کے پاس آئے اور درخواست کی کہ اس عجمی کے مقابلہ میں آپ واسط پر حکومت کرنے کے زیادہ اہل ہیں چنانچہ اب حفص نے واسط کو اپنے تصرف میں لیا یشکری وہاں سے چلا گیا حفص نے ابومقرن الہجیمی کو اپنا کوتوال مقرر کیا۔

ابراہیم کا ہارون کو واسط کا گورنر بنانا

عمر بن عبدالغفار بن عمرالفقیمی، فضل بن عمرو الفقیمی کا بھائی بیان کرتا ہے کہ ابراہیم ہارون بن سعد سے کلام بھی نہیں کرتا تھا، ابراہیم کے خروج کے بعد ہارون بن سعد سلم بن ابی واصل سے آ کر ملا اور اس سے کہا کہ اپنے ساتھی کو میری اطلاع دو اور پوچھو ان کو اس اہم کام میں ہماری ضرورت نہیں ہے سلم نے کہا میں ابھی چلتا ہوں وہ ابراہیم کے پاس آیا اور کہا کہ ہارون بن سعد آپ کی خدمت میں حاضر ہے، ابراہیم نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ سلم نے کہا آپ ہارون کے بارے میں ایسا نہ کریں اس نے اس معاملہ میں اس قدر اصرار کیا کہ آخر ابراہیم کو اس کی بات ماننا ہی پڑی اسے اندر بلایا ہارون نے کہا آپ کا جو کام سب سے زیادہ مشکل ہو اور اہم ہو وہ میرے سپرد کر دیجئے ابراہیم نے واسط اس کے سپرد کر دیا اور اسے اس کا عامل مقرر کر دیا۔

جھڑپیں

ابوالصعدی کہتا ہے ہارون بن سعد العجلی (کوفی) جسے ابراہیم نے بصرہ سے روانہ کیا تھا ہمارے ہاں آیا

یہ ایک نہایت ذی اثر اور معزز سردار تھا جو اہل بصرہ اس کے ساتھ تھے۔ ان میں طہوی سب سے زیادہ مشہور ومعروف بہادر تھا اہل واسط میں سے جو شخص بہادری میں اس کے برابر تھا وہ عبدالرحیم الکلبی تھا، یہ بھی بڑا بہادر تھا جو سرداراس کی مدد کے لیے بھیجے گئے تھے یا خود آ گئے تھے ان میں عبدویہ کرام الخراسانی اس جماعت کا مشہور دلیر وجری سردار صدقہ بن لکار بھی تھا اسی کے متعلق منصور بن جمہور کہتا تھا کہ اگر صدقہ میرے ساتھ ہو تو چاہے میرا مقابل کوئی ہو مجھے اس کی پروانہیں رہتی۔ ابوجعفر نے ہارون بن سعد کے مقابلہ پر عامر بن اسماعیل المسلی کو بعض راویوں کے قول کے مطابق پانچ ہزار فوج کے ساتھ اور دوسرے کے قول کے مطابق بیس ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا کئی جھڑپیں ان کے درمیان ہوئیں۔

ابن ابی الکرام سے روایت ہے جب میں محمد کا سر لیکر ابوجعفر کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت عامر بن اسماعیل نے واسط پر ہارون بن سعد کا محاصرہ کر رکھا تھا، خود ابراہیم کے بصرہ نکلنے سے پہلے ہی ابوجعفر فوجوں اور اہل واسط کی جنگ ہو چکی تھی۔

عامر بن اسماعیل واسط میں داخل

سلیمان بن ابی الشیخ کہتا ہے کہ عامر بن اسماعیل نے نیل کے پیچھے اپنا پڑاؤ ڈالا تھا پہلے ہی معرکہ میں ایک بہشتی غلام نے عامر پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ وہ زخمی ہو کر گر پڑا اس سقہ کو اس کی شخصیت معلوم نہ تھی ابوجعفر نے عامر کے پاس ڈبیہ بھیجی جس میں صمغ عربی تھا اور کہلا کر بھیجا کہ اسے اپنے زخموں پر لگاؤ کئی مرتبہ دونوں حریفوں میں لڑائیاں ہوئیں جن میں اہل بصرہ اور واسط کے بے شمار آدمی مارے گئے ہارون انھیں لڑنے سے منع کرتا تھا اور کہتا تھا کہ بہتر یہ ہے کہ ہمارے سردار کا ان کے سردار سے کیا مقابلہ ہو جائے اس وقت ہمارے لیے بات بالکل صاف ہو جائیگی۔ اب تم لوگ کیوں اپنی جانیں ضائع کرتے ہو ان کو بچاؤ مگر وہ کسی طرح نہ مانتے تھے مگر جب ابراہیم بصرہ سے روانہ ہو کر باخمریٰ آیا تو اب دونوں فریق نے جنگ روک دی اور اس بات پر عارضی سمجھوتہ کر لیا کہ جب حریفوں کا مقابلہ ہوگا تو جو ان میں غالب ہوگا اس کا اتباع کر لیں گے۔ چنانچہ ابراہیم مارا گیا تو عامر بن اسماعیل نے واسط میں داخل ہونا چاہا مگر اہل واسط نے اندر نہ آنے دیا۔

سلیمان کہتا ہے جب اہل واسط کے پاس ابراہیم کے قتل اور ہارون کے بھاگنے کی خبر پہنچی تو انھوں نے امان کے وعدہ پر عامر سے صلح کر لی مگر ان میں سے ایک بڑی جماعت نے اس کے وعدہ معافی پر اعتبار نہیں کیا اور وہ واسط سے چلی گئی۔ اب عامر بن اسماعیل واسط میں داخل ہو کر وہیں مقیم ہو گیا مگر اس نے کسی کو نہ چھوڑا۔

اہل واسط کا قتل

بیان کیا جاتا ہے کہ عامر نے اہل واسط سے معاہدہ صلح میں یہ شرط کی تھی کہ میں اہل واسط کو شہر میں قتل نہ کرونگا مگر اب اس کی فوج والوں نے یہ حرکت شروع کی کہ وہ جس واسط کے باشندے کو شہر سے باہر پاتے اسے قتل کر دیتے ابراہیم کے قتل کے بعد اہل واسط اور عامر کے درمیان صلح طے پا گئی تو ہارون بن سعد بصرہ کی طرف

بھاگ گیا مگر بصرہ پہنچنے سے پہلے راستہ میں مر گیا۔

عامر کا قتل

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس صلح کے بعد وہ چھپ گیا تھا اور محمد بن سلیمان کے کوفہ کا والی مقرر ہونے تک وہ برابر روپوش رہا۔ البتہ پھر محمد بن سلیمان نے اسے امان دی اور اس کا پتہ چلایا یہ مطمئن ہو کر ظاہر ہو گیا محمد بن سلیمان نے اس سے کہا کہ تم اپنے خاندان کے دوسو آدمیوں کے نام دیوان میں لکھوا دو تا کہ ان کا وظیفہ مقرر کیا جائے اس نے یہ کام کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اور اس کے لیے وہ سوار ہو کر محمد سے ملنے روانہ ہو گیا مگر راستے میں اس کا ایک چچا زاد بھائی اس سے ملا اور اس نے ہارون سے کہا کہ تم کہاں جا رہے ہو اللہ کی قسم تمہیں دھوکا دیا گیا ہے یہ سنتے ہی وہ الٹے پاؤں پلٹا اور روپوش ہو گیا۔ اسی حالت میں اس نے انتقال کیا اس کے روپوش ہو جانے کے بعد محمد نے اس کا مکان گرا دیا۔

ظاہر ہونے کے بعد ابراہیم بصرہ میں مقیم رہا اب یہاں سے وہ اپنے عہدہ دار مختلف علاقوں میں متعین کر کے روانہ کرنے اور مختلف شہروں کو فوجیں بھیجنے لگا وہ اس کام میں مصروف تھا کہ اسے اپنے بھائی محمد کے مارے جانے کی اطلاع ملی۔

ابراہیم پر غمی کے آثار

نصیر بن قدید کہتا ہے ابراہیم نے بصرہ میں بہت سے خاص قوانین نافذ کر دیئے تھے عید الفطر سے تین دن پہلے اسے اپنے بھائی محمد کی موت کی اطلاع ہوئی۔ یہ سب لوگوں کو لیکر عید گاہ گیا اسی وقت اس کے چہرے سے رنج و غم کے آثار ظاہر ہو رہے تھے وہاں اس نے سب سے محمد کے قتل کی خبر سنائی اسے سنکر اس کے ساتھی ابوجعفر کے مقابلہ میں پہلے سے زیادہ احتیاط سے لڑنے لگے۔ دوسرے دن صبح کے وقت اس نے بصرہ سے روانگی کے لیے شہر سے باہر پڑاؤ ڈالا۔ نمیلہ کو بصرہ پر اپنا نائب مقرر کیا اور اس کے ساتھ اپنے بیٹے حسن کو بھی بصرہ میں چھوڑ دیا علی بن داؤد کہتا ہے کہ عید کے دن ابراہیم نے ہمارے سامنے خطبہ پڑھا تو میں نے اس کے چہرے کو غور سے دیکھا موت کے آثار نمایاں تھے نماز سے فارغ ہو کر میں نے اپنے گھر والوں سے آ کر کہہ دیا تھا یہ شخص مارا جائے گا۔

ابوجعفر کا فوج تیار کرنا

محمد بن معروف اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے جب سلیمان کے بیٹے جعفر اور محمد بصرہ سے چلے گئے تو انھوں نے مجھے ابراہیم کی خبر دینے ابوجعفر کے پاس روانہ کیا۔ میں نے ابوجعفر سے پوری کیفیت بیان کی کہنے لگے اب میں کیا کروں میرے پاس اس وقت صرف دو ہزار فوج ہے میری فوج کا بڑا حصہ یعنی تیس ہزار فوج رے میں مہدی کے ساتھ ہے اسی طرح محمد بن الاشعب کے افریقہ میں چالیس ہزار فوج ہے اور باقی فوج عیسی بن موسی کے ساتھ ہے اللہ کی قسم اگر میں اس معاملہ میں کامیاب ہو گیا۔ تو آئندہ ہمیشہ کم از کم تیس ہزار فوج اپنے پاس متعین

رکھوں گا اور اسے اپنے پڑاؤ سے باہر نہ جانے دوں گا۔

عبداللہ بن راشد کہتا ہے اس وقت ابوجعفر کے پاس کچھ فوج نہ تھی تھوڑے سے حبشی اور دوسرے لوگ تھے ان کے حکم سے چھاؤنی میں رات کے وقت آگ کے آلاؤ روشن کیے جاتے تھے تا کہ لوگ یہ سمجھیں کہ بہت فوج ہے حالانکہ وہاں اس آگ کے سوا اور کوئی نہیں ہوتا تھا۔

جب ابوجعفر کو ابراہیم کے خروج کی اطلاع ملی تو انھوں نے عیسیٰ بن موسیٰ کو مدینہ خط لکھا کہ اس خط کے دیکھتے ہی تم وہاں کے تمام کام چھوڑ کر فوراً میرے پاس آؤ۔ عیسیٰ بن موسیٰ کچھ ہی دنوں کے بعد ابوجعفر کے پاس پہنچ گیا اس نے اسی کو فوج کا سپہ سالار مقرر کر کے روانہ کیا نیز سلم بن قتیبہ کو رے سے بلا کر ابوجعفر بن سلیمان کے پاس بھیج دیا۔

ابوجعفر کی پیشن گوئی

سلم بن قتیبہ سے مذکور ہے کہ جب میں ابوجعفر کے پا آیا انھوں نے کہا کہ تم فوراً روانہ ہو جاؤ عبداللہ کے بیٹوں نے خروج کیا ہے تم ابراہیم کا رخ کرو۔ اس کی جماعت سے خوف نہ کھانا اللہ کی قسم یہ دونوں بنی ہاشم کے اونٹ ہیں یہ سب مارے جائیں گے دل کھول کر قتل کرنا جو بات میں تم سے اس وقت کہہ رہا ہوں اس پر پورا بھروسہ رکھو تم میری اس بات کو آئندہ یاد رکھو گے۔ چنانچہ واقعہ بھی یہ ہوا کہ تھوڑی ہی دیر میں ابراہیم مارا گیا اس پر مجھے ابوجعفر کی وہ بات یاد آتی تھی اور میں تعجب کرتا تھا ان کی پیشن گوئی کس قدر سچی ثابت ہوئی۔

سعید بن سلم کہتا ہے ابوجعفر نے اسے فوج کے میسرہ کا افسر اعلیٰ مقرر کر دیا۔ بشار بن سلم العقیلی، ابو یحییٰ بن خزیم اور ابو ہراسہ اسنان بن مخیس القشیری کو اس کے ساتھ کر دیا سلم نے اہل بصرہ کے نام خط لکھے اس میں ان کو اطاعت حکومت کی دعوت دی۔ چنانچہ بنی باہلہ عرب اور ان کے ساتھی اس سے آملے اور دوسری طرف منصور نے رے میں موجود مہدی کی طرف خط لکھا کہ تم خازم بن خذیمہ کو اہواز روانہ کرو۔ مہدی نے چار ہزار باقاعدہ فوج کے ساتھ خازم کو اہواز روانہ کیا یہ اہواز آ کر مغیرہ سے لڑا مغیرہ بصرہ چلا آیا اور خازم اہواز میں داخل ہو گیا، اس نے تین دن تک شہر میں قتل و غارت کی۔

ابوجعفر کی بے چینی

سندھی کہتا ہے میں محمد کے فتنہ کے زمانے میں منصور کا خادم تھا ندیہ میں ان کے سراہنے کھڑا ہوتا تھا جب ابراہیم کی شورش نے نازک صورت اختیار کر لی اور معاملہ دشوار ہو گیا تو میں نے منصور کو دیکھا کہ اس نے پچاس راتوں سے بھی زیادہ مسلسل مصلی پر گزاری اس پر رات کو سو جاتا تھا اس نے ایک رنگین رنگ کا ایک جبہ پہن رکھا تھا۔ اس کا گریبان اور ڈاڑھی کے نیچے رہنے والا سارا حصہ میل سے آلودہ ہو گیا تھا۔ مگر جب تک اللہ نے اسے فتح نہ دیدی نہ اس نے وہ جبہ بدلا اور نہ مصلی چھوڑا۔ البتہ اس زمانہ میں جب وہ دربار کے لیے بیٹھتا تو اس جبہ پر ایک سیاہ کپڑا اوڑھ کر اپنی مسند پر آ کر بیٹھ جاتا مگر اندر جا کر پھر اس کی وہی ہیئت ہو جاتی اس زمانہ میں ریسانہ جس نے

مدینہ سے دو خوبصورت عورتیں ایک فاطمہ بنت محمد بن عیسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ اور دوسری ام الکریم بنت عبداللہ، (جو خالد بن اسید بن ابی العیص کی اولاد میں تھا) منصور کو ہدیہ بھیجیں تھیں ان سے ملنے کو فہ آئیں۔ چونکہ منصور نے ان دونوں عورتوں کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا اس وجہ سے اس نے ان سے شکایت کی کہ آپ کے اس عدم التفات اور بے توجہی کا ان دونوں پر بہت برا اثر ہوا اور ان کو آپ سے بدگمانی ہوگئی ہے اس پر منصور نے اسے جھڑک دیا اور کہا یہ زمانہ عورتیں استعمال کرنے کا نہیں ہے۔ جب تک مجھے معلوم نہ ہو لے کہ ابراہیم کا سر میرے پا آتا ہے یا میرا سر اس کے پاس جاتا ہے میں ان کے پاس نہیں جاؤں گا۔

منصور سے خط و کتابت

بصرہ چھوڑنے کے بعد سلیمان کے بیٹوں محمد اور جعفر نے ایک خرجی کے ٹکڑ پر خط لکھا کہ اس وقت صرف وہی تھا جو اس کام کے لیے دستیاب ہو سکا۔ منصور کو ابراہیم کے بصرہ پر قبضہ کرنے کی اطلاع لکھ بھیجی جب اسے یہ خط ملا اور اس نے قاصد کے ہاتھ میں خرجی کا ایک ٹکڑا دیکھا وہ فوراً سمجھ گیا کہ ضرور اہل بصرہ نے ابراہیم کے ساتھ ہو کر مجھ سے دھوکہ کیا ہے خط پڑھنے کے بعد اس نے عبدالرحمٰن الختلی اور ابو یعقوب مالک بن ہشیم کے داماد کو بلا کر ایک زبردست لشکر کے ساتھ محمد اور جعفر کے پاس روانہ کیا۔ اور دونوں کو ہدایت کی کہ ملتے ہی ان کو اپنے پاس رکھ لینا کہیں جانے نہ دینا۔ البتہ جہاں وہ پڑاؤ کریں تم بھی ٹھہر جانا ان کے ہر حکم کی تعمیل کرنا نیز منصور نے ان دونوں کے نام بھی خط لکھا اس میں ان کو بہت ہی بزدل اور کمزور ٹھہرایا۔ اور اس بات پر کہ ابراہیم کو ان کی موجودگی میں بصرہ پر حملہ کرنے کی جرأت ہوئی اور اس کے ارادے اور نیت سے یہ دونوں بے خبر رہے ان کی خوب زجر و توبیخ کے خط آخر میں یہ شعر لکھے۔

اشعار

ابلغ بنی هاشم عنی مغلغلة

فاستيقظوا ان هذا فعل نوام

تبدو الذئاب على من لا كلاب له

وتتقى مربض المستغفر الحام

بنی ہاشم سے علی الاعلان کہدو کہ وہ بیدار ہو جائیں ان کی موجودہ حالت خواب کی ہے

، قاعدہ کی بات ہے کہ جس ریوڑ کے حفاظت کے لیے کتے نہیں ہوتے اسی پر بھیڑیے حملہ آور ہوتے ہیں

اور جس ریوڑ کے بچانے والے محافظ موجود ہوتے ہیں بھیڑیئے ان کے پاس بھی نہیں آتے۔

حجاج بن قتیبہ بن مسلم کہتا ہے جس زمانے میں منصور محمد اور ابراہیم کے فتنہ میں مشغول تھے میں ان سے ملنے گیا اس زمانے میں ان کو بصرہ، اہواز فارس مدائن واسط، اور علاقہ سواد کے اپنے قبضے سے نکل جانے کا حال معلوم ہوا تھا اس وقت منصور ایک چھڑی کو زمین پر مارتے تھے اور یہ شعر اپنی مثال میں انکے ورد زباں تھا

ونصبت نفسی للرماح دريئة

ان لسلـرنيـس لـمبتـل ذاك نـعـول

میں نے اپنی جان نیزوں کے لیے بطور نشانہ پیش کر دی ہے

اور بیشک سردار ایسا ہی کیا کرتا ہے۔

میں نے کہا اللہ امیر المؤمنین کے استراز کو ہمیشہ قائم رکھے اور ان کے دشمن کے مقابلہ میں ان کی نصرت کرکے آپ پر عشاء کے یہ شعر صادق آتے ہیں۔

وان حـربهـم اوقـدت بيـنهـم
فـحـرت لهـم بـعـد ابـرا دهـا
وجـدتْ صبـوراً عـلـى حـرّهـا
وكـمـر الـحـروب وتـر داد هـا

جب جنگ کا شعلہ ان میں روشن ہو جاتا ہے اور اس کی تھوڑی سی ٹھنڈک کے بعد وہ ان کے لیے پھر بہت گرم ہو جاتی ہے اس وقت میں باوجود اس کی حدت متواتر پلٹے کھانے کے نہایت ہی صابر اور مستقل مزاج ثابت ہوتا ہوں۔

منصور نے اسے حجاج ابراہیم کو میری شجاعت، و بہادری اور نا قابل تسخیر ہونے کا علم ہے مگر اس علاقہ کوفہ کی وجہ سے جو میری قیام گاہ پر آنکھیں لگائے ہوئے ہے اور اس وجہ سے کہ اہل سواد میری سرکشی اور مخالفت پر آمادہ ہو کر اس کے ساتھ ہیں اسے یہ جرأت ہوئی کہ وہ بصرہ سے خود مجھ پر چڑھائی کر رہا ہے۔ مگر اس نے بھی ہر جگہ کا نہایت مناسب و معقول انتظام کر دیا ہے اور خود اہل بصرہ کے مقابلہ پر مشہور و معروف بہادر خوش بخت اور مبارک سردار عیسیٰ بن موسیٰ کو ایسی بہت بڑی فوج کے ساتھ بھیجا ہے۔ جو اچھی طرح تمام ضروریات جنگ سے مسلح ہے مگر میں اللہ سے مدد مانگتا ہوں اور وہی اس کے شر سے مجھے محفوظ رکھے گا اور جو طاقت وہ قوت مجھے حاصل ہے یہ سب اللہ ہی کی بدولت ہے۔

ابوجعفر کے متعلق حجاج کی رائے

ایک دوسرے سلسلہ سے یہی حجاج بن قتیبہ بیان کرتا ہے جب اس دور میں منصور کو سلام کی غرض سے حاضر ہوا تو میرا گمان تھا چونکہ پے در پے نقصان کی خبریں موصول ہوئی ہیں نیز بے شمار فوجوں نے ان کو گھیر لیا ہے اس کے علاوہ خود کوفہ میں ان کی قیام گاہ کے سامنے ایک لاکھ تلواریں ایک اشارے پر ان کے خلاف اٹھنے کے لیے تیار ہیں وہ میرے سلام کو جواب بھی نہ دے سکیں گے۔ مگر اس کے برعکس میں نے انہیں نہایت مستقل مزاج شاہین کی طرح تیز و جری پایا وہ ان حادثات اور واقعات کو کامل صبر و ثبات اور ہوش کے ساتھ برداشت کرکے ضروری اور مناسب تدابیر میں مصروف تھے۔ موقع کے مناسب عمل کرتے تھے معلوم ہوتا تھا کہ وہ ان پر قابو رکھتے ہیں یہ نہیں تھا کہ ان واقعات کی وجہ سے وہ ہراساں بزدل ہو گئے ہوں۔

ابراہیم کا ہنکنہ سے نکاح

یونس الجرمی کہتا ہے محمد بن عبداللہ نے اپنے بھائی کو ابو جعفر سے لڑنے بھیجا تھا مگر عمرو بن سلمہ کی بیٹی نے اس کا دل تو اپنے مقصد سے اچاٹ کر دیا اس کے برخلاف ان دنوں ہتمیہ ابو جعفر کے پاس بھیجی گئی۔ انھوں نے ابراہیم کے معاملہ سے فارغ ہونے تک نظر اٹھا کر بھی اسے نہیں دیکھا اور قیام گاہ کے کسی گوشہ میں اسے ڈال دیا بصرہ آنے کے بعد ابراہیم نے ہنکنہ بنت عمرو بن سلمہ سے نکاح کر لیا تھا یہ روزانہ خوب عطر و تیل لگا کر رنگین کپڑے پہن کر سنور کر اسکے پاس آتی تھی

ابراہیم کوفہ کی طرف

ابراہیم نے ابو جعفر پر پیش قدمی کا ارادہ کیا تو بشر بن سلمہ نے نمیلہ ملھوی اور اہل بصرہ کے فوجی سرداروں کی ایک جماعت کو ابراہیم کے پاس پیش کیا۔ انھوں نے اس سے کہا جب کہ بصرہ، اہواز، فارس، اور واسط آپ کے قبضہ میں آچکے ہیں تو اب مناسب یہ ہے کہ آپ یہیں ٹھہریں اور فوج کو مقابلہ پر بھیج دیں تا کہ فوج کا کوئی دستہ شکست کھا جائے تو آپ دوسری فوج اس کی مدد کے لیے بھیج دیں۔ اسی طرح اگر کسی سردار کو شکست ہو تو کسی دوسرے سردار کو اس کی مدد پر بھیج دیں اس طرح آپ کا دشمن پر رعب دودبدبہ قائم ہو جائے گا۔ وہ آپ سے خوف کھائے گا آپ اس سے محفوظ رہیں گے مال گزاری وصول کریں گے۔ اور اس طرح آپ کی حکومت مضبوط ہو جائے گی اس کے بعد بھی آپ اپنی رائے کے مختار ہیں۔ اس پر اہل کوفہ نے کہا میں بیشتر لوگ ایسے ہیں کہ وہ آپ کی صورت دیکھتے ہی آپ کے لیے اپنی جانیں قربان کر دیں گے اور اگر انھوں نے آپ کو نہ دیکھ پایا تو اس وقت مختلف اسباب واثرات ایسے ہیں کہ ان کی وجہ سے وہ اپنی اپنی جگہ خاموش بیٹھ جائیں گے اور کوئی آپ کی مدد کے لیے نہیں آئے گا۔ اس بنیاد پر اہل کوفہ نے اس قدر اصرار کیا کہ آخر کار ابراہیم خود ہی کوفہ کی طرف روانہ ہوا۔

ابراہیم کی فوج کا اندازہ

عبداللہ بن جعفر المدینی کہتا ہے کہ ابراہیم کے ساتھ بصرہ سے چل کر باخمری آئے جب ہم نے وہاں پڑاؤ کر دیا تو ایک رات ابراہیم میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ میرے ساتھ آؤ ہم ساری قیام گاہ کا چکر لگاتے ہیں۔ لشکر میں اسے گانے بجانے کی آواز آئی، اسے سنکر وہ پلٹ آیا دوسری مرتبہ پھر وہ ایک رات کو میرے پاس آیا اور کہا کی میرے ساتھ چلو ذرا لشکر کا ایک چکر لگائیں میں اس کے ساتھ ہوا، اب پھر اس نے گانے بجانے کی آواز سنی اسے سنکر ابراہیم پلٹ آیا کہنے لگا کہ بھلا ایسی فوج سے نصرت کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔

عسفان بن سلم الصفار بیان کرتا ہے کہ جب ابراہیم نے چھاؤنی ڈالی تو چونکہ میرے بہت سے ہمسایہ اس کے ساتھ ہو گئے تھے اس وجہ سے ہمیں اس کی قیام گاہ میں آیا، میں نے دس ہزار سے بھی کم آدمی اسکے ساتھ تھے مگر داؤد بن جعفر بن سلیمان کہتا ہے کہ ابراہیم کے دیوان میں ایک لاکھ اہل بصرہ درج تھے۔

ابراہیم کا مشورہ کو قبول نہ کرنا

ابوجعفر نے پندرہ ہزار فوج کے ساتھ عیسیٰ بن موسیٰ کو ابراہیم کے مقابلہ پر روانہ کیا حمید بن قحطبہ کو تین ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقدمہ پر متعین کیا خود ابوجعفر نہر البصرین تک عیسیٰ کو پہنچانے گئے۔ اور یہاں سے پلٹ کر آئے اب ابراہیم اپنی ماخور کی قیام گاہ سے جو بصرہ کے ویرانے میں واقع تھی کوفہ کی سمت چلا۔ اس بن مہلہل القطعی کہتا ہے کہ اسی سفر میں ابراہیم کا گزر ہمارے پاس ہوا اس وقت قباب میں جو قباب اوس کے نام سے مشہور ہے مقیم تھے میں اپنے باپ اور چچا کے ساتھ اس کے پاس گیا اور ساتھ ہولیا۔ جس وقت ہم اس کے پاس پہنچے وہ گھوڑے پر سوار قیام گاہ کے لیے موزوں مقام تلاش کر رہا تھا اور اس وقت میں نے اسے اپنی حالت کی مثال میں قطامی کے چند اشعار پڑھتے سنا انہیں سن کر میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص خود اپنے مقابلہ پر آنے سے نادم ہیں۔

جب یہ کرفشا پہنچا تو میں نے اس سے کہا کہ یہاں میری قوم آباد ہے میں ان سے خوب واقف ہوں آپ عیسیٰ اور اس کی فوج کے مقابلہ پر نہ بڑھیئے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کو ایک خفیہ راستے سے کوفہ پہنچا دیتا ہوں ابوجعفر کو خبر بھی نہ ہونے پائے گی کہ آپ اس کی موجودگی میں کوفہ میں داخل ہو جائیں گے اس مشورہ کو قبول کرنے سے اس نے انکار کر دیا تو میں نے کہا کہ ہم بنی ربیعہ ہیں ہم شب خون مارنے کے عادی ہیں آپ اجازت دیں ہم عیسیٰ کی فوج پر شب خون مارتے ہیں اس نے کہا کہ میں شب خون کو مارنا پسند نہیں کرتا۔

ابراہیم نے لشکر کی رائے قبول کی

سعید بن ہریم اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ میں نے ابراہیم سے کہہ دیا تھا کہ جب تک تمہارا کوفہ پر قبضہ نہ ہو جائے تمہیں ابوجعفر پر کامیابی نہیں ہو سکتی۔ البتہ کوفہ میں مدافعت کی ساری تیاری کے باوجود کوفہ پر قابض ہو جاؤ تو پھر کہیں وہ نہیں ٹھہر سکتا۔ اس کے علاوہ کوفہ میں میرے تھوڑے اعزہ ہیں مجھے اجازت دو کہ میں خفیہ طور پر ان کے پاس جاؤں اور خفیہ طور ہی پر تمہاری بیعت کے لیے دعوت دوں اور جب ایک اچھی جماعت میرے ساتھ ہو جائے اس وقت علی اعلان تمہارے لیے شعار بلند کر دوں۔ جو شخص وہاں تمہاری دعوت دیتے سنے گا فوراً س پر لبیک کہے گا، جب خود کوفہ کے اطراف داکناف میں ابوجعفر کو یہ مہیب آواز سنائی دے گی مجھے یقین ہے کہ حلوان کے ادھر پھر کوئی چیز اسے اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکتی اور وہ کہیں ٹھہر نہ سکے گا۔

ابراہیم نے بشیر الرجال سے پوچھا اسے ابو محمد بتاؤ کیا کہتے ہو اس نے کہا کہ اگر اس تجویز میں کامیابی کو پورا اعتماد ہو تو بے شک اس پر عمل کرنا مناسب ہے مگر مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اس دعوت پر ایک چھوٹی سی جماعت کوفہ سے نکل کر ہمارے پاس آ جائیگی اس کا خمیازہ کوفہ کی تمام آبادی کو یہ بھگتنا پڑے گا کہ ابوجعفر اپنے لشکر کے ذریعہ بے گناہ عورتیں بچوں اور بوڑھوں سب کو تباہ کر دے گا اور اس کا وبال تمہارے اوپر ہوگا نیز جس فائدہ کی امید ہے وہ بھی حاصل نہ ہوگا، اس جواب پر میں نے بشر سے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تم یہاں ابوجعفر اور اس کی فوج سے لڑنے آئے ہو پھر تم رسیدہ ضعیف العمر، کمسن بچے، عورتوں اور مردوں کے قتل سے کس طرح بچنا چاہتے ہو۔

کیا تم کو یاد نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ بھیجا تھا اور اس نے قتل عام کیا جسے تم پسند نہیں کرتے۔ بشیر نے کہا کہ ان کا معاملہ علیحدہ ہے وہ سب مشرک تھے ہمارا حریف مسلمان ہے ہمارا اور اس کا دین اور قبلہ ایک ہے اس کے ساتھ مشرکوں کا سلوک نہیں کیا جا سکتا، ابراہیم نے بشیر کی رائے کا اتباع کیا اور مجھے کوفہ جانے کی اجازت نہیں دی، ابراہیم وہاں سے روانہ ہو کر باخمری آیا۔

سلم کا ابراہیم کی طرف پیغام

خالد بن اسید الباہلی کہتا ہے جب ابراہیم نے باخمری پر پڑاؤ کیا تو سلم بن قتیبہ نے حکیم بن عبدالکریم کے ذریعہ اسے پیغام بھیجا کہ تم کھلے ہوئے میدان میں اتر پڑے ہو تمہاری زندگی اس سے بہت زیادہ قیمتی ہے کہ وہ اس طرح خطرہ میں پڑے بہتر ہے کہ تم فوراً اپنے گرد خندق بنالو۔ تاکہ صرف ایک ہی طرف سے تم پر کوئی حملہ کر سکے اور اگر ایسا نہیں کرتے تو میں تمہیں بتاتا ہوں کہ ابوجعفر نے اپنی قیام گاہ کو بالکل ننگا کر دیا ہے، حفاظت کا کوئی ذریعہ وہاں نہیں ہے تم ایک چھوٹی سی جماعت لیکر بڑھو اور اس کی پشت سے اس پر حملہ کر دو۔

خندق اور صف کے بارے میں مشورہ

ابراہیم نے اپنے ساتھیوں کو بلا کر اس بارے میں مشورہ لیا وہ کہنے لگے کہ ہمارا پلہ ان پر بھاری ہے ہمیں اپنے گرد خندق بنانے کی کیا ضرورت ہے، بخدا ہم کبھی ایسا نہ کریں گے، ابراہیم نے کہا تو اچھا ہم یہ تو کریں کہ اچانک عقب سے اس پر حملہ کر دیں کہنے لگے کہ اس کی بھی ضرورت نہیں، وہ ہماری مٹھی میں ہے نکل نہیں سکتا ہم جب چاہیں گے اس کا خاتمہ کر دیں گے، ابراہیم نے حکیم سے کہا سن رہے ہو واپس ہو جاؤ میں کیا کر سکتا ہوں۔

ابراہیم بن سلم اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ جب ہمارا اور دشمن کا مقابلہ ہوا تو ہمارے ساتھیوں نے دشمن کے مقابلہ پر ایک ہی صف قائم کی، میں نے صف سے نکل کر ابراہیم سے کہا کہ ایک صف میں ہونا مناسب نہیں ہے کیونکہ اگر صف کا کوئی حصہ پسپا ہوتا ہے تو وہ چھوٹ جاتا ہے اور پھر کوئی ترتیب باقی نہیں رہتی بہتر یہ ہے اس تمام فوج کے کئی دستے بناؤ۔ تاکہ اگر ایک دستہ کو شکست ہو تو دوسرا تو اپنی جگہ قائم رہے اس پر سب چلا اٹھے کہ نہیں ہم تو اہل اسلام کے طریقہ ہی پر جنگی ترتیب قائم کریں گے اس سے ان کا اشارہ اللہ کے اس قول کی طرف تھا یقاتلون فی سبیلہ۔ (وہ ایک صف بنا کر اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں)۔

عسفاء کہتا ہے کہ جب ہم باخمری پر ٹھہرے تو میں نے ابراہیم سے جا کر کہا کہ کل صبح دشمن تمہاری مغربی سمت کا راستہ تم پر اس لیے بند کر دے گا تا کہ اسلحہ اور سواری کے جانور ادھر سے آپ تک نہ پہنچ سکیں تمہارے ساتھ اہل بصرہ کے بہت سے آدمی بغیر اسلحہ کے ہیں مجھے اجازت دو۔ میں دشمن پر رات کے وقت حملہ کرتا اور یقین رکھتا ہوں کہ ان کی جماعتوں کے پرزے پرزے کر دوں گا ابراہیم نے کہا میں مفت میں لوگوں کا خون بہانا نہیں چاہتا اس پر میں نے کہا یہ خوب کہی آپ حکومت بھی چاہتے ہیں اور قتل کو بھی ناپسند کرتے ہیں یہ کیسے ممکن ہے؟

فریقین میں جنگ

محمد بن عمر راوی ہے ''جب ابراہیم کو اپنے بھائی محمد بن عبداللہ کے قتل کی خبر ملی یہ ابوجعفر منصور سے لڑنے کوفہ کی طرف بڑھا انھوں نے عیسیٰ بن موسیٰ کو اس کی اطلاع دی اور حکم دیا کہ تم میرے پاس آؤ'' ابوجعفر کا قاصد یہ خط اس وقت عیسیٰ کے پاس لیکر پہنچا جبکہ وہ عمرہ کا احرام باندھ چکا تھا۔ اس نے عمرہ ترک کر دیا اور ابوجعفر کے پاس چلا آیا، انھوں نے اسے بہت سے سرداروں باقاعدہ فوج اور پورے ساز و سامان کے ساتھ ابراہیم بن عبداللہ کے مقابلہ پر بھیج دیا۔ ابراہیم بھی ایک بڑی جماعت کے ساتھ مقابلہ کے لیے آیا جو اگرچہ عیسیٰ بن موسیٰ کی فوج سے تعداد میں زیادہ تھی مگر اس سے زیادہ تر معمولی آدمی تھے مقام باخمری پر جو کوفہ سے سولہ فرسنگ فاصلہ پر واقع ہے دونوں حریف کے درمیان نہایت شدید خونریز جنگ ہوئی۔ حمید بن قحطبہ عیسیٰ بن موسیٰ کے افسر مقدمۃ الجیش کو ہزیمت ہوئی اس کے ساتھ تمام فوج نے شکست کھائی اور راہ فرار اختیار کی مگر عیسیٰ بن موسیٰ نے ان کو ورر وکا ثابت قدمی و جاں نثاری کے لیے خدا کا واسطہ دیا مگر کسی نے اوس کی نہ سُنی اور بھاگتے چلے گئے۔

اب حمید بن قحطبہ بھاگتا ہوا عیسیٰ کے سامنے آیا عیسیٰ نے اس سے کہا اسے حمید اللہ اللہ جان نثاری اور وفاداری کے اظہار کا یہی تو موقع ہے اس نے کہا جناب والا اب اس ہزیمت میں طاعت کا خیال کیسے؟ اس طرح ساری فوج دشمن کے مقابلہ سے فرار ہو کر عیسیٰ کے پاس سے گزر گئی اس کے اور ابراہیم کے فرودگاہ کے درمیان کوئی بھی باقی نہ رہا۔ مگر عیسیٰ بن موسیٰ بدستور اسی مقام پر جہاں وہ جنگ کی ابتداء سے کھڑا ہوا تھا اپنے سو خاص خدمت گاروں اور دوستوں کے ساتھ ڈٹا رہا۔ کسی نے اس سے کہا بھی کہ جب تک آپ کی فوج پلٹ کر آئے اس مقام کو عارضی طور پر چھوڑ دیجیے اور جب فوج پلٹ آئے تو پھر اسے لیکر جوابی حملہ کیجیے مگر عیسیٰ نے کہا میں اس مقام سے کبھی نہیں ہٹوں گا اب چاہے اس میں مارا جاؤں یا اللہ مجھے فتح دے مگر میں یہ نہیں چاہتا کہ لوگ کہیں کہ عیسیٰ بھاگ گیا۔

رح

عیسیٰ کی فوج کو ابتدائی شکست

عیسیٰ بن موسیٰ نے خود اپنے باپ سے ایک مرتبہ کہا کہ جب امیر المؤمنین نے مجھے ابراہیم کے مقابلہ پر بھیجنے کا ارادہ کرلیا۔ تو انھوں نے مجھ سے کہا تھا کہ یہ خبشا یعنی نجومی یہ کہتے ہیں کہ جب دشمن سے تمہارا مقابلہ ہوگا تو ابتداء میں تمہاری فوج کو عارضی طور پر پسپا ہونا پڑے گا مگر وہ فوج پلٹ کر پھر تمہارے پاس آ جائے گی اور نتیجہ تمہارے موافق ہی ہوگا۔ چنانچہ اللہ کی قسم یہ ہی واقعہ پیش آیا کہ جنگ شروع ہوتے ہی دشمن نے ہمیں شکست دی اس وقت میں نے اپنے گرد دیکھا تو صرف تین یا چار آدمی میرے ساتھ رہ گئے تھے میرے غلام نے جو میرے گھوڑے کی لگام تھامے تھا مجھ سے کہا کہ جب سب جاچکے ہیں تو آپ اکیلے کیوں ٹھہرتے ہیں، میں نے کہا میں ہرگز ایسا نہیں کرونگا۔ اگر اب میں اپنے خاندان کے دشمن کے مقابلہ سے منہ موڑوں گا تو میرے خاندان والے کبھی میری صورت دیکھنا گوارا نہیں کریں گے زیادہ سے زیادہ جو اس وقت مجھے سوجھی وہ یہ بات تھی کہ اس مفرور سے جو میرے پاس سے گزرتا اور اس سے میری شناسائی ہوتی میں کہتا کہ ذرا میرے خاندان والوں کو میرا اسلام کہہ دینا اور یہ بھی کہہ دینا کہ آپ لوگوں کے لیے چونکہ میں اپنی جان سے زیادہ قیمتی کوئی اور شے فدیہ میں نہیں دے سکتا تھا اس لیے وہ آپ کے خاطر میں نے لگادی۔

اچانک حملہ کی وجہ سے فتح

میں اس پریشانی میں تھا اور لوگ برابر بھاگے جارہے تھے کہ اتنے میں سلیمان کے بیٹے جعفر اور محمد نے ابراہیم کی پشت پر سے اس پر حملہ کردیا ابراہیم کی جو فوج ہمارا تعاقب کررہی تھی اسے اس پیش قدمی کا کچھ علم نہ ہوا البتہ جب انھوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو انھیں معلوم ہوا کہ ان کے عقب میں لڑائی شروع ہے یہ دیکھتے ہی وہ ہماری فوج کا تعاقب چھوڑ کر ابراہیم کی طرف پلٹے۔ اب ہماری فوج ان کا تعاقب کرتی ہوئی پھر پلٹ کر میدان کارزار میں آئی نتیجہ وہی ہوا کہ ہمیں کامیابی اور فتح ہوئی۔ یہ بات ضرور ہے کہ اس روز اگر سلیمان کے بیٹے نہ ہوتے تو ہماری ذلت ورسوائی میں کچھ شبہ باقی نہ رہا تھا، نیز خدا کی یہ کارسازی ملاحظہ کیجئے کہ جب ہماری فوج والے بےتحاشا بھاگے جارہے تھے تو ان کے سامنے بلند گھاٹیوں والی نہر حائل ہوگئی ان بلند گھاٹیوں کی وجہ سے وہ اس میں کود نہ سکے اور کسی مقام کی پایابی کا حال ان کو معلوم نہ تھا اس وجہ سے بھی وہ سب کے سب پھر پلٹ آئے۔

اس کے متعلق محمد بن اسحٰق بن مہران کہتا ہے کہ طلحہ کی اولاد میں کچھ لوگ اس وقت باخمری میں سکونت پزیر تھے انھوں نے ابراہیم اور اس کی فوج کو پریشان کرنے کے لیے اس نہر کو ان کی سمت کاٹ دیا تھا۔ چنانچہ صبح کو اس کی قیام گاہ میں پانی ہی پانی بھر گیا، مگر دوسرے راوی یہ کہتے ہیں کہ خود ابراہیم نے اس خیال سے کہ ایک ہی جانب سے دشمن اس پر حملہ کر سکے اس نہر میں پانی بہا دیا تھا اور اسی نے فرار کی حالت میں اس کے دشمن کو بھاگنے سے روک دیا۔ اب جبکہ ابراہیم کی فوج کو شکست ہوئی ابراہیم اپنے طرفداروں کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ میدان میں جما رہا یہ جماعت اس کی حمایت میں کٹ کٹ کر لڑ رہی تھی اس کی تعداد میں ارباب سیر کا اختلاف ہے بعض راوی کہتے ہیں کہ ان کی تعداد پانچ سو تھی، بعض نے چار سو اور دوسروں نے صرف ستر بیان کی ہے۔

فتح کے متعلق دوسری روایت

محمد بن عمر کا بیان ہے، عیسیٰ کی فوج نے شکست کھا کر، راہ فرار اختیار کی مگر عیسیٰ بدستور اپنی جگہ جما رہا اب ابراہیم بن عبداللہ اپنی فوج کے ساتھ عیسیٰ کی طرف بڑھا اس کی فوج کا غبار قریب تر ہوتا گیا یہاں تک وہ قریب آیا کہ عیسیٰ اور اس کے ساتھیوں نے ابراہیم کو دیکھ لیا۔ اسی نوبت پر ایک شہ سوار سامنے آیا اور آتے ہی وہ پھر ابراہیم کی طرف پلٹ پڑا اور سیدھا اس کی طرف ہو گیا یہ حمید بن قحطبہ تھا اس نے اپنے سر کے بال پلٹ لئے تھے اور ایک زرد رنگ کی پٹی سر پر باندھ رکھی تھی اس کے پلٹتے ہی تمام فوج اس کے ساتھ پلٹ پڑی۔ چنانچہ جو لوگ بھاگے تھے سب کے سب پھر میدان جنگ میں واپس آ گئے اور دشمن سے پھر لڑنے لگے شدید جنگ ہوئی حریفوں نے ایک دوسرے کے ہزارہا آدمی قتل کر دیئے۔

اب حمید بن قحطبہ نے عیسیٰ بن موسیٰ کو مشہور مقتولین کے سر بھیجنا شروع کیے ایک سر اس کے پاس ایسا آیا جس کے ساتھ بہت سے لوگ شور مچاتے ہوئے ساتھ تھے۔ عیسیٰ کے پاس آیا لوگوں نے کہا یہ ابراہیم کا سر ہے اس نے ابن ابی الکرام الجعفری کو بلا کر دکھایا اس نے کہا یہ اس کا سر نہیں ہے اس کے بعد دوبارہ شدید جنگ شدت و استقلال سے پھر شروع ہو گئی اور اس تمام دن ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ ایک بے اندازہ تیر جس کے متعلق معلوم نہیں کہ کس نے چلایا تھا ابراہیم کے حلقوم میں آ کر پیوست ہوا اس نے اسے ذبح کر دیا ابراہیم اپنے مقام سے ہٹ گیا اور کہنے لگا مجھے اتارو لوگوں نے اسے سواری پر سے اتارا اس وقت وہ کہہ رہا تھا جو اللہ نے مقدر کیا تھا وہ پورا ہو کر رہا ہم نے کچھ ارادہ کیا اللہ نے اس کے خلاف ارادہ فرمایا۔ اب وہ زخمی خون میں لت پت زمین پر اتار دیا گیا اس کے تمام خاص دوست اور ساتھی اسکے گرد جمع ہو گئے اور نہایت بہادری سے اسے بچانے کے لیے جانفروشی کرنے لگے۔

ابراہیم کا سر منصور کی طرف

اس مجمع کو دیکھ کر حمید بن قحطبہ کھٹک گیا اس نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ اس جماعت پر حملہ کر دو اور جس طرح بنے اسے اس مقام سے ہٹا کر دیکھو کہ یہ کیوں ایک جگہ اس طرح جمع ہوئے ہیں۔ حمید کی فوج نے اس جماعت پر نہایت دلیری اور بے جگری سے حملہ کیا اور بڑی سخت لڑائی کے بعد ان کو ابراہیم سے ہٹا دیا اور پھر اس کے قریب پہنچ کر حملہ آوروں نے اس کا سر کاٹ لیا اسے عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس لے آئے اس نے ابن ابی الکرام الجعفری کو وہ سر دکھایا اس نے کہا ہاں یہ ابراہیم کا سر ہے یہ سنتے ہی خوشی میں عیسیٰ زمین پر سجدہ ہو گیا اس نے اس کو منصور کے پاس بھیج دیا۔ بروز شنبہ ۱۴۵ھ ہجری کے ماہ ذی قعدہ کے ختم میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ ابراہیم قتل ہوا، قتل کے وقت اڑتالیس سال عمر تھی خروج سے قتل تک تین ماہ سے پانچ دن کم تک زندہ رہا۔

قتلِ ابراہیم کے متعلق ابوصلابہ کی روایت

ابوصلابہ سے دریافت کیا گیا کہ ابراہیم کیسے مارا گیا کہنے لگا یہ میرے سامنے کا واقعہ ہے کہ ابراہیم اپنے گھوڑے پر سوار عیسیٰ بن موسیٰ کی اس فوج کو جو اس کے مقابلہ سے شکست کھا کر بھاگ رہی تھی دیکھ رہا تھا۔ ابراہیم کے فوج والے بھگوڑوں کو بری طرح قتل کر رہے تھے خود عیسیٰ نے اپنے گھوڑے چھڑی کو پلٹایا تھا۔ ایک بٹے ہوئے تاگے کے موتی قبا ابراہیم کے جسم پر تھی اس کی وجہ سے اسے سخت گرمی محسوس ہونے لگی اس نے اپنی قبا کے بند کھول دیئے جس کی وجہ سے وہ اس کے سینے سے اتر گئی اور اس کا پیٹ نظر آنے لگا اتنے میں ایک بے نشانہ تیر اس کے شکم میں آ کر پیوست ہو گیا اس وقت میں نے اسے دیکھا کہ وہ اپنے گھوڑے سے لپٹ گیا اور اس مقام سے پلٹ آیا زیدیوں نے ہر طرف سے اسے اپنے گھیرے میں لے لیا۔

محمد بن ابی الکرام کی روایت

محمد بن ابی الکرام راوی ہے جب عیسیٰ کی فوج نے شکست کھائی تو ابراہیم کی فوجیں اس کے تعاقب میں چلیں اتنے میں ابراہیم کے نقیب نے اعلان کیا کہ مفرور کا تعاقب نہ کیا جائے اس حکم کو سنکر تمام فوجیں اپنے اپنے نشان لیے ہوئے پلٹ آئیں۔ ان کو واپس جاتا دیکھ کر عیسیٰ کی شکست خوردہ فوج نے یہ خیال کیا کہ یہ شکست کھا کر پسپا ہو رہے ہیں اس خیال کے ساتھ ان کے حوصلے بڑھ گئے وہ انھیں کے پیچھے خود پلٹ آئے اور جوابی حملہ کیا نتیجہ یہ ہوا کہ واقعہ ابراہیم کو شکست ہو گئی۔

بیان کیا گیا ہے، کہ جب ابو جعفر کو عیسیٰ کی فوج کی پسپائی کی خبر ہوئی انھوں رے چلے جانے کا عزم کر لیا تھا،

جنگ کے متعلق سلم کی روایت

سلم بن فرقد، سلیمان بن مجالد کا دربان بیان کرتا ہے کہ جنگ شروع ہوتے ہی عیسیٰ کی فوج کو بری شکست ہوئی ان میں کوئی ترتیب یا قوت مقابلہ باقی نہ رہی تھی بلکہ عیسیٰ کی فوج کے بعض سپاہی کوفہ میں آ چکے تھے مجھ سے میرے ایک کوئی دوست نے کہا کچھ خبر بھی ہے تمہارے ساتھی کوفہ آ گئے ہیں۔ یہ دیکھو ابو ہریرہ کا بھائی فلاں مکاں میں موجود ہے اور وہ فلاں فلاں شخص کے گھر میں موجود ہے اب تم اپنی جان اور اہل وعیال اور مال کے بچانے کا انتظام کرلو۔ میں نے سلیمان بن مجالد سے یہ حال بیان کیا اس نے ابوجعفر سے جا کر بیان کیا کہنے لگے کہ خبردار اس بات کو کسی پر ظاہر نہ ہونے دینا بلکہ اس کا خیال ہی ترک کردو مجھے یہ اندیشہ ہے کہ خود کوفہ والے مجھ پر حملہ کردیں گے۔ شہر کے ہر دروازے پر اونٹ اور گھوڑے تیار رکھے جائیں تا کہ اگر ایک سمت سے ہم پر حملہ ہو تو ہم دوسری سمت سے بچ کر بھاگ سکیں راوی سے جب دریافت کیا گیا بصورت مجبوری ابوجعفر کہاں جانے کا ارادہ کرتے تھے کہنے لگا وہ رے جانا چاہتے تھے۔

انبخت نامی نجومی ابوجعفر کے پاس آیا کہنے لگا امیر المؤمنین فتح آپ کی ہوگی اور ابراہیم مارا جائے گا ابو جعفر نے اس کی بات نہ مانی اس پر اس نے کہا کہ آپ مجھے اپنے پاس روک لیجئے اگر میرا حکم سچ ثابت نہ ہو تو آپ میری گردن اڑا دیں ابھی یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ ابراہیم کے شکست کھانے کی اطلاع ملی اس وقت انھوں نے معقر بن اوس بن حمار البارقی کا یہ شعر اپنے حسب حال پڑھا۔

فالقت عصاھا واستقرت بھا النوی
کما قتر عیناً بالا یاب المسافر

اس نے اقامت کے لیے لکڑی لٹکا دی اور اس طرح جدائی جاتی رہی۔ جیسے کہ مسافر کی واپسی سے آنکھ ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔

ابوجعفر نے اس کے بدلہ میں اسی وقت نبخت کو دو ہزار جریب زمین نہر جوبرے کنارے دیدی منگل کی رات ذی القعدہ ختم میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں ابراہیم کا سر ان کے پاس لایا گیا اس کی دوسری صبح کو انھوں نے اس بازار میں تشہیر کے لیے نصب کرا دیا۔

ابراہیم کے قتل پر ابوجعفر کا رنج

بیان کیا گیا ہے کہ سر دیکھ کر ابوجعفر اتنا روئے کہ ان کے آنسو ابراہیم کے رخسار پر گرے اور کہنے لگے کہ بخدا میں کبھی یہ نہیں چاہتا تھا کہ ابراہیم قتل ہو مگر مجبوری تھی کیونکہ صورت یہ ہوگئی تھی کہ وہ رہتا یا میں رہتا۔

منصور کا مولیٰ صالح بیان کرتا ہے کہ جب ابراہیم کا سر ان کے سامنے لایا گیا انھوں نے اسے اپنے سامنے رکھا اور دربار عام کیا اب جو شخص اندر جاتا وہ پہلے منصور کو سلام کرتا پھر ان کو خوش کرنے کے لیے ابراہیم کی برائی کرنے لگتا۔ ابوجعفر اس دوران خاموش بیٹھے رہے ان کے چہرہ کا رنگ غصہ سے تغیر تھا اتنے میں جعفر بن حنظلۃ البہرانی دربار میں آیا اور ایک جگہ ٹھہر کر پہلے اس نے سلام کیا اور پھر اس نے کہا میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو اپنے چچازاد بھائی کی موت کا اجر عطا فرمائے اور مرنے والے کی خطا کو معاف کرے جو اس نے آپ کے حق کے بارے میں کی تھی یہ سن کر اب ابوجعفر کا رنگ زرد پڑا اور انھوں نے اسے مخاطب کر کے کہا اے ابوخالد آؤ یہاں آ کر بیٹھو اس واقعہ سے لوگوں کو متنبہ ہوا کہ ابوجعفر کو اس کے قتل کا سخت رنج ہے چنانچہ اب جو لوگ آئے ان سب نے تعزیت ہی کی اور وہی کہا جو جو جعفر بن حنظلہ نے کہا تھا۔

اس سال کے دیگر واقعات

اس سال باب الابواب میں ترک اور خضر نے حملہ کر کے آرمینا کے بہت سے مسلمانوں کو شہید کر دیا، اس سال سری بن عبداللہ بن الحارث بن عباسؓ بن عبدالمطلب کی امارت میں جو ابوجعفر کی طرف سے مکہ کا عامل تھا فریضہ حج ادا ہوا۔ اس سال عبداللہ بن الربیع الحارثی مدینہ کا والی تھا عیسیٰ بن موسیٰ کوفے اور اس کے علاقہ کا والی تھا، سلم بن قتیبۃ الباہلی بصرہ کا والی تھا عباد بن منصور بصرہ کے قاضی تھے یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔

۱۴۶ ہجری شروع ہوا

اس سال کے اہم واقعات

اس سال ابوجعفر نے اپنے شہر بغداد کو پورا کیا محمد بن عمر کہتا ہے کہ اس سال ماہ صفر میں ابوجعفر مدینہ ابن ہبیرہ سے بغداد منتقل ہوئے اب وہیں انھوں نے مستقل سکونت اختیار کی اور شہر بغداد آباد کیا۔

بغداد کی تعمیر کا ذکر

تعمیر کی لکڑی جلانے کی وجہ

منصور نے بغداد کی تعمیر کے لیے حسب ضرورت لکڑی۔ ساگوان کے شہتیر وغیرہ تیار کر لیے تھے مگر اب انھیں محمد بن عبداللہ کے خروج کی اطلاع ملی وہ بغداد سے کوفے کو روانہ ہوئے روانہ ہوتے وقت وہ اسلم نامی اپنے ایک غلام کو بغداد میں اس لیے چھوڑ آئے کہ یہ اس سامان کو تعمیر کے لیے تیار کرائے۔ جب اسلم کو یہ معلوم ہوا کہ ابراہیم نے ابوجعفر کی فوج کو شکست دیدی ہے اس نے اس تمام ساگوان لکڑی کو جبل کی نگرانی کے لیے ابوجعفر اسے مقرر کر آئے تھے اس اندیشہ سے جلانے کا حکم دیا کہیں اس کے آقا کے مغلوب ہونے کی صورت میں یہ تمام سامان اس سے چھین لیا جائے جب ابوجعفر کو اس واقعہ کی اطلاع ملی انھوں نے اسے اس فعل پر ملامت لکھ بھیجی اس کے جواب میں اسلم نے لکھا کہ چونکہ مجھے خطرہ تھا کہ ابراہیم کو ہم پر فتح ہو جائے گی اور پھر وہ اس تمام سامان پر قبضہ کر لے گا میں نے اس سامان کو جلا دیا، اس جواب کو دیکھ کر پھر ابوجعفر نے کچھ نہ کہا۔

ابراہیم الموصلی کہتا ہے کہ جب منصور نے بغداد کی تعمیر کا ارادہ کیا تو اس بارے میں اپنے دوستوں سے مشورہ لیا جب میں خالد بن برمک بھی تھا اس نے بغداد کا مشورہ دیا، اسی نے بغداد کی داغ بیل ڈالکر اسے منصور کو دکھایا جب منصور کو ملبہ کی ضرورت ہوئی انھوں نے خالد بن برمک سے مشورہ لیا کہ اگر مدائن کے ایوان کسریٰ کا ملبہ میں اپنے اس شہر کی تعمیر کے لیے لے آؤں تو کیسا، اس نے کہا میں اس کا مشورہ نہیں دیتا منصور نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا یہ اسلام کی بے تعصبی اور رواداری کی یادگار رہے، اگر اس سے دنیاوی فوائد پیش نظر ہوں تو بھی یہ قائم رکھے جانے کا مستحق ہے۔ چہ جائیکہ اس سے دین کی عزت و وقار کا استقرار مدنظر ہے علاوہ ازیں اس میں حضرت علیؓ کا ایک مصلی بھی ہے۔ یہ جواب سن کر منصور نے کہا اے خالد اب تک تم میں اپنی عجمی عصبیت باقی ہے۔

قصرِ ابیض کے گرانے کا واقعہ

منصور نے قصر ابیض کے گرانے کا حکم دیا اس کا ایک حصہ توڑ دیا گیا اس کا سامان وملبہ بغداد لے آیا گیا تو اس کے توڑنے اور ملبہ کے منتقل کرنے کے اخراجات کا اندازہ لگایا گیا تو اس کی لاگت نئے ترشے ہوئے مصالح سے بھی زیادہ آئی۔ اس کی اطلاع باقاعدہ طور پر منصور کو کی گئی انھوں نے خالد بن برمک کو بلا کر اس سے ملبہ کی شکست اور پھر بار برادری کے کثیر اخراجات کا ذکر کیا اور کہا کہ اب مشورہ دو کہ کیا کیا جائے اس نے کہا کہ میں نے تو جناب والا سے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ آپ اسے ہاتھ نہ لگائیں مگر جب آپ نے اس کام کو شروع کر دیا ہے تو اب میری رائے یہ ہے کہ آپ اسے گرائے بغیر نہ چھوڑیں تا کہ کوئی یہ نہ کہنے پائے کہ آپ تو اسے گروا نہ سکے مگر منصور نے اب اسے کے گرانے کا خیال ترک کر دیا اور گرانے کے عمل کو بند کرنے کا حکم جاری کر دیا۔

فولادی کواڑ

موسیٰ بن داؤد المہندس کہتا ہے کہ ایک مرتبہ مامون نے مجھ سے کہا اے موسیٰ تم جو عمارت میرے لیے تعمیر کرواسے اس قدر مضبوط اور مستحکم بنانا کہ لوگ آئندہ اسے توڑ نہ سکیں۔ تا کہ کم از کم اسے کھنڈر اور آثار ہی باقی رہ جائیں، شہر کے لیے ابو جعفر کو کواڑوں کی ضرورت ہوئی۔ عبدالرحمٰن المہانی کے خیال کے مطابق حجاج کے بنائے ہوئے شہر واسط کے قریب حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام نے ایک شہر زندو درنامی تعمیر کیا تھا اور اس کے لیے حضرت سلیمان کے حکم سے شیاطین نے فولاد کے پانچ جوڑ ایسے زبردست کواڑ تیار کیے تھے کہ آج اتنے بڑے کواڑوں کی ساخت لوگوں کے امکاں سے باہر ہے کواڑوں کی یہ پانچوں جوڑیاں حجاج کے شہر واسط کی تعمیر تک بدستور اس شہر میں لگی رہیں۔ واسط کی تعمیر کے بعد یہ قدیم شہر جڑ گیا حجاج ان فولادی کواڑوں کو زندورد سے واسط لے آیا اور یہاں اس نے ان کو نصب کر دیا، اب جبکہ ابو جعفر نے اپنا شہر بنایا انھوں نے انھیں کواڑوں کو لیکر اپنے شہر کے دروازوں میں لگا دیا جب اب تک وہیں نصب ہیں۔

دروازے

اس شہر کے آٹھ دروازے ہیں چار اندرونی اور چار بیرونی ان کواڑ کی جوڑیوں میں سے چار تو اس نے شہر کے چاروں اندرونی دروازوں پر نصب کر دیں گئیں۔ اور پانچویں باب القصر کے بیرونی دروازے میں لگادی، باب الخراسانی کے بیرونی در پر اس نے وہ جوڑی نصب کی جو فراعنہ کی بنائی ہوئی شام سے اسے موصول ہوئی تھی، باب الکوفہ کے بیرونی در پر وہ جوڑی نصب کی جسے خالد بن عبداللہ نصری نے تیار کیا تھا اور جو کوفہ سے لائی گئی تھی البتہ باب الشام کے دروازے میں نصب کرنے کے لیے ان کے حکم سے خود بغداد میں ایک جوڑ کواڑ بنائے گئے جو دوسرے دروازوں کے کواڑوں سے بہت کمزور ہیں۔ شہر کو گول دائرہ کی شکل میں اس لیے بنایا گیا تھا کہ ہر حصہ شہر کی مسافت بادشاہ سے برابر فاصلہ پر ہے، اس میں کمی بیشی نہ ہو جس طرح جنگ میں فوج کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

اسی مناسبت سے انھوں نے شہر کے چار دروازے رکھے دو فصلیں بنوائیں اندرونی فصیل بیرونی سے زیادہ بلند ہے کے درمیان میں اپنا قصر بنایا اور اس کے گرد جامع مسجد بنائی۔

جامع مسجد

بیان کیا گیا ہے کہ ابوجعفر کے حکم سے حجاج بن ارطاۃ نے جامع مسجد کا نقشہ مرتب کیا تھا اور اس کی بنیاد قائم کی کہا جاتا ہے کہ اس کا قبلہ درست نہیں ہے اور مصلے میں اس بات کی ضرورت ہے کہ اسے باب البصرہ کی سمت تھوڑا سا پھیر دیا جائے۔ رصافہ کی مسجد کا قبلہ شہر کی مسجد کے قبلہ سے زیادہ صحیح ہے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ شہر کی مسجد قصر کی تعمیر کے بعد اس کے مطابق میں تعمیر کی گئی اور مسجد رصافہ قصر سے پہلے بنی تھی اور پھر قصر مسجد کے لحاظ سے بنایا گیا اسی وجہ سے یہ فرق پڑ گیا۔

ابوجعفر نے تعمیر کے لیے شہر کے چار حصے کر کے ایک حصہ ایک تعمیر کے نگران کے سپرد کر دیا تھا تاکہ جلد سے جلد تعمیر مکمل ہو جائے انھوں نے خالد بن الصلت کو ایک حصے کے اخراجات کا خزانچی مقرر کیا تھا۔ خالد بیان کرتا ہے کہ جب اس حصہ کی تعمیر سے میں فارغ ہوا تو میں نے تمام اخراجات کا حساب ان کی خدمت میں پیش کیا انھوں نے انگلیوں کے ذریعہ حساب کر کے پندرہ درہم میرے ذمہ نکالے اور اس جرم میں چند روز تک انھوں نے مجھے شرقیہ جیل میں قید کر دیا یہاں تک میں نے وہ رقم ادا کر دی، جو اینٹیں شہر کے لیے بنائی گئی تھیں۔ ان کا عرض وطول ایک ایک گز تھا بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ باب المحول کے قریب فصیل کا ایک حصہ منصور نے کھدوا دیا اس میں ایک اینٹ نکلی جس پر سرخ کھریا سے اس کا وزن ایک سو سترہ رطل لکھا ہوا تھا جب اسے ہم نے تولا تو ٹھیک وہی وزن نکلا جو اس پر لکھا ہوا تھا۔ ابوجعفر کے اکثر فوجی عہدداروں اور کاتبوں کے مکانوں کے دروازے سے مسجد کی صحن کی طرف تھے۔

عیسیٰ بن علی نے ابوجعفر سے شکایت کی کہ مجھے چوک کے دروازے سے محل تک پیدل چل کر آنے میں زحمت ہوتی ہے میں بہت بوڑھا اور ضعیف ہو گیا ہوں ابوجعفر نے کہا تم محافہ میں بیٹھ کر آیا کرو اس نے کہا محافہ میں بیٹھتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے ابوجعفر نے کہا کیا اب بھی کوئی ایسا شخص زندہ ہے جس سے شرمایا جائے عیسیٰ نے کہا آپ مجھے کسی پیدل سپاہی کا ایک مکان سکونت کے لیے دید یجئے کہنے لگے شہر میں جس قدر آبادی ہے وہ سب عسکری ہیں چاہے پیدل ہوں یا سوار۔

بازاروں کی تبدیلی

مگر اب منصور نے حکم دیا کہ تمام لوگ اپنے دروازے مسجد کے چوک کی سمت کے بجائے کمانوں کے کوچوں کی طرف نکال لیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب چوک میں جو شخص آتا وہ پیدل ہی ہو کر آسکتا۔ اس تبدیلی کا دوسرا نتیجہ یہ ہوا کی شہر کی چاروں سڑکوں پر جو کمانوں کے بعد واقع تھیں چار بازار لگ گئے۔

ہر کمان میں ایک ایک بازار لگ گیا، ایک مدت تک شہر کی یہی صورت قائم رہی اس کے بعد ایک رومی بطریق سرکاری کام پر ابو جعفر کے پاس آیا ابو جعفر نے ربیع کو حکم دیا کہ وہ اس شہر کی سیر کرائے تا کہ یہ شہر کی آبادی اور ساخت کو دیکھ لے۔ ربیع نے اسے سب میں پھرایا، جب وہ واپس آیا تو ابو جعفر نے اس سے پوچھا کہ شہر کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے، یہ شہر کی فصیل اور برجوں پر چڑھا تھا اس بطریق نے کہا عمارت نہایت عمدہ ہے مگر صرف یہ خرابی ہے کہ آپ کے دشمن آپ کے ساتھ وسط شہر میں موجود ہیں، ابو جعفر نے پوچھا وہ کون؟ کہنے لگا یہ بازاری یہ سنتے ہی اس وقت سے ابو جعفر کے دل میں بازاروں کی مخالفت بیٹھ گئی بطریق کے واپس جاتے ہی انھوں نے بازاروں کو شہر سے خارج کر دینے کا حکم دیدیا۔ نیز انھوں نے اخراج سے پہلے ہی ابراہیم بن حبیش الکوفی کو اس کی اطلاع کر دی اور اس کے ساتھ جو اس بن المسیب الیمانی اپنے مولی کو شامل کر دیا اور حکم دیا کہ کرخ کے قریب بازار بناؤ جس میں دکانوں کی کئی قطاریں ہوں اور ہر جنس و ضرورت کے لیے علیحدہ علیحدہ حصے رکھے جائیں اور پھر ان کو لوگوں کے حوالے کر دیا جائے،

بازاروں کی منتقلی

جب یہ دونوں بازار بنا چکے تو اب ابو جعفر بازاروں کو وہاں منتقل کر دیا اور ہر گز کے اعتبار سے اس کا کرایہ مقرر کیا، جب آبادی کی کثرت ہوگئی تو لوگ ایسے مقامات پر بھی دکانیں بنانے لگے جہاں ابراہیم بن حبیش اور جو اس کوان کے بنانے کا خیال نہ آیا تھا کیونکہ یہ بات ان کی ابتدائی تجویز میں شامل نہ تھی۔ اس وجہ سے ان دکانوں کا کرایہ سرکاری دکانوں کے کرایہ سے کم رکھا گیا۔

اس کے بعض راویوں نے اس تبدیلی کی وجہ بیان کی ہے کہ کسی نے ابو جعفر سے کہا کہ غربا وغیرہ بازاروں میں سو جاتے ہیں ممکن ہے ان میں جاسوس اور مخبر ہوں کسی وقت بھی موقع پا کر رات کو شہر کا دروازہ کھول دیں اس وجہ سے ابو جعفر نے تمام بازار شہر سے نکال دیا اور بازار کی دکانیں پولیس اور فوج خاصہ کے سپاہیوں کو رہنے کے لیے دیدیں اور تاجروں کے لیے باب طاق الحرانی، باب الشام اور باب الکرخ پر بیرون شہر دکانیں بنا دیں۔

ایک دوسرے صاحب نے اس تبدیلی کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ ۱۵۷ ہجری میں منصور نے ایک شخص ابو زکریا یحییٰ بن عبداللہ کو بغداد اور اس کے بازاروں کا حسن کے بیٹے محمد اور ابراہیم کے ساتھ خروج کرنے والوں کی ہر وقت تلاش و تعاقب میں تھا۔ یہ محتسب ان لوگوں سے خفیہ تعلق رکھتا تھا اس کے اشارے سے شہر کے آوارہ گرد اور ذلیل لوگوں نے منصور کے خلاف جمع ہو کر مظاہرہ کیا اور شور وغل بر پا کر دیا۔ منصور نے ابو العباس الطوسی کو ان کے پاس بھیجا اس نے سمجھا بجھا کر انہیں خاموش کر دیا نیز اس نے ابو زکریا کو گرفتار کر کے اپنے ہی پاس قید کر دیا اور پھر منصور کے حکم سے ابو العباس کے دربان موسیٰ نے اپنے ہاتھ سے چوک میں سب کے سامنے ابو زکریا کو قتل کر دیا نیز انھوں نے حکم دیا کہ جو مکانات شہر کی سڑکوں پر نکلے ہوئے ہوں انہیں توڑ دیا جائے شہر کی سڑکوں کی چوڑائی چالیس گز مقرر کی گئی اور اب اس معیار کے اعتبار سے جو مکان سڑک پر ذرا سا بھی نکلا ہوا پایا اسے اس قدر گرا دیا۔ نیز انھوں نے تمام بازار کو کرخ میں منتقل کر دیے۔

خصوصی محراب کی تعمیر

بیان کیا گیا ہے کہ جب ابوجعفر نے بازاروں کی تبدیلی کا حکم دیدیا تو ابان بن صدقہ نے ایک پھل فروش کے لیے منصور سے اجازت چاہی انھوں نے اسے منظور کرلیا اور پھر یہ کیا کہ شہر کے ہر ربع میں ایک ایک پھل فروش کان میں اس مثال کے بناء پر دی۔

فضل بن الربیع کہتا ہے کہ جب بغداد میں منصور کا محل تعمیر ہوگیا تو وہ معائنہ کے لیے اس میں آئے سب پھر کر دیکھا اس کی عمارت اور فضا بہت ہی پسند آئی مگر جو لاگت آئی تھی وہ ان کو بہت گراں گزری ایک مقام کو دیکھ کر س کی بیحد تعریف کی مجھ سے کہا کہ ابھی جا کر ربیع کو میتب کے پاس بھیجو کہ وہ اس سے کہے کہ اسی وقت ایک ہایت ہوشیار معمار یہاں حاضر کرے۔ میں خود ہی میتب کے پاس آیا اور میں نے امیر المؤمنین کا حکم سنایا اس نے اسی وقت معمار عمارت کو بلا بھیجا اور اسے بارگاہ خلافت میں حاضر کردیا۔ جب یہ ان کے سامنے پہنچا ابوجعفر نے س سے پوچھا کہو تم نے اس قصر کو ہمارے عہدداروں کی نگرانی میں کس حساب سے بنایا ہے اور اس کی ہر ہزار اور بختہ اینٹ کی کیا اجرت کی ہے اس کچی سے اس کا کوئی جواب نہ بن پڑا اور رعب کی وجہ سے خاموش کھڑا رہا اس سے میتب کو اندیشہ ہوا کہ دیکھیے یہ کیا کہہ دیتا ہے، منصور نے پھر اس سے پوچھا کہ بولتے کیوں نہیں کچھ تو کہو اس نے کہا جناب والا میں نہیں جانتا۔ منصور نے کہا تم ڈرو مت بلا تکلف ہر بات کہہ سکتے ہو تم کو کوئی خطرہ نہیں ہے اس نے کہا جی نہیں میں اس سے قطعی واقف نہیں ہوں اور نہ جانتا ہوں کہ اس پر کیا لاگت آئی ہے۔ منصور نے اس کا اتھ پکڑ لیا اور کہا چل میں تجھے دکھاؤں اور اب وہ اسے اس کمرہ میں لے کر آئے جو انھیں بے حد پسند آیا تھا اور اس کی شہ نشیں دکھا کر کہا کہ اسے اچھی طرح دیکھ لو اور اس کے سامنے میرے لیے ایک ایسی محراب اور بنا جو اپنی زاکت اور خوبصورتی میں تمام قصر کے مماثل ہو مگر اس میں لکڑی کہیں نہ لگائی جائے اس نے کہا بہت اچھا۔

اس پر وہ معمار اور اس کے دوسرے ساتھی منصور کی اس ہوشیاری اور فن تعمیر کی واقفیت پر عش عش کرنے لگے، معمار نے تو یہاں تک کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ شاید میں اس ایسا طاق ٹھیک اسی پیمانے پر نہ بنا سکوں گا جیسا کہ آپ چاہتے ہیں۔

خرچ کا حساب اور میتب کی گرفتاری

ان کے حکم سے پختہ اینٹیں اور چونا لایا گیا اور اس جدید محراب کی تعمیر میں جس قدر اینٹ اور چونا صرف ہوتا منصور اسے شمار کرلیتے نیز اس کی تعمیر میں ایک دن تمام اور دوسرے دن کا کچھ حصہ خرچ ہوا اسے بھی انھوں نے جرت کی تشخیص کے لیے شمار کرلیا۔ اس کے بعد میتب کو بلا کر حکم دیا کہ جس خرچ سے اب تک تم نے اجرت دی ہے ہ اب ادا کردو، حساب کرنے سے پانچ درہم ہوئے منصور کو یہ رقم زیادہ معلوم ہوئی انھوں نے اسے منظور نہیں کیا اور س کی کمی پر اصرار کیا ایک درہم کم کردیا۔

جب یہ شرح طے ہو چکی تو اب انھوں نے اس جدید محراب کو ہر سمت سے ناپ کر اس خاص کمرہ کی مقدار معلوم کر لی اور تمام گتہ داروں اور مسیب کو بلا کر حسابات پیش کرنے کا حکم دیا اور دیانت دار معماروں اور انجینیر وں سے اس کی جانچ پڑتال کرائی انھوں نے صحیح لاگت تجویز کر دی اس معیار پر منصور نے مسیب سے ایک ایک چیز کا حساب لینا شروع کیا اور اسی طاق کی لاگت کو معیار قرار دیکر تمام حسابات جانچے اس حساب سے مسیب پر چھ ہزار سے کچھ زیادہ درہم سرکاری رقم کے واجب الادا نکلے اس کا انھوں نے مطالبہ کیا اور اسے قید کر دیا اور جب تک اس نے یہ رقم ادا نہ کر دی اسے محل سے رہائی نہ ملی۔

کل خرچہ

عیسیٰ بن منصور کہتا ہے کہ ابوجعفر کے خزانے کے دفتر کے معائنہ سے مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ اس نے مدینۃ السلام مسجد جامع، قصر الزہب، بازار، کوچے، خندق، برجیاں اور دروازوں پر چار کرآٹھ سو تینتیس درہم خرچ کیے جن کے ایک ارب تیرہ ہزار پیسے ہوتے ہیں اس کا حساب اس طرح ہے معمار کو روزانہ ایک قرات چاندی کا اجرت میں ملتا تھا اور مزدور کو دو پیسے سے تین پیسے تک روزانہ اجرت ملتی تھی۔

اس سال منصور نے سلم بن قتنہ کو بصرہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ محمد بن سلیمان بن علی کو مقرر کیا۔

بصرہ کی ولایت سے سلم کی علحدگی

بصرہ کا والی مقرر کرنے کے بعد منصور نے سلم کو لکھا کہ ابراہیم کے ساتھ خروج کرنے والوں کے مکانات کو گرادے اور ان کی کھجوروں کے سر کاٹ دے۔ اس پر سلم نے منصور کو لکھا جناب والا ارشاد فرمایئے کہ کیا پہلے مکان منہدم کراؤں یا کھجور کٹواؤں اس کے جواب میں منصور نے اسے لکھا میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ ہمارے دشمنوں کے کھجور برباد کر دو اس کے جواب میں تم مجھ سے سوال کرتے ہو کہ کون سے کھجور برنی یا شہریز پہلے برباد کیئے جائیں یہ بالکل فضول سوال ہے اور اسی بناء پر منصور نے سلم کو بصرہ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا اور اس کی جگہ محمد بن سلیمان کو مقرر کیا، محمد نے بصرہ آ کر خوب ظلم ڈھائے۔ ابراہیم کی شکست کے بعد سلم بن قتیبہ بصرہ کا والی مقرر ہوا اس نے ابو برقہ یزید بن سلم کو اپنا کوتوال مقرر کیا یہ پانچ ماہ اس عہدہ پر برقرار رہا پھر علیحدہ کر دیا گیا۔ اور محمد بن سلیمان اس کی جگہ بصرہ کا والی مقرر ہو کر آیا محمد نے آتے ہی یعقوب بن الفضل اور ابو مروان کے مکانوں کو گرا دیا جو بنی یشکر کے محلہ میں واقع تھے نیز عون بن مالک، عبدالواحد بن زیاد اور خلیل بن الحصین کے مکانوں کو جو محلہ عدی میں واقع تھے اور عفو اللہ بن سفیان کے مکان کو گروا دیا اور ان سب کے باغات کو کٹوا دیا۔

اس سال موسم گرما کی مہم نے جعفر بن حنظلۃ البہرانی کی قیادت میں کفار سے جہاد کیا اس سال عبداللہ بن الربیع مدینہ کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور اس کی جگہ جعفر بن سلیمان مقرر کیا گیا۔ آخر الذکر ربیع الاول میں مدینے پہنچ گیا۔

نیز اسی سال سری بن عبداللہ مکہ کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور اس کی جگہ عبدالصمد بن علی مقرر ہوا، عبدالوہاب بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں اس سال حج ادا ہوا۔

۱۴۷ھ ہجری شروع ہوا
اس سال کے اہم واقعات

استرخان کا محلّہ

اس سال استرخان الخوارزمی ترکوں کی ایک زبردست جماعت کے ساتھ آرمینا کی سمت میں مسلمانوں پر یورش کر کے مسلمانوں اور ذمیوں کو پکڑ کر تفلیس لے گیا۔ ترکوں نے حرب بن عبداللہ الراوندی کو جس کے نام سے بغداد کا حربیہ مشہور ہے قتل کر دیا ان خارجیوں کے ہنگامہ کو ختم کرنے کے لیے جنھوں نے جزیرہ میں اودھم مچا رکھا تھا دو ہزار باقاعدہ فوج کے ساتھ موصل میں مقیم تھا۔ جب ابوجعفر کو ان کے حملہ کا علم ہوا انھوں نے جبرئیل بن یحییٰ کو ان سے لڑنے کے لیے روانہ کیا اس کے ساتھ حرب کو بھی اس کے ساتھ جانے کا حکم دیا حرب جبرئیل کے ساتھ ہو لیا۔ لڑائی میں مارا گیا، جبرئیل نے شکست کھائی اور بہت سے مسلمان شہید ہوئے۔

عبداللہ بن علی کا انتقال اور اس کے سبب کی تفصیل

اس سال عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس نے انتقال کیا اس کے انتقال میں اختلاف ہے، ایک بیان یہ ہے کہ مہدی کو عیسیٰ بن موسیٰ پر ولی عہد کے لیے مقدم کرنے کے کئی ماہ بعد ۱۴۷ھ ہجری میں ابوجعفر حج کے لیے گئے اس سے پہلے انھوں نے عیسیٰ بن موسیٰ کو کوفہ اور اس کے ماتحت علاقہ کی ولایت سے برطرف کر کے اس کی جگہ محمد بن سلیمان علی کو والی مقرر کر کے اسے اپنی جگہ نائب بنا کر مدینۃ السلام بھیج دیا۔ اب انھوں نے عیسیٰ بن موسیٰ کو بلا کر آدمی رات کو خفیہ طور پر عبداللہ بن علی کو اس کے سپرد کر دیا اور کہا کہ اس شخص نے اس نعمت خلافت سے مجھے اور تم کو محروم کرنے کی کوشش کی مہدی کے بعد تم میرے والی عہد ہو اور خلافت تمہیں ملنے والی ہے تم اسے لیجاؤ اور اسے قتل کرو۔ اس معاملہ میں ہرگز ہرگز کمزوری اور بزدلی کا اظہار مت کرنا اور میری یہ ساری محنت برباد جائے گی یہ ہدایت کر کے ابوجعفر اپنے سفر حج پر روانہ ہو گئے اور راستے میں انھوں نے تین مرتبہ عیسیٰ کو اس ہدایت پر عمل پیرا ہونے کی مزید تاکید لکھی۔

عیسیٰ نے جواب میں لکھا کہ میں نے آپ کے حکم کی بجا آوری کر دی ہے، اس جواب پر ابوجعفر کو اپنے طور پر مکمل یقین ہو گیا عیسیٰ نے ضرور میرے حکم کی متابعت کرتے ہوئے عبداللہ کا کام تمام کر دیا ہے دوسری جانب

جب عبداللہ کو عیسیٰ بن موسیٰ کے سپرد کیا تو اس نے اسے اپنے پاس چھپالیا اپنے میر منشی یونس بن فردہ کو بلا کر اس سے کہا کہ منصور نے اپنے چچا کو میرے سپرد کیا ہے اور اس کے بارے میں مجھے یہ ہدایت کی ہے۔ یونس نے کہا اس سے انکا مطلب یہ ہے کہ وہ تمہیں اور اسے دونوں کو قتل کر دے اسی وجہ سے انھوں نے تم کو عبداللہ کے خفیہ طور پر قتل کر دینے کا حکم دیا ہے تا کہ جب تم اس کا کام تمام کر دو تو پھر علانیہ طو پر وہ تم سے اس کا مواخذہ کرے اور قصاص لے۔ عیسیٰ نے کہا تو پھر کیا کیا جائے اس نے کہا کہ تم عبداللہ کو اپنے پاس اس طرح چھپائے رکھو کہ کسی کو اس کا حال معلوم نہ ہو سکے تا کہ اگر منصور علانیہ طور پر اس کا تم سے مطالبہ کریں تم اس وقت سب کے سامنے عبداللہ کو ان کے سامنے لا کر پیش کر دو مگر یہ خیال رکھنا کہ کبھی اسے خفیہ طور پر دوبارہ منصور کے حوالے نہ کرنا کیونکہ یہ تسلیم کیا کہ اس نے عبداللہ کو خفیہ طور پر قتل کئے جانے کے لیے تمہارے حوالے کیا ہے مگر یہ بات ظاہر ہو کر رہے گی کی عیسیٰ نے اس کی رائے پر عمل کیا۔

حج سے واپس آ کر منصور نے اپنے چچاؤں کو اشارہ کیا کہ تم مجھ سے عبداللہ کی معافی کے لیے سفارش کرو اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ اسے منظور کر لوں گا اس قرارداد کے مطابق یہ سب کے سب منصور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بہت ہی لجاجت و عاجزی کے ساتھ اور اپنی قریبی رشتہ داری کا اظہار کر کے اس کے لیے معافی کے خواستگار ہوئے منصور نے کہا اچھا عیسیٰ بن موسیٰ کو میرے پاس بلاؤ عیسیٰ آ گیا منصور نے اس سے کہا میں نے اپنے اور تمہارے چچا عبداللہ بن علی کو حج کے لیے جانے سے پہلے تمہارے سپرد کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ اسے اپنے مکان میں رکھنا۔ عیسیٰ نے کہا بے شک امیر المومنین نے ایسا ہی حکم دیا تھا، منصور کہنے لگا ہاں تو اب تمہارے یہ سب چچا اس کی جاں بخشی کے لیے سفارش کرنے میرے پاس آئے ہیں اور میں بھی یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اسے معاف کر کے رہا کر دیا جائے تم اسے میرے پاس لے آؤ عیسیٰ نے کہا امیر المومنین آپ نے تو مجھے اس کے قتل کر دینے کا حکم دیا تھا اور میں نے ارشاد کی بجا آوری کی میں نے اسے قتل کر دیا منصور نے کہا نہیں ہرگز نہیں میں نے اس کے قتل کر دینے کا تم کو حکم نہیں دیا تھا بلکہ یہ کہا تھا کہ اسے اپنے مکان میں قید رکھو، عیسیٰ نے کہا آپ نے مجھے اس کے قتل کر دینے کا حکم دیا تھا منصور کہنے لگا تو جھوٹ بولتا ہے میں نے کبھی اس کے قتل کر دینے کا حکم نہیں دیا تھا پھر اپنے چچاؤں سے مخاطب ہو کر انھوں نے کہا دیکھئے یہ شخص آپ کے بھائی کے قتل کا اقرار کرتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے اسے اس کا حکم دیا تھا حالانکہ یہ بالکل جھوٹا ہے، انھوں نے کہا کہ آپ اسے ہمارے حوالے کیجیے ہم عبداللہ کے عوض میں اسے قتل کریں گے منصور نے کہا اچھی بات ہے جو تمہارا جی چاہے کرو،

اب یہ سب عیسیٰ کو قتل کرنے کے لیے چوک میں لے آئے ہزارہا آدمی تماشہ کے لیے جمع ہو گئے تمام شہر میں یہ واقع مشہور ہو گیا ایک شخص اپنی تلوار نیام سے نکال کر عیسیٰ کی طرف بڑھا تا کہ اسے قتل کر دے عیسیٰ نے اس سے کہا کیا تم واقع مجھے مارنا چاہتے ہو اس نے کہا بے شک عیسیٰ نے کہا تو جلدی مت کرو مجھے امیر المومنین کے پاس لیکر واپس چلو۔ اب یہ پھر اسے منصور کے پاس لے آئے عیسیٰ نے اس سے کہا کہ اس کے قتل کرا دینے سے آپ کا اصلی مقصد یہ تھا کہ میں قتل کیا جاؤں لیجئے آپ کے چچا صحیح و سالم زندہ ہیں۔ اگر آپ مجھے ان کی حوالگی کا حکم دیں تو

میں ابھی ان کو پیش کیے دیتا ہوں منصور نے کہا اسے حاضر کرو عیسیٰ نے اسے حاضر کر دیا اور کہا کہ آپ نے میرے خلاف بڑی گہری سازش کی تھی مگر میں اسے سمجھ گیا اور اب میرا خیال بالکل درست نکلا آپ جانیں اور یہ آپ کے چچا۔ منصور نے کہا فی الحال اسے محل میں بھیج دیا جائے پھر جو مناسب ہوگا ہم حکم دیں گے۔

اس کے تمام چچا جو سفارش کے لیے آئے تھے واپس چلے گئے۔ منصور نے عبداللہ کو ایک ایسی کوٹھڑی میں قید کر دیا جس کی بنیادوں میں لونی لگی ہوئی تھی منصور نے اس پر پانی بہا دیا جس کی وجہ سے وہ گر گئی اور عبداللہ اس میں دب کر مر گیا، اسی سال اس کی وفات ہوئی، باب الشام کے مقبروں میں دفن کیا گیا یہ پہلا شخص ہے جو وہاں دفن ہوا۔ ۱۴۷ھ ہجری میں باون ۵۲ سال کی عمر میں اس کی وفات ہوئی۔

اس کی موت کے بعد ایک دن منصور ہوا خوری کے لئے باہر نکلے عبداللہ بن عیاش ہمراہ تھا اور ان کے برابر چل رہا تھا۔ منصور نے پوچھا تم ایسے پانچ خارجی جانتے ہو جن کے نام کا پہلا حرف عین ہو اور انھوں نے پانچ خارجیوں کو قتل کیا ہو جن کے نام حرف عین سے شروع ہوتے ہوں، اس نے کہا میں اس بات سے تو خود پورے طور پر واقف نہیں ہوں البتہ عوام میں یہ بات مشہور ہے کہ علی نے عثمان کو قتل کیا مگر یہ بات بالکل غلط ہے اور عبدالملک بن مروان نے عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث عبداللہ بن الزبیر اور عمرو بن سعید کو قتل کیا اور عبداللہ بن علی پر چھت گر پڑی منصور نے کہا بیشک عبداللہ بن علی پر چھت گر پڑی اس میں میرا قصور نہیں، عبداللہ بن عیاش نے کہا میں نے تو یہ بات نہیں کہی تھی کہ اس معاملہ میں آپ کی کوئی خطا ہے۔

اس سال منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ، کو ولی عہد کے منصب سے علیحدہ کر کے اپنے بیٹے مہدی کے لئے لوگوں سے بیعت لی اور عیسیٰ کو مہدی کے بعد ولی عہد قرار دیا۔

عیسیٰ کی ولیعہدی

عیسیٰ کے ساتھ ہونے والی بدسلوکی

ابوالعباس کی وفات کے بعد منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو کوفہ اور اس کے علاقہ کی گورنری کو برقرار رکھا یہ اس کی بہت عزت و تعظیم کرتے تھے دربار میں اسے اپنی جانب بٹھاتے اور اپنے بیٹے مہدی کو اپنے بائیں۔ ایک عرصہ تک یہی معمول جاری رہا، خلافت ملنے کے ایک عرصہ کے بعد اب منصور نے اپنے بعد عیسیٰ کے بجائے مہدی کو ولی عہد خلافت بنانے کا ارادہ کر لیا۔ ابوالعباس نے اپنے بعد منصور کو اور ان کے بعد عیسیٰ کو ولی عہد خلافت بنایا تھا، جب منصور نے اس تبدیلی کا عزم کر لیا تو انھوں نے اس بارے میں خود عیسیٰ سے بہت ہی نرم الفاظ میں گفتگو چھیڑی۔ عیسیٰ نے جواب دیا مگر یہ تو فرمایئے کہ اس منصب کو قبول کرتے وقت میں نے اور تمام مسلمانوں نے لونڈی غلام آزاد کرنے اور بیویوں کو طلاق دینے کی اس معاہدہ کی خلافت ورزی کرنے کی صورت میں جو عہد و پیمان اور سخت قسمیں اوپر عائد اور لازم کی ہیں ان کا کیا ہوگا۔

امیر المؤمنین یہ بات نہیں ہو سکتی اس کی کوئی صورت نظر نہیں آتی اب ابوجعفر نے دیکھا کہ وہ ان کی اس بات کو کسی طرح ماننے کے لئے آمادہ ہی نہیں ہے ان کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور انھوں نے اسی وقت سے اپنے اس کے تعلقات میں تھوڑی سی ناراضگی اور کشیدگی ظاہر کرنا شروع کی حکم دیا کہ ملاقات کے لئے۔ جب سب آیا کریں تو عیسیٰ سے پہلے مہدی کو اندر آنے کی اجازت دی جائے چنانچہ اب یہ دستور ہو گیا کہ جب مہدی آتا تو اسے پہلے دربار میں جانے کی اجازت ملتی اور وہ منصور کی دائیں جانب عیسیٰ کی نشست گاہ پر بیٹھنے لگا اس کے بعد عیسیٰ کو اجازت ملتی یہ اس سمت مہدی سے بلند تر جگہ میں بیٹھ جاتا۔ مگر دربار میں جس میں مہدی شریک ہوتا منصور کے بائیں جانب نہیں بیٹھتا اس کی اس آن سے منصور اور بھی ناراض ہوا اور اسے ذلیل کرنے کے لئے اب اس نے یہ دستور کر لیا کہ سب سے پہلے مہدی کو دربار میں آنے کی اجازت ملتی اس کی تھوڑی دیر بعد عیسیٰ کو ملتی اس کے کچھ وقفہ کے بعد عبدالصمد بن علی کو اجازت ہوتی اور اس کے بھی بعد عیسیٰ بن موسیٰ کو تمام عرصہ یہی گمان کرتا رہا کہ ابوجعفر ان لوگوں کو کسی خاص ضرورت کی وجہ سے یا کسی معاملہ میں مشورہ کی غرض سے پہلے بلا لیتے ہیں اس خیال کی بناء پر وہ بالکل خاموش رہا اس نے اس کے متعلق ایک حرف بھی شکایت کی زبان سے نہیں نکالا۔ مگر اب حالات بد سے بدتر ہو گئے اس کے ساتھ بدسلوکی کی یہ نوبت پہنچی کہ ایک مرتبہ بارگاہ خلافت میں جانے سے پہلے جب وہ اپنی مقررہ نشست میں آ کر بیٹھا اس کے ساتھ اس کا ایک لڑکا بھی تھا اس نے دیوار کی جڑ میں سے کھود جانے کی آواز سنی اور اس دیوار کے گر پڑنے کا خوف پیدا ہوا مٹی تک اس پر گری اس نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ چھت کی کڑی ایک طرف سے ہٹائی گئی ہے اس درز کی وجہ سے اس کی ٹوپی اور کپڑوں پر مٹی گرنے لگی اس نے اپنے بیٹے کو اس جگہ سے ہٹا دیا اور خود نماز پڑھنے کھڑا ہوا، اس کے بعد اسے اندر بلا گیا یہ اسی طرح خاک جھاڑے بغیر منصور کے پاس آیا منصور کہنے لگا کہ کوئی شخص آج تک اس طرح خاک آلودہ کپڑوں کے ساتھ میرے پاس نہیں آیا کیا یہ تمام خاک راستے کی ہے؟ عیسیٰ نے جواب دیا میرا خیال یہی ہے کہ راستہ کی خاک ہے۔ اس سوال کی تہہ منصور کی نیت تھی کہ یہ کسی طرح کوئی شکایت اپنی زبان سے کرے عیسیٰ نے ایک حرف شکایت کا زبان سے نہیں نکالا۔

منصور نے ولی عہد کے منصوبہ کو اپنی خواہش کے مطابق طے کرانے کے لئے عیسیٰ بن علی کو عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس بھیجا تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کو اس معاملہ کا دخل دینا ناگوار گزرا اور اس سے وہ یہ سمجھتا کہ منصور اسی طرح اسے تکلیف دے رہا ہے۔

عیسیٰ کی بیماری

بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن موسیٰ کو کوئی مہلک شئے کھلا دی گئی ہے وہ مجلس سے ایک دم اٹھ کر جانے لگا منصور نے پوچھا اے ابوموسیٰ کہاں جاتے ہو، اس نے کہا مجھے سخت گھبراہٹ معلوم ہو رہی ہے انھوں نے کہا تو صحن میں چلے جاؤ، عیسیٰ نے کہا مجھے اس قدر تکلیف ہے کہ میں محل کے صحن میں نہیں ٹھہر سکتا۔ منصور نے پوچھا تو آخر کہاں اس نے کہا میں اپنے مکان جانا چاہتا ہوں تا کہ لیٹ جاؤں۔

وہاں سے اٹھ کر عیسیٰ اپنے مکان کی آتشدان میں آیا منصور بھی اس کی طرف سے بہت پریشان صورت بنائے اس کے پیچھے ہی آتشدان میں آیا عیسیٰ نے اس کے کوفہ جانے کی اجازت مانگی منصور نے کہا بہتر یہ ہے کہ یہیں رہ کر علاج کرو مگر اس نے نہ مانا اور کوفہ جانے پر اصرار کیا آخر منصور نے اسے کوفہ جانے کی اجازت دیدی۔

اس اصرار پر اسے اس کی طبیب معالج بخت شیوع بن جبرائیل نے جراءت دلائی تھی اور کہہ دیا تھا کہ منصور کے سامنے میں تمہارا علاج کرنے کی جرات نہیں کرونگا کیونکہ مجھے خود اپنی جان کا خطرہ ہے، آخر منصور نے اسے کوفہ جانے کی اجازت دیدی اور کہا کہ چونکہ اس سال میں خود حج کرنے جارہا ہوں تو میں تمہارے پاس بھی آ کر مہمان رہوں گا اس وقت انشاء اللہ تمہاری طبعیت بھی سنبھل جائیگی۔

اب حج کا زمانہ قریب آ گیا منصور مدینۃ السلام واپس چلے گئے اور مکہ کے راستے میں پانی کی قلت کا بہانہ بنا کر حج کا ارادہ بھی ملتوی کردیا۔ اس مرض سے عیسیٰ کی حالت نہایت زبوں ہوگئی یہاں تک کہ اس کے تمام بال گر پڑے مگر بہر حال اسے افاقہ ہوگیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن علی نے منصور سے کہا عیسیٰ بن موسیٰ اس وجہ سے مہدی کی بیعت سے رکتا ہے کہ وہ اپنے بیٹے موسیٰ کے لئے اس خلافت کا منتظر ہے اور دراصل موسیٰ ہی اسے مہدی کی بیعت سے روک رہا ہے منصور نے اس سے کہا کہ تم جاؤ اور موسیٰ بن عیسیٰ سے اس معاملہ میں گفتگو کرو اس سے کہو کہ اگر وہ نہ مانے گا تو اس کے باپ اور بیٹے دونوں کی جان خطرے میں پڑ جائیگی عیسیٰ نے موسیٰ سے جا کر اس بارے میں گفتگو کی اسے حکومت کے ملنے کی طرف مایوس کردیا اور منصور کے غضب سے خوب ڈرایا دھمکایا۔

عیسیٰ کی معذوری کے سلسلے میں موسیٰ اور عباس کی گفتگو

جب موسیٰ کو اس بات کا خوف پیدا ہوگیا کہ اس معاملہ میں اسے تکلیف اٹھانا پڑے گی وہ عباس بن محمد کے پاس آیا اور اس سے کہا اے میرے چچا آپ سے ایک ایسی بات کہتا ہوں جو نہ اب تک میں نے کسی دوسرے سے کہی ہے اور نہ آئندہ زبان سے نکالوں گا۔ مگر چونکہ میں آپ پر بھرسہ رکھتا ہوں اور آپ کی طرف سے مجھے مکمل اطمینان ہے اس وجہ سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں وہ بات ایسی ہے کہ میں اپنی جان آپ کے ہاتھ میں دے رہا ہوں عباس نے کہا اے میرے بھتیجے تم میری طرف سے بالکل اطمینان رکھو اور بلا خوف جو کہنا چاہتے ہو کہو موسیٰ نے کہا مجھے معلوم ہے کہ میرے باپ کو مجبور کیا جارہا ہے کہ وہ مہدی کے حق میں اپنی ولی عہدی سے دست بردار ہو جائیں اور اسی وجہ سے ان کو ہر قسم کی تکلیف دی جارہی ہے کبھی ان کو دھمکی دی جاتی ہے کبھی ان کو دربار میں آنے کے لئے دوسروں کے بعد اجازت ملتی ہے، کبھی دیواریں ان پر گرائی جاتی ہیں اور کبھی مہلک اشیاء ان کو کھلا دی جاتی ہے مگر ان تمام مصائب کے ہوتے ہوئے بھی میرے باپ اب تک انکار پر مصر ہیں اور آئندہ بھی وہ اسے منظور نہیں کریں گے۔ البتہ ایک شکل میری سمجھ میں آتی ہے اگر اس طرح انھوں نے دست برداری دیدی ورنہ اور کوئی دوسری صورت ان کو مجبور کرنے والی نہیں۔

عباس نے پوچھا وہ کیا ہے جلد بتاؤ میں سمجھتا ہوں کہ تم نے جو بات سوچی ہوگی وہ درست ہوگی، موسیٰ نے کہا آپ میرے سامنے میرے والد کو امیر المومنین کے پاس بلائے اور وہ ان سے کہیں کہ عیسیٰ میں خوب واقف ہوں کہ تم ولی عہدی سے مہدی کے حق میں دست بردار ہونے کے لئے جو انکار کر رہے ہو اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ تم خود خلیفہ بننا چاہتے ہو کیونکہ ظاہر ہے کہ تمہاری عمر اتنی ہوگئی ہے کہ اب موت کا وقت قریب ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ اگر خلافت ملی بھی تو وہ کتنے دن کے لئے ہوگی تمہارا یہ انکار تمہارے بیٹے موسیٰ کے خاطر معلوم ہوتا ہے کیا تم سمجھتے ہو کہ میں اسے زندہ چھوڑ دونگا کہ وہ تمہارے بعد میرے بیٹے مہدی پر حکومت کرے اللہ کی قسم یہ ہرگز نہیں ہوگا۔ میں تمہارے سامنے تمہارے بیٹے کا کام تمام کر دیتا ہوں تاکہ مجھے اس بات کا اطمینان ہو جائے کہ اسے میرے بعد میرے بیٹے پر حکومت کرنے کا موقع نہیں رہا اور نیز تم بھی اس سے مایوس ہو جاؤ، کیا تم اس خام خیال میں ہو کہ میں تمہارے بیٹے کو اپنے بیٹے سے زیادہ چاہتا ہوں۔ اس گفتگو کے بعد وہ میرے قتل کا حکم دیں اس وقت یا میرا گلا گھونٹا جائے یا تلوار اٹھائی جائے اب اگر وہ اس بات کو منظور کرنے والے ہونگے تو شاید اس طریقہ سے کو گزریں ورنہ اور دوسری کوئی صورت نہیں ہے کہ اس کام کے لئے تمہیں مجبور کیا جا سکے۔

حنیفہ کا موسیٰ کی تجویز پر عمل

عباس نے کہا اے میرے بھتیجے تم نے بڑی عمدہ تجویز سوچی ہے اللہ تمہیں اس کی جزاءِ خیر عطا کرے تم اپنے آپ کو اپنے باپ کے عوض پیش کرتے ہو اور ان کی زندگی کے خاطر اپنے حق سے دست بردار ہو رہے ہو یہ بہت ہی عمدہ رائے ہے عباس نے ابو جعفر سے آ کر یہ بیان کی انھوں نے موسیٰ کو دعا دی اس تجویز کو بہت پسند کیا اور کہنے لگے کہ میں انشاء اللہ اس پر عمل کرونگا سب لوگ دربار میں جمع ہوگئے اور عیسیٰ بن علی بھی حاضر تھا منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو مخاطب کر کے کہا کہ میں تمہاری دلی خواہش سے واقف ہو گیا ہوں تم اس خلافت کو اپنے ایسے بیٹے کے لئے جو خود اپنے اور تمہارے دونوں کے کے لئے منحوس ہے حاصل کرنا چاہتے ہو، اسی وقت عیسیٰ بن علی نے کہا امیر المومنین مجھے پیشاب معلوم ہو رہا ہے منصور نے کا ہم تمہارے لئے یہیں پیشاب کا برتن منگائے دیتے ہیں عیسیٰ نے کہا مجھ سے کبھی یہ گستاخی نہیں ہوسکتی کہ میں آپ کے دربار میں بیٹھ کر پیشاب کروں۔ البتہ مجھے قریب تر نالی بتا دی جائے کہ وہاں بیٹھ کر پیشاب کرلوں۔ منصور نے اس کام کے لئے اپنے ایک خدمتگار کو حکم دیا۔ عیسیٰ اٹھ کر چلا عیسیٰ بن موسیٰ نے اپنے بیٹے موسیٰ سے کہا کہ تم اپنے چچا کے ساتھ جاؤ ان کے کپڑے ان کے پیچھے تھام لینا اور اگر کوئی مندیل تمہارے پاس ہو تو وہ انکو پیشاب جذب کرنے کے لئے دیدینا۔

عیسیٰ پیشاب کرنے بیٹھا موسیٰ نے جا کر اس کے کپڑے اس کے پیچھے سے اٹھا لئے اختلاف رخ کی وجہ سے عیسیٰ نے اسے نہیں دیکھا پوچھا کون ہے۔ ان نے اپنا نام بتایا عیسیٰ کہنے لگا میرا باپ تجھ پر قربان ہو جائے بخدا میں خوب جانتا ہوں کہ تم دونوں کے بعد اس خلافت میں کوئی خیر نہیں اور تم دونوں اس کے سب سے زیادہ اہل اور حقدار ہو مگر منصور کو اس ولی عہدی کے معاملہ میں سخت طیش آ گیا ہے۔ موسیٰ نے کہا بخدا اس وقت یہ میرے قابو میں ہے یہی منصور کو میرے والد کے خلاف بھڑکا تا رہا ہے آؤ اس کے اس کہنے کی وجہ سے میں اس کا کام تمام کر دوں اس کے بعد مجھے اس کی کچھ پروا نہیں کہ امیر المؤمنین مجھے قتل کر دیں اس کے قتل کر دینے میں دونوں فائدے ہیں کہ میرے باپ اس کے شر سے محفوظ ہو جائیں گے اور اگر اس کے عوض میں قتل کیا گیا تو ان کو میری طرف سے بھی یکسوئی ہو جائے گی۔

جب یہ دونوں دربار میں اپنی اپنی جگہیں آ کر بیٹھے تو موسیٰ نے کہا امیر المؤمنین میں اپنے باپ سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں منصور اس اجازت طلبی سے خوش ہوا اور اس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ اسی ہمارے معاملہ کا اس سے ذکر کرتا ہوگا انھوں نے موسیٰ کو دربار سے اٹھ جانے کی اجازت دیدی وہ اپنے باپ کے پاس آیا اور کہنے لگا جناب والا کو معلوم ہے کہ عیسیٰ نے میرے اور آپ کے قتل میں کوئی بات اٹھا نہیں رکھی آج اس نے مجھے یہ موقع دیا ہے کہ ہم اس کا خاتمہ کر دیں۔ عیسیٰ نے پوچھا وہ کیا، موسیٰ نے سارا واقعہ سنایا کہ عیسیٰ علی نے مجھ سے اور یہ بات کہی ہے امیر المؤمنین کو اس کی اطلاع کر دیتا ہوں وہ اس کی پاداش میں اسے قتل کر دیں گے اور اس طرح آپ کا اس کی طرف سے دل ٹھنڈا ہو جائے گا۔ اس سے پہلے کہ وہ آپ کو اور مجھے قتل کرے خود آپ اس طرح اس کا کام تمام کر چکے ہونگے اس کے بعد کیا ہوگا اس کی پھر ہمیں کوئی پروا نہیں رہے گی۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے سن کر کہا مجھے تمہاری اس نیت اور ارادے پر بہت افسوس ہے تمہارے چچا نے تمہیں خوش کرنے کے لئے راز میں تم سے ایک بات بیان کی اور تم اسی کو بہانہ بنا کر اسے ہلاک کرنا چاہتے ہو۔ خبردار یہ بات آئندہ تمہاری زبان سے نہ نکلے جاؤ اپنی جگہ بیٹھو۔

موسیٰ بن عیسیٰ پھر اپنی جگہ آ کر بیٹھا ابوجعفر اس دوران اس بات کے منتظر تھے کہ موسیٰ کی اپنے باپ سے جو گفتگو ہو رہی ہے اس کا ضرور کوئی اثر نمایاں ہوگا۔ مگر جب انھوں نے اس کا کوئی اثر نہیں دیکھا تو اب پھر حسب سابق اسے ڈراوا اور دھمکی دینے لگے کہنے میں تیرے سامنے ہی تیرے بیٹے کا کام تمام کر دیتا ہوں تا کہ تجھے اپنے ارادے میں قطعی مایوسی ہو جائے۔ ربیع تو جا کر موسیٰ کے پرتلہ سے اس کی گردن گھونٹ دے، ربیع اٹھا اس نے موسیٰ کے پرتلہ سے اس کی گردن باندھی اور آہستہ آہستہ گھونٹنا شروع کیا، موسیٰ چلانے لگا اے امیر المؤمنین میں اپنے معاملہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جو خیال اس معاملہ میں میرے متعلق کیا جاتا ہے میں اس سے کوسوں دور ہوں میرا اس سے ہرگز کوئی تعلق نہیں ہے اس کے علاوہ اگر مجھے قتل بھی کر دیا جائے۔ تو عیسیٰ کو اس کی کیا پرواہ ہوگی اس کے بارہ تیرہ بیٹے موجود ہیں جن سے وہی تعلق خاطر رکھتا ہے جو اسے میرے ساتھ ہے بلکہ ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو اسے میرے مقابلہ میں زیادہ عزیز ہیں، اس دوران میں ابوجعفر برابر کہتے جاتے تھے ہاں ربیع اس کا

خوب گلا گھونٹو اس طرح مار ڈالو۔ ربیع کو بھی اپنی جگہ یہ خیال ہو گیا کہ منصور واقعہ اسے ہلاک کرنا چاہتے ہیں مگر وہ اپنی گرفت کو ڈھیل دیتا رہا موسیٰ شور مچاتا رہا یہ حالت دیکھ کر عیسیٰ بن موسیٰ سے نہ رہا گیا کہنے لگا امیر المؤمنین مجھے یہ خیال بھی نہ تھا کہ اس معاملہ میں آپ یہاں تک بڑھ جائیں گے مہربانی فرما کر اس کے چھوڑنے کا حکم دیجئے اگر اس معاملہ کی وجہ سے میرا ایک غلام بھی قتل ہو تو میں اپنے گھر واپس نہیں جا سکتا چہ جائیکہ میرا بیٹا، میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں مہدی کے ہاتھ پر بیعت کے لئے اسی وقت تیار ہوں۔

اگر اس کے خلاف کروں تو میری بیویوں کو طلاق میرے غلام آزاد ساری جائداد اللہ کے راستے میں وقف سمجھی جائے

عیسیٰ مہدی کا ولی عہد بن گیا

منصور نے اپنے حسب منشا عیسیٰ سے مہدی کے لئے بیعت لے لی جب یہ مکمل ہو گئی تو اب منصور نے اس سے کہا کہ یہ کام تو تم نے بادل ناخواستہ میرے لئے کیا ہے اب میں چاہتا ہوں ایک کام اپنی خوشی سے میرے لئے کر دو تا کہ اس فعل کی ندامت جو میں اپنے دل میں محسوس کرتا ہوں دور ہو جائے عیسیٰ نے پوچھا وہ کیا منصور نے کہا میری یہ خوشی ہے کہ اب مہدی کے بعد تم ولی عہدی قبول کر لو عیسیٰ نے کہا ایک مرتبہ اس منصب جلیلہ سے علیحدہ ہونے کے بعد میں دوبارہ اسے قبول کرنا نہیں چاہتا مگر منصور اور اس کے اہل خاندان نے جو دربار میں موجود تھے اس پر اس معاملے میں اس قدر اصرار کیا کہ اسے قبول کرنا پڑا۔

کوفہ کا ایک شخص جس کے سامنے عیسیٰ اس روز کے دربار میں جاتے ہوئے گزر رہا تھا کہتا ہے کہ ولی عہدی سے علیحدگی کا معاملہ دوسرے دن طے ہو گیا۔

ولی عہدی منسوخ ہونے کے متعلق دوسری روایت

مذکورہ بالا بیان آل عیسیٰ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہی اس معاملے کو اس طرح بیان کرتے تھے ان کے علاوہ دوسرے ارباب سیر نے اس معاملہ کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ منصور نے مہدی کے لئے بیعت لینے کا ارادہ کر لیا اس نے فوجی عہدہ داروں سے اس معاملہ میں گفتگو کر لی اس کے بعد سے فوج والوں کا یہ دستور ہو گیا تھا کہ جب وہ عیسیٰ کو دیکھتے تو اس پر نامناسب فقرے چست کرتے عیسیٰ نے منصور سے ان کی شکایت کی انھوں نے فوجیوں سے کہا

کہ تم میرے بھتیجے کو مت ستاؤ میں اسے بہت عزیز رکھتا ہوں اگر چہ ایک بات میں نے تم سے پہلے سے کہہ دی ہے مگر اس کی وجہ سے تم اس کی توہین نہ کرو ورنہ میں تمہاری گردن مار دوں گا اس ڈانٹ کا یہ اثر ہوا کہ کچھ دیر کے لئے وہ لوگ خاموش رہے مگر پھر اسے ستانے لگے ایک عرصہ تک یہ حالت قائم رہی پھر منصور نے یہ خط عیسیٰ کو لکھا۔

یہ خط عبداللہ المنصور امیر المؤمنین کی جانب سے عیسیٰ بن موسیٰ کو لکھا جاتا ہے۔

امیر المؤمنین کی جانب سے عیسیٰ بن موسیٰ کو خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السلام علیک،

میں تمہارے سامنے اس ذات پاک کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا اور کوئی ذات معبود نہیں ہے اما بعد: اس خدا کی ثناء کرتا ہوں جس کا احسان قدیم ہے جس کا فضل عظیم ہے جس نے اس عالم کو ایک خوبصورت امتحان گاہ بنایا جس نے محض اپنے علم سے اس مخلوق کی ابتداء کی اپنے حکم سے اس کے متعلق فیصلہ نافذ کر دیا مخلوق کا کوئی فرد اس کی حقیقت کو نہیں پا سکتا اور نہ کوئی اس کی عظمت کو احاطہ ذکر میں محدود کر سکتا ہے جو چاہتا ہے اپنے حکم سے کر بیٹھتا ہے اسے نافذ کر دیتا ہے اور نہ کوئی وزیر مددگار ہے جو اسے مشورہ دے، جو بات کرنا چاہتا ہے وہ اس پر نہیں رہتی بندے چاہے پسند کریں یا ناپسند کریں وہ ان کے لئے جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے نہ اس کے حکم کو وہ روک سکتے ہیں اور نہ اپنے آپ کو بچا سکتے ہیں وہ زمین اور ہر اس شئے کا جو زمین پر ہے مالک ہے اسی نے پیدا کیا اور وہی حاکم مختار ہے۔ تبارک اللہ رب العالمین تمہیں معلوم ہے کہ ظالموں کے عہد حکومت میں ہماری کیا حالت تھی ایک ملعون خاندان استبدادی طور پر ہم پر حکومت کرتا تھا جس کو انھوں نے والی مقرر کیا ہم اس کے سامنے سر خم تسلیم کرتے رہے ہم پر ہر طرح کے مظالم اور سختیاں ہوئیں مگر اس کا کوئی چارہ نہ کر سکے ہمیں ہمارے حقوق سے محروم کر دیا گیا تھا نہ کسی بری بات سے انکار کر سکتے تھے اور نہ اپنے حقوق حاصل کر سکتے تھے آخر کار ان کا وقت بھی پورا ہوا اور ان کی حکومت کی مدت بھی پوری ہوگئی، اللہ نے اپنے دشمن کو ہلاک اور اپنے نبی کی اہلبیت پر رحمت و برکت نازل فرمائی مختلف ممالک سے اور مختلف اسباب کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان کے خون کا بدلہ لینے اور ان کے دشمن سے لڑنے کے لئے ان کے مددگار پیدا کر دیئے یہ ان کی محبت کے داعی اور ان کی دولت کے بہترین مددگار بنے ان کی مختلف اغراض ہماری اطاعت میں ایک ہوگئیں اللہ تعالیٰ نے ہماری دوستی اور نصرت کے لئے ان کے دل اکٹھے کر دیئے اور ہماری نصرت سے ان کی عزت افزائی کی حالانکہ نہ ہم ان سے کبھی ملے اور نہ کبھی ان کے کسی معرکہ جنگ میں شریک ہوئے تھے مگر پھر بھی اللہ نے ان کے دلوں میں ہماری ایسی محبت ڈالدی تھی کہ اس کی وجہ سے وہ اچھی طرح سوچ سمجھ کر اور مخلصانہ طاعت کے جذبات کو اپنے قلوب میں لئے ہوئے اپنے اپنے علاقوں سے ہماری مدد کے لئے امنڈ آئے جہاں گئے کامیاب ہوئے ان کا رعب ایسا تھا کہ جن سے مقابلہ ہوا اسے شکست دی جو کینہ دوز مقابل آیا مارا گیا اس طرح اللہ نے ہمیں وہ انتہائی کامیابی عطا کی جس کی ہمیں آرزو تھی اور جس کے لئے ہم نے یہ

ساری کوشش کی تھی یہ اللہ کا ہم پر سب سے بڑا احسان و فضل ہے اور محض اس کی عطا ہے جس میں ہماری طاقت و قوت کو کچھ دخل نہ تھا۔

اللہ کے اس فضل سے ہم مسلسل مستفید ہوتے رہے یہاں تک کہ یہ لڑکا سمجھدار ہو گیا اللہ نے اس مرتبہ پھر ہمارے ان حامی اور مددگاروں کے دلوں میں جس کی وجہ سے ہمیں یہ نعمت خلافت حاصل ہوئی ہے اس لڑکے کی کچھ ایسی محبت و وقعت جاگزیں کر دی ہے کہ وہ ہر وقت اس کی بزرگی و سعادت کا ذکر کرتے ہیں اس کی تعریف میں رب اللسان ہیں اور اس خلافت کو صرف اس کا حق سمجھتے ہیں جب امیر المؤمنین نے دیکھا کہ اللہ نے اس کی محبت اور دوستی ہمارے مددگاروں کے دلوں میں جاگزیں کر دی ہے ان کی زبانوں پر ان کا ذکر جاری کر دیا ہے وہ اس کے علامات اور نام کی وجہ سے اس خلافت کا اس کو اہل اور مستحق سمجھتے ہیں اور عام لوگوں کا میلان بھی اس کی طرف ہے تو امیر المؤمنین کو یقین آ گیا کہ یہ منصب اللہ نے براہ راست اسے دیدیا ہے اور اس کے لئے اس کا انتخاب کر لیا ہے اب بندوں کے لئے اس معاملہ میں دخل دینے یا صلاح و مشورہ کرنے کا بھی کوئی حق نہیں رہا اگر چہ پہلے ہی سب لوگ باتفاق اس کا نام لے رہے ہیں اسی وجہ سے امیر المؤمنین کا یہ گمان ہے کہ چونکہ یہ خلافت پہلے سے مہدی کے لئے مقدر ہو چکی ہے اس وجہ سے اگر باپ کی طرف سے اس کو اس کا حق نہ پہنچتا تب بھی وہی خلیفہ ہوتا اور جبکہ تمام لوگوں نے اس پر اتفاق کر لیا ہے تو امیر المؤمنین کے لئے اس کے تسلیم کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا امیر المؤمنین کے خاص احباب اور معتدین چاہے وہ فوجی عہدہ دار ہوں یا ملکی ہوں جو سب سے زیادہ قربت اور ان کے مزاج میں دخل کرتے ہیں وہی اس معاملہ میں سب سے زیادہ مصر بھی اب اس کے علاوہ امیر المؤمنین ان کی صلاح مان کر اس پر عمل پیرا ہوں اور کیا کر سکتے ہیں علاوہ بریں شخص اور ذاتی طور پر خود امیر المؤمنین اور ان کے اہل بیت کو دوسروں کے مقابلہ میں اس بات کا زیادہ حق ہے کہ وہ اپنے ایک فرد کی اس فطری فضیلت و سعادت کو تسلیم کر کے اس کی برکت کے منتظر ہوں اور اس کے بارے میں جو روایت منقول ہے اس کی تصدیق کریں اور اس بات پر اللہ کا شکر ادا کریں کہ اللہ نے ان کی اولاد میں ایک ایسا مرد صالح پیدا کیا جس کے لئے انبیاء نے ان سے پہلے اللہ سے دعا مانگی تھی حضرت ذکریا علیہ السلام نے دعا مانگی رب ھب لی من لدنک ولیاً یرثنی ویرث من اٰل یعقوب واجعله رب رضیا"

(اے اللہ تو مجھے اپنے پاس سے ایک ولی عطا فرما جو میرا اور آل یعقوب کا وارث بنے اور اے میرے رب تو اسے پسندیدہ اور مرغوب اخلاق والا بنا)۔

اس کے برخلاف اللہ کے خود ہی امیر المومنین کو ایسا ولی بیٹا عطا فرمایا ہے جو پاک مبارک مہدی اور رسول اللہ ﷺ کا ہم نام ہے اس کے علاوہ دوسرے جس شخص نے اس نام کا دعیٰ کیا اور مہدی کے ایسے مشتبہ لفظ کو جس میں خود ارباب غرض متحیر اور اس بد بخت تحریک کے اہل فتنوں میں مبتلا ہو چکے ہیں آڑ بنا کر اپنے لئے دعوت دی اللہ نے اس خلافت کو ان سے چھین لیا اور ان کو برباد و ہلاک کر دیا اور حق اسی کو دیا جو حق دار تھا اور بتا دیا کہ کون مہدی ہے اور کون اس کے دین کے انصار ہیں، امیر المومنین کو مناسب معلوم ہوا کہ وہ تمہیں اس معاملہ پر سے جس پر ان کے رعایا نے اتفاق رائے کیا ہے آگاہ کر دیں چونکہ امیر المومنین تمہیں اپنے بیٹوں کے برابر سمجھتے ہیں اور تمہاری حفاظت سعادت وعزت کے وہی چاہتے ہیں جو وہ اپنے اور اپنی اولاد کے لئے چاہتے ہیں، اس وجہ سے وہ اس بات کو تمہارے لئے مناسب سمجھتے ہیں کہ جب تم کو اپنے ابن عم کی یہ کیفیت معلوم ہو کہ سب لوگوں نے ان کی ولی عہدی پر اتفاق کر لیا ہے تو اس کی ابتداء خود تم اپنی طرف سے کرو تا کہ ہمارے خراسانی اور دوسرے تمام انصار و اعوان کو معلوم ہو کہ جس بات پر ان سب کا خود اتفاق ہو چکا ہے اسے تم نہایت خوشی سے سب سے پہلے قبول کرنے کے لئے آمادہ ہو علاوہ بریں جس فضل وسعادت کا انھوں نے مہدی کے لئے اعتراف کیا ہے اور اس کی وجہ سے اس کا سب سے زیادہ نفع تم کو ہوگا اور تم کو سب سے زیادہ خوش بھی ہونا چاہیئے امیر المومنین جو مشورہ تم کو دیتے ہیں اسے قبول کرو اس میں تمہاری فلاح وصلاح ہے والسلام، علیک ورحمۃ اللہ۔

عیسی بن موسی کا طویل جواب

عیسی بن موسی نے اس خط کا درج ذیل جواب لکھا:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عبداللہ عبداللہ امیر المومنین کے نام لکھا جاتا ہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اما بعد: مجھے آپ کا خط ملا جس میں آپ نے عوام کے اس اتفاق کا ذکر کیا ہے جو انھوں نے حق کے خلاف کیا ہے جس کی وجہ سے انھوں نے قطعہ قرابت وتعلقات کا گناہ اپنے سر لیا ہے اور اس عہد واثق کی خلاف ورزی کی ہے جو آپ کی خلافت اور میری ولی عہدی کے لئے لیا گیا تھا اور جس کا پورا کرنا سب پر یکساں طور پر لازم تھا اس ناجائز کاروائی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ نے اپنے رشتے نظام کو جوڑا ہے وہ قطع کر دیا جائے اپنی مخلوق میں کو یکجہتی اور اتحاد قائم کیا ہے وہ پراگندہ ہو جائے اور ہلاکت و بربادی کے اسباب وعلل جن کو اللہ نے پراگندہ کر دیا ہے وہ پھر جمع ہو جائیں یہ اللہ کی جل شان کے مقابلہ میں ایک طرح کی گستاخی ہے، اس کے فیصلے کے خلاف اپنی طاقت کا اظہار باطل ہے

اور شیطان کی اطباع ہے،

جو اللہ سے جھگڑا کرتا ہے اسے بچھاڑ دیتا ہے جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ اسے برباد کر دیتا ہے جو اس کے مقابلہ میں کسی شئے کے حاصل کرنے کے لئے کوئی حیلہ کرتا ہے، اللہ اسے ناکام ورسوا کر دیتا ہے، جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ اس کی حفاظت کرتا ہے جو اللہ کے لئے انکساری کرتا ہے اللہ اس کی عزت بڑھاتا ہے جس بنیاد پر ہماری سلطنت کی بنیاد قائم ہے وہ ایک عہد ہے جو پہلے خلیفہ نے اللہ کے لئے میری ولی عہدی کے لئے کیا ہے یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس میں ہم سے برابر ہیں اور اب کسی مسلمان کو اس میں دخل دینے یا تغیر وتدبیر کا حق نہیں ہے کہ وہ ایک مان لے اور دوسرے کو تسلیم نہ کرے اگر اس کا پورا کرنا ضروری ہے تو اول الذکر کو آخر پر کچھ ترجیح نہیں ہے اور اگر دوسرے کے حق میں دست اندازی ہو سکتی ہے تو اس طرح پہلے کا حق بھی محفوظ نہیں رہیگا۔ بلکہ ایسی صورت میں تو چونکہ اول الذکر خلیفہ معاہد سے متصل ہے جس نے اس کی فضیلت سوچ سمجھ کر قائم کی ہے اور اس طرح لوگوں کے گمانوں اور امیدوں کو اس کی جانب سے صاف کر دیا ہے اسے سب سے پہلے اس کے بعد پورا نہ کرنے کا نقصان اٹھانا پڑے گا جس کا ذکر پہلے ہے وہی پہلے اس منصب سے ہٹائے جانے کا مستحق ہوگا۔ اللہ نے جو وقفہ دیا ہے اس کی وجہ سے آپ اس کی آزمائش کی مصیبت سے بے خبر نہ ہو جائیں اور لوگوں کو ایفا عہد کی ترک یا نظر انداز کرنے میں آپ کی بات مان لی تو جب کبھی اسے موقع ملے گا اسے آپ کے ساتھ بھی ایسا کرنے میں کوئی حرج نہ ہوگا بلکہ اس وجہ سے خود آپ کی طرف سے اس

بری رسم کی بنیاد پڑے گی وہ آپ کے حق میں زیادہ بیباک اور مستعد ہوگا اس کے نتیجہ پر غور کیجئے اللہ نے اپنے فضل وکرم سے جو دیا ہے اس پر راضی رہئیے اور اسے مضبوطی سے تھامئیے اور اس کا ہمیشہ شکر ادا کرتے رہئیے اللہ نے یہ سچا وعدہ کیا ہے جس میں خلافت ہو ہی نہیں سکتا کہ جو اللہ کی نعمت پر اس کا شکر ادا کرتا ہے اللہ اس میں اور زیادتی کرتا ہے جو اللہ سے ڈرتا رہتا ہے اللہ اس کی حفاظت کرتا ہے جس نے اس کی مخالفت تک کا خیال اپنے دل میں پیدا کیا اللہ اس کی مدد سے ہاتھ اٹھالیتا ہے واللہ **یعلم خائنة الاعین دما تحفی الصدور**، (ترجمہ) اللہ آنکھوں اور دلوں کی چوریوں سے واقف ہے،

علاوہ اس کے واقعات زمانہ اور موت کے آنے سے ہم محفوظ نہیں ہیں کیا معلوم ہے کہ اس منصب پر فائز ہونے سے پہلے ہی مجھے موت آجائے اور اس طرح آپ اس خفیہ کاروائی کی ذمہ داری سے خود ہی بچ جائیں گے اور اس خیال پر پردہ پڑ جائے گا اور اگر میں آپ کے بعد زندہ رہا تو چونکہ آپ نے میری مخالفت نہ کی ہوگی اور میرے رشتہ قرابت کو نہ کاٹا ہوگا

اور نہ میرے ساتھ اپنی دشمنی کا اظہار کیا ہوگا اس وجہ سے مجھے اس وقت آپ کے کسی خیال یا تجویز یا حکم پر عمل کرنے میں کسی قسم کا تردد نہیں ہوگا آپ نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ معاملہ اللہ کے قبضہء قدرت میں ہے جن کی تدبیر اور تنفیذ وہ اپنے ارادہ سے کرتا ہے بے شک اس بارے میں شک ہی کیا ہے آپ سچ فرماتے ہیں تمام معاملات اللہ کے ہاتھ میں ہیں تو اس شخص پر جو اس بات سے پوری طرف سے واقف ہے فرض ہے کہ وہ ایسا ہی عمل کرے اور تمام معاملات اللہ ہی کے سپرد کردے آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہم نے اپنی طاقت وقوت سے نہ کوئی فائدہ حاصل کیا ہے اور نہ کسی نقصان کو دفع کیا ہے اگر ان معاملات کو ہم اپنی خواہشات نفسانی کے سپرد کردیتے تو جس درجہ پر اللہ نے ہم کو اب پہنچا دیا ہے ہم اپنی طاقت وقوت سے تو کبھی اس تک پہنچنے پاتے مگر حقیقت یہ ہے کہ جب کسی کام کے کرنے کے کسی وعدے کے ایفاء کسی عہد کی تکمیل یا کسی میثاق کی تاکید کا اللہ ارادہ کر لیتا ہے تو وہ تمام اسباب ذرائع بھی خود پیدا کر دیتا ہے اور خود ہی اسے مستحکم ومکمل کر دیتا ہے جس شئے میں اللہ نے تاخیر کی ہے بندوں کو یہ قدرت نہیں ہے کہ وہ اسے جلد وقوع پزیر کرا سکیں اور جس شئے کے بروئے کار آنے کا وقت آ چکا ہے اسے کوئی ملتوی نہیں کر سکتا ہاں شیطان ضرور انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی اطاعت سے ڈرایا اور اس کی دشمنی کو ظاہر کر دیا ہے مگر پھر بھی یہ اہل حق کے درمیان پھوٹ ڈال دیتا ہے اور جب معاملات کی اصلی حقیقت معلوم ہوتی ہے اور سخت مصیبت پڑتی ہے اس وقت شیطان ان سب سے اپنی بے تعلقی کا اظہار کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ کلام پاک میں فرماتا ہے،

"وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذاتمنیٰ القی الشیطان فی امنیته فینسخ اللہ مایلقی الشیطان ثم یحکم اللہ ایاتہٖ واللہ علیم حکیم "

(ترجمہ) ہم نے کوئی رسول یا نبی تم سے قبل دنیا میں نہیں بھیجا مگر جب اس نے کوئی تمنا کی شیطان نے اس کی تمنا میں وسوسہ ڈال دیا تو جو وسوسہ شیطان ڈالتا ہے اللہ اسے مٹا دیتا ہے پھر اللہ اپنی نشانیاں مضبوط کر دیتا ہے اور وہ بڑا جاننے والا دانشمند ہے پھر اللہ نے اہل تقویٰ کی یوں تعریف کی ہے۔

"اذا مستھم طائفٌ من الشیطان تذکروا فاذاھم مبصرون "

(ترجمہ) جب کوئی وسوسہ شیطانی ان کے قلب سے پر طاری ہوتا ہے وہ اللہ کو یاد کر لیتے ہیں اور پھر ان کو سمجھ آ جاتی ہے اب اگر امیر المؤمنین کی نیت ولی خواہش اپنے سے پہلوں کے فیصلہ کی خلاف ورزی کرنا ہے تو میں آپ کو اللہ سے ڈراتا ہوں کہ آپ ہرگز ایسا نا کریں کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ اس سے پہلے اپنے بیٹوں کی درخواست اور خود اپنی خواہشات کی

وجہ سے ان لوگوں نے یہی کرنا چاہا تھا جس کا ارادہ اب آپ نے کیا ہے مگر پھر اچھی طرح غور وخوض کے بعد حق کو اختیار کرلیا اور دوسرے خیال دل سے نکال ڈالے ان کو معلوم تھا کہ اللہ کے فیصلہ کو کوئی نہیں روک سکتا اور نہ اس کی کوئی عطا کو روک سکتا ہے اس کے علاوہ نعمتوں کے بدل جانے اور مصائب کے واقع ہو جانے سے وہ اپنے کو مامون نہیں سمجھتے تھے اسی وجہ سے انھوں نے موخر شے کو اختیار کیا اور موجودہ کے مقابلہ میں نتیجہ قبول کرلیا اور اپنے وعدوں اور معاملات میں کسی قسم کی تبدیلی پسند نہیں کی اس اچھے فعل کی وجہ سے اللہ نے ان کے تمام معاملات پورے کردیئے جو اہم واقعہ پیش آیا اللہ نے خود ہی اس کا تدارک کردیا ان کی حکومت واقتدار کی حفاظت کی اور مددگاروں کی عزت بڑھائی ان کی عمارت کو اور بلند کیا اور اپنی نعمتوں اور سرفرازیوں سے ان کو مالا مال کردیا، اس پر وہ ہمیشہ شکر ادا کرتے رہے اللہ کو جو منظور ہوا وہ پورا ہوا حالانکہ اس کے دشمن اسے پسند نہ کرتے تھے وسلام علی اللہ۔

منصور کی عیسیٰ پر ناراضگی

ابوجعفر اس خط کو پڑھ کر بہت ناراض ہوئے اس سے بات کرنا چھوڑ دی فوجیوں نے اس کے ساتھ زیادہ سخت کلامی اور بیہودگی شروع کردی اسد بن المرزبان، عقبہ بن سلم، اور نصیر بن حرب، بن عبداللہ وغیرہ وغیرہ اس میں پیش پیش تھے یہ عیسیٰ کی ڈیوڑھی پر آتے اور کسی کو اس کی ملاقات کے لئے اندر نہ جانے دیتے جب خود عیسیٰ سواری میں جاتا یہ اس کے پیچھے ہو لیتے اور کہتے کہ تو ہی وہ گائے ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ''نذ مجوھا وما کادوایفعلون (آخرکار انھوں نے وہ گائے ذبح کرڈالی حالانکہ وہ ایسا کرنے والے نہ تھے) عیسیٰ نے منصور سے آکر اس طرز عمل کی شکایت کی اے میرے بھتیجے کیونکہ لوگ میرے بیٹے کی محبت میں سرشار ہورہے ہیں اس وجہ سے ان کی طرف سے مجھے اپنی اور تمہاری دونوں کی جانوں کو خطرہ ہے بہتر یہ ہے کہ تم اسے اپنے پر مقدم کردو اس طرح وہ میرے اور تمہارے درمیان مقدر ہو جائے گا تب یہ لوگ باز آجائیں گے عیسیٰ نے ان کی بات ماننے پر آمادگی ظاہر کی۔

ربیع کہتا ہے کہ جب عیسیٰ کے پاس سے منصور کو اپنے خط کا جواب موصول ہوا انھوں نے اس جواب کے آخر میں اپنے ہاتھ سے یہ جملہ لکھدیا۔ ''اس خلافت کی ولی عہدی سے کنارہ کشی کرو دنیا میں اس کا عوض تمہیں ملے گا اور آخرت میں خلافت کی ذمہ داریوں کی جواب وہی سے مامون رہو گے۔

ولی عہدی فسخ ہونے کے متعلق تیسری روایت

عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی سے علیحدگی کے متعلق مندرجہ بالا دو بیانوں کے علاوہ حسن بن عیسیٰ الکاتب نیدرج ذیل واقع بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ جب ابوجعفر نے اس بات کا ارادہ کیا کہ وہ اپنے بیٹے مہدی کو عیسیٰ بن موسیٰ پر مقدم کردے تو اس نے خود عیسیٰ سے اس بات کی خواہش کی مگر اس نے اسے ماننے سے انکار کردیا جب ابو

جعفر کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو انھوں نے خالد بن برمک سے بلا کر کہا کہ تم جا کر عیسیٰ سے اس بارے میں گفتگو کرو ہمارے سامنے تو اس نے بلکل انکار کر دیا ہے اور ہمیں اب کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا تم سے کوئی تدبیر ہو سکتی ہو تو کرو خالد نے کہا بہتر ہے آپ تیس سر برآوردہ شیعوں کو منتخب کر کے میرے ساتھ کر دیجئے۔

خالد کا مایوس ہو کر واپس لوٹنا

خالد اس جماعت کے ساتھ سوار ہو کر عیسیٰ کے پاس آیا اور انھوں نے منصور کا خط اسے دیا عیسیٰ نے کہا چونکہ مجھے اللہ نے اس منصب پر فائز کر دیا ہے، اس لئے اب میں خود اس سے دست بردار نہیں ہو سکتا خالد نے خوف اور لالچ کی تمام تدبیریں ختم کر دیں مگر وہ اپنے انکار پر جما رہا مایوس ہو کر اس کے پاس سے خالد باہر آ گیا اس کے بعد وہ شیعہ بھی اٹھ آئے خالد نے ان سے پوچھا اس معاملہ میں اب آپ کیا کریں گے، کہنے لگے ہم اس کا خط امیر المؤمنین کو دیدیتے ہیں اور ہمارے اور اس کے درمیان جو واقع پیش آیا ہے اس کی ان کو اطلاع کر دیں گے خالد نے کہا یہ نہیں بلکہ ہم یہ کہیں گے کہ عیسیٰ نے آپ کی تجویز کو قبول کر لیا ہے اور اگر بعد میں وہ اسے انکار کرے گا تو ہم اس کے خلاف گواہی دیں گے انھوں نے کہا تم یہی کرو ہم بھی تیار ہیں خالد نے کہا بس یہ بلکل ٹھیک ہے اور میں امیر المؤمنین کو ان کی منشاء کے مطابق قصفیہ کی اطلاع دیتا ہوں یہ سب ابوجعفر کے پاس آئے خالد بھی ساتھ تھا انھوں نے کہا کہ عیسیٰ نے اس بات کو منظور کر لیا ہے منصور نے اس وقت مہدی کی بیعت کے لئے ایک فرمان لکھا اور اسے تمام حدود سلطنت میں بھیج دیا جب اس کی اطلاع عیسیٰ کو ہوئی اس نے جعفر کے پاس آ کر اس معاملہ سے قطعی انکار کیا اور کہا میں نے ہرگز ہرگز مہدی کو اپنے اوپر مقدم نہیں کیا ہے اور میں اس معاملہ میں آپ کو اللہ کی یاد دلاتا ہوں کہ آپ ایسا نہ کریں ابوجعفر نے اس جماعت کو بلا کر اس کے متعلق سوال کیا انھوں نے کہا کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ اس نے یہ بات منظور کر لی ہے ابوجعفر نے اپنا فرمان نافذ کر دیا اور اس کارروائی پر خالد کا شکر ادا کیا مہدی بھی ہمیشہ خالد کی اس خدمت کا اعتراف کرتا تھا اور اس معاملہ میں اس کی عقلمندی کی تعریف کرتا تھا۔

ابن حارث کی روایت

عبداللہ بن حارث بن نوفل کا مولی عبداللہ ابی سلم کہتا ہے کہ جب ابوجعفر نے عہدی کو عیسیٰ پر مقدم کرنے کا عزم کر لیا تو اس زمانے میں ایک مرتبہ میں سلیمان بن عبداللہ بن الحارث بن نوفل کے ساتھ سیر کے لئے جا رہا تھا اتنے میں ابونخیلہ شاعر جس کے ہمراہ اس کے دونوں بیٹے اور دونوں غلام اپنے گھر کچھ سامان اٹھائے ہوئے ساتھ تھے ہمیں ملا، ان کو دیکھ کر سلیمان بن عبداللہ ٹھہر گیا اس نے ابونخیلہ سے پوچھا یہ کیا ہے تم کس حال میں ہو اس نے کہا میں خاندان زارہ کے قعقاع نامی ایک شخص کے پاس ، جو عیسیٰ بن موسیٰ کا ساتھی تھا، مقیم تھا۔ اس نے مجھے کہا کہ تم میرے پاس سے چلے جاؤ کیونکہ میں عیسیٰ کا ساتھی ہوں۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے اس بیعت کے سلسلہ میں مہدی کی تعریف میں کچھ شعر کہے ہیں۔ لہذا مجھے خطرہ ہے کہ اس کو علم ہو گیا تو اس کا وبال مجھ پر پڑے گا۔
آخر اس نیا اس قدر اصرار کیا کہ مجھے نکلنے کے بغیر چارہ نہ رہا۔ سلیمان مجھے کہا کہ تم ابونخیلہ کو ساتھ لے

جا کر میرے مکان میں اچھی جگہ ٹھہرا دو۔ اور خادموں کو ہدایت کر دو کہ وہ اس کے اور اس کے متعلقین کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔

پھر سلیمان نے ابوجعفر کو بھی ابونخیلہ کے وہ اشعار سنائے جو اس نے مہدی کیلئے کہے تھے۔ جس روز ابو جعفر نے اپنے بیٹے مہدی کو عیسیٰ پر مقدم کر کے اس کے لئے بیعت لی ابوجعفر نے ابونخیلہ کو دربار میں بلایا اور اشعار سنانے کہ فرمائش کی اس نے اشعار سنائے سلیمان بن عبداللہ نے ابوجعفر سے سفارش کی کہ ان اشعار کا آپ معقول صلہ دیں کیونکہ یہ بات ہمیشہ کے لئے کتابوں میں اور لوگوں کی زبانوں پر یادگار رہ جائے گی۔
اور دس ہزار درہم اسے دلوا کر ہی چھوڑے۔

ابونخیلہ کا نظمیں پڑھنا

ابونخیلہ کہتا ہے میں ابوجعفر کی خدمت میں حاضر ہوا ایک ماہ ڈیوڑھی پر حاضر رہا، مگر ان تک رسائی نہ ہوئی ایک دن عبداللہ بن الربیع الحارثی نے مجھ سے کہا کہ امیر المؤمنین چاہتے ہیں کہ اپنے بیٹے کو ولی عہد خلافت مقرر کر دیں اور عیسیٰ پر اسے مقدم کر دیں مناسب ہوگا کہ تم ایسی نظم لکھو جس میں ان کو اس کام پر ابھارا جائے اور اس میں مہدی کی فضیلت اچھی طرح ظاہر کرو۔

اس طرح ممکن ہے کہ وہ اور اس کے صاحبزادے تمہارے ساتھ کچھ احسان کا معاملہ کریں میں نے کئی نظمیں اس کی مدح میں لکھیں اور ان کو خادموں کے سامنے پڑھا وہ ان کو یاد ہو گئیں ابوجعفر نے بھی سنا پوچھا کہ یہ کس نے کہی ہیں ان سے کہا گیا کہ ان کا قائل بنی سعد بن زید مناۃ کا ایک شخص ہے ابوجعفر خوش ہوئے انھوں نے مجھے بلایا میں ان کی بارگاہ میں پیش کیا گیا عیسیٰ بن موسیٰ ان کی دائیں طرف بیٹھا تھا اور تمام بڑے فوجی اور ملکی عہدیدار دربار میں حاضر تھے جب میں ایسی جگہ پہنچ گیا جہاں سے میں ان کو نظر آتا تھا میں نے بلند آواز سے عرض کیا امیر المؤمنین آپ مجھے اپنے قریب بلا لیجئے تاکہ جو میں عرض کروں اسے آپ سن سکیں اور سمجھ سکیں انھوں نے ہاتھ کے اشارے سے قریب آنے کو کہا میں بڑھتے بڑھتے ان کے بلکل سامنے پہنچ گیا اور وہاں کھڑے ہو کر میں نے خوب بلند آواز سے ابتداء سے آخر تک اپنے اشعار سنا دیئے اس وقت تمام حاضرین دربار میں خاموش بیٹھے میری نظم سنتے رہے اور خود منصور بہت توجہ سے میرے اشعار سن کر اس سے مزہ لیتے رہے۔

ابونخیلہ کا قتل

جب شعر پڑھ کر میں باہر آیا تو عسقال بن شبہ نے میرے مونڈھے پر آ کر چپکے سے ہاتھ رکھا اور کہا کہ تم نے امیر المؤمنین کو خوش تو کر دیا ہے اب اگر معاملہ اسی طرح کامیاب ہو گیا جیسا کہ تم چاہتے ہو اور جس کی تم نے اپنے اشعار میں آرزو کی ہے تو بخدا تمہیں اس کا بہت سلا ملے گا اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہو گیا تو پھر تمہاری یہ خیر نہیں پھر تمہیں زمین پر دھنس کر یا آسمان پر چڑھ کر پناہ گزین ہونا پڑے گا منصور نے رے کے نام سے صلہ دینے کا حکم لکھ بھیجا یہ رے روانہ ہوا عیسیٰ نے اپنے آدمی اس کے پیچھے لگا دیئے انھوں نے اسے راستے ہی میں جا لیا اور ذبح

کر کے اس کے چہرے کی کھال اتار لی اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب وہ اپنا صلہ لے کر رے سے واپس پلٹا اس وقت قتل کیا گیا

ولی عہد سے برطرف ہونے کی وجہ

ولید بن محمد العنبری کہتا ہے کہ عیسیٰ کے مہدی کو اپنے پر مقدمہ کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ سلم بن قتیبہ نے اسے کہا تھا کہ تم مہدی کو اپنے پر مقدمہ کر کے اس کی بیعت کر لو وہ تمہیں ولی عہد پر برقرار رکھنا چاہتے ہیں اسی وجہ سے تم اس حق سے محروم بھی نہ ہو گے اور ان کی خوشی بھی ہو جائے گی عیسیٰ نے پوچھا کیا واقعی تمہاری یہ رائے ہے اس نے کہا ہاں عیسیٰ نے کہا تو میں اس کے لئے تیار ہوں سلم منصور سے آ کر کہا کہ عیسیٰ اس بات کے قبول کرنے کے لئے تیار ہے یہ سن کر منصور بہت خوش ہوا اور اس وقت سے سلم کی اوقات ان کی نگاہ میں بہت زیادہ ہو گئی اب سب لوگوں نے مہدی اور اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے لئے بیعت کر لی پہلے خود منصور نے اس معاملہ پر تقریر کی اور کہا کہ میں مہدی کو عیسیٰ پر مقدمہ کرتا ہوں اس کے بعد عیسیٰ نے تقریر کی اور اس نے کہا کہ میں مہدی کو اپنے اوپر مقدمہ کرتا ہوں اس معاملہ میں منصور نے عیسیٰ سے جو وعدہ کیا تھا اس سے پورا کیا اس معاملہ کے متعلق ابوجعفر کے بعض مصاحب آپس میں تذکرہ کر رہے تھے ان میں ایک سپہ سالار نے یہ بات خدا کی قسم کھا کر کہی کہ عیسیٰ کے ولی عہدی سے علیحدگی کسی ناجائز اثر یا دباؤ کی وجہ سے نہیں ہوئی بلکہ خود عیسیٰ نے دولت کے لالچ منصب جلیلہ کے بار عظمیٰ سے سبکدوشی اختیار کی جس روز اس نے علیحدگی اختیار کی اور مدینۃ السلام کے مقصورے میں بیٹھا ہوا تھا ابو عبیدہ مہدی کا کاتب کچھ خراسانیوں کے ساتھ ہمارے پاس آیا عیسیٰ نے اس سے کہا کہ میں نے ولی عہدی کو محمد بن امیر المؤمنین کے لئے چھوڑ دیا ہے اور اسے اپنے اوپر مقدمہ کر دیا ہے ابو عبیدہ نے کہا جناب والا محض اس قدر کافی نہیں ہے بلکہ آپ یہ کہیں کہ میں اپنے حق سے خوشی کے ساتھ اس کے حق میں دست بردار ہوتا ہوں نیز آپ اس معاملہ میں جو خواہش رکھتے ہوں اس کا اظہار کر دیں وہ خواہش پوری کر دی جائے گی عیسیٰ نے کہا اچھا عبداللہ امیر المؤمنین نے اپنے بیٹے محمد المہدی کو ولی عہدی میں جو تقدیم دی ہے میں اس شرط پر تیار ہوں کہ اس کے عوض میں ایک کروڑ درہم مجھے دیئے جائیں تین لاکھ میرے فلاں فلاں بیٹوں کو دیئے جائیں اور سات لاکھ میری فلاں بیوی کو دیئے جائیں پھر میں دلی رضا مندی اور خوشی سے تیار ہوں کہ مہدی کو ولی عہد بنا دیا جائے کیونکہ وہ باعتبار اپنی اہلیت حق اثر و قوت کے خلافت کے بار گراں کو اٹھانے کے لئے مجھ سے زیادہ مستحق ہیں اس کی تقدیم کی وجہ سے اب آئندہ مجھے اس معاملہ میں کوئی حق نہ رہے گا اور اگر میں اس کا دعویٰ کروں تو غلط سمجھا جائے اس معاملہ کو لکھتے ہوئے کئی مرتبہ وہ جملوں کو بھول جاتا ہے ابو عبیدہ اسے یاد دلاتا تھا تاکہ عہد میں کسی قسم کا قانونی نقص باقی نہ رہے عہد نامے کی تحریر کے بعد اس پر مہر اور گواہی کے ثبت کے بعد عیسیٰ نے اپنے دستخط اس پر کیئے اور مہر لگائی بہت سے لوگ اس وقت موجود تھے عہد کی تکمیل کے بعد سب لوگ باب المقصورہ سے محل میں آئے امیر المؤمنین نے بارہ لاکھ درہم کی مالیت کا خلعت عیسیٰ اور اس کے بیٹے موسیٰ کو عطا فرمایا عیسیٰ بن موسیٰ تیرہ سال کوفہ اور سواد کا گورنر رہا اس کے بعد جب عیسیٰ نے مہدی کو اپنے اوپر مقدمہ کرنے سے انکار کیا تو منصور نے اسے کوفہ کی گورنری صوبہ

داراس سال رہی وہی لوگ تھے جو سزا سبق میں رہے تھے۔

۱۴۹ھ شروع ہوا

اس سال کے اہم واقعات

اس سال عباس بن محمد نے رومیوں کے علاقہ میں موسم گرما کی مہم کے ساتھ جہاد کیا اس کے ساتھ حسن بن قحطبہ اور محمد بن الاشعث بھی تھے آخرالذکر راستے ہی میں ہلاک ہوگیا اس سال منصور نے بغداد کی فصل اور خندق وغیرہ کی تعمیر مکمل کرائی نیز وہ اس سال موصل کے جدید شہر کو دیکھنے آئے اور پھر مدینۃ السلام واپس چلے آئے محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں حج ہوا عبدالصمد بن علی مکہ کی ولایت سے علیحدہ کردیا گیا اور اس کی جگہ بن ابراہیم مقرر کیا گیا مکہ اور طائف کے علاوہ اور تمام ممالک کے صوبہ گورنر اس سال وہی لوگ تھے جو ۱۴۷ھ اور ۱۴۸ھ میں تھے البتہ مکہ اور طائف کا والی اس سال محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس تھا۔

۱۵۰ھ شروع ہوا

اس سال کے اہم واقعات

اوران کا ذکر

اس سال استاذ سیس نے صوبہ خراسان کے اضلاع ہرات باذغیس اور سجستان کے باشندوں کے ساتھ جن کی تعداد تقریباً تین لاکھ بیان کی جاتی ہے حکومت کے خلاف بغاوت برپا کی انھوں نے تقریباً سارے خراسان پر غلبہ حاصل کرلیا اور اب آگے بڑھے اہل مرالذوذ کا ان سے مقابلہ ہوا اجثم المذ ودی اہل مرالرذوذ کے ساتھ مقابلہ پر نکلا باغیوں نے اس کا نہایت شدید مقابلہ کیا اجثم اور اس کے ساتھ مروالرذوذ کے کئی ہزار آدمی مارے گئے کئی بڑے مشہور سردار جنگ سے بھاگ گئے ان میں معاذ بن مسلم بن معاذ جبریل بن یحییٰ حماد بن عمرو ابوالنجم السجستانی اور داؤد بن قابل ذکر ہیں منصور نے جو اس وقت بردان میں ٹھہرے ہوئے تھے خازم بن خویلد کو مہدی کے پاس بھیجا مہدی نے اسی کو استاذ سیس کے مقابلہ پر سپہ سالار مقرر کیا تھا اور دوسرے فوجی سردار اس کے تحت کر کے اس کے ساتھ گئے۔

خازم کو فوجی اختیارات ملنا

مہدی کا وزیر معاویہ بن عبیداللہ خازم کے راستے میں رکاوٹیں پیدا کرتا تھا مہدی ان دنوں نیشاپور میں مقیم تھا معاویہ خازم بن خزیمہ اور دوسرے اس کے تحت فوجی سرداروں کو اپنی طرف سے مختلف احکام بھیجتا رہتا تھا

خازم نے اس کے تدارک کے لئے یہ تدبیر کی کہ بیمار پڑ گیا اور اس وقت اپنی چھاؤنی میں مقیم تھا دوا پی لی اور ڈاک کے ذریعے مہدی کے پاس نیشا پور آیا سلام کر کے علیحدگی میں ملاقات کرنے کی درخواست کی ابوعبیدہ اس وقت وہاں موجود تھا مہدی نے خازم سے کہا کہ ابو رعبیدہ سے کوئی راز نہیں ہے تم جو کہنا چاہتے ہو وہ اس کے سامنے کہہ سکتے ہو خازم نے اس بات سے انکار کیا اور کوئی بات اس سے نہیں کی آخر کار ابوعبیدہ مجلس سے اٹھ کر چلا گیا۔

جب علیحدگی ہوگئی تو اب خازم نے مہدی سے اس کی سخت شکایت کی اور کہا کہ یہ فرقہ وارانہ تعصب میں مبتلا رہا ہے اور پیدا کر رہا اسی طرح کے خطوط اس نے مجھے اور میرے ماتحت دوسرے عہدہ داروں کی طرف لکھے ہیں

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فوجی نظام اور اطاعت میں خرابی واقعہ ہوگئی ہے ہر شخص خودسر ہو کر اپنی رائے سے کام کرتا ہے میری بات سنی نہیں جاتی ان کی اطاعت میں فرق پڑ گیا ہے جب تک کہ ایک سپہ سالار کے ذمہ تمام معلومات کی باگ نہیں ہوگی لڑائی میں کامیابی ممکن نہیں ہے تمام پڑاؤ میں صرف ایک شخص کا جھنڈا لہرائے اور کسی دوسرے عہدہ دار کو اپنا نشان بلند کرنے کی اجازت نہ ہو اور اگر ہو تو اس کا اختیار سپہ سالار ہی کو رہے میں خود ان حالات میں استاذ سیس کے مقابلہ پر جانے کے لئے تیار نہیں ہوں البتہ اگر مجھے مکمل اختیار دیا جائے ابوعبیدہ سے میرا تعلق نہ رہے مجھے اجازت ہو کہ میں اپنے ہمراہی عہدیداروں کے نشان اتروا دوں اور ان کو میرے حکم اور ہدایت کی تسلیم کے احکام جاری ہوں تب میں اس مہم پر جانے کے لئے آمادہ ہوں، مہدی نے اس کی تمام باتیں منظور کر لی خازم اپنی چھاؤنی میں واپس آ گیا اب اس نے اپنے اختیار سے کام کرنا شروع کیا ہر عہدیدار کو اپنی حیثیت پر خود بخود قیادت کا حق نہیں رہا جسے چاہا اسے برقرار رکھا جسے چاہا اسے منصب سے علیحدہ کر دیا ان فوجوں کو جو اس سے پہلے دشمن کے مقابلے پر شکست یاب ہو چکی تھی اس نے اپنے ساتھ ملا لیا مگر ان کو بطور مزید تعداد بڑھانے کے لئے ساتھ لیا چونکہ ان کے دل دشمن سے مرغوب تھے اس وجہ سے اس نے اس فوج کو اپنی اس فوج کے عقب میں متعین کیا آگے نہیں بڑھائے اس فوج کی تعداد بائیس ہزار تھی پھر خازم نے باقاعدہ فوج کے چھ ہزار آدمی منتخب کیے اور ان کو ان بارہ ہزار چیدہ نوجوانوں کے ساتھ شامل کیا جو پہلے سے اس کی قیادت میں تھے بکار بن مسلم العقیلی بھی منتخب شدہ سرداروں میں تھا اب خازم نے جنگ کی تیاری شروع کی اور خندق بنائی حسن بن شعبہ بن زہیر کو میمنہ پر نہار بن حصین العبدی مشیرہ پر متعین کیا بکار بن مسلم العقیلی مقدمۃ الجیش پر تھا ترارخدا جو خراسان کے عجمی روسہ کی اولاد میں تھا وہ شاکا جیش پر متعین تھا زبرقان اس کا لوا برادر اور اس کا مولی تسدم اور اس کا علم برادر تھا۔

جنگی پسپائی

اب اس نے دشمن کے خلاف ایسی مؤثر جنگی نقل و حرکت شروع کی کہ اس نے ان کو چکمہ دے کر کاٹ ڈالا یہ ساری جماعت پیدل تھی اس کے بعد خازم ایک مقام پر جا کر ٹھہر گیا وہاں اپنے گرد اس نے خندق بنا لی اور تمام ضروریات اکٹھا کر کے اپنی ساری فوج خندق کے گرد جمع کر لی اس کے چار دروازے بنائے ہر دروازے پر اپنی منتخب فوج متعین کی جس کی تعداد چار ہزار تھی بکار نے اپنی مقدمۃ الجیش کے سرادر کے ماتحت مزید دو ہزار فوج

کردی اس طرح اٹھارہ ہزار کا تکملہ ہوگیا باغیوں کی اور جماعتیں آئیں ان کے پاس کدال پھاوڑے اور ٹوکریاں تھیں یہ ان کو لیکر خندق کو پر کرنے اور پھر مسلمانوں کے پڑاؤ میں اندر آنے کے لئے بڑھے یہ جماعت اس دروازے سے خندق پر بڑھی جس پر بکار بن مسلم متعین تھا دشمنوں نے بکار پر ایسا سخت حملہ کیا کہ اس کی فوج مقابلہ نہ کرسکی، اوران کو پسپائی کے بغیر چارا نہیں رہا یہ فوج شکست کھا کر پیچھے ہٹی اور ترک خندق کو عبور کر کے ان پر آپڑے بکار یہ رنگ دیکھ کر خود تیر کی طرح اس خطرے کے مقام پر آیا خندق کے دروازے گھوڑے سے اترا اور اپنے خاص آدمیوں کواوس لئے للکار کر کہا کیا کر رہے ہو کیا میری ہی سمت سے ہو کر دشمن مسلمانوں پر غلبہ کرے گا یہ سن کر اس کے خاندان اور علاقے کے تقریباً

پچاس آدمی پیدل ہوگئے انھوں نے نہایت شجاعت سے اپنے دروازے کا دفاع کیا اور دشمن کو وہاں سے بے دخل کردیا جس دروازے پر خود خازم موجود تھا اس پر حریث الجستانی نامی ایک شخص جو کہ اوستاذ سیس کے ساتھ اور ان کے معلومات کا نظام تھا حملہ آور ہوا اسے اپنی سمت آتا دیکھ کر خازم نے ھثیم بن شعبہ صاحب میمنہ کو حکم بھیجا کہ تم اپنی فوج لے کر اپنے مقابل دروازے سے وہ راستہ ترک کر کے جو بکار کے دروازے کی طرف جاتا ہے دوسرے راستے چلے جاؤ اس وقت دشمن بکار سے لڑائی اور میری طرف پیشقدمی کرنے میں مصروف ہے جب تم ان کی حد نظر سے دور چلے جاؤ اس وقت ایک دم مڑ کر اس کے عقب سے اس پر حملہ کرنا۔

مسلمانوں کی فتح

اس وقت مسلمان ابوعون اور عمیر بن سلم بن قتیبہ طخارستان سے ان کی مدد کے لئے آنے کے متوقع بھی تھے

اس وجہ سے خازم نے بکار سے کہلا بھیجا کہ جب تم کو اپنی پشت پر سے ھثیم بن اشعبہ کی برقیس بڑھتی ہوئی نظر آئی تم خوشی میں لے نعرۂ تکبیر بلند کرنا اور کہنا کہ یہ اہل طخارستان تمہاری مدد کے لئے آپہنچے ھثیم کی فوج نے اسی ہدایت کے مطابق عمل کیا خود خازم قلب فوج کے ساتھ حریث الجستانی کے مقابلہ پر نکلا دونوں حریفوں نے تلواریں نیام سے نکالیں اور ایک دوسرے سے نہایت عزم اور ثابت کے ساتھ حملہ آور ہوگئے اور اسی طرح کچھ دیر تک لڑتے رہے اب ھثیم کی فوج اور جھنڈے ان کو بڑھتے ہوئے دکھائی دیئے ان کو دیکھ کر مسلمانوں نے ایک دوسرے کو سنانے کے لئے نعرہ لگایا کہ یہ دیکھو اہل طخارستان ہماری مدد کے لئے آپہنچے قریش کی فوج نیز ان لوگوں کی بکار بن مسلم کے مقابل نبرد آزما تھی ان جھنڈوں پر نظر پڑ گئی کہ خازم نے دشمن پر نہایت شدید حملہ کر کے ان کو اپنے سامنے سے ہٹا دیا اتنے میں ھثیم کی فوج نے عقب سے ان پر حملہ کردیا اور نیزوں اور تیروں سے ان کو سخت نقصان پہنچایا نہار بن حصین اپنی فوج لے کر مصرہ کی سمت سے اور بکار بن مسلم اپنی سمت سے اپنی فوج لیکر ان پر حملہ آور ہوئے اور انھیں مار بھگایا شکست کے بعد مسلمانوں نے دل کھول کر قتل کرنا شروع کیا صرف اس جنگ میں دشمن کے تقریباً ستر ہزار آدمی مسلمانوں کے ہاتھ قتل اور چودہ ہزار مسلمانوں کے ہاتھوں میں اسیر ہوگئے اوستاذ سیس نے اس کے ہمراہ بہت ہی تھوڑے آدمی رہ گئے تھے بھاگ کر پہاڑ میں پناہ لی اس جگہ ابوعون اور عمر بن مسلم قتیبہ اپنی جماعتوں کے ساتھ خازم

سے آملے خازم نے ان کو ایک سمت ٹھہرا دیا اور کہا کہ آپ دونوں یہیں رہیں جب ہمیں ضرورت ہوگی آپ کو مدد کے لئے بلا لیں گے اس کے بعد اوستاذ سیس اور اس کے ہمراہیوں کا محاصرہ کر لیا۔

آخر کار انھوں ابو عون کے فیصلے پر ہتھیار رکھ دیئے چونکہ اس شرط کے علاوہ انھوں نے دوسری کسی سرحد پر ہتھیار رکھنے کے لئے آمادگی ظاہر نہیں کی تھی اس وجہ سے مجبوراً خازم نے اسے منظور کر لیا اور ابو عون کو حکم دیا کہ تم جا کر ان سے وعدہ کر لو کہ وہ تمہاری سوائے صوابدید پر ہتھیار رکھ دیں ابو عون نے ان سے جا کر اپنی ذمہ داری کا اقرار کر لیا انھوں نے ہتھیار رکھ دیئے اطاعت قبول کرنے کے بعد اس کے حکم سے اوستاذ سیس اور اس کے بیٹوں اغیرہ کو لوہے کی بیڑیاں ڈالدی گئیں اور دوسروں کو چھوڑ دیا گیا یہ تیس ہزار تھے خازم نے بھی ابو عون کے اس فیصلے کو برقرار رکھا اور ان کے ہر شخص کو دو دو کپڑے دیئے اس نے اس فتح کی خوشخبری اور دشمنوں کی تباہی کی اطلاع مہدی کو لکھ بھیجی، مہدی نے امیر المؤمنین منصور کو اس کی اطلاع کی۔

محمد بن عمر کہتا ہے کہ اوستاذ سیس اور حریش نے ۱۵۰ ہجری میں خروج کیا۔

اور ۱۵۱ ہجری میں اوستاذ سیس کو شکست ہوئی۔

اس سال منصور نے جعفر بن سلیمان کو مدینہ کی گورنری سے علیحدہ کر کے

اس سال منصور نے جعفر بن سلیمان کو مدینہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ حسن بن زید بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کو والی مدینہ مقرر کیا۔

اس سال جعفر الاکبر بن ابی جعفر المنصور نے مدینۃ الاسلام میں وفات پائی منصور نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور وہ رات کے وقت قریش کی ہڑواڑ میں دفن کیا گیا۔

اس سال موسم گرما میں مہم جہاد کے لیے نہیں بھیجی گئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال صائفہ پر منصور نے اُسید کو سپہ سالار مقرر کیا تھا مگر وہ دشمن کی سرزمین پر اپنی فوج لے کر حملہ آور نہیں ہوا بلکہ مرج دابق میں پڑا رہا۔

حج انتظامی عہدے

اس سال عبدالصمد بن علی عبداللہ بن عباس عامل مکہ اور طائف کی امارات میں حج ہوا یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس سال ان مقامات کا عامل محمد بن ابرہیم بن محمد تھا، اور مدینہ کا والی حسن بن زید العلوی تھا۔ محمد بن سلیمان بن علی کوفہ کا والی تھا، عقبہ بن مسلم بصرہ کا والی تھا، سوار بصرہ کے قاضی تھے، یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔

۱۵۱ ہجری شروع ہوا

اس سال کے اہم واقعات

اس سال قوم کرک نے بندرگاہ جدہ پر براہ سمندر غارت گری کی، نیز اس سال عمر بن حفظ بن عثمان بن ابی صفرہ سندھ کی گونری سے علیحدہ کر کے افریقہ کا والی مقرر کیا گیا اور اس کی جگہ سندھ پر ہشام بن عمرو التغلبی والی

مقرر ہوا۔ اس عزل ونصب کے اسباب اور واقعات ذیل میں بیان کیے جاتے ہیں۔

عمر بن حفظ کی سندھ سے علیحدگی اور ہشام بن عمرو کا تقرر

منصور نے عمر بن حفظ الصفر ی ہزار مرد کو سندھ کا صوبہ دار مقرر کیا یہ مدینہ میں محمد بن عبداللہ اور بصرہ میں ابراہیم بن عبداللہ کے خروج تک اپنے فرائض کو بخوبی انجام دیتا رہا۔ محمد بن عبداللہ نے خروج کرنے کے بعد اپنے بیٹے عبداللہ اشتر کو چند زیدیوں کے ساتھ بصرہ بھیجا اور ہدایت کی کہ وہاں سے نہایت عمدہ اور تیز رفتار گھوڑے خرید کر عمرو بن حفظ کے پاس چلے جاؤ اس شخص کے پاس بھیجنے کی وجہ یہ تھی کہ یہ بھی منصور کے ان سپہ سالاروں میں تھا جنھوں نے محمد کے لیے بیعت کی تھی۔ اور نیز اس لیے کہ یہ آل ابی طالب کی طرف رحجان قلبی رکھتی تھا۔

یہ جماعت ابراہیم بن عبداللہ کے پاس آئی یہاں انھوں نے بہت سے اعلیٰ درجہ کے گھوڑے خریدے ،سندھ میں عمدہ گھوڑوں کی نہایت قدرو قیمت تھی یہ بحری راستے سے سندھ آئے اور عمرو بن حفظ کے پاس پہنچے اور بیان کیا کہ نخاس میں ہمارے پاس نہایت عمدہ گھوڑے ہیں۔ عمرو نے کہا کہ وہ گھوڑے میرے سامنے پیش کیے جائیں انھوں نے وہ گھوڑے ان کے سامنے پیش کیے۔ جب یہ لوگ عمرو کے قریب آئے تو ان میں سے کسی نے کہا کہ مجھے اپنے پاس آنے دیجیے میں آپ سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں اس نے بلا لیا۔ اس شخص نے کہا ہم آپ کے پاس ایسی چیز لے کر آئے ہیں جو آپ کے لیے ان گھوڑوں سے بہتر ہے اور جس میں آپ کی دنیا و دین دونوں کی بھلائی ہے آپ ہمیں ان دو شرطوں پر امان دیجیے ایک یا تو جس غرض سے ہم آپ کے پاس آئے ہیں آپ اسے قبول فرمالیں اور اگر قبول نہ کریں تو آپ اس وقت اس معاملہ کو بالکل چھپا کر رکھیں اور ہمیں کوئی اذیت اس کی وجہ سے نہ دیں ہم پھر خود ہی آپ کے علاقے سے واپس چلے جائیں گے۔

عمرو نے ان کو امان دی انھوں نے کہا ہم گھوڑے لے کر آپ کے پاس نہیں آئے بلکہ یہ دیکھیے رسول اللہ ﷺ کے پوتے عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسنؓ آپ کے پاس موجود ہیں ان کے والد نے ان کو آپ کے پاس بھیجا ہے انھوں نے مدینہ میں خروج کر دیا ہے اور اپنی خلافت کی دعوت عام دی ہے ان کے بھائی ابراہیم نے بصرہ میں خروج کر کے اس پر قبضہ کر لیا ہے۔ عمرو نے ان کی دعوت پر خوشی خوشی لبیک کہا اور محمد کے لیے ان کی بیعت کر لی عبداللہ بن محمد کے لیے حکم دیا گیا کہ اسے ہمارا مہمان بنایا جائے۔ چنانچہ وہ اسی کے پاس ٹھہرا عمرو نے اپنے اہل خاندان اور خاص سرداروں اور اپنے علاقہ کے سربرآوردہ لوگوں کو محمد کی بیعت کی دعوت دی جسے انھوں نے قبول کر لیا اور بیعت کر لی۔ اب ان سب نے سفید جھنڈے اور نشانات اختیار کیے ،سفید قبائیں ،اور سفید کلاہیں پہننا شروع کیں اور منبر پر پہننے کے لیے بھی سفید ہی لباس مہیا کیا ایک جمعرات کے دن اس نے اس سفید لباس کا اہتمام کیا۔

بدھ کے روز بصرہ سے ایک تباہ کن جنگی جہاز سندھ آیا اس نے عمرو بن حفیظ کی بیوی خلیدہ بنت المبارک کا ملازم قاصد بن کر عمر کے نام ایک خط لے کر آیا جس میں اسے محمد بن عبداللہ کے قتل کی خبر دی گئی تھی عمر نے محمد بن عبداللہ سے آ کر یہ واقع بیان کیا اور اس کے باپ کی ہلاکت پر تعزیت کی اور کہا کہ میں نے آپ کے والد کے لیے

بیعت کی تھی۔ مگر اب ان کے ساتھ یہ واقع پیش آ گیا عبداللہ نے کہا میرا معاملہ اب شہرت حاصل کر چکا ہے، میرا پتہ معلوم ہو گیا ہے اب میرے خون کی ذمہ داری تمہاری گردن پر ہے اب تم جیسا مناسب خیال کرو اپنے لیے راستہ اختیار کر و چاہے میری حفاظت کرو یا اس سے دست بردار ہو جاؤ۔ عمر نے کہا ایک بات میرے خیال میں آئی ہے وہ یہ ہے کہ یہاں سندھ کا ایک بڑا زبردست سردار ہے جس کا ملک وسیع اور جس کی رعایا بہت زیادہ ہے باوجود شرک کے رسول اللہ ﷺ کی حد درجہ تعظیم و تکریم کرتا ہے اور اپنے عہد کا پکا ہے میں اسے بلا کر تمہارے اور اس کے درمیان محبت کا رشتہ قائم کر دیتا ہوں اور تم کو اس کے پاس بھیج دوں گا تم وہیں رہنا اس کے ساتھ قیام کی حالت میں تم پر کسی کی دسترس نہیں ہو سکے گی۔

عبداللہ نے کہا جو آپ مناسب خیال کرتے ہوں اس پر عمل کیجیے عمر نے اپنی تجویز پر عمل کیا عبداللہ اس رئیس کے پاس چلا گیا اس نے اسکی بڑی تعظیم خاطر داری اور تواضع کی اور بہت سلوک کیا اب زیدی رفتہ رفتہ اس کے پاس پہنچ کر ٹھہرنے لگے۔ اس طرح چار سو اچھے ذی اثر مدبر بہادر اور علماء اس کے پاس جمع ہو گئے۔ عبداللہ اس جماعت کے ساتھ سیر و شکار کے لیے شہزادوں کی طرح پورے تزک و احتشام کے ساتھ سواری میں نکلتا تھا۔

جب محمد اور ابراہیم دونوں مارے گئے تو عبداللہ الاشتر کی اطلاع منصور کو ملی منصور نے اسے بڑی اہمیت دی اسے سخت غصہ آیا اس نے عمر بن حفظ کو اپنی اطلاع لکھ بھیجی۔ عمر نے اپنے تمام رشتہ داروں کا جمع کر کے منصور کا خط سنایا اور کہا کہ اگر میں اس واقع کا اقرار کرتا ہوں تو وہ فوراً مجھے معزول کر دیں گیا گر ان کے پاس جاؤں قتل کرا دیں گے اگر مقابلہ کروں تو وہ لڑ پڑیں گے۔ اس کے خاندان کے ایک شخص نے کہا تم اس واقعہ کی تمام ذمہ داری میرے سر ڈال دو اور اسی وقت اس کی اطلاع امیر المومنین کو لکھ بھیجو نیز فوراً تم مجھے گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا دو اور قید کر دو۔ وہ ضرور میری حاضری کا حکم دیں گے تم مجھے بھیج دینا میرے خیال میں سندھ میں جو قوت و دبدبہ تمھیں حاصل ہے نیز بصرہ میں تمہارے خاندان کا جو اعزاز و اثر ہے اس کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے وہ میرے خلاف کوئی کاروائی نہیں کریں گے، عمر نے کہا تمہارا خیال غلط ہے مجھے تمہارے متعلق بالکل برعکس معاملہ کا اندیشہ ہے وہ کہنے لگا کہ اگر میں مارا گیا تو میں بخوشی اس کے لیے تیار ہوں کہ میری جان تم پر قربان ہو جائے اگر زندہ رہا تو اسے اللہ تعالیٰ کا عطیہ سمجھوں گا عمر نے اس کے قید کرنے کا حکم دے دیا وہ جیل میں ڈالا گیا پھر اس نے منصور کو اس کی اطلاع لکھ بھیجی منصور نے اس کی حاضری کا حکم بھیجا جب یہ اس کے سامنے پیش ہوا انھوں نے اسے قتل کرا دیا۔

سندھ کے گورنر کے لیے غور

اس کے بعد وہ ایک طویل مدت تک غور کرتے رہے کہ کس کو سندھ کا حاکم مقرر کریں کبھی کسی کا نام لیتے اور پھر خاموش ہو جاتے ایک دن سیر کے لیے جا رہے تھے کہ ہشام بن عمرو التغلبی ان کے ہمراہ تھا۔ منصور جب تک اس روز سواری میں رہے اسے غور سے دیکھا کیے، اپنی قیام گاہ واپس آ کر جب انھوں نے کپڑے اتار دیئے تو ربیع نے آ کر ہشام کی باریابی کی اجازت چاہی۔ منصور نے کہا ابھی وہ میرے ساتھ تھا ملنے کی ایسی کیا ضرورت پیش آئی، ربیع نے کہا اسے ایک بہت اہم بات آپ سے کرنا ہے، منصور ایک کرسی منگوا کر اس پر بیٹھ گئے اور اب

ہشام بن عمرو کو تلاش کر لیا اس نے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ جب سواری سے میں اپنے مکان واپس گیا تو میری فلاں بہن بنت عمرو میرے سامنے آئی اس کے حسن و جمال ذہانت وفراست اور تقویٰ کو دیکھ کر میرے دل میں یہ خیال آیا یہ تو امیر المومنین کے لائق ہے اب میں اس غرض سے حاضر ہوا ہوں کہ اسے آپ کے نذر کر دوں منصور دیر تک سے جھکائے بید کی لکڑی سے زمین کھرچتے رہے اور سوچتے رہے اور پھر کہا اچھا اس وقت جاؤ جو فیصلہ ہوگا اس کے متعلق میرا حکم تمہیں بعد میں مل جائے گا۔ اس کے جانے کے بعد منصور نے ربیع کو خطاب کر کے کہا اگر بنی تغلب کی ہجو میں جریر نے یہ شعر کہے۔

لا تطلب خؤولته في تغلب

فالزنج اکرم منهم اخوالا

بنی تغلب کو کبھی اپنا ننھیال مت بنانا کیونکہ ننھیالی رشتہ داروں کی حیثیت میں زنگی ان سے کہیں اچھے ہیں نہ کہا ہوتا تو میں ضرور اس کی بہن سے شادی کر لیتا۔ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر اس سے میری اولاد ہوئی تو اس شعر کی وجہ سے ان کو عار آئے گا اچھا تم خود جاؤ اور اس جا کر کہو کہ امیر المومنین کہتے ہیں کہ اس نکاح کے علاوہ اگر تم امیر المومنین سے کچھ اور چاہتے ہو تو امیر المومنین اس کے قبول کرنے میں دریغ نہ کریں گے اگر آئندہ مجھے اس رشتہ کی ضرورت ہوگی تو میں تمہاری تجویز قبول کروں گا۔ خدا تم کو اس کی جزائے خیر دے میں اس بات کے عوض تم کو سندھ کا گورنر مقرر کرتا ہوں، تم اس رئیس سے مراسلت کرنا اگر وہ تمہاری اطاعت منظور کر لے اور عبداللہ بن محمد کو تمہارے حوالے کر دے تو بہتر ورنہ تم اس کے خلاف جنگ کرنا۔

دوسری طرف منصور نے عمرو بن حفظ کو افریقہ کا والی مقرر کر کے اسے اس کے متعلق حکم بھیج دیا، ہشام بن عمرو التغلبی نے سندھ آ کر اپنے عہدے کا جائزہ لیا اور عمرو بن حفظ دورے ممالک طے کر کے افریقہ پہنچ گیا۔ سندھ آ کر ہشام کا جی نہ چاہا کہ وہ عبداللہ کو پکڑ لے مگر دکھاوے کے طور پر اپنے ساتھیوں سے کہتا رہا کہ میں اس رئیس سے اس معاملہ میں خط وکتابت کر رہا ہوں کہ صلح و آشتی سے کام نکل جائے۔ اسی وجہ سے میں اپنی تحریر میں نرم لہجہ اختیار کرتا ہوں تا کہ جنگ کی نوبت نہ آنے پائے ابوجعفر کو اس کی جان بوجھ سستی کرنے کی اطلاعیں مسلسل ملتی رہیں انھوں نے اس خط میں اس معاملہ کے لیے بار بار لکھا کہ اس پر جلد عمل کرو اسی دوروان میں سندھ کے ایک علاقے میں کسی شخص نے شورش برپا کی ہشام نے اپنے بھائی سفنج کو باغیوں کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ یہ اپنی قوت لے کر اس سمت چلا جس راستے سے یہ پیش قدمی کر رہا تھا وہ اس رئیس کی سرحد سے بالکل ملحق واقع ہوا تھا سفنج بڑھا چلا جا رہا تھا کہ اسے ایک غبار بلند ہوتا ہوا نظر آیا اصل میں تو یہ غبار عبداللہ بن محمد کی سواری کا تھا مگر سفنج کو خیال ہوا کہ یہ اس دشمن کا مقدمہ الجیش ہے جس کے مقابلے پر جا رہا ہے اس خیال کی بناء پر دریافت حقیقت کے لیے اس نے اپنے طلائع روانہ کیے انھوں نے آ کر بیان کیا یہ دشمن تو نہیں ہے جس کے مقابلے کے لیے آپ جا رہے ہیں یہ عبداللہ بن محمد الاشتر العلوی سیر کے لیے دریا سندھ کے کنارے کنارے جا رہا ہے۔

یہ سنتے ہی سفنج نے اس کی گرفتاری کے لیے اس سمت جانے کا ارادہ کر لیا اگرچہ ان کے مشیروں نے کہا

کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ہیں آپ خود جانتے ہیں کہ آپ کے بھائی نے جان بوجھ کر ان سے کنارہ کشی کی تا کہ ان کے خون کا وبال اسے اپنے سر نہ لینا پڑے علاوہ بریں وہ آپ کے مقابلے پر نہیں آئے ہیں بلکہ محض سیر و تفریح کے لیے نکلے ہیں اور آپ خود بھی ان کے مقابلے کے لیے نہیں آئے بلکہ دوسرے کے لیے آئے ہیں مناسب ہے کہ آپ ان سے اعراض کریں اور انھیں نہ چھیڑیں۔ مگر سفنج نے کہا میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ کوئی دوسرا ان کو پکڑ کر ان کی گرفتاری اور قتل کو منصور کی خدمت میں ذریعہ تقرب و رسوخ بنالے۔ لہذا میں خود ہی اس موقعہ سے فائدہ کیوں نہ اٹھالوں عبداللہ کے ہمراہ اس وقت دس آدمی تھے۔ سفنج ان کی طرف بڑھا اس نے اپنے مشیروں کی مداہنت کی مذمت کی اور عبداللہ پر حملہ کر دیا۔ عبداللہ اور اس کے ساتھیوں نے بہادری سے حملہ آوروں کا مقابلہ کیا اور سب کے سب مارے گئے ان میں سے کوئی ایک ایسا نہ بچا جو اس واقعہ کی اطلاع دیتا، چونکہ عبداللہ دوسرے مقتولین میں خلط ملط پڑا ہوا تھا اس وجہ سے سفنج کو اس کا پتہ نہ چلا مگر اس کے متعلق یہ بھی کہا گیا کہ اس خوف سے کہ اس کا سر کاٹ لیا جائے قتل کے بعد اس کے ساتھیوں نے اسے دریائے سندھ میں ڈال دیا۔

ہشام بن عمرو نے اس فتح کی اطلاع کے لیے منصور کی بارگاہ میں ایک خط بھیجا اور اس میں یہ ظاہر کیا کہ خود جان بوجھ کر اس کے مقابلہ پر گیا تھا کہ اب تم اس رئیس کے خلاف جنگ کرو جس نے عبداللہ بن محمد کو پناہ دی تھی ،اور اس لیے کہ عبداللہ نے اس رئیس کے ہاں قیام کے زمانے میں چند لونڈیاں رکھی تھیں ان میں ایک کے ہاں محمد بن عبداللہ جو ابوالحسن محمد العلوی ابن الاشتر سے کے نام سے مشہور ہے پیدا ہوا تھا سفنج اس رئیس سے لڑا اس پر فتح حاصل کی اس نے اس کی ریاست پر قبضہ کر لیا اور رئیس کو قتل کر دیا اس نے عبداللہ بن محمد کی ام ولد مع ان کے بیٹے سمیت منصور کی خدمت میں بھیج دیا۔ منصور نے اپنے والی مدینہ کو اس لڑکے کی صحت نسب لکھ بھیجی اور خود اس بچہ کو بھی اس کے پاس بھیج دیا اور لکھا کہ تم آل ابی طالب کو جمع کر کے میرا یہ خط جو اس بچہ کی صحت نسب کے متعلق ہے سنا دینا اور اسے اس کے اعزاء کے سپرد کر دینا۔

اس سال ماہ شوال میں منصور کا بیٹا مہدی خراسان سے ان کے پاس آیا مہدی کی ملاقات اور اس کے کامیاب واپس آنے پر منصور کو مبارک باد دینے کی غرض سے منصور کے تمام اعزا شام ،کوفہ ،اور بصرہ وغیرہ سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے مہدی نے صلہ کے طور پر نقد، لباس اور سواریاں ان کو دیں منصور نے بھی ان کے ساتھ یہی سلوک کیا اور ان میں سے بعض کو مہدی کا مصاحب مقرر کیا ان کا وظیفہ پانچ پانچ سو مقرر کیا اس سال منصور نے اپنے بیٹے مہدی کے لیے مدینۃ السلام کے مشرق میں رصافہ کی تعمیر شروع کی۔

رصافہ کی تعمیر

جب مہدی خراسان سے آیا تو منصور نے اسے مشرق کی جانب ٹھہرایا اور اس کے رصافہ بنوایا اس کی ایک فصیل اور ایک خندق بنوائی میدان قائم کیا اور اس میں باغ لگوایا نیز اس کے لیے پانی جاری کرا دیا چنانچہ پانی نہر مہدی سے رصافہ پہنچتا تھا۔

قثم بن عباس کی خفیہ تدبیر

اس واقعہ کے متعلق دوسری روایت یہ ہے کہ جب روندا یہ جماعت نے منصور کے حکم کے خلاف شور شعب بر پا کیا اور باب الذہب پر منصور سے ان کی لڑائی ہوئی تو قثم بن العباس جوان دنوں بہت ضعیف العمر ہو چکا تھا اور جس کی سب لوگ بہت عزت کرتے تھے منصور سے ملنے آیا۔ منصور نے اس سے کہا کہ آپ نے دیکھا کہ کس طرح یہ سپاہی ہم پر شیر بن گئے مجھے تو یہاں تک اندیشہ ہو گیا تھا کہ اگر اب سب میں اتفاق رائے ہو گیا تو حکومت ہی ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گی۔ اس معاملہ میں آپ کا کیا مشورہ ہے اس نے کہا ایک بات میرے ذہن میں آئی ہے مگر وہ ایسی ہے کہ اگر میں اس کا آپ کے سامنے اظہار کروں تو سارا معاملہ خراب ہو جائے گا اور اگر آپ مجھے میری اپنی تجویز پر عمل کرنے کی اجازت دیں تو میں اسے کر گزروں گا اس طرح آپ کی خلافت پائیدار اور مستحکم رہے گی اور فوج پر آپ کا رعب وداب قائم رہے گا۔

منصور کہنے لگے کیا ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ میری خلافت کے عہد میں تم کوئی کام میرے علم کے بغیر کر گزرو یہ ممکن نہیں قثم نے کہا کیا اپنی حکومت کے بارے میں آپ کو میری نیت پر کچھ شبہ ہے؟ اگر آپ کا ایسا خیال ہے تو آپ مشورہ ہی کیوں لیتے ہیں اور اگر آپ مجھ پر پورا اعتماد رکھتے ہیں تو پھر آپ مجھے میری تجویز کو عمل میں لانے کی اجازت دیں اور اس کے لیے مجھے اختیار دے دیں منصور نے کہا اچھا جو تم نے سوچا ہے اس پر عمل کرو۔

اس ملاقات کے بعد قثم اپنے مکان پر آیا اپنے غلام کو بلا کر کہا کل میرے دربار میں جانے سے پہلے تم امیر المومنین کے محل میں جا بیٹھنا جب تم دیکھو کہ میں وہاں آ گیا ہوں اور اپنے ذی رتبہ ہمسروں میں پہنچ گیا ہوں تم آ کر میرے خچر کی باگ پکڑ کر مجھ سے ٹھہرنے کی درخواست کرنا اور اس لیے کہ تم مجھے رسول اللہ ﷺ، عباس اور امیر المومنین کے حق کا واسطہ دے کر قسم دینا جب میں رک جاؤں اور تمہاری درخواست کو سن کر اس کا جواب دوں گا اس کے بعد میں تمہیں سخت جھڑکی دوں گا اور برا بھلا کہوں گا۔ تم ان باتوں سے پریشان نہ ہو جانا اور پھر مجھ سے اپنی درخواست بیان کرنا اس وقت میں تم کو گالیاں دوں گا اس سے بھی تم خائف نہ ہونا اور پھر اپنی بات پر اصرار کرنا اس وقت میں تم کو اپنے کوڑے سے ماروں گا اسے بھی برداشت کرنا اور پھر پوچھنا کہ یمن اور مضر میں کون شریف تر ہے جب میں اس کا جواب دے دوں اس وقت تم میرے خچر کی باگ چھوڑ دینا اور پھر تم آزاد ہو۔

اس کے غلام نے دوسرے دن صبح یہ ہی کیا کہ وہ امیر المومنین کے قصر میں اسی جگہ جا بیٹھا جہاں بیٹھنے کا اس کے آقا نے حکم دیا تھا جب قثم قصر آیا تو اس کے غلام نے اس کے ساتھ وہی کیا جس کی ہدایت اسے دی گئی تھی پھر قثم نے پوچھا کیا کہنا چاہتے ہو اس نے کہا بتائیے کہ قبیلہ یمن اور مضر میں کون افضل ہے؟ قثم نے کہا مضر وہ قبیلہ ہے جس میں رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے۔ اسی میں کلام اللہ نازل ہوا اسی میں بیت اللہ واقع ہے۔ اور ہمارے خلیفہ بھی بنی مضر سے ہیں یہ جواب سن کر یمنی سرداروں کو بہت ناگوار گزرا کہ اس نے ہمارے شرف کی کوئی بھی بات بیان نہیں کی بلکہ ایک یمنی سردار نے کہہ دیا کہ یہ بات غلط ہے کہ یمن میں کوئی خوبی یا شرف موجود ہی نہیں۔

پھر اس نے اپنے غلام سے کہا تم اس بڈھے کی خچر کی باگ پکڑ کر سختی سے جھٹکا دیکر روکو اور جب تک کہ وہ

اس معاملہ میں تمہارا اطمینان بخش جواب نہ دے سکے اسے آگے نہ بڑھنے دو غلام نے اپنے آقا کے حکم کی بجا آوری کی اس زور سے اسکے خچر کو روکا کہ قریب تھا کہ وہ پچھلے پیروں بیٹھ جائے یہ گستاخی دیکھ کر مضری سردار سخت برہم ہوئے اور کہنے لگے غضب ہے کہ ہمارے شیخ کی ایسی توہین کی جائے ان میں سے ایک سردار نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ تو اس غلام کا (جس نے قثم کو روکا تھا) جا کر ہاتھ کاٹ دے۔ اس غلام نے جا کر یمنی غلام کے ہاتھ کاٹ دیا اب کیا تھا اس واقعہ سے دونوں فریق ایک دوسرے سے متفرق ہو گئے قثم نے اپنے خچر کی باگ موڑ دی اور ابوجعفر کے پاس چلا آیا۔ فوج میں انتشار پیدا ہو گیا کئی فرقے بن گئے۔ مضر کا ایک فرقہ، یمن کا ایک، خراسانیوں کا ایک اور بن ربعیہ کا ایک فرقہ ہو گیا تھا۔ قثم نے ابوجعفر سے جا کر کہا کہ لیجیے میں نے آپ کی فوج میں پھوٹ ڈالدی ہے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ہیں اس طرح اب ہر فرقہ آپ کے خلاف کاروائی کرنے سے اس لیے ڈرتا رہے گا کہ آپ دوسری جماعت کی مدد سے اس کو کچل دیں گے۔ اب صرف ایک بات اور باقی ہے منصور نے پوچھا وہ کیا ہے کہ آپ اپنے بیٹے کو دریا کی دوسری طرف ایک محل میں ٹھہرا دیجیے۔ اسے اور اس کے ساتھ اپنی فوج کا ایک حصہ اس قصر میں منتقل کر دیجیے اس طرح آپ کے پاس دو علیحدہ شہر ہو جائیں گے۔ تا کہ اگر کنارے کے باشندے کبھی آپ کے خلاف سر اٹھائیں تو آپ دوسرے کنارے کے باشندوں سے ان کا مقابلہ کر سکیں اور اگر اس کے برعکس ہو تو اس کنارے والوں سے ان کا مقابلہ کریں اگر کبھی بن مضر آپ کے خلاف ہو جائیں تو آپ یمن، خراسانی، اور ربعیہ کے ساتھ ان کا مقابلہ کریں اور جب یمن مخالف ہوں تو اپنے مطیع بنی مضر وغیرہ کی مدد سے آپ ان کا مقابلہ کریں۔

منصور کی حکومت میں استحکام

منصور نے اس رائے کو قبول کیا اس پر عمل کرنے سے اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اصل میں یہ وجہ ہوئی جس کے لیے منصور نے نے دجلہ کے شرقی ساحل اور رصافہ میں عمارتیں بنائیں اور فوجی سرداروں کو علیحدہ علیحدہ بسایا۔ منصور نے صالح صاحب المصلی کو جانب شرقی کی حد بندی تقسیم، شوارع، تعمیر کا نگران بنایا جس طرح کہ ابو العباس الطوسی کو انھوں نے مغربی سمت کا مہتمم تعمیرات مقرر کیا تھا۔ باب الجسر، سوق یحیی، مسجد خضیر، رصافہ اور دجلہ کے کنارے زواریق کی سڑک پر اس کی قابل تعمیر زمینیں موجود ہیں یہ وہ زمین ہے جو محلوں اور احاطوں سے زائد بچی تھیں اور اسے اس نے اپنے لیے مانگ لیا تھا صالح خراسان کا باشندہ تھا۔

س سال منصور نے اپنے، اپنے بعد اپنے بیٹے محمد المہدی اور اسکے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے لیے اپنے تمام خاندان سے بیعت کی تجدید کرائی۔ ایک جمعہ کو انھوں نے اس غرض سے دربار منعقد عام کیا تمام اہل خاندان کو دربار میں اجازت دی بیعت کے بعد ہر شخص منصور اور مہدی کے ہاتھ کو بوسہ دیتا، مگر عیسیٰ بن موسیٰ کے ہاتھ کو صرف چھو لیتا اور بوسہ نہیں دیتا۔

موسم گرما کی مہم

اس سال عبدالوہاب بن ابراہیم بن محمد کی قیادت میں موسم گرما کی مہم نے جہاد کیا، اس سال عقبہ بن سلم

بصرہ پر اپنا نائب مقرر کر کے بحرین آیا۔ اس نے سلیمان بن حکیم العبدی کو قتل کر کے اہل بحرین کو لونڈی غلام بنا لیا۔ ان میں سے بعض لونڈی غلاموں اور کچھ جنگی قیدیوں کو اس نے ابوجعفر کے پاس بھیج دیا۔ ابوجعفر نے ان میں سے بعض کو قتل کرا دیا اور بقیہ مہدی کو دے دیئے مہدی نے ان پر احسان کر کے انکو آزاد کر دیا اور ہر ایک کو مرد کے دو پارچے دیئے۔ اس کے بعد عقبہ بن سلم بصرہ کی ولایت سے علیحدہ ہو گیا۔

اسد کا قتل

اسد بن المرزبان کی باندی افریک بیان کرتی ہے کہ اس قتل عام کے بعد منصور نے تحقیق حال کے لیے اسد بن المرزبان کو سلم بن عقبہ کے پاس بحرین بھیجا۔ تا کہ اس کے اعمال و احکام کی جانچ پڑتال کرے، سلم نے خوشامد و درآمد سے اسے اپنا ہمدرد بنا لیا اسد نے اس سے کوئی جواب طلب نہیں کیا۔ بلکہ اس کے اعمال کی پردہ پوشی کی، منصور کو اس کی اطلاع ہوئی نیز انھیں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اسد نے اس معاملہ میں رشوت لی ہے انھوں نے ابوسوید الخراسانی کو جو اسد کا گہرا دوست اور رشتے کا بھائی تھا اسد کے پاس بھیجا۔ جب یہ ڈاک کے ذریعے آتا ہوا دکھائی دیا تو اسد بہت خوش ہوا اگر چہ یہ عقبہ کے پڑاؤ کی ایک سمت فرد کش تھا مگر وہ عرصہ تک اس کی ملاقات ہی کے لیے نہیں گیا اور کہنے لگا کہ کیا ہے وہ میرا دوست ہے خود ابوسوید اس کے پاس پہنچا اسد تیزی سے اس کے استقبال کے لیے اٹھنے لگا ابوسوید نے کہا جو حکم میں تمھیں دوں گا تم اسے بلا حجت مان لو گے اس نے کہا جی ہاں، ابوسوید نے کہا ہاتھ پھیلاؤ اس نے ہاتھ ہاتھ پھیلا دیئے ابوسوید نے ایک ہی وار میں اسے کاٹ دیا اور پھر دوسرا پاؤں اسی طرح جب اسنے باری باری چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے تو اب کہا کہ گردن آگے کرو اس نے گردن بڑھا دی ابوسوید نے گردن اڑا دی۔ افریک کہتی ہے کہ میں نے اس کا سر لے کر اپنی گود میں رکھ لیا ابوسوید نے وہ مجھ سے چھین کر منصور کے پاس بھیج دیا اسد کے مرنے کے بعد افریک نے گوشت نہیں کھایا۔

انتظامی عہدے

واقدی کہتا ہے کہ اس سال ابوجعفر نے معن بن زائدہ کو سجستان کا گورنر مقرر کیا اس سال محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں حج ہوا محمد بن ابراہیم کو مکہ اور طائف کا عامل تھا۔ حسن بن زید مدینہ کا والی تھا محمد بن سلیمان بن علی کوفہ کا والی تھا۔ جابر بن توبتہ الکلابی بصرہ کا والی تھا سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے یذید بن حاتم مصر کا والی تھا۔

۱۵۲ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے اہم واقعات

اس سال خارجیوں نے لیت سجستان میں معن بن زائدہ کو قتل کر دیا اس سال حمید بن قحطبہ نے جسے منصور نے ۱۵۴ھ ہجری کو خراسان کو والی مقرر کیا تھا کابل پر جہاد کیا عبدالوہاب بن ابراہیم کی قیادت میں موسم گرما کی مہم جہاد کے لیے روانہ ہوئی۔ مگر یہ درہ سے آگے نہ بڑھی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس سال موسم گرما کی مہم محمد بن ابراہیم کی قیادت میں جہاد کے لیے گئی تھی۔

منصور نے جابر بن توبہ کو بصرہ کی ولایت سے برطرف کر کے اس کی جگہ یزید بن منصور کو مقرر کیا،

اس سال ابوجعفر نے ہاشم بن الاشتانج کو بھی قتل کیا جس نے افریقہ میں سرکشی و نافرمانی کی تھی اور خالد المروذی کا بیٹا گرفتار کر کے منصور کی خدمت میں لائے منصور نے قادسیہ میں مکہ جاتے ہوئے ابن الاشتانج کو قتل کر دیا۔

اس سال منصور کی امارات میں حج ہوا۔ یہ ماہ رمضان میں حج کے ارادے سے مدینۃ السلام سے روانہ ہوئے مگر ان کی روانگی کی اطلاع محمد بن سلیمان حاکم کوفہ اور عیسیٰ بن موسیٰ وغیرہ دوسرے عمائد کوفہ کو اس وقت تک نہ ہو سکی جب تک کہ منصور خود کوفہ کے قریب نہ آ گئے۔

اس سال یزید بن حاتم مصر کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور محمد بن سعید مصر کا والی مقرر گیا، بصرہ کے علاوہ اور تمام ممالک کے صوبہ دار وہی تھے جو سنہ گزشتہ میں تھے البتہ بصرہ کا والی یزید بن منصور تھا نیز مصر کا والی بھی اس سال یزید بن حاتم کے بجائے محمد بن سعید تھا۔

۱۵۳ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے اہم واقعات

منصور حج سے فارغ ہو کر مکے سے بصرہ واپس آئے یہاں انھوں نے قوم کرک سے جنگ کرنے کے لیے جنگی بیڑہ تیار کر کے ان کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ کرک نے جدہ پر غارت گری کی تھی، جب منصور اس سال بصرہ آئے انھوں نے کرک سے لڑنے کے لیے ایک فوج تیار کی۔ اس مرتبہ جو ان کے بصرہ آنے کا آخری موقعہ تھا وہ بڑے پل پر فروکش ٹھہرے ہوئے تھے وہاں انھوں نے چالیس دن قیام کیا ایک قصر تعمیر کیا اور پھر مدینۃ الاسلام واپس آ گئے۔

ابوایوب الموریانی پر عتاب

ابوایوب الموریانی پر منصور کا عتاب نازل ہوا انھوں نے اس کے بھائی اور بھتیجوں سعید مسعود، مخلد اور محمد کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور باز پرس کی ان کے مکانات مندر بنے ہوئے تھے اس کے غضب کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ابان بن صدقہ ابوایوب کے کاتب نے منصور سے اسکی شکایت کر دی تھی۔

عمر بن حفص بن ابی صفرہ افریقیا میں ابوحاتم الاباضی، ابوعاد اور انکے تابع بربروں کے ہاتھ جن کی تعداد تین لاکھ پچاس ہزار بیان کی جاتی ہے جن میں ترپن ہزار صرف سوار تھے قتل ہوا۔ اس باغی جماعت کے ساتھ ابوقرہ الصفری بھی چالیس ہزار کے جمعیت کے ساتھ شریک کارزار تھا اس معرکہ سے پہلے چالیس دن تک اسے خلیفہ کہہ کر سلام کیا جاتا رہا۔

منصور کا مولی عباد، ہرثمہ بن اعین اور یوسف بن اعلوان خراسان سے زنجیروں سے جکڑ کر بارگاہ خلافت میں لائے ان پر عیسیٰ بن موسیٰ کی جانب داری کی تہمت تھی۔

اہم واقعہ لمبی ٹوپیاں پہنے کا حکم

منصور نے لوگوں کو بہت ہی لمبی ٹوپیاں پہنے کا حکم دیا یہاں تک کہ بیان کیا گیا ہے کہ ان کا طول نمایاں کرنے کے لیے لوگ ٹوپیوں کے اندر سرکنڈے رکھ لیتے تھے اس پر ابوالامہ نے یہ شعر کہے۔

وکنا نرجی من امام زیادته
فذاذا الامام المصطفی فی القلاس
تراها علی هام الرجال کانها
دنان یهود جللت باالبران

(ترجمہ) ہم امام سے اضافہ کے کے متوقع تھے سو ہمارے برگزیدہ امام
نے ٹوپیوں میں زیادتی کر دی اب وہ ٹوپیاں اس قدر طویل ہوگئیں کہ
لوگوں کے سروں پر یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہودیوں کے شراب کے مٹکے ہیں
جن کے اوپر برنس منڈھا رکھا ہے،

عبید بن بنت ابی لیلی قاضی کوفہ کا انتقال ہوا ان کی جگہ شریک بن عبداللہ النخعی کوفہ کے قاضی مقرر کیے گئے ،معیوف بن یحییٰ الجوری کی قیادت میں موسم گرما کی مہم جہاد کے لیے گئی اس سردار نے ایک رومی قلعہ پر اہل قلعہ کی بے خبری میں جب کہ وہ سوئے پڑے تھے شب خون مارا اور جتنے جنگجو اس میں تھے ان سب کو قید کر لیا۔ یہاں سے وہ لاذ قیہ محترقہ آیا اسے بھی اس نے فتح کیا اور یہاں سے اسے بالغ مردوں کے علاوہ چھ ہزار لونڈی غلام ملے منصور نے بکار بن مسلم العقیلی کو آرمینا کو والی مقرر کیا۔

محمد بن ابی جعفر المہدی کی امارات میں حج ہوا محمد بن ابراہیم مکہ اور طائف کا عامل تھا حسن بن زید بن

حسن مدینہ کا والی، محمد بن سلیمان کوفہ کا، یزید بن منصور بصرہ کا والی تھا۔ سوار قاضی تھا۔ واقدی کے بیان کے مطابق یزید بن منصور اس سال ابوجعفر کی جانب سے یمن کا والی تھا۔

۱۵۴ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے اہم واقعات

منصور شام ہوتے ہوئے بیت المقدس آئے انھوں نے یزید بن حاتم کو پچاس ہزار فوج کے ساتھ ان خارجیوں کی سرزنش کے لیے روانہ کیا جنھوں نے افریقہ میں شور مچا رکھا تھا۔ اور وہ ان کے عامل عمر بن حفظ کو قتل کر چکے تھے یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس فوج پر انھوں نے چھ کروڑ تیس لاکھ درہم خرچ کئے اس سال منصور نے شہر رافقہ کے ساتھ بنانے کا ارادہ کیا اہل رقہ نے اس کی مزاحمت کی بلکہ لڑنے کے لیے تیار ہوئے کہتے تھے اس جدید شہر کے بس جانے سے ہمارے بازار اور دکانیں خالی ہو جائیں گی ذریعہ معاش جاتا رہے گا۔ ہمیں اپنے موجود گھروں میں رہنا دشوار ہوگا ان کی ضد کی وجہ سے منصور بھی ان سے لڑنے کے لیے تیار ہو گئے۔ انھوں نے ایک راہب کو جو وہاں خانقاہ میں رہتا تھا بلایا اور پوچھا کہ یہاں کوئی شخص شہر آباد کرے گا اس نے کہا جی ہاں مجھے روایۃً یہ خبر ملی ہے کہ یہاں کوئی شخص شہر آباد کرے گا منصور نے کہا تو ٹھیک ہے۔ بخدا میں مقلاص ہوں، محمد بن عمیر نے بیان کیا کہ اس سال مسجد حرام میں بجلی گری جس سے پانچ آدمی ہلاک ہو گئے۔

ابوایوب الموریانی اور اس کا بھائی خالد ہلاک ہو گئے منصور نے ابوالعباس الطوسی کے حاجب موسیٰ بن دینار کو ابوایوب کے بھتیجوں کے ہاتھ پاؤں قطع کر کے انکو قتل کرنے کا حکم دیا اور مہدی کے نام اس کے متعلق باضابطہ حکم لکھ بھیجا موسیٰ نے اس حکم پر عمل کیا۔

منصور نے اس سال عبدالملک بن ظبیان النمیری کو بسرہ کا والی بنایا۔ زفر بن عاصم الہالی کی قیادت میں موسم گرما کی مہم جہاد کے لیے گئی زفر بڑھتا ہوا فرات تک جا پہنچا۔ اس سال محمد بن ابراہیم کی امرات میں جو ابوجعفر کی طرف سے مکہ و طائف کا عامل تھا حج ہوا۔ حسن بن زید مدینہ کا۔ محمد بن سلیمان کوفہ کا۔ اور عبدالملک بن ایوب بن ظبیان بصرہ کا والی تھا سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے ہشام بن عمرو سندھ کا والی تھا یزید بن حاتم افریقیا کا اور محمد بن سعید مصر کا والی تھا۔

۱۵۵ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے اہم واقعات

یزید بن حاتم نے افریقہ فتح کر لیا۔ اس نے ابوعاد، ابوحاتم اور ان کے تابعین کو قتل کر کے تمام بلاد مغرب میں پھر امن و امان قائم کر دیا وہ قیروان آ گیا۔

رافقہ کی تعمیر

منصور نے اپنے بیٹے مہدی کو رافقہ کی تعمیر کے لیے رقہ بھیجا مہدی نے اس شہر کو بالکل بغداد کے طرز پر آباد کی جتنے دروازے، محلے، چوک اور سڑکیں بغداد، میں تھیں اتنی ہی یہاں قائم کیں فصیل اور خندق بھی بنائی اس کام کو ختم کر کے وہ اپنے شہر (رصافہ) واپس آ گیا۔

محمد بن عمر کے بیان کے مطابق اس سال منصور نے کوفہ اور بصرہ میں خندق بنائی فصیل قائم کی اور ان کی لاگت باشندوں کی مالگذاری سے وصول کی۔

کوفہ کے گرد خندق اور فصیل کی تعمیر

اس سال انھوں نے عبدالملک بن ایوب بن ظبیان کو بصرہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کے بجائے ہیثم بن معاویۃ العتکی کو والی مقرر کیا۔ سعید بن دعلج کو اس کا مددگار مقرر کر کے اس کے ساتھ کیا اور اسے حکم دیا کہ شہر کے گرد ایک مکمل فصیل اور خندق اہل شہر کے خرچ سے بنوائے۔ ہیثم نے اس حکم کی بجا آوری کی۔

جب منصور نے کوفہ کی فصیل بنانے اور خندق کے کھودنے کا حکم دیا تو اس کام کے لیے انھوں نے ہر باشندے پر پانچ درہم عائد کیے اس قلیل رقم کے واجب الادا کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اس طرح پہلے تمام باشندگان شہر کی اصلی تعداد معلوم ہو جائے چنانچہ جب پوری آبادی کا شمار ہو گیا تو انھوں نے فی کس چالیس درہم وصول کرنے کا حکم دیا یہ رقم وصول کر لی گئی اور اسی کو فصیل اور خندق کی تعمیر میں صرف کیا گیا اس رقم کی تحصیل پر اہل کوفہ کے ایک شاعر نے یہ شعر کہے۔

یالقومی مالقینا
من امیر المومنینا
قسم الخمسۃ فینا
وجبانا الاربعینا

امیر المومنین نے ہمارے ساتھ یہ سلوک کیا پہلے تو ہم پر پانچ پانچ درہم مقرر کئے اور پھر چالیس چالیس وصول کیے۔

قیصر روم سے صلح

قیصر روم نے جزیہ ادا کرنے کی شرط منظور کر کے منصور سے صلح کی درخواست کی یزید بن اسید السلمی کی قیادت میں موسم گرما کی مہم جہاد کے لیے گئی۔

عباس بن محمد پر عتاب کا واقعہ

اس سال منصور نے اپنے بھائی عباس بن محمد کو جزیرہ کی ولادت سے برطرف کر دیا اس پر ایک کثیر رقم

جرمانہ کی اس پر سخت عتاب کیا اور قید کر دیا۔ اس واقعہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ یزید بن اسید کے بعد منصور نے عباس بن محمد کو جزیرہ کا موالی مقرر کیا پھر کسی وجہ سے ناراض ہو گئے وہ ناراضگی بدستور چلی آ رہی تھی کہ منصور علی بن عبداللہ بن عباس کے بیٹوں میں سے اپنے کسی چچا پر جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اسمٰعیل بن علی ہے یا کوئی دوسرا ناراض ہوئے اس موقع پر اس کے تمام اعزاء اور اقربا جن میں ان کے تمام چچا اور ان کی عورتیں بھی شامل تھیں اس کی سفارش کے لیے منصور کے پیچھے پڑ گئے ہر وقت کہتے کہتے انھیں اتنا تنگ کر دیا کہ انھوں نے اسے معاف کر دیا اور وہ اس سے خوش ہو گئے۔

اس موقع پر عیسیٰ بن موسیٰ نے منصور سے کہا دیکھیے اس کے باوجود آپ کا احسان واکرام ہے سب کے لیے برابر فیض رساں ہے مگر پھر بھی علی بن عبداللہ کی اولاد ہم سے حسد کرنے لگی آپ کو اسمٰعیل بن علی پر خفا ہوئے کچھ ہی دن گزرے تھے کہ انھوں نے اس کی سفارش کر کے آپ کو تنگ کر دیا۔ عباس بن محمد پر آپ اتنی مدت دراز سے ناراض ہیں مگر اس کے بارے میں میں نے ان میں سے کسی کو آپ سے کچھ کہتے نہ دیکھا نہ سنا۔ یہ سن کر منصور نے عباس کو بلایا اور اسے معاف کر دیا۔

جب عباس بن ویزید بن اسید کو جزیرہ کی ولایت سے علیحدہ کیا تھا تو اس معزولی میں اس نے یزید کی توہین کی تھی۔ یزید نے ابوجعفر سے اس کی شکایت کی انھوں نے اس سے کہا کہ تم میرے احسان اور اس کی توہین کا موازنہ کر لو تو تم کو شکایت کی کوئی وجہ باقی نہ رہے گی۔ اس کے جواب میں یزید نے کہا امیر المومنین خطا معاف ہو اگر آپ کا احسان آپ کی کسی بدی کے کفارے میں ہے تو اب ہم آپ کی جو اطاعت وفرماں برداری کرتے ہیں یہ گویا ہماری طرف سے آپ پر مزید احسان ہے۔

انتظامی تبدیلیاں

اس سال موسیٰ بن کعب کو جزیرہ کا والی عام مقرر کیا جس کے ماتحت تمام ملکی اور جنگی شعبے تھے بعض راویوں کے بیان کے مطابق اس سال منصور نے محمد بن سلیمان بن علی کو کوفہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ مسب بن زہیر کو مقرر کیا۔ مگر عمرو بن شبہ کہتا ہے کہ منصور نے محمد بن سلیمان کو کوفہ کی ولایت سے ۱۵۳ ہجری میں علیحدہ کر دیا تھا مگر مسیب بن زہیر کے بھائی عمرو بن زہیر الفسی کو انھوں نے ۱۵۵ ہجری میں کوفہ کا والی مقرر کیا اس نے کوفہ میں خندق بنائی۔

محمد بن سلیمان بن علی کی کوفہ سے علیحدگی

ابوالجبار کا قتل

بیان کیا گیا ہے کہ اس کے عہد ولایت میں عبدالکریم ابن ابی العوجا معن بن زائدہ کا ماموں اس کے پاس پیش کیا گیا اس نے اسے قید کر دیا۔ اس کی سفارش کرنے والوں کی ایک بڑی جماعت مدینۃ الاسلام آئی

انھوں نے ابوجعفر پر اس قدر زور ڈالا کہ آخر کار انھوں نے محمد کو لکھ بھیجا کہ میرے دوسرے حکم کے آنے تک تم اس کے ساتھ کوئی برا سلوک نہ کرنا۔ ابن ابی العوجا نے ابوالجبار سے جس نے اپنی ساری عمر ابوجعفر محمد اور ان کے بعد ان کے بیٹوں کے پاس بسر کی اور کہا کہ اگر امیر مجھے تین دن کی مہلت دیں تو میں ان کو ایک لاکھ درہم دوں گا اور تمھیں اس قدر دوں گا کہ ابوالجبار نے اس بات کا ذکر محمد سے کیا اس نے کہا اچھا ہوا تم نے مجھے اس کو یاد دلا دیا میں اسے بھول گیا تھا۔ جب میں جمعہ کی نماز سے واپس آؤں تب تم مجھے یہ بات دلا دینا۔ چنانچہ جب محمد جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر پلٹا ابوالجبار نے ابن ابی العوجا کا تذکرہ کیا محمد نے فوراً اسے بلایا اور اس کے قتل کا حکم دیا جب اسے یقین آ گیا کہ اب تو میں مارا ہی جاؤں گا تو کہنے لگا اگر تم مجھے قتل کرتے ہو تو تم جانو میں نے چار ہزار حدیثیں وضع کر دیں ہیں جس میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال بتایا ہے جس دن روزہ رکھنا چاہیے اس روز میں نے کھانے کی اجازت دی اور جس دن افطار کرنا چاہیے اس روز روزہ رکھوایا ہے محمد نے اس کی ایک نہ سنی اور قتل کرا دیا۔

منصور کا خط محمد کے نام

اس قتل کرا دینے کے بعد اب منصور کا خط محمد کے نام آیا جس میں اسے حکم دیا گیا تھا کہ وہ ابن ابی العوجا کے بارے میں کوئی کاروائی نہ کرے اور اگر وہ اس ہدایت کی خلاف ورزی کرے گا تو تو اسے اسکا خمیارہ اٹھانا پڑے گا خط پڑھ کے محمد نے ابوجعفر کے قاصد سے کہا یہ اس کا سر ہے اور یہ اس کا بدن کناسہ میں مصلوب حالتیں موجود ہیں اب میں کیا کر سکتا ہوں جو بات تم کو معلوم ہو چکی ہے یہ ہی امیر المومنین سے جا کر بیان کر دو۔

محمد کی گورنری سے معزولی اور بحالی

قاصد نے یہ پیغام ابوجعفر تک پہنچا دیا وہ محمد پر سخت برہم ہوئے اسی وقت اس کی معزولی کا فرمان لکھ دیا اور کہنے لگے بخدا میرا ارادہ ہے کہ اس پاداش میں میں اسے قید کر دوں۔ پھر عیسیٰ بن موسیٰ کو اپنے پاس بلا کر شکایت کی کہ میں نے محض تمہارے مشورہ کی بنا پر اس ناتجربہ کار کم عمر جاہل کو اتنا بڑا منصب دیدیا تھا اس کا خمیازہ مجھے ہی بھگتنا پڑے گا اسے کچھ معلوم نہیں کہ اس کے اس فعل کا اثر کیا ہوگا وہ ایک شخص کو میری رائے لیے بغیر قتل کر دیتا ہے اور میرے حکم کا انتظار نہیں کرتا میں نے اس کی برطرفی کا فرمان لکھ دیا ہے۔ اور خدا کی قسم دیکھو میں اس کو اس کی کیسی سخت سزا دیتاہ کہ وہ بھی یاد رکھے گا عیسیٰ بن موسیٰ سخت کلام کو خاموشی سے سنتا رہا جب ان کا غصہ ذرا کم ہوا تو اس نے عرض کیا جناب والا محمد نے اس شخص کو زندقہ کے الزام میں قتل کیا ہے اگر نتائج سے اس کا قتل ٹھیک ثابت ہوا تو اس کا فائدہ آپ کو ہوگا اور اگر یہ فعل غلط ثابت ہوا تو اس کا خمیازہ محمد کو بھگتنا پڑے گا۔ امیر المومنین اگر محض اس فعل کی پاداش میں اسے معزول کرتے تو یہ بڑی غلطی ہے اس سے اس کی نیک نامی اور شہرت زبان زد خاص و عام ہوگی اور آپ بدنام ہو جائیں گے یہ سن کر منصور نے اس کی برطرفی کا فرمان چاک کر دیا اور محمد کو بدستور اپنی خدمت پر بحال رکھا۔

بعض ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ مساور بن سوار الجرمی کوتوال نے منصور سے محمد کی خاص اخلاقی

لغزش کی شکایت کر دی اور اس وجہ سے انھوں نے محمد کو کوفہ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا یہ مساور بڑا ذی اثر ونفوذ تھا جس سے سب ڈرتے تھے اسی کے بارے میں حماد نے یہ شعر کہا

لحسبک من عجب الدیرانی
اخاف واتقی سلطان جرم

(ترجمہ) زمانہ کے عجائب میں سے یہ بات ہے کہ میں
مساور کے اقتدار و اثر سے ڈرتا ہو

انتظامی عہدے

نیز اسی سال منصور نے حسن بن زید کو مدینہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اسکی جگہ عبدالصمد بن علی کو مقرر کیا فلیح بن سلیمان کو بھی اس کا مشرف مقرر کر کے اس کے ہمراہ مدینہ متعین کر دیا۔

اس سال محمد بن ابراہیم بن محمد مکہ اور طائف کا والی تھا عمر بن زہیر کوفہ کا، ہیثم بن معاویہ بصرہ کا، یزید بن حاتم افریقیا کا اور محمد بن سعید مصر کا والی تھا۔

۱۵۶ ہجری شروع ہوا

اس سال کے اہم واقعات

اس سال ابراہیم بن عبداللہ کا عامل فارس عمرو بن شداد ابو جعفر کے عامل بصرہ ہیثم بن معاویہ کے ہاتھ آ گیا اور اسے بصرہ میں قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا گیا۔

عمرو بن شداد کا قتل

عمرو بن شداد نے اپنے ایک خادم کو مارا اس نے عامل بصرہ ابن وعلج یا ہیثم بن معاویہ سے آ کر اس کا پتا بتایا عامل بصرہ نے اسے گرفتار کر کے اسے قتل کر دیا۔ اور مربد میں اس مقام پر جہاں اب اسحٰق بن سلیمان کا مکان واقع ہے سولی پر لٹکا دیا یہ عمرو بن شداد بنی جمح کا غلام تھا۔

بعض راویوں نے اس واقعہ کے متعلق یہ بات بیان کی ہے کہ ہیثم بن معاویہ نے اسے پکڑ لیا اب وہ اسے لے کر مدینۃ الاسلام کے ارادے سے روانہ ہوا۔ راستہ میں یہ اپنے ایک قصر جو نہر معقل پر واقع تھا آ کر فروکش ہوا وہاں اس کے پاس ڈاک کا ہرکارا آیا جو ابو جعفر کی طرف سے ہیثم بن معاویہ کے نام خط لیے جا رہا تھا اس خط میں ہیثم کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ عمر بن شداد کو اس کے حوالے کر دے یہ اسے بصرہ لے آیا اور چوک کی سمت میں ایک مقام پر لا کر خلوت میں اس سے کچھ باتیں دریافت کرنے لگا مگر اس نے کوئی کام کی بات ظاہر نہیں کی سرکاری ہرکارے نے اسکے دونوں ہاتھ پاؤں کاٹ کر گردن مار دی اور پھر مربد میں اس کی لاش کو سولی پر لٹکایا۔

اس سال منصور نے ہشم بن معاویہ کو بصرہ اور اس کے تابع علاقوں سے علیحدہ کر دیا اور سوار بن عبداللہ القاضی کو بصرہ کا صدر الصدور مقرر کر دیا اس طرح قضا اور صدارت دونوں اسے سپرد کر دیں گئیں نیز منصور نے سعید بن دعلیج کو بصرہ کا کوتوال اور عامل مقرر کیا۔

اس سال ہشم بن معاویہ نے اچانک مدینۃ الاسلام میں بصرہ کی ولایت سے معزول ہونے کے بعد انتقال کیا۔ انتقال کے وقت وہ اپنی ایک باندی سے مجامعت کر رہا تھا منصور نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی یہ بنی ہاشم کی بڑ واڑ میں دفن کیا گیا۔

حج کے انتظامی عہدے

زفر بن عاصم الہلالی کی قیادت میں موسم گرما کی مہم جہاد کیا عباس بن محمد بن علی کی امارات میں حج ہوا اس سال مکہ کا عامل محمد بن ابراہیم تھا مگر وہ خود تو مدینۃ الاسلام میں مقیم تھا۔ اس کا بیٹا ابراہیم بن محمد مکہ میں اس کا نائب تھا مکہ کے ساتھ طائف بھی اس کے تحت تھا عمرو بن زہیر کوفہ کا والی تھا، بصرہ کا کوتوال ناظم اور بصرہ کی عرب نو آبادی کے صدقات کا محصل سعید بن دعلیج تھا سوار بن محمد عبداللہ القاضی بصرہ کے صدر الصدر اور قاضی تھے۔

عمار بن حمزہ اضلاع، دجلہ، اہواز اور فارس کا والی تھا ہشام بن عمرو کرمان کا والی تھا یزید بن حاتم افریقیا کا والی اور محمد بن سعید مصر کا والی تھا۔

۱۵۷ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے اہم واقعات

منصور نے دجلہ کے کنارے اپنا قصر خلد بنوایا انھوں نے اس کی تعمیر کی نگرانی اپنے مولی ربیع اور ابان بن صدقہ کے سپرد کی۔

یحیی کا قتل

اس سال یحیی ابوذکریا المحتسب قتل کر دیا گیا اس کے قتل کی وجہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں نیز اس سال منصور نے تمام بازار مدینۃ الاسلام سے باغ الکرخ میں منتقل کر دیئے۔ اس تبدیلی کی وجہ بھی ہم پہلے بیان کر چکے ہیں منصور نے جعفر بن سلیمان کو بحرین کا والی مقرر کیا ابھی اس نے اپنے منصب کا جائزہ بھی نہیں لیا تھا کہ منصور نے سعید بن دعلج کو اس کی جگہ مقرر کر دیا سعید نے اپنے بیٹے تمیم کو بحرین بھیج دیا۔ اس سال منصور نے اپنی تمام فوج کا پوری طرح مسلح حالت میں معائنہ کیا رسالہ بھی معائنہ میں شریک تھا معائنہ کے لیے انھوں نے دریا دجلہ کے کنارے مقام قطربل کے درے ایک بیٹھک بنائی تھی۔ نیز اس روز کے لیے انھوں نے اپنے تمام اعزا و اقرباء مصاحبین اور دوستوں کو باقاعدہ پورا فوجی لباس پہنے اور اسلحہ لگا کر آنے کا حکم دیا اور خود بھی انھوں نے زرا پہنی کلاہ کے اوپر ایک

سیاہ مصری خود پہنا جس سے گردن ڈھکی ہوئی تھی۔

عامر بن رکا عسل کا انتقال

عامر بن اسمعیل المسلی نے مدینۃ الاسلام میں انتقال کیا منصور نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور یہ بنی ہاشم کی ہڑواڑ میں دفن کیا گیا۔ سوار بن عبداللہ نے انتقال کیا ابن وعلج نے ان کی نماز جنازہ پڑھی منصور نے ان کی جگہ عبیداللہ بن الحسن بن الحیف کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا۔

پل کی تعمیر

اس سال منصور نے باب الشعیر کے پاس دجلہ پر ایک پل بنوایا ربیع حاجب کے حکم سے حمید بن قاسم الصیر انی کی نگرانی میں اس پل کی تعمیر مکمل ہوئی۔

انتظامی تبدیلیاں

محمد بن سعد الکاتب مصر کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ ابوجعفر المنصور کا مولی مصر کا والی مقرر ہوا سعید بن الخلیل سندھ کا والی مقرر کیا گیا اور ہشام بن عمرو سندھ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا معبد اان دنوں خراسان میں تھا یہیں اسے فرمان تقرر ملا۔ یزید بن اسید السلمی کی قیادت میں موسم گرما کی مہم نے جہاد کیا اس نے باطال کے مولی سنان کو بعض قلعوں پر یورش کے لیے بھیجا۔ سنان نے وہاں مال غنیمت اور لونڈی غلام حاصل کیے۔

محمد بن عمر کہتا ہے کہ اس سال موسم گرما کی مہم نے زفر بن عاصم کی قیادت میں جہاد کیا تھا۔

ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارات میں حج ہوا محمد بن عمر کہتا ہے کہ یہ ابراہیم مدینہ کا والی تھا مگر اس کے علاوہ دوسرے ارباب سیر و تاریخ کہتے ہیں کہ اس سال مدینہ کا والی عبدالصمد بن علی تھا کہ اور طائف کا ولی محمد بن ابراہیم تھا فارس اور اہوز پر عمار بن حمزہ تھا کرمان اور سندھ کا والی معبد بن الخلیل اور مصر کا والی منصور کا مولی مطر تھا۔

۱۵۷ہجری شروع ہوا

اس سال کے اہم واقعات

عومی بن کعب کی برطرفی تقدر خالد کا گورنر بننا

اس سال منصور نے اپنے بیٹے مہدی کو رقہ روانہ کیا اور ہدایت کی تم موصل کی ولایت سے موسیٰ بن کعب کو برطرف کر کے اس کے بجائے خالد بن یحییٰ برمک کو موصل کا والی مقرر کر دینا۔ اس تقرر کی وجہ یہ بیان کی گئی کہ منصور نے خالد بن برمک پر تین لاکھ درہم جرمانہ کیا جس کی ادائیگی کے لیے تین دن کی مہلت دی عدم ادائیگی کی

صورت میں قتل کی دھمکی دی۔ خالد نے اپنے بیٹے یحییٰ سے کہا مجھ پر جو جرمانہ کیا گیا ہے اس کی ادائیگی میری طاقت سے باہر ہے اس سے مقصد صرف یہ ہے کہ چونکہ اتنی بڑی رقم میں اس مدت میں ادا نہ کرسکوں گا اس بہانے سے میری جان لے لی جائے۔ اب تم اپنے حرم اور اہل وعیال کے پاس جاؤ اور جو سلوک میرے بعد تم ان کے ساتھ کرو گے وہ ابھی کردو پھر اس کے بعد خالد نے یحییٰ سے کہا مگر میری یہ حالت تمہارے لیے باعث یاس نہ ہونا چاہیے بہتر ہے کہ تم میرے عزیز دوستوں سے اس معاملہ میں جا کر ملو۔ عمارہ بن حمزہ صالح (صاحب المصلی) اور مبارک الترکی سے جا کر ضرور ملو اور ان سے ہماری حالت بیان کرو۔

یحییٰ کہتا ہے باپ کی ہدایت کے مطابق میں ان سے جا کر ملا ان میں سے بعض تو بہت سختی کے ساتھ مجھ سے پیش آئے مگر انھوں نے خفیہ طور پر مجھے روپیہ بھیج دیا بعض ایسے بھی تھے کہ انھوں نے مجھ سے ملنا تک گوارا نہ کیا مگر میرے پیچھے ہی رقم بھیج دی۔ میں عمار بن حمزہ سے ملنے آیا وہ اپنے مکان میں بیٹھا ہوا اپنے مکان کی چھت کو دیکھتا رہا میری طرف اس نے رخ بھی نہیں کیا جب میں نے سلام کیا تو اس نے معمولی طور پر سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہ تمہارے باپ کیسے ہیں میں نے کہا خیریت سے ہیں آپ کو سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ میں آپ سے کہہ دوں کہ ان پر اس قدر جرمانہ کیا گیا ہے آپ مہربانی فرما کر ایک لاکھ درہم قرض دے دیجیے میری بات کا اس نے مطلقاً اس نے کوئی جواب نہیں دیا اس کی اس سرد مہری کو دیکھ کر زمین میرے تلووں کے نیچے سے نکل گئی میں نے دوبارہ اپنے آنے کی غرض بیان کی اس نے کہا اگر کچھ ہو سکا تو میں بھیج دوں گا۔

جب میں ان کے پاس سے پلٹا تو دل میں کہنے لگا کہ اس نخوت تکبر کے ہوتے ہوئے اس رقم پر اللہ کی لعنت ہو جو تو بھیجے گا میں نے گھر آ کر اپنے باپ کو سارا واقعہ سنایا اور یہ بھی کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو عمارہ بن حمزہ پر ضرورت سے زیادہ اعتماد ہے خالد نے کہا بیشک مجھے اسی قدر بھروسہ ہے اتنے میں عمار بن حمزہ کا آدمی لاکھ درہم لیے ہوئے آ پہنچا ہم نے دو دن میں ستائیس لاکھ جمع کر لیے تھے اب صرف تین لاکھ باقی رہ گئے تھے کہ اگر ان کی بھرتی ہو جائے تو ہمارا مقصد پورا ہوا اور اگر وہ نہ ہو سکے تو ہماری ساری کوشش رائیگاں جائے گی۔

میں بغداد کے پل پر بہت ہی رنجیدہ اور غمگین شکل بنائے ہوئے اسی تردو فکر میں میں منہمک گذر رہا تھا کہ ایک فال بتانے والے نے لپک کر مجھ سے کہا مبارک ہو تمہارا کام ہو جائے گا میں اس کی طرف دھیان کیے بغیر آگے بڑھ گیا مگر وہ فوراً میرے پاس آیا میرے گھوڑے کی لگام پکڑ کر کہنے لگا اللہ کی قسم معلوم ہوتا ہے کہ تم سخت رنجیدہ اور غمگین ہو مگر یہ تمہاری پریشانی انشاء اللہ ضرور دور ہو جائے گی اور تم کل اس مقام سے پوری شان وشوکت اور پرچم وعلم کے ساتھ جلوس میں گزرو گے اب میں اس کی بات سے تعجب سے اس کی طرف مڑا اس نے کہا اگر میری بات پوری ہو تو آپ مجھے پانچ ہزار درہم دیں میں نے کہا منظور ہے چونکہ میں تو یہ سمجھتا تھا کہ اس بات کا پورا ہونا دشوار ہے اس وجہ سے اگر وہ پچاس ہزار کہتا تو میں اسے بھی مان لیتا میں اپنے راستے پر چلا گیا اس دن منصور کو اطلاع ملی کہ موصل میں گڑ بڑ مچ گئی ہے اور کردوں نے سورش برپا کی ہے منصور نے پوچھا کہ کون شخص اس بندوبست کے لیے موزوں ہوگا۔ مسیب بن زہیر نے جو خالد بن برمک کا مخلص دوست تھا عرض کیا کہ اس معاملہ

کے متعلق میری ایک رائے ہے اگر چہ میں جانتا ہوں آپ اسے خلوص پر مبنی نہ سمجھیں گے بلکہ رد کر دیں گے مگر چونکہ اس میں آپ کا فائدہ ہے اس وجہ سے میں اس کو ظاہر کیے بغیر نہیں رہ سکتا منصور کہنے لگے ضرور بیان کرو میں اسے کسی بدنیتی پر محمول نہیں کروں گا۔ اس نے کہا امیر المومنین اس کام کے لیے خالد جیسا آدمی ہونا چاہیے منصور نے کہا کہ کیا کہتے ہو تم سمجھتے ہو کہ جو سلوک ہم نے ان کے ساتھ کیا ہے اس کے باوجود وہ ہماری اطاعت وفرماں برداری میں پورا اترے گا اس نے کہا بے شک میں اس بات کا مکمل یقین رکھتا ہوں آپ نے تو صرف اس معیار سے اسے جانچا ہے مگر میں اس کا ضامن ہوں کہ وہ کبھی آپ کے خلاف کوئی کام نہیں کرے گا۔ انھوں نے کہا اچھا تمہارے کہنے پر میں اسے اس منصب پر فائز کرتا ہوں کل صبح اسے میرے پاس لاؤ خالد پیش کیا گیا منصور نے بقیہ تین لاکھ معاف کر دیئے اور اسے موصل کا والی مقرر کر دیا۔

میں آج پھر اس فال دیکھنے والے کے پاس سے گزرا مجھے دیکھتے ہی کہنے لگا میں کل صبح سے اسی جگہ بیٹھا آپ کا انتظار کر رہا ہوں میں نے کہا تم میرے ساتھ چلو وہ میرے ساتھ ہو گیا میں نے پانچ ہزار درہم اسے دے دیئے میرے والد نے مجھ سے کہا کہ چونکہ عمارہ پر بہت سی ذمہ داریاں ہیں اور اسے غیر متوقع واقعات پیش آتے رہتے ہیں تم جا کر اسے میرا سلام کہنا اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین کی رائے کو ہمارے حق میں بدل دیا ہے۔ انھوں نے بقیہ رقم معاف کر دی اور مجھے موصل کا والی مقرر کر دیا ہے نیز انھوں نے مجھے ہدایت کی کہ آپ کا قرض ادا کر دوں میں عمارہ کے پاس آیا اس وقت بھی وہ میرے ساتھ اسی سرد مہری سے پیش آیا جس طرح کے پہلی مرتبہ آیا تھا میں نے سلام کیا اس نے سلام کا جواب بھی نہیں دیا صرف اتنا پوچھا کہ تمہارے باپ کیسے ہیں میں نے کہا خیریت سے ہیں انھوں نے یہ پیام آپ کو دیا ہے اب وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ کیا تم نے مجھے اپنے باپ کا ساہوکار سمجھا ہے کہ جب چاہا روپیہ لے لیا اور جب چاہا ادا کر دیا میرے پاس سے چلے جاؤ میں نے اپنے باپ سے آ کر اسے سارا واقع سنایا کہنے لگے یہ عمارہ ہے اس کی بات رد نہیں کی جا سکتی۔ منصور کی وفات تک خالد موصل کا اور میں آذر بایجان کا والی رہا۔

احمد بن محمد سوار الموصلی کہتا ہے سزا میں سختی یا جبر کے بغیر جو رعب وادب اور ہیبت ہم سب پر خالد کی تھی وہ کسی دوسرے امیر کی کبھی نہ ہوئی اس کی ہیبت ہمارے دلوں میں جا گزیں تھی۔

یحییٰ کا گورنر بننا

احمد بن معاویہ بن بکر الباہلی اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ ابو جعفر اپنے عامل جزیرہ اور موصل موسیٰ بن کعب سے ناراض ہو گئے انھوں نے رافقہ کی تعمیر کے لیے مہدی کو رقہ روانہ کیا مگر ظاہر یہ کیا کہ وہ بیت المقدس جا رہا ہے اور اسے ہدایت کی کہ تم موصل ہوتے ہوئے جانا جب مہدی موصل آیا تو اس نے موسیٰ بن کعب کو پکڑ کر قید کر دیا۔ اور اس کی جگہ خالد بن برمک کو موصل کا اور جزیرہ کا گورنر بنا دیا۔ خالد کو موصل پر چھوڑ کر خود مہدی آگے بڑھا خالد کے دو بھائی حسن اور سلیمان مہدی کے ساتھ چلے اس سے پہلے منصور نے یحییٰ کو حاضر دربار ہونے کا حکم دیا اور کہا کہ میں ایک نہایت اہم کام تم سے لینا چاہتا ہوں اور ایک اہم سرحدی مقام کی حکومت کے لیے میں نے

تمہارا انتخاب کیا ہے تم سفر کی تیاری کر لو مگر میں جب تک تمھیں خود نہ بلاؤں تم کسی سے اس بات کا ذکر نہ کرنا۔ یحییٰ نے اپنے باپ سے بھی یہ بات پوشیدہ رکھی دوسرے درباریوں کے ساتھ یہ بھی آستانہ خلافت پر سلام کے لیے حاضر ہوا ربیع نے اندر سے نکل کر یحییٰ کو آواز دی۔ یحییٰ کھڑا ہوا ربیع اس کا ہاتھ پکڑ کر منصور کی خدمت میں لے گیا وہاں سے جب برآمد ہوا تو اس کی یہ شان تھی کہ آذربائیجان کی ولایت کا علم اس کے آگے آگے تھا تمام درباری جمع تھے اس کا باپ بھی موجود تھا اس نے سب لوگوں کو اپنے جلوس میں چلنے کی دعوت دی۔ چنانچہ لوگ اس کے ساتھ ہو گئے اور انھوں نے اسے اور اس کو باپ خالد کو ان سرفرازیوں پر مبارک باد دی اس طرح ان دونوں کا تقرر ساتھ ساتھ ہوا۔

احمد بن معاویہ کہتا ہے کہ منصور یحییٰ کو بہت چاہتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ باپ اپنی اولاد کے لیے باعث شرف ہوتے ہیں مگر یہ اپنے باپ کے لیے باعث فخر ہے۔

مسیّب کی برطرفی

اس سال منصور نے اپنے قصر خلد نام میں سکونت اختیار کی اس سال وہ مسیب بن زہیر سے ناراض ہو گئے اسے کوتوالی کی خدمت سے برطرف کر دیا اور پکڑ کر قید کر دیا اس ناراضی کی وجہ یہ ہوئی کہ اس نے ابان بن شبیر الکاتب کو اتنے درے لگوائے کہ وہ اسی صدمہ سے مر گیا اس پر الزام یہ تھا کہ جب مسیب بن زہیر کا بھائی عمرو بن زہیر کوفہ کا والی اور افسر مال گزاری تھا۔ تو اس کی شرکت میں اس نے کوئی فضول بات کی تھی منصور نے اس کی جگہ حکم بن یوسف بھالے بردار کو کوتوال مقرر کیا۔ کچھ دنوں کے بعد مہدی نے اپنے باپ سے مسیب کی سفارش کی وہ پھر اس سے خوش ہو گئے اسے چند روز قید ہی میں رہنا پڑا انھوں نے پھر اسے ناظم کوتوالی مقرر کر دیا۔

منصور کو چوٹ لگنا

اس سال منصور نے نصر بن حرب التمیمی کو سرحد فارس کا والی مقرر کیا، اس سال منصور مقام جرجرایا میں اپنے گھوڑے سے گر پڑے دونوں ابردوں کے درمیان سخت چوٹ آئی اس کا واقعہ یوں پیش آیا کہ جب انھوں نے مہدی کو رقہ روانہ کیا تو اس کے ساتھ چلنے کے لیے کچھ دور خود چلے موضع حب سا قا تک آ کر خولایا کی سمت پلٹ گئے یہاں سے ہزواتات کے ایک راج بہے جو نہر دلیائی کی سمت بہتا تھا پہنچے اس کے بندھ پر اٹھارہ دن مقیم رہے وہ مقام ان کی سربراہی سے عاجز ہو گیا تو جرجرایا آئے وہاں سے عیسیٰ بن علی کی ایک جائیداد دیکھنے کے لیے جو وہاں واقع تھی نکلے اسی روز وہ اپنے گھوڑے دیزج سے گر پڑا اس کی وجہ سے ان کے منہ پر چوٹ آئی۔

غلاموں کی تقسیم

اسی مقام جرجرایا کے قیام کے زمانے میں ہندوستان سے براہ عمان کچھ قیدی ان کے سامنے پیش کیے گئے۔ جن کو تسنیم بن الحواری نے اپنے بیٹے محمد کے ہمراہ بارگاہ خلافت میں بھیجا تھا پہلے تو منصور کا ارادہ اسے قتل کر

دینے کا ہوا مگر جب ان سے سوالات کیے گئے تو انھوں نے ایسے جواب دیئے جس سے ان کے معاملہ میں شبہ پیدا ہو گیا اور اسی بناء پر انھوں نے ان کے قتل سے ہاتھ روک لیا۔ البتہ ان کو اپنے فوجی سرداروں اور نوابوں میں تقسیم کر دیا۔

اسی سال مہدی رقہ سے رمضان کے مہینہ میں مدینتہ الاسلام واپس آ گیا۔ اس سال منصور نے کسریٰ کے قصر ابیض کی مرمت کا حکم دیا اور اعلان کر دیا کہ جس شخص کے پاس ایرانی بادشاہوں کے بنائی ہوئی عمارتوں کی اینٹیں ہوں چونکہ تمام مسلمانوں کی مشترکہ ملکیت ہیں اس وجہ سے وہ سب ضبط کر لی جائیں گی مگر نہ اس حکم پر عمل ہو سکا اور نہ اس قصر کی مرمت ہوئی۔

اس سال معیوف بن یحییٰ موسم گرما کی مہم لے کر درہ حدث سے دشمن کے علاقہ میں در آیا دشمنوں سے اس کا مقابلہ ہوا جنگ ہوئی مگر بغیر کسی نتیجے کے دونوں فریق الگ ہو گئے۔

گرفتاریاں

اس سال مکہ مکرمہ کے امیر محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی نے منصور کے حکم سے ابن جریج عباد بن کثیر اور ثوری کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور پھر ابو جعفر کی اجازت کے بغیر ان کو رہا کر دیا۔ اس وجہ سے ابو جعفر اس سے ناراض ہوئے محمد بن ابراہیم کا مولی محمد بن عمران اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ منصور نے محمد بن ابراہیم امیر مکہ کو حکم بھیجا کہ آل علی بن ابی طالب کے فلاں شخص کو جو مکہ میں مقیم تھے قید کر دو نیز ابن جریج عباد بن کثیر کو قید کر دو محمد بن ابراہیم نے ان سب کو قید کر دیا اس کے پاس کئی افسانہ گو تھے جو رات میں اس سے قصے کہانیاں بیان کرتے تھے جب اس کا وقت مقررہ آیا تو وہ مجلس میں بیٹھ گیا مگر اس کی نظریں زمین پر گڑ گئیں اس نے ایک حروف اپنی زبان سے رواں نہیں نکالا جب مجلس ختم ہوئی اور سب لوگ چلے گئے تو میں نے اس کے پاس جا کر اس سے کہا جس تردو فکر میں آپ مہنمک میں اسے سمجھ گیا ہوں فرمائیے کیا عندیہ ہے۔ اس نے کہا میں نے اپنے ایک عزیز قریب کو پکڑ کر قید کر دیا ہے اسی طرح نہایت زبردست افراد ملک کو قید کر دیا ہے اب امیر المومنین مکہ مکرمہ آ رہے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ ان کا کیا حشر ہوتا ہے ممکن ہے کہ وہ ان سب کو قتل کرا دیں ان کا تو اس سے کچھ نہیں بگڑے گا بلکہ ان کا رعب وداب اور بڑھ جائے گا مگر میری آخرت برباد ہو جائے گی۔

میں نے کہا تو پھر آپ کیا کرنا چاہتے ہیں کہنے لگا کہ میں امیر المومنین کی کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو اختیار کرتا ہوں اور ان سب کو رہا کر دیتا ہوں تم میرے اونٹوں میں سے ایک عمدہ اونٹ کی سواری لو اور یہ پچاس دینار بھی ساتھ لے جاؤ یہ لے کر اس علوی کے پاس جاؤ میرا اسلام کہو اور کہو کہ آپ کا چچا آپ سے درخواست کرتا ہے کہ آپ اپنے خون کی ذمہ داری سے اسے بچالیں اور اس اونٹنی پر سوار ہو کر جہاں چاہیں چلے جائیں۔ نیز یہ پچاس دینار زاد راہ کے طور پر قبول ہوں جب اس علوی نے مجھے اپنے پاس آتا دیکھا تو میری جانب سے اسے خوف پیدا ہوا کہ شاید میں اسکے قتل کے ارادے سے آتا ہوں اس نے میرے شر سے اللہ کی پناہ مانگنا شروع کی میں نے محمد بن ابراہیم کا پیام اس سے بیان کیا اس نے کہا وہ میرے معاملہ میں بری ہیں ان پر کوئی ذمہ

داری نہیں اور مجھے نہ اس سواری کی ضرورت ہے اور نہ اس زادراہ کی۔ میں نے کہا مگر ان کے دل کی خوشی یہ ہے کہ آپ اسے قبول کر لیں اس نے محمد کی درخوست مان لی اب میں ابن جریج سفیان بن سعید اور عباد بن کثیر کے پاس آیا اور محمد کا پیام ان لوگوں کو پہنچا دیا انھوں نے کہا وہ بری الذمہ ہیں میں نے کہا وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جب تک منصور یہاں مقیم رہیں آپ لوگوں میں سے کوئی باہر نہ نکلے۔

منصور کا انتقال

منصور مکہ مکرمہ کے قریب آ گئے محمد بن ابراہیم نے بہت سا خشک اور تر میوہ اور مٹھائیاں دے کر مجھے ان کی خدمت میں بھیجا ان کو معلوم ہوا کہ محمد بن ابراہیم کا وکیل تحائف لے کر آیا ہے انھوں نے ہمارے اونٹوں کو پٹوایا اور اپنی قیام گاہ میں نہیں آنے دیا۔ جب وہ بئر میموں آ گئے تو خود محمد بن ابراہیم ان کے استقبال کے لیے یہاں آیا ان کو اس کے آنے کی خبر ہوئی انھوں نے اس کی سواری کے جانوروں کے منہ پر ضرب لگوائی محمد سامنے سے ہٹ گیا اور ایک سمت کو ہو کر ساتھ ساتھ چلتا رہا ابوجعفر کو اصل راستے سے بائیں جانب ہٹا کر ایک جگہ اتارا گیا اس وقت محمد بن ابراہیم اپنے طبیب کو ساتھ لیے ان کے سامنے کھڑا ہوا تھا وہ سوار ہو کر چلے اس وقت ان کے اونٹ پر ان کی دوسری طرف ربیع بیٹھا ہوا تھا محمد نے اپنے طبیب کو حکم دیا کہ تم ذرا جا کر دیکھو یہ طبیب اس مقام پر آیا جہاں ابوجعفر اترے تھے۔ اس نے ان کا براز دیکھا جو زیادہ عرصہ اب جینے والا نہیں ہے چنانچہ یہ ہی ہوا مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے ہی ان کا انتقال ہو گیا ان کے مرنے سے محمد بن ابراہیم ان کی باز پرس سے بچ گیا۔

منصور کے علاج سے متعلق روایات

اس سال ماہ شوال میں ابوجعفر مدینۃ الاسلام سے مکہ کے ارادے سے روانہ ہوئے دوران سفر میں قصر عبدویہ کے قریب ٹھہرے۔ یہاں ایک رات جب کہ ماہ شوال کے ختم ہونے میں ابھی تین راتیں باقی تھیں کہ صبح سویرے کے نمودار ہونے کے بعد ایک بڑا ستارہ ٹوٹ کر گرا جس کی روشنی کا اثر طلوع آفتاب تک نمایاں رہا۔ ابو جعفر وہاں سے روانہ ہو کر کوفہ آئے اور رصافہ میں ٹھہرے اور یہاں سے وہ حج اور عمرہ کی نیت کر کے روانہ ہوئے جب کہ ماہ ذی قعدہ کے چند روز گزرے تھے انھوں نے اپنے ساتھ قربانی کے جانور بھی ان کے بال کٹوا کر اور ان کے گلوں میں قلاوہ ڈال کر لیے کوفہ سے چند منزل پہنچ کر ان کے پیٹ میں وہ درد اٹھا جس کے صدمے سے وہ جاں بحق ہو گئے۔ اس درد کے سبب میں اسباب سیر و تاریخ کا اختلاف ہے علی بن محمد بن سلیمان النوفلی اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ ایک زمانہ سے منصور کو ضعف معدہ کی شکایت تھی وہ طبیبوں سے اس کی شکایت کرتے تھے اور ان سے جوارشیں بنانے کے لیے خواہش ظاہر کرتے مگر طبیب اس بات سے گھبراتے تھے اور ان کو غذا میں کمی کرنے کا مشورہ دیتے تھے اور کہتے کہ تمام جوارشیں فوری طور پر تو اثر کر دیتی ہیں کہ کھانا ہضم ہو جائے مگر ان سے موجود مرض سے زیادہ بیماری پیدا ہو جائے گی اور اس وقت لینے کے دینے پڑ جائیں گے اس زمانہ میں ہندوستان سے ایک بیدوان ان کی خدمت میں حاضر ہوا منصور نے اس سے بھی اپنے مرض کی شکایت کی کسی دوا کی تجویز کی

خواہش کی اس نے ان کے لیے کئی سفوف اور جوراشیں تیار کیں جن کے اجزاء عناصر گرم تھے منصور نے ان کو کھانا شروع کیا ان کا کھانا ہضم ہونے لگا اس بناء پر انھوں نے بید کی تعریف کی۔

عراق کے مشہور طبیب کیثر نے مجھ سے یہ بات کہہ دی تھی کہ منصور معدہ کی بیماری سے ہی مریں گے میں نے پوچھا کہ یہ آپ کو کیسے علم ہوا اس نے کہا یہ جوراشیں کھاتے ہیں وہ کھانے تو ہضم کر دیتی ہیں مگر اس سے معدہ کے خاردوں میں روزانہ ایک نئی چیز پیدا ہو رہی ہے نیز ان کی آنتوں میں چربی پیدا ہو رہی ہے اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ معدہ کے مرض ہی سے ہلاک ہوں گے۔ اس بات کو زیادہ واضح کرنے کے لیے انھوں نے ایک مثال بیان کی، فرض کرو کہ تم پانی کے مٹکے کو ایک چبوترہ پر رکھوا دو اس کے نیچے ایک کچی انیٹ رکھ دو اس گھڑے سے پانی رستہ ہو تو اب بتاؤ کیا وہ رستا ہوا پانی اس میں شگاف پیدا نہ کر دے گا اور کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہر قطرہ جو رس رہا ہے وہ اپنا نشان بناتا ہے یہی ہوا کہ ابو جعفر معدہ کے مرض ہی سے ہلاک ہو گئے اور اس طبیب کا کہنا پورا ہوا۔

ایک دوسرے راوی نے یہ بات بیان کی ہے کہ موسم گرما کی سخت گرم دوپہروں میں سفر کرنے کی وجہ سے انھیں لو لگ گئی اور اس وجہ سے یہ درد پیدا ہو گیا باوجود کبر سنی کہ وہ بہت محرور المزاج واقع ہوئے تھے صفرا احمر کا غلبہ تھا اسی نے ان کے معدے کے فعل کو بگاڑ دیا تھا بہت روز تک یہی کیفیت رہی جب وہ ابن عامر کے باغ میں ٹھہرے تو مرض نے بہت شدت اختیار کر لی یہ وہاں سے بھی کوچ کر گئے مکے پہنچنے میں دیر لگ گئی ایک دن ابن المرافع کے کنواں پر منزل کی وہاں سے چل کر بیر میموں آئے۔ وہ ہر وقت پوچھتے تھے ہم کب حرم میں داخل ہوں گے۔ جتنی وصیتیں کرنا تھیں ربیع کو کر دیں اور اسی مقام پر ۶ ذی الحجہ ہفتہ کی رات صبح سویرے یا آفتاب کے طلوع ہونے کے وقت داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

وفات کے دوسرے دن دربار کی کیفیت

وفات کے وقت سوائے خادموں کے اور ان کے مولی ربیع کے اور کوئی شخص ان کے پاس نہ تھا ربیع نے ان کی موت کو چھپایا عورتوں اور لونڈی باندیوں کو نوحہ کرنے سے منع کر دیا اب صبح ہو گئی حسب قاعدہ ان کے تمام اہل خاندان بارگاہ خلافت میں حاضر ہوئے اور اپنی اپنی مخصوص جگہوں پر بیٹھ گئے۔ سب سے پہلے عیسی بن علی کو اندر بلایا گیا اس کی تھوڑی دیر کے بعد عیسی بن موسی کو اندر بلایا گیا چونکہ اس دن سے پہلے ہمیشہ دربار کا یہ دستور تھا کہ عیسی بن موسی کو عیسی بن علی سے پہلے بار ہوتا اس وجہ سے آج اس تقدیم و تاخیر سے عیسی بن موسی کے دل میں خطرہ پیدا ہوا کہ ضرور کوئی غیر معمولی بات ہے۔ اس کے بعد خاندان کے دوسرے اکابر داعیان کو اندر بلایا گیا پھر اہل خاندان کے عام افراد کو اجازت ملی۔ ربیع نے موسی بن المہدی کے ہاتھ پر اول امیر المومنین مہدی کے لیے اور اس کے بعد عیسی بن موسی کے لیے سب سے خلافت کی بیعت لی۔ جب بنی ہاشم بیعت کر چکے تو اب اس نے دوسرے سرداران فوج اور سپہ سالاران اور عساکر کو بیعت کے لیے بلایا۔ عیسی بن ماہان کے علاوہ اور ایک شخص نے بھی اس بیعت سے انحراف نہیں کیا۔ البتہ اس نے عیسی بن موسی کا نام سنتے ہی اس کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا محمد بن سلیمان نے ایک طمانچہ اس کے رسید کیا اور کہا یہ کون کافر کا بچہ ہے اور اس سے چمٹ گیا وہ تو اسے قتل کرنا چاہتا تھا یہ

رنگ دیکھ کر عیسیٰ بن ماہان نے بیعت کر لی۔ اس کے بعد دوسرے تمام لوگوں نے بیعت کی مسیّب بن زہیر پہلا شخص ہے جس نے بیعت کرتے وقت یہ استثناء کیا اور میں عیسیٰ بن موسیٰ کے لیے بیعت کرتا ہوں اگر ایسا ہوا اس پر منصور کے تمام خاندان والے اس کے سر ہو گئے اب موسیٰ بن مہدی دربار عام کے لیے برآمد ہوا۔ اور یہاں تمام بقیہ سردارن فوج اور دوسرے سرداروں نے اس سے بیعت کی عباس بن محمد اور محمد بن سلیمان مکہ روانہ ہوئے تا کہ جو لوگ وہاں ہوں ان سے مہدی کے لیے بیعت لے لیں ان دنوں عباس اپنے خاندان کا مقرر تھا۔ اس نے رکن اور مقام کے درمیان تمام لوگوں سے مہدی کے لیے بیعت لے لی۔ مہدی کے خاندان کے کچھ لوگ نواح مکہ اور فوج میں اس کی بیعت لینے کے لیے پھیل گئے اور سب لوگوں نے مہدی کی بیعت کر لی۔

منصور کی تجہیز و تکفین

اب منصور کی تجہیز و تکفین کی تیاری شروع ہوئی اس کام کے لیے اس کے گھر والوں میں سے عباس بن محمد، ربیع، ریان، چند خدمتگار اور دوسرے غلام مقرر ہوئے۔ نماز عصر کے وقت ان کا جنازہ تیار ہوا ان کا چہرہ اور تمام بدن سر کے بالوں کی ابتداء تک کفن کی پٹیوں سے ڈھانک دیا گیا احرام کی وجہ سے سر کو کھلا چھوڑ دیا گیا اب ان کے تمام گھر والے اعزا و خاص غلام موالی ان کا جنازہ لے کر چلے واقدی کے بیان کے مطابق عیسیٰ بن موسیٰ نے خور کی گھاٹی میں ان کی نماز جنازہ پڑھی۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اس کے متعلق یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خود منصور نے اس کی وصیت کی تھی کہ ابراہیم ان کی نماز جنازہ پڑھائیں کیونکہ یہ ہی مدینۃ الاسلام میں ان کی جگہ نماز میں امام ہوتا تھا۔ علی بن محمد النوفلی اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ ابراہیم بن یحییٰ نے ان کی قیام گاہ کے خیموں میں اس کے اٹھائے جانے سے پہلے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ربیع نے کہا جو شخص خلافت کا آرزومند ہو وہ نماز نہ پڑھائے اس بناء پر سب نے ابراہیم بن یحییٰ کو جو اس وقت بالکل نوجوان ہی تھا امامت کے لیے آگے بڑھا دیا۔ منصور ثنیۃ المدنیین کے پاس والے قبرستان میں جو اسی نام سے مشہور ہے دفن کیے گئے اس مقام کو ثنیۃ الحلاء بھی اس لیے کہتے ہیں کہ یہ مکہ سے بلندی پر واقع ہے عیسیٰ بن علی، عباس بن محمد، عیسیٰ بن موسیٰ ربیع اور ریان ان کے دونوں موالی اور یقطین بن موسیٰ منصور کی قبر میں ان کو دفن کرنے کے لیے اترے۔

ابو منصور کی عمر اور عہد حکومت

ان کی مدت عمر میں اختلاف ہے بعض راویوں نے ۶۴ سال بیان کی ہے، بعض نے ۶۵ سال اور بعض نے ۶۳ سال بیان کی ہے ہشام بن الکلبی نے ۶۸ سال بیان کی ہے اور کہا ہے کہ چودہ دن کم بائیس سال ان کا عہد حکومت ہوا مگر ابو معشر کو اس بارے میں ہشام بن الکلبی سے اختلاف ہے وہ کہتا ہے کہ ان کا عہد حکومت صرف تین دن کم بائیس سال ہے مگر ابو معشری سے ایک دوسرے واسطے سے یہ روایت نقل ہوئی ہے کہ منصور کا عہد حکومت

سات رات کم بائیس سال ہے۔ واقدی کہتا ہے کہ چھ دن کم بائیس سال ابو جعفر کی مدت خلافت ہے عمر بن شبہ صرف دو دن کم بائیس بائیس سال بتاتا ہے۔

اس سال ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی کی امارات میں حج ہوا اس سال رومیوں کا ظالم بادشاہ ہلاک ہوا۔

ابو جعفر کے ذاتی حالات

سیرت وصورت

ان کا رنگ سانولا تھا، دبلے پتلے دراز قامت تھے دونوں رخسار ہلکے تھے حمیمہ میں پیدا ہوئے ایک مرتبہ منصور کو معلوم ہوا کہ عیسیٰ بن موسیٰ نے نصر بن سیار کے ایک لڑکے کو جو کوفہ میں چھپا ہوا تھا اس کا پتا ملتے ہی قتل کر دیا اس پر وہ ناراض ہوئے انھوں نے عیسیٰ کے اس فعل کو بہت بری نگاہ سے دیکھا بلکہ عیسیٰ کو ایسی سزا دینے کے لیے تیار ہو گئے جس میں وہ ہلاک ہو جاتا۔ مگر پھر یہ خیال کر کے کہ محض نادانی کی وجہ سے عیسیٰ سے یہ حرکت ظاہر ہوئی ہے وہ اپنے ارادے سے رک گئے اور انھوں نے اس معاملہ کے متعلق یہ خط عیسیٰ کو لکھا۔

عیسیٰ کے نام ایک خط

اما بعد اگر امیر المومنین کی نظر عنایت اور شفقت تمہارے حال پر نہ ہوتی تو وہ نصر بن سیار کے بیٹے کے قتل اور اس معاملہ میں تمہاری خود رائی کی تمھیں سزا دینے میں کبھی تاخیر نہ کرتے۔ تاکہ دوسرے عاملوں کو عبرت ہوتی اور ان کو اس قسم کے موقعوں پر ایسا استبداد کرنے کی جرات ہی نہ ہوتی اب جس قدر لوگ تمہارے ماتحت ہیں چاہے وہ عرب ہوں یا عجم، سرخ رنگ والے ہوں یا سیاہ فام حبشی تم ان سے علیحدہ رہو اور امیر المومنین کی رائے کے بغیر کسی ایسے شخص کو جس نے پہلے کوئی قصور کے لیے جسے اللہ نے توبہ کے ذریعے معاف کر دیا ہو کسی ایسے فعل کی بناء پر جو کسی شخص سے ایسی لڑائی کے دوران میں سرزد ہوا ہو جس کا نتیجہ اللہ تعالیٰ نے امن وامان دیا ہو جس کی وجہ سے ایک کینہ پرور دشمن سے حفاظت ہو گئی ہو اور دلی کافتیں دور ہو گئی ہوں مواخذہ کیا جائے جس طرح امیر المومنین اس بات سے بے خوف خطر ہیں اللہ کسی خوش نصیب کو نیچا کر دے اس طرح اگر خدا چاہے تو اپنے اور کسی دوسرے کے لیے اس بات سے بھی مایوس نہیں ہے کہ وہ کسی ذلیل کو عزت دے۔ والسلام

منصور کے گھر کی حالت

فضل بن ربیع کا منشی یحییٰ بن سلیم بیان کرتا ہے کہ منصور کے گھر میں ایک دن کے علاوہ کبھی بھی لہو ولعب کی بات یا کوئی ایسی بات جو لہو ولعب کے مشابہ یا فضول ہو نہیں دیکھی گئی۔ البتہ ایک دن ہم نے اس کے بیٹے

عبدالعزیز کو جو سلیمان عیسی اور ابنائے ابوجعفر کا حقیقی بھائی طلیحہ بیوی سے تھا (یہ بالکل جوانی ہی کے دور میں مرگیا) دیکھا کہ وہ ایک اعرابی لڑکے کی ہیت بنائے کمان کندھے پر ڈالے ایک عمامہ باندھے اور مثال چادر زیب تن کیے اور ایک اونٹ پر دونوں گونوں کے درمیان نشست پر بیٹھا سوار جا رہا ہے اون گونوں میں وہ ہی اشیاء جو عام طور پر اعرابی بیچنے کے لیے لایا کرتے ہیں مثلاً چھوارے، تسمے، اور مسواکیں بار تھیں۔ یہ دیکھ کر بہت سے لوگوں نے تعجب کیا اور انھوں نے اس سوانگ کو اس کے خلاف شان سمجھ کر اچھی نظروں سے نہیں دیکھا۔ وہ نو عمر امیر اپنے راستے پر چلا گیا پل عبور کر کے رصافہ میں مہدی کے پاس آیا یہ سب چیزیں مہدی کو ہدیہ کیں۔ ان گونوں میں جو کچھ بار تھا مہدی نے اسے قبول کر لیا اور اس کے عوض دو گونیں درہموں سے پر کروا دیں۔ اب وہ نو عمر امیر اسی طرح ان دونوں گونوں کے درمیان بیٹھا ہوا واپس آیا تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ یہ ایک قسم کا مذاق ہے جو شہزادے کیا کرتے ہیں۔

دربار کے مختلف واقعات

حماد الترکی بیان کرتا ہے کہ میں ایک دن منصور کے سر کے قریب کھڑا ہوا تھا انھوں نے اپنے محل میں ایک شور سنا مجھ سے کہا دیکھو یہ کیا شور ہے میں اس مقام پر آیا جہاں سے آواز آ رہی تھی میں نے دیکھا کہ ان کا ایک خدمت گار لڑکیوں میں بیٹھا طنبورہ بجا رہا ہے اور وہ سب ہنس رہی ہیں۔ انھوں نے پوچھو یہ طنبورہ کیا شئے ہے میں نے کہا وہ لکڑی کا ایک آلہ ہے جس کی شکل ایسی ہوتی ہے اور اس طرح اسے بجاتے ہیں۔ میں نے پوری طرح اسے بیان کیا کہنے لگا تم نے اس کی تعریف تو خوب بیان کر دی مگر تمھیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ طنبورہ اسے ہی کہتے ہیں میں نے کہا میں نے خراسان میں دیکھا تھا۔ کہنے لگے ہاں وہاں دیکھا تھا اچھا میرا جوتا لاؤ میں نے جوتا لا کر پیش کیا کھڑے ہوئے اور آہستہ آہستہ چل کر اس مجمع کے پاس آئے وہ سب چھوکریاں اور خادم دیکھتے ہی پریشان ہو کر بھاگے حکم دیا کہ اسے پکڑ لو۔ چنانچہ جب اسے پکڑ کر پیش کیا گیا حکم دیا کہ یہ ہی طنبورہ پکڑ کر اس کے سر پر مارو میں نے طنبورہ اسے مارنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ ٹوٹ گیا پھر مجھ سے کہا اسے میرے محل سے نکال دو اور کرخ میں حمران کے پاس لے جاؤ اور کہہ دو کہ اسے بیچ دے۔

سلام الابرش بیان کرتا ہے کہ میں منصور کا شاگرد پیشہ تھا میں اور ایک دوسرا غلام گھر کے اندر اس کی خدمت گذاری کیا کرتے تھے ان کا ایک حجرہ تھا جس میں ایک کوٹھڑی تھی ایک خیمہ تھا وہاں گدا بچھا ہوا تھا اور ایک لحاف رکھا ہوا تھا اسی میں وہ رات گزارتے تھے جب تک وہ دربار کے لیے باہر نہیں آتے تھے۔ اس وقت تک وہ نہایت ہی بامروت و خوش خلق رہتے تھے بچوں کی شرارتوں میں یا کھیل کود سے خفا نہیں ہوتے تھے بلکہ اسے خوشی سے برداشت کر لیتے تھے۔ البتہ جب وہ کپڑے پہن کر دربار کے لیے برآمد ہوتے تو اسی وقت سے ان کے چہرے کا رنگ بدل جاتا ترش رو ہو جاتے آنکھیں لال ہو جاتیں۔ چنانچہ جب اس ہیت سے دربار میں جلوس کرتے تو جو رنگ ان کو ہوتا اس سے سب ہی واقف ہیں دربار کے بعد جب وہ پھر اندر واپس آتے تو اس وقت بھی ان کی ترشروئی کی وہی کفیت رہتی آتے وقت ہم ان کے استقبال کے لیے بڑھتے وہ بسا اوقات وہ اس حالت میں

ہم پر عتاب کرنے لگے ایک دن مجھ سے کہا اے میرے لڑکے جب تم دیکھو کہ میں درباری لباس پہن لیا ہے یا میں دربار میں واپس آرہا ہوں اس وقت تم میں سے کوئی میرے پاس نہ آئے کیونکہ ممکن ہے کسی وقت اپنی جھلاہٹ میں میں تم کو ایذ پہنچادوں

معن بن زائدہ بیان کرتا ہے کہ منصور کے ہم سات سو مصاحب تھے جو روزانہ ان کے دربار میں حاضر ہوتے تھے۔ میں نے ایک مرتبہ ربیع سے کہا تم مجھے سب سے آخر میں دربار میں آنے کی اجازت دیا کرو اس نے کہا تم تمام درباریوں میں سب سے اشرف نہیں ہو کہ تمھیں سب سے پہلے اجازت مل سکے۔ اور اپنے نسب کے اعتبار سے سب سے کمتر بھی نہیں ہو اس کی وجہ سے سب سے آخر میں تمھاری نوبت مقرر کی جائے۔ تمہارا مرتبہ تمہاری شرافت نسب کے مطابق رکھا گیا ہے۔

ایک دن میں منصور کے دربار میں اس صورت میں حاضر ہوا کہ میں نے ایک ڈھیلا ڈھالا برسا کرتا پہن رکھا تھا ایک حنفی تلوار حمائل تھی جس کی شام زمین سے ٹکراتی جاتی تھی ایک بڑا عمامہ باندھے ہوئے تھا جس کا شملہ میرے پیچھے اور آگے لٹک رہا تھا۔ میں نے سلام کیا اور پچھلے پاؤں پلٹ آیا باہر نکلنے کے لیے سراپردہ سلطانی کے قریب پہنچا تھا کہ انھوں نے اس زور سے میرا نام لے کر مجھے پکارا کہ میں ڈر گیا۔ میں نے عرض کیا لبیک یا امیر المومنین، فرمایا میرے پاس آؤ جب میں ان کے قریب گیا تو وہ اپنی مسند سے اتر کر زمین پر دو زانو بیٹھ گئے اور مسند کے دونوں گدوں کے نیچے سے ایک گدہ کھینچ لیا اس کے ساتھ ہی ان کے چہرہ کا رنگ بدل گیا اور تیوریاں چڑھ گئیں جنگ واسط میں تو ہی میرے مقابل لڑا تھا اللہ مجھے ہلاک کر دے اگر میں تیرا خاتمہ نہ کر دوں میں نے عرض کیا امیر المومنین اس جنگ میں آپ کے دشمنوں کے ساتھ ہو کر جو باطل کے لیے لڑ رہے تھے۔ میں نے جوانمردی اور شجاعت دکھائی تھی اس سے آپ واقف ہیں اب آپ خود ہی اندازہ لگائیں کہ جب میں آپ کے صحیح مقصد کے لیے لڑوں گا تو کیا کچھ نہ کر سکوں گا۔ فرمایا پھر کہو کیا کہا میں نے اعادہ کی اسی طرح کئی مرتبہ اس جملہ کو دہراتے رہے اب گز کو اس کے محل پر رکھ کر پائتی مار کر بیٹھ گئے اور اب رنگ زرد پڑ گیا فرمایا معن یمن میں کچھ گڑ بڑ ہے میں نے عرض کیا بے خبر کی رائے کیا فرمایا اچھا ہم تمھیں اپنا معتمد بناتے ہیں بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا۔ ربیع سے کہا محل میں جس قدر آدمی ہیں ان سب کو باہر کر دو ربیع اس کام کے لیے باہر چلا گیا اب مجھ سے کہا والی یمن مجھ سے سرتابی کرنا چاہتا ہے میں چاہتا ہوں کہ اسے گرفتار کر لوں اور اس کی رقم سے ایک حبہ بھی میری دسترس سے نہ نکل سکے بتاؤ اس معاملہ میں کیا کہتے ہو میں نے عرض کیا آپ مجھے یمن کا والی بنادیں اور ظاہر یہ کریں کہ آپ مجھے اس کی مدد کے لیے بھیج رہے ہیں ربیع کو حکم دیں کہ وہ میری تمام ضروریات سفر کی فوراً سربراہی کر دے تا کہ میں آج ہی روانہ ہو جاؤں اور یہ خبر شہرت نا پا سکے۔ انھوں نے گدوں کے نیچے سے ایک فرمان تقرر نکالا اس میں میرا نام اپنے ہاتھ سے درج کر کے وہ فرمان میرے حوالے کر دیا پھر ربیع کو بلا کر کہا میں نے معن کو والی یمن کی مدد کے لیے مقرر کیا ہے تم ان کے سفر کے لیے جتنے سواری کے جانور اور اسلحہ کی ضرورت ہو اس کا فوراً بندوبست کر دو تا کہ شام سے پہلے ہی یہ یمن روانہ ہو جائے پھر فرمایا آؤ مجھ سے رخصت ہو لو میں ان کو خیر باد کہہ کر چلا آیا دہلیز تک پہنچا تھا کہ ابو الوالی مجھ سے

ملاقی ہوا کہنے لگا اے معن میں اس میں تمہاری توہین سمجھتا ہوں کہ تم اپنے بھتیجے کے ماتحت بنائے جا رہے ہو۔ میں نے کہا اگر خود سلطان کسی کو اس کے بھتیجے کا ماتحت و مددگار مقرر کر دے تو اس میں اس شخص کے لیے کوئی عار نہیں میں یمن کی طرف روانہ ہو گیا وہاں پہنچ کو میں نے والی یمن کو پکڑ کر قید کر دیا اپنا فرمان تقرر اسے پڑھ کر سنا دیا اور اب میں اس کی مسند ولایت پر بیٹھ گیا۔

محمد بن عمر الیمامی ابو الردینی کہتا ہے کہ معن کا ارادہ ہوا کہ وہ کچھ لوگوں کو ایک وفد کی حیثیت سے منصور کی خدمت میں بھیجے تاکہ یہ اس کے غصہ کو ٹھنڈا کریں اور معن کی طرف سے ان کے دل میں جو گرانی پیدا ہو گئی اسے دور کر کے پھر انھیں اس کے حال پر مہربان بنا دیں معن کہنے لگا میں نے ان کی اطاعت و فرماں برداری میں اپنی تمام زندگی برباد کر دی اس کے لیے خود اپنی جان پر طرح طرح کی سختیاں جھیلیں۔ یمنیوں سے جنگ کرنے میں اپنے خاص اعزا اور اقربا کو ہلاک کرا دیا اور اب وہ محض اس رقم کی وجہ سے جو میں نے ان کی سلطنت و حکومت کے قیام و بقا کے لیے خرچ کیا ہے مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں۔

اس کام کے لیے اس نے اپنے خاندان کے لوگوں کی ایک جماعت جو بنی ربیع کی شاخ تھی منتخب کی اس منتخب شدہ حضرات میں مجاعہ بن الازہر بھی تھا معن نے ایک ایک شخص کو علیحدہ علیحدہ بلا کر پوچھنا شروع کیا کہ اگر میں تمھیں امیر المومنین کی خدمت میں بھیجوں تو تم کیا باتیں کرو گے ہر شخص نے بیان کیا کہ میں یہ کہوں گا اور یہ کہونگا مجاعہ کی باری آئی تو اس نے کہا اللہ تعالیٰ امیر کی عزت افزائی کرے آپ ایسے شخص سے گفتگو کے متعلق جو عراق میں ہے مجھ سے یمن میں دریافت کرتے ہیں کہ میں کیا باتیں کروں گا جب مجھے آپ کا مقصد معلوم ہے تو حتی الامکان جو وقت پر موزوں و مناسب معلوم ہوگا میں وہ کروں گا معن نے یہ جواب سن کر کہا اچھا میں نے یہ کام تمہارے سپرد کر دیا اس کے بعد اس نے عبدالرحمٰن عتیق المزنی سے مخاطب ہو کر کہا تم اپنے اس ابن عمر کے لیے قوت بازو بنو۔ ان کو اپنے سے مقدم رکھنا اگر اس سے کوئی بات چھوٹ جائے تم اس کی پابجائی کر دینا، ان دو کے علاوہ اس نے اپنے مصاحبوں میں سے دوسرے آٹھ آدمی اور چنے اور اس طرح جب یہ دس کی جماعت مکمل ہو گئی تو ان کو رخصت کر دیا۔

مجاہد کی تقریر

یہ ابو جعفر کے پاس پہنچے جب سامنے آئے آگے بڑھے مجاعہ نے اللہ کی حمد و ثناہ اور اظہار تشکر کے ساتھ تقریر شروع کی وہ اس قدر عمدہ تھی کہ سب کو خیال ہوا کہ یہ اس کے لیے تیار ہو کر آیا ہے اب اس نے رسول اللہ ﷺ کی منقبت شروع کی کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح عرب کے تمام قبائل میں سے آپ کو چن لیا۔ پھر اس نے آپ کی فضیلت کو اس خوبی سے بیان کیا کہ تمام حاضرین دربار متعجب ہو گئے اور عش عش کرنے لگے۔ اب اس نے امیر المومنین منصور کا ذکر شروع کیا اور بیان کیا کہ اللہ نے ان کو کیسا شرف عطا کیا اور کس قدر اہم منصب ان کو سپرد کیا ہے یہاں سے اس نے اپنے مطلب کی طرف لوٹا اور اپنے آقا کا تذکرہ کیا۔

منصور کا مجاعہ کی تقریر پسند کرنا

جب اس کی تقریر ختم ہوئی تو منصور نے کہا تم نے اللہ کی حمد میں جو کچھ کہا ہے اللہ اس سے بالاتر ہے کہ کوئی شخص اس کی مدح کو احاطہ کر سکے رسول اللہ ﷺ کے فضائل میں جو کچھ تم نے بیان کیا تو اللہ نے تمہارے بیان سے یادہ خود ان ک فضیلت بیان کر دی ہے تم نے امیر المومنین کی تعریف کی ہے بے شک اللہ نے ان کو اس عظیم منصب پر فائز کرنے سے ان کو بڑی فضیلت عطا فرمائی اور انشاء اللہ وہ جب تک اس کی اطاعت کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو معین و مددگار رہے گا البتہ اپنے آقا کے بارے میں جو کچھ تم نے کہا وہ سب جھوٹ اور بغو ہے جو قابل توجہ نہیں یہاں سے نکل جاؤ تمہارا بیان مقبول نہیں مجاعہ نے کہا امیر المومنین سچ فرماتے ہیں اللہ کی قسم میں نے کوئی بات اپنے آقا کے متعلق جھوٹ نہیں کہی ہے یہ ساری جماعت حکما دربار سے خارج کی گئی۔ جب یہ ایون دربار کے پائین میں پہنچے تو منصور نے اسے اس کے ساتھیوں سمیت پھر سامنے بلایا اور کہا تم نے کیا بیان کیا تھا مجاعہ نے اپنی پہلی تقریر اس طرح دوہرادی کہ گویا وہ کسی ورق پر لکھی ہوئی ہے جسے دیکھ دیکھ کر وہ پڑھ رہا تھا اس مرتبہ پھر منصور نے اس کو جھٹلایا یہ سب دربار سے نکال دیئے گئے جب سب کے سب دربار سے باہر چلے گئے تو پھر منصور نے ان کے متعلق حکم دیا کہ ان کو واپس لایا جائے وہ ٹھہر گئے۔ اور جو مصری روسا دربار میں حاضر تھے ان کو مخاطب کر کے فرمایا کیا تم میں کوئی ایسا خوش بیان شخص ہے۔ بخدا اس کی تقریر سے خود مجھے اس پر حسد آ گیا چونکہ یہ شخص بنی ربعیہ سے ہے اس لیے اگر تعصب کے الزام کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں یقیناً اس شخص کو نکال دیتا میں نے آج تک ایسا بے باک خوش بیان اور گویا شخص نہیں دیکھا۔

غلام اسے پکڑ کر واپس لے آؤ جب مجاعہ ان کے سامنے حاضر ہوا تو اس نے اور اس کے ساتھیوں نے دوبارہ سلام عرض کیا منصور نے کہا اچھا تمہاری اپنی اور تمہارے آقا کی جو ضرورت ہو اسے بیان کرو اس نے کہا امیر المومنین معن آپ کا بندہ ہے آپ کی تلوار اور وہ تیر ہے جو آپ نے دشمن پر چلایا ہے اس نے شمشیر زنی کی نیزہ زنی کی اور ناوک فگنی کی اس نے تمام سرکشوں کو رام کر دیا اور یمن میں جس شخص کے اندر بل نظر آیا اسے اس نے سیدھا کر دیا۔ اب اہل یمن امیر المومنین کے (اللہ آپ کی عمر دراز کرے) بہترین رعایا بن گئے۔ اگر کسی چغلخوروں کی چغلخوری کی وجہ سے امیر المومنین کے دل میں اس کی طرف سے کوئی بات جاگزیں ہوئی تو آپ کو یہ زیبا ہے کہ آپ اپنے غلام کی جس نے اپنی تمام عمر آپ کی اطاعت میں فنا کر دی ہے خطا معاف کر دیں۔

منصور نے ان کی وکالت تسلیم کر کے معن کا عذر قبول کر لیا ان کا دل اس کی طرف سے صاف ہو گیا اور انھوں نے ارکان وفد کو واپس جانے کی اجازت دے دی۔ جب یہ معن کے پاس آئے اور انھوں نے امیر المومنین کی خوشنودی کا خط پڑھ کر سنایا تو معن نے خوشی میں مجاعہ کی پیشانی چوم لی اس کے ساتھیوں کا شکریہ ادا کیا ان کو ان کے مراتب خلعت و انعام سے سرفراز کیا اور حکم دیا کہ تم میرے نمائیدوں کی حیثیت سے امیر المومنین منصور کے پاس قیام کرنے کے لیے جاؤ۔

مجاعہ کا انعام

معن نے مجاعہ کو یہ انعام دیا کہ اس نے اس کی یہ تین خواہشیں پوری کر دیں ایک یہ کہ معن کے خاندان کے نام کی امیر زادی زہرا نام پر عاشق تھا اب تک اس کی شادی نہیں ہوئی تھی جب کوئی شخص مجاعہ کا ذکر کرتا تو وہ جواب دیتی کہ وہ کس بنا پر میرے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہے وہ تو نہایت غریب آدمی ہے کیا وہ اپنے پشمینہ کے جبے یا اپنی چادر کی مالیت سے مجھے بیاہے گا۔ جب مجاعہ منصور کے پاس سے ہو کر معن کے پاس واپس آیا تو سب سے پہلے اس نے معن سے یہ ہی درخواست کی کہ آپ زہرا کے ساتھ میری شادی کر دیجیے چونکہ اس کا باپ معن کی فوج میں تھا معن نے دس ہزار درہم اپنے پاس سے مہر ادا کر کے اس کی شادی کر دی اس کے بعد معن نے پوچھا کہ دوسری خواہش ظاہر کرو اس نے کہا مقام حجر میں میرا جو گھر ہے اس میں ایک دیوار ہے وہ میں لینا چاہتا ہوں اس کا مالک آپ کی فوج میں ملازم ہے معن نے وہ دیوار خرید کر مجوعہ کو دلا دی اب پوچھا کہ تیسری خواہش بیان کرو اس نے کہا دولت دیجیے معن نے تیس ہزار نقد دیے اس طرح ایک لاکھ درہم دے کر اسے گھر بھیج دیا۔

چار اہم آدمی

ابوالفرج، عبداللہ بن جبلہ الطالقانی کا ماموں کہتا ہے کہ میں نے ابوجعفر کو کہتے سنا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ چار آدمی نہایت دیانت دار اور پاکباز میرے پاس ہوں لوگوں نے عرض کیا یا امیر المومنین یہ چار آدمی کون ہیں؟ فرمایا وہ ارکان ملک و دولت جن کے بغیر کسی سلطنت کا انتظام درست نہیں ہو سکتا ان کی مثال تخت کے چار پایوں کی ہے کہ جب تک وہ چاروں پائے عمدہ اور مضبوط اور سیدھے نہ ہوں تخت مضبوط نہیں رہ سکتا کیونکہ اگر ایک پایا بھی خراب ہو جائے تو تخت کمزور ہو جائے گا۔ ایک قاضی وہ ایسا شخص ہو کہ اللہ کے حق میں اس پر کسی لعنت و ملامت کا اثر نہ ہو دوسرے کوتوال وہ ایسا شخص ہے جو قوی کے مقابلے میں ضعیف کے حق میں انصاف کر سکے۔ تیسرے افسر مال جو پوری مال گزاری قبولی کرے مگر رعایا پر ظلم نہ کرے۔ کیونکہ میں اس بات سے بے نیاز ہوں کہ ان پر ظلم کیا جائے، چوتھے اس کے بعد انھوں نے اپنا انگوٹھا تین مرتبہ دانت سے دبایا اور ہر مرتبہ پر آہ کی لوگوں نے پوچھا امیر المومنین چوتھا کون ہے؟ فرمایا ڈاک کا وہ افسر جو ان اعمال کی نہایت دیانت داری سے سچی سچی خبریں مجھے لکھتا رہے۔

عامل کی معافی

بیان کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ منصور نے اپنے ایک عامل کو باز پرس کے لیے جس نے سرکاری مالگزاری کی وصولی میں بہت کمی کی تھی طلب کیا کہا جو تم پر واجب ہے ادا کرو اس نے کہا بخدا میرے پاس کچھ نہیں، اسی دوران کسی ندا کرنے والے نے ندا دی "اشھدان لا الہ الا اللہ" یہ سن کر منصور سے کہا امیر المومنین اللہ کے لیے اور اس شہادت کے لیے کہ میں بھی "لا الہ الا اللہ" کہتا ہوں آپ اس مطالبہ کو جو مجھ پر عائد ہے بخش دیں، منصور نے اسے

معاف کر دیا۔

لگان کے محصل کو تنبیہ

ایک مرتبہ انھوں نے ایک شامی کو کسی لگان کا محصل مقرر کیا اس وقت اس کو نصیحت کی اور اس کی طرف بڑھکر فرمایا اس وقت جو بات تمہارے دل میں ہے میں اس سے واقف ہوں تم میرے پاس سے اس وقت تک باہر نکل کر اپنے دل سے کہو گے دیانت اور اندارج میں صحت اختیار کرو ہمیشہ خدمت پر بحال رہو گے۔'' پھر ایک مرتبہ ایک عراقی کو علاقہ سعاد کے کسی ایک لگان کا محصل مقرر کیا اسے بھی کچھ نصیحت کی اور اس کی طرف آگے بڑھ کر فرمایا جو تمہارے دل میں ہے میں اس سے واقف ہوں تم اس وقت میرے پاس سے جاؤ گے اور اپنے دل سے کہو گے کہ جو اس خدمت کے بعد بھی فقیر رہا اس کی حالت کبھی درست نہ ہوگی میرے پاس سے چلے جاؤ اور اپنی خدمت کا جا کر جائزہ لو اور یاد رکھو کہ اس قسم کے خیالات کو کبھی دماغ میں نہ آنے دینا ورنہ میں اس کی پوری پوری سزا دوں گا ان دونوں شخصوں نے عرصہ تک ان کی ملازمت کی اپنا حساب کتاب ہمیشہ بحال رکھا اور ان کے خیر خواہ رہے۔

حضر موت کے گورنری کی معزولی

منصور نے ایک عرب کو حضر موت کا والی مقرر کیا۔ صدر فجر نے ان کو لکھا یہ شخص اکثر شکاری باز اور شکاری کتوں سے شکار کھیلتا ہے منصور نے اس گورنر کو برطرف کر دیا اور فرمان میں یہ لکھا اللہ تجھے ہلاک کر دے یہ کیا سامان ہے جو تو نہ شکار کے جانوروں کے لیے مہیا کیا ہے میں نے تجھے مسلمانوں کے معاملات کا سربراہ مقرر کیا تھا نہ کہ وحشی جانوروں کا منتظم ہماری جو خدمت تمہارے سپرد ہے اسے تم فلاں شخص کے سپرد کر دو اور خود ذلت و خواری کے ساتھ اپنے گھر چلے جاؤ۔

سہیل کا واقع

ربیع بیان کرتا ہے کہ سہیل بن سالم البصری کو منصور کی خدمت میں پیش کیا گیا یہ کسی کام پر مقرر کیا گیا تھا اب منصور نے اس کے متعلق حکم دیا پھر برطرف کر دیا اب منصور نے اس کے متعلق حکم دیا کہ اس کو قید کر دیا جائے اور سرکاری مطالبہ وصول کیا جائے سہیل نے کہا کہ میں آپ کا غلام ہوں کہنے لگے تم برے غلام ہو سہیل نے کہا مگر آپ تو اچھے آقا ہیں کہا تیرے لیے نہیں۔

خارجی کو معاف کرنے کا واقع

ربیع کہتا ہے کہ ایک دن منصور کے سامنے یا ان کے سرہانے کھڑا تھا ایک خارجی جس نے ان کی کئی فوجوں کو شکست دی تھی پیش کیا گیا۔ اس سے کہا کھڑے ہو جاؤ تا کہ تمہاری گردن ماری جائے جب وہ کھڑا ہوا تو اب ان کی اس پر نظر پڑی کہنے لگے کہ اے فاحشہ کے جنے تجھ ایسے شخص نے میری فوجوں کو بھگا دیا خارجی نے کہا یہ تمہارا کیا اخلاق ہے کل تک تو میرے اور تمہارے درمیان تلوار اور جنگ تھی اور آج تم گالی گلوچ پر اتر آئے اگر میں

بھی اس کے جواب میں تم کو گالیاں دوں تو تم میرا کیا بگاڑ سکو گے۔ میں تو اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا ہوں مجھے معلوم ہے کہ مجھے معاف نہ کیا جائے گا یہ جواب سن کر منصور شرمندہ ہو گئے اور اسے چھوڑ دیا اور ایک سال اپنا منہ اسے نہ دکھایا۔

مہدی کی بیعت کے دن کا اہم واقع

عمار بن حمزہ بیان کرتا ہے کہ ایک دن میں منصور کی خدمت میں حاضر تھا دو پہر کے وقت اپنے گھر واپس جانے لگا اسی دن مہدی کے لیے بیعت ہوئی تھی میری واپسی کے وقت مہدی میرے پاس آئے اور کہنے لگے مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرے باپ میرے بھائی جعفر کے لیے بیعت لینا چاہتے تھے۔ میں خدا کے سامنے عہد کرتا ہوں اگر انھوں نے ایسا کیا تو میں اسے قتل کر دوں گا میں اسی وقت امیر المومنین کے پاس آیا میں نے دل میں سوچا کہ یہ معاملہ ایسا نہیں کہ اس میں تاخیر کی جائے اس وقت ان کو اس کی اطلاع ہونی چاہیے۔ حاجب نے کہا تم ابھی ابھی تو امیر المومنین سے مل کر گئے ہو میں نے کہا ایک خاص واقع پیش آیا ہے میرے لیے بازیابی کی اجازت حاصل کرو میں باریاب ہوا پوچھا خیر ہے کیوں آئے میں نے عرض کیا کہ ایک خاص واقع پیش آ گیا تھا چاہتا ہوں کہ آپ سے بیان کر دوں کہنے لگے تمہارے بیان کرنے سے پہلے ہم بیان کیے دیتے ہیں مہدی تمہارے پاس آیا تھا اور اس نے تم سے یہ کہا میں نے کہا بے شک ایسا ہی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امیر المومنین وہاں موجود تھے اور ہماری گفتگو سن رہے تھے کہا اس سے کہو ہوش میں آؤ ہم خود جعفر سے اتنی محبت کرتے ہیں کہ اس پر تمہاری د ترس نہیں ہو سکتی۔

حجاج کے متعلق ابو جعفر کی رائے

ابراہیم بن صالح کہتا ہے کہ ہم منصور کی خدمت میں پہنچنے کے لیے محل کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے باتوں باتوں میں حجاج کا ذکر آ گیا۔ ہم میں سے بعض نے اس کی تعریف کی اور بعض نے اس کی ندامت کی مداحوں میں معن بن زائدہ تھا اور مذمت کرنے والوں میں حسن بن زید پھر ہم سب مجلس میں پہنچے حسن بن زید نے یہ ہی ذکر دربار میں چھیڑ دیا اور کہا کہ امیر المومنین مجھے یہ گمان ہے کہ میں اتنے دن زندہ رہوں گا کہ آپ کے محل میں آپ کے فرش پر بیٹھے ہوئے حجاج کا ذکر ہوا اور اس کی تعریف نہ کی جائے۔ اور میں اسے سنوں پوچھا اس میں کون سی ایسی بات تھی جو تمھیں ناگوار گزری ایک جماعت نے اپنا ایک اہم کام اس کے سپرد کر دیا اس نے نہایت دیانت داری خلوص اور ہوشیاری سے اس جماعت کی خدمت ادا کی بخدا میں خود چاہتا ہوں کہ مجھے ایسا شخص مل جاتا تو میں اسے اپنے خاص معاملات سپرد کرتا اور کسی جرم میں اسے ہمیشہ کے لیے متعین کر دیتا۔ معن نے کہا جناب والا کے پاس اب بھی ایسے اشخاص موجود ہیں کہ اگر آپ نہایت ہی اہم امور کی بجا آوری چاہیں تو وہ اسے کامیابی کے ساتھ سرانجام دیں پوچھا وہ کون معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنے آپ کو ایسا سمجھتے ہو۔ معن نے کہا اگر میں اپنے آپ کو ایسا سمجھتا ہوں تو کچھ بے جا نہیں ہے فرمایا ہرگز نہیں تم ایسے نہیں ایک جماعت نے حجاج کو امین بنایا اس نے ان سب کو وہ امانے دے دی۔ اور ہم نے تم کو امین بنایا تو تم نے ہمارے ساتھ خیانت کی۔

ایک تمیمی کی دربار میں حاضری

ابو بکر ابوالہذلی کہتا ہے کہ میں امیر المومنین کے ہمراہ مکہ مکرمہ گیا۔ ایک دن میں ان کے ساتھ سوار تھا کہ ایک شخص سرخ اونٹنی پر سوار ململ کا جبہ پہنے ہوئے عدنی عمامہ زیب سر کئے ہاتھ میں ایک اتنا لمبا کوڑا لیے ہوئے جو زمین سے چھو رہا تھا جو اپنی عجیب وغریب ہیت کی وجہ سے مشتبہ سا تھا صحرا سے آتے ہوئے سامنے سے گزرا۔ اسے دیکھ کر مجھے حکم دیا کہ میں اسے روکوں میں نے اسے بلایا وہ آیا امیر المومنین نے اس سے اس کا نسب، علاقہ اور اس کا قومی وطن پوچھا۔ نیز اس سے دریافت کیا کہ تمہارے ہاں صدقات کے والی کون ہیں اس نے ان تمام سوالات کا اس خوبی سے جواب دیا کہ وہ بہت خوش ہوئے پھر اس سے کہا کچھ شعر سناؤ اس نے اوس بن حجرہ وغیرہ اور قبیلہ بنی تیم بن عمرو کے دوسرے شعراء کے شعر سنائے نیز دوسرے افسانے سنائے اسی نے ظریف بن تمیم التعمر ی کے یہ شعر پڑھے۔

ان قنالی لنبغ لا یوسها
غمز الثقان ولا دهن ولا نار
متی اجر خائفا تامن مسارحه
وان اخف امنا تقلق بدالد
ان الامور ازورتها صدرو
ان لا مود لها ورد واصدا

(ترجمہ) میرے نیزے کا بانس کامل طور پر پختہ ہے جس کو سیدھا کرنے کے لیے سیدھا کرنے والے آئے یا تیل یا آگ کی ضرورت نہیں جب میں کسی خوفزدہ کو پناہ دیتا ہوں تو اس کے لیے تمام راستے چاہے وہ کس قدر وسیع ہوں بے خوف خطر بن جاتے ہیں اور اگر کسی بڑے جتھے والے اور قلعوں والوں کو دھمکی دوں تو وہ خود اپنے گھر میں بے چین و پریشان ہو جاتا ہے میں جب اہم معاملات میں پڑتا ہوں تو باوجود ان کے بگڑ جانے کے ان کو ساحل مراد پر لے آتا ہوں اور بیشک معاملات بنتے بگڑتے رہتے ہیں۔

شعر سن کر پوچھا اچھا اب بتاؤ تم میں یہ طریف کس حیثیت کا آدمی تھا جسنے یہ شعر کہے اس نے کہا وہ تمام عرب میں دشمن کے لیے نہایت سخت اور دوبھر تھا جس کی گرفت بہت شدید تھی وہ سب سے زبردست انتقام لینے والا اور نہایت مبارک نصیبے والا تھا دشمن کے حق میں اس کا نیزہ نہایت سخت تھا سب سے بڑا مہمان نواز اور اپنے ہمسایہ کے لیے نہایت ہی پارسا اور قابل اعتماد تھا عکاظ کے میلے میں تمام عربوں نے اس کی ان صفات کو تسلیم کیا البتہ ایک شخص نے اس کی تنقص کی اور کہا کہ بخدا لڑائیوں میں تمہاری کامیابیاں کچھ شہرت نہیں رکھتیں اور نہ تمہارا نشانہ درست ہے۔ یہ سن کر اس نے عہد کیا وہ اپنے شکار کے علاوہ آئندہ کوئی گوشت نہیں کھائے گا اور ہر سال کسی نہ کسی ایسی مہم میں مصروف پیکار ہوگا۔ جس کی وجہ سے اس کی جرات وشجاعت کا شہرہ آفاق میں پھیلے منصور نے کہا

اے تمیمی تم نے اپنے سردار کی تعریف کا حق ادا کر دیا مگر بات یہ ہے کہ اس کے مقابلہ میں اس کے دونوں شعروں کا زیادہ میں مصداق ہوں اور معلوم ہوتا ہے کہ ان شعروں میں اس کی نہیں میری تعریف کی گئی ہے۔

روزانہ کے معمولات

دن کے پہلے حصہ میں منصور امور سلطنت کو انجام دیتے ہدایت دیتے، ممانعت کرتے، عزل و نصب کرتے سرحدوں اور اطراف سلطنت میں فوج کی تعین کرتے راستوں کے امن کا انتظام کرتے، آمدنی اور خرچ کو دیکھتے، رعایا کی معاش کی اصلاح پر غور کرتے۔ تاکہ ملک سے افلاس کم ہو اور رعایا امن وسکون کے ساتھ زندگی گزار سکے۔ نماز عصر کے بعد اپنے گھر والوں سے بات چیت کرتے اس وقت اور کسی سے ملاقات نہ کرتے۔ البتہ جس سے وہ رات کے وقت باتیں کرنا چاہتے صرف ان کو ہی اس وقت ملاقات کی اجازت ہوتی عشاء کی نماز کے بعد ملک کے مختلف اطراف سرحدوں سے جو خط آئے ہوتے ان کو ملاحظہ کرتے اور حسب ضرورت ان کے متعلق اپنے دوستوں سے مشورہ لیتے ایک پہر رات گزرنے کے بعد خوابگاہ میں چلے جاتے اور ان کے خاص دوست اپنے اپنے گھروں کو پلٹ آتے دوسری پہر گزرنے کے بعد بستر سے اٹھتے وضو کرتے اور طلوع فجر تک اپنی محراب میں کھڑے ہو کر تہجد کی نماز پڑھتے رہتے پھر صبح کی نماز کو باہر تشریف لاتے اور خود ہی صبح میں امامت کرتے اس کے بعد پھر ایوان دربار چلے جاتے اور سرکاری کام شروع کر دیتے۔

دربار میں مختلف قسم کے لوگوں کا ذکر

ابو جعفر نے ایک مرتبہ اسمٰعیل بن عبداللہ سے کہا کہ مختلف لوگوں کی خصوصیات بیان کرو اس نے کہا اہل حجاز کی یہ خصوصیت ہے کہ ان سے اسلام کی ابتدا ہوئی اور وہ عرب کے یادگار ہیں اہل عراق اسلام کے رکن اور اس کے جنگجو ہیں۔ اہل شام امت اسلام کے لیے بمنزلہ قلعہ ہیں اور اماموں کے نیزے ہیں، اہل خراسان بڑے سخت لڑنے والے سپاہی ہیں ترک نہایت ثابت قدم جنگجو قوم ہے۔ اہل ہند حکما ہیں اور اپنے علاقہ کی سرسبزی اور زرخیزی کی وجہ سے وہ دوسرے اپنے متصلہ ممالک کی امداد سے بے نیاز ہیں رومی اہل کتاب اور مذہبی لوگ ہیں جن کو اللہ نے مسلمان سے قریب ہونے کے بعد ایک سمت کو علیحدہ دور کر دیا۔ نبطی قدیم زمانے میں حکمران تھے مگر اب تو وہ ہر قوم کے غلام ہیں۔

منصور نے پوچھا سب سے بہتر والی کی صفت بیان کرو اس نے کہا جو سخی ہو اور برائی سے اعراض کرتا رہے پوچھا سب سے احمق والی کون ہے اس نے کہا جو رعایا پر سخت ظلم کرتا ہو اور ہمیشہ اس سے حماقت اور عقوبت سرزد ہوتی ہو۔ پوچھا شاہی مفاد کے لیے اطاعت خوف مناسب ہے یا اطاعت محبت اس نے کہا امیر المومنین خوف کی حالت میں جو اطاعت نمایاں رہتی ہے اس کی تہ میں عذر ہوتا ہے اور ہمیشہ اس کی نگرانی کی ضرورت ہے بخلاف اس کے کہ جو اطاعت محبت پر مبنی ہوتی ہے اس میں اجتہاد زندہ رہتی ہے۔ اور اگر اس کی طرف سے غفلت بھی برتی جائے تب بھی اس میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا پوچھا کہ کن لوگوں کی اطاعت بہتر ہے اس نے کہا جو زیادہ نقصان

اور زیادہ فائدہ پہنچا سکیں پوچھا اس کی شناخت کیا ہے اس نے کہا ایسے اشخاص دعوت پر فوراً لبیک کہتے ہیں اور اپنی جانیں لڑا دیتے ہیں پوچھا بادشاہ کا وزیر کیسا ہو اس نے کہا جب کہ قلب سلیم ہو اور حرص و ہوس کا اس کے پاس سے گزر بھی نہ ہو۔

مہدی کے لیے ہدایات

ولی عہد مقرر کرنے کے بعد منصور نے مہدی سے کہا دیکھو ابو عبداللہ ہر نعمت پر شکر ادا کرنا جب قدرت ہو عفو کرنا رعایا کی اطاعت کی حالت میں ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آنا جب تم کو جنگ میں فتح ہو اس وقت تواضع کو پیش نظر رکھنا مغرور نہ ہونا دنیوی لذتوں اور آرام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو نہ بھول جانا کیونکہ وہ ان سب سے بہتر ہے۔

منصور نے مہدی سے کہا جب تک تم کسی معاملہ پر اچھی طرح غور و فکر نہ کر لو انجام نہ دینا کیونکہ ایک دانشمند کا فکر اس کے لیے آئینہ کا کام دیتا ہے جس میں اسے اپنا حسن اور قبح نظر آتا ہے۔

ایک دوسرے موقع پر مہدی سے کہا حکمران بغیر تقویٰ کے صحیح نہیں ہوتا رعایا طاعت کے بغیر ٹھیک نہیں ہوتی ملک انصاف کے بغیر آباد نہیں ہوتا حکومت کا قیام اور دوام دولت سے ہے ملک کا انتظام ملک کی تمام خبروں کے حاصل کیے بغیر کیسے درست نہیں رہتا۔ جو شخص معاف کرنے پر سب سے زیادہ قادر ہے وہی سزا دینے پر قادر ہوتا ہے سب سے کمزور شخص وہ ہے جو اپنے سے کمزور لوگوں پر ظلم کرتا ہے اپنے آدمی کے کام پر بھروسہ کرو مگر ہمیشہ اس کی حالت سے باخبر رہو۔ ایک موقع پر کہا اے ابو عبداللہ اپنی صحبت کو کبھی ایسے علماء کی شرکت سے خالی نہ کرنا جو تم کو حدیث سناتے رہیں محمد بن شہاب الزہری نے کہا کہ حدیث نر ہے اسے نر پسند کرتے ہیں اور مادہ اسے برا سمجھتے ہیں اور جو کچھ انھوں نے کہا وہ بالکل سچ ہے مہدی سے کہا جو تعریف کو پسند کرتا ہے وہ اپنے اخلاق درست رکھتا ہے اور جو تعریف کو نہیں چاہتا اس کے اخلاق بھی بگڑ جاتے ہیں جس نے تعریف کو برا جانا لوگ اس کی مذمت کرنے لگتے ہیں اور جس کی مذمت کی گئی وہ آخر میں بے بس کر دیا جاتا ہے اور اس کی کچھ نہیں چلتی۔ ایک مرتبہ مہدی سے کہا عاقل وہ نہیں ہے جو مصیبت میں پڑ کر نکل آئے بلکہ وہ ہے جو مصیبت سے پہلے اس کا انتظام کر دے اور اس میں پڑنے کی اسے نوبت ہی نہ آئے۔ ایک مرتبہ مہدی سے پوچھا تمھیں معلوم ہے کہ تمہارے پاس کتنی فوج ہے اس نے کہا میں نہیں جانتا کہنے لگا تم تو اس خلافت کو تباہ کر دو گے۔ تم کو فوج کی تعداد بھی معلوم نہیں خیر میں نے تمہارے لیے اتنی فوج مہیا کر دی ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے تمہاری اس عدم توجہ کو تمھیں کوئی نقصان نہیں ہوگا مگر یہ بے پروائی اور بے خبری بہت بری بات ہے اللہ سے ڈرو۔

خالصہ کے سردار کا واقع

خالصہ کہتی ہے کہ میں ایک مرتبہ منصور کی خدمت میں گئی معلوم ہوا کہ داڑھ میں درد ہے میری آہٹ پا کر کہا آؤ میں پاس گئی دیکھا کہ دونوں ہاتھ جبڑوں پر رکھے ہوئے ہیں تھوڑی دیر خاموش رہے پھر مجھ سے پوچھا بتاؤ

تمہارے پاس اس وقت کتنا مال ہے۔ میں نے کہا ایک ہزار درہم فرمایا میرے سر پر ہاتھ رکھ کر قسم کھاؤ بتاؤ کہ کتنی رقم تمہارے پاس ہے میں نے کہا دس ہزار دینار فرمایا اچھا میرے پاس لے آؤ میں ان کے پاس سے واپس آئی اور مہدی اور خزران سے یہ بات بیان کی مہدی نے اپنے پاؤں سے مجھے جھٹکا اور کہا کہ تم کیوں ان کے پاس گئیں تھیں ان کو درد نہیں یہ محض بہانہ ہے بات یہ ہے کہ کل میں نے ان سے رقم مانگی تھی اس کو سنتے ہی وہ بیمار بن گئے اب جو تم نے ان سے کہا ہے اتنی دولت ان کو یکجا کر دے دو میں نے رقم پہنچا دی۔ مہدی ان کے پاس آیا اور کہا کہ ابو عبداللہ تم نے اپنی ضرورت بیان کی تھی تو یہ خالصہ کے پاس سے یہ ضرورت پوری ہوگئی۔

پیوند لگانے کا ذکر

واضح ان کا غلام بیان کرتا ہے کہ ایک دن مجھ سے فرمایا تھا کہ تمہارے پاس جتنے پرانے کپڑے ہوں اکٹھے کرلو جب تمہیں مہدی کے میرے پاس آنے کا علم ہوتو اس کے آنے سے پہلے وہ کپڑے میرے پاس لے آنا اوران کے ساتھ مختلف پیوند بھی ہوں۔ میں پرانے کپڑے جمع کر کے لایا اتنے میں مہدی بھی خدمت میں حاضر ہوا منصوران پیوندوں کا اندازہ کرنے لگے کہ یہ کس جگہ ٹھیک ہوگا اور یہ کہاں لگ سکے گا یہ رنگ دیکھ کر مہدی ہنس پڑا اور اس نے کہا امیر المومنین اس وجہ سے لوگوں میں یہ چرچا ہے کہ دینار و درہم اور اس کی مالیت کے سکے تک پر امیر المومنین کی نظر رہتی ہے منصور نے کہا جو شخص اپنے پھٹے پرانے کی اصلاح نہیں کرتا وہ نئے کپڑے کا مستحق نہیں ہے جاڑا سر پر آ گیا ہے ہمیں اپنے بچوں کے لیے جڑواں کی ضرورت ہے کیا کیا جائے۔ مہدی نے کہا میں امیر المومنین اوران کے بال بچوں کے لباس کا خرچ اپنے ذمہ لیتا ہوں کہنے لگے جیسے تمہاری خوشی ہو ویسا ہی کرو۔

شاعر کی زائد رقم ضبط

موئل بن امیال نامی شاعر مہدی کی خدمت میں مقام رے پر اس کی ولی عہدی کے زمانے میں میں حاضر ہوا۔ اس نے مہدی کی مدح کے بدلہ میں چند شعر کہے مہدی نے اس میں بیس ہزار درہم اسے دیئے عامل نے مدینۃ الاسلام میں مہدی کو اس واقعے کی خبر لکھ بھیجی۔ منصور نے مہدی کو ایک خط لکھا اور اس میں اس فعل پر مذمت کی اور لکھا تمہارے لیے مناسب تھا کہ اگر کوئی شاعر مکمل ایک سال تمہارے دروازے پر پڑا رہتا تو اس وقت تم صرف چار ہزار درہم دیتے اس سے زیادہ کا وہ مستحق نہیں ابو قدامہ اس روایت کا ایک ناقل کہتا ہے کہ اس خط کے موصول ہونے کے بعد مہدی معتمد نے مجھے لکھا کہ میں اس شاعر کو امیر المومنین کی خدمت میں بھیج دوں میں نے اسے بہت تلاش کیا مگر وہ نہ ملا میں نے لکھ دیا وہ مدینۃ السلام گیا ہے۔ منصور نے اپنے ایک فوجی افسر کو نہروان کے پل پر متعین کیا جو شخص پل پر سے گزرے تم اس کا حال دریافت کرو اور اس طرح موئل کو پکڑ لاؤ فوجی سردار نے پوچھتے پوچھتے مائل سے اس کا نام دریافت کیا اس نے کہا میرا نام موئل بن امیال ہے امیر مہدی کا ملنے والا ہوں اس نے کہا ہاں مجھے تمہاری تلاش تھی۔

موئل کہتا ہے کہ یہ سن کے ابوجعفر کے ڈر سے میرا دل پھٹا جاتا تھا کہ معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہوگا وہ

سردار مجھے اپنے ساتھ لے کر باب المقصورہ آیا۔ اور یہاں اس نے مجھے ربیع کے حوالے کر دیا ربیع نے مجھے پیش کیا اور میں نے سلام کیا اس کا انھوں نے جواب دیا اب میری جان میں جان آئی اور اب میں نے خیال کیا خیریت ہے فرمایا تو مؤئل بن امیال ہے میں نے عرض کیا جی فرمایا کیوں تو نے ایک سادہ دل ناتجربہ کار لڑکے کو جا کر دھوکہ دیا میں نے عرض کیا اللہ امیر المومنین کا بھلا کرے میں ایک شریف، کریم نوجوان کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے اسے دھوکہ دیا یا وہ اس دھوکہ میں آ گیا۔ اب معلوم ہوتا تھا کہ میرے اس جواب کو انھوں نے پسند کیا کہا جو شعر تم نے اس کی تعریف میں کہے ہیں سناؤ میں نے وہ قصیدہ پڑھا سن کر کہنے لگے بیشک تم نے خوب کہا مگر تمہارے اشعار بیس ہزار کے برابر نہیں ہیں اس کا صلہ بیس ہزار بہت زیادہ ہے اچھا وہ روپیہ کہاں ہے میں نے عرض کیا یہ موجود ہے پھر ربیع کو حکم دیا کہ تم اسکے ساتھ جاؤ اور چار ہزار دے کر باقی ضبط کر لو۔ چنانچہ ربیع میرے ساتھ ہوا اس نے میرا سامان اتروایا چار ہزار مجھے تول دیئے باقی لے کر چلا گیا۔

رقم کی بازیابی

اس کے بعد جب مہدی خلیفہ بنا تو اس نے ابن ثوبان شکایات کا رفر مقرر کیا یہ رصافہ میں اجلاس عام رکھتا تھا۔ جب اس کی چادر درخواستوں سے بھر جاتی وہ ان کو مہدی کی خدمت میں پیش کر دیتا ایک دن میں نے بھی ایک درخواست پر اپنا سارا قصہ لکھ کر پیش کی جب ابن ثوبان نے تمام درخواستیں پیش کیں تو مہدی نے ان کو دیکھنا شروع کیا میری درخواست دیکھ کر ہنسا ابن ثوبان نے پوچھا امیر المومنین صرف اسی درخواست پر کیوں ہنسے کہا کہ میں اس درخواست کی وجہ جانتا ہوں اس شخص کو بیس ہزار درہم واپس دے دیئے جائیں یہ مجھے مل گئے اور میں وہاں سے چلا آیا۔

مہدی کو تنبیہ

منصور کا غلام واضح بیان کرتا ہے کہ ایک دن میں ان کے سرہانے کھڑا تھا کہ مہدی ملاقات کے لیے آیا وہ اس وقت ایک نئی سیاہ قبا پہنے ہوئے تھا اس نے آ کر امیر المومنین کو سلام کیا اور بیٹھ گیا پھر وہ کھڑا ہوا اور واپس جانے لگا ابو جعفر اپنی محبت اور پسندیدگی کی وجہ سے خوشی کے ساتھ برابر دیکھتے رہے جب وہ ایوان دربار کی دہلیز پر پہنچا اس نے اپنی تلوار سے ٹھوکر کھائی اس کی سیاہ قبا پھٹ گئی۔ مہدی اٹھا اور اس بات کی ذرا سی بھی پروا کیے بغیر اپنے راستے پر چلا گیا ابو جعفر نے حکم دیا کہ ابو عبداللہ کو میرے پاس بلا لاؤ ہم اسے لے آئے منصور نے کہا کہو یہ تمہاری بے پروائی کیا اللہ تعالیٰ کی عطاؤں و آرام کی سرمستی یا مصیبت کی حقیقی غرض یا غایت سے ناواقف ہونے کی وجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنے نفع و نقصان سے ناواقف ہو۔ جس حال میں تم ہو یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے اگر تم اس کا شکر بجا لاؤ گے اللہ اس میں زیادتی کرے گا اور اگر اس حقیقت سے تم واقف ہو جاؤ کہ مصیبت امتحان کے لیے آتی ہے تو اللہ تم کو اس سے بچالے گا۔ مہدی نے کہا اللہ تعالیٰ امیر المومنین کا سایہ ہمارے سروں پر ہمیشہ قائم رکھے اور ہم آپ کے ان ارشادت سے بہرہ مند ہوتے رہیں۔ میں خدا کی نعمتوں پر اس کا شکر بجا لاتا ہوں اور اس کی رحمت سے

مصائب کا نعم البدل مانگتا ہوں یہ کہہ کر مہدی چلا گیا۔

ابن عطا کے احوال سے متعلق گفتگو

وضین بن عطا کہتا ہے کہ چونکہ خلیفہ ہونے سے پہلے میری ابو جعفر سے دوستی تھی اس وجہ سے انھوں نے مجھے ملاقات کے لیے بلایا میں مدینۃ السلام آیا ایک دن میری ان سے تنہائی میں ملاقات رہی پوچھو کہو تمہاری جائداد کتنی ہے میں نے کہا کچھ ہے خود امیر المومنین اس سے واقف ہیں پوچھا تمہارے متعلقین کتنے ہیں میں نے کہا تین بیٹیاں ہیں اور ایک عورت اور ایک ان کا خادم کہنے لگے تمہارے گھر میں چار ہیں میں نے کہا جی ہاں یہ بات انھوں نے کئی مرتبہ میرے سامنے دہرائی۔ جس سے مجھے خیال ہوا کہ شاید مجھے کچھ دیں گے مگر پھر اپنا سر میری طرف اٹھا کر کہا تم عربوں میں سب سے زیادہ دولت مند ہو ایسے شخص کی دولت کی کیا انتہا جس کے گھر میں چار چرخے چلتے ہوں۔

نجومی کے لیے ایک درہم

بشر نجومی کہتا ہے کہ ایک دن مغرب کے وقت ابو جعفر نے مجھے بلایا اور ایک کام کے لیے بھیجا جب میں واپس آیا تو انھوں نے اپنے مصلے کا ایک کانہ اٹھایا وہاں ایک دینار رکھا ہوا تھا مجھ سے کہا اسے لے لو اور حفاظت سے رکھو چنانچہ وہ دینار اب بھی میرے پاس موجود ہے۔

غلام کی دولت کے متعلق تفصیل بتانا

ابو مقاتل خراسانی کہتا ہے کہ میرے ایک غلام کے متعلق ابو جعفر سے بیان کیا گیا کہ اس کے پاس دس ہزار درہم ہیں ابو جعفر نے وہ اس سے لے لیے اور کہا یہ میری رقم ہے اس غلام نے کہا یہ رقم آپ کی کیسی ہو سکتی ہے میں کبھی آپ کی ملازمت میں نہیں رہا اور نہ میرے اور آپ کے درمیان کوئی رشتہ ہے مگر تو نے عیینہ بن کعب کی ایک لونڈی سے نکاح کیا تھا اس سے یہ رقم لونڈی کو اس وقت ملی جب کہ عیینہ سندھ کا والی تھا اور اس نے میری نافرمانی کی اور میری دولت کو غبن کیا تو یہ حقیقت میں وہ ہی رقم ہے۔

باروسا کے گورنر کے ساتھ سلوک

ابو جعفر نے ایک شخص کو باروسا کا والی مقرر کیا جب یہ وہاں سے واپس آیا تو اس خیال سے کے اسے کچھ دینا نہ پڑے وہ اسے ڈانٹنے لگے اور کہنے لگے میں نے تجھ کو اپنی امانت میں شریک بنایا اور مسلمانوں کی مالگزاری کا تحصیل دار مقرر کیا تو نے اس میں خیانت کی اس شخص نے کہا امیر المومنین میں آپ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اس دولت میں سے میرے پاس صرف ایک درہم مثقال ہے۔ جسے میں نے اپنی جیب میں رکھ چھوڑا ہے تاکہ آپ کے پاس جب جاؤں تو خچر کرایہ کر کے اپنے گھر جا سکوں۔ اس کے علاوہ آپ کے مال یا اللہ کے مال کا ایک حبہ میرے پاس نہیں کہنے لگے میں تجھے سچا سمجھتا ہوں اچھا وہ ہمارا درہم دو منصور نے وہ درہم اس سے لے کر اپنے نمدے کے

نیچے رکھ لیا اور کہا میری اور تمہاری مثال مجیر ام عامر کی ہے اس نے پوچھا یہ مجیر ام عامر کون ہے منصور نے اسے بجو اور اوس کے پناہ دینے والے کا قصہ سنا دیا کہ اسے کچھ نہ دینا پڑے ابوجعفر نے اسے سخت سست بھی کہا۔

قسم کا معنی بیان کرنا

ہشام بن محمد کہتا ہے کہ ایک مرتبہ قسم بن العباس کسی ضرورت سے ابوجعفر کی خدمت میں حاضر ہوا کہنے لگے کہ اپنی ضرورت ایک طرف رکھو پہلے یہ بتاؤ تمہارا نام قسم کیوں رکھا گیا۔ اس نے کہا میں اس سے بالکل ناواقف ہوں کہنے لگے قسم اس شخص کو کہتے ہیں جو کھاتا ہے اور گراتا ہے کیا تم نے یہ شعر نہیں سنا

ولکبراء اکل کیف شاؤنوا
ولصغرا اکل واقثسا
سن رسیدہ جس طرح چاہتے ہیں کھاتے ہیں
اور کم سن کھاتے ہیں

تحائف میں فرق کی وجہ

ایک مرتبہ منصور نے سلیمان بن محمد کو بیس ہزار درہم دیئے اور اس کے بھائی جعفر کو دس ہزار دیئے جعفر نے عرض کیا جناب والا نے باوجود اس بات کے کہ محمد مجھ سے چھوٹا ہے اس کو زیادہ دیئے اور مجھے کم، کہنے لگے اور کیا تم اس جیسے ہو ہم جس طرف جاتے ہیں محمد کے رفاعامہ کے کام نظر آتے ہیں خود ہمارے گھر میں اس کے تحائف کچھ نہ کچھ موجود ہیں اور تم نے ان سے کوئی بھی بات نہیں کی۔

ابن ہبیر کے محصور ہونے کا ذکر

ایک دن ابن ہبیرہ اپنی مجلس میں بیٹھا بیان کر رہا تھا کہ میں نے جنگ و امن دونوں میں کسی کو منصور سے زیادہ ہوشیار و چالاک بیدار و چوکنا نہیں پایا۔ اس کے باوجود کے میرے ساتھ عرب کے مشہور سردار تھے انھوں نے میرے شہر میں مجھے نو ماہ تک قید رکھا ہم نے اپنی تمام کوشش اس بات میں صرف کر دیں کہ کوئی موقع ایسا مل جائے کہ ہم اس کے پڑاؤ پر کسی کمزور نقطے سے یورش کر سکیں۔ اور اس طرح اس کی طاقت کو توڑ دیں مگر کبھی ایسا موقع ہمیں نہ ملا۔ جب انھوں نے مجھے محصور کیا تھا تو میرے سر میں ایک بھی بال سفید نہ تھا اور جب میں محاصرہ سے نکل کر ان کے پاس آیا ہوں اس وقت ایک بھی بال سیاہ نہ رہا۔ اعشی کے یہ شعر اس پر صادق آتے ہیں۔

یقوم علی الرغم من قومہ
فیعفو اذا شاء او ننیتقم
اخو الحرب لاضرع واھن
ولم ننیتعل نبعال الخدام

وہ اپنی قوم کے منشاء کے خلاف ان کے مقابل جما ہوا ہے
جب چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے اور جب چاہتا ہے انتقام لے لیتا
ہے وہ بڑا جنگجو بہادر ہے کمزور و بزدل نہیں
اور نہ اس نے پھٹے پرانے جوتے پہن رکھے ہیں۔

ابوجعفر اور ازہر السمان کا عجیب واقع

ایک مرتبہ ابوجعفر ازہر السمان کے پاس اپنے خلیفہ ہونے سے پہلے مہمان رہے تھے (یہ ازہر السمان محدث نہیں بلکہ دوسرا شخص ہے) ان کے خلیفہ ہونے کے بعد یہ مدینۃ السلام آیا اور ان کی خدمت میں پیش کیا گیا پوچھا کیوں آئے ہو۔ کہا چار ہزار درہم مجھ پر قرض ہے میرا مکان گر گیا ہے اور میرا لڑکا اپنی شادی کرنا چاہتا ہے ابو جعفر نے اسے بارہ ہزار درہم دلوا دیئے اور پھر کہا ازہر اب کوئی غرض لے کر تم ہمارے پاس مت آنا اور نہ سلام کے لیے آنا اس نے کہا بہت بہتر ہے کچھ ہی روز کے بعد وہ پھر آیا پوچھا اب کیوں آئے ہو اس نے کہا میں نے سنا ہے کہ آپ کے پاس کوئی دعا ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ آپ مجھے بتا دیں کہنے لگے تم اس کا ورد ہرگز مت کرنا وہ مستجب نہیں ہے۔ میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ وہ مجھے تمہارے بار بار آنے سے بچائے مگر اس نے قبول نہیں کی اس مرتبہ انھوں نے اسے بغیر کچھ دیئے جانے کی اجازت دے دی۔

شیر اور سور کے واقع کا بیان

جب ابن ہبیرہ واسط میں قید تھا اور ابوجعفر اس کے مقابل جمع ہوئے تھے اس نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ چونکہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم مجھے بزدل سمجھتے ہو۔ میں فلاں دن باہر آ کر تجھے مقابلے کی دعوت دوں گا اس کے جواب میں لکھا اے ابن ہبیرہ تو اپنے غرور و نخوت میں حد سے بڑھ گیا۔ اللہ نے جو وعید تجھ پر کی وہ اس کو سچ کر دکھائے گا اور شیطان نے تجھے جو امیدیں باندھی ہیں وہ ان کو کبھی پورا نہ کرے گا جس شئے کو اللہ نے اب تک دور رکھا ہے شیطان نے اسے قریب کر رہا ہے وقت آتا ہے پھر خود ہی تجھے معلوم ہو جائیگا۔ تو نے سور کو مار ڈالا اس سے شرف و فضیلت حاصل نہیں ہوگی اور اگر مجھے تیرے ہاتھوں کچھ بھی تکلیف ہوئی تو اس میں میرے لیے رسوائی ہے سور نے کہا اچھا اگر تم مجھ سے نہیں لڑتے تو میں جا کر سب درندوں سے کہہ دیتا ہوں کہ تم میرے سامنے بزدل نکلے اور میرے مقابلے پر نہ آئے۔ شیر نے کہا تیری اس جھوٹی رسوائی کا برداشت کرنا میرے لیے اس بات سے آسان ہے کہ میری مونچھیں تیرے خون سے آلود ہوں۔

بوڑھے کا انعام لینے کا واقع

ایک مرتبہ کسی نے ابوجعفر سے ہشام بن عبدالملک کی ایک لڑائی میں کامیاب تدبیر و انتظام کا ذکر کیا ابو جعفر نے اس کے متعلق دریافت کرنے کے لیے ایک شخص کو بلوایا۔ جو ہشام کے ساتھ ان کے مقام رصافہ ہشام

کے ساتھ تھے اس نے کہا جی ہاں پوچھا اچھا بتلاؤ فلاں سال ہشام نے جولڑائی لڑی اس نے اس سے کہا کیا تدبیر اختیار کی تھی۔ پھر اس کے بعد اس شخص نے کہا انھوں نے ایسا انتظام کیا رضی اللہ عنہ اس جملہ کو سن کر منصور کو غصہ آ گیا کہا اٹھ جاؤ اللہ کا غضب تجھ پر نازل ہو تو میرے فرش پر بیٹھا ہوا۔ میرے دشمن پر اللہ کی رحمت بھیج رہا ہے وہ بوڑھا یہ کہتا ہے کہ آپ کے دشمن کا بار احسان میری گردن پر ہے جو موت سے پہلے کسی طرح نہیں اتر سکتا اٹھ کھڑا ہوا منصور نے اسے واپس بلایا کہا بیٹھ جاؤ اور بیان کرو کہ یہ بات تم نے کس بناء پر کہی اس نے کہا جو میرا آمنا سامنا ہو انھوں نے میرے ساتھ سلوک کیا کہ پھر مجھے کسی عرب یا عجمی کے دروازے پر سوال کی ضرورت نہ پڑی۔ تو اس احسان کی وجہ سے کیا تم مجھ پر بات واجب نہیں ہے کہ میں ان کو ذخیرہ کروں اور ان کے بعد ان کی تعریف کروں منصور نے کہا وہ بہت اچھی ماں تھی جس کے تم بیٹے ہو اور وہ بہت عمدہ رات تھی جس رات تم پیدا ہوئے میں گواہی دیتا ہوں شریف و کریم ماں باپ کے بیٹے ہو اس کے بعد انھوں نے اس سے پورا واقعہ سنا اور اس کے لیے انعام کا حکم دیا اس نے کہا اگرچہ امیر المومنین مجھے آپ کے صلہ کی ضرورت تو نہیں مگر اپنی عزت افزائی کے خیال سے اسے قبول کرتا ہوں اور نیز اس کے لیے میں اس کا ذکر کروں انعام لے کر وہ بوڑھا چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد منصور کہنے لگے کہ ایسے شخص کے ساتھ احسان اور اکرام کرنا چاہیے افسوس کہ میری قیام گاہ میں کوئی ایسا شریف نظر نہیں آتا۔

اہل کوفہ کی اصلاح کا طریقہ

کوفہ کے بعض لوگ ایسے تھے جو ہمیشہ اپنے عامل پر اعتراض اپنے امیر کے تشدد کی شکایت کرتے ہیں اور اسی کے ساتھ ایسی باتیں کرتے ہیں جس سے حکومت پر طعن ہوتا ہے۔ ڈاکیہ نے اس خط میں اپنی شکایت لکھ دی منصور نے ربیع سے کہا کہ بارگاہ خلافت میں جو کوفہ والے ہوں ان سے جا کر کہو کہ امیر المومنین کہتے ہیں کہ اگر تمہارے دو شخص بھی ایک جگہ جمع پائیں جائیں تو میں ان کے سر اور داڑھیاں منڈ وا دوں گا اور ان کی پیٹ پر درے لگواں گا تم اپنے گھروں میں جا کر بیٹھو اور کوئی حرکت ایسی نہ کرو جس کی پاداش میں تم کو تکلیف اٹھانا پڑے۔ ربیع نے یہ پیام ان کو آ کر سنا دیا ابن عیاش نے ان سے آ کر کہا اے عیسی بن مریم کے شبیہ جس طرح تم نے امیر المومنین کا پیغام ہم تک پہنچایا ہے تم ہماری گزارش بھی ان کے گوش گزار کر دو کہ مار کی قوت برداشت ہمیں نہیں البتہ داڑھی کے منڈوانے کے متعلق جب امیر المومنین پسند کریں حکم دے سکتے ہیں (ابن عیاش کی داڑھی میں بال ہی نہ تھے) ربیع نے اندر جا کر منصور سے یہ بات کہہ دی سن کر ہنس پڑے اور کہا اللہ اس کو ہلاک کر دے وہ کس قدر مکار اور خبیث ہے۔

اصبغ کا واقعہ

نصر بن حرب ابو جعفر کا ایک پہرہ دار بیان کرتا ہے کہ کسی علاقے سے ایک شخص جس نے حکومت کے خلاف فساد برپا کرنا چاہا تھا۔ گرفتار کر کے میرے پاس لایا گیا میں نے اسے ابو جعفر کی خدمت میں پیش کیا اسے

دیکھ کر انھوں نے کہا اصبغ اس نے کہا جی امیر المومنین کہنے لگے بڑے افسوس کی بات ہے کہ میں نے تجھے آزاد کیا اور تیرے ساتھ احسان کیا اس نے کہا بجا ارشاد ہے کہنے لگے پھر بھی تو نے میری حکومت وسلطنت کی بربادی کے لیے جدوجہد کی اس نے کہا میں نے غلطی کی اور امیر المومنین مجھے معاف فرمائیں۔ اب انھوں نے عمارہ کو جو دربار میں حاضر تھا بلایا اور کہا کہ دیکھو یہ اصبغ موجود ہے اور یہ بری نظروں سے مجھے گھور رہا ہے۔ عمرہ نے کہا امیر المومنین بجا ارشاد فرماتے ہیں کہنے لگے اچھا میری وہ تھیلی لاؤ جس میں عطا کی رقم رہتی ہے وہ تھیلی لائی گئی اس میں پانچ سو درہم تھے اصبغ کی طرف مخاطب ہو کر اس تھیلی کو ہلاتے ہوئے ہاتھ اشارہ کیا کہ اسے لو۔ یہ خاص درہم ہیں اور اپنی خدمت پر چلے جاؤ عمارہ کہتا ہے کہ میں نے اصبغ سے پوچھا کہ امیر المومنین کے اس طرز عمل کو ذرا سمجھاؤ اس نے کہا جب میں غلام تھا تو رسیاں بٹا کرتا تھا اور میری محنت کی کمائی سے وہ بھی کھایا کرتے تھے۔

اصبغ کا قتل

نصر کہتا ہے کہ اس کے بعد دوسری مرتبہ وہی شخص پھر گرفتار کر کے لایا گیا میں نے پہلے کی طرح اسے امیر المومنین کی خدمت میں پیش کیا۔ جب وہ ان کے روبرو جا کر کھڑا ہوا تو امیر المومنین نے تیز نظروں سے اسے دیکھا اور کہا "اصبغ" اس نے کہا جی امیر المومنین کہنے لگے تو نے ہماری حکومت کے خلاف یہ اور یہ سازش کی تھی اس نے اپنے جرم کا اعتراف کیا اور کہا مجھ سے غلطی ہوئی مگر اس مرتبہ امیر المومنین نے اسے قتل کر دیا۔

داڑھی پر خضاب لگانے کی عادت

ابوجعفر زعفرانی خضاب اپنی داڑھی میں لگاتے تھے وجہ اس کی یہ تھی کہ ان کے بال اس قدر نرم تھے کہ کوئی اور خضاب وہ قبول ہی نہیں کرتے تھے داڑھی بھی ہلکی سی تھی۔ یہ دیکھا گیا کہ منبر پر خطبہ کے دوران میں وہ رو پڑے اور آنسوں بالوں کی کمی اور نرمی کی وجہ سے تیزی کے ساتھ داڑھی پر دوڑتے ہوئے ٹپک جاتے۔

بنی امیہ کے بارے میں معلومات

بنی امیہ کا ایک سربرآوردہ شخص گرفتار کر کے منصور کی خدمت میں پیش کیا گیا منصور نے اس سے کہا میں تم سے چند باتیں پوچھنا چاہتا ہوں تم ان کا صحیح جواب دے دو۔ اور پھر تمھیں امان ہے اس نے کہا بہتر ہے سوال کیجیے پوچھا کہ بنی امیہ کے حقیقی زوال کی وجہ کیا ہوئی اس نے کہا "خبروں کا انتشار" پوچھا کس مال کو انھوں نے سب سے زیادہ فائدہ مند پایا اس نے کہا جواہرات کو پوچھا کون سی جماعت وفادار ثابت ہوئی اس نے کہا ہمارے موالی یہ سن کر منصور کا پہلے ارادہ ہوا کہ وہ خبروں کا انتظام اپنے خاندان کو سپرد کر دے مگر امیں اسے ان کی تحقیر نظر آئی تو پھر اس نے اس کام میں اپنے موالیوں کی مدد لی۔

تجربے کی حالت

محمد بن سلیمان بیان کرتا ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ منصور نے کوئی دوائی کھائی ہے یہ سردی کا زمانہ تھا اس

روز نہایت شدید سردی تھی میں ان کے پاس گیا۔ تا کہ مزاج پرسی کروں اور دریافت کروں کہ آیا وہ دوا موافق طبیعت ہوئی یا نہیں میں قصر کے ایسے راستے سے قصر میں داخل کیا گیا کہ جہاں سے پہلے کبھی اندر جانے کا اتفاق نہیں ہوا تھا میں ایک چھوٹے حجرے میں پہنچا جس میں صرف ایک کوٹھری تھی۔ اس کے عرض میں ایک دروازہ تھا اور ان کا برآمدہ ساگوان کے ایک ستون پر قائم تھا در پر مساجد کی طرح پردہ پڑا ہوا تھا میں اندر گیا دیکھا وہاں ایک ٹاٹ بچھا ہوا ہے اور وہاں سوائے ان کے بستر اور لحاف اور توشک کے اور کچھ نہ تھا میں نے کہ امیر المومنین اس حجرے کو آپ کی مدد کی بہت زیادہ ضرورت ہے کہنے لگے چچا جان میں تو رات یہاں ہی بسر کرتا ہوں اور کچھ نہیں ہے کہنے لگے کی ہاں بس یہ ہی کچھ ہے جو آپ کے پیش نظر ہے۔

معزول عہدے دار کے ساتھ معاملہ

منصور جس والی کو معزول کرتے اسے خالد البطین کے مکان میں قید کر دیتے جو صالح المسکین کے مکان سے بالکل ملا ہوا تھا دجلہ کے کنارے واقع تھا پھر اس معزول سے جرمانہ وصول کرتے اس کے بعد اس شخص کو برطرف کر دیتے اس طرح جو روپیہ جمع ہوتا اس پر معزول کا نام لکھ کر بیت المال میں رکھوا دیتے جس جگہ یہ رقم جمع کی جاتی اس کا نام انھوں نے بیت المال المظالم رکھا تھا۔ مہدی سے کہا میں نے تمہارے لیے ایسی چیز مہیا کر دی ہے کہ اپنے روپیہ کو خرچ کیے بغیر تم اس کے ذریعے سب کو خوش کر سکو گے میرے مرنے کے بعد تم اس سب لوگوں کو اپنے پاس بلانا جن سے میں نے یہ رقم حاصل کی ہے جن کا نام میں نے رقم مل مظالم رکھا ہے اسے تم ان سب کو واپس کر دینا اس طرح وہ سب اور ان کی وجہ سے عوام تمہارے مداح ہو جائینگے۔ خلیفہ ہونے کے بعد مہدی نے اس مشورہ پر عمل کیا۔

محمد بن عبیداللہ کی معزولی کا واقع

منصور نے محمد بن عبیداللہ بن محمد بن سلیمان بن محمد عبدالمطلب بن ربیعہ بن الحارث کا بلقا کا والی مقرر کیا کچھ عرصہ بعد اسے علیحدہ کر دیا اور حکم دیا کہ وہ اس تمام مال کے ساتھ جو اس کے پاس قید کر کے ہمارے پاس بھیجد یا جائے۔ یہ شخص ڈاک کے ذریعے دربار خلافت میں روانہ کر دیا گیا دو ہزار دینار اس کے پاس سے دستیاب ہوئے تھے وہ بھی اس کے سامان کے ساتھ بھیج دیئے گئے۔ اس کے سامان میں سوسنجروں کا یک مصلہ، ایک خیمہ، ایک گدا، دو تکیے، ایک طشت، ایک لوٹا اور پیتل کی ایک سیلا بچی تھی۔ یہ سب سامان اسی طرح رکھا ہوا تھا مگر سامان بہت بوسیدہ ہو چکا تھا محمد بن عبیداللہ نے دو ہزار دینار تو لے لیے مگر اس کا سامان نکالتے ہوئے اسے شرم آئی کہا کہ یہ میرا نہیں ہے۔ اس کے بعد مہدی نے اسے یمن کا اور اس کے بیٹے رشید جس کا لقب ابرا تھا مدینہ کا صوبہ دار مقرر کیا۔

ایک پہرہ دار کے ساتھ سختی کرنے کا واقع

صباح بن خاقان کہتا ہے کہ جب ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کا سر منصور کے پاس لایا گیا میں موجود تھا یہ

ایک ڈھال میں رکھ کر ان کے سامنے پیش کیا گیا۔ ایک برہنہ تلوار بند پہرہ دار نے اس پر جھک کر اپنی تلوار سے اس میں شگاف پیدا کر دیا ابوجعفر نے بہت ہی ترچھی نظروں سے اسے دیکھا مجھ سے کہا اس کی ناک چپٹی کر دو میں نے گرز سے اس کی ناک پر ایسی سخت ضرب لگائی کہ اگر ہزار دینار بھی اب خرچ کئے جائیں تو ویسی ناک نہیں ملتی اس کے بعد دوسرے پہرے داروں کے گرزوں نے اسے سنبھالا اور مار مار کر ٹھنڈا کر دیا۔ پھر اس کی ٹانگ گھسیٹ کر باہر پھینک دیا اصمعی کہتا ہے کہ مشہور گویا اشعب ابوجعفر کے عہد میں بغداد آیا بنی ہاشم کے تمام شوقین نوجوانوں نے اسے اپنے ہاں باری باری بلایا اس نے اپنا گانا ان کو سنایا ان کی ایک ایک تان ایسی غضب کی ہوتی کہ سب تڑپ جاتے مگر پھر بھی اس کے گلے پر اس کا بوجھ معلوم نہ ہوتا۔ جعفر نے پوچھا یہ شعر کس کہ ہیں۔

لمن طلل بذات الجيش امستى دام بسا خلقا

علون بظاهر البيد فالمحزون قد قلقا

ترجمہ بتاؤ کہ ذات الجیش میں کس کے شکستہ ٹنے والے کھنڈرات ہیں وہ تو صحرا میں چلی گئیں اور عاشق غمگین حالت میں ہاتھ ملتا رہا ہے۔

اشعب نے کہا جہاں تک اسے راگ میں نشست و ترتیب کا تعلق ہے وہ پہلے میں نے معبد سے سیکھا تھا میں اسی سے گانا سیکھتا تھا۔ پھر جب دوسروں نے معبد سے یہی چیز سیکھنا چاہی۔ اس نے کہا تم اشعب سے سیکھو کیونکہ وہ اسے مجھ سے بہتر ادا کرتا ہے۔

اشعب کی بیٹے سے گفتگو

ایک مرتبہ اشعب نے اپنے بیٹے عبیدہ سے کہا کہ میں عنقریب تجھے اپنے گھر سے نکالدوں گا اور کوئی واسطہ نہ رکھوں گا۔ اس نے پوچھا کیوں؟ اشعب نے کہا میں تمام دنیا میں کسب معاش کے لیے پھرتا ہوں تو جوان ہو گیا ہے میرے ساتھ میرے گھر میں رہتا ہے اور کچھ کمائی نہیں کرتا۔ اس نے کہا آپکا ارشاد بجا ہے انشا اللہ میں بھی کمانے لگوں گا۔ مگر ابھی تو میری مثال راج ہنس کی ہے جو اپنی ماں کے مرنے تک خود اپنی خوراک حاصل نہیں کرتی۔

گرمیوں میں خس استعمال کرنے کا معمول

ایران کے بادشاہوں کا یہ دستور تھا کہ موسم گرما میں ان کے کمرہ کا فرش روزانہ نئی مٹی سے لیپا جاتا اسی میں وہ دوپہر کے وقت آرام کرتے۔ اس کے علاوہ کمرے کے چاروں طرف بانس اور گھاس کی موٹی موٹی ٹٹیاں بنا کر نصب کر دی جاتیں۔ اور ان کے بندھنوں میں قدرتی برف کے ٹکڑے رکھدیئے جاتے۔ بنی امیہ بھی یہی کرتے تھے منصور پہلے شخص ہیں جنہوں نے موسم گرما خس کا استعمال شروع کیا۔ ایک شخص بیان کرتا ہے کہ اپنے ابتدائی عہد میں منصور بھی روزانہ اپنے کمرہ کو لپوایا کرتے تھے اور اسی میں دوپہر گزارتے تھے کچھ عرصہ کے بعد ابوایوب الخوزی

نے کے لیے موٹے موٹے کپڑے پانی میں تر کر کے ان کو ٹی پر جمایا اسکی ٹھنڈک منصور کو بہت زیادہ خوشگوار معلوم ہوئی۔ کہنے لگے کہ میرا خیال ہے کہ اگر ان موجود کے مقابلہ میں زیادہ کثیف کپڑے ہوں تو وہ پانی کو زیادہ جذب کریں گے اور اس سے زیادہ ٹھنڈک ہوگی۔ اس کے بعد ان کے لیے حس لیا گیا یہ ان کے قبہ پر جما دیا جاتا تھا۔ ان کے بعد دوسرے خلفا نے حس کی ٹٹیاں بنوا کر استعمال کیں اور ان کو دیکھ کر پھر سب لوگوں نے ان کا استعمال شروع کر دیا۔

غلط عقیدہ والوں کے خلاف ردعمل

علی بن محمد بیان کرتا ہے۔ راوندی جماعت میں ایک برص کا مریض تھا جس کا لقب ابلق تھا یہ اپنے عقائد میں نہایت درجہ رکھتا تھا۔ ان کی اشاعت کرتا تھا اور ان عقائد کو اپنی طرف منسوب کرتا تھا اس کا دعویٰ تھا کہ جو روح عیسی ابن مریم میں تھی وہ علیؓ بن ابی طالب میں آئی ان کے بعد دوسرے آئمہ میں منتقل ہوتے ہوئی ابراہیم بن محمد کے پاس آئی۔ یہ سب آئمہ خدا ہیں۔ انھوں نے محرمات کو اپنے لیے حلال کر لیا تھا اس جماعت کا ایک شخص پوری جماعت کو اپنے گھر بلا کر کھانا کھلاتا شراب پلاتا اور پھر سب کو اپنی بیوی سے ہم بستر کرتا۔ اسد بن عبداللہ کو ان کی خبر لگ گئی۔ اس نے ان سب کو قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا یہ دستور ان میں آج تک باقی تھا۔ پھر انھوں نے ابوجعفر کی پرستش شروع کی۔ خضراء پر چڑھ کر اس طرح کودے گویا پرواز کریں گے۔ ان کی ایک جماعت مسلح ہو کر علی اعلان نمودار ہوئی یہ ابوجعفر کے نام کے نعرے لگاتے ہوئے "تو ہمارا معبود ہے تو ہمارا معبود ہے" قصر کی سمت آئے خود ابوجعفر ان کے مقابلے کے لیے نکلے۔ اور ان سے لڑے راوندی ان سے لڑتے جاتے اور کہتے تھے "تو ہمارا معبود ہے تو ہمارا معبود ہے" ان کی ایک جماعت خضراء پر چڑھ کر اس طرح کود پڑی کہ گویا اڑ رہی ہے مگر ان میں سے کوئی ایسا نہ بچا جو زمین پر پہنچنے سے پہلے ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو گیا یا اس کی روح نہ نکل چکی ہو۔

عبداللہ کے معاملے میں ردعمل

جب عبداللہ بن علی منصور کے خوف سے بصرہ میں سلیمان بن علی کے پاس روپوش تھا یہ ایک دن کوٹھے پر برآمد ہوا۔ اس وقت اس کے ساتھ اس کے بعض موالی اور سلیمان بن علی کا ایک مولی تھے اس کی نظر ایک شخص پر پڑی جو نہایت حسین و جمیل اور وجیہ تھا۔ اسکی چال میں ایک حکمانہ چال تھی نخوت کی وجہ سے اس کے کپڑے زمین پر لوٹ رہے تھے۔ عبداللہ بن علی نے سلیمان بن علی کے مولی سے پوچھا یہ کون ہے اس نے بتایا یہ فلاں بن فلاں ہے یہ سنتے ہی عبداللہ کو غصہ آ گیا۔ فرط غضب میں دونوں ہاتھ سے تالی بجانے لگا۔ اس نے کہا خوب اب تک ہماری راہ میں ایک نوکدار پہاڑی باقی ہے۔ اب اس نے اپنے ایک مولی سے اس کا نام لے کر کہا تو ابھی اتر کر جا اور اس کا سر لے کر آ۔

اہل شام کو معاف کرنا

جب ابو جعفر نے عبداللہ بن علی کو شکست دے کر بغداد میں قید کر دیا اس وقت اہل شام کا ایک وفد جس میں حارث بن عبدالرحمٰن تھا ان کی خدمت میں حاضر ہوا کئی شخصوں نے تقریر کی بعد میں حارث نے تقریر کی اور کہا اللہ امیر المومنین کے تمام کام بناتا رہے۔ ہم ایک فتنہ میں الجھائے گئے ہیں جس میں ہمارے حلیم و کریم اشخاص بھی خفیف الحرکات اور بے عقل ہو گئے' جو کچھ ہم سے سرزد ہوا ہم اس کا اعتراف کرتے ہیں اور معافی چاہتے ہیں۔ اگر آپ ہمیں سزا دیں تو آپ حق بجانب ہیں کیونکہ ہم نے جرم ہی ایسا کیا ہے کہ اس کی سزا ملے اور اگر معاف کر دیں تو آپ کا خاص احسان اور فضل ہمارے حال پر ہوگا جب اللہ نے آپ کو ہم پر قدرت دی اور ہمیں آپ کے بس میں کر دیا تو آپ ہم سے درگزر کریں اور اس طرح اپنے احسان کا بار عظیم ہم پر رکھ دیں اور آپ تو ہمیشہ سے احسان کرتے رہے ہیں۔ ابو جعفر نے کہا میں نے معاف کر دیا۔

زید نامی غلام کی بیٹیوں کا معاملہ

عیسیٰ بن نہیک کا مولی زید کہتا ہے کہ میرے آقا کے مرنے کے بعد منصور نے مجھے بلایا کہا ''زید'' میں نے کہا جی امیر المومنین۔ ابو زید نے کتنی دولت چھوڑی میں نے کہا ایک ہزار دینار یا اس کے قریب پوچھا وہ کہاں ہیں میں نے کہا کہ وہ بی بی نے ان کے ماتم پر خرچ کر دیئے۔ اسے سن کر انہیں بڑا تعجب ہوا۔ کہنے لگے اس کی بیوی نے ایک ہزار دینار اس کے ماتم پر خرچ کر دیئے۔ یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے۔ اس کی بیٹیاں اب کتنی باقی ہیں میں نے کہا چھ۔ اس کے بعد دیر تک سر نیچا کیے غور کرتے رہے پھر سر اٹھا کر مجھ سے کہا مہدی کی ڈیوڑھی جاؤ۔ میں دوسرے دن صبح کو مہدی کے آستانہ پر حاضر ہوا۔ اس نے پوچھا تمہارے ساتھ خچر ہیں۔ میں نے کہا مجھے تو اس کا نہ اُس کا حکم دیا گیا۔ مجھے تو یہ بھی خبر نہیں کہ کیوں بلایا گیا ہے ایک لاکھ اسی ہزار دینار مجھے دیئے گئے اور حکم دیا کہ میں موسیٰ کی ہر ہر بیٹی کو تیس تیس ہزار دینار دے دوں۔ اس کے بعد ہی منصور نے مجھے طلب کیا۔ پوچھا تم نے وہ رقم لے لی تھی میں نے کہا جی امیر المومنین۔ کل صبح تم ان لڑکیوں کے ہم کفو کے اعتبار سے برابر لڑکے لیکر حاضر رہو میں ان کی شادیاں کر دوں گا۔ دوسرے دن عکی کے بیٹیوں میں سے تین کو اور تین ان لڑکیوں کے دادھیالی رشتہ دار آل نہیک کے تین شخصوں کو لے کر بارگاہ خلافت میں حاضر ہوا۔ منصور نے ان سب لڑکیوں کا تیس تیس ہزار درہم مہر کے عوض ان ہم کفو اعزا کے ساتھ نکاح کر دیا اور یہ بھی حکم دیا کہ شوہر اپنی بیویوں کا مہر میرے خزانے سے لے کر ان کو دیں۔ مجھے یہ حکم دیا کہ میں ان لڑکیوں کی دولت سے ان کے لیے جائیداد خریدوں تا کہ اس سے ان کی گزر اوقات ہو سکے۔ میں نے حکم کی بجا آوری کی۔

رشتہ داروں میں رقم تقسیم کرنا

ہشم کہتا ہے کہ ایک دن منصور نے ایک کروڑ درہم اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کیے اور صرف اپنے ایک

چچا کو دس لاکھ دیئے ہمیں معلوم نہیں کہ اس سے یا بعد کسی خلیفہ نے اتنی کثیر رقم ایک دن میں کسی کو دے دی ہو۔ منصور نے اپنے چچا سلیمان عیسیٰ ' صالح اور اسمٰعیل علی بن عبداللہ بن عباس کے بیٹیوں کو دس دس لاکھ درہم مدد معاش کے طور پر بیت المال سے دیئے۔ منصور سب سے پہلے خلیفہ ہیں جنھوں نے دس لاکھ درہم بیت المال سے عطا دی۔

اہل مدینہ کا حصہ

ایک مرتبہ اہل مدینہ کا ایک وفد منصور کے پاس آیا انھوں نے اس کے لیے بغداد میں دربار عام منعقد کیا اوران سے کہا تمہارا جو شخص مجھ سے ملنے آئے وہ اپنا نسب بیان کرے جو لوگ ان سے ملے۔ ان میں سے عمر بن حزم کی اولاد میں سے ایک نوجوان بھی آیا اس نے اپنا نسب بیان کرنے کے بعد کہا امیر المومنین احوض نے ہمارے متعلق کچھ شعر کہے تھے محض ان کی وجہ سے آج ساٹھ سال سے ہم اپنی جائیداد سے محرام ہیں۔ ابو جعفر نے اس سے کہا وہ شعر مجھے سنا۔ اس نے یہ شعر پڑھے۔

لا تـــادیـــن لـــحـــزمـــی رائیـــت بـــه
فـــقـــرا والـــقـــی الـــحـــزمـــی فـــی الـــنـــار
والـــد اخـــلیـــن عـــلـــی عـــثـــمـــان فـــی الـــدار

' کسی حزمی کو جو ضرورت مند ہو ہرگز پناہ نہ دینی چاہیے
وہ آگ ہی میں ڈال دیا گیا ہو۔
انھو نے ذی خشب کی لڑائی میں مروان کو بہت تکلیف پہنچائی تھی
اور یہی عثمانؓ پر ان کے مکان پر چڑھ آئے تھے۔

یہ شعر ایک قصیدہ کے ہیں جو احواض نے ولید بن عبدالملک کی شان میں کہا تھا جب احوض نے قصیدہ سنایا اور اس مقام پر پہنچا تو ولید کہنے لگا تم نے مجھے آل حزم کا جرم یاد دلا دیا اس نے ان کی تمام املاک ضبط کر لیں ۔ یہ واقعہ سن کر ابو جعفر کہنے لگے جس طرح ان اشعار کی وجہ سے تم اپنی املاک سے محروم کر دیئے گئے اسی طرح انھیں شعروں کی وجہ سے فائدہ بھی ہو گا۔ ابو ایوب کو حکم دیا کہ دس ہزار درہم لا کر اس شخص کو دو کیونکہ یہ ہمارے پاس حاجت کی درخواست لے کر آیا ہے پھر حکم دیا کہ عمال کو لکھ دیا جائے ۔ کہ جہاں جہاں آل حزم کی املاک ہوں وہ سب ان کو واپس کر دی جائیں اور ان کی سالانہ آمدنی کا بقایا بنی امیہ کی املاک سے وصول کر کے آل حزم میں قانون وراثت اسلام کے مطابق درجہ بدرجہ تقسیم کر دیا جائے ۔ جوان میں مر گیا ہو اس کا حصہ اس کے وارثوں کو دیا جائے اس طرح جس قدر وہ نوجوان ان کی بارگاہ سے حاصل کر کے کامیاب پلٹا کسی دوسرے کو میسر نہ ہو سکا۔

بیماری کی خبر

ایک مرتبہ منصور عرصہ تک برآمد نہ ہوئے اور نہ سواری کے لیے نکلے۔ اس سے عوام میں چرچا ہوا کہ علیل

ہیں وہ کثیر تعداد میں دربار خلافت میں مزاج پرسی کے لیے حاضر ہوئے ربیع نے منصور سے جا کر کہا۔ اللہ امیر المومنین کی عمر دراز کرے لوگوں میں اس قسم کا چرچا ہے۔ پوچھا کیا ہے۔ اس نے کہا وہ سمجھتے ہیں کہ آپ بیمار ہیں تھوڑی دیر تک سر نیچا کیے سوچتے رہے۔ پھر کہا ربیع عوام کو اب ہماری کیا ضرورت رہی۔ رعایا کو تین چیزوں کی حاجت ہوتی ہے اور جب وہ پوری کر دی گئی ہوں تو پھر اسے ہماری کیا ضرورت باقی رہی جب ہم نے ان کے جھگڑوں کے فیصلے کے لیے منصف مقرر کر دیئے ان کے راستوں کو تمام خطرات سے محفوظ کر دیا کہ وہ دن رات بلا خطر سفر کر سکتے ہیں۔ اور اطراف ملک کی حفاظت کا پورا بندوبست کر دیا کہ دشمن کو در آنے کا کوئی موقع نہیں رہا اب کیا باقی ہے۔ اس کے بعد چند روز خاموش رہے پھر ربیع کو حکم دیا کہ سواری کے لیے نقارہ پر چوب مارو۔ سواری میں بر آمد ہوئے اور سب لوگوں نے ان کو دیکھ لیا۔

محمد کو زہر پلانے کا موقع

علی بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔ ''ابو جعفر نے محمد بن ابی العباس کو امت کی نظروں میں بدنام کرنے کے لیے اس کے ساتھ کئی زندیق شرابی اور اوباش کر دیئے۔ ان میں حماد عجرد بھی تھا یہ سب اہل خرافات محمد کے ساتھ اجراہ میں رہا کرتے تھے'' محمد نے زینب بن سلیمان کے ساتھ اپنا عشق جتایا۔ یہ مربد آتا اور وہاں اس امید میں تانک جھانک کرتا کہ شاید اس کی محبوبہ دریچہ سے اسے دیکھتی نظر آ جائے۔ اسی حالت میں اس نے حماد سے اس بارے میں شعر کہنے کی فرمائش کی۔ اس نے چند شعر لکھے۔ اس میں سے ایک یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

یا ساکن المربد قد ھجت لی
شوقا فما انفک بالمربد

اے مربد کی رہنے والی تو نے میرے دل میں اپنا ایسا اشتیاق پیدا کر
دیا ہے کہ اب میں اس مقام سے کہیں اور نہیں جا سکتا۔

راوی کہتا ہے کہ چونکہ منصور دو سال تک میرے باپ کے پاس مہمان رہے تھے اس وجہ سے میں ان کے طبیب خصیب اس کے بارہا آنے کی وجہ سے خوب پہچانتا تھا۔ علانیہ تو یہ اپنے آپ کو نصرانی کہتا تھا مگر یہ دراصل دہریہ تھا جسے کسی کام کے کرنے میں کوئی ڈر نہ تھا۔ منصور نے اپنے کسی خاص آدمی کے ذریعے اسے کہلا کر بھیجا کہ تم محمد کے قتل کا انتظام کر دو اس نے سم قاتل تیار کیا اور اس بات کا منتظر رہا کہ محمد کی طبیعت ذرا ناساز ہو اور میں اپنا کام کر دوں۔ چنانچہ ایک مرتبہ اسے بخار ہو گیا خصیب نے کہا تم اس کے لیے ایک شربت پی لو محمد نے کہا اچھا اسے بنا لاؤ خصیب اس میں زہر ملا لایا اور محمد کو پلا دیا۔ اسی کے اثر سے محمد جاں بحق ہو گیا اس کی ماں اُم محمد بن ابی العباس نے منصور کو لکھا کہ خصیب نے میرے بیٹے کو زہر دے کر قتل کیا ہے۔ منصور نے کہا اسے ہمارے پاس پیش کیا جائے۔ خصیب دربار میں حاضر ہوا منصور نے تیس درے اس کے لگوا دیئے مگر آہستہ آہستہ اور کچھ دن قید بھی رکھا پھر تین سو درہم دے کر رہا کر دیا۔

منصور کا بیوی سے ایک معاہدہ

یہی راوی بیان کرتا ہے۔ منصور نے اپنی بیوی ام موسیٰ الحمیر یہ سے یہ عہد کیا تھا کہ وہ اس کی زندگی میں نہ دوسری شادی کرینگے اور نہ لونڈیوں سے متمتع ہوں گے اس کے لئے انہوں نے باقاعدہ عہدنامہ لکھ کر اس پر گواہوں کے دستخط بھی ثبت کرا دیئے تھے اپنی خلافت کے عہد میں انھوں نے دس برس اسی کے ساتھ بسر کر دیئے۔ اس عرصہ میں منصور نے اہل حجاز کے کئی فقیہ یکے بعد دیگرے بارگاہ خلافت میں طلب کر کے ان سے فتویٰ لیا۔ حجازی یا عراقی جو فقیہ ان کے پاس آتا یہ اسے وہ معاہدہ دکھاتے کہ کہیں اسمیں کوئی ایسا پہلو ہے جس کی وجہ سے وہ عقد ثانی کر سکیں۔ اسکے جواب میں ام موسیٰ کی یہ حالت تھی کہ جب اسے معلوم ہوتا کہ فلاں فقیہ کو منصور نے اس غرض سے بلایا ہے وہ فوراً بہت بڑی رقم پہلے ہی اسے بھیج دیتی۔ ابو جعفر وہ معاہدہ فتوی کے لیے پیش کرتے مگر اس معاہدہ کی موجودگی میں اور اس تحریر کو دیکھ کر کوئی بھی ان کو دوسری بیوی کی اجازت نہ دیتا۔ ابو جعفر کو برسر حکومت آئے دس برس گزرے تھے کہ ام موسیٰ نے بغداد میں انتقال کیا۔ یہ اس وقت حلوان میں تھے ان کو اس کی موت کی اطلاع ملی اسی روز ایک نوجوان باکرہ عورتیں ہدیۃً ان کو پیش کی گئی۔ منصور کے بیٹے جعفر اور مہدی اسی ام موسیٰ کے بطن سے تھے۔

شراب کے شیدائی مہمان کا واقعہ

علی بن جعفر بیان کرتا ہے بختیشوع الاکبر منصور سے ملنے آیا۔ یہ بغداد کے باب الذہب سے محل میں داخل ہوا منصور نے اس کے لیے کھانا منگوایا۔ جب دسترخوان اس کے سامنے بچھ گیا تو اس نے کہا ''شراب'' کہا گیا کہ امیر المومنین کے دسترخوان پر شراب نہیں پی جاتی۔ اس نے کہا کہ میں ایسا کھانا نہیں کھاتا جس کے ساتھ شراب نہ ہو۔ منصور کو اس کی اطلاع دی گئی انھوں نے کہا اسے یوں ہی بھوکا رہنے دو۔ جب رات ہوئی اور عشاء کا کھانا سامنے رکھا گیا اس نے پھر شراب مانگی اس مرتبہ بھی کہہ دیا گیا۔ کہ امیر المومنین کے دسترخوان پر شراب نہیں پی جاتی اب اس نے کھانا کھالیا اور دجلہ کا پانی پی لیا دوسری صبح کو جب اس کی نظر پانی پر پڑی تو کہنے لگا میرا خیال تھا کہ کوئی شئے شراب کا بدل نہیں ہوسکتی مگر یہ پانی شراب کا کام دیتا ہے۔

پھل بیچنے کے متعلق ہدایات

منصور نے اپنے عامل مدینہ کو لکھا کہ سرکاری باغات کا پھل بیچ دو مگر صرف ایسے لوگوں کے ہاتھ بیچنا جن پر ہم غالب آئیں۔ مفلس وقلاش ہم سے جیت جائے گا کیونکہ جب اس کے پاس کچھ نہیں ہوگا تو سزا دینے سے کیا فائدہ ہوگا۔ اور اس کی قیمت نہیں ملے گی اگر مفلس زیادہ قیمت پیش کرے تب بھی اس کے ہاتھ فروخت نہ کیا جائے اور جس سے قیمت وصول ہو وہ اگر کم بھی دام لگائے تو اس کے ہاتھ فروخت کر دیا جائے۔

ابو جعفر کا مقولہ تھا جو شخص موت سے پہلے کسی احسان کو فراموش کر دے وہ انسان نہیں ہے۔

مقولے اور دعائیں

فصل بن ربیع کہتا ہے کہ میں نے منصور کو کہتا سنا کہ عرب کہا کرتے تھے کہ "سخت خشک سالی ایسی سیرابی سے جو بعد میں رسوا کرے بہتر ہے۔"

ہیثم القاری نے ایک مرتبہ منصور کے سامنے کلام پاک کی یہ آیت ولا تبذر تبذیرا آخر تک تلاوت کی منصور اسے سن کر اللہ سے دعا مانگنے لگے کہ اے اللہ تو مجھے اور میرے بیٹے کو اپنے عطیہ کی فضول خرچی سے محفوظ رکھ۔

ایک مرتبہ ہیثم نے ان کے سامنے یہ آیۃ الذین یبخلون ویامرون الناس بالبخل تلاوت کی سن کر کہا صاحبو۔ اگر دولت حکومت کے لیے حصن اور دین و دنیا کے لیے بمنزلہ رکن اور باعث عزت و زینت نہ ہوتی تو روپیہ خرچ کرنے کی لذت اور بخشش کے ثواب کی عظمت معلوم ہونے وجہ سے میں آج رات دوسرے دن کے لیے ایک دینار یا درہم بھی اپنے پاس جمع نہیں رکھتا۔

ایک مرتبہ اہل علم ملاقات کے لیے آئے پہلے تو کچھ جچے نہیں اور ابوجعفر نے ان کو حقیر نگاہوں سے دیکھا پھر مختلف موضوع پر ہر طرح کے حاکمانہ سوال کیے انھوں نے ہر سوال کا عالمانہ جواب دیا۔ پوچھا آپ کو یہ علم کس طرح حاصل ہوا انھوں نے کہا جو مجھے معلوم تھا اس کے بتانے میں میں نے بخل نہیں کیا۔ اور جو بات سیکھنا ہوتی تھی اس کے معلوم کرنے میں کبھی شرم نہیں کی کہنے لگے بیشک آپ کے تجربہ علمی کی یہی وجہ ہے

منصور اکثر یہ کہا کرتے تھے کہ۔ جو شخص بغیر سوچے سمجھے کوئی کام کریگا یا کیے بغیر اندازہ کوئی بات کہیگا لوگ ضرور اس کا مذاق اڑائیں گے۔ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ افشائے راز حریم سے ساز و بازار حکومت میں دراندزی یہ باتیں بادشاہوں کے ہاں نا قابل معافی ہیں۔ ان کے علاوہ وہ دوسرے قصور معاف کر دیتے ہیں۔ ان کا مقولہ تھا ۔راز زندگی ہے لہذا اس کا اس کا حامل بنایا جائے اس کے متعلق خوب جانچ پڑتال کر لی جائے۔

عبدالجبار بن عبدالرحمٰن الازدی نے منصور سے بغاوت کی جب یہ گرفتار ہو کر پیش ہوا تو کہنے لگا کہ مجھے عزت کے ساتھ قتل کیا جائے۔ کہنے لگے حرام زادے عزت کی موت کو تو چھوڑ آیا۔

۱۵۲ھ میں ایک روز منصور بغداد کی جامع مسجد میں خطبہ دے رہے تھے کہ دوران تقریر کہا "اے اللہ کے بندو ایک دوسرے پر ظلم مت کرو" کیونکہ ظلم ہی کی مکافات کے لیے روز قیامت آئے گا۔ اگر کوئی خطاوار اور ظالم نہ ہوتا تو میں بھی تمہارے بازاروں میں تم سے ملتا جلتا۔ نیز اگر مجھ سے کوئی ایسا شخص نظر آتا جو اس حکومت کا مجھ سے زیادہ اہل ہوتا تو میں بخوشی خود اس کے پاس جاتا اور اس بار گراں کو اس کے حوالے کر دیتا۔

منصور کہا کرتے تھے حلیم اپنی ناراضی کا اظہار کنایۃً کرتا ہے اور بے وقوف صاف صاف کہہ دیتا ہے۔

ایک مرتبہ ابان قاری نے یہ آیت

ولا تجعل یدک مغلولۃ الی
عنقک ولا تبسطھا کل البسط

آخر تک ان کے سامنے تلاوت کی کہنے لگے میرے رب نے معاشرت کا کیسا عمدہ سبق ہمیں سکھایا ہے ۔ان کا مقولہ تھا جس شخص نے احسان کے عوض میں احسان کر دیا اس نے پورا بدلہ دے دیا۔جس نے اس سے بڑھ کر کیا اس نے گویا شکر ادا کیا اور شکر شرافت ہے۔اور جو شخص باوجود دوسرے پر احسان کرنے کے یہ کہتا ہے کہ یہ احسان خود اس نے اپنے ساتھ کیا ہے تو لوگ خود بخود اس کے شکر گزار ہوں گے اس لیے جو کچھ کسی نے اپنے ساتھ کیا ہے اور اس سے اپنی عزت وشرافت قائم رکھی۔اسکے لیے یہ زیبا نہیں کہ وہ دوسروں کی سپاس گزاری کا امیدوار ہو یہ یادرہے کہ جو شخص تمہارے پاس کوئی حاجت لے کر آیا ہے اس نے اپنی عزت میں کوئی اضافہ نہیں کیا اب تمہیں چاہیے کہ دے کر اپنی آبروریزی نہ ہونے دو۔

اسحٰق بن عیسےٰ کہتا تھا۔تمام بنو عباس میں صرف ابوجعفر داؤد بن علی اور عباس بن محمد ایسے مقرر تھے جو فی البدیہہ اپنے مطلب کو خوبی سے ادا کرتے تھے۔

حج کے موقع پر تقریر

اسمٰعیل بن ابرہیم الفہری کہتا ہے کہ عرفہ کے دن منصور نے بغداد دوسرے راوی کہتے ہیں ایام حج میں منٰی میں یہ تقریر کی۔

صاحبو۔میں اللہ کی زمین پر اس کا حکمران ہوں اللہ کی توفیق ورہنمائی کے ذریعے تم پر حکومت کرتا ہوں۔میں اللہ کے فئے کا خزینہ دار ہوں اس کے ارادہ کے ساتھ عمل کرتا ہوں۔اس کے ارادے سے تقسیم کرتا ہو۔اسکی اجازت سے دے دیتا ہوں۔اللہ نے مجھے اپنے خزانے کا قفل بنایا ہے جب وہ چاہتا ہے تمہاری عطایا روزیوں کے لیے وہ مجھے کھول دیتا ہے۔اور جب چاہتا ہے بند کر دیتا ہے۔اے میرے ساتھیو اللہ کی اطاعت کی طرف آؤ اور آج ایسے مقدس دن میں جس میں اللہ نے اپنے فضل وکرم سے تمہیں وہ بشارت دی جس کے متعلق وہ خود اپنی کتاب میں فرماتا ہے۔**الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا** (آج میں نے تمہاری شریعت تمہارے لیے مکمل کر دی اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین اختیار کر لیا) اللہ سے دُعا مانگو کہ وہ مجھے حق وصداقت کی توفیق عطا فرمائے۔ہدایات پر فائز ہونے کے لیے میری مدد کرے مجھے تمہارے ساتھ نیکی اور احسان کی تلقین کرے اور عدل کے ساتھ تمہارے عطایا اور روزیوں کی تقسیم کے لیے میرے ہاتھ کو وا کر دے۔کیونکہ وہ سنتا ہے اور پاس ہے۔

ایک اور خطبہ

ایک مرتبہ منصور نے اپنے خطبہ میں کہا۔

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں میں اس کی حمد کرتا ہوں۔اس سے مدد طلب کرتا

ہوں اس پر ایمان رکھتا ہوں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں میں اعلان کرتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اس مقام پر ان کی دائیں جانب سے کسی معترض نے کہا اے شخص جس کا تو ذکر کر رہا ہے میں اسی کو تجھے یاد دلاتا ہوں۔ منصور نے خطبہ روک دیا اور کہا کہ میں اس شخص کی بات سننے کے لیے آمادہ ہوں جس نے اللہ کو یاد رکھا اور اس کی یاددہانی کی۔ میں اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ سرکش و متکبر بن جاؤں اور معصیت کے قریب میں آ جاؤں اگر میں ایسا ہوا تو گویا میں گمراہ ہو گیا اور صراط مستقیم سے بھٹک گیا مگر اے ٹوکنے والے بخدا اس ٹوکنے سے تیرا ارادہ اللہ کی خوشنودی کا حصول نہ تھا بلکہ تیری نیت یہ تھی کہ لوگوں میں تیرا چرچا ہو جائے کہ فلاں شخص نہ خطبہ کے دوران کھڑے ہو کر یہ بات کہدی۔ اس پر عتاب ہوا مگر اس نے صبر کیا میں تجھے معاف کر چکا ہوں وعنہ اس گستاخی کی بعد یہ بات بالکل آسان تھی کہ میں چاہتا تو تجھے قتل کر کے تیری ماں کو سوگوار بنا دیتا مگر اب آئندہ تو اور تم سب لوگ اس قسم کی حرکت سے اجتناب کرنا۔ اللہ نے اپنے دین کو ہم میں نازل فرمایا ہے اور ہم سے اس کی تفصیل و تشریح کرائی ہے جو معاملہ ہوا سے ان کے حوالے کر دو جو اس کے سرانجام دینے کے اہل ہیں وہی موقع کے مطابق تمہیں اس کے اتار چڑھاؤ پر لائینگے اور لے جائینگے۔ یہاں سے اب انھوں نے پھر خطبہ کا سلسلہ شروع کیا۔ اس ٹوک کا ان پر ذرا اثر نہ تھا معلوم ہوتا تھا کہ لکھا ہوا آستین میں رکھا رہ جائے گا دیکھ کر پڑھ رہے ہیں۔ کہنے لگے اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کے محمد ﷺ اس کے بندہ اور رسول ہیں۔

بغداد کی جامع مسجد میں خطبے کا واقع

ابن ابی الجوز کہتا ہے۔ ایک مرتبہ ابوجعفر بغداد کی جامع مسجد میں خطبہ پڑھ رہے تھے۔ میں نے ان کے قریب جا کر یہ آیت "یا ایھا الذین امنو لم تقولون مالا تفعلون" (اے ایمان والو وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر عمل نہیں کرتے) پڑھ دی۔ نماز کے بعد مجھے ان کی خدمت میں پیش کیا گیا کہنے لگا تو کون ہے۔ تیرا مطلب یہ تھا کہ میں تجھے قتل کر دوں۔ دور ہو اب تیری صورت مجھے نظر نہ آئے میں ان کے پاس سے بچ کر چلا آیا۔

ایک مرتبہ بغداد کی جامع مسجد میں منصور خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے جب اس مقام پر پہنچے اتقواللہ حق تقاتہ (اللہ سے اس طرح ڈرو جس طرح ڈرنے کا حق ہے

ابوجعفر نے خطبہ روک دیا کہا جس نے اللہ کو یاد دلایا میں اس کی بات بخوشی سنتا ہوں۔ اے اللہ کے بندہ بتاؤ اللہ سے ڈرنے کے کیا معنی ہیں وہ شخص یہ جواب سن کر کٹ گیا کوئی بات اس کی زبان سے نہ نکل سکی۔ ابوجعفر نے کہا صاحبو اللہ سے ڈرتے رہو۔ ہمیں اپنے بارے میں ایسا موقع نہ دو جس کی پاداش کو پھر تم برداشت نہ کر سکو آئندہ کوئی شخص ایسی حرکت نہ کرے ورنہ میں اسے خوب پٹوانگا اور مدت تک کے لیے قید کر دوں گا۔ ربیع اس شخص کو اپنے

پاس روک لو۔ سزا اڑاؤ۔ اس واقع کے راوی ابراہیم بن عیسیٰ کا کہنا تھا کہ ربیع کا نام سن کر ہم سب کو اطمینان ہوا کہ اسے چھوڑ دیا جائے گا۔ کیونکہ ان کا یہ دستور تھا جب وہ کسی کو سزا دینا چاہتے تو مسیب کو گرفتاری کا حکم دیتے اس خلل اندازی کے بعد انھوں نے اس مقام سے جہاں خطبہ روکا تھا اس طرح خطبہ کا سلسلہ جاری کیا کہ گویا کچھ ہوا ہی نہیں یہ بات لوگوں کو بہت اچھی معلوم ہوئی۔ نماز سے فارغ ہو کر قصر تشریف لے چلے۔ عیسےٰ بن موسیٰ حسب دستور ان کے پیچھے تھا۔ آہٹ پا کر پوچھا۔ ابوموسیٰ۔ میں نے کہا جی امیر المومنین کیا تمھیں یہ اندیشہ ہے کہ میں اسے کوئی سزا دوں گا۔ اس نے کہا بخدا میرے دل میں کچھ اندیشہ تو اسی طرح کا پیدا ہوا تھا مگر امیر امومنین کا علم سب سے زیادہ ہے اور ان کی نظر ان سے بہت اعلیٰ و ارفع ہے کہ وہ اس شخص کے معاملے میں حق کے ماسوا کوئی بات کریں۔ کہنے لگے اس شخص کے متعلق بالکل اندیشہ نہ کرو۔ جب قصر میں آ کر بیٹھے اس کی حاضری کا حکم دیا وہ پیش کیا گیا اس سے کہا "اے شخص جب تو نے مجھے منبر پر دیکھا تو تو نے اپنے دل میں سوچا کہ اس شان و دبدبہ والے شخص تک میری رسائی کی اور اس کے علاوہ کوئی صورت نہیں کہ میں اس وقت اسے ٹوک دوں اگر اس کے علاوہ تو اپنے نفس کو اور نیکیوں میں مصروف رکھتا تو یہ تیرے لیے زیادہ بہتر ہوتا۔ اب جاؤ دن کو ہمیشہ روزہ رکھو رات بھر نماز میں گزارو اور حج کے لیے زحمت سفر گوارا کرو، ربیع چار سو درہم اس کی کمر میں باندھ دے۔ جاؤ اب نہ آنا۔

خطبہ مکہ کے متعلق ابن ماعد کی روایت

عبداللہ بن صاعد امیر المومنین کا مولی بیان کرتا ہے کہ بغداد کی تعمیر کے بعد حج کے لیے گئے مکہ میں خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اس کا جو حصہ یاد رہا وہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

ولقد کتبنا فی الذبور من بعدالذکر ان الارض یرثها عبادی الصالحون

(ہم نے زبور میں ذکر کے بعد یہ بات لکھ دی کہ زمین کے وارث ہمارے صالح بندے ہوتے ہیں)

یہ قطعی فیصلہ ہے، سچی بات ہے، تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس نے اپنی حجت روشن کر دی ظالموں کی وہ جماعت ہلاک ہوگئی۔ جنھوں نے کعبہ کو قابل فروخت شئے سمجھ لیا تھا۔ سرکاری ملگواری کو باپ دادا کی وراثت سمجھتے تھے اور جنھوں نے قرآن کو خرافات کا مجموعہ سمجھ لیا تھا۔ جس چیز کا وہ مذاق اڑاتے تھے اسی کا وبال ان کی گردنوں پر پڑا۔ اب ان کے کتنے کنوئیں اور سنگین محل ہیں جو ویران پڑے ہیں۔ جب اللہ نے ان کو ڈھیل دی تو انھوں نے اس کی سنت کو بدل دیا خاندان رسول اللہ ﷺ پر مظالم کیے۔ انھوں نے سرکشی کی، ظلم کیا اور متکبر بن گئے اور یہ اس کا دستور ہے کہ ہر متکبر سرکش کو محروم کر دیتا ہے اللہ نے ان کو ایسا سخت پکڑا کہ اب ان کا کوئی نام تک نہیں لیتا۔

حادثات کے بعد ردعمل

ابن عیاش کہتا ہے کہ جب بہت سے حادثات پے، در پے، ابوجعفر کے پیش آئے تو انھوں نے یہ شعر اپنی مثال میں پڑھا۔

تفرقت الظهيا على خداش
فما يدرى خداش ما يصيد

اس کثرت سے ہرنیاں خداش کے سامنے پراگندہ پھر رہی ہیں
کہ اس کی سمجھ میں نہیں آتا کی کس کا شکار کرے

اسکے بعد ہی انھوں نے تمام سپہ سالاران فوج، موالی، مصاحبین اور اپنے اہلیت کو طلب کیا حماد النزکی کو گھوڑے پر زین لگانے کا حکم دیا سلیمان بن مجالد کو آگے بڑھایا اور میتب بن زبیر کو حکم دیا کہ شہر کے تمام دروازوں کی ناکہ بندی کر لے۔ پھر چند روز میں خود بھی ایک سواری پر نکلے اور منبر پر تقریر کے لیے چڑھے بہت دیر تک منبر پر خاموش بیٹھے رہے۔ ایک شخص نے شبیب بن شبہ سے کہا کہ کیا بات ہے امیر المومنین آج اسقدر خاموش ہیں اللہ کی قسم وہ مشکل پر نہایت آسانی سے تقریر کرتے تھے، آج کیا ہوا۔ یہ بات پوری ہوئی تھی کہ انھوں نے بالکل ایک نئے طرز پر تقریر شروع کی اس میں یہ شعر پڑھے۔

مالی اکفکف عن سعد ویمشی
ولو شتمت بنی سعد لقد سکتوا
جهلا على وجنبا عن عُدوهم
لبست الخلتان الجهل والجبن

کسقدر تعجب کی بات ہے کہ میں تو سعد کے متعلق ایک لفظ بھی
اپنی زبان سے نہیں کہتا اور وہ مجھے گالیاں دے رہا ہے
حالانکہ اگر میں ان کو گالیاں دوں تو وہ بالکل خاموش ہو جائیں
اور پھر کچھ نہ کہہ سکیں۔ اس کی دو وجہیں معلوم ہوتی ہیں
ایک تو یہ کہ وہ مجھ سے واقف نہیں ہیں دوسرے یہ کہ وہ
اپنے دشمن کے مقابلے میں بزدل نکلے۔ اور
یہ جہل اور جبن دونوں سخت عیب ہیں۔

ان شعروں کو پڑھ کر بیٹھ گئے پھر یہ شعر پڑھا

فالقيت وعن راسى القناع ولم اكن
لا كشفه الا لاحدى العظائم

اب میں نے اپنے سر سے رومال کھول دیا ہے

اور جب کوئی بہت نازک معاملہ پیش آتا ہے
اسی وقت میں اپنا سر کھول دیتا ہوں۔

جب وہ خود اس کی حکومت کے حاصل کرنے میں ناکام رہے تب ہم نے اسے قائم کر دیا انھوں نے ہماری اس خدمت کا کوئی شکریہ ادا نہیں کیا بلکہ اور الٹے چلنے لگے۔ اور ہمارے ساتھ ترش روئی اور گستاخی سے پیش آنے لگے۔ انھوں نے حق سے آنکھیں بند کر کے اسے بالکل پس پشت ڈال دیا، کیا اب وہ چاہتے ہیں کہ میں بخوشی اس ذلت و توہین کو گوارا کرلوں بخدا یہ کبھی نہیں ہوگا میں ہرگز ایسے شخص کی عزت افزائی نہیں کروں گا۔ جو میری توہین کرے اگر وہ حق قبول نہیں کریں گے تو اس کا تمام خمیازہ انہیں اٹھانا پڑے گا۔ پھر وہ کبھی اس بات کی توقع نہ کریں کہ ان کے معاملے میں کوئی رعایت کروں گا نیک بخت وہ ہے جو مثال سے عبرت حاصل کرتا ہے غلام گھوڑا لایا اس کے بعد وہ سوار ہو گئے۔

اولاد حسن کی گرفتاری پر خطبہ

محمد بن علی کا مولی عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بیان کرتا ہے کہ منصور نے عبدال بن الحسن اس کے بھائیوں اور اس کے دوسرے رشتہ داروں کو جو اس کے ساتھ تھے گرفتار کر لیا تو منصور خطبہ کے لیے منبر پر بیٹھے اور حمد وثناء کے بعد انھوں نے کہا!

اے اہل خراسان تم ہماری اتباع کرنے والے اور انصار ہو اور تم نے ہماری حکومت قائم کی ہے اگر ہمارے سوا تم نے کسی اور کی بیعت کی ہوتی تو ہم سے بہتر آدمی تمہیں میسر نہ آتا۔ یہ جو میرے اہل خاندان یعنی علیؓ بن ابی طالب کی اولاد ہے۔ بخدا اس حکومت کے معاملے میں ہمارا ان سے کوئی جھگڑا نہیں ہم نے تو اس خلافت کو انھیں کے لیے چھوڑ دیا تھا اور اس میں تھوڑا یا زیادہ کچھ حصہ نہیں لینا چاہا۔ علیؓ بن ابی طالب خلیفہ ہوئے تو اس سلسلہ میں خون میں لت پت ہو گئے پھر خود ان ہی کے شیعہ، مددگار دوست راز دار اور معتمد لوگوں نے ان پر یورش کی اور قتل کر دیا۔ ان کے بعد حسنؓ بن علیؓ خلیفہ ہوئے مگر بخدا وہ اس کے مرد نہیں تھے جب انھیں مال پیش کیا گیا انھوں نے اسے قبول کر لیا۔ معاویہ نے یہ سبز باغ دکھایا کہ میں اپنے بعد تمہیں ہی اپنا ولی عہد بناؤں گا وہ اس کے فریب میں آ گئے انھوں نے خلافت سے استعفا دے دیا۔ اور اسے معاویہ کے سپرد کر دیا اور خود عورتوں کو استعمال کرنے میں مصروف ہو گئے روز ایک نکاح کرتے اور صبح کو طلاق دے دیتے اسی طرح سے انھوں نے اپنی زندگی پوری کر دی بستر پر پڑے پڑے انتقال کیا۔ ان کے بعد حسینؓ بن علیؓ اٹھے عراقیوں اور کوفیوں نے انہیں دھوکا دیا کوفہ کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے اس سیاہ سرزمین کے باشندے بخدا بڑے جھگڑالو، منافق اور ہر وقت فتنہ وفساد کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ یہ نہ جنگ ہے کہ میں ان سے لڑوں اور نہ صلح ہے کہ صلح کروں اللہ مجھے ان سے دور رکھے۔

انھوں نے حسینؓ کا ساتھ چھوڑ دیا اور ان کو دشمن کے حوالے کر دیا وہ مارے گئے ان کو بعد زید بن علیؒ اٹھے ان سے بھی اہل کوفہ نے بڑے بڑے وعدہ کیے۔ جب وہ ان کے فریب میں آ گئے اور انھوں نے ان کو اعلانیہ خروج کے لیے مستعد کر دیا تو خود گھروں میں بیٹھے رہے ان کے خروج سے پہلے، محمد بن علی نے خدا کا واسطہ دے کر ان کو خروج کرنے سے منع کیا تھا۔ اور کہا تھا کہ تم کبھی اہل کوفہ کی باتوں میں نہ آنا کیونکہ ہمیں وراثتاً یہ خبر ملی ہے کہ ہمارے خاندان کے ایک فرد کو کوفہ میں سولی دی جائے گی۔ اور مجھے خوف ہے کہ شاید تم ہی وہ مطلوب ہو۔ اس کے علاوہ میرے چچا داؤد بن علی نے بھی ان کو منع کیا تھا اور اہل کوفہ کی غداری اچھی طرح جتا دی تھی۔ مگر انھوں نے کسی کی بات نہ مانی اور خروج کیا۔ مارے گئے اور کناسہ میں سولی پر لٹکے۔ اس کے بعد بنی امیہ ہم پر دوڑ پڑے۔ انھوں نے ہمارے شرف اور عزت کو برباد کر دیا۔ حالانکہ ہم نے تو ان کے کسی شخص کو قتل بھی نہیں کیا تھا جس کا انتقام ہم سے لیا جاتا بلکہ خروج کی وجہ سے الٹا انہیں کی گردنوں پر ہمارے اعزا کا خون تھا۔ انھوں نے ہمیں شہروں سے جلا وطن کر دیا۔ ہم کبھی طائف گئے کبھی شام اور کبھی شیراتہ آخر کار اللہ نے تمہیں اے اہل خراسان ہماری مدد کے لیے بھیج دیا اور تمہارے ذریعے اس نے ہمارے شرف و اعزاز کا احیاء کیا تمہارے ذریعے اہل باطل کو پاش پاش کر دیا۔ ہمارے حق کو دنیا پر آشکارہ کیا اور جو میراث نبی ﷺ سے ہم کو ملنی چاہیے تھی وہ بھی دلوادی۔ اب حق حقدار کو ملے گا۔ حق کا مینار سر بفلک ہوا اہل حق کو غلبہ اور تفوق نصیب ہوا ظالموں کی جڑ کاٹ دی گئی تمام تعریفیں اس ذات واحد کے لیے ہیں جو تمام عالموں کا رب ہے۔

جب اللہ کے فضل و کرم اور ہمارے حق میں اس کے عادلانہ فیصلے کی بناء پر ہماری حکومت اچھی طرح استوار ہو گئی تو ان کے بعض لوگوں نے بلا وجہ محض اس فضل و کرم پر جو اللہ نے اپنی خلافت اور اپنے نبی کی میراث ہمیں دے کر ہم پر مبذول فرمایا ہے حسد کی وجہ سے ہم پر حملہ کر دیا۔

جهلا على جنبا عن عدوهم لنبست الخلنان الجهل والجبن

اے اہل خراسان بخدا میں نے اس معاملے میں بلا سوچے سمجھے صرف اس وجہ سے دست اندازی نہیں کی کہ مجھے ان کے متعلق یہ شکایت پہنچی کہ انھوں نے میرے حقوق میں کوتاہی کی ہے یا وہ میرے سامنے جھکتے نہیں بلکہ میں نے کئی شخصوں کو اپنا جاسوس بنا کر ان کے پاس بھیجا میں نے اپنے آدمیوں سے کہا تم جاؤ اس قدر دولت ساتھ لو اور یہ ہدایات ہیں ان پر عمل کرنا۔ چنانچہ یہ لوگ مدینہ میں ان سے جا کر ملے اور وہ سب روپیہ ان کے حوالے کر دیا ان میں سے کوئی شخص بوڑھا ہو یا جوان بڑا ہو یا چھوٹا ایسا نہ بچا جس نے ان لوگوں کی ایسی بیعت نہ کی ہو جس کے بعد میرے لیے ان کا قتل اور خون حلال نہ ہو گیا ہو۔ جب انھوں نے میری

بیعت کو توڑ دیا بغاوت پر آمادہ ہو کر میرے خلاف خروج کے لیے تیار ہوئے تو مجھے بھی اس کا تدراک کرنا پڑا۔ان واقعات کو سامنے رکھتے ہوئے تم یہ نہ سمجھو کہ میں نے بغیر یقین کیے اس معاملے میں ہاتھ ڈالا ہے۔

یہ تقریر کر کے وہ منبر سے اترتے اترتے منبر کے زینہ پر یہ آیت

وحیل بینھم وبین ما یشھون کما فعل باشیا عھم من قبل انھم کانو فی شک مریب (ترجمہ)اور رکاوٹ ڈال دی گئی ان کے درمیاں اور اس شئے کے درمیان جس کی ان کو خواہش تھی جس طرح کہ ان سے پہلے ایسے لوگوں کے ساتھ کیا گیا وہ شبے میں ڈالنے والے گمان میں (مبتلا) تھے تلاوت کی۔

مدائن کی تقریر

ابو مسلم کے قتل کے وقت منصور نے مدائن میں تقریر کی اور کہا کہ

اے لوگو! طاعت کے اطمینان کو چھوڑ کر معصیت کی بے اطمینان کی طرف مت جاؤ اپنے دلوں میں اپنے اماموں کے متعلق برے خیالات پوشیدہ نہ رکھو کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جس کہ دل میں بدی ہوتی ہے کبھی نہ کبھی اس کے فعل سے یا قول سے ظاہر ہو جاتی ہے۔نیز خود خداوند عالم اپنے دین کے غلبہ اور اپنی صداقت کی برتری کے لیے اس کو اپنے امام پر ظاہر کرتا ہے،علاوہ ازیں ہم نہ تمہارے حقوق کی ادائیگی میں کوئی کمی نہیں کی اور نہ فرائض دین کو تم پر عائد کرنے میں کوئی کمی کی بخدا جو اس قمیض کے گریبان کی دھجی کے متعلق ہم سے نزاع کرے گا میں اسی تلوار سے اس کی خبر لوں گا۔اب مسلم نے ہماری بیعت کی تھی اور اس شرط پر کہ جو ہماری بیعت کو توڑے گا اس کا خون مباح ہو جائیگا۔خود اس نے ہمارے لیے دوسروں سے بیعت لی تھی اس نے ہم سے انحراف کیا تو ہم نے اس کے ساتھ وہی کیا جو ہمارے لیے دوسروں سے کرتا تھا اور حق کی اقامت کے بارے میں ہم نے اس کی خدمات کا کوئی لحاظ نہیں کیا۔

منصور اپنے دادا علی بن عبداللہ کا ئی مقولہ بیان کرتے ہیں کہ دنیا میں لوگ سرداری کرتے ہیں اور آخرت میں انبیا۔

کاتب پر ناراضگی

ایک مرتبہ منصور اپنے کاتب محمد بن جمیل پر ناراض ہوئے (اصل) میں یہ رندہ کا قدیم باشندہ تھا حکم دیا کہ اسے زمین پر پٹک دیا جائے۔یہ اپنی برات بیان کرنے لگا۔حکم دیا کہ اسے کھڑا کیا جائے جب کھڑا ہوا تو دیکھا کہ اس کی سروال کتان کی ہے یہاں سے وہ اور بھی غضبناک ہوئے پھر حکم دیا کہ اسے زمین پر لٹا کر پندرہ درہ

لگائے جائیں۔ اس حکم کی بجا آوری کردی گئی۔ پھر اس سے کہا کہ آئندہ کتاں کا پاجامہ نہ پہننا یہ فضول خرچی ہے۔
جب ابوجعفر نے محمد بن عبداللہ کو مدینہ اور ابراہیم بن عبداللہ کے باخمری میں قتل کر دیا تو اب ابراہیم بن حسن نے مرو میں خروج کیا یہ گرفتار کر کے ان کے پاس پیش کیا گیا۔ ابوجعفر نے اس کے خروج کی شکایت کے لیے علیؓ بن ابی طالب کے اہل خاندان کو جو مدینہ میں تھے ایک خط لکھا اس میں ابراہیم بن حسن بن حسن کے خروج کا ذکر کیا اور لکھا کہ اس کا یہ خروج تمہارے اشارہ اور مشورے سے ہوا ہے تم لوگ حکومت کے طلبگار رہو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ میں تم سے تمام تعلقات توڑ لوں اور آئندہ کوئی تعلق قائم نہ رکھوں گا۔ تم نے پہل بھی بنی امیہ کے مقابلہ میں حکومت کے حاصل کرنے کے لیے خروج کیا تھا مگر تم اپنے مقصد میں ناکام رہے اپنا بدلہ نہ لے سکے۔ تم پر بنی امیہ نے جو ظلم کئے تھے اس کے انتقام کے لیے ہم تمہارے ایک جدی اٹھے اور ہم نے تمہارے خون کا ان سے پورا بدلہ لیا اور حکومت ان کے ہاتھ سے چھین لی، خط کے آخر میں انھوں نے سبیع بن ربیع بن معاویہ الیربوعی حلات کے موافق چند شعر لکھے۔

تنخواہوں کی شرح

منصور کے عہد میں منشیوں اور متصدیوں کی تنخواہ تین سو درہم تھی۔ مامون کے عہد تک ہی شرح رہی پھر سب سے پہلے فضل بن سہل نے اس میں اضافہ کیا۔ اس سے پہلے تمام بنی امیہ اور اس سے پہلے بنی عباس کے عہد میں ان عہداروں کی تنخواہیں تین سو اور اس کم ہوا کرتی تھیں۔ حجاج بن یوسف اور یزید بن ابی مسلم کو تین سو ماہانہ دیتا تھا۔

عاملان پٹہ کے فرائض

عاملان پٹہ روزآنہ منصور کو اپنے اپنے مقامات کے نرخ اجناس اور اشیاء لکھتے تھے اسی طرح قاضی جو فیصلے کرتے تھے یا والی جو احکام نافذ کرتے تھے اس کی بھی اطلاع بارگاہ خلافت میں لکھ کر بھیجتے۔ جو رقم بیت المال میں داخل ہوتی تھی یا اور قابل ذکر واقعہ پیش آتا اسے بھی لکھ دیتے۔ عام طور پر نماز مغرب کے بعد وہ یہ خط لکھنا شروع کرتے اور صبح سے مغرب تک جو واقعات رونما ہوتے وہ مغرب کے بعد قلمبند کر لیتے اور پھر رات کے وقت جو بات پیش آتی اسے علی الصبح لکھ دیتے۔ ان کے تمام مراسلات کو منصور خود پڑھتے اگر نرخ قائم ہوں تو تو خاموش ہو جاتے اگر نرخ میں فرق نظر آتا تو فوراً اس علاقہ کے والی یا عامل کو اس طرف توجہ دلاتے اور اس کی وجہ دریافت کرتے اس کا جواب موصول ہونے کے بعد ایسی تدابیر اختیار کرتے جس کی وجہ سے نرخ اشیاء پھر اپنی پہلی شرح پر آجاتے اگر قاضی کے کسی فیصلے کے متعلق شک ہو جاتا تو خود اس قاضی کو اس کے متعلق لکھتے اور اس مقام کے دوسرے اصحاب سے اس کے کام کے متعلق دریافت رائے کرتے اگر کوئی بات ضابطہ کے خلاف نظر آجاتی تو اس پر اس قاضی کو زجر و توبیخ کرتے۔

ولید کے ذکر پر ردعمل

محمد اور ابراہیم کے معاملے سے فارغ ہو کر جب منصور بغداد کی تکمیل کے بعد اس میں مستقل سکونت پذیر ہوئے تو کسی شخص نے ان کے سامنے غالباً مشابہت دینے کے لیے ولید کا ذکر کیا۔ سنکر کہا "اللہ اس ملحد کافر پر لعنت کرے" اس وقت ابو بکر الہذلی ابن عیاش المنتوف اور شرقی بن قطامی منصور کے خاص مصاحب دربار میں موجود تھے۔ ابو بکر الہذلی نے فرزدق کی یہ روایت اس وقت نے بیان کی۔ کہ میں ایک مرتبہ ولید بن یزید کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے ہم مشرب ندیم اس کے پاس موجود تھے اس نے صبح کے وقت خوب شراب پی رکھی تھی ابن عائشہ کو حکم دیا کہ ابن الزبعری کے یہ شعر گا کر سناؤ۔

لیت اشیاخی ببدر شهدوا
جزع الخزرج من وقع الاسل
وقتلنا الضعف من ساداهم
وعدلنا میل بدر فاعتدل

کاش میرے بزرگ بدر میں موجود ہوتے تو وہ بنی خزرج کو
نیزوں کے پھلوں کے وار سے پریشان اور مضطرب دیکھتے
جب ہم نے ان کے بہت سے سرداروں کو قتل کر دیا
اور بدر کی کجی اس طرح نکالدی کہ وہ درست ہو گئی۔

ابن عائشہ نے کہا امیر المؤمنین! میں ان اشعار کو میں نہیں گاتا۔ ولید نے کہا تجھ کو گانا پڑے گا۔ ورنہ میں تیرا کلّے چیر دوں گا۔ اس نے مجبوراً سنا دیئے۔ سن کر خوش ہوا۔ تعریف کی اور کہا میں ابن زبعری کے اس مسلک پر ہوں جس بنا پر اس نے یہ شعر کہے تھے۔ یہ واقعہ سن کر منصور نے اس لعنت بھیجی اور اس کے مصاحبین نے بھی لعنت بھیجی اور منصور نے کہا کہ اس اللہ کا شکر ہے جس نے اپنی نعمت حکومت اور توحید سے ہم کو بہرہ مند کیا ہے

آرمینا کے گورنر کی معزولی

ابو بکر الہذلی کہتا ہے کہ ایک مرتبہ آرمینا کے گورنر نے ان کو لکھا کہ فوج نے سرکشی اختیار کر لی ہے اور خزانوں کو توڑ کر تمام مال پر قبضہ کر لیا ہے منصور نے اسی کے خط پر آخر میں یہ حکم لکھا "ہم تجھے ذلت و رسوائی کے ساتھ اپنے اس عہدہ سے معزول کرتے ہیں اگر تجھ میں عقل ہوتی تو فوج کی اطاعت میں کبھی فرق نہ پڑتا اور اگر تو قوی ہوتا تو اس کو سرکاری خزانہ لوٹنے کی جرات نہ ہوتی"

فلسطین میں خروج کرنے والی گرفتاری

ایک بیہودہ شخص نے فلسطین میں ابو جعفر کے خلاف خروج کیا۔ انھوں نے فلسطین کے عامل کی طرف لکھا

کہ "تیری جان اس کے ساتھ وابستہ ہے اگر تو نے اسے پکڑ کر میرے پاس نہ بھیجا تو میں تجھے قتل کر دوں گا۔" عامل فلسطین نے اس کی گرفتاری میں پوری کوشش کی اور آخر کار وہ اس کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور اسے ابوجعفر کی خدمت میں بھیج دیا۔ ابوجعفر نے اسے اپنے پاس بلالیا جب وہ سامنے آ کر کھڑا ہوا تو انھوں نے کہا کہ تو نے میرے عمال پر حملہ کیا تھا اللہ کی قسم میں تیرا قیمہ کر دوں گا۔ اس شخص نے اس کے جواب میں یہ شعر پڑھا۔ اور بڑھاپے کی وجہ سے اس کی آواز بہت پست تھی۔

اتروض عرسک بعد ماھرمت
ومن العناء ریاضتہ الھرم
کیا اب بڑھاپے میں تو اپنی بیوی کو سنوارتا ہے
حالانکہ بڑھاپے میں تزیین محض مشقت ہے جس کا کوئی نتیجہ نہیں
اسکی پست آواز کی وجہ سے منصور اچھی طرح نہ سمجھ سکے ربیع سے پوچھا
کیا کہہ رہا ہے ربیع نے کہا یہ کہتا ہے. العبد عبدکم والمال
مالکم
فھل عذابک عنی الیوم منصرف
میں آپکا غلام ہوں یہ میرا سب مال آپ کا ہے
کیا آج میں آپ کی سزا سے مامون رہوں گا ؟

یہ سنکر کہا ربیع ہم نے اسے معاف کر دیا اسے چھوڑ دو اسے یاد رکھو اور اسے کسی مقام کا وا کی مقرر کر دینا۔

عامل کے خلاف ردعمل

ایک شخص نے منصور سے اپنے عامل کی شکایت کی کہ اس نے میری میں منڈیر بنا کر اسے اپنی زمین میں شامل کر لیا ہے۔ منصور نے اسی استغاثہ پر عامل کو لکھا "اگر عدل کو اختیار کرو گے تو ہمیشہ سلامتی سے رہو گے۔ بہتر ہے کہ اس شکایت کرنے والے کی شکایت دور کرو۔

تعمیر مسجد کی اجازت

ایک شخص نے درخواست دی کہ مجھے اپنے محلے میں ایک مسجد بنانے کی اجازت دی جائے اسی درخواست پر لکھ دیا کہ قیامت آنے کی شرطوں میں مساجد کی کثرت بھی ہے بہتر ہے کہ تم بھی اس میں شرکت کرو اور زیادہ ثواب حاصل کرو۔

چند مختصر واقعات

ابوالہذیل العلاف راوی ہے کہ ایک مرتبہ ابوجعفر نے کہا مجھے اطلاع ملی ہے کہ سید بن محمد نے کرخ میں

(راوی کہتا ہے یا انھوں نے واسط کا نام لیا) انتقال کیا ہے اور اس مقام کے باشندوں نے اسے دفن نہیں کیا ہے اگر یہ بات میرے نزدیک یا یہ ثبوت کو پہنچ گئی تو میں اس مقام کو آگ لگا دوں گا۔ مگر اس واقعہ کے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ صحیح ہے۔

سید بن محمد نے مہدی کے عہد میں بغداد کے محلے کرخ میں انتقال کیا تھا۔ اہل کرخ نے اس کو دفن کرنے میں پس و پیش کیا۔ ربیع نے اس کام کے لیے ربیع کو متعین کیا اور حکم دیا کہ اگر وہ اس کام میں رکاوٹ پیدا کریں تو تم ان کے مکانات کو مع ان کے ساتھ جلا دینا۔ مگر ربیع کو ایسا کرنے کی نوبت نہیں آئی۔

مدائنی کہتا ہے کہ جب منصور محمد، ابراہیم، عبداللہ بن علی، عبدالجبار بن عبدالرحمٰن کے فتنوں سے فارغ ہوئے بغداد آ رہے اور اب تمام معاملات ان کے حسب منشا طے پائے تو انھوں نے یہ شعر اپنی مثال میں پڑھا۔

تبیت من البلوای علی حد مرهف
موارا ویکفی الله ماانت خائفه

بسا اوقات تم ایسی مصیبت میں پڑ جاتے ہو کہ اس کی وجہ سے تم کو کسی طرح چین نہیں آتا حالانکہ خداوند عالم اس مصیبت کو دفع کر دیتا ہے جس سے تم خائف تھے، عبداللہ بن ربیع نے کہا کہ منصور نے ان باغیوں کو سرکوبی کے بعد یہ شعر پڑھا تھا۔

ورُب امور لا تضیرک ضیرته
وللقلب من محشا تهن وجیب

: بہت سے معاملات ایسے ہوتے ہیں کہ اگر چہ دل ان کے عواقب بد سے سخت خائف ہوتا ہے مگر حقیقت میں اس سے تمھیں کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

ہیثم بن عدی کہتا ہے کہ جب منصور کو معلوم ہوا کہ عبداللہ بن حسن کے بیٹے اس کے عذاب سے ڈر کر مختلف مقامات پر چھپے پھرتے ہیں اس نے اپنی مثال میں یہ شعر پڑھا۔

ان قناتی منبع لا یوسیها
غمز الثقاف ولادهن ولا نا
مسی اجر خائفاتا من مسارحه
وان اخف امنا تقلق بدلدارُ
سیروا الی وغضوا بعض اعینکم
الی نکل امری من جاریه جار

میرے نیزہ کا بانس مضبوط اور سیدھا ہے جسے شکنجے کی گرفت نیل کی تری آگ کی گرمی کی ضرورت نہیں جب میں

کسی خوفزدہ کو امن دیتا ہوں تو اس کے تمام دور دراز کے راستے اس کے لیے بے خطر ہو جاتے ہیں اور جب میں کسی مامون کو دھمکی دیتا ہوں تو گھر کی چار دیواری میں وہ مضطرب اور بے چین ہو جاتا ہے۔

تم میرے پاس چلے آؤ اور شرم سے آنکھیں بند کر لو ہر شخص جو میری امان میں آئے امان دیتا ہوں۔

قمیض اور چادر خریدنے کا معاملہ

ابو جعفر کا مولی بیان کرتا ہے کہ انھوں نے مجھے دو باریک اور نرم کپڑے خریدنے کا حکم دیا۔ میں ایک سو بیس درہم میں خرید لایا۔ پوچھا کتنے میں لائے؟ میں نے کہا اسی درہم میں، کہنے لگے اچھے ہیں مگر ان کی قیمت کم کراؤ کیونکہ ایک مرتبہ جب مال ہمارے پاس آتا ہے اور پھر وہ مالک کے پاس واپس جاتا ہے تو اس سے اس کی قیمت گھٹ جاتی ہے۔ میں نے وہ دونوں پارچے اس کے مالک سے لیے دوسرے دن میں ان کو لے کر بارگاہ خلافت میں حاضر ہوا پوچھا تم نے کیا کیا۔ میں نے کہا کہ میں نے ان دونوں کے مالک کو لے جا کر واپس کر دیا اس نے بیس درہم کم کر دیے کہنے لگا تم نے ٹھیک کیا اچھا ان میں سے ایک کی قمیض بنواؤ اور ایک کو چادر بنا دو۔ میں نے جب حکم کے مطابق اسی طرح کر دیا پندرہ دن تک بدلے بغیر وہ یہ ایک ہی قمیض پہنے رہے۔

خوش پوشی کا حکم

وہ ہمیشہ اپنے اہل خاندانکو اچھی ہیئت بنانے ،لباس فاخرہ پہنے۔ اور خوشبو اور اللہ کی نعمت کو شکر کے ساتھ ظاہر کرنے کی نصیحت کرتے رہتے تھے۔ اگر کسی شخص کو دیکھتے کہ اس نے ان باتوں میں سے کمی کر دی ہے تو اس کو متنبہ کرتے اور کہتے کہ تمہاری ڈاڑھی کے بالوں میں غالیہ کی چمک نہیں دکھائی نہیں دیتی اس کے برخلاف فلاں شخص کی ڈاڑھی کیسی چمکدار ہے۔ اس تنبیہ سے مقصد یہ ہوتا تھا کہ اہل خاندان ہمیشہ خوشبو کا استعمال کریں ظاہری شکل وصورت اچھی بنائیں۔ اور لباس فاخرہ زیب تن کریں تا کہ عوام پر ان کا رعب قائم رہے۔ اگر وہ کسی عزیز کو عمدہ لباس پہنتے دیکھتے تو اس کی تعریف کرتے۔

ہشام کے متعلق بدگوئی پر تنبیہ

احمد بن خالد بیان کرتا ہے کہ منصور اکثر مالک بن او ہم سے حوثر بن سہل کے بھائی کا واقعہ پوچھا کرتے تھے۔ مالک نے بیان کیا کہ ایک دن ہم عجلان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ہشام بن عبدالملک ہمارے سامنے سے گزارا۔ ہم میں سے ایک شخص نے کہا وہ دیکھو احوال ہمارے پاس سے گزرا ہے عجلان نے پوچھا احوال سے کیا مراد ہے اس۔ نے کہا ہشام۔ عجلان کہنے لگا تم امیر امومنین کو اس برے لقب سے یاد کرتے ہو بخدا اگر تمہاری قرابت کا خیال نہ ہوتا تو میں تم کو قتل کر دیتا۔ منصور نے کہا بخدا ایسے شخص کے ساتھ موت وزندگی نافع ہے۔

عرب خادم کی آزادی

منصور کا ایک خادم تھا جس کا رنگ زرد مائل بہ سیاہی تھا۔ یہ اپنے کام میں بہت ہوشیار تھا اور اس میں کوئی

برائی نہ تھی۔ ایک دن انھوں نے اس سے اس کی قوم پوچھی اس نے کہا میں عرب ہوں پوچھا کون اس نے کہا قبیلہ خولان سے تعلق رکھتا ہوں۔ ہمارے دشمن یمن سے مجھے پکڑ کر لے گئے انھوں نے مجھے خصی کر دیا اور غلاموں کی طرح فروخت کر دیا۔ پہلے میں ایک اموی کے پاس رہا پھر اب آپ کے پاس ہوں۔ کہنے لگے تم غلام تو بہت اچھے ہو مگر میں اسے ناپسند کرتا ہوں کہ کوئی عرب میرے قصر میں میرے حرم کی خدمتگاری کیلئے مقرر ہو۔ اللہ اپنی عافیت میں رکھے۔ تم آزاد ہو جہاں جی چاہے چلے جاؤ۔

فضل کا قتل

منصور نے کوفہ کے فقیل بن عمران کو اپنے بیٹے جعفر کا کاتب اور مصاحب مقرر کر دیا۔ نیز یہ اس کا کامدار بھی تھا اس کی حیثیت جعفر کے پاس وہی تھی جو ابو عبداللہ کی مہدی کے پاس تھی۔ منصور کا ارادہ تھا کہ وہ جعفر کو مہدی کے بعد ولی عہد مقرر کر دے۔ جعفر کی کھلائی عبیداللہ کی ماں کو فضل کے خلاف سازش کرنے کے لیے مقرر کیا گیا۔ اس نے فضل کی منصور سے شکایت کی اور اشارتہ یہ بات کہ فضل جعفر سے ناشائستہ حرکات کرتا ہے۔ منصور نے اپنے مولی ریان اور ہارون بن عزوان عثمان بن نہیک کے مولی کو فضل کے پاس بھیجا۔ وہ اس وقت جدید شہر موصل میں جعفر کے ساتھ قیام پذیر تھا اور حکم دیا کہ فیصل کو دیکھتے ہی قتل کر دینا اس کام کے لیے منصور نے باقاعدہ فرمان لکھ کر ان کو دے دیا۔ نیز انھوں نے جعفر کو بھی اس کے متعلق لکھ کر بھیجا کہ ہم نے ان دونوں کو ایسا حکم دیا ہے مگر اسی کے ساتھ انھوں نے ان کو ہدایت کی جب تک تم اسے قتل نہ کر دو جعفر کے نام کا خط اسے نہ دینا یہ دونوں منصور کے پاس سے روانہ ہو کر جعفر کے پاس آئے اور اندر جانے کی انتظار میں اس کے دروازے پر بیٹھ گئے اتنے میں خود فضیل نکل کر ان کے پاس آیا انھوں ں نے اسے پکڑ لیا۔ اور پھر منصور کا فرمان نکالا کسی نے ان کا تعرض نہیں کیا انھوں نے وہیں اس کا کام تمام کر دیا اس کے قتل ہو جانے تک جعفر کو اس واقعہ کی خبر بھی نہ ہوئی۔ فضیل ایک نہایت متقی، پرہیز گار اور دیندار آدمی تھا۔ منصور سے لوگوں نے کہا فضیل تو نہایت ہی پاکباز اور عفیف شخص تھا جو تہمت اس پر لگائی گئی ہے وہ اس سے دوسرے تمام لوگوں کے مقابلے میں بالکل بری تھا آپ نے اس کے خلاف کاروائی کرنے میں بہت جلدی کی اس پر منصور نے ایک دوسرا قاصد دوڑایا اور اس سے کہا کہ اگر فضیل کے قتل سے پہلے تم اسے پالو گے تو دس ہزار درہم تم کو انعام دوں گا مگر یہ قاصد اس وقت پہنچا کہ ابھی فضیل کا خون بھی خشک نہ ہوا تھا۔

فضل کے قاتل کے متعلق گفتگو

جعفر کا مولی موید بیان کرتا ہے کہ جعفر نے مجھے بلوایا اور کہا امیر المومنین ایک نیک متقی عفیف شخص کے بلا جرم وقصور کا کیا جواب دیں گے۔ میں نے کہا وہ امیر المومنین ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور جو کرتے ہیں اسکے اسباب سے وہی خوب واقف ہوتے ہیں۔ جعفر نے گالی دے کر کہا میں تجھ سے خاص لوگوں کی طرح کلام کر رہا ہوں اور تو مجھ سے عوام کی طرح کلام کرتا ہے۔ اس کے پاؤں باندھکر دجلہ میں ڈالدو۔ مجھے گرفتار کر لیا گیا میں نے کہا اچھا میں اس سے متعلق آپ سے گفتگو کرتا ہوں جعفر نے کہا اسے چھوڑ دو۔ میں نے کہا بھلا تمہارے باپ

سے فضیل کے متعلق کیا سوال ہوگا اس نے اپنے چچا عبداللہ بن علی، عبداللہ بن الحسن وغیرہ اور رسول اللہ ﷺ کے دوسرے اہل بیت کو صریح ظلم سے قتل کر دیا تو ان سے کیا پوچھا گیا۔ اس کے علاوہ دوسرے دنیا داروں میں سے انھوں نے بے شمار لوگوں کو قتل کر دیا پہلے ان لوگوں کے متعلق سوال ہوگا اس کے بعد کہیں فضیل کی نوبت آئے گی تو شاید فرعون کے خواجہ سرا اس کی طرف سے جواب دے سکیں، یہ جواب سن کر جعفر ہنسنے لگے اور کہا اس پر اللہ کی لعنت ہو اسے چھوڑ دو۔

مشہور اموی شاعر اور ان کے مداح حفص کو جو حفص بن ابی جمعہ کے نام سے مشہور اور عباد بن زیاد کا مولی تھا منصور نے اپنے بیٹے مہدی کا استاد مقرر کر دیا تھا کہ یہ اس کی مجالس میں مودب کی حیثیت سے اسی کے ساتھ رہے۔ یہ نہ صرف بنی امیہ کے عہد میں بلکہ منصور کے عہد میں بھی بنی امیہ کا مدح تھا۔ مگر اس کے باوجود منصور نے اس کے فعل کو کبھی برا نہ سمجھا یہ مہدی کے عہد میں برابر اس کے ساتھ رہا مگر اس کے خلیفہ ہونے سے پہلے ہی مر گیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حفص الاموی منصور کے پاس آیا اور اس سے گفتگو کی چونکہ وہ اس سے واقف نہ تھے انھوں نے پوچھا تم کون ہو اس نے کہا امیر المومنین میں آپ کا غلام ہوں انھوں نے کہا تمہارے حلیہ جیسا کوئی غلام میرا نہیں جسے میں پہچانتا نہ ہوں اس نے کہا میں آپ کا غلام اور خادم ہوں میں عبد مناف کا غلام ہوں یہ جواب منصور کو بہت پسند آیا اور اب ان کو معلوم ہوا کہ یہ بنی امیہ کا غلام ہے انھوں نے اسے مہدی کے ساتھ کر دیا اور کہا کہ اس کا خیال رکھنا۔

منصور کی اولاد اور بیویاں

ان کی اولاد میں مہدی ہے جس کا نام محمد ہے۔ ابو جعفر، اکبر ان دونوں کی ماں اروی بنت منصور، یزید بن المنصور الحمیری کی بہن تھی یہ جعفر منصور ہی کے سامنے قتل کر دیا گیا تھا۔

سلیمان، عیسے اور یعقوب، ان کی ماں فاطمہ بنت محمد (یہ طلحہ بن عبیداللہ کی اولاد میں تھا) تھی۔

جعفر، الاصغر، اس کی ماں ام ولد ایک کرد یہ لونڈی تھی منصور نے اسے خرید کر اپنی بیوی بنا لیا تھا۔ اس کے بیٹے کو ابن الکردیہ کہتے تھے۔

صالح المسکین۔ اس کی ماں بھی ایک رومیہ ام ولد تھی جو قالی الفرشہ کے نام سے مشہور تھی۔

قاسم۔ یہ منصور سے پہلے ہی دس سال کی عمر میں انتقال کر گیا تھا اس کی ماں ام ولد تھی جو ام القاسم کے نام سے مشہور ہے۔ بغداد کے باب الشام پر اس کا ایک باغ آج تک ''ام القاسم کے باغ'' کے نام سے مشہور اور موجود ہے۔

عالیہ۔ اس کی ماں ایک اموی تھی۔ منصور نے اسحٰق بن سلیمان بن علی بن عبداللہ بن العباس کے ساتھ اس کی شادی کر دی۔ خود اسحٰق بن سلیمان سے روایت ہے کہ اس نے یہ بات بیان کی کہ میرے باپ نے مجھ سے کہا اے میرے فرزند میں نے شریف ترین عورت عالیہ بنت امیر المومنین سے تمہاری شادی کی ہے میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ ہمارے کفو کون ہیں ہمارے دشمن بنی امیہ ہمارے کفو ہیں۔

منصور کی وصیتیں

قصر عبوریہ کے سفر میں وصیتیں

جب اس سال یعنی ۱۵۸ھ کے شوال میں منصور حج کے ارادے سے مکہ روانہ ہوئے تو قصر عبویہ میں آ کر ٹھہرے۔ کئی دن یہاں مقیم رہے مہدی ان کے ساتھ تھا۔ سفر کے دوران اسے وصیت کرتے جاتے تھے۔ اسی قصر کے قیام میں ماہ شوال کے ختم میں ابھی تین راتیں باقی تھیں کہ طلوع سحر کے وقت ایک ستارہ ٹوٹا جس کی روشنی طلوع شمس تک نمایاں رہی اب وہ صبح وشام مہدی کو خزانے اور ملک کی حفاظت کے متعلق وصیت کرتے اس قصر میں قیام کے دوران میں وہ اور مہدی ہر وقت ساتھ رہتے کسی ضرورت ہی سے جدا ہوتے تھے۔

جب وہ دن آیا جس میں ان کا ارادہ وہاں سے جانے کا ہوا انھوں نے مہدی کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ میں نے تمام باتیں تمہارے لیے پہلے ہی مہیا کر دی ہیں تم کو کچھ کرنا نہیں ہے البتہ اب میں چند اور نصیحتیں تم کو کرتا ہوں مگر امید نہیں کہ تم ان پر کاربند رہو گے۔ ان کے پاس ایک پٹارہ تھا جس میں ان کے علم کا سارا دفتر موجود تھا وہ مقفل رہتا تھا اپنے سوا نہ کسی دوسرے کو کھولنے دیتے تھے اور نہ اس کی کنجی دیتے تھے ہمیشہ اس کی کنجی اپنی قمیض کی جیب میں محفوظ رکھتے تھے جب اس کی ضرورت ہوتی تو صرف حماد بن الترکی کا یہ منصب تھا کہ وہ اس پٹارہ کو ان کے پاس لاتا اگر وہ کسی وقت ان کے پاس نہ ہوتا باہر گیا ہوتا تو پھر سلمہ خادم پٹارے کو ان کے پاس لاتا۔

پٹارے کے متعلق وصیت

مہدی سے کہا گیا اس پٹارے کو اچھی طرح حفاظت سے رکھنا کیونکہ اس میں تمہارے اباء کا تمام علمی ذخیرہ محفوظ ہے۔ جو واقعات ہو چکے ہیں اور جو واقعات آئندہ قیامت تک پیش آئیں گیں وہ سب ان میں درج ہیں، اگر کسی معاملے میں تمہیں دشواری پیش آ جائے تو اس کے متعلق پہلے بڑے دفتر میں دیکھنا اگر تمہیں وہ بات اس میں سے معلوم ہو جائے جسے تم تلاش کرو تو بہت اچھا ورنہ دوسرے اور تیسرے دفتر میں تلاش کرنا یہاں تک کہ ساتوں دفتر ختم کر دو۔ اگر ان میں سے کسی سے کوئی بات معلوم نہ ہو تو پھر وہ چھوٹی بیاض میں دیکھنا اس میں تم کو ضرور وہ بات معلوم ہو جوئے گی۔ مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر عمل پیرا نہ ہو گے۔

اپنے شہر کے متعلق وصیت

اس شہر پر نظر رکھنا اور ہر گز اسے مت بدلنا یہ تمہارا گھر اور وجہ عزت ہے میں نے اس میں اس قدر روپیہ جمع کر دیا ہے کہ اگر دس سال تک بھی خراج وصول نہ ہو تو یہ اندوختہ با قاعدہ فوج کی تنخواہ انتظام مملکت کے اخراجات اہل وعیال اور اہل خاندان کے لیے معاش اور سلطنت کی سرحدوں کی حفاظت کے لیے بالکل کافی ہو گا۔ تم اس شہر کا

خیال رکھنا جب تک بھرا رہیگا تمہاری عزت برقرار رہے گی مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر کار بند رہو گے۔

خاندان والوں کے بارے میں نصیحت

میں تم کو اپنے خاندان والوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں تم ہمیشہ لوگوں کے سامنے ان کی عزت افزائی کرتے رہنا ان کو دوسروں پر مقدم رکھنا، ان کی اصل میں تمہاری عزت ہے اور ان کی نام آوری اور شہرت تمہاری نام آوری اور شہرت ہے۔ مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر عمل نہ کرو گے۔

غلاموں اور اہل خراسان کے لیے وصیت

اپنے غلاموں کا بہت خیال رکھنا ان پر احسان کرنا اپنی قربت کا فخر ان کو دینا، ان میں اضافہ کرنا، کیونکہ ضرورت کے وقت یہ ہی تمہارا ساتھ دیں گے مگر مجھے اس پر اندیشہ ہے کہ تم اس پر بھی عمل نہ کرو گے۔ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اہل خراسان کے ساتھ بہت اچھی طرح پیش آنا یہ تمہارے انصار اور شریک کار ہیں یہی وہ ہیں جنھوں نے تمہاری حکومت کے لیے جانیں اور مال قربان کیا اگر تم ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہو گے۔ تو کبھی بھی تمہارے دلوں سے ان کی محبت زائل نہیں ہوگی ان کے خطا کار سے درگزر کرنا ان کی خدمات کا صلہ دینا، جو ان سے مر جائے۔ اسکی جگہ اس کی اولاد یا اعزا میں کسی کو مقرر کرنا مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر بھی عمل نہ کرو گے

متفرق وصیات

مدینہ شرقیہ کبھی مت بنانا کیونکہ تم اس کی تعمیر پوری نہ کر سکو گے مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم میری اس وصیت پر بھی عمل نہ کرو گے۔ بنی سلیم کے کسی شخص سے اعانت نہ لینا، مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم ضرور ایسا کرو گے۔ حکومت کے معاملات میں عورتوں کو مشیر مت بنانا مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم ایسا ضرور کرو گے۔

قرض کی ادائیگی کی وصیت

وصایا کے متعلق مذکورہ بالا بیان ہیثم کا ہے اس کے علاوہ دوسرے راویوں نے بیان کیا کہ مکہ جاتے وقت منصور نے مہدی کو بلا کر کہا کہ اب میں جا رہا ہوں اور واپس نہیں آؤں گا۔ کیونکہ بہر حال ایک دن ہمیں اللہ کے ہاں جانا ہی ہے میں اپنے اس خط کو اللہ کی برکت کے ساتھ سر بمہر تمہارے حوالے کرتا ہوں۔ جب تم کو میری موت کا علم ہو اور تم حکمران ہو جاؤ اس وقت اس خط کو دیکھ لینا۔ مجھ پر قرض ہے اور میں چاہتا ہوں کہ وہ تم ادا کرو۔ مہدی نے کہا میں بسر و چشم اس کے لیے حاضر ہوں۔ پھر کہا یہ میرا قصر میرا ذاتی ملک ہے اسے میں نے اپنی ذاتی رقم سے بنایا ہے میں چاہتا ہوں کہ اس میں تمہارا جو حصہ ہے وہ تم اپنے چھوٹے بھائیوں کو دے دینا۔ مہدی نے کہا میں ایسا ہی کروں گا کہنے لگے میرے جو خدام خاص ہیں ان کو تم اپنی ہی خدمت میں لے لینا برطرف نہ کر دینا کیونکہ خلیفہ ہونے کے بعد تم کو تو ان کی چنداں ضرورت نہ رہے گی مگر ان کو اس وقت برسر کار رہنے کی اب سے زیادہ ضرورت ہو جائے گی مہدی نے اس کے لیے بھی اقرار کیا۔ کہنے لگا البتہ میری ذاتی جائیداد کے متعلق میں تم کو اس قسم کی

تکلیف نہیں دینا چاہتا البتہ اگر تم خود ایسا کرو تو یہ بات میری خوشی کا باعث ہوگی۔ مہدی نے اس کا بھی اقرار کیا۔ کہا تو اچھا تم اپنے چھوٹے بھائیوں کو جو میں نے کہا ہے دے دینا اور جائیداد میں البتہ تم ان کے برابر کے شریک رہو گے میرے کپڑے اور دوسرا سامان اپنے بھائیوں کو دے دینا۔ مہدی نے کہا میں ایسا ہی کروں گا۔ اس پر کہا میں ایسا ہی کروں گا۔ اس پر کہا اللہ اس خلافت کو تمہارے لیے مبارک اور سرفراز کرے اور ہمیشہ تمہارا کلہ ساز رہے۔ حکومت ملنے کے بعد ہمیشہ اللہ سے ڈرتے رہنا۔ ان وصایا کے بعد وہ کوفہ کی طرف روانہ ہوئے قربانی کے اونٹ ساتھ لیے ان کے بال کٹوائے ان کے گلے میں قلادہ باندھا۔ ابھی ماہ ذیقعدہ کے کچھ ہی دن گزرے تھے

خزانے کے متعلق وصیت

جمرۃ العطارہ۔ جو منصور کی عطارہ تھی بیان کرتی ہے کہ جب وہ حج کے لیے جانے لگے تو اپنی بہو ریطہ بن ابی العباس مہدی کی بیوی کو پاس بلایا مہدی اس وقت رے میں تھا جو وصایا کرنا تھیں وہ سب اس سے کہہ دیں اور ایک عہد لکھ کر اس کے سپرد کیا۔ تمام خزانوں کی کنجیاں اسے دے دیں۔ ہر بات اچھی طرح سمجھا دی اور سخت قسم دے کر یہ وعدہ لیا ان خزانوں کے کوٹھوں میں سے بعض کو کبھی نہ کھولا جائے اور مہدی کے علاوہ اور کسی دوسرے کو ان کی اطلاع نہ ہونے پائے اور یہ بھی صرف اس وقت ہو جب کہ تم کو میری موت کی سچی خبر معلوم ہو میرے مرنے کے بعد البتہ صرف وہ اور مہدی ان کوٹھوں کو کھول لیں۔ وہاں کوئی تیسرا شخص نہ ہو۔ جب مہدی رے سے مدینۃ السلام آیا تو ریطہ نے خزانوں کی کنجیاں اس کے حوالے کیں اور کہہ دیا کہ منصور مجھے یہ دے گئے ہیں اور تاکید کی ہے کہ جب تک تمہیں میرے مرنے کی صحیح اطلاع نہ پہنچے اس وقت تم نہ کوٹھے کھولنا اور نہ اس کی کسی دوسرے کو اطلاع دینا۔ چنانچہ جب مہدی کو ان کے مرنے کی خبر ہوئی اور وہ خود اب خلیفہ ہوا تو اس نے کوٹھے کا دروازہ کھولا ریطہ بھی اس کے ساتھ تھی متعدد دستونوں کا ایک بڑا کمرہ نظر آیا اس میں آل ابی طالب کے مقتولوں کی بہت سی لاشیں پڑی ہوئی تھیں ان کے کانوں میں رقعے بندھے ہوئے تھے جن میں ان کا نسب درج تھا۔ ان کی کثیر تعداد مقتولوں میں کم سن بچے، جوان اور بوڑھے سب ہی تھے اس منظر کو دیکھ کر مہدی لرز گیا۔ اس نے ایک گڑھا کھدوایا اور ان سب لاشوں کو اس میں دفن کر کے اس پر ایک قبہ بنوایا۔

سفر حج کے وقت متفرق وصایا

اسحٰق بن عیسیٰ بن علی اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے اسنے کہا میں نے ۱۵۸ھ میں مکہ مکرمہ جاتے ہوئے منصور کو مہدی سے رخصت ہوتے وقت یہ کہتے سنا اے ابو عبداللہ میں ذی الحجہ میں پیدا ہوا تھا اور ذی الحجہ ہی میں مجھے خلافت ملی۔ اب میرے دل میں یہ بات خود بخود آئی ہے کہ اس سال کے ذی الحجہ میں میری موت واقع ہو گی۔ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ جب میرے بعد مسلمانوں کی باگ تمہارے ہاتھ میں آئے تم ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہنا اگر اللہ سے ڈرتے رہو گے تو وہ تمہاری مشکل کو آسان کر دے گا۔ تم کو سلامتی اور نتیجہ میں کامیابی دے گا اور غیر متوقع طریقوں سے تم کو کامیابی ہوتی رہے گی۔ اے میرے فرزند مسلمانوں کے ساتھ سلوک کرنے میں

محمد ﷺ کا خیال رکھنا، اللہ تمہارے معاملات کی حفاظت کرے گا، کسی کو بلاوجہ قتل کرنے سے اجتناب کرنا کیونکہ یہ اللہ کے نزدیک بڑا ہی سخت گناہ ہے اور دنیا میں مستقل عار ہے جو عمر بھر نہیں جاتا۔

ہمیشہ جہاد کرتے رہنا کیونکہ دین و دنیا دونوں جگہ اس کا ثواب اور فائدہ تم کو حاصل ہوگا حدود شرعیہ کو قائم رکھنا مگر اس میں حد سے تجاوز نہ کرنا ورنہ برباد ہو جاؤ گے اگر اللہ اپنے دین مبین کی اصلاح اور بندوں کو گناہوں سے روکنے کے لیے حدود مقررہ کے علاوہ اور تدابیر سمجھتا تو اس کے متعلق اپنی کتاب میں حکم دیتا البتہ تمہیں معلوم رہے کہ ان مفسدین کے لیے جو اللہ کی حکومت اور اس کی سرزمین میں فتنہ و فساد پیدا کرنا چاہتے ہیں اس پر اپنی کتاب میں نہایت سخت سزا اور عذاب کا حکم دیا۔ چنانچہ اس کے متعلق ارشاد ہے **انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسوله ویسعون فی الارض فسادا** (پوری آیہ) بیشک ان لوگوں کی سزا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے لڑتے ہیں اور زمین پر فساد برپا کرنا چاہتے ہیں (یہ ہے) اے میرے فرزند حکومت اللہ کی مضبوط رسی، مستحکم دستہ اور پائیدار مسلک الٰہی ہے۔ اس کی اچھی طرح نگرانی کرنا اس کا دفاع کرنا جو اس میں الحاد پیدا کریں یا اس سے نکل جائیں یا خروج کریں انھیں ہلاک کر دینا انھیں عذاب دنیا ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دینا۔ اللہ نے اپنے کلام مستحکم میں جو احکام دیئے ہیں ان سے سرمو تجاوز نہ کرنا ہمیشہ عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کرنا اس سے آگے نہ بڑھنا۔ انصاف ایسا حربہ ہے کہ جس کے ہوتے ہوئے بغاوت نہ سرسبز ہو سکتی ہے اور نہ دشمن کو کسی قسم کی کامیابی ہو سکتی ہے اگر کوئی تکلیف رونما بھی ہو جائے تو وہ فوراً دفع ہو جاتی ہے، سرکاری مال گزاری میں سے کبھی کچھ اپنے لیے نہ لینا کیونکہ جو کچھ میں تمہارے لیے چھوڑ جاؤں گا اس کے ہوتے ہوئے اس کی تمہیں حاجت ہی نہ پڑے گی برسر حکومت آتے ہی اپنی فرمانروائی کی ابتداء عزیز و اقربا کو انعام و صلہ دینے سے کرنا سرکاری خزانے میں فضول خرچی نہ کرنا اور نہ یہ رقم اپنے رشتہ داروں پر خرچ کرنا۔ سرحدوں پر ہمیشہ کافی فوج اور اسلحہ تیار رکھنا، اطراف سلطنت کو اپنے ضبط میں رکھنا راستوں پر امن رکھنا اپنے اور رعایا کے درمیانی لوگوں کو بہت خاص طور پر سوچ سمجھ کر مقرر کرنا معاش میں اضافہ کرنا، عوام کو جمعیت کی خاطر عطا کرنا، رفاہ عام کے لیے انتظام کرنا، ان کی تکلیف کو دور کرنا۔ سلطنت کی آمدنی میں اضافہ کرتے رہنا اور اسے جمع رکھنا۔ کبھی فضول خرچی نہ کرنا کیونکہ معلوم نہیں کہ کس وقت غیر متوقع مصائب و حوادث پیش آ جاتے ہیں بلکہ زمانے کی ہمیشہ کی یہ عادت ہے کہ مصائب غیر متوقع ہوتے ہیں جس قدر تم سے ممکن ہو اس قدر سپاہی، جانور اور باقاعدہ فوج مستعد رکھنا کبھی ایسا نہ کرنا کہ آج کا کام کل پر اٹھائے رکھو کیونکہ اس طرح پھر ہجوم کار ہو جائیگا۔ اور کوئی کام بھی ٹھکانے سے نہ ہو سکے گا اور فیصلے کے لیے جو معاملات پیش ہوں انھیں ان کی ترتیب کے مطابق انجام دینے میں ہرگز تاخیر نہ کرنا بلکہ پوری مستعدی اور آمادگی سے تمام کام اسی وقت انجام دینا رات کے لیے ایسے مشیر اپنے پاس جمع کرنا جو دن میں پیش آنے والے واقعات سے باخبر ہوں تمام احکام خود دینا اور خود ہی تمام مہمات امور پر غور و خوض کرتے رہنا اس سے نہ گھبرانا نہ درماندہ و درست ہونا اپنے رب کے متعلق ہمیشہ حسن ظن رکھنا، اور اپنے عاملوں اور کاتبوں کے متعلق ہمیشہ بدگمان، شب بیدار رہنا۔

جو لوگ تمہارے دروازے پر رات گزار رہے ہوں ان کا حال اور ضرورت دریافت کرنا، اپنے دربار

میں آنے کے لیے سہولت دینا۔ تاکہ ہر شخص آسانی سے تم تک بار پا سکے۔ جو لوگ اپنا جھگڑا تمہارے پاس لائیں اس پر غور کر کے مناسب احکام نافذ کرنا، ان تمام جھگڑوں کو ایسی آنکھ کے سپرد کرنا جو ہر وقت بیدار ہو اور لقفیہ نزاعات میں اپنے نفس کو دخل دینے کی اجازت نہ دینا۔ سوتے مت رہنا کیونکہ جس روز سے تمہارا باپ خلیفہ ہوا وہ نہیں سویا اگر کبھی اس کی آنکھ لگ بھی گئی تو اس کا دل بیدار رہا۔ یہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں اور تم میرے بعد میرے خلیفہ ہو۔ راوی کہتا ہے کہ یہ وصیت کر کے منصور نے مہدی کو خیر باد کہا۔ اس وقت دونوں کے دل اُمنڈ آئے اور وہ رو پڑے۔

دوسری روایت

سعید بن حریم کی راویت ہے کہ منصور اپنے انتقال کے سال حج کے لیے روانہ ہوئے تو مہدی نے ان کے ساتھ چلا منصور نے کہا اے میرے بیٹے میں نے تمہارے لیے اس قدر روپیہ جمع کیا ہے کہ جو مجھ سے پہلے کسی خلیفہ نے نہیں کیا اس طرح میں نے اس قدر موالی تمہارے لیے جمع کر دیئے ہیں جو مجھ سے پہلے کسی خلیفہ نے نہیں کیے تھے اس طرح میں نے تمہارے لیے ایک ایسا عمدہ شہر بنا دیا ہے جو کسی دوسرے نے عہد اسلام میں آج تک نہیں بنایا تھا مجھے تمہارے متعلق صرف دو شخصوں عیسیٰ بن موسیٰ اور عیسیٰ بن زید سے اندیشہ ہے کہ یہ تمہارے خلاف شورش برپا کریں گے۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے ایفائے بیعت کے لیے میرے سامنے ایسے عہد و پیمان کیے ہیں کہ ان کی موجودگی میں مجھے اس سے زیادہ اندیشہ نہیں اگر مجھے اپنی بدنامی کا اندیشہ نہ ہوتا تو بخدا میں اس کا کام ہی تمام کر دیتا اور تم کو اس اندیشہ کی نوبت ہی نہ آتی اب بھی اسے تو تم اپنے دل سے نکال ہی دو اب رہا عیسیٰ بن زید تو اس پر فتح پانے کے لیے اگر تم تمام روپیہ بھی خرچ کر دو اور یہ اپنے تمام موالی کٹوا دو اور یہ شہر بھی گروا دو تب بھی مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

ایک مکان پر منصور کی موت سے متعلق اشعار

موسیٰ بن ہارون بیان کرتا ہے کہ مکہ جاتے ہوئے جب منصور آخری منزل میں ٹھہرے تو ان کی نظر مکان کے صدر دروازہ کی طرف پڑی وہاں یہ اشعار لکھے ہوئے تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابا جعفر حانت وفاتک والنقضت
سنوک وامر اللہ لا بد واقع
ابا جعفر ھل کاھن اومنجم
لک الیوم من حر المنتنہ مانع

اے ابو جعفر تمہاری موت قریب آ گئی ہے
اور تمہاری عمر پوری ہو چکی ہے اور اللہ کا حکم ضرور آ کر رہے گا

اب کوئی کاہن یا منجم تم کو موت کی تکلیف سے نہیں بچا سکتا ہے

یہ پڑھ کر انھوں نے ان مکانوں کے منتظم کو بلا کر پوچھا کہ میں نے تمہیں یہ حکم نہیں دیا تھا کہ میری قیام گاہ میں اسی بدمعاش کو گھسنے نہ دینا پھر یہ کیا ہے۔ اس نے عرض کیا امیر امومنین بخدا اس مکان کی تعمیر کے ختم ہونے کے بعد سے اب تک کوئی شخص اس کے اندر داخل نہیں ہوا انھوں نے کہا اوپر پڑھو کیا لکھا ہے۔ اس نے عرض کیا مجھے تو وہاں کچھ نظر نہیں آتا انھوں نے دربان کو طلب کر کے اس سے کہا کہ پڑھو اس مکان کے اوپر کیا لکھا ہے اس نے عرض کیا مجھے تو وہاں کچھ بھی لکھا نظر نہیں آتا تب انھوں نے وہ دونوں شعر خود املا کرائے جو ضبط تحریر میں لائے گئے تھے اس کے بعد انھوں نے دربان سے کہا کہ کلام پاک کی کوئی ایسی آیت اس وقت تلاوت کرو جس سے اللہ عزوجل کے حضور میں جانے کا شوق پیدا ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

وسیعلم الذین ظلموا ایّ منقلب ینقلبون

اور ظالموں کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس کروٹ پلٹائے جاتے ہیں۔

اس نے سن کر غصہ میں حکم دیا کہ اس کے منہ پر تھپڑ مارو۔ چنانچہ اس کے جبڑوں پر تھپڑ رسید کیے گئے ۔کہنے لگے اس آیت کے علاوہ تجھے تلاوت کے لیے اور دوسری کوئی آیت ہی نہ ملی اس نے کہا امیر المومنین اس آیت کے علاوہ تمام قرآن مجھے بھول گیا اس واقعہ کو فال بد سمجھ کر حکم دیا کہ یہاں سے کوچ کیا جائے۔ ایک گھوڑے پر سوار ہوئے جب سقر نامی وادی میں آئے جو مکہ کے راستہ کی آخری منزل تھی تو یہاں ان کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی یہ گرے جس سے ان کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی وہیں انتقال کیا اور بیر میموں میں سپرد خاک کر دیئے گئے۔

ھاتف غیبی کے اشعار

محمد بن عبداللہ بنی ہاشم کا ایک مولی ایک اہل علم وادب کی روایت بیان کرتا ہے کہ منصور نے اپنے مدینہ کے قصر میں ایک ھاتف غیبی سے کچھ شعر سنے اور پھر کہا کہ اب میری موت کا وقت آ پہنچا۔

عبدالعزیز بن مسلم کہتا ہے۔ ایک دن میں منصور کی خدمت میں سلام کے لیے حاضر ہوا۔ میں نے سلام کیا مگر وہ کچھ ایسے مبہوت تھے کہ جواب ہی نہ دیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی اس حالت کو دیکھ کر واپسی کے لیے مڑا تو انھوں نے چونک کر کہا کہ کوئی شخص مجھے شعر سنا رہا ہے جس میں میری موت کی خبر ہے اسی خواب کی وجہ سے اس قدر پریشان اور غمگین ہوں کہ اسے تم نے بھی محسوس کر لیا۔ میں نے کہا یہ تو کوئی برا خواب نہیں آپ پریشان نہ ہوں۔ اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد حج کے لیے روانہ ہوئے اور اسی سفر میں ان کا انتقال ہو گیا۔

ہشام بن محمد اور محمد بن عمر وغیرہ نے بیان کیا کہ اس سال مکہ میں اسی رات کی صبح کو جس میں منصور نے انتقال کیا تھا محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس کی خلافت کی بیعت لی گئی۔ ہفتہ کا دن تھا ۶ ذی الحجہ ۱۸۵ ہجری تاریخ تھی۔ واقدی کہتا ہے کہ مہدی کے لیے اس سال کے ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں نو راتیں باقی تھیں جب بغداد میں بیعت لی گئی۔ اس کی ام موسی بنت منصور بن عبداللہ بن زید بن شمر الحمیری تھی۔

مہدی کی خلافت

نام، محمد بن عبداللہ بن محمد علی بن عبداللہ بن العباس

مہدی کی بیعت کے واقعات

علی بن محمد النوفلی اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے ''جس سال ابوجعفر کا انتقال ہوا۔ میں بھی بصرہ کے راستہ حج کے لیے روانہ ہوا۔ ابوجعفر نے کوفہ کا راستہ اختیار کیا۔ میں ذات عراق میں ان سے جاملا۔ یہاں سے میں ان کے ساتھ ہوگیا جب وہ سوار ہوتے میں سامنے آکر سلام کر لیتا۔ بیماری کی وجہ سے وہ بہت کمزور اور لاغر تھے ۔صورت سے موت کے آثار ہویدا تھے بیر میموں پہنچ کر انھوں نے قیام کیا اور ہم مکہ میں داخل ہو گئے۔ میں نے عمرہ ادا کیا میں روزانہ ان کی قیام گاہ جایا کرتا تھا اور زوال کے وقت کے قریب تک ٹھہرتا پھر مکہ مکرمہ واپس آجاتا ۔دوسرے تمام بن ہاشم کا بھی یہی دستور تھا۔ ان کا مرض اور شدید ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ اسی دوران وہ رات آئی جس میں ان کا انتقال ہوگیا۔ چونکہ ہمیں بھی ان کے مرنے کی خبر نہیں ہوئی تھی اس لیے میں نے حسب معمول اگلے دن صبح کی نماز حرم میں پڑھی اور اپنے صرف دونوں کپڑوں (احرام) کو پہنے سوار ہوا ان کے اوپر سے تلوار حمائل کر لی میں محمد بن عون بن عبداللہ بن الحارث کے ساتھ جو بن ہاشم کے سربرآوردہ بزرگوں میں سے تھے ہولیا آج بھی وہ گلابی رنگ کے دو کپڑے پہنے تھے یہی ان کا احرام تھا۔ ان کے اوپر سے انھوں نے بھی تلوار حمائل کر لی تھی بن ہاشم کے بزرگ حضرت عمرؓ بن الخطاب اور عبداللہ بن جعفر کی حدیث نیز اس کے متعلق حضرت علیؓ کے قول کی وجہ گلابی رنگ کا احرام باندھتے تھے۔ جب ہم الطبح پہنچے تو وہاں ہمیں عباس بن محمد اور محمد بن سلیمان رسالہ اور پیدل سپاہ کے ساتھ مکہ آتے ہوئے ملے۔ ہم نے ان کی طرف مڑ کر ان کو سلام کیا اور پھر اپنی راہ ہو لیے۔ محمد بن عون نے مجھ سے پوچھا ان دونوں کی ظاہری حالت اور اس وقت مکہ میں داخل ہونے سے تم کیا سمجھے۔ میں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ کہ منصور کا انتقال ہو چکا اور یہ چاہتے ہیں کہ مکہ کو حصن بنالیں واقعہ بھی یہی تھا

ہم ابھی چل ہی رہے تھے کہ کمبل میں لپٹا ہوا ایک شخص ہمارے سامنے آیا صبح کی روشنی ہونے کے باوجود اسکی صورت ہمیں اچھی طرح دکھائی نہ دیتی تھی ہمارے سامنے آکر ہمارے دونوں کی گھوڑوں کی گردنوں کے درمیان سے ہوتا ہوا ہمارے قریب آیا اور اس نے یہ بات کہی کہ بخدا منصور کا انتقال ہوگیا ہے یہ کہتے ہی وہ غائب ہوگیا۔ ہم اپنے راستے چلتے ہوئے ان کی چھاونی آئے اس شامیانے میں آئے جہاں آکر روز بیٹھتے تھے وہاں دیکھا کہ موسیٰ ابن مہدی شامیانے کے ستونوں کے پاس ہم سے پہلے آکر کھڑا ہوا ہے۔ اس طرح قاسم بن منصور بھی شامیانے کے ایک کونے میں موجود ہے۔ جب سے ہم ذات عراق میں منصور کے ساتھ ہوئے تھے ہم نے یہ

دیکھا کہ منصور اپنے اونٹ پر سوار ہوتے تو یہ قاسم ان کے آگے آگے ان کے اور پولیس افسر کے بیچ میں ہو کر چلتا اور لوگوں سے کہتا جاتا کہ جسے کوئی درخواست دینا ہو مجھے دیدے۔ جب میں نے اسے شامیانے کے ایک سمت میں اور موسیٰ کو برآمد پایا تو مجھے یقین آ گیا کہ منصور کا انتقال ہو چکا ہے۔ ہم ابھی بیٹھے ہی ہوئے تھے حسن بن زید وہاں آیا اور میرے پہلو میں مجھ سے بھڑ کر بیٹھ گیا اب اور تمام درباری آ گئے کہ تمام شامیانہ بھر گیا۔ ان میں ابن عیاش المنتوف بھی تھا ہم سب خاموش بیٹھے تھے کہ ہمیں آہستہ آہستہ رونے کی آواز آئی حسن نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تمہارے خیال میں ان کا انتقال ہو چکا ہے۔ میں نے کہا نہیں ایسا تو معلوم نہیں ہوتا البتہ اب یا تو معلوم ہوتا ہے کہ آخری وقت ہے یا غفلت طاری ہو گئی ہے۔

ہم یہ ہی باتیں کر رہے تھے کہ ابوالغبر حبشی منصور کا ایک خاص خدمت گار سینے اور پشت سے اسے اپنی قبا دریدہ کیے سر پر خاک ڈالے سامنے آیا اور کہا "ہائے امیر المومنین" ہم سب کے سب فوراً کھڑے ہوئے اور ابو جعفر کے خیموں کی طرف چلے جا رہے کہ ان کے پاس جائیں مگر خادموں نے اندر جانے سے روک دیا اور الٹے پاؤں پلٹا دیا۔ ابن عیاش المنتوف نے کہا سبحان اللہ آپ حضرات کو کیا ہو گیا معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کسی خلیفہ کی موت کا واقعہ آپ کے سامنے سے نہیں گزرا دل ٹھکانے رکھیے اور تشریف رکھیے، سب لوگ بیٹھ گئے۔ قاسم نے کھڑے ہو کر اپنے کپڑے چاک کر دیئے اور اپنے سر پر مٹی ڈال لی مگر موسیٰ چونکہ کم سن بچہ تھا وہ اس طرح خاموش اپنی جگہ بیٹھا رہا۔

ابوجعفر کا منشور

اس کے بعد ربیع اندر سے آیا اس کے ہاتھ میں کاغذ کا ایک طومار تھا جس کا نچلا سرا زمین سے لگ رہا تھا اب اس نے اس کا سرا ہاتھ میں لے کر اسے پڑھنا شروع کیا "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" یہ منشور عبداللہ المنصور امیر المومنین کی طرف سے اپنے بعد کے بنی ہاشم اپنے خراسانی شیعہ اور عام مسلمانوں کے نام ہے۔ اتنا پڑھا تھا کہ وہ کاغذ اس کے ہاتھ سے گر پڑا اور ربیع رو پڑا اس کی حالت دیکھ کر دوسرے تمام حاضرین بھی رو پڑے اب اس نے پھر وہ کاغذ ہاتھ میں لیا کہنے لگا اگرچہ آپ لوگوں کو گریہ پر ضبط کرنے کی قدرت نہیں مگر مجبوری ہے کیا کیا جائے۔ یہ امیر المومنین کا عہد ہے جو بہر حال مجھے آپ کو سنانا ہے مہربانی فرما کر خاموش رہیے جب سب چپ ہو گئے اس نے پھر پڑھنا شروع کیا "امابعد میں یہ تحریر حالت زندگی میں لکھ رہا ہوں آج میرے لیے اس دنیا کا آخری اور آخرت کا پہلا دن ہے میں آپ پر سلامتی بھیجتا ہوں اور اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میرے بعد آپ کو فتنوں میں مبتلا نہ کرے تا کہ آپ ایک دوسرے کی تکلیف سے محفوظ رہیں میں خاص طور پر بنی ہاشم اور اہل خراسان کو مخاطب کرتا ہوں اس کے بعد ربیع نے ان کی وہ وصیت پڑھنا شروع کی جو انھوں نے مہدی کے بارے میں کی تھی اور انھیں اپنی سلطنت کے قیام وعہد کی وفا پر ترغیب دی تھی، یہ منشور آخر تک پڑھا گیا۔

مہدی کے لیے بیعت

راوی کہتا ہے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ آخری جملے ربیع نے اپنی طرف بڑھا کر ان کے منشور میں لاحق کر دیئے تھے۔ بہر حال اس کے بعد اس نے لوگوں کے چہرے پر نظر دوڑائی۔ بنی ہاشم کے قریب آ کر حسن بن زید کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور کہا ابو محمد اٹھو اور بیعت کرو حسن اس کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا ربیع اسے موسیٰ کے پاس لایا اور اس کے سامنے بٹھایا حسن نے موسیٰ کا ہاتھ پکڑا اور پھر حاضرین کو مخاطب کر کے کہا ''حضرات امیر المومنین منصور نے مجھے مارا تھا میری جائیداد ضبط کر لی تھی مہدیؒ نے ان سے میری سفارش کی وہ مجھ سے خوش ہو گئے تھے مہدی نے ان سے میری املاک کی بحالی کے لیے کہا مگر اس بات کو انھوں نے نہ مانا اس پر مہدی نے اپنے پاس سے میری تمام املاک نہ صرف بحال کی بلکہ ایک کے عوض دو چند عطا کیں اس لیے مجھ سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے جو خلوص دل اور طیب خاطر کے سے ان کے لیے بیعت کرے۔

منصور کی تجہیز و تکفین

اب اس نے مہدی کے لیے موسیٰ کی بیعت کی اس کے ہاتھ کو چھو لیا اس کے بعد ربیع بن محمد عون کے پاس آیا اور ان کے عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے اس کو مقدم کیا ان کے بعد وہ میرے پاس آیا مجھ سے کہا اٹھو اس طرح بیعت کرنے والوں میں اس روز تیسرا تھا ہمارے بعد پھر دوسرے تمام حاضرین نے بیعت کی اس سے فارغ ہو کر وہ خیموں میں چلا گیا۔ وہاں تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر ہم بن ہاشم کے پاس آیا اور کہا کہ اندر تشریف لے چلیے ہم سب بنی ہاشم اس کے ساتھ اندر گئے اس روز ہماری کثیر تعداد وہاں موجود تھی ہم میں اہل عراق، اہل مکہ اور اہل مدینہ سب ہی تھے جو اس سال حج کے لیے آئے تھے۔ اندر گئے۔ دیکھا کہ منصور اپنے تختے پر کفن پہنے پڑھے ہیں۔ چہرہ کھلا ہوا ہے ہم نے ان کو اٹھایا اور اسی طرح تین میل چل کر مکہ لائے اس وقت بھی ان کی صورت میری آنکھوں میں پھر رہی ہے تختے کے پائے کے قریب ہو کر جب میں کاندھا دیتا تو ان کا چہرہ نظر آ جاتا، چونکہ موسم میں منڈوانے کے لیے انھوں نے اپنے بال چھوڑ دیئے تھے اس لیے ہوا سے ان کی ڈاڑھی کے بال اڑ رہے تھے خضاب بھی جاتا رہا تھا ہم اسی طرح انھیں ان کی قبر پر لائے اور ان کو اتار دیا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ جس رات ابو جعفر نے انتقال کیا علی بن عیسیٰ ہامان نے سب سے پہلے یہ بات اٹھائی کہ ان سب نے مل کر عیسیٰ بن موسیٰ سے کہا آپ مہدی کی دوبارہ بیعت کریں۔ اس تجویز کا بانی اصل تو ربیع تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے اس سے انکار کیا اس بناء پر جو سرداران فوج وہاں موجود تھے وہ اسکے پاس آتے اور جاتے رہے آخر کار علی بن عیسیٰ بن ماہان اٹھا۔ اس نے اپنی تلوار نیام سے نکالی اور ننگی تلوار لے کر عیسیٰ بن موسیٰ کی طرف بڑھنے لگا کہنے لگا سیدھی طرح سے بیعت کرو ورنہ ابھی کام تمام کیے دیتا ہوں۔ یہ رنگ دیکھ کر عیسیٰ نے بیعت کی اس کے بعد دوسرے لوگوں نے بیعت کی۔

موسیٰ بن ہارون بیان کرتا ہے کہ موسیٰ بن مہدی اور ربیع منصور کے مولیٰ نے منارہ منصور کے دوسرے

مولی کو ان کی خبر مرگ اور مہدی کے لیے بیعت لی جانے کی خبر پہنچانے کے لیے مہدی کے پاس روانہ کیا۔ اس کے جانے کے بعد حسن الشروی کے ہاتھ رسول اللہ ﷺ کا عصائے مبارک اور وہ چادر جو خلفاء میں ترکہ میں چلی آتی تھی مہدی کے پاس بھیجی۔ نیز ربیع نے ابوالعباس الطوسی کو بھی خاتم خلافت دے کر منارتہ کے ہمراہ کیا ان انتظامات کے بعد سب کے سب مکہ سے نکلے۔ عبداللہ بن المسیب بن زہیر حسب دستور بھالا لے کر صالح بن المنصور کے آگے ہوا منصور کی زندگی میں یہ خدمت اسی کو سپرد تھی قاسم بن ناصر بن مالک نے جو اس روز موسیٰ بن المہدی کا پولیس افسر تھا بھالے کو توڑ ڈالا۔ اس کے علاوہ چونکہ علی بن عیسیٰ بن ماہان کو عیسیٰ بن موسیٰ کے ہاتھوں اذیت پہنچی تھی۔ یہ اذیت اس کے راوندیہ فرقے میں ہونے کی وجہ سے پہنچی تھی اس کے دل میں عیسیٰ بن موسیٰ کی طرف سے عداوت جاگزیں تھی۔ اس وقت چلتے چلتے اس نے عیسیٰ بن موسیٰ پر طعن آمیز اور نامناسب فقرے چست کیے ابو خالد المروزی اس جماعت کا سرغنہ تھا قریب تھا کہ بات کا بتنگڑ بن جائے اور آپس میں تلوار چل جائے لوگوں نے ہتھیار تک لگا لیے تھے مگر محمد بن سلیمان نے اس موقع پر بڑی سرگرم کوشش کی اور سب کو خاموش کر دیا اگرچہ اس کے خاندان کے دوسرے لوگ بھی اس معاملہ میں پڑ گئے۔ مگر محمد کا طرز عمل اور روش نہایت ہی قابل تحسین تھی اس کی جدوجہد کی وجہ سے یہ شور غوغا ئب ہوا اور سب ٹھنڈے پڑ گئے۔ محمد بن سلیمان نے اس تمام واقع کی اطلاع مہدی کو لکھ بھیجی۔ مہدی نے علی بن عیسیٰ کو موسیٰ بن المہدی کے محافظ دستے کی سرداری کی خدمت سے برطرف کر دینے کا حکم لکھ بھیجا اور اس کی جگہ ابو حنیفہ حرب بن قیس کو مقرر کیا اور اس طرح فوج میں جو فتنہ پیدا ہونے کو تھا وہ دب گیا عباس بن محمد اور محمد بن سلیمان دوسروں سے پہلے مہدی سے جا ملے۔ ان میں بھی عباس بن محمد سب سے پہلے مہدی کی خدمت میں باریاب ہوا۔ منارہ منگل کے دن نصف ذی الحجہ میں مہدی کے پاس آیا اس نے ان کے خلیفہ ہونے کی ان کو خبر دی۔ نیز ان کے باپ کی موت پر تعزیت کی اور تمام اطراف اکناف سلطنت سے اسی مضمون کے خطوط ان کو موصول ہوئے اب مدینۃ السلام کے تمام باشندوں نے ان کی بیعت کر لی۔

ربیع کہتا ہے کہ جس سفر حج میں منصور نے انتقال کیا اس میں مکہ کے راستے میں غدیب یا کسی اور منزل میں انھوں نے ایک خواب دیکھا اس خواب سے وہ بہت گھبرائے کہا کہ ربیع بس اب میں زندہ نہیں رہوں گا موت سر پر پہنچی ہے۔ اب تم ابو عبداللہ مہدی کے لیے پختہ بیعت لے لینا۔ میں نے عرض کیا آپ کیوں پریشان ہوتے ہیں اللہ آپ کو لمبی زندگی دے گا اور انشاءاللہ آپ خود ابو عبداللہ سے ملیں گے۔ کہنے لگے اس وقت ان کی حالت زیادہ خراب ہو چکی تھی۔ جس طرح سے ہو سکے مجھے جلد سے جلد میرے رب کے حرم اور جائے امن میں پہنچا دو اس خواہش کو بار بار دہراتے جس طرح ممکن ہو جلد سے جلد میں اپنے گناہوں اور نفس پر زیادتیوں کے بوجھ سے سبکدوش ہونے اپنے رب کے حرم پہنچ جاؤں۔ اسی حالت میں بیر میموں پہنچے میں نے کہا لیجیے یہ بیر میموں آ گیا آپ حرم میں داخل ہو چکے ہیں یہ سن کر الحمدللہ کہا اور اسی وقت انتقال کیا۔

میں نے حکم دیا کہ خیمے نصب کیے جائیں اور قناتیں لگا دی جائیں جب یہ سب کچھ ہو گیا تو اب میں امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہونے کے ارادے سے اندر گیا میں نے ان کو ایک بڑی اور ایک چھوٹی کفنی پہنا

دی تکیے کے سہارے بٹھا دیا ان کے چہرے پر ایک باریک نقاب دال ڈالدی۔ جس میں ان کی صورت تو نظر آتی تھی مگر ان کا اصلی حال معلوم نہ ہو سکتا تھا۔ اس خیال سے کہ کوئی زیادہ قریب آ کر ان کی حالت نہ معلوم نہ کر سکے ان کی بیوی کو اس نقاب کے پاس بٹھا دیا یہ ہیت بنا کر اب میں ان کے پاس گیا اور اس مقام پر کھڑا ہوا جہاں سے لوگوں کو یہ معلوم ہو کہ وہ مجھ سے گفتگو کر رہے ہیں پھر میں نے باہر آ کر کہا خدا کا احسان ہے کہ امیر المومنین کی طبیعت میں کچھ افاقہ ہے وہ آپ سب کو سلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ تمہاری حکومت مضبوطی سے برقرار رکھے تمہارے دشمنوں کو ذلیل کرے اور تمہارے ولی کو خوش کرے۔ میری یہ خواہش ہے کہ اب تم پھر ابو عبداللہ المہدی کے لیے اب دوبارہ بیعت کرو تا کہ کسی دشمن یا باغی کو تمہارے خلاف کاروائی کرنے کا لالچ ہی پیدا نہ ہو۔

اس پر تمام حاضرین نے کہا اللہ امیر المومنین کو توفیق حسن عطا فرمائے ہم ان کے لیے بسر و چشم حاضر ہیں ، میں اندر گیا اور پھر نکلا اب میں نے سب سے کہا کہ بیعت کے لیے تشریف لائیے۔ سب نے بیعت کی حاضرین میں جس قدر بڑے لوگ اور اکابر موجود تھے مہدی کے لیے بیعت کی جب بیعت سے فراغت ہوئی۔ اس بیان کا پہلا راوی ہیثم بن عدی کہتا ہے کہ تو اب ربیع اندر گیا اور وہاں سے روتا پیٹتا گریبان چاک کرتا اور سر پیٹتا ہوا باہر آیا ۔حاضرین میں سے کسی نے کہا۔ اے بکری کے بچے مجھے تجھ پر ترس آتا ہے اس سے کہنے والے کی مراد ربیع تھا ۔ کیونکہ جب وہ بچہ تھا جب ہی اس کی ماں مر گئی تھی اور یہ اپنی ماں ہی کا دودھ پیتا تھا اس کے مرنے کے بعد اس نے بکری کے دودھ پر پرورش پائی۔

منصور کے لیے سو قبریں کھودی گئیں وہ ان سب میں اس خوف سے دفن کیا گیا کہ کہیں کوئی اس کے جسد کے ساتھ بے حرمتی کرے دفن کیا گیا اس لیے باوجود ظاہری طور پر اس کی ایک معروف قبر ہونے کے اس کے اصلی قبر کا حال مشتبہ ہی رکھا گیا۔

تمام خلفائے بنی عباس کی قبروں کا یہ ہی حال ہے ان کی اصلی قبر کا حال کسی کو صحیح طور پر معلوم نہیں۔ اس تمام سرگزشت کی اطلاع مہدی کو ہوئی جب ربیع ان کے پاس آیا تو مہدی نے اس سے ڈانٹ کر پوچھا اے غلام زادے امیر المومنین کی جلالت تیری ان حرکات میں جو تو نے مرنے کے بعد ان کے ساتھ کیں مانع نہ آئیں ، بعض لوگوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ مہدی نے اسے مارا، مگر یہ بات صحیح نہیں ہے۔

ایک ایسا شخص جو اس حج میں منصور کے ساتھ تھا بیان کرتا ہے کہ جاتے ہوئے میں نے یہ رنگ دیکھا کہ صالح بن منصور جو اپنے باپ کے ہمراہ تھا تمام لوگ اس کے جلوہ میں تھے اور خود موسیٰ بن مہدی بھی اس کے پیچھے تھا جب مکہ سے واپسی ہوئی تو اب سب موسیٰ کے جلوہ میں تھے اور خود صالح بھی اسی کا ہم رکاب تھا۔

بصرہ میں سب سے پہلے خلف الاحمر نے منصور کی خبر مرگ پہنچائی۔ اس سال ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی کی امارات میں حج ہوا۔ بیان کیا گیا کہ منصور نے اس کے لیے وصیت کر دی تھی ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن اس سال مکہ کا عامل تھا عمرو بن زبیر العبسی مسیب بن زہیر کا بھائی کوفہ کا عامل تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے

کہ اسمٰعیل بن اسمٰعیل الثقفی کوفہ کا عامل تھا۔

اس کے متعلق یہ بھی ایک ضعیف راویت ہے کہ یہ قیس کے بن نصر کا مولی تھا شریک بن عبداللہ النخعی کوفہ کے قاضی تھے۔ اور ثابت بن موسیٰ کوفہ کا ناظم مال تھا حمید بن قحطبہ خراسان کا والی تھا کوفہ کے ساتھ بغداد کی قضاء بھی شریک بن عبداللہ ہی کی تفویض تھی یہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ منصور کی موت کے وقت عبیداللہ بن محمد بن صفوان الجمحی بغداد کے قاضی تھے اور شریک صرف کوفہ کے قاضی تھے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ قضاء کوفہ کے ساتھ شریک اہل کوفہ کے امام نماز بھی تھے۔ منصور کی موت کے وقت بغداد کا توال عبدالجبار بن عبدالرحمٰن کا بھائی تھا بعض راویوں نے کہا ہے کہ موسیٰ ابن کعب بغداد کا کوتوال تھا بصرہ اور اس کے علاقے کا افسر مال عمارہ بن حمزہ تھا عبیداللہ بن الحسن العنبری بصرہ کے قاضی اور پیش امام تھے سیعد بن دعلج بصرہ کی مہماتی فوج کا سردار تھا۔ محمد بن عمر کے بیان کے مطابق اس سال ایسا شدید ہیضہ ہوا کہ ہزاروں لوگ فوت ہو گئے۔

۱۵۹ھ ہجری شروع ہوا
اس سال کے اہم واقعات

موسم گرما کی مہم

اس سال عباس بن محمد نے موسم گرما کی مجاہدانہ مہم کی قیادت کی اس مرتبہ پیش قدمی کرتے ہوئے انگورہ تک پہنچا۔ اس کے مقدمہ الجیش پر حسن غلاموں کی جماعت کے ساتھ متعین تھا مہدی نے عباس کے ساتھ اہل خراسان اور دوسرے فوجی سرداروں کی ایک جماعت بھی ساتھ کر دی تھی خود مہدی نے بغداد سے نکل کر بردان میں پڑاؤ ڈالا اور جب تک عباس اور اس کے ساتھ جانے والی مہماتی فوج اپنے مقصد پر روانہ ہو گئی یہ وہیں مقیم رہے۔ اگرچہ حسن اس غزوہ میں عباس کے ساتھ تھا مگر مہدی نے اسے عباس کے ماتحت نہیں۔ کیا بلکہ عزل ونصب اور دوسرے جنگی امور میں وہ آزاد تھا اس مہم میں اس جماعت نے رومیوں کے ایک شہر اور اس کے ساتھ غلہ کے ایک تہ خانہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد یہ جماعت ایک مسلمان کا بھی نقصان برداشت کیے بغیر صحیح سالم واپس آ گئی۔

انتظامی تبدیلیاں

اسی سال حمید بن قحطبہ جو مہدی کی جانب سے اہل خراسان کا عامل تھا ہلال ہوا۔ مہدی نے اس کی جگہ ابو عون عبدالملک بن یزید کو خراسان کا عامل مقرر کیا۔ اسی سال حمزہ بن مالک بجتان کا والی بنایا گیا اور جبرئیل بن یحییٰ سمرقند کا والی مقرر کیا گیا۔

اسی سال مہدی نے رصافہ کی مسجد بنوائی اور اسی سال رصافہ کی فصیل اور خندق بنائی۔ انھوں نے

عبدالصمد بن علی کو مدینہ منورہ کی ولایت سے ایک شکایت کی بناء پر برطرف کر کے اس کی جگہ عبیداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن صفوان الجمحی کو مدینہ کا والی مقرر کیا۔

ہندوستان کی مہم

اس سال مہدی نے عبدالملک بن شہاب المسمعی کو بیڑہ کے ساتھ ہندوستان روانہ کیا۔ اس مہم کے لیے انھوں نے تمام فوجی فرقوں میں سے دو ہزار اہل بصرہ اور ان رضا کاروں میں سے جو چھاؤنیوں میں رہتے تھے پندرہ سو اور شامی سرداروں کی اولاد میں سے ایک سردار ابن حباب المذحجی کو سات سو شامیوں کے ساتھ روانہ کیا نیز عبدالملک کے ساتھ اہل بصرہ کے ایک ہزار مجاہد رضا کار اپنے خرچ سے جہاد کے لیے ساتھ ہوئے۔ ان میں الربیع بن صبیح بھی تھا۔ اور اسوارئین اور سیابجہ کے چار ہزار آدمی عبدالملک کے ساتھ ہوئے اس نے المنذر بن محمد الجارودی کو اہل بصرہ کے ایک ہزار مجاہد رضا کاروں کا سردار مقرر کیا اور اپنے بیٹے غسان بن عبدالملک کو اہل بصرہ کی دو ہزار مہماتی فوج کا سردار بنایا اور اپنے دوسرے بیٹے عبدالوحد بن عبدالملک کو ان پندرہ سو رضا کاروں کا سردار مقرر کیا جو چھاؤنیوں میں جہاد کے لیے قیام کرتے تھے۔ البتہ یزید بن الحباب اپنی شامی جماعت کے ساتھ آزاد قائد رہا۔ اب یہ تمام فوج روانہ ہوئی مہدی نے ابوالقاسم محرز بن ابراہیم کو اس مہم کی تمام ضروریات کی سربراہی اور انتظام کے لیے مقرر کیا تھا۔ یہ فوج اپنی منزل مراد کی طرف روانہ ہوئی اور ۱۶۰ھ ہجری میں ہندوستان کے شہر پہنچی۔

قیدیوں کی رہائی

اس سال معبد بن خلیل مہدی کے عامل سندھ نے انتقال کیا مہدی نے اس کی جگہ ابوعبداللہ وزیر کے مشورے سے روح بن حاتم کو سندھ کا عامل مقرر کیا۔ اس سال مہدی نے حکم دیا کہ ان تمام لوگوں کو رہا کر دیا جائے جن کو منصور نے قید کیا تھا البتہ وعدہ معافی ان لوگوں کے لیے جو کسی ضرب شدید یا قتل کی پاداش میں پکڑے گئے یا جو مشہور فتنہ انگیز مفسد ہوں یا جو کسی قابل تعزیز جرم یا مطالبہ حقوق میں پکڑے گئے۔ چنانچہ اس حکم کی بناء پر لوگ رہا کر دیے گئے ان میں یعقوب بن داؤد بنی سلیم کا مولی بھی تھا نیز اس کے ہمراہ حسن بن ابراہیم بن عبداللہ بن الحسن بن ابی طالب بھی قید تھا۔

اس سال مہدی نے حسن بن ابراہیم کو اس جیل خانہ سے جہاں وہ قید تھا نصیر خادم کی نگرانی میں منتقل کر دیا۔ نصیر نے اسے اپنے پاس قید کر دیا۔

حسن بن ابراہیم کی جیل خانہ سے نصیر کے پاس تبدیلی کے اسباب

جب مہدی نے منصور کے عہد کے تمام قیدیوں کی رہائی کا حکم دیدیا اور اس حکم کی بناء پر یعقوب بن داؤد بھی جو حسن بن ابراہیم کے ہمراہ قید تھا رہا کر دیا گیا۔ تو حسن کو اب اپنی جان کا اندیشہ پیدا ہوا کہ شاید میں قتل کیا

جاؤں گا اس خوف کی وجہ سے اس نے قید سے رہائی کی یہ تجویز سوچی کہ اپنے بعض خاص اعتماد دوستوں سے سازش کی جس مقام پر وہ قید تھا اس کی سیدھ میں باہر کی جانب سے ایک سرنگ اس کے نکالنے کے لیے کھودی گئی۔

رہائی کے بعد یعقوب بن داؤد ابن علاثہ کے پاس جو مدینۃ السلام میں مہدی کے قاضی تھے بہت جایا کرتے تھا از دیاد ملاقات کی وجہ سے ابن علاثہ اس پر اعتماد کرنے لگا یعقوب کو معلوم ہوا کہ حسن بن ابراہیم اس طرح قید سے بھاگنے کی فکر کر رہا ہے اس نے ابن علاثہ سے آ کر کہا میں مہدی کے ساتھ خیر خواہی کرنا چاہتا ہوں آپ مجھے ابوعبیداللہ سے ملا دیجیے۔ ابن علاثہ نے پوچھا وہ کیا ایسی بات ہے جو تم امیر المومنین سے بیان کرنا چاہتے ہو یعقوب نے اس کے اظہار سے انکار کیا اور کہا اس معاملے میں عجلت کرنا چاہیے اگر یہ موقع نکل گیا تو اس کا انجام خطرناک ہوں گے۔ ابن علاثہ نے ابوعبیداللہ سے مل کر یعقوب کی اس خواہش کو ظاہر کیا ابوعبیداللہ نے اسے اپنے سے ملنے کی اجازت دے دی۔ جب یعقوب اس سے آ کر ملا تو اس نے ابوعبیداللہ سے درخواست کی کہ آپ مجھے مہدی کی خدمت میں پیش کر دیجیے تاکہ میں ان سے ان کی نفع کی بات کہوں ابوعبیداللہ نے اسے مہدی کی خدمت میں پہنچا دیا۔ اس نے مہدی کے پاس جا کر سب سے پہلے اپنی رہائی پر ان کے اس احسان عظیم کا شکریہ ادا کیا اور پھر کہا میں آپ سے ایک خاص بات کہنا چاہتا ہوں انھوں نے ابوعبیداللہ اور ابن علاثہ کی موجودگی ہی میں اس سے بیان کرنے کی خواہش کی یعقوب نے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ دونوں حضرات بھی یہاں سے چلے جائیں۔ مہدی نے کہا مجھے ان پر پورا اعتماد ہے مگر یعقوب نے کہا جب تک یہ دونوں اٹھ نہ جائیں میں کوئی بات زبان سے نہیں نکالوں گا۔ مہدی نے ان دونوں کے چلے جانے کا حکم دیا۔

اب یعقوب نے حسن بن ابراہیم کے ارادے کی اطلاع دی اور کہا یہ بات آج ہی رات پیش آنے والی ہے مہدی نے اس کی اطلاع کی تحقیق کے لیے ایک با اعتماد آدمی کو بھیجا اس نے تحقیق کر کے یعقوب کی اطلاع کی تصدیق کی اس بناء پر مہدی نے حسن کو جیل خانے سے منتقل کر کے نصیر کے پاس قید کر دیا۔ حسن بہت زمانہ تک اس کے پاس قید رہا۔ پھر اس نے اور اس کے حامیوں نے اس کی رہائی کے لئے تدبیر نکال ہی لی وہ اس کی قید سے نکل بھاگا اور تلاش سے ہاتھ نہ آ سکا تمام سلطنت میں اس کے بھاگنے کی اطلاع کر دی گئی اور ہر چند اس کی جستجو کی گئی مگر وہ نہ مل سکا اب مہدی کو یہ بات یاد آئی کہ اس سے پہلے یعقوب نے حسن کے بھاگنے کی اطلاع دی تھی ممکن ہے کہ اس وقت بھی اس سے اس معاملہ میں کوئی پتہ کی بات معلوم ہو سکے انھوں نے عبیداللہ سے یعقوب کو دریافت کیا اس نے کہا وہ حاضر ہے یعقوب اب عبیداللہ کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔

مہدی نے تنہائی میں اس سے ملاقات کی اور اس کی وہ بات یاد دلائی جو اس نے پہلے حسن بن ابراہیم کے بھاگنے کے ارادہ سے مطلع کر کے ان کی خیر خواہی کی تھی اور کہا کہ اب وہ پھر اسی طرح بھاگ کر روح پوش ہو گیا ہے اگر تم کو معلوم ہو تو رہنمائی کرو اس نے کہا کہ اس وقت مجھے اس کے مقام سے یقینی واقفیت نہیں ہے البتہ اس وقت آپ مجھ سے خاص طور پر عہد و پیمان کریں اگر اسے میں آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں تو آپ اس کے عہد کو پورا کریں گے نیز اس خدمت کا مجھے صلہ دیں گے اور میرے ساتھ احسان کریں گے مہدی نے اس کی خواہش

کے مطابق اسی مجلس میں اس سے عہد کر کے اس کے ایفاء کا اقرار واثق کر لیا یعقوب نے کہا مناسب یہ ہے کہ آپ اس کا بلکل تذکرہ نہ کریں اور اس کی تلاش چھوڑ دیں کیونکہ اس مسلسل طلب سے وہ ہر وقت چونکا ہوگا اور کسی ایک مقام پر زیادہ دیر تک نہ ٹھہر تا ہوگا اب اس کے معاملے کو آپ میرے اوپر چھوڑ دیجئے میں اپنی تدبیر سے اسے آپ کے پاس حاضر کئے دیتا ہوں مہدی نے اس بات کو بھی مان لیا۔

یعقوب نے کہا امیر المؤمنین آپ نے اپنی رعایا کے ساتھ ایسا انصاف برتا ہے اور ان پر اپنے فضل و کرم کی ایسی بارش کی ہے کہ ان کی امیدیں آپ کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ بہت وسیع ہوگئی ہے بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ اگر میں ان کو آپ سے بیان کروں تو آپ ان پر بھی ویسا ہی غور وخوش فرمائیں جو ویسی ہی دوسری باتوں میں آپ نے کیا ہے مگر اس کے باوجود بہت سی باتیں آپ کے دروازے سے باہر ہوتی ہیں مگر آپ کو ان کی خبر نہیں ہوتی اگر آپ مجھے اپنے پاس آنے اور بیان کرنے کی اجازت دیں تو میں اس خدمت کے لئے حاضر ہوں مہدی نے اس کی یہ درخواست بھی مان لی اور منصور کے نام حبشی کے ذمہ یہ کام لگایا خادم تھا یہ کام کر دیا کہ جب یعقوب ملنے آئے تو وہ امیر المؤمنین کو اس کے آنے کی اطلاع کر دے۔

اس کے بعد سے یعقوب کا یہ دستور تھا کہ وہ رات کو مہدی کی خدمت میں حاضر ہوتا اور تمام امور سلطنت اور معاشرت مثلاً سرحدوں کی حفاظت قلعوں کی تعمیر مجاہدین کی تقویت ناکس خداؤں کی شادی قیدیوں کی رہائی گرفتاروں کو آزادی اہل ضرورت کی رفع حاجت اور باغیرت حاجتمندوں کی دستگیری میں حسب موقع نہایت عمدہ اور نیک مشورہ دیتا اس کی اس ملاقات کا یہ نتیجہ ہوا کہ اسے مہدی کی جناب مین اس قدر نفوذ حاصل ہوگیا کہ اسے یہ توقع ہوگئی کہ اگر میں حسن بن ابراہیم پر قابو پا سکا تو مجھے ان سے بہت فائدہ ہوگا نیز مہدی نے اسے اللہ کے لئے اپنا بھائی بنا لیا اور اس کے لئے ایک باضابطہ فرمان شائع کر دیا جو سرکاری دفاتر میں ثبت کر لیا گیا نیز اسے ایک لاکھ درہم دیئے گئے یہ پہلا انعام تھا جو مہدی یعقوب کو دیا تھا غرض کہ اسی طرح اس کی قدر و منزلت دن دوگنی رات چگنی مہدی کے پاس بڑھتی رہی یہاں تک کہ اس نے حسن بن ابراہیم کو مہدی کے حوالے کر دیا اور پھر ایک وہ زمانہ آیا کہ یعقوب کی منزلت گر گئی اور مہدی نے اسے پھر قید کر دیا اسی انقلاب زمانہ پر علی بن خلیل نے کچھ اشعار کہے۔

اسمٰعیل کی برطرفی

اس سال مہدی نے اسمٰعیل بن اسمٰعیل کو کوفہ کی گورنری اور مہاتی فوج کی سرداری سے برطرف کر دیا اس کے جانشین کے بارے میں اختلاف رائے ہے بعض راوی کہتے ہیں کہ مہدی نے شریک بن عبداللہ قاضی کوفہ کے مشورہ سے اسحٰق بن صباح الکندی ثم الاشعثی کو اس عہدہ پر مقرر کیا۔ مگر عمر بن شبہ کہتا ہے کہ مہدی نے عیسیٰ بن لقمان بن محمد حاطب بن الحارث بن معمر بن حبیب وہب بن حذافہ کو کوفہ کا والی مقرر کیا اس نے اپنے بھتیجے عثمان بن سعید کو کوفہ کا کوتوال بنایا۔

کوفہ کے اہم عہدے

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ شریک بن عبداللہ قاضی اور پیش امام تھے اور عیسی جنگی کوتوالی کا سردار تھا پھر صرف شریک والی مقرر ہوئے انھوں نے اسحٰق بن الصباح الکندی کو اپنا کوتوال مقرر کیا، اس زمانہ میں کسی شاعر نے یہ شعر کہا۔

لست تعدوا بان تكون ولو
نلت سهيلا صنيعته لشريك

تو کسی طرح شریک کے احسان کا بدلہ نہیں کر سکتا
چاہے تو سہیل ستارہ تک پہنچ جائے۔

بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ اسحٰق نے شریک کے اس احسان کا شکریہ ادا نہیں کیا بلکہ اس کی مخالفت کی اس پر شریک نے یہ شعر اس کے لیے کہا۔

صلى وصام للدنيا كان يأملها
فقد اصاب ولا صلى ولا صام

اس نے دنیا کی خاطر نماز پڑھی اور روزہ رکھا۔
دنیا تو اسے مل گئی مگر نہ اس کی نماز ہوئی نہ روزہ۔

عمر کہتا ہے کہ جعفر بن محمد قاضی کوفہ نے بیان کیا ہے کہ خود مہدی نے قضاء کے ساتھ امامت نماز میں شریک کے تفویض کر دی تھی اور اسحٰق بن الصباح بن عمران بن اسمٰعیل بن محمد الاشعث کو کوفہ کا والی مقرر کیا۔ اور اس نے نعمان بن جعفر الکندی کو اپنا پولیس افسر مقرر کیا نعمان کا انتقال ہو گیا اسحٰق نے اس کے بھائی یزید بن جعفر کو اس کی جگہ مقرر کر دیا۔

بصرہ کی انتظامی تبدیلی

اس سال مہدی نے سعید بن دعلج کو بصرہ کی جندارمہ کی سرداری سے علیحدہ کر دیا۔ اور عبیداللہ بن الحسن کو بصرہ کی قضاء اور امامت سے برطرف کیا اور ان دونوں کی جگہ انھوں نے عبدالملک بن ایوب بن ظبان النمیری کو مقرر کیا۔ نیز انھوں نے عبدالملک کو حکم دیا کہ جس اہل بصرہ کو سعید بن دعلج کے ہاتھوں ظلم برداشت کرنا پڑا ہو وہ اس کا انصاف کرے پھر انھوں نے اسی سنہ میں جندارمہ کو عبدالملک کو بدستور امامت پر برقرار رکھا۔

یمامہ کی انتظامی تبدیلی

اس سال مہدی نے قثم بن العباس کو ناراضگی کی وجہ سے یمامہ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا۔ اس کی برطرفی کا فرمان اسی وقت یمامہ آیا جب کہ قثم کا انتقال ہو چکا تھا۔ مہدی نے اس کی جگہ بشیر بن المنذر البجلی کو یمامہ

کا عامل مقرر کیا نیز اسی سال انھوں نے یزید بن منصور کو یمن سے علیحدہ کر کے رجاء بن روح کو متعین کیا۔ اور ہیثم بن سیعد کو

جزیرہ کا والی مقرر کیا۔ اسی سال مہدی نے ام عبداللہ بنت صالح بن علی سے جو فضل اور عبداللہ ابنائے صالح کی حقیقی بہن تھی شادی کی۔ اسی سال کے ماہ ذی الحجہ میں بغداد میں عیسیٰ بن علی کے قصر کے پاس کشتیوں میں آگ لگی جس سے بہت آدمی جل کر مر گئے اور تمام کشتیاں سامان سمیت جل گئیں۔

مصر میں تبدیلی

اس سال منصور کا مولی مطر مصر کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور اس کی جگہ ابوحمزہ محمد بن سلیمان مصر کا عامل مقرر کیا گیا۔

عیسیٰ کو ولی عہد سے الگ کرنے کی کوشش

اس سال بن ہاشم اور ان کے خراسانی شیعوں میں عیسیٰ بن موسیٰ کی ولایت عہد سے علیحدگی اور اس کی جگہ موسیٰ بن مہدی کے ولی عہد مقرر کرنے کے لیے تحریک کا علم ہوا۔ انھوں نے عیسیٰ بن موسیٰ جو اس وقت کوفہ میں تھا اپنے پاس طلب کرنے کا یہ مقصد ہے اس اندیشہ سے مہدی کے پاس آنے سے انکار کر دیا۔

عمر کہتا ہے کہ خلیفہ ہوتے ہی مہدی نے عیسیٰ بن موسیٰ یہ خواہش کی وہ خود ہی ولایت عہد سے استعفیٰ دیدے مگر اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے انکار کی وجہ سے مہدی نے اسے ستانا چاہا اور اس نیت سے اس نے روح حاتم قبیصہ بن المہلب کو کوفہ پر گورنر متعین کیا۔ اس نے خالد بن یزید بن حاتم کو کوفہ کا کوتوال مقرر کیا، مہدی چاہتا تھا کہ روح ایسی بات عیسیٰ کے خلاف پیش کرے جس کی موجودگی میں خود مہدی پر عیسیٰ کے خلاف کاروائی کرنے میں کوئی ذمہ داری عائد نہ ہوتی ہو مگر تلاش کے بعد بھی روح کو ایسا موقع نہ ملا۔

عیسیٰ نے یہ کیا کہ رحبہ میں جو اس کی جائیداد تھی وہاں جار ہا سال کے کے صرف ماہ رمضان میں نماز جمعہ پڑھنے اور عید میں کوفہ آتا یا ماہ ذی الحجہ کے اوائل میں کوفہ آجاتا تھا۔ اور عید ضحیٰ کی نماز پڑھ کر پھر اپنی جائیداد کو چلا جاتا جمعہ کے دن جب وہ کوفہ آتا تو اپنی سواریوں پر سوار ہو کر مسجد کے دروازوں کی چوکھٹ پر اترتا اور وہیں کھڑا ہو جاتا۔ روح نے مہدی کو لکھا عیسیٰ سال کے صرف دو ماہ میں کوفہ آتا ہے اس کے علاوہ نہ جمعہ پڑھنے آتا ہے اور نہ کسی اور وجہ سے کوفہ آتا ہے۔ جب جمعہ کے لیے آتا ہے تو مسجد کے چوک میں نماز کی جگہ پر اپنی سواری کے جانوروں کو لیے ہوئے مسجد کے دروازوں تک چلا آتا ہے اس کے جانور نماز کی جگہ بول و براز کر دیتے ہیں اس کے سوا دوسرا کوئی شخص ایسا نہیں کرتا۔ مہدی نے لکھا کہ مسجد کے متصل جو راہیں ہیں ان کے ناکوں پر لکڑیوں کی آڑ لگا دو، روح نے اس کا حکم پورا کیا۔ یہ ہی جگہ خشبہ کہلاتی ہے۔ جمعہ سے پہلے عیسیٰ کو بھی اس کی اطلاع ہو گئی۔ مختار بن عبید کا مکان مسجد دے بالکل لگا ہوا تھا عیسیٰ نے منہ مانگی قیمت دے کر اسے مختار کے ورثے سے خرید لیا۔ اسے آباد کیا اور اس میں ایک حمام بنایا۔ جمعرات ہی کے دن وہ اس مکان میں آجاتا اور وہیں ٹھہرتا اگر جمعہ کی نماز کے لیے مسجد آتا تو

ایک گدھے پر سواری کرتا وہ گدھا ان لکڑیوں پر سے کود کر اسے مسجد کے دروازہ تک لے آتا عیسیٰ مسجد کے ایک کونے میں نماز پڑھ کر پھر اپنے مکان واپس ہو جاتا کچھ عرصہ کے بعد پھر اس نے کوفہ ہی میں مستقل طور پر رہائش اختیار کر لی۔

ولایت عہد کے متعلق مہدی مسلسل عیسیٰ پر زور دیتا رہا کہ وہ اپنے حق سے دست بردار ہو جائے تا کہ وہ اپنے بعد موسیٰ وہارون کو اپنا ولی عہد بنائیں۔ انھوں نے یہاں تک کہا کہ اگر تم نے میری بات نہ مانی تو میں تم کو وہ دسزا دوں گا جو مجرم کو دی جاتی ہے اور اگر تم نے میری بات مان جاتے ہو تو اس کا تمھیں فوری نفع پہنچے گا۔ آخر کار عیسیٰ نے ان کی بات مان لی موسیٰ اور ہارون کے لیے بیعت کر لی مہدی نے اسے ایک کروڑ درہم یا بقول دوسرں کے دو کروڑ تو نقد دیئے اس کے علاوہ بہت بڑی جاگیر دی۔

عمر کے علاوہ دوسرے ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ جب مہدی نے چاہا عیسیٰ کو ولی عہد سے علیحدہ کر دے تو انھوں نے اسے اپنے پاس طلب کیا۔ عیسیٰ کو ان کی نیت کا پتہ چل گیا اس نے ان کے پاس آنے سے انکار کر دیا تعلقات اس قدر کشیدہ ہوئے کہ اس کی جانب سے بغاوت کا اندیشہ ہو گیا اس اندیشہ کی بناء پر مہدی نے اپنے چچا عباس بن محمد کو لکھا آپ عیسیٰ کے پاس جائیں۔ اور میری طرف سے یہ اور یہ باتیں اس سے کہیں عباس مہدی کا خط لے کر عیسیٰ کے پاس آیا اور ان کی طرف سے جو پیغام پہنچانا تھا وہ اس نے پہنچا دیا اس معاملہ میں عیسیٰ نے جواب دیا وہ عباس نے مہدی سے آ کر بیان کر دیا۔ عباس کے آجانے کے بعد مہدی نے محمد بن فروخ ابو ہریرہ افسر فوج کو ایک ہزار ہوشیار شیعوں کے ساتھ عیسیٰ کی طرف بھیجا۔ ان میں سے ہر شخص کو ایک طبل دیا گیا اور یہ حکم ملا کہ کوفہ پہنچتے ہی سب اپنے اپنے طبل بجائیں۔ رات کے بالکل آخری حصے میں جب صبح نمودار ہونے کو تھی جماعت کوفہ میں داخل ہو گئی داخلہ کے ساتھ سب نے مل کر اپنے اپنے طبل پر ضرب لگائی جس کی آواز سے زمین و آسمان گونج اٹھے اس شور سے عیسیٰ بن موسیٰ پر سخت ہیبت طاری ہو گئی۔ ابو ہریرہ نے اس سے مل کر چلنے کے لیے کہا اس نے اپنی عدالت کا حیلہ کیا مگر ابو ہریرہ نے ایک نہ سنی اور اسی وقت اسے مدینۃ السلام روانہ کر دیا۔

حج

اس سال مہدی کے ماموں یزید بن منصور کی امارات میں حج ہوا جب کہ وہ یمن سے مدینۃ السلام آ رہا تھا۔ خود مہدی نے اسے اپنے پاس واپس آنے کا حکم دیا۔

تھا کہ اس سال تم ہی امیر حج بنائے جاتے ہو نیز انھوں نے اپنے خط میں اس کی ملاقات کا اشتیاق اور اپنی قرابت کا بھی اظہار کیا تھا۔

انتظامی عہدے

اس سال عبید اللہ بن صفوان الجمی مدینہ کا امیر تھا اسحٰق بن صباح الکندی کوفہ میں پیش امام اور افسر احداث تھے۔ ثابت بن موسیٰ والی خراج تھا۔ شریک بن عبد اللہ قاضی تھے۔ عبد الملک بن ایوب بن ظبیان النمیری بصرہ کا

پیش امام تھا۔ عمارہ بن حمزہ افسر احداث تھا اور اس کی طرف سے میسور بن محمد عبداللہ بن مسلم الباہلی احداث پر اس کا قائم مقام تھا۔ عبیداللہ بن حسن بصرہ کے قاضی تھے۔ عمارہ بن حمزہ اضلاع دجلہ، اہواز اور فارس کا عامل تھا۔ بسطام بن عمر سندھ کا والی تھا۔ رجاؤ بن روح یمن کا والی تھا۔ بشر بن المنذ ایمامہ کا عامل تھا ابوعون بن عبدالملک بن یزید خراسان کا ناظم تھا۔ الفضل بن صالح جزیرہ کا والی تھا۔

۱۶۰ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

یوسف بن ابراہیم کی بغاوت

اس سال یوسف بن ابراہیم المعروف بہ یوسف البرم اور اس کے متبعین نے مہدی کے طرزِ حکومت اور طرز زندگی سے ناراض ہو کر خراسان میں علم بغاوت بلند کیا۔ بہت بڑی تعداد میں لوگ اس جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئی مہدی نے یزید بن مزید کو اس کے مقابلہ پر بھیجا۔ فریقین میں نہایت شدید جنگ ہوئی لڑتے لڑتے یہ دونوں ایک دوسرے سے چمٹ گئے یزید نے اسے گرفتار کر لیا اور مہدی کے پاس بھیج دیا۔ نیز اس کے ساتھ کچھ اس کے سردار بھی بھیجے، جب یہ جماعت نہروان پہنچی۔ تو وہاں یوسف البرم اور اس کے ساتھیوں کو اس طرح اونٹوں پر سوار کیا گیا کہ ان کے منہ دم کی طرف کر دیئے گئے اسی حالت میں ان کو رصافہ لائے اور مہدی کے سامنے پیش کیا انھوں نے ہرثمہ بن اعین کو ان کے متعلق حکم دے دیا۔ اس نے یوسف کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کاٹ کر اس کی گردن اڑا دی اس کے دوسرے ساتھیوں کو بھی قتل کر دیا۔ پھر ان سب کو عسکر مہدی کے متصل دجلہ اعلیٰ کے پل پر سولی پر لٹکا دیا۔ چونکہ اس یوسف نے ہرثمہ کو ایک بھائی کو خراسان میں قتل کیا تھا اسی وجہ سے مہدی نے یوسف کو ہرثمہ کے سپرد کیا۔

عیسیٰ کے ولی عہد کے متعلق روایاں

اسی سال ۶ محرم کو عیسیٰ بن موسیٰ ابو ہریرہ کے ہمراہ جمعرات کے دن مدینتہ السلام آیا اور محمد بن سلیمان کے اس مکان میں ٹھہرا۔ جو عسکر مہدی میں دجلہ کے کنارے واقع تھا چند روز تک عیسیٰ مہدی کے پاس آتا رہا۔ اسی راستے آتا جس راستے سے وہ ہمیشہ آیا کرتا تھا زبان سے کچھ نہ کہتا تھا مگر اس نے دربار میں کسی قسم کی بے رخی، بے اعتنائی یا خلاف مزاج کوئی بات یا آداب میں کمی بھی محسوس نہیں کی اسی طرح مہدی سے کچھ تھوڑا اسا انس بھی چلا ہوا

ایک دن مہدی کے باہر آنے سے پہلے وہ ایوان میں آیا اور چھوٹے کوٹھے پر ربیع کی جونشست گاہ تھی وہاں آ کر بیٹھ گیا اس حجرہ میں ایک دروازہ بھی تھا دوسری طرف تمام شیعہ سرداروں نے آج یہ ارادہ کر لیا تھا کہ عیسیٰ کو ولایت عہد سے علیحدہ کر دیا جائے اس ارادے کو بروئے کار لانے کے لیے یہ سب کے سب بڑھے وہ اس وقت مقصورہ میں ربیع کی نشست میں موجود تھا۔ ان کے حملہ آور ہوتے ہی اس نے مقصورہ کو بند کر لیا ان جماعت نے

اپنے گرز اور ڈنڈوں سے مار مار کر دروازہ توڑ دیا یا قریب تھا کہ وہ اسے بھی کچل دیتے۔ انھوں نے نہایت سخت اور فحش گالیاں اسے دیں اور وہیں اسے محصور کر لیا۔ اگر چہ بعد میں مہدی نے ان کے اس فعل کو پسندیدہ نگاہوں سے نہیں دیکھا مگر ان پر اس کا ذرا اثر نہ ہوا بلکہ انھوں نے اپنے طرز عمل میں شدت کر دی چند روز اسی طرح گزرے آخر کار اس کے خاندان کے بعض سربرآوردہ لوگوں نے مہدی کے سامنے حقیقت معلوم کرنے کے لیے اس مسئلے کو اٹھایا۔ اس کے مخالفین اس کی علیحدگی کے سوا کسی بات پر راضی نہیں ہوئے اور مہدی کے روبرو انھوں نے عیسیٰ کو گالیاں دیں۔ مخالفین میں سب سے پیش پیش محمد بن سلیمان تھا جب مہدی نے محسوس کیا کہ یہ سب کے سب عیسیٰ اور اس کی ولی عہدی کے اس قدر مخالف ہیں۔ انھوں نے موسیٰ کو ولی عہد بنانے کے لیے ان سے کہا اور اب وہ خود بھی انہی کے ہم خیال اور ہم زبان ہو گئے۔ انھوں نے عیسیٰ اور اس جماعت پر یہ زور ڈالا کہ وہ بھی اس تجویز کو قبول کر لیں اور وہ اپنی ولایت عہد سے استعفا دیکر لوگوں کو اپنی بیعت کی ذمہ داری سے بری کر دے۔ مگر عیسیٰ نے اس بات کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اس عہدہ کو قبول کرتے وقت میں نے اپنے اہل اور مال کے متعلق نہایت غلیظ قسم کھائی ہے۔ اس میں سے کسی طرح عہدہ برا نہیں ہو سکتا مہدی نے چند فقہا اور قضاتہ کو دربار میں طلب کیا ان میں محمد بن عبداللہ بن علاثہ اور زنجی بن خالد المکی وغیرہ علماء قابل ذکر ہیں۔

انھوں نے حالات کے پیش نظر رکھ کر فتوی دے دیا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ عیسیٰ کی بیعت کی ذمہ داری لوگوں پر عائد تھی۔ اس سے بری کرنے کے لیے جس قدر رقم درکار ہو وہ مہدی ادا کریں نیز چونکہ خود عیسیٰ پر عہد کی پابندی مغلظ قسموں سے واجب تھی اس سے عہدہ برآ ہونے کے لیے جس قدر رقم کی ضرورت ہو اسے مہدی دیں اس کی مقدار دس کروڑ درہم تھی اس کے علاوہ زاب اعلیٰ اور کسکر پر جاگیر دینے کا اقرار بھی انھوں نے کیا عیسیٰ نے اس قبول کر لیا۔

جس وقت مہدی نے عیسیٰ سے استعفیٰ کی خواہش کی تھی یہ انھیں کے پاس رصافہ میں دفتر کی عمارت میں قید تھا آخر کار اس نے استعفیٰ پر رضامندی ظاہر کی اور بدھ کے دن ماہ محرم کے ختم میں چار راتیں باقی تھیں کہ نماز عصر کے بعد عیسیٰ نے اپنی ولایت عہد سے قطعی براءت کر لی دوسرے دن بروز جمعرات جب کہ ماہ محرم کے ختم ہونے میں تین راتیں باقی رہ گئیں تھی کہ دن چڑھے اس نے اب مہدی کے لیے اور ان کے بعد موسیٰ کے لیے بیعت کر لی۔

مہدی کی تقریر

جب سب سے اسی طرح بیعت لے لی تو اب وہ رصافہ کی جامع مسجد آئے منبر پر چڑھے موسیٰ بھی چڑھا مگر اس طرح کہ مہدی سے نیچے بیٹھا۔ اس کے بعد عیسیٰ منبر کے پہلے درجہ پر کھڑا ہوا۔ مہدی نے تقریر شروع کی حمد وثناء کے بعد انھوں نے حاضرین مسجد کو عیسیٰ ابن موسیٰ کو علیحدگی کے متعلق اس فیصلہ کی اطلاع دی جو ان کی اہل بیت، تابعین، سردارن فوج اور خراسان کے اعوان وانصار نے کیا تھا اور بتایا کہ ولایت عہد کو حسب قرارداد عمل پذیر لانے کی جو ذمہ داری آپ حضرات کے سر عائد تھی اب وہ موسیٰ بن امیر المومنین کی طرف ان کے حق میں منتقل ہو گئی

ہے کہ ان تمام مذکورہ اکابر ومشائخ نے اس عظیم منصب کے لیے موسیٰ کو اختیار کیا۔ میں نے بھی ان کی خدمات، اطاعت اور الفت کے مدنظر ان کی اس تجویز کو قبول کیا کیونکہ انکار میں اختلاف وافتراق جماعت کا پورا خطرہ تھا۔ نیز خود عیسیٰ اپنے حق تقدم سے دست بردار ہو گیا ہے اس وجہ سے اب آپ حضرات عہدہ برآ ہو چکے اور جو ذمہ داری رعایت عہد کی اب تک آپ پر عیسیٰ کے بارے میں تھی۔ وہ اب موسیٰ بن امیر المومنین کے حق میں منتقل ہو گئی کیونکہ ہم نے، ہمارے اہل بیت اور تمام دوسرے اعوان وانصار نے اب موسیٰ کو خلافت کا ولی عہد مقرر کیا ہے۔ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ موسیٰ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے بالکل مطابق حکمرانی کریگا اب آپ حضرات اٹھیئے اور اس کی بیعت کیجیے۔ جس طرح کے دوسروں نے اس کی بیعت کی، تمام بھلائیاں اس جماعت میں ہیں اور تفریق برائیوں کا معدن ہے میں اپنے اور آپ کے لیے اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ ہمیں سب کو اپنی رحمت سے حسن عمل کی توفیق عطا فرمائے اور وہ عمل کرائے جو اس کی خوشنودی کا باعث ہو، میں اپنے لیے اور آپ کے لیے اللہ سے اپنے اپنے اعمال کی معافی کا خواستگار ہوں۔

موسیٰ کی بیعت

موسیٰ ان کے نیچے منبر سے علیحدہ ہو کر بیٹھ گیا تا کہ جو شخص مہدی کی بیعت اور ان کے ہاتھ کو چھونے کے لیے آئے یہ اس کی راہ میں مزاحم نہ ہو نیز اس خیال سے بھی کہ ان کا چہرہ چھپ نہ جائے۔ عیسیٰ اپنی جگہ اسی طرح کھڑا رہا اب اسے وہ تحریر پڑھ کر سنائی گئی جس میں ولایت عہد سے اس کی علیحدگی کا ذکر تھا۔ نیز یہ بھی ذکر تھا کہ عیسیٰ نے اپنی خوشی سے بغیر کسی جبر وکراہ کے نہ صرف اپنے کو ولایت عہد کی ذمہ داری سے علیحدگی اختیار کر لی بلکہ وہ تمام اشخاص بھی جنھوں نے اس کی ولی عہد کے لیے بیعت کی تھی اب اپنی قسموں اور مواثیق کی ذمہ داری سے بری الذمہ ہو چکے۔ عیسیٰ نے اس بیان کا اقرار کیا پھر منبر پر جا کر مہدی کی بیعت کی ان کے ہاتھ چھوئے اور اپنی جگہ پلٹ آیا اس کے بعد مہدی کے خاندان والوں نے عمر کے اعتبار سے فرداً فرداً بڑھکر پہلے مہدی اور پھر موسیٰ کی بیعت کی دونوں کے ہاتھوں کو مسح کیا جب سب خاندان والے بیعت کر چکے تو اب حاضرین میں جو دوسرے سربر آوردہ امرائے عساکر اور عمائد شیعہ تھے انھوں نے اسی طرح بیعت کی۔

عیسیٰ کی تحریر

مہدی منبر سے اتر آئے اور اپنی جگہ بیٹھ گئے بقیہ خواص وعام سے بیعت لینے کا کام انھوں نے اپنے ماموں یزید بن منصور کے سپرد کر دیا اس نے اس خدمت کو سرانجام دیا اور سب سے بیعت لے لی۔ مہدی نے اس کے معاوضہ میں جو وعدہ عیسیٰ سے کیا تھا اسے پورا کیا اور آئندہ شرارر اور حجت کے لیے اس کی علیحدگی کے متعلق باقاعدہ تحریر لکھوائی جس پر اس کی اہل بیت کی ایک جماعت نے مصاحبین نے، تمام شیعوں، کاتبوں اور باقاعدہ فوج نے اپنی شہادت ثبت کرنے کی یہ تحریر تمام سرکاری دفاتر میں بحفاظت رکھے جانے کے لیے بھیج دی گئی تا کہ آئندہ عیسیٰ کو اس کے متعلق جس میں وہ دست بردار ہو چکا ہے کسی قسم کا دعویٰ باقی نہ رہے اور اگر یہ تحریر اس کے

خلاف بطور حجت قطعی کا کم دے۔عیسی کی وہ تحریر حسب ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ تحریر عبداللہ المہدی محمد امیر المومنین اور مسلمانوں کے ولی عہد موسی بن المہدی کے لیے ہے ،ان کے خاندان والوں کے لیے تمام سرداران فوج کے لیے، ان کی خراسانی فوج کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے ہے۔وہ مشرق میں ہوں یا مغرب میں ہوں، میں لکھ رہا ہوں اس تحریر کے ذریعے میں اس منصب ولی عہد کو جس پر مقرر کیا گیا تھا اب اس لیے موسی بن المہدی محمد امیر المومنین کو دیئے دیتا ہوں۔ کہ تمام مسلمانوں نے متفقہ طور پر ان کی ولایت عہد کو پسند کیا ہے۔،اس تحریر کے خط سے میں خوب واقف ہوں یہ میرا خط ہے نیز میں خود دوسرے مسلمانوں کی طرح اپنی خوشی اور رضامندی سے خود میں عہد برآ ہو چکا ہوں۔اور اسی طرح تمام مسلمان میری ولایت عہد سے بری ذمہ ہو گئے۔اب آئندہ اس کے متعلق مجھے کسی قسم کا کوئی دعوی نہ رہا اور نہ کوئی حق و مطالبہ اسی طرح عام مسلمانوں پر بھی میری ولایت عہد کا۔اب امیر المومنین مہدی کی زندگی میں یا ان کے بعد یا مسلمانوں کے اب ولی عہد خلافت موسی کے بعد جب تک میں بقید حیات رہوں مجھے کوئی دعوی یا حق اس کے عہدہ کے متعلق باقی نہیں رہا۔

میں نے امیر المومنین مہدی اور ان کے بیٹے موسی کے لیے ان کے بعد خلافت کی بیعت کر لی نیز ان کے سامنے تمام مسلمانوں اور اہل خراسان وغیرہ کے سامنے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ میں اپنی اس شرط کو اس معاملہ کے متعلق جس سے میں دست بردار ہو چکا ہوں بہر حال پورا کروں گا۔

اب میں خدا کے سامنے بھی اس کے متعلق عہد کرتا ہوں کہ ہمیشہ امیر المومنین مہدی اور ان کے ولی عہد کا دل و جان سے نثار عقیدت مند، مطیع اور فرمانبردار رہوں گا اور ظاہر اور باطن میں کوئی بری نیت یا برا خیال ان کے متعلق اپنے ذہن میں نہ آنے دوں گا۔اور رنج و راحت تکلیف و مصیبت ہر حال میں ان کا وفادار رہوں گا ان کے دوستوں سے دوستی رکھوں گا اور ان کے دشمن کو دشمن سمجھوں گا چاہے وہ اب ہوں یا آئندہ پیدا ہوں اگر میں آئندہ اس معاملے کے متعلق جس سے میں دست بردار ہو چکا ہوں۔کوئی بات اس پختہ عہد کے خلاف ظاہر یا باطن میں کروں یا جس بات کا میں نے اس تحریر میں امیر المومنین اور تمام مسلمانوں کے لیے اپنے ذمہ عہد واثق کیا ہے اس کے خلاف ورزی کروں اور اسے پوری طرح بروکار نہ لاؤں تو آج اس تحریر کی تاریخ سے آئندہ تیس سال تک میری ہر بیوی جو اب ہے یا آئندہ ہو وہ مغلظہ ہے جس کی طرف میں رجوع نہیں ہوسکتا۔نیز ہر میرا غلام یا لونڈی چاہے اب ہو

یا آئندہ تیس سال کے عرصے میں میرے قبضہ میں آئے وہ اللہ کے لیے آزاد ہے۔
میری تمام غیر منقولہ اور غیر منقولہ جائداد جو نقد یا قرض، زمین کی شکل میں قلیل ہوں یا کثیر ،قدیم ہوں یا جدید یا جسے میں آج سے تیس سال کے عرصے میں حاصل کروں گا وہ سب مساکین کے لیے صدقہ سمجھا جائے اور والی صدقات کا حق ہو گا کہ وہ اسے جس کام میں چاہے صرف کرے۔ علاوہ بریں مجھ پر تیس پاپیادہ حج مدینۃ السلام سے بیت اللہ کے واجب ہوں گے جس کا کوئی کفارہ علاوہ خود ہی حج کرنے کے نہیں ہوگا۔ میں اللہ کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ ان تمام معاملات کی بجا آوری میرے ذمہ ہے اور اسی کی شہادت کافی ہے نیز مجھے راقم الحروف عیسی بن موسیٰ کے مندرجہ امور کے متعلق چار سو تیس بن ہاشم اموالی ،قریش کے مصاحبین وزرا اور قضاتہ نے شہادت ثبت کی ہے۔

یہ تحریر ۱۶۰ ہجری میں لکھی گئی اور عیسیٰ بن موسیٰ نے اس پر اپنی مہر ثبت کی دی اس پر کسی شاعر نے طنزا دو شعر کہے جن کا مفہوم یہ ہے کہ موسیٰ نے موت سے ڈر کر جس میں نجات اور عزت تھی حکومت سے دست کشی کی اور اس طرح ملامت کا ایسا لباس زیب بر کیا کہ اس سے پہلے اس کی نظیر نہیں ملتی۔

باربد پر حملہ

اس سال ۱۶۰ ہجری میں عبدالملک بن شہاب المسمعی نے اپنے ہمراہی مجاہد رضا کاروں وغیرہ کے ساتھ باربد آیا۔ وہاں پہنچنے کے دوسرے ہی دن اس نے اپنے اہل شہر پر حملہ کرا دیا اور دو دن اس پر مسلسل حملہ کرتا۔ پھر انھوں نے منجنیقیں نصب کیں اور تمام آلات جنگ سے حملہ آور ہوا۔ مجاہدین کا یہ حال تھا کہ وہ شرکت جنگ کے لیے پلے پڑتے اور کلام پاک اور اللہ کے ذکر سے ایک دوسرے کی حوصلہ افزائی کر رہے تھے اللہ نے بزور شمشیر یہ شہر مسلمانوں کے ہاتھ مسخر کر دیا۔ ان کا رسالہ ہر طرف سے اس طرح شہر میں آیا کہ اہل شہر کو سوائے اپنے مندر کے کہیں جائے پناہ نظر نہیں آئی مسلمانوں نے روغن نفط چھڑک کر اس میں آگ لگا دی۔ جس سے ہزاروں جل مرے بعض نے نکل کر مسلمانوں کا مقابلہ کیا اللہ نے ان سب کو مسلمانوں کے ہاتھوں کے قتل کر دیا اس کے مقابلہ میں بیس بائیس مسلمان شہید ہوئے۔ اللہ نے بہت سی غنیمت بھی ان کو دے دی جنگ کے بعد سمندر متلاطم ہو گیا۔ چونکہ بحری سفر خطرناک خیال کیا گیا اس لیے مسلمان تلاطم کم ہو جانے کے انتظار میں وہیں مقیم رہے قیام کے دوران مسلمان کے منہ میں ایک مرض حمام قر پیدا ہوا جس سے تقریبا ایک ہزار مجاہد جاں بحق ہو گئے ان میں ربیع بن صبیح بھی تھا۔ جب انھوں نے بحری سفر کا امکان پایا تو اب وہ سب واپس پلٹے یہ ساحل فارس پر جسے بحر حمران کہتے ہیں پہنچے تھے کہ یہاں ان کو ایک رات شدید طوفان باد نے آگھیرا۔ اس طوفان میں مسلمانوں کے اکثر جہاز تباہ ہو گئے کچھ غرق ہو گئے اور کچھ ساحل مراد پر پہنچے۔ ان قیدیوں میں جن کو مسلمان اپنے ساتھ لائے تھے باربد کے راجہ کی ایک بیٹی بھی تھی جسے انھوں نے محمد بن سلیمان والی بصرہ کے حوالہ کر دیا۔

اس سال ابان بن صدقہ ہارون بن المہدی کا کاتب اور وزیر ہوا۔ مہدی نے ابوعون پر کسی بات پر ناراض ہو

کر خراسان کی ولایت سے برطرف کر دیا اور اس کی جگہ معاذ بن مسلم کو مقرر کیا۔ اس سال ثمامہ بن ابولید العمی کی قیادت میں صائفہ نے جہاد کیا۔

آل ابی بکر پر احسان

اس سال مہدی نے آل ابی بکر کو ان کے ثقفی نسب سے نکال کر دوبارہ رسول ﷺ کی فضلیت سے مشرف کر دیا اس تبدیلی کی وجہ یہ ہوئی کہ اس خاندان کا ایک شخص کسی شکایت کو پیش کرنے مہدی کے خدمت میں باریاب ہوا۔ اور اس نے اپنے تقرب کے لیے دلائے رسول اللہ ﷺ کا واسطہ دیا۔ مہدی نے یہ سن کر کہا یہ نسبت اور تعلق وہ ہے جس کا اقرار تم اسی وقت ہمارے سامنے کرتے ہو جب کسی شدید ضرورت کی وجہ سے تم کو ہماری جناب میں تقرب حاصل کرنا ہوتا ہے۔ حکم نے کہا امیر المومنین جا ہے جس نے اس بات سے انکار کیا ہو مگر ہم تو اس کا ہمیشہ سے اقرار کرتے ہیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے اور آل ابی بکرہ کو پھر ولائے رسول اللہ ﷺ کے شرف سے متعلق کرنے کے لیے حکم دیں۔ اور آل ابی زیاد بن عبید کے متعلق حکم دیں کہ وہ اس جھوٹے نسب سے خارج کر دیئے جائیں۔ جس میں معاویہ نے ان کو شامل کر دیا ہے محض رسول اللہ ﷺ کے اس اشاد کے حکم بچانے کے لیے کہ **ان الولد للفراش وللعاهر الحجر**

(بیٹا تو بیوی ہی سے ہوتا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہے)

شامل کر دیا تھا۔ آپ حکم دیں کہ ان کی نسبت ثقیف کے غلاموں میں کی جائے۔

اس درخواست کے مطابق مہدی نے حکم دیا کہ آل ابی بکرہ اور آل ابی زیاد دونوں اپنے صحیح نسب کے ساتھ لکھا جائے۔ اس کے متعلق انھوں نے محمد بن سلیمان کو ایک فرمان لکھا کہ تم جامع مسجد میں سب کے سامنے اس بات کا اعلان کر دو اور آل بکرہ کو ان کی رسول اللہ ﷺ کی دوستی سے مشرف ہونے اور لقیع بن مشروح کی اولاد میں ہونے کا اعلان کر دو نیز ان میں جو اس نسبت کا اقرار کرے اسے ان کی وہ جائیداد جو بصرہ میں ہو۔ اس کام کے لئے متعینہ نگرانوں کے ذریعہ واپس کر دو' جو اس نسبت سے انکار کرے اسے کچھ واپس نہ دیا جائے اور تم حکم بن سمرقند کو اس معاملہ کی جانچ پڑتال کے لئے مقرر کرو۔ محمد نے آل ابی بکرہ کے افراد ان افراد کے علاوہ جن کا حال خود اس خاندان والوں کو معلوم نہ تھا اور وہ غائب تھے تمام افراد پر اس حکم کو نافذ کر دیا۔

البتہ آل زیاد کے متعلق جس بات نے مہدی کی رائے میں شدت پیدا کر دی وہ یہ واقعہ ہوا کہ علی بن سلیمان کے باپ نے بیان کیا ہے کہ میں ایک دن مہدی کی خدمت میں حاضر ہوا وہ استغاثے پڑھ رہے تھے اتنے میں آل زیاد کا ایک شخص صغدی بن سلم بن حرب ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے پوچھا تم کون ہو۔ اس نے کہا میں آپ کا چچا زاد بھائی ہوں انہوں نے پوچھا کیسے اس نے زیاد سے اپنی نسبت نسبی بیان کی۔ مہدی نے کہا اے سمیہ فاحشہ کے بیٹے تو میرا چچا زاد بھائی کس طرح ہوا' وہ غضب آلود ہوئے اور انہوں نے اس کی گردن پکڑوا کر اسے دربار سے نکلوا دیا۔ سب لوگ دربار سے اٹھ گئے میں بھی باہر نکلا۔ عیسیٰ بن موسیٰ یا موسیٰ بن عیسیٰ میرے ساتھ ہو گیا اور اس نے کہا کہ میں چاہتا تھا کہ آپ کو بلوا بھیجوں کیونکہ آپ کے اٹھ آنے کے بعد امیر المومنین

ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ اور پوچھا کہ تم میں کون آل زیاد کی تاریخ سے واقف ہے۔ مگر ہم میں کوئی ایسا نہ تھا کہ ان کے حال سے پوری طرح واقف ہو۔ اے ابوعبداللہ آپ جو کچھ جانتے ہوں ہمیں بتائیے۔ میں زیاد اور آل زیاد کے بارے میں باتیں کرتا ہوا اس کے ساتھ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ ہم دونوں اس کے مکان واقع باب الحول پر آ گئے اس نے مجھ سے کہا کہ میں اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ دیکر آپ سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ یہ سب واقعہ آپ لکھ کر دیجئے تا کہ میں آج ہی شام کو امیر المومنین کی خدمت میں پیش کردوں اور آپ کا بھی تذکرہ کردوں۔ میں نے اپنے مکان آ کر سارا واقعہ لکھ دیا اور اپنی تحریر اس کے پاس بھیج دی وہ اسی شام کو مہدی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کی اطلاع دی انہوں نے وہ تحریر ہارون الرشید کو جو اس کی طرف سے بصرہ کا والی تھا بھیج دی اور حکم دیا کہ تم اپنے والی کو ہدایت کردو کہ وہ آل زیاد کو قریش ان کے دیوان اور عربوں سے خارج کردے۔ اور نیز یہ کہ آل ابی بکرہ کے سامنے دلائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کو پیش کرے جو ان میں سے اس نسبت کا اقرار کرے اس کی وہ جائداد جو وہاں سرکار کے قبضہ میں ہو اس اقرار کرنے والے کو واپس دیدے۔ اور جو ان میں سے اپنے آپ کو ثقیف کے ساتھ منسوب کرے اس کی جائداد بحق سرکار ضبط رہے۔ بصرہ کے گورنر نے یہ بات ان کے سامنے پیش کی تین آدمیوں کے سوا سب نے اس نسبت کا اقرار کیا۔ جن تین آدمیوں نے اقرار نہیں کیا ان کی جائداد ضبط کر لی گئی۔ اس کے بعد آل زیاد نے سردفتر کو رشوت دیدی اس نے ان کو پھر حسب سابق ان کے معروف نسب میں شامل کر دیا۔ خالد النجار نے اس بارے میں یہ دوشعر کہے۔

ان زیاداً و نافعاً و ابا

بکرۃ عندی من اعجب العجب

ذا قرشی کما یقول و ذا

مولی و ھذا بزعمہ عربی

مجھے زیادہ نافع اور ابوبکرہ پر نہایت ہی تعجب آتا ہے کہ ایک یہ اپنے آپ کو قرشی کہتا ہے
اور یہ دوسرا مولی ہے۔ اور یہ تیسرا اپنے دعوے کے مطابق عرب بنتا ہے۔

بصرہ کے گورنر کے نام خط

ذیل میں وہ خط نقل کیا جاتا ہے جو مہدی نے اس بارے میں بصرہ کے گورنر کو لکھا تھا۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ امابعد۔ مسلمانوں کے صاحبان امر اپنے اپنے خاص لوگوں اور عوام کے امور میں تصفیہ کے لئے اس بات کے سب سے زیادہ سزاوار ہیں کہ وہ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق احکام نافذ کریں اور اس پر عمل پیرا ہوں یہ ان کا فرض ہے کہ وہ اس اتباع میں استقامت اور دوام قائم رکھیں اور ہر شخص کا یہ فرض ہے کہ وہ ان احکام کی چاہے وہ اس کے موافق ہوں یا مخالف خوشی کے ساتھ ان پر عمل کرے کیونکہ صرف

اسی طرح اللہ کے حقوق وحدود کی پابندی ہو سکتی ہے۔ اس کے حقوق کی پہچان ہو سکتی ہے۔ اس میں اس کی خوشنودی کی اتباع ہے اسی طرح اس کا ثواب ملتا اور جزا حاصل ہو سکتی ہے اور جو اس کی مخالفت کرے گا جو خواہش نفس کے غلبہ کی وجہ سے ان احکام سے روگردانی کرے گا اسے دین ودنیا میں خسارہ ونقصان ہے۔

زیاد بن عبید کو (یہ ثقیف کے غیر عرب کفار کا غلام تھا) اگرچہ معاویہ بن ابی سفیان نے اپنے نسب میں شامل کر لیا تھا مگر اس کے بعد ہی تمام مسلمانوں نے جن میں اکثر اس زمانہ میں زیاد ابی زیاد اور اس کی ماں کی اصل نسل سے اچھی طرح واقف تھے۔ اور خود وہ لوگ بڑے عالم، زاہد، فقیہ، متقی اصحاب تھے۔ معاویہ کی اس کارروائی کو غلط سمجھ کر اس کے نسب کے اس دعویٰ سے انکار کر دیا تھا۔ معاویہ نے یہ کارروائی کسی نیک نیتی، اتباع سنت یا گزشتہ آئمہ حق کے طریقہ محمود کی پیروی میں نہیں کی تھی بلکہ اپنے دین اور آخرت کو برباد کرنے اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی مخالفت میں کی تھی۔ نیز اس وجہ سے کہ چونکہ زیاد کی ہوشیاری و چالاکی کا اس پر بہت اثر ہوا تھا اس نے اس ترکیب سے اپنے اعمال بد اور ظالمانہ طرز حکومت میں اس کی مدد اور اعانت حاصل کرنے کے لئے یہ کیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "الولد للفراش و اللعاهر الحجر" اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اپنے باپ یا اپنے اعزا کے علاوہ کسی دوسرے سے اپنے کو منسوب کرے۔ اس پر اللہ ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہو نیز اللہ اس کے کسی عمل کو شرف قبولیت نہ بخشے گا۔ میں اپنی عمر کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ زیاد ہرگز ہرگز ابوسفیان کے گھر یا اس کے بستر پر پیدا نہیں ہوا تھا اور نہ عبید ابوسفیان کا غلام تھا اور نہ سمیہ اس کی لونڈی تھی نہ یہ دونوں اس کے کبھی مملوک رہے اور نہ کسی اور سبب سے ان کا اس سے کوئی تعلق پیدا ہوا۔ حالانکہ محدثین پوری طرح واقف ہیں کہ نصر بن حجاج بن علاء السلمی کے متعلق اس کے ہمراہی بنی المغیرہ کے مخزومی موالیوں کو جب انہوں نے نصر کو اپنے میں شامل کرنا چاہا اور اپنے دعویٰ کو ثابت کر دیا۔ معاویہ نے یہ جواب دیا کہ اپنی مسند کے نیچے سے ایک پتھر جسے پہلے سے اس نے چھپا رکھا تھا۔ نکال کر اس کے سامنے ڈال دیا۔ اس پر انہوں نے کہا کہ آپ نے زیاد کے بارے میں جو کچھ کیا اسے ہم نے مان لیا مگر اب آپ ہمارے آدمی کے متعلق اسی قسم کے فیصلہ کو تسلیم نہیں کرتے۔ معاویہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ تمہارے لئے معاویہ کے فیصلہ سے بہتر ہے مگر زیاد کے متعلق جو کارروائی اس نے کی کہ اسے اپنے نسب میں شامل کر لیا اس نے صریحی طور پر اللہ کے حکم اور اس کے رسول کے فیصلہ کی خلاف ورزی کی اور یہ اس نے محض اپنے ذاتی منفعت اور خواہش نفس کی بناء پر کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "و من

اضل ممن اتبع هواه بغير هدى من الله ان الله لا يهدى قوم الظالمين'
ترجمہ: اس سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جس نے اللہ کے حکم کے بغیر اپنی خواہش کی اتباع کی۔ اللہ حد سے متجاوز ہونے والوں کو کبھی راہ ہدایت نہیں دکھائے گا۔

حضرت داؤد علیہ السلام سے جن کو اللہ نے حکومت' نبوت' دولت اور خلافت الٰہی عطا کی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔'**یا داؤد انا جعلناک خليفة فى الارض** '' آخر آیت تک (اے داؤد ہم نے تجھ کو زمین میں اپنا نائب مقرر کیا) امیر المومنین اللہ سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ ان کے نفس اور دین کو غلبہ خواہش سے بچاتا رہے اور ہر بات میں توفیق نیک عطا فرمائے۔ جس سے اس کی خوشنودی حاصل ہو۔ اب امیر المومنین نے اس معاملے کو مناسب سمجھا ہے کہ زیاد اور اسکی اولاد جو اپنی ماں اور نسب معروف کے ساتھ منسوب ہے وہ پھر اپنے باپ عبید اور اپنی ماں سمیہ سے منسوب کر دیے جائیں۔ تاکہ اس میں رسول اللہ کے فرمان اور صلحا اور آئمہ ہادئین کے قول متفق علیہ کا اتباع ہو۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی خلاف ورزی میں معاویہ نے اس معاملہ میں جو جرات کی ہے وہ کسی طرح جائز قرار نہیں دی جاسکتی۔ اور امیر المومنین رسول اللہ سے رشتہ داری قریبی قرابت رکھتے ہیں ان کے افعال کی اتباع کرتے ہیں ان کی سنت کا احیاء چاہتے ہیں اور بدعات کو مٹانا چاہتے ہیں اس وجہ سے ان کا حق ہے کہ وہ اس معاملہ میں جائز کارروائی کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔'**فماذا بعدالحق الاالضلال فانى تصرفون**' (حق کے علاوہ سب ضلالت ہے تو اب کہاں پلٹ کر جاسکتے ہو)

اس بارے میں امیر المومنین کی رائے اب تمہیں معلوم ہو چکی ہے اس لئے تم زیاد اور اس کی اولاد کو ان کے باپ زیاد بن عبید اور اس کی ماں سمیہ کے ساتھ منسوب کرو۔ انہیں مجبور کرو کہ وہ اس فیصلہ کو قبول کریں اور آئندہ اسی پر کاربند ہوں تمہارے ہاں جس قدر مسلمان ہوں ان سب کے سامنے اس کا اعلان کر دو تاکہ ان کو بھی اس کی اصل معلوم ہو جائے۔ ہم نے بصرہ کے قاضی اور صاحب دیوان کو بھی اسی کے مطابق احکام بھیج دیے ہیں وسلام علیک و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

حکم کا نفاذ

اس خط کو معاویہ بن عبید نے لکھا تھا۔ جب یہ حکم محمد بن سلیمان کے پاس پہنچا اس نے اس کے نافذ کر دینے کے احکام جاری کر دیے۔ مگر پھر کچھ لوگوں نے اس بارے میں اس سے گفتگو کی۔ اور محمد بن سلیمان نے ان کا پیچھا چھوڑ دیا۔ مہدی نے اس مضمون کا فرمان عبدالملک بن ایوب بن ظبیان النمیر ی کے نام بھی بھیجا تھا۔ چونکہ یہ قیس کا

سردار تھا اس نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ ان کے قبیلہ کا کوئی شخص ان سے نکل کر دوسروں میں شامل کر دیا جائے۔ اور اسی خیال سے اس نے اس فرمان کو نافذ نہیں کیا۔

انتظامی تبدیلیاں

اسی سال والی مدینہ عبداللہ بن صفوان الجمحی نے انتقال کیا اس کی جگہ محمد بن عبداللہ الکثیری مقرر ہوا۔ یہ تھوڑے ہی روز اپنے منصب پر فائز رہا تھا کہ برطرف کر دیا گیا۔ اور اس کے بجائے زفر بن عاصم الہلالی مقرر ہوا۔ اسی سال مہدی نے عبداللہ بن محمد بن عمران الطلحی کو مدینہ کا قاضی مقرر کیا۔ اسی سال عبدالسلام الخارجی نے خروج کیا اور وہ قتل کیا گیا۔ بسطام بن عمرو سندھ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اس کی جگہ روح بن حاتم مقرر ہوا۔ اس سال خود مہدی کی امارت میں حج ہوا۔ اپنے شہر سے روانہ ہونے کے بعد انہوں نے اپنے بیٹے موسیٰ کو اپنا جانشین مقرر کیا اور اپنے ماموں یزید بن منصور کو اس کے ساتھ وزیر و مشیر مقرر کر کے چھوڑا۔ اس سال ان کے ساتھ ان کا بیٹا ہارون اور بہت سے دوسرے خاندان والے حج کے لئے ساتھ ہوئے۔ اپنے عہدہ کی اہمیت اور رسوخ کی وجہ سے یعقوب بن داؤد بھی مہدی کے ساتھ ہوا۔ جب یہ مکہ پہنچ گئے۔ تو حسن بن ابراہیم بن عبداللہ بن الحسن جس کے لئے یعقوب ہی نے مہدی سے امان لی تھی مہدی کی خدمت میں پہنچا۔ مہدی نے بہت سا مال و متاع صلہ میں دیا اور حجاز میں اپنے صرف خاص کے علاقہ سے جاگیر بھی دی۔

کعبہ سے غلافوں کا اتارنا

اس سال مہدی نے کعبہ کے غلاف کو اتار کر نیا غلاف چڑھایا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ حاجیوں نے شکایت کی کہ اس قدر غلاف کعبہ پر چڑھائے گئے ہیں کہ ان کے بوجھ سے گرنے کا اندیشہ ہے۔ مہدی نے حکم دیا کہ تمام غلاف اتار لئے جائیں چنانچہ تمام غلاف اتار لئے گئے اور کعبہ کھلا رہ گیا اب خلوق (ایک خوشبو) کی دھونی دی گئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ جب غلاف اتارتے اتارتے ہشام کے چڑھائے ہوئے غلاف کی نوبت آئی تو وہ دیبا کا نکلا جو نہایت مضبوط اور عمدہ بنا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ اور تمام غلاف یمن کے بنے ہوئے تھے۔

صدقہ

مہدی نے مکہ اور مدینہ میں بے انتہا رقم صدقہ کی۔ حساب دیکھنے سے معلوم ہوا کہ تین کروڑ درہم تو وہ اپنے ساتھ لے گئے تھے' تین لاکھ دینار مصر سے اور دو لاکھ یمن سے اور ان کو راہ میں وصول ہوئے تھے۔ یہ تمام رقم انہوں نے صرف کر دی ڈیڑھ لاکھ تھان کپڑے کے تقسیم کیئے۔

مسجد نبوی کی توسیع

مسجد نبوی کو وسیع کیا۔ مقصورہ کو مسجد نبوی سے نکال دیا۔ ارادہ تھا کہ منبر رسول اللہ کو چھوٹا کر دیں تا کہ وہ پھر اپنی اصلی حالت و جسامت پر ہو جائے۔ اور معاویہ نے جو زیادتی کی تھی وہ نکل جائے۔ مگر امام مالک کے بیان کے مطابق جب انہوں نے اس بارے میں علماء و فقہاء سے مشورہ لیا تو انہوں نے کہا منبر میں جو معاویہ نے زیادتی کی ہے اس کی کیلیں اس جدید لکڑی سے قدیم منبر کی لکڑی تک سرایت کر گئی ہیں اس لئے اندیشہ یہ ہے کہ چونکہ پہلی لکڑی بہت پرانی ہو چکی ہے۔ کہیں اس اضافہ کو توڑنے سے اصلی منبر کو صدمہ پہنچے اور وہی ٹوٹ پڑے۔ اس خیال سے مہدی نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔

انتظامی تبدیلیاں

انہوں نے اپنے قیام مدینہ کے دوران پانچ سو انصاری اپنی ذات کی حفاظت کے لئے بھرتی کیئے تا کہ یہ عراق میں ان کی حفاظت کریں اور بوقت ضرورت فوج خاصہ کا کام دیں ان کی مقررہ عطا کے علاوہ اور مزید اضافہ دیا گیا۔ نیز جب یہ جماعت ان کے ہمراہ بغداد آ گئی تو مہدی نے ان کو ایک جاگیر بھی دی جو ان کے نام سے مشہور ہے۔ اسی قیام مدینہ کے زمانہ میں مہدی نے رقیہ بنت عمرو العثمانیہ سے شادی کی۔

اس سال محمد بن سلیمان نے مہدی کے لئے برف بھیجی جو ان کو مکہ میں مل گئی۔ مہدی پہلے خلیفہ ہیں جن کے لئے برف مکہ بھیجی گئی ہے۔ مہدی نے اپنے خاندان والوں اور دوسرے لوگوں کی وہ جاگیریں جو ضبط کر لی گئی تھیں پھر انہیں واپس دیدیں۔

اس سال اسحاق بن صباح الکندی کوفہ کا پیش امام اور افسر حداث تھا۔ شریک قاضی تھے۔ محمد بن سلیمان بصرہ کا نیز اس کے ملحقہ علاقہ' اور اضلاع دجلہ' بحرین' عمان' اہواز اور فارس کا والی تھا یہی اس تمام علاقہ کا افسر احداث تھا عبید اللہ بن الحسن بصرہ کے قاضی تھے۔ معاذ بن مسلم خراسان کا ناظم تھا۔ فضیل بن صالح جزیرہ کا والی تھا روح بن حاتم سندھ کا اور یزید بن حاتم افریقیا کا والی تھا اور محمد بن سلیمان ابو حمزہ مصر کا ناظم تھا۔

۱۶۱ھ ہجری شروع ہوا
اس سال کے واقعات

حکیم المقنع کا خروج

اس سال حکیم المقنع نے خراسان میں مرو کے ایک قریہ میں خروج کیا۔ یہ تناسخ ارواح کا قائل تھا اور اپنے آپ کو ارواح کا مرکز خیال کرتا تھا۔ بہت سے لوگ اس کے ساتھ گمراہ ہو گئے۔ اس کی تحریک نے بڑی

طاقت حاصل کر لی اور وہ اپنی جماعت کو لیکر ماوراالنہر کے علاقہ میں جا ٹھہرا۔ مہدی نے اس سے لڑنے کے لئے اپنے کئی سپہ سالار بھیجے۔ ان میں معاذ بن مسلم بھی شریک تھا جو ان دنوں خراسان کا ناظم تھا شریک تھا اس کے ہمراہ عقبہ بن مسلم، جبرئیل بن یحییٰ، اور لیث خود مہدی کا مولیٰ بھی تھے کچھ عرصہ کے بعد مہدی نے صرف جرشی کو اس کے مقابلہ پر متعین کیا اور دوسرے سپہ سالار اس کے ماتحت کر دیئے اور مقنع محاصرہ کے اندیشہ سے کش کے ایک قلعہ میں سامان خوراک جمع کرنے لگا۔

اس سال نصر بن محمد بن اشعث الخزاعی نے شام میں عبداللہ بن مروان کو گرفتار کر لیا اور اسے مہدی کے پاس لے آیا یہ واقعہ نصر کی ولایت سندھ سے پہلے پیش آ چکا تھا مہدی نے عبداللہ کو سرکار جیل خانہ میں قید کر دیا۔

عبداللہ بن محمد مہدی کے دربار میں

ابوالخطاب نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن محمد بن مروان مہدی کے پاس پیش کیا گیا۔ ابوالحکم اس کی کنیت تھی۔ مہدی نے رصافہ میں عام دربار منعقد کیا اور پوچھا کون اسے جانتا ہے۔ عبدالعزیز بن مسلم العقیلی اپنی جگہ سے اٹھ کر عبداللہ کے پاس جا کھڑا ہوا اور اسے ابوالحکم کہہ کر مخاطب کیا۔ اس نے کہا ہاں میں ابوالحکم ابن امیرالمومنین ہوں۔ عبدالعزیز نے پوچھا میرے بعد تم کیسے رہے؟ اس کے بعد اس نے مہدی کو مخاطب کر کے کہا۔ امیرالمومنین بے شک یہ عبداللہ بن مروان ہے۔ تمام حاضرین دربار اس کی اس جرات پر عش عش کرنے لگے اور مہدی نے بھی اس بات کا بالکل برا نہ مانا۔

قتل کے فیصلے کا عجیب واقعہ

جب مہدی نے اسے قید کر دیا تو اب اس کے قتل کے لئے ایک بہانہ بنانا چاہا عمر بن سہلۃ الاشعری نے مہدی کے سامنے مقدمہ دائر کیا کہ عبداللہ نے میرے باپ کو قتل کیا تھا۔ مہدی نے اس استغاثہ کو فیصلے کے لئے قاضی عافیہ کے پاس بھیجدیا۔ قاضی نے عبداللہ کے خلاف فیصلہ کیا اور حکم دیا کہ مقتول کے عوض میں اسے قتل کیا جائے قریب تھا کہ اس حکم کی توثیق ہو جائے اور وہ قتل کر دیا جائے۔ مگر عین وقت پر عبدالعزیز بن مسلم العقیلی قاضی کے اجلاس میں لوگوں کے سروں پر گزرتا ہوا قاضی کے سامنے آیا اور اس نے کہا کہ عمرو بن سہلہ مدعی ہے کہ اس کے باپ کو عبداللہ بن مروان نے قتل کیا ہے۔ یہ الزام بالکل بے بنیاد اور جھوٹا ہے مدعی جھوٹا ہے بخدا میرے علاوہ کسی نے اس کے باپ کو قتل نہیں کیا۔ میں نے مروان کے حکم سے اس کو قتل کیا تھا۔ عبداللہ بن مروان قطعاً اس کے خون سے بری ہے۔ اس طرح عبداللہ کے سر سے یہ الزام دور ہوا۔ اور چونکہ عبدالعزیز نے عمرو بن سہلہ کے باپ کو مروان کے حکم سے قتل کیا تھا اس لئے مہدی نے اس بارے میں اس سے کوئی باز پرس بھی اب نہیں کی۔

موسم گرما کی مہم

اس سال موسم گرما کی جہادی مہم ثمامہ بن الولید کی قیادت میں جہاد کے لئے گئی ثمامہ نے وابق میں پڑاؤ ڈالا۔ تمام سلطنت روما میں ہلچل پڑ گئی اور مقابلہ کی بڑے پیانہ پر تیاری ہونے لگی مگر ثمامہ کو اس کی خبر نہ ہوئی اس کے طلائع اور مخبروں نے اس تیاری کی آ کر اسے اطلاع بھی دی۔ مگر اس نے اس پر اعتبار نہ کی اور رومی علاقہ کی طرف بڑھ گیا۔ میخائیل روم کا شہنشاہ تھا۔ یہ مقابلہ کے لئے نہایت تیز دم تیز رفتار لشکر لے کر بڑھا۔ کچھ مسلمان اس جنگ میں کام آئے چونکہ اس وقت عیسیٰ بن علی مرعش میں چھاؤنی ڈالے پڑا رہا اس کی وجہ سے اس سال اور کوئی موسم گرما کی جہادی مہم مسلمان نہ بھیج سکے۔ مہدی نے حکم دیا کہ مکہ کے راستہ میں قادسیہ سے زبالہ تک جو مکان ابوالعباس نے بنوائے تھے ان سے زیادہ وسیع مکان بنائے جائیں اس نے حکم دیا کہ ابوجعفر کے بنائے ہوئے مکان اپنے حال پر چھوڑ دیئے جائیں۔ اور ابوالعباس کے بنائے ہوئے مکانوں میں اضافہ کر دیا جائے نیز اس نے پانی کے ہر چشمہ پر عمارت بنانے کا حکم دیا اور علامات میل قائم کیئے، تالابوں کو پھر کھدوایا نیز جدید کنویں کھدوائے۔ یہ کام یقطین بن موسیٰ کے زیر اہتمام دیا گیا۔ ۱۷۱ھ تک یہ کام اس شخص کے سپرد رہا اس کام کے لئے اس کا بھائی ابوموسیٰ اس کا مددگار اور نائب تھا۔

بصرہ کی جامع مسجد میں توسیع

موسیٰ نے بصرہ کی جامع مسجد میں توسیع کرائی پیش سے قبلہ کے متصل تک اضافہ کیا گیا اور مسجد کے داہنے حصہ میں بھی جو بنی سلیم کے چوک کے متصل ہے اضافہ کیا گیا۔ اس تعمیر کا اہتمام محمد بن سلیمان والی بصرہ کے سپرد تھا۔ مہدی نے حکم دیا تھا کہ تمام جامع مساجد سے مقصورے نکال دیئے جائیں۔ منبر بھی چھوٹے کر کے منبر رسول اللہ کے برابر رکھے جائیں۔ اس کے لئے انہوں نے اپنی تمام سلطنت میں فرامین بھیج دیئے جن کے مطابق عمل درآمد ہوا۔

یعقوب کا امین بننا

اس سال مہدی نے یعقوب بن داؤد کو سلطنت کے تمام علاقوں میں امین مقرر کر کے بھیجنے کا حکم دیا اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ اور اب طریقہ کار یہ ہوا کہ مہدی کا کوئی فرمان جوان کے عاملوں کے نام جاری ہوتا وہ اس وقت تک نافذ نہیں ہو سکتا تھا جب تک کہ یعقوب اپنے خاص امین اور معتمد لوگوں کو اس کے نفاذ کے لئے حکم نہ بھیجدیتا۔
اس سال ابوعبیداللہ مہدی کے وزیر کی منزلت میں فرق پڑ گیا۔ یعقوب نے بصرہ کوفہ اور شام کے متعدد متقنین مہدی کے دربار میں متعین کر لئے اسماعیل بن علیۃ الاسدی اور محمد بن میمون العنبری فقہاء بصرہ کے رئیس اور منصرم تھے۔ عبدالاعلیٰ بن موسیٰ الحلبی اہل کوفہ اور اہل شام کے فقہاء کا رئیس تھا۔

ابوعبیداللہ کے زوال کے اسباب

مہدی کو رے بھیجتے وقت جس وجہ سے منصور نے ابوعبیداللہ کو ان کے ہمراہ کیا تھا اسے ہم بیان کر چکے ہیں اب اس کے زوال کے متعلق فضل بن الربیع کہتا ہے کہ موالی ہمیشہ مہدی سے ابوعبیداللہ کی شکایت کرتے رہتے تھے اور چاہتے تھے کہ کوئی موقع ان کو ایسا ملے کہ وہ اسے ذلیل کریں مگر منصور ابوعبیداللہ کے احکام کے موافق ہی احکام نافذ کر دیتے تھے اس سے موالی اور چڑ جاتے تھے اور علیحدگی میں مہدی سے ہر وقت اس کی شکایت کرتے اور انہیں اس کے خلاف بھڑکاتے۔

ابوعبیداللہ کے خطوط میرے باپ کے پاس مسلسل غلاموں کی شکایت میں آئے وہ منصور سے اس کی اور اس کے حسن انتظام کی تعریف کر دیتے اور مہدی کو لکھوا دیتے کہ وہ ابوعبیداللہ کے ساتھ مہربانی اور عزت سے پیش آئیں۔ اور اس کے متعلق کسی کی شکایت کو قبول نہ کریں۔ مگر جب عبیداللہ نے موالیوں کے اثر کو مہدی کے مزاج میں روز بہ روز بڑھتا دیکھا اور محسوس کیا کہ وہ ہر وقت اس کے ساتھ رہتے ہیں اس نے مختلف قبائل کے چار عالم اور ادیب اشخاص کو منتخب کر کے مہدی کی مصاحبت میں شریک کیا اور یہ انتظام کیا کہ اب صرف موالیوں کو کبھی مہدی سے تنہائی کا موقع نہ مل سکے۔ ان میں سے کسی نے جب مہدی کی کسی بات پر اعتراض کیا تو مہدی نے ابوعبیداللہ سے اس گستاخی کی شکایت کی مگر اس نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا بلکہ خاموش رہا ان کی مجلس سے اٹھ آیا اور اس شخص کو دربار میں جانے سے روک دیا اس واقعہ کی خبر میرے باپ کو بھی ہوگئی۔ جس سال منصور نے انتقال کیا اس سال میرے والد بھی ان کے ساتھ حج کرنے گئے۔ ان کے مرنے کے بعد میرے باپ ہی نے مہدی کے لئے بیعت لینے کا تمام کام سرانجام دیا۔ اور رہی منصور کے گھر موالی اور فوجی سرداروں کی افسری کرتے رہے۔

جب واپس آئے تو میں مغرب کے بعد قصر میں ان سے ملنے گیا واپس ہوتے ہوئے میں ان کے ساتھ تھا چلتے چلتے وہ اپنے مکان سے بھی آگے نکل گئے مہدی کا قصر بھی چھوڑا ابوعبیداللہ سے ملنے کے لئے چلے مجھ سے کہا چونکہ یہ امیر المومنین کے خاص آدمی ہیں اس لئے اب ہمارے لئے ان کے ساتھ اس طرح پیش آنا مناسب نہیں جس طرح کہ ہم پہلے آتے تھے۔ نیز ان کے اثر ورسوخ کی وجہ سے جو مدد ہم نے ان کی کی ہے اس کا محاسبہ بھی اب ہمارے لئے مناسب نہیں۔ یہی باتیں کرتے کرتے ہم اس کے دروازہ پر پہنچے۔ میرے باپ کھڑے رہے اندر آنے کی اجازت ہی نہ ملی یہاں تک کہ میں نے وہیں عشاء کی نماز پڑھ لی۔ کہیں اس کے بعد دربان نے نکل کر ان کو اندر بلایا' وہ اور ہم دونوں اندر جانے کے لئے بڑھے۔ حاجب نے کہا ابوالفضل میں نے صرف آپ کو اندر آنے کی اجازت دی ہے انہوں نے حاجب سے کہا کہ ابوعبیداللہ سے کہو کہ فضل میرے ساتھ ہے۔ اس کے بعد انہوں نے مجھ سے کہا کہ اس طرز عمل میں تبدیلی کی توجیہ میں تم سے کر چکا ہوں۔

اتنے میں حاجب نے باہر آ کر ہم دونوں کو اندر بلا لیا۔ ہم دونوں اندر گئے۔ ابوعبیداللہ صدر مجلس میں اپنے مصلی پر گاؤ تکیہ لگائے بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے خیال کیا کہ جب میرے والد اس کے سامنے آئیں گے تو یہ ضرور ان کی تعظیم کے لئے اٹھے گا مگر وہ نہیں اٹھا پھر میرا خیال ہوا کہ کم از کم سیدھا ہو کر بیٹھے گا مگر اس نے یہ بھی نہیں کیا

میں نے سوچا کہ ان کے لئے بھی مصلی منگوا دے گا مگر اس نے یہ بھی نہیں کیا میرے والد اس کے روبرو فرش ہی پر بیٹھ گئے اور وہ اسی طرح تکیہ لگائے بیٹھا رہا اب عبید اللہ میرے باپ سے سفر کے حالات پوچھنے لگا۔ میرے باپ کو امید تھی کہ وہ ان سے مہدی کی خلافت اور بیعت کے لئے جو کام انہوں نے انجام دیا تھا اس کے متعلق سوالات کرے گا۔ مگر اس نے تو پوچھا بھی نہیں خود انہوں نے اس کے ذکر کی ابتداء کی تھی کہ اس نے یہ کہہ کر کہ ہمیں سب اطلاع ہے بات کاٹ دی۔ میرے والد نے اٹھ آنے کا ارادہ کیا اس نے کہا کہ مکان کے تمام دروازے بند ہو چکے ہیں۔ اس پر بھی تم جانا چاہتے ہو تو تمہیں اختیار ہے۔ میرے والد نے کہا کہ میری راہ میں سد باب نہیں ہوسکتا۔ اس نے کہا ہاں۔ مگر سب دروازے بند ہو چکے ہیں۔

اس سے میرے باپ کو یہ خیال ہوا کہ شاید حالات و واقعات سفر دریافت کرنے کے لئے روکنا چاہتا ہے۔ اس بناء پر انہوں نے کہا اچھا میں ٹھہر جاتا ہوں۔ ابوعبید اللہ نے اپنے ایک خادم کو حکم دیا کہ جاؤ اور محمد بن ابی عبید اللہ کی خوابگاہ میں ابوالفضل کے سونے کا انتظام کردو۔ یہ کہہ کر جب میرے باپ نے محسوس کیا کہ یہ تو اس مجلس سے اٹھنا چاہتا ہے وہ خود ہی کھڑے ہوگئے۔ اور کہا بس اب میں جاتا ہوں اور مجھے کوئی نہیں روک سکتا یہ کہہ کر وہ جانے کے لئے پورے ارادے سے کھڑے ہوگئے۔

جب ہم اس مکان سے نکل آئے تو میرے باپ نے مجھ سے کہا اے میرے بیٹے تم احمق ہو میں نے عرض کی مجھ سے کیا غلطی ہوئی۔ کہنے لگے تم اپنے دل میں کہتے ہو گے کہ آپ کو چاہیئے تھا کہ میں اس کے پاس ملنے ہی نہ آتا' اور اگر آیا تھا اور ہم روک دیئے گئے تھے اس وقت تم کو پھر اس کے دروازے پر اتنی دیر توقف کرنے کی ضرورت نہ تھی کہ میں نے نماز عشاء پڑھی اسی وقت تمہیں واپس ہو جانا چاہیئے تھا اور اس سے ملنے اندر نہ جانا چاہیئے تھا۔ پھر جب اندر چلے گئے اور اس نے کھڑے ہو کر تعظیم نہیں کی اسی وقت پلٹ آنا چاہیئے تھا۔ مگر تم نہیں سمجھتے۔ میں نے جو کچھ کیا وہ سب ٹھیک ہے۔ خدائے لایزال کی قسم میں اب ابوعبید اللہ سے اس کا بدلہ لے کر چھوڑوں گا چاہے اس میں میری عزت اور دولت سب کچھ خرچ ہی کیوں نہ ہو جائے۔

اس واقعہ کے بعد اب ان کا یہ رویہ ہوا کہ وہ اس کے خلاف کسی موقع کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے اور اس کی خرابی کے درپے تھے۔ اس دوران ان کو وہ قشیری یاد آیا جسے ابوعبید اللہ نے مہدی کے دربار میں جانے کی ممانعت کر دی تھی' میرے والد نے اسے بلایا اور کہا جو سلوک ابوعبید اللہ نے تمہارے ساتھ کیا ہے اس سے تم خوب واقف ہو اس نے میری بے عزتی کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ میں نے تو اس کی بربادی کے لئے پوری کوشش کی مگر کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی مگر تم البتہ اس کے خلاف کامیاب ہو سکتے ہو۔

اس نے کہا میں یہاں چند باتیں وہ بیان کرتا ہوں کہ اس کے ذریعہ اس پر حملہ ہوسکتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ شخص اپنے عہدہ کی قابلیت نہیں رکھتا تو کسی کو اس بات پر یقین نہیں آئے گا کہ وہ اپنے کام میں سب سے زیادہ ہوشیار اور اس سے واقف ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اپنے منصب کی جلالت کی وجہ سے اس کی دیانت مشتبہ ہے تو اس پر کوئی یقین نہیں کرے گا کہ وہ سب سے زیادہ امین اور باعفت ہے۔ اگر مہدی کی بیٹیاں بھی اس کے گھر

ہوتیں تو وہ ان کی وجہ سے بھی' اپنی دیانت کو مشتبہ نہ ہونے دیتا۔ اگر کہا جائے کہ وہ حکومت کی مخالفت پر تیار ہے تو اس پر بھی کوئی توجہ نہیں کرے گا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ وہ تھوڑا سا قدریہ عقائد کی طرف رجحان طبع رکھتا ہے۔ مگر یہ بات کوئی ایسی نہیں کہ اس سے اسے نقصان پہنچایا جاسکے۔ البتہ یہ تمام باتیں اس کے بیٹے میں جمع ہیں۔ یہ سن کر ربیع نے اسے گلے سے لگالیا اس کی پیشانی چومی اور اب اس نے ابوعبیداللہ کے بیٹے کے خلاف مسلسل سازش کرنا شروع کی اور مہدی سے یہ شکایت کرتا رہا کہ یہ ان کے بعض حرم سے ناجائز تعلقات رکھتا ہے۔

بار بار کہنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ بات مہدی کے دل میں بھی جاگزیں ہوگئی اور وہ محمد بن ابوعبیداللہ سے بدگمان ہوگئے۔ اسے دربار میں طلب کیا جب وہ آ گیا تو انہوں نے ابوعبیداللہ کو دربار سے اٹھ جانے کا حکم دیا۔ اور اب محمد سے قرآن پڑھنے کی خواہش کی محمد نے قرات قرآن کا ارادہ بھی کیا مگر ایک لفظ بھی اس کی زبان سے نہ نکل سکا۔ گویا قرآن اس کے حافظہ سے بھلا دیا گیا۔ مہدی نے ابوعبیداللہ سے بلا کر کہا اے معاویہ تم نے تو مجھ سے بیان کیا تھا کہ تمہارا بیٹا حافظ قرآن ہے۔ اس نے کہا بے شک امیر المومنین میں نے آپ سے یہ بات کہی تھی مگر میں کیا کروں وہ کئی سال سے مجھ سے علیحدہ ہوگیا ہے اس مدت میں اسنے قرآن بھلا دیا' مہدی نے حکم دیا کہ اچھا اب تم ہی اللہ کے تقرب کے لئے اس کی گردن مارو وہ اٹھنے لگا مگر گر پڑا۔ عباس بن محمد نے اس کی سفارش کی کہ امیر المومنین مناسب سمجھیں تو خود اس شیخ کو اس کام سے معاف فرمائیں۔ مہدی نے اسے چھوڑ دیا اور اس کے بیٹے کو قتل کرادیا۔ اب مہدی کے دل میں ابوعبیداللہ کی طرف سے بدگمانی پیدا ہوگئی۔ ربیع نے بھی ان سے کہا کہ آپ نے اس کے بیٹے کو قتل کردیا ہے اب مناسب نہیں کہ وہ آپ کے ساتھ رہے یا آپ اس پر اعتماد کریں ربیع کی اس بات نے مہدی کو زیادہ پریشان کردیا۔ اس طرح ربیع نے ابوعبیداللہ سے اپنا پورا بدلہ لیکر اپنا جی ٹھنڈا کیا۔

یعقوب بن داؤد نے بیان کیا ہے کہ مہدی نے ایک اشعری کو بہت سزا دلوائی چونکہ یہ شخص ابوعبیداللہ کے خاندان کا مولیٰ تھا اس وجہ سے اس نے اس کی حمایت کے جذبہ سے متاثر ہوکر مہدی سے کہا کہ امیر المومنین اس مار کے مقابلہ میں تو قتل بہتر ہے۔ انہوں نے کہا اے یہودی تجھ پر اللہ کی لعنت ہو تو اسی وقت میری چھاؤنی سے نکل جا اس نے کہا اب سوائے دوزخ کے میرا ٹھکانا اور کہاں ہے۔ میں نے عرض کیا امیر المومنین مناسب ہے کہ آپ اسے جہنم دکھادیں کیونکہ یہ اسی کی آرزو رکھتا ہے۔ اس پر اس نے مجھ سے کہا۔ ابوعبداللہ آپ کا بھی کیا کہنا۔

انتظامی تبدیلیاں

اس سال عمر بن العباس نے سمندر میں جہاد کیا۔ روح بن حاتم کی جگہ نصر بن محمد بن الاشعث سندھ کا والی مقرر ہوا اور اس نے سندھ آکر اپنی خدمت کا چارج لے لیا۔ مگر پھر یہ معزول کردیا گیا اور اس کی جگہ محمد بن سلیمان سندھ کا والی مقرر ہوا۔ اس نے عبدالملک بن شہاب المسمعی کو اپنے سے پہلے سندھ بھیج دیا۔ مگر نصر نے حکومت اس کے حوالہ کردینے سے انکار کیا اور مقابلہ کی ٹھانی پھر عبدالملک نے اسے سندھ سے چلے جانے کی اجازت دیدی۔ یہ وہاں سے روانہ ہوکر منصورہ سے چھ فرسنگ کے فاصلہ پر دریا کے کنارہ فروکش ہوگیا۔ یہیں سندھ پر اس کی صوبہ

داری کا فرمان اسے موصول ہوا۔ یہ پھر اپنے علاقہ کو پلٹ گیا۔ عبدالملک صرف اٹھارہ دن سندھ میں مقیم رہا۔ نصر نے اس سے کوئی تعرض نہیں کیا۔ اور وہ بصرہ چلا آیا۔

اس سال مہدی نے عافیہ بن یزید الاسدی کو قاضی مقرر کیا۔ یہ اور ابن علاثہ رصافہ میں مہدی کی چھاؤنی میں قضا کے فرائض انجام دیتے تھے۔ اور عمر بن حبیب العدوی سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اور اس کی جگہ عبدالصمد بن علی مقرر کیا گیا۔ عیسیٰ بن لقمان مصر کا عامل مقرر کیا گیا۔ یزید بن منصور سواد کوفہ کا حسان الشروی موصل کا اور بسطام بن عمرو التغلبی آذربیجان کا عامل مقرر کیا گیا اس سال ابوایوب سلیمان المکی دیوان خراج سے برطرف کر دیا گیا۔ اور اس کی جگہ ابوالوزیر عمر بن مطرف مقرر کیا گیا۔

اس سال نصر بن مالک نے مرض فالج میں انتقال کیا۔ یہ بنی ہاشم کی ہزواڑ میں دفن کیا گیا۔ مہدی نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ امان بن صدقہ ہارون بن المہدی کی اتالیقی سے موسیٰ بن المہدی کی مصاحبت میں منتقل کیا گیا۔ مہدی نے ابان کو موسیب کا وزیر اور میر منشی مقرر کیا اور اس کی جگہ ہارون کے پاس یحییٰ بن الخالد بن برمک مقرر کیا گیا۔ اس سال کے ماہ ذی الحجہ میں مہدی نے ابوحمزہ محمد بن سلیمان کو مصر کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ سلمہ بن رجاء کو مقرر کیا'۔ موسیٰ بن محمد بن عبداللہ الہادی کی امارت میں جو اپنے باپ کا ولی عہد تھا فریضہ حج ادا ہوا۔

اس سال جعفر بن سلیمان طائف مکہ اور یمامہ کا عامل تھا اسحاق بن الصباح الکندی کوفہ کا پیش امام اور افسر احداث تھا۔ یزید بن منصور سواد کوفہ کا عامل تھا۔

۱۶۲ھ ہجری شروع ہوا
اس سال کے واقعات

اس سال عبدالسلام الخارجی کا قنسرین میں قتل

قتل کی تفصیل

اس سال عبدالسلام بن ہاشم الشیکری نے جزیرہ میں خروج کیا۔ ہزارہا آدمی اس کے پیرو کار بن گئے اور اس کی طاقت وشوکت بہت بڑھ گئی۔ مہدی کے متعدد سپہ سالاروں سے اس کا مقابلہ ہوا۔ ان میں عیسیٰ بن موسیٰ بھی تھا۔ عبدالسلام نے اسے اس کے بہت سے ساتھیوں سمیت قتل کر دیا اور اس کے ساتھی دوسرے سپہ سالاروں کو شکست دی۔ مہدی نے اس کے مقابلہ پر متعدد فوجیں روانہ کیں مگر ایک سے زیادہ سپہ سالار عبدالسلام کے مقابلہ

میں ناکام رہے۔ اور اسے پسپا ہونا پڑا۔ ان میں شعیب بن واج المروروذی بھی تھا۔ جب شعیب بھی اس کے مقابلہ پر ناکام ہو کر پسپا ہوا تو اب مہدی نے ایک ہزار مشہور شہسواروں کو ان کی رضامندی سے منتخب کر کے اور ہر ایک کو مدد معاش کے طور پر ایک ایک ہزار درہم دیکر شعیب کے پاس بھیج دیا۔ جب یہ لوگ اس کے پاس پہنچے وہ اب عبدالسلام کی تلاش میں چلا۔ اس جماعت سے مرعوب ہو کر اس نے راہ فرار اختیار کی قسرین آیا شعیب نے وہیں اسے جا ملایا اور قتل کر دیا۔

محکمہ پیمائش کا قیام

اس سال مہدی نے محکمہ پیمائش اور بندوبست قائم کیا عمر بن بزیع اپنی موالی کو افسر بندوبست مقرر کیا اس نے نعمان بن عثمان کو عراق کا مہتمم بندوبست بنایا۔

روزینے مقرر ہونا

مہدی نے تمام جذامیوں اور قیدیوں کے روزینے مقرر کیئے۔ ثمامہ بن ولید العبسی کو صائفہ کا سردار مقرر کیا مگر یہ کام اس سال پایہ تکمیل تک نہ پہنچا۔ اس سال رومیوں نے حدث پر دھاوا کر کے اس کی فصیل توڑ ڈالی حسن بن قحطبہ نے تیس ہزار باقاعدہ سپاہ کے ساتھ موسم گرما میں جہاد کیا۔ رضاکاروں کی جماعت اس تیس ہزار کے علاوہ تھی۔ یہ حمہ اوزولیہ پہنچا اگرچہ اس نے نہ کوئی قلعہ فتح کیا اور نہ کسی رومی فوج سے اس کا مقابلہ ہوا مگر اس نے بہت سے مقامات کو آگ لگادی اور تباہ و برباد کیا۔ رومی اسے تنین کہنے لگے بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ حسن برص کا مریض تھا یہ حمہ علاج کے لئے گیا تھا۔ پھر تمام مسلمانوں کو لیکر صحیح سالم دارالسلام میں واپس آ گیا۔ اس سال یزید بن اسید السلمی نے براہ درۂ قالیقلا کفار کے علاقہ میں جہاد کیا۔ اس جہاد میں اسے بہت سامال غنیمت ملا۔ اس نے تین قلعے سر کیئے اور بہت سے قیدی اور لونڈی غلام اس کے ہاتھ آئے۔ اس سال علی بن سلیمان یمن کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کے بجائے عبداللہ بن سلیمان مقرر کیا گیا۔

انتظامی تبدیلیاں

اس سال سلمہ بن رجاء مصر کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ محرم میں عیسیٰ بن لقمان مقرر کیا گیا۔ وہ بھی اس سال کے ماہ جمادی الآخر میں برطرف کر دیا گیا اور اس کی جگہ واضح مہدی کا موالی مصر کا والی مقرر ہوا۔ پھر یہ بھی ذیقعدہ میں اس خدمت سے برطرف کر دیا گیا اور یحییٰ العرشی والی مصر مقرر ہوا۔ اس سال محمرہ نے جرجان میں سر اٹھایا۔ ایک شخص عبدالقہار ان کا سرغنہ تھا۔ اس نے جرجان پر غلبہ حاصل کر کے وہاں بے شمار آدمیوں کو قتل کر دیا عمر بن العلا نے طبرستان سے بڑھ کر اس کے خلاف چڑھائی کی اور عبدالقہار اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔

حج

ابراہیم بن جعفر بن منصور کی امارت میں حج ہوا۔ ابراہیم کے امیر حج مقرر ہو جانے کے بعد اسی سال عباس بن محمد نے بھی مہدی سے حج کے لئے اجازت طلب کی مہدی اس پر برہم ہوئے کہ کیوں اس سے پہلے اس نے اپنا ارادۂ حج ظاہر نہیں کیا تاکہ وہ اسی کو امیر حج بناتے۔ عباس نے عرض کیا امیر المومنین میں نے ارادۂ اجازت لینے میں تاخیر اسی وجہ سے کی کہ میں امارت حج نہیں چاہتا تھا۔

انتظامی عہدے

اس سال تمام ممالک کے عمال وہی تھے جو سنہ گذشتہ میں تھے البتہ جزیرہ کا عامل اس سال عبدالصمد بن علی تھا۔ طبرستان اور رویان سعید بن دعلج کے تحت تھے اور جرجان مہلہل بن صفوان کے تحت تھا۔

۱۶۳ھ ہجری شروع ہوا
اس سال کے واقعات

مقنع کی ہلاکت

اس سال مقنع ہلاک ہوا۔ واقعہ یہ ہوا کہ سعید الحرشی نے اسے کش میں قید کر لیا۔ جب شدت محاصرہ کی وجہ سے اپنی ہلاکت کا یقین ہوا اس نے خود بھی زہر کھا لیا اور اپنے بیوی بچوں کو بھی زہر دیدیا۔ اس کے اثر سے وہ سب مر گئے۔ مسلمانوں نے اس کے قلعہ میں داخل ہو کر اس کا سر تن سے جدا کر لیا اور اسے مہدی کے دربار میں بھیج دیا' جو اس وقت حلب میں ٹھہرے ہوئے تھے۔

صائفہ کی مہم کیلئے بھرتی

اس سال مہدی نے صائفہ کے لئے مہاتی فوج تمام باقاعدہ سپاہ سے جبری قانون کے تحت منتخب کی اس میں خراسانی اور دوسری فوجیں سب ہی شریک تھیں۔ مہدی نے اپنے عاصمہ سے نکل کر بروان میں چھاؤنی قائم کی تقریباً دو ماہ وہ اس چھاؤنی میں فوج کی تیاری کے لئے مقیم رہے۔ اس مہاتی فوج کو انہوں نے تمام اسلحہ سے آراستہ و پیراستہ کیا۔ ان کو عطا تقسیم کی نیز اپنے ان خاندان والوں کو جو ان کے ہمراہ اپنے گھروں کو چھوڑ کر آئے تھے صلے دیئے۔

اسی سال عیسیٰ بن علی نے ماہ جمادی الآخر میں بغداد میں انتقال کیا۔ اس کے انتقال کے دوسرے ہی دن

مہدی مہماتی فوج کے پاس آنے کے لئے بردان روانہ ہو گئے اپنے بیٹے موسیٰ بن المہدی کو بغداد پر اپنا نائب مقرر کر آئے۔ اس زمانہ میں ایان بن صدقہ ان کا میر منشی تھا۔ عبداللہ بن علاثہ مہر بردار علی بن عیسیٰ محافظ اور عبداللہ بن خازم کوتوال تھا۔

عباس بن محمد کہتا ہے جب اس سال مہدی نے ہارون کو صائفہ پر روانہ کیا تو یہ خود اس کے ساتھ چلنے کے لئے کچھ دور تک گئے۔ میں ان کے ہمراہ تھا جب وہ مسلمہ کے محل کے برابر آئے تو میں نے عرض کیا کہ جناب والا مسلمہ کا احسان ہماری گردن پر ہے۔ جب محمد بن علی اس کے پاس آئے تھے تو اس نے چار ہزار دینار ان کو دیئے اور کہا کہ اے میرے ابن عم دو ہزار سے اپنا قرضہ ادا کرو اور دو ہزار دوسرے مصارف میں خرچ کرو۔ اور جب یہ رقم خرچ ہو جائے اس وقت اپنی حاجت طلبی میں مجھ سے ہرگز شرم نہ کرنا۔ اس واقعہ کے بعد مہدی نے حکم دیا کہ اس مقام پر مسلمہ کی اولاد میں جو موجود ہوں وہ حاضر کیئے جائیں۔ جب وہ آئے انہوں نے بیس ہزار دینار اسی وقت ان کو دلائے اور ان کے یومیئے بھی مقرر کر دیئے۔ مجھ سے کہا اے ابوالفضل دیکھو ہم نے مسلمہ کے احسان کا بدلہ کر دیا۔ میں نے کہا بے شک یہی نہیں بلکہ امیر المومنین نے اس کے حق سے زیادہ کیا ہے۔

ہیثم بن عدی بیان کرتا ہے کہ مہدی نے ہارون الرشید کو روم کے علاقہ پر جہاد کے لئے روانہ کیا اور اپنے حاجب ربیع اور حسن بن قحطبہ کو اس کے ساتھ کیا

ابن قحطبہ امیر المومنین کے دربار میں

محمد بن عباس کہتا ہے میں امیر المومنین کے محل میں اپنے والد کی نشست میں جو ان کے محافظ دستہ کے افسر تھے۔ حسن بن قحطبہ وہاں آیا اس نے مجھے سلام کیا اور میرے باپ کی مسند پر بیٹھ گیا پھر اس نے ان کو مجھ سے دریافت کیا۔ میں نے کہا کہ وہ کہیں سوار ہو کر گئے ہیں اس نے مجھ سے کہا کہ جب آئیں تو میری آنے کا ذکر کرنا میرا اسلام کہنا اور کہنا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ امیر المومنین سے یہ بات کہیں کہ حسن بن قحطبہ کہتا تھا کہ امیر المومنین نے اللہ مجھے ان پر فدا کر دے ہارون کو جہاد کے لئے بھیجا ہے اور مجھے اور ربیع کو بھی اس کے ساتھ کر دیا ہے۔

حالانکہ میں ان کا سب سے بڑا اور معتمد با اعتماد سپہ سالار ہوں اور ربیع ان کا سب سے بڑا اور معتمد علیہ حاجب ہے۔ مجھے یہ بات گوارا نہیں کہ ہم دونوں ان کے پاس سے غیر حاضر ہوں۔ یا وہ مجھے ہارون کے ساتھ کر دیں اور ربیع کو اپنے پاس رہنے دیں یا ربیع کو بھیج دیں اور میں ان کی خدمت میں حاضر رہوں۔ جب میرے باپ آئے تو میں نے حسن کا یہ پیغام ان کو سنا دیا۔ انہوں نے اسی وقت مہدی سے جا کر یہ بات کہہ دی۔ کہنے لگے بخدا اس نے بڑی خوبی سے اس خدمت سے سبکدوشی اختیار کی۔ اس نے حجاج بن حجاج کی طرح انکار نہیں کیا۔ اس سے مراد عامر بن اسماعیل تھا حسن نے ابراہیم کے ساتھ جہاد پر جانے سے انکار کیا تھا۔ وہ اس پر سخت ناراض ہوئے تھے اور اس کی ساری جائداد ضبط کر لی تھی۔

رشید کو جہاد کیلئے بھیجنا

ابو بدیل بیان کرتا ہے کہ مہدی نے رشید کو جہاد کے لئے بھیجا۔ موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ عبدالملک بن صالح بن علی اور اپنے باپ کے دونوں موالی ربیع اور حسن حاجب کو اس کے ساتھ کیا۔ رشید کے روانہ ہونے کے دو یا تین روز بعد میں مہدی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہنے لگے تم ولی عہد کا ساتھ چھوڑ کر کیوں رہ گئے اور خاص طور پر تم نے اپنے خاص دوستوں ربیع اور حسن کا بھی ساتھ نہیں دیا۔ میں نے کہا جناب والا کے حکم کی بناء پر چونکہ آپ نے مجھے مدینۃ السلام میں ٹھہرنے کا حکم دیا تھا اس لئے میں ان کے ساتھ نہیں گیا۔ اب اگر ارشاد ہو تو میں جانے کے لئے تیار ہوں۔ کہنے لگے اچھا جاؤ۔ اور ولی عہد اور ربیع وحسن سے جا ملو جس بات کی ضرورت ہو بیان کرو۔ میں نے عرض کیا مجھے سفر کے لئے کسی تیاری کی ضرورت نہیں ہے۔ امیر المومنین مجھے رخصت ہونے کی اجازت دیں۔ پوچھا کب جاؤ گے میں نے کہا کل ہی میں ان سے رخصت ہو آیا اور اپنے دوستوں سے جا ملا۔ چھاؤنی میں آ کر میں نے رشید کو دیکھا کہ وہ خیمے سے باہر بلے سے گیند کھیل رہے ہیں اور موسیٰ بن عیسیٰ اور عبدالملک بن صالح دونوں اس پر ہنس رہے ہیں۔

میں نے ربیع اور حسن سے جا کر کہا (ہم ہمیشہ ساتھ رہتے تھے) خدا کرے کہ وہ شخص جس نے تم کو بھیجا ہے اور وہ شخص جس کے ساتھ تم کئے گئے ہو تم کو تمہارے خدمات کی جزائے خیر نہ دے۔ انہوں نے کہا خیر ہے۔ کیا بات ہے میں نے کہا موسیٰ بن عیسیٰ اور عبدالملک بن صالح امیر المومنین کے صاحبزادہ کی ہنسی اڑا رہے ہیں۔ کیا تم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ تم ان دونوں سے ملنے کا ایک خاص دن مقرر کر دو کہ صرف اسی مقررہ دن میں وہ اور دوسرے سرداران فوج ان سے مل سکیں۔ اور جمعہ کا دن ملاقات کے لئے مخصوص کر دیا جائے تا کہ دوسرے دنوں میں کوئی ان کی خدمت میں اجازت کے بغیر نہ آ سکے۔

نوشتہ کی تحریر

اس سفر میں ایک رات ان دونوں نے مجھے بلایا۔ میں ان کے پاس آیا ایک اور شخص ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا مجھ سے کہا کہ یہ عمر بن یزید کا غلام ہے۔ ہمیں اس کے پاس خلفا کے عہد حکومت کا نوشتہ ملا ہے میں نے اس تحریر کو کھول کر پڑھا۔ اور مہدی کی مدت حکومت دیکھی تو اس میں دس سال لکھی ہوئی تھی۔ میں نے کہا تم دونوں سے زیادہ بوالعجب روئے زمین پر شاید کوئی اور نہ ہو۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ اس غلام کی خبر اور اس تحریر کا مضمون پوشیدہ رہے گا اور کسی کو اس کی اطلاع نہ ہو گی انہوں نے کہا ہم ہرگز ایسا خیال نہیں کرتے۔ میں نے کہا تو اب جب کہ امیر المومنین کی عمر اس قدر گھٹ گئی ہے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ تم ہی نے سب سے پہلے خبر مرگ ان کو سنائی۔ یہ سنتے ہی وہ دونوں سرد پڑ گئے۔ وہ تحریر ان کے ہاتھ سے گر پڑی۔ دونوں نے مجھ سے کہا کہ اب بتاؤ کہ کیا کیا جائے۔ میں نے اس غلام سے کہا کہ تم ابھی عنبسہ (اس سے قائل کی مراد وراق الاعرابی مولیٰ آل ابی بدیل تھا) کو میرے پاس بلا لاؤ وہ اسے بلا لایا۔ میں نے اس سے کہا بعینہ اس خط اور کاغذ کے مطابق ایک دوسری تحریر لکھ دو اور اس میں بجائے دس

کے چالیس لکھو۔ اس نے حکم کے مطابق دوسری تحریر لکھی۔ جو اصل سے اس قدر مشابہ تھی کہ اگر میں نے اصل میں دس کا عدد نہ دیکھا ہوتا تو مجھے اصل اور نقل کی شناخت ہی نہ ہو سکتی۔

رومیوں کے خلاف مہم میں فتح

جب مہدی نے اپنے ولی عہد رشید کو رومیوں سے جہاد کے لئے بھیجا تو اس کے ہمراہ خالد بن برمک حسن بن برمک اور سلیمان بن برمک کو بھی بھیجا۔ فوج کا انتظام اخراجات کی نگرانی' سرکاری مراسلات اور خود رشید کے ذاتی کاروبار کا انتظام یہ سب کچھ یحییٰ بن خالد کے متعلق تھا۔ خود مہدی کی جانب سے جہاد میں شریک ہونے کے لئے اس کا حاجب ربیع ہارون کے ساتھ کیا گیا تھا۔ ربیع اور یحییٰ کو خاص اقتدار حاصل تھا۔ ہارون ہر معاملہ میں ان کا مشورہ لیتا اور اسی پر عمل کرتا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کو اس مہم میں بہت سی فتوحات حاصل ہوئیں ان کو بہت مال غنیمت ملا اور ان کی عزت وشوکت میں اضافہ ہوا۔ سالو کی جنگ میں خالد نے جو خدمات انجام دیں۔ وہ کسی دوسرے سے میسر نہ آ سکیں' اس جماعت کا جو منجم تھا اب اس کا نام بھی خالد بن برمک کی خوش بختی کی وجہ سے لوگوں نے برمکی رکھ لیا۔

یحییٰ کا منشی بننا

جب مہدی نے ہارون کو جہاد کے لئے بھیجنے کا ارادہ کیا تو حکم دیا کہ دعوت عباسیہ کے داعیوں کی اولاد میں جو منشی ہوں حاضر کیئے جائیں۔ تا کہ ان میں سے وہ کسی شخص کو ہارون کے ساتھ بھیجنے کے لئے انتخاب کریں اس سلسلہ میں خود یحییٰ بیان کرتا ہے کہ دوسرے منشیوں کے ساتھ میں بھی پیش کیا گیا۔ اور سب تو ان کے سامنے ایک قطار میں کھڑے ہو گئے مگر میں جان بوجھ کر اس جماعت کے عقب میں ہو گیا۔ مجھ سے مہدی نے کہا یحییٰ سامنے آؤ میں سامنے گیا کہا بیٹھ جاؤ۔ میں دوزانو سامنے بیٹھ گیا۔ پھر کہا میں نے اپنی سلطنت کے ارکان داعیان اور حامیوں کی اولاد میں سے اپنے بیٹے ہارون کی معیت ومصاحبت فوج کے انتظام وانصرام اور تمام معاملات سرکاری کی نگرانی کے لئے ایک مناسب شخص کے انتخاب کے لئے کافی غور وخوض کرنے کے بعد تم کو اس لئے اختیار کیا ہے کہ تم اس کے اتالیق رہ چکے ہو اور اس کے خاص آدمی ہو میں نے تم کو اس کا میر منشی اور میر بخشی مقرر کیا۔
یحییٰ کہتا ہے اس حکم کو سن کر میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان کے ہاتھ چوما۔ زادراہ کے لئے انہوں نے ایک لاکھ درہم مجھے عطا کیئے اور اب میں اس فوج سے جا ملا جو اس مہم پر بھیجی گئی تھی۔

عبدالصمد کی برطرفی

ربیع نے سلیمان بن برمک کو کسی معاملہ پر گفتگو کرنے کے لئے مہدی کی خدمت میں ایک وفد کے ہمراہ بھیجا۔ مہدی نے سلیمان اور دوسرے ارکان وفد کی بہت خاطر مدارات کی یہ اس کام سے فارغ ہو کر پھر اپنی جگہ

چلے آئے اس سال جب کہ مہدی اپنے بیٹے ہارون کے ساتھ چلنے کے لئے کچھ دور تک گئے تھے انہوں نے جزیرہ کی نظامت سے عبدالصمد بن علی کو برطرف کر کے اس کی جگہ زفر بن عاصم الہلالی کو مقرر کیا

عبدالصمد کی برطرفی کے اسباب

یہاں کیا گیا ہے کہ اس سفر میں مہدی نے موصل کا راستہ اختیار کیا تھا اس وقت عبدالصمد بن علی جزیرہ کا صوبہ دار تھا۔ جب مہدی موصل سے روانہ ہو کر جزیرہ کے علاقہ میں پہنچے تو عبدالصمد نے نہ ان کا استقبال کیا۔ نہ ان کے ٹھہرنے کے لئے قیام گاہیں تیار کرائیں اور نہ پل۔ اس کی اس بے پروائی سے مہدی کے دل میں اس کی طرف سے عداوت جاگزیں ہوگئی اور جب عبدالصمد ان سے ملنے آیا تو وہ سرد مہری سے اس سے ملے اور بے رخی ظاہر کی۔ عبدالصمد نے بہت سے تحائف نذر گزرانے مگر ان کو مہدی نے قبول نہیں کیا اور عبدالصمد کے پاس واپس بھیج دیئے۔ اب وہ اس سے زیادہ ناراض ہو گئے انہوں نے عبدالصمد کو اپنی قیام گاہوں کی اصلاح اور تیاری کا حکم دیا۔ اس معاملہ میں اس نے بے پروائی برتی اور روپوش ہو گیا۔ اسی طرح اور بھی اس نے ایسی حرکتیں کیں جس سے مہدی کی ناراضگی بڑھتی چلی گئی۔ جب یہ حصن مسلمہ پہنچے تو اسے طلب کیا۔ دونوں میں سخت کلامی ہوئی مہدی نے اسے بہت سخت وسست کہا عبدالصمد نے بھی اس کو برداشت کرنے اور خاموش رہنے کے بجائے ویسے ہی جواب دیئے۔ مہدی نے اسے قید کر دیا اور جزیرہ کی نظامت سے برطرف کر دیا۔ جب تک مہدی اس سفر میں رہے اور واپس آئے وہ قید رہا پھر وہ اس سے خوش ہو گئے۔

زندیقوں کا قتل

عباس بن محمد نے مہدی کے لئے قیام گاہوں کا انتظام کیا۔ جب یہ حلب پہنچے تو ان کو وہاں مقنع کے قتل کی بشارت ملی۔ حلب ہی سے انہوں نے عبدالجبار محتسب کو اس کام پر مقرر کیا کہ اس علاقہ میں جس قدر زندیق ہوں ان کو تلاش کر کے گرفتار کرلائے۔ مہدی وابق میں تھے کہ عبدالجبار نے زندیقوں کو ان کی خدمت میں پیش کیا۔ مہدی نے ایک جماعت کو قتل کر کے سولی دیدی ان کی کچھ کتابیں بھی پیش ہوئیں مہدی نے چھریوں سے ان کو پارہ پارہ کرا دیا۔

فوج کا معائنہ

یہاں انہوں نے فوج کا معائنہ کیا اور پھر اسے جہاد کے لئے کوچ کرنے کا حکم دیدیا۔ ان کے اعزاء میں سے جو لوگ یہاں آ کر ان سے ملے تھے ان کو انہوں نے اپنے بیٹے ہارون کے ساتھ روم سے جہاد کرنے کے لئے بھیج دیا۔ خود بھی اس کے ساتھ درے سے گزر کر جیحان آئے یہاں انہوں نے مہدیہ نام شہر بسایا اور دریائے جیحان پر ہارون کو خیر باد کہا۔

قلعہ کی فتح

اب ہارون نے بڑھ کر رومیوں کے علاقہ میں ایک ہاٹ میں پڑاؤ کیا۔ یہاں سمالو نام ایک قلعہ تھا اڑتیس راتیں اسے محصور رکھا۔ اس کے خلاف منجنیق لگادیں محصورین کو بھوک پیاس کی شدید تکلیف اٹھانا پڑی اور مسلمانوں نے قلعہ کو مسمار کر دیا۔ اور اس طرح اللہ نے یہ قلعہ سر کرایا۔ مسلمانوں کے بھی بہت سے آدمی اس جنگ میں مقتول اور مجروح ہوئے چند شرائط کے ساتھ اہل قلعہ نے ہتھیار رکھے وہ شرائط یہ تھے کہ ان کو قتل نہ کیا جائے گا جلاوطن نہ کیا جائے گا' ان کو اپنوں میں ایک دوسرے سے جدا نہ کیا جائے گا' مسلمانوں نے یہ شرطیں مان لیں اور ان کو پورا کیا۔ اس جنگ میں جو مسلمان شہادت حاصل کر چکے تھے وہ تو کام آئے بقیہ کو ہارون صحیح وسالم دارالسلام واپس لے آیا۔

بیت المقدس جانا

اس سال اور اسی سفر کے دوران مہدی بیت المقدس بھی گئے۔ وہاں نماز پڑھی۔ عباس بن محمد فضل بن صالح علی بن سلیمان اور ان کا ماموں یزید بن منصور اس سفر میں ان کے ساتھ تھے۔

انتظامی تبدیلیاں

اس سال مہدی نے ابراہیم بن صالح کو فلسطین کی ولایت سے برطرف کر دیا تھا مگر یزید بن منصور نے اس کی سفارش کی اور وہ پھر اپنی جگہ بحال کر دیا گیا۔ اس سال مہدی نے اپنے بیٹے ہارون کو تمام مغربی ولایات آذر بیجان اور آرمینیا کا ناظم مقرر کیا۔ ثابت بن موسیٰ کو اس کا افسر مال گذاری اور یحییٰ بن خالد بن برمک کو اس کا میر منشی مقرر کر دیا۔

اس سال زفر بن عاصم جزیرہ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ عبداللہ بن صالح بن علی مقرر ہوا۔ بیت المقدس جاتے ہوئے مہدی کا گزر اس کے پاس ہوا۔ یہاں مقام سلمیتہ میں انہوں نے اس کی جوشان و شوکت دیکھی تو بہت تعجب ہوا اور اس غیر معمولی حالت کو دیکھ کر انہوں نے اسے برطرف کر دیا۔ معاذ بن مسلم کو خراسان کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور اس کے بجائے مسیب بن زہیر مقرر ہوا۔ نیز یحییٰ الحرشی اصبہان کی ولایت سے برطرف کیا گیا اور اس کی جگہ حکم بن سعید مقرر کیا گیا۔ سعید بن دعلج طبرستان اور رویان کی ولایت سے علیحدہ کیا گیا اور اس کی جگہ عمر بن العلاء مقرر ہوا مہلہل بن صفوان جرجان سے علیحدہ کیا گیا اور اس کی جگہ ہشام بن سعید مقرر ہوا۔ علی بن المہدی کی امارت میں حج ہوا۔

اس سال جعفر بن سلیمان یمامہ' مدینہ' مکہ' اور طائف کا عامل تھا۔ کوفہ کا پیش امام اور افسر احداث اسحاق بن الصباح تھا۔ شریک کوفہ کے قاضی تھے' بصرہ اس کے ملحقات ضلع دجلہ' بحرین' عمان' فرص اور اضلاع اہواز اور فارس کا عامل محمد بن سلیمان تھا۔ مسیب بن زہیر خراسان کا ناظم تھا۔ نصر بن محمد بن الاشعث سندھ کا عامل تھا۔

۱۶۴ھ ہجری شروع ہوا
اس سال کے واقعات

روم کی طرف پیش قدمی

اس سال عبدالکبیر بن عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب نے درہ حدث کی راہ سے روم کے علاقہ میں پیش قدمی کی۔ بطریق میخائیل نوے ہزار سپاہ کے ساتھ جن میں بطریق طازاز الارمنی بھی تھا مقابلہ کے لئے آیا۔ عبدالکبیر اس جماعت سے مرعوب ہوگیا۔ اس نے مسلمانوں کو لڑنے سے روک دیا۔ اور پلٹ آیا اس کی اس بزدلی کی سزا میں مہدی اسے قتل کر دینا چاہتے تھے مگر لوگوں نے اس کی سفارش کی اور قتل کے بجائے اسے سرکاری حبس میں قید کر دیا گیا۔

محمد بن سلیمان کی برطرفی

اس سال مہدی نے محمد بن سلیمان کو اس کی جگہ سے برطرف کر کے صالح بن داؤد کو مقرر کیا اور وہ تمام علاقہ جو محمد کے ماتحت تھا۔ اب انہوں نے داؤد کے تحت دیدیا۔ عاصم بن موسیٰ الخراسانی کاتب کو اس کا افسر مال گزاری مقرر کر کے اس کے ساتھ کیا اور حکم دیا کہ حماد بن موسیٰ محمد کے کاتب اور عبیداللہ بن عمرو اس کے نائب اور دوسرے تمام عمالوں کو گرفتار کر کے ان کے حالات کی باضابطہ تحقیقات کرے۔

سفر حج

اس سال مہدی نے عیساباذ الکبریٰ میں کچی اینٹوں کا ایک محل تعمیر کرایا۔ نیز انہوں نے ذیقعدہ میں بروز بدھ میں قصر اسلامیہ کی بنیاد پکی اینٹوں سے رکھی۔ اس کام کے کرنے کے بعد وہ حج کی نیت سے کوفہ چلے' رصافہ کوفہ میں کئی دن قیام کیا۔ پھر وہاں سے حج کے لئے روانہ ہوئے جب عقبہ پہنچے تو ان کو اور ان کے ساتھیوں کو پانی کی قلت محسوس ہوئی اور یہ اندیشہ ہوا کہ یہاں پانی کافی نہ ہوگا۔ علاوہ بریں مہدی کو بخار بھی آ گیا وہ عقبہ سے واپس ہوئے اور پانی کی اس قلت کی وجہ سے یقطین پر جو سفر میں مقامات و منازل کا سربراہ کار تھا سخت ناراض ہوئے۔ واپسی میں آدمیوں اور جانوروں کو پیاس سے اس قدر تکلیف ہوئی کہ قریب تھا کہ سب کے سب ہلاک ہو جائیں۔ اس سال نصر بن محمد بن الاشعث نے سندھ میں وفات پائی۔

عبداللہ بن سلیمان کی معزولی

مہدی نے عبداللہ بن سلیمان کو کسی بات پر ناراض ہو کر یمن کی ولایت سے علیحدہ کر دیا اور جس شخص کو وہاں بھیجا اسے حکم دیا کہ وہ عبداللہ پر مقدمہ چلائے اس کے مال و متاع کی تحقیقات کر کے اس کی فرد قلمبند کر لے۔ جب یہ یمن سے آیا تو اسے ربیع کے پاس قید کر دیا۔ اس اس نے تمام رقم کا اقرار کر لیا جو جواہر اور عنبر کی وجہ سے ان کے ذمہ تھی۔ اور سب ادا کر دیا۔ مہدی نے اسے چھوڑ دیا اور اس کی جگہ منصور بن یزید بن منصور کو یمن کا والی مقرر کیا سال انہوں نے صالح بن ابی جعفر المنصور کو عقبہ سے واپسی میں مکہ بھیجا تا کہ یہ امارت حج کرے چنانچہ اس سال اسی کی امارت میں حج ہوا۔

انتظامی عہدے

جعفر بن سلیمان۔ مدینہ' مکہ' طائف اور یمامہ کا عامل تھا۔ ہاشم بن سعید بن منصور کوفہ کے پیش امام اور افسر احداث تھے۔ شریک بن عبداللہ قاضی کوفہ تھے۔ بصرہ' ضلع دجلہ' بحرین' عمان۔ فرض اور اضلاع اہواز اور فارس کا پیش امام اور افسر احداث صالح بن داؤد بن علی تھا۔ سطیح بن عمر سندھ کا عامل تھا۔ مسیّب بن زہیر خراسان کا ناظم تھا۔ یزید بن حاتم افریقیا کا ناظم تھا۔ یحییٰ الحرشی طبرستان' رویان اور جرجان کا والی تھا۔ دبناوند اور قومس کا عامل فراشتہ مولیٰ امیر المومنین تھا۔ رے پر خلف بن عبداللہ تھا۔ اور بحستان کا عامل سعید بن دعلج تھا۔

۱۶۵ھ ہجری شروع ہوا
اس سال کے واقعات

موسم گرما کی مہم

اس سال ہارون بن محمد المہدی نے موسم گرما میں جہاد کیا اتوار کے دن جب کہ ماہ جمادی الثانی کے ختم ہونے میں گیارہ راتیں باقی تھیں کہ ہارون کو اس کے باپ نے روم کے علاقہ پر جہاد کے لئے روانہ کیا۔ اپنے موالی ربیع کو بھی اس کے ساتھ کر دیا۔ ہارون روم کے علاقہ میں بہت دور تک گھس گیا اور اس نے ماجدہ کو فتح کر لیا۔ نقیطا قومس القوامہ کا رسالہ اس کے مقابلہ پر آیا۔ یزید بن مزید سے اس کا تنہا مقابلہ ہوا۔ اس نے یزید کو گھوڑے سے نیچے اتار دیا پھر نقیطا گرا یزید نے اسے مار مار کر زخموں سے چکنا چور کر دیا۔ تمام روما کی فوج میدان سے اکھڑ گئی یزید نے ان کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا۔ یہاں سے اب وہ دمشق بھودیہ کی طرف بڑھا جو سرحدی جنگی چوکیوں اور استحکامات کا افسر تھا۔ (۹۵۷۹۳)

رومیوں کے معاہدہ کی شرائط

اس مہم میں ہارون کے ساتھ پچانوے ہزار سات سو ترانوے فوجی تھے۔ اس کے اخراجات کے لئے اس کے ساتھ ایک لاکھ چورانوے ہزار چار سو پچاس دینار سرخ اور دو کروڑ دس لاکھ چودہ ہزار آٹھ سو درہم سفید تھے۔ ہارون روم کے علاقہ میں بڑھتے بڑھتے خلیج قسطنطنیہ پہنچا ان دنوں اگستہ الیون کی بیوی روم کی ملکہ تھی کیونکہ اس کا بیٹا ابھی کمسن تھا اس کا باپ اس وقت مر چکا تھا جب کہ یہ لڑکا ابھی گود میں تھا۔ ہارون کے اور اس کے درمیان سلسلہ نامہ و پیام شروع ہوا۔ طرفین کے سفیر ایک دوسرے کے پاس صلح اور آئندہ کے لئے زرِ فدیہ پر امن برقرار رکھنے کے لئے ایک سمجھوتہ کرنے کے لئے آئے گئے۔ ہارون نے اس کی درخواست قبول کر لیا اور اس کے ذمہ یہ شرط عائد کی کہ جو دوستی کا عہد اس نے کیا ہے وہ اسے پورا کرے گی نیز ان کی فوج کی سربراہی کے لئے ضروری اشیاء کے لئے واپسی سفر میں مناسب مقامات پر ہاٹ اور بازار قائم کرادے گی اور رہبر فراہم کرے گی۔

شرائط مقرر کرنے کی وجہ

ان شرطوں کے طے کرنے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ مسلمان ایک سخت و دشوار مقام میں آ گئے تھے اور ان کی سلامتی کا اندیشہ ہو گیا تھا۔ ملکہ روم نے یہ شرائط مان لیں۔ شرائط صلح یہ تھیں کہ ملکہ ہر سال کے ماہ نسیان اول میں ستر ہزار یا نوے ہزار دینار اور اسی قدر ماہ خریدان میں بطور خراج دیا کرے۔ ہارون نے یہ فیصلہ منظور کر لیا۔ ملکہ نے مسلمانوں کے لئے ان کی واپسی میں جا بجا بازار قائم کرا دیے۔ نیز اس نے ہارون کے ہمراہ اپنا ایک خاص سفیر بھی جس قدر ہو سکا سونا' چاندی اور دوسرے تحائف کے ساتھ مہدی کی خدمت میں روانہ کیا۔ اس صلح کے لئے باقاعدہ معاہدہ لکھا گیا۔ تین سال مدت صلح مقرر ہوئی اور جنگی قیدی حوالے کر دیئے گئے۔ ہارون کو اس جہاد میں بالآخر روم کے جزیہ قبول کرنے تک پانچ ہزار چھ سو تینتالیس قیدی ہاتھ آئے تھے۔ اور چون ہزار رومی مختلف لڑائیوں میں مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہو چکے تھے۔ دو ہزار نوے قیدیوں کو ہارون نے بے بس کر کے قتل کیا تھا۔ بیس ہزار سواری کے جانور مع ان کے تمام سامان ضروری سمیت ہاتھ آئے۔ ایک لاکھ گائے اور بکریاں مسلمانوں نے اپنے کھانے کے لئے ذبح کی تھیں۔ ہارون کے ساتھ اس جہاد میں رضا کاروں اور تابعین کے علاوہ ایک لاکھ باقاعدہ معاش یاب سپاہی تھے۔

ملنے والا سامان

اس قدر سامان ملا تھا کہ ایک گھوڑے کی قیمت ایک درہم ہو گئی تھی ایک خچر دس درہم سے کم میں دستیاب ہو جاتا تھا۔ زرہ کی قیمت ایک درہم سے بھی کم تھی اور بیس تلوار ایک درہم میں مل جاتی تھیں۔ مروان بن ابی حفصہ نے اسی واقعہ کے متعلق یہ شعر کہے۔

اطفت بقسطنطنیہ الروم مسنداً

الیھـا الـقـنـا حتـی اکتسـی الـذل سـورہ
ومـا رمتھـا حتـی اتتک مـلـوکھـا
بـجـزیتھـا والـحـرب تـغـلـی قـدورھـا
شدید جنگ کے بعد تو نیزے لیکر قسطنطنیہ کے گرد جا پہنچا
اور تو نے اس کی مضبوط فصیل کو منہدم کرادیا
اور اس کے حکمرانوں کو جزیہ دینا ہی پڑا۔

اس سال خلف رے کی ولایت سے برطرف کردیا گیا اور اس کی جگہ مہدی نے جعفر کے موالی عیسیٰ کو مقرر کیا صالح بن ابی جعفر المنصور کی امارت میں اس سال حج ہوا۔ اس سال تمام ممالک کے عامل وہی لوگ تھے جو گذشتہ سال تھے' البتہ بصرہ کا پیش امام اور افسر احداث اس سال روح بن حاتم تھا اور ضلع وجلہ' بحرین' عمان' کسکر ضلع اہواز اور فارس کا عامل امیر المومنین مہدی کا موالی معلیٰ اس سال عامل تھا اور لیث مہدی کا موالی سندھ کا عامل تھا۔

۱۶۶ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال ہارون اپنی فوج کے ساتھ خلیج قسطنطنیہ سے ماہ محرم کے ختم ہونے سے تیرہ راتیں پہلے واپس آیا۔ نیز رومی سفراء جزیہ لے کر حاضر بارگاہ خلافت ہوئے بیان کیا گیا ہے کہ وہ چونسٹھ ہزار دینار طلائی رومی' دو ہزار پانچ سو دینار طلائی عربی اور تیرہ ہزار رطل نہایت باریک اور نرم اون اپنے ساتھ لائے تھے۔

اس سال مہدی نے موسیٰ بن المہدی ولی عہد کے بعد اپنے دوسرے بیٹے ہارون کے لئے موسیٰ کے بعد اپنے تمام عمائد سے عہد خلافت لیا۔ اور ہارون کا نام رشید رکھا۔

عبیداللہ کی معزولی

اس سال مہدی نے عبیداللہ بن الحسن کو بصرہ کی قضا سے برطرف کر کے ان کی جگہ خالد بن طلیق بن عمران بن حصین کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا مگر ان سے کام نہ چل سکا اور اہل بصرہ نے ان سے استعفیٰ لے لیا۔

اس سال جعفر بن سلیمان مکہ مدینہ اور اس تمام علاقہ کی ولایت سے الگ کردیا گیا جو اس کے سپرد تھے۔

اس سال مہدی یعقوب بن داؤد سے ناراض ہوگئے۔

یعقوب بن داؤد سے مہدی کی ناراضگی

داؤد کا مال ضبط ہونا

علی بن محمد النوفلی بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے یہ واقعہ سنا کہ داؤد بن طہمان (یہی ابو یعقوب بن داؤد ہے) اور اس کے بھائی نصر بن سیار کے کاتب تھے۔ داؤد نصر سے پہلے کسی دوسرے والی خراسان کا کاتب بھی رہ چکا تھا۔ یحییٰ بن زید کے ایام میں جو بات یہ نصر سے سنتا اس کی خبر یحییٰ کو کر دیتا اور اس طرح اسے نصر کی گرفت سے بچاتا رہا۔ خ جب ابو مسلم نے یحییٰ کے خون کے انتقام کے لئے دعوت دیکر خروج کیا اور اس کے قاتلوں کو اور نصر کے ان لوگوں کو قتل کر دیا جنہوں نے یحییٰ کے قتل میں مدد کی تھی تو اب داؤد بن طہمان اس سازو باز کی وجہ سے جو پہلے سے اس سے تھی بے خوف و خطر ابو مسلم کے پاس چلا آیا۔ ابو مسلم نے اسے امان دی اس کی ذات کے متعلق قطعاً کوئی تعارض نہیں کیا۔ البتہ اس جائداد کو ضبط کر لیا جو اس نے نصر کے عہد حکومت میں حاصل کی تھی اس کے علاوہ اس کے دوسرے مکانات اور موروثی جائداد بحال رکھی۔

داؤد کی اولاد کی گرفتاری و رہائی

داؤد کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے بڑے فاضل ادیب اور مورخ نکلے انہوں نے محسوس کیا کہ چونکہ ان کا باپ نصر کا کاتب رہ چکا ہے اس وجہ سے بنی عباس کے دربار میں ان کی کوئی وقعت اور منزلت نہ ہوگی اور اسی خیال سے انہوں نے دربار میں رسوخ حاصل کرنے کا خیال ہی نہیں کیا بلکہ زیدیہ تحریک کی حمایت کا ارادہ کر کے انہوں نے آل حسینؓ سے اپنے تعلقات قائم کیئے۔ تا کہ اگر حکومت ان کو مل جائے تو یہ لوگ پھر مزے کریں۔ اس غرض کی تکمیل کے لئے بارہا یعقوب نے تمام ممالک کا دورہ کیا اور بعض اوقات ابراہیم بن عبداللہ کے ساتھ بھی اس نے محمد بن عبداللہ کی بیعت لینے کے لئے مختلف ممالک کے سفر کیئے' محمد اور ابراہیم کے خروج پر علی بن داؤد نے جو یعقوب نے اپنے چند بھائیوں کے ساتھ ابراہیم کی حمایت میں خروج کیا۔ محمد اور ابراہیم کے قتل کے بعد یہ منصور کی گرفت سے بچنے کے لئے روپوش ہو گئے مگر منصور نے ان کا کھوج نکالا اور یعقوب اور علی دونوں گرفتار ہو گئے۔ منصور نے ان کو سرکاری جیل میں اپنی زندگی بھر قید رکھا۔

ان کے انتقال کے بعد مہدی نے اپنے جلوس کی خوشی میں جہاں اور قیدی رہا کیئے وہاں ان دونوں کو بھی رہا کر دیا۔ ان کے ہمراہ جیل میں اسحٰق بن الفضل بن عبدالرحمٰن بھی قید تھا یہ ہر وقت اس کے اور اس کے ان دوسرے بھائیوں کے ساتھ رہتے جو اسحٰق کے ساتھ قید تھے اس طرح ان میں نہایت گہری اور راسخ محبت پیدا

ہوگئی۔ اسحق بن الفضل بن عبدالرحمن کا یہ خیال تھا کہ خلافت تمام بنی ہاشم میں سب سے زیادہ صالح شخص کے لئے جائز ہے۔ نیز وہ کہا کرتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت صرف بنی ہاشم کیلئے زیبا تھی اور آج بھی وہی اس کے سب سے زیادہ مستحق ہیں اور اس بات کو وہ بار بار کہتا تھا کہ بنی عبدالمطلب میں جو عمر میں سب سے بڑا ہو وہی خلیفہ ہو۔ یہ اور یعقوب اسی خیال کی اشاعت کرتے تھے۔

جب مہدی نے یعقوب کو رہا کر دیا تو اس کے کچھ ہی عرصہ کے بعد مہدی کو عیسیٰ بن زید اور حسن بن ابراہیم بن عبداللہ کو گرفتار کرنے کی فکر ہوئی جوان کی قید سے بھاگ گیا تھا۔ انہوں نے ایک دن کہا کیا اچھا ہو کہ مجھے زیدیہ جماعت کا کوئی ایسا شخص مل جائے جو آل حسن اور عیسیٰ بن زید کو اچھی طرح جانتا ہو۔ اور اسی کے ساتھ وہ فقیہ بھی ہوتا کہ میں اسے فقیہ ہونے کی وجہ سے اپنی مصاحبت میں رکھ لوں اور اس طرح وہ میرے اور آل حسن اور عیسیٰ بن زید کے درمیان ذریعۂ معلومات بن سکے' اس کام کے لئے یعقوب بن داؤد کا نام پیش کیا گیا۔ یعقوب مہدی کی خدمت میں پیش کیا گیا اس وقت مہدی پوستین اور چمڑے کے موٹے موزے پہنے تھے۔ سفید ململ کا عمامہ زیب سر اور ایک موٹی سفید کسا زیب بر تھی۔ مہدی نے اس سے بات چیت کی اور اسے پرکھا تو اسے کامل پایا عیسیٰ بن زید کو دریافت کیا۔

تمام امور یعقوب کے حوالے

یہاں بعض ارباب سیر یہ بیان کرتے ہیں کہ یعقوب نے مہدی سے ان کے اور عیسیٰ بن زید کے درمیان واسطہ بننے کا اقرار کر لیا۔ مگر خود یعقوب اس الزام سے بالکل منکر ہے مگر اس کے باوجود لوگوں کا یہی گمان ہے کہ مہدی کے پاس اس کے تقرب اور رسوخ کا ذریعہ آل علی کی چغلی ہی تھی۔ غرضیکہ اب اس کی منزلت اور رسوخ روز بروز بڑھتا گیا یہاں تک کہ مہدی نے اسے اپنا وزیر مقرر کر کے خلافت کے تمام امور اس کے حوالے کر دئے اس نے اپنے زیدیہ فرقہ کے لوگوں کو دور دور سے بلا کر اطراف و اکناف خلافت میں اہم امور مفید عہدے دیئے۔ دنیا اس کے ہاتھ میں تھی اسی لئے بشار بن برد نے یہ شعر کہے۔

بنی امیة هبوا طال نومكم
ان الخليفة يعقوب ابن داؤد
ضاعت خلافتكم يا قوم فاطلبوا
خليفة الله بين الدف والعود

اے بنی امیہ تم بہت سو چکے
اب تو جاگو اس وقت خلیفہ یعقوب بن داؤد ہے
اے میری قوم والو اپنی ضائع شدہ خلافت کو حاصل کرلو
کیونکہ آج خلیفہ وقت محفل رقص و سماع میں مشغول ہے۔

یعقوب کے اس غیر معمولی اثر و اقتدار کی وجہ سے مہدی کے تمام غلام اس کے دشمن بن گئے اور اب انہوں نے اس کی شکایتیں شروع کیں۔ یعقوب کے اثر کا اندازہ اس واقعہ سے ہوسکتا ہے کہ باوجود سخت دشمنی کے اس نے حسن بن ابراہیم بن عبداللہ کے لئے مہدی سے معافی لے لی۔ اور بیچ میں پڑ کر مکہ میں دونوں کی ملاقات بھی کرادی۔ اس واقعہ سے آل حسن بن علی اس کے طرف سے بدگمان ہوگئے اور اب یعقوب نے محسوس کیا کہ اگر حکومت آل حسن کو مل گئی تو یہ اس میں زندہ بھی نہ رہ سکے گا۔ دوسری طرف اس کی مسلسل شکایتوں کی وجہ سے اس نے یہ بھی دیکھا کہ مہدی اس سے اتنے ناراض ہیں کہ نظر اٹھا کر بھی اسے نہیں دیکھتے وہ اسحٰق بن الفضل کی طرف مائل ہوگیا اور انتظار کرنے لگا کہ کسی طرح اسحٰق کے دن پھریں۔ اب اسحٰق کے خلاف بھی مسلسل شکایتیں مہدی کو موصول ہونے لگیں۔ یہاں تک کہا گیا کہ تمام مشرق اور مغرب یعقوب اور اس کے آدمیوں کے ہاتھ میں ہے۔ اس نے سب سے رابطہ کر کے معاملہ طے کرلیا ہے اگر وہ چاہے تو وہ سب کے سب ایک دن اور ایک وقت میں اس کی تحریر پر اٹھ کھڑے ہوں اور حکومت کو اسحٰق بن الفضل کے لئے اپنے قبضہ میں لے لیں۔ اس خبر سے مہدی کا دل یعقوب کی طرف سے بھر گیا۔

علی بن محمد النوفلی بیان کرتا ہے کہ مجھ سے مہدی کے ایک خادم نے یہ واقعہ بیان کیا کہ وہ ایک دن مہدی کے سرہانے کھڑا ہوا مکھیاں اڑا رہا تھا اتنے میں یعقوب ان کی خدمت میں حاضر ہوا دوزانو بیٹھ گیا اور عرض پرداز ہوا کہ جناب والا کو مصر کے اضطراب کا علم ہے آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ کسی ایسے شخص کی نشاندہی کروں جو وہاں کا انتظام درست کردے۔ عرصہ کے غور کے بعد مجھے ایسا شخص نظر آیا ہے جو اس کام کا اہل ہے۔ مہدی نے پوچھا وہ کون ہے اس نے کہا آپ کا قریبی عزیز اور بھائی اسحٰق بن الفضل۔

اس نام کے سنتے ہی یعقوب نے دیکھا کہ مہدی کا منہ بگڑ گیا ہے یعقوب چپکے سے اٹھ کر چلا گیا مہدی برابر دور تک اسے دیکھتے رہے پھر کہنے لگے اللہ مجھے ہلاک کرے اگر میں اس کا کام تمام نہ کردوں۔ پھر میری طرف دیکھ کر کہا خبردار اس بات کو کسی سے بیان نہ کرنا۔

تمام شاگرد پیشہ اور موالی برابر مہدی کو اس کے خلاف ابھارتے اور شکایتیں کر کر کے ناراض کرتے رہے۔ آخر کار انہوں نے یعقوب کی برطرفی اور محرومی کا ارادہ کرلیا۔

تعلقات کی خرابی کا پہلا سبب

موسیٰ بن ابراہیم المحمودی کہتا ہے کہ ایک مرتبہ مہدی نے بیان کیا کہ خواب میں مجھے یعقوب کی صورت نظر آئی اور اس کے ساتھ یہ سفارش بھی کی گئی کہ میں اسے اپنا وزیر بنالوں۔ جب مہدی نے اسے حالت بیداری میں دیکھا تو کہنے لگے کہ یہی شکل میں نے خواب میں دیکھی تھی انہوں نے اسے اپنا وزیر مقرر کرلیا اور یعقوب کا رسوخ و اقتدار مہدی کی جناب میں بے حد بڑھ گیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد مہدی نے عیسا باذ آباد کیا ان کے ایک منہ لگے خدمتگار نے ان سے کہا کہ احمد بن علی نے مجھ سے یہ بات کہی کہ امیر المومنین نے مسلمانوں کے بیت المال

سے پانچ کروڑ کے خرچ سے اپنے لئے ایک سیر گاہ بنائی ہے۔

اس خدمتگار کی یہ بات تو مہدی کو یاد رہی مگر وہ احمد بن اسمٰعیل کا نام بھول گئے اور بعد میں ان کو یہ گمان رہا کہ یعقوب بن داؤد نے یہ رائے ظاہر کی تھی ایک مرتبہ یعقوب سامنے بیٹھا تھا انہوں نے اسے گود میں اٹھا کر زمین پر دے مارا یعقوب نے کہا امیر المومنین ایسا کیا قصور مجھ سے سرزد ہوا؟ مہدی نے کہا کیا تو نے یہ بات نہیں کہی کہ میں نے اپنی ایک سیر گاہ پر پانچ کروڑ درہم خرچ کر ڈالے۔ اس نے عرض کیا یہ بات میرے دونوں کانوں نے بھی مجھ سے نہیں سنی اور نہ کرام الکاتبین نے اسے لکھا۔ ان کے آپس کے تعلقات کی خرابی کا یہ پہلا سبب تھا۔

عورتوں کے قصے

عورتوں اور جماع کے متعلق مہدی نہایت بیباکی سے فحش اور بیہودہ باتیں یعقوب سے کرتے تھے اور اس بناء پر خود یعقوب بھی عورتوں کے متعلق من گھڑت قصے ان سے آزادی سے بیان کرتا تھا۔ رات کے وقت اس کے مخالفین خلوت میں ان سے اس کی برائیاں کرتے اور یہ اثر لے کر اٹھتے کہ صبح ہوتے ہیں یہ یعقوب کا کام ختم کردینگے۔ اس گفتگو کی اطلاع یعقوب کو بھی ہوجاتی وہ صبح ہی سلام کے لئے حاضر ہوتا اسے دیکھتے ہی مہدی مسکرادیتے اور خیریت دریافت کرتے وہ کہتا جی ہاں سب خیریت ہے۔ کہتے میری عمر کی قسم ذرا بیٹھ جاؤ کچھ باتیں کرو وہ کہتا آج شب میں نے اپنی باندی کے ساتھ بسر کی اور اس سے میری یہ گفتگو ہوئی اس گفتگو کے لئے وہ ایک نیا قصہ بنا کر سناتا۔ اس کے جواب میں مہدی بھی ویسی ہی کوئی بات بیان کردیتے اور اس کے بعد دونوں باہم خوش ہوکر علیحدہ ہوجاتے۔ اس کی اطلاع جب یعقوب کے دراندازوں کو ہوتی تو وہ بڑے متعجب ہوتے کہ مہدی کو یہ کیا ہوگیا ہے۔

ایک مرتبہ کسی کام کے متعلق جسے مہدی کرنا چاہتے تھے یعقوب نے ان سے کہا تھا کہ یہ اسراف ہے۔ مہدی نے کہا کیا کہتے ہو یعقوب اسراف ہی اشراف کو زیبا ہے۔ اگر اسراف نہ ہوتا تو سخی اور بخیل میں امتیاز ہی نہیں ہوسکتا۔

یعقوب کے لئے عطایا

خود یعقوب بن داؤد کہتا ہے کہ ایک دن مہدی نے مجھے بلا بھیجا میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ ایک ایوان میں بیٹھے تھے جس میں تمام گلابی فرش خانہ باغ کے سرو کے درختوں تک بچھا ہوا تھا اس باغ میں اور بھی درخت تھے جن کے سرے ایوان کے صحن کے ساتھ ساتھ مناسب ترتیب میں کھڑے تھے۔ یہ درخت شفتالو اور سیب کے گلابی رنگ کے پھول اور کلیوں سے ڈھکے ہوئے تھے۔ فرش ایوان کے جواب میں ان سب کا رنگ بھی گلابی تھی اس قدر خوبصورت ایوان میری نظر سے نہیں گزرا تھا اسی کے ساتھ ان کے پاس ایک بے مثال خوبصورت باندی بیٹھی تھی جو اپنے حسن قد و قامت و ساخت کے تناسب میں اپنا جواب نہیں رکھتی تھی اس نے بھی گلابی کپڑے

پہن رکھے تھے۔

ان تمام مناسب باتوں نے مجلس کی زیبائش میں انتہائی حسن ولطف پیدا کردیا تھا جس کی نظیر نہیں دیکھی گئی امیر المومنین نے مجھ سے پوچھا ہماری اس مجلس کو تم نے کیسا پایا۔ میں نے عرض کیا نہایت ہی خوب اللہ امیر المومنین کو یہ مبارک کرے کہنے لگے یہ سب کچھ میں تمہیں دیتا ہوں اسے لے جاؤ اور یہ باندی بھی اسی کے ساتھ تم کو دے جاتی ہے تاکہ تم مسرور ہوسکو۔ اس پر میں نے مناسب الفاظ میں ان کو دعا دی۔

یعقوب کو ایک علوی قتل کرنے کا حکم

اس کے بعد مجھ سے کہا کہ مجھے تم سے ایک کام ہے یہ سنتے ہی میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور میں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ امیر المومنین مجھ سے ناراض ہیں۔ میں امیر المومنین کے غضب سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہنے لگے نہیں یہ بات نہیں ہے۔ مجھے ایک ضرورت پیش آ گئی ہے میں چاہتا ہوں تم اسے پورا کرو اور جو تم نے خیال کیا ہے وہ بات نہیں ہے مجھے درحقیقت ایک ضرورت پیش آ گئی ہے میں چاہتا ہوں کہ تم اس کے پورا کرنے کا پختہ اقرار کرلو اور اسے پورا بھی کردو۔ میں نے عرض کیا آپ جو حکم دیں گے میں اس کی بجا آوری کروں گا میں نے یہ اقرار تین مرتبہ کیا پھر کہا اچھا میرے سر کی قسم کھا کر وعدہ کرو۔ میں نے کہا آپ کے سر کی قسم کہا۔ نہیں میرے سر پر ہاتھ رکھ کر پھر اس کی قسم کھاؤ۔ میں نے ان کے سر پر ہاتھ رکھا اور قسمیہ وعدہ کیا کہ آپ جو حکم دینگے میں اس کی بجا آوری کرونگا اور آپ کی حاجت برآری کروں گا۔

یعقوب کی علوی سے گفتگو

جب انہوں نے مجھ سے پکا وعدہ لے لا تو اب کہا کہ فلاں بن فلاں علوی کے متعلق میں چاہتا ہوں کہ تم اسے قتل کر کے مجھے اس کی جانب سے مطمئن کردو اور اس کام کو جلد ہی کر دیا جائے میں نے کہا بہتر ہے۔ اب انہوں نے مجھ سے کہا کہ یہ لیجاؤ میں اس باندی اور اس کے ساتھ اس ایوان میں جس قدر ساز و سامان اور فرش وغیرہ تھا سب اپنے گھر لے آیا اس کے علاوہ ایک لاکھ درہم انہوں نے اور دیئے میں ان ب کو لے کر اپنے گھر آ گیا چونکہ اس باندی کے ساتھ مجھے انتہائی لطف پیدا ہو گیا تھا اس لئے میں نے اسے ایسی جگہ ٹھہرایا کہ میرے اور اس کے درمیان صرف ایک پردہ ہی حاجب تھا میں نے اس علوی کو بلا بھیجا اور اپنے اوپر پورا اعتماد دلا کر اس کا حال پوچھا اس نے چند جملوں میں اپنا حال بیان کر دیا۔ اس سے گفتگو کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ نہایت ہی دور اندیش فریس اور خوش بیان شخص ہے۔ گفتگو کے دوران میں اس نے ایک مرتبہ یہ بھی کہا یعقوب تم کو کیا ہوا ہے کیا تم میرے خون کا بار لئے ہوئے اللہ کے سامنے جاؤ گے یاد رکھو کہ میں فاطمہ بنت محمد کی اولاد میں ہوں۔ میں نے کہا آپ بالکل تردد میں نہ پڑیں بھلا آپ کے لئے میں سوائے بھلائی کے کچھ اور بھی کر سکتا ہوں۔ اس نے کہا اچھا اگر تم میرے ساتھ نیکی کرو گے تو میں تمہارا شکر گزار رہوں گا دعا دوں گا اور تمہارے لئے دعائے مغفرت کروں گا۔ میں

نے کہا اچھا تو آپ کونسا طریقہ آپ اپنے لئے بہتر سمجھتے ہیں اس نے بتایا کہ یہ راستہ بہتر ہے میں نے پوچھا یہاں ایسے کون آپ کے خاص دوست ہیں جن پر آپ کو پورا بھروسہ ہو اس نے ان کے نام بتائے میں نے کہا آپ ان کو بلالیں۔ یہ رقم لیجئے اور ان کے ساتھ اللہ کی حفاظت ونگرانی میں روانہ ہو جائیے۔ مناسب یہ ہے کہ اسی میرے مکان میں ان کو بلائیے اور یہیں سے آپ آج ہی رات ان کے ہمراہ فلاں مقام کو روانہ ہو جائیں۔

واقعہ کی اطلاع مہدی کے پاس

اس باندی نے میری یہ تمام گفتگو سن لی تھی اس نے اپنے ایک خادم کے ذریعہ اس کی اطلاع مہدی کو کردی۔ اور کہلا بھیجا کہ یہ اس شخص نے آپ کو جزا دی ہے جس کو آپ نے اپنے پر ترجیح دی اور سارا قصہ پہنچا دیا۔ مہدی نے اسی وقت اپنے آدمی بھیج کر تمام راستے اور ناکے بند کرادیئے اور ان تمام مقامات کی جن کا ذکر میں نے اور علوی نے اپنی گفتگو میں کیا تھا اپنے پیادوں سے تفتیش شروع کرادی۔ تھوڑی دیر میں سپاہی خود اس علوی اس کے دونوں ساتھیوں اور اس رقم کو اسی صورت میں جس کی اس جاریہ نے نشاندہی کی تھی گرفتار کر کے مہدی کی خدمت میں لے آئے۔

مہدی کا یعقوب کو بلانا

دوسرے دن سویرے مہدی کا ہرکارہ مجھے بلانے آیا میں علوی کے معاملہ سے بالکل خالی الذہن تھا۔ اب میں مہدی کی خدمت میں پہنچا۔ وہ کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے اور ہاتھ میں بیر کی چھڑی تھی مجھ سے کہا یعقوب اس شخص کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف سے امیر المومنین کو راحت دیدی ہے۔ پوچھا گیا میں نے کہا جی ہاں کہا واقعی میں نے کہا اللہ کی قسم وہ مر گیا کہا اچھا اٹھو اور میرے سر پر اپنا ہاتھ رکھ کر میرے سر کی قسم کھاؤ۔ میں نے ان کے سر کی قسم کھائی اب انہوں نے غلام کو حکم دیا کہ ان لوگوں کو سامنے حاضر کرو جو اس کوٹھری میں ہیں اس نے دروازہ کھولا تو وہاں علوی اپنے دونوں ساتھیوں اور رقم کے ساتھ موجود تھا۔ اسے دیکھ کر میرے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور زبان گنگ ہو گئی۔

یعقوب کی گرفتاری

مہدی نے کہا اب اگر میں چاہوں تو میں تجھے قتل کرسکتا ہوں مگر میں قتل تو نہیں کرتا البتہ اسے لیجا کر سرکاری جیل میں قید کردو اور کبھی اس کا تذکرہ میرے سامنے نہ آنے دو میں سرکاری جیل میں قید کر دیا گیا اور اس میں بھی ایک کنویں میں مجھے اتار دیا گیا۔ ایک زمانہ طویل میں نے اس زندان بلا میں گزار دیا۔ مجھے دنوں کا شمار بھی یاد نہ رہا تھا بصارت چلی گئی۔ بال اتنے بڑھ گئے تھے کہ جانوروں کی صورت ہو گئی تھی۔

رہائی

میں اس مصیبت میں دن بسر کر رہا تھا کہ یکا یک مجھے بلا کر باہر نکالا گیا اور لوگ مجھے کہیں لے چلے مجھے علم نہ تھا کہ کہاں لے جا رہے ہیں۔ ایک جگہ پہنچ کر لوگوں نے مجھ سے کہا کہ امیر المومنین کو سلام کر میں نے سلام کیا۔ پوچھا کس امیر المومنین کو سلام کرتے ہو میں نے کہا مہدی کو انہوں نے کہا مہدی پر اللہ نے اپنا رحم کیا میں نے کہا ہادی کو کہا گیا اللہ نے ان پر بھی اپنا رحم کیا۔ میں نے کہا رشید کو انہوں نے کہا ہاں ٹھیک ہے۔ میں نے عرض کیا معلوم ہوتا ہے کہ امیر المومنین کو میرا سارا حال معلوم ہے انہوں نے کہا ہمیں معلوم ہے اور اس کا احساس بھی ہے تم کیا چاہتے ہو میں نے عرض کیا آپ مجھے مکہ مکرمہ میں ٹھہرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں کہا بہتر ہے اس کے علاوہ اور کوئی حاجت ہو تو بیان کرو میں نے کہا اب کوئی لذت باقی ہے نہ تمنا کہا تو مناسب ہے مکہ چلے جاؤ اسی کے بعد میں نے مکہ کی راہ لی یعقوب کا بیٹا بیان کرتا ہے کہ یہ مکہ آ گئے مگر کچھ ہی روز کے بعد وہیں انہوں نے انتقال کیا۔

مہدی کا نبیذ کو ناپسند کرنا

یعقوب بن داؤد سے روایت ہے کہ مہدی نبیذ نہیں پیتے تھے اور اس پرہیز کی وجہ ان کے خیال میں اس کی حرمت نہ تھی بلکہ وہ ان کو پسند نہ تھی۔ البتہ ان کے احباب میں سے عمر بن بزیع، معلّی ان کا مولی مفضل اور تمام دوسرے خدام ان کے سامنے پیتے تھے میں ان کے دوستوں کی اس شراب اور سماع کی مجلسوں میں اس قدر انہماک پر پند کرتا تھا اور کہتا تھا کہ آپ نے مجھے اس لئے وزیر نہیں بنایا ہے کہ میں اس قسم کی صحبتوں میں آپ کی شرکت کروں ایک طرف تو آپ پنجگانہ نماز جامع مسجد میں ادا کرتے ہیں اور دوسری طرف آپ کے سامنے آپ کے مصاحب نبیذ پیتے ہیں اور آپ بھی راگ گانے کی مجلس میں ان کے ساتھ شریک صحبت ہوتے ہیں میری اس نصیحت کا محض وہ یہ جواب دیتے اچھا عبداللہ میں نے تمہاری بات سن لی۔ میں نے ایک دن کہا کہ جناب والا اس سے آپ کی نیکیوں میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا بلکہ جو شخص روزانہ اس نصیحت کو سنتا ہے اس کے دو ہی نتیجے ہیں کہ یا تو اللہ سے اس کی قربت میں اضافہ ہوتا ہے یا اس سے بعد بڑھتا جاتا ہے۔

یعقوب کا اپنی معزولی کیلئے خلیفہ سے درخواست دینا

یعقوب کا بیٹا راوی ہے کہ میرے باپ مہدی کو برابر نبیذ پلانے اور گانا سننے سے روکتے رہے یہاں تک کہ اب مہدی کو ان کی نصیحت ناگوار گزرنے لگی اور وہ اس سے تنگ آ گئے دوسری طرف خود یعقوب اپنی بات کے بگڑ جانے سے برداشتہ خاطر تھے انہوں نے اللہ سے اپنا معاملہ رجوع کیا اور اس بات کا تہیہ کر لیا کہ وہ اپنی خدمت سے سبک دوش ہو جائیں گے۔

یعقوب کہتا ہے کہ اس خیال سے میں نے ایک دن مہدی سے آ کر کہا کہ امیر المومنین بخدا جس منصب جلیلہ پر میں ہوں اس سے شراب پینا بہتر ہے کہ ایک نہ ایک دن میں شراب سے اللہ کے دربار میں توبہ تو کر لوں گا

میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے اس عہدے سے سبکدوش فرمادیں۔ اور اگر میری کوئی خطا سرانجام امور میں پیش نظر ہو تو اسے معاف کردیں اور جسے چاہیں میری جگہ مقرر کرلیں۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ میرے اور میری اولاد کے دوستانہ مراسم آپ سے ہمیشہ قائم رہیں۔ آپ نے تمام اہم معاملات میرے سپرد کردیئے ہیں فوجوں کی معاش کی سربراہی میرے متعلق ہے یہ اس قدر بار عظیم ہے کہ مجھے نیند نہیں آتی اور میں آپ کی دنیا کی خاطر اپنی آخرت فروخت کرنا نہیں چاہتا کہ یہ سب ذمہ داریاں اپنے سر لوں میری اس گزارش پر وہ کہتے اے اللہ تو اسے معاف کردے۔ اور اس کے قلب کی اصلاح کردے اس پر ان کے شاعر نے یہ شعر کہا۔

فدع عنک یعقوب بن داؤد جانبا
و اقبل علی صهبا طيبة النشر

: تو داؤد کی طرف سے منہ پھیر لے
اور شراب لے جس کی مہک دور تک ہے۔

یعقوب کے بیٹے کے لئے عطا

ابن سلام سے روایت ہے کہ اپنے مقام ضعف کے قیام کے وقت مہدی نے یعقوب بن داؤد کے بیٹے کو ایک باندی عطا کی چند روز کے بعد مہدی نے اس کو دریافت کیا اس نے عرض کیا کہا میر المومنین اس ایسی میری نظر سے نہیں گذری کوئی دوسری عورت میرے تصرف میں ایسی نہیں آئی کہ جس سے مجھے ایسی لذت حاصل ہوئی ہو یا اس نے اس قدر اپنی تکلیف کا اظہار کیا ہو اور میرا کہا مانا ہو۔ اس جملہ کو سن کر مہدی نے یعقوب کی طرف دیکھا اور کہا کہو اس جملہ کا اشارہ کس طرف ہے میری طرف یا تمہاری طرف یعقوب نے کہا احمق کو ہر بات سے بچایا جاتا ہے مگر اس کے نفس سے نہیں بچایا جاسکتا۔

یعقوب کا بیمار ہونا

علی بن محمد النوفلی اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ یعقوب روزانہ رات کے وقت مہدی سے خلوت میں ملاقات کرتا تھا اور وہ پھر دونوں رات گئے تک باتیں کرتے رہتے۔ اسی طرح وہ ایک رات اس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا باتوں میں بہت رات گذر گئی۔ اس وقت وہ ان کے پاس سے رخصت ہو کر باہر آیا وہ ہاشمی رنگی ہوئی طلیسان پہنے تھا یہ تھوڑا اگنجا تھا طلیسان میں اس قدر کلف تھا کہ اس میں سے رف رف کی آواز آتی تھی اس کا غلام اس کے شہبا گھوڑے کی لگام پکڑے تھا نیند کی وجہ سے غافل تھا۔ یعقوب اپنے لبادہ کو برابر کرنے لگا اس میں کلف کی آواز ہوئی۔ گھوڑا بھڑک گیا۔ یہ غفلت میں اپنے لبادہ کو برابر کرتا ہوا گھوڑے کے قریب جا پہنچا اور سوار ہونے کے لئے اسے پیچھے ہٹانے لگا گھوڑے نے یعقوب کی پنڈلی پر ایک ایسی لات ماری کے وہ ٹوٹ گئی یعقوب نے زور سے ایک ایسی چیخ ماری کہ اسے مہدی نے بھی سنا وہ ننگے پاؤں اپنی خواب گاہ سے برآمد ہوئے اور اس کی چوٹ کو دیکھ

کر اس قدر بے قرار ہو گئے کہ خود بھی جزع فزع کرنے لگے پھر کرسی پر بٹھا کر اسے اس کے گھر بھجوایا۔ صبح ہوتے ہی اس کی عیادت کو گئے اس واقعہ کی اطلاع عام ہوئی تمام لوگ یعقوب کی عیادت کو گئے تین دن مسلسل مہدی اس کی عیادت کے لئے جاتے رہے۔ اس کے بعد روزانہ آدمی کے ذریعہ خیریت دریافت کرا لیتے۔

یعقوب کی گرفتاری

اس حادثہ کی وجہ سے جب یعقوب دربار میں حاضر نہ ہو سکا تو اب اس کے مخالفوں کو اس کی شکایت کرنے کا بہترین موقع ہاتھ آ گیا اس حادثہ کو دس دن بھی گزرنے نہ پائے تھے کہ مہدی اس سے برہم ہو گئے اسے اب یوں ہی اپنے مکان میں علاج کے لئے چھوڑ دیا۔ اور اپنے تمام مصاحبوں میں اعلان کر دیا کہ اب کوئی شخص یعقوبی عبا اور ٹوپی نہ پہنے جو پہنے پایا جائے گا اس کے کپڑے اتار لئے جائیں گے۔ نیز انہوں نے یعقوب کو نصر کی قید میں محبوس کر دیا۔ اس کے بعد ان کے حکم سے یعقوب کے تمام مقرر کردہ عمال اطراف و اکناف سلطنت میں برطرف کیئے گئے نیز ان کے حکم سے اس کے تمام گھر والے گرفتار کر کے قید کر دیئے گئے۔

یعقوب اور اسحاق پر تشدد

جب یعقوب بن داؤد اور اس کے گھرانے والے قید کر دیئے گئے اور اس کے مقرر کردہ تمام عمال موقوف ہو کر متفرق ہو کر چھپ گئے تو ایک روز مہدی سے یعقوب اور اسحاق ابن الفضل کا واقعہ بیان کیا گیا۔ مہدی نے ایک رات دونوں کو دربار میں طلب کیا اور یعقوب سے سوال کیا کہ کیا تم نے مجھ سے یہ بات نہیں کہی تھی کہ یہ اسحاق اور اس کے خاندان والے دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ خلافت کے ہم سے زیادہ مستحق ہیں اور ان کو ہمارے مقابلے میں بزرگی سن حاصل ہے۔ یعقوب نے کہا کہ میں نے آپ سے کبھی یہ بات نہیں کی مہدی نے کہا اب تم مجھے جھٹلاتے ہو اور میری بات کی تردید کرتے ہو مہدی نے درے طلب کیئے اور ان سے بارہ ضربیں نہایت سخت ماریں اور پھر جیل خانہ بھیج دیا۔

اب اسحاق نے مہدی سے حلفیہ کہا کہ میں نے ہرگز یہ بات نہیں کہی تھی اور نہ یہ میری شان ہے کہ ایسی بات زبان سے نکالوں۔ آپ خود ہی غور کریں کہ یہ بات میں کیسے کہہ سکتا ہوں۔ میرا دادا زمانہ جاہلیت میں مر چکا تھا اور آپ کے والد بزرگوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی باقی تھے اور وہی ان کے وارث تھے۔ یہ سن کر مہدی نے حکم دیا کہ اسے نکال دو۔ دوسرے دن صبح کو مہدی نے یعقوب کو دوبارہ طلب کیا اور پھر وہی بات کہی جو گذشتہ میں کہی تھی اس نے کہا کہ ذرا مہلت دیجئے۔ میں ابھی آپ کو یاد دلاتا ہوں آپ باغ میں دریا کے کنارے چوبی بنگلہ میں قیام پذیر تھے میں آپ کے ساتھ تھا اس وقت ابو الوزیر حاضر ہوا تھا (راوی کہتا ہے کہ یہ شخص یعقوب کا اس طرح داماد تھا کہ صالح بن داؤد کی بیٹی اس کی بیوی تھی) اس نے یہ بات آپ سے کہی تھی کہ اسحاق اس بات کا مدعی ہے۔ مہدی نے کہا ہاں اب مجھے یاد آیا تم سچے ہو پھر انہوں نے کل کی مار پر اس سے معذرت چاہی مگر

پھر جیل میں بھیج دیا۔ مہدی اور موسیٰ کے تمام عہد میں وہ اسی طرح قید میں پڑا رہا البتہ جب رشید خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اس رجحان کی وجہ سے جو یعقوب کو ان کے ساتھ ان کے باپ کے زمانہ میں تھا اسے رہا کر دیا۔

دیگر مختصر واقعات

اس سال موسیٰ الہادی جرجان روانہ ہوئے اور انہوں نے ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم کو جرجان کا قاضی مقرر کیا۔ اس سال مہدی نے عیساباذ میں آ کر سکونت اختیار کی۔ یہی قصر اسلامہ ہے۔ دوسرے تمام لوگ بھی ان کے ساتھ یہیں قیام پذیر ہو گئے نیز یہاں انہوں نے درہم و دینار تیار کیے۔

اس سال مہدی کے حکم سے پہلی مرتبہ مدینہ سے مکہ مکرمہ اور یمن تک خچروں اور اونٹوں کے ذریعہ باقاعدہ سلسلہ رسل و رسائل قائم کیا گیا۔

اس سال میتب بن زہیر کے خلاف خراسان میں شورش ہوگئی۔ مہدی نے فضل بن سلیمان الطوسی ابوالعباس کو خراسان کا ناظم مقرر کیا اور خراسان کے ساتھ سجستان بھی اس کے تحت دیدیا۔ فضل نے مہدی کے حکم سے تمیم بن سعید بن دعلج کو سجستان پر اپنا نائب مقرر کیا۔

اس سال داؤد بن روح بن حاتم۔ اسماعیل بن سلیمان بن مجالد محمد بن ابی ایوب المکی اور محمد بن طیفور زندقہ کے الزام میں گرفتار کیے گئے انہوں نے اعتراف جرم کیا مہدی نے ان سے توبہ لی اور چھوڑ دیا۔ داؤد بن روح کو اس کے باپ روح کے پاس بھیج دیا جو ان دنوں بصرہ کا عامل تھا بھیج دیا اور اس کی اصلاح کی بھی ہدایت کی۔

اس سال الوضاح الشروی' عبداللہ بن عبیداللہ الوزیر کو (یہی معاویہ بن عبداللہ الاشعری ہے) یہ شامیوں میں تھا پکڑ کر دربار میں لایا۔ ابن شبابہ ہمیشہ اس کی شکایت کرتا تھا اس پر بھی زندقہ کا الزام تھا۔ ہم اس کے واقعہ اور قتل کی کیفیت پہلے بیان کر چکے ہیں۔

اس سال ابراہیم بن یحییٰ بن محمد مدینہ رسول کا عامل مقرر ہوا اس سال طائف اور مکہ کا عامل عبداللہ بن قثم تھا۔ اس سال مہدی نے منصور بن یزید بن منصور کو یمن کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ عبداللہ بن سلیمان الربعی کو مقرر کیا۔

اس سال مہدی نے عبدالصمد بن علی کو اپنی قید سے چھوڑ دیا۔ اس سال ابراہیم بن یحییٰ بن محمد کی امارت میں حج ہوا۔ عامل کوفہ ہاشم بن سعید تھا اور عامل بصرہ روح بن حاتم تھا۔ خالد بن طلیق بصرہ کے قاضی تھے۔ دجلہ' کسکر' متعلقات بصرہ' بحرین اضلاع اہواز فارس اور کرمان کا عامل معلّی امیر المومنین کا مولیٰ تھا۔ مصر کا والی ابراہیم بن سلیمان تھا۔ یزید بن حاتم افریقہ کا والی تھا۔ یحییٰ الحرشی طبرستان' رویان اور جرجان کا والی تھا۔ فراشہ امیر المومنین کا مولیٰ دنباوند اور قومس کا والی تھا اور سعد امیر المومنین کا مولیٰ رے کا والی تھا اس وقت صلح کی وجہ سے جو روم سے ہو چکی تھی اس سال مسم گرما میں کوئی مہم جہاد کے لئے نہیں بھیجی گئی۔

۱۶۷ھ ہجری شروع ہوا
اس سال کے واقعات

طبرستان کی مہم

اس سال مہدی نے اپنے بیٹے موسیٰ کو ایک زبردست فوج کے ساتھ جو بے نظیر ساز وسامان سے آراستہ تھی۔ طبرستان کے رؤسا ونداہر مزاور شروین سے لڑنے جرجان روانہ کیا۔ اس مہم کو بھیجتے وقت انہوں نے ابان بن صدقہ کو موسیٰ کا وقائع نویس مقرر کیا۔ محمد بن جمیل کو منصرم فوج، نفیع منور کے مولیٰ کو اس کا حاجب، علی بن عیسیٰ بن ماہان کو اس کا محافظ اور عبداللہ بن حازم کو اس کا کوتوال مقرر کر کے ساتھ بھیجا۔ موسیٰ نے ونداہر مزاور شروین کے مقابلہ کے لئے یزید بن مزید کی قیادت میں فوجیں روانہ کیں اس نے ان کا محاصرہ کر لیا۔

عیسیٰ کا انتقال اور اسکے بیٹے کا نماز جنازہ پڑھانا

اس سال عیسیٰ بن موسیٰ نے کوفہ میں انتقال کیا۔ اس وقت روح بن حاتم کوفہ کا عامل تھا۔ یہ جنازہ میں شریک ہوا۔ لوگوں نے کہا آپ امیر ہیں آپ نماز پڑھائیں۔ اس نے کہا کہ کاش اللہ ایسا نہ کرتا کہ روح کو عیسیٰ کی نماز جنازہ پڑھانی پڑتی۔ مناسب یہ ہے کہ ان کا سب سے بڑا بیٹا نماز پڑھائے۔ عیسیٰ کے لڑکوں نے اس سے انکار کیا مگر اس نے بھی اپنے انکار پر اصرار کیا۔ بالآخر عباس بن عیسیٰ نے بڑھ کر اپنے باپ کی نماز جنازہ پڑھی۔

مہدی کی روح پر ناراضگی

مہدی کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی روح پر غصہ ہوا اور اسے لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے عیسیٰ کی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کیا۔ تم اپنے باپ یا دادا کی وجہ سے نماز کے لئے مدعو نہیں کئے گئے تھے۔ اگر میں خود وہاں ہوتا تو میں خود پڑھاتا اور جب میں نہ تھا تو سرکاری عہدہ دار اور میرے نمائندہ کی حیثیت سے تم ہی کو نماز پڑھانا تھی۔ اس واقعہ کی وجہ سے انہوں نے اس کے حسابات کی تنقید کا حکم دیا۔ نماز اور انتظام سلطنت کے ساتھ کوفہ کی مال گزاری کا اہتمام بھی اسی کے متعلق تھا۔ اگر چہ جب عیسیٰ نے وفات پائی اس وقت تک مہدی اس سے اور اس کے بیٹوں سے ناراض چلے آتے تھے، مگر اس کی جلالت شان کی وجہ سے اس کے خلاف کسی کارروائی کی انہوں نے جرات نہیں کی۔

زندیقوں کے خاتمے کی کوششیں

اس سال مہدی نے زندیقوں کے خاتمے میں بڑی سرگرم کوشش شروع کی تمام اطراف واکناف دنیائے اسلام میں ان کی تفتیش کی اور قتل کرادیا عمر الکلوازی کو اسی کام پر متعین کیا۔ اسی سلسلہ میں منصور کے کاتب یزید بن الفیض کو گرفتار کیا گیا۔ چونکہ اس نے اعتراف جرم کرلیا۔ اپنے محض قید کی سزا دی گئی مگر یہ کسی طرح قید سے فرار ہوگیا اور پھر گرفتار نہ کیا جا سکا۔

انتظامی تبدیلی

اس سال مہدی نے ابوعبیداللہ معاویہ بن عبیداللہ میر منشی کو اس وجہ سے برطرف کردیا کہ یہ امیر المومنین کے اختیارات' ناجائز طور پر استعمال کرنے لگا تھا۔ مہدی نے اس کی جگہ ربیع اپنے حاجب کو میر منشی مقرر کیا اس نے سعید بن واقد کو اس عہدہ پر اپنا نائب مقرر کیا۔

کھانسی کی وبا

اس سال بغداد اور بصرہ میں سخت متعدی کھانسی بزلہ پھوٹ پڑا جس سے ہزاروں جانیں ضائع ہوئیں۔
اس سال ابان بن صدقہ موسیٰ کے وقایع نگار نے جرجان میں انتقال کیا مہدی نے اس کی جگہ ابوعبیداللہ کے مددگار ابوخالد الاحول یزید کو موسیٰ کے پاس بھیج دیا۔

مسجد الحرام میں توسیع

اس سال مہدی کے حکم سے مسجد الحرام میں توسیع کی گئی۔ بہت سے مکانات اس میں شامل کئے گئے یہ تعمیر جدید تقطین بن موسیٰ کے زیر اہتمام ہوتی رہی۔ تعمیر جاری تھی کہ مہدی نے وفات پائی۔

یحییٰ کی معزولی

اس سال یحییٰ الحرشی طبرستان رویان اور دوسرے ان علاقوں کی ولایت سے جو اس کے سپرد تھے علیحدہ کردیا گیا۔ اور اس کی جگہ فراشر مہدی کا مولیٰ مقرر کیا گیا اس سال ذی الحجہ الحرام کے ختم میں چند راتیں باقی رہ گئی تھیں کہ ایک روز ایسا سخت کہرا چھایا کہ دنیا اندھیر ہوگئی پھر بہت دیر کے بعد آفتاب طلوع ہوا۔ اس وقت صلح کی وجہ سے جو روم اور مسلمانوں کے درمیان ہو چکی تھی اس سال بھی موسم گرما میں کوئی جہادی مہم نہیں بھیجی گئی۔

حج

ابراہیم بن یحییٰ عامل مدینہ کی امارت میں حج ہوا۔ یہ حج سے فارغ ہو کر مدینہ آ گیا مگر آنے کے چند ہی

روز بعد اس کا انتقال ہوگیا اور اس کی جگہ اسحٰق بن عیسی بن علی مدینہ کا والی مقرر کیا گیا۔

اس سال عقبہ بن سلیم النہائی کو عیسا باذ میں جبکہ وہ عمر بن بزیع کے مکان میں تھا کسی نامعلوم شخص نے خنجر سے ہلاک کر دیا۔

انتظامی عہدے

اس سال عبیداللہ بن القثم مکہ اور طائف کا عامل تھا۔ سلیمان بن یزید الحارثی یمن کا والی تھا عبداللہ بن مصعب الزبیری یمامہ کا عامل تھا۔ روح بن حاتم کوفہ کا والی تھا انتظام ملک اور امامت صلوٰۃ اس کے متعلق تھی۔ اسی طرح محمد بن سلیمان بصرہ کا والی اور امام تھا۔ عمرو بن عثمان الیمتی بصرہ کے قاضی تھے۔ اضلاع دجلہ کسکر متعلقات بصرہ بحرین عمان، اور اضلاع اہواز، فارس اور کرمان کا والی المعلّی مہدی کا مولی تھا۔ فضل بن سلیمان الطوسی خراسان اور سجستان کا ناظم اعلیٰ تھا موسیٰ بن مصعب مصر کا والی تھا۔ یزید بن حاتم افریقیا کا والی تھا طبرستان اور رویان پر عمر بن العلا تھا، جرجان، دنباوند اور قومس کا والی فراشہ مہد کا مولی تھا۔ رے پر سعد المومنین کا مولی عامل تھا۔

۱۶۸ھ ہجری شروع ہوا
اس سال کے واقعات

اس سال کے ماہ رمضان میں رومیوں نے اس صلح کو توڑ دیا جو ان کے اور ہارون کے درمیان طے پائی تھی۔ صلح کے انعقاد کے پہلے دن سے نقیض تک پورے بتیس ماہ گزر رہے تھے۔ علی بن سلیمان والی جزیرہ اور قنسرین نے یزید بن بدر بن البطال کو ایک سریہ کے ساتھ رومی علاقے پر غارت گری کے لئے بھیجا اس مہم نے بہت سی غنیمت اور فتوحات حاصل کیں۔

اس سال مہد نے سعید الحرشی کو چالیس ہزار فوج کے ساتھ طبرستان بھیجا۔

اس سال عمر الکلواذی زندیقوں کے محتسب نے انتقال کیا اور اس کی جگہ حمدویہ محمد بن عیسی جو اہل میسان سے تھا مقرر کیا گیا۔

اس سال مہد نے زندیقوں کو بغداد میں قتل کیا۔ نیز انہوں نے اپنے خاندان کے انساب اور روایات کے دفتر کو دمشق سے مدینے منتقل کر دیا۔

اس سال مہدی نہر الصلہ واقعہ زیرین واسط آئے اسے نہر الصلہ اس لئے کہتے ہیں کہ مہدی کا ارادہ تھا کہ اس کی تمام آمدنی اپنے رشتہ داروں کو جاگیر میں دے دیں اور اس طرح ان سے صلہ رحمی کریں۔

اس سال مہدی نے عمر بن بزیع کے اوپر علی بن یقطین کو دفتر بندوبست کا ناظم مقرر کر دیا۔ سب سے پہلے اسی نے مہد کی خلافت میں اس محکمہ کو قائم کیا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ جب بہت سے استاد اس کے پاس

جمع ہوئیں تو اس نے سوچا کہ جب تک ان سب کا با قاعدہ دفتر میں داخلہ نہ ہو وہ نہ یاد رہ سکتی ہیں۔ اور نہ اس پر باضابطہ کارروائی کی جاسکتی ہے۔ اس خیال سے اس نے دفتر دیوانی بنایا اس کے مختلف شعبے قائم کئے ہر شعبہ کو ایک ایک شخص کی نگرانی میں دیا۔ چنانچہ مال گزاری سے متعلق اسناد کے دفتر کا افسر اسماعیل بن صبیح تھا۔ اسناد کا ایسا کوئی دفتر بنی امیہ کے عہد میں نہ تھا۔ اس سال علی بن محمد المہدی ابن ریطہ کی امارت میں حج ہوا۔

۱۶۹ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال ماہ محرم میں مہدی ماسبذان روانہ ہوئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ اپنے آخر مدت میں مہدی کا ارادہ ہوگیا تھا کہ وہ اپنے بیٹے ہارون کو اپنے بیٹے موسیٰ الہادی پر مقدم کردیں۔ ہادی اس وقت جرجان میں تھا۔ مہدی نے اپنے بعض خاندان والوں کو اس غرض سے اس کے پاس بھیجا کہ وہ بیعت کے معاملہ کا تصفیہ کردے اور رشید کو اپنے اوپر مقدم کردے مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ اس پر مہدی نے اپنے ایک مولی کو اس کے پاس بھیجا۔ ہادی نے ان کے پاس آنے سے انکار کردیا اور قاصد کو مارا۔ اس بنا پر خود مہدی اس سے ملنے جرجان روانہ ہوگئے مگر اثناء راہ میں ان کو حادثہ پیش آگیا۔ علی بن یقطین نے مہدی سے درخواست کی کہ کل صبح کا کھانا آپ میرے ساتھ تناول فرمائیں انہوں نے وعدہ کرلیا۔ مگر پھر نہ معلوم ان کے دل میں کیا آئی کہ ماسبذان جانے کے لئے بالکل تیار ہوگئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی چیز ان کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ علی نے عرض کیا کہ جناب والا نے تو کل کے لئے میری دعوت قبول کی تھی۔

انہوں نے کہا کہ دعوت کا کھانا نہروان لے آؤ' علی کھانا لے گیا مہدی نے نہروان میں صبح کا کھانا کھایا اور وہاں سے روانہ ہوگئے۔

مہدی کی وفات

ان کی سبب موت میں اختلاف ہے۔ واضح مہدی کا داروغہ بیان کرتا ہے کہ وہ باسندان کے قریہ زد میں شکار کے لئے گئے، میں عصر کے بعد تک ان کے ساتھ تھا اس کے بعد میں اپنے خیمہ میں چلا آیا میرا خیمہ ان کے خیمہ سے فاصلہ پر تھا علی صباح نوبت مقرر کرنے کیلئے میں سوار ہوکر صحرا میں گزر رہا تھا۔ میں تنہا تھا میرا غلام اور دوسرے آدمی پیچھے رہ گئے تھے۔ اس وقت مجھے ایک برہنہ حبشی کجاوہ کی کاٹھی پر سوار نظر پڑا۔ اس نے میرے قریب آکر مجھ سے کہا۔ ابوسہل اللہ تمہارے آقا امیر المومنین کی موت کا تم کو اجر دے۔ میرا ارادہ ہوا کہ اس کے چابک ماروں مگر وہ میری آنکھوں سے اوجھل ہوگیا۔ میں قناتوں کے قریب آیا۔ مسرور سامنے آیا اور اس نے کہا اللہ

تمہارے آقا امیر المومنین کی موت کا تم کو اجر دے۔ اب میں ان کے مقام میں داخل ہوا۔ دیکھا وہ اپنے خیمہ میں مردہ پڑے ہیں۔ میں نے لوگوں سے کہا کہ کیا بات ہوئی عصر کے بعد میں تم سے جدا ہوا ہوں اس وقت تک وہ بالکل ہشاش اور تندرست تھے۔ آخر ہوا کیا۔ مسرور نے کہا شکاری کتوں نے ایک ہرن کا پیچھا کیا وہ بھاگتے بھاگتے ایک ویران مکان کے دروازے میں گھس گیا۔ کتے بھی اس کے پیچھے اس میں درآئے ان کے پیچھے امیر المومنین کا گھوڑا بھی اس میں داخل ہوا۔ دروازہ اس قدر چھوٹا تھا کہ ایک دم گھسنے میں ان کی ریڑھ ٹوٹ گئی اور وہ اسی وقت جاں بحق ہو گئے۔

دوسری روایت

علی بن ابی نعیم المروزی کہتا ہے کہ مہدی کی ایک باندی نے اپنی ایک سوکن کو زہر آلود کھیس بھیجی۔ مہدی اس وقت عیسا باذ سے چل کر ایک باغ میں بیٹھے ہوئے تھے اس کھیس کو منگوا کر اس میں سے کچھ کھایا اور اس جاریہ نے خوف کی وجہ سے اس بات کا اظہار نہیں کیا کہ اس میں زہر ملا ہے۔

تیسری روایت

احمد بن محمد الرازی کہتا ہے کہ مہدی یاسندان کے قصر کے ایک کوٹھے پر بیٹھے تھے۔ جہاں سے تمام نیچے کا حصہ نظر آتا تھا۔ اس کی باندیہ حسنہ نے دو بڑی بڑی ناشپاتیاں تراش کر ایک قاب میں رکھیں ان میں جو اعلیٰ تھی اس میں زہر ملا دیا اور پھر دونوں کو اچھی طرح ملا کر عمدہ ناشپاتی کے ٹکڑے قاب کے اوپر رکھے۔ مہدی کو ناشپاتی بہت مرغوب تھی پر اس نے اپنی خادمہ کے ہاتھ وہ ناشپاتیاں مہدی کی ایک دوسری باندی کو جسے وہ بہت چاہتے تھے تا کہ اس کا کام تمام ہو وہ خادمہ اس قاب کو لئے ہوئے مہدی کے سامنے سے گزری مہدی نے جب دیکھا کہ خادمہ ناشپاتیاں کہیں لئے جارہی ہے اس نے اسے بلایا اور جو مسموم ناشپاتیاں کہیں لئے جارہی ہے اس نے اسے بلایا اور جو مسموم ناشپاتی قاب کے اوپر تھی اس کو اٹھا کر کھا لیا وہ معدہ میں پہنچی تھی کہ مہدی نے چیخ ماری حسنہ نے بھی آواز سنی اور جب اسے واقعہ کی اطلاع ہوئی تو وہ اپنا منہ پیٹتی روتی ہوئی آئی۔ کہنے لگی میں نے تو چاہا تھا کہ آپ صرف میرے ہور ہیں۔ یہ کیا ہوا کہ میں نے ہی آپ کو ہلاک کر دیا۔ مہدی نے اسی دن انتقال کیا۔

عبداللہ بن اسمٰعیل مہتمم سواری کہتا ہے کہ جب ہم باسندان آئے تو میں نے قریب جا کر ان کے گھوڑے کی باگ تھام لی اس وقت وہ بالکل اچھے تھے کوئی بیماری نہ تھی۔ دوسری صبح معلوم ہوا کہ وہ انتقال کر گئے۔ حسنہ اس وقت ان کے پاس سے اپنے خیمہ میں واپس آ گئی تھی۔ میں نے دیکھا کہ اس کا خیمہ ماتم میں سیاہ کمبل پوش ہے۔ اس پر ابو العتاہیہ نے یہ شعر کہے۔

احسن فی العرشی و اصبحن علیھن المسوح
کل مظاح من الدھر یوم نطوح

لست بالباقی ولو عمرت ما عمر نوح
فعلی نفسک ان کنت لا بد تنوح

ان عورتوں نے رات لباس فاخرہ اور سہاگ میں بسر کی
اور انہیں کو صبح کے وقت ماتمی لباس پہننا پڑا۔
ہر زبردست ٹکر مارنے والے کو ایک دن زمانہ اپنی ٹکر سے گرا دیتا ہے
باوجودیکہ تجھ کو عمر نوح حاصل ہو پھر بھی بقا نہیں اس لئے رونے کے
بغیر چارہ نہیں تو اپنے اوپر نوحہ کر۔

ایک دوسرے سلسلہ سے علی بن یقطین کہتا ہے کہ ہم سب باسندان میں مہدی کے ہمراہ تھے ایک دن صبح کو انہوں نے کہا مجھے بھوک معلوم ہوتی ہے۔ چند روٹیاں اور باسی گوشت جس میں سرکہ پڑا ہوا تھا پیش کیا گیا اسے انہوں نے کھایا اور کہا کہ میں زنانہ حصہ میں جا کر سوتا ہوں۔ جب تک میں خود نہ بیدار ہوں کوئی مجھے نہ اٹھائے۔ یہ کہہ کر وہ اندر جا کر سو گئے ہم لوگ باہر رواق میں پڑ کر سو رہے۔ اسی حالت میں یکا یک انکے رونے کی آواز سن کر ہم بیدار ہوئے اور دوڑ کر پاس گئے انہوں نے کہا کچھ دیکھا ہم نے عرض کیا جناب والا ہمیں تو کچھ نظر نہیں آیا کہنے لگے دروازہ پر مجھے ایک ایسا شخص کھڑا ہوا نظر آیا وہ کہ اگر ہزار اور لاکھ میں بھی وہ ہو تب بھی میں اسے آسانی سے شناخت کرلوں اس کے بعد انہوں نے یہ شعر پڑھے۔

کانی بهذا القصر قد باد اهله
واوحش منه ربعه ومنازله

مجھے یہ قصر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اس کے اہل ہلاک ہو چکے ہیں
اور اس کا صحن اور خواب گاہیں ویران ہوگئی ہیں۔

وصار عميد القوم من العد بهجة
وملك الى قبر عليه جنادله

اور سردار قوم حکومت اور عیش ونشاط کے بعد قبر میں
جس پر پتھر کی کڑیاں چنی ہوئی ہیں دفن ہو چکا ہے۔

فلا يبق الا ذكره وحديثه
تنادى عليه معولا تحلاتله

اور اب صرف اس کا ذکر باقی رہ گیا ہے
اور اس کی بیویاں اس پر بین کررہی ہیں۔

اس واقعہ کو گزرے دس دن بھی نہ ہوئے تھے کہ انہوں نے انتقال کیا۔ ابو معشر اور واقدی کے بیان کے مطابق ۱۶۹ھ کے ماہ محرم کے ختم ہونے میں آٹھ راتیں باقی تھیں کہ رات کو مہدی نے انتقال کیا۔ دس سال

ڈیڑھ ماہ ان کی مدت خلافت ہے۔

دوسرے ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ مہدی کی مدت خلافت دس سال انچاس دن ہوئی اور تینتالیس سال عمر پائی ہشام بن محمد کہتا ہے کہ ابو عبداللہ المہدی محمد بن عبداللہ ۶ ذی الحجہ ۱۵۸ھ کو برسر خلافت ہوئے دس سال ایک ماہ بائیس دن حکمراں رہے اور انہوں نے تینتالیس سال کی عمر میں ۱۶۹ھ ہجری میں وفات پائی۔

نماز جنازہ و مدفن کا ذکر

مہدی نے ماسبذان کے ایک گاؤں رذ میں انتقال کیا۔ ان کے بیٹے ہارون نے ان کی نماز جنازہ پڑھی وہاں چونکہ کوئی جنازہ نہ تھا جس پر انہیں اٹھایا جاتا اس لئے ایک دروازے پر ان کی نعش رکھ کر اٹھائی گئی اور وہ اس جوز کے درخت کے نیچے دفن کیے گئے جس کے نیچے وہ بیٹھا کرتے تھے۔ یہ دبلے پتلے تھے ان کے بال گھونگر والے تھے رنگ کے متعلق اختلاف ہے بعض لوگوں نے سانولا بیان کیا ہے اور بعض نے گورا بعض ارباب سیر کے بیان کے مطابق داہنی آنکھ میں پھولی تھی۔ بعض کہتے ہیں بائیں آنکھ میں تھی۔ یہ ایزج میں پیدا ہوئے تھے۔

مہدی کی سیرت

جب مہدی مظالم کی سماعت کرتے تو قاضیوں کو اپنے پاس بلا لیتے اور اس کے متعلق کہتے اگر میں ان ہی لوگوں کے خیال سے مظالم کا انسداد کردوں تو بہت ہے۔ ایک دن وہ اپنے خاص اعزا اور قائدین کو صلہ تقسیم کرنے لگے ایک ایک شخص کا نام لیا جاتا وہ ہر نام کے ساتھ دس ہزار یا بیس ہزار یا اسی قسم کی رقم زیادہ کر دیتے اسی سلسلہ میں جب ایک قائد کا نام لیا گیا تو انہوں نے کہا اس کے میں پانچ کم کردی اس نے عرض کیا کہ امیر المومنین میرے ساتھ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ کہا میں نے تجھے اپنے فلاں دشمن کے مقابلے پر بھیجا تھا۔ تو نے مقابلہ سے گریز کیا۔ اس نے عرض کا کیا آپ کو میرے قتل سے خوشی ہوتی۔ انہوں نے کہا نہیں اس نے کہا تو قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے منصب خلافت پر آپ کو معزز فرمایا ہے اگر میں مقابلہ پر جما رہتا تو ضرور مارا جاتا۔ یہ جواب سن کر وہ شرما گئے اور حکم دیا کہ اس کے صلہ میں پانچ ہزار کا اضافہ کیا جائے۔

معافی کا عجیب واقعہ

ایک دن مہدی اپنے ایک سردار پر ناراض ہوئے جس سے وہ پہلے بھی ایک سے زیادہ مرتبہ ناراض ہو چکے تھے اور اس سے کہا کہ تم کب تک قصور کرو گے اور میں معاف کرتا رہوں گا۔ اس نے کہا مجھ سے زندگی بھر لغزش ہوتی رہے گی اور اللہ آپ کو جب تک بقید حیات رکھے گا آپ معاف ہی کرتے رہیں گے اس جملہ کو زور دیکر اس نے کئی مرتبہ کہا مہدی خاموش ہو گئے۔ اور اسے کچھ نہ کہا۔

ہشام الکلبی پر عطا کا عجیب واقعہ

حفص مزینہ کا مولیٰ اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ ہشام الکلبی میرے دوست تھے' ہم دونوں اکثر ملتے باتیں کرتے اور ایک دوسرے کو اشعار سناتے۔ وہ بہت غریب نظر آتے تھے۔ پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے ایک ضعیف ولاغر خچر پر سوار ہوتے فلاکت ان کی اور ان کے خچر کی حالت سے نمایاں ہوتی ایک دن میں نے دیکھا کہ وہ ایک بہت عمدہ کمیت رنگ کے خچر پر جو خلافت کے اصطبل کی تھی سوار ہیں۔ زین اور لگام بھی سرکری ہے خود بھی بہت عمدہ لباس پہنے اور خوشبو ملے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر مجھے بڑی خوشی ہوئی اور میں نے ان سے اس کا اظہار کیا کہ اب تو حالت بہت عمدہ معلوم ہوتی ہے کہنے لگے ہاں ٹھیک ہے میں تم سے بیان کرتا ہوں مگر اسے پوشیدہ رکھنا۔

میں کئی روز سے ظہر اور عصر کے درمیان اپنے گھر میں رہتا تھا کہ ایک دن مہدی کا آدمی مجھے بلا لے گیا میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا وہ اس وقت تنہا تھے۔ ان کے سامنے ایک خط رکھا تھا۔ مجھ سے کہا ہشام قریب آؤ میں ان کے بالکل قریب جا کر سامنے بیٹھ گیا۔ پھر مجھ سے کہا اس خط کو پڑھو اور کچھ خرافات اس میں ہو ان کی مطلق پروانہ کرنا تمام خط پڑھ جاؤ میں اسے پڑھنے لگا کچھ حصہ اس کا میں نے پڑھا تھا کہ نہایت ناگوار باتیں لکھی ہوئی نظر پڑیں۔ میں نے وہ خط رکھ دیا۔ اور کہا کہ اس کے کاتب پر اللہ کی لعنت ہو۔ مہدی نے مجھ سے کہا میں نے پہلے ہی تم سے کہا تھا کہ اگر اس کا مضمون تم کو برا معلوم ہو اس کی پروانہ کرنا۔ پورا خط پڑھ جانا۔ میں اپنے حق خلافت کا واسطہ دیکر تم سے کہتا ہوں کہ تم اس خط کو آخر تک پڑھ لو۔ اب میں نے اسے پورا پڑھا۔ وہ خط مہدی کی ہجو سے بھرا ہوا تھا۔ اس کے لکھنے والے نے یہ ستم کیا تھا کہ کوئی عیب ایسا نہ تھا جو مہدی کے ساتھ منسوب نہ کیا گیا ہو۔

میں نے پوچھا امیر المومنین یہ کس ملعون کذاب نے لکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اندلس کے بادشاہ نے۔ میں نے عرض کیا کہ واقعہ تو یہ ہے کہ وہ خود اور اس کے آباء اور امہات عیوب کا مجموعہ ہیں۔ پھر میں بنی امیہ کے معائب بیان کرنے لگا اس سے وہ بہت خوش ہوئے پھر مجھے قسم دے کر تاکید کی کہ ان کے جملہ معائب میں کسی کاتب سے قلمبند کرادوں۔ اس غرض سے انہوں نے اپنا ایک خاص صیغہ راز کا کاتب طلب کیا۔ اور اسے ایک کونے میں بٹھا دیا۔ مجھ سے کہا کہ جاؤ میں اس کے پاس آ گیا اس نے جواب کا سرنامہ تو خود ہی لکھ لیا تھا باقی ان کے معائب کی تمام داستان اول سے آخر تک میں نے لکھا دی اور اس میں کوئی بات اٹھا نہ رکھی۔ جب خط پورا ہو گیا میں نے اسے مہدی کی خدمت میں پیش کیا پڑھ کر بہت خوش ہوئے میرے سامنے ہی انہوں نے خط پر مہر ثبت کرائی اسے ایک خریطہ میں رکھ کر عامل...... کے حوالہ کر دیا۔ اور حکم دیا کہ جہاں تک جلد ہو سکے اسے اندلس پہنچاؤ۔ اس کے بعد ایک مندیل منگوائی اس میں نہایت عمدہ دس کپڑے اور دس ہزار درہم تھے اور پھر یہ خچر زین اور لگام کے ساتھ منگوائی یہ سب کچھ انہوں نے مجھے عطا کیا اور کہا کہ جو کچھ تم نے سنا اسے کسی سے بیان نہ کرنا۔

مہدی کے خلاف عدالتی فیصلہ

مسور بن مساور راوی ہے کہ مہدی کے مختار نے مجھ پر ظلم کیا اور میری زمین دبالی میں سلام صاحب المظالم کی خدمت میں حاضر ہوا اس سے استغاثہ کیا اور باقاعدہ تحریر داخل کردی اس نے وہ تحریر مہدی کو دیدی اس وقت ان کا چچا عباس بن محمد ابن علاثہ اور عافیہ قاضی ان کے پاس موجود تھے۔ مہدی نے میرے متعلق حکم دیا کہ قریب آؤں۔ میں قریب گیا۔ پوچھا کیا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کیا آپ نے میرے اوپر ظلم کیا ہے۔ انہوں نے کہا اچھا کہو یہ دونوں حضرات یہاں موجود ہیں۔ یہ جو فیصلہ کریں گے وہ تمہیں منظور ہوگا میں نے کہا جی ہاں۔ کہا میرے قریب آؤ۔ میں اتنے قریب پہنچا کہ مسند سے لگ گیا کہا اب کہو کیا کہتے ہو۔ میں نے قاضی کو مخاطب کرکے کہا کہ اللہ آپ کو ہمیشہ نیک توفیق عطا کرے۔ امیر المومنین نے میری فلاں جائداد پر ظلماً قبضہ کرلیا ہے۔ قاضی نے مہدی سے پوچھا فرمائیے آپ کیا جواب دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا وہ میری تھی اور میرے قبضہ میں ہے۔ میں نے کہا قاضی صاحب آپ ان سے دریافت کریں کہ وہ جائداد خلافت سے پہلے ان کے قبضہ میں آچکی تھی یا اس کے بعد آئی ہے۔ قاضی نے یہ بات مہدی سے پوچھی انہوں نے کہا خلیفہ ہونے کے بعد۔ قاضی نے کہا تو آپ اس سے فوراً مدعی کے حق میں دست بردار ہوجائیں انہوں نے کہا میں دست بردار ہوا۔ اس واقعہ پر عباس بن محمد کہنے لگا بخدا امیر المومنین یہ مجت بیس کروڑ درہم سے زیادہ مجھے عزیز ہے۔

کسان کے کھانا کھانے کا واقعہ

مجاہد شاعر بیان کرتا ہے کہ ایک دن مہدی سیر و شکار کے لئے نکلے عمر بن بزیع ان کا غلام ساتھ تھا۔ ہم اپنے پڑاؤ سے منقطع ہوگئے تمام دوسرے لوگ شکار میں مصروف تھے۔ مہدی کو بھوک معلوم ہوئی۔ پوچھا کچھ ہے عمر نے کہا یہاں تو کچھ بھی نہیں انہوں نے کہا یہ سامنے جھونپڑی ہے یہاں باڑی ہوگی۔ ہم اس کی طرف چلے۔ وہاں ایک نبطی کسان بیٹھا ہوا تھا اور ترکاری کی کاشت تھی۔ ہم نے اسے سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا ہم نے پوچھا کچھ کھانے کے لئے ہے اس نے کہا جی ہاں میرے پاس ربیثا اور جو کی روٹی ہے۔ مہدی نے کہا اگر زیتون کا تیل ہو تو پھر کھانا پورا ہوجاتا ہے۔ اس نے کہا جی ہاں زیتون کا تیل بھی ہے مہدی نے کہا اور گندنا اس نے کہا جی گندنا بھی ہے جتنا آپ چاہیں حاضر ہے اور کھجور بھی ہیں اب وہ اس باڑی میں آئے کسان نے سبزی، گندنا، اور پیاز ان کو لاکردی انہوں نے خوب سیر ہوکر کھانا کھالیا۔ مہدی نے عمر بن بزیع سے کہا کہ اس پر کچھ کہو اس نے یہ شعر کہے۔

ان من يطعم الربيثا بالزيت و خبز الشعير بالكراث
لحقيق بصفعة او بثنتين لسوء الصنيع او ثلاث

جو ربیثا کو زیتون کے ساتھ اور جو کی روٹی کو گندنے کے ساتھ کھلاتا
ہے وہ اس بات کا سزا وار ہے کہ اس

ناشائستہ حرکت پر اس کو دو تین کے مارے جائیں۔
مہدی نے کہا تم نے جو کچھ کہا ہے وہ بالکل برا ہے یہ مناسب نہیں بلکہ یوں ہونا چاہیے۔
لحقیق بھدرۃ او لبنتین لحسن الصنیع او لبلات
اس احسان پر وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اسے دو تین تھیلیاں دی جائیں۔

یہ اپنے پڑاؤ آئے جہاں خزانہ اور خدمتگار موجود تھے۔ اس کسان کو تین تھیلیاں درہم کی دلوائیں اور اپنے مقام کو چلے آئے۔

نقش خاتم

زید الہلالی بنی ہلال کا ایک مشہور و معروف سخی اور شریف آدمی تھا اس کی انگوٹھی پر لکھا ہوا تھا۔ افلح یا زید من زکی عملہ۔ اے زید وہ شخص کامیاب ہوا جس نے اپنے اعمال پاک کر لئے' مہدی کو یہ بات معلوم ہوئی تو کہنے لگے کہ زید الہلالی کی انگوٹھی پر یہ لکھا ہوا ہے۔
افلح یا زید من زکی عملہ۔ اے زید وہ شخص کامیاب ہوا جس نے اپنے اعمال روشن کئے۔

مہدی کی دعا اور آندھی کا خاتمہ

حسن خدمتگار بیان کرتا ہے کہ ان کے عہد میں ایک دن ایسی شدید آندھی آئی کہ ہم سمجھے کہ اب قیامت آ گئی ہے۔ میں امیر المومنین کو دیکھنے نکلا ان کو دیکھا کہ زمین پر اپنا رخسار رکھے اللہ کے دربار میں یہ دعا مانگ رہے ہیں۔ کہ الٰہی میری امت کے بارے میں تو میری لاج رکھ لے۔ اور دوسری قوموں کو ہم پر طعن کرنے کا موقع نہ دے اگر میرے گناہ کی سزا میں تو نے اس عالم پر عذاب نازل کیا ہے تو لے یہ میری پیشانی سامنے ہے تھوڑی دیر کے بعد آندھی کم ہو گئی اور مطلع صاف ہو گیا۔

موالیوں سے محبت کی وجہ

ایک مرتبہ عبدالصمد بن علی نے مہدی سے کہا کہ آپ خود واقف ہیں کہ ہم اہل بیت ہیں ہمارے دل موالیوں کی محبت سے بھرے ہوئے ہیں اور ہم خود ان کو ہر جگہ پیش پیش رکھتے ہیں۔ مگر آپ نے تو اس معاملے میں حد سے تجاوز کیا ہے کہ اپنے تمام کام ان کے سپرد کر دیئے ہیں۔ دن اور رات ہر وقت وہ لوگ آپ کے مصاحب خاص بنے ہوئے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ ان کی اس خصوصیت کی وجہ سے آپ کے خراسانی جانثار اور ان کے سرداروں کے دل آپ کی طرف سے برگشتہ ہو جائیں گے۔ مہدی نے کہا اے ابو محمد موالی سا سلوک کے مستحق ہیں ان کے علاوہ مجھے کوئی دوسرا ایسا نظر نہیں آتا کہ دربار عام میں' میں اسے اپنے پاس اس قدر قریب بٹھالوں کہ اس کا

زانو میرے زانو سے بھڑ جائے اور پھر وہ اسی وقت دربار سے اٹھے اور میں اس سے کہوں کہ میرے گھوڑے کی سائیسی کرو اور وہ اسے بغیر اکراہ کے فوراً منظور کر لے یہ کام صرف موالی ہیں۔ میری خاطر ان کو اس کام سے بھی عار نہیں۔ اگر میں کسی دوسرے سے ایسی خواہش کروں تو وہ فوراً پلٹ کر جواب دے کہ ہم آپ کے حامی ہیں۔ ہم نے ہی سب سے پہلے آپ کی دعوت کو قبول کیا اور اس کے لئے لڑے آپ ہم سے ایسا کام لیتے ہیں اور یہ ایسی بات ہے کہ اس کا میں کوئی جواب بھی نہیں دے سکتا۔

ایک دن مہدی نے عبداللہ بن مالک سے کہا کہ میرے اس موالی سے کشتی لڑو۔ عبداللہ اس سے لپٹ گیا۔ مگر اس کی گردن پکڑی گئی اس پر مہدی نے کہا اب تو بندھ گیا۔ جب عبداللہ نے یہ حالت دیکھی کہ اب اگر اس نے اس موالی کا پاؤں اٹھا لیا جس سے وہ سر کے بل گرا اور عبداللہ نے اسے فوراً چت کر دیا اور مہدی سے کہا کہ جناب والا اس کشتی کا تو خیال نہ فرمائیں ہمیشہ مجھ پر نظر عنایت رکھیں۔ مہدی نے کہا کیا تم نے کسی کا یہ شعر نہیں سنا ہے۔

ومـــولاک لا .... لــدیـک فـــانـــمـــا
هـــفـیـمـتـــه مـــوی الـقـوم جـدع الـمـنـــاخـــر
ایسا کبھی نہ ہونے پائے کہ تمہارے سامنے تمہارے موالی کی بے عزتی
ہو کیونکہ یہ بے عزتی تمام قوم کے لئے باعث عار ہے۔

قاسم بن مجاشع کی آخری وصیت

جب قاسم بن مجاشع التیمی کا مرو کے ایک باران نامی گاؤں میں انتقال کا وقت قریب آیا تو اس نے مہدی کے نام اپنی آخری وصیت لکھ بھیجی اس میں لکھا۔ **شهدالله انه لا اله الا هو والملائكة و الوالعلم قائما بالقسط لا اله الا هو العزيز الحكيم ان الدين عندالله الاسلام**

ترجمہ: اللہ نے اس بات کی شہادت دی ہے کہ سوائے اس کے اور کوئی دوسرا معبود نہیں اور ملائکہ اور اہل علم نے بھی اس کی شہادت دی اور وہ عدل کا قائم کرنے والا ہے۔ سوائے اس کے جو قابو یافتہ اور حکمت والا ہے کوئی دوسرا معبود نہیں بیشک مذہب تو اللہ کے نزدیک اسلام ہے۔

اس کے بعد لکھا اور قاسم بن مجاشع بھی اس کی شہادت دیتا ہے۔ نیز وہ اس کی شہادت دیتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے پیغمبر ہیں اور یہ کہ علی بن ابی طالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی اور ان کے بعد امامت کے وارث ہیں۔

یہ وصیت مہدی کے پاس پیش کی گئی اور جب وہ اس موقع پر پہنچے تو انہوں نے اسے پھینک دیا اور پھر کچھ نہ دیکھا کہ آگے کیا ہے۔ مہدی کی یہ بات ان کے وزیر عبداللہ کے دل میں بیٹھ گئی اور جب خود اس کا وقت آخر ہوا تو اس نے بھی اپنی وصیت میں اسی آیت کو ل کھا۔

مہدی کے دربار میں منصور کے خلاف دعویٰ

ایک مرتبہ اس شخص نے مہدی سے آ کر کہا کہ منصور نے مجھے گالیاں دی تھیں اور میری ماں پر زنا کی تہمت لگائی تھی آپ حکم دیں کہ یا تو میں اس تہمت کو غلط ثابت کردوں ورنہ آپ مجھے اس ہتک حرمت کا معاوضہ دیں اور میں ان کے لئے دعائے مغفرت کروں۔ مہدی نے پوچھا انہوں نے کس بات پر تم کو گالیاں دی تھیں۔ اس نے کہا میں نے ان کے سامنے ان کے دشمن کو گالیاں دیں اس پر وہ سخت ناراض ہو گئے۔ مہدی نے پوچھا وہ کونسا دشمن تھا جس کے سب وشتم پر وہ اس قدر ناراض ہوئے اس نے کہا ابراہیم بن عبداللہ حسن مہدی نے کہا انہوں نے بالکل ٹھیک کیا بیشک ابراہیم سے ان کی اس قدر قرابت تھی کہ ان پر ضروری تھا کہ وہ اس کا حق ادا کرتے اور تمہارے بیان کے مطابق اگر انہوں نے اس بناء پر تم کو کچھ برا کہا تو وہ اپنی اسی قرابت کی وجہ سے انہوں نے ابراہیم کی حمایت کی۔ اس جواب نے اس شخص کو خاموش کر دیا اور جب وہ واپس جانے لگا تو مہدی نے کہا کہ اس بات سے شاید تمہارا مقصد کچھ اور تھا مگر مقصد حاصل کرنے کے لئے اس دعویٰ سے عمدہ کوئی اور ذریعہ تمہیں نے مل سکا۔ اس نے کہا بیشک یہی بات ہے۔ مہدی مسکرائے اور پانچ ہزار درہم اسے دلوائے۔

ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا وہ مہدی کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اسے دیکھ کر انہوں نے کہا آپ نبی ہیں۔ اس نے کہا ہاں مہدی نے پوچھا کن لوگوں کی طرف آپ مبعوث ہوئے ہیں اس نے کہا آپ مجھے رہائی دیں تو میں ان کے پاس جاؤں صبح کو مجھے بھیجا گیا اور شام آپ نے گرفتار کر کے مجھے جیل میں ڈالدیا۔ اس جواب پر مہدی ہنس پڑے اور اسے چھوڑ دیا۔

موسیٰ کی رہائی کا عجیب واقعہ

ربیع نے بیان کیا کہ میں نے ایک مرتبہ چاندنی رات میں مہدی کو برآمدہ میں نماز پڑھتے دیکھا اس وقت ان کی ہیئت کچھ اس قدر بھلی معلوم ہوئی کہ میں حیران تھا کہ یہ خود زیادہ خوبصورت ہیں۔ وہ برآمدہ' چاندیا ان کے کپڑے' انہوں نے نماز میں یہ آیت **فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم۔** (اگر تم کو حکومت ملی تو تم ضرور زمین میں فساد برپا کرو گے اور اپنے رشتوں کو قطع کرو گے۔) تلاوت کی نماز پوری کرنے کے بعد انہوں نے مجھے پکارا میں نے عرض کیا حاضر ہوں کہنے لگے موسیٰ کو میرے پاس بلالاؤ۔ اتنا حکم دے کر وہ پھر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے میں نے اپنے دل میں سوچا کہ موسیٰ سے مراد کونسا موسیٰ ہے ان کا بیٹا موسیٰ یا موسیٰ ابن جعفر جو میرے پاس قید تھا دوبارہ غور کے بعد میں نے کہا کہ ضرور اس سے مراد موسیٰ ابن جعفر ہے چنانچہ میں اسے لے آیا انہوں نے اپنی نماز توڑ کر موسیٰ سے کہا کہ میں نے قرات میں یہ آیہ **فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم** پڑھی اس سے مجھے اندیشہ ہوا کہ شاید میں نے تم سے قطع رحم کیا ہو تم اس بات کی ضمانت دیدو کہ میرے خلاف خروج نہ کرو گے۔ موسیٰ نے کہا میں اس کے لئے تیار ہوں چنانچہ جب اس نے ضمانت دیدی تو مہدی نے اسے چھوڑ دیا۔

زبیری کی جائیداد واپس دلوانا

ایک مرتبہ مہدی نہایت سوز و گداز کے لہجہ میں سورۂ نسا کی یہ آیت پڑھ رہے تھے۔

"الم تر الی الذین اوتوا نصیباً من الکتاب یومنون بالجبت و الطاغوت."

(کیا تم نے ان کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کا ایک حصہ ملا ہے اور وہ پھر بھی جادو اور کہانت پر ایمان رکھتے ہیں۔)

علی بن محمد بن سلیمان اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ ایک دن مہدی مقدمات سننے کے لئے دربار میں بیٹھے آل زبیر کے ایک شخص نے بڑھ کر عرض کیا کہ ہماری جائداد کو بنی امیہ کے کسی بادشاہ نے ضبط کر لیا ہے اور اب یہ مجھے یاد نہیں رہا کہ وہ ولید تھا یا سلیمان مہدی نے ابوعبداللہ کو حکم دیا کہ دیوان میں اس کا داخلہ دیکھو اس نے اسے دیکھ کر مہدی کو سنایا۔ دیکھنے سے یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ مسئلہ بنی امیہ کے کئی خلفاء کے سامنے حتیٰ کہ عمر بن عبدالعزیز کے سامنے بھی پیش ہوا تھا مگر کسی نے اس جائداد کو واپس نہیں دلوایا۔ یہ معلوم کر کے مہدی نے دعویٰ کرنے والے سے کہا اے زبیری جب کہ عمر بن عبدالعزیز تک نے جو کہ تمہارے ہی عزیز قریش تھے اس کی بحالی مناسب نہ سمجھی تو اب میں اس باب میں کیا کر سکتا ہوں۔ اس نے کہا تو کیا عمر کی تمام باتیں پسندیدہ تھوڑی تھیں۔ مہدی نے کہا وہ کیسے؟ اس نے کہا ان کا تو یہ حال تھا کہ بنی امیہ کے نوزائیدہ بچہ تک کی نہایت بیش عطا مقرر کرتے اور بنی ہاشم کے شیوخ کی عطا صرف ساٹھ مقرر کرتے۔ مہدی نے اپنے وزیر سے پوچھا۔ اے معاویہ۔ تم بتاؤ کیا عمر ایسا ہی کرتے تھے اس نے کہا جی ہاں اس پر مہدی نے کہا اچھا تم اس زبیری کو اس کی جائداد واپس دیدو۔

قدریہ کی گرفتاری و رہائی

مہدی نے مدینہ کے عامل جعفر بن سلیمان کی طرف حکم بھیجا کہ جو لوگ مسئلہ قدر کے ماننے والے ہیں ان کو میرے پاس گرفتار کر کے اس نے کئی اشخاص کو جن میں عبداللہ بن ابی عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر، عبداللہ بن یزید بن قیش الہذلی، عیسیٰ بن یزید بن داب المیشی اور ابراہیم بن محمد بن ابی بکر الاسامی تھے مہدی کے پاس بھیج دیا۔ جب یہ مہدی کے سامنے پیش کیے گئے تو عبداللہ بن ابی عبیدہ نے جماعت میں سے آگے بڑھ کر کہا کہ یہی مذہب اور عقیدہ تمہارے باپ کا تھا۔ مہدی نے کہا نہیں بلکہ یہ میرے چچا داؤد کا عقیدہ تھا عبداللہ نے کہا نہیں جناب یہ آپ کے باپ کا مذہب تھا اور اسی پر وہ آخر دم تک قائم تھے۔ یہ جواب سن کر مہدی نے ان کو رہا کر دیا۔

کتبہ سے ولید کا نام مٹایا جانا

محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے روایت ہے کہ بنی امیہ کے آخر عہد میں میں نے خواب دیکھا کہ میں مسجد نبوی میں داخل ہوا میری نظر اس کتبہ پر پڑی جو ولید بن عبدالملک کے حکم سے مسجد میں پتھر کے چوکے پر کندہ کیا گیا تھا۔ جس پر نقش تھا کہ مسجد کی تعمیر امیر المومنین ولید بن عبدالملک کے حکم سے ہوئی۔ اس وقت میں نے محسوس کیا کہ کوئی شخص مجھ سے کہہ رہا ہے کہ یہ تحریر مٹ جائے گی اور اس کی جگہ ولید کے

بجائے بنی ہاشم کے ایک شخص محمد کا نام لکھا جائے گا۔ میں نے اس شخص سے کہا کہ میں محمد ہوں بنی ہاشم ہوں اور محمد کس کا بیٹا ہوگا اس ہاتف غیبی نے کہا وہ عبداللہ کا بیٹا ہے۔ میں نے کہا میں عبداللہ کا بیٹا ہوں۔ اچھا وہ کس کا بیٹا ہوگا اس نے کہا وہ محمد کا بیٹا ہوگا۔ میں نے کہا میرا دادا محمد تھا۔ اچھا پھر وہ کس کا بیٹا ہوگا اس نے کہا علی کا میں نے کہا میرے پر دادا بھی علی تھے۔ پھر میں نے پوچھا وہ کس کے بیٹے ہوں گے اس نے کہا عبداللہ کے میں نے کہا تو میرے پردادا کے باپ بھی عبداللہ تھے پھر میں نے پوچھا وہ کس کے بیٹے ہوں گے اس نے کہا عباس کے اگر میں عباس تک پہنچا ہوتا تو مجھے اپنے صاحب امر ہونے میں کوئی شبہ ہی نہ تھا۔

اس زمانے میں نے اس خواب کو عام طور پر بیان کر دیا تھا۔ ہم اس وقت مہدی کو جانتے بھی نہ تھے۔ اب عام طور پر لوگوں کی زبان پر اس خواب کا چرچا تھا۔ ایک مرتبہ مہدی مسجد نبوی میں آئے نظر اٹھائی تو ولید کا نام لکھا ہوا دیکھا۔ کہنے لگے کہ اب بھی مجھے ولید کا نام یہاں نظر آ رہا ہے۔ انہوں نے ایک کرسی منگوائی جوان کے لئے صحن مسجد میں رکھ دی گئی۔ یہ اس پر بیٹھ گئے اور کہا کہ میں اس وقت تک اب یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک کہ ولید کا نام مٹا کر میرا نام اس کی جگہ نہ لکھ دیا جائے گا اور حکم دیا کہ راج بلائے جائیں اور سیڑھیاں اور دوسری ضروری اشیاء منگوائی جائیں چنانچہ جب تک ولید کا نام مٹا کر ان کا نام اس جگہ نہ لکھ دیا گیا وہ وہیں ٹھہرے رہے۔

اعرابی عورت کی مدد

عبداللہ بن محمد بن عطا سے روایت ہے کہ جب رات خاموش گئی تو مہدی بیت اللہ کے طواف کے لئے آئے مسجد کے ایک پہلو سے ایک اعرابی عورت کو کہتے سنا۔ میری قوم مصائب میں مبتلا ہے' قحط زدہ ہے' مقروض ہے۔ کئی سال کی خشک سالی نے اسے تباہ کر دیا ہے ان کے مرد ہلاک ہو گئے۔ ان کے مویشی پریشان ہو گئے۔ ان کے بال بچے زیادہ ہیں جواب غربت کی حالت میں در بدر پھرتے ہیں۔ جس سے حسن سلوک کی اللہ اور رسول نے وصیت کی تھی۔ اب کیا کوئی ایسا امیر ہے جو مجھے کچھ خیرات دلائے سفر میں اللہ اس کی حفاظت کرے گا اور اس کی غیر موجودگی میں اس کے اہل وعیال کی حفاظت کرے گا اس کے اس سوال کو سن کر مہدی نے اپنے خدمت گار نصیر کو حکم دیا کہ اسے پانچ سو درہم دیدے۔

نمدے کا فرش

سب سے پہلے نمدے کا فرش مہدی نے استعمال کیا اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ یہ اپنے باپ کے حکم سے رے میں مقیم تھے وہاں طبرستان سے نمدے بطور ہدیہ ان کو بھیجے گئے انہوں نے اس کا بستر بنالیا اور برف اور گھاس اس کے گرد لگائی جب تک خس کا استعمال معلوم نہ ہوا اسی طرح سے وہ گرمی بسر کرتے رہے اور اس ترکیب سے بہت آرام سے بسر ہوئی۔

مفضل کہتے ہیں کہ مہدی نے مجھے حکم دیا کہ دیہاتی عربوں سے تم نے اور جو تمہارے نزدیک صحیح ہیں جو امثال سنی

ہیں اور ان سب کو میں ایک جا ان کے لئے جمع کردوں چنانچہ میں نے تمام امثال اور عربوں کی لڑائیاں قلمبند کردیں انہوں نے اس کام کا مجھے بہت کچھ صلہ اور انعام دیا۔

شامی باغی سے قصیدہ سننا

عبدالرحمان بن سمرہ کی اولاد میں سے کسی نے شام میں بغاوت برپا کرنا چاہی وہ گرفتار کر کے مہدی کے پاس پیش کیا گیا مہدی نے اسے رہا کردیا اس کو اپنی جود وعطا سے مالا مال کردیا اور اپنے خاص مصاحبوں میں شامل کرلیا۔ ایک دن انہوں نے اس سے کہا کہ زہیر کا وہ قصیدہ جس کی ردیف را ہے مجھے سناؤ جس کا پہلا مصرع یہ ہے۔ لمن الدیار بقنة الحجر. سمری نے وہ قصیدہ پڑھ کر سنایا اور پھر کہا اب ایسے لوگ کہاں رہے جن کی شان میں ایسا قصیدہ کہا جائے۔ یہ سنکر مہدی برہم ہو گئے اسے جاہل قرار دیا اور سامنے سے ہٹا دیا مگر عتاب نہیں کیا۔ دوسرے لوگوں نے اس کے اس فعل کو بے وقوفی قرار دیا۔

ابوعون کی عیادت

ایک مرتبہ ابوعون عبدالملک بن یزید بیمار پڑا' مہدی اسکی عیادت کے لئے گئے۔ یہ جس کمرہ میں مقیم تھا وہ بہت ہی کثیف اور تنگ وتاریک تھا۔ عمارت بھی معمولی تھی اس کی شہ نشین کی محراب میں کچھ اینٹیں نکلی ہوئی تھیں مگر وہاں نہایت پرتکلف مسند بچھادی گئی تھی مہدی مسند پر بیٹھ گئے ابوعون ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ مہدی نے مزاج پرسی کی اور اس کی علالت پر اپنی پریشانی کا اظہار کیا۔ ابوعون نے کہا میں توقع رکھتا ہوں کہ اللہ مجھے صحت عطا فرمائے اور بستر پر مجھے نہ مارے بلکہ میں آپ کی اطاعت میں قتل کیا جاؤں اور مجھے مکمل یقین ہے کہ جب تک میں آپ کی اطاعت کا اللہ کے سامنے پورا حق ادا نہ کروں گا مجھے موت نہیں آئے گی۔ کیونکہ اس بات کو ہم سے ہمارے اسلاف نے روایت کیا ہے اور ہم نے بھی اس کی روایت دوسروں سے کی ہے۔

اس تقریر سے مہدی بہت خوش ہوئے۔ اور کہا کہ جو ضرورت ہو مجھ سے کہو' اپنی زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی جس بات کی۔ تم کو ضرورت ہو مجھ سے کہہ دو۔ اگر اپنے بعد کے لئے تم کوئی وصیت کرنا چاہو یا کر چکے ہو اور اگر تمہاری دولت اسکو پورا نہ کرسکتی ہو تو بلا تکلف مجھ سے کہہ دو میں اسے پورا کردوں گا۔ ابوعون نے ان کا بہت شکریہ ادا کیا اور عرض کیا کہ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ عبداللہ بن عون سے خوش ہو جائیں اور اسے بلالیں کیونکہ آپ کو اس سے ناراض ہوئے طویل عرصہ گزر چکا ہے۔ اب اس کی خطا معاف کر دیجیے۔ مہدی نے کہا ابوعون وہ مسلک اعتدال سے ہٹا ہوا ہے اور ہمارے اور تمہارے دونوں کے مذہب سے مخالفت رکھتا ہے وہ شیخین ابوبکر اور عمرؓ کو برا سمجھتا اور برا کہتا ہے۔ ابوعون نے کہا بخدا امیر المومنین یہی تو وہ بات ہے۔ جس کی وجہ سے ہم نے خروج کیا اور اس کی دعوت دی اب اگر بعد میں کوئی بات آپ پر ظاہر ہوئی ہو تو فرمائیے ہم اسی کو تسلیم کریں گے۔ جب مہدی وہاں سے پلٹے تو راستہ میں انہوں نے اپنے اس وقت کے ہمراہی بیٹوں اور اعزاء سے کہا کہ تمہیں بھی

ابوعون کی طرح زندگی بسر کرنا چاہیئے۔ مجھے یقین تھا کہ ابوعون کا مکان سونے اور چاندی کا ہوگا اور تمہارا یہ حال ہے کہ کچھ بھی کہیں سے مل جاتا ہے تو اسی کو بیش قیمت تعمیر میں صرف کر دیتے ہو اور ساگوان کی لکڑی لگاتے ہو اور اس پر سنہرا کام کراتے ہو۔

نبطی کو گالی دینے کا واقعہ

ایک مرتبہ مہدی نے اپنی تقریر میں کہا "اے اللہ کے بندو اللہ سے ڈرو" ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا "تم خود اللہ سے ڈرو کیونکہ تم حق کے خلاف کرتے ہو۔ اس شخص کو سپاہیوں نے پکڑ لیا اور اب تلوار کی کوتھیوں پر اسے رکھ لیا جب یہ مہدی کے سامنے پیش کیا گیا۔ تو انہوں نے اسے ڈانٹا۔ حرام زادے تو مجھے منبر پر ٹوکتا ہے کہ اللہ سے ڈر' اس نے کہا گالی دینا آپ کی عادت ہے اگر کوئی اور ایسا کہتا تو میں آپ ہی کے سامنے اس پر دعویٰ کرتا۔ مہدی نے کہا تو نبطی معلوم ہوتا ہے۔ اس نے کہا اس سے آپ کو اور زیادہ شرم آنا چاہیئے کہ ایک معمولی نبطی آپ کو اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہے۔ مہدی نے اسے کچھ نہیں کہا اور وہ نبطی بعد میں اس واقعہ کو عام طور پر بیان کرتا تھا۔ ایک مرتبہ مہدی نے کہا کہ مجھ سے فائدہ اٹھانے کا سب سے بہتر ذریعہ یہ ہے کہ میرے کسی سابقہ احسان کو جو میں نے کیا ہو مجھے یاد دلایا جائے تاکہ ویسا ہی احسان پھر میں کروں گا کیونکہ اس سے دستبردار احسان کرنے بعد ہو جانا سابقہ احسانات کے شکر کو قطع کر دیتا ہے۔

بشار کے اشعار اور ان کا رد

جب صالح بن داؤد بن طہمان یعقوب بن داؤد کا بھائی بصرہ کا گورنر مقرر ہوا تو بشار بن برو بن یرجوخ نے اس کی ہجو میں یہ شعر کہا۔

هم حملوا فوق المنابر صالحا
اخاک فضجت من اخیک المنابر

ترجمہ: انہوں نے تیرے بھائی صالح کو والی بنا کر منبر پر سوار کر دیا
تو تمام منبر ترے بھائی کی وجہ سے تنگ آگئے۔

یعقوب بن داؤد کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے مہدی سے جا کر عرض کیا کہ امیر المومنین دیکھئے یہ اندھا مشرک آپ کی ہجو کرتا ہے۔ انہوں نے پوچھا اس نے کیا ہجو کی ہے۔ یعقوب نے عرض کیا جناب والا اس کے سنانے سے مجھے معاف رکھیں۔ مہدی نے کہا نہیں ضرور سناؤ یعقوب نے یہ شعر پڑھے:

خلیفة یزنی بعماته
یلعب بالدبوق والصولجان
ابدلنا الله به غیره

ودس موسیٰ فی حراخیران

یہ خلیفہ ہے جو اپنی پھوپیوں سے زنا کرتا ہے
لاسہ سے چڑیاں پکڑتا ہے اور پولو کھیلتا ہے۔
اللہ اس کے بدلے ہمیں دوسرا خلیفہ عطا کرے
اور خیزران کے اندام نہانی میں استرا گھونپ دے۔

مہدی نے یعقوب کو حکم دیا اسے حاضر کرو یعقوب کو خوف پیدا ہوا کہ وہ جب ان کے سامنے آئے گا تو ان کی مدح کریگا۔ اور یہ اسے معاف کر دیں گے۔ اس نے اپنے ایک خاص آدمی کو مقرر کر دیا کہ جب بشار آنے لگے تو یہ محلہ خرادہ کی پچھاری پار اس سے جا ملے اور واپس کر دے۔

جب مروان ابی حفصہ مہدی کے پاس آیا تو اس نے اپنا وہ قصیدہ سنایا جس میں وہ کہتا ہے۔

انی یکون و لیس ذاک بکائن
لبنی البنات وراثة الاعمام

یہ نہ کبھی ہوا ہے اور نہ ہو کہ چچاؤں
کی وراثت نواسوں کو ملے

مہدی نے اسے ستر ہزار درہم دیئے۔ اس پر مروام نے یہ شعر کہا۔

بسبعین الفارا شنسی من حبائه
ومانالها فی الناس من شاعر قبلی

اس نے مجھے ستر ہزار درہم رشوت دے کر خرید لیا
اور اتنی بڑی رقم کسی شاعر کو مجھ سے پہلے نہیں ملی۔

ایک مرتبہ مہدی نے عمارہ بن حمزہ سے پوچھا سب سے زیادہ درد کس کے کلام میں ہے۔ اس نے کہا والبہ بن خباب الاسدی اور اس کے یہ شعر ہیں۔

ولها ولا ذنب لها
حب کاطراف الرماح
فی القلب بقدح والحشا
فالقلب مجروح الراحی

اس کی محبت کی خلش اگرچہ اس میں اس کا کوئی قصور نہیں
اس طرح سے میرے قلب و جگر میں چبھ رہی ہے
جیسے نیزوں کی آنی اور اس ک وجہ سے
میرا دل ہر سمت سے چھلنی ہو رہا ہے۔

مہدی نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو عمارہ نے کہا پھر آپ اسے کیوں اپنا ندیم نہیں بناتے وہ عرب ہے۔ شریف ہے سنجیدہ سنج شاعر ہے مہدی نے کہا اس کا یہ شعر مجھے اس کی صحبت سے روکتا ہے۔

قلت لساقینا علی خلوة
ادن کذا راسک من راسی
ونو علی وجهک لی ساعة
انی امرو انتح جلاسی

میں نے خلوت میں اپنے ساقی سے کہا کہ
اس طرح تو اپنا سر میرے سر سے قریب کر
اور تھوڑی دیر کے لئے اندھا سوجا
کیونکہ میں اپنے جلیسوں سے محبت کرتا ہوں۔
کیا تم چاہتے ہو کہ اس شرط پر اس کی صحبت گوارا کی جائے۔

مہدی کے عہد میں ایک معمولی شخص تھا جو شعر بھی کہتا تھا اس نے مہدی کی مدح میں بھی کچھ کہا۔ اسے ان کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے اپنے شعر سنائے جن میں ایک جگہ وجوار زفرات آیا تھا مہدی نے پوچھا یہ زفرات کیا شے ہے اس نے کہا کیا امیر المومنین نہیں جانتے مہدی نے کہا میں تو نہیں جانتا۔ اس نے کہا کہ جب آپ امیر المومنین مسلمانوں کے سردار اور رسول اللہ کے چچا کے بیٹے ہو کر اس سے واقف نہیں تو میں تو خدا کی قسم ہے ہرگز بھی اس سے واقف نہیں ہوں کہ یہ کیا ہے۔

ایک مرتبہ طریح بن اسماعیل الثقفی مہدی کی خدمت میں حاضر ہوا اپنا تعلق بتایا اور درخواست کی کہ آپ میرا کلام سنئے مہدی نے کہا کیا تو نے ولید بن یزید کے لئے یہ شعر نہیں کہا۔

انت ابن مسلنطح البطاح ولم
یطرق علیک الحنی والولج.

میں ہرگز اسے پسند نہیں کرتا کہ میرے متعلق ایسا شعر کہا جائے۔ میں تمہارا کلام نہیں سنتا یوں چاہتے ہو تو کچھ دیئے دیتا ہوں۔

۱۶۹ ہجری میں مہدی نے حکم دیا کہ سب لوگ روزہ رکھیں اور چوتھے دن وہ نماز استسقا پڑھائینگے۔ تیسری رات گزری تھی کہ خوب برف باری ہوگئی اس پر لقیط بن بکیر الحاربی نے یہ شعر کہے۔

یا امام الهدی سقینا بک الغیث وذالت عنالک الاواء

اے امام برحق آپ کی وجہ سے بارش نے ہمیں سیراب کیا اور قحط کی
شدت سے ہمیں نجات ملی۔

منظوم درخواست

ایک سال مہدی کے عہد خلافت میں شدید گرمی میں رمضان المبارک آیا۔ اس زمانے میں ابودلامہ جس سے مہدی نے کسی انعام کا وعدہ کیا تھا مہدی سے بار بار درخواست کرتا تھا کہ اس کا ایفا ہو اسی مضمون کو اس نے ایک منظوم درخواست میں لکھ کر جس میں گرمی اور روزہ کی تکلیف کا بیان تھا مہدی کی خدمت میں پیش کی اس درخواست میں اس نے یہ شعر لکھے تھے۔

ادعوک بالرحم التی جمعت لنا
فی القرب بین قریبنا والابعد
الا سمعت وانت کرم من مشیٰ
من منشر یرجو جزاء المنشد
حل الصیام فصمته متعبدا
ارجو ثواب الصائم المتعبد
وسجدت حتی جبهتی مشجوجة
مما اکلف من نطاح المسجد

میں آپ کو اس قرابت کا واسطہ دے کر جس نے قریب اور بعید میں قربت کر دی ہے درخواست کرتا ہوں کہ کیا آپ نے میری گذارش کو سنا نہیں حالانکہ آپ وہ بہترین انسان ہیں کہ جس سے شاعر صلہ کی امید رکھ سکتا ہے۔ ماہ رمضان المبارک آیا میں نے نہایت خلوص کے ساتھ ثواب کی توقع میں روزے رکھے اور اتنے سجدے کیئے کہ میرے پیشانی صحن کی کنکریوں سے زخمی ہوگئی۔

مہدی نے درخواست پڑھکر اسے بلایا اور کہا اے حرامزادے میرے اور تیرے درمیان کونسی قرابت ہے اس نے کہا حضرت آدم اور حضرت حوا کے واسطے سے اس جواب پر وہ ہنسے اور انعام دلوا دیا۔

خالد المعیطی سے روایت ہے کہ میری موسیقی کی مہدی سے تعریف کی گئی تھی اس وجہ سے میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے مجھ سے موسیقی کی تعریف پوچھی اور یہ بھی پوچھا کہ میں کہاں تک اس سے واقف ہوں اور کہا کہ نواقیس ادا کرو۔ میں نے کہا مناسب ہے امیر المومنین اگر حکم ہو تو صلیب کا راگ بھی سناؤں میری یہ بات سن کر ناراض ہو گئے مجھے نکلوا دیا مجھے معلوم ہوا کہ میرے چلے آنے کے بعد انہوں نے کہا کہ مجھے ایسی معیطی وغیرہ کی ضرورت نہیں اور نہ میں کبھی ایسے شخص کو اپنا مصاحب خاص بناؤں گا۔

مشہور گوئیے معبد نے ان اشعار میں نواقیس گایا ہے۔

سلی دار لیلی ھل تجیب فتنطق
وانی ترد القول بیدا سملق

وانی ترد القول دار کانها
یطول بلاها والتقام مهرق

ذرا لیلیٰ کے قیام گاہ سے پوچھ کر دیکھو کہ آیا وہ کچھ جواب دیتی ہے اور اس کے لئے زبان سے کچھ کہتے ہے؟ بھلا نرم اور مسطح زمین کہاں جواب دیتی ہے اور بھلا وہ قیام گاہ جو امتداد زمانہ اور مسلسل بربادی کی وجہ سے ایک صاف اور چٹیل میدان ہوگئی ہے کہاں جواب دیتی ہے۔

ان اشعار کی روایت اصمعی نے بھی کی ہے۔

جب مہدی بیت المقدس کے لئے روانہ ہوئے تو راستہ میں حکم الوادی جس کے سر پر پٹے دار بال تھے دف بجاتا ہوا سامنے آیا اور کہا کہ میں نے یہ شعر کہے ہیں۔

فمتی تخرج العروس
فقد لها جسها
قد رنا الصبح اوبذا
وهی لحر تقص لیسها

دلہن کب نکلے گی اسے آرائش کے لئے علیحدہ ہوئے بہت دیر ہوگئی
اب صبح نمودار ہونے کو آئی بلکہ ہو چکی ہوگی اور اس کا بناؤ سنگھار ہی ابھی ختم نہیں ہوا۔

پہرہ دار اس کی طرف لپکے مگر اس نے ڈانٹا کہ الگ رہو۔ مہدی نے پوچھا یہ کون ہے۔ کہا گیا یہ حکم الوادی شاعر ہے۔ مہدی نے اسے اپنے پاس بلایا اور صلہ دیا۔

عیسائی باندی سے صلیب لینے پر اشعار

ایک مرتبہ مہدی اپنے کسی مکان میں آئے وہاں ان کو اپنی ایک عیسائی لونڈی نظر آئی اس کے گریبان کا چاک وسیع تھا اور دونوں پستانوں کے درمیان کا مقسم کھلا ہوا تھا اور وہاں ایک سنہری صلیب آویزاں تھی۔ مہدی کو اس کی یہ ادا بہت پسند آئی انہوں نے ہاتھ بڑھا کر اس سے صلیب لے لی وہ باندی اس پر بے قرار ہوگئی مہدی نے اس پر یہ شعر کہا۔

یوم نازعتها الصلیب فقالت
ویح نفسی اماتحل الصلیبا

جس روز میں نے اس کی صلیب چھین لی
تو اس نے کہا میرا برا ہو آپ صلیب کو بھی گوارا نہیں کرتے۔

مہدی نے کسی شاعر کو طلب کر کے اس سے کہا کہ اس پر اور شعر کہو چنانچہ اس نے اور شعر کہہ دیئے۔ اور

پھر ان کے حکم سے وہ راگ ادا کیئے گئے اور مہدی ان کے طرز ادا کو بہت ہی پسند کرتے تھے۔

مصرع پر نظم بنانے پر انعام

ایک مرتبہ مہدی نے اپنی کسی باندی کو دیکھا کہ اس کے سر پر ایک تاج ہے اور اس میں سونے چاندی کے کام کا ایک نرگس کا پھول بنا ہوا ہے۔ مہدی کو یہ پھول بہت بھلا معلوم ہوا اور انہوں نے فی البدیہہ یہ کہا۔
یا حبذا النرجس فی التاج. نرگس کا پھول تاج میں کیا بھلا معلوم ہو رہا ہے پورا شعر ان سے نہ ہو سکا اور زبان رک گئی انہوں نے پوچھا کون حاضر ہے۔ خادموں نے کہا عبداللہ بن مالک موجود ہے۔ مہدی نے اسے اپنے پاس بلایا اور واقعہ سنا کر یہ مصراع پڑھا۔ اور خواہش کی کہ اگر تم سے ہو سکے تو اس پر کچھ اور کہو۔ اس نے کہا بہت خوب مجھے تھوڑے مہلت دیجئے کہ میں علیحدہ بیٹھ کر فکر کروں۔ مہدی نے کہا مناسب ہے عبداللہ ان کے پاس سے چلا آیا اور اس نے اپنے بیٹے کے اتالیق کو بلا کر کہا کہ اس پر مصرع لگاؤں اس نے یہ مصراع چسپاں کیا علی جبین لاح کالعاج۔ (وہ تاج ایسی پیشانی پر ہے جو ہاتھی دانت کی طرح سفید اور روشن ہے) نیز اس نے اس پر چار شعر کا ایک قصیدہ لکھ دیا۔ عبداللہ نے اسے مہدی کی خدمت میں بھیج دیا مہدی نے اسے چالیس ہزار درہم انعام کے طور پر دئے۔ اس میں سے صرف چار ہزار تو اس نے اپنے بیٹے کے اتالیق کو دئے باقی اپنے جیب میں رکھ لئے۔ ان اشعار کو عام طور پر گایا جاتا ہے۔
ابوعلی کہتا ہے کہ توزی نے اپنے درج ذیل شعر جو اس نے مہدی کی باندی حسینہ کے بارے میں کہے تھے مجھے سنائے۔

ارى مـــاء ولـــى عـطـــش شـديـــد
ولـــكـــن لا سبيـــل الـــى ورولـــه
پانی بھی ہے اور سخت پیاس بھی مگر کوئی
سبیل پانی تک پہنچنے کی نہیں ہے۔
امـــا يـكـــفيـك انـك تـمـلـكـينـى
وان الـــنـــاس كـــلـهـــم عبـــدى
کیا تیرے لئے یہ کافی نہیں کہ تو میری مالک بن
جا اور پھر تمام بنی نوع انسان میرے غلام ہیں۔
وانـك لـــو قـــطـــعـت يـدى ورجـلـــى
لـقـلـــت مـــن الـــرضـــى احسنـــت زيـدى

اور اگر تو میرے ہاتھ پاؤں بھی کاٹ دے تو میں یہی کہوں کی بڑی خوشی سے 'تو نے خوب کیا۔
اور علی بن محمد اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ جب مہدی بصرہ آئے تو میں نے ان کو قریش کی شاہراہ سے شہر میں

داخل ہوتے دیکھا۔ ان کی صاحبزادی بانوقع ان کے ساتھ تھی یہ پولیس افسر اور مہدی کے درمیان تھی اور نوجوان لڑکوں کی طرح اس نے سیاں قبا پہنی تھی اور تلوار کو حمائل میں کیا ہوا تھا میں نے اس کے پستانوں کا ابھار بھی محسوس کیا۔

علی بن محمد اپنے باپ کی دوسری روایت بیان کرتا ہے کہ جب مہدی بصرہ آئے تو قریش کی شاہراہ سے گزرے ہمارا مکان اسی میں تھا ان سے پہلے اور تمام والیوں کا یہ حال تھا کہ وہ فال بد کی وجہ سے اس سڑک سے کبھی پہلی مرتبہ بصرہ میں داخل نہیں ہوتے تھے۔ اس کے متعلق یہ عام شہرت تھی کہ گورنر اس سڑک سے داخل ہوا وہ تھوڑے ہی دن گورنر رہ سکا۔ اور کوئی خلیفہ تو مہدی کے علاوہ کبھی اس سڑک پر گذرا ہی نہ تھا۔ بلکہ تمام والی اور خلفا عبدالبطان بن سمرہ کی سڑک سے گزرتے تھے جو اس سڑک کے قریب واقع ہے۔ میں نے مہدی کو جلوس کے ساتھ اس سڑک پر گزرتے دیکھا عبداللہ بن مالک ان کا کوتوال ان سے کچھ ہی آگے ہاتھ میں چھوٹا بھالا لئے چل رہا تھا۔ ان کی بیٹی بانوقہ انکے اور کوتوال کے درمیان نوعمر لڑکوں کی ہیئت میں سیاہ قبا پہنے کار چوبی بگلوس لگائے تلوار حمائل کے ساتھ تھی مجھے اس کی قبا میں اس کے پستانوں کا ابھار نظر آ رہا تھا۔ بانوقہ کا رنگ سانولہ تھا مناسب قامت والی اور نہایت دلفریب لڑکی تھی جب بغداد میں اس کا انتقال ہوا تو مہدی کے غم کی کوئی حد نہ رہی ان کو اس قدر صدمہ ہوا کہ اس کی نظر نہیں ملتی۔ وہ تعزیت لینے کے لئے دربار عام میں بیٹھے کسی کی روک ٹوک نہ تھا ہزار ہا آدمی تعزیت کے لئے آئے اور اس کے اظہار میں بہتر سے بہتر فصاحت و بلاغت صرف کی جو علما اس طرز بیان کے نقاد ہیں ان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شبیب بن شیبہ سے بہتر اور تبلیغ الفاظ میں کسی نے تعزیت نہیں کی۔
اس نے کہا یا امیر المومنین!

الله خير لها منک و ثواب الله خير لک منها وانا اسال الله الاليخرنک ولايفتنک

اے امیر المومنین اس کے لئے اللہ آپ سے زیادہ بہتر ہے اور آپ کے لئے اللہ کا اجر اس سے بہتر اور میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو اب غمگین نہ کرے اور نہ اور کسی مصیبت میں مبتلا کرے۔

صباح بن عبداللہ اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ بانوقہ کے مرنے شبیب بن شیبہ مہدی کے پاس آیا اور اس نے کہا!

اعطاک اللّٰه يا امير المومنين على مارزئت اجر او اعقبک صبراً لا اجهد اللّٰه بلاک نيقمتهِ ولا نزع منک نعمة . ثواب اللّٰه خير لک منها ورحمته اللّٰه خير لها منک واحق ماصبر عليه مالا سبيل الٰى رده۔

اے امیر المومنین جو مصیبت آپ پر نازل ہوئی ہے اللہ اس کا اجر آپ کو دے اور صبر جمیل عطا فرمائے اور کسی مزید تکلیف سے اس میں اضافہ نہ کرے اور نہ کسی نعمت کو آپ سے چھینے آپ کے لئے اللہ کا ثواب اس مرحومہ سے بہتر ہے اور اس کے لئے اللہ کی رحمت آپ سے زیادہ بہتر ہے اور جو شے کسی طرح واپس نہ مل سکے اس پر صبر بہر حال بہتر ہے۔

نئی خلافت

مہدی کی وفات

اس سال موسیٰ بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس مہدی کی وفات کے دن خلیفہ ہوئے یہ اس وقت جرجان میں مقیم اور اہل طبرستان سے جنگ میں مصروف تھے۔ مہدی نے ماسبذان میں وفات پائی۔ ان کا بیٹا ہارون ان کے ساتھ اور اپنے مولیٰ ربیع کو وہ بغداد میں اپنا قائم مقام بنا کر چھوڑ آئے تھے۔

بیان کیا گیا ہے کہ مہدی کے مرنے کے بعد تمام موالی اور امرائے عساکر ہارون کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ اگر مہدی کی وفات کا علم فوج کو ہو گیا تو ہنگامہ اور شورش برپا ہو جائیگی۔ اس لئے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کو سوار کرا لیا جائے اور فوج کو واپسی کا حکم دیا جائے اور پھر بغداد میں ان کو سپرد خاک کیا جائے۔ ہارون نے کہا اچھا ذرا ٹھہرو میں اپنے باپ یحییٰ بن خالد برمکی کو بلاتا ہوں۔

یحییٰ کا ہارون کو اہم مشورہ

مہدی نے انبار سے لے کر افریقہ کے آخر تک تمام ممالک مغربی کا ناظم ہارون کو مقرر کیا تھا مگر ان کے حکم سے ان تمام ممالک کا نظم و نسق عملی طور پر یحییٰ بن خالد کے سپرد تھا وہی عمال مقرر کرتا دفاتر کی نگرانی رکھتا خود بھی ان امور کو سرانجام دیتا اور دوسروں کو بھی اپنا نائب بناتا۔ مہدی کی وفات تک اس کی یہی بات قائم رہی۔ یحییٰ ابن خالد ہارون کے پاس آیا ہارون نے اس سے کہا اے میرے باپ عمر بن بزیع' نصیر' اور مفضل جو کچھ کہتے ہیں اس میں آپ کی کیا رائے ہے اس نے پوچھا وہ کیا کہتے ہیں' یحییٰ سے پورا واقعہ بیان کیا گیا۔ اس نے کہا میں اس رائے کو مناسب نہیں سمجھتا' ہارون نے کہا کیوں؟ اس نے کہا اس لئے کہ ان کی موت کا واقعہ ایسا نہیں جو چھپ جائے مجھے اندیشہ ہے کہ جب فوج کو یہ بات معلوم ہوگی تو وہ ان کی محمل سے لپٹ جائیں گے اور کہیں گے کہ جب تک ہمیں تین سال کی یا اس سے بھی زیادہ معاش نہ دی جائے گی ہم ان کو نہیں چھوڑتے نیز وہ سرکشی کرینگے اور پھر متفرق ہو جائینگے اس وقت بڑی مصیبت پیش آئیگی مجھے تو یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کو یہیں دفن کر دیا جائے اور نصیر کو امیر المومنین ہادی کے پاس مہر اور عصائے خلافت دے کر تہنیت اور تعزیت کے لئے فوراً روانہ کر دیا جائے اور چونکہ نصیر محکمہ ڈاک و رسائل کا عامل ہے اور اس وجہ سے اگر وہ اپنے متعلقہ علاقہ کی ڈاک پر روانہ ہوگا تو کسی کو اس کے جانے پر کوئی تعجب بھی نہ ہوگا۔ علاوہ بریں دوسری بات آپ یہ کریں کہ جس قدر فوج آپ کے ساتھ ہے ان سب کو دو دو سو درہم بطور انعام کے دید یجئے اور پھر ان کو واپس آنے کا حکم دیجئے' جس وقت درہم ان

کے ہاتھ میں آ جائینگے اس وقت ان کو سوائے اپنے مکان اور بال بچوں کے اور کوئی بات یاد نہ رہے گی اور نہ بغداد سے ادھر پھر وہ کہیں رکیں گے۔

ہارون کا مشورہ پر عمل

ہارون نے اس مشورہ پر عمل کیا اور واقعہ بھی یہی ہوا کہ جب فوج کو درہم مل گئے تو انہوں نے بغداد چلو بغداد چلو کے نعرے لگائے اور ماسبذان چھوڑ کر بغداد کی طرف لپکے بغداد پہنچ کر جب ان کو خلیفہ کی موت کی خبر ملی وہ ربیع کی پھاٹک پر آئے اسے جلا دیا اور اپنی معاش کا مطالبہ کرنے لگے اور ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ ہارون بغداد آیا خیزران نے ربیع اور یحییٰ بن خالد کو مشورہ کے لئے اپنے پاس بلایا۔ ربیع تو اس کے سامنے چلا آیا مگر چونکہ یحییٰ کو یہ بات معلوم تھی کہ موسیٰ سخت غیرت مند ہے اس نے اس کے سامنے جانے سے احتراز کیا۔ خیزران نے تمام رقم جمع کر کے فوج کی دو سال کی معاش ادا کر دی اس سے وہ سب خاموش ہو گئے۔ جب اس واقعہ کی اطلاع ہادی کو ہوئی انہوں نے ربیع کو ایک خط لکھا اس میں اس کی اس کارروائی پر اسے ڈانٹا اور قتل کی دھمکی دی اور ایک خط یحییٰ بن خالد کو لکھا اس کے طرز عمل کو سراہا اور حکم دیا کہ جس طرح ہمیشہ سے تم ہارون کے تمام معاملات اور اس کے عمال کا عزل و نصب کرتے آئے ہو اسی طرح اب بھی اپنے اختیارات سے کام لیتے رہو۔

ربیع کی وصیت

ہادی کی اس ناراضگی پر ربیع نے یحییٰ کو جسے وہ اپنا مخلص دوست سمجھتا اور ہمیشہ اس کے مشورہ پر اعتماد کرتا تھا بلوایا اور کہا اے ابو علی اب میں کیا کروں مجھ میں تو قتل ہونے کی ہمت نہیں ہے۔ اس نے کہا ایک تو یہ کرو کہ اپنی جگہ سے کہیں اور نہ جاؤ دوسرے یہ کہ اپنے بیٹے فضل کو مختلف نعمتیں' فواکہ اور تحائف کے ساتھ جن کا تم اپنی انتہائی مقدرت سے انتظام کر سکتے ہو انکے استقبال کو بھیجو۔ اس ترکیب سے میں اللہ سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ جب وہ یہاں واپس آئینگے تو جس بات کا ہمیں خوف ہے وہ جاتی رہیگی۔ ربیع کے بیٹے فضل کی ماں ان دونوں کی اس سرگوشی کو کہیں سے سن رہی تھی اس نے بے ساختہ کہا کہ جو رائے یحییٰ نے دی ہے وہ بیشک خلوص پر مبنی ہے' ربیع نے کہا چونکہ معلوم نہیں کہ کیا مصیبت پیش آئے میں چاہتا ہوں کہ اپنے بعد کے لئے تم کو وصیت کر جاؤں یحییٰ نے کہا مجھے تنہا اس کام کے لئے مقرر نہ کرو۔ اگر چہ میں کسی ضروری بات سے پہلو تہی نہیں کروں گا اور یہ معاملہ ہو یا کوئی اور میں ہر بات میں تمہارے ساتھ ہوں مگر مناسب یہ ہے کہ اس معاملہ میں میرے ساتھ تم اپنے بیٹے فضل اور اس عورت کو جو صحیح الرائے اور ہوش مندی کی وجہ سے اس کی مستحق ہے شریک کر دو' ربیع نے یہ بات مان لی اور ان تینوں کو اپنے بعد کے لئے وصیت کر دی۔

ربیع کے خلاف ہنگامہ

فضل بن سلیمان کہتا ہے کہ جب بغداد میں فوج نے ربیع کے خلاف ہنگامہ برپا کیا تو انہوں نے ان تمام لوگوں کو جو اس کے پاس اس نظر بند تھے آزاد کر دیا۔ اس کے مکان کے دروازے میدان میں لا کر عباس بن محمد۔ عبدالملک بن صالح اور محرز بن ابراہیم کی موجودگی میں جلا ڈالے۔ عباس نے چاہا کہ یہ کسی طرح اپنی معاشیں لے کر خاموش ہو جائیں اور چلے جائیں اس نے اس کے لئے پوری کوشش صرف کی مگر وہ نہ مانے اور اس کی ضمانت پر اعتماد نہیں کیا۔ البتہ جب محرز بن ابراہیم نے ان کی معاش دینے کی ضمانت کی تو اسے انہوں نے مان لیا اور متفرق ہو گئے۔ محرز نے ضمانت لینے کی وجہ سے ان کو اٹھارہ ماہ کا وظیفہ دے دیا۔

یہ ہنگامہ ہارون کے بغداد آنے سے پہلے ہوا۔ جب وہ خود ہادی کے نائب کی حیثیت سے بغداد آیا اور ربیع اس کے وزیر کی حیثیت سے اس کے ساتھ تھا تو اب اس نے مملکت کی تمام اطراف میں وفد روانہ کیئے تاکہ وہ خلیفہ مہدی کی موت کی اطلاع دیں اور موسیٰ الہادی کی خلافت اور اس کے بعد ہارون کی ولیعہدی کے لئے بیعت لیں اس نے بغداد کا انتظام بھی ٹھیک کر لیا۔

ہادی کے پاس مہدی کے فوت ہونے کی اطلاع

نصیر خادم مہدی کی وفات ہی کے دن ماسبذان سے جرجان روانہ ہوا تاکہ ہادی کو مہدی کی خبر مرگ اور ان کی خلافت کا اطلاع دے۔ جس وقت یہ جرجان پہنچا ہادی نے اسی وقت وہاں سے جانے کا اعلان کر دیا اور وہ فوراً ہی تیز رو ڈاک کے گھوڑوں پر بغداد روانہ ہو گئے ان کے اعزا میں سے ابراہیم اور جعفر اور وزرا میں سے عبیداللہ بن زیاد الکاتب میر منشی اور محمد بن جمیل بخشی فوج ان کے ساتھ تھے۔ جب یہ مدینۃ السلام کے قریب پہنچے تو انکے تمام اہل بیت اور دوسرے اعیان و اکابر ملک نے ان کا استقبال کیا۔ ربیع نے ان کی غیر موجودگی میں وفد کے بھیجنے اور فوج کی معاش دینے کی جو کارروائی کی تھی اسے انہوں نے منظور کیا' ربیع نے اپنے بیٹے فضل کو بہت سے تحائف کے ساتھ ان کے استقبال کو بھیجا تھا فضل نے ہمدان میں ان کا استقبال کیا۔ ہادی نے اسے اپنے پاس بلایا اس کے تحائف قبول کر کے عزت افزائی کی اور پوچھا کہ تم نے میرے مولیٰ (ربیع) کو کس حال میں چھوڑا' فضل نے اپنے باپ کو اس کی اطلاع لکھ بھیجی ربیع بھی استقبال کے لئے آیا ہادی اس پر ناراض ہوئے مگر اس نے معذرت کی اور اپنی کارروائی کا سبب بیان کیا۔

ہادی نے اس کی معذرت قبول کر کے اسے عبداللہ بن زیاد بن ابی لیلیٰ کی جگہ منصب وزارت پر مقرر کیا نیز محکمہ زمام کی نگرانی بھی جو اب تک عمر بن بزیع کے ماتحت تھی ربیع کے سپرد کی۔ محمد بن جمیل کو دونوں عراقوں کا افسر خراج مقرر کیا عبیداللہ بن زیاد کو شام اور اس سے ملحقہ علاقوں کا افسر خراج مقرر کیا علی بن عیسیٰ بن ماہان کو بدستور اپنی جگہ افسر محافظ دستہ برقرار رکھا۔ نیز فوج کا دفتر بھی اسی کے سپرد کر دیا۔ عبیداللہ بن حازم کے بجائے انہوں نے عبداللہ بن مالک کو اپنا کوتوال مقرر کیا۔ مہر خلافت بدستور علی بن یقطین ہی کے پاس رہنے دی۔

ہادی کی جرجان سے واپسی

اس سنہ ماہ صفر کا مہینہ ختم ہونے سے دس روز قبل ہادی جرجان سے بغداد واپس آئے بیان کیا گیا ہے کہ اس سفر میں صرف بیس دن ہوئے۔ بغداد آ کر پہلے خلد نام قصر میں ٹھہرے ایک ماہ وہاں قیام کر کے بستان ابی جعفر میں قیام پذیر ہوئے اور پھر چند روز کے بعد عیسی باذ چلے گئے۔

ہادی کی باندی سے محبت

اس سال ابوجعفر المنصور کے مولیٰ ربیع نے وفات پائی۔ ہادی کی ایک بہت پیاری باندی تھی اور وہ ان پر جان دیتی تھی جب یہ جرجان میں تھے جہاں ان کو مہدی نے بھیج دیا تھا تو اس باندی نے کچھ شعر ان کو جرجان لکھ کر بھیجے ان میں ایک شعر یہ تھا۔

یا بعید المحل امسی بجرجان نازلاً

اے وہ شخص جو یہاں سے بہت ہی دور دراز مقام پر فروکش ہے اب

کیا وہ ہمیشہ جرجان ہی میں رہے گا۔

جب ہادی کو اپنی خلافت کی اطلاع ہوئی اور وہ بغداد واپس آئے تو اس باندی کی ملاقات کے سوا اور کوئی دوسری بات ان کے پیش نظر نہ تھی آتے ہی سیدھے اس کے پاس گئے وہ اس وقت بھی اسکے فراق میں اشعار گا رہی تھی۔ اس سے پہلے کہ کسی شخص سے بھی ملتے انہوں نے مکمل ایک دن رات اس کے پاس بسر کی۔

علاء کو سولی پر لٹکانا

اس سال موسیٰ نے زندیقوں کی تلاش میں اور شدت کر دی ان کی ایک جماعت کو قتل کر دیا۔ جن لوگوں کو انہوں نے قتل کیا ان میں یزدان بن باذان یقیطن کا کاتب اور اس کا بیٹا علی بن یقیطین بھی تھا۔ یہ نہروان کے رہنے والے تھے اس یقیطین کے متعلق یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ ایک مرتبہ حج کے لئے گیا۔ وہاں جب اس نے لوگوں کو حالت طواف میں تیز قدم چلتے دیکھا تو کہنے لگا کہ ان حجاج کی مثال تو ان بیلوں کی ہے جو کھلیان فصل کو روندتے ہیں اسی پر علاء بن الحداد الاعلی نے یہ شعر بھی کہے ہیں۔

ایا امین اللہ فی خلقا

ووارث الکعبۃ والمنبر

ماذا تری فی رجل کافر

یشبہ الکعبۃ بالبیدر

ویجعل الناس اذا ماسعوا

حمرا تدوس البر والروسر

اے وہ شخص جو کہ اللہ کی طرف سے بندوں پر امین مقرر کیا گیا ہے
اور کعبہ اور منبر کا وارث ہے اس کافر کے
لئے جو کعبہ کو کھلیان سے اور حالت
سعی میں حجاج کو ان گدھوں سے جو گیہوں اور بھوسہ کو روند کر علیحدہ
کرتے ہیں تشبیہ دیتا ہے
۔آپ کی کیا رائے ہے۔موسیٰ نے اسے قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا
اتفاق سے سولی کی لکڑی ایک راہگیر حاجی پر گری جس سے وہ اور اس
کا گدھا دونوں ہلاک ہو گئے۔اسی سلسلہ میں بنی ہاشم میں سے
یعقوب بن الفضل قتل کیا گیا۔

یعقوب اور اسکا بیٹا ہادی کے دربار میں

علی بن محمد الہاشمی کی روایت ہے کہ داؤد بن علی کا ایک زندیق بیٹا اور یعقوب بن الفضل بن عبدالرحمٰن بن عباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب جو زندیق ہو گیا تھا دو مختلف مجلسوں میں مہدی کے سامنے پیش کیے گئے۔جب ان دونوں نے اپنے ارتداد کا اقرار کر لیا تو مہدی نے دونوں سے ایک ہی قسم کی گفتگو کی۔یعقوب بن الفضل نے مہدی سے کہا کہ میں اپنے جرم کا اقرار صرف آپ کے سامنے کرتا ہوں اگر آپ یہ چاہیں کہ میں علانیہ طور پر اس کا اقرار کر لوں تو یہ ناممکن ہے چاہے میرے ٹکڑے ہی کیوں نہ کر دیے جائیں۔مہدی نے اس سے کہا کہ تجھے شرم آنا چاہئے تجھے تو چاہئے تھا کہ اگر آسمان کے پردے بھی تیرے لئے کھول دیے جاتے اور تب بھی وہی کہتا جس کا تو مدعی ہے۔تب بھی تجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات تسلیم کرنا اور ان کی حمایت کرنا چاہیئے تھی کیونکہ اگر ان کا وجود نہ ہوتا تو کیا ہوتا۔تو بھی دوسرے اشخاص دانشمند میں ہوتا۔خیر کیا کیا جائے چونکہ میں نے اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ خلیفہ ہونے کے بعد میں کسی ہاشمی کو قتل نہیں کروں گا اس وجہ سے میں چپ ہوں ورنہ جس وقت تو میرے سامنے آیا تھا میں اسی وقت تیرا کام تمام کر دیتا۔

یعقوب زندیق کا قتل

اس کے بعد انہوں نے موسیٰ الہادی سے کہا کہ میں تم کو اپنے حق کی قسم دیتا ہوں کہ جب میرے بعد منصب خلافت تمہیں ملے تو ان کے بارے میں ایک گھڑی کا بھی انتظار نہ کرنا اور فوراً دونوں کو قتل کر دینا۔ان دونوں زندیقوں میں سے داؤد بن علی کا بیٹا حالت قید میں مہدی کی وفات سے پہلے مر گیا۔البتہ یعقوب زندہ رہا چنانچہ جب مہدی کا انتقال ہو گیا اور موسیٰ جرجان سے بغداد آئے تو آتے ہی ان کو مہدی کی وصیت یاد آ گئی انہوں نے ایک شخص کو یعقوب کے لئے متعین کر دیا اس نے لحاف اس پر ڈال کر اس قدر دبایا کہ وہ مر گیا۔

یعقوب کی تدفین

موسیٰ بیعت لینے اور اپنی خلافت کے استحکام میں اس قدر منہمک ہوئے کہ یعقوب کا خیال ہی ان کے دل سے نکل گیا۔ جس روز یہ واقعہ پیش آیا اس روز نہایت شدید گرمی تھی۔ کچھ رات گئے لوگوں نے موسیٰ سے کہا کہ اے امیر المومنین یعقوب کی لاش پھول گئی ہے اور اس میں سے بو آ رہی ہے۔ موسیٰ نے حکم دیا کہ اسے اس کے بھائی اسحاق بن الفضل کے پاس لے جاؤ اور کہہ دینا کہ جیل خانہ میں یہ اپنی موت مر گیا ہے۔ اس کی نعش کو ایک چھوٹی کشتی میں رکھ کر اسحاق کے پاس لائے اس نے لاش کی حالت دیکھی تو اندازہ کیا کہ اب غسل دینے کا موقع ہی نہیں اسی طرح ان نے اسی وقت اس کو اپنے ایک باغ میں سپرد خاک کر دیا اور صبح کے وقت تمام بنی ہاشم کو اطلاع دی کہ یعقوب کا انتقال ہو گیا ہے۔ سب جنازے میں شریک ہوں۔

مصنوعی جنازہ

اس نے قد آدم کے برابر لکڑی کا ایک تابوت تیار کرایا اس میں روئی بھر دی گئی اور اوپر سے کئی تہ چادریں لپیٹ دی گئیں۔ پھر اسے ڈولے پر رکھ کر جنازے کی شکل میں اٹھایا۔ ان تمام ترکیبوں کے باوجود جتنے شرکاء تھے وہ سب جانتے تھے کہ یہ محض مصنوعی جنازہ ہے۔ اس کی اولاد میں دو بیٹے عبدالرحمن اور فضل اور دو بیٹیاں اروی اور فاطمہ تھیں۔ یہ آخر الذکر اپنے باپ کے نطفہ سے حاملہ تھی اور اس کا خود اس نے اقرار کیا تھا۔

یعقوب کی بیوی کا قتل

علی بن محمد اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ اس سے پہلے فاطمہ اور یعقوب بن الفضل کی خدیجہ نامی ایک بیوی جو خاندان بنی ہاشم سے نہ تھی۔ ہادی یا مہدی کے سامنے پیش کی گئیں ان دونوں نے اس کے زندیق ہونے کا اقرار کیا اور فاطمہ نے یہ بھی اقرار کیا کہ میں اپنے باپ سے حاملہ ہوں۔ یہ دونوں ریطہ بنت العباس کے پاس پیش کی گئیں۔ ریطہ نے دیکھا کہ وہ دونوں خوب بناؤ سنگھار کیئے سرمہ اور مہندی لگائے ہوئے ہیں اس نے دونوں کو خوب لعنت ملامت کی اور اس کی بیٹی پر خاص طور پر زیادہ لعن طعن کی۔ اس نے کہا کہ میرے باپ نے میرے ساتھ زبردستی کی تھی ریطہ نے کہا کہ اگر زبردستی کی تو پھر تو نے یہ مہندی اور سرمہ کیوں لگایا ہے اور تجھ پر یہ سرور نشاط کیوں طاری ہے۔ ریطہ نے ان دونوں کو خوب لعنت ملامت کی اس کے بعد ان دونوں کو موصل سے اس قدر پیٹا گیا کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ البتہ یعقوب کی دوسری لڑکی اروی سے اس کے ابن عم فضل ابن اسماعیل بن الفضل نے جس کے عقائد میں کوئی خرابی نہ تھی شادی کر لی۔

اس سال طبرستان کا رئیس وفد ہرمز ندردینے موسیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا موسیٰ نے اسے خلعت اور انعام سے سرفراز کر کے طبرستان واپس بھیج دیا۔

۱۶۹ھ ہجری کے بقیہ واقعات

خروج

اس سال حسین بن علی بن حسن بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب نے خروج کیا اور وہ...... میں مارا گیا۔ اس واقعہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

محمد بن موسیٰ الخوارزمی بیان کرتا ہے کہ مہدی کی وفات اور ہادی کی خلافت کے درمیان آٹھ دن کا فاصلہ تھا۔ جس وقت ان کو مہدی کی وفات کی اطلاع ملی یہ جرجان میں تھے ان کے مدینہ السلام آنے اور حسین بن علی بن الحسن کے خروج سے لے کر اس کے قتل تک نو ماہ اٹھارہ دن گزرے۔

محمد بن صالح۔ ابوحفص السلمی کی روایت بیان کرتا ہے کہ اسحاق بن عیسیٰ بن علی مدینہ کا والی تھا۔ مدی کی وفات کے بعد جب موسیٰ خلیفہ ہوئے تو یہ ان سے ملنے کے لئے عراق روانہ ہوا اور اس نے مدینہ پر اپنی جگہ عمر بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب کو اپنا قائم مقام مقرر کر دیا۔

اسحاق بن عیسیٰ کا استعفیٰ

فضل بن اسحاق الہاشمی بیان کرتا ہے کہ اسحاق بن عیسیٰ بن علی والی مدینہ نے ہادی کی خدمت میں اپنے عہدہ سے استعفیٰ دیدیا اور بغداد آنے کی اجازت مانگی۔ ہادی نے استعفیٰ قبول کر لیا اور ان کی جگہ عمر بن عبدالعزیز کو والی مدینہ مقرر کر دیا۔

شرابیوں کی گرفتاری اور رہائی

حسین بن علی بن الحسن کے خروج کا سبب ابوالحفص السلمی کی روایت کے مطابق یہ ہوا کہ عمر بن عبدالعزیز نے مدینہ کا والی ہونے کے بعد ابوالزفت حسن بن محمد بن عبداللہ بن الحسن، مسلم بن جندب الہذلی شاعر اور آل العمر کے ایک موالی عمر بن سلام کو شراب پیتے ہوئے گرفتار کیا اور سب کو پہلے اچھی طرح پٹوایا اور پھر ان کی گردنوں میں رسی کے حلقے ڈال کر سارے مدینہ میں تشہیر کے لئے پھرایا کئی آدمیوں نے ان کی سفارش کی۔ حسین بن علی نے بھی عمر سے آ کر ان کی سفارش کی اور کہا جو الزام ان پر عائد کیا گیا ہے وہ بے بنیاد ہے۔ تم نے ان کو خوب پٹوایا ہے حالانکہ تمہیں یہ زیبا نہ تھا کیونکہ عراقی شراب پینے کو برا نہیں سمجھتے اور پھر تم نے ان کی تشہیر بھی کی ہے یہ کسی طرح مناسب نہ تھا۔ عمر نے ان کے واپس لانے کا حکم دیا۔ یہ لوگ بلاط پہنچ چکے تھے وہاں سے پلٹا کر لائے گئے۔

عمر نے ان سب کو قید کر دیا یہ ایک دن اور رات قید رہے پھر لوگوں نے ان کی سفارش کی اور وہ سب رہا کر دیے گئے البتہ ان کی نگرانی ہوتی تھی اور حاضری لی جاتی تھی اسی حالت میں حسن بن محمد غائب ہو گیا اور حسن بن علی اس کا ضامن ہوا تھا۔

قیدیوں کی حاضری

عمر بن عبدالعزیز والی مدینہ نے اس موقع پر بعض لوگوں کو ان گرفتار شدہ لوگوں کا ضامن بنایا تھا۔ حسین بن علی بن الحسن اور یحییٰ بن عبداللہ بن الحسن یہ حسن بن محمد بن عبداللہ بن الحسن کے ضامن تھے اس نے ان کی ایک حبشی باندی سے نکاح کیا تھا جو ابولیث عبداللہ بن الحسن کے مولیٰ کی پوتی تھی۔ یہ اپنی بیوی کے پاس آتا اور اس کے پاس رات گزارتا۔ یہ بدھ، جمعرات اور جمعہ کے دن حاضری کے وقت موجود نہ رہا۔ والی مدینہ کے نائب نے جمعہ کی رات کو ان سب کی حاضری لی تو حسن بن محمد کو موجود نہ پایا اس نے حسین بن علی اور یحییٰ بن عبداللہ سے اس کے متعلق باز پرس کی اور اس میں ذرا سخت الفاظ استعمال کیے اور پھر عمر بن عبدالعزیز کو جا کر تمام واقعہ کی اطلاع دی اور کہا کہ حسن بن محمد آج تین دن سے غائب ہے' عمر نے حکم دیا کہ حسین اور یحییٰ کو حاضر کرو۔ یہ ان دونوں کو ان کے پاس بلا لایا' عمر نے ان سے پوچھا کہ حسن کہاں ہے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں وہ بدھ کے دن سے غائب ہے۔ جمعرات کو ہمیں یہ اطلاع ملی تھی کہ وہ بیمار ہو گیا ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ آج حاضری نہ لی جائے گی ورنہ ہم اس کی تلاش کرتے۔

حسن کا بھاگ جانا اور یحییٰ کا خروج کا عزم

اس جواب پر عمر نے ان سے بہت سخت کلامی کی اس پر یحییٰ بن عبداللہ نے قسم کھا کر کہا کہ میں اس وقت تک نہیں سوؤں گا جب تک کہ یا تو حسن بن محمد کو اس کے پاس پیش نہ کر دوں گا اور یا اس کے خلاف خروج نہ کروں گا۔ حسین بن علی نے اس سے کہا بھی کہ بھلا ایسی بات کا اظہار اپنی زبان سے کیوں کرتے ہو جو تم سے نہ ہو سکے آپ حسن کے لانے کی قسم کھائی ہے حالانکہ تم اس پر قابو نہیں پا سکتے پھر کیوں تم نے حسن کی قسم کھائی ہے؟ یحییٰ نے کہا ہاں بیشک میں نے حسن کی قسم کھائی ہے۔ حسین بن علی نے کہا یہ کیوں اس نے کہا کہ بیشک میں نے قسم کھائی ہے بخدا میں سونے سے پہلے اس پر خروج کروں گا اور اس کے پھاٹک کو تلوار کی ضرب سے توڑ دوں گا' حسین نے کہا اس طرح ہمارے اور ہمارے شیعوں کے درمیان جو قرارداد طے ہو چکی ہے وہ برباد ہو جائے گی یحییٰ نے کہا اب تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا اور کوئی دوسرا چارہ نہیں اس سے پہلے سادات اور شیعوں میں یہ قرارداد ہوئی تھی کہ حج کے موقع پر مقام منیٰ میں یا مکہ میں خروج کریں گے۔

شیعوں کا خروج

بیان کیا گیا ہے کہ کوفہ کے ان شیعوں کی ایک جماعت جنہوں نے حسین کے لئے بیعت کی تھی اس وقت بھی ایک مکان پر پوشیدہ تھی۔ چنانچہ اسی رات یہ وہاں سے باہر آئے اور انہوں نے خروج کا انتظام شروع کیا اور رات کے آخری حصہ میں خروج کر دیا۔ یحییٰ بن عبداللہ نے مروان کے محل کی پھاٹک پر تلوار سے عمر کے خلاف ضرب لگائی۔ مگر عمر وہاں نے ملا یحییٰ اس کی تلاش میں عبداللہ بن عمر کے مکان کے اس حصہ میں جہاں عمر بن عبدالعزیز رات گزارتا تھا آیا مگر وہ یہاں بھی نہ ملا' بلکہ روپوش ہو گیا۔ شورش پسندوں کی جمعیت ہر سمت سے امنڈ آئی اور سب کے سب مسجد نبوی میں آئے۔

جب صبح کی اذان ہوئی تو حسین منبر پر چڑھا اس وقت وہ ایک سفید عمامہ باندھے تھا لوگ آنے شروع ہوئے اور اس کو دیکھ کر نماز پڑھے بغیر واپس چلے گئے۔ البتہ جب اس نے صبح کی نماز پڑھ لی تو اب لوگ اس کے پاس آ کر کتاب اللہ سنت رسول اللہ اور آل محمد میں سے بہترین شخص کے انتخاب کے وعدہ پر اس کی بیعت کرنے لگے۔ خالد البربری جوان دنوں مدینہ کی خالصہ زمینوں کا محصل اور مدینہ کی متعینہ باقاعدہ فوج کے دوسو نفر کا افسر تھا اپنی فوج کے ساتھ مقابلہ کے لئے بڑھا۔

شورش پسندوں کا مقابلہ

عمر بن عبدالعزیز' وزیر بن اسحاق الازرق اور محمد بن واقعد الشروی بہت سے لوگوں کے ساتھ جس میں حسین بن جعفر بن الحسین بھی ایک گدھے پر سوار ساتھ تھا شورش پسندوں کے مقابلے کے لئے نکلے' خالد البربری نے فوراً شہر کے چوک پر قبضہ کر لیا اس نے دہری زرہیں پہن رکھی تھیں س کے ہاتھ میں تلوار تھی اور کمر بندھ میں کئی گرز لگے ہوئے تھے۔ اس نے تلوار ننگی کر رکھی تھی اور حسین کو للکار رہا تھا سامنے آؤ میں چکی کا پاٹ ہوں۔ اللہ مجھے ہلاک کر دے اگر میں تجھے قتل نہ کر دوں۔ یہ کہہ کر اس نے باغیوں پر حملہ کیا۔

عمر کا قتل

جب یہ ان کے بالکل قریب پہنچا تو عبداللہ بن الحسن کے بیٹے یحییٰ اور ادریس اس کے مقابلہ پر آئے یحییٰ نے اس کے خود کے بانسے پر ایسی ضرب لگائی کہ تلوار اسے کاٹ کر اس کی ناک کٹ گئی۔ بربری کی دونوں آنکھیں خون سے ڈھک گئیں اور چونکہ اب اسے کچھ نظر نہیں آتا تھا وہ اپنے گھٹنوں کے بل کھڑا ہو کر تلوار سے اپنا بچاؤ کرنے لگا مگر اسے کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ ادریس نے پلٹ کر اس کی پشت سے ایسا وار کیا کہ وہ اوندھے منہ گر پڑا پھر تو ان دونوں نے تلواروں سے اتنے وار کئے کہ وہ قتل ہو گیا۔ ان کے دوسرے ساتھیوں نے بڑھ کر اس کی دونوں زرہوں پر حملہ کر دیا اور ان دونوں کو اور نیز اس کے تمام اسلحہ اتار کر اسے اٹھا لائے۔ پھر ان کے حکم سے اسے بلاط تک گھسیٹ کر لے گئے' نیز حسین اور یحییٰ اور ان کے شیعوں نے بربری کی جمعیت پر حملہ کر کے اسے مار بھگایا۔

یحییٰ کا قتل

عبداللہ بن محمد جس نے یہ تمام واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہتا ہے کہ خالد نے یحییٰ کے سر پر تلوار کا وار کیا جس سے ٹوپی ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی اور اس وار کا اثر یحییٰ کے ہاتھ تک میں محسوس ہوا۔ یحییٰ نے اس کے منہ پر وار کیا اور پھر جزیرہ کے رہنے والے ایک کانے نے مڑ کر خالد کی پشت پر سے اس کے دونوں پیروں پر تلوار ماری اس کے بعد کئی شخصوں نے ایک دم تلواروں سے اس پر وار کر کے اس کا کام تمام کر دیا۔ جس وقت حسین بن جعفر گدھے پر سوار مسجد میں داخل ہوا تو سیاہ پوش جماعت نے باغیوں کو مسجد سے بے دخل کر دیا مگر پھر سفید پوش جماعت نے ان پر حملہ کر کے ان کو مسجد سے نکال دیا۔ اور حسین نے ان کو للکارا کہ شیخ (حسین بن جعفر) کے ساتھ نرمی کا معاملہ کیا جائے اور ان کو گزند نہ پہنچے باغیوں نے سرکاری خزانہ لوٹ لیا۔ اس میں صرف دس بارہ ہزار دینار تھے جو تنخواہوں کی ادائیگی سے بچ رہے تھے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس وقت خزانہ میں ستر ہزار دینار تھے جن کو عبداللہ بن مالک نے بنی خزاعہ کے وظائف دینے کے لئے بھیجا تھا۔

سیاہ وسفید پوش فوجوں کا مقابلہ

اس جھڑپ کے بعد سب لوگ منتشر ہوگئے۔ اہل مدینہ نے ان کی مدافعت کے لئے شہر کے دروازے بند کر لئے دوسرے دن صبح کو اہل مدینہ اور آل عباس کے دوسرے شیعہ جمع ہو کر بلاطہ کے اس میدان میں جو الفضل کے مکان کے احاطہ اور زورا کے درمیان واقع ہے باغیوں سے لڑنے آئے۔ سیاہ پوش فریق اپنے حریف پر حملہ کر کے اسے الفضل کے مکان کے گھیر تک دھکیل دیتا تھا اور اسی طرح سفید پوش جماعت اپنے حریف پر حملہ کر کے اسے زورا تک دھکیل دیتی تھی۔ کئی مرتبہ یہی کش مکش ہوئی دونوں فریق بڑی تعداد میں مجروح ہوئے مگر ظہر کے وقت تک اسی طرح لڑنے کے بعد علیحدہ ہوگئے۔

ہنگامے کے دوسرے دن بروز اتوار کے ظہر کے بعد یہ خبر معلوم ہوئی کہ مبارک ترکی بیر المطلب پر ٹھہرا ہوا ہے اس خبر سے اہل مدینہ بہت خوش ہوئے اس کے پاس شیعان آئے اور اس سے کہا کہ آپ ہماری مدد کے لئے آئے۔ دوسرے دن صبح سویرے وہ گھاٹی پر آ کر ٹھہر گیا۔ یہاں شیعیان بنی عباس اور دوسرے جنگجو اس کے پاس اکٹھے ہوگئے۔ اور اب بلاط میں دونوں فریقوں کے درمیان دوپہر تک نہایت شدید جنگ ہوئی اس کے بعد پھر دونوں فریق ایک دوسرے سے علیحدہ ہوگئے۔

ہنگامے کا خاتمہ

ایک فریق مسجد نبوی چلا آیا اور دوسرا فریق مبارک ترکی کے پاس عمر بن عبدالعزیز کے ثنیہ والے مکان میں جہاں وہ دوپہر بسر کرتا تھا چلا گیا۔ مبارک نے ان سے وعدہ کیا کہ اب عصر کے وقت پھر تمہارے ساتھ لڑائی میں شریک ہوں گا۔ مگر جب لوگ اس کی طرف سے غافل ہوگئے وہ چپکے سے اپنی سواریوں پر سوار ہو کر چلتا بنا عصر

کے وقت لوگوں نے اسے تلاش کیا تو نہ پایا ایک چھوٹی جھڑپ اس جماعت کو اور برداشت کرنا پڑی۔ مغرب کے بعد دونوں فریق الگ ہو گئے اس کے بعد چند روز تک حسین اور اس کے ساتھی رخت سفر تیار کرتے رہے وہ مدینہ میں گیارہ دن مقیم رہے پھر چوبیس ذیقعدہ کو مدینہ سے روانہ ہوئے۔ ان کے جانے کے بعد مسجد نبوی کے موذن وغیرہ پھر اپنے اپنے کام پر آئے اور انہوں نے مسجد میں اذان دی اب دوسرے لوگ بھی مسجد میں نماز کے لئے آنے لگے یہاں آ کر دیکھا کہ تمام مسجد میں کھائی ہوئی ہڈیاں اور بول و براز پڑا ہوا ہے۔ اس پر نمازیوں نے اس جماعت کو ہلاکت کی بددعا دی اور اللہ نے اسے قبول بھی کیا۔

غلاموں کی حوالگی

جب مکہ جاتے ہوئے حسین بازار پہنچا تو اس نے اہل مدینہ کو مخاطب کر کے کہا اللہ تمہارا برا کرے۔ اہل مدینہ نے اس کے جواب میں اسے کہا کہ اللہ تیرا برا کرے اور تو کبھی نہ پلٹے۔ اس کے ساتھی مسجد ہی میں بول و براز کرتے تھے ان کے جانے کے بعد لوگوں نے ساری مسجد کو دھو دیا۔ عبداللہ بن ابراہیم کا ایک بیٹا بیان کرتا ہے کہ حسین کے سپاہیوں نے مسجد کے پردے اتار کر ان کے موزے بنائے تھے انہوں نے مکہ میں جا کر اعلان کیا کہ جو غلام ہمارے پاس آئے گا وہ آزاد ہے بہت سے غلام حسین کے پاس آ گئے۔ میرے والد کا ایک غلام بھی اس کے پاس چلا گیا اور ساتھ ہو گیا۔ جب اس نے خروج کا ارادہ کیا تو میرے والد نے اس سے مل کر اپنے غلام کے متعلق گفتگو کی اور کہا کہ تم دوسروں کے غلاموں کو اغوا کرتے ہو اور اس طرح ان کو آزادی دے رہے ہو حالانکہ تم کو اس کا حق نہیں ہے۔ حسین نے اپنے آدمیوں سے میرے باپ کے لئے کہا کہ ان کو لے جاؤ اور غلاموں کو دکھاؤ جس کی یہ شناخت کر لیں وہ ان کو دے دو۔ میرے باپ نے اپنا غلام لے لیا اور دو غلام اور بھی لے لئے جو ہمارے پڑوسیوں کے تھے۔

ہادی کو خروج کی اطلاع

حسین کے خروج کی اطلاع ہادی کو ہوئی۔ اس سال ان کے رشتہ داروں میں سے کئی آدمی جن میں محمد بن سلیمان بن علی، عباس بن محمد اور موسیٰ بن عیسیٰ بھی تھے حج کے لئے مکہ آئے تھے۔ ان کے علاوہ فوج محفوظ کے بھی بہت سے آدمی حج میں شریک تھے، سلیمان بن ابی جعفر امیر حج تھا۔ ہادی نے حکم دیا کہ حسین سے مقابلے کے لئے محمد بن سلیمان کا فرمان تقرر لکھا جائے۔ مصاحبین نے عرض کیا کہ آپ کے چچا عباس بن محمد بن تو موجود ہیں۔ ہادی نے کہا کیا بات کہتے ہو میں خود اپنے ہاتھوں اپنے تئیں خطرہ میں ڈالنا نہیں چاہتا۔ چنانچہ اب انہوں نے محمد بن سلیمان ہی کو سپہ سالار مقرر کر دیا اور اس کے لئے باقاعدہ فرمان اس کے نام بھیج دیا۔ یہ فرمان محمد کو اس وقت ملا جب وہ اور اس کے ساتھی حج ترک کر کے واپس ہو رہے تھے۔

محمد بن سلیمان کا حج ادا کرنا

محمد جب حج کرنے روانہ ہوا تھا تو راستہ کے خطرات بدویوں کی لوٹ مار اور راستہ کی دشواری کی وجہ سے اس نے کافی ساز و سامان اور مسلح فوج اپنے ساتھ لی تھی مگر حسین نے ان کے مقابلہ کی کوئی تیاری نہیں کی تھی۔ اسے معلوم ہوا کہ یہ جماعت اس کی طرف مقابلے کے لئے بڑھ رہی ہے وہ اپنے خدمتگاروں اور اعزاء کے ساتھ مقابلہ کے لئے نکلا موسیٰ بن علی بن عیسیٰ کو بھی جو اس وقت بطن نخل پہنچ چکا تھا۔ جو مدینہ سے تیس فرسنگ کے فاصلہ پر ہے اس کی اطلاع ملی اس کے ہمراہ اس کیا عزا اور لونڈی غلام تھے۔ نیز عباس بن محمد بن سلیمان کو بھی اس کی اطلاع ہوئی۔ محمدؐ نے ان کو خط بھی لکھ دیئے تھے۔ یہ سب مکہ روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ گئے۔ محمد بن سلیمان نے بھی مکہ کا رخ کیا اس تمام جماعت نے عمرہ کا احرام باندھا اور ذی طویٰ میں آ کر پڑاؤ کیا۔ ان کے ساتھ سلیمان بن ابی جعفر بن تھا۔ بنی عباس کے دوسرے شیعہ موالی اور سرداران فوج جو اس سال شریک حج تھے وہ سب بھی اس جماعت میں شامل ہو گئے۔ اس سال معمول سے زیادہ حجاج حج کے لئے آئے تھے حسین سے مقابلہ محمد بن سلیمان نے اپنے آگے نوے سواروں کو بڑھا دیا جن میں گھوڑے سوار اور خچر سوار دونوں تھے خود وہ ایک بہت عمدہ طاقتور اور بڑی اونٹنی پر سوار تھا اس کے پیچھے چالیس اونٹ سوار کجاووں میں سوار تھے ان کے پیچھے گدھے اور پیادے وغیرہ تھے۔ ان کی اس ترتیب اور تنظیم کا عوام پر بہت اثر پڑا وہ مرعوب ہوئے اور انہوں نے ان کی تعداد کو اصل سے دگنا محسوس کیا۔ اس جماعت نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کر کے اپنا عمرہ پورا کیا اور پھر ذی طویٰ اپنے پڑاؤ میں چلے آئے۔ یہ جمعرات کا واقعہ ہے۔ جمعہ کے دن محمد بن سلیمان نے اسماعیل بن علی کے مولیٰ ابوکامل کو بیس پچیس شہ سواروں کے ساتھ حسین کے مقابلہ کے لئے بھیجا اور حسین نے اس کا مقابلہ کیا۔

زید کی گرفتاری

اس کے ساتھ زید نامی ایک شخص تھا۔ یہ دنیا سے قطع تعلق کر کے عباس کی خدمت میں رہتا تھا۔ چونکہ یہ بڑا عبادت گزار تھا اس وجہ سے عباس نے اسے حسین کے ہمراہ حج کے لئے بھیج دیا تھا۔ دشمن کے سامنے آتے ہی اس نے اپنی ڈھال اندھی اور تلوار نیچی کر لی اور لڑائی کئے بغیر اپنے ساتھیوں کے پاس واپس چلا گیا۔ یہ واقعہ بطن مزہ کا ہے۔ اس کے بعد محمد بن سلیمان کی فوج نے اسے اس حالت میں گرفتار کیا کہ گرزوں کی ضرب سے وہ چکنا چور ہو رہا تھا۔

دوبارہ مقابلہ

ہفتہ کی رات کو انہوں نے پچاس شہسوار مقابلہ کیلئے بھیجے سب سے پہلے انہوں نے صباح ابوالذیال کو آواز دی اس کے بعد دوسرے شخص کو پھر تیسرے کو پھر کسی اور کو محمد کا مولیٰ ابوخلوۃ خدمت گار پانچواں تھا یہ سب کے سب مہدی کے مولیٰ مفضل کے پاس آئے اور اسے اپنا سردار بنانا چاہا۔ اس نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ کسی

دوسرے شخص کو سردار بناؤ اور میں بھی سب کے ساتھ ہوں چنانچہ۔ اس جماعت نے عبداللہ بن حمید بن رزین السمر قندی کو جو اس وقت تیس سالہ جوان تھا اپنا سردار بنالیا۔ یہ پچاس سوار سنیچر کی رات کو مقابلہ پر بڑھے جب دشمن قریب آیا تو یہ دستہ پلٹ آیا۔

اب تمام فوج کی باقاعدہ ترتیب قائم کی گئی۔ عباس بن محمد اور موسیٰ بن عیسیٰ میسرہ میں متعین تھے محمد بن سلیمان فوج کے میمنہ میں تھا۔ معاذ بن مسلم محمد بن سلیمان اور عباس بن محمد کے درمیان متعین تھا۔ صبح صادق کے نمودار ہونے سے پہلے حسین اپنی جماعت کے ساتھ مقابلہ پر آ گیا۔ سلیمان بن علی کے تین موالیوں نے جن میں ایک حسان کا غلام زنجویہ بھی تھا حسین کی جمعیت پر حملہ کیا اور ایک سر لاکر محمد بن سلیمان کے سامنے ڈال دیا۔ اس سر لانے کی وجہ یہ تھی کہ یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ جو ایک سر لائے گا اسے پانچ سو درہم انعام دیا جائے گا۔

محمد کی جماعت نے آ کر اونٹوں کے پچھلے پیروں پر ضرب لگائی جس کی وجہ سے وہ کجاوے جوان پر کسے ہوئے تھے گر پڑے انہوں نے دشمن کو خوب قتل کیا اور بھگا دیا۔ یہ وہ جماعت تھی جو ان گھاٹیوں سے نکل کر آئی تھی۔ محمد بن سلیمان کے سامنے جو جماعت نکل کر آئی تھی وہ دشمن کی بہت ہی قلیل جماعت تھی ان کی بڑی جماعت موسیٰ بن عیسیٰ اور اس کے ساتھیوں کی سمت سے نکل کر ان پر حملہ آور ہوئی تھی چنانچہ موسیٰ کی جماعت پر دشمن کا دباؤ بہت سخت تھا اسی وجہ سے جب محمد بن سلیمان اپنی سمت کے دشمنوں سے فارغ ہو گیا اور اس نے دیکھا کہ وہ مقابلہ سے پسپا ہو گئے ہیں۔ تو اس کی نظر ان باغیوں پر پڑی جو موسیٰ بن عیسیٰ کے قریب تھے اور وہ ایک جگہ سوت کی ککڑی کی طرح اکٹھا تھے اور قلب اور میمنہ ان سے چمٹا ہوا تھا۔ محمد بن سلیمان کی جمعیت مکہ کی طرف پلٹی ان کو حسین کی کچھ خبر نہ تھی کہ اس پر کیا گزری۔

یہ ذی طویٰ یا اس کے قریب پہنچے تھے کہ ایک خراسانی چلاتا ہوا سامنے آیا کہ خوشخبری۔ یہ حسین کا سر موجود ہے اس نے اس سر کو سامنے ڈالا سامنے اس کی تمام پیشانی مضروب تھی اور گدی پر دوسری ضرب تھی۔ لڑائی سے فارغ ہونے کے بعد عام معافی کا اعلان کر دیا گیا تھا۔ ابوالذفت حسن بن محمد ایک آنکھ بند کیے ہوئے آیا جسے شاید لڑائی میں کوئی صدمہ پہنچا تھا اور محمد اور عباس کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ موسیٰ بن عیسیٰ اور عبداللہ بن العباس نے اس کو سامنے بلایا اور موسیٰ بن عیسیٰ کے حکم سے وہ قتل کر دیا گیا۔ اس کی اطلاع جب محمد بن سلیمان کو ہوئی تو وہ بہت ناراض اور برہم ہوا۔ محمد بن سلیمان ایک راستہ سے اور عباس بن محمد دوسری راہ سے مکہ میں داخل ہوئے مقتولین کے سر کاٹے گئے جو سو سے زیادہ تھے ان میں سلیمان بن عبداللہ بن حسن کا بھی سر تھا۔ یہ آٹھویں ذی الحجہ کا واقعہ ہے۔ حسین کی بہن جو اس کے ہمراہ بھی گرفتار کر لی گئی اور اسے زینب بنت سلیمان کے پاس چھوڑ دیا گیا۔ شکست خوردہ جماعت حاجیوں میں گڈ مڈ ہو کر چلتی بنی چوں کہ سلیمان بن ابی جعفر کی طبیعت ناساز تھی اس وجہ سے وہ جنگ میں شریک نہ ہوا۔ اس سال عیسیٰ بن جعفر بھی حج میں شریک ہوا۔

حسین کے ساتھ ایک شخص نابینا تھا وہ اس کی جماعت کو گزشتہ واقعات سنا تا تھا اس کو قتل کر دیا گیا اس کے علاوہ اور کوئی دوسرا شخص بے بس کر کے قتل نہیں کیا گیا۔

چار افراد کی گرفتاری اور قتل

موسیٰ بن عیسیٰ نے کوفہ کے چار آدمیوں کو اور بنی عجل کے ایک مولیٰ اور ایک دوسرے کو قید کر لیا خود موسیٰ بن عیسیٰ بیان کرتا ہے کہ میں اپنے ان چھ قیدیوں کو لے کر مدینۃ السلام آیا ہادی نے کہا تم نے میرے قیدی کو کیوں قتل کر دیا میں نے عرض کیا میں نے اس کے بارے میں بہت غور و خوض کیا اور مجھے اندیشہ ہوا کہ عائشہ اور زینب امیر المومنین کی والدہ کے پاس آ کر اپنی داستان سنائیں گی اور ان سے عرض کریں گی اور وہ آپ سے اس کی سفارش کریں گی اور آپ اسے چھوڑ دیں گے۔ پھر انہوں نے کہا کہ اچھا دوسرے قیدیوں کو حاضر کرو میں نے عرض کیا میں نے ان سے طلاق اور عتاق کے ساتھ وعدۂ معافی کیا ہے' ہادی نے کہا فوراً حاضر کرو ان میں سے دو کو تو انہوں نے قتل کرا دیا تیسرے سے وہ واقف نہ تھے میں نے عرض کیا کہ یہ آل ابی طالب کے حالات سے بہت زیادہ واقف ہے مناسب ہو کہ آپ اس کی جاں بخشی فرمائیں اور یہ آپ کی ہر خواہش میں آپ کی رہنمائی کرے گا۔ اس پر اس شخص نے بھی عرض کیا کہ امیر المومنین میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میری زندگی سے آپ کو فائدہ پہنچے گا امیر المومنین دیر تک سر جھکائے سوچتے رہے۔ اور پھر کہا کہ میرے ہاتھ سے تیری رہائی ممکن نہیں میری گرفت شدید ہے' وہ شخص برابر ہادی سے عرض کرتا رہا ہادی نے کہا اچھا اسے پیچھے کر دو اور بعد میں اس کے لئے گزارش پیش ہوا اس کے بعد جو شخص پیش ہوا اسے انہوں نے معاف کر دیا اور غذافر الصیر فی اور علی بن سابق الفلاس الکوفی کے قتل کا اور سولی پر لٹکانے کا حکم دیدیا۔ چنانچہ یہ دونوں باب الجسر میں سولی پر لٹکا دیئے گئے۔ یہ فخ میں گرفتار ہوئے تھے۔ ہادی مبارک الترکی پر بہت ناراض ہوئے اور اسے گھوڑوں کا سائیس بنا دیا نیز اس کی تمام املاک ضبط کر لی۔ اسی طرح وہ موسیٰ بن عیسیٰ پر حسن بن محمد کو قتل کرنے کی وجہ سے بہت برہم ہوئے اور اس کی تمام املاک بھی ضبط کر لی۔

ادریس مصر میں

ادریس بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب ہادی کی خلافت میں واقعہ فخ سے بچ کر مصر پہنچا۔ صالح بن امیر المومنین منصور کا مولیٰ واضح جو بڑا خبیث رافضی تھا مصر کا عامل ڈاک تھا اس نے ادریس کو ڈاک کے ذریعہ مغرب بھیج دیا۔ یہ علاقہ طنجہ کے ایک شہر ولیلہ نام میں وارد ہوا اس مقام اور گرد و پیش کے بربریوں نے اس کی دعوت پر لبیک کہا ہادی کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی انہوں نے واضح کو قتل کرا کے سولی دیدی۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ رشید نے اس کی گردن ماری تھی۔ نیز اسی نے مہدی کے موالی شماخ الیمامی کو اپنے جاسوس کے طور پر ادریس کے پاس بھیج دیا اور ابراہیم بن الاغلب اپنے افریقیا کے عامل کو اس کے متعلق مراسلہ بھی لکھ دیا۔ شماخ ولیلہ آیا یہاں اس نے اپنے کو طبیب ظاہر کیا اور نیز اپنے کو محبِ آل بیت بتایا۔ یہ ادریس کے پاس پہنچا۔ ادریس سے اس کے دوستانہ تعلقات بڑھ گئے اور وہ اس کی طرف سے مطمئن ہو گیا۔

ادریس کا مسواک کے ذریعہ قتل ہونا

شماخ نے اپنا یہ طرز رکھا کہ وہ ادریس کی بہت زیادہ تعظیم وتکریم کرتا تھا اور اس کی ہر بات مانتا اور ہر خواہش کو پورا کرتا اس طرح ادریس کی نظر میں اس کی وقعت وعزت بہت زیادہ ہوگئی ایک مرتبہ ادریس نے اس سے اپنے دانتوں کی تکلیف کی شکایت کی۔ شماخ نے سم قاتل میں بجھے ہوئے کئی مسواک اسے دیئے اور ہدایت کی کہ کل صبح سویرے ہی اس سے مسواک کر لینا اور ادریس نے اس کی ہدایت پر عمل کیا انہیں مسواک سے مسواک کی اور خوب اچھی طرح کئی مرتبہ اسے دانتوں پر پھیرا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کا زہر فوراً تمام جسم میں سرایت کر گیا اور اسی سے وہ ہلاک ہوگیا۔ لوگوں نے شماخ کو بہت تلاش کیا مگر نہ پایا وہ ابراہیم بن الاغلب کے پاس آ گیا اور اپنی کارروائی کی اسے اطلاع دی اس کے آنے کے بعد اور خبروں سے ادریس کی موت کی اطلاع مل گئی ابن الاغلب نے رشید کو اس کی اطلاع لکھ بھیجی رشید نے شماخ کو مصر کا عامل پٹہ اور خبر نویس مقرر کر دیا۔

ادریس کے متعلق اشعار

ادریس کے اس فرار اور قتل کے متعلق کسی شاعر نے جس کے متعلق میرا گمان ہے کہ وہ نبازی ہے یہ شعر کہے ہیں۔

اتظن یا ادریس انک مفلت
کید الخلیفه او یفید الفرار
فلیدرکنک او تحل ببلدة
لا یتھدی فیھا الیک نھار
ان السیوف اذا انتضاھا سخطه
طالت و قصر دونھا الاعمار
ملک کان الموت متبع مھره
حتی یقال تطیعه الاقدا

ترجمہ: اے ادریس کیا تو سمجھتا ہے کہ تو خلیفہ کی گرفت سے نکل سکے گا یا فرار سے تجھے کوئی فائدہ ہوگا؟ تیرا یہ خیال غلط ہے تجھے ہر حال میں پکڑ لیا جائے گا۔ یا تجھے موت آ جائے اور اندھیری قبر میں جا چھپے تو خیر جب خلیفہ کا غصہ تلواروں کو نیام سے باہر نکالتا ہے تو ان کا طول بڑھ جاتا ہے اور ان کے سامنے عمریں کوتاہ ہو جاتی ہیں۔ وہ ایسا بادشاہ ہے کہ موت اس کے حکم کے پیچھے پیچھے ہوتی ہے اور اسی بناء پر اب یہ کہاوت ہوگئی ہے کہ تقدیر اس کے تابع فرمان ہے۔

حسین بن علی کا قتل

فضل بن اسحاق الہاشمی بیان کرتا ہے کہ حسین بن علی نے جب مدینہ میں خروج کیا تو عمری مدینہ کا والی تھا۔ اس نے جان بوجھ کر حسین کے خروج کو جب تک وہ مدینہ میں رہا چھپایا۔ اور کوئی باز پرس نہیں کی یہاں تک کہ حسین مکہ روانہ ہو گیا۔ اس سال ہادی نے سلیمان بن ابی جعفر کو امیر حج مقرر کر کے بھیجا تھا اور اس کے ساتھ اس کے خاندان والوں میں سے عباس بن محمد موسیٰ بن عیسیٰ اور اسماعیل بن عیسیٰ بن موسیٰ بھی حج کے ارادے سے روانہ ہوئے تھے۔ کہ انہوں نے بصرہ کا راستہ اختیار کیا تھا' موالیوں میں مبارک الترکی' مفضل خدمتگار اور ہادی کا موالی صاعد تھے۔ مگر میرا قافلہ سلیمان تھا۔ دوسرے سربرآوردہ لوگوں میں سے یقطین بن موسیٰ عبید بن یقطین اور ابوالوردعمر بن مطرف بھی حج کے لئے چلے تھے جب ان کو حسین اور اس کی جمعیت کے متعلق اطلاع ملی کہ وہ مکہ جارہے ہیں یہ سب کے سب ایک جگہ اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے سلیمان بن ابی جعفر کو اس کے امیر حج ہونے کی وجہ سے اپنا سردار بنایا۔ ابوکامل اسماعیل کا موالی جماعت طلیعہ کا قاعدہ مقرر کیا گیا تھا۔ اس جماعت نے مقام فخ میں حسین کو جالیا۔ انہوں نے عبداللہ بن قثم کو مکہ اور اہل مکہ کے انتظام اور نگرانی کے لئے مکہ چھوڑ دیا تھا۔

اس سے پہلے عباس بن محمد بن مفضل خدمتگار کے ذریعہ ان شورش پسندوں ان کے خروج پر معافی کا وعدہ کیا تھا اور کہلا بھیجا تھا کہ میں تمہارے ساتھ حسن سلوک اور صلہ کی ضمانت لیتا ہوں مگر انہوں نے اس بات کو تسلیم نہ کیا لڑائی ہوئی ان میں بہت سے کام آئے باقی دوسروں نے شکست کھائی اب ان کے لئے معافی عام کا اعلان کر دیا گیا اور کسی مفرور کا تعاقب نہیں کیا گیا۔ بھاگنے والوں میں عبداللہ بن حسن کے بیٹے یحییٰ اور ادریس بھی تھے۔ ادریس بلاد مغرب کے مقام تاہرت چلا گیا۔ اور وہاں بربرون کے پاس پناہ لی انہوں نے اس کی بہت تعظیم و تکریم کی۔ یہ بہت عرصہ تک وہیں مقیم رہا اور پھر دھوکے سے اسے ہلاک کر دیا گیا۔ اس کا بیٹا ادریس بن ادریس اس کا جانشین ہوا اور آج تک اس کی اولاد اس ملک کی فرمانروا ہے اور اب مہاتی فوجیں بھی اس کیخلاف نہیں بھیجی جائیں۔

مفضل بن سلیمان کہتا ہے کہ جب عمری کو مدینہ میں معلوم ہوا کہ حسین فخ میں قتل کر دیا گیا اس نے' اس کے خاندان والوں اور اس کے ساتھ دوسرے خروج کرنے والوں کے مکانات پر حملہ کر کے ان کو گرا دیا ان کے باغات کو جلا ڈالا اور جسے نہ جلایا اسے ضبط کر کے اپنے لئے خاص کر لیا۔

حسین کے خلاف کارروائی نہ کرنے پر ہادی کی ناراضگی

جب ہادی کو معلوم ہوا کہ مبارک ترکی نے حسین کے مقابلہ سے جان بوجھ کر کوتاہی کی ہے حالانکہ وہ مدینہ منورہ پہنچ چکا تھا تو وہ اس پر بہت ناراض ہوئے۔ انہوں نے اس کی تمام جائداد ضبط کر لی اور اسے اپنے گھوڑوں کی سیاست پر متعین کر دیا۔ یہ ان کی موت تک اسی حالت میں رہا۔ اسی طرح وہ ابوالزفت حسن بن محمد بن عبداللہ کو قتل کر دینے کی وجہ سے موسیٰ بن عیسیٰ پر بہت برہم ہوئے کہ اس نے اپنی رائے سے کیوں یہ عمل کیا اور کیوں

اس نے اسے ان کی خدمت میں پیش نہ کیا۔ تاکہ وہ خود اس کے متعلق جو چاہتے فیصلہ کرتے۔ ہادی نے اس کی تمام جائداد ضبط کر لی اور ان کی تمام زندگی میں وہ ضبط ہی رہی۔ جو لوگ فخ میں گرفتار کیے گئے تھے ان میں عذافر الصیر فی اور علی بن سابق الفلاس الکوفی تھے۔ ہادی کے حکم سے ان کو قتل کر کے بغداد کے باب الجسر پر سولی پر لٹکا دیا گیا۔ انہوں نے اپنے مولیٰ مبر دیہ کو کوفہ بھیجا اور حکم دیا کہ کوفہ کا جو شخص حسین کے ساتھ شریک ہوا ہو اس کی اچھی طرح خبر لے اور اس پر تشدد کرے۔

حسین کی حالت

یوسف البرم آل حسن کا مولیٰ جس کیماں فاطمہ بنت حسن کی باندی تھی بیان کرتا ہے کہ جب حسین مہدی کے پاس گئے تو میں ان کے ہمراہ تھا مہدی نے چالیس ہمار دینار ان کو دیے انہوں نے بغداد اور کوفہ میں وہ تمام دولت تقسیم کر دی اور وہ جب کوفہ سے روانہ ہوئے تو صرف کرتہ اور پائجامہ اور ایک پوستین ان کے بدن پر تھا نقد کی صورت میں کچھ بھی نہ تھا۔ چنانچہ مدینہ کے تمام سفر میں ان کی یہ کیفیت رہی کہ جب کسی جگہ روزانہ کی قیام کرتے تو اپنے موالیوں سے ضرورت کے بقدر قرض لیتے اور اس طرح کام چلتا۔

خروج کا پہلا دن

ابو بشر سری بنی زہرہ کا حلیف بیان کرتا ہے کہ جس روز حسین بن علی بن الحسن نے خروج کیا میں نے ان کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔ وہ رسول اللہ کے منبر پر جا بیٹھے اور قمیص پہنے اور سر پر ایک سفید عمامہ باندھے تھے جس کا شملہ آگے اور پیچھے پڑا ہوا تھا۔ ننگی تلوار سامنے رکھی تھی۔ اتنے میں خالد البربری اپنی جماعت کو لئے ہوئے سامنے آیا جب وہ مسجد کے اندر آنے لگا تو یحییٰ بن عبداللہ اس کی طرف لپکا۔ بربری نے اس پر حملہ کیا۔ یہ واقعہ میرے سامنے پیش آیا۔ یحییٰ نے جھپٹ کر اس کے منہ پر ایسا وار کیا کہ اس کی دونوں آنکھیں اور ناک جاتی رہی نیز تلوار خود اور ٹوپی کو کاٹ کر سر تک اتر گئی تھی جو مجھے اپنی جگہ سے الگ اڑی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ اس کے بعد یحییٰ نے اس کی جمعیت پر حملہ کر کے ان کو بھگا دیا اور پھر حسین کے پاس واپس آیا اور سامنے کھڑا ہو گیا۔ اس وقت بھی اس کی تلوار برہنہ تھی اور اس سے خون ٹپک رہا تھا۔ اب حسین نے تقریر شروع کی۔ حمد و ثنا اور لوگوں کو پند و نصیحت کے بعد اپنی تقریر کے آخر میں کہا اے صاحبو! میں رسول اللہ کا بیٹا رسول اللہ کے حرم رسول اللہ کی مسجد اور ان کے منبر پر تم کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتا ہوں اگر میں اس عہد کا ایفا نہ کروں تو تم پر میری بیعت کی کوئی ذمہ داری باقی نہ رہے گی۔

اس سال ہزار ہا زائرین زیارت نبویؐ کے لئے آئے تھے۔ اس وجہ سے مسجد نبوی کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ حاضرین کے درمیان میں سے ایک بڑا وجیہہ دراز قامت شخص اٹھا اس کی چادر پھٹی ہوئی تھی اس نے اپنے جوان خوبصورت اور شاندار لڑکے کا ہاتھ پکڑا اور لوگوں کے سروں پر سے ہوتا ہوا منبر کے پاس پہنچا اور اس نے کہا

اے رسول اللہ کے صاحبزادے میں ایک بعید دور کے مقام سے اپنے اس بیٹے کو ساتھ لے کر حج بیت اللہ اور رسول اللہ کی قبر کی زیارت کے ارادے سے نکلا ہوا۔ میرے دل میں بھی یہ بات نہ گزری تھی کہ تم ایسا کرو گے' جو تم نے کہا اسے میں نے اچھی طرح سنا ہے تو کیا واقعی جو تم نے اپنے اوپر عہد کیا ہے اسے پورا کرو گے حسین نے کہا ضرور اس شیخ نے کہا تو اچھا ہاتھ لاؤ میں بیعت کرتا ہوں اس نے بیعت کی اور اپنے بیٹے سے کہا جا اور بیعت کر۔ راوی کہتا ہے کہ چونکہ اس سال میں بھی حج کرنے گیا تھا اس وجہ سے میں نے دونوں باپ بیٹوں کے سروں کو دوسرے مقتولین کے سروں میں پڑا ہوا مقام منیٰ میں دیکھا۔

اہل مدینہ کی ایک جماعت نے یہ بات بیان کی ہے کہ مبارک الترکی نے حسین بن علی سے کہلا بھیجا کہ بخدا اگر مجھے آسمان سے بھی اس طرح پھینک دیا جائے کہ کوئی پرند مجھے اچک لے یا ہوا کسی دور دراز مقام میں مجھے لیجا کر پٹخ دے تب بھی یہ بات میرے لئے اس سے زیادہ آسان ہے کہ میں آپ سے لڑوں یا آپ کا ایک بال بھی بیکا کروں۔ مگر اسی کے ساتھ کچھ نہ کچھ دکھاوے کے طور پر تو ہونا چاہئے۔ آپ مجھ پر شب خون ماریں اور میں آپ سے اللہ کے سامنے عہد واثق کرتا ہوں کہ بغیر مقابلہ ہٹ جاؤں گا۔ اس قرارداد کے مطابق حسین نے کسی دوسرے کو بھیجا یا وہ خود ہی چند آدمیوں کے ساتھ اس کی طرف چلا۔ اس کے پڑاؤ کے قریب پہنچے۔ اس جماعت نے للکارا اور تکبیر کہی۔ محض اتنی کارروائی سے مبارک اور اس کے ساتھی بھاگے اور جب تک کہ موسیٰ بن عیسیٰ سے جا نہ ملے پھر کسی دوسری جگہ ٹھہر نہ سکے۔

جن لوگوں نے حسین سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کا ساتھ دیں گے اور پھر خروج کے بعد انہوں نے اپنے وعدہ کو پورا نہیں کیا اور گھر بیٹھے رہے ان کی شکایت میں حسین نے یہ شعر کہے۔

من عاذ بالسیف لاقی فرصة عجبا
موتا علی عجل او عاش منتصفا
لاتقربوا السهل ان السهل یفسدکم
لن تدرکوا المجد حتی تضربوا عنقا

: جس نے صرف تلوار کو اپنے دفاع کا ذریعہ قرار دیا اس نے بڑی عقلمندی کی کیونکہ اس ذریعہ سے یا تو فوری بلا تکلیف موت ملتی ہے یا انسان پھر عزت کی زندگی پاتا ہے۔ سہولت کے قریب نہ جاؤ اس سے تم تباہ ہو جاؤ گے یاد رکھو کہ دنیا میں عزت صرف دشمنوں کو قتل کر کے مل سکتی ہے۔

موسیٰ کی پریشانی پر اشعار

جب موسیٰ بن عیسیٰ واقعہ فخ سے فراغت پا کر بغداد واپس ہونے لگا تو عیسیٰ بن داب اس سے ملنے گیا۔ عیسیٰ نے دیکھا کہ وہ اس بات سے خوفزدہ ہے کہ جن جن لوگوں کو اس نے قتل کر دیا ہے اس کے متعلق امیرالمومنین کو کیا جواب دے گا۔ عیسیٰ بن داب نے اس کی اس پریشانی کو دیکھ کر کہا کہ اللہ آپ کے تمام احکام کو پورا کیجئے میں آپ کو وہ شعر سناتا ہوں جو یزید بن معاویہ نے حسین بن علی کے قتل کے بعد بطور معذرت اہل مدینہ کے پاس لکھ بھیجے تھے۔ موسیٰ کے حکم سے اس نے وہ اشعار سنائے۔ ان کو سن کر اس کے تردد میں کچھ کمی تو ضرور ہوئی۔

اہل فخ کی بغاوت کی رات ہادی کی حالت

علاء کہتا ہے کہ جب ہادی کو اہل فخ کی بغاوت کی اطلاع ملی اس رات وہ بالکل تنہا بیٹھے اپنے ہاتھ سے ایک خط لکھتے رہے ان کی اس طرح پریشانی کی حالت میں تنہائی ان کے موالیوں اور مصاحبین خاص پر شاق گزری انہوں نے چپکے سے ایک غلام کو ان کے پاس بھیجا کہ وہ دیکھ کر آئے کہ کہاں تک لکھ چکے ہیں وہ غلام ان کے پاس پہنچا۔ ہادی نے اسے دیکھ کر پوچھا کیا ہے اس نے کچھ بہانہ کر دیا وہ سر جھکا کر سوچتے رہے پھر سر اٹھا کر اس سے کہا۔

رقـد الالـی لیـس السـری مـن شـانهم
وکـفـاهـم الادلاج مـن لـو یـرقـد

: جن کو نہ سونا چاہئے تھا وہ پڑے سو رہے ہیں
اور رات کے وقت کے حملہ سے
ان کو وہ شخص بچا رہا ہے جس کی آنکھیں نہیں سوئیں۔

اصمعی کہتا ہے کہ محمد بن سلیمان نے واقعہ فخ کی رات میں عمرو بن ابی عمرو المدنی جو شیطانوں پر رمی کر رہا تھا سے کہا یہ کیا کر رہے۔ تیر چلاؤ اس نے کہا بخدا میں رسول اللہ کے صاحبزادے پر کبھی قادر اندازی نہ کروں گا۔ میں تمہارے رمی حجر کے لئے آیا ہوں نہ یہ کہ مسلمانوں کو اپنا نشانہ بناؤں اس پر ایک مخزومی نے خود بڑھ کر کہا میں تیر اندازی کرتا ہوں اس نے تیر چلایا اس کی سزا اسے دنیا میں یہ ملی کہ اسے کوڑھ ہو گیا تھا اور اسی مرض میں وہ مرا۔

حسین کا سر ہادی کے دربار میں

حسین کے قتل کے بعد جب یقطین بن موسیٰ اس کے سر کو لے کر ہادی کے سامنے آیا اور اسے ان کے سامنے ڈال دیا تو ہادی نے اس سے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم کسی بڑے کافر کا سر لے کر آئے ہو اس کی سب سے کم سزا تمہیں یہ دی جاتی ہے کہ تمہارا سب کا تمام وظیفہ بند کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ہادی نے ان کو محروم کر دیا اور کچھ نہ دیا۔ حسین کے

قتل کے بعد ہادی نے اپنی مثال میں یہ شعر پڑھا۔

قد انصف القارۃ من راماھا

انا اذا ما فئۃ نلقاھا

نرد اولاھا علی اخراھا

بھلا کہیں سیاہ اور سخت پتھر میں بھی شگاف ہوسکتا ہے

جو جماعت ہمارے مقابل آتی ہے ہم اس کی اگلی اس کی پچھلی پر الٹ دیتے ہیں۔

موسم گرما کی مہم

اس سال معیوف بن یحییٰ نے درب الراہب کے راستہ سے بڑھ کر رومیوں کے علاقہ میں موسم گرما میں جہاد کیا۔ رومی بطریق کی قیادت میں حدث تک بڑھ آئے تھے ان کی پیش قدمی کی خبر سن کر حدث کا والی باقاعدہ فوج اور بازار والے سب بھاگ آئے دشمن نے اس پر قبضہ کرلیا تھا دوسری طرف سے معیوب بن یحییٰ رومیوں کے علاقہ میں گھس پڑا اور بڑھتا ہوا اشنہ پہنچا وہاں اسنے بہت سے قیدی پکڑے اور بہت سا مال اور لونڈی غلام غنیمت میں حاصل کیئے۔

حج اور انتظامی عہدے

اس سال سلیمان بن ابی جعفر المنصور کی امارت میں حج ہوا عمر بن عبدالعزیز العمری مدینہ کا والی تھا۔ عبیداللہ بن قثم مکہ اور طائف کا والی تھا۔ ابراہیم بن سلمہ بن قتیبہ یمن کا والی تھا۔ سپہ سالار سوید بن سوید الراسانی یمامہ اور بحرانی تھا۔ حسن بن تسنیم الحراری عمان کا والی تھا' کوفہ کا امام' افسر کوتوالی اور محصل صدقات نیز بہقباذ الاسفل کا والی محمد بن سلیمان تھا۔ عمر بن عثمان بصرہ کے قاضی تھے۔ ہادی کا مولیٰ حجاج جرجان کا والی تھا۔ زیاد بن حسان قومس کا والی تھا صالح بن شیخ بن عمیرۃ الاسدی طبرستان اور رویان کا والی تھا ہادی کا مولیٰ طیفور اصبہان کا والی تھا۔

۱۷۰ھ ہجری شروع ہوا
اس سال کے واقعات

ہلاکتیں

اس سال یزید بن حاتم نے افریقہ میں وفات پائی اس کے بعد روح بن حاتم افریقہ کا والی مقرر ہوا۔
اس سال عبداللہ بن مروان بن محمد نے جیل خانہ میں ہلاک ہوا نیز اس سال موسیٰ الہادی نے عیساباذ میں انتقال کیا

ان کے سبب مرگ میں اختلاف ہے۔ بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ ان کے پیٹ میں ایک دنبل ہوا تھا وہی وجہ ہلاکت ہوا۔ دوسرے ارباب سیر یہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی ماں خیزران کے اشارے اور حکم سے بعض لونڈیوں نے ان کو ہلاک کر دیا۔ ایسا کیوں ہوا اس کے بعض اسباب ہم بیان کرتے ہیں۔

ہادی کے قتل کے اسباب

والدہ کو دربار میں مداخلت سے منع کرنا

خلیفہ ہونے کے بعد ہادی نے اپنی ماں کو برا بھلا کہا اور وہ اس سے متنفر ہو گئے۔ ایک دن خالصہ ان کے پاس آئی اور اس نے کہا کہ آپ کی ماں کو کپڑوں کی ضرورت ہے اور وہ آپ سے مانگتی ہیں ہادی نے کپڑوں سے بھرا ہوا پورا ایک ٹرنک اس کو دے دیا۔ بعد میں اس کے مکان سے اٹھارہ ہزار منقش' انگیاں برآمد ہوئی تھیں۔ یہ خیزران موسیٰ کے ابتدائی عہد خلافت میں تمام سیاسی امور میں ان کو مشورہ دیتی تھی اور ان کے باپ کی طرح ان کو بھی اپنی رائے پر چلاتی تھی۔ جب اس کی مداخلت حد سے تجاوز کر گئی تو ہادی نے اسکی طرف کہ آپ اپنے عزت اور وقار کے حرم کو چھوڑ کر ان گھٹیا کاموں میں حصہ نہ لیں کیونکہ عورتوں کے لئے یہ زیبا نہیں کہ وہ سیاسی امور میں دخل دیں آپ اپنے گھر میں بیٹھ کر نماز و تسبیح میں اپنا سارا وقت صرف کریں اس کے بعد آپ کے شایان شان میں آپ کی اطاعت کروں گا۔

بے دخل کرنے کی وجہ

ان کے عہد میں اس کا یہ حال تھا کہ وہ ہر قسم کی اپنی ضروریات ان سے بیان کرتی اور وہ اسے پورا کرتے چار ماہ اسی طرح گزرے اس کے اس رسوخ کو دیکھ کر تمام لوگ اس کی طرف جھک پڑے اور اپنی اغراض اس سے بیان کرنے لگے۔ چنانچہ اس کی ڈیوڑھی اب مرجع خلائق بن گئی اور بڑے بڑے سردار اور اکابر اس کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ اسی دور عروج میں اس نے کسی بات کے لئے ہادی سے کہا۔ ہادی کسی وجہ سے اسے نہ منظور کر سکے اور انہوں نے کوئی بہانہ کر دیا۔ خیزران نے کہا تمہیں میری درخواست ماننا پڑے گی۔ ہادی نے اس کے ماننے سے انکار کر دیا۔ اس نے کہا میں عبداللہ بن مالک سے اس بات کے پورا ہونے کی ضمانت کر چکی ہوں یہ سن کر وہ بہت برہم ہوئے اور کہا کہ اب مجھے معلوم ہوا کہ یہ ضرورت اس حرامزادے کی ہے بخدا تمہاری وجہ سے میں اسے کبھی پورا نہ کروں گا۔ خیزران نے کہا تو اب میں آئندہ کبھی تم سے کسی بات کی خواہش نہ کروں گا۔ ہادی نے کہا مجھے اس کی بالکل پروا نہیں اور غصہ کی وجہ سے وہ سرخ ہو گئے۔

خیزران بھی خفا ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ ہادی نے کہا ٹھہرو خوب کان کھول کر میری بات سن لو۔ بخدا اگر اب مجھے یہ اطلاع ملی کہ میرے سرداران فوج' مصاحبین خاص یا خدمتگاروں میں سے کوئی شخص بھی تمہارے

دروازے پر کسی غرض سے آیا ہے میں اسے قتل کر کے اس کی تمام جائداد ضبط کرلوں گا۔ ورنہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت سے خارج سمجھا جاؤں۔ جسے اپنا جان و مال عزیز ہو وہ اس حکم پر عمل کرے۔ کیوں روزانہ صبح و شام تمہارے دروازے پر ان سواروں کا تانتا بندھا رہتا ہے؟ کیا دنیا میں چرخہ نہیں کہ تم بیٹھ کر تو یا قرآن نہیں ہے کہ اس کی تلاوت کرو اور کیا ایک گھر نہیں کہ وہاں بیٹھ کر چپ چاپ زندگی بسر کرو اور کسی ملی یا ذمی کے لئے اپنا دروازہ وانہ کرو۔ یہ گفتگو سن کر خیزران وہاں سے پلٹی مگر اس حالت میں اسے زمین دکھائی نہ دیتی تھی اور اس کے بعد پھر کبھی اسنے ہادی سے تلخ یا شیریں کسی قسم کی گفتگو نہیں کی۔

والدہ کے پاس زہریلے چاول بھیج

خالصہ نے بیان کیا ہے کہ موسیٰ نے ایک دن اپنی ماں کو پکے ہوئے چاول بھیجے اور پیغام دیا کے مجھے یہ بہت پسند آئے۔ میں نے بھی ان کو کھایا ہے آپ بھی کھائیں۔ میں نے خیزران سے کہا کہ ذرا ٹھہرو پہلے اس کا امتحان کر لینا چاہئے ممکن ہے کہ اس میں تمہارے خلاف طبع کوئی چیز ہو۔ چنانچہ ایک کتا لایا گیا اور اسے وہ چاول کھلائے گئے جس سے اس کا تمام گوشت ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔ اس کے کچھ روز کے بعد ہادی نے اس سے پچھوایا کہ وہ چاول کیسے تھے؟ اس نے کہا وہ بہت خوش ذائقہ تھے اس پر ہادی کہنے لگے تو نے کھانے نہیں اگر کھا جاتی تو تیری طرف سے مجھے اطمینان ہو جاتا۔ وہ خلیفہ کبھی کامیاب نہ ہوسکا جس کی ماں زندہ ہو۔

بنی ہاشم کے بعض لوگوں نے ہادی کی موت کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ جب ہادی نے ہارون کو ولیعہدی سے علیحدہ کرنے اور اس کے بجائے اپنے بیٹے جعفر کو ولیعہد بنانے کی انتہائی کوشش کی تو خیزران کو یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ کہیں یہ ہارون کو کوئی تکلیف نہ پہنچائے اس کا گلا گھٹوا کر ہلاک کرا دیا اور پھر یحییٰ بن خالد کو اطلاع دی کہ اس کا کام تمام ہو چکا ہے اب تم اپنی کارروائی کرو اور اس میں ذرا بھی کوتاہی نہ کرنا۔

فوجیوں کو اپنی والدہ کے پاس جانے سے منع کرنا

فضل بن سعید اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ ہادی کو پے در پے اس بات کی اطلاع ملی کہ اس کے فوجی امراء اس کی ماں خیزران کے پاس جاتے ہیں اور اس کی گفتگو سے یہ امید کرتے ہیں کہ اس کے ذریعہ ان کی درخواستیں امیر المومنین کی خدمت میں شرف قبولیت حاصل کریں گی۔ خیزران کی نیت یہ تھی کہ جس طرح مہدی کے عہد میں وہ سیاہ و سفید کی مالک ہوگئی تھی وہی بات اسے ہادی کے زمانے میں نصیب ہو جائے۔ ہادی اُسے اس مداخلت سے روکتے تھے کہ عورتیں کو مردوں کے معاملات میں دخل دینا مناسب نہیں۔ جب کثرت سے ان کے پاس فوجی امراء کی خیزران کے پاس جانے کی خبریں پہنچیں تو انھوں نے سب کو ایک دن دربار میں جمع کر کے پوچھا میں بہتر ہوں کہ تم انھوں نے کہا امیر المومنین آپ سب سے بہتر ہیں ہادی نے پھر سوال کیا کہ میری ماں بہتر ہیں یا تمہاری مائیں سب نے کہا آپ کی ماں۔ ہادی نے پوچھا کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو اس بات کو پسند کرتا ہو کہ لوگ

اسکی ماں کا چرچا کریں اور کہیں کہ فلاں کی ماں نے ایسا کیا اور ایسا کیا انھوں نے کہا ہم میں کوئی شخص ایسا نہیں جو اسے گوارا کرے۔ ہادی نے کہا اب بتاؤ ان لوگوں کے ساتھ کیا کیا جائے جو میری ماں کے پاس جاتے ہیں اور پھر ان کا تذکرہ کرتے پھرتے ہیں۔ یہ سن کر انھوں نے مکمل طور پر خیزران کے پاس جانا چھوڑ دیا۔ یہ بات اسے بہت شاق گزری' خیزران نے بھی ہادی سے قطع تعلق کرلیا اور عہد کیا کہ وہ اب اس سے بات بھی نہیں کرے گی چنانچہ پھر ان کے مرنے تک وہ اس کے پاس نہیں آئی۔

ہارون کو ولی عہدی سے الگ کرنے کا واقعہ

ہارون کو ولایت عہد سے علیحدہ کرنے کا واقعہ یہ ہوا کہ جب ہادی خلیفہ ہوئے تو انہوں نے یحیٰی بن خالد کو ان ممالک مغربی کی صوبہ داری پر بحال رکھا جو اس سے پہلے ہارون کی ولایت میں تھے اور ارادہ کیا کہ ہارون کو ولی عہدی سے علیحدہ کر کے اپنے بیٹے جعفر بن موسیٰ الہادی کو ولی عہد بنا دیں۔

یزید بن مزید' عبداللہ بن مالک علی بن موسیٰ اور ان ایسے اور سرداران فوج نے اس خیال میں ہادی کی تائید کی اور ہارون کی بیعت فسخ کر کے جعفر کی ولی عہدی کے لئے بیعت کرلی۔ نیز انہوں نے خفیہ طور پر اس کارروائی کو کامیاب بنانے کے لئے شیعوں سے ساز باز کی اور اپنی قومی مجلس میں اس معاملہ پر گفتگو کی جس میں ہارون کی مذمت اور تنقیص کی گئی اور انہوں نے کہا کہ ہم کبھی اس کی خلافت کو تسلیم نہ کریں گے مگر اس جماعت کو اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی اس لئے یہ راز کھل گیا۔ ہادی نے ہارون کو ذلیل کرنے کے لئے یہ حکم دیا کہ اب آئندہ سے ہارون کے سامنے بھالا بردار نہ رہے۔ ہادی کے اس طرز عمل کا لوگوں پر یہ اثر ہوا کہ وہ بھی ہارون سے اجتناب کرنے لگے کوئی شخص اس سے ملنے نہ جاتا بلکہ سلام کرنے کی بھی جرات نہ کرتے البتہ یحیٰی بن خالد اور اس کے بیٹے ہی ایسے تھے جنہوں نے اس حالت میں بھی کبھی ہارون کا ساتھ نہ چھوڑا بلکہ ہمیشہ اس سے ملتے جلتے رہے۔

اسماعیل بن صبیح یحیٰی بن خالد کا کاتب تھا یحیٰی کو خیال پیدا ہوا کہ وہ اسے ایسی جگہ متعین کرے جہاں سے وہ دربار خلافت کی خبریں ان کو بھیجتا رہے۔ ابراہیم الحرانی موسیٰ کا وزیر تھا۔ اس نے اسماعیل کو اپنا کاتب مقرر کرلیا۔ اس کی خبر ہادی کو ہوگئی مگر یحیٰی کو بھی یہ بات معلوم ہوگئی کہ ہادی اس راز سے آگاہ ہوگئے ہیں۔ اس نے اسماعیل سے کہا کہ فوراً حران چلے جاؤ کئی ماہ کے بعد ہادی نے ابراہیم الحرانی سے پوچھا تمہارا منشی کون ہے اس نے نام لے کر بتایا کہ فلاں شخص میرا منشی ہے۔ ہادی نے کہا مگر مجھے تو یہ اطلاع ملی تھی کہ اسماعیل بن صبیح تمہارا منشی ہے۔ اس نے کہا جناب والا یہ بات بالکل غلط ہے اسماعیل تو حران میں ہے۔ ہادی سے شکایت کی گئی کہ ہارون تو آپ کی تجویز کا کچھ ایسا مخالف نہیں ہے یہ پس پردہ یحیٰی ہے جو اس بہکاتا ہے انھوں نے یحیٰی کو طلب کیا اسے قتل کی دھمکی دی اور کفر کا الزام لگایا یہ اطلاع ہادی کے یحیٰی سے ناراض ہونے کا سبب ہوئی۔

محمد بن یحیٰی بن خالد بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ رات کے وقت ہادی نے یحیٰی کو طلب کیا اس وقت کی طلبی

سے اس کے ہوش وحواس جاتے رہے وہ اپنی زندگی سے مایوس ہوگیا۔ اس نے اپنے اہل وعیال کو خیر باد کہا خوشبو لگائی اور نیا لباس پہنا اسے یقین تھا کہ میں ضرور قتل کردیا جاؤں گا۔ جب یہ ہادی کے سامنے پیش کیا گیا تو انھوں نے اس سے کہا میں کیا سن رہا ہوں۔ یحییٰ نے کہا میں آپ کا غلام ہوں اور غلام اپنے آقا کی اطاعت کے بغیر اور کیا کرسکتا ہے۔ ہادی نے کہا تو پھر کیوں تم میرے اور میرے بھائی کے درمیان آڑے آئے ہو۔ اور اسے میرے خلاف بھڑکاتے ہو۔ یحییٰ نے کہا بھلا امیر المومنین میں آپ لوگوں کے بیچ میں دخل دینے والا کون' آپ کے باپ نے مجھے ان کا اتالیق اور داروغہ مقرر کیا تھا' ان کے حکم کی بجا آوری میں نے کی پھر جناب والا نے بھی مجھے اسی فرض کے انجام دینے کا حکم دیا اور میں نے آپ کے حکم کی بجا آوری کی' ہادی نے پوچھا پھر ہارون نے یہ کیا حرکت کی۔ اس نے کہا جی نہیں اس نے کچھ نہیں کیا ہے اور نہ اس کے دل میں کچھ ہے۔ اس گفتگو سے ان کا غصہ ٹھنڈا ہوگیا۔

یحییٰ کا ہارون کو استعفیٰ دینے سے روکنا

واقعہ تو یہ تھا کہ ہارون اپنی ولی عہدی سے علیحدہ ہونے کے لئے خوشی سے تیار تھا مگر یحییٰ نے اسے روک دیا اس پر ہارون نے اس سے کہا کہ میں کیوں اس جھگڑے میں پڑوں استعفیٰ کے بعد بھی میں مزے سے چین کروں گا کس چیز کی کمی ہے اپنی زندگی گزار دوں گا۔ ہارون اپنی بیوی ام جعفر پر فریفتہ تھا' یحییٰ نے کہا بھلا خلافت کے مقابلہ میں ان باتوں کی کیا حقیقت ہے اور ممکن ہے کہ استعفیٰ دینے کے بعد تمہارے ہاتھ میں یہ بات بھی نہ رہے بلکہ سب ہی سے ہاتھ دھونا پڑے۔ کبھی اس معاملہ میں ہادی کی بات نہ ماننا۔

ہادی کا یحییٰ سے خوش ہونا

عیسیٰ باذ میں قیام کے دوران ہادی نے ایک رات یحییٰ کو طلب کیا۔ اس بے وقت کی طلبی سے یحییٰ خوفزدہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ اس وقت خلوت گاہ میں تھے یحییٰ کے آنے کے بعد انھوں نے اس شخص کو بھی طلب کیا جس نے ہادی کو یحییٰ سے ڈرایا تھا مگر وہ موجود نہ تھا ہادی کا مطلب یہ تھا کہ یہ اس سے باتیں کرے اور ہارون کے پاس نہ جائے۔ چنانچہ وہ بہت دیر تک ان سے باتیں کرتا رہا یحییٰ نے ہارون کے بارے میں بھی ان سے گفتگو کی اور ہادی نے یحییٰ سے وعدہ کیا کہ وہ میری طرف سے اطمینان رکھے نیز ہادی نے ایک یاقوت سرخ کی انگوٹھی بھی جو وہ پہنے تھے اسے دی اور کہا کہ یہ میری امانت ہے احتیاط سے رکھنا۔ اس کے بعد یحییٰ ان کے پاس پیش ہوا۔ اس ملاقات کے بعد ہادی یحییٰ سے خوش ہوگئے' ایک سے زیادہ اشخاص نے یہ بات بیان کی ہے کہ جس شخص کی تلاش کی گئی تھی وہ ابراہیم الموصلی تھا۔

صالح بن سلیمان بیان کرتا ہے کہ ایک دن ہادی نے ربیع سے کہا یحییٰ بن خالد کو سب کے بعد میرے پاس آنے کی اجازت دینا۔ ربیع نے یحییٰ کو بلوایا مگر وہ اس کی زندگی سے مایوس ہوگیا جب صبح کو وہ دربار میں بیٹھے تو کوئی ایسا نہ تھا

جسے دربار میں باری نہ دی گئی ہو اس وقت عبدالصمد بن علی عباس محمد اور ان کے دوسرے تمام اعزا اور سپہ سالار عساکر دربار میں موجود تھے۔ سب سے آخر میں یحییٰ کو اجازت ملی ہادی اسے اپنے قریب بلاتے رہے یہاں تک کہ جب وہ ان کے بالکل سامنے آ گیا تو اسے بیٹھنے کا حکم دیا اور اس سے کہا میں تم پر ظلم کرتا رہا ہوں اور تمہاری تکفیر کرتا رہا ہوں تم مجھے معاف کرو تمام لوگ یحییٰ کی اس عزت افزائی اور ہادی کے اس جملہ سے حیران ہو گئے یحییٰ نے ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور شکر ادا کیا۔ ہادی نے پوچھا کس شاعر نے تمہارے لئے یہ شعر کہا ہے۔

لو یمس البخیل راحة یحییٰ
لسخت نفسه ببذل النوال

اگر بخیل یحییٰ کے ساتھ کو چھولے تو وہ ایسا سخی ہو جائے کہ بخشش کے ساتھ اپنی جان بھی بخش دے۔

یحییٰ نے کہا یہ اثر امیر المومنین کی ہتھیلی میں ہے نہ کہ آپ کے اس غلام کی ہتھیلی میں۔

رشید کی ولی عہدی کے متعلق مشورہ

رشید کی ولی عہدی سے علیحدگی کے متعلق جب ہادی نے یحییٰ نے کہا اگر آپ خود لوگوں کو نسخ عہد اور ترک حلف کی ترغیب دینگے تو پھر قسم کی ان کے نزدیک کوئی وقعت نہیں رہیگی مناسب یہ ہے کہ اپنے بھائی کے عہد کے متعلق تو آپ ان کو نہ چھیڑیں البتہ اس کے بعد کے لئے جعفر کی بیعت کرالیں اس طرح اخلاقاً جعفر کی ولی عہدی زیادہ موثر ہوگی۔ ہادی نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو۔ تمہاری رائے خلوص پر مبنی ہے میں اس کے متعلق غور کرتا ہوں۔

علیحدگی میں مشورہ

خزیمہ بن عبداللہ کہتا ہے کہ جب رشید کی علیدگی کے خیال میں یحییٰ نے ہادی کی تائید نہیں کی تو انہوں نے اسے قید کر دیا یحییٰ نے ان کی خدمت میں کی طرف پیغام بھجوایا کہ میں آپ کو ایک مخلصانہ مشورہ دینا چاہتا ہوں' ہادی نے اسے بلایا اس نے کہا کہ میں آپ سے تنہائی میں عرض کرنا چاہتا ہوں جب علیحدگی ہوگئی تو یحییٰ نے کہا اے امیر المومنین نصیب دشمن اگر آپ کو موت آ جائے تو کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ یہ سب لوگ جعفر کی خلافت کو تسلیم کرلیں گے۔ حلانکہ ابھی وہ سن بلوغ کو بھی نہیں پہنچا ہے اور کیا وہ اسے اپنی نماز' حج اور جہاد میں امام بنا ئیں گے۔ ہادی نے کہا بخدا یہ خیال تو میرا بھی نہیں ہے یحییٰ نے کہا کیا آپ اس بات سے مطمئن ہیں کہ خود آپ کے اعزا میں سے بیشتر مثلاً فلاں اور فلاں نیز ان کے علاوہ دوسرے لوگ اس کے عہد میں خلافت کے لئے جدوجہد نہ کریں گے اور اس طرح یہ منصب عظمےٰ آپ کے باپ کی اولاد سے نکل جائے گا۔ ہادی نے کہا یحییٰ تم نے مجھے آگاہ کر دیا۔ اس بنا پر یحییٰ کہا کرتا تھا کہ جتنے خلفاء سے میری گفتگو ہوئی ہے ان میں موسیٰ سب سے زیادہ عقلمند تھا

یحییٰ نے ان سے یہ بھی کہا کہ ولی عہد نہ بنا دیں چہ جائے کہ آپ خود اسے اس ولی عہدی سے الگ کرنا چاہتے ہیں بالغ ہو جائیگا۔ جبکہ مہدی نے اس کے لئے مقرر کی ہے۔ امیر المومنین میں تو یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اس معاملے کو رہنے دیں جب خود رشید اپنی ولی عہدی سے دست بردار ہو جائے گا اور سب سے پہلے وہی جعفر کے ہاتھ پر بیعت کرلے گا۔ ہادی نے اس کے مشورہ اور رائے کو قبول کیا اور اسے رہا کر دیا۔

محمد بن یحییٰ کہتا ہے کہ رشید کو ولی عہدی سے علیحدہ کرنے کے متعلق اگر چہ میرے والد نے ہادی سے گفتگو کی تھی مگر پھر بھی اپنے اکثر موالیوں' اور سرداران فوج کی تحریک پر ہادی نے رشید کی علیحدگی کا مستقل ارادہ کرلیا۔ یہ بات صحیح طور پر معلوم نہیں کہ آیا رشید نے یہ تجویز قبول کی یا نہیں کی مگر ہادی اس سے بہت سخت ناراض ہو گئے اور اس کی زندگی دوبھر ہو گئی۔ یحییٰ نے ہارون کو مشورہ دیا کہ آپ شکار کی اجازت لے کر ان سے دور چلے جائیں اور جس طرح بنے علیحدہ کر یہ زمانہ گزار دیں۔ ہارون نے اس کے متعلق ایک ہادی کی جناب میں پیش کی ہادی نے اسے اجازت دے دی۔ ہارون مدینۃ السلام سے چل کر قصر مقاتل آیا اور یہاں چالیس دن مقیم رہا۔ اب ہادی کو محسوس ہوا کہ ان کی کارروائی عادلانہ نہ تھی نیز انہیں ہارون کی یہ ارادی علیحدگی اور کشیدگی محسوس ہونے لگی انہوں نے اسے لکھنا شروع کیا کہ پلٹ آؤ مگر ہارون ٹالتا رہا اس طرح یہ معاملہ بہت بڑھ گیا۔ ہادی نے اسے بہت برا بھلا کہا نیز اس کے موالی اور سرداران فوج نے بھی اس پر زبان درازیاں کیں۔ اس وقت فضل بن یحییٰ رشید اور اپنے باپ کی طرف سے آستانہ خلافت پر متعین تھا وہ تمام واقعات کی اطلاع رشید کو لکھ دیتا تھا رشید اپنے مقام سے پلٹ آیا اور اب معاملہ نے بہت طول کھینچا۔

ہارون کی وجہ سے کشید گیاں

یحییٰ بن خالد کا مولیٰ یزید بیان کرتا ہے کہ خیزران نے عاتکہ ہارون کی دایہ عاتکہ کو یحییٰ کے پاس بھیجا اس نے یحییٰ کے سامنے رونا پیٹنا شروع کیا اور کہا کہ سیدہ آپ سے کہتی ہیں کہ خدا کے لئے تم میرے بیٹے کو قتل نہ کراؤ جو خواہش اس کے بھائی کی ہے اسے قبول کرنے دو۔ دنیا اور اس کی تمام چیزوں کے مقابلہ میں مجھے ہارون کی زندگی زیادہ محبوب ہے۔ یحییٰ نے اس ڈانٹا کہ تجھے ان امور میں دخل دینے کا کیا حق ہے اگر ایسا ہوا جیسا کہ تم کہتی ہو تو پہلے میں میری اولاد اور تمام کنبہ قتل ہو جائیگا تب کہیں اس تک نوبت آئے گی۔ میں اس کو دھوکا دے سکتا ہوں مگر اپنے نفس اور اپنی اولاد کو تو دھوکا نہیں دے سکتا۔

جب ہادی نے دیکھا کہ انعام' اکرام جاگیری کسی چیز کا ہارون کے معاملہ میں یحییٰ پر اثر نہیں ہوتا تو انہوں نے یحییٰ کی طرف پیغام بھیجا کہ اگر تم اپنے طرز عمل سے باز نہ آؤ گے تو میں تم کو قتل کر دوں گا۔ اسی خوف وخطر کی حالت میں یہ سارا زمانہ بسر ہوا۔ اسی زمانہ میں یحییٰ کی ماں نے انتقال کیا مگر وہ بغداد کے قصر خلد میں ہارون کی خدمت میں تھا جنازے میں شریک بھی نہ ہو سکا۔ ہارون بغداد میں اپنی ولیعہدی کے زمانہ میں اسی محل میں ٹھہرتا تھا اور یحییٰ اس کے ہمراہ ہوتا اگر چہ وہ اپنے مکان میں ہوتا مگر صبح وشام ہارون کی خدمت میں حاضر رہتا۔

ہادی نے اپنے خلافت کے ابتدائی عہد میں ایک مرتبہ دربار خاص منعقد کیا۔ ابراہیم بن جعفر بن ابی جعفر ابراہیم بن سلم بن قتیبہ اور حرانی کو دربار میں بلایا یہ سب لوگ ہادی کے بائیں جانب بیٹھ گئے ان کے ساتھ وہاں ہادی کا حبشی خدمت گار سلم نام جس کی کنیت ابوسلیمان تھا موجود تھا ہادی اس پر بہت اعتماد کرتے تھے یہ اسے اپنے پاس بلا رہے تھے کہ اتنے میں صالح مصلی بردار نے آ کر عرض کیا کہ ہارون بن المہدی حاضر ہے حکم ہوا کہ آنے دو۔ اس نے دربان میں آ کر ہادی کو سلام کیا اس کے دونوں ہاتھوں کو بوسہ دیا اور پھر دوسری سمت سے ہو کر ان کی دائیں جانب آخری نشست پر بیٹھ گیا موسیٰ دیر تک سر جھکائے اسے غور سے دیکھتے رہے پھر ہارون کو مخاطب کر کے کہا مجھے یقین ہے کہ تم اس خواب کے پورا ہونے کے متوقع ہو اور اس وقت بھی تمہارے دل میں وہی آرزو موجزن ہے حالانکہ اس سے تم کوسوں دور ہو اس کے حاصل ہونے میں تم کو بڑے بڑے مصائب جھیلنا پڑیں گے کیوں نہ ہو تم خلافت کے امیدوار ہو۔ یہ سن کر ہارون دوزانو بیٹھ گیا اور اس نے کہا اے موسیٰ یاد رکھو اگر تم نے سر اٹھایا ذلیل ہو جائے گے اگر انکسار اختیار کرو گے تمہارے عزت اور بڑھے گی اگر ظلم کرو گے تباہ کر دیئے جاؤ گے میں اللہ سے اس بات کا امیدوار ہوں کہ یہ منصب مجھے نصیب ہوگا اس وقت میں ان لوگوں کے ساتھ انصاف کروں گا جن پر تم نے ظلم کیا ہے ان سے رشتہ قائم کروں گا جن کو تم نے علیحدہ کر دیا ہے۔ تمہارے اولاد کو اپنی اولاد سے زیادہ عزیز رکھوں گا اور اپنی بیٹیوں سے ان کی شادیاں کر دوں گا اور اس طرح امام مہدی کا جو حق مجھ پر عائد ہوتا ہے اس سے پوری طرح عہدہ برآ ہونے کی بہت کوشش کروں گا۔ موسیٰ نے کہا اے ابوجعفر بیشک تم سے اسی قسم کی توقع کی جاتی ہے میرے قریب آؤ۔ ہارون ان کے پاس گیا اور اس نے ان کے دونوں ہاتھوں کو بوسہ دیا اور پھر اپنی نشست پر واپس جانے لگا۔ ہادی نے کہا یہ نہیں ہوگا ہمارے معزز شیخ اور شریف فرمانروا یعنی تمہارے دادا منصور نے ہمیشہ تم کو میرے ساتھ بٹھایا ہے۔

چنانچہ اب ہادی نے اسے بھی اپنے برابر صدر مجلس میں جگہ دی اور حرانی کو حکم دیا کہ اسی وقت دس لاکھ دینار میرے بھائی کو لے جا کر دو نیز جب خراج وصول ہو جائے تو اس میں سے آدھا ان کو دینا۔ اس کے علاوہ اس وقت ہمارے توشہ خانہ میں اور خزانوں میں جو کچھ ہو اور جو ہمیں بیش بہا اشیا اس ملعون خاندان (بنی امیہ) سے دستیاب ہوئی ہیں وہ سب ان کو لے جا کر دکھاؤ اور جس قدر یہ چاہیں اس میں سے لے لیں۔ حرانی نے حکم کی بجا آوری کی۔ جب ہارون دربار سے اٹھا تو ہادی نے صالح کو حکم دیا کہ ان کا گھوڑا فرش دربار تک لاؤ۔

خواب

عمرو الرومی اس واقعہ کا راوی بیان کرتا ہے چونکہ ہارون مجھ سے مانوس تھے میں اٹھ کر ان کے پاس گیا اور میں نے پوچھا اے میرے آقا وہ کیا خواب ہے جس کی طرف امیر المومنین نے اشارہ کیا ہے۔ ہارون نے کہا مہدی نے یہ بات بیان کی تھی کہ میں نے خواب دیکھا ہے میں نے ایک شاخ موسیٰ کو دی اور ایک ہارون کو دی موسیٰ کی شاخ کی صرف چوٹی پر صرف تھوڑے سے پتے نکلے ہیں اور ہارون کی شاخ میں نیچے سے لے کر اوپر تک

سچے نکلے ہیں مہدی نے حکم بن موسیٰ القمری ابوسفیان کو بلایا اور اس خواب کی تعبیر دریافت اس نے کہا حکومت دونوں کو ملے گی مگر موسیٰ کا زمانہ قلیل ہوگا البتہ ہارون اپنی ساری زندگی خلیفہ رہے گا اور اس کا عہد خلافت بہترین عہد ہوگا۔

موسیٰ کا انتقال

اس کے چند ہی روز کے بعد موسیٰ بیمار پڑے اور صرف تین دن بیمار رہ کر فوت ہو گئے۔ ہارون نے خلیفہ ہونے کے بعد حمدونہ کی شادی جعفر بن موسیٰ اور فاطمہ کی شادی اسماعیل بن موسیٰ سے کر دی خلافت سے پہلے جو وعدے اس نے کیئے تھے وہ سب پورے کیئے اور واقعی اس کا عہد بہترین عہد ثابت ہوا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ہادی حدیثۃ الموصل گئے تھے وہاں بیمار ہو گئے۔ جب مرض نے شدت اختیار کی تو پلٹ آئے۔ عمرو یشکری شاگرد پیشہ بیان کرتا ہے کہ شرق وغرب میں اپنے تمام عمالوں کو حاضری دربار کا فرمان لکھ کر ہادی حدیثہ سے واپس آئے۔ جب ان کی حالت نازک ہوئی تو وہ تمام عمائد اور اکابر جنہوں نے ہادی کے ایماء سے ان کے بیٹے جعفر کی ولایت عہد کی بیعت کی تھی ماورت کے لئے جمع ہوئے اور انہوں نے کہا کہ اگر یحییٰ کو یہ اقتدار حاصل ہو گیا تو وہ ہم سب کو قتل کر دیگا کسی کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔ طے یہ پایا کہ ہم میں سے کوئی ایک ہادی کا حکم لے کر یحییٰ کے پاس جائے اور اسے قتل کر دے مگر پھر ان لوگوں نے کہا کہ اگر امیر المومنین اچھے ہو گئے تو ہم اپنی اس کارروائی کا ان کو کیا جواب دے سکیں گے اس خوف سے یہ سب لوگ چپ ہو گئے۔

خیزران نے یحییٰ کو اطلاع دی کہ اب اس کا آخری وقت ہے جو مناسب ہو وہ انتظام کر لو اور پوری طرح تیار رہو رشید کی تمام زندگی میں حقیقی اقتدار حکومت اسی کو حاصل رہا۔ یحییٰ نے بہت سے منشی بلائے ان کو فضل بن یحییٰ کے مکان میں ایک جا بٹھایا انہوں نے اس تمام رات رشید کی جانب سے تمام والیوان اور عمال السلطنت کو خطوط لکھے جس میں ہادی کی وفات کی اطلاع لکھی اور یہ لکھا کہ میں رشید تم کو تمہارے موجودہ مناصب پر برقرار رکھتا ہوں جب ہادی کی روح پرواز کر گئی تو اب یہ خطوط ڈاک کے ذریعہ سلطنت کی تمام اطراف دوڑا دیئے گئے۔

ایک اہم دن

فضل بن سعید اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ خیزراں نے قسم کھائی کہ وہ موسیٰ الہادی سے بات نہیں کرے گی اور اسے چھوڑ کر علیحدہ جا رہی تھی جب ہادی کی موت کا وقت قریب آیا اور قاصد نے اس کی اطلاع اسے دی تو اس نے کہا کہ میں کیا کروں خالصہ نے کہا بی بی یہ وقت ناراضگی اور غصہ کے اظہار کا نہیں ہے آپ ضرور اپنے بیٹے کے پاس جائیں اس نے کہا وضو کے لئے پانی لاؤ تا کہ نماز پڑھ لوں اس کے بعد کہنے لگی کہ ہم پہلے سے اس بات کو ایک دوسرے سے بیان کرتے آئے ہیں کہ آج رات ایک خلیفہ مرے گا دوسرا برسر خلافت قائم ہوگا اور تیسرا پیدا ہوگا۔ چنانچہ یہی ہوا کہ اسی رات موسیٰ نے انتقال کیا رشید خلیفہ ہوئے اور مامون پیدا ہوا۔

فضل بن سعید اس روایت کا بیان کرنے والا کہتا ہے کہ میں نے یہ حدیث عبداللہ بن عبداللہ سے بیان کی اس نے مجھ سے بالکل وہی واقعہ بیان کی جو میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ خیزران کو یہ بات کہاں سے معلوم ہوئی تھی اس نے کہا خیزران نے یہ بات اوزاعی سے سنی تھی۔

خیزران کا خبر سنانا

سلیمان کی پوتی زینب بیان کرتی ہے کہ جب موسیٰ نے عیسیٰ باذ میں انتقال کیا تو خیزراں نے ہمیں یہ خبر سنائی اس وقت وہاں ہم چار و عورتیں موجود تھیں ایک میں ایک میری بہن اور ام الحسن اور عائشہ سلیمان کی بیٹیاں ہمارے ساتھ ربطہ ام علی بھی تھی۔ خالصہ آئی خیزران نے اس سے پوچھا کیا ہوا اس نے کہا موسیٰ نے انتقال کیا اور لوگوں نے اسے دفن کر دیا۔ خیزران نے کہا کہ اگر موسیٰ مر گیا تو ہارون تو زندہ ہے۔ ستولا خالصہ ستولائی خیزران نے بھی پیا اور ہم سب کو بھی پلایا پھر اسے حکم دیا کہ میری ان افازادیوں کو چار لاکھ دینار لا کر دو۔ پھر پوچھا میرے بیٹے ہارون نے اب تک کیا کیا اس نے کہا انہوں نے قسم کھائی ہے کہ وہ ظہر بغداد میں پڑھیں گے۔ خیزران نے کہا تو سواریاں منگواؤ میں اب یہاں بیٹھ کر کیا کروں وہ تو بغداد روانہ ہو گئے۔ خیزران بھی بغداد میں ہارون سے آملی۔

ہادی کے انتقال کا وقت' عمر' عہد اور اس بات کا ذکر کہ اس کی نماز جنازہ کس نے پڑھی

ابو معشر کہتا ہے کہ موسیٰ نے جمعہ کی رات کو ربیع الاول کے نصف میں وفات پائی' واقدی کہتا ہے کہ موسیٰ نے عیسیٰ باذ میں ماہ ربیع الاول کے نصف میں وفات پائی۔ ہشام بن محمد کہتا ہے کہ موسیٰ الہادی۔ نے جمعہ کی رات ۱۴ ربیع الاول ۱۷۰ھ ہجری میں انتقال کیا بعض ارباب سیر نے یہ بیان کیا ہے کہ ہادی نے جمعہ کی رات ۱۶ ربیع الاول کو وفات پائی اور ایک سال تین مہینے حکومت کی ہشام کہتا ہے کہ ہادی نے چودہ ماہ حکومت کی اور چھبیس سال عمر پائی واقدی کہتا ہے کہ ہادی کی مدت خلافت ایک سال ایک ماہ اور بائیس دن ہے درج بالا ارباب سیر کے علاوہ اور راویں نے یہ بیان کیا ہے کہ ہادی نے سنیچر کے دن ۱۰ ربیع الاول کو یا جمعہ کی رات میں تیس سال کی عمر میں انتقال کیا ایک سال ایک ماہ اور ۲۳ دن حکومت کی۔ اس کے بھائی ہارون بن محمد الرشید نے نماز جنازہ پڑھی ابو محمد کنیت تھی۔ ان کی ماں خیزران ام ولد ہے۔ یہ عیسیٰ باذ الکبریٰ میں اپنے ہی باغ میں دفن کیئے گئے۔

ہادی کا حلیہ

یہ دراز قامت' موٹے' جمیل و شکیل اور گورے تھے۔ سرخ مونچھیں تھیں بالائی ہونٹ سکڑا ہوا تھا اطبق لقب تھا یہ دے کے علاقہ میں شیروان میں پیدا ہوئے تھے۔

اولاد کا ذکر

نو بچے تھے' سات لڑکے اور دو لڑکیاں ایک لڑکا جعفر تھا جسے وہ خلافت کے لئے تیار کر رہے تھے اور دوسروں کے نام یہ ہیں۔ عباس' عبداللہ' اسحاق' اسماعیل' سلیمان اور موسیٰ الاعمیٰ یہ اندھا تھا اور ہادی کے مرنے کے بعد پیدا ہوا تھا ان سب کی مائیں باندیاں تھیں بیٹیوں میں ایک ام عیسیٰ مامون کی بیوی تھی اور دوسری ام العباس بنت موسیٰ تھی جس کا لقب نونہ تھا۔

اخلاق اور واقعات زندگی

ایک غلام کو خصی کرنے کا واقعہ

سندی بن شاہک بیان کرتا ہے کہ جب مہدی کے مرنے اور ہادی کے خلیفہ ہونے کی خبر آئی اس وقت میں ہادی کے ساتھ جرجان میں موجود تھا۔ یہ فوراً ڈاک کے ذریعہ بغداد روانہ ہوئے سعید بن سلم بھی ان کے ہمراہ تھا' مجھے انہوں نے خراسان بھیجد یا تھا یہ درج ذیل واقعہ مجھ سے اسی سعید نے بیان کیا کہ جب ہم جرجان کے مکانات اور باغوں کے درمیان سے گزر رہے تھے تو ہادی کو ان باغوں میں سے ایک شخص کے گانے کی آواز آئی انہوں نے اپنے پولیس آفیسر کو حکم دیا کہ اس شخص کو ابھی میرے پاس حاضر کرو' میں نے کہا امیر المومنین اس بیہودہ کا قصہ بالکل سلیمان بن عبدالملک کے قصہ کے مشابہ ہے۔ ہادی نے کہا وہ کیا ہے میں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ سلیمان بن عبدالملک اپنے بیوی کے ساتھ اپنی کسی سیرگاہ میں عیش و عشرت میں تھا کہ ایک دوسرے باغ سے اسے ایک مرد کے گانے کی آواز آئی اس نے اپنے پولیس آفسر کو حکم دیا کہ اس گانے والے کو ابھی حاضر کرو وہ اسے لے آیا اور جب وہ گانے والا سلیمان کے روبرو آ کر کھڑا ہوا تو اس نے پوچھا تجھے معلوم ہے کہ میں تیرے قریب ٹھہروں میرے ہمراہ میری حرم ہیں پھر اسی وقت تجھے گانے کی کیا ضرورت پیش آئی کیا تجھے معلوم نہیں کہ جب گھوڑی نر کی آواز سنتی ہے تو اس کی طرف گرویدہ ہو جاتی ہے اے غلام اسے نامرد بنادے چنانچہ اس شخص کو نامرد کر دیا گیا۔

دوسرے سال سلیمان پھر اسی سیرگاہ میں آیا اور وہیں آ کر بیٹھا جہاں گزشتہ سال بیٹھا تھا اسے اس گانے

والے کا قصہ بھی یاد آیا اور اب پھر اس نے اپنے کوتوال کو اس کی حاضری کا حکم دیا وہ حاضر کیا گیا اور وہ اس کے سامنے آ کر کھڑا ہوا تو سلیمان نے اس سے کہا تجھے کسی نے فروخت نہیں کیا کہ ہم ہی خرید لیتے اور نہ کسی نے تجھے یوں ہی بخشا ورنہ ہم تیرے عوض کسی غلام کو دے کر تجھے لے لیتے اللہ کی قسم اس کے جواب میں اس شخص نے لفظ خلیفہ سے بھی سلیمان کو مخاطب نہیں کیا بلکہ بیبا کانہ طور پر کہنے لگا اے سلیمان اللہ سے ڈرو تم نے میری نسل قطع کر دی میری آبرو برباد کر دی اور مجھے لذت سے محروم کر دیا اور پھر تم مجھ سے اس قسم کا سوال کرتے ہو بخدا میرا تمہارا معاملہ خدا کے سامنے پیش ہوگا یہ واقعہ سن کر موسیٰ الہادی نے غلام کو حکم دیا کہ کوتوال کو واپس بلا لاؤ وہ بلا لایا انہوں نے اسے کہا کہ اس شخص سے کوئی تعارض نہ کرو جانے دو۔

دربار تمام لگانے اور سخاوت کا واقعہ

ابوموسیٰ ہارون بن محمد بن اسماعیل بن موسیٰ الہادی کہتا ہے کہ مجھ سے علی بن صالح نے یہ واقعہ بیان کیا کہ میں اپنے لڑکپن میں ایک دن ہادی کے سرہانے کھڑا تھا انہوں نے مسلسل تین دن سے مظالم کی سماعت نہیں کی تھی۔ حرانی آیا اس نے عرض کیا کہ آپ نے تین دن سے مظالم کی سماعت نہیں کی ہے اس طرح تو عوام آپ کے مطیع فرمانبردار نہیں رہ سکتے۔ یہ سن کر انہوں نے مجھے دیکھا اور کہا اے علی جاؤ بار عام منعقد کرو اور دربار خاص نہ ہو میں یہ حکم سن کر تیزی سے اڑتا ہوا چلا جا رہا تھا کہ میں ذرا ٹھہرا اور چونکہ اس مفہوم کے لئے انہوں نے جو جملہ کہا تھا وہ مبہم تھا میں نے سوچا کہ اس جملہ سے امیر المومنین کا مطلب کیا ہے مجھے کچھ معلوم نہیں انہیں سے پلٹ کر پوچھوں تو وہ کہیں گے کہ تو میرا دربان ہو کر میری بات نہیں سمجھتا اب میرے دل میں بات آ گئی میں نے اس اعرابی کو طلب کیا جو امیر المومنین کی خدمت میں ملنے آیا تھا اور اس سے ان کے جملہ کے معنی پوچھے اس نے بتا دئے۔ میں نے حکم دیا کہ تمام پردے اٹھا دئے جائیں اور دروازے کھول دئے جائیں چنانچہ اب لوگ بالکل سویرے سے بارگاہ خلافت میں جوق در جوق آنے لگے رات ہونے تک وہ مظالم کی سماعت کرتے رہے۔

جب دربار برخواست ہوا تو میں سامنے جا کر کھڑا ہوا۔ پوچھا کچھ کہنا چاہتے ہو۔ میں نے کہا جی ہاں امیر المومنین جناب والا نے آج مجھ سے ایسا جملہ کہا تھا کہ پہلے تو میں اس کا مطلب ہی نہ سمجھ سکا کیونکہ میں نے اسے آج سے پہلے کبھی سنا نہ تھا مگر میں اس بات سے بھی ڈرا کہ آپ کے پاس واپس آ کر اس کا مطلب دریافت کروں کیونکہ آپ یہ نہ کہیں ہ میرے دربان ہو کر تم میری بات نہیں سمجھتے اس خوف سے میں نے اس اعرابی کو بلایا جو باریابی کے لئے آستانہ خلافت پر حاضر تھا اس نے مجھے اس کے جملہ کا مطلب سمجھا دیا اس کی اس خدمت کا آپ میری طرف سے کوئی صلہ دیجئے' انہوں نے کہا اچھی بات ہے ایک لاکھ درہم لیجا کر دیدو میں نے عرض کیا امیر المومنین وہ بالکل دیہاتی سا آدمی۔ یہی راوی علی بن صالح دوسرے سلسلہ بیان کرتا ہے ایک مرتبہ خیزران کچھ بیمار ہوئی ہادی اس کی عیادت کے لئے چلے راستہ میں عمر بن بزیع نے سامنے آ کر عرض کیا کہ اس سے زیادہ ضروری فرض موجود ہے پہلے ادھر چلئے پوچھا کیا۔ عمر نے کہا آپ نے تین روز سے مظالم کی سماعت نہیں فرمائی ہے۔ اس

عیادت سے یہ زیادہ ضروری ہے۔ ہادی نے اپنی چلنے والی جماعت کو اشارہ کیا کہ دربار عام کی طرف چلو اور اپنے ایک خدمت گار کو خیزران کے پاس اپنے اس وقت کے نہ آنے کی معذرت کے لئے بھیج دیا اسے ہدایت کی کہ کہہ دینا عمر بن بزیع نے ہمیں متنبہ کیا کہ اللہ کے حق کی ادائیگی ہم پر تمہارے حق سے زیادہ ضروری ہے اس وجہ سے ہم آج تمہارے پاس نہ آسکے انشاء اللہ کل صبح عیادت کیلئے آئیں گے۔

کوتوال کا طرز عمل اور ہادی کی ناراضگی

عبداللہ بن مالک مہدی کا کوتوال بیان کرتا ہے کہ مہدی ہادی کے ندیموں اور گویوں کو طلب کر کے مجھے ان کے مارنے کا حکم دیتے ہادی مجھ سے انکی سفارش کرتے کہ میں ان کے ساتھ ملائمت اور نرمی برتوں۔ مگر میں ہادی کی سفارش پر ذرا توجہ نہ کرتا اور مہدی کے حکم کو پورا کرتا۔ جب ہادی خلیفہ ہوئے تو اب مجھے یقین تھا کہ میں مارا جاؤں گا ایک دن انہوں نے مجھے طلب کیا۔ میں سر سے کفن لپیٹ کر اور حنوط مل کر حاضر دربار ہوا وہ ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے تلوار اور چمڑا سامنے رکھا تھا۔ میں نے سلام کیا اس کے جواب میں انہوں نے کہا تجھ پر سلامتی نہ ہو تمہیں وہ دن بھی یاد ہے جب میں نے حرانی کے متعلق تمہاری طرف پیغام بھیجا تھا اور امیر المومنین نے اس کے مارنے اور قید کرنے کا حکم دیا تھا۔ تم نے میری سفارش نہیں مانی نیز فلاں اور فلاں ندیموں کے معاملہ میں بھی تم نے میری کچھ نہ نی میں نے عرض کیا امیر المومنین بجا ارشاد فرماتے ہیں۔ اجازت ہو تو کچھ میں بھی اس کے متعلق عرض کروں۔

انہوں نے مجھے عذر پیش کرنے کی اجازت دی میں نے عرض کیا امیر المومنین میں آپ سے اللہ کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کہ اگر آپ مجھے اسی عہدہ پر مقرر کریں جس پر آپ کے والد نے مجھے کیا تھا اور پھر آپ مجھے کسی کام کا حکم دیں اور آپ کا کوئی لڑکا مجھے اس کے خلاف ورزی کا حکم دے میں اسکا حکم بجالاؤں اور آپ کے حکم کی نافرمانی کروں تو کیا یہ بات آپ کو اچھی معلوم ہوگی انہوں نے کہا یہ تو نہیں ہوسکتا میں نے کہا تو میرا بھی یہی طرز آپ کے اور آپ کے والد کے ساتھ تھا۔ یہ جواب سن کر انہوں نے مجھے اپنے قریب بلایا میں نے ان کے ہاتھ چومے انہوں نے مجھے خلعت سے سرفراز کیا اور کہا کہ میں تم کو اسی عہدہ پر مقرر کرتا ہوں جس پر تم پہلے فائز تھے جاؤ اپنا کام کرو۔ میں ان کے پاس سے اٹھ کر اپنے مکان چلا آیا۔ مگر اپنے اور ان کے آئندہ تعلقات پر غور کرتا رہا کہ کس طرح نبھ سکیں گے۔ یہ بالکل نوجوان ہیں شراب کے عادی ہیں وہی لوگ ان کے ندیم وزیر اور اہلکار ہیں جن کے متعلق میں نے ان کی بات نہیں مانی تھی۔ مجھے تو یہ نظر آرہا ہے کہ جب یہ شراب سے بدمست ہو جائیں گے تو وہ لوگ میرے متعلق ان کی رائے کو خراب کر دیں گے اور وہ کام کرائیں گے جن کا مجھے اندیشہ ہے۔

مہدی کوتوال کے گھر میں

میں خود تمہارے مکان آیا ہوں کہ تم سے اپنا انس ظاہر کروں اور بتاؤں کہ میرے دل سے تمہاری برائی

نکل گئی ہے لاؤ میں بھی وہی کھاؤں گا جو تم کھا رہے تھے۔ تا کہ تمہارے کھانے میں شریک ہونے اور خود تمہارے گھر آنے سے تمہارا حق مجھ پر قائم ہو اور اس طرح تمہارے دل سے خوف اور وحشت جاتی رہے۔ میں نے چپاتیاں اور سالن کا سکورا انکے سامنے رکھ دیا انہوں نے اسے کھالیا اور پھر اپنے خدمت گاروں کو حکم دیا کہ وہ تحفہ لاؤ جو ہم عبداللہ کے لئے اپنے دربار سے لائے ہیں درھم سے لدے ہوئے چار سو خچر میرے گھر کے اندر لائے گئے مجھ سے کہا لو یہ تمہارا ہدیہ ہے ان کو اپنے کام میں لاؤ البتہ یہ خچر میرے ہیں ان کو تم اپنے پاس امانت رکھو شاید کبھی کسی سفر کے لئے مجھے ان کی ضرورت ہوئی تو میں منگوالوں گا۔ پھر کہنے لگے اللہ تمہیں اپنے سایہ میں خیریت سے رکھے۔ یہ کہہ کر واپس چلے گئے۔

عبداللہ بن مالک کا بیٹا موسیٰ کہتا ہے ہمارے محل کے درمیان میں موجود باغ مجھے دیا تھا اسی باغ کے گرد انہوں نے ان خچروں کے اصطبل بنائے اور جب تک ہادی زندہ رہے یہ خود ان خچروں کی حفاظت کرتے رہے۔

عبداللہ کے ساتھ مہدی کا عجیب معاملے

محمد بن عبداللہ بن یعقوب بن داؤد بن طہمان السلمی کہتا ہے کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ علی بن عیسیٰ بن ماہان کا غضب اور خوشنودی خلفا کی سی تھی میرے باپ کہا کرتے تھے کہ کسی عربی یا عجمی کا میں اسقدر ممنون نہیں ہوں۔ جس قدر عیسیٰ بن ماہان کا ہوں یہ ایک روز میری قید کی حالت میں میرے پاس آیا اس کے ہاتھ میں ایک کوڑا تھا کہنے لگا' امیر المومنین موسیٰ الہادی نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو سو کوڑے ماروں اب وہ میرے ہاتھ اور مونڈھے پر اس طرح کوڑا رکھنے لگا کہ وہ فقط ان کو مس کرتا اسی طرح اس نے سو شمار کیئے اور چلا گیا ہادی نے اس سے پوچھا کیا ہوا اس نے کہا میں نے آپ کے حکم بجا آوری کر دی انہوں نے پوچھا پھر اس پر کیا گذری اس نے کہا وہ مر گیا کہنے لگے انا للہ وانا الیہ راجعون تم نے یہ کیا غضب کیا وہ نیک آدمی تھا تم نے سب کے سامنے مجھے بدنام کیا سب یہی کہیں گے کہ امیر المومنین نے یعقوب کو قتل کر دیا جب میرے باپ نے ان کو اتنا پریشان پایا تو کہا کہ امیر المومنین وہ مرا نہیں زندہ ہے اس پر ہادی نے خوشی کے اظہار میں الحمد للہ کہا۔ ربیع کے بعد ہادی نے اس کے بیٹے فضل کو خاص دربان مقرر کر دیا تھا اور اس سے کہا تھا کہ لوگوں کو میرے پاس آنے سے نہ روکنا ورنہ برکت جاتی رہیگی۔ کوئی ایسی بات میرے سامنے پیش نہ کرنا کہ جب میں اس کی تحقیق کروں تو وہ غلط ثابت ہو کیونکہ اس سے حکومت اور رعایا دونوں کو نقصان پہنچے گا۔

شعر سن کر ایک شخص کی رہائی

موسیٰ بن عبداللہ بیان کرہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص ہادی کے سامنے پیش کیا گیا ہادی اس کے جرائم بیان کر کے اسے دھمکی دینے لگے اس نے عرض کیا امیر المومنین بڑی مشکل ہے اگر میں اس فرد جرم کی جواب دہی کروں تو آپ کی بات رد ہوتی ہے اور اگر تسلیم کروں تو جرائم کی پاداش کا مستحق بنتا ہوں مگر میں اس کے جواب میں یہ شعر

پڑھ دیتا ہوں۔

فان كنت ترجو افي العقوبت رحمة
فلا تزهدن عندالعافة في الاجر
جب کہ وجوب سزا کے بعد بھی آپ کے رحم و کرم کی امید کی جاتی ہے
تو پھر امید ہے کہ آپ معافی کے قبول کرنے میں تو کچھ دریغ نہ کریں گے۔

یہ سن کر ہادی نے اس شخص کو رہا کر دیا۔ عمر بن شبہ بیان کرتا ہے کہ سعید بن مسلم ہادی کی خدمت میں حاضر تھا کہ رومیوں کا وفد دربار میں حاضر ہوا سعید اگر چہ جوان تھا مگر اس کے سر کے بال جا چکے تھے اس وجہ سے اس نے ایک بڑی ٹوپی پہن رکھی تھی موسیٰ نے اس سے کہا کہ اپنی ٹوپی اتار دو تا کہ اپنے سر کی صفائی کی وجہ سے تم عمر رسیدہ نظر آؤ۔

یحییٰ باز جانے پر ایک شخص سے ناراضگی

یحییٰ بن الحسن بن عبدالخالق اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ میں فضل بن الربیع کی ملاقات کے لئے عیسیٰ باز جا رہا تھا راستہ میں امیر المومنین موسیٰ الہادی سے ملاقات ہوئی جو اب خلیفہ بن چکے تھے میں ان کو پہچانتا نہ تھا وہ شنوگہ پہنے گھوڑے پر سوار تھے ان کے ہاتھ میں ایک لمبا بانس تھا جو راستہ میں ملتا اسے وہ ٹھونس دیتے مجھے للکارا اے فاحشہ زادے اب جو میں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ انسان کیا ہے ایک بڑا بت ہے جو میرے سامنے ہے جسے میں نے شام میں دیکھا تھا اور اس کے دونوں رانیں اتنی بڑی ہیں جیسے کہ اونٹ کی رانیں میں نے فوراً تلوار کے قبضہ پر ہاتھ بڑھایا اس شخص نے کہا معلوم ہے امیر المومنین ہیں۔ یہ سنتے ہی میں نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دی میرا یہ جانور بار بردار تھا یہ مجھے فضل بن ربیع نے دیا تھا اور اس نے اسے چار ہزار درہم میں خریدا تھا میں محمد بن القاسم صاحب الحرس کے مکان میں گھس گیا امیر المومنین اس کے دروازے پر ٹھہر گئے۔ بانس ان کے ہاتھ میں تھا انہوں نے مجھ سے کہا اے فاحشہ زادے باہر آ مگر نہیں گیا وہ اپنی راہ چلے گئے۔ میں نے فضل سے کہا کہ آج امیر المومنین سے میرا آمنا سامنا ہو گیا تھا اور یہ واقعہ پیش آیا اس نے کہا بغداد کے کسی علاوہ اور جگہ میں تمہاری صورت نہ دیکھوں فوراً بغدید چلے جاؤ جب میں جمعہ کی نماز کے لئے وہاں آؤں مجھ سے ملنا۔ اس کے بعد میں ہادی کی زندگی میں پھر کبھی عیسیٰ باز نہیں گیا۔

حسین بن معاذ بن مسلم ہادی کا دودھ شریک بھائی بیان کرتا ہے کہ جب میں اور موسیٰ تنہا ہوتے تو ان کا ذرا بھی رعب میں محسوس نہیں کرتا۔ کیونکہ بسا اوقات میرے ان کے کشتی بھی ہوئی اور میں نے انکو زمین پر پٹخ دیا مگر جب وہ خلیفہ کا لباس پہن کر دربار میں آتے اور اس میں اوامر و نواہی نافذ کرتے تو میں ان کے سرہانے کھڑا ہوتا اس وقت بخدا ان کے رعب اور ہیبت کی وجہ سے میرا دل قابو میں نہ رہتا۔

ابراہیم کے بیٹے کی تعزیت

ہادی کے عہد میں ابراہیم بن مسلم بن قتیبہ صاحب مرتبت تھا ابراہیم کا کوئی بیٹا مر گیا ہادی اس کی تعزیت کے لئے اس کے گھر آئے وہ اس وقت ایک دور نگے گدھے پر سوار تھے کسی شخص کی روک ٹوک نہ تھا جو چاہتا سلام کر لیتا اسی طرح وہ براہیم کے ایوان میں اتر پڑے اور اس سے کہا اس کی پیدائش سے تمہیں خوشی ہوگی مگر ممکن ہے کہ وہ تمہارا دشمن اور باعث مصیبت ثابت ہوتا اور اب اس کی موت سے تم کو رنج پہنچا ہے ممکن ہے کہ اس میں اللہ نے تمہارے لئے کوئی بھلائی چھپا رکھی ہو ابراہیم نے کہا امیر المومنین آپ کے ارشاد سے میرے ہر جزو بدن میں جہاں اب تک غم تھا اب صبر جاگزیں ہو گیا ہے جب ابراہیم مر گیا تو اسکے بعد سعید بن مسلم صاحب مرتبت مقرر ہوا۔

علی پر تشدد

عمر بن شیبہ بیان کرتا ہے کہ علی بن الحسین بن علی بن الحسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب الملقب بالحبر زی نے رقیہ بنت عمرو العثمانیہ سے شادی کی جو مہدی کے نکاح میں رہ چکی تھی اپنی خلافت کے ابتدائی ایام میں موسیٰ الہادی کو اس واقعہ کی خبر ہوئی انہوں نے علی کو بلا کر اسے ڈانٹا اور جاہل ٹھہرایا اور کہا کہ امیر المومنین کی بیوی کے علاوہ کیا دنیا میں اور عورت تیرے لئے نہ تھی اس نے کہا میرے دادا رسول اللہ صلعم کی بیویوں کے علاوہ اللہ نے کسی دوسرے کی بیوی کو محرم قرار نہیں دیا ہے امہات المومنین کے علاوہ کسی کو کوئی فضیلت حاصل نہیں اس جواب پر ہادی نے اسے چھڑی ماری اور حکم دیا کہ پانچ سو درے لگائے جائیں چنانچہ اس حکم کی بجا آوری ہوئی انہوں نے علی کو حکم دیا کہ تم اسے طلاق دیدو مگر اس نے نہ مانا یہ ایک چمڑے پر اٹھا کر ایک کونے میں ڈالدیا گیا اس کے ہاتھ میں ایک پراسرار انگوٹھی تھی کسی خدمتگار کی نظر اس پر پڑی کوڑوں کی مار سے سج لی پر غشی طاری تھی خدمتگار انگوٹھی اتارنے جھکا علی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے توڑ ڈالا وہ چلاتا ہوا ہادی کے پاس آیا اور ان کو اپنا ہاتھ دکھایا۔ ہادی نے علی کو گالیاں دیں اور کہنے لگے کہ اس کی یہ جرأت ہوئی کہ میرے باپ کے حق کے ساتھ اس نے استخفاف کیا اور مجھ سے یہ گفتگو کی اور اب اس نے میرے خدمتگار کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔

ہادی نے ایک شخص کو بھیجا کہ وہ علی سے اس حرکت کی وجہ دریافت کرے اس نے کہا اسی خدمتگار سے پوچھوا سے حکم دو کہ وہ تمہارے سر پر ہاتھ رکھ کر حلف اٹھائے اور حق بات بیان کر دے موسیٰ نے اسی طرح حلف لے کر اس سے پوچھا خدمتگار نے علی کے بیان کی تصدیق کی۔ ہادی کہنے لگے کہ میں اس پر احسان کروں گا خدا کی قسم شہادت دیتا ہوں کہ وہ میرا چچازاد بھائی ہے اگر وہ یہ طرز اختیار نہ کرتا تو میں اس کی قرابت سے انکار کر دیتا اس کے بعد ہادی نے علی کو رہا کر دیا۔

اب ابراہیم الموزن بیان کرتا ہے کہ دہری زرہیں پہنے ہوئے ہادی اپنے گھوڑے پر کود کر سوار ہو جاتے تھے۔ مہدی ان کو کہتے تھے کہ یہ میری ریحان ہے۔

زندیقوں کے متعلق بیٹے کو ہدایات

ایک زندیق مہدی کے سامنے پیش کیا گیا مہدی نے اسے توبہ کرنے کا حکم دیا اس نے انکار کیا مہدی نے اسے قتل کر کے سولی پر لٹکا دا اور موسیٰ سے کہا کہ اے میرے بیٹے جب خلافت تمہیں ل ملے تو تم اس جماعت یعنی پیروان مانی کی تلوار سے خبر لینا یہ ایک فرقہ ہے جو ظاہر طور پر تو لوگوں کو حسن اخلاق کی مثلاً فحش سے اجتناب ترک دنیا اور آخرت کے لئے عمل کی دعوت دیتا ہے جب کوئی شخص ان باتوں کو قبول کر لیتا ہے تو یہ جماعت پھر گوشت کھانے صاف پانی استعمال کرنے اور کیڑے مکوڑوں کے مارنے کو قطعلی حرام کر دیتی ہے اس کے بعد وہ دو یعنی نور اور ظلمت کی پرستش کی دعوت دیتی ہے جب اسے بھی کوئی شخص قبول کر لیتا ہے تو اس کے بعد اس شخصکے لئے بہنوں اور بیٹیوں سے نکاح کرنا پیشاب سے نہانا اور راستہ میں سے چھوٹے بچوں کو چرا کر لیجانا تا کہ ان کو گمراہی کی تاریکی سے نکال کر ہدایت کی روشنی بتائی جائے مباح ہو جاتا ہے۔ اس فرقہ کو خوب دل کھول کر قتل کرنا اور سولی پر لٹکا دینا اور اس طرح اللہ واحدہ لاشریک لہ کی جناب میں تقرب طلب کرنا میں نے تمہارے دادا عباسؓ کو خواب میں دیکھا کہ انہوں نے میری کمر میں دو تلواریں باندھی ہیں اور ان .... کے قتل کا حکم دیا ہے۔

زندیقوں کے متعلق منصوبہ

اپنے خلیفہ ہونے کے دس ماہ کے بعد ایک دن موسیٰ نے کہا کہ اگر میں زندہ رہا تو اس فرقہ کا ایک شخص بھی زندہ نہ چھوڑوں گا سب کو قتل کر دوں گا بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے حکم دیا تھا کہ سولی کے لئے ایک ہزار درخت کے تنے تیار کیے جائیں لوگوں نے کہا کہ یہ مقدار فلا مہینے میں مہیا ہو سکے گی مگر اس کے دو ماہ بعد ہادی نے وفات پائی اس لئے ان کا یہ منصوبہ پورا نہ ہو سکا۔

ابن داب کے ساتھ تعلق

عیسیٰ بن داب حجازیوں میں سب سے بڑا ادیب اور شیریں گفتار تھا ہادی کے مزاج میں اسے اس قدر اثر و رسوخ حاصل ہو گیا تھا جو کسی دوسرے کو میسر نہ تھا صرف یہی ایک ایسا شخص تھا کہ ہادی کے دربار میں اسکے لئے تکیہ منگوایا جاتا جس کے سہارے وہ بیٹھتا کسی دوسرے کی یہ عزت نہ تھی ہادی اس سے کہا کرتے رات یا دن میں کوئی موقع ایسا نہیں آیا جب کہ تمہاری ملاقات اور موجوگی مجھے بری محسوس ہوئی ہو۔ جب تم میری نظروں سے غائب ہوتے ہو مجھے پھر تمہارے دیکھنے ہی کی آرزو ہوتی ہے۔ اس کی گفتگو بہت پر لطف ہوتی تھی نہایت عمدہ اور نادر قصے کہانیاں بیان کرتا بہت سے منتخب اشعار یاد تھے جن کو وہ موقع اور محل کی مناسبت سے پڑھتا۔

ایک رات ہادی نے حکم دیا کہ اسے تیس ہزار دینار دیئے جائیں صبح کو ابن داب نے اپنے داروغہ کو ہادی کی ڈیوڑھی بھیجا اور ہدایت کی کہ حاجب سے جا کر کہنا کہ یہ رقم ہمیں بھیج دے۔ اس کا داروغہ حاجب سے ملا اور اسے اس کا پیغام پہنچا دیا حاجب مسکرایا اور کہا کہ یہ بات میرے اختیار میں نہیں ہے تم فرمان نویس سے جا کر ملو کہ وہ اس کے

لئے با قاعدہ حکم لکھ دے اور پھر اسے وہاں لے جاؤ اور یہ کرو۔ داروغہ اس طول طویل کارروائی کو سن کر ابن داب کے پاس واپس آ گیا اور اسے ساری داستان سنائی ابن داب نے کہا جانے دو خاموش ہو رہو اور اب اس کے متعلق کسی کچھ مت کہو۔

اسی زمانہ میں موسیٰ اپنے بغداد کے ایک بالا خانہ پر سیر کے لئے برآمد تھے انہوں نے ابن داب کو اس حالت میں آتا ہوا دیکھا کہ اس کے ساتھ صرف ایک غلام تھا ابراہیم الحرانی سے کہنے لگے یہ کیا بات ہے کہ ہم ابن داب کی حالت میں کوئی تغیر نہیں پاتے اور نہ اس نے ہماری ملاقات کے لئے کچھ اچھا لباس زیب بدن کیا ہے۔ حالانکہ کل رات ہی ہم نے اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے کہ اس کا اثر نمایاں ہونا چاہئے تھا۔ ابراہیم نے عرض کیا امیر المومنین حکم ہو تو اس میں سے کچھ لیجا کر ابھی اسے دیدوں۔ کہنے لگے نہیں تم کو اس کی ضرورت نہیں وہ خود اپنے معاملہ کو خوب جانتا ہے۔ اب ابن داب بھی انکے پاس آ گیا اور حسب عادت ادھر کی باتیں کرنے لگا یہاں تک کہ خود ہادی نے اس کے معاملہ کو چھیڑا اور کہا کہ تمہارے کپڑے بہت میلے ہو گئے ہیں سردی کا زمانہ ہے اس میں نئے اور نرم لباس کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ اس نے کہا امیر المومنین اپنے ضروریات کے تکمیل کی مجھ میں استطاعت نہیں۔ ہادی نے پوچھا یہ کیسے ہمارا تو خیال تھا کہ جو سلوک ہم نے تمہارے ساتھ کیا ہے اس سے تمہاری حالت درست ہو جائیگی اس نے کہا نہ وہ رقم اب تک میرے پاس آئی اور نہ میں نے وصول کی۔

دو باندیوں کا قتل

ہادی نے اسی وقت اپنے صرف خاص کے خزانہ دار کو بلا کر حکم دیا کہ اسی وقت تیس ہزار دینار ابن داب کو دیئے جائیں چنانچہ وہ رقم لائی گئی اور ان کے سامنے ہی ابن داب کو دے دی گئی۔

علی بن یقطین بیان کرتا ہے کہ ایک رات دوسرے مصاحبین کے ساتھ میں بھی موسیٰ کی خدمت میں حاضر تھا ایک خدمتگار آیا اور اس نے اشارے میں کوئی بات ان سے کہی وہ فوراً اٹھے اور ہم سب سے کہہ گئے کہ کوئی شخص اپنی جگہ سے نہ اٹھے سب بیٹھے رہیں وہ خود چلے گئے اور بہت دیر کے بعد ہانپتے ہوئے آئے اور اپنی مسند پر لیٹ گئے تھوڑی دیر کے بعد سانس ہلکا ہوا اور ان کو سکون ہوا ان کے ساتھ خدمتگار بھی ایک طباق لئے جو کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا ساتھ آیا تھا۔ یہ ان کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا جب وہ دربار میں آئے کانپ رہے تھے اس پر ہم سب حیرت میں پڑ گئے انہوں نے خدمتگار کو حکم دیا اسے رکھ دے اس نے رکھ دیا پھر حکم دا کہ طباق پر اسے خوان پوش اٹھا دے۔

اس نے اٹھایا تو ہم نے دیکھا کہ اس طباق میں دو باندیوں کے سر ہیں ہم نے ان سے زیادہ خوبصورت چہرے یا بال کبھی نہیں دیکھے تھے ان کے سر کے بالوں میں جواہرات ٹکے ہوئے تھے اور خوشبو مہک رہی تھی اس خونی منظر کو دیکھ کر ہم پر بڑا اثر ہوا خود انہوں نے پوچھا جانتے ہو کہ یہ کیوں ہوا ہے ہم نے عرض کیا کہ ہم لوگوں کو کیا خبر ہے۔ کہنے لگے مجھے یہ خبر ملی تھی کہ یہ ایک دوسرے سے محبت کرتی ہیں اور فحش کرتی ہیں میں نے اپنے اس خدمتگار کو

ان کی خبر کے لئے متعین کیا تھا اس نے ابھی آ کر مجھے اطلاع دی کہ وہ دونوں جمع ہیں۔ میں نے جا کر دیکھا کہ وہ دونوں ایک ہی لحاف میں لپٹی ہوئی فحش کر رہی ہیں میں نے انکو قتل کر دیا اس کے بعد انہوں نے غلام کو حکم دیا کہ یہ دونوں لے جاؤ اس کے جانے کے بعد اب پھر انہوں نے اپنی سابقہ گفتگو اس طرح شروع کر دی کہ گویا کوئی بات ہی نہیں ہوئی۔

عبیدہ کو طلاق

عبداللہ بن محمد البواب بیان کرتا ہے کہ میں کبھی کبھی فضل بن ربیع کے نائب کی حیثیت سے ہادی کا حاجب ہوا کرتا تھا۔ میں ایک دن ان کے گھر میں بیٹھا ہوا تھا انہوں نے صبح کا کھانا کھایا اور پھر نبیذ طلب کی اس سے پہلے وہ اپنی ماں خیزران سے ملنے گئے تھے اور اس نے ان سے کہا تھا کہ آپ اپنے ماموں غطریف کو یمن کا والی مقرر کر دیں ہادی نے کہا کہ پینے سے پہلے مجھے یاد دلانا چنانچہ جب وہ پینے بیٹھے تو خیزران نے منیرہ یا زہرہ کو یاد دہانی کے لئے ان کے پاس بھیجا انہوں نے کہا کہ جا کر اماں جان سے کہدو کہ یا آپ اس کی بیٹی عبیدہ کے طلاق کو یا یمن کی ولایت کو پسند کر لیں باندی پوری بات تو سمجھی نہیں اس نے صرف یہی سمجھا کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ جو آپ اسکے لئے پسند کر لیں اس نے جا کر خیزران سے یہی کہدیا اس نے کہا کہ میں نے اس کے لئے یمن کی ولایت پسند کی ہے ہادی نے اسکی بیٹی عبیدہ کو طلاق دیدی اب وہاں سے رونے چلانیکی آواز آنے لگی ہادی نے پوچھا کیا ہے خیزران نے کہا یہ واقعہ ہوا ہے۔ ہادی نے کہا آپ ہی نے اس بات کو پسند کیا ہے اس نے کہا جی نہیں مجھے تو آپ کا پیغام اسطرح پہنچایا گیا تھا۔

اشعار کا واقعہ

ہادی نے صالح مصلی بردار کو حکم دیا کہ ننگی تلواریں لے کر تمام ندیموں کے سر پر کھڑے ہو جاؤ اور حکم دو کہ سب اپنی بیویوں کو طلاق دیں خدمت گاروں نے مجھ سے آ کر یہ واقعہ سنایا اور اطلاع دی کہ میں کسی کو بھی اندر نہ جانے دوں۔ دربار خلافت پر ایک شخص کھڑا ہوا تھا اس نے اپنے لبادہ سے اپنا منہ ڈھانک رکھا تھا اور آہستہ آہستہ ٹہل رہا تھا مجھ سے کہا کہ وہ شعر سناؤ میں نے وہ شعر سنائے جو یہ ہیں۔

خلیلی من سعد الما فسلما
علی مریم لا یبعہ اللہ مریما
وقولا لھا مذالفراق عزمتہ
فھل من نوال بعد ذاک فیعلما

اے میرے بنی سعد کے دونوں دوستو تم ٹھہر کر مریم پر سلامتی بھیجنا
اللہ اسے دور نہ کرے اور کہنا جدائی کے بعد جس کا معلوم ہوتا ہے

کہ تو نے ارادہ ہی کرلیا ہے کہ کیا بخشش وصال ہوگی؟
جو کچھ ہوگا تم دونوں کو معلوم ہوجائے گا۔

اس شخص نے جواپنے لبادے سے چہرے کوڈھکے ہوئے تھے مجھ سے کہا کہ یعلما نہیں بلکہ تعلما ہے۔ میں نے کہاان دونوں میں فرق کیا ہوااس نے کہا شعر کا حسن وقبح معنی پر موقوف ہے ہمیں اس بات کی کیا ضرورت ہے کہ لوگ ہمارے اسرار سے واقف ہوجائیں میں نے کہا مگر میں اشعار سے تمہارے مقابلہ میں زادہ واقف ہوں اس نے کہا اچھا بتاؤ یہ کس کے شعر ہیں۔ میں نے کہا یہ اسود بن عمارہ النوفلی کے ہیں اس نے کہا کہ میں اسود بن عمارہ ہوں میں نے اس کے قریب جا کراس سے کہا کہ امیر المومنین کی یہ کیفیت ہے۔ میں مجبور ہوں اس حالت میں آپ کوان سے ملنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ یہ سن کراس نے اپنے گھوڑے کی باگ موڑی اور یہ کہہ کر کہ یہاں سے چل دینا ہی مناسب ہے اپنی راہ چلا گیا۔

اشعار پر انعام

ابوالمعافی کہتا ہے کہ میں نے موسیٰ اور ہارون کی تعریف میں عباس بن محمد کو یہ شعر سنائے۔

یا خیزران هناک ثم هناک
ان العباد لیسوسهم ابناک

اے خیزران تجھے دہری مبارک بادی ہو
کیونکہ تیرے دونوں بیٹے بندگا خدا پر فرمانروائی کرتے ہیں۔

عباس بن محمد نے مجھ سے کہا دیکھو میں تمہاری بھلائی کے لئے تم سے یہ بات کہے دیتا ہوں کہ موسیٰ نے کہا ہے کہ میری ماں کا کوئی تذکرہ بھلائی یا برائی سے نہ کیا جائے۔

یوسف الصیقل الواسطی شاعر بیان کرتا ہے کہ اس سے پہلے کہ ہادی خلیفہ ہوئے ہوں اور بغداد آئے ہوں ہم جرجان میں ان کے پاس تھے یہ انے ایک پر تکلف اور خوبصورت بالاخانہ پر بیٹھے تھے کہ وہاں کسی نے یہ شعر گایا۔

واستقلت رجالهم
بالردینی شرعا

ان کے مردوں نے رودینی نیزے تان لئے۔

اس سنے کر ہادی نہ کہا پورا قصیدہ سنایا جائے چنانچہ پورا قصیدہ سنایا گیا کہنے لگے میں چاہتا ہوں کہ اس کی لے ایسے اشعار میں ہوتی جن میں درد ہوتا۔

یوسف الصیقل سے جا کر کہو کہ وہ اس طرز میں دوسرے شعر کہدے لوگوں نے مجھ سے امیر المومنین کی فرمائش بیان کی میں نے اسی وقت یہ شعر کہدے۔

لا تلمنی ان اجزعا
سیدی قد تمنعا
وابلائی ان کان لا
بیننا قد تقطعا

ان موسیٰ بفضلہ
جمع الفضل اجمعا
چونکہ میرے آقا نے مجھ سے اعراض کیا ہے اس لئے اگر میں اپنے رنج و غم کا اظہار کروں تو مجھے ملامت نہ کرو بلکہ معذور سمجھو اگر وہ تعلقات جو میں نے مدت کی محنت کے بعد قائم کئے تھے منقطع ہوجائیں تو میری مصیبت کی کیا انتہا ہوسکتی ہے بیشک موسیٰ نے اپنے اخلاق کریمانہ کی وجہ سے تمام کرامتیں اپن میں جمع کرلی ہیں۔

اشعار پڑھ کرانہوں نے نظر اٹھائی تو ایک گدھا نظر آیا کہ اس گدھے کو درہم و دینار سے لاد کر یوسف کو دو چنانچہ لدا ہوا گدھا میرے پاس آ گیا۔

ابن داب کو اشعار سنانے پر انعام

ابوزہیر کہتا ہے کہ ہادی کے مزاج میں ابن داب کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل تھی۔ ایک دن فضل بن ربیع نے باہر آ کر کہا کہ جو لوگ ملاقات کے لئے آئے ہیں ان کے لئے امیر المومنین نے حکم دیا ہے کہ وہ واپس جائیں وہ آج نہیں مل سکتے البتہ ابن داب تم اندر چلو۔ ابن داب کہتا ہے کہ میں ہادی کے پاس گیا وہ اپنے بستر پر لیٹے ہوئے تھے تمام رات کی بیداری اور شراب نوشی کی وجہ سے دونوں آنکھیں سرخ تھی مجھ سے کہا کہ شراب کے متعلق کوئی دلچسپ واقعہ سناؤ میں نے عرض کیا امیر المومنین ایک مرتبہ بنی کنانہ کے کچھ لوگ شراب پینے کے لئے شام آئے وہاں ان کا ایک دوست مرگیا وہ سب کے سب اس کی قبر پر بیٹھ کر شراب پینے لگے اور ان میں ے کسی نے یہ شعر کہے۔

لا تصرد هامة من شربها
اسقه الخمر وان كان قبر
ہامہ کو شراب کا پیاسا مت رکھو اگر ہمارا دوست دفن ہوچکا ہے تو اس کے عوض میں اسی کو خوب شراب پلاؤ۔
اسق اوصالا وهاما وصدى
قاشعا يقشع قشع المتكبر
وصیلہ ہام اور صدیٰ کو ایسی تیز اور تند شراب پلا جوان کو اسی طرح اڑا لیجائے جیسی تیز آ آدمی موسم بہار کے ابر کو اڑا کرلے جاتی ہے۔
كان حرا فهوى فيمن هوىٰ كل عودٍ و فنونِ منكسر
وہ ایک شریف آدمی تھا اسے بھی موت آ گئی اور ہر لکڑی اور درخت کی شاخیں ایک دن ٹوٹنے والی ہیں۔

انہوں نے دوات منگوائی اور یہ اشعار لکھ لئے اور پھر حرانی کو حکم لکھا کہ چالیس ہزار درہم ابن داب کو دیدو مجھ

سے کہا دس ہزار تمہارے سنانے کے اور تیس ہزار تینوں شعروں کے ہیں۔ میں حرانی کے پاس آیا اس نے کہا کہ دس ہزار پر ہمارا تمہارا اس شرط پر سمجھوتا ہو جائے کہ تم حلف اٹھا کر مجھ سے عہد کرو کہ اس بات کو امیر المومنین سے بیان نہیں کرو گے۔ میں نے قسم کھا کر کہا جب وہ خود نہ پوچھیں میں خود ان سے ہرگز اس بات کو نہیں کہوں گا۔ ہادی کا انتقال ہو گیا اور رشید خلیفہ ہو گئے مگر ابن داب نے کبھی یہ بات ہادی سے بیان نہیں کی۔

موسیٰ کی مدح میں لکھا ہوا قصیدہ

ابو دعامہ نے بیان کیا ہے کہ مسلم بن عمرو الخاسر نے یہ قصیدہ موسیٰ کی مدح میں لکھا تھا۔

بعیابا دحر من قریش
علی جنباته الشراب الرواع
(ترجمہ) عیاباذ میں ایک ایسا جوانمرد قریشی ہے جس کے ہاں ہر وقت شراب کا دور جاری ہے۔

یعوذ المسلمون بحقوسته
اذا ما کان خوف اور جاع
(ترجمہ) خوف ہو یار امید دونوں حالتوں میں تمام مسلمان اس کی پناہ لیتے ہیں۔

وبالمیدان دور مشرفات
یشیدهن قوم ادعیاء
(ترجمہ) اور میدان میں بہت سے بلند مکان ہیں جن کو مدعیان باطل نے مضبوط بنایا ہے۔

وکم من قائلِ انی صحیح
وتاباه الخلائق والرواع
(ترجمہ) اور بہت سے مدعیان شرافت ایسے ہیں کہ جنکے اخلاق اور بشرے ان کے دعوے کی تائید نہیں کرتے۔

له حسب یضن بدلیقی
ولیس لما یضن به بقاء
(ترجمہ) ضبی میں ایک ایسا عیب ہے جو چھپائے نہیں چھپتا

لعمری لو اقام ابو خدیج
بنا الدار ما انهدم البناع
(ترجمہ) قسم ہے میری عمر کی اگر مکان کی بنا ابو خدیج نے اٹھائی ہوتی تو وہ بنیاد نہ ڈھاتی

پھر جب مہدی کے بعد ہادی خلیفہ ہوئے تو سلم الخاسر نے یہ شعر کہے۔

لقد فاز موسیٰ بالخلافة
والهدیٰ ومات امیر المومنین محمد
فمات الذی عم البریة فقده
وقام الذی یکفیاب من یتفقد

موسیٰ نے خلافت اور رہنمائی پائی اور امیر المومنین محمد
نے انتقال کیا وہ شخص مرگیا
جس کی موت کا رنج تمام دنیا کو ہے اور اب وہ اس کی جگہ قائز ہوا ہے
جو مرنے والے کا صحیح جانشین ہے۔

اسی سلم الخاسر نے یہ شعر بھی کہے۔

تخفی الملوک لموسیٰ عند طلعته
مثل النجوم لقرن الشمس اد طبعا
ولیس خلق یریٰ بدراً وطلعته
من البریته الاذل اوخضعا

موسیٰ کے سامنے دوسرے فرمانروا اس طرح چھپ جاتے ہیں جس
طرح آفتاب کے طلوع ہونے کے ساتھ تمام ستارے کا نور
ہو جاتے ہیں اور تمام مخلوقات میں کوئی ایسا نہیں ہے جو بدر اور اس کی
چمک دمک کے سامنے ماند نہ پڑ جائے۔

اسی نے یہ شعر بھی کہے ہیں۔

اولا الخلیفة موسیٰ بعد والده
ماکان للناس من مهدیهم خلف

اگر موسیٰ اپنے باپ کے بعد خلیفہ نہ ہوا ہوتا تو
لوگوں کے لئے ان کے مہدی کا کوئی صحیح جانشین نہ ہوتا۔

الاتریٰ امته الامی واردة
کانها من نواحی البحر تغترف

کیا تم نہیں دیکھتے کہ رسول اللہ کی امت امڈی چلی آ رہی ہے
اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ سمندر سے اپنے چلو بھر رہی ہے۔

من راحتی ملک قدعم نائله
کان نائله من جوده سرف

وہ عطا اس بادشاہ کے دونوں ہاتھوں سے جاری ہے جس کا فیض عام ہے
اور اس کی اس فیاضی سے اس کی سخاوت اسراف کی حد تک پہنچے۔

مروان بن ابی حفصہ کہتا ہے کہ موسیٰ کے خلیفہ ہونے کے بعد میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے یہ شعر پڑھا۔

ان خلدت بعد الامام محمد نفسی
لما فرحت بطول بقائها
اگر امام محمد کے بعد مجھے حیات جاوداں حاصل ہو
تو میں اس درازی عمر سے خوش نہ ہوں گا۔

نیز ان کی مدح میں میں نے یہ شعر کہے۔

لبعین الفاً شد ظهری وراشنی
ابوک و قد عاليت من ذاک مشهدا
وانی امیر المومنین لواثق
بان لا یری شربی لدیک مصرا
آپ کے والد نے ستر ہزار دے کر میری حالت درست کر دی اور
اس سے میں نے خوب عیش کیا۔
اور اب بھی اے امیر المومنین میں پورا یقین رکھتا ہوں کہ میری
خواہش آپ کی بارگاہ میں تشنہ نہ رہے گی۔

جب میں نے یہ شعر سنائے تو کہنے لگے کہ بھلا مهدی کی برابری تو کہاں ممکن ہے مگر بہر حال ہم تم کو خوش کر دیں گے مگر اس کے کچھ ہی روز بعد ان کو موت آ گئی وہ مجھے کچھ بھی نہ دے سکے اور نہ رشید کی خلافت تک میں نے کسی سے ایک درہم لیا۔

ضحاک کے اشعار

ضحاک بن معن السلمی بیان کرتا ہے کہ میں موسیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ سعر میں نے سنائے۔

یا منزلی شجوا الفواد لکلما
فلقد اری بکما الرباب و کلثما
کیونکہ طول مدت اور محو ہو جانے کے باوجود آج بھی کوئی اور منزل تم
سے زیادہ میرے دلی سوز و فراق کی
ہمدردی میں رونے والی نظر نہیں آتی۔
دد السلام صلى كبير شاقه
طللان قد درسا فهاج فسلما
تم ہی دونوں اس بوڑھے کے سلام کا جواب دو جس کے قلب میں ان
دونوں بے نشان تو دوں نے شوق کا ایک طوفان برپا کر دیا ہے۔

اسی قصیدہ میں میں نے ان کی مدح بھی کہی تھی جب میں اس شعر پر پہنچا۔

سبط الانامل بالفعال اخالہ
ان لیس یترک فی الخزائن درھما

اس کی انگلیاں دینے میں ایسی تیز چلتی ہیں کہ میرا خیال ہے کہ تمام
خزانوں میں ایک درہم بھی باقی نہ بچے گا۔

اس شعر کو سن کر وہ احمد خزینہ دار کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے کہا احمد معلوم ہوتا ہے کہ کل شام ہمیں یہ دیکھ رہا تھا۔ واقعہ یہ تھا کہ گذشتہ رات میں انہوں نے بہت دولت خزانوں سے نکلوا کر تقسیم کی تھی۔

گویوں کا انعام

ابراہیم الموصلی مشہور گویا بیان کرتا ہے۔ ایک دن ہم موسیٰ کی خدمت میں حاضر تھے اس وقت ابن جامع اور معاذ بن الطبیب بھی موجود تھے۔ یہ پہلا دن تھا کہ معاذ ہمارے ساتھ جلسہ میں شریک ہوا تھا یہ راگوں سے خوب واقف تھا اور پرانے پرانے راگ اسے معلوم تھے موسیٰ نے کہا جو اپنے گانے سے مجھے بے خود کر دے گا میں اس کی منہ مانگی بات پوری کروں گا۔ ابن جامع نے اپنا گانا سنایا مگر ان پر کچھ اثر نہ ہوا میں سمجھ گیا تھا کہ یہ کس قسم کے راگ کو چاہتے ہیں مجھ سے کہا ابراہیم تم گاؤ میں نے یہ گیت گایا۔

سلمیٰ اجمعت بیننا
فاین نقولہا اینا

سلمیٰ ہم میں موجود ہے مگر کہاں کہیں کہ کہاں ہے؟

اسے سن کر ان کو وجد آ گیا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک بلند آواز کی مجھ سے کہا دوبارہ گاؤ میں نے پھر گایا کہنے لگے ہاں اب میری غرض پوری ہوئی میں اسی کو سننا چاہتا تھا کہو کیا مانگتے ہو میں نے کہا امیر المومنین عبدالملک کی دیوار اور اس کا پانی چشمہ یہ سن کر ان کی آنکھیں پھر گئیں اور غصہ میں انگاروں کی طرح دہکنے لگیں کہنے لگے حرامزادے تو چاہتا ہے کہ تمام دنیا میں میری بدنامی ہو اور لوگ اس بات کا چرچا کریں کہ ایک گویے کے گانے سے امیر المومنین نے بیخود ہو کر اس کی منہ مانگی جاگیر دے دی اگر میں اس بات کو جانتا نہ ہوتا کہ یہ تیری فوری جہالت ہے جو تیری عقل اور دانش سلیم پر غالب آ گئی ہے تو میں تیرا سر اڑا دیتا۔

اس کے بعد وہ تھوڑی دیر تک سر نیچا کئے سوچتے رہے مجھے ایسا معلوم ہوا کہ گویا ملک الموت میرے اور ان کے درمیان کھڑا ہوا ان کے حکم کا منتظر ہے۔ پھر ابراہیم الحرانی کو بلا کر حکم دیا کہ اس جاہل کو بیت المال کے اندر لیجاؤ اور جو یہ چاہے وہاں سے لے لے۔ ابراہیم مجھے بیت المال کے اندر لے آیا مجھ سے کہا کتنا چاہتے ہو میں نے کہا سو تھیلیاں اس نے کہا اچھا ان سے پوچھ لینے دو میں نے کہا اسی سہی اس نے کہا ذرا ان سے پوچھ آؤں اب میں سمجھا کہ اس لیت ولعل سے اس کا کیا مقصد ہے۔ میں نے کہا اچھا ستر مجھے دو اور تیس تمہاری کہنے لگا اب معاملہ ٹھیک ہوا لے لو میں ساتھ لاکھ لے کر گھر آیا اور ملک الموت نے میرا پیچھا چھوڑا۔

حکم الوادی بیان کرتا ہے کہ ہادی اس درمیانی راگ کو بہت پسند کرتے تھے جس میں پلٹے کم ہوں اور بار بار کی تکرار سے وہ بے مزہ نہ ہو جائے۔ ایک مرتبہ میں ان کی خدمت میں حاضر تھا ابن جامع' موصلی' زبیر بن دحمان اور غنوی بھی حاضر تھے' ہادی نے تین تھیلیاں منگوائیں اور ان کے حکم سے وہ سب کے بیچ میں رکھی گئیں پھر ان کو

کھول کر ایک جا کر دیا گیا۔ اب انہوں نے کہا کہ تم میں سے جو مجھے اس طرز پر گا کر سنائے گا جو مجھے مرغوب ہے تو یہ تمام رقم اس کو دے دی جائیگی۔ ہادی اس قدر با اخلاق واقع ہوئے تھے کہ اگر کوئی بات ان کو ناپسند ہوتی تو اس کا اظہار نہ کرتے البتہ اس سے اعراض کر لیتے سب گویوں نے گایا مگر کسی کا گانا ان کو پسند نہیں آیا سب کے آخر میں میری نوبت آئی میں نے جو راگ اٹھایا وہ بالکل ان کے مذاق کے موافق تھا سنتے ہی پھڑک گئے کہنے لگے خوب خوب مجھے شراب پلاؤ اب انہوں نے شراب پی اور وجد میں آ گئے میں اپنی جگہ سے اٹھ کر ان تھیلیوں پر بیٹھ گیا اور میں نے سمجھ لیا کہ یہ میری ہو چکیں اس موقع پر ابن جامع نے نہایت عمدہ طرز عمل اختیار کیا اور عرض کی کہ امیر المومنین جناب والا نے جس راگ کو پسند فرمایا ہے واقعی وقابل تعریف ہے۔ ہم سب نے آپ کے مرغوب طبع طرز ادا کو چھوڑ دیا تھا۔ ہادی نے مجھ سے کہا یہ رقم تمہاری ہے اور پھر شراب پی۔ اب ان کو ذرا بلند آواز سے حکم دینے کی ضرورت ہوئی وہ اٹھے اور حکم دیا کہ تین فراشوں کو حکم دیا جائے کہ وہ اس رقم کو حکم الوردی کے ساتھ لیجائیں ہم سب دربار سے اٹھ کر اپنے اپنے گھروں کو واپس جانے کے لیے محل کے صحن میں آئے ابن جامع میرے پاس آیا میں نے اس سے کہا' اے ابوالقاسم تم ایسے شریف آدمی کو ایسا ہی کرنا چاہئے تھا یہ دولت موجود ہے اس میں سے جتنا چاہو وہ تمہارے نذر اس نے کہا یہ تمہیں کو مبارک رہے میں تو چاہتا تھا کہ تم کو کچھ اور زیادہ ملے موصلی بھی میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ کچھ دو میں نے کہا کہ کس بات کا مانتے ہو تم نے تو ایک لفظ بھی اس موقع پر میرے لئے نہیں کہا بخدا میں ایک درہم بھی تمہیں نہیں دیتا۔

باندی کو تنبیہ

محمد بن عبداللہ کہتا ہے کہ قاری ابان کے استاد قاری سعید لعلاف نے مجھ سے یہ واقعہ بیان کیا کہ ایک دن ہادی کی خدمت میں اس کے ندیم اور مصاحبین خاصحرانی اور سعید بن سلم وغیرہ موجود تھے اور ہادی کی ایک باندی ان سب کو شراب پلا رہی تھی چونکہ وہ بہت پر مذاق اور حاضر دماغ تھی اس لئے وہ ان سب پر فقرے بھی چست کر رہی تھی اتنے میں یزید بن مزید بھی وہاں آیا اس نے وہ فقرے سنے جو وہ باندی حاضرین مجلس پر چست کر رہی تھی اس نے کہا خدائے برتر و بزرگ کی قسم ہے اگر تو نے مجھے ایسے القاب اور الفاظ کہے تو میں اس تلوار سے تیری خبر لوں گا۔ ہادی نے بھی اس باندی سے کہا کہ یہ اسی قماش کا آدمی ہے اس سے مذاق مت کرنا یہ ضرور اپنی بات کو پورا کرے گا۔ اس کی دھمکی وہ بھی مرعوب ہو گئی اور اس نے یزید کو کوئی نازیبا لفظ نہیں کہا۔ راوی کہتا ہے کہ سعید العلاف اور قاری ابان اباضیہ فرقہ کے خارجی تھے۔

باندی کا ہدیہ

ربیع کی ایک لونڈی امۃ العزیز تھی جو نہایت خوبصورت تھے اور جس کے پستان ابھرے ہوئے تھے۔ ربیع نے اسے مہدی کے نذر کر دیا۔ مہدی نے جب اس کے حسن اور جوبن کو دیکھا کہا کہ یہ موسیٰ کے لئے مناسب ہے انہوں نے اسے موسیٰ کو دے دیا۔ موسیٰ اسے بہت چاہتے تھے اور ان کی تمام اولاد اسی کے بطن سے پیدا ہوئی۔

ربیع کو زہر پلانا

ربیع کے کسی دشمن نے موسیٰ سے کہا کہ میں نے ربیع کہ یہ کہتے سنا ہے کہ امۃ العزیزی سے زیادہ مجھے کسی

دوسری عورت سے اسقدر لطف جماع حاصل نہیں ہوا۔ یہ سن کر موسیٰ کو شدید غیرت آئی اور انہوں نے ربیع کو قتل کر دینے کی قسم کھائی۔ چنانچہ جب خلیفہ ہوئے تو ایک دن ربیع کو بلا کر اس کے ساتھ کھانا کھایا اس کی بہت خاطر تواضع کی اور شہد کی شراب کا ایک پیالہ اسے دیا۔

ربیع نے بیان کیا ہے کہ میں جانتا تھا کہ میری جان اس پیالہ میں ہے مگر مجبوری یہ تھی کہ اگر میں اسے روک دیتا تو وہ مجھے قتل کرا دیتے کیونکہ میں جانتا تھا کہ میرے ان کی باندی سے مجامعت کرنے کی جو شکایت ان سے کی گئی ہے اس کی وجہ سے وہ میرے دشمن ہو گئے ہیں میرا کوئی عذر اس وقت قابل پذیرائی نہ ہوگا اس خیال سے مجھے اس پیالہ کو پینا پڑا۔

وہاں سے ربیع اپنے گھر آیا اس نے تمام بال بچوں کو جمع کیا اور کہا کہ میں آج یا کل مر جاؤں گا۔ اس کے بیٹے فضل نے پوچھا آپ یہ کیا فرماتے ہیں اس نے کہا موسیٰ نے اپنے ہاتھ سے مجھے زہر کا پیالہ دیا ہے اس کا عمل شروع ہو گیا ہے جسے اب میں محسوس کر رہا ہوں اس کے بعد ربیع نے اپنی سب اولاد کو جو وصیت کرنا تھا وہ وصیت کی اور اس دیا دوسرے دن اس نے انتقال کیا۔ موسیٰ الہادی کے مرنے کے بعد رشید نے امۃ العزیز سے نکاح کر لیا اور اسی سے علی بن رشید پیدا ہوا۔

فضل بن سلیمان بن اسحاق الہاشمی کا یہ بیان ہے کہ اپنی خلافت کے پہلے ہی سال جب ہادی عیاباذ میں منتقل ہو گئے۔ انہوں نے ربیع کو منصب وزارت اور دفتر رسائل سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ عمر بن بزیع کو مقرر کیا۔ البتہ انہوں نے ربیع کو دفتر بندوبست کا ناظم بحال رکھا اور زندگی بھر یہ اس خدمت پر قائم رہا۔ ہادی کی خلافت کے چند ماہ بعد ربیع نے انتقال کیا۔ ہادی کو بھی اس کے مرنے کی اطلاع دی گئی مگر وہ جنازہ میں شریک نہیں ہوئے۔ ہارون نے جو ولیعہد تھا اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ ہادی نے ربیع کی جگہ ابراہیم بن ذکوان الحرانی کو مقرر کر دیا اور ابراہیم کی جگہ اسماعیل کو شام اور اس کے ملحقہ علاقوں کے دفتر بندوبست کا ناظم مقرر کیا۔

یحییٰ بن الحسن بن عبدالخالق' فضل بن الربیع کا ماموں بیان کرتا ہے کہ مجھ سے میرے باپ نے یہ بات کہی کہ ایک مرتبہ ہادی نے کہا کہ میں ربیع کو قتل کر دینا چاہتا ہوں مگر اس کی کوئی ترکیب سمجھ میں نہیں آتی سعید بن مسلم نے کہا کہ آپ کسی کو حکم دیں کہ وہ مسموم خنجر سے اس کا کام تمام کر دے اور جب وہ ربیع کو ختم کر دے پھر آپ اس قاتل کو فوراً قتل کر دیں۔ ہادی نے کہا یہ رائے مناسب ہے انہوں نے ایک شخص کو اس کام پر متعین کر دیا اور وہ ربیع کی تاک میں اس کے راستے پر بیٹھ گیا۔ ربیع کے ایک نائب نے دربار سے اٹھ کر فوراً ربیع کو اس سازش کی اطلاع دی کہ تمہارے متعلق ایسا حکم دیا گیا ہے اس نے اپنے معمول کا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کیا اور گھر پہنچ گیا پہلے تو جان بوجھ کر بیمار بنا پھر اس کے بعد واقعی بیمار ہو گیا اور آٹھ روز بیمار رہ کر وہ اپنی موت مر گیا اس کی وفات ۱۶۹ ہجری میں ہوئی یہی ربیع بن یونس ہے۔ فقط

تمت